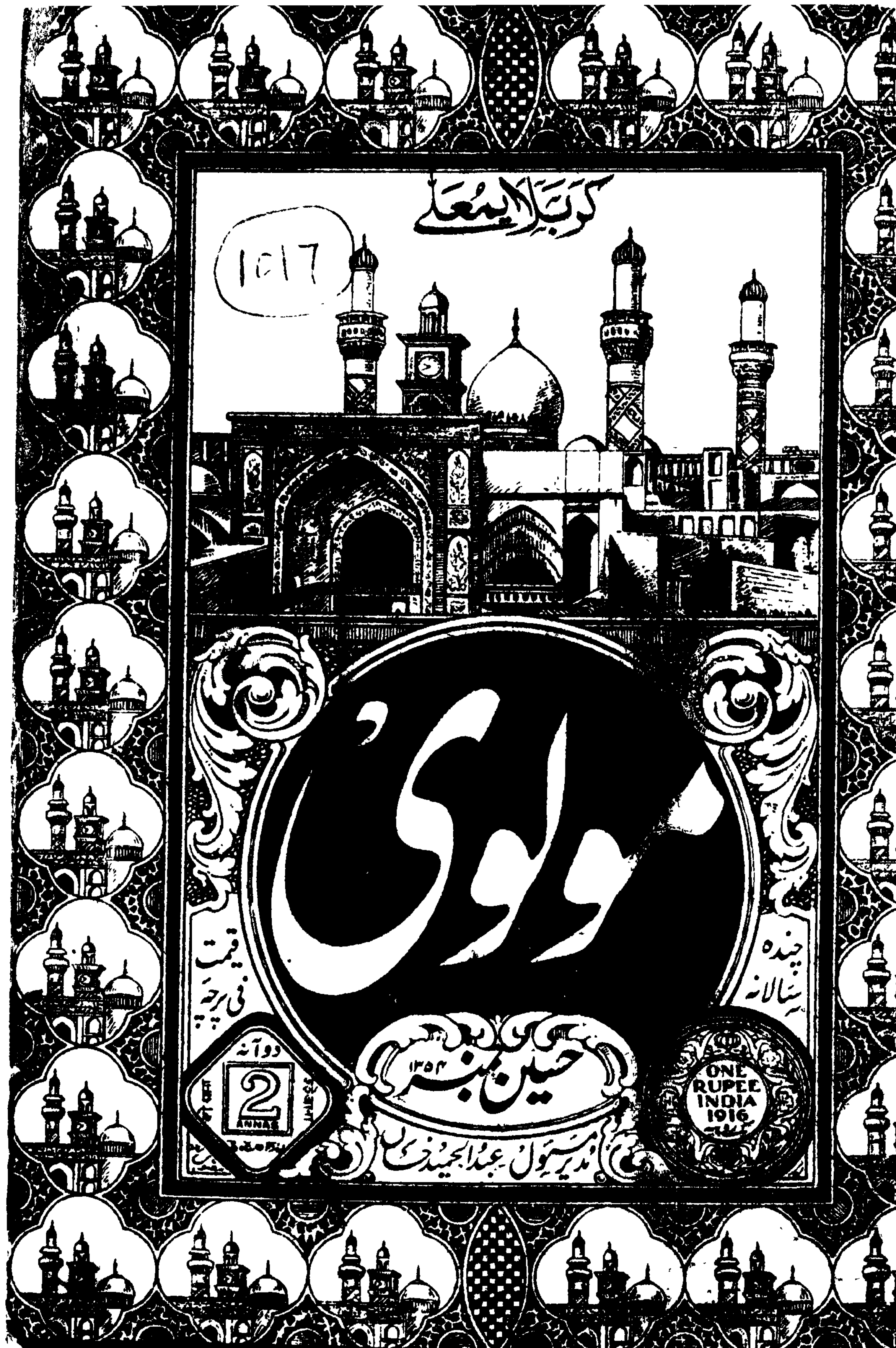
DUE DATE

Cl. No. Acc. No.

Late Fine Ordinary books 25 Paise per day. Text Book Re. 1/- per day. Over Night book Re. 1/- per day.


کربلائے معلی
1616
مولوی
قیمت فی پرچہ
چندہ سالانہ
دو آنہ
2
ANNAS
حسین نمبر ۱۳۵۴
ONE
RUPEE
INDIA
1916
مدیر مسئول عبدالحمید خاں

گُنی طاقت

کی بے مثل سُنہری گولیاں

عالی جناب مسیح الملک حکیم محمد احمد خان صاحب کا

عطیہ

سفر یورپ کے بعد

چالیس گولیاں تین روپے میں

ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۲ دہلی

جسکو

مرحوم حکیم اجمل خاں صاحب نے سنہ ۱۹۰۳ء میں بنایا

تار کا پتہ :- ہیڈ لیسنر   ٹیلیفون نمبر ۵۵۶۶

۱۹۲۵ کا تحفہ

سنہ ۱۹۳۵ کا خاص تحفہ

سچا شہادت نامہ

سنہ ۶۱ ہجری سے لے کر سنہ ۱۳۵۲ ہجری تک کسی زبان میں ایسا شہادت نامہ نہیں چھپا

دعویٰ

ایک ایک واقعہ [illegible] پڑھیے بالکل سچا ایک ایک لفظ اور ایک ایک فقرہ کو پڑھیے دل نشین اور موثر ہر واقعہ کے ساتھ میر انیس کا مرثیہ شامل ہو اس لیے سید درد [illegible] (۱) اتنا صحیح شہادت نامہ جس میں کوئی ایک روایت بھی غلط نہ ہو کسی زبان میں نہیں ہے (۲) اتنا موثر انداز بیان جو باوجود حیرت خیز ہونے کے دل میں اتر جائے کسی دوسری کتاب میں نہیں ہے (۳) ایسا مصدقہ واقعات کربلا نظم و نثر کے ساتھ کسی کتاب میں نہیں ہے شرط یہ ہے کہ اگر مذکورہ بالا دعویٰ غلط ہو یا آپ [illegible] مستند ہونے میں ایسا مستند، موثر اور دردناک شہادت نامہ پڑھا ہو یا دیکھا ہو، تو پڑھ لینے کے بعد اگر آپ کو ناپسند ہو تو مع محصول ڈاک دام واپس لے لیجیے یا [illegible] ہے۔ اور اس [illegible] کو نظر رکھ کر شامل کیجیے یا دوسری کتابیں منگا لیجیے لیکن بڑی تحقیق سے کام لیں۔ اور سب باتوں کو پیش نظر رکھ لیں کہ قیمت میں بہت سستا ہے [illegible] صفحات کی ضخامت ہے۔ بہت اچھی کتابت و چھپائی ہے کاغذ لائق ناروے کا سفید ہے اور قیمت بلا جلد صرف ایک روپیہ مجلد ایک روپیہ دو آنے منگاتے وقت مجلد یا بلا جلد ضرور لکھیے [illegible] محصول ڈاک ۵ زائد۔ اب میں کچھ نہیں عرض کر سکتا صرف فہرست مضامین نقل کئے دیتا ہوں آپ کو خود اندازہ ہو جائے گا کہ یہ کتاب کس پایہ کی ہے اور میں نے جو لکھا ہے صحیح ہو [illegible]

- ولادت تا رحلت رسالت
- تشبیہ بانی رسول سے
- تحقہ رسول امام
- تحقق نہایت
- [illegible] انقلاب
- صحابہ کرام کی محبت کے چند اہم واقعات
- حضرت حسین سے اظہار محبت
- شہادتیں حب اہل بیت
- اہل بیت کی پانچ فضیلتیں
- محبت اہل بیت کا حکم
- اہل بیت یا ب مغفرت ہیں
- مسلمانوں کی بنیاد حب اہلبیت پر ہے
- حسین کا دشمن خدا کا دشمن ہے
- محبت رسول کے چند اہم واقعات
- قدم امام سینہ رسول پر
- امام حسین کے بکریوں کی قدر
- جہاں رسالت میں
- فضائل اہل بیت میں قرآن پاک کی چند آیتیں
- حضرت عمر کی مرتبہ شناسی
- تعلیم و تربیت
- اخلاق و عادات
- سخاوت علم و دیگر صفات کرم
- تحمل و بردباری
- [illegible]
- سب سے پہلی بیعت خلافت
- خلافت رسول کے منسوخ [illegible]

- وفات رسول پر اہلبیت کے مصائب
- حضرت علیہ السلام پر دوسری مصیبت
- مصائب امام کا آغاز
- بیعت یزید کا فتنہ
- امیر معاویہ کا انتقال
- یزید کی تخت نشینی
- ولید حاکم مدینہ اور امام
- دربار رسول سے امام کا کوچ
- بی بی صغریٰ سے مفارقت
- بی بی صغریٰ کی حالت امام کے بعد
- قربانی امیر انیس سے
- امام نے جوار رسول کیوں چھوڑا
- بیعت یزید سے انکار کی وجہ
- یزید کی ضلالت پر دو رسالت
- شہادت امام کے متعلق انبیاء
- و احادیث
- حضرت علی کی روایتیں
- سفر شہادت
- حرم میں امام کا قیام
- کوفیوں کا سفارت
- کوفیوں کی حالت
- امام عالی مقام کے مکہ سے ترک وقت
- تحقیق حال کے لیے حضرت مسلم کی روانگی
- سست
- [illegible] کے گھر سے اٹھ کے گھر کی
- تبادلہ خیال کوفیوں کی بیعت

- امام عالی مقام کی کوفہ کو روانگی
- فرزند رسول کی بیغرضی
- ابن زیاد کی کوفہ کو روانگی
- ابن زیاد کے مظالم
- بیعت یزید کا جبر فتنہ
- فوج زیاد سے مسلم کا جہاد
- حضرت مسلم کی شہادت
- حضرت مسلم کے دو ساں بچے
- معصوم بچے زندان ستم میں
- حارث لعین کے ظلم سے
- معصوموں کے سر دربار ابن زیاد میں
- حارث کا انجام
- دوش محمد کا سوار منزل شہادت کی طرف
- حضرت مسلم کی شہادت کی اطلاع
- سلسلۂ منزل بمنزل
- حر سے ملاقات
- فرزند ساقی کوثر کا ایثار
- دشمنوں کی فوج امام عالی
- مقام کربلا میں
- ابن زیاد کا قاصد
- مسافر راہ شہادت قربانگاہ کربلا میں
- آہ اے سرزمین کربلا
- خیمہ اہل بیت دا [illegible]
- اہلبیت مقدس
- [illegible] اہل بیت

- عمر سعد کی آمد
- عمر سعد کی روانگی کربلا
- عمر سعد اور ابن زیاد کی مراسلت
- عمر سعد کی مجبوری ابن زیاد سے
- ابن زیاد کا عتاب نامہ
- دریائے فرات پر پہرہ
- سقائے اہل بیت کی خدمات
- بیعت یزید کا مطالبہ اور اس سے انکار
- امام عالی مقام کی ابن سعد سے ملاقات
- خطاب مبارک بہ اہل بیت
- نویں محرم کی شب عاشور
- ایک دن کی مہلت
- ساقی کوثر کی آل اور پیاس
- انتظار اور پیاس کا اضطراب
- صبح قیامت کی شب
- [illegible] امام سے دو دو خطاب
- اہل بیت کو تسلی و تسکین
- صبح قیامت کی نمود
- ایک حسینی کا خیمۂ نازنین
- صفوں کی درستی اور لشکر
- روایت الشہداء کی پہلی
- فرزند محمد کا عشق حق و صداقت
- خطاب بر پری کی تقریر
- دوسرا اور خطا رشد و ہدایت
- اہل بیت کو وصیت و نصیحت
- ضعیفی سے قتل کرانے کا [illegible]

- کوچہ پہنچا
- عمر و سعد کو خطبو
- امام کا شر لعین سے خطاب
- عمر و لعین سے دوبارہ خطاب
- گروہ نیا طین میں ایک سعید
- جنگ کا آغاز
- عمر سعد کا پہلا تیر
- کربلا کا پہلا دو زخی اور اس کا [illegible]
- [illegible] میدان جہاد میں
- دیگر رفقائے کار کی معرکہ آرائی
- میدان جنگ میں نماز جمعہ
- وقت کربلا میں خاندان رسالت کا پہلا شہید
- اولاد حضرت عقیل
- اولاد حضرت جعفر طیار
- حضرت امام حسن کی اولاد
- اولاد حضرت علی علیہ السلام
- حضرت امام کے فرزند
- حضرت عباس کی شہادت
- حضرت محمد بن مسلم کی شہادت
- حضرت جعفر بن عقیل کی شہادت
- حضرت عبدالرحمن بن عقیل
- حضرت عبداللہ بن عقیل
- حضرت زینب کے بچے
- بیا محرم کے بعد بیچے
- حضرت قاسم بن حسن کی شہادت
- حضرت عبداللہ بن حسن
- حضرت احمد بن حسن

- شیر خدا کے بیٹوں کی باری
- حضرت عباس علمدار کی [illegible]
- میدان میں حضرت عباس کی آمد
- سقائے سکینہ کی شہادت
- موسٹ مرنے کو بھر نکل پھیجا [illegible]
- فرزند حسین کی رخصت
- حضرت علی اکبر میدان شہادت میں
- شیر خدا کے پوتے کا رن
- پیاسا فرزند باپ کے پاس
- [illegible] اکبر کا بین
- تنہا شہید
- مظلومیت کا مرقع جا جگر
- امام تشنہ کام خیمۂ اہل بیت میں
- امام مظلوم کی دعا
- بیت الشرف سے [illegible]
- اہل بیت کرام پر امام عالی مقام کا آخری سلام
- سب کچھ جا چکا اب اور [illegible]
- امام عالی مقام کا رجز
- طوفان ظلم میں مظلومیت کی [illegible]
- سید مظلوم کی پیش قدمی
- لب تشنہ آب [illegible]
- نیزہ عالی پر دو بارہ ورود
- امام دو سرا پر جو ہو شہیدا ہیں
- حضرت امام کا فرش خاک کے فرش پر
- امام حسین دور ایک [illegible]
- [illegible]

- اہل بیت کی آخری مناجات
- وفات امام آغوش اجابت میں
- بیماروں کو زخم یہ امام اور اہل بیت پر
- [illegible] تباہ سید کو [illegible]
- لاشہ اطہر کی پامالی
- اہل بیت کو لوٹ دیا گیا
- سجاد بیمار کے قتل کا ارادہ
- شہدا کے لاشوں پر [illegible]
- ابن سعد کا بھاگ کوفہ میں
- شہدائے کربلا کی تدفین
- شہدائے کربلا کے سر نیزوں پر
- ابن زیاد کا دربار اور اہل بیت
- ابن زیاد کا خطبہ
- سید عالی مقام کو آل رسول کا [illegible]
- [illegible] کی کرامات
- دمشق میں اہل بیت کا ورود
- قرآن مبارک کے ساتھ گستاخی
- دمشق سے مدینہ کی واپسی
- مظلوم و بیکس اہل بیت مدینہ میں
- سیدہ زینب رسول کے حضور
- اسوۂ حسینی
- قاتلین حسین کا عبرتناک انجام
- آل محمد کا انجام
- عمر و سعد کا عبرتناک حشر
- شمر کی موت کتوں سے بدتر
- ابن زیاد کو سولی اور [illegible]
- [illegible] کر
- [illegible] جن کر آگے

یہ فہرست ہے بے نظیر شہادت نامہ کی برادران اہل بیت کیلئے، اگر آپ کے دل میں حب اہلبیت ہے اگر آپ کے قلب میں ایثار حسین کی عزت ہو، اگر آپ آقائے نامدار رسول کریم کے نواسے اور ان کے [illegible] سے محبت کرتے ہیں تو آل رسول کا اس حق پہ دو رکا نامہ کو حرز جان بنائیے، خود پڑھئے، گھر والوں کو سنائیے تاکہ قلب میں حب اہل بیت کی ضیا منور ہو۔ [illegible] محبت کے برابر ہے۔ اگر آپ نے فوراً نہ منگایا، تو شاید یہ ایڈیشن بھی آپ کو نہ مل سکے جیسا کہ پچھلے محرم میں ہوا تھا۔ ملنے کا پتہ منیجر مجیدیہ پریس دہلی

صفر ۱۳۵۴ھ کے پرچہ کا انتظار نہ فرمایئے اب ۱۲ ربیع الاول کو انشاء اللہ رسول نمبر نکلے گا

رسول نمبر ہر سال کیوں شایع ہوتا ہے

جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھیلائے ہوئے خدا کے پسندیدہ دین اسلام کے متعلق پوری معلومات بار بار چھپنے شایع ہوتی رہتی ہے کیونکہ یہی تعلیم رسول اللہ کا کیرکٹر بھی تھا لیکن یہ اس لئے شایع ہوتا ہے کہ آپ ایک سچے مسلمان بننے کے لیے اپنے آپ کو رسول اللہ کے سانچے میں ڈھال لیں

رسول کریم کی سچی تصویر آپ کو ہر سال مولوی کے رسول نمبر میں ملتی ہے، اگر آپ اپنی نقوش پر اپنی تصویر بنالیں تو پھر آپ ایسے کامل انسان ہو جائیں، کہ آپ کا وجود آپ کے گھر، خاندان کے لیے ہی نہیں، آپ کے محلہ، گاؤں، قصبہ اور شہر اور ملک کے لیے مبارک ہو جائے، اور یہی تبلیغ اسلام کی بنیاد ہے۔ اصل بات بحیثیت انسان کے آپ جو کچھ ہیں، رسول کریم بھی نبی ہونے کے علاوہ بالکل ایسے ہی ایک انسان تھے، اور دنیا کے سب کام انسانوں کی طرح ہی کرتے تھے، لیکن ہم میں اور ان میں اتنا عظیم فرق بحیثیت انسان کے کیوں ہے، جب کہ ہم ان ہی کے متبع ہونے اور ان کے ہی قدم بقدم چلنے کے دعویدار ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کے کسی شعبہ میں بھی رسول کریم کے کیرکٹر کو سامنے نہیں رکھتے۔ اسی لیے دنیا میں ہماری کوئی عزت نہیں، بھلا رسول کریم کا اتباع کرنے والا، دنیا میں کس مپرسی کی حالت میں رہ سکتا ہے۔ گذشتہ سال معلوم، آیئے اب آپ اور میں مل کر اس مرتبہ پھر رسول کریم کا صحیح مرقعہ دنیا کے سامنے پیش کر کے اپنے بھائیوں کو سچا مسلمان بننے کی دعوت دیں، اور اس سال کا رسول نمبر ہر مسلمان کے گھر پہنچا دیں، اور کہدیں کہ بھائیو اگر تم دنیا میں معزز بننا چاہتے ہو، تو رسول نمبر کو دیکھ دیکھ کر رسول کریم کی تقلید کرو۔ اب تک ہمارے علما کی یہ تعلیم رہی تھی، کہ وہ صرف دین سنوارنے کی ہی ترغیب دیا کرتے تھے، اور دنیا کی طرف سے مسلمانوں کی آنکھیں بند کرادی تھیں، لیکن مولوی رسول نمبر اس لیے شایع کرتا ہے کہ تم اپنی رسول میں اور ۱۳۵۴ھ کا رسول نمبر اسی بات کو مدنظر رکھ کر لکھوایا گیا ہے اور اس مرتبہ رسول کریم کی خاص

اپنی "دنیا سنوار لو" "دین" خود بخود سنور جائیگا دنیاوی حیثیات آپ کے سامنے پیش کی جائیں گی۔ اگر وہ آپ پر اثر انداز ہو گئیں، تو آپ بہترین بن جائیں گے۔ پھر ایسا دنیادار وہ دنیادار ہوگا۔ جیسے خالص دیندار ہی نہیں فرشتے بھی قربان ہو جائیں گے۔ آج شاید آپ میرے خیال سے متفق نہ ہوں، اور مولوی

دنیا دار کی زبان سے یہ بات سننے کی توقع نہ رکھتے ہوں، لیکن رسول نمبر پڑھنے کے بعد آپ کہیں گے کہ کاش ہماری دنیا ایسی ہوتی **الدنیا مزرعة الآخرة**

رسول نمبر کے مضامین جو لکھے جارہے ہیں وہ یہ ہیں

دماغ خلیل و نوید مسیحا	مظلوم نبی	لاثانی تاجدار کا لاثانی دربار
پیکر نور انسان	مدینہ کا چاند	پرشکوہ حاجی
نجیب پیامبر	کامیاب کمانڈر	یگانہ روزگار فرمانروا
اچھا بچہ	ممتاز سپہ سالار	نادر کار موحد
شریف جوان	کریم النفس جرنیل	پرجوش عابد
خوش مزاج شوہر	رحمدل فاتح	عظیم الشان مصلح
شفیق باپ	فقید المثال مبلغ	جمہوریت نواز قائد
مہربان آقا	مایہ ناز منتظم	اولوالعزم متوکل
دیانتدار تاجر	کثیر المشاغل حکمراں	خلیق تر انسان
افسانہ حال قرآن	بہترین صفائی پسند	کامل انسان
مجاہد پیغمبر	سادگی پسند رہبر	صنف نازک کا سب سے بڑا حامی
جامع اوصاف لیڈر	بے مثل معلم	بہترین دوست
نرم نصیب بھتیجہ	عاقل مقنن	عیب پوش بھائی
طائف کا بے کس مبلغ	حلیم الطبع صادق	بلند پرواز مرشد

لطف یہ ہے کہ ان مضامین کو اسی ترتیب سے پڑھا جائے گا، تو یہ رسول کریم کی

مکمل سوانح عمری بھی بن جائے گی۔ اور بالکل ترتیب وار سوانح حیات بھی مع زاد ہم ثواب، رسول کریم کا ماڈل کیرکٹر بھی سامنے ہوگا۔ اور سیرۃ رسول کی مقدس و کامل کتاب بھی، جو ایک روپیہ سے زیادہ قیمت کی ہو

آثار مقدسہ کے عکسی فوٹو بھی جا بجا ہونگے ابھی تعداد نہیں بتا سکتا، جمع کر رہا ہوں، خدا نے چاہا تو پچھلے سال سے زیادہ نہ ہونگے تو کم بھی نہ ہونگے۔

شیدائیان رسول ہوشیار ہو جائیں ان کے کام کرنے کا وقت آگیا ہے قدم قدم پر زیادہ سے زیادہ روپے کی ضرورت ہے اس رسول نمبر پر سات ہزار روپے سے زائد خرچ ہوگا۔ اور میری تھیلی میں سات پیسے بھی نہیں ہیں ہمیشہ آپ ہی دیتے ہیں، جلدی سے بھیج دیں گے تو رسالہ وقت پر شایع ہو جائے گا، دیر ہوئی تو آپ ہی مکدر ہونگے، اور میں بھی دلگیر کی آپ سے درخواست کرتا ہوں، خواہ نئے خریدار بنا کر دیجئے خواہ

پانچ روپے کی کتابیں خرید کر اب کے میں نے روپیٹ کرنہیں کہا ہے دیکھو آپ اس سادی سودی غریبانی درخواست سے متاثر ہوتے ہیں یا نہیں

خدمتگذار عبد الحمید خاں مدیر مولوی دہلی

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون

شاہ است حسین
بادشاہ است حسین
دین است حسین
دین پناہ است حسین

رسالہ مولوی دہلی کا
حسین نمبر
سنہ ۱۳۵۴ ہجری

سر داد نہ داد
دست در دست یزید
حقا کہ بنائے
لا الہ است حسین

جلد ۲۱	بابت ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۵۴ھ	نمبر ۱

شہادت ابن رسول خیر الانام حضرت امام حسین علیہ السلام
کے
المناک واقعات

نوشتہ عالی جناب مولوی سید شریف احمد صاحب مارہروی

پہلی مجلس

فضائل اہل بیت

اہل بیت اطہار کی فضیلت نہ صرف یہ کہ بے شمار احادیث سے مسلم ہے بلکہ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس فضیلت کو نمایاں کر دیا ہے اور متعدد نصوص و آیات اس حقیقت پر شاہد ہیں، کہ اہل بیت اطہار سب سے بہترین اور پاکیزہ ترین مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف لفظوں میں ارشاد فرماتا ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا اے اہل بیت اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم سے تمام برائیاں دور کر دے اور تمہیں پاکیزگی و طہارت کا ایک پیکر بنا دے جسے باری تعالیٰ خود پاک کر دے، جن کی تطہیر کے لئے قرآن کریم میں آیۂ تطہیر نازل ہو، اور جنہیں پاکیزہ و مطہر بنانے کا کل خود دست قدرت شروع کرے ان کے تقدس و فضیلت سے کسے جرأت انکار ہو سکتی ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم اللہ تعالیٰ اس وقت تک انہیں مبتلائے عذاب نہ کرے گا جب تک کہ آپ ان میں موجود ہیں، اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے خود رسول کریمؐ نے اہل بیت کو امان ارضی اور اپنی ذات اقدس کو ان کی امان قرار دیا۔ اور فرمایا جس طرح ستارے امان اہل فلک ہیں، اسی طرح اہل بیت امان ارض ہیں، جب اہل بیت دنیا میں نہ رہیں گے تو دنیا والے وہ چیزیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے (مسند امام حنبل) آیت ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا ویتیما واسیرا اور آیت ویؤثرون علیٰ انفسھم اہل بیت اطہار ہی کی شان میں نازل ہوئی ہیں، جس پر سب کا اتفاق ہے جس وقت آیۃ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو والآصال نازل ہوئی تو خود حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت فاطمہ و علی کے کاشانہ مبارک کی طرف انگلی اٹھا کر پوچھا، کہ یا رسول جن گھروں کا ذکر اس آیہ مبارک میں کیا گیا ہے، کیا انہیں یہ گھر بھی شامل و داخل ہے، جواب تھا نعم من افاضلھا بے شک نہ صرف یہ کہ گھر شامل ہے بلکہ مذکورہ گھروں میں یہ "بہترین گھر" ہے۔

اسی طرح خود حضرت شاہ مرتضیٰ علی کا ارشاد ہے کہ قرآن کریم کی آیۃ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون میں اھل الذکر سے مراد ہم اہل بیت ہیں۔ اور ناواقفیت پر ہمیں سے پوچھنے اور دریافت کر لینے کا حکم ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ

قرآن ہے ام یحسدون الناس علی ما اتٰھم اللہ من فضلہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز تمہیں اپنے فضل و کرم سے عطا کی ہو دنیا والے اس پر حسد کرتے اور جلتے ہیں۔ اس آیہ پاک کی تفسیر میں حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ قسم ہے عظمت و ہیبت و عزت کی کہ وہ لوگ ہم ہی اہل بیت ہیں جن سے دنیا نے حسد کیا (صواعق محرقہ)۔ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اہل بیت کے شرف و احترام اور ساتھ ہی اقتدار کو دیکھ کر جلنے اور حسد کرنے والے ساتھ ہی ساتھ صدیوں تک مستقل طور پر موجود رہے پہلی صدی ہجری کے بعد تک تو مسجد کے منبروں پر ان بزرگوں کے خلاف لعن طعن کی جاتی رہی۔ بنی امیہ ہی نہیں بنی عباس بھی انھیں دیکھ دیکھ کر حسد کرتے رہے اور اسی حسد و کینہ کے کرشمے اور ثمرات تھے کہ ان کی مطہر نسل ہی کو سرے سے منقطع کر کے رکھ دینے کی ایک ہولناک و جاہلی سعی کی گئی قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خود محبت اہل بیت کتنی عزیز ہے

محبت اہلبیت اور احادیث نبوی

قرآن کریم میں ہی نہیں اور بھی متعدد آیات موجود ہیں

قرآن کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ مفسر قرآن نے اس ولاء القرآن کے ذیل میں کیا کہا عن ابن عباس رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نحن اھل البیت مفاتیح الرحمۃ وموضع الرسالۃ ومعدن العلم حضرت عباس رضی روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم نے فرمایا کہ ہم اہل بیت رحمت ایزدی کی کلید موضع رسالت اور علم کا معدن ہیں کتنی زبردست فضیلت اور کتنی شاندار توجیہ فضیلت ہے اول تو علم خود ہی بڑی چیز ہے پھر نہ صرف علم جاننے والے بلکہ علم کی کان علم کا سرچشمہ علم کا منبع ہونا اعتبار سے ایک ہی تنہا فضیلت کیا کم ہے کہ رسالت کا تاج انہی میں اترا پھر کلید رحمت یعنی جو اللہ کی رحمت کے حصول کی آرزو رکھتا ہو وہ ان کنجیوں سے کام لے ان کا وسیلہ ڈھونڈے ان سے دعا کرائے ان سے محبت کرے۔

کھلی ہوئی بات ہے کہ محبوب کا محبوب بھی محبوب تر ہوتا ہے رسول کریم اللہ تعالیٰ کے محبوب اور اہل بیت رسول کریم کے محبوب پھر کیونکر توقع ہو سکتی ہے کہ اہل بیت کے مخالف اور دشمنی رکھنے والے نجات پا سکیں گے ایک اور حدیث ہے جس کے راوی حضرت حنش ابن معتمر ہیں کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر کو در کعبہ پر دیکھا جو فرما رہے تھے کہ میں نے رسول کریم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے اہل بیت کی حیثیت تمہارے لئے ایسی ہے جیسے کشتی نوح جیسی ہے جو اس پر سوار ہوا محفوظ رہا اور جو اس سے الگ رہا غرق ہو گیا کتنی صاف بات ہے اور فضیلت اہل بیت پر اس سے کتنی تیز روشنی پڑتی ہے گویا محبت و عداوت دونوں کے نتائج کا نقشہ سامنے پیش کر دیا ہے۔ دنیا کیا ہے یہ بھی ایک طوفان گاہ حوادث ہے جو اہل بیت سے محبت کریگا وہ ضرور ساحل امن پر پہنچ جائے گا اور جو بدبخت جوش عداوت میں علیحدہ رہیں گے وہ اسی طرح قہر خدا کے مورد بنیں گے جس طرح قوم نوح بنی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم نے فرمایا کہ جن لوگوں کو میرے اہل بیت سے محبت ہوگی وہ سات خوفناک مواقع پر اس سے فیضیاب ہوں گے نزع کے وقت، قبر میں جانے وقت، قبر سے اٹھائے جانے کے وقت، حساب و کتاب کے وقت، میزان عمل کے وقت، پلصراط سے گذرنے کے وقت۔ پہلے تو آپ ان مواقع کی ہیبت افزا نوعیت پر غور کیجئے ان کٹھن منازل کی لرزہ خیزیاں سوچئے اور پھر محبت اہل بیت

کی نگاہ و اظہار بیان نہیں نظر آتا ہے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ ان [illegible] کا مفہوم اچھی طرح آپ کے ذہن نشین کرادیں۔ محبت یہ نہیں کہ سال بھر میں چند دن کے لئے ماتمی لباس زیب کر لیا سیاہ کپڑے پہن لئے [illegible] محرم کے [illegible] مجلسیں منعقد کر لیں اور شعر پڑھ لیے [illegible] اہل بیت و سرین مجروح کر لیے نہیں اور ہرگز نہیں۔ محبت تو یہ ہے کہ محبوب کا نام کام اور عمل سب پیارا ہو فاتبعونی یحببکم اللہ کی عملی تفسیر ہو [illegible] محبت اہل بیت یہ ہے کہ اہل بیت اطہار کے اسوۂ عمل کو ہر [illegible] بنا لیا جائے اور ہر لمحہ میں ان کی نظیر تلاش کی جائے۔ یہ محبت اہل بیت کے [illegible] میں جا بجا بکثرت [illegible] کے ساتھ بیان کئے جا رہے ہیں تو کیا ان کا مطلب صرف [illegible] کر لینا اور زبان سے [illegible] کر دینا ہے ہرگز نہیں [illegible] کر کبھی کچھ نہیں [illegible] ہماری اور آپ کی تو حقیقت کیا ہے خود رسول کریم کا عمل دیکھئے کہ کتنی مصروف اور باعمل زندگی تھی۔ اللہ سے کتنا ڈرتے تھے کس خلوص و خشوع سے عبادت کرتے تھے زندگی میں اعلاء حق کی خاطر کتنے زہرہ گداز مصائب و آلام برداشت کئے اور کس خندہ پیشانی سے کئے۔

حضرت بی بی فاطمہؓ کا رتبہ کتنا افضل ہے کیا رسول کریم نے آپ سے صاف نہ کہہ دیا تھا کہ بیٹی رسول کی بیٹی ہونا کچھ کام نہ آئیگا وہاں تو صرف عمل کی پرسش ہوگی عمل کرو۔ حضرت نوحؑ کے بیٹے تھے مگر بے عملی نے انھیں ڈبو دیا۔ حضرت لوطؑ کی بیوی آخر حرم پیمبر تھیں لیکن پیمبر کا عدم اتباع گمراہی کا باعث بن گیا۔ لیکن فرعون کی بیوی کو عمل نے زمین سے اٹھا کر آسمان پر بٹھا دیا۔ اسلام میں عمل سب سے اہم چیز ہے جب تک ہم اپنے عمل سے محبت اہل بیت کا مظاہرہ نہ کریں اس وقت تک ہماری محبت کو کیا وقعت حاصل ہو سکتی ہے کوئی مسلمان اپنے اسلام کا لاکھ دعویٰ کیا کرے اگر وہ صوم و صلوٰۃ کا پابند نہیں تو اس کا اسلام کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ اس بیٹے کی محبت کو کون محبت کہہ سکتا ہے جو زبان سے تو باپ کی محبت کا مدعی ہو مگر عملاً باپ کا کوئی کہنا نہ سنے اور ہر کام اس کے مزاج و حکم کے خلاف کرے۔

دیکھئے کفار کو اپنے آباء و اجداد کے اتباع پر کس شدت سے ناز تھا اور وہ اپنی آبائی مراسم کو کسی نہج بھی چھوڑنے پر تیار نہ تھے پھر ہم اگر مدعی محبت اہل بیت ہو کر بھی اہل بیت کا اتباع نہ کریں تو پھر کس منہ سے ان کی محبت کا دعویٰ کر سکتے ہیں اہل بیت اطہار کی محبت عین رسول کریم کی محبت ہے اور رسول کریم کی محبت عین اللہ کی محبت ہے مگر اللہ تعالیٰ کی محبت کا راز زبانی دعاوی میں نہیں بلکہ رسول کریم کے اتباع میں مضمر ہے فاتبعونی یحببکم اللہ اہل بیت اطہار کا اسوۂ عمل کیا ہے صبر و رضا، زہد و اتقا، جہاد بالنفس والمال، حق پرستی، حق گوئی، توحید حق و تواصی بالصبر۔

محبت اہل بیت کی کامگاریاں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کیونکہ تمہیں گوناگوں نعمتیں عطا فرمائے ہیں اس لئے اس سے محبت کرو اور اس کی محبت ہی کی بنا پر مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی بنا پر میرے اہل بیت سے محبت کرو۔ سمجھئے اور غور کیجئے کہ یہ حدیث قدسی کتنی بلیغ ہے اور اس سے اور امور کے علاوہ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اہل بیت کی محبت عین اللہ کی محبت ہے اس لئے کہ جسے اہل بیت اطہار سے محبت ہوگی وہ رسول کریم سے بھی ضرور محبت کرے گا اور رسول اللہ کی محبت اللہ کی محبت پیدا کرے گی (ترمذی)

... سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ... میرے اہلبیت کی مثال تمہارے اندر ایسی ہی ہے جیسے نوح کی کشتی ... جو اس میں سوار ہو گیا بخشا گیا" کیا اس کا یہ مفہوم نہیں کہ جو مسلمان اہل بیت اطہار کی محبت میں سرشار ہوں گے اور ان کے اتباع کو ضروری سمجھیں گے ... اور اللہ تعالیٰ مہربان ہو کر ان کے تمام معائب دور کر کے انہیں نجات عطا کرے گا۔

اس سے بڑھ کر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی میرے اہلبیت سے محبت کریگا میں نے اس کے لئے خدا سے عہد لیا ہے"۔ یہ روایت حضرت ابوبکر صدیق کی ہے۔ حضرت صدیق اکبر کی ایک دوسری روایت ہے کہ "ہم نے رسول کریم کو ایک خیمہ میں ایک عربی کمان سے تکیہ لگائے ہوئے دیکھا اس وقت حضرت علی، فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین بھی موجود تھے فرمانے لگے کہ میں اس خیمہ والوں کے ساتھ صلح رکھنے والوں سے صلح کرنے والا اور ان سے جنگ کرنے والوں سے جنگ کرنے والا ہوں۔ جو نیک بخت پاکیزہ ولادت ہوگا وہ ان سے محبت کریگا اور جو بدذات و بدبخت ہوگا وہ انہیں دوست نہ رکھیگا" یہ مستند احادیث ہیں رسول کریم کو اللہ تعالیٰ نے تمام آئندہ واقعات سے واقف و باخبر بنا دیا تھا اور آپ بحکم ایزدی حجت تمام کرنے کے لئے سب کچھ پہلے ہی مسلمانوں کو بتا دیتے تھے۔

... آپ کو اہل بیت اطہار سے محبت تھی اور ہونی چاہیئے کہ ہر نیک دختر ... بڑے لوگ بھی اپنے خاندان اور گھر والوں سے محبت رکھتے ہیں انسان تو انسان حیوانوں اور درندوں کو بھی اپنے بچوں سے محبت ہوتی ہے لیکن آپ کو مسلمانوں سے بھی محبت تھی اس لئے آپ بار بار اور موقع بہ موقع انہیں محبت اہلبیت سکھاتے، معاصی کبریٰ سے اجتناب کی تعلیم دے رہے تھے اور چاہتے تھے کہ ... کربلا اور بنی امیہ کے جھگڑے ہوئے اقتدار پرستانہ فتنے کی آگ کا ایندھن بننے سے امت جس حد تک بچ سکے اتنا ہی بہتر ہے کتنے بدبخت تھے وہ لوگ جو سب کچھ جانتے اور سمجھتے ہوئے اس آگ میں کود پڑے اور جنھوں نے اہل بیت اطہار سے جنگ کر کے دشمنان رسول کی جہنمی فہرست میں اپنا نام لکھا لیا۔

عبرتناک حقائق

حضرت امام حسنؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ ہر ایک چیز کی ایک بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد محبت رسول اور آل رسول ہے۔ یہاں تک تو صرف محبت رسول و آل رسول کو بنیاد اسلام ہی بتایا گیا لیکن عبدالمطلب بن ربیعہ کی روایت کے مطابق رسول کریمؐ نے ایمان کی بقاء و قیام کا باعث بھی محبت اہل بیت کو بتایا اور صاف الفاظ میں فرمایا کہ لوگوں کے قلوب میں صرف میرے اہل بیت ہی کی وجہ سے ایمان داخل ہوتا ہے۔ اب ہم اس مضمون کو یہیں ختم کر کے یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت امام حسینؓ کے متعلق خصوصیت سے رسول کریمؐ نے کیا ہدایت کی ہے گو اہل بیت اطہار میں آپ بھی شامل ہیں لیکن چونکہ مرکز معاندت و مصائب آپ ہی کی ذات گرامی تھی اس لئے ضروری ہو کہ ہم ذات گرامی کے متعلق بھی احادیث نبوی تبلیغ کریں اور کوئی شائبہ اشتباہ باقی نہ رہنے دیں۔

ارشاد نبوی ہے ایسا ارشاد جس کی صداقت سے دشمنان اہلبیت کو بھی جرأت انکار نہ ہو سکی وہ یہ کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ "حسینؓ کی دوستی میری دوستی اور حسینؓ کی عداوت میری عداوت ہے۔ پھر فرمایا "جس نے حسینؓ کو دوست سمجھا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا جس نے حسینؓ سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی"۔ کیا اس حدیث کے پیش نظر یزید، ابن زیاد، ابن سعد، شمر اور ان کے رفقاء و لشکر دشمنان خدا و رسول نہیں قرار پاتے اور اگر پاتے ہیں تو پھر دنیا میں ان سے زیادہ لعین و شقی اور کون ہو سکتا ہے۔ بیشک کفار و مشرکین نے بھی اپنے عہد میں رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاندت و ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا لیکن انھوں نے جو کچھ کیا بحالت شرک و کفر کیا لیکن جنھوں نے مسلمان بنتے ہوئے توحید و رسالت پر ایمان لاتے ہوئے اور سب کچھ جانتے ہوئے محض ایک عارضی فانی اور اقتدار سیاسی کے لئے حضرت اللہ کے گلے پر چھری اور ان کی لعش مبارک کو گھوڑے کی ٹاپوں سے کچل کر پسلیاں تک توڑ دیں تصور میں نہیں آ سکتا کہ وہ شقاوت و لعنت کے کتنے مدارج و مراتب طے کئے ہوئے تھے۔ اللہ اللہ کیا وہ مسلمان جو مسلمان کہلاتے تھے اور پیشوائے مرسلین کے نواسے کو چند ٹکڑوں کے لئے تڑپا کر مار رہے تھے۔

وہ حسینؓ جو عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کے مطابق گلشن رسالت کے شگفتہ پھول تھے، وہ حسینؓ جنھیں رسول کریمؐ جوانان جنت کا سردار فرما گئے تھے، وہ حسینؓ جن کے متعلق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علانیہ فرمایا تھا کہ حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں اور جو حسینؓ کو دوست رکھیگا اللہ تعالیٰ اسے دوست رکھیگا۔ دشت کربلا میں شہید ہو، مسلمانوں ہی کے ہاتھوں شہید، کلمہ پر درود شریف پڑھنے والوں ہی کے ہاتھوں شہید ہو اور اس کا جنازہ آسمان کے شامیانے کے نیچے تین شبانہ روز ابلق ایام کی سفید و سیاہ چادروں میں لپٹا ہوا پڑا رہے کتنا دردناک اور لرزہ خیز نظارہ اور عدوان اور کتنا خوفناک عدوان ظلم اور بہتان؟ خدا ہی جانتا ہے کہ ان بدبختوں اور تیرہ نصیبوں کے پہلو میں دل ... تھے یا نہیں۔

انسان! اللہ اکبر! جاننے والا ہی جانتا ہے کہ کیسا ... تو مسجود ملائک بنتا ہے فرشتگان مقربین سے منزلوں آگے نکل جاتا ہے اور جب شرک کی طرف مائل ہوتا ہے تو اللہ جانے اس کی شقاوت اسے "اسفل السافلین" کی گہرائیوں میں سے کونسی انتہائی گہرائی ہے جس میں اسے پھینک دیتی ہے سانپوں کے مساکن، بچھوؤں کے سوراخوں، درندوں کے بھٹوں اور شیروں کے اشیانوں تک پہنچکر تو سلامتی کا کچھ نہ کچھ امکان باقی بھی رہ جاتا ہے۔ چیتوں اور خونخوار بھیڑیوں سے بھی بچنا امکانی امر ہوتا ہے لیکن انسان سے انسان کو پناہ نہیں مل سکتی رات دن خون پیکر رہنے والے اور اپنی زندگی لحم و استخوان ہی پر بسر کرنے اور چیر پھاڑ کر رکھ دینے والے درندوں اور وحوش و بہائم کو بھی عذاب و عقاب کے وہ طریقے اور وہ ڈھنگ ان کی درندگی تعلیم نہیں کرتی جو انسان کو انسانی خباثت سکھا دیتی ہو۔

یقینا مردود ازلی شیطان رجیم کی بھی جرأت اپنے روایتی مظاہرہ اغوا فریب کے باوجود نہ پڑی ہوگی کہ میدان کرب و بلا میں قدم رکھ سکے اور اس غضب خیز و غضبناک موقعہ پر کسی کو ورغلانے اور بہکانے کی مجال پیدا کر سکے کہ وہ قہر و جلال ربانی کا رمز شناس تھا لیکن حضرت انسان کی یہ ڈھٹائی یہ بے باکی یہ طوطا چشمی یہ کافر نعمتی یہ برہم زنی ارض و فلک یہ شیطنت و بربریت ملاحظہ فرمائیے کہ جب

یہ حضرت شقاوت و جسارت پر اتر آئے تو خدا کو بھولے رسول کو بھولے محبت اہل بیت کو بھولے قہر و جلال ربانی کو بھولے اور محض چند روزہ محدود اور باطل اقتدار دنیوی جاہ و مال، چند سنہری ٹکڑوں اور حکومت رے کے لئے چشم و چراغ اسلام کے مطہر و مقدس نواسہ رسول کے پیارے اور کروڑوں مسلمانوں کی آنکھ کے تارے حضرت امام کو ایک بے آب و گیاہ میدان میں بھوکا رکھ کر پیاسا بلکہ جلا دینے والی دھوپ میں جلا کر، راہیں بند کر کے چاروں طرف سے گھیر کر ان کے پیاروں اور پیاریوں کی نگاہوں کے سامنے زمین و آسمان کے سامنے چمکنے والے آفتاب کے سامنے اور سب سے بڑھ کر قہار و جبار مالک یوم الدین کے سامنے بھوکوں تلواروں اور نیزوں پر دھر لیا ذبح کر دیا، سر کاٹ لیا نعش مبارک کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچلوا دیا۔ بے گور و کفن چھوڑا شہدا کے سر نیزوں پر رکھے سراپردگیان عفاف کو برہنہ سر و چہرہ اونٹوں کی برہنہ پشت پر سوار کیا اور پھر جلوس نکالا کی طرح باجے بجاتے اور خوشیاں مناتے اور اچھلتے کودتے کوفہ کی طرف چل دیے۔

یہ سوگند، خدا اور رسول تصور کی تمام خداداد قوتیں اس شقاوت و کفر قلبی کے مرض و عشق کی پیدائش سے قاصر ہیں سوچتے سوچتے دماغ چکرانے لگتا ہے سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت پناہ مانگتے رہنا چاہیے ہم تو چیز ہی کیا ہیں یہ تو وہ انسان تھے جنہیں تابعین تربیت کے لئے موجود تھے صحابہ کرام موجود تھے قرب نبوت تھا ایمانوں کی حفاظت کرنے اور قعر جہنم سے بچانے والا دین ہی موجود تھا اور عمل کا کیا خیال کریں کیا سمجھیں!

سیدنا امام حسین کی پیدائشی منزلت

تاریخ شاہد ہے کہ حضرت امام بروز پنجشنبہ ۵ شعبان المعظم ۴ھ کو مدینہ منورہ میں منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوراً تشریف لے گئے بہت خوش ہوئے محبت سے آغوش میں لے لیا اور دونوں کانوں میں اذان و اقامت کہی نام بھی خود ہی تجویز کیا ساتویں روز عقیقہ کیا دو مینڈھے ذبح کئے اور بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی نہایت حسین و خوبصورت اور رسول کریم کے ہمشکل تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے بے حد پیار اور عاشقانہ محبت تھی۔ ایک دفعہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ دونوں بھائی ڈگمگاتے ہوئے سامنے آتے دکھائی دیے دوڑ کر گئے گود میں اٹھا لیا اور لا کر سامنے بٹھا لیا اور محبت سے فرمایا لوگوں اللہ تعالیٰ نے درست فرمایا ہے کہ مال اور اولاد بہت بڑی آزمائش ہے دیکھو حسینؓ کو آتے دیکھ کر مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور خطبہ چھوڑ کر انہیں گود میں اٹھا لیا۔ انتہائے شفقت یہ تھی کہ رسول کریمؐ دونوں نواسوں کو کندھوں پر اٹھا کر لاتے تھے وہ نماز میں بھی کھیلتے رہتے اور پشت مبارک پر سوار ہو جاتے حضرت عبداللہ ابن شداد کی روایت کے مطابق ایک مرتبہ عشاء کی نماز میں دونوں نواسے پشت مبارک پر سوار ہو گئے اور آپ نے اس خیال سے سجدہ کو طول دیا کہ جب تک یہ خود نہ اتریں سر سجدہ سے نہ اٹھایا جائے (مسند امام حنبل)

اس قسم کے لبریز محبت واقعات صدہا بار پیش آئے اور رسول کریمؐ نماز میں بھی رعایت فرماتے رہے۔

اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی نے آواز دی ہے اور رسول کریمؐ دونوں کو آغوش میں لئے ہوئے باہر تشریف لے آئے ہیں۔

بیٹی کے گھر جاتے تو فرماتے لاؤ میرے بیٹوں کو لاؤ پھر آغوش میں لیتے ہوئے سینے سے لگاتے اور ان کی خوشبو سونگھتے۔ جب کبھی ان کے رونے کی آواز کان میں پڑ جاتی تو بے چین ہو جاتے ایک دفعہ آپ نے منبر پر چڑھ کر خطبہ دینے کا ارادہ کیا حضرت امام دوش مبارک پر سوار ہو گئے آپ نے فرمایا:

"لوگو! جانتے ہو یہ حسینؓ، میرا بیٹا، میرا لخت جگر جو اس وقت میرے دوش پر سوار ہے بہت بلند مرتبہ ہے اس کا نانا اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اس کی نانی خدیجہؓ وہ ہیں جنہیں سب سے پہلے اسلام کی قبولیت کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے ماموں قاسم عبداللہ اور ابراہیم ہیں اور خالائیں زینب رقیہ اور ام کلثوم ہیں یہ تو ننھیالی فخر تھی ددھیالی فضیلت بھی سن لو۔ چچا جعفر و عقیل ہیں اور پھوپھی حضرت ام ہانی ہیں۔ پھر باپ حضرت علیؓ ہیں اور ماں حضرت فاطمہؓ جیسی۔ ایک رسول خدا کا داماد اور دوسری رسول خدا کی بیٹی۔ بھائی حسنؓ بہن زینب اور ام کلثوم:

اس کے بعد حضرت امام کو دوش مبارک سے اتار کر اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور فرمایا کہ سنو! اس کا نانا بھی جنتی نانی بھی جنت میں خالہ بھی جنت میں اور ماموں بھی جنت میں چچا بھی جنت میں، پھوپھیاں بھی جنت میں ماں باپ بھی جنت میں اور خود بھی جنت میں تمام فضائل اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرما دیئے ہیں جو حضرت یوسف بن یعقوبؑ بن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ کے سوا انبیائے سابقین کی اولاد میں اور کسی کو بھی عطا نہیں ہوئے"

اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ آپ نے صاف اور غیر مبہم الفاظ میں مسلمانوں کو بتا دیا کہ "میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم انہیں مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک کلام الٰہی اور دوسرے میرے اہل بیت" پھر حضرت عمرؓ، حضرت امام بیہقی، شعبی اور حضرت عبداللہ بن مسعود تینوں اس امر پر متفق ہیں اور تینوں بزرگوں سے روایت ہے کہ اگر نماز میں رسول اللہ اور آپ کی اولاد پر درود نہ بھیجا جائے تو نماز سرے سے ہوتی ہی نہیں۔ حضرت امام شافعی بھی یہی فرماتے ہیں یہ ہے عظمت و جلالت اہل بیت اطہار و حضرات حسنین۔

جب فتوحات کا مال غنیمت عہد فاروقی میں مدینہ پہنچا تو حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کو ہزار ہزار درہم دیئے اور بوخراللہ کو حضرت شہربانو شہزادی ایران بھی عطا ہوئیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو صرف پانچ سو درہم ملے تو کہنے لگے بابا جان! آپ نے مجھے صرف پانچ سو ہی درہم دیئے حالانکہ جس وقت حضرات حسنین کھیل کود میں مصروف رہتے تھے میں اس وقت جہاد میں مصروف رہتا تھا۔ فرمایا جاؤ باتیں نہ بناؤ تمہارا اور ان کا کیا مقابلہ پہلے ان کا جیسا نانا ان کی جیسی نانی ان کی جیسی ماں ان کا جیسا باپ ان کے جیسے چچا پھوپھیاں ماموں اور خالائیں تم لاؤ کوشش بھی کرو گے تو نہ لا سکو گے۔ کیوں نہ فرماتے حضرت فاروقؓ وہ پاک شناس اہل بیت اطہار و حضرات حسنین تھے۔ لیکن پردہ کمال کرنے اور افواج یزید کی سنگ دلی دیکھئے کہ انہوں نے اقتدار دنیوی کے حصول کے زعم میں کسی چیز کی بھی پرواہ نہ کی اور عواقب امور پر ایک نظر غلط انداز بھی نہ ڈالی۔

یہ نہیں کہ یہ لوگ آپ کے پایہ شناس نہ تھے سب کچھ جانتے تھے اور یہی کچھ نہیں اتنا تو علم تھا کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند دلبند اور سبط رسالت ہیں لیکن تخت و تاج کی ہوس اور دنیوی اقتدار کے لالچ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں اور عاقبت کو فروخت کر کے دنیا خریدنے کی سعی کی مگر وہ بھی حاصل نہ ہوئی۔

حضرت امام کا جود و سخا جس بزرگ نے آغوش رسالت و علی میں پرورش پائی ہو اس کی عظمت اخلاق اور بلندی کردار کے متعلق کچھ عرض کرنا تحصیل حاصل ہو گا۔ اجداد کی قرابتی اخلاق حضرت امام کی ذات قدسی میں مجتمع و مرکوز ہو کر رہ گئے تھے جود و سخا علم و عمل کرم و رحم اتقا و حلم عفت اخلاص و ایثار شجاعت و دلیری عفو و درگذر خوش اخلاقی و خدا ترسی میں بے نظیر و بے ہمتا تھے زندگی میں کم و بیش ۲۵ حج پیادہ پا کئے نماز میں کھڑے ہو جاتے تو پوری پوری رات گذار دیتے تھے قائم اللیل اور عاشق الٰہی تھے حضرت زین العابدین کی روایت کے مطابق آپ کو ازواج کی طرف متوجہ ہونے کی بھی فرصت نہ ملتی تھی۔ تحمل و بردباری کی یہ شان کہ بہت سے صحابہ ساتھ ہیں کمر سے شمشیر براں آویزاں ہے اسی حالت میں ایک شخص نے کہا آپ ہی ابوطالب کے پوتے ہیں جن کے باپ بڑے خونریز اور فتنہ پرور تھے صحابیوں کو جوش آگیا آپ نے روکا اور مشفقانہ طریق پر فرمایا کہ کیوں بھائی تو بھوکا ہے کسلمند ہے ضرورتمند ہے قرضدار ہے بیوی نے گھر سے نکال دیا ہے کوئی حاجت ہے جو اتنا غصہ میں بھرا ہوا ہے جو ضرورت ہو اسے بیان کر کہ میں اسے ابھی پورا کر دوں وہ شخص بہت شرمندہ و پریشان ہوا آپ نے فرمایا کہ ہم تو کوہ علم ہیں جسے طوفان کی خوفناک آندھیاں بھی ہرگز اپنی جگہ سے ہرگز نہیں ہلا سکتیں اس غریب کی گستاخی پر بھلا مجھے کیا غصہ آسکتا تھا۔ عفو و کرم کا یہ عالم کہ ایک دفعہ آپ دستر خوان پر بیٹھے کھانا تناول فرما رہے تھے کہ کنیز کے ہاتھ سے گرم شوربہ کا پیالہ چھوٹ گیا جس سے آپ کے تمام کپڑے تر بتر ہو گئے آپ نے جو اس کی طرف دیکھا تو گھبراہٹ اور خوف کے عالم میں فوراً بولی والکاظمین الغیظ اسی وقت نگاہ تیز میں لینت پیدا ہو گئی اور فرمایا کظمت غیظی کنیز نے پھر دوسرا حصہ پڑھا والعافین عن الناس آپ کی آنکھیں جھک گئیں اور فرمایا میں نے تجھے معاف کر دیا وہ ادا شناس مزاج تھی دریائے کرم کو مواج پر دیکھ کر کہنے لگی واللہ یحب المحسنین یہ سنتے ہی آپ نے نہ صرف یہ کہ اسے معاف کر دیا بلکہ اس کے آئندہ مصارف کے بھی کفیل بن گئے۔

جود و سخا کا یہ رنگ کہ بیک وقت ایک ایک سائل کو پانچ پانچ چھ چھ ہزار درہم بخش دیتے تھے کسی کو دست مبارک سے خالی داماں نہ واپس ہونے دیتے تھے اور پھر معذرت کرتے تھے اور فرماتے تھے بھائی معاف کر دینا میرے پاس اس وقت اتنا ہی تھا یہ حقیر تحفہ ہے اسے ہی قبول کر لو اور جب آپ کے پاس روپیہ آیا اور پھر آپ نے بانٹنا شروع کیا لوگ اہل بیت اطہار کی جود و سخا سے واقف تھے اور دور دور سے آئے اور اپنا دامن امید بھر کر واپس جاتے لاکھوں درہم و دینار زندگی میں تقسیم کر دیئے نہایت خوش مزاج و خلیق تھے غرضیکہ جتنی اخلاقی خوبیاں ہو سکتی ہیں سب آپ کے اندر موجود تھیں نہایت خدا پرستانہ اور بزرگانہ زندگی بسر کرتے تھے نہ صرف مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ بلکہ پورے عرب میں آپ کی بیحد عزت کی جاتی تھی یہ آپ کے عالمگیر عزت و احترام اور اعتبار و اثر ہی کی وجہ تھی کہ یزید کو خطرہ پیدا ہوا جس نے آگے چل کر اتنی خوفناک اور الم انگیز صورت اختیار کر لی جو پوری اسلامی دنیا میں ایک گھٹا ٹوپ اندھیری بنکر چھا گئی اور جس نے ہزاروں کیا لاکھوں مسلمانوں کو نہ صرف یہ کہ خون کے آنسو رلایا بلکہ بیشمار انسانوں کے کفر و الحاد کا فیصلہ کر دیا۔

دوسری مجلس

وفات رسول اور خلافت راشدہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ حد تصور سے سوا

در اصل وہ جو آپ کے غلاموں میں بھی ہزارہا ایسے غلام موجود ہیں جنھیں بحکم ایزدی مرنے سے پیشتر اپنی موت کا وقت معلوم ہو جاتا ہے رسول کریم کو بھی بذریعہ وحی اپنے وقت وصال کا حال معلوم ہو گیا تھا لوگ بھی سورہ اذا جاء کے نزول اور آیہ اکملت لکم سے سمجھ گئے تھے کہ اب آفتاب رسالت مائل غروب ہے حجۃ الوداع کے خطبہ کا متن بھی مسلمانوں پر یہی حقیقت واضح کر رہا تھا پھر آیہ مذکورہ کے نازل ہونے پر اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندہ کو اختیار دیا اس بندہ نے رفیق اعلیٰ کو منتخب کر لیا۔ حضرت صدیق اکبر اس اشارہ کو سمجھ کر آبدیدہ ہو گئے۔ رمضان شریف جو آیا تو آپ نے خلاف معمول بیس روز اعتکاف کیا اور حضرت سیدہ فاطمہ رض سے اس کی وجہ صاف الفاظ میں بیان فرما دی وفات سے ایک ماہ پیشتر آپ نے ایک مجمع عظیم کے سامنے تقریر کی کہ:-

"مہاجرین و انصار! خدائے تعالیٰ تمہیں اپنے حفظ میں رکھے سلامتی عطا کرے ہدایت و توفیق عمل دیتا رہے آفات و حوادث سے محفوظ و مامون رکھے میں تمہیں پھر شدت کے ساتھ اللہ سے ڈرنے اور تقویٰ پر قائم رکھنے کی ہدایت کرتا ہوں تمہیں عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اپنا جانشین چھوڑتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ تم بھی لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتے رہو گے۔ دیکھو تمہارا فرض ہے کہ تم لوگوں کو نخوت و غرور اور تمرد و سرکشی سے بچاؤ اور اس فتنہ کو اللہ کے بندوں اور اللہ کی بستیوں میں وسعت نہ حاصل کرنے دو یاد رکھو! اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ اللہ کا گھر عاقبت کا نیک انجام انھیں کے لئے مقدر ہے جو فتنہ و فساد سے اپنا دامن بچائے رکھتے ہیں رعونت و کبر سے بچتے ہیں اور دنیا میں بڑھ کر نہیں چلتے۔ اللہ سے ڈرنے اور اتقا کی چٹان پر قائم رہنے والے ہی عاقبت میں فائز المرام ہوں گے میں اس وقت ان فتوحات کو دیکھ رہا ہوں، جانتا ہوں جو تمہیں حاصل ہونے والی ہیں مجھے اس کا تو کوئی اندیشہ نہیں رہا کہ تم مشرک بن جاؤ گے، شرک کرنے لگو گے البتہ یہ خوف ضرور ہے کہ تم کہیں دنیوی حرص اور دنیوی نعمتوں کا شکار ہو کر ہلاک ہو جاؤ اسی طرح جس طرح کہ تم سے پہلی اور اگلی امتیں ہلاک ہو چکی ہیں آخر میں آپ نے فرمایا اسلام تم سب پر جو آج کے دن سے لیکر تا قیام قیامت بتوسط اسلام میری بیعت میں داخل ہوں۔"

اس کے بعد آپ شہدائے احد پر فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے گئے، اور اتنا بکا فرمایا پھر جنت البقیع گئے وہاں بھی اسی جملہ کا اعادہ کر کے شہدا کو مژدۂ آمد سنایا۔

آفتاب رسالت علالت کے گہن میں

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۹ صفر

سنہ ۱۱ھ میں بعارضہ بخار و درد سر علیل ہوئے دوران علالت میں آپ نے
موقعہ بہ موقعہ مسلمانوں کو ضروری ہدایات دیتے رہے ایک دفعہ فرمایا کہ دیکھو میرے
بعد میری قبر کو صنم نہ بنالینا اس لئے کہ خدا نے یہود و نصاریٰ پر اپنے انبیاء
وصلحاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالینے پر لعنت فرمائی ہے اس قوم پر از حد قہر
و تہانا شدید عذاب ہے جس نے انبیاء کی قبور کو مساجد کی شکل میں منتقل کر لیا
میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر تمہیں اس کی ممانعت کرتا ہوں گیارہ روز
تک دوران علالت ہی میں آپ امامت فرماتے رہے پھر جب ارادہ کیا اٹھے تو
بار بار غش آنے لگے آخر مجبور ہو کر حضرت ابو بکر صدیق کو امامت کا حکم دیا۔
مسلمان جان نثار حضور کی جگہ خالی دیکھ کر تڑپ گئے سب پر رقت طاری
ہو گئی رونے کی آواز جو گوش زد ہوئی تو دو بزرگوں کے سہارے مسجد میں
تشریف لے آئے اور بیٹھ کر امامت کی۔ پھر فرمایا۔

"لوگو! میں آج تمہیں نصرت واعانت ربانی کے سپرد کرتا ہوں اللہ کو سونپتا
ہوں تمہارے طاعت و تقویٰ کی بنا پر وہ تمہاری حفاظت کریگا میں اب دنیا
کو چھوڑنے والا ہوں اور عنقریب وہ وقت ہے کہ میں تم سے علیحدہ ہو جاؤنگا۔"
گھر میں جو تشریف لے گئے کچھ بچا کھچا تھا سب خیرات کر دیا۔ مستند روایت ہے
کہ انتقال کے وقت گھر میں شب کے وقت چراغ جلانے کے لئے تیل بھی
نہ تھا اور سرمایہ عرب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ مبارک تیس
صاع جو قرض میں ایک یہودی کے یہاں رہن رکھی ہوئی تھی آخری روز اپنے
ازواج مطہرات کی اجازت حاصل کر کے حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ میں
تشریف لے گئے تھے۔ آخر میں آپ نے بمشکل مسجد میں آکر حضرت ابو بکر صدیق
کی امامت میں نماز پڑھی، یہ مسجد میں آپ کی آخری نماز تھی اس کے بعد پھر
آپ پر غشی طاری ہونے لگی اور نزع کی حالت طاری ہو گئی۔

حضور انور مسلمانوں کے باپ، مربی، شفیق، والی سب کچھ تھے اس لئے
جو کچھ بھی ان پر گذرتی بعید تر نہ تھا لیکن حضرت سیدہ فاطمہؓ کی حالت تو
دیکھی نہ جاتی تھی بے چین تھیں گھبرائی ہوئی پھر رہی تھیں کسی جگہ سکون ہی نہ
تھا کلیجہ منہ کو آرہا تھا چہرۂ مبارک پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں آنکھیں گوہر لے
اشک سے لبریز تھیں حضور کو بھی بیٹی سے عاشقانہ محبت تھی آنکھ جو کھلی
تو بیٹی کے چہرہ افسردہ پر نظر جا پڑی فرمایا بیٹی! دیکھ یہی وہ چیز ہے جسے
قاطع آرزو اور ہادم لذات کہا جاتا ہے یہی وہ ہے جو بچوں کو یتیم اور بیویوں
کو بیوہ کر دیتی ہے یہی وہ شئے ہے جو تمام رشتوں کے رشتے کاٹ کر رکھ دیتی
ہے حضرت سیدہ بھری تو بیٹھی ہی تھیں یہ الفاظ تیر و نشتر کا کام کر گئے اور
آنسوؤں کا ایک سیلاب امنڈ آیا۔

آپ نے اپنے دست مبارک سے بیٹی کے آنسو پونچھے اور فرمایا بیٹی یہ مت کرو
حوصلہ رکھو، رو نہیں پھر نواسوں کو بلایا جنکی عمریں اس وقت صرف
سات آٹھ سال کی تھیں۔ دونوں کو پیار کیا اور شفقت سے پاس
بٹھایا۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آخری الفاظ جو آپ کی زبان
سے نکلے وہ یہ تھے کہ مسلمانو دیکھو میرے اہل بیت کے ساتھ حسن سلوک
ہوتا رہے" ہاں یہ لکھنا رہ گیا کہ آپ نے حضرت سیدہ کو روتے دیکھ کر فرمایا کہ
بیٹی گھبراؤ نہیں میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تم ہی میرے پاس آؤ گی

اس کے فوراً بعد ازواج مطہرات کو بلا کر کچھ نصیحتیں کیں اور حضرت علیؓ سے
فرمانے لگے کہ غلاموں، کنیزوں، لونڈیوں اور کمزوروں اور عورتوں کے حقوق کو ملحوظ رکھنا
نماز پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا الصلوٰۃ الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم پکارا اور
رفیق اعلیٰ سے ہمکنار ہو گئے۔

آفتاب رسالت کا غروب

آنکھ بند ہوتے ہی حضرت سیدہ بین کرنے لگیں: اے پیارے بابا جان! آپ نے تو دعوت
ربانی قبول فرمائی فردوس بریں کو سدھار گئے۔ آہ! اس وقت کسے کہوں؟ کون ہے
جو جبریل امین کو جا کر آپ کے وصال کی خبر سنائے بار الٰہا! اپنی فاطمہ کی روح
کو بھی اپنے رسول محمدؐ کے پاس پہنچا دے کہ دنیا میری نگاہوں میں تیرہ و تار ہے
الٰہی مجھے اس مصیبت عظیم کے ثواب سے محروم نہ رکھنا اور بروز حشر شفاعت
آپ کی نصیب کرنا۔

حضرت سیدہ پر کوہ غم ٹوٹ پڑا سیلاب الم امنڈ پڑا ایسی لاڈلی بیٹی
جسے آتے دیکھتے ہی وفور محبت میں کھڑے ہو جاتے تھے اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے
جب کبھی کسی سفر سے واپس آتے تو پہلے حضرت سیدہ کے گھر جاتے، کبھی منہ
میلا نہ ہونے دیا ہر ممکن راحت پہنچائی دنیا کے ہر باپ سے زیادہ محبت کی
ہر باپ سے زیادہ چاہا۔ اکلوتی بیٹی، تمام محبتوں کا مرکز جتنا صدمہ بھی ہوتا
کم تھا جو آنسو غم پدری میں پہلے روز نکلا وہ آخر دم تک نہ تھما جب تک زندہ
رہیں اور اس تمام مدت میں ایک لمحہ ایک ثانیہ اور ایک لحظہ کے لئے بھی سکون
نہ تھا ہر وقت بابا جان کو یاد کر کے روتی رہتیں صبح ہو کہ شام دن ہو کہ رات ہمہ
وقت آنکھیں لبریز اشک رہتیں اور فراق پدری میں ماہی بے آب کی طرح
تڑپتی رہتیں ایک روایت ہے کہ دنیا میں پانچ انسانوں سے زیادہ کوئی نہیں
رویا۔ اولاً اخراج خلد کے صدمہ میں حضرت آدمؑ ثانیاً فراق یوسف میں حضرت
یعقوب۔ ثالثاً حضرت یوسف قید غم و ہم میں، رابعاً حضرت سیدہ فاطمہؓ غم
پدر میں، خامساً حضرت سجاد غم شہادت امام حسینؓ میں۔

مقدس ترین باپ کے وصال کے بعد کسی نے بھی حضرت سیدہ کو ایک خاص
موقع پر تبسم کے سوا اور کبھی ہنستے نہیں دیکھا ایک دفعہ حضرت علی جو اندر تشریف
لائے تو دیکھا کہ آپ بیٹھی ہوئی آٹا گوندھ رہی ہیں اور آنکھوں سے آنسوؤں
کا ایک سیلاب رواں ہے دوسری طرف حضرات حسنین کے کپڑے دھونے کے
لئے بھگو رکھے ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اے چشم و چراغ رسالت وصال
پدری کے بعد اب تک تو تم نے سوائے گریہ و ماتم کے کوئی کام کیا نہیں آج خلاف
معمول یہ مصروفیت کیسی؟ بولیں، فرمانے لگیں کہ رات میں نے بابا جان کو خواب میں
دیکھا ہے میں نے عرض کیا کہ اب مجھ میں صدمہ مفارقت کے اٹھانے کی تاب
نہیں، تو آپ آتش ہجر نے جلا کر کباب کر دیا ہے اب تو ازراہ شفقت پدری
مجھے اپنے پاس بلا لیجئے اس پر انھوں نے یہ مژدہ سنایا کہ تم کل بلالی جاؤگی
اس لئے آج بچوں کو نہلاتے دھلاتے جاتی ہوں روٹی بھی اسی لئے تیار کر رہی
ہوں کہ میرے غم مرگ میں انھیں کھانا کھلانے کا ہوش کسے ہوگا۔

حضرت علیؓ کو بھی حضرت سیدہ سے بہت محبت تھی یہ سنتے ہی پژمردہ ہو گئے
تھوڑی دیر بعد بچوں کو نہلا دھلا کر اور کپڑے پہنا کر روضہ نبوی بھیجا اور عرض کیا
کہ اب انھیں میرے پاس واپس نہ لانا علیحدہ بٹھلا کر کھانا کھلا دینا کہ نہ

دوں عالت سے گیکہ نافرمانی کریں گے پھر کہا کو مجھ سے جو قصور ہوا ہو معاف کر دینا ان بچوں کی پرورش و تربیت کا پورا خیال رکھنا جب کہ وقت دفن کرنا گھاٹ ناموم بھیر پٹے سے اور میری قبر پر فاتحہ کیلئے آتے وقت اور بھول نہ جانا۔ حضرت علی نے کہا کہ اچھا میری بھی خطائیں معاف کر دینا بدکار رسالت میں مبر اسلام پہنچانا اور کوئی شکایت نہ کرنا اس کے بعد آپ نے اندر سے حجرہ بند کر لیا چادر اوڑھ کر لیٹ رہیں اور دعا و مناجات میں مشغول ہو گئیں کوئی مرض نہ تھا محض صدمہ مفارقت پدری میں گھل گھل کر ختم ہوئی چھ ماہ کے بعد جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ مغرب وعشا کے بین ۳ رمضان المبارک سلہ کو وفات پائی حضرات حسنین کم سنی کا زمانہ! دو نہایت محبت کرنے والوں کا وصال کو وہ غم لوٹ پڑا لیکن مرضی مولا میں چارہ ہی کیا تھا

سرکار رسالت کی وفات کے بعد

وفات اور پھر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مسلمانوں کی نگاہوں میں دنیا تیرہ و تار ہو گئی ایک کہرام مچ گیا ایک تہلکہ برپا تھا لوگ فرط غم و اندوہ سے دیوانے ہو گئے اور تو اور خود حضرت عمر فاروق کی یہ حالت تھی کہ ان پر ایک دیوانگی کا عالم طاری ہو گیا تھا ہوش و حواس بجا نہ تھے تلوار سونت لی تھی اور برہنہ شمشیر لئے یہ کہتے پھرتے تھے کہ جو شخص بھی اپنی زبان سے یہ کہیگا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی ایک وار میں اس کا سر دھڑ سے جدا کر دوں گا۔ جب حضرت فاروق جیسے دل گردے کے بزرگ کی فرط غم سے یہ حالت ہو گئی تھی تو قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اوروں کا کیا عالم ہوگا حضرت ابوبکر صدیق نے بہت ضبط سے کام لیا' سمجھایا جب کہیں جاکر ہوش و حواس ٹھکانے ہوئے۔

خلافت کا جھگڑا

غم و اندوہ کے اس عالمگیر ہجوم میں بھی خلافت کی مسند تو خالی نہ رہ سکتی تھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی جانشینی کا کوئی فیصلہ کیا ہی نہ تھا نہ کوئی نامزدگی عمل میں آئی تھی نہ آپ کے کوئی اولاد ذکور تھی' معاملہ بالکل غیر منفصل حالت میں تھا سب سے پہلے انصار نے اپنا ایک عظیم الشان جلسہ مدینہ منورہ میں منعقد کیا اور وہ تیار ہو گئے کہ حضرت سعد بن عبادہ کو خلیفہ منتخب کر لیں حضرت ابوبکر صدیق کے کان میں بھنک جو پڑی تو حضرت عمر فاروق کو ساتھ لیکر انصار کے جلسہ میں پہنچے اور تفحص حالات کیا دہاں میں خلوص تھا انصار نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ واقعی ہم انتظام امت کے قیام و بقا کے لئے اپنی جماعت میں سے ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے ہیں۔ حضرت ابوبکر وہاں کھڑے ہو کر اسی وقت ایک معرکۃ الآرا تقریر ارشاد فرمائی جس میں سب سے پہلے انصار کے اخلاص و ایثار کو سراہا ان کے فضائل و محاسن بیان کئے انصار کی خدمات کی تعریف کی۔ آپنے یہ بھی فرمایا تم انصار وہ ہو جنہوں نے مہاجرین کے ساتھ بالعموم اور رسول کریم کے ساتھ بالخصوص نہ صرف یہ کہ بڑے بڑے احسانات کئے ہیں بلکہ اس نازک وقت میں امداد کی ہے جبکہ سب اپنا وطن اور گھربار چھوڑ کر مدینہ آئے تھے۔ میں تو پھر کوئی حقیقت نہیں رکھتا خود رسول کریم نے اپنے وصال کے وقت جہاں یہ وصیت کی تھی کہ میں تم میں اپنے اہل بیت

اور قرآن کو چھوڑے جاتا ہوں اگر ان کی پیروی کرتے رہو گے تو کبھی جادہ مستقیم سے نہ گمراہ ہو گے وہاں یہ بھی فرمایا تھا کہ انصار کے احسانات کے پیش نظر ان سے بہتر سلوک روا رکھنا اسی وصیت کے پیش نظر ہم آپ کی بزرگی و فضیلت کا اعتراف و اقرار کرتے ہیں۔

لیکن امامت جو چیز ہے وہ درحقیقت قریش ہی کا حق ہے اس لئے کہ خود رسول کریم ہی کا تو فرمان الائمۃ من القریش ہے تم بہتر یہ ہے کہ اپنے پیارے رسول کریم کے منشا کے خلاف کوئی اقدام نہ کرو اور خلافت قریش ہی میں رہنے دو ورنہ بہت سے جھگڑے اور فساد پیدا ہو جائینگے۔

کتنی مدبرانہ صاف اور سلجھی ہوئی تقریر ہے یہ حضرت صدیق اکبر ہی کا کرشمہ تدبر تھا جس نے صورت حالات کو قابو میں کر لیا پہلے انصار کی بزرگی و ایثار پھر ان کے سرکار کی خدمات کا اعتراف اور پھر خلافت کے حقیقی مستحقین کی طرف اشارہ انصار فوراً راضی ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق بلاکے ذہین تھے انہوں نے سوچا کہ اس وقت تو انصار کھڑے ہوئے ہیں ممکن ہو کہ پھر بنی امیہ یا اور کوئی قبیلہ کھڑا ہو جائے اور ہیجان و اضطراب کے عالم میں کسی نااہل کا انتخاب عمل میں آجائے حضرت ابوبکر قریش میں سب سے بزرگ سب سے لائق اور مدبر بزرگ ہیں جو ابتدا سے رسول کریم کے ساتھ رہے ہیں حیات نبوی میں امامت بھی آپ ہی نے کی ہے اور انصار کے راضی ہوتے ہی عجلت کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق کی طرف ہاتھ بڑھا دیا اور فرمایئے لایئے ہاتھ ہم سب آپکے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں چنانچہ حضرت عمر کے بیعت کرتے ہی تمام حضار جلسہ نے بیعت کر لی اور طلوع آفتاب سے پہلے تمام مدینہ والے بیعت ہو گئے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ حضرت علیؓ نے اس وقت بیعت نہ کی لیکن چالیس روز کے بعد انہوں نے بھی بیعت کر لی۔

دوسرے روز حضرت ابوبکر صدیق نے منبر پر چڑھ کر ایک زبردست خطبہ دیا اور فرمایا کہ میں نے صرف ارتفاع نزاع و فساد کے لئے خلافت منظور کر لی ہے لیکن خوب سمجھ لیجئے کہ اس سے میرے اندر کوئی نئی چیز پیدا نہیں ہو گئی ہے ہم سب ہر طرح اور ہر حیثیت سے برابر ہیں اگر تمہیں میری کوئی غلطی محسوس ہو تو فوراً مجھے ٹوک دو۔ تاریخ طبری میں یہ داستان تفصیل کے ساتھ مرقوم ہے اہل اطہار نے اس قضیہ خلافت میں کوئی حصہ قولی اور عملی طور پر نہیں لیا وہ سب کے سب رسول کریم کی نعش مطہر کے پاس بیٹھے رہے انہوں ہی نے وصیت نبوی کے مطابق تجہیز و تکفین کی۔

سنی و شیعہ تنازعہ کی ابتدا

رسول کریم نے دوران علالت ہی میں ایک روز فرمایا کاغذ لے آؤ میں تمہیں کچھ لکھ دوں کہ مبادا تم گمراہ ہو جاؤ (بخاری) چونکہ حضور اکرم کو اس وقت تیز بخار تھا حضرت عمر فاروق بولے حضور کو تکلیف زیادہ ہے انہیں اور پریشان نہ کرو ہمیں کسی وصیت کی ضرورت نہیں ہمارے پاس قرآن موجود ہے خلافت اقتدار کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو خدمات ملی کے اعتبار سے بھی تو بہت بڑی چیز تھی اور یہ حقیقت ہے کہ بنو ہاشم اس کے آرزومند بھی تھے حضرت عمر فاروق کے اس کہنے پر باہم بحث شروع ہو گئی اور شور مچنے لگا کوئی کاغذ منگانے پر اس وجہ سے زور دیتا تھا کہ تعمیل حکم نبوی ضروری ہے بعض اس پر مصر تھے کہ حضرت عمر ٹھیک فرماتے ہیں رسول کریم کو اس وقت تکلیف دینے کی ضرورت نہیں قرآن ہمارے لئے کافی ہے بات بڑھنے اور جھگڑ

ہونے سے رسول کریم کو تکلیف ہوئی تو آپ نے ناراض ہو کر سب کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا حضرت عباسؓ نے پھر حضرت علیؓ سے کہا کہ مجھے رسول کریم کی حالت نازک معلوم ہوتی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ منصب خلافت کے متعلق حضور سے استصواب واستمزاج کرو۔

حضرت علیؓ بولے ایسی نازک حالت میں مجھے تو حضور سے یہ سوال کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا شیعہ بزرگ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے پہلا تو وصیت میں گڑ بڑ پیدا کی انہوں نے اہل بیت کے مشغول بیت حزن ہونے سے فائدہ اٹھایا اور شور کر کے سرعت وعجلت کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ کو خلیفہ منتخب کر لیا جس کا مقصود اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ حضرت علی محروم رہ جائیں اگر تجہیز و تکفین کے بعد انتخاب عمل میں آتا تو یقیناً حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی منتخب ہوتے ہمیں افسوس ہے کہ فاضل شیعہ بھلا اس عہد کے بزرگوں کی آرزوؤں کو اپنی عادت وطبیعت کے پیمانہ سے ناپتے ہیں کھلی بات ہے کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عنان خلافت بنو ہاشم کو عطا کرنی ہوتی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ بنانا چاہتے تو کس کی مجال تھی کہ کوئی اف بھی کر سکتا پھر احادیث صحیحہ سے واضح ہے کہ آپ کو اپنے وصال کا حال پہلے سے معلوم ہو گیا تھا اگر آپ چاہتے یا ضروری سمجھتے تو آپ اس میسر شدہ فرصت میں حضرت علی کو نامزد کر دیتے۔ کیونکر ہو سکتا تھا کہ آپ اہل بیت غلاموں اور عورتوں کے حقوق وسلوک پر تو برابر زور دیتے رہیں اور اپنی جانشینی کے متعلق ایک حرف بھی زبان پر نہ لائیں پھر آپ کی تو یہ حالت تھی کہ آپ اہل بیت کو دنیوی آسائشوں کا بھی خوگر نہ بنانا چاہتے مسلمانوں کے گھروں میں زر وسیم کا دریا امنڈ رہا تھا اور آپ ازواج مطہرات کے ہاتھ میں ایک طلائی زیور بھی نہ دیکھ سکتے تھے بیٹی کے گلے سے ہار اتروا دیتے تھے سب کو کنیزیں غلام کپڑے اور درہم و دینار تقسیم کر رہے تھے اور بیٹی کو ایک کنیز بھی دینا گوارا نہ کرتے تھے۔

مورخین مغرب ویسے ہی کہتے رہتے ہیں کہ مدینہ آکر رسول کریم نے بادشاہی کی صورت اختیار کر لی تھی اگر خلافت کی وصیت بھی داماد کے حق میں کر دیتے تو یہ اعتراض اس زمانہ میں تو جو صورت اختیار کرتا وہ کرتا ہی اس عہد میں بھی لوگ یہی خیال کرتے جمہوریت کی روح ہی فنا ہو جاتی اگر حضرت علی اس وقت خلیفہ مقرر ہو جاتے تو خود مسلمان ہی اپنے دلوں سے خاندان نبوت کے مقابلہ میں اور کسی خاندان کو منتخب نہ ہونے دیتے آج خلافت راشدہ میں جمہوریت کا جو آب رنگ نظر آتا ہے وہ بھی نہ ہوتا اور جس بدعت یزیدی کے خلاف حضرت امام نے آواز بلند کی تھی کہ باپ سے بیٹے کو بلا انتخاب خلافت پہنچ رہی ہے یہی قصہ یہاں بھی پیش آجاتا حضرت ابو بکر صدیق کے خلیفہ مقرر ہو جانے سے قبیلہ تیم، قبیلہ بنو عدی، قبیلہ بنو امیہ اور قبیلہ بنو ہاشم سب کو خلافت کا موقع مل گیا خلافت راشدہ نے پوری جمہوریت کی شکل اختیار کر لی رسول کریم کو خود اہل بیت سے محبت تھی مگر آپ کی زندگی کا ایک ایک ورق موجود ہے آپ نے کبھی ان کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک روا رکھا اور رکھتے کیسے آپ تو پیغمبر تھے سب کے باپ تھے سب کا برابر خیال تھا اسے بھی چھوڑیئے کارخانہ نبوت سب ہدایت مبلغ اور ایمائے یزدانی پر چل رہا تھا جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت زینبؓ کے نکاح حضرت عائشہ صدیقہ کے واقعہ افک، اہل بیت کے تطہیر و ایثار وغیرہ کے متعلق وقتاً فوقتاً

وحی نازل کی وہاں وہ خلافت کے متعلق بھی ہدایت نازل کر سکتا تھا [illegible] اغراض دنیوی سے منزہ تھے لیکن وہ دور خود غرضی کا دور نہیں تھا۔

اس عہد کے بزرگ پیشوائے اسلام کی آنکھیں بند ہوتے ہی خود غرضی کا خوفناک مظاہرہ نہ کر سکتے تھے اور اگر ایسا ہوا بھی تھا اور یہ غلط تھا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ تمام مسلمان اسی غلطی کی رو میں بہ جاتے اور خاندان نبوت سے محبت کرنے والا ایک بھی نہ نکلتا حضرت علیؓ نے ضرور ابتدا میں بیعت نہ کی لیکن جب ایک عالم کو ہوا انہوں نے صورت حالات پر غور کیا تو انہوں نے بھی بیعت کر لی جانتے ہو حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا کتنا بلند مرتبہ ہے اور وہ کتنے شجاع و بہادر تھے جب آپ کے فرزند جلیل نے سر دینا گوارا کر لیا مگر یزید کی بیعت گوارا نہ کی تو آپ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کو غلط سمجھتے ہوئے کس طرح ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے سکتے تھے حضرت عثمانؓ کے انتخاب کے موقع پر تو ثالثی تھی اور آپ اقرار کر چکے تھے لیکن اس موقع پر کوئی ایسی چیز بھی نہ تھی اس لئے ماننا پڑیگا کہ وہ انتخاب بالکل صحیح تھا عرب کی کینہ وری مشہور تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے جہادوں میں بہت سے کفار شہید ہوئے تھے اور بنو امیہ اور بنو ہاشم کی رقابت بھی ہنوز زندہ تھی اگر اس وقت ان کا انتخاب ہو جاتا تو اگر مقابلہ کی ہمت بھی نہ ہوتی تو بہت سے قلوب کا کینہ امت کے اجتماع میں انتشار کا باعث بنتا ضرورت ومصلحت اسی کی مقتضی تھی کہ انتخاب ایسا ہو جو کسی کی معاندت قبائلی کا مرکز بنکر نہ رہ جائے اس وقت امکان قوی تھا کہ غروب آفتاب رسالت ہی کے ساتھ مسلمانوں میں تلوار چل جاتی اگر حضرت ابو بکر خلیفہ مقرر نہ ہوتے۔

لوگ اعتراض تو کر دیتے ہیں اور بادی النظر میں بھی یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خلافت حضرت علی ہی کو ملنی چاہیئے تھی لیکن معترضین اس وقت کے حالات پر نظر نہیں کرتے اگر رسول کریم کی زندگی عربوں کی فطرت، قریش کی خوفناک مخالفت کے اسباب وعوامل بنو امیہ اور بنو ہاشم کی خاندانی و روایتی رقابت کو ملحوظ رکھ کر غور کریں اور سوچیں تو وہ ضرور اس انتخاب کو صحیح و بہتر سمجھیں ویسے حضرت علی تو نبی کے چچا زاد بھائی بھی ہیں اور داماد بھی ہیں رفیق کار بھی ہیں معدن علم و عمل بھی ہیں اور تمام سلاسل عرفان کے نزدیک تو رسول کریم کے بعد انہی کا مرتبہ و درجہ ہے دنیا میں شیعہ ہی نہیں ایک سنت والجماعت بھی ایسا نہ ملیگا جسے ان کی محبوبیت ذات گرامی سے عشق نہ ہو لیکن اس کے باوجود ہم اس انتخاب کو اس لئے غلط نہیں سمجھتے کہ ہمارے سامنے پوری تاریخ عربوں کی قبائلی ذہنیت اور باہمی رقابت کا پورا نقشہ موجود ہے۔

ہمارے نزدیک حضرت عمر فاروقؓ نے صورت حالات کی نزاکت دیکھ کر اپنی خداداد ذہانت سے وہ کام لیا جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں مل سکتی [illegible] کی خلافت نے واضح کر دیا کہ واقعی وہ بے لوث اور سچے خادم اسلام تھے یہی نہ سمجھئے کہ حضرت عمرؓ نے محض ارتفاع فساد کے لئے یہ اقدام کیا بلکہ آپ کے پاس اس کے دلائل بھی موجود تھے آج امامت کوئی چیز نہ ہو مگر اس زمانہ میں یہ اولین چیز تھی اور رسول کریم کی ذات اقدس سے مختص ہو کر رہ گئی تھی آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ رسول کریم نے اپنے بجائے امام منتخب کیا تو صرف حضرت صدیق اکبر ہی کو منتخب کیا اور اس امر کا اشارہ تھا کہ جانشینی کے اہل صرف حضرت صدیق اکبر ہی کی ذات گرامی ہے یہ الزام بھی شدومد کے ساتھ عاید کیا جاتا ہے کہ انتخاب خلافت کی وجہ سے دیکھتے

[illegible] میں دیکھی گئی واقعی دفن میں دیر یا اور تاخیر نا سب تھی لیکن تقسیموں اور [illegible] و شادی کے اور لفتنوں کی طرف متوجہ ہونا اس سے بھی زیادہ ضروری تھا دیر کی حالت میں انصار اپنا خلیفہ مقرر کر لیتے اور انصار کا چند مہاجرین یا اور کوئی گروہ علیحدہ ہو جاتا اور مسلمانوں میں تلوار چلنی شروع ہو جاتی اور اس سے اسلام اور ملت اسلام کو شدید نقصان پہنچتا۔

اس کے باوجود بھی اس مسئلہ پر وہی لڑکیاں پر عرب ہی کے اندر کتنا زبردست سیلاب اٹھا اور کتنے مدعی نبوت کھڑے ہو گئے اور کن مصیبتوں سے اس فتنہ کو دور کیا جا سکا اگر حضرت علی خلیفہ منتخب ہو جاتے تو اس بیرونی فتنہ کے ساتھ مدینہ اور مکہ میں بھی خود ایک کشمکش ہو جاتی اور ایک خوفناک شعلہ بھڑک اٹھتا۔

اسلامی جمہوریت کا دوسرا پریسیڈنٹ

رسول کریم تو پیغمبر ہی تھے اس کے بعد حضرت صدیق اکبر کو جمہور اسلام نے جمہوریت اسلام کا اولین پریسیڈنٹ منتخب کیا حضرت ابوبکر صدیق نے بڑی قابلیت و ذہانت سے حکمرانی کی آپ نے پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ میں جمہور اسلام کا محض ایک فرد ہوں جسے کوئی امتیاز حاصل نہیں اور ہر شخص کو مجھ سے باز پرس کرنے اور غلطی پر ٹوکنے کا کامل اختیار حاصل ہے آپ کی جمہوریت کے دوران میں یہ جھگڑا کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور اس کو جان بھی ہو چکی جس کی جرأت و جلادت کے سامنے کسی طاقتور سے طاقتور مخالف و قبیلہ کی پیش نہ جا سکتی تھی اور جو عظمت و جلالت ہیبت و دبدبہ عزم و استقلال انتظام و سیاست اور تدبیر و کار دانی میں اپنا نظیر نہ رکھتا عرب کے بیشمار قبائل نے زکوٰۃ دینے سے قطعاً انکار کر دیا اور بالکل باغی ہو گئے یہ فتنہ اتنی عمومیت و وسعت اختیار کر گیا کہ قریب قریب تمام عرب پر محیط ہو گیا ساتھ ہی کچھ مدعیان نبوت بھی کھڑے ہو گئے جو لشکر عظیم لیکر مدینہ کی طرف بڑھنے لگے یہ ایک ایسی خوفناک اور حوصلہ سوز آندھی تھی کہ بڑے بڑے صف شکن اور دلیران اسلام تھرا گئے اور حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ مناسب یہی ہے کہ سردست وصولی زکوٰۃ موقوف کر دی جائے۔

ایک اور چیز یہ بھی تھی کہ رسول کریمؐ نے شام پر حملہ کے لئے ایک عظیم لشکر تجویز فرمایا تھا جو اس وقت آپ کی علالت کی وجہ سے بھیجا نہ جا سکا تھا لوگوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اس وقت وصال نبویؐ سے قبائل میں بے رعبی پیدا ہو گئی ہے آپ اس وقت اتنے بڑے لشکر کو روانہ نہ کریں آپ نے فرمایا کیا کہتے ہو یہ ممکن ہے کہ رسول خدا ایک لشکر مرتب کریں اور میں کسی اندیشہ سے اسے روک دوں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا ادھر لشکر کی روانگی اور ادھر فتنہ کا ظہور یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک بوس سیلاب ایک ریلے میں اس سیلاب کے ساتھ بہ جائیگا اس نزدیکی اندیشے کی لوگوں کے حواس بجا نہ رہے تھے لیکن اس شیر خدا نے جواب دیا۔ لوگو! پھر سوچو کہ تم مجھے کیا مشورہ دے رہے ہو کیا میں اپنی طرف سے احکام الٰہی میں ترمیم کروں خدا کی قسم رسول اللہؐ کے وقت میں اگر کہیں سے جو تلے کا ایک تسمہ بھی زکوٰۃ میں وصول ہو کر آتا تھا اور وہ وصول نہ ہوگا تو میں جہاد کروں گا اور اس وقت تک کروں گا کہ یا تو یہ فتنہ ختم ہو جائے یا میں نہ رہوں۔

کہیں دیکھتے تھے کہ محمع نبوتؐ سے کسب ضیا کئے ہوئے تھے اور عزم خودی کی یہ شان [illegible] تھے استقلال رسالت آپ کی یہ شان پیش نظر تھی کہ قریش کے معزز وفود آئے اور ہر قسم کی انتہائی ترغیبات کے بعد فرمایا کہ ابوطالب یا اپنے بھتیجے کو سمجھا لیجئے ورنہ آب علم اسے قتل کر کے رکھ دیں گے ابوطالب نے صورت حالات کا خوفناک نقشہ کھینچ کر سامنے رکھا تو جواب ملا چچا جان اہل مکہ اگر میرے ایک ہاتھ پر آفتاب اور دوسرے پر ماہتاب بھی رکھ دیں گے تو بھی تبلیغ سے دستکش نہ ہوں گا آپ میری فکر نہ کیجئے میرا بچانے والا مجھے بچا لیگا پھر میدان حنین میں حالات کتنے نازک ہو چلے تھے مگر ایک ذات اقدس تھی کہ سب کے فرار ہو جانے کے بعد بھی تنہا چٹان کی طرح اپنی جگہ کھڑی ہوئی رجز پڑھ رہی تھی پھر بھلا ہمارے صدیق اکبر کب بے استقلالی دکھانے والے تھے۔

آخر وہی ہوا آپ نے جہاد کیا اور فتح عرب پر چھائی ہوئی آندھی اتر گئی تمام سرکش و باغی اس استقلال صدیقی کو دیکھ کر سہم گئے اور پھر اسلام کا ایک چٹان تھا جو اب تک اسی شان کے ساتھ قائم ہے پھر کسی کی ہمت نہ پڑی سب کے حوصلے پست ہو گئے خلافت صدیقی کا یہ ایک عظیم الشان کارنامہ ہے آپ کو یہودیوں نے زہر دیا تھا جس کے اثر سے آپ صرف سوا دو برس خلافت کر کے راہی ملک بقا ہوئے بہت نحیف الجثہ بزرگ تھے مگر اصابت رائے عزم و استقلال و استقامت میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ نہایت کامیابی و قابلیت کے ساتھ خلافت کی۔

جب حضرت صدیق اکبر کو یقین ہو گیا کہ میں اثر زہر سے جانبر نہ ہوں گا تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو جو ایک بہت بڑے دولتمند سابق الایمان اور صاحب اثر و صائب الرائے بزرگ تھے بلا کر مشورہ کیا کہ حضرت عمرؓ میرے مشیر اور نائب السلطنت رہ چکے ہیں مجھے ان کی لیاقت و کارکردگی کا تجربہ ہو چکا ہے اگر میں ان کو خلافت کے لئے نامزد کر دوں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا بولے ٹھیک تو ہے مگر وہ مزاج کے تیز اور سخت آدمی ہیں فرمایا عبدالرحمٰن یہ تیزی و سخت مزاجی میری ہی زندگی تک ہے آدمی قابل ہیں جب بار پڑے گا خود ہی سنبھل جائیں گے اس کے بعد آپ نے حضرت عثمان غنی اور تمام عمائدین الصار کو تنہائی میں بلا کر ایک ایک سے جداگانہ استمزاج لیا اور استصواب کیا ہر ایک نے حضرت عمر فاروقؓ ہی کے حق میں رائے دی کہ وہ ان کی کارکردگی اور لیاقت دیکھے ہوئے تھے جب آپ سب سے مشورہ لے چکے اور حضرت عثمان غنی کو خلافت نامہ لکھنے کا حکم دیا تو آخر میں حضرت طلحہؓ نے کہا کہ حضرت آپ کو غالباً علم نہیں کہ حضرت عمرؓ نے آپ کی نیابت کے زمانہ میں لوگوں پر کیا کیا شدائد کئے ہیں اور انہی کو آپ خلیفہ بنا رہے ہیں آخر اللہ تعالےٰ کو آپ کیا جواب دیں گے آپ نے بلا تامل و تعمق فرمایا جواب کیا دوں گا کہہ دوں گا کہ مخلوق میں جو سب سے بہتر و لائق تھا اسی کو مخلوق کا خلیفہ بنا آیا ہوں اس پر حضرت طلحہ خاموش ہو گئے کہ لیاقت و اہلیت کے تو معترف وہ بھی تھے۔

ہر قبیلہ کے عمائدین تقریباً سب ہی مشورہ دے ہی چکے تھے اس کے بعد عام لوگوں نے حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور جمہوریہ اسلام کا دوسرا پریسیڈنٹ منتخب ہو گیا نہ حضرت ابوبکر صدیق قبیلہ بنو ہاشم سے تعلق رکھتے تھے اور نہ حضرت عمرؓ حضرت صدیق اکبرؓ کے قبیلہ اور رشتہ کے آدمی تھے یہ انتخاب محض اہلیت و لیاقت کی بنا پر ہوا اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کی خلافت نہایت اہتمام و شان سے خلافت تھی عہد رسالت کے بعد اسلام کی سچی روح اسی عہد میں اپنی پوری تابندگی کے ساتھ دنیا کے سامنے آئی و قار اسلام و ملت کو چار چاند لگ گئے اسلام دنیا کی ایک

عظیم السلطنت طاقت بن گیا قیصر و کسریٰ کی قدیم اور پرشکوہ فرمانروائیاں ختم ہوگئیں فرزندان توحید نے ایران و شام روم سب فتح کر لئے دنیا بھر میں اسلام کی دھاک بیٹھ گئی آپ نے ہر صیغہ اور ہر محکمہ کو منظم کیا نہایت دبدبہ و شان کے ساتھ حکومت کی جزئیات اخلاق، معاملات و مذہبیات پر آپ کی نظر تھی ہر دم خدا کو حاضر ناظر جان کر رعایا کے تفحص حالات کے لئے گشت کرتے رہتے تھے عدل فاروقی مشہور ہے آج بھی جب تاریخ پر کسی مورخ کی نظر پڑتی ہیں خیرہ ہو کر رہ جاتی ہیں یگانوں اور بیگانوں سب کو آپ کی عظمت و شان اور تدبر و استقلال کا اعتراف ہے۔ مذہبی، سیاسی، اخلاقی اور تاریخی ہر اعتبار سے آپ کا عہد خلافت تاریخ اسلام کا ایک شاندار باب ہے آپ اہل بیت اطہار کا پورا احترام ملحوظ رکھتے تھے حتیٰ کہ فتوحات ایران کی دولت میں سے آپ نے حضرات حسنین کو اپنے بیٹے کے مقابلہ میں ہمیشہ دگنا حصہ دیا اور بیٹے کے اعتراض پر صاف کہا، پاکر تو ان کی عظمت و مرتبت کا پاسنگ بھی نہیں بیٹے نے زنا کیا تو ہزار سفارشوں کے علی رغم انف اسے درے لگوا کر ختم کر دیا۔

جبلہ بن ایہم شاہ غسان سے ایک عامی کو قصاص دلانے پر تیار ہو گئے یہ ہیبت و جلال تھا کہ رومی سفیر آپ کو دیکھتے ہی تھر تھر کانپنے لگا تھا حالانکہ آپ کے جسم پر پیوند لگا ہوا لباس تھا۔ ایک بدوی غریب عورت کو رات کے گشت میں درد زہ کی تکلیف میں کراہتے دیکھا تو آپ نے اپنی ملکہ کے سپرد اس کی دایہ گری کی خدمت کی اسی طرح ایک دیہاتی عورت اور اس کے بچوں کو مبتلائے فاقہ دیکھا تو خود جاکر لائے اور خود ہی جھک کر آگ جلائے اور پھونکتے رہے فقیرانہ زندگی بسر کی ہر اہم معاملہ میں حضرت علیؓ سے مشورہ لیتے رہے ساڑھے دس برس تک شاندار خلافت کر کے تریسٹھ برس کی عمر میں، ایک مجوسی غلام ابو لؤلؤ کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ اتنی ہی عمر حضور رسول کریم اور حضرت صدیق اکبرؓ نے پائی تھی۔

جمہوریہ اسلام کا تیسرا پریسیڈنٹ

آپ بری طرح مجروح ہو چکے تھے زندگی کی کوئی توقع باقی نہ رہی تھی آپ نے بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرح حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ہی کو بلایا اور فرمایا میری منشاء ہے کہ میں تمہیں خلیفہ نامزد کر دوں۔ حضرت عبدالرحمٰن نے برجستہ جواب دیا کہ میں آپ ہی سے مشورہ لیتا ہوں کہ کیا مجھے خلافت قبول کر لینی چاہیئے۔ فرمایا اچھا ٹھہرئیے چند اور لوگ ہیں جن سے حضور رسول کریم محبت بھی کرتے تھے اور وہ اس کے اہل بھی ہیں یعنی اول حضرت عثمان غنیؓ ثانیاً حضرت علیؓ ثالثاً حضرت زبیر بن العوام رابعاً حضرت سعد بن وقاص اور خامساً حضرت طلحہ بن عبدالرحمٰن آپ انہیں بلا لیجئے کہ میں ان میں سے کسی ایک کو منتخب کر لوں حضرت طلحہؓ تو موجود نہ تھے باقی چاروں بزرگ تشریف لے آئے آپ نے ان سے کہا کہ آپ چاروں اور حضرت ابن عوف مل کر مشورہ کر لیجئے آپ سب بزرگ و مقبل ہیں جسے آپ باتفاق آرا خلافت کے لئے چن لیں گے میں آپ ہی کو منتخب کر دونگا۔

اسی موقعہ پر آپ نے ان سب کو فرداً فرداً وصیتیں کیں سب سے پہلے آپ حضرت علیؓ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا دیکھئے اگر آپ خلیفہ منتخب ہو جائیں تو یہ نہ کریں کہ بنو ہاشم کو مسلمانوں پر اقتدار دیدیں حضرت عثمانؓ سے کہا کہ خلیفہ ہو کر بنو امیہ کو مسلمانوں پر مسلط نہ کر دینا پھر حضرت زبیرؓ اور حضرت سعد بن وقاص دونوں سے کہنے لگے کہ اگر فرمانروائی تمہارے نام پڑے تو اپنے قبیلے بنی زہرہ کو دوسرے مسلمانوں پر فوقیت نہ دینا اور سب کو ایک نگاہ سے دیکھنا اور ہاں میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ آپ میں سے جو کوئی خلیفہ منتخب ہو وہ انصار کے ساتھ برابر حسن سلوک سے پیش آتا رہے ان کی دلجوئی ملحوظ رکھے کیونکہ انھوں نے اسلام کی بہت خدمات انجام دی ہیں اور نازک اوقات میں رسول کریم کا ساتھ دیا ہے غیر مسلم رعایا کا بھی پورا خیال رکھنا اور ان تمام معاہدوں کو پیش نظر رکھنا جو اللہ اور اس کے رسول نے ان سے کر لئے ہیں ان امور میں قدم کو لغزش نہ ہونے پائے کہ یہ بہت ضروری ہیں۔

ایک صاحب بولے آپ اپنے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن بن عمرؓ کو خلافت کیوں نہیں عطا کر دیتے آپ کو غصہ آگیا اور فرمایا خاموش رہو کہ تو نے مجھے یہ مشورہ دے کر دھوکا دیا ہے اور خدا اس کے بندوں کا مفاد ملحوظ رکھا ہے اس سے مجھے صرف بیٹے کی خوشنودی مقصود ہے۔ بھلا جو شخص اپنی بیوی کے طلاق کے معاملہ میں صحیح فیصلہ نہ کر سکتا ہو وہ جماعت مسلمین کے معاملہ میں کیا خاک فیصلہ کریگا۔ کچھ لوگ بولے آخر آپ خود ہی فیصلہ کیوں نہیں کر دیتے فرمایا اس وقت حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ جیتے ہوتے تو میں ضرور انہیں خلیفہ بنا دیتا اس لئے کہ رسول کریمؐ نے ان کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ اللہ کی محبت میں بہت پختہ اور سلیم المزاج آدمی ہیں اب تو یہ معاملہ ان ہی بزرگوں پر چھوڑتا ہوں۔ اس وقت صرف مذکورہ پانچوں بزرگ ہی موجود نہ تھے بلکہ بہت سے لوگ حاضر تھے۔

دوبارہ ان بزرگوں نے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ حضرت سعید بن زیدؓ کو بھی شریک مشورہ کر دیئے جائیں فرمایا یہ میرے قبیلہ عدی سے تعلق رکھتے ہیں اور کسی قبیلہ کے دو آدمیوں کا شریک مشورہ ہونا مناسب نہیں البتہ میں آپ لوگوں کی سہولت کے لئے چاروں امیدواران خلافت کے فضائل اپنے زاویہ نظر سے بیان کئے دیتا ہوں اتنا بتا دینا کافی ہے کہ حضرت علی اور حضرت عثمان رسول کریم کے رشتہ دار ہیں، حضرت زبیرؓ پھپھیرے بھائی ہیں اور حضرت طلحہ کو آپ جانتے ہیں کہ خود رسول کریم نے طلحۃ الخیر کے نام سے موسوم کیا تھا حضرت سعد بہت سعید اور بہادر بزرگ ہیں ان میں سے کسی کو بھی ایک دوسرے پر فضیلت دینے کے لئے تیار نہیں آپ لوگ اپنے ہی طور پر خود فیصلہ کر لیجئے صرف تین دن کی مہلت ہے اس کے فوراً بعد آپ نے حضرت طلحہ انصاری کو مجلس انصاریوں کا سردار بنا کر تا فیصلہ خلافت بیت المال کی حفاظت و صیانت پر مامور کر دیا۔

مجلس انتخاب کا تقرر اور مشورے

حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ تم بھی مجلس انتخاب میں شرکت کرو لیکن یہ خیال نہ کرنا کہ تم خلیفہ کے بیٹے ہو اور خلیفہ منتخب ہو جاؤ گے میں تمہیں صرف شرکت مشورہ اور اظہار رائے کا حق دیتا ہوں خلافت نہیں حضرت مقداد بن اسود کو اس مجلس کا نگران کار مقرر فرمایا حضرت صہیب کو حکم دیا کہ آپ مسئلہ خلافت کے طے ہونے تک فرائض امامت انجام دیں دوسرے روز آپ نے پھر چاروں بزرگ امیدواروں کو بلایا حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ سے کہا دیکھو میں تمہیں سمجھاتا ہوں کہ تم شریک مشورہ نہ ہو جانا کیونکہ میرا اندازہ ہے

تم تمہیں خلافت عطا نہ کرینگے اور تمہاری عدم شرکت پر یہی یہ کہنے کا موقع تو مل جائیگا کہ انتخاب کے وقت بنو ہاشم کا کوئی نمائیندہ موجود نہ تھا حضرت علیؓ نے فرمایا یہ تو ممکن نہیں کہ میں اس وقت اپنے دوستوں کا ساتھ چھوڑ دوں حضرت عباسؓ نے کہا کہ میں نے وصال نبویؐ سے پہلے ہی تمہیں کہا تھا کہ تم رسول کریمؐ سے خلافت کے متعلق پوچھ لو نہ مانے۔ اس کے بعد دوسری بار کہا کہ جنازہ سے علیحدہ ہوکر باہر قدم نکالو اور اس خلافت کا انتظام کرو لیکن تم جنازہ کے پاس ہی ڈٹے رہے اور دوسروں نے اپنی منشاء کے مطابق فیصلہ کر لیا اب پھر تم نہیں مانتے تو تم جانو تمہاری مرضی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے کاشانہ پر مجلس انتخاب کا جلسہ منعقد ہوا عمر فاروقؓ کا یہ حکم بھی پہنچ گیا تھا کہ اگر کسی ایک شخص پر سب متفق ہو جائیں اور کوئی ایک شخص مخالفت پر مصر رہے تو اسے فوراً قتل کر دیا جائے تاکہ مسلمانوں کے درمیان کسی فساد کا کوئی اندیشہ باقی نہ رہے دروازہ پر سرکاری پہرہ قائم ہو گیا حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت عمرو بن العاصؓ آکر دروازہ پر بیٹھ گئے تھے مگر حضرت سعد بن وقاصؓ کو جو معلوم ہوا تو انھوں نے اس خیال سے کہ کہیں عوام انھیں بھی شریک شدہ نہ سمجھنے لگیں وہاں سے اٹھوا دیا تمام دن جلسہ ہوتا رہا اور کسی معاملہ پر اتفاق نہ ہوا آخر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا آپ میں سے کون ہے جو امیدواری خلافت سے دستبردار ہو جائے جو دستبردار ہوگا اسے صدارت اور اعلیٰ حقوق عطا کر دیئے جائیں گے جب کوئی نہ بولا تو آپ خود دستبردار ہو گئے اور سب نے اقرار کیا کہ جو آپ فیصلہ کریں گے وہ منظور ہوگا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا آپ کیوں خاموش ہیں کیا آپ کو یہ منظور نہیں فرمایا اس شرط و اقرار پر منظور کرنے کو تیار ہوں کہ جو آپ فیصلہ کریں اس میں کسی کی رعایت ملحوظ نہ ہو آپ اس کا حلف اٹھالیں گے تو مجھے منظور ہوگا اس کے بعد جلسہ اگلے روز کے لئے ملتوی ہو گیا دوسرا دن بھی مشورہ کی نذر ہو گیا آخر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے بحیثیت صدر مجلس صورت حالات پر غور کیا اور آپ نے چاہا دوں امیدواروں کو فرداً فرداً علیحدہ بلا کر ان کی رائیں دریافت کیں پہلے حضرت علیؓ کو بلا کر کہا کہ واقعی آپ جامع الصفات بزرگ ہیں بنو ہاشم کے سردار ہیں اور رسول کریمؐ کے داماد ہونے کا بھی شرف رکھتے ہیں آپ کے تمام دعاوی صحیح ہیں لیکن یہ تو فرمایئے کہ آپ اپنے بعد کسے مستحق خلافت سمجھتے ہیں فرمایا حضرت عثمانؓ کو کہ وہ بھی سابق الایمان فیاض بزرگ اور رسول کریمؐ کے داماد ہیں پھر حضرت عثمانؓ کو بلا کر تنہائی میں پوچھا کہ آپ کے دعاوی بالکل بجا لیکن اگر آپکو یہ حق نہ ملے تو پھر آپ کسے اس کا مستحق سمجھتے ہیں بولے حضرت علیؓ کو اس کے بعد حضرت زبیرؓ اور ان کے بعد حضرت سعدؓ بلائے گئے دونوں نے اسی قسم کے سوال پر جواب دیا کہ ہم اپنے بعد حضرت عثمانؓ کو مستحق اہل سمجھتے ہیں اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰنؓ مجلس میں تشریف لائے اور فرمایا کہ میں باہمی استشارہ اور غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ خلافت کا منصب جلیل حضرت عثمانؓ یا حضرت علیؓ کو ملنا چاہیئے مقابلہ حقیقی ان دونوں ہی کے درمیان ہے کل صبح میں دونوں میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کر دوں گا۔

عامہ اہل اسلام میں ایک جوش پھیلا ہوا تھا سب نتیجہ انتخاب سننے کے منتظر تھے

اسی اثناء میں مسجد نبوی کی جا کچھ بھری رہتی تھی جلسہ تیسرے روز کے لئے برخاست ہوا اور اسی وقت سے دونوں کی طرف سے سلسلہ مساعی سرگرمی کے ساتھ شروع ہو گیا حضرت علیؓ اسی شام کو حضرت زبیرؓ کے پاس گئے اور فرمایا کہ اگر تم خلافت چاہتے ہو تو میں تمہارے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں مگر حضرت عثمانؓ کے مقابلہ میں میرا حق زیادہ ہے کل آپ رائے میرے ہی حق میں دیں انھوں نے اقرار کر لیا حضرت سعد بن وقاص کے پاس گئے تو انھوں نے بھی رائے دینے کی ہامی بھری۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے بھی ایک لمحہ ضائع کرنا اور بیکار بیٹھنا گوارا نہ کیا راتوں ہی میں ان تمام سرداران قبائل کو بلا کر مشورہ کیا جو فیصلہ سننے کے لئے مدینہ میں جمع تھے اور ایک ایک کو تنہائی میں بلا کر فرماتے گئے کہ اب مقابلہ صرف دو اشخاص میں ہے۔

اسی سلسلہ میں حضرت ابو سفیانؓ سے بھی مشورہ ہوا اور حضرت عمرو بن العاصؓ سے بھی۔ حضرت ابو سفیانؓ حضرت عبدالرحمٰن کے پاس سے اٹھ کر سیدھے حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس پہنچے اور کہا مجھے خبر پہنچی ہے مقابلہ دو آدمیوں کے درمیان رہ گیا ہے حضرت عثمانؓ چونکہ اپنے قبیلہ کے آدمی ہیں اس لئے میں ان کے لئے رائے دے آیا ہوں اور انھوں نے مجھ سے کہا ہے کہ وہ بھی حضرت عثمانؓ ہی کے حق میں ہیں ویسے تو اب اطمینان ہے مگر ایک اندیشہ ہے کہ حضرت عثمانؓ بہت نیک مزاج اور سیدھے سادے بزرگ ہیں کہیں بات نہ کہہ جائیں اور خلافت ہاتھ سے نکل جائے حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا مشورہ مجھ سے بھی لیا گیا تھا رائے میں بھی حضرت عثمانؓ ہی کے متعلق دے آیا ہوں رہا حضرت عثمانؓ کے بات کہہ جانے کا اندیشہ تو اس کا بھی میں انتظام کئے دیتا ہوں چنانچہ حضرت عمرو بن العاصؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ کے متعلق میدان صاف ہو چکا ہے کثرت آراء آپ کے حق میں ہے میں بھی قدیم دوستی کے پیش نظر تمہارے ہی متعلق رائے دے آیا ہوں اگر اس وقت آپ میرے مشورہ کو گوش دل سے سنکر اس پر عمل کریں تو آپ کا انتخاب بالکل یقینی ہو جائے گا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا آپ دوست ہیں اور مجھے آپ پر پورا اعتماد ہے جو آپ مشورہ دیں گے میں ضرور اس کے مطابق عمل کروں گا حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا تو سنئے کل حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جب آپ سے اقرار لینے لگیں کہ میں خدا و رسول اور دونوں خلفاء کے انداز و نہج پر خلافت کروں گا تو فوراً اقرار نہ کر لیجئے اس لئے کہ فوری اقرار سے حصول خلافت کے لئے آپ کی قلبی بیتابی کا اظہار ہوگا حضرت عبدالرحمٰنؓ کے قلب و زبان میں ہمرنگی ہے وہ اس کا برا اثر لیں گے آپ گول مول الفاظ میں یہ فرما دیں کہ میں ان شروط کے پورا کرنے کا کوئی عہد نہیں کرتا البتہ اپنی طرف سے تکمیل کی پوری سعی کروں گا بات تو ایک ہی ہے مگر اس طرز اظہار سے اثر اچھا پڑے گا اور آپ کی اس صاف بیانی سے حضرت عبدالرحمٰن صدر مجلس بھی خوش ہو جائیں گے اور آپ ہی کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے حضرت علیؓ نے عجلت میں نشیب و فراز کچھ نہ سوچا اور غور کئے بغیر نہ صرف یہ کہ اقرار کر لیا بلکہ بہت خوش بھی ہوئے اور اس نیک مشورہ پر شکریہ بھی ادا کیا یہاں اپنا کام پوری قابلیت کے ساتھ سرانجام دیکر حضرت عمرو بن العاص حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور کہا کہ میں تمہیں اچھی طرح سمجھائے دیتا ہوں کہ کل جلسہ میں جو شرط بھی تمہارے سامنے پیش کی جائے فوراً بلا عذر و پس و پیش منظور کر لینا ورنہ خلافت نہ مل سکیگی۔

تیسرے روز نماز فجر سے کچھ پیشتر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت سعد اور
حضرت زبیر کو بلا کر فرمایا مجھے تو رات بھر فکر میں نیند بھی نہیں آئی معاملہ نازک ہے
اور آج مجھے قطعی فیصلہ کر دینا ہے بھائی آپ اس معاملہ میں میری امداد کریں اور
صاف الفاظ میں مجھے بتا دیں کہ آپ اپنا حق کسے دیتے ہیں دونوں بزرگوں نے
جواب دیا کہ پہلے تو ہم نے اپنا مشورہ حضرت عثمانؓ کے حق میں دیا تھا لیکن اب آپ
قطعی رائے لیتے ہیں تو ہم اپنا حق ووٹ حضرت علی کو دیتے ہیں انہی کو خلافت ملنا
چاہئے معاملہ صاف ہو گیا دو میں مقابلہ تھا اور دو حقدار امیدوار تھے دونوں حضرت
علی کے حق میں ہو گئے اور راستہ کا ہر کانٹا دور ہو گیا اب حضرت علی کو بجز انتخاب
کے خلافت مل جانی چاہئے تھی حضرت عبدالرحمٰن بھی اب انہیں انتخاب کرنے پر مجبور
تھے اور اسی پر تیار ہو گئے۔

انتخاب عام کا عظیم جلسہ

آج انتخاب یقینی تھا مسجد نبوی میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی لوگ ہمہ تن شوق و انتظار میں
بیٹھے تھے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف منبر پر کھڑے ہوئے اور مجلس خاص کی ساری
کارروائی واضح طور پر بیان کر کے کہا اب مقابلہ صرف حضرت علی اور حضرت عثمان میں
رہ گیا ہے ہم تو خاص مشورہ کر چکے اب مشورہ عام لیا جاتا ہے آپ فرمائیں کہ آپ خلافت
کا منصب کسے سپرد کرنے کے حق میں ہیں اس پر حضرت عمار بن یاسر کھڑے ہو گئے اور
فرمایا کہ حضرت علی کو خلافت ملنی چاہئے میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں حضرت مقداد نے
اس تحریک کی تائید کر دی رائے عامہ کا رجحان بھی حضرت علی ہی کی طرف تھا اس لئے
کسی کو مخالفت میں کوئی آواز بلند کرنے یا کوئی ترمیم پیش کرنے کی جرأت نہ ہوئی یہ رنگ
دیکھ کر عبد اللہ بن سعد بن سرح جو مرتد ہو کر بارگاہ رسالت سے قتل کی سزا کا مستوجب
ہو چکا تھا اور بعد میں معاف ہو گیا تھا اور حضرت عثمان غنی کا بھائی تھا بول اٹھا کہ میں حضرت عثمان
کے حق میں رائے دیتا ہوں۔

ظاہر ہے کہ بھائی ہونے کی بھی حیثیت سے یہی اس کی رائے ہو سکتی تھی پھر
ایک مجرم اور وہ بھی معافی یافتہ! حضرت عمار بن یاسر کو جوش آگیا اور بجا طور پر انہوں نے کہا
تجھے مسلمانوں سے کیا واسطہ تو مرتد ہو چکا ہے اور تجھے رائے دینے کا کوئی حق نہیں تیر
کمان سے نکل چکا تھا کچھ بولنے اور معقولیت کے ساتھ اظہار خیال کی تو کسی مخالف میں
ہمت تھی نہیں کھسیانے ہو کر سب دشنام پر اتر آئے۔ اسی مرتد عبد اللہ کے ایک دوست
نے حضرت عمار کو گالی دے دی بنی ہاشم کو بڑا غصہ آگیا اور وہ اُسے اور اس کے حامیوں
کو برا بھلا کہنے لگے اب بنو امیہ کو بھی جوش آیا حضرت سعد بن وقاص نے یہ رنگ
دیکھ کر کہا بہتر ہے چند لمحے صبر کیجئے پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ سے کہا جناب اب ایک
لمحہ کی تاخیر بھی ایک خوفناک فساد کا سرچشمہ ثابت ہو گی جو فیصلہ دینا ہے فوراً
دیدیجئے حضرت عبدالرحمٰنؓ کے سامنے حقیقت عریاں صورت میں سامنے آگئی
تھی مجلس خاص اور مجلس عام دونوں حضرت علیؓ کے حق میں تھیں آپ عجلت کے
ساتھ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ مجھے انتخاب کا کامل حق مل چکا ہے اور میں اسی
لمحہ اپنا فیصلہ دیتا ہوں۔

یہ کہا اور کہتے ہی حضرت علیؓ کو آواز دی سب کے چہرے چمک اٹھے سب کی نگاہیں اٹھ
گئیں بلاشبہ یہ فیصلہ ہی دینا تھا سب کو معلوم ہو گیا کہ تاج خلافت حضرت شاہ
مرتضیٰ علی کے سر پر رکھا جانے والا ہے بنو امیہ افسردہ ہو گئے حضرت عبدالرحمٰن بن
عوف نے حضرت علی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ:۔

"اقرار کرو کہ کتاب و سنت اور ہر دو خلفائے سابقین کے طریق پر عمل کرو گے"
حضرت علیؓ کے سامنے فوراً حضرت عمرو بن العاص کا مشورہ آگیا اور بولے:۔
کہ میں کوئی عہد نہیں کر سکتا البتہ یہ کہتا ہوں کہ میں اپنی بساط کے مطابق ان شرطوں پر
پابند رہنے کی پوری سعی کروں گا اور اللہ تعالیٰ سے تکمیل کے لئے طالب امداد رہوں
گا۔ آن کی آن میں ہوا پلٹ گئی حضرت عمرو بن العاص کا تدبر کام کر گیا حضرت عبدالرحمٰن
بن عوف حیرت سے منہ تکنے لگے کہ حضرت علیؓ یہ کیا کہہ رہے ہیں تمام حاضرین جو بیعت
حضرت علیؓ کے اس اقرار پر متحیر و مبہوت ہو کر رہ گئے حضرت عبدالرحمٰن نے ایک لمحہ توقف
کر کے حضرت علی کا ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا کہ ہم ایسے کمزور شخص کو خلیفہ نہیں بنا سکتے
اس کے بعد فوراً حضرت عثمانؓ کو بلایا انھوں نے ہر شرط مان لی اور صاف
اقرار کر لیا اس پر حضرت عبدالرحمٰن نے فوراً بیعت کر لی اس کے بعد عام بیعت
شروع ہو گئی جب کسی امر کا پورا یقین ہو تو اس میں ناگہانی ناکامی پر انسان کی جو
میں آ ہی جاتا ہے آپ دم بخود کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور بہ آہستگی زبان سے کچھ
کے الفاظ نکلے اور مسجد سے باہر جانے لگے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو بھی اس
ناگہانی تغیر پر حیرت آمیز رنج تھا انھوں نے فوراً ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ اب تو
عہد کے موافق بیعت کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو عہد توڑتا ہے وہ اپنا
وبال بنتا ہے؟ دوسرے حضرت عمر فاروقؓ کا حکم ہے کہ جو شخص باتفاق عام منتخب
ہو کر مخالفت پر بضد ہو وہ قتل کر دیا جائے یہ سنکر آپ نے فوراً ہی سر تسلیم خم کر دیا
اور کثرت رائے کے سامنے کوئی مخالفت گوارا نہ کی اس طرح جمہوریہ اسلامیہ کا
تیسرا پریسیڈنٹ بھی منتخب ہو گیا حضرت عثمان غنی کے وقت میں حضرت عمرؓ کے
زمانہ جیسی شان اور آن بان تو نہ تھی تاہم فتوحات میں بہت ترقی ہوئی اور دین
و مذہب کی شوکت میں بڑا اضافہ ہوا۔

جمہوریہ اسلامیہ کا چوتھا پریسیڈنٹ

افسوس کہ حضرت عثمان غنیؓ کو اپنا جانشین مقرر کرنے
کا موقعہ ہی نہ ملا اور وہ نہایت بیدردی کے ساتھ شہید کر دیئے گئے جس کا حال
ہم اسی نمبر میں کسی دوسری جگہ لکھیں گے اتنا اضطراب انگیز اور پرآشوب زمانہ
تھا کہ سات روز تک مسند خلافت خالی پڑی رہی مسلمانان مصر کی ایک جماعت نے
حضرت علی پر زور بھی دیا مگر آپ نے جواب دیا کہ عجلت کی ضرورت نہیں مسلمانوں
کے مشورہ سے خلافت کا مسئلہ طے ہو جانے کہ یہ ضروری ہے ابھی تو حالت یہ ہے
کہ ہر طرف اختلاف کی وبا پھیل رہی ہے تم مصری میرے انتخاب پر مصر ہو بصرہ والے
حضرت طلحہ کے موید ہیں کوفہ والے حضرت زبیر کو چاہتے ہیں ایسی حالت میں کوئی فیصلہ
ہرگز مناسب نہیں کچھ دیر گذری تھی کہ اہل مدینہ کا ایک مقتدر وفد باریاب ہوا اور
عرض کیا کہ ہم آپ سے قبولیت خلافت کی استدعا کرتے ہیں اور آپ کی بیعت کے لئے
تیار ہیں۔

اس وفد کو بھی آپ نے وہی جواب دیا اور فرمایا کہ عہد فاروقی کی طرح آپ سب
لوگ کسی ایک بزرگ کو خلیفہ انتخاب کر لیں میں اس کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا اور
اسی طرح اس کی اطاعت کرتا رہوں گا جس طرح تینوں بزرگ خلفاء کی کرتا چلا آیا
ہوں لوگ خلیفہ کی عدم موجودگی سے سراسیمہ تھے ادھر سے مایوس ہو کر وہ حضرت
زبیر اور حضرت طلحہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے وہی درخواست کی لیکن
جب ان بزرگوں نے انکار کر دیا تو سب مشورہ کر کے انصار کے پاس گئے اور ان پر

فرمایا کہ آپ اپنی جماعت میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کر لیں انصار نے کہا کہ ہم تو حضرت علیؓ ہی کو مانتے ہیں اور کسی کو خلیفہ منتخب کرنے اور ماننے کے لئے تیار نہیں مگر پہلے تو بہت اصرار کیا وہ ماننے ہی نہیں پھر انصار نے کہا چلو ہم بھی تمہارے ساتھ چلتے ہیں ہمیں یقین ہے کہ ہمارے سچے رسول دینے پر وہ ضرور رضا مند ہو جائیں گے چنانچہ تمام بیرونی مسلمان مصری مسلمان اہل مدینہ اور جماعت انصار حضرت علیؓ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا یہ نازک قیامت ہے اگر بوجھ خلافت اسلامی ایک ہفتہ سے بے امام پڑی ہے اس سے امت پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے اور تمام شیرازہ امت منتشر ہو کر رہ جائے گا ہم غور کر چکے ہیں اس وقت آپ سے بہتر اور آپ سے زیادہ مستحق اور کوئی مسلمان نہیں حضرت شیر خدا اب بھی انکار کرتے رہے۔

آخر بڑی رد و کد کے بعد یہ طے پایا کہ تمام مسلمان مشورہ انتخاب کے لئے مسجد نبوی میں جمع ہوں جب مسجد میں پورا اجتماع ہو گیا تو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ بھائیو مجھے خلافت منظور نہیں تم کسی اور کو منتخب کر لو میں اسی کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا میں اس جھگڑے میں پڑنا نہیں چاہتا لوگوں نے بہت عاجزی کی تو آپ نے فرمایا اچھا پہلے آپ لوگ حضرت سعد بن وقاص حضرت سعد بن زیدؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے استصواب کر لو اگر وہ انکار کر دیں تو پھر میرے پاس آنا لیکن حضرات زبیرؓ و طلحہؓ تشریف نہ لائے اور پیغام بھیج دیا کہ مسلمان جسے خلیفہ منتخب کر لیں گے ہم اسی کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نہیں جب تک وہ نہ آئیں گے اس وقت تک کوئی فیصلہ نہ ہوگا۔ پھر بلایا گیا تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ آج سب بیعت کر لیں کل ہم آکر بیعت کر لیں گے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا تو پھر کل ہی پر معاملہ رکھو جمعرات کا روز تھا لوگوں نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا ہم کل نئے خلیفہ ہی کے پیچھے ہی نماز پڑھیں گے جو کچھ ہونا ہے وہ آج ہی ہونا ہے ہم تو آج بیعت کئے ہوئے نہیں اٹھیں گے حضرت علیؓ نے فرمایا تو میں بغیر ان دونوں بزرگوں کے کچھ نہیں کر سکتا یہ سنکر مالک بن اشتر اور حکیم بن جبلہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ اگر یہی بات ہے تو ہم ابھی ان دونوں کو بلائے لاتے ہیں ان دونوں نے جا کر کہا ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ سوچ کیا رہے ہیں امت کے تمام کام خراب ہو رہے ہیں کوئی امام نہیں رہا مسلمان بار بار آپ کے پاس آ رہے ہیں سب نے آپ کی بیعت پر آمادگی کا اظہار کیا تو آپ نے بیعت قبول نہیں کی بلاتے ہیں تو چلتے نہیں آپ کی اس تاخیر تعویق سے ملت کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے آپ ابھی ہمارے ساتھ چلیں اور مسلمانوں کو اس کشمکش سے نجات دلائیں۔

چونکہ مالک بن اشتر کے تیور بگڑے ہوئے تھے اور یہ ایک بڑے سرگروہ کہتا ور تھے اس لئے حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کو انکار کرتے ہی بن نہ پڑی اور وہ ان کے ساتھ چلے آئے حضرت علیؓ انہیں دیکھتے ہی بولے اب آپ تشریف لے آئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس کام کو مجھ سے بہتر طریق پر انجام دے سکتے ہیں میں تو اس منصب جلیل کو قبول نہیں کرتا آپ دونوں میں سے کوئی صاحب ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں ان کے ہاتھ پر بیعت کر لوں حضرت طلحہؓ کی طرف مخاطب ہو کر بولے میرے نزدیک آپ سب سے زیادہ مستحق ہیں جلد ہاتھ بڑھایئے میں ابھی بیعت کرتا ہوں۔

حضرت طلحہؓ تو بھی اس ایثار کو دیکھ کر حیران رہ گئے مسلمان بھی متحیر تھے حضرت طلحہؓ نے فرمایا معاذ اللہ آپ یہ کیا فرماتے ہیں کہاں میں اور کہاں آپ اول تو آپ رسول کریم کے

داماد اور بھائی پھر شرف اولیت کے حامل اور معدن علم ہیں از ہر سبب کہ میں آپ کے مقابلہ میں خلیفہ اسلام بننے کی اقدام کروں اس پر مالک بن اشتر نے بلند آواز سے کہا علیؓ تو اب تا خیر فضول ہے حجت پوری ہو گئی جلد ہاتھ بڑھایئے بجیر ہوکر حضرت علیؓ نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا سب سے پہلے حضرت طلحہؓ نے اور ان کے بعد حضرت زبیرؓ نے بیعت کی اس کے بعد حضرت سعید بن سعد بن وقاص حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور محمد بن ابوبکر اور تمام صحابہ کرام نے بیعت کی اس کے بعد سعد بن وقاص حضرت عبداللہ بن عمر اور محمد بن ابوبکر اور تمام صحابہ کرام نے بیعت کی خواص کے بعد عوام میں سب سے پہلے مالک بن اشتر اور حکیم ابن جبلہ نے بیعت کی اور جمعہ کی صبح تک سب نے بیعت کر لی اور رائے عامہ سے اسلام کا یہ چوتھا جلیل القدر بلند گستر ہی جمہوریہ اسلام کا پریسیڈنٹ منتخب ہو گیا۔

حضرات نعمان بن بشیر زید بن ثابت محمد بن مسلمہ مغیرہ بن شعبہ عبداللہ بن سلام کعب بن مالک ابو سعید خدری حسان بن ثابتؓ اسامہ بن زید وغیرہ وہ بلند مرتبہ بزرگ ہیں جنہوں نے بیعت نہیں کی حضرت سعد بن وقاص بھی گھر کا دروازہ بند کئے بیٹھے رہے اور کہلا بھیجا کہ میری نسبت خیر ہے میری طرف سے کوئی اندیشہ نہ کیا جائے ان کے علاوہ بنی امیہ کی اکثریت بھی بیعت میں شریک نہیں ہوئی اور شام کی طرف حضرت معاویہؓ کے پاس چلی گئی حضرت علیؓ نہایت لائق جری اور اولوالعزم بزرگ تھے اگر آپ کو کام کرنے کا موقعہ ملتا تو آپ انتظام و ملکداری میں اگر حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمرؓ سے زیادہ نہیں تو کم بھی نکلتے لیکن آپ کا تمام زمانہ خلافت جنگوں اور لڑائیوں میں گذر گیا اعتراض کرنے والے تاخیر تو اعتراض کرتے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت علیؓ کے بجائے کوئی اور خلیفہ ہوتا تو چار دن بھی خلافت کا کاروبار انجام دے سکتا یہ آپ کی شجاعت و استقلال ہی تھا کہ آپ اتنے عرصہ تک خلافت کر گئے اور بڑی بڑی جنگوں میں کامیابی حاصل کی جنگ جمل اور جنگ صفین معمولی قسم کی نہیں خونریز ترین جنگیں تھیں جن میں بڑے بڑے شجاعان عرب اور مقدس ترین صحابہ صف آرا تھے یہ حضرت علیؓ ہی کا زہرہ تھا کہ اس پر آشوب دور میں اتنی بڑی جنگیں لڑیں۔

آپ کی زندگی اگر دغا کرتی تو آپ تمام ریشہ دوانیوں اور مخالفتوں کا بھی قلع قمع کر دیتے تاریخ شاہد ہے کہ فریب و دغا سے کوئی کچھ حاصل کرلے لیکن میدان جنگ میں آپ کے مقابلہ پر کوئی بازی نہ لے جا سکا ایسے نازک حالات میں زبردست جنگیں لڑ لینا اور دشمنوں کے ہجوم میں گھر کر لڑ لینا آپ ہی کا کام تھا لوگ آپ کی زندگی پر حضرت عمرؓ کے زمانہ کو سامنے رکھ کر بحث کرتے ہیں حالانکہ صحیح صورت یہ ہے کہ اس دور کے حالات کے پیش نظر اس پر غور کرنا چاہیئے اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ آپ نے کن حالات میں کیا کیا اگر یہ عہد جاہلیت میں گذرا تو اس میں حضرت علیؓ کی کوئی تقصیر نہ تھا حالات ان کے زمانہ میں نہیں بگڑے بلکہ پہلے ہی سے بگڑ چکے تھے اور اس بری طرح بگڑ چکے تھے کہ حالات کا سنبھالنا قریب قریب غیر ممکن ہو رہا تھا ایک حضرت عثمانؓ کی شہادت ہی ایسی تھی جو فضا کو برابر مکدر کر رہی تھی گو بنی امیہ نے حضرت عثمان غنیؓ کے وقت میں شام میں تو پورا اقتدار حاصل کر ہی لیا تھا دوسری جگہوں میں بھی انہیں کافی رسوخ حاصل ہو گیا تھا ایک تو طاقتور اور با اقتدار قبیلہ اس پر حضرت عثمانؓ کے دردناک قتل کا جوش انگیز لہجہ میں مسلمانوں کے سامنے بیان کر کے اشتعال دلانا اور چونکہ یہ معاملہ تمام مسلمانوں کا

ہوا یہ تھا اس لئے حضرت عائشہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ وغیرہ جیسے با اثر اور معزز ترین صحابہ کے خلاف ہونا پھر بھی جیسے پر مخالف پروپیگنڈہ کا طوفان اٹھا تھا اس انتشار و ہیجان سے عہدہ برآ ہونا یہ حضرت علی ہی کا زہرہ تھا جو اس کا مقابلہ کرتے رہے۔ اور کوئی ہوتا تو پہلے ہی دور میں چاروں شانے چت جا رہتا پھر یہی جو مقابلے پڑ آیا تلاطم تھا یہ اس طرح کا تھا ابلا آتا ہوا سمندر جس کی نظیر ملنی محال ہے سکون کے موسم میں سمندر کو عبور کر لینا کچھ مشکل نہیں لیکن شدید طوفان کے زمانہ میں تمام موجوں سے مقابلہ کر کے جہاز کو منزل مقصود پر پہنچا لینا ہر شخص کا کام نہیں ہے۔ پھر حضرت صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں تو باہر ہی آگ لگی تھی اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں تمام صحابہ کرام متفق تھے اور ہر وقت ان بزرگوں کو مشورہ دیتے رہتے تھے حضرت علیؓ کے عہد میں صحابہ کرام ہی کی مدد کا بنیان مرصوص دیوار میں شگاف ہو چکے تھے حضرت سعد بن وقاص خاموش ہو گئے حضرت زبیر حضرت طلحہ جیسے صائب الرائے اور معتمد مشیر و معاون خود مخالف سمت میں جا کھڑے ہوئے اور تو اور خود حضرت عائشہؓ ایک لشکر عظیم لیکر مقابلہ کو آگئیں سب مقدس، سب بزرگ، سب معتمد، مسلمان حیران تھے کس کا ساتھ دیں اور کس کا نہ دیں ہر شخص اپنی جگہ انتہائی احترام کا مستحق تھا ایک طرف محبوب ترین حرم رسول دوسری طرف محترم داماد۔

بھی ایسی کچھ حالت ہی کیا تھی حالات کو ان مذکورہ صورتوں نے بگاڑ دیا تھا گھر کے اندر آگ لگ رہی تھی حضرت علی رتبہ شناس تھے حضرت عائشہ کے خلاف لشکر کو کیا کہہ کر لڑائیں حضرت زبیرؓ و طلحہؓ عشرہ مبشرہ میں تھے ان کی مذمت کیسے حد تصور سے بھی زیادہ نازک حالات تھے اس طوفان میں کشتی امت کو منزل مقصود تک پہنچانے والی اور بچا کر لیجانے والی صرف ایک ہی ذات تھی دوسرے بزرگوں کے ساتھ نازک اوقات میں سب شریک رہے لیکن آپ تنہا تھے اور جو کیا تنہا کیا لوگ اعتراض تو کرتے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ اگر حضرت علیؓ کو صحابہ کرام کی حرمت کا پاس نہ ہوتا امت کی خونریزی گوارا کر لیتے تو اس صورت میں بھی حضرت علی شیر خدا تھے تمام دشمنوں اور مخالفوں کا قلع قمع کر کے رکھ دیتے لیکن نہ کبھی آپ نے مکر و فریب کا تصور کیا اور نہ مسلمانوں کی خونریزی آپ کو گوارا تھی جو جنگیں آپ نے لڑیں مجبوری کے عالم میں لڑیں ان حقائق کے پیش نظر ہمیں حضرت علی کی خلافت بھی بہت شاندار نظر آتی ہے۔

رفتار حالات میں تغیر

حضرت عثمان کی شہادت اور اس کے بعد کے فتنہ ہائے بیدار کی خبر حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم دے ہی چکے تھے حقیقت یہ ہے کہ یہ تلوار کچھ ایسی منحوس ساعت میں میان سے نکلی تھی کہ اس نے اسلامی جمہوریت کی روح کو تو چند ہی سال کے بعد سرے سے ختم ہی کر دیا اور اس کے بعد للہیت اور صحابیت کی شان بڑی حد تک ختم ہو گئی ہمارے شیعہ بھائی فرماتے ہیں کہ خلافت حقیقت حضرت علی ہی کا حق تھی لیکن یہ حق دوسروں نے غصب کر لیا ہم نہایت ادب کے ساتھ اس سے اختلاف کرنے پر مجبور ہیں آخر حضرت علیؓ کو کیوں اولیت یا استحقاق کا مستحق قرار دیا جاتا ہے کیا اس لئے کہ وہ رسول کریم کے داماد تھے بیشک تھے لیکن ورثہ اور ترکہ بادشاہوں میں تقسیم ہوا کرتا ہے ہمارے پیغمبر کی یہ شان تھی کہ وہ حضرت علی کو خلیفہ نامزد کر کے دنیا کو یہ کہنے کا موقعہ دیتے کہ انہوں نے یہ سب کچھ سلطنت یا بادشاہت کے لئے کیا تھا رسول کریم کی تو یہ حالت تھی کہ اپنی محبوب بیٹی حضرت سیدہ تک کو مقدم نہیں سمجھتے تھے خلافت تو بڑی چیز ہے جب انہوں نے حضرت بی بی فاطمہ کے ایک کنیز کے مطالبہ کو بھی یہ کہہ کر رد کر دیا تھا کہ مجھ سے یہ ہرگز نہ ہو گا کہ میں تمہیں دوں اور صفہ والوں کو چھوڑ دوں۔

رسول کریم کے نزدیک تو ہر مسلمان مسلمان کی حیثیت سے برابر تھا بیشک حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خدمات بھی حضرت علی سے کسی طرح کم نہیں یہ دونوں بزرگ رسول کریم کے خسر بھی تھے اور حضرت عثمانؓ داماد تھے اگر حضرت علیؓ کو خلافت کی آرزو تھی مگر اس آرزو میں بھی وہ تنہا نہ تھے حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کو بھی آرزو تھی حضرت زبیرؓ و حضرت طلحہؓ و حضرت سعد بن وقاص کی بھی آرزو تھی اور ہونی چاہیئے کہ اقتدار حاصل کر کے ہر شخص وسعت کے ساتھ خدمات ملی انجام دے سکتا ہے مگر مقدر سے یہ سمجھ لینا کہ حق انہیں کا تھا محض ایک تنگ نظری ہے۔ پھر لوگ حضرت علی کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں حالانکہ وہ نہایت پاکیزہ بے نفس صاف باطن اور بے لوث بزرگ تھے ان کی نظر میں دنیا کے تاج و تخت کی اور خلافت کی دنیوی اعتبار سے کوئی حیثیت نہ رکھتی تھی حضرت معین الدین چشتی حضرت قطب الاقطاب حضرت بابا فرید کی نظر میں دنیا کی کیا حیثیت تھی۔ حضرت ابراہیم ادہم اور حضرت جلال الدین تبریزی نے بادشاہت چھوڑ کر فقیری لی تھی جب نور عرفان نے ان کے قلوب کو دنیا کی طرف سے موڑ دیا تھا اس کے سرچشمہ و گنجینہ تو حضرت علی ہی تھے وہ اس کی کیا حقیقت سمجھتے تھے وہ تو محض مسلمین کا ایک جوش تھا کہ آپ ہی امیدوار ہو جاتے تھے اگر حضرت علیؓ سمجھتے کہ واقعی ان کی حق تلفی ہوئی ہے تو وہ تو وہ چیز تھے کہ اپنے حق کے لئے دنیا کا تختہ پلٹ کر رکھ دیتے واقعی حضرت عثمانؓ کے انتخاب کے وقت حضرت علی کی حق تلفی ہوئی مگر اس وقت وہ اپنے اقرار و زبان کی وجہ سے خاموش رہے پھر جمہوری انتخاب میں شکوہ کیا ہے جمہوریت تو نام ہی اسی کا ہے کہ ہر شخص انتخاب میں آزادانہ حصہ لے سکے اور جو زیادہ تدبیر و ہوشیاری سے کام لے وہی کامیاب ہو اگر حضرت ابوبکرؓ اور ان کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان غنی کامیاب ہو گئے تو یہ حق تلفی نہ تھی جمہوریت کا آئین تھا شیعہ بھائی خلافت پر شاہی پسندانہ نقطہ نظر سے نگاہ ڈالتے ہیں اور خلافت کو رسول کریم کا ذاتی ورثہ سمجھتے ہیں حالانکہ یہ سب غلط ہے خلافت محض جمہوریت تھی جو سارے مسلمانوں کی ملکیت تھی اور ہر شخص اس انتخاب میں حصہ لے سکتا تھا۔

یہ ضرور ہے کہ اگر ابتدا ہی میں خلافت حضرت علی کو مل جاتی تو جمہوریت کا خاتمہ اسی روز ہو جاتا اگر بنی امیہ سے تلوار نہ بھی چلتی تو پھر خلافت میں بنو ہاشم کے سوا اور کسی کو ہرگز حصہ نہ مل سکتا بلکہ یہ ایک خاندانی چیز ہو کر رہ جاتی اور اس کا سارا حسن اور تمام دلکش منابع ہی ختم ہو جاتے پھر تلوار کا چلنا ہی یقینی تھا کہ رسول کریم کو بھی بنی امیہ کی مخالفت سے بہت سی تکالیف پہنچی تھیں اور وہ نئے نئے مسلمان تھے یعنی ان کو بنو ہاشم کے سامنے ہتھیار ڈالے ہوئے صرف تین ہی سال کا زمانہ گزرا تھا عرب کی قبائلی رقابت ایک مسلمہ چیز تھی بنو امیہ رسول کریم کے بعد بنو ہاشم کو کبھی بر سر اقتدار نہ دیکھ سکتے اور دونوں میں ضرور تلوار چلتی اور اس سے امت اور اسلام کو شدید اور ناقابل تلافی نقصان پہنچ جاتا اور کوئی ترقی نہ ہو سکتی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ چونکہ غیر جانبدار قبائل کے

...جاتے تھے اس لئے ان کی ذات سے کسی کو کوئی بھی خاص شکایت نہ ہوتی تھی۔ ... قبائل میں نفاق قائم رہا اور اسلام سے اس زمانہ میں ... حضرت عثمان کے ابتدائی زمانہ میں بھی ... حضرت علی کے ... اگرچہ انھوں نے بنو ہاشم کو دبائے رکھا کوئی جھگڑا پیدا نہ ہوا لیکن ... کے فتنہ پرداز افراد نے حالات کو خراب کر دیا اس کے بعد ... کا آغاز ہو گیا یہاں ہم یہ بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرات شیعہ فرماتے ہیں حضرت علی نہ کمزور تھے اور اگر انھیں کوئی کسی سازش اور فریب سے دبانا چاہتا تو وہ اس سے مقابلہ کی کافی طاقت رکھتے تھے۔

خود ایک طاقتور قبیلہ بنو ہاشم کے سردار تھے مسلمانوں کی آنکھ کا تارا تھے عدیم المثال جری و دلیر تھے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر کا اثر ہرگز اتنا نہ تھا کہ وہ حضرت علی کو خواہ مخواہ اور ناجائز طور پر پس پشت ڈال سکتے پھر یہ ایک حقیقت ہے کہ اس قلیل مدت میں جبکہ آپ نے حضرت ابو بکر صدیق سے بیعت نہ کی تھی بنو امیہ کا سردار ابو سفیان آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے حیرت ہے کہ آپ کے ہوتے ہوئے خلافت ابو بکر کو مل جائے یہ آپ کے ساتھ صریح ناانصافی ہے لائیے ہاتھ بڑھائیے میں ابھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہوں اگر آپ کو مقابلہ اور لڑنے کی ضرورت پڑے گی تو میں مدینہ کا میدان آپ کی حمایت میں اپنے پیادوں اور سواروں سے بھر دوں گا اور ابو بکر پر عرصہ حیات تنگ کر دوں گا۔ کتنی بڑی ترغیب تھی اور کتنے سازگار حالات تھے مگر آپ نے صاف انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ حضرت مجھے آپ کی اس ہمدردی کی کوئی ضرورت نہیں اور میں انتخاب کے بعد کوئی اقدام کر کے امت میں انتشار پیدا کرنا نہیں چاہتا۔ اگر حضرت علیؓ چاہتے تو سب کچھ کر سکتے تھے مگر نہیں وہ جانتے تھے کہ یہ جمہوریت ہے اور جمہوریت میں حق کی بنا پر نہیں بلکہ کثرت رائے کی بنا پر فیصلہ ہوا کرتا ہے اس مقابلہ میں مات کھا جانے والے کے لئے جیتنے والے کے خلاف کھڑا ہو جانا بیحد مذموم ہے۔ لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ اس انتخاب پر کوئی جمہوری زاویہ نگاہ سے نظر ہی نہیں ڈالتا سب حق حق پکارتے ہیں گویا کہ خلافت بھی کوئی آبائی ورثہ تھا جسے کسی نے چھین لیا۔

تیسری مجلس

بنو امیہ اور قریش کے حالات

قریش حسبی و نسبی طور پر عرب میں بہت ممتاز قبیلہ تھا اور سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ یہ قبیلہ حضرت ابراہیم کی اولاد سے تھا پھر تولیت حرم نے اس کی سیادت میں عزت و اقتدار کے چار چاند لگا دیئے تھے اور اس کے ... ہاشم نے اس کی تجارت کو ترقی دے کر اسے دولت و حشمت سے بھی ممتاز کر دیا تاریخوں میں لکھا ہے کہ حضرت اسمٰعیل بن ابراہیمؑ کے بارہ بیٹے ہوئے ان میں سے ایک بیٹے قیدار کی اولاد میں عدنان پیدا ہوئے جن کی اولاد حجاز میں بکثرت پھیلی عدنان کا سلسلہ نسب چالیس پشتوں کے بعد جا کر حضرت اسمٰعیل سے جا کر مل جاتا ہے اس وقت یہ قبیلہ عدنان کہلاتا تھا لیکن نضر بن کنانہ کے زمانے سے قریش کے لقب سے ملقب ہوا اور اسی وقت سے یہ قبیلہ قبیلہ قریش کہلانے لگا نضر بن کنانہ کی ... قصی بن کلاب نے بڑا اقتدار حاصل کیا اس زمانہ میں تولیت حرم حلیل خزاعی کے سپرد تھی ان کی اکلوتی بیٹی حبی کی شادی چونکہ قصی سے ہو گئی اس لئے تولیت حرم بھی انہی کو مل گئی جس سے ان کے اقتدار میں اضافہ ہو گیا اور یہ قبیلہ عرب بھر میں عزت و عظمت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا

اسی زمانہ میں قریش نے ایک عظیم الشان عمارت دار الندوہ کے نام سے تعمیر کی جسے بہت جلد مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی قریش کو جب کوئی اہم کام کرنا ہوتا جنگ و صلح درپیش ہوتی کوئی تقریب کی جاتی جلسے منعقد ہوتے تو اسی عمارت میں ہوتے قصی نے اپنی زندگی میں ایک یادگار زمانہ کام یہ کیا کہ تمام قریش کو ایک جلسہ میں جمع کر کے ان کے سامنے ایک زبردست اور پُر جوش تقریر کی اور کہا کہ آپ کو علم ہے کہ تولیت حرم سسرالی ذرائع سے مجھے حاصل ہو گئی ہے اور یہ ایک بہت بڑی عزت ہے اور میں چونکہ آپ ہی کا فرزند ہوں اس لئے یہ عزت میری نہیں سب کی عزت ہے یہ بھی سب جانتے ہیں کہ عرب اور اطراف عرب سے ہر سال ہزار ہا نفوس زائرین کعبہ کی زیارت کے لئے مکہ آتے ہیں اور انھیں قدرتاً اس مسافرت اور یہاں کے قیام میں تکالیف بھی ہوتی ہیں چونکہ ہم حرم کے متولی ہیں چڑھاوے اور نذر و نیاز کے مستحق سمجھے جاتے ہیں اس لئے اخلاقی طور پر یہ فرض ہمارا ہی ہونا چاہیئے کہ ہم ان کی میزبانی کریں" اس تقریر کا خاطر خواہ اثر ہوا اور اسی جلسے میں ایک رقم کا تعین ہو گیا جو زائرین و حجاج کے قیام و طعام پر صرف کی جایا کرے۔

قصی ہی نے حجاج کے پانی کے لئے چرمی حوض بنوائے مشعر حرام بنوایا جس پر ایام حج میں چراغ جلائے جاتے تھے یہی نہیں بلکہ انھوں نے قریش کو حرم کے اندر گرد آباد کر دیا ان کے چھ بیٹے ہوئے عبد الدار، عبد مناف، عبد العزیٰ، عبد بن قصی، تخمر اور برہ گو عبد الدار سب بھائیوں میں نا قابل و نا اہل تھے لیکن باپ نے تمام مناصب حرم انہی کے حوالے کر دیئے لیکن بعد کو ان کے بھائی عبد مناف نے یہ تمام مناصب حاصل کر لئے عبد مناف کے بھی چھ بیٹے تھے جن میں ہاشم سب سے زیادہ اولو العزم، فیاض، بہادر اور ذی ہوش تھے انھوں نے ایسی آن بان اور طمطراق کے ساتھ زندگی بسر کی کہ ہر طرف ان کی دھاک بیٹھ گئی علی الخصوص قریش کی تجارت کو تو انھوں نے چار چاند لگا دیئے شاہان روم و حبش کو لکھ کر قریش کا مال تجارت ٹیکس اور محصول سے مستثنیٰ کرا لیا قریش تجارت پہلے سے کرتے تھے مگر ان کی تجارت محدود اور ہونی چاہیئے تھی کہ عرب میں امن و امان کا نام و نشان تک نہ تھا تمام راستے خطرات سے پُر تھے قافلے دن دہاڑے لٹ جاتے تھے ہاشم کمر بستہ ہو گئے تمام عرب کے دورے کئے ہر قبیلہ کے پاس پہنچے اور انھیں راضی کر لیا کہ وہ کاروان قریش کی راہ میں کوئی مزاحمت نہ کریں گے جس کے عوض میں قریش کا کارواں ان کی ضروریات کی اشیاء لیکر خود ان کے پاس پہنچیگا اور خرید و فروخت کریگا۔ ان سرگرمیوں اور کاروباری جدوجہد سے قریش کی تجارت کو بڑی وسعت حاصل ہو گئی۔

اب کاروان ہائے قریش عرب کے ہر حصے میں بلا تکلف جاتے خرید و فروخت کرتے اور شام یمن اور مصر تک تجارت کرتے جس سے ان کی دولت میں بہت ترقی ہو گئی اور یہ دنیا بھر عزت کی نظر سے دیکھے جانے لگے خود قیصر روم بھی ان کی بہت عزت کرتا تھا چونکہ یہ حجاج اور زائرین کی میزبانی بھی نہایت سیر چشمی کے ساتھ کرتے تھے اس لئے ہر طرف قریش کا سکہ بیٹھ گیا ان کے بیٹے عبد المطلب نے بھی نہایت شان و شکوہ کے ساتھ زندگی بسر کی انہوں نے چاہ زمزم کو از سر نو تعمیر کرایا رسول کریم انہی ہاشم کی اولاد ہونے کی وجہ سے ہاشمی کہلاتے ہیں چونکہ یہ بھی قبیلہ قریش میں بیحد ممتاز

[illegible] نے ان کے اسم گرامی کے انتساب [illegible]

بنو ہاشم اور بنو امیہ کی تاریخی مخالفت

عبد مناف کے یہاں [illegible] کر ہوا تھا بیٹے تھے جن کا نام ہاشم اور امیہ دونوں [illegible] تمام ہوا ہوئے تھے بلکہ کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کی پیشانیاں بھی جڑی ہوئی تھیں جنہیں عبد مناف نے اسی وقت تلوار سے جدا کیا اسی وقت کسی نجومی نے کہہ دیا تھا کہ ولادت کے فوراً بعد ان دونوں کے مابین تلوار چل گئی ہے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اولاد میں ہمیشہ تلوار چلتی رہے گی۔
پیشگوئی آگے چل کر بالکل درست ثابت ہوئی عبد مناف کے بعد امیہ کو توقع تھی کہ تولیت حرم اسے حاصل ہوگی لیکن ہاشم کی خداداد قابلیت اور فضل و شرف کے سبب قریش نے یہ منصب جلیل ہاشم ہی کو عطا کر دیا اور واقعی ہاشم اس کے اہل بھی تھے ہاشم چونکہ نہایت جری شجاع اور اولوالعزم اور عالی ظرف تھے اس لئے امیہ نے رشک و حسد اور اپنی ناکامی کی جلن کی بنا پر اپنے بھائی ہاشم کی مخالفت کے لئے جدوجہد شروع کی تھی اس میں اسے قطعاً ناکامی ہوئی ہاشم تو وہ چیز تھے کہ شاہان عظام ان کی عزت کرتے تھے عرب بھر ان کا ممنون کرم تھا پھر امیہ کی کیا پیش جا سکتی تھی ہاشم اور امیہ کے بعد عبد المطلب بنی ہاشم اور حرب بن امیہ میں برسوں مخالفت کا سلسلہ جاری رہا گو حرب بن امیہ بہت بہادر و دلیر تھے مگر عبد المطلب رسول کریم کے دادا کے اقتدار اور دم خم کے مقابلے میں اس کی بھی کچھ نہ چلی اور ہاشمی صولت اسی شان کے ساتھ برابر قائم رہی۔ لیکن عبد المطلب کے انتقال کے بعد جنہوں نے اپنی دھاک بٹھا رکھی تھی خاندان میں کوئی صاحب اثر شخص باقی نہ رہا اور اب بنو امیہ کا اقتدار برابر بڑھنے لگا۔ عبد المطلب کی اولاد میں حضرت عباس دولتمند تھے مگر فیاض نہ تھے۔
ابولہب بدخلق تھا ابو طالب کے پاس دولت نہ تھی یہی وجہ تھی کہ امیہ بڑھنے لگے اور عبد المطلب کے بعد اس خاندان کا وہ اقتدار قائم نہ رہا اور حرم کے مناصب بھی ہاتھ سے نکلنے لگے حرب کا بیٹا ابو سفیان ہوا تو اس نے تو آگے چل کر پورے قریش کی سرداری کا فخر حاصل کر لیا اس نے مذہبی بنا پر نہیں بلکہ اس خاندانی مخالفت کی بنا پر رسول کریم کو شدید سے شدید اذیتیں پہنچائیں کیونکہ رسول کریم کی کامیابی میں انہیں اپنے حاصل شدہ اقتدار کی تباہی نظر آتی تھی اور دوسری طرف رقیب خاندان کا طلوع ہوتا تھا یہی وجہ تھی کہ بنو امیہ والوں نے رسول کریم کو تکلیف پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ عقبہ بن معیط اموی ہی تھا جس نے عین نماز کے سجدہ کے دوران میں آپ کے سر مبارک پر اونٹ کا اوجھ لا کر رکھ دیا تھا بنو امیہ کے بعد ایک اور خاندان بنی مخزوم کا درجہ تھا اور یہ بھی بنو امیہ کی حمایت اور اپنی رقابت میں بہت سرگرم تھا اور خود کو بنو ہاشم کا ہمسر سمجھتا تھا ولید بن مغیرہ اسی خاندان کا رئیس اور قریش کا سردار تھا۔ بدبخت ابوجہل بھی مخزومی ہی تھا اور اخنس بن شریق کے ایک سوال کے جواب میں اس نے اپنا دل کھول کر رکھ دیا تھا جبکہ یہ کہا تھا کہ ہم اور بنو عبد مناف ہمیشہ حریف مقابل رہے ہیں جو انہوں نے کیا وہ ہم نے کیا بلکہ ہم نے ان سے بڑھ کر فیاضیاں کیں جب ہم اور وہ منطبق ہو گئے تو اب بنو ہاشم پیغمبری کے دعویدار بنے ہیں خدا کی قسم ہم اس پیغمبری پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔
ان سفاکوں کو رسول کریم کے اعلان نبوت میں رقابت کی بو آتی تھی اور جو کچھ

[illegible] کے رئیس خاندانی [illegible] کا خیال [illegible] بنو امیہ کا رئیس تھا مگر فتح مکہ کے بعد آنے سے تمام قریش کی سرداری [illegible] تھی اسی میں احزاب بدر کے سوا کی تمام جنگوں میں [illegible] ہی نے کی اور تمام عرب کے اندر جو بھی شرور فساد عداوت و عناد کا ایک سیلاب تھا درحقیقت یہ ہے کہ اگر بنو ہاشم اور بنو امیہ کی یہ رقابت اور تولیت حرم کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد عام اقتدار کے فنا ہونے کا اندیشہ ہوتا تو رسول کریم کی مخالفت ہرگز اس شدت و تنگی کے ساتھ نہ کی جاتی۔

رئیس امیہ کی معاندت کے شیطانی مظاہر

اخلاق بھی کیا [illegible] رقابت کی بنا پر [illegible] نے قریش کو بھڑکایا کہ وہ حضرت بی بی خدیجہ کا جنازہ آبائی قبرستان میں نہ دفن ہونے دیں کیونکہ انہوں نے اپنا دین بدل لیا ہے اس وقت ابو طالب بھی دنیا میں نہ تھے اللہ ہی جانتا ہے کہ اس وقت رسول کریم کے قلب پر کیا گزر رہی ہوگی ایک تو جان نثار اور پشت پناہ بیوی کے انتقال کا صدمہ اور اس پر جنازہ کی یہ بے حرمتی کوئی حامی و ناصر حیران و سراسیمہ کھڑے تھے جنگ کے گرد کے اڑے ہوئے تھے اور بنو امیہ اور قریش دفن کی اجازت ہرگز نہ دیتے تھے بڑی ہی دقت و دشواری سے کچھ سمجھا بجھا کر لوگوں کو سمجھانے بجھانے پر یہ مرحلہ طے ہوا۔ اسی ابوسفیان ہی کی بیوی تھی جس نے حضرت حمزہ رض کو نہ صرف یہ کہ اپنے غلام وحشی سے قتل کرایا بلکہ مثلہ کیا اور کلیجہ نکال کر کچا چبایا احد میں دندان مبارک شہید کرائے۔
غرض یہ کہ اس نے مسلمانوں اور رسول کریم کو فتح مکہ تک ایک لمحہ کے لئے چین سے نہ بیٹھنے دیا سب چراغ مصطفوی کو بجھانے کے لئے ہمہ تن مستعد رہے اور انہوں نے حضرت رسالت مآب کا خون بہانے اور اذیت پہنچانے کی سعی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔

اموی عناد کے کرشمے

یہ تو تھیں امیہ اور سردار امیہ کی شرارتیں لیکن جب نصرت الٰہی نہ صرف بنو ہاشم بلکہ کل عالم کے سردار رسول کریم اقتدار حاصل کرتے ہیں تو اپنے ان صدیوں کے دشمنوں اور نہ صرف سردار امیہ بلکہ سردار قریش کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں یہ کہ فتح مکہ میں خون انسانی کا ایک قطرہ بھی نہیں گرنے دیتے اور اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص بھی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائیگا امان پائیگا خود اس کی بھی تقصیر معاف کر جان بخشی کی جاتی ہے حضرت حمزہ کا جگر چبانے والی ہندہ زوجہ ابو سفیان کو بھی وحشی قاتل حمزہ کو بھی شہدائے احد کی جان لینے والوں کو بھی معاف کر دیا جاتا ہے ابوسفیان کی پوری عزت کی جاتی ہے اب اسلام کا بول بالا ہوتا ہے بنو امیہ کی اکڑی ہوئی گردن جھکتی ہے تو دونوں رقیب خاندانوں میں بھی ازدواجی تعلقات قائم ہوتے ہیں ابوسفیان کی بیٹی ام المومنین بنتی ہے اور رسول کریم کی دونوں بیٹیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان کو بیاہی گئیں رسول کریم نے تمام مفاخر تمام اعزازات اور تمام امتیازات مٹا دیئے تھے کس کی مجال تھی جو آپ کے سامنے سر اٹھا سکتا قریب قریب سب ہی بنی امیہ مسلمان ہو چکے تھے اسلام نے ان کے قلب سے کفر و شرک کی آلائش کو دور کر دیا۔
لیکن حسد و رقابت کی آگ جو ان کے قلب کی گہرائیوں میں سلگ رہی تھی وہ اس وقت تک برابر سلگتی رہی جب تک ان کا ایک ایک بچہ دنیا سے فنا نہ ہو گیا ان میں صرف کچھ نیک دل بزرگ بھی تھے حضرت عثمان غنی اور حضرت عمر بن عبد العزیز جیسے فخر اسلام

...بھی ہو سکتا تھا لیکن ان کی اکثریت کے غلبے بہرحالت میں زہر ہلاہل
... حضرت صدیق اکبرؓ کا جا دو انتخاب سے ہاشمیوں کو جو رنج ہوا تھا اس
... کہ وہ حضرت صدیق اکبرؓ کو اس کا اہل نہ سمجھتے تھے بلکہ انہیں
اس انتخاب میں اپنا خاندانی وقار دنیوی اعتبار سے کسی حد تک خطرہ میں نظر
آتا تھا [illegible] کے بعد آ کر انہیں ... حاصل ہوئی تھی
... تھے لیکن جلد ہی اس سلسلہ میں انہیں نے ڈال نظر
... اس وقت بھی اموی فطرت اپنی ... سے باز نہ رہی اور ابوسفیان
نے حضرت علیؓ سے آکر کہا کہ آپ ہمارے سرتاج ہیں آپ کے ساتھ انتخاب کے
سلسلہ میں ناانصافی ہوئی اگر آپ چاہیں تو میں ابھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو
تیار ہوں [illegible] میں مقابلہ کی ضرورت ہوئی تو ابوبکرؓ پر عرصۂ حیات تنگ کر دوں گا اور
مدینہ کا میدان اپنے سواروں اور پیادوں سے بھر دوں گا۔

جب آپ حضرت علیؓ کی طرف سے کورا جواب مل گیا تو حضرت ابوبکرؓ سے شکوہ
کیا کہ ہم رسول اللہ کے رشتہ دار تھے آپ نے ہمیں مشورہ میں شریک نہ کیا لیکن وہ
یہ جواب سن کر خاموش ہو گیا کہ اس وقت موقع ہی نازک تھا وہ مہاجرین و
انصار کے سمجھانے کے لئے گیا تھا نہ کہ بیعت لینے کے لئے وہ تو حضرت صدیق اکبرؓ
کے حسن انتظام اور حضرت عمرؓ کے ہیبت و جلال کے سامنے کسی کو دم مارنے
کی جرأت نہ تھی اور جمہوریہ اسلام عرب سے نکل کر ایران و شام و مصر تک پر سکون چھا گئی
تھی اس لئے عداوتوں کی آگ دلوں ہی میں سلگتی رہی۔ ہاشمیوں کو حضرت عمرؓ کے
انتخاب کے موقع پر بھی اپنی ناکامی کا بہت افسوس ہوا تھا مگر حضرت عمرؓ کی عظمت
و سطوت کے سامنے کون چون و چرا کر سکتا دونوں خاموش بیٹھے رہے نہ بنو ہاشم شکوہ
کر سکے اور نہ بنو امیہ کو کسی فتنہ خیزی کی جرأت ہوئی بلکہ یوں سمجھئے کہ اس زمانہ میں بنی
امیہ اور بنو ہاشم دونوں قوت بازوئے اسلام بنے رہے اور حق یہ ہے کہ بنو امیہ نے
اس دور میں گرانقدر خدمات انجام دیں اور سچی اسلامیت کا ثبوت دیا مگر حضرت
عمر فاروقؓ کے مجروح ہو جانے کے بعد انتخاب خلیفہ جدید کے سلسلہ میں خفیہ طور
پر بنو ہاشم کی طرف سے کوششیں اور بنو امیہ کی طرف سے سازشیں شروع ہو گئیں
اور جب مقابلہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے مابین آپڑا تو سرگرمیاں بہت بڑھ گئیں۔

فتنہ وفساد کا اولین مظاہرہ

حضرت سعد بن وقاصؓ حضرت زبیرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ اور حضرت
عبدالرحمن بن عوفؓ پانچوں امیدوار تھے جن میں بعد الذکر اور ایک [illegible]
دستبردار ہو گئے اور مقابلہ صرف دو حضرات کے درمیان رہ گیا اس کے بعد حضرت
طلحہ نے ایک ووٹ لکھا یا حضرت عبدالرحمن صدر مجلس انتخاب ہو گئے اور حضرت
سعد بن وقاصؓ اور حضرت زبیرؓ حضرت علیؓ کی حمایت اور ووٹنگ سے حضرت
علیؓ کے حق میں دستبردار ہو گئے سرداران قبائل کی اکثریت نے بھی حضرت علیؓ کے
حق میں رائے دی اب حضرت علیؓ کا انتخاب بالکل یقینی تھا چونکہ حضرت عثمانؓ بھی
اموی تھے اسلئے بنی امیہ کو ایک اضطراب شدید پیدا ہوا اس وقت ان کی
[illegible] خاندانی عادتیں پوری شدت کے ساتھ ابھر آئیں انہیں حضرت علیؓ کے
انتخاب کی صورت میں بنو امیہ کی شکست نظر آ رہی تھی اس لئے انہوں نے [illegible]
[illegible] و ناجائز طریق سے کام لینے کا تہیہ کر لیا۔

جب ہر طرف سے بنو امیہ کو ناکامی ہی ناکامی نظر آنے لگی اور انہیں حضرت علیؓ
کا انتخاب بالکل یقینی نظر آنے لگا تو بہت گھبرائے اور ابوسفیان پھر میدان عمل
میں کود پڑے ابھی حضرت عمر فاروقؓ کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں کوئی علانیہ فتنہ خیزی
تو کی نہیں جا سکتی تھی لہذا کیا یہ کہ مکر سے کام نکالنے کی تدبیر کی گئی کہ کمزور دل کا
[illegible] آ رہی ہے سرداران قبائل سے مشورہ کے سلسلہ میں ابوسفیان سے
بھی مشورہ کیا گیا اور اسی وقت کہ رات تھی ابوسفیان کو یہ معلوم ہوا کہ اب آخری
مقابلہ بنی امیہ اور بنو ہاشم کے خلیفوں اور رسول کریم کے دو داماد [illegible] میں ہے اور اکثر
رائے حضرت علیؓ کی طرف ہو چکی ہے چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن عوف کے یہاں سے
[illegible] سیدھے حضرت عمرو بن العاصؓ فاتح مصر کے پاس آئے جو فی الواقع بہت
ہوشیار اور بہت مدبر اور بہت چلتے ہوئے تھے۔ حضرت عمروؓ بولے گھبراؤ نہیں
یہی بات ہے تو میں ابھی اس کا توڑ کرتا ہوں۔ کچھ دیر سوچا اور [illegible] سیدھے حضرت
علیؓ کے پاس گئے۔

سمجھتے تھے کہ حضرت علی جہاں غضب کے دلیر، جری اور نہایت لائق و فاضل
بزرگ ہیں وہاں بے حد شریف دوست نواز اور صاف دل و شریف انسان بھی
ہیں چنانچہ انہوں نے ان کی شرافت و صاف دلی و دوست نوازی سے فائدہ
اٹھانا چاہا اور جا کر کہا کہ جانتے ہو کہ میں آپکا قدیم دوست ہوں اور اسی سے
آپکی اعانت خاص ہمدردی رکھتا ہوں اور میں آپ کو خاص وقت پر خاص مشورہ
دینا چاہتا ہوں وہ یہ کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف نہایت یکرنگ اور بے لوث
آدمی ہیں کل وہ جس وقت آپ سے یہ اقرار لینا چاہیں کہ وعدہ کرو کہ تم قرآن و سنت
اور دونوں خلفاء کے طریق پر خلافت کرو گے تو دیکھو کہیں فوراً اقرار نہ کر لینا کیونکہ اس
فوری اقرار سے ان پر یہ اثر پڑے گا کہ آپ کو حصول خلافت کی بیتاب آرزو ہے
آپ یہ کہیں کہ میں پورا وعدہ تو نہیں کر سکتا البتہ سعی کروں گا اس صاف گوئی کا
اثر ان پر اچھا پڑے گا اور آپ فوراً منتخب ہو جائیں گے حضرت علی جوش شرافت و صاف
دلی میں کچھ نہ سوچ سکے اور فوراً اقرار کر لیا یہاں سے مطمئن ہو کر حضرت عثمانؓ کے
پاس آئے اور ان سے کہا کہ آپ کے سامنے جو بھی شرط پیش کی جائے فوراً بلا عذر منظور کر لینا

دوسرے روز صبح ہی مسجد نبوی میں جلسہ ہوا تو چونکہ حضرت علیؓ کے حق زیادہ
ہو چکے تھے اور عوام کا رجحان بھی یہی تھا اسی لئے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے
مطمئن ہو کر اقرار بیعت کے لئے حضرت علیؓ ہی کو آواز دی لیکن جب انہوں نے اقرار سے
حسب مشورہ حضرت عمرو بن العاصؓ انکار کر دیا تو سناٹے میں آ گئے حضرت عبدالرحمن
بن عوف نے یہ سنکر کہہ دیا کہ [illegible] ہے کہ مزید خلیفہ کی ضرورت نہیں اور حضرت عثمانؓ
کو آواز دی انہوں نے فوراً اقرار کر لیا اور اقرار کے ساتھ انہوں نے اور سب نے بیعت کر لی
حضرت علیؓ اور بنو ہاشم منہ تکتے کے تکتے رہ گئے اسی وقت حضرت علیؓ کی زبان سے
یہ الفاظ نکلے "فریب" "کید" "مکر"، غصہ سے بیتاب ہو کر مسجد سے جانا چاہا لیکن حضرت
عبدالرحمن بن عوف نے ہاتھ پکڑ کر کہا آپ جاتے کہاں ہیں آپ مجھ سے پہلے ہی میرا
فیصلہ منظور کرنے کا اقرار کر چکے ہیں اب بیعت کیجئے چنانچہ آپ نے اپنے اقرار و عہد کی
پابندی میں اسی وقت بیعت کر لی ضبط و تنظیم کا یہ کتنا بڑا شاندار اسلامی
مظاہرہ تھا سب کو رنج تھا مگر ثالث کے فیصلہ پر کوئی زبان نہ ہلا سکا اتمام بیعت
کے بعد جو رائے عامہ حضرت علی کی حمایت میں تھی آپ چاہتے تو سازش
و فریب کی بنا پر سب کچھ کر سکتے تھے مگر آپ نے خونریزی مسلمین کے خیال سے علیہ
السلام ضبط و تحمل سے کام لیا اور بالکل خاموش ہو گئے لیکن بنو ہاشم کے قلوب میں

اپنے رقیب بنو امیہ کی یہ سازش کامیاب نہ ہو سکی لیکن اُنھیں اس کا سخت رنج اور شدید صدمہ ہوا۔ اسلام لانے کے بعد اموی فریب و فتنہ کا یہ پہلا مظاہرہ تھا۔

خلافت عثمانی میں اموی غرض مندیوں کی کارفرمائیاں

اب بنو امیہ تولیت حرم ہی کے نہیں قریش ہی کے نہیں بلکہ تمام اور وسیع اسلامی دنیا کے سردار تھے اور ان کے خواب کی تعبیر ان کے حد تصور سے بھی زیادہ دلفریب رنگ میں ان کے سامنے آچکی تھی اور چونکہ دنیوی حرص میں وہ بہت بڑھے ہوئے تھے اس لئے انہوں نے خوب ہاتھ پاؤں پھیلانے شروع کر دیئے اگر حضرت عثمان غنی بھی حضرت عمرؓ ہی جیسے سخت مزاج اور منتظم ہوتے تو بنو امیہ نہ ان کے انتخاب ہی کے لئے سعی کرتے اور نہ انھیں شر انگیزی اور منفعت اندوزی کا موقعہ ملتا لیکن حضرت عثمانؓ حد درجہ شریف نیک نفس ذی مروت اور سب سے زیادہ یہ کہ انتہائی اقربا نواز اور نرم طبیعت تھے اور دوسروں کے مشوروں پر فوراً یقین کر لیتے تھے اس لئے یہ بآسانی بنو امیہ کے اقتدار پرست گروہ کے ہاتھ میں موم کی ناک بن گئے بہت بوڑھے اور ضعیف ہو چکے تھے اس لئے انھوں نے عنان انتظام بھی بنی امیہ کے ہاتھ میں دیدی۔ اس سے انھیں افتراق انگیزی اور منفعت اندوزی کے نادر مواقع مل گئے اور جو چاہتے تھے وہ پالیا اور انہوں نے ان کی نیک مزاجی اور شرافت طبع سے ناجائز فائدے اٹھانے شروع کر دیئے اور اقتدار پسند جماعت ہمیشہ رسوخ اور رسوخ حاصل کرنے کے بعد ہی کیا کرتی ہے۔

حضرت عمرؓ نے صاف الفاظ میں وصیت کی تھی کہ اگر آپ خلیفہ ہو جائیں تو اپنے قبیلہ بنو امیہ کو مسلمانوں سے نہ بڑھا دیں اور انھیں ان پر مسلط نہ کر دیں لیکن ان کے ارد گرد جو لوگ اکٹھے ہوئے انھوں نے انھیں غلط راستے پر ڈال دیا اور اس وصیت کو بالکل بھلا دیا اس کے مقابلہ میں وہ قرآن سے ذوی القربیٰ اور رشتہ داروں کی پرورش کا ثبوت دینے لگے اور کہنے لگے کہ کلام اللہ کے مقابلے میں کسی کے کلام و وصیت کو ترجیح نہیں دی جا سکتی جب اللہ تعالیٰ خود ہی اقربا نوازی کی تاکید کرتا ہے تو کسی کو اس کے خلاف آواز اٹھانے اور نصیحت کرنے کا حق نہیں حضرت عثمانؓ سیدھے سادے نیک آدمی تھے اس استدلال کو قبول کر لیا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے تو اپنے قبیلہ کے افراد کو جمہوریت اسلام میں کوئی درخور بالا دیا تھا اور کسی کو حرف گیری یا شکوہ اقربا نوازی کا موقعہ بھی نہ ملا تھا لیکن عہد عثمانی میں یہ جدید صورت پیش آئی کہ نہ صرف یہ کہ خالی عہدوں پر بنی امیہ کے تقرر دھڑا دھڑ ہونے لگے بلکہ مختلف قبائل اور عہد فاروقی کے عمال اور والی معزول کئے جا کر ان کی جگہوں پر بنی امیہ فائز ہونے لگے۔

انتہا یہ تھی کہ اہلیت و نااہلیت کی بھی تمیز اٹھ گئی اور عبداللہ بن سعد بن سرح جیسے لوگ مصر کے گورنر بنا دیئے گئے۔ عبداللہ حضرت عثمانؓ کا بھانجہ ضرور تھا لیکن وہ شخص تھا جس کے سبب نبوی میں محض دولت اور دلائے دینے پر مسلمانوں میں ایک جوش پیدا ہو گیا تھا جو منافقانہ اسلام لا کر مرتد ہوا رسول کریمؐ نے اس پر اس کے قتل کا حکم دیا۔ مگر یہ بھاگ کر اس سزا سے بچ گیا اور پھر محض اقتدار اسلام سے خائف ہو کر بیم دلی سے مسلمان ہوا۔ دوسرے مروان بن حکم جیسے فتنہ خیز شخص کو پرائیویٹ سکرٹری شپ کا اہم ترین عہدہ تفویض ہوا حضرت معاویہ کو شام میں شاہانہ اقتدار

بانٹ دیا گیا اور یہ عہدہ ان کے لئے مستقل کر دیا گیا اور ان کی ہر تحریک نہایت اہم سمجھی جانے لگی احتساب باز پرس اور جانچ کا آئین بالکل بدل گیا تو جب بہ نسبت کر کہ خلافت میں ذمہ داری کے تمام عہدے بنو امیہ ہی میں بٹنے لگے پہلے تک بھی کچھ نہ بگڑا تھا مگر مصیبت یہ تھی کہ یہ لوگ اقتدار پسند تھے اور ان کی اکثریت ان عہدوں کی اہل نہ تھی انھوں نے سختیاں کرنی شروع کیں اور ان سختیوں کے خلاف مرکز حکومت سے کوئی انتباہی قدم بھی نہ اٹھایا گیا۔

چونکہ صوبجاتی حکومتوں سے لیکر مرکزی حکومت تک انہی کا طوطی بول رہا تھا مروان گھر ہی میں بیٹھا ہوا تھا اس لئے کسی شکایت کی کوئی تلافی ہو ہی نہ سکتی تھی اور ہر معاملہ میں رعایا کی نہیں بلکہ والیوں اور عاملوں ہی کی تائید و حمایت کی جاتی تھی اس سے مسلمانوں میں ایک عام جوش پیدا ہونا شروع ہوا کہ وہ عہد فاروقی کا رنگ دیکھے ہوئے تھے ان میں اسلام شریعت فکر و ضمیر کا زندہ مادہ پیدا کر دیا تھا وہ یہ دیکھتے اور جلتے اور کڑھتے تھے۔

حضرت ابوذرؓ سے سرد مہری کا اظہار

ذرا یہ بھی دیکھئے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کو حضرت معاویہ کی ایک تحریر پر ڈانٹ بتائی جاتی ہے اور اس نازپروردہ نبوت کو محض گورنر شام کی شکایت پر جلا وطن ہونا پڑتا ہے۔

وہ ابوذرؓ جو رسول کریمؐ کے عاشق تھے جو حقیقی محبت ربانی میں دنیا کی کوئی حقیقت نہ سمجھتے تھے جو وقت کے قطب و ابدال تھے اور فقیرانہ و فدایانہ زندگی گزارتے تھے جن کی نازبرداری رسول کریمؐ تک کیا کرتے تھے، جنھیں سنت کے خلاف ذرہ برابر بھی کوئی بات دیکھنی گوارا نہ تھی ان کی بابت بھی اس دور میں کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔ انھیں حضرت معاویہؓ کے ساتھ کر دیا گیا تھا امیر معاویہؓ کے شاہانہ ٹھاٹھ اور یہاں فقیرانہ ہیچ در ہیچ ہمہ وقت عبادت و اتباع سنت سے کام مجاہدہ و مراقبہ سے غرض۔ یہ امیر معاویہؓ کو جہاں کوئی خلاف سنت حرکت کرتے دیکھتے اسلامی آئینی حریت سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے طور پر وہیں ٹوک دیتے کہ انھوں نے رسول کریمؐ کو یہی کرتے دیکھا تھا جہاں کوئی غلطی ہوئی اور یہ ٹوک دیتے کہ کیا غضب کرتے ہو مسلمان ہو کر اور یہ اقدام توبہ کرو اس سے امیر معاویہؓ کو خفت ہوتی تھی اور ایک جاہ پسند کو خفت کیا اپنی توہین ہی ہو گئی۔ ناگوار گزرتا تھا کچھ دن تو ضبط پر جبر کیا آخر بارگاہ خلافت کو ایک شکایت لکھ ماری کہ آپ نے ایسے شخص کو میرے ساتھ کیا ہے جو موقعہ بے موقعہ اور جا بیجا مجھے ٹوکتا رہتا ہے اور مجھے لوگوں کے سامنے سخت شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے شکایت نامہ جو پہنچا تو مروان نے اپنی طرف سے لگائی بجھائی کی حضرت ابوذرؓ سمجھتے تھے کہ وہاں سے امیر کو ڈانٹ پڑے گی لیکن یہاں سے یہ حکم جانے کے بجائے کہ ابوذرؓ رسول کریمؐ کے عاشق سچے مسلمان اور بزرگ ہیں انھیں شریعت مطہرہ کے خلاف کوئی حرکت پسند نہیں تم ان کا کہنا مانو کیونکہ عہد رسالت نہ رہا تھا کہ آپ ان کی نازبرداریاں ہوتیں اور صدیقی و فاروقی گزر گیا تھا کہ ان کی عزت کی جاتی یہ دور عثمانی نہیں دور اموی تھا حکم پہنچا کہ انھیں دمشق سے فوراً مدینہ روانہ کر دیا جائے۔

اب بھی انھیں خیال تھا کہ حضرت عثمانؓ سابق الایمان ہیں جلیل القدر صحابہ ہیں سامنے جاؤں گا تو ضرور میرا خیال کریں گے لیکن سامنے جب پہنچے تو الٹی شکایت ہوئی زجر ہوا کہ تم کیوں جا و بیجا امیر معاویہؓ کو ٹوکتے رہتے تھے یہ سنکر حضرت ابوذرؓ کمال

...دیا گیا خسروانہ کے ساتھ کہا بہت اچھا غلطی ہوئی معاف کیجئے آپ نے وہ بیت المال جس کے پاس جانے کو کہا ہی دیا تھا کہ ابوذر وہ تمہارے گا اور تمہارا رنگ مجھے اجازت دیجئے کہیں کسی تنہائی کے مقام پر چلا جاؤں اور وہاں بیٹھ کر ایک گوشہ میں اللہ کی عبادت کروں حضرت نے کہا کہ یہ درخواست فی الفور منظور کرلی گئی گویا پہلے ہی طے کیا گیا تھا چنانچہ حضرت ابوذر مدینہ منورہ سے دور ایک چھوٹے سے قریہ میں چلے گئے اور اپنی مقدس زندگی وہیں گزار دی سارے لوگ تو بنی امیہ نہ تھے مسلمانوں کو صاحب نبوت کے ایک پروانہ کے ساتھ یہ سلوک سخت ناگوار گزرا جس نے فضا ہی بوجھل ہوگئی۔ بعض بزرگوں نے تو حضرت عثمانؓ کے منہ پر صاف صاف کہدیا کہ آپ نے یہ توہین اس شخص کی کی ہے جس کی عزت و ناز برداری سرکار دو عالم خود کیا کرتے تھے۔

یہ تھی اقربا نوازی کی انتہا کیا ذوی القربیٰ کے حقوق کا اقتضا یہ ہے کہ ان کے مقابلہ میں کسی کی حق بات بھی نہ سنی جائے حضرت عثمانؓ کی نرمی و شرافت کمزوری کی حد سے گزر کر نکل چکی تھی اور وہ مروانیوں اور اموییوں ہی کے کانوں سے سننے اور انہیں کی آنکھوں سے دیکھنے کے عادی ہوگئے تھے۔

عبداللہ بن سعد کی فتنہ خیز حرکات

یہ تو تھی حضرت امیر معاویہ روم کی ایک امیرانہ ہوا کہ وہ اپنی جاہ پسندانہ معاشرت میں ایک عاشق رسول کی شرعی مخالفت کے بھی روادار نہ ہوئے اور اسلئے نہ ہوسکے کہ جانتے تھے ۔۔۔ ۔۔۔ کہ مرکز میں اپنا آدمی مروان بیٹھا ہوا ہے وہ حضرت عثمان کو سمجھا بجھا لیگا اب عبداللہ بن سعد بن سرح کی فتنہ خیز اور ہولناک سوز شرارتیں سنئے اور اس انقلاب پر ماتم کیجئے کہ چند سال ہی میں نوبت کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہم واضح کر چکے ہیں کہ عبداللہ منافقانہ ایمان لاکر مرتد ہوا اور پھر اقتدار اسلامی سے خائف ہوکر منافقانہ ہی مسلمان ہوا اور محض اموی اور حضرت عثمانؓ کا بھانجہ ہونے کی بنا پر مصر جیسے عظیم الشان صوبے کی گورنری کے جلیل القدر عہدے پر فائز ہوگیا جس کا ہرگز ہرگز وہ اہل نہ تھا اس میں ضبط کی طاقت کہاں تھی تنگ ظرف پانی پڑا تو چھلک گیا اقتدار حاصل ہوا تو آپے سے باہر ہوگیا اموی تھا سب سے پہلے اس نے بنو ہاشم کے خلاف مسجد کے اندر سب و شتم شروع کی اور نماز جمعہ کے بعد وہ برابر بنو ہاشم کے خلاف اشتعال انگیز اور گستاخانہ الفاظ استعمال کرتا رہا اور یہاں تک جوش بڑھا کہ وہ ان جلیل القدر صحابیوں کی بھی مذمت کرنے لگا فتح مکہ کے بعد سے کسی کی جرأت نہ ہوئی تھی کہ وہ بنو ہاشم کے متعلق کوئی لفظ زبان سے نکال سکے اس بدعت کی ابتدا عبداللہ ہی کی طرف سے ہوئی جس کا سلسلہ بعد کو تقریباً ایک صدی تک برابر جاری رہا۔ عبداللہ سے بعید بھی کچھ نہ تھا کہ وہ ایک تو منافق اور پھر اموی۔

ایک روز بعد نماز جمعہ اس نے جوش میں آکر نہایت اشتعال انگیز تقریر کی اور صحابہ کبار کی شان میں وہ الفاظ استعمال کئے کہ مسلمان بیتاب ہوگئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے کہ ہم یہ کیا سن رہے ہیں اور خانہ خدا کے منبر سے یہ کیا کفر بکا جا رہا ہے اس بدبخت اور ننگ انسانیت شخص پر جائے اس کے کہ کچھ اثر ہوتا اس کی شیطنت کا دریا اور موجزن ہوگیا اور اس نے گرج کر کہا کہ روتے کیا ہو تمہیں ابھی سوا آنسوؤں ہی کیا ہے عمر بھر کا رونا کیا جائے تمہیں تو چاہیئے کہ کسی گوشہ میں بیٹھ کر تسبیح پھیرا کرو اب فرقت ان تو حید کے پیمانہ صبر لبریز ہوگیا یہ مطاعن سنتے ہی ان کے قلوب میں ایک

آگ سی لگ گئی کچھ مسلمان الٹھ کھڑے ہوئے اور غضبناک ہوکر بولے او مرتد بکتا کیا ہے ہم اور ہمارا نہ جانیں تیری تو ہستی ہی کیا ہے تجھ سے بولنا تو ہماری توہین ہے ہم تیرے سرپرست عثمانؓ سے سمجھیں گے، مسلمانوں کا یہ جوش دیکھکر اس وقت تو عبداللہ خاموش ہوگیا مگر اس کے قلب میں ایک جہنمی طوفان برپا ہونے لگا۔

عبداللہ بن سبا کی شیطنت

عبداللہ بن سبا بھی عبداللہ بن سعد کی طرح ایک منافق وابستہ تھا جو یہودی النسل عابد تھا اور برائے نام مسلمان ہوگیا تھا وہ مدت سے یہود کی جمعیت کی تباہی پر سوگ منا رہا تھا اور مسلمانوں سے انتقام کی آگ اپنے سینے میں دبائے بیٹھا تھا چونکہ بزدل اور انتہائی کینہ پرور انسان موقع کی تاک میں لگا ہوا تھا عہد فاروقی میں تو پر پرزے نکالنے کی ہمت نہ ہوئی عہد عثمانی میں اس نے جو بلا ہنگامہ دیکھا تو یہ مصر سے مدینہ اور کوفہ پہنچا حالات کا مطالعہ گہری نظر سے کیا اور سمجھ لیا کہ اس وقت بنو ہاشم کے قلوب میں اپنی ناکامی پر شعلے بھڑک رہے ہیں اور بنو امیہ کے بااقتدار افراد کی اشتعال انگیز حرکات ان کو ہوا دے رہی ہیں اور بنو امیہ کی طرف سے جتنی معاندانہ اور خود مختارانہ کارروائیاں کی جاتی ہیں مسلمان اتنے ہی حضرت علیؓ کے شیفتہ ہوتے چلے جاتے ہیں اس لئے اس نے مصر واپس آتے ہی یہ سمجھ کر کہ یہاں کا گورنر خود دشمن اسلام بنا ہوا ہے ایک جدید عقیدہ کی بنا میں استوار کیں اور نہایت تامرادانہ آن بان سے لیکر کہنا شروع کر دیا کہ ہمارے رسول کریم چونکہ حضرت عیسیٰ سے افضل تر ہیں اس لئے قرب قیامت میں وہ بھی دنیا میں پھر تشریف لائینگے جہلاء اس کی مقدس صورت دیکھکر اس عقیدہ کو فوراً قبول کرلیا۔

لیکن وہ جانتا تھا کہ پورا اقتدار حاصل کرنا اس وقت تک دشوار ہے جبتک اپنے اردگرد کوئی قوت جمع نہ کی جائے قوت جمع کی جاتی ہے تو اندیشہ ہے کہ خلافت کا لشکر اور خود مسلمان اُسے کچل کر رکھدیں گے اس لئے جدید حالات سے فائدہ اٹھانا چاہا اور کہنے لگا کہ وصی رسول ہونے کی حیثیت سے خلافت کے مستحق حضرت علی ہی ہیں اب تک جو انتخاب ہوئے غلط تھے اور حضرت عثمان کا انتخاب تو قطعاً حق سوزی اور فریب پر مشتمل تھا اسی لئے مسلمانوں میں بے چینی پیدا ہو رہی ہے خلیفہ حضرت علیؓ کو ہونا چاہیئے زمانہ پر آشوب تھا اور عبداللہ بن سعد کی شیطنت کا ادھر حرکات سے مسلمانوں کے قلوب دونیم ہو رہے تھے انہوں نے سوچا کہ واقعی یہ ٹھیک ہے چنانچہ یہ عقائد و خیالات پوری سرعت کے ساتھ مصر میں پھیلنے لگے عبداللہ بن سعد ان لوگوں سے تو کچھ نہ بولا اس نے مرکز کو لکھنا شروع کیا کہ بنو ہاشم کی شرارت سے یہاں ایک نئی باغی جماعت نے ظہور کیا ہے ادھر عبداللہ بن سبا یہ سمجھکر کہ حضرت علی ضرور ہماری حمایت کریں گے مدینہ کی طرف روانہ ہوئی۔ حضرت عثمان بذاتہ بہت نیک نفس بزرگ تھے اور وہ حضرت علیؓ کی فضیلت، اثر اور اقتدار سے واقف تھے انہوں نے یہ سنتے ہی کہ یہ باغی جماعت مرکز حکومت کی طرف چل پڑی ہے حضرت علی اور دیگر صحابہ کو طلب کیا۔ اسی اثنا میں کوفہ، بصرہ، دمشق اور فسطاط سے فسادات کی خبریں برابر پہنچ رہی تھیں، مدینہ سمیت جمہوریہ اسلام کے یہ پانچ سب سے بڑے اور پر رونق شہر تھے اور بنو امیہ کے عاملوں اور گورنروں کے اقتدار پرستانہ کارناموں سے ہر جگہ اضطراب پھیل گیا جب اضطراب پیدا ہوتا ہے تو اس اضطراب کی آگ کو پھیلانے اور بھڑکانے والے بھی پیدا ہو جاتے ہیں ایک طرف یہی عبداللہ بن سبا بصرہ، کوفہ اور مدینہ کے دورے کرچکا تھا اسلئے ان میں آگ سلگا چکا تھا اور دوسری

کوفہ میں سات اور مفسدہ پرداز لیڈر پیدا ہوگئے تھے جنہوں نے عہد عثمانی کے خلاف شورش عظیم بپا کرنے کا تہیہ کر رکھا تھا گویا اس وقت چار شخص تو تین حضرت عثمان کی خلافت کے خلاف سرگرم عمل تھے اور عبداللہ بن سبا نامی کوفہ کے سات مشہور لیڈر ثالث عاملان نبی امیہ کی سلطنت اعلان اور اشتعال انگیز حرکات رانجام دیتی شیطنت!

غرض ہر طرف بغاوت کا ایک طوفان عظیم بپا تھا غضب یہ تھا کہ عثمانی عمال اپنی نااہلی کا پردہ فاش ہونے کی بنا پر اصلی حالات پر پردہ ڈالتے رہتے تھے کوفہ کے ساتوں لیڈر گرفتار ہو کر شام بھیجے گئے مگر حضرت معاویہ انھیں قابو میں نہ لا سکے اور وہاں ان کے اثر سے حالات بگڑنے شروع ہوئے تو ان کی رپورٹ پر انھیں حمص بھیج دیا گیا وہاں کا حاکم سخت گیر تھا اس نے زبردستی انھیں توبہ کرا کر نکال دیا اب ان کا فساد اور شدت پر تھا کوفہ آکر انہوں نے اور زیادہ شور برپا کیا بہرکیف ہر طرف ایک ابتری پھیل گئی عجیب تر امر یہ کہ ہر جگہ کے مفسدوں کا عزم یہی تھا کہ حضرت عثمانؓ کو معزول کر کے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنا دیا جائے بنو ہاشم دل سے تو یہی چاہتے تھے مگر ان کی اکثریت ان تحریکات سے قطعاً علیحدہ تھی اور حضرت علیؓ تو ان تمام کارروائیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے مگر انھیں غصہ رہ رہ کر یہ آتا تھا کہ مروان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن کر حضرت عثمان نے شیرازۂ ملت کو پراگندہ کر رکھا ہے۔

اصلاح حال کیلئے اہم جلسہ مشورت

اس طرح جب صورت حالات نازک سے نازک تر ہو گئی تو ایک طرف تو تمام صوبوں کے عمال کو فوراً مدینہ حاضر ہونے کے احکام صادر کیے گئے اور دوسری طرف حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ جیسے جلیل القدر صحابہ سے امداد کی چنانچہ ایک اہم سیاسی جلسہ منعقد ہوا حضرت عثمانؓ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ میری حکومت پر شدومد کے ساتھ الزامات عائد کیے جا رہے ہیں اگر کسی عامل کو میرے خلاف کوئی شکایت ہے تو وہ پیش کرے عمال تو اموی ہی تھے وہ بھلا کیا شکایت پیش کرتے کسی طرف سے کوئی آواز نہ اٹھی یہاں یہ امر واضح کر دینا چاہیے کہ حج کا موقع تھا اور پہلا جلسہ مکہ معظمہ میں منعقد ہوا جس میں حضرت عثمانؓ کے تمام عمال شریک تھے اس موقعہ پر آپ نے تمام عمال سے یہ بھی کہا تھا کہ میں جانتا ہوں کہ فتنہ تو ضرور برپا ہو کر رہے گا اور عنقریب اس کا باب وا ہو جائیگا لیکن میں اپنی طرف سے کوئی ابتدا نہیں کرنا چاہتا کہ مجھ پر الزام عائد ہو جائے خدا گواہ ہے کہ میں نے اب تک جو کام کیا ہے وہ اللہ کے بندوں کی بہتری ہی کے لئے کیا ہے تاہم آپ لوگ حکم کے منتظر اور تیار رہیں اس جلسہ کو ہم ایک طرح خالص اموی جلسہ کہہ سکتے ہیں جس میں تمام سرکاری عمال شریک تھے۔

حج سے فارغ ہوتے ہی مدینہ منورہ میں خاص جلسہ منعقد ہوا جس میں حضرت معاویہ مصلحتاً شریک تھے کہ وہ مدینہ والوں کے خیالات سے گونہ واقف ہو جائیں اس جلسہ میں تمام عمائدین مدینہ حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ وغیرہ شریک تھے سب سے پہلے حضرت معاویہ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ:-

"آپ سب حضرات رسول کریمؐ کے صحابی ارباب حل و عقد صاحب عقل و بصیرت اور امت کے والی و سرپرست ہیں آپ نے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کیا اور بلا تدبر بیعت کی اب وہ بہت ضعیف اور بوڑھے ہو چکے ہیں اس وقت ان کے خلاف ایک ہیجان برپا ہے نئے نئے الزامات تراشے جا رہے ہیں لوگوں میں عجیب عجیب چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں اگر آپ نے اس صورت حالات کے متعلق کوئی فیصلہ کر لیا ہو تو آپ اسے واضح کر دیں کوئی شکایت ہو تو پیش کریں اس کا جواب میں اپنی طرف سے آپ کو دینے کو تیار ہوں لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ میں سے کسی قلب میں خلافت و امارت کی آرزو موجزن ہو تو وہ یاد رکھے کہ یہ آرزو کبھی شرمندۂ تکمیل نہ ہوگی اور آپ سے بجز پیٹھ موڑ کر بھاگنے کے اور کچھ [illegible]

حضرت امیر معاویہؓ کی عزت ہمارے قلب میں ہے جو ... سے بڑا آخری حربہ خالص اموی ذہنیت کا مظہر ہے اور اس کا نشانہ حضرت علیؓ کی طرف تھا حضرت علیؓ خاموش تھے انھوں نے اس جلسہ میں انھیں ڈانٹ بتلائی جس پر وہ خاموش ہو کر بیٹھ گئے اس کے بعد حضرت عثمانؓ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا:-

"واقعی اس میں تو کوئی شک نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے خود ہی احتیاط کی وجہ سے اپنے اعزا و اقارب کی کوئی پرواہ نہ کی ان کی بات تک نہ پوچھی انھیں کوئی عہدہ نہ دیا لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ رسول کریمؐ اپنے رشتہ داروں کا بہت خیال کرتے اور ان کی امداد فرماتے رہے میرے عزیز و اقارب بھی ناداری میں ہیں ان کی امداد کرتا رہتا ہوں اگر تم اسے ناجائز ثابت کر دو تو میں اپنا یہ طریقہ عمل ترک کرنے کو تیار ہوں"

اس مجلس میں بہت سے جلیل القدر صحابہ موجود تھے ایک بزرگ نے یہیں حضرت عثمانؓ کو ٹوک دیا اور کہا کہ جناب رسول کریمؐ نے کبھی ایسا نہیں کیا جیسا کہ آپ فرما رہے ہیں آپ خود ہی ذرا غور کریں اور سوچیں آپ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو جس طریق سے فائدہ پہنچاتے اور سلوک کرتے ہیں وہ طریق بالکل ناجائز اور قطعاً غلط ہے مثال کے طور پر آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے ابن سعد کو تمام مال غنیمت بخش دیا حضرت عثمانؓ بولے کہ نہیں میں نے تو صرف مال غنیمت کا خمس انھیں دیا ہے جس کی مثالیں عہد فاروقی میں بھی ملتی ہیں۔

اس کے بعد ایک دوسرے بزرگ نے اعتراض کیا کہ آپ نے تو تمام حکومتیں امارتیں صوبہ داریاں اور عہدے اپنے اعزا و اقربا ہی کو بانٹ رکھے ہیں یہی امیر معاویہ جو آپ کے سامنے بیٹھے ہیں شام جیسے بڑے صوبہ پر مسلط ہیں بصرہ کی حکومت عبداللہ بن عامر کو دی گئی اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کو معزول کر کے دی گئی کوفہ کی امارت سعید بن العاص کو سپرد کی گئی اور وہ بھی ولید بن مغیرہ کو معزول کر کے حوالہ کیا گیا مصر وہاں آپ کے رضاعی بھائی عبداللہ بن سعد بن سرح دندنا رہے ہیں جو مرتد ہونے کی بنا پر بارگاہ رسالت سے قتل کا حکم پا چکے تھے تیسرے بزرگ نے فرمایا اس وقت خلافت کے یہی زرخیز اور مرکزی مقامات ہیں بصرہ کوفہ مصر شام سے زیادہ مرکز کے بعد اور کس صوبے کو زبردست سیاسی اہمیت حاصل ہے اور وہی آپ کے اعزا کے قبضہ میں ہیں ان کے علاوہ اور جگہ بھی تمام ذمہ دارانہ عہدوں پر آپ کے اقربا ہی مسلط ہیں حضرت عثمانؓ نے فرمایا یہ کوئی عیب کی بات تو نہیں اس پر حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور آپ نے ناصحانہ مگر پرزور طریق پر اعتراض کیا کہ:-

"حضرت میں آپ کی فضیلت و بزرگی کا معترف ہوں ہمیشہ آپ کا دوست و معاون و ہمدرد رہا ہوں آپ بار بار غلطیوں پر غلطیاں کرتے رہے مگر میں برابر خاموش رہا آخر مسلمانوں کے صبر کی بھی ایک حد ہے آپ اسے کوئی عیب نہیں سمجھتے اور اب بھی اپنے طریق عمل کو بدلنے کے لئے تیار نہیں اور یوں کہتے ہیں کہ آپ تو وہ

[illegible] دوسروں کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں مروان جو سبق آپ کو
[illegible] دیکر لیتے ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے
[illegible] آپ [illegible] کرتے ہیں تو فرمایئے کہ کیا ان خلفاء نے بیت المال
[illegible] کہ جیسا کہ آپ کر رہے ہیں، باخدا ہرگز نہیں آپ نے
[illegible] پیدا [illegible] کر دیا اور ایک لمحہ کیلئے بھی یہ خیال نہ کیا کہ مسلمانوں
[illegible] رشتہ داروں کو دینا [illegible] نہیں ہے آپ نے مروان بن الحکم کو اکٹھے پندرہ ہزار
[illegible] دیئے اور خالد بن اسید کو پچاس ہزار درہم یکمشت دیئے آخر اس کا آپ کو کیا حق
تھا مجھے افسوس ہے کہ آپ صورت حالات کی نزاکت پر غور ہی نہیں کرتے اور مسلمانوں میں
بے چینی پیدا ہوتی چلی جاتی ہے"

حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ "مجھے اعتراف ہے کہ میں نے ایسا کیا محض اس وجہ
سے کہ یہ لوگ مفلس و محتاج تھے میں نے انہیں غریب سمجھ کر دیا کہ بیت المال غرباء ہی کی
امداد کے لئے ہے" حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے حیرت ہے کہ آپ یہ کیا فرما رہے ہیں
مفلسوں اور غریبوں کو اور وہ بھی بیت المال سے آخر اتنی بڑی رقمیں کیوں دی
جاتی ہیں، دینا ہی تھا تو آپ انہیں گذارہ اوقات کے موافق دے سکتے تھے اس طرح
خزانہ کا خزانہ لٹا دینے کا کیا مطلب ہے؟ حضرت علیؓ کے اعتراض میں غضب کی قوت
تھی آپ کے سامنے کسی کا استدلال نہیں چل سکتا تھا حضرت عثمانؓ کو یہ کہنا ہی
پڑا کہ اچھا میں یہ تمام روپیہ اپنے پاس سے بیت المال میں داخل کر دونگا اور ایک
ایک پائی کا حساب اپنی جیب سے کر دوں گا۔

حضرت علی اور دوسرے عمائد صحابہ نفوس قدسی تھے جو اعتراض کئے تھے اس
میں ان کا کوئی ذاتی فائدہ تو تھا ہی نہیں مقصد تو صرف اصلاح تھا حضرت عثمانؓ
نے اعتراف جو کرلیا تو سب خوش ہوگئے اور حضرت علیؓ وغیرہ نے کہا کہ اب ہم آپ کے
ساتھ ہیں ہمیں جو شکایت تھی جب آپ اس کے رفع کرنے کے لئے آمادہ ہوگئے
تو ہم ضرور آپ کی امداد کرینگے کہ آپ ہمارے خلیفہ ہیں اور ہمارے لئے ہر طرح
واجب الاطاعت، جلسہ ختم ہو گیا، اس کے بعد جب سب چلے گئے تو حضرت معاویہؓ
[illegible] رہ گئے تو آپ کی زندگی خطرے میں معلوم ہوتی ہے زمانہ کی نگاہیں بہت
تیز معلوم ہوتی ہیں یا تو آپ اجازت دیجئے کہ میں آپ کی حفاظت کے لئے شام
سے ایک لشکر بھیجدوں یا پھر میرے ساتھ شام چلئے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا نہیں
میں کوئی صورت بھی اختیار نہیں کرتا میرے لئے اللہ کافی ہے اس پر حضرت معاویہؓ
حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ وغیرہ سے کہ یہ بہت بااثر اور مقتدر
بزرگ تھے حضرت عثمانؓ کی سفارش کر کے عازم ملک شام ہوئے۔

مدینہ منورہ پر باغیوں کی خوفناک یورشیں

ادھر تو یہ تدابیر ہو رہی تھیں ادھر عبداللہ
بن سبا ایک ہزار جوانوں کا لشکر لیکر حج کے بہانے سے روانہ ہوکر کچھ ہی روز بعد مدینہ
پہنچ گیا اس میں بصرہ اور کوفہ کے بھی شرانگیز افراد شامل تھے حضرت عثمانؓ نے فوراً
[illegible] کے ایک تقریر کی اور فرمایا کہ یہ لشکر مدینہ میں محض اس غرض سے آیا ہے کہ مجھے
اپنی شورش و فتنہ خیزی سے معزول کر دے۔ آپ نے دو گواہ بھی پیش کئے کہ ان کا
[illegible] ہے حضرت علیؓ کی بے نفسی شرافت اور بیباکانہ شجاعت دیکھئے کہ آپ نے
تمام حالات سنکر فرمایا کہ ان لوگوں کو گرفتار کر کے فوراً قتل کر دینا چاہیئے کہ اسلام کے
[illegible] فتنہ خیزی و بغاوت کی یہی سزا ہے"

باتیں تھے حضرت علی کو خلیفہ بنانے جب انہوں نے انہی کو یہ فتویٰ دیتے سنا
تو وہ انگشت بدندان رہ گئے چونکہ حضرت علی ہی خلاف نظر آئے اور تمام صحابہ کو
انہوں نے متفق دیکھا تو وہ گھبرا گئے کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑی اور واپس چلے گئے
اس وقت اگر حضرت علی خاموش بھی رہتے تو بھی اس لشکر کو بنو ہاشم کی امداد مل جاتی
اور حضرت عثمانؓ ضرور معزول ہو جاتے دوسری مرتبہ عبداللہ بن سبا بڑی تیاریوں کے
ساتھ تقریباً تین ہزار مسلح جوانوں کو لئے ہوئے آدھمکا حوالی مدینہ میں قیام کیا اور
حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ سے کہلا بھیجا کہ اس مرتبہ ہم اس عزم کے ساتھ
آئے ہیں کہ ہم حضرت عثمانؓ کے معاملوں اور کارگذاریوں کے متعلق تحقیق کریں
کہ ان کی خلافت بالکل ناکام رہی ہے اور ان کی ذات سے اسلام کو فائدے کے
بجائے شدید نقصان پہنچ رہا ہے اسی بنا پر ہم انہیں بزور معزول کرکے حضرت علی
کو خلیفہ بنائینگے اور اگر انہوں نے انکار کیا تو ہم اور کسی کا انتخاب کرلیں گے بہر کیف ہم
حضرت عثمانؓ کو ضرور معزول کرکے رہیں گے۔

حالات بہت نازک صورت اختیار کرچکے تھے حضرت عثمان بالکل بے بس تھے عوام
کی ہمدردی اموی زیادتیوں سے بڑی حد تک زائل ہو چکی تھی حضرت عثمانؓ نے
حضرت علیؓ اور دیگر مقتدر صحابہ سے استعانت و استمداد کی مسلح جمعیت تھی زور
تو ڈالا نہ جا سکتا تھا سب نے انہیں بہت کچھ نشیب و فراز سمجھائے اور بتایا کہ تمہاری
اس کارروائی سے ملت و اسلام کو کوئی فائدہ تو پہنچے گا نہیں نہ کوئی تلافی ہو سکے
گی الٹا نقصان پہنچ جائیگا اس لئے ہم میں سے کوئی بھی اس ابتری و افتراق کے
عالم میں خلافت کی ذمہ داریاں اپنے دوش پر لینے کے لئے تیار نہیں تم جاؤ تمہاری
شکایات ویسے ہی دور کرادی جائیں گی۔ واضح رہے کہ اس جماعت میں سب ہی سبائی
عقیدہ کے لوگ نہ تھے بلکہ اکثریت ان لوگوں کی تھی جنہیں حقیقی شکایات تھیں اور
جو عبداللہ بن سعد اور دیگر عمال بنی امیہ کے ستائے ہوئے تھے غرض اللہ اللہ کرکے
یہ بلا بھی ٹل گئی۔

فتنہ مروانی کا خرمن سوز شرارہ

مروان یہ دیکھکر آتش حسد سے
کباب ہو گیا کہ دو نازک مواقع
پیدا ہوئے اور کارکردگی کا سہرا حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کے سر رہا اس کے قلب میں
ایک [illegible] موج اٹھی اور سوچا کہ اب تک تو میں حضرت عثمانؓ کی نیک طبعی اور
بڑھاپے سے فائدہ اٹھا رہا ہوں اور میرا قبیلہ کا قبیلہ اسلامی دنیا پر حکمرانی کر رہا
ہے اس کے بعد بہت ممکن ہے کہ حضرت عثمانؓ پر حضرت علیؓ حاوی ہو جائیں اور ان کے
حامی ہو جائے اور ان کے مشوروں پر عمل کرنے کے معانی یہ ہیں کہ میری چڑھی ہوئی
کمان اتر جائے اور تمام اموی عمال معزول ہوں اور واقعی یہی ہوتا اور ایسا ہوتا
تو پھر کسی کو کوئی شکوہ ہی باقی نہ رہتا۔

غرض یہ سوچکر وہ حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچا جانتا تھا کہ یہ بہت سادہ لوح اور
بوڑھے ہیں اور ان کی اقربا نوازی اور قبیلہ پروری انتہائی حد سے بھی گذر چکی ہے
اس نے کہا کہ فتنہ تو ضرور دب گیا مگر ایک فتنہ کے ساتھ دوسرا فتنہ پیدا ہو گیا
جو وقار حکومت کے منافی ہے وہ یہ کہ ظاہر ہے کہ فتنہ ان کی سعی سے فرو ہوا جس
کی وجہ سے مدینہ والوں کو یہ غرور ہو گیا ہے کہ خلافت صرف ہماری امداد کے بل بوتے
پر چل رہی ہے اور اس کے پاس اپنی کوئی قوت نہیں اسی لئے ان کی نگاہ میں آپ
کی بھی کوئی وقعت نہیں رہی ان کی [illegible] تو بدستور موجود ہیں اور رہیں گی بہت

ممکن ہو کل کھڑے ہو جائیں۔ میں نے صوبوں کو امداد کے لئے لکھدیا ہے اب کوئی بھی سہارا کچھ نہ کر سکے گا۔ آپ بلاتکلف اب آگے بڑھئیے اور صاف کہہ دیجئے کہ کوئی خلافت کو کمزور نہ سمجھے مجھے ضعیف نہ خیال کرے میں بند شمشیر ہر فتنہ رفع کر سکتا ہوں اگر کوئی میرا شریک نہ ہوگا تو مجھے بھی کسی کی پرواہ نہیں۔ حضرت عثمان رض نے ایک جلسہ عام میں کھڑے ہو کر یہی کہا ساتھ ہی مفسدہ پردازوں اور سب کی مذمت بھی کر دی اور ایک بڑے مجمع میں اپنی بے گناہی ثابت کی۔

اس کا یہ اثر تھا اور یہ تقریبا سراسر غیر مدبرانہ اور بے موقع بھی تھی کہ خود حضرت عمرو بن العاص رض تک جو خود اموی تھے پکار اٹھے کہ اے عثمان توبہ کر چونکہ یہ تقریر فوری ہوئی تھی حضرت عثمان رض کو تو مروان نے چڑھا دیا تھا۔ حضرت عمرو بن العاص کی زبان سے یہ الفاظ سنا حضرت عثمان رض کو اور غصہ آگیا اور جلسہ عظیم سے برابر "اے عثمان توبہ کر، اے عثمان توبہ کر" کی ہزاروں آوازیں بلند ہونے لگیں جو باغیوں کے زخموں پر بھی نمک چھڑک گیا۔ حضرت علی رض حضرت زبیر رض حضرت طلحہ رض کو بھی ناگوار گذرا کہ فاطلب صحیح دہی تھے جوش کی یہ حالت تھی کہ کوئی امیر المومنین ہی کو نہ کہتا تھا مروان نے تو کچھ اور نقشہ دکھایا تھا مگر جلسہ کا یہ رنگ دیکھ کر اور خلافت کی یہ بہہ گیری اور یہ جوش دیکھ کر حضرت عثمان رض کے آنسو جاری ہو گئی بیچارے نیک فرزند اور بولے خلیفہ اس خلافت کی تاب نہ لا سکے اور کہا کہ "بار الٰہا میں ہی سب حامی وارث ہے اور تیری ہی بارگاہ عالیہ میں توبہ کرتا ہوں" یہ کہا اور سیدھے گھر میں تشریف لے گئے اور جلسہ نہایت جوش و خروش کے عالم میں برخاست ہو گیا۔

حضرت علی رض کا مشورہ نیک

دوسرے روز حضرت علی رض نے حضرت عثمان رض سے جا کر کہا کہ یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم تو دوڑ دھوپ کر کے فتنوں کو دبا لیتے ہیں اور آپ پھر ایک نئی آگ لگا دیتے ہیں۔ فرمائیے تو آخر آپ کو یہ تقریر کرنے کی کونسی ضرورت داعی ہوئی تھی اور تقریر ہی کرنی تھی تو آپ کو چاہیے تھا کہ آپ پوری نرمی و تدبر سے کام لیتے اور فرماتے کہ لوگو! میں انسان ہوں اور انسان سے غلطیوں کا ہو جانا کوئی مستبعد امر نہیں مجھے معاف کر دیجئے آپ نے تو جوش کو فرو کرنے کے بجائے اور بڑھانا چاہا مصیبت تو یہ ہے کہ آپ مروان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں یاد رکھئے کہ اگر آپ اسی طرح اس کے مشوروں پر چلتے رہے تو یہ آپ کو تباہ و برباد کر کے رہیگا افسوس کہ یہ راندہ بارگاہ نبوی اور آپ کا نفس ناطقہ بنے پھر یہی نہیں آپ نے عبداللہ بن سعد مرتد جیسے شخص کو گورنر بنا رکھا ہے اور معاویہ کی ہمتیں بھی حد سے زیادہ بڑھا دی ہیں۔

حضرت عثمان رض نے فرمایا کہ آپ کا مشورہ صائب ہے اب جو آپ کہیں گے میں وہی کروں گا چنانچہ حضرت علی رض کی صلاح سے حضرت عثمان رض نے ایک مجمع عام میں اپنی خطاؤں کے اقرار کے ساتھ توبہ کر لی۔ حضرت علی رض نے ایک جلسہ عام میں مسلمانوں کو کھڑے ہو کر سمجھایا کہ اب چونکہ حضرت عثمان رض نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کر لیا ہے معذرت کرتے ہیں اس لئے اب ہم سب کا فرض ہے کہ ان کی اطاعت و فرمانبرداری کو فرض سمجھیں اور ان سے درگذر کریں دلوں میں خلوص تھا لوگ بھی مطمئن اور خوش ہو گئے۔

مروانی شرارت کا شیطانی کارنامہ

دوسرے روز ہی حضرت عثمان رض کے دروازے پر لوگوں کی ایک جماعت اظہار اطاعت کے لئے حضرت عثمان کی بارگاہ پر حاضر ہوئی مروان یہ دیکھ کر جل گیا اور سمجھا کہ اب میرا اقتدار ہمیشہ کے لئے گیا اس جماعت کے کرنے پر اسے موقع مل گیا اور اس نے حضرت عثمان رض سے جا کر کہا دیکھا آپ نے میں جو کہتا تھا کہ یہ علی تو اپنی خلافت کی ناکامی سے جلے ہوئے ہیں تمام فتنے آپ کی معزولی اور اپنی خلافت کے لئے ہموار کر رہے ہیں ان کے منصوبے نیک نہیں ہو سکتے اور نہ ہو سکتے ہیں کہ جو پٹ کھائے ہوئے ہیں یہ تو آپ کو معزول و ذلیل کر کے اور خلافت لیکر رہیں گے آپ خود چل کر دیکھیں کہ باغیوں اور مفسدہ پردازوں کی ایک جماعت پھر دروازہ پر حملہ آئی ہے اور فساد پر آمادہ ہے کہاں ہیں آپ کے حضرت علی جن پر اعتماد ہے فتنہ بڑھا رہے ہیں یار دیکھ رہے ہیں۔ حضرت عثمان رض نے مروان کے کہنے کا یقین فوراً ہی کر لیا کانوں کے کچے تھے ہی بلا تحقیق حکم دیدیا کہ اچھا انھیں روکو اور ہرگز اندر قدم نہ رکھنے دو

مروان نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ایک دھنی اور سب کو دھکے دیکر نکلوا دیا جب آکر حضرت علی رض سے کہا۔ کیا یہی توبہ و معذرت کا عنوان ہے کہ حضرت عثمان رض نے ایک بھی نہ سنیں مروان سے برا بھلا کہلوائیں اور دھکے دیکر نکلوا دیا تو حضرت علی رض کو تاب نہ رہی غصہ سے بیتاب ہو گئے اور اسی حالت میں حضرت عثمان رض سے جا کر کہا اور بس رہنے دیجئے میں نے خوب دیکھ لیا۔ خدا جانے آپ اپنی جان اور ملت کی آبرو پر کیا لانے والے ہیں، بار بار سمجھاتا ہوں مشورہ دیتا ہوں جوش ٹھنڈا کرتا ہوں مگر آپ ایک نہیں سنتے اور مروان جدھر چاہتا ہے آپ کا رخ پھیر دیتا ہے آپ بالکل اس کے ہاتھ میں ہیں یہ آپ کو کنوئیں میں دھکیل کر رہیگا لیجئے میرا تو آخری سلام ہے میں تو اب آپ کے گھر میں قدم بھی نہ رکھونگا آپ جانیں اور آپ کا کام۔ یہ فرمایا اور حضرت علی گھر سے چلے آئے واقعی سمجھانے کی بھی ایک حد ہوتی ہے کہاں تک سمجھایا جائے۔

حضرت عثمان رض کی حرم محترم حضرت بی بی نائلہ بہت عقلمند تھیں اور سب کچھ دیکھتی اور سنتی رہتی تھیں انہوں نے کہا کہ واقعی مروان اول درجہ کا خود غرض انسان ہے میں آپ ہی سے پوچھتی ہوں آپ جو اس کے کہنے پر چلتے ہیں تو یہ آپ کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے آپ کی کیا امداد کر سکتا ہے اسے پوچھتا کون ہے حضرت علی رض ایک معتقد اور با اثر آدمی ہیں لوگوں پر ان کا بڑا اثر ہے اور یہ ہر قسم کی امداد دیتے رہتے ہیں اور دے سکتے ہیں۔ حضرت نائلہ رض کے اثر نصیحت سے حضرت عثمان رض نے حضرت علی رض کو بلوایا آپ نے کہلا بھیجا کہ میں آپ کے گھر میں نہ آنے کا عہد کر چکا ہوں چنانچہ حضرت عثمان رض خود گئے اور فرمایا "اے ابو الحسن! اب میں سب کچھ سمجھ چکا ہوں مجھے دشمنوں کے نرغے میں تنہا نہ چھوڑیئے میں آپ کے دامن میں پناہ لینا چاہتا ہوں" حضرت علی رض نے جواب دیا کہ جب آپ مروان کو اپنے سے علیحدہ نہیں کر سکتے اس کے کہنے پر چلتے ہیں تو میرا دخل دینا اور بولنا بالکل فضول ہے میں آپ کے معاملہ میں پڑنا نہیں چاہتا حضرت عثمان رض یہ سنکر مکدر ہوئے اور اٹھکر چلے گئے

مروانی کا شجر ثمر تلخ

حضرت علی رض اور دیگر معتقد صحابہ کرام رض نے فتنہ و فساد کو بچانے اور فرو کرنے کی صد ہزار کوششیں کیں اور شمشیر کھینچ کر نکلے مگر ایزدی پورا ہو کر رہا اور مروانی شرارتوں نے خون عثمانی کی سرخی کو افق دنیا سے

[illegible] کا لکھا تھا مگر [illegible] آ گئی۔ دوسری [illegible] یہ تھی کہ عبداللہ بن سعد کو مصر کی گورنری سے علیحدہ کر دیا [illegible] کی مطابقت میں محمد بن ابو بکرؓ کے سپرد گورنری کا پروانہ [illegible] اور سب لوگ اس پروانہ کو لیکر مصر روانہ ہوگئے تو بڑی خوشی خوشی جا رہے [illegible] عبداللہ بن سعد بن سرح کی شیطنت کاریوں سے تو نجات مل جائیگی۔ تھوڑی دور [illegible] انہیں معلوم ہوا کہ ایک ناقہ سوار تیزی کے ساتھ مصر کی طرف جا رہا ہے [illegible] شبہ ہوا بڑھ کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت عثمانؓ کا غلام ہے تلاشی ہوئی [illegible] تو اس کے پاس سے گورنر مصر کے نام کا ایک لکھا ہوا خط [illegible] جس پر حضرت عثمانؓ کی مہر ثبت تھی اور لکھا تھا کہ محمد بن ابو بکر کو فوراً قتل کر دیا جائے اور ان تمام لوگوں کو اس مفسدہ پردازی کی سزا دینا اور شدید ترین سزائیں دینا [illegible] اس کے بعد میں چنگاری پڑ گئی لوگ آگ بگولا ہو گئے اور وہیں سے پلٹ پڑے اور پلٹتے ہی حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور وہ خط دکھایا۔ حضرت عثمانؓ نے حلف اٹھایا کہ یہ خط میں نے ہرگز نہیں لکھا اور نہ مجھے اس کا علم ہے البتہ یہ مہر ضرور میری ہے۔

لوگ بھی سمجھ گئے کہ یہ کارروائی مروان کی ہے لیکن انھوں نے کہا کہ جب آپ ہماری حفاظت بھی نہیں کر سکتے اور ہم لوگوں کی جانیں خطرے میں ہیں۔ ہم نہ بچتے تو ہم تو گویا قتل ہی ہو جاتے۔ بس آپ سے صرف اتنی استدعا ہے کہ آپ مروان کو قتل کے لئے ہمارے حوالہ کر دیجئے کہ سارے فتنوں کی جڑ یہی ہے اگر اس وقت مروان لوگوں کے حوالے کر دیا جاتا تو لوگ یقیناً مطمئن ہو جاتے مگر انھیں حضرت عثمانؓ کی [illegible] سے کوئی اہم [illegible] تھا اور یہ کہکر اس کے دینے سے انکار کر دیا کہ میں خود اپنے لئے اس کی جان کو قربان نہیں کر سکتا۔ آخر میں اللہ کو کیا جواب دونگا۔ لوگ اس بحث میں محاصرہ کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے تھے جمعہ کے روز حضرت عثمانؓ نے مسجد نبوی میں منبر پر کھڑے ہو کر کہا کہ "لوگو! اللہ سے ڈرو اور فتنہ و فساد سے باز آ جاؤ کیونکہ تم پر رسول خدا نے لعنت کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس قسم کے لوگ مدینہ میں آ کر امت میں فساد پیدا کرینگے اور انھیں قتل کر ڈالنا چاہئے۔ عہد فاروقی کے طریق کے مطابق ایک صحابی اس حدیث کی تصدیق کے لئے کھڑے ہوئے مگر دوسروں نے انھیں زبردستی بٹھا دیا اور بولنے نہ دیا۔ اور چاروں طرف سے حضرت عثمان پر پتھر برسنے لگے۔ حضرت عثمانؓ نے یہ دیکھکر اپنا سر زانو پر رکھ لیا اور چند ہی لمحوں کے اندر ضربات سے بیہوش ہو کر گر پڑے عصائے نبوی بھی ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا جسے چند شرپسند لوگوں نے اٹھا کر توڑ دیا۔ یہ انتہائی بے دردی تھی اور انتہائی دردناک نظارہ تھا۔

ہجوم مصائب میں حضرت علیؓ کی یاد

حضرت عثمانؓ کی یہ حالت حضرت علیؓ نے جو دیکھی تو [illegible] بیتاب ہو گئے اور حضرت حسنؓ کو حکم دیا کہ اٹھو دلیرانہ آگے بڑھو اور بلوائیوں کو اس مقصد سے ہٹا دو۔ حضرت حسنؓ شیر نر کی طرح بڑھے فسادیوں [illegible] کو ہٹا دیا اور مجمع کو چیرتے پھاڑتے آگے بڑھے اور حضرت عثمانؓ کو اٹھا کر [illegible] پہنچایا جس پر حضرت عثمانؓ نے بہت بہت شکریہ کہلا کر بھیجا عناد اور [illegible] میں حق و باطل کی تمیز اٹھ جاتی ہے چنانچہ انہوں نے مسجد ہی میں حضرت علیؓ پر بلہ بول دیا اور سب شور کرنے لگے کہ یہ سب کچھ آپ ہی کے ایما و اشارہ سے ہو رہا ہے لیکن آپ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور خاموشانہ تشریف لے گئے۔

جو کچھ ہوا وہ وقار اسلام کے لئے سخت اندوہناک تھا مگر ابھی تک پھر خیر تھی کہ ایک اور افسوسناک صورت پیدا ہو گئی مرکز خلافت کی طرف سے گورنروں کو حکم پہنچ چکے تھے کہ اپنی اپنی افواج لیکر جلد مدینہ پہنچو اسی لئے مصلحتاً فسادیوں کیساتھ نرمی کے ساتھ برتاؤ کیا جا رہا تھا اور معاملہ برسر بحث نہ لایا جاتا تھا۔ ایک روز حضرت عثمانؓ کہیں باہر تشریف لئے جا رہے تھے راستے میں جو فسادی ملتے ان سے بہ نرمی [illegible] گفتگو کرتے اور سلام کا جواب دیتے اور خود بھی سب کو سلام کرتے جاتے لوگ بھی جواب دیتے ایک شخص ہاتھ میں رسی لئے ہوئے تھا بولا کاش مجھے موقعہ ملتا تو میں اسی رسی سے تیرے ہاتھ پاؤں باندھکر تجھ سے توبہ کراتا اور تمام اشرار کو جن کے ہاتھ میں تو آلۂ کار بنا ہوا ہے انھیں تجھ سے بجبر علیحدہ کر دیتا۔ حضرت عثمانؓ [illegible] کی ضرورت تھی کو میرے ساتھ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی رہتے ہیں کہنے لگا جی ہاں رسول کریم کے بڑے صحابی اور بڑے دوست عبداللہ بن سعد بن سرح معاویہ ولید بن عقبہ اور مروان ہوں گے۔

حضرت عثمانؓ اس طعن آمیز جواب کو سنکر آہستگی سے یہ کہتے ہوئے بڑھے چلے گئے فوج آنے دو پھر اس طعن کا جواب دونگا مفسدوں اور باغیوں کو بھی پتہ لگ گیا کہ کمک آ رہی ہے انہوں نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر مکان کا محاصرہ کر لیا اور آب و دانہ بند کر دیا ایک روز پیاس کی شدت سے بیتاب ہو کر حضرت عثمان نے جھروکہ سے سر نکال کر لوگوں سے پوچھا حضرت علیؓ تم میں ہیں جواب نفی میں پا کر حضرت سعد کو پوچھا جب لوگوں نے ان کے متعلق بھی وہی جواب دیا تو مایوس ہو گئے اندر آ گئے تو تھوڑی دیر بعد پھر سر نکال کر لوگوں سے کہا کیا تم میں کوئی ایسا شخص نہیں جو حضرت علیؓ سے جا کر اتنا کہدے کہ ان افراد کو پانی پلائے جنہوں نے ہزار ہا مسلمانوں کو پانی پلایا تھا ہجوم میں ہر قسم کے لوگ موجود تھے کسی نے جا کر حضرت علیؓ کو خبر کر دی آپ نے فوراً بنو ہاشم کی ایک جماعت کو پانی کے تین مشکیزے حضرت عثمانؓ کے گھر پہنچانے کا حکم دیا جو تلواروں کے سائے میں پانی اندر پہنچا کر آئے اس سعی و جہد میں بنو ہاشم کے متعدد غلام مجروح بھی ہو گئے۔

حضرت علیؓ کی مستعدانہ مساعی

اس کے فوراً بعد حضرت علیؓ کو خبر پہنچی کہ باغیوں نے اب یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اگر مروان ان کے سپرد نہ کیا گیا تو وہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دینگے یہ سنتے ہی آپ نے اپنے دونوں صاحبزادوں حضرت حسن اور حضرت حسین کو حکم دیا کہ تم حضرت عثمانؓ کے دروازہ پر برہنہ شمشیر پہرہ دو اور کسی کو اندر قدم نہ رکھنے دو حالات نے اس درجہ نازک صورت اختیار کر لی تھی کہ اکثر جلیل القدر صحابہ دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے تھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے دروازہ پر ڈٹ کر باغیوں کا مقابلہ کیا۔ حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ اور حضرت سعید بن العاصؓ امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کی برابر کھڑے ہوئے باغیوں کو اندر گھسنے سے روکے رہے انھیں رہ رہ کر غصہ آتا تھا اور چاہتے تھے کہ باغیوں کو کاٹ کر رکھدیں لیکن حضرت عثمانؓ انھیں برابر روکتے رہتے تھے ایک دفعہ یہ بڑھنا ہی چاہتے تھے کہ حضرت عثمانؓ نے بلا کر ان سے کہا کہ دیکھو رسول کریم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا میں اس پر قائم ہوں تم لوگ ہرگز ان کا مقابلہ نہ کرنا میں نہیں چاہتا کہ میرے لئے خون مسلم کا ایک قطرہ

بھی ضائع ہو اس کے بعد حضرت حسن رضہ سے کہا کہ تم چلے جاؤ اور مجھے تنہا دشمنوں میں چھوڑ دو۔ یہ حضرت عثمان کی خدا ترسی اور قتال مسلمین سے احتراز کا ہی اثر تھا کہ باغیوں کو اتنی جرأت ہو گئی ورنہ حق یہ ہے کہ ان کا بڑھا ہوا احساس مسلم عوام میں نہ باغیانہ جسارت پر جو غصہ پھیلا ہوا تھا، مغیرہ بن الاخنس کو تو تاب ہی نہ رہی اور وہ چند آدمیوں کو ساتھ لیکر باغیوں پر ٹوٹ پڑے اور اسی لڑتے لڑتے شہید ہو گئے حضرت ابو ہریرہؓ نے بھی یہی کیا لیکن حضرت عثمان نے آدمی بھیجکر فوراً بلوا لیا۔

بلوائیوں میں سنگدلی اور غضب کی شقاوت پیدا تھی مگر حضرت عثمانؓ برابر نرمی و شائستگی سے کام لے رہے تھے اگر ان کا اشارہ ہو جاتا تو باغیوں کے تکے بوٹی ہو کر رہ جاتے جب باغیوں نے محاصرہ کو ناکام ہوتے دیکھا اور مسلمانوں کے جوش میں اضافہ ہوتے دیکھا تو پریشان ہوئے اور محمد بن ابوبکر نے تیر باری شروع کر دی ایک تیر حضرت امام حسن رض کے لگا جس سے آپ زخمی ہو گئے اس سے خوف پیدا ہوا کہ کہیں بنو ہاشم نہ بگڑ کھڑے ہوں اسی وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا غلام قنبر کا سر بھی مجروح ہو چکا تھا اس لئے محمد بن ابوبکرؓ نے اپنے دو آدمیوں کو بلا کر کہا کہ بہترین تدبیر یہ ہے کہ محاصرہ کو اپنی جگہ چھوڑ کر ہم برابر کے گھر میں ہوکر حضرت عثمان کے گھر میں کود جائیں ادھر تو یہ صلاحیں ہو رہی تھیں ادھر حضرت علیؓ پھر اندر پہنچے حضرت عثمان سے گفتگو کی مروان کچھ دخل دینا چاہتا تھا کہ حضرت علیؓ نے اسے دھتکارا اور فرمایا چپ رہ کہ یہ ساری آفت تیری ہی لائی ہوئی ہے۔ حضرت عثمانؓ نے پھر قسم کھائی کہ مجھے اس تحریر کا بالکل علم نہیں۔

حضرت علیؓ نے باغیوں کے چار سرغنہ افراد کو بلایا انہوں نے کہا کہ ہم تو محض عبداللہ بن سعد کے ظلم کی فریاد لیکر آئے تھے مگر تلافی کے بجائے ہمارے قتل کا پروانہ لکھدیا گیا اب تو ہم ان سے دست برداری لئے بغیر واپس نہیں جائینگے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا مجھے یہ خلافت اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے میں اسے ہرگز نہ چھوڑونگا چنانچہ یہ بحث یہیں ختم ہو گئی اور مروان کے اشارہ سے مروان کے ایک غلام نے باغیوں پر ایک تیر پھینکدیا جس سے ایک باغی مارا گیا اب کیا تھا شور مچ گیا لوگ ہجوم کرکے اندر گھس پڑے سلاخوں والے نے صف بندی کر رکھی تھی مروان بری طرح مجروح ہو کر بیہوش گر گیا لوگ آگے بڑھے مردہ جھکا آگے بڑھے دوسری طرف سے کود کر محمد بن ابوبکر وغیرہ حجرے میں داخل ہو گئے۔

خلیفہ اسلام پر تلواروں کے بیدردانہ وار

محمد بن ابوبکر نے جاتے ہی داڑھی پکڑ لی اور کہا اے عفان کے بیٹے! تجھے بڑھاپے میں بھی خلافت کی ہوس باقی ہے اب معاویہ تیری اعانت نہیں کر سکے گا حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ فرزند! اگر تیرے باپ ابوبکر زندہ ہوتے تو وہ اس داڑھی کی عظمت کرتے۔"

محمد بن ابوبکر نادم ہو گئے اور فوراً خاموش گھر سے باہر نکل گئے مگر ایک بدبخت کنانہ چھری لیکر آگے بڑھا۔ لوگوں نے کہا "نہ مارو نہ مارو کہ ہمیں ان کے خون سے کوئی فائدہ بھی حاصل نہ ہوگا" ساتھ ہی انہوں نے حضرت عثمان رضہ سے کہا کہ ابھی وقت ہے اب بھی اپنی خلافت سے دستکشی کا اعلان کر دیں حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ میں اللہ کا دیا ہوا یہ عطیہ کسی کو دیدوں، کنانہ رک گیا تھا کہ شاید دستبردار ہی ہو جائیں مگر یہ الفاظ سنتے ہی کنانہ نے کان کی جڑ میں چھری ماری آپ قرآن شریف پڑھ رہے تھے خون کے ابلتے ہوئے فوارے کی چھینٹیں آیہ فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم پر پڑے یہ اس کے بعد تیرہ دروں نے تلواروں کے تابڑ توڑ وار شروع کر دیئے اور تو سکت ہی کہاں تھی ٹھنڈے ہو گئے قاتل بے سنگدلی کی انتہا یہ تھی کہ ایک بے بصر نے حضرت نائلہؓ کی چادر پکڑ کر کھینچی انہوں نے فوراً اپنا زیور اتار کر اس کے حوالہ کیا اور کہا کہ ظالم وہ مجھے بے ستر کر کے یہاں اس کی امانت ہوں جس نے کبھی اپنا ستر بھی نہ دیکھا تھا۔

ایک جہنمی ابن ہانی آگے بڑھا اس نے نعش مبارک کے دونوں پاؤں پکڑ کر ایک گرز سے پسلیاں چور چور کر دیں مگر ملتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے ایک کتے کے عوض میں میرے باپ کو مار ڈالا تھا۔ ذرا اس حسرتناک اور عبرتناک منظر پر ایک نگاہ ڈالئے کہ وہ فرمانروا جس کی سطوت و جبروت سے قیصر و شاہان عظام لرزتے تھے جس کی سلطنت دور دور پھیلی ہوئی تھی جو کہ بیس کرور جانوں کا مالک سمجھا جاتا تھا جس کے ایک اشارۂ چشم و ابرو پر سینکڑوں ملک کیا ہزاروں گردنیں تن سے علیحدہ ہو جاتی تھیں جو تمام دنیائے اسلام کا واجب الاطاعت خلیفہ تھا جس نے کلام الٰہی کو خاص توجہ و محنت سے لکھوا کر جمع کیا جس کے کاشانہ عفت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں بیاہ کر گئیں اور ذی النورین کا خطاب ملا جو حیا و ایمان کا پیکر سابق الایمان امت کا والی غریبوں اور بیکسوں کا پاسبان اور خدا جانے کیا کیا تھا آج وہ خاموش پڑا ہے اور کچھ اس ادا و ناز سے پڑا ہے کہ حوران آسمانی جھروکوں سے جھانک رہی ہیں اور ملائکہ پرے کے پرے لگائے استقبال کو کھڑے ہیں۔

اللہ اللہ اس سے زیادہ اور بیدردی کیا ہو سکتی ہے کہ رسول امین کا داماد جس نے اپنی زندگی بھر مسلمانوں کی ہمدردی میں اپنا تن من دھن فنا کر دیا خود مسلمان کہلانے والوں کے ہاتھ سے شہید ہو اور شہید ہونے کے بعد بھی اس کی بیحرمتی کی جائے اپنے گھر میں شہید ہو مسند خلافت پر شہید ہو بھوکا پیاسا شہید ہو بے قصور شہید ہو قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے شہید ہو اور شہید ہونے کے بعد اس کی نعش کی بیحرمتی کی جائے اور اس کی پسلیاں چور چور کر کے رکھدی جائیں ظالموں نے یہ بھی خیال نہ کیا کہ یہ بوڑھے ہیں بزرگ ہیں، نرم دل ہیں رقیق القلب ہیں غمگسار مسلمین ہیں ان کی ذات سے تو کسی کو بھی گزند نہیں پہنچا آہ داماد رسول کی نعش خاک و خون میں لتھڑی پڑی ہے اور کوئی اس سے عبرت حاصل کرنے والا بھی نہیں کفن دفن کا انتظام بھی نہیں اور ہر طرف ایک حسرت برس رہی ہے۔

دنیا کا ایک بیکس جنازہ

پھر ذرا یہ ڈھٹائی ملاحظہ فرمائیے کہ مغرب کی اذان ہو چکی ہے تو شیطنت کار ابن ہانی نعش مبارک کو مخاطب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ دل تو چاہتا تھا کہ دل کھول کر تیرے ٹکڑے کر دوں مجھ سے انتقام لوں مگر نماز کا وقت ہو گیا اس لئے چھوڑے جاتا ہوں کسی اور پھر داماد رسول کا قتل اور اس پر نماز کا ارادہ بدبخت تیری نماز ہوگی یا ایک مذاق ہوگا و نعوذ مجھے نماز میں کیا ملیگا تیری دولت ایمان کی بھی غارت ہوچکی اللہ اللہ دنیا میں بھی ایسے شقی ازلی موجود رہے ہیں اور ہر زمانہ میں رہے ہیں۔ خدا ہی ایمانوں کا سلامت رکھنے والا ہے۔ وہ وقت ایک قیامت صغریٰ سے کم نہ تھا جب حضرت نائلہ نے کوٹھے پر چڑھکر اعلان کیا کہ لوگو امیر المومنین شہید ہو گئے ہر طرف ایک کہرام مچ گیا ایک شور محشر برپا ہو گیا سینوں میں دل دھڑکنے لگے جگر شق ہو گئے حضرت علی اور دیگر صحابہ کاشانہ عثمانی کی طرف بیتابانہ دوڑے حفاظت کا پورا انتظام تھا مگر کیا کیا

بھی یہ تھا کہ انجام شہادت پر ہوگا سمجھتے تھے کہ جلد کمک پہنچ جائیگی یا محاصرین خود ہی چھوڑ دینگے حضرت علیؓ نے دونوں فرزندوں کو شاکہ میں لے تعین کر دیا تھا کہ جان تک قربان کر دینا مگر کسی کو اندر قدم نہ رکھنے دینا بعض روایات میں ہے کہ آپ نے حضرت حسینؓ کے منہ پر طمانچہ بھی مارا کہ خود ان کی حمایت میں کیوں نہ مر گئے لیکن وہ مجبور تھے انھوں نے تو خلافت و حمایت میں زخم تک کھائے اسکے ان کے پاس کوئی علاج نہ تھا کہ باغی پشت مکان سے گھس آئے یہ شہادت بھی عبرت کا ایک جیتا جاگتا منظر ہے کہ نہ صرف شہادت واقع ہوئی ہے بلکہ یاں پڑے رہو تو اسی ہیں یہ آپ جیسا موت واقع ہوتی ہے بلکہ تین روز تک نعش وہیں بے گور و کفن پڑی رہتی ہے باغیوں کا برتاؤ سخت ہو جاتا ہے شہر بھر میں ایک ہلڑ مچ جاتا ہے باغی شہر بھر میں پھیل جاتے ہیں لوگوں پر ایک دہشت طاری ہو جاتی ہے باہر نکلتے ڈرتے ہیں جنازہ اٹھاتے ڈرتے ہیں حضرت علیؓ کی سعی سے بمشکل چار آدمیوں نے جنازہ بھی اٹھایا تو یہ حالت تھی کہ یہ لوگ بھاگ سے نہیں چھپے اور تمام راستے شقی القلب باغی اس پر پتھر برساتے رہے۔

کتنا عبرت کا مقام ہے کہ جو بزرگ رسول کریمؐ کا داماد ہو دنیا کے بڑے حصہ کا فرمانروا ہو اس کے جنازہ کے ساتھ چار سے زیادہ آدمی نہ ہوں اور اسے یہودیوں کے قبرستان میں جگہ ملے کیونکہ جنازہ جب جنت البقیع کے دروازہ میں پہنچا تو بلوائیوں نے خوفناک یورش کر دی تھی اور کہہ دیا تھا کہ ہم مسلمانوں کے قبرستان میں جنازہ دفن نہ ہونے دیں گے گویا یوں سمجھئے کہ شیطنت دنیا کے تمام دیو منہ کھولے ہوئے میدان میں آگئے تھے اور طائران ایمان آشیانہ ہائے قلوب کو خالی کر گئے تھے۔

عہد عثمانی پر ایک طائرانہ نظر

لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ناکامیاب بتاتے ہیں اور ان کو کمزور خلیفہ سمجھتے ہیں اور بعض تو اتنے دلیر ہیں کہ وہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ وہ خلافت کے اہل ہی نہ تھے اور انھوں نے اپنی کمزوری اور نااہلی سے امت مرحومہ میں ایک زبردست مناقشہ کی بنیاد ڈالدی لیکن حقیقت یہ ہے کہ مناقشہ کی بنیاد نہ بڑی کمزوری نااہلی اور اقربا نوازی کا ثمرہ تلخ نہ تھا بلکہ یہ سب کچھ بنو امیہ کے آپے سے باہر ہو جانے اور ان کے خود غرضانہ اعمال کا نتیجہ تھا کہ انھوں نے اپنے ذاتی مفاد کو مقدم رکھا اور ہر وقت انھیں الٹا ہی مشورہ دیتے رہے اجمالاً اسباب فتنہ یہ ہیں۔

(۱) تمام فتنوں کا بانی مروان مرکزی حکومت کا چیف سکرٹری اور چیف ایڈوائزر بن گیا اور جس طرح آج جس دفتر پر کوئی بنگالی یا مدراسی حاکم ہو جاتا ہے اُسے اپنے ہم قوموں سے بھر دیتا ہے اسی طرح اس نے اقربا نوازی کے واسطے دے دیکر اور مختلف لوگوں کی سفارشیں کر کر کے بنو امیہ کو بڑے بڑے اور معزز عہدے دلوانے شروع کر دیئے اسلامی دنیا کے پانچوں بڑے بڑے مراکز کی حکومت بنو امیہ کو سونپ دی گئی اور رفتہ رفتہ یہ حالت ہوئی کہ حکومت کی مشنری کے تمام کل پرزوں پر بنو امیہ قابض ہو گئے گویا بنو امیہ نے سلطنت کی لوٹ شروع کر دی عہدے بھی لئے نقد بھی لیا اور امداد میں بھی لیتے رہے۔

(۲) اگر یہ عہدہ دار لائق، ایثار پیشہ اور خدا ترس ہوتے تو بھی کوئی بات نہ تھی مگر یہ خود غرض قبیلہ پرور نااہل اور بعض تو ظالم نکلے اور اس سے تمام مسلمانوں میں بے چینی پیدا ہوا۔

(۳) عبداللہ بن سعد گورنر مصر مرتد تھا اس نے مسلمانوں کو بہت پریشان و ذلیل کیا اسی لئے فتنہ کا پہلا چشمہ یہیں سے پھوٹا۔

(۴) جب مسلمانوں میں عام طور پر جوش پھیلا اور فتنہ بیدار ہو گیا تو حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو بار بار سمجھایا اولاً مدینہ کے اصلاحی جلسہ میں سمجھایا اور وعدۂ اصلاح لے لیا اور خزانہ میں سے دلاسہ دے کر یہ اپنے پاس سے ادا کرنے کے اقرار پر امداد کو آمادہ ہو گئے تاہم جب پہلی اور دوسری دونوں باغیانہ یورشیں ٹل گئیں تو مروان کے بہکانے سے پھر ایک تقریر کر ڈالی جس پر "عثمان توبہ کرو" کا شور برپا ہو گیا۔ حضرت علیؓ کے سمجھانے پر تو بازی لی تاہم مروان کے بہکانے پر اظہار اطاعت کو آئے ہوئے لوگوں کو مروان ہی نے نکلوا دیا۔ حضرت علیؓ پھر گھر بیٹھے اور آخری سلام کر کے چلے آئے سابقاً مروان ہی نے جعلی خط بنا کر مصر کی طرف روانہ کیا۔ قاصداً مروان ہی کی تحریر سے کمک کو لکھا گیا اور وہاں سے اس کا اظہار بھی کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ ان لوگوں کو بھڑکا کر اور ایک مصری مسلمان کو ہلاک کر کے بعد میں جنگ کی آگ بھی ڈالدی۔ حالانکہ حضرت عثمانؓ کو دوسری یورش کے بعد تجدید آمیز تقریر نہ کرنی چاہئے تھی اور بعد کو لوگوں کو بلا تعصب دیکھنے دیکر نہ نکلوانا چاہئے گو گورنر مصر کو معزول کرنا ضروری تھا۔

(۵) عمال نادرست ہزار شکایتوں پر برابر تنگ اور حضرت علیؓ کو مطعون کرتے رہتے تھے بہر کیف یہ سب کچھ ہی ضرور حضرت عثمانؓ کا بنو امیہ کو تمام کے تمام عہدے دینا اور بیت المال سے کثیر رقوم عطا کرنا مناسب نہ تھا اور مسلمانوں کو اس لئے برا معلوم ہوا کہ رسول کریمؐ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت فاروقؓ کے زمانہ میں ایسا نہ ہوا تھا مسلمانوں کے لئے یہ نئی چیز تھی اگر اشتعال پیدا ہوا مرتد گورنر مصر عبداللہ بن سعد کے ظلم و نااہلی سے پہلے معزول ہو جاتا تو کوئی بات نہ تھی لیکن جب پروانہ تقرری بر دار الہلاکت ثابت ہوا اور ڈھنڈورا کرنے کے بجائے تہدید آمیز تقریر ہی کی گئی اور مروان کا جعل ثابت ہو جانے کے باوجود اسے الگ بھی نہ کیا گیا۔ بلکہ لوگوں کو دھکے دے کر نکالے پر بھی اس سے باز پرس نہ کی گئی تو لوگوں نے سمجھ لیا کہ یہ ظلم ہے حالانکہ حضرت عثمانؓ کی نیت گورنر مصر کو معزول کر دینے کی تھی اور مروان کو وہ صرف اس لئے نہ دیتے تھے کہ اس کا خون ان کے سر رہے گا اسے زیادہ سے زیادہ بیجا طرفداری کہا جا سکتا ہے یہ ہرگز ایسی چیز نہ تھی کہ اس پر حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا جاتا۔ کہا جا سکتا ہے کہ آخر ستائے ہوئے لوگ کیا کرتے اور شکایات کی تلافی کی کیا صورت نکالتے جبکہ ان کی سنی ہی نہ جاتی تھی انھیں پیہم اشتعال دلایا جا رہا تھا۔

اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ صورت یہی تھی کہ وہ خونریزی سے بچنے کے لئے خاموش رہتے گورنر مصر کو معزول کرانے کی آئینی جدوجہد کرتے رہتے معتمد و معزز افراد کی وفد میں بار بار بھیجتے رہتے یہ شکر تے جدید خلیفہ اپنی طرف سے رائے عامہ کو ساتھ لیکر منتخب کر لیتے ہو جاتے مگر خلافت کے خلاف ہاتھ نہ اٹھاتے مگر انھوں نے تو وہ کیا جو بلوائیوں کا وطیرہ ہے محاصرہ کیا غیر اسلامی طریق پر آب و دانہ بند کیا اور اس سے بڑھکر یہ کہ ستم یہ کیا انتہائی سنگدلی سے کلام مجید یا قرآن کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا پر پتھر برسائے اور جنت البقیع میں دفن نہ ہونے دیا یہ تمام حرکات شیطانی اور انتہائی باغیانہ حرکات تھیں اور ان کے اندر عبداللہ بن سبا کی سیہ دلی کارفرما تھی جس سے لوگ گمراہ ہوئے۔

جنگِ جمل

شہادت حضرت عثمانؓ تمام فرزندانِ توحید کے لئے ایک ایسا المیہ تھا کہ شاید ہی کوئی ایسا مسلمان ہو جس کا قلب اس سے پاش پاش نہ ہو گیا ہو اور سب کو باغیوں پر غصہ آ رہا تھا بنو ہاشم کو حضرت عثمانؓ سے عام مسلمانوں کی طرح کچھ شکایات ضرور پیدا ہو گئی تھیں اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کا حریف قبیلہ اپنی ریشہ دوانیوں سے خلافت و حکومت پر پوری طرح قابض ہو چکا ہے بلکہ اس سے بیجا منافع بھی حاصل کر رہا ہے۔ اصل تو یہ ہے کہ بنو امیہ کو بدنام کرنے والے بھی عبداللہ بن سعد جیسے مروان جیسے خود غرض افراد تھے ورنہ ان میں بڑے بڑے عمائد اسلام بھی شریک تھے یہی وجہ ہے کہ بنو ہاشم کے چند افراد ہنگامہ میں شریک بھی ہو گئے مگر ان کی اکثریت اس سے بالکل علیحدہ رہی اور ان کے سردار حضرت علیؓ نے تو ہنگامہ رو کنے اور شر و فساد کو دفع کرنے کی پوری کوشش کی آپ نے تو ان مصری مفسدہ پردازوں کے قتل ہی کا فتویٰ دے دیا تھا جو سب سے پہلے حضرت عثمانؓ پر چڑھ کر آئے تھے اور ہوا یہ کہ خود حضرت علیؓ پر بلہ بول دیا تھا۔

بہرکیف باغیوں اور قاتلوں پر سب ہی کو غصہ آ رہا تھا اور حضرت علیؓ تہیہ کر چکے تھے کہ وہ سب سے پہلے حضرت عثمانؓ کا قصاص لیں چنانچہ زمانہ کی پرآشوبی و نزاکت کے باوجود کہ مصر، کوفہ اور بصرہ کے مفسد ہنوز مدینہ میں دندنا رہے تھے آپ نے اولین فرصت میں حضرت نائلہؓ زوجہ حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے اور حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کا نام پوچھا وہ نام تو نہ بتا سکیں البتہ حلیہ بتایا اس کے فوراً ہی بعد انھوں نے دریافت کیا کہ کیا محمد بن ابوبکرؓ بھی قاتلوں میں شریک تھے فرمایا ہاں وہ گئے تو تھے مگر بعد کو واپس چلے آئے تھے۔ ظاہر ہے کہ تحقیقات و قصاص کی کارروائی قیام امن ہی کے بعد ہو سکتی تھی جن باغیوں پر حضرت عثمانؓ فتنہ کے خوفناک صورت اختیار کر لینے سے پیشتر قابو نہ پا سکے تھے کیونکر ممکن تھا کہ حضرت علیؓ ان حالات کے انتہائی نازک صورت اختیار کر جانے کے بعد ان پر ناگہانی قابو پا لیتے علی الخصوص اس صورت میں کہ اس وقت پوری رائے عامہ اور قوت عمائدین بھی ان کے ساتھ نہ ہوئی تھی امن قائم نہ ہوا تھا۔

حضرات زبیرؓ و طلحہؓ کی بدگمانیاں

اس کے باوجود حضرت زبیرؓ اور طلحہؓ کا اصرار تھا کہ قصاص کی کارروائی فوراً شروع کی جائے چنانچہ یہ بزرگ بیعت سے دوسرے ہی روز حضرت علیؓ کے پاس تشریف لائے اور کہا کہ دیکھئے ہماری بیعت مشروط ہے اگر آپ نے قصاص میں تامل کیا تو ہماری بیعت فسخ ہو جائیگی۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ دونوں بزرگ بہت صاحب اثر اور صائب الرائے تھے بنو امیہ اور بنو ہاشم کی تاریخ رقابت ان کے سامنے تھی اور اپنے نزدیک نیک نیتی کے ساتھ یہ سمجھتے تھے کہ حالات نے اتنی نزاکت اختیار کر لی ہے کہ اگر اب حضرت علیؓ خلیفہ منتخب ہو گئے تو امت میں اختلافات پیدا ہوں گے بنو امیہ دم نہ لینے دینگے بنو امیہ نے حضرت عثمانؓ کی خلافت سے نامناسب فائدہ اٹھایا تھا اور حضرت علیؓ خلیفہ ہو گئے تو بنو ہاشم اپنا کھیل کھیلیں گے اختلاف جوں کا توں قائم رہے گا خلیفہ ان دونوں رقیب قبائل میں سے نہ ہونا چاہئے یہی وجہ تھی کہ وہ بیعت میں تامل کر رہے تھے باغیوں کے استیلا سے وہ علانیہ تو کچھ کہہ نہ سکتے تھے اور واقعی ان کی بیعت ایک حد تک رضامندانہ نہیں تھی اگر مالک بن اشتر کا جبر سامنے نہ ہوتا تو وہ اس وقت کبھی نہ جاتے تو بیعت کے لئے اتنی جلدی۔ خلافت میں چونکہ باغی پیش پیش تھے بہت سرگرم تھے جو بار بار مدینہ میں دندنا رہے تھے لوگوں پر جبر سے بھی زور چلا رہے تھے انھیں یہ بات ظاہر ہی ہے اٹھا لے گئے تھے پھر اس پر حضرت علیؓ کا اصرار کہ اس وقت تک بیعت نہ ہوں گے جب تک یہ دونوں بزرگ بیعت نہ کر لیں انھیں یہ اشتباہ بھی پیدا کر رہا تھا کہ ممکن ہے حضرت علیؓ کو باغیوں سے دلچسپی ہو اس میں ان کا بھی ہاتھ ہو اور وہ طوفانی مسئلہ میں پھنس کر ان کا شکار کرنا چاہتے ہوں۔

دوسری طرف حضرت علیؓ کی نگاہیں بھی ان کے گوشہ ہائے قلب جائزہ لے رہی تھیں وہ ان کے مافی الضمیر و عزائم کو سمجھ گئے تھے اسی لئے انھوں نے اس وقت تک بیعت ہی نہ لی جب تک انھوں نے بیعت کے لئے ہاتھ نہ بڑھایا وہ خلافت کے آرزو مند ضرور تھے لیکن حالات نے انھیں اس طرف سے بہت کچھ بیزار کر دیا تھا اور انھوں نے اس کے متعلق اپنی رائے بدل لی تھی لیکن جب اصحاب بدر اور مہاجرین و انصار بیعت پر رضامند ہو گئے تو آپ بھی آمادہ ہو گئے اور خیال کیا کہ میں بہت جلد فضا کو صاف کر لوں گا حقیقت میں یہی وجہ تھی جو آپ نے حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کی یہ درخواست مسترد کر دی تھی کہ انھیں لوگوں کے خیالات کو ہموار کرنے کے لئے کوفہ اور بصرہ جانے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ حضرت علیؓ سمجھتے تھے کہ ان کی بیعت دلی بیعت نہیں ہے حضرت طلحہ کا بصرہ میں اور حضرت زبیر کا کوفہ میں بہت اثر ہے میری طرف سے ان کے دل میں اشتباہ ہے بہت ممکن ہے کہ یہ وہاں جاکر فسخ بیعت کا اعلان کر دیں۔

حضرت علیؓ نے جو اجازت نہ دی وہ بھی درست تھی اور حضرات زبیرؓ و طلحہؓ کو جو شبہات پیدا ہوئے وہ بھی غلط فہمیوں کی بنا پر درست تھے اور اسی لئے وہ مدینہ سے خفیہ طور پر روانہ ہو کر مکہ معظمہ پہنچ گئے اور وہاں جاکر قصاص حضرت عثمانؓ کے لئے تدابیر شروع کر دیں۔

حضرت علیؓ کی راہ میں کانٹوں کے انبار

حضرت علیؓ قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینے کی فکر میں تھے لیکن مصیبت یہ تھی کہ جب تک امن قائم نہ ہوتا اور تمام امن لے نظم و نسق میں نظم پیدا نہ ہو جائے قصاص لیا کیونکر جا سکتا تھا۔ حضرات زبیرؓ و طلحہؓ کو حضرت علیؓ نے پورا اطمینان دلا دیا تھا مگر وہ تو کوفہ و بصرہ جانے کی اجازت ملنے ہی پر سمجھ گئے کہ کچھ دال میں کالا ہے اور کچھ جلد یہ لوگ تو بنو امیہ کے وابستہ حب اہل بیت سے انھیں حضرت علیؓ کا طرفدار سمجھتے تھے مگر ان کی یہ حالت تھی کہ بیعت خلافت سے تیسرے دن جب انھیں حکم دیا ہے کہ یہ مدینہ خالی کر دیں کہ ان کی موجودگی میں نا بر قیام امن و استحکام خلافت ممکن نہیں تو انھوں نے صاف انکار کر دیا اور امیر المومنین کے حکم سے سب سے پہلے سرتابی انہی [illegible] نے کی اسی کے بعد حضرت زبیرؓ و طلحہؓ اجازت کے لئے آئے تھے [illegible] کی بنا پر حضرت علیؓ نے انھیں کوفہ و بصرہ جانے کی ممانعت کر دی۔

بیعت کے پانچویں روز حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے مقرر کردہ [illegible] اور عاملوں کی معزولی کا فرمان لکھا حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے آکر عرض کیا کہ دیکھئے کہ ایک طرف تو آپ نے حضرات زبیرؓ و طلحہؓ کو مدینہ کے باہر قدم رکھنے کی

حمایت کر رہی ہے اور سب دوسری طرف آپ حامیوں کو معزول کر رہے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بنی امیہ بھڑک اٹھیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے یہ بھی فرمایا کہ عمال کی معزولی تدبر کے خلاف ہے حضرت معاویہؓ اور دیگر بنی امیہ کا اس طرح لوگوں کو اور مدینہ والوں کو آپ کے خلاف کھڑے کرنے کا موقع مل جائیگا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تدبر کے خلاف ہے تو ہوا کرے ان کا تقرر جائز تو نہ تھا اور کسی ناجائز کو جائز سمجھنا کسی طرح درست نہیں رہے حضرت معاویہؓ تو میں انھیں تلوار کے سوا کچھ نہ دوں گا حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ اگر آپ مانتے اور میرے مشورہ کے مطابق عمل کرنے کے لئے تیار ہوں تو میں آپ کو ایک ایسی تدبیر بتاؤں کہ بنی امیہ سوچتے ہی رہ جائیں اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ واللہ نہ میرے اندر تمھاری جیسی عادتیں ہیں اور نہ بنو امیہ جیسی میں تم جو مناسب و جائز سمجھوں گا وہ کروں گا عبداللہ بن عباسؓ اس پر خاموش ہو گئے۔

یہاں ہم سہولت فہم کے لئے یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ نہ صرف حضرت علیؓ بلکہ عام بنو ہاشم کا یہ قاعدہ و طریقہ تھا کہ وہ کبھی تدبیر اور سیاسی جوڑ توڑ کی اعتنا نہ کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ہمارے لئے خاندان نبوت سے ہونا کافی ہے لوگ ہماری ویسے ہی عزت کریں گے اور کرتے ہیں ہمیں سیاسی جوڑ توڑ کی ضرورت کیا ہے۔ وہ تو کنبہ والوں کا اثر سب پر انھیں اپنے ہاشمی اور اہل بیت ہونے پر بڑا فخر تھا حضرت علیؓ بہادر بھی بے مثل تھے اور اپنے دلیرانہ جوش میں تدبر کی کوئی ضرورت نہ سمجھتے تھے پھر وہ اپنی آنکھوں سے خلقت کو اپنی عزت کرتے ہوئے بھی دیکھتے تھے امت والے ان کا بڑی آبرو سمجھتے تھے ان کی بات تھے ان کا تقدس مسلم تھا اور خلقت ان کی ترقی و عظمت کی بھی آرزو مند تھی اور بنو امیہ سے گونہ بیزاری رہتی تھی بخلاف اس کے بنو امیہ سیاست و تدبر میں اس وقت اپنا نظیر نہ رکھتے تھے برسوں پہلے کی بات سوچتے اور اس کے لئے تدبیر میں مصروف ہو جاتے تھے ملکی جوڑ توڑ اور عقل و تدبیر میں یگانہ روزگار تھے لڑائیوں اور جھگڑوں میں بھی مکر و حیلے سے برابر کام لیتے تھے دنیا کی سمجھ ان میں خوب تھی۔ یہی وجہ تھی کہ انھیں قدم قدم پر کامیابیاں ہوتی تھیں اور ان کی زبردست تدبیر کے سامنے کسی کی پیش نہ جاتی تھی۔

ہمیں اس کا بھی اعتراف ہے کہ ان میں سب مروان جیسے راندۂ بارگاہ رسالت اور عبداللہ بن سعد بن سرح جیسے مرتد ہی نہ تھے بلکہ بڑے بڑے لائق و بردبار اور دور اندیش افراد بھی تھے اور انھوں نے دین و اسلام کی بڑی بڑی خدمات انجام دی ہیں۔

بنو امیہ کا عالمگیر اور پر شور پروپگنڈہ

حضرت عثمانؓ کی شہادت میں انھیں اپنے آفتاب اقتدار کا غروب اور اپنے رقیب قبیلہ بنو ہاشم کا اقبال صاف نظر آنے لگا اور انھوں نے سمجھ لیا کہ بنو امیہ عہد عثمانی میں مطعون خلائق ہو چکے ہیں اس وقت اگر خاموش رہے تو نہ صرف بنو ہاشم بلکہ تمام مسلمان ان سے بیزار ہو جائیں گے اور پھر دنیا میں انھیں کوئی ممتاز پوزیشن حاصل ہونے کا امکان نہ رہے گا اس لئے انھوں نے برسوں کی بات پہلے سوچ کر سیاسی جوڑ توڑ اور بے پناہ پروپگنڈہ شروع کر دیا۔ حضرت عثمانؓ ضرور بنو امیہ کے فرزند تھے مگر تمام مسلمان انھیں عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے ان کا معاملہ تمام مسلمانوں کا معاملہ تھا لیکن بنو امیہ نے نہایت عقلمندی و چالاکی سے اسے معاملہ بنایا تو اپنا اور تمام مسلمانوں کا معاملہ ظاہر کر کے اس کے متعلق مسلمانوں میں بنو ہاشم کے بالعموم اور حضرت علیؓ کے خلاف بالخصوص جوش پیدا کرنا شروع کر دیا۔

بنو امیہ خوب جانتے تھے یقین رکھتے تھے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے حضرت علیؓ اور بنو ہاشم کو کوئی تعلق ہی نہیں وہ بالکل بے گناہ ہیں اور انہوں نے ہنگامہ کو فرو کرنے اور حضرت عثمانؓ کی حفاظت و حمایت میں بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا مگر سیاست کا اقتضا ہی یہ تھا اس لئے سب کچھ جانتے اور سمجھتے ہوئے بھی انہوں نے زور و شور کے ساتھ یہ کہنا شروع کیا کہ حضرت علیؓ کے اشارہ ہی سے حضرت عثمانؓ شہید ہوئے ہیں اکثر بنی امیہ حضرت علیؓ کی بیعت میں شریک نہ ہوئے تھے وہ شام کی طرف بھاگ گئے تھے یہ صوبہ رفتہ رفتہ بنو امیہ کی طاقت کا مرکز بن گیا مگر یہی محفوظ اور الگ تھلگ تھی واقعہ بلی بھی نوعیت میں نہایت اشتعال انگیز اور دل ہلا دینے والا تھا عام مسلمانوں میں اس کے متعلق ایک اضطراب برپا تھا جو برابر بڑھتا چلا جاتا تھا اس پر مزید یہ کہ شام میں ہر جمعہ کو نماز کے بعد مسجد میں حضرت عثمانؓ کا خون میں لتھڑا ہوا کرتا مسلمانوں کو دکھا کر جوش انگیز تقریریں کی جاتی تھیں اور کہا جاتا تھا کہ ہمارے خلیفہ کو حضرت علیؓ نے محض اپنی خلافت کے لئے بے گناہ شہید کر دیا۔

اس سے مسلمانوں میں حضرت علیؓ کے خلاف برابر جوش پیدا ہوتا رہتا تھا وہ کرتا دیکھ دیکھ کر زار زار روتے تھے سب کچھ جھوٹ تھا مگر ان کی خلافت اسی طرح قائم ہو سکتی تھی بنو امیہ کے قیام اقتدار کی تمنا بھی تدبیر تھی اور بالآخر وہ کامیاب بھی ہو گئی۔

بنو امیہ کا شور انگیز پروپگنڈا

بنو امیہ بڑے لائق بڑے مدبر تھے مگر محض ایک شامیوں کا جوش تو ان کے تکمیل مقاصد کے لئے کافی نہ ہو سکتا تھا اس لئے انہوں نے جابجا اپنے آدمی پھیلا دئیے۔ حضرت عائشہؓ کی یہ حالت تھی کہ جب مکہ میں حج کر گئی ہیں تو کہہ گئی تھیں کہ اب حضرت عثمانؓ کو رائے عامہ کی خواہشات کے احترام میں توبہ کر کے خلافت سے دست بردار ہو جانا چاہئے لیکن یہ ابھی واپس بھی نہ آئی تھیں کہ شہادت واقع ہو گئی راستے ہی میں انکو بنی امیہ کے افراد نے جا لیا اور بچشم پرنم حضرت عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت کے حالات اس دردناک لہجہ میں سنائے اور صاف صاف کہدیا کہ حضرت علیؓ نے ایسا کرایا ہے حضرت عائشہؓ یہ سنکر تڑپ گئیں اور فرمایا واللہ عثمانؓ مظلوم شہید ہوئے ہیں میں ان کا قصاص لوں گی آپ وہیں سے مکہ معظمہ واپس ہو گئیں اس خیال سے کہ کہیں مجھے بھی مدینہ میں حضرت علیؓ سے کوئی تکلیف نہ پہنچے کیونکہ حضرت علیؓ سے ایک دیرینہ شکوہ تھا خیال کیا کہ ان کا دل بھی مجھ سے صاف نہ ہوگا حضرت عائشہؓ کو مکہ بنا کر خفیہ طور پر حضرت زبیرؓ و حضرت طلحہؓ کو اطلاع دی وہ بھی کوفہ و بصرہ جانے کی اجازت نہ ملنے اور لوگوں کے کہنے سننے سے خلاف ہو رہے تھے اس مرتبہ ان دونوں بزرگوں نے حضرت علیؓ سے مکہ جانے کی اجازت طلب کی انھیں کوئی علم نہ تھا اجازت دیدی اور یہ بھی حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچ گئے اب مکہ میں اجتماع شروع ہوا مروان بن الحکم بھی مجروح حالت ہی میں بہت سے بنو امیہ کو ساتھ لیکر مکہ ہی چلا گیا یہ تو اول درجہ کا فتنہ پرداز تھا ہی جھوٹ ہی بولنے کے جرم میں دربار رسالت سے نکالا گیا تھا۔

اس نے جھٹ بڑھ کر شہادت عثمانؓ کے وہ غم انگیز و غمناک حالات سنانے اور ایسا شیشے میں اتارا کہ حضرت عائشہؓ حضرت علیؓ سے انتقام لینے پر بالکل ہی آمادہ ہو گئیں اور اسی وقت سے لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں۔

دریافت کیا تو فرمایا کہ کیا کرتے مدینہ کے شرفاء پر عرب کے بد نہاد بلوائی مسلط ہو گئے ہیں ان کے خوف و دہشت کی وجہ سے اپنی آبرو لیکر یہاں چلے آئے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا تو پھر ہمارے ساتھ قصاص و انتقام کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ یہ رضامند ہو گئے۔

اس وقت تک مکہ میں حضرت عثمانؓ کا مقرر کردہ عامل عبداللہ بن عامر حضرمی موجود تھا آتے ہی جو حضرت عائشہؓ کے عزم و ارادہ کا علم ہوا تو حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں بھی اپنے آقا کا قصاص لینے کے لئے ابھی تیار تھا تو اب ہمیشہ تیار ہوں سب کیا تھا جب حاکم ہی تیار ہو جائے تو پھر سامان و اسلحہ کی ہی کمی نہیں رہتی چنانچہ بول اٹھے ہم سب بھی آپ کے ساتھ لڑنے کو تیار ہیں اسی وقت تمام مکہ والوں نے اپنے حاکم کے ہاتھ پر لڑنے کی بیعت کر لی۔ اعلان عام پر اطراف و جوانب کے لوگ جوق جوق آنے اور اس لشکر میں شریک ہونے لگے۔ حضرت یعلیٰ بن منبہ سابق گورنر یمن بھی آ ملا کہ حضرت علیؓ کی مخالفت کا یہ چشمہ اہل دمشق و شام کے چشمے سے زیادہ خطرناک تھا اس لئے کہ وہاں تو صرف حضرت معاویہ ہی تھے اور یہاں ام المومنین حضرت عائشہؓ اور ام المومنین حضرت حفصہؓ حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ جیسے مقدس بزرگ مروان جیسے فتنہ پرداز عبداللہ بن عامر اور یعلیٰ بن منبہ جیسے مدبر موجود تھے۔ جب سب تیاریاں مکمل ہو گئیں تو حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ نے حضرت عائشہؓ سے عرض کیا کہ جنگ و جدال عورتوں کا کام نہیں آپ صرف اپنا اثر استعمال کرتی رہیں لوگوں کو قصاص و انتقام پر آمادہ کرتی رہیں اور بصرہ چلئے وہاں آپ کی سیادت میں ہم سب انتظام کر لیں گے حضرت ام المومنین حفصہؓ کو تو ان کے بھائی نے روک لیا مگر عائشہؓ لشکر سمیت روانہ ہو گئیں۔

خود غرضانہ مظاہروں کی دلچسپ داستان

جب یہ منازل قطع ہو گئیں تو سب سے پہلے فتنہ برپا ہوا کہ مروان نے حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ سے پوچھا کہ فتح ہو کر خلیفہ کسے بنائیے گا فرمایا جسے مسلمان منتخب کر لیں سابق گورنر کوفہ سعید بن العاص اموی بھی لشکر میں شریک تھے انھوں نے کہا یہ نہیں ہم حضرت عثمانؓ کے خون کا قصاص لینے نکلے ہیں اس لئے ان کے لڑکے کو خلیفہ بنانا چاہیے حضرت مغیرہ بن شعبہ بھی اس سوال میں شریک تھے حضرت زبیرؓ و طلحہؓ نے فرمایا کیا کہتے ہو یہ ہو سکتا ہے کہ ہم مہاجرین کے کہنہ سال بوڑھے اور تجربہ کار رہنماؤں کو نظر انداز کر کے ایک ناتجربہ کار اور کم عمر صاحبزادے کو خلیفہ منتخب کر دیں اور کسی کا نام لیتے تو ایک بات بھی تھی حضرت مغیرہ بولے تو اس کا تو مطلب یہ ہے کہ آپ میں سے کوئی خلیفہ منتخب ہوگا فرمایا جسے مسلمان منتخب کریں امکان تو یہی ہے۔ سعید بن العاص نے کہا تو میں اس لشکر میں شریک نہیں ہو سکتا ان کے ساتھ مغیرہ بن شعبہ اور عبداللہ بن خالد بھی چل دیئے اور چند اور مروانی بھی۔

امویوں کی سعی و جہد تو جنگ و قصاص سے اموی اقتدار کی بحالی کیلئے تھی کیونکہ یہ لوگ تو وہ خوب سمجھتے تھے کہ پرنہ ہنگامہ غلط ہو رہا ہے حضرت علیؓ کا اس سے کوئی تعلق نہیں جس مقصد کے لئے انہوں نے پاپڑ بیلے تھے وہ پورا ہوتا نظر آگئے تو رہے کس امید پر یہاں انھیں صاف نظر آنے لگا کہ اگر حضرت علیؓ نہ بھی رہے تو ان دونوں میں سے لازماً کوئی منتخب ہو جائے گا کہ یہ اسکے ہر طرح اہل بھی ہیں دیکھئے اموی ذہنیت ہر قدم ہر اقدام پر برابر اپنی جلوہ گری میں معروف ہے۔

اور آگے بڑھے تو ایک منزل پر ایک اور نئی بحث چھڑ گئی کہ اس پورے لشکر کی قیادت و سپہ سالاری کا شرف کسے حاصل ہو حضرت زبیرؓ و طلحہؓ کے بیٹوں میں یہ جھگڑا شروع ہو گیا ایک کہتا تھا کہ میرے باپ سپہ سالاری کریں اور دوسرا کہتا تھا میرے باپ کو یہ شرف حاصل ہو حضرت عائشہؓ یہ دیکھ کر فکرمند ہوئیں کہ جب ابھی سے یہ حالت ہے تو فتحمندی کے بعد خدا جانے کیا صورت پیش آئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ کا خدا پرستانہ رویہ

حضرت عائشہؓ صدیقہ بہت بزرگ اور خدا پرست بی بی تھیں ان کے سامنے کسی کی حمایت اور کوئی غرض نہ تھی انہوں نے حضرت عثمانؓ کے خلاف رائے عامہ کو دیکھا اور ان کی اجتہادی غلطیاں محسوس کیں تو علانیہ یہ فرما کر کہ مکہ معظمہ چلی گئیں کہ حضرت عثمانؓ کو رائے عامہ کے سامنے جھکنا اور خلافت سے دستبردار ہو جانا چاہیئے اور مروان اور سعید بن العاص کو انتخاب خلافت پر جھگڑا کرتے دیکھا تو ناراض ہوئیں سپہ سالاری کی بحث چھڑی تو افسوس کیا اور جب وہ اثنائے سفر بصرہ میں ایک مقام پر پہنچیں اور وہاں ان کے ناقہ پر کتوں نے بھونکنا شروع کیا تو یکایک گھبرا گئیں اور فوراً حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کو بلا کر کہا کہ مجھے ابھی دریافت کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ یہ مقام حواب ہے اور یہ معلوم ہوتے ہی مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد یاد آ گیا میں غلطی پر ہوں مجھے یہیں سے واپس کر دو مبادا اللہ تعالیٰ مجھے اس غلط روی پر پکڑ لے پوچھا بات کیا ہے فرمایا کہ ایک روز میں اور متعدد دیگر ازواج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ آپ نے فرمایا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تم میں سے کسے دیکھ کر حواب کے کتے بھونکیں گے جب ہم ہی پر بھونکیں تو غلطی پر ہو گی چنانچہ آپ نے اسی وقت وہیں اپنے ناقہ کو روک دیا اور ۲۴ گھنٹہ وہیں مقیم رہیں لوگوں نے بہیترا کہا کہ یہ حواب نہیں آپ سے کسی نے غلط کہہ دیا مگر آپ آگے بڑھنے پر کسی طرح راضی نہ ہوئیں اور کہنے لگیں نہ سہی یہ وہ مقام ہیں عورت ہوں مجھے جنگ و جدال سے کیا واسطہ! لوگوں نے بات بگڑتے دیکھ کر یکایک شور مچا دیا کہ علیؓ کا لشکر آ گیا فوراً طبل جنگ بجنے لگا لشکر نے آگے قدم بڑھایا اس سے آپ مجبور ہو گئیں مگر اب وہ جوش نہ تھا دل بدل گیا تھا اور ہماری ان محترم ماں کا قدم بڑی افسردگی کیساتھ آگے بڑھ رہا تھا۔

بصرہ میں شور مخالفت

جب حضرت عائشہؓ بصرہ پہنچیں تو اس شہر میں ایک شور برپا ہو گیا ایک طرف حضرت علیؓ داماد رسولؐ اور دوسری طرف حضرت عائشہ صدیقہؓ حرم محترم رسول اکرمؐ مسلمانوں کا ایک محاذ پر جمع ہونا مشکل تھا عثمان بن حنیف گورنر بصرہ نے سوچا کہ میں تو حضرت علیؓ کا ملازم ہوں چنانچہ اس نے مقابلہ کی ٹھان لی لیکن جب وہ سپاہ لیکر آگے بڑھا اور لشکر کے سامنے حضرت طلحہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دھواں دھار تقریریں کیں

تو بصرہ والوں کا لشکر بھی دو حصوں میں تقسیم ہو گیا عثمان بن حنیف نے یہ حالات دیکھ کر اس نے ایک شخص کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا جس نے جا کر علانیہ کہا کہ اے ام المومنین حضرت عثمان کا قتل ہرگز اتنا بڑا نہیں ہے جتنا ہے کہ آپ ہزار ہا مخلوق کے سامنے میدان جنگ میں مقابلے کے لئے نکلی ہیں آپ کی عظمت و عزت یہی تھی کہ آپ گھر میں بیٹھی رہتیں مجھے معلوم ہے کہ آپ کو مجبور کر کے یہاں تک لایا گیا ہے مگر پھر بھی آپ اپنی مرتبت و حیثیت پر غور کریں اور واپس چلی جائیں کہ ہمارے لئے آپ کا اس طرح بے پردہ نکل آنا بہت شرم کی بات ہے۔

اس کے فوراً بعد قبیلہ بنی سعد کے ایک بزرگ آگے بڑھے اور انہوں نے پکار کر کہا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ و طلحہ رضی اللہ عنہ افسوس آپ نے رسول اکرم کی رفاقت و صحابیت کا حق خوب ادا کیا کہ ساتھ اپنی آپ کی بیویاں تو آپ کے گھر میں رہیں بیٹھی ہوئی ہیں اور رسول اکرم کا حرم محترم کو آپ بھگا لائے ہیں اور میدان جنگ میں لے آئے ہیں چونکہ یہ سچی اور لگتی ہوئی بات تھی اس لئے تمام لشکر پر ایک سناٹا چھا گیا اور کوئی ایک شخص بھی اس طعن کا جواب دینے کی جرأت نہ کر سکا اتنے ہی میں عثمان بن حنیف کے لشکر کے ایک سپاہی نے اس فوج پر حملہ کر دیا اور لڑائی شروع ہو گئی جو شام تک برابر ہوتی رہی لیکن اس روز دونوں طرف سے کوئی ہلاک نہ ہوا لیکن دوسرے روز جو لڑائی ہوئی اس میں بہت سے افراد ہلاک ہوئے یہ دیکھ کر حضرت ام المومنین کے حق پرست قلب پر ایک چوٹ لگی اور فرمایا کہ لڑائی بند کر دو میں مجرموں سے قصاص لینے آئی ہوں نہ کہ عام مسلمانوں کا خون بہانے کیلئے میں مصالحت چاہتی ہوں عثمان بن حنیف نے کہلا بھیجا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت فسخ کی ہے جب تک آپ کے لشکر سے یہ علیحدہ نہ ہوں گے اس وقت تک صلح نہ ہو گی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے برضامندی نہیں بلکہ بخوف مالک بن اشتر بیعت کی تھی کچھ روز تک دونوں لشکر آمنے سامنے پڑے رہے مگر جب اس کی شہادت مل گئی کہ بیعت واقعی برضا نہ تھی تو عین بصرہ کی مسجد کے اندر مسلمانوں میں اختلاف کا وہ طوفان برپا ہوا کہ تلوار چلنے لگی نہ صرف یہ کہ بہت سے مسلمان مارے گئے بلکہ گورنر بصرہ کی فوج کے سپاہی بھی کٹ گئی اور وہ خود گرفتار ہو گیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ و طلحہ رضی اللہ عنہ آپ ان کا قتل کرا دینا چاہتے تھے مگر ہماری حق پرست ماں حضرت عائشہ کو جو خبر ہوئی تو انھوں نے فرمایا کہ نہیں ایسا ہرگز نہ کرنا یہ آدمی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے اس پر اس کی داڑھی اکھڑا کے رہا کر دیا گیا اور حضرت عثمان بن حنیف اسی حالت میں فریاد کناں مدینہ منورہ پہنچے اور حضرت علی سے سارا ماجرا کہا جسے سنکر انھیں شدید رنج ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے مشکلات کے پہاڑ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو صرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا خیال تھا۔ تھے نہایت دلیر و شجاع سمجھتے تھے تلوار سے سیدھا کر لوں گا لیکن بنو امیہ کے منادی طول و عرض عرب میں پھیل گئے تھے اور ان کی تدابیر اور ان کے سیاسی جوڑ توڑ بے پناہ تھے انھیں نے مکہ معظمہ میں سخت نازک صورت حالات پیدا کر دی جسے سنکر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی بہت گھبرائے خود مدینہ میں مکہ کی تیاریوں اور شورشوں کی اطلاع پر یہ حالت ہوئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تین روز تک

متواتر تقاریر کرتے اور لوگوں سے کہتے رہے کہ تم نے میری بیعت کیلئے مجھ سے عہد وفا استوار کیا ہے تمہیں علم ہے کہ شہادت عثمانی میں میرا کوئی ہاتھ نہیں تم خود جانتے ہو کہ میں بے قصور ہوں پھر کیوں میرا ساتھ نہیں دیتے کیوں تامل کر رہے ہو اور کیوں مجھے دشمنوں کے ہاتھوں میں تنہا چھوڑ رہے ہو تمہارے سامنے تو تمام واقعات ہیں خود حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ مقابلہ کے لئے کھڑی ہوئی ہیں لیکن انھیں بہکا کر فریب دیکر غلط حالات بتا کر کھڑا کیا گیا ہے سب کچھ کہتے تھے لیکن کوئی جواب دیتا تھا اور نہ کوئی لڑنے کی حامی بھرتا تھا۔ آخری روز آخر میں حضرت زیاد بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ:-

"امیر المومنین میں تیار ہوں میری جان حاضر ہے میرا سینہ آپ کے سینہ کی جگہ اپنا لہو بہا دوں گا جو تیرے اوپر پڑے ہجائے گا وہ میرے اوپر پڑے گا جہاں تو مجھے لے چلیگا میں تیرے ساتھ جاؤں گا میں نے تیرے ہاتھ پر بیعت کی ہے تو خدا ہے میرے اوپر تیری اطاعت فرض ہے اور اللہ اور رسول کے احکام و فرمان کے بموجب فرض ہے میں تیری بیگناہی کا شاہد ہوں تو حق پر ہے اور اللہ تجھے ضرور کامیاب کریگا"

حضرت زیاد کی تقریر کیا تھی ایک سحر تھا جسے سنتے ہی سارا جلسہ پکار اٹھا اللہ اکبر پھر عام جوش پھیل گیا اور سب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر لڑنے کا اقرار کر لیا ان لوگوں میں سات بزرگ تو وہ تھے جو غزوہ بدر میں شرکت فرما کر ایک سعادت ابدی حاصل کر چکے تھے۔

غور تو کیجئے کہ وہ کتنا نازک وقت تھا عرب بھر میں بنو امیہ نے آگ لگا رکھی تھی شام بھر میں جوش پھیلا ہوا تھا مکہ اور اطراف کے تمام لوگ حضرت عائشہ کے لشکر میں شریک ہو چکے تھے حضرات زبیر و طلحہ کے چلے جانے سے کوفہ و بصرہ سے ہی توقع نہ رہی تھی مصر میں ابھی تک عبداللہ بن سعد بن ابی سرح موجود تھا رہا تھا دمشق میں ہر جمعہ حضرت عثمان کا خون آلود کرتا دکھا کر لوگوں کو رلایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بھڑکایا جاتا تھا بنو امیہ کے علاوہ جتنے بھی با اثر بزرگ تھے سب علیحدہ ہو چکے تھے حضرت عائشہ حضرت حفصہ حضرت زبیر، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما جیسے متبرک و با اثر بزرگ امداد کے بجائے خود حضرت علی کے خلاف نہ صرف معرکہ آرا اور دل ہلا دینے والی تقریریں کر رہے تھے بلکہ ایک عظیم الشان لشکر مرتب کر کے اہل مکہ سے اقرار جنگ لے کر لشکر عظیم ساتھ لئے ہوئے بصرہ جا رہے تھے رہ گیا مدینہ تو وہاں کے بزرگ روز تقریریں کر رہے تھے لیکن کوئی امداد پر آمادہ نہ ہوتا تھا گویا ایک طرف ساری اسلامی دنیا تھی اور ایک طرف تنہا حضرت شاہ مرتضیٰ کی ذات گرامی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس وقت پوری دنیا کا کوئی مدبر سے مدبر بہادر شجاع سے شجاع شخص بھی ہوتا تو اس کی ہمتیں بھی پست ہو جاتیں اور وہ کسی طرف کو اپنی جان لیکر نکل جاتا۔ لیکن یہ اللہ کا شیر ایک لمحہ کے لئے بھی نہ گھبرایا۔

کیا دنیا کی تاریخ میں استقامت و استقلال اور دلیری و شجاعت کی کوئی ایسی ایک مثال بھی مل سکتی ہے بہ استثنا محمد رسول کریم کیا کبھی حضرت علی کی طرح تنہا کوئی ہستی اس طرح مقابلے کے لئے کھڑی ہوئی ہے پھر مقابلے پر کون ہیں! وہ جن کا تقدس جن کا احترام جن کی عظمت اور جن کا فخر ہر اعتبار سے مسلم ہے حضرت علی کی خلافت کو ناکام بنانے کے لئے ان مشکلات اور ان حالات پر ایک نظر ڈال کر زبان کھولیے اور پھر دیکھیے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کس دل و دماغ کے بزرگ تھے اور اگر انھیں موقعہ ملتا اور چند باامن وقفہ بھی انھیں مل جاتے یا حضرات زبیر رضی اللہ عنہ و طلحہ رضی اللہ عنہ ان کا

سامنے ہم کھڑے ہوئے ہیں صلح ہوتے ہی لوگوں کی توجہ ہماری طرف منعطف ہوگی اور ہمارے ہی قتل کی شرط پر صلح ہوگی اس لئے بہترین طریق عمل یہی ہے کہ صلح ہرگز نہ ہونے دی جائے چنانچہ انہوں نے علی الصبح آفتاب سے پیشتر نکل لاعلمی میں تیرہ طرف سے حضرت عائشہؓ کی فوج پر اچانک حملہ کر دیا اس پر شور بلند ہوگیا کہ علیؓ نے دغا کی اور فوراً اس طرف سے بھی حملہ شروع ہوگیا اور اس سلسلہ میں یہی سمجھا دونوں میں سے کسی نے بھی یہ نہ سمجھا کہ یہ شرارت تیسرے فریق کی ہے۔

اس کے فوراً بعد مالک بن اشتر دوسرے ساتھی حضرت علیؓ کے پاس گئے کہ افسوس آپ نے ہم جیسے جاں نثاروں کو علیحدہ کر کے ان غداران ملت پر اعتماد کیا جس کا نتیجہ آپ نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اب آپ ہمیں اپنے اوپر قربان ہونے کی اجازت دیجئے حضرت علیؓ کے پاس تیس ہزار کے مقابلہ میں صرف بیس ہزار لشکر تھا اس لئے آپ نے انہیں لڑنے کی اجازت دیدی اور ان کا مقصد حاصل ہوگیا۔ اسی طرح کچھ اور لوگ بھی حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچے اور انہیں ورغلایا کہ ان کی لڑائی ہو رہی تھی کہ حضرت علیؓ کو پھر مسلمانوں کی اس خونریزی کا خیال ہوا اور مسلم بن عبداللہ کو حکم دیا کہ قرآن بلند کر کے آواز دو کہ اللہ کے اس کلام کی خاطر لڑائی بند کرو حضرت طلحہؓ کو بہت غصہ تھا کہ گفتگوئے مصالحت کے درمیان حضرت علیؓ کی طرف سے اس قسم کی حرکت کی گئی اور شبخون مارا گیا اس لئے انہوں نے یہ فرما کر کہ یہ علیؓ کا فریب ہے مسلم کے ہاتھ پر ایسی تلوار ماری کہ قرآن ہاتھ سے چھوٹ گیا جسے فوراً ایک دوسرے بزرگ نے اٹھا لیا لڑائی نے اور زیادہ شدت اختیار کر لی قدسیوں اور ملکوتیوں کے لاشے تڑپنے لگے سر تن سے جدا ہو ہو کر گرنے لگے دلیرانِ اسلام بڑھ بڑھ کر ایک دوسرے کا گلا کاٹنے لگے۔

اتنے میں حضرت عائشہؓ نے آواز دی کہ فرزندو! تم میں کون ہے جو اپنی ماں کے ناقہ کی مہار پکڑے حضرت کعب بن سعد نے دوڑ کر مہار پکڑ لی ام المومنین کا قلب مبارک بھی یہ دیکھ کر خون ہو رہا تھا کہ امت رسولؐ میری آنکھوں کے سامنے کٹ رہی ہے اس لئے انہوں نے بھی حکم دیا کہ قرآن شریف بلند کر کے کوفیوں سے کہا جائے کہ اس کی لاج رکھو اور لڑائی بند کرو۔ مالک بن اشتر کو پھر خوف ہوا اور انہوں نے بڑھ کر ایک ہی حملہ میں قرآن بلند کرنے والے ہاتھ کے دو ٹکڑے کر دیئے یہ خدمت حضرت کعب انجام دے رہے تھے ان کے شہید ہو جانے کے بعد ان کے دونوں بھائی باری باری آگے بڑھے اور وہ بھی مالک بن اشتر کے ہاتھ سے شہید ہوئے یہ دیکھ کر عبد بن زبیر آگے بڑھے اور مالک بن اشتر پر وار کیا مالک بن اشتر نے اسی وقت انہیں زخمی کر دیا مگر وہ مالک کو لپٹ گئے طاقت جواب دے چکی تھی اس لئے پکار کر کہا کہ لوگو دوڑو مالک نے مجھے مار ڈالا مالک تو لوگوں کو آتا دیکھ کر لشکر میں جا ملے اور حضرت عبداللہ کو لوگ اٹھا کر لے گئے۔

حضرت علیؓ نے بلند آواز سے پکار کر کہا کہ دیکھو بہادرو مقابلہ پر تمہارے بھائی مسلمان ہی ہیں جہاں تک ممکن ہو کسی کے قتل کی سعی نہ کرنا کوئی بھاگے تو تعاقب نہ کرنا کسی کا مال ملے تو اسے نہ لوٹنا کہ یہ تمہارے لئے حرام ہے البتہ جو کوئی تمہاری جان لینے کی سعی کرے تم پر حملہ آور ہو تو ضرور لڑو اور خود کو بچاؤ

حضرت زبیرؓ و طلحہؓ نے جب یہ آواز سنی تو بہت خوش ہوئے اور اپنی فوج میں بھی یہی منادی کرا دی۔

حضرت زبیرؓ و طلحہؓ کی شہادت

اتفاقاً ایک تیر حضرت طلحہؓ کی پنڈلی میں لگ کر ترازو ہوگیا اور خون اس کثرت سے بہنا شروع ہوا کہ بند ہونے ہی میں نہ آیا لیکن آپ اسی حالت میں برابر کئی گھنٹہ تک لڑتے رہے اور مقابلہ کرتے رہے جب طاقت نے بالکل جواب دیدیا تو میدان جنگ سے بصرہ کی طرف روانہ ہوئے شدت کمزوری کے باعث ایک جگہ لیٹ گئے اور وہیں اپنی گرانبہا جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ حضرت طلحہؓ کے ہٹتے ہی حضرت زبیر نے بھی گھوڑے کی عنان موڑ دی ایک سوار یہ دیکھ کر جھپٹا اور جھپٹ کر نیزہ مارا جس کی ضرب سے آپ گھوڑے سے گرتے ہی اس نے ان کا سر کاٹ لیا اور اسے لیکر خوش خوش حضرت علیؓ کے پاس آیا حضرت علیؓ بولے تجھے دوزخ کی بشارت ہو۔ عمرو بن جرموز یہ سنکر جل گیا اور بولا علیؓ امت کیلئے تم بھی ایک بلا ہے اگر ہم تمہارا ساتھ نہ دیں تب بھی ہمیں دوزخی بتاتے ہو اور ساتھ دیں تو بھی دوزخ ہی کی بشارت پائیں۔ حضرت علیؓ بولے میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ کسی کا تعاقب نہ کرنا کسی کو جان سے مارنے کی سعی نہ کرنا!

اسلام کے ان دو مایہ ناز فرزندوں کا شہید ہو جانا واقعی ایک ناقابل تلافی نقصان تھا جس کا حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کو بیحد افسوس ہوا لیکن حضرت ام المومنین نے اس وقت عدیم النظیر شجاعت و دلیری کا ثبوت دیا تنہا میدان میں تشریف لے آئیں جم کر کھڑی ہوگئیں اور دلیرانہ تیغ کو لہرانے لگیں لوگ پروانہ وار ان کے قدموں پر نثار ہونے لگے۔ حضرت علیؓ نے بیک نظر سمجھ لیا کہ جب تک میدان میں حضرت عائشہؓ کا ناقہ موجود ہے لڑائی کا فیصلہ نہ ہوگا چنانچہ آپ نے مالک بن اشتر سے کہا کہ کسی حیلہ سے ان کے ناقہ کو قتل کر دے مالک بن اشتر نے بڑھ کر فوراً مہار بردار کو قتل کر دیا لیکن لوگوں کے جوش و جاں نثاری کا یہ عالم تھا کہ ایک کی جگہ فوراً دوسرا آ جاتا اور ام المومنین کو اپنا نام بتا کر کہتا کہ میں ہوں آپ کا فرزند دیکھتے دیکھتے ناقہ کے سامنے بہتر مسلمان کھیت رہے اس کے بعد مالک بن اشتر نے جو ایک تلا ہوا ہاتھ مارا تو ناقہ زمین پر گر گیا حضرت علیؓ کے لشکر سے محمد بن ابوبکرؓ نے دوڑ کر کجاوہ پر سے اپنی بہن کو اٹھا لیا ناقہ کے گرتے ہی لڑائی ختم ہوگئی حضرت علیؓ نے کسی کو مال غنیمت نہ لوٹنے دیا اور فرمایا کہ یہ مقتولین کے ورثاء کا حق ہے۔ حضرت عائشہؓ کے پاس جا کر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہم دونوں کے گناہوں کو معاف کرے حضرت عائشہؓ نے بھی یہی فرمایا بعد کو انہیں ایک فوجی دستہ کی حفاظت میں مدینہ منورہ نہایت اعزاز کے ساتھ روانہ کر دیا۔

اس جنگ میں پچاس ہزار انسانوں نے شرکت کی جس میں سولہ ہزار شہید ہوئے تین ہزار حضرت علیؓ کی طرف کے اور تیرہ ہزار حضرت عائشہؓ کی جانب کے یہ آگ بھی صرف بنو امیہ ہی کی بھڑکائی ہوئی تھی کہ انہوں نے اپنے مفاد کی خاطر حضرت علیؓ کو بدنام کر کے دوستوں اور عزیزوں کو باہم لڑا

دیا اور صلح نہ ہو جائیں تو مشکلات میں۔

جنگ صفین

حضرت معاویہ رضؓ سمجھے ہوئے تھے کہ حضرت عائشہؓ کا لشکر ہی حضرت علیؓ کو تباہ کر کے رکھ دیگا اور پھر ہمارے لئے میدان صاف ہو گا اس جنگ سے یہ مقصد تو حاصل نہ ہوا البتہ بڑے بڑے نامور دلیران اسلام میں سے حضرت معاویہ کا اندیشہ ہو سکتا تھا اس جنگ میں شہید ہو گئے۔ اور حضرت علیؓ رضؓ اطمینان سے ملک و خلافت کا انتظام فرما سکے اب جو معاویہ کو حضرت علیؓ کی غیر متوقع کامیابی کی اطلاعات ملیں تو سخت گھبرا گئے اور ملامت کی تو پھوٹی پڑ گئی انھوں نے پہلے بیعت نہ کی تھی اپنا تو پہلے سے شروع کر دیا تھا اور جوش کی آگ برابر شدت کے ساتھ ہوا دے رہے تھے جنگ کی تیاریوں میں مستعدانہ مصروف تھے جنگ جمل کے نتیجے سے انھیں لوگوں کے حضرت علیؓ کے خلاف بھڑک جانے کا اور جو عقدہ تھا وہ بھی ضائع کئے بغیر یہ سمجھ کر کہ لشکر بھیجا جائے راستے ہی میں جا لو ایک عظیم الشان لشکر لیکر حضرت علیؓ کی طرف بڑھنا شروع کیا شامی لشکر اس اہتمام کے ساتھ بڑھ رہا تھا کہ حضرت عمرو بن العاص رضؓ کے غلام وردان کی زیر قیادت پچیس ہزار پیادے آگے آگے تھے اور ان کے پیچھے حضرت عمرو بن العاص تھے اور سب سے پیچھے خود حضرت معاویہ جوش دلاتے اور خون آلود کرتا دکھاتے چلے آ رہے تھے۔ ادھر حضرت علیؓ نے یہ ترتیب رکھی تھی کہ زیاد بن نضر اور شریح بن ہانی کی زیر قیادت آٹھ ہزار فوج کے ایک دستہ کو سب سے آگے رکھا تھا اور اس کے عقب میں مشہور بہادر اور شمشیر زن مالک بن اشتر تین ہزار سواروں کا لشکر لئے بڑھ رہا تھا یہ لشکر بہت جلد دجلہ و فرات کو عبور کر کے حدود شام میں داخل ہو گیا حضرت علیؓ نے ہدایت کر دی تھی کہ اپنی طرف سے ابتدا نہ کرنا اور جنگ شروع ہو جانے پر سپہ سالاری کی عنان مالک بن اشتر کے سپرد کر دینا پہلے دن تو دونوں لشکر خاموش آمنے سامنے پڑے رہے شام کو شامیوں نے حملہ کر دیا تھا لیکن جنگ تھوڑی دیر ہو کر بند ہو گئی۔

حضرت علیؓ کی شجاعت و بہادری کی دھاک سارے عرب پر بیٹھی ہوئی تھی پہلے تو شامی آندھی کی طرح بڑھ رہے تھے مگر جب انہوں نے یہ جانا کہ شجاعت و جلادت کا پیکر حریف لشکر بجوش و خروش میں گھسا چلا آ رہا ہے تو ان کے بڑھتے ہوئے قدم یکایک رک گئے اور لشکر کی سپہ سالاری ایک مشہور بہادر اور ماہر فنون جنگ ابوالاعور سلمی کو عطا کر دی گئی اور دوسرے روز حضرت علیؓ بھی میدان جنگ میں پہنچ گئے شامیوں نے فرات پر پہلے ہی قبضہ کر لیا تھا۔ حضرت علیؓ نے کہلا بھیجا کہ ہم دونوں مسلمان ہیں پانی دونوں لشکروں کے لئے کھلا رہنا چاہیئے ورنہ اس کے لئے لڑائی ہوئی تو اس میں کسی کا فائدہ نہ ہو گا نیز تمہیں ہمارے عذرات سنے بغیر ہرگز لڑائی کا اقدام نہ کرنا چاہیئے تھا اب بھی نتیجہ سوچ لو اور مسلمانوں کی خونریزی کی معصیت اپنے سر لو۔ اس پیغام پر مشورہ ہوا تو عبداللہ بن سعد مرتد گورنر مصر اور ولید بن عقبہ بولے ہمیں پانی پر سے قبضہ ہرگز نہ اٹھانا چاہیئے اور اس لشکر کو پیاسا ہی رہنا چاہیئے مگر حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا کہ یہ محض لغو ہے پانی دونوں فریقوں کے لئے آزاد رہنا چاہیئے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

دو دن تک دونوں لشکر آمنے سامنے خاموش پڑے رہے اور حضرت علیؓ روز سفیروں کے ذریعہ حضرت معاویہ کو لڑائی سے باز رہنے کی نصیحت فرماتے رہے تیسرے روز علی الصباح کہ تاریخ پہلی ذی الحجہ ۳۶ھ تھی حضرت علیؓ نے بشیر بن عمرو، سعید بن قیس اور شبث بن ربعی پر مشتمل ایک وفد حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا ملاقات پر بشیر نے کہا کہ "مناسب یہ ہے کہ آپ جنگ سے باز آئیں اور مسلمانوں کا خون نہ بہنے دیں" معاویہ بولے حضرت یہ نصیحت پہلے علی رضؓ کو جا کر کیجئے۔ بشیر نے کہا کہ حضرت علیؓ رسول اللہؐ کے بھائی داماد اور سابق الایمان ہونے کی وجہ سے خلافت کے آپ سے زیادہ مستحق ہیں آپ انھیں کے ہاتھ پر بیعت کر لیں معاویہ بولے یہ تو ممکن ہی نہیں کہ میں عثمان کے خون کا قصاص نہ لوں اس پر شبث بن ربعی بول اٹھے اور کہنے لگے ہمیں آپ کے اس مطالبہ و داعیہ کی اصلیت کا بخوبی علم ہے اگر چاہتے تو کیا حضرت عثمان کی امداد میں کمک نہ بھیج سکتے تھے تم نے اسی لئے امداد میں عمداً تاخیر کی کہ وہ شہید ہو جائیں اور تمہیں ان کے خون کا مطالبہ کر کے خلافت و امارت حاصل کرنے کا موقع مل جائے میں پھر کہتا ہوں کہ بہتری اسی میں ہے کہ تم حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لو اور اس جنگ سے باز آؤ۔

اس پر سخت و تیز گفتگو شروع ہو گئی اور یہ سفارت بھی ناکام واپس آئی۔

سیاسی مشکلات

اس گفتگو سے شامیوں کا جوش کم ہو گیا ایک ماہ تک روزانہ یونہی معمولی جھڑپیں ہوتی رہیں محرم کا چاند طلوع ہوتے ہی لڑائی کا سلسلہ بالکل بند ہو گیا اور اس دوران میں برابر مصالحت کی گفتگو میں ہوتی رہیں حضرت علی رضؓ کے ایک سفیر نے حضرت معاویہ کے سامنے بڑی زبردست تقریر کی اور واضح کیا کہ دنیائے اسلام پر ان کا کتنا اثر ہے مسلمان انھیں کس عقیدت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور وہ کس شان و حیثیت کے بزرگ ہیں حضرت معاویہ کو اس پر فوراً غصہ آ گیا اور کہنے لگے تو مجھے ڈرانے اور حضرت علیؓ کے اثر سے خوف دلانے آیا ہے وہ تو خلیفہ ہیں پھر بھی میری برابر لشکر میدان میں لا سکے ہیں دلیری میں کسی سے کم ہوں اسی حرب کا فرزند ہوں جو افواج قریش کا سپہ سالار تھا میں کسی سے ڈر سکتا ہوں میرے پاس آل زیادہ ہے دولت ہے اقتدار ہے میں تو عثمان کا انتقام ان سے لیکر رہوں گا۔ علیؓ کو عثمان کی شہادت میں شرکت سے انکار ہے تو بتا کہ انہوں نے قاتلوں کو کیوں پناہ دے رکھی ہے وہ ان کے لشکر میں کیوں شریک ہیں جا اور کہدے کہ اگر صلح و امن کے آرزو مند ہو تو قاتلان عثمان کو ہمارے حوالہ کر دو تاکہ ہم انھیں قتل کر کے قصاص کی شرط کو پورا کر لیں۔

سفیر نے کہا مصیبت تو یہ ہے کہ آپ نے قاتلوں کے تعین میں تحقیق کو بالکل دخل نہیں دیا انتہا یہ ہے کہ آپ حضرت عمار بن یاسرؓ جیسے بزرگ صحابی کو بھی قاتلوں میں شمار کرتے ہیں جو محض آپ کا ایک تصور ہے آپ بلا تحقیق قتل و خونریزی پر تلے ہوئے ہیں ایسی حالت میں لوگوں کو آپ کے سپرد کر دینا گویا ان کا قتل اپنے سر لینا ہے۔ معاویہ بولے عثمانؓ کے مقابلہ میں عمار بن یاسر کی ہستی ہی کیا ہے ہم سب سے انتقام لیں گے اور اس میں کسی کی حیثیت و رتبہ کا خیال نہ کریں گے چنانچہ سفارت بالکل ناکام واپس آئی۔

یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ حضرت علی کی فوج میں ضرور قاتلان عثمان شریک تھے لیکن حضرت علی مجبور تھے آپ نے پہلے مدینہ میں ان لوگوں کو دارالخلافہ چھوڑنے کا حکم دیا اس کے بعد ان کی تمام شرارتوں اور معاندتوں کے باوجود جنگ جمل میں انھیں علیحدہ کر دیا یہ لوگ بار بار معافی مانگ کر شامل ہو گئے تھے کہ ان کے لئے اور

جائے پناہ نہ تھی حضرت علیؓ طلحہ ان سے بیٹھے توقیق کے بعد پھر کرنے جنگ جمل سے فارغ ہو لئے ہی شامی لشکر کے بڑھنے کی خبر ملی ایسی صورت میں کہ حرب کی بیعت رکھتا تھا ایسے بہادروں کو لشکر سے علیحدہ کر دینا اور وہ بھی ۵۰۰ بہادروں کو علیحدہ کر دینا خود کو ہلاکت میں ڈال دینے کے مترادف تھا پھر حضرت معاویہ سے یہ کیا توقع تھی کہ وہ انھیں دے دینے اور حوالہ کر دینے کے بعد فوراً بیعت کر لیں گے علاوہ ازیں محاصرہ کرنے والوں اور قاتلین میں شرعاً فرق کیا جانا چاہیے پانچسو کے پانچسو کو حوالہ کر دیا جائے تو وہ سب ہی کو بلا تکلف قتل کر دیتے ان کا خون اس صورت میں حضرت علیؓ ہی کے سر رہتا پھر وہ محض اپنے تصور کا کرشمہ کاری ہے حضرت عمار بن یاسر جیسے صحابی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فرزند محمد اور مالک بن اشتر جیسے عظیم المنزلت بہادروں کو بھی قاتلوں میں سمجھتے تھے حالانکہ موخر الذکر دونوں حضرات محاصرہ میں شریک تھے اور انھیں قتل کی سزا کسی صورت میں بھی نہ دی جا سکتی تھی اسے بھی جانے دیجئے قصاص کا کام تھا خلیفہ وقت کا فرض تھا حضرت علیؓ کا۔

حضرت معاویہؓ پھر محض ایک گورنر اور ملازم کی حیثیت رکھتے تھے وہ اس پر صرف اپنے احتجاج بلند کر سکتے تھے درخواست کر سکتے تھے انھیں خود کوئی کارروائی کرنے کا ہرگز حق نہ تھا یہی وجہ تھی کہ حضرت علیؓ انھیں حضرت معاویہ کے حوالے نہ کرتے تھے اور نہ کرنا چاہتے تھے۔ پھر چند لمحوں ہی میں اس مطالبہ کی بھی قلعی کھل گئی

سفرائے معاویہؓ اور سوال خلافت

سفارت کے واپس ہوتے ہی معاویہؓ کی طرف سے تین سفیروں نے آکر کہا کہ ... جیسا حضرت عمرؓ کے زمانہ کی طرح تمام مسلمانوں کو باہم مشورہ کر لینے کی اجازت دیجئے اس کے بعد وہ آپ کو یا معاویہ کو جسے خلیفہ منتخب کریں وہی خلیفہ رہے اس پر حضرت علیؓ کو قدرتاً غصہ آگیا اور فرمایا کہ اس وقت خلافت کا کوئی مسئلہ نہیں چھڑا ہوا ہے وہ تو پہلے ہی طے ہو چکا ہے معاویہ میں کونسی وہ خوبیاں ہیں جس پر وہ خلافت جیسے بلند مرتبہ کی آرزو میں اپنے قلب میں پرورش کر رہے ہیں رسول کریم ان ہی لوگوں کی عزت سب سے زیادہ کرتے تھے جو قبل ہجرت اسلام لائے تھے ان سابق الاسلام مسلمانوں کی حرمت کا شاہد قرآن کریم ہے یہی وہ ہستیاں تھیں جنھوں نے اسلام کے لئے انتہائی مصائب برداشت کئے اور جان و مال سے رسول کریم کی امداد کی انہی کی شان میں رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذلک لمن خشی ربہ پھر میرے ہاتھ پر تمام مہاجرین انصار اصحاب بدر اور مسلمانوں نے بیعت کی ہے۔

ان فضائل میں سے وہ کونسی فضیلت ہے جو معاویہ کو حاصل ہو وہ تو ان مسلمانوں میں ہیں جو استیلائے اسلام سے اسلام لائے اس باپ کے بیٹے ہیں جو مسلسل بیس سال تک رسول کریم کو تکلیف و اذیت دیتا رہا اس ماں کے فرزند ہیں جو اسلام میں [illegible] کھانے والی مشہور ہے کیا ان روایات کا حامل شخص مسلمانوں کی امارت کا دعویٰ کر سکتا ہے حضرت عثمان ایک جامع الصفات اور سابق الایمان بزرگ تھے معاویہ میں کوئی بھی فضیلت نہیں میں پھر کہتا ہوں کہ اس خیال سے باز آؤ اور مسلمانوں کا خون نہ بہاؤ یہ سنکر معاویہ کے سفرا برہم ہو کر لوٹ گئے اور اسی وقت آپ نے یہ آیت پڑھی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین یعنی تم بہروں کو پیغام حق سنا نہیں سکتے جبکہ وہ منہ پھیر کر چلے جاتے ہیں اس کے فوراً بعد آپ نے تیاری جنگ کا حکم دیدیا اور دوسرے ہی روز لڑائی شروع ہو گئی

حضرت علیؓ نے اپنی فوج کے سامنے ایک جوش انگیز تقریر کی اور جنگ کا آغاز فرمایا دن بھر خوب زور و شور سے جنگ ہوتی رہی دوسرے روز عمرو بن العاص نے حکم صادر کیا کہ کل سامان اور حضرت علیؓ کے زیر قیادت [illegible] پسپا [illegible] اس طرح اگر وہ بھاگ نکلا تو گویا حریف کا پورا لشکر بھاگ نکلے گا۔

تیر نشانہ پر پڑا یہی ہوا اور حضرت علیؓ کی فوج بھاگ نکلی۔

حضرت شیر خدا کی فقید المثال جرأت و جلادت

حضرت علیؓ نے بھاگنے والوں کو بہت پکارا بہت آوازیں دیں لیکن کسی نے کوئی پرواہ نہ کی آخر آپ نے قلب اور بائیں بازو کو بڑھنے کا حکم دیا کہ وہ خود آگے بڑھکر دائیں بازو کو سنبھال لیں لیکن یہ بدبخت اپنی جگہ ساکت و صامت کھڑے رہے اور کسی نے بھی آپ کے حکم کی پروا نہ کی اور نہ اپنی جگہ سے ہلے حضرت علیؓ کو یہ اعراض دیکھکر بہت غصہ آیا تلوار سونت لی گھوڑے سے کود پڑے اور یہ فرمایا کہ بدبختو نہ مانو کہنا مجھے بھی تمہاری ضرورت نہیں میں تنہا ہی لڑنے کے لئے کافی ہوں حریف لشکر پر ٹوٹ پڑے یہ جوش یہ جرأت یہ جلادت اور یہ آن بان دیکھکر لشکر والوں کو بھی جوش آیا سب سے پہلے تو حضرات حسنین اور ان کے بھائی محمد بن حنیفہ گھوڑوں سے کود کر میدان میں آگئے اور اس کے بعد تمام سوار یکبارگی ادھر ہی ٹوٹ پڑے سامنے شامی فوجوں کے پہاڑ کے پہاڑ جمے کھڑے تھے اور ادھر تنہا حضرت علیؓ اور تینوں فرزند بھرے ہوئے شیر کی طرح صفوں کی صفیں الٹتے چلے جا رہے تھے آن کی آن میں کشتوں کے پشتے لگا دئے جس پر ہاتھ پڑ گیا پھر اس نے سانس نہ لیا چاروں طرف سے محصور ہو چکے تھے مگر ذرہ برابر پرواہ نہ تھی حضرت امام حسنؓ نے خطرہ سے آگاہ بھی کیا تو فرمایا تیرا باپ موت کی صورت دیکھ چکا ہے اسے موت کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں۔

حضرت علی اس کمال اس جرأت و جلادت اور اس جگری و سرفروشی کیساتھ لڑ رہے تھے کہ حریف کے منہ سے بھی آفرین نکل گئی اور اپنی فوج میں بھی بلا کا جوش پیدا ہو گیا۔ مالک بن اشتر خود بہادر تھے حضرت علیؓ کو اس شان و شکوہ سے لڑتے دیکھا تو اپنی ذرہ بھی اتار کر پھینک دی اور شامی فوج کے قلب میں گھسے چلے گئے عمرو بن العاص کی تدبیر نے میدان جنگ کا نقشہ بدل دیا تھا لیکن حضرت علیؓ کی جرأت و جلادت نے آن کی آن میں ہوا کا رخ پلٹ دیا بھاگنے والے بھی سب سب آکر حضرت علی کے پہلو میں جمع ہو گئے اور سب نے مل کر شامیوں کو کاٹنا چھیلنا اور چیرنا شروع کر دیا اس وقت اس شیر کو جوش شجاعت میں یہ بھی ہوش نہ تھا کہ کون آیا اور کون گیا تنہا لڑ رہا ہوں یا کوئی پہلو میں بھی ہے دیکھتے دیکھتے کایا پلٹ گئی اور شامی لشکر نے بے تحاشا بھاگنا شروع کر دیا ادھر مالک بن اشتر نے بھاگنے والوں کو کچھ اس ترکیب سے لیا کہ وہ سب کے سب معاویہ پر جا کر گرنے لگے اور وہ گھبرا گئے اور گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگنے لگے بھاگتے بھاگتے [illegible] مالک بن اشتر کی خبر لو اس نے میری فوج کو تباہ کر رکھا ہے اور [illegible] رہی ہے لیکن جو بڑا ہے وہ بھی اس بہادر کے ہاتھ سے [illegible] صحابی حضرت عمار بن یاسر بھی نہایت بہادری کے ساتھ لڑ گئے اور [illegible] پانی جو مانگا کسی نے دودھ کا ایک پیالہ پیش کر دیا پی گئے اور کہنے [illegible] وقت آگیا۔ رسول اللہ نے مجھے فرمایا ہی تھا کہ عمار تجھے باغی شہید کر [illegible] آخری غذا دودھ ہوگی لوگوں نے کہا بھی کہ مخالف فوج تو بھاگ نکلی آپ کیا فرماتے

پس اس کے تھوڑا ہی بعد حضرت عمار رضہ نے عمرو بن العاص کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم نے تو دنیا آنی چاہیے تھی بجائے تو خدا کا خوف کرنا چاہیے کیونکہ دین کو دنیا کے عوض فروخت کر دیا ہے انہوں نے اشارہ کر دیا اس نصیحت کا جواب ان کی شہادت تھی انہوں نے فوراً ہی ان کو شہید کر دیا جادو وہی ہوتا ہے جو سر پر چڑھ کر بولے اس وقت شامی فوج کے ایک صحابی بول اٹھے کہ مجھے تو بڑی فکر پیدا ہو گئی ہے کیونکہ مجھے رسول اللہ کی یہ حدیث یاد ہے کہ عمار باغیوں کے ہاتھ سے شہید ہوں گے۔ شہید ہوئے ہیں ہمارے ہی ہاتھوں سے۔ معاویہ رضہ نے فوراً کہا تو اس کی ذمہ داری ہم پر عائد نہیں ہوتی نہ علی انہیں ہم پر چڑھا کر لاتے نہ یہ شہید ہوتے وہ صحابی کہنے لگے معاویہ یہ توجیہ تو بالکل مہمل ہے اگر اسے صحیح مانا جائے تو بدر و احد کے شہداء کے متعلق کیا کہا جائیگا جنھیں رسول کریم ساتھ لیکر آئے تھے اور وہ ساتھ آنے ہی کی وجہ سے شہید ہوئے اس کا معاویہ کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

علوی لشکر کی غدارانہ روش

حضرت علی بھی حضرت عمار رضہ کی شہادت کی خبر سنکر بہت غمگین ہوئے اور بڑے جوش سے معاویہ کو آواز دی کہ کیوں خلق کے دریا بہا رہا ہے آ میرے سامنے آ ہم تم دونوں ملکر باہم فیصلہ کر لیں۔ عمرو بن العاص نے اس وقت ایک لطیفہ چھوڑا اور بولے بیچارے کا مطلب ہے علی کے بالمقابل خلافت کی آرزو رکھتے ہو خود کو اس کا اہل سمجھتے ہو جائیے بہادری دکھایئے اور ثابت کیجئے کہ آپ خلافت کے اہل ہیں معاویہ نے ماشاء اللہ کہا میں ہرگز سامنے نہ جاؤں گا کوئی شخص بھی ان کے سامنے جا کر زندہ آیا ہے جسے جان دینا ہو وہ سامنے جائے۔

اگلے روز دوپہر سے پہلے حریف سے میدان خالی ہونے لگا معاویہ تو پہلے ہی بھاگ نکلے تھے فوج کے مختلف سردار میدان کو سنبھالے رہے لیکن اس کے بعد وہ بھی بھاگ اٹھے اس وقت معاویہ رضہ نے نہایت مایوسی کے عالم میں حضرت عمرو بن العاص سے کہا کہ بھائی ہماری تو ہستی اسی میدان میں برباد ہوا چاہتی ہے اب کیا کیا جائے بولے گھبرایئے نہیں میں ابھی اس شکست کو فتح کی صورت میں منتقل کئے دیتا ہوں چنانچہ عمرو بن العاص کے کہنے سے عین اس وقت کہ شامی لشکر میں ابتری اور بھاگڑ پڑی ہوئی تھی قرآن شریف نیزوں پر باندھ کر بلند کر دیئے گئے علوی فوج نے قرآن شریف کو دیکھتے ہی ہاتھ روک لیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضہ نے اسی وقت کہا کہ لڑائی تو ختم ہوئی اب مکر شروع ہوا۔ حضرت علی رضہ نے کہا کہ یہ فریب تلوار کے خوف سے کیا جا رہا ہے اب چند ہی لمحوں میں ہم سب کا خاتمہ کئے دیتے ہیں لیکن علوی لشکر والے پھر غداری پر تیار ہو گئے اور دوسری مرتبہ پھر حکم ماننے سے انکار کر دیا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم کلام اللہ کی بے ادبی کرنے والوں پر تلوار چلائیں۔ اگر آپ باز نہ آئے تو ہم آپ کا خون بھی حلال سمجھنے لگیں گے۔ مالک بن اشتر بولے کہ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو واپسی کا حکم دیا جا رہا ہے اس لئے بھی سمجھایا کہ بیوقوفو! تم فریب میں آ گئے اب تمہیں وطن دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔

عمرو بن العاص نے تاڑ لیا تھا کہ نظام خلافت مستحکم نہ ہونے کے باعث لشکر اور پر حضرت علی رضہ کا کوئی رعب قائم نہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے سلطنت میں ابتری ہے کوئی باضابطہ فوج نہیں زیادہ تر ادھر ادھر کے لوگ ہیں جو محض ان کے تقدس کی وجہ سے ساتھ ہو لئے ہیں اس لئے انھیں بگاڑ دینا کوئی بڑی بات نہیں اسی لئے انہوں نے یہ کارروائی کی تھی پہلے حضرت علی رضہ کے زیر قیادت دشمن پر کئی اسی لئے حملہ کر دیا تھا کہ یہ لوگ جوش سے اور دل سے نہیں لڑ رہے ہیں اور اب بھی کلام الٰہی اسی لئے بلند کرایا تھا ان لوگوں میں اتنی غدارانہ روح جلوہ گر تھی کہ یہ حضرت علی تک پر حملہ کرنے کے لئے تیار تھے اور مالک بن اشتر کے سمجھانے پر اس کی طرف بھی دوڑ پڑے اگر حضرت علی رضہ درمیان میں نہ آ جاتے تو انہوں نے اس مشہور پہلوان کا بھی اسی وقت خاتمہ کر دیا ہوتا یہی وجہ ہے کہ کوفیوں کی بیوفائی اسلامی دنیا میں مشہور ہے نہ انھوں نے حضرت علی رضہ کے ساتھ وفا کی اور نہ حضرت امام حسین کے ساتھ یہ لوگ جوش تو بہت دکھاتے تھے مگر بہت جلد ٹھنڈے پڑ جاتے تھے پھر بھی اگر حکومت منظم ہوتی تو یہ اس قسم کی حرکت نہ کر سکتے تھے جب فوج میں اطاعت ہی کا عنصر باقی نہ رہے تو کوئی کیا سپاہ بہادر سے بہادر جنرل بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

وہ تو حضرت علی کی یگانہ روزگار فراست و ہوشمندی تھی کہ انھوں نے ان سے اتنا کام بھی لیا ورنہ ان سے یہ توقع بھی نہ تھی۔

نافرمان فوج کی نافرمانی کے نتائج

بہرکیف جنگ بند ہو گئی بھاگے ہوئے شامی پھر اکٹھے ہوئے شامیوں نے کہا ہم تو اپنی طرف سے عمرو بن العاص کو ثالث مقرر کرتے ہیں تمہارا جسے جی چاہے اپنا ثالث مقرر کر لو حضرت علی رضہ نے حضرت عبداللہ بن عباس کا نام پیش کیا کہنے لگے ان میں اور علی میں محض نام کا فرق ہے مالک بن اشتر کا نام پیش کیا بولے واہ یہ تو حضرت عثمان رضہ کے قاتل ہی ہیں لیکن جب ابو موسیٰ اشعری کا نام لوگوں کی طرف سے پیش ہوا تو فوراً منظور کر لیا کہ یہ کوفہ کے گورنر رہ چکے تھے اور حضرت علی رضہ کے خلاف نہ صرف لوگوں کو بھڑکاتے رہے تھے بلکہ انہوں نے حضرت علی کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا اسی لئے حضرت علی رضہ نے نہ ان کا نام پیش کیا تھا اور نہ اس انتخاب کو پسند کیا لیکن لوگوں کا رجحان جو دیکھا تو خاموش ہو گئے۔ صلحنامہ میں لکھا کہ دونوں ثالث آٹھ ماہ تک غور و خوض کے بعد جو طے کر دیں گے وہ دونوں فریقوں کو منظور ہوگا اس وقت اقرار اور دستخط ہو گئے

واضح رہے کہ اس جنگ میں امیر معاویہ اسی ہزار کا لشکر جرار لیکر آئے تھے جنھیں حضرت علی رضہ نے صرف پچاس ہزار نافرمان اور غیر منظم جمعیت سے شکست دی تھی کل چالیس ہزار مسلمان ہلاک ہوئے جنھیں دو تہائی سے بھی زیادہ مقتولین کی تعداد تھی وہ تو لشکر والے ہی قابو میں نہ تھے ورنہ حضرت علی رضہ تو وہ تھے کہ اسی جمعیت سے شامیوں کو پیس کر رکھ دیتے اور دنیائے اسلام میں اپنی دھاک بٹھا دیتے کیا یہ کچھ کم قیامت کا منظر تھا کہ حضرت علی رضہ نے اس بے سروسامانی ابتری اور نازک حالات کے عالم میں کہ مدینہ میں کوفہ میں بصرہ میں مکہ میں اور صفین میں ہر جگہ لوگوں نے آپ کا کہنا ماننے سے انکار کیا ہر جگہ غداری کی گئی ہر موقعہ پر بھاگنے کی نہ سنی گئی پھر بھی وہ اتنی ہولناک اور صبر آزما جنگیں محض اپنی شجاعت و تہور سے فتح کر کے رکھ دیں یہ کوئی ذکر ہلکا اور کر سکتا ہے متفق، منظم جماعت تھوڑی بھی بہت ہوتی ہے لیکن منتشر متفرق و نافرمان جماعت بڑی بھی ہو تو نہ وہ کچھ کر سکتی ہے اور نہ اسے کوئی لائق سے لائق جرنیل لڑا سکتا ہے اور نہ لڑا سکتا ہے مگر حضرت علی رضہ نے انہی نافرمانوں اور بیوفاؤں سے یہ عظیم الشان میدان جیتے۔

مرتب مقررہ کے اختتام پر دومۃ

کھلا ہوا اموی دجل و فریب

الجندل میں دونوں ثالث اپنے اپنے چار چار سو رفقا کے ساتھ جمع ہوئے ابو موسیٰ اشعری، مانتے تو تھے کہ حضرت علیؓ کے نمائندے تھے مگر حضرت علیؓ کے خلاف تھے مگر نہ معاویہ کو بھی خلافت کا مستحق نہ سمجھتے تھے۔ عمرو بن العاص یکتائے روزگار مدبر تھے اور ان کا تدبر بہت سی پریشانیوں کا باعث بن چکا تھا وہ ابو موسیٰ کے خیالات سے بخوبی واقف تھے اسلئے پہلے تنہائی میں دونوں نے مشورہ کیا عمرو بن العاص نے کہا میرے نزدیک دونوں کو معزول کر کے دوبارہ خلیفہ منتخب ہو جانا چاہئے ابو موسیٰ اشعری خود یہی چاہتے تھے فوراً راضی ہو گئے اس کے بعد عام جلسہ ہوا تو عمرو بن العاص سے کہا گیا کہ فیصلہ دیجئے بولے لاحول ولا قوۃ میری کیا مجال ہے کہ میں ابو موسیٰ اشعری جیسے بزرگ اور فاضل شخص سے پہلے زبان کھولنے کی جرأت کروں یہ سارا بھی اسی نے کیا تھا کہ کہیں ابو موسیٰ رائے نہ بدل لیں اس وقت بھی حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بہ آہستگی ان سے کہا دیکھو فریب میں نہ آجانا ان سے پہلے تقریر نہ کرنا۔

ابو موسیٰ بولے نہیں ہم دونوں بہ اتفاق رائے ایک رائے قائم کر چکے ہیں چنانچہ کھڑے ہو کر کہہ دیا کہ میں دونوں کو معزول کرتا ہوں مسلمان کسی تیسرے شخص کو خلیفہ منتخب کر لیں اس کے بعد عمرو بن العاص منبر پر آئے اور فرمایا کہ میں نے بھی علیؓ کو معزول کیا اور ان کی جگہ معاویہ کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں کہ حقیقی مستحق خلافت وہی ہیں ابو موسیٰ کے تن بدن میں آگ لگ گئی جھلا گئے مکار تو نے مجھ سے کیا شرط کیا تھا کیسے پلٹ گیا اب اس کے خلاف بکنے لگا۔ عمرو بن العاص: بس اپنا کام کر گئے تھے جواب دینے کی کوئی ضرورت نہ تھی خاموش رخصت ہو گئے گو یہ فیصلہ کچھ بھی نہ ہوا ان کی بلا سے ان کے کہنے کو تو ہو گیا کہ حضرت علیؓ کو تو خود ان کا ثالث ہی معزول کر چکا ہے اور ان کی معزولی پر تو دونوں متفق ہیں رہے معاویہ کوئی زمانے تو پھر انتخاب کرے مگر علیؓ تو گئے پھر کون انتخاب کرتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا عمرو بن العاص نے عاصی شکست کو فتح میں بدل دیا اگر اس وقت عمرو بن العاص بھی خاموش رہتے تو حضرت علیؓ یقیناً پورا شام فتح کر کے رکھ دیتے اور معاویہ قتل سے بچ بھی جاتے تو اس بغاوت کی سزا تو ضرور ہی پاتے۔

ہم ضرور نیک امویوں کی قدر کرتے ہیں حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص بھی ہمارے دل میں بڑی عزت ہے کہ انہوں نے اسلام کی بڑی بڑی خدمات بھی انجام دی ہیں۔ لیکن کوئی ہمیں بتا دے کہ امیر معاویہ کے حضرت علیؓ پر قتل کا الزام لگانے ہر جمعہ کو مسجد میں خون آلود کرتہ دکھانے بلا وجہ حضرت علیؓ کی بیعت نہ کر لینے پھر مقابلے پر صفین میں آ جمنے خلافت کا دعویٰ کر لینے اور یزید کی بیعت لینے کو کیا کہا جائے گا اور حضرت عمرو بن العاص کے انتخاب عثمانی کے موقعہ پر حضرت علیؓ کو مخلصانہ مشورہ دینے، صفین میں غرضانہ قرآن بلند کرنے ابو موسیٰ اشعری کو دھوکہ دینے حضرت علیؓ کی معزولی کا فیصلہ صادر کرنے اور پھر ان کے مقابلے پر آنے کو آپ ہی غور کر کے بتائیں کہ آپ کیا کہیں گے ہم کچھ نہیں کہتے آپ تو ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ حضرت علیؓ کے سفراء نے معاویہ کے منہ پر کیا کھلا کھلا کہہ دیا کہ شہادت عثمان خود آپ کی آرزو تھی۔

حضرت عمار بن یاسرؓ نے عمرو بن العاص کو کس طرح مخاطب کیا حضرت عبداللہ بن عباس نے کیا کہا حضرت علیؓ نے کیا کہا اور آخر میں خود ابو موسیٰ اشعری نے انہیں کس نام سے مخاطب کیا ان سے تو پھر احسان بھی ہیں اور انہوں نے قابل قدر ملی و اسلامی خدمات انجام بھی دی ہیں لیکن مروان عبداللہ بن سعد بن سرح خالد بن عبداللہ سعید بن العاص یا کچھ دوسرے جتنے حقیقت یہ ہے کہ بنو ہاشم کے مقابلے میں اقتدار حاصل کرنے کے لئے انہوں نے اور سب کچھ کیا جو ایک دنیا دار کر سکتا ہو حضرت عثمان انہی کی غرض پرستیوں کی نذر ہوئے "جمل" و "صفین" میں (۲۰۰) صحابی اور تابعین انہی کی وجہ سے شہید ہوئے، حضرت زبیر و طلحہ کی بیش بہا جانیں انہی کے پروپیگنڈے کی بدولت ضائع ہوئیں حضرت ام المومنین عائشہؓ کو انہی کی وجہ پردے سے باہر آنا پڑا۔ حضرت علیؓ انہی کے باعث زندگی بھر پریشان رہے حضرت امام حسن انہی کے ایما سے بذریعہ زہر شہید ہوئے کربلا کا ہولناک حادثہ بھی انہی کا زیر بار منت ہے۔ بیت اللہ شریف میں انہی کے لوگوں نے آگ لگائی۔

غرض صحابہ کرام کے مقدس انبوہ میں انہی کی ریشہ دوانیوں سے تلوار چلی اور ہزاروں مسلمان خاک و خون میں لوٹے ہم کچھ نہیں کہتے وہ حدیث نبوی ہی پڑھ لیجئے جس کے راوی حضرت عمار بن یاسر ہیں رسول کریم تو حب اہلبیت کو جزو ایمان بتاتے رہے ہیں لیکن انھیں نے اہل بیت اطہار کی پامالی اور خونریزی میں کبھی کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ابو سفیان کے وقت سے لیکر آخری اموی دمشقی خلیفہ کے وقت تک آل رسول پر برابر ظلم کرتے رہے ہم جہاں ان کی خدمات کو کھلے دل سے سراہتے اور حضرت عثمان اور حضرت عمر بن العزیز کو بھلا اور مقبول بندگ سمجھتے ہیں وہاں غلط کاروں کو غلط کار بتلانے میں ہم بھی کوئی ہرج نہیں سمجھتے۔

اور سنئے امیر معاویہ دمشق

امیر معاویہ کی سیاسی کارفرمائیاں

پہنچکر بھی چین سے نہ بیٹھے اور حضرت علیؓ کی سرکوبی میں برابر سرگرم رہے وہی امیر معاویہ جو حضرت علیؓ سے حضرت عثمانؓ کا انتقام لینے کے لئے اسی ہزار کا جرار لشکر لیکر میدان میں آئے تھے اور جو ہر جمعہ کو حضرت عثمانؓ کا خون آلود کرتہ لوگوں کو دکھا دکھا کر جوش دلایا اور رلایا کرتے تھے۔ جب اپنا مطلب پورا ہوا تو اس کنانہ کے باپ معاویہ بن خدیج کی امداد کے لئے جس نے حضرت عثمانؓ کی کان کی جڑ میں چھری ماری تھی عمرو بن العاص کو مصر بھیجا۔ معاویہ بن خدیج نے محمد بن ابوبکر گورنر مصر کے خلاف بغاوت برپا کر رکھی تھی ان دونوں نے مل کر محمد بن ابوبکر کو نہایت بیدردی کے ساتھ قتل کیا اور عمرو بن العاص معاویہ کی طرف سے گورنر مقرر ہو گئے مالک بن اشتر بھی محمد بن ابوبکر کی امداد کے لئے جا رہے تھے کہ معاویہ نے اپنے ایک دوست دہقانی کو خفیہ طور پر پیغام بھیجا اور انہیں زہر دلا کر شہید کرا دیا۔

خوب سمجھ لیجئے کہ یہ سب کچھ محض دنیوی اقتدار کے لئے کیا جا رہا تھا انتقام عثمانؓ کی پکار تو محض ایک بہانہ تھی۔ غرض جب عمرو بن العاص اپنا فیصلہ دے کر چلے گئے تو کوفہ کے کچھ لوگ کہنے لگے۔ معاویہؓ سے پھر مقابلہ کیجئے انہوں نے بڑی دغا کی حضرت علیؓ نے کہا میں نے تو پہلے ہی تمہیں متنبہ کر دیا تھا اب کہ میں عہد کر چکا ہوں ہرگز دغا پسند نہیں کرتا چنانچہ کئی ہزار آدمی خفیہ طور پر نکل کر نہروان چلے گئے اور انہوں نے دونوں کو کافر اور ان کے خون کو حلال کہنا شروع کر دیا آپ نے فوراً نہروان پہنچکر ان پر حملہ کر دیا جس نے توبہ کی اسے تو چھوڑ دیا باقی سب کو فنا کر دیا کوفہ والے بھی عجیب چیز تھے وفا و خلوص سے انھیں کوئی سروکار نہ تھا یہ تو عین وقت پر لڑائی سے انکار کر دیتے تھے حقیقت یہ ہے کہ یہ تو تلوار کے دوست تھے اور حضرت

...مسلمان تھے جتنے راسخ العمل ہی تھے وہ بھی سختی کرتے تھے قرآن کا نزول
ہو چکا حضرت علی رض کے عہد میں مسلمان چار فرقوں میں منقسم ہو گئے ایک تو
حضرت علی کا دشمن دوسرا ان کا دوست تیسرے کو دونوں سے عداوت اور چوتھے
کو کسی فرقہ سے بھی کوئی تعلق نہ تھا نہ کسی کو برا کہتا تھا نہ اچھا کتاب وسنت کا پابند
جماعت تھی یہ صوفیاء و اولیاء کی جماعت تھی گروہ سے جدا ہو گئے چونکہ دنیا پرستی
بہت بڑھ گئی تھی اسی لئے انہوں نے عملاً اور صوفیانہ دنیا سے بیزاری کا مظاہرہ
کیا مسلمانوں کو عرفان اور خدا شناسی کے درس دینے شروع کر دیئے اور یکسوئی
حاصل کرنے کے لئے حجرے اور خانقاہیں بھی بنالیں اسلام میں دین و دنیا کی کوئی
تفریق نہ تھی مگر اب ضرورت تھی کہ دنیا پرستی کے رجحان کو روکا جائے حضرت امام
حسن بصری نے حضرت علی سے فیض حاصل کر کے اپنا سجادہ قائم کیا اور خلافت ہی کے
طریقہ پر بیعت شروع کر دی اسی کی یادگار پیری مریدی ہے فرق صرف یہ ہو گیا
اس وقت کے مرشد باکمال اور بے ریا ہوتے تھے نگاہ ڈالتے ہی من کے قلب
کی حالت بدل دیتے تھے اور وہ اپنی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھتا تھا جسے دیکھنے کے بعد
کسی چیز کے دیکھنے کی آرزو نہ رہتی تھی اور ہر بنا ہوا سے ... کی ترنم خیز
آوازیں پیدا ہو جاتی تھیں آج محض نقل رہ گئی ہے اصل غائب ہو چکی۔

بہرحال حضرت علی کا سارا عہد جھگڑوں اور فسادوں میں ختم ہو گیا اگر حضرت
علی زیادہ سخت دل ہوتے تو تو یہ تمام لوگوں کو ٹھیک کر دیتے اور یقیناً بنی امیہ کی تمام
شورشوں کا خاتمہ کر دیتے اور واقعہ کربلا کبھی پیش نہ آتا لیکن آپ اپنے اقتدار کی
دنیوی عروج و فخر کے لئے تشدد و سختی کو نہ صرف سمجھتے تھے بخلاف ازیں بنی امیہ
دنیوی اقتدار کے لئے برابر مصروف سعی و جہد تھے اور مکر و فریب کو بھی جائز سمجھتے تھے
جو حضرت علی کے نزدیک حرام تھا۔

حضرت علی رض کے عارفانہ خصائل

حضرت علی سرتاج اولیاء اور دنیائے عرفان و ولایت کے بہی فرمانروا
تھے ان کی زندگی بالکل اسلامی اور عارفانہ زندگی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت
عثمان رض کو انہوں نے پوری امداد دی حضرت عثمان رض کے وقت اگر انھیں روک نہ دیا
جاتا تو وہ ضرور خلیفہ منتخب ہو جاتے اس فریب کے باوجود انہوں نے بالکل خاموشی
اختیار کی اور حصول خلافت و اقتدار کے لئے ایک خدا دوست بزرگ کی طرح انہوں
نے کبھی کوئی طوفان خیز سعی نہ کی اور اگر کرتے تو ساری دنیائے اسلام ان کے
ساتھ ہوتی وہ تو سرتا دلیل تھے انھیں اس سے کیا سروکار۔ حضرت عثمان رض بلاشبہ
نہایت بلند منزلت بزرگ تھے اُن سے سوائے اس کے اور کوئی غلطی نہ ہوئی کہ انہوں
نے بنی امیہ کو رقیب بنو ہاشم سمجھ کر نہیں بلکہ رشتہ دار سمجھ کر بڑھانا شروع کیا مگر یہ
غلطی بھی محض ایک اجتہادی غلطی ہے چونکہ قرآن کریم میں قرابتداروں کے ساتھ
نیک و احسان کا حکم ہے اس لئے آپ انھیں مسلمانوں پر مسلط کرنے کے لئے نہیں
ان کی اعانت و امداد کے لئے انھیں عہدے عطا کرتے تھے ان کی پاسداری کرتے
مگر بہت بوڑھے ہو چکے تھے اس لئے بنی امیہ کی چالاکیوں کو نہیں سمجھ سکے
انہوں نے انھیں بالکل اپنے ہاتھ میں لے لیا اس کے باوجود حضرت علی رض ان کی
برابر کرتے رہے۔

کوئی بھی حضرت عثمان رض پر بدنیتی کا الزام عاید نہیں کر سکتا البتہ اس کا افسوس
ہے کہ ناحق شہید ہو گئے اور چالاک ذو غلط سوی صاف بچ گئے وہ تو اس قدر

سادہ لوح تھے کہ جو حضرت علی سمجھاتے اسے بھی تسلیم کر لیتے اور جو مروان کہتا اسے
بھی باور کر لیتے اسی وجہ سے ان کے آخری عہد میں فتنے بیدار ہو گئے رسول کریم فرما
چکے تھے کہ حضرت عثمان رض شہید ہوں گے اور مسلمانوں میں تلوار چل گئی دیکھو
کسی نے حضرت علی رض سے کہا کہ آپ کے وقت میں جو فتنے بیدار ہوئے حضرت ابوبکر رض
اور حضرت عمر رض کے وقت میں ان کا نام و نشان تک نہ تھا اس کا جواب آپ نے کتنا معقول
دیا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے مشیر کار ہم تھے اور ہمارے مشیر کار تم ہو
آخر کار حضرت علی ایک خارجی کے ہاتھ سے شہید ہو گئے۔ حضرت علی رض کے بعد حضرت
امام حسن رض نے جھگڑوں میں پڑنا پسند نہ کیا اور آپ نے امیر معاویہ کو اطلاع دیدی کہ
میں دعویٰ خلافت سے دستبردار ہوتا ہوں آپ زمام خلافت اپنے ہاتھوں میں
رکھیں البتہ اتنا ضرور کریں کہ آپ نے میرے پدر بزرگوار کے خلاف سب و شتم کا جو
سلسلہ جاری کر رکھا ہے اسے بند کر دیں اور میرے اہل و عیال کے لئے وظیفہ
مقرر کر دیں۔ ادھر تو یہ ایثار۔ اور ادھر یہ سنگدلی کہ امیر معاویہ نے حضرت امام حسن کی بیوی
جعدہ بنت محمد الاشعث کو ورغلایا کہ میں تیری شادی اپنے بیٹے یزید سے کر کے
تجھے ملکہ عالم بناؤں گا بشرطیکہ تو میرا بھیجا ہوا یہ زہر اپنے شوہر کو کھلا دے یہ بدبخت
رضامند ہو گئی اور زہر دیدیا۔ اس طرح معاویہ نے بخیال خویش اس اندیشے سے بھی
اطمینان حاصل کر لیا یہ تھی اموی ذہنیت آپ اسے قساوت نہ کہیں گے تو اور کیا
بہادری کہیں گے غرض یہ کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابت نے دنیا میں بڑے بڑے
گل کھلائے اور بنو امیہ تو بنائے دین ہی اسی رقابت میں تباہ کرتے ہے۔

چوتھی مجلس

جمہوریہ اسلام میں پہلا رخنہ

آپ پڑھ چکے ہیں کہ امیر معاویہ اس باپ کے بیٹے تھے جس نے اپنی زندگی کا بہت
بڑا زمانہ اور اس زمانہ کا ہر لمحہ حضور نبی کریم کی عداوت و اذیت کے لئے وقف
کر رکھا تھا اس ماں کے پیٹ میں رہے اس ماں کے آغوش میں پلے بڑھے جس نے
اسلام دشمنی میں تاریخی شہرت حاصل کر لی تھی جس نے حضرت امیر حمزہ کو نہ صرف
شہید کرایا بلکہ بند بند علیحدہ کر کے خون پیا اور کچا کلیجہ چبا گئی۔ اس قبیلہ کے فرزند
تھے جو ایک صدی سے زیادہ مدت سے بنو ہاشم کا دشمن چلا آ رہا تھا اور جس نے حضور
رسالت مآب کے جگر کو برمانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔ اسلامیت کے
ضرور ان پر رنگ چڑھایا ان کے قلب کو صاف کیا لیکن نسلی و مادی حضائل دنیا
پرستی کے جوش میں پھر ابھر آئے اور حضرت عثمان رض کے خلیفہ ہوتے ہی انہوں نے اقتدار
پرستانہ کھیل کھیلنے شروع کر دیئے اسلام میں سب سے پہلے امیرانہ شان و شکوہ اور زرق
برق لباس انہی نے پہنا دنیوی جاہ و جلال کی نمائش سب سے پہلے انہی کی طرف سے
شروع ہوا انہوں ہی نے حضرت عثمان رض کو بنو امیہ کے فروغ پر ابھارا انہوں ہی نے
عہد عثمانی میں بنو ہاشم کے جگر برمانے شروع کئے حضرت علی رض سے عناد شروع کیا
حضرت ابوذر غفاری جیسے جلیل القدر زاہد عاشق رسول صحابی کی امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر سے چڑ کر ان کی شکایت کی اور انھیں جلا وطن کرایا پھر کنگ بھیجنے میں تاخیر
کر کے اور غلط مشورہ دیکر حضرت عثمان رض کی شہادت کا باعث بنے۔

اس کے بعد خون عثمان رض کے قصاص و انتقام کا پروپیگنڈا عرب بھر میں کر کے
اور غلط فہمیوں کا ایک طوفان برپا کر کے مقدس ترین صحابہ کرام کو باہم لڑا دیا اور حق

جنگ جمل میں دس ہزار مسلمان شہید کرائے حضرت علیؓ کے نام حضرت عثمانؓ کے قتل کی نسبت
حاملین کی فہرست میں لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ کو خود قتل کرایا دکھاوا کہ مسلمانوں کو
حضرت علیؓ کے خلاف بھڑکاتے رہے جنگ صفین باغیانہ طریق پر لڑ کر چالیس ہزار
مسلمانوں کا خون کرایا مصر میں محمد بن ابوبکر اور مالک بن اشتر کو قتل کرایا خود خلافت
کے مدعی ہو کر بیٹھ گئے اور خلیفہ بن بیٹھے حضرت امام حسنؓ کو ان کی بیوی کو ورغلا کر
زہر دلوایا حضرت علیؓ اور اہل بیت اطہار اور مسلمانوں کو چین سے نہ بیٹھنے دیا فرزندان
توحید میں خوب تلوار چلوائی اسلام میں سیاسی جوڑ توڑ اور فریب کاری کو رائج کیا
جمہوریہ اسلام کو بادشاہت کی صورت دیکر اسلام میں ایک رخنہ عظیم پیدا کیا۔

ان میں خوبیاں بھی بہت ہیں اگر بغض علیؓ، رقابت اور ہوس سلطنت سے الگ کر کے دیکھا جائے تو وہ بڑی حد تک ایک کامل انسان نظر آتے ہیں نہایت نرم طبیعت اور بیحد تحمل مزاج تھے دوسروں کا دل موہ کرنے میں انہیں کمال حاصل تھا۔ تدبر اور ڈپلومیسی میں بھی اپنا ثانی نہ رکھتے تھے لائق ہستیوں کے قدر دان تھے عمرو بن العاص کو انہوں نے کارکانو می دیکھا تو انہیں سر آنکھوں پر بٹھایا اپنا وزیر بنا لیا اور خاطر داری میں انتہا کر دی۔ یہ انتہائی اولو العزم اور حوصلہ مند انسان تھے اور ان میں تمام وہ خوبیاں اور لیاقتیں موجود تھیں جو ایک انسان کو بڑا آدمی بنا سکتی ہیں انتظامی قابلیت میں بھی عدیم النظیر تھے اور انہوں نے بڑی کامیابی سے حکومت کی اور بڑی شان و شکوہ کے ساتھ حکومت کی حضرت عمر فاروقؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر رومیوں کا بادشاہ قیصر اور ایرانیوں کو اپنے کسریٰ پر فخر ہے تو اہل عرب اپنے معاویہ پر فخر کر سکتے ہیں نرم مزاجی کے باوجود رعب و ہیبت اور دبدبہ و عظمت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے طنطنہ کے لوگ دربار میں آکر لرزنے لگتے تھے۔

تشدد و تلخی کو کبھی پسند نہ کرتے تھے عمر بھر کسی کو گالی نہیں دی خود فرمایا کرتے تھے کہ نرم مزاجی کی حکومت میں بڑا لطف ہے جبر سے لوگ مطیع نہیں ہوتے نرمی سے ہوتے ہیں اسلام کی بیحد گرانقدر خدمات انجام دیں اشاعت دین کے لئے بھی سرگرمی دکھائی اور عنان اقتدار ہاتھ میں آتے ہی فتوحات اسلامی کا سلسلہ قائم کر دیا فیاضی و سخاوت میں بھی ضرب المثل تھے جن مخالفوں سے کوئی خطرہ ہوتا تھا انہیں ضرور معاف کر دیتے تھے بلکہ انعام بھی عطا کرتے تھے قرآن کریم سے بھی شغف تھا تدبر و فراست میں اس زمانہ میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ دنیا کے بہترین مدبر سیاست دان اور ڈپلومیٹ تھے امارت کے گھر میں پیدا ہوئے امارت کی گود میں پلے اور زندگی بھر امارت کی اور ۹۰ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

شیطنت یزیدی کا اولین مظاہرہ

یزید بلا انتہا شراب پیتا تھا اور اکثر شراب و کباب ہی کا ذکر کرتا رہتا تھا انتہا یہ ہے کہ حرمین شریفین میں بھی شراب اس کے ساتھ رہی نشہ میں آیات قرآنی کے استخفاف سے بھی باز نہ رہتا تھا زمانہ حج میں بھی شراب پینے سے باز نہ رہا سوتیلی ماؤں، بہوؤں اور بیٹیوں اور بھانجیوں تک سے نکاح جائز سمجھتا تھا (ابن حجر مکی)، منکرات شرعی تک سے منکر تھا۔ انتہائے معصیت یہ ہے کہ اس نے حضرت ام المومنین عائشہؓ تک کو نکاح کا پیغام بھیجا (نعوذ باللہ منہا) مدارج النبوۃ میں اس کا ذکر موجود ہے اس سے بڑھ کر یہ کہ اس نے حضرت امام حسینؓ کو نہایت بیدردی سے شہید کرایا۔ نماز روزہ سے بھی اسے سروکار نہ تھا جو لہو و لعب میں مصروف رہتا تھا آخری وقت میں امیر معاویہ نے اسے بلا کر پوچھا کہ بیٹا جب تجھے خلافت مل جائے تو کتاب و سنت اور سیرت ابوبکرؓ کے مطابق حکومت کرنا۔ یزید جواب دیتا ہے کہ کتاب و سنت کے موافق حکومت کروں گا مگر ابوبکرؓ سے مجھے کوئی تعلق نہیں معاویہ بولے اچھا سیرت فاروقؓ سیرت عثمانؓ کے مطابق؟ یہی جواب دیا ہرگز نہیں۔

اس پر امیر معاویہ نے ٹھنڈا سانس لیا۔ مجھے صاف نظر آرہا ہے کہ تو کبھی میری امیدوں اور آرزوؤں کے مطابق کام نہ کرے گا۔ خیر اگر ممکن ہو تو میں نے تیری بیعت سب سے لے لی ہے صرف چار آدمی ایسے رہ گئے ہیں جنہوں نے انکار کر دیا ہے عبداللہ بن زبیرؓ سے تیرے دست و گریباں ہونے کا امکان ہے ان پر اگر تو قابو پالے تو انہیں ہرگز زندہ نہ چھوڑنا کہ یہ بہت خطرناک انسان ہیں حضرت حسینؓ سے تو یقیناً لڑائی ہوگی۔ لیکن نرمی سے پیش آنا کہ ان سے بہر حال تیری قرابت داری ہے انہیں کبھی قتل کرنے کا ارادہ نہ کیجیو۔ یزید ایک لاابالی انسان تھا اس نے بے پرواہی کے ساتھ ان باتوں کو سنا اور باپ کو نازک حالت میں چھوڑ کر شکار کو چلا گیا۔

حضرت امامؑ کی مدینہ سے ہجرت

یہ امیر معاویہ تھے جنہوں نے جمہوریت و دستوری حکومت کے آئین کو محض اس لئے بدل ڈالا کہ حکومت انہی کے خاندان میں رہے اور خود اس پر قابض نہ رہ سکیں انہوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بیٹے یزید کی بیعت لینی شروع کر دی تاکہ بعد کو کوئی اور دعویدار نہ کھڑا ہو سکے زیاد بن ابوسفیان نے اسی وقت سمجھایا کہ یزید میں ہرگز خلافت کی اہلیت نہیں وہ ہر وقت سیر و شکار میں مصروف رہتا ہے مگر معاویہ نے ایک نہ سنی اور کہا کہ خلافت کا بوجھ پڑے گا تو آپ سنبھل جائیگا امیر معاویہ کی سعی و خوف سے تمام مسلمانوں نے اس کی بیعت کر لی مگر حضرت امام حسینؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بیعت نہ کی۔

امیر معاویہ کو اس سے بڑی فکر پیدا ہوگئی تھی وہ خود مدینہ گئے سب کو بلا کر سمجھایا مگر سب نے ایک دوسرے پر ٹال دیا اور وہ واپس چلے آئے یہ مقدس ہستیاں بھلا ایسے فاسق و فاجر شخص سے کیسے بیعت کر سکتی تھیں ایک تو یزید آزاد مزاج دوسرے دستور اسلامی میں ایک خوفناک رخنہ اسی وجہ سے کوئی راضی نہ تھا معاویہؓ کے انتقال کے بعد یزید نے تخت سلطنت پر متمکن ہوتے ہی گورنر مدینہ کو فرمان بھیجا کہ عبداللہ بن زبیرؓ عبداللہ بن عمرؓ عبدالرحمن بن ابوبکرؓ اور حضرت امام حسینؓ سے فوراً بیعت لو اور انکار کریں تو بلا تامل قتل کر دو۔ چاروں نے ٹال دیا اور خفیہ طور سے مکہ معظمہ چلے گئے مکہ معظمہ اس نے فوج بھیجی مگر عبداللہ بن زبیرؓ نے اس فوج کو شکست فاش دی اور یزیدی سپہ سالار کو قتل کر ڈالا۔

سیرت حضرت امام حسینؓ

حضرت امام حسینؓ نے آغوش رسالت میں پرورش پائی حضرت سیدۃ النساء بی بی فاطمۃ الزہراؓ کے لخت جگر تھے سرتاج اولیاء مدینۃ العلم حضرت علیؓ کے نور چشم تھے محاسن و اوصاف اور فضائل آپ کو ورثہ میں ملے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ کی ذات گرامی میں تمام اخلاقی محاسن مرکوز تھے اور شرافت انسانی اور طبیعت بشری کے

بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خصوصیات کے ساتھ ان دونوں بلند منزلت بھائیوں کو "جوانان بہشت" کا خطاب عطا فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علانیہ کہہ دیا تھا کہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں جس نے حسینؑ سے دوستی رکھی اس نے مجھ سے رکھی اور جو ان کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے۔ تعلیم و تربیت کے متعلق اتنا بتا دینا کافی ہے کہ سات سال کی عمر تک خود رسول کریمؐ اور حضرت بی بی فاطمہؑ ان کی تعلیم و تربیت میں مصروف رہیں اس کے بعد سرتاج اولیا حضرت علیؑ نے انھیں علوم ظاہری و باطنی میں کامل بنا دیا اسی کا تو اثر تھا کہ حضرت امام زہد و اتقا و ورع و علم و صبر و ثبات عزم و استقلال رافت و محبت اخلاق و کرم عادات و مزاج سلوک و عمل جود و سخا خدا پرستی و خدا ترسی اور عفو و درگذر میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے عبادت و ریاضت میں بہت انہماک تھا اتنا کہ اور کسی طرف بھی التفات کا کم اتفاق ہوتا تھا۔ راتیں بیداری میں گذار دیتے تھے زندگی میں ۲۵ حج پیادہ پا کئے کوتل گھوڑے آپ کے ساتھ ہوتے تھے مگر آپ ان پر سوار نہ ہوتے تھے اور پیدل چلتے تھے۔

سخاوت و فیاضی کا یہ عالم تھا کہ کوئی سائل بھی آستانہ عالیہ پر آکر محروم نہ جاتا تھا پھر بھی کثرت سے دیتے تھے اور ندامت کا اظہار کرتے تھے کہ کر دیا اور ابھی ہمت کے مطابق نہ دے سکا پانچ پانچ ہزار درہم ایک ایک سائل کو ایک ایک وقت میں دیئے ہیں اور معذرت کی ہے کہ میں بہت کم دے رہا ہوں۔ ادھر کہیں سے رقم آئی تو ادھر آپ نے تقسیم کر دی ہر وقت فیاضی و سخاوت کا دریا جوش پر رہتا تھا آپ کے پاس تو سیم و زر کے سمندر بھی موجود ہوتے تو ایک ایک قطرہ جب تک تقسیم نہ کر دیتے اس وقت تک دم نہ لیتے۔

آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے جن کی برابر بہادر کوئی سخی و فیاض نہ دنیا میں پیدا ہوا اور نہ ہوگا راہ خدا میں روپیہ لٹانے سے آپ کو وہ مسرت ہوتی تھی جو کسی کو سریر حکومت پر متمکن ہونے سے بھی میسر نہیں ہو سکتی کسی کو مصیبت میں دیکھ نہ سکتے تھے دیکھتے ہی دل میں ایک جوش اٹھ کھڑا ہوتا تھا جب تک اس کی مصیبت دور نہ کر لیتے چین نہ پڑتا تھا شجاعت و دلیری کا یہ عالم تھا کہ جنگ جمل اور جنگ صفین میں اس شدت و جوش کے ساتھ لڑے کہ ہر طرف ایک تہلکہ پڑ گیا صفین میں تو آپ نے کشتوں کے پشتے لگا دیئے تھے پھر کربلائے معلیٰ میں جو نظیر آپ نے پیش کی ہے اس کا جواب تو پوری دنیا نہ پیش کر سکی اور نہ پیش کر سکے گی اور نہ کر سکتی ہے ایک تنہا ذات نے ہزارہا آدمیوں کے لشکر کے منہ پھیر دیئے تھے جدھر نکل جاتے تھے صفایا کر دیتے تھے جس طرف رخ کرتے تھے کائی سی پھٹ جاتی تھی صفیں کی صفیں الٹ کر رکھ دیں اور حریف لشکر کے سورماؤں کے پتے پانی کر دیئے۔ صبر و استقلال ایسا کہ نہ دیکھا اور نہ سنا کتنا نازک وقت ہے ایک بے آب و گیاہ میدان کے اندر ہزاروں تشنۂ خون دشمنوں میں محصور ہیں نہ پاس رسد ہے اور نہ سپاہ جتنے گنے چنے رفقاء ہیں وہ بھی ایک ایک کر کے آنکھوں کے سامنے خاک و خون میں تڑپتے ہیں آپ دیکھتے ہیں اور نہ صرف یہی منظر دیکھتے ہیں بلکہ خانوادۂ نبوت کی پردگیان عفاف کی بیقراری معصوم بچوں کا بلکنا عورتوں کی مظلومیتی ہیں سب کچھ دیکھتے ہیں بھوک سے تڑپ رہا اور پیاس سے بیقرار ہونا دیکھتے ہیں لیکن قدم مبارک کو لغزش نہیں

ہوتی جبین پر بل نہیں آتا ہمت میں ضعف پیدا نہیں ہوتا عزائم میں سستی نہیں آتی حوصلہ پست نہیں ہوتا ہم کہتے ہیں مگر یہ کہتے ہیں بلند آہنگی کے ساتھ کہتے ہیں کہ میدان جنگ کے اندر طبل جنگ کی نغمہ سرائیوں کے ہجوم میں ہزارہا انسانوں کے ساتھ لڑنا اور جان دے دینا اور بات ہے تنہا لڑ کر شہید ہو جانا امر دیگر ہے لیکن اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے رفیقوں عزیزوں بھائیوں بھتیجوں اور فرزندوں کو کٹتا اور بھوکا پیاسا شہید ہوتے دیکھنا ان پر خاتونان حرم کا نالہ و شیون سننا اور پھر پائے ثبات میں لغزش نہ آنے دینا ہمارے نزدیک تو انسانیت سے بھی کوئی بالاتر چیز ہے اور یہی جانتا ہے کہ حضرت امام کے پہلو میں کس قدر فولادی قلب تھا۔ اسے بھی جانے دیجئے جانتے تھے سمجھتے تھے کہ اور لڑائیوں میں اپنی کامگاری اور فتح و فیروزمندی کا یقین تو ہوتا ہے جوش دلانے اور ہمت بڑھانے والے تو ہوتے ہیں مگر میدان کربلا میں ہر صورت مخالف ہر امید منقطع اور ہر آرزو محروم تھی جو جاتا تھا مرنے ہی کے لئے جاتا تھا جو بڑھتا تھا زندہ واپس لوٹتا نہ تھا پھر یہ صورت کتنی حوصلہ سوز اور ہمت شکن تھی کہ خاتونان حرم ساتھ تھیں جن میں بیویاں بھی تھیں بیٹیاں بھی تھیں اور بہنیں بھی تھیں ان کے دشمنوں کے ہاتھ میں پڑنے اذیت و تکلیف کے ہاتھوں جلنے ذلت و غم کے ہاتھ سہنے کا محض ایک تصور ہی جسم پر لرزہ طاری کر دینے کے لیے کافی تھا مرنا تو بڑی چیز ہے کسی ایک عزیز کی مفارقت ہی کتنی دلدوز ہوتی ہے یہاں عام مفارقت نہیں مفارقت دائمی کا یقینی تصور تھا اپنی مصیبت اپنے رفقاء کی مصیبت اپنے اقربا کی مصیبت اپنی عورتوں کی مصیبت اپنے بچوں کی مصیبت مختصر یہ کہ مصائب کے مفارقت کی تکلیف غربت و مسافرت کی تکلیف بھوک و پیاس کی تکلیف زخموں کی تکلیف جسم کی تکلیف دل کی تکلیف روح کی تکلیف عزیزوں کی تکلیف قیام کی تکلیف جنگ کی تکلیف جان کی تکلیف تکالیف و اذیت کا ایک سیلاب تھا جو نگاہوں کے سامنے امڈا چلا آرہا تھا نہ کوئی یاور تھا نہ حامی نہ مددگار تھا نہ معین۔ زمین سخت تھی اور آسمان دور مصیبت ایسی مصیبت جس کے تصور سے جگر کانپ رہا ہے۔

اور کوئی ہوتا تو قلب پھٹ جاتا جگر شق ہو جاتا ہوش جاتے رہتے فرط خوف و اذیت سے دیوانہ ہو جاتا مگر ہمارے امام اسد اللہ کے امام رسول امینؐ کے پیارے امام فاطمہ زہرا کے دلارے امام حضرت علیؑ کے جگر پارہ امام پیکر صبر و رضا تھے غصہ بھی نہ آتا تھا فرماتے تھے مولا کی دی ہوئی تکلیف اور ڈالی ہوئی مصیبت بھی راحت ہے ایک عاشقانہ والہانہ ادا سے گیسو چہرہ انور پر ڈالے ہوئے میدان جنگ میں ادھر ادھر گھوم رہے تھے جگر کے ٹکڑوں کی نعشیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے زبان سوکھ کر کانٹا ہو چکی تھی کلیجہ منہ کو آرہا تھا خون رگوں میں منجمد ہو چکا تھا سینہ غم سے بیٹھا جاتا تھا لڑے اسی حالت میں لڑے اور اس شکوہ و عظمت سے لڑے اس جرأت و جلادت سے لڑے کہ آسمان و زمین سے صدائے آفرین نکل گئی آپ کی ایک "ہاں" میں ان تمام مصائب کا خاتمہ ہو سکتا تھا آپ نے انتہائی تکالیف برداشت کیں لیکن آپ باطل کے سامنے سر جھکانے پر تیار نہ ہوئے یہ تھی سیرت امام ہر سال محرم آتا ہے اور لوگ اس یادگار کو مناتے ہیں لیکن کسی کو خبر نہیں ہوتی کہ حضرت امام کی امتیازی خصوصیات کیا تھیں اور اس یادگار سے ہمیں کیا سبق لینا چاہئے رونے دھونے ماتم کرنے اور سر و سینہ پیٹنے سے تو اور ضعف پیدا ہوتا ہے یہ تو بزدلی اور کم ہمتی کی علامت ہے۔

مسلمانو! اگر تمہیں حب اہل بیت اور محبت حسینؑ کا دعویٰ ہے اور ہر سال اس کی یادگار قائم رکھنا چاہتے ہو تو تمہیں چاہیئے کہ ان کی سیرت کے سانچے میں اپنے کو بتدریج

ڈالنا سیکھو ان سے حق پرستی اور حق کی خاطر دنیا کی تمام محبوبات کو چھوڑنا سیکھو ان کی زندگی سے مبہوتیات ہمت و استقلال سچائی و صداقت نوازی غربا پروری اور خلق نوازی نوعاتقا علاوہ ازیں فا رضاجوئی مولیٰ اور قربانی و ایثار کا سبق حاصل کرو دگار یہ اس لئے نہیں ہوتیں کہ انھیں ہوم دام سے منالیا بڑے آدمیوں کی زندگی سے بڑے سبق لے جاتے ہیں آپ ہی بادگیتی کے اس بڑے فرزند کی حیات سے بڑا سبق لو بڑے کام سیکھو بڑے کام کھاؤ بڑے کارنامے انجام دو یاد گار تمام مسلمانوں کو کتنے اہم اور مفید سبق دے رہی ہے اتنے کہ اگر مسلمان آج نہیں سیکھ لیں تو سرمایہ رنج کا رنج ہیں لیکن کوئی ایک بھی نہیں جو ان کی طرف توجہ ہی کرتا ہو ان کے مصائب کی طرف سب کی نظر جاتی ہے مگر ان کی حق پرستی اور ان کے صبر و استقلال کی طرف ایک آنکھ بھی نہیں اٹھتی کاش مسلمان سمجھیں۔

پانچویں مجلس

یزید کی خلافت اور کوفیوں کی شرارت

کوفہ خلافت راشدہ میں بہت بڑی اہمیت حاصل کر چکا تھا اور بہت آباد اور پر رونق شہر تھا اہمیت تو اسے پہلے ہی حاصل تھی مگر حضرت علیؑ نے جو اسے دارالخلافہ بنایا تو اسے اور چار چاند لگ گئے لیکن بیوفائی اور تلون یہاں کے باشندوں کی سرشت بن چکے تھے انتہا یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق جیسے دبدبہ و ہیبت کے خلیفہ کے عہد میں بھی یہ اپنے ان خصائص کا مظاہرہ ایک حد تک کئے بغیر نہ رہ سکے اور انھیں علانیہ یہ کہنا پڑا کہ ان کوفیوں کی حالت ہی کچھ عجیب ہے کوئی طاقتور حکمران بھیجتا ہوں تو اسے فاسق کہنے لگتے ہیں اور نرم حاکم مقرر کرتا ہوں تو اس کی تحقیر شروع کر دیتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں بھی یہ لوگ اپنی شرارت سے باز نہ آئے یہاں سازشیں پختہ ہونے لگیں فساد کی تیاریاں شروع ہوئیں مشہور سات مفسد کوفہ ہی کے باشندے تھے دونوں مرتبہ کی یورشوں اور محاصرہ حضرت عثمان میں بھی یہ لوگ شریک تھے حضرت علیؑ خلیفہ ہوئے تو پھر یہ لوگ اکڑ گئے اور اطاعت امیرالمومنین سے ایک نازک وقت میں انکار کر دیا یقیناً یہ لوگ جنگ جمل میں بیس ہزار کی تعداد میں شریک ہوئے جنگ صفین میں بھی حضرت علی کے ساتھ تھے مگر جب حضرت علیؑ کے دستے پر فوج کے دائیں بازو پر حملہ ہوا ہے تو تنہا چھوڑ کر بھاگ اٹھے تھے اور آوازیں دینے پر بھی واپس نہ آئے تھے اس کے بعد جب آپ نے قلب اور بائیں بازو کو دائیں بازو کے سنبھالنے کا حکم دیا ہے تو ساکت و صامت کھڑے رہے اور بالکل حکم نہ مانا۔

اس کے بعد عین اس وقت کہ لڑائی فتح ہوا چاہتی تھی انہوں نے حریف کے پیام مصالحت پر تلواریں میان میں ڈال لیں حضرت علیؑ نے بہت سمجھایا کہ یہ فریب ہے دم نہ لو لڑتے رہو مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا علانیہ کہا کہ مالک بن اشتر کو واپس بلاؤ جنگ بند کرو ورنہ ہم سب آپ کے خون کو حلال سمجھ لیں گے مالک بن اشتر نے سمجھایا تو اس پر تلواریں سونت لیں اور جب دومۃ الجندل میں فریب صلح کھل گیا تو پھر کہنے لگے کہ معاویہ نے غداری کی ہم لڑنے کو تیار ہیں ان پر حملہ کیجئے حضرت علی خلاف عہد لڑنے کو تیار نہ ہوئے تو بارہ ہزار کوفیوں نے خارج کا لباس زیب بر کر کے انھیں کافر کہنا شروع کر دیا اور ایک کوفی خارجی ہی کے ہاتھ سے یہ سرتاج امت پوری قساوت و سنگدلی کے ساتھ شہید کر دیا گیا کربلا کا المناک اور مختصر حادثہ بھی انہی کی بیوفائی و تلون کا ایک کرشمہ قیامت تھا۔

یزیدی فرمان اور کوفیوں کا پیغام

یزید کی حرکات و عادات قبیحہ انگیز مشاغل کردہ بہت خبیثہ

اور شیطنت کا رانہ طریق عمل اور بیعت سے اور مسلمانوں کی طرح یہ بھی پیر لڑکے مگر اپنی پست ہمتی کے صدقے میں چپ چاپ بیعت کر چکے تھے۔ اب جو انہوں نے سنا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یزید کے اس فرمان کی کوئی پرواہ نہیں کی جو اس نے تخت سلطنت پر قدم رکھتے ہی بعد صادر کیا تھا کہ ان چاروں سے حاکم مدینہ فوراً میری بیعت لے اور انکار پر قتل کر ڈالے اور وہ مکہ چلے آئے ہیں اور حضرت امامؑ بھی حق پرستانہ انکار کر کے حرم محترم ہی میں آکر فروکش ہو چکے ہیں تو ان کے سینوں میں پھر ایک بے پناہ جوش اٹھا پے در پے مکاتیب و وفود بھیجے شروع کئے اپنی خدمات یاد دلائیں اپنی جاں نثاری جتائی اور لکھا کہ ہم سب آپ ہی کو خلیفہ منتخب کرتے آپ ہی کے دست مبارک پر بیعت کر لینے اور سب آپ ہی کے علم مبارک کے نیچے مجتمع ہو کر لڑنے اور یزید پلید کا قلع قمع کر کے رکھ دینے پر تیار ہیں خدا کے لئے آئیے اور ہمیں اور نیز دنیائے اسلام کو اس یزیدی لعنت سے چھٹکارا دلائیے ہمارا جان و مال سب آپ پر قربان ہے حضرت امامؑ کو ان کی بیوفائیوں اور تلون نمائیوں کا پورا تجربہ تھا لیکن انہوں نے خطوں عرضداشتوں اور وفود کا ایک تانتا باندھ دیا نہایت اشتیاق اور بیقراری کا اظہار کیا جب خطوط و مراسلات کی تعداد پانچسو سے بھی زائد تجاوز ہو گئی اور یہاں تک واضح کر دیا کہ تمام سامان تیار ہے صرف آپ کے آنے کی دیر ہے فوراً بیعت کر کے یزید پر حملہ کر دینگے اور نہ تشریف لائے تو اب اس کا بار معصیت آپ کے دوش پر ہو گا تو آپ نے قدرے توجہ کی۔ البتہ پھر انسان ہے خطوط معمولی افراد کے نہ تھے بلکہ ان کے بھیجنے والے تمام کے تمام عمائد و مشاہیر و اشراف تھے آپ یزیدی لعنت سے دنیائے اسلام کو نجات دلانے کے لئے تیار ہو گئے نہ تیار ہوتے تو مداہنت فی الدین کا الزام عائد ہوتا ہے تاہم آپ نے پھر بھی ہوش و عقل اور حزم و احتیاط سے کام لیا۔

حضرت امام کا عزم کوفہ

آپ نے اپنی طرف سے مسلم بن عقیل کو اس ہدایت کے ساتھ روانہ کر دیا کہ وہاں پہنچ کر صحیح حالات سے فوراً مطلع کرنا مسلم کے کوفہ پہنچتے ہی کوفی جوش و خروش کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگا اور دیکھتے دیکھتے اٹھارہ ہزار کوفیوں نے ان کے ہاتھ پر حضرت امام کی بیعت کی اس صورت میں مسلم اس کے سوا اور کیا لکھ سکتے تھے کہ اٹھارہ ہزار تو اب تک بیعت کر چکے ہیں حالات اطمینان بخش ہیں فوراً تشریف لے آئیے اور ادھر مکہ میں بھی حالات نازک سے نازک صورت اختیار کر چکے تھے یزید پلید نے تین سو شامیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ حاجیوں میں شامل ہو کر حج کے موقعہ پر حضرت امامؑ کو جہاں اور جس حالت میں بھی پائیں بلا تکلف شہید کر ڈالیں دوسرے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ علیحدہ یزید کے خلاف صف بندی کر رہے تھے اس لئے آپ حج سے دو روز پیشتر ہی ۸ ذی الحجہ کو کوفہ روانہ ہو گئے تاکہ حرم میں خونریزی نہ ہو۔

روانگی سے پیشتر حضرت عبداللہ بن عباسؓ عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن زبیرؓ عبداللہ بن جعفرؓ محمد بن حنفیہ وغیرہ بہت لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کشمہ پر زور سمجھایا کہ ان بیوفائیوں پر اعتماد نہ کیجئے۔ بعض بزرگ تو زار و قطار رو تھے

حبیب اللہ وغیرہ اور بڑی خیر وقت تھا لیکن آپ کے سامنے اس وقت فریضہ امر بالمعروف تھا جسے آپ کسی صورت میں ترک نہ کر سکتے تھے ایک روایت ہے کہ آپ نے لوگوں کو جواب دیا کہ کس طرح رک سکتا ہوں آج شب کو میں نے رسول کریم کو خواب میں دیکھا ہے جنھوں نے مجھے ایک خاص حکم دیا ہے غرض آپ سب کو پشم پرنم اعدل وغیرہ چھوڑ کر مع اہل و عیال بیت اللہ سے عازم کوفہ ہوئے۔

حضرت مسلم پر آفات کا نزول

ادھر تو دودمان رسالت کا یہ گوہر شب چراغ عازم کوفہ ہوا ادھر آپ کے عمزاد بھائی مسلم پر مصائب و آفات کے پہاڑ ٹوٹ پڑے کوفہ ایک بڑا مرکز تھا بنی امیہ سے خالی نہ ہو سکتا تھا انھوں نے جو دیکھا کہ کوفہ میں ایک نیا جوش پیدا ہوگیا ہے تو انہوں نے حضرت نعمان بن بشیر گورنر کوفہ پر تدارک کے لئے زور دیا یہ ایک انصاری صحابی تھے ٹال گئے۔ اس پر انہوں نے فوراً یزید کو اطلاع دی کہ کوفہ ہاتھ سے چلا مسلم ہزارہا آدمیوں کی بیعت لے چکے ہیں اور عنقریب حسین یہاں پہنچا چاہتے ہیں گورنر بالکل بے پرواہ ہے یزید یہ سنکر ہکا بکا رہ گیا عبیداللہ ابن زیاد گورنر بصرہ کو لکھا کہ فوراً کوفہ جا کر زمام اختیار اپنے ہاتھ میں لے اور مسلم کو قتل کر دے یا قید کر کے میرے پاس بھیجدے۔

ابھی ابن زیاد روانہ نہ ہونے پایا تھا کہ بصرہ میں بھی حضرت امام کے قاصد پہنچے جنھیں اسی وقت اس نے قتل کرا دیا اور بسرعت عازم کوفہ ہوا اس کے کوفہ میں ٹھیک وقت داخل ہونے سے لوگ سمجھے کہ حضرت امام تشریف لے آئے ہر طرف سے "مرحبا یا ابن رسول اللہ" کی فلک شگاف صدائیں بلند ہونے لگی ان کی آمد میں ایک شور استقبال برپا ہوگیا گورنر کوفہ نے دروازہ بند کر لیا تھا ابن زیاد نے کسی کو جواب نہ دیا اور گورنر کوفہ سے دروازہ کھلوا کر اندر داخل ہوگیا اور اسی وقت چارج لے لیا۔ اور دوسرے روز اس نے عمائدین کے ایک عظیم الشان جلسہ میں یہ تقریر کی :-

"کوفیو! جانتے ہو میں کون ہوں اور کس دل گردہ کا انسان ہوں یزید نے مجھے تمہاری خبر لینے بھیجا ہے اور پیچھے پیچھے شامی افواج کا ایک عظیم الشان سیلاب اُڑا چلا آرہا ہے جو تمھیں پیسکر رکھدیگا دیکھو ابھی بتلائے دیتا ہوں مسلم جس کے گھر میں ملیگا بلا تکلف اُسے قتل کر دونگا اس کا مال و اسباب ضبط کر لونگا اور جو اسے خود پکڑ کر لے آئیگا وہ انعام پائیگا۔ بدبختو! بیعت ہی کی تو اس کی جسکے پاس نہ دولت اور نہ فوج! اگر اب بھی میرے سمجھانے پر تم سرکشی سے باز نہ آئے تو لشکر کو پہنچنے دو سب کو آغوش اجل میں سلا دونگا۔ عورتوں کو قید کر لونگا اور گھر پھونک پھانک کر پھینکدونگا۔ کوئی کوئی ہی تھے بجائے اس کے کہ اسی وقت اس کے ٹکڑے اڑا دیتے اور یزیدی لشکر سے مقابلے کے لئے تیار ہو جاتے کانپ اٹھے رہ گئے اور سارا جوش فنا ہوگیا۔

کوفیوں کی بزدلی و بیوفائی کا کرشمہ

تیس ہزار انسان حضرت مسلم کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے سب یک بیک منحرف ہوگئے حضرت مسلم مختار ثقفی کے یہاں مقیم تھے یہ حالت دیکھکر وہ ایک معزز و معتمد سردار ہانی کے یہاں چلے آئے۔ ابن زیاد نے ہانی کو بلا کر جہنمی لہجہ میں کہا جانتا ہو کہ میرے باپ نے کسی ایسے شخص کو زندہ نہیں چھوڑا جو اہل بیت سے محبت رکھتا ہو تجھے صرف از راہ کرم زندہ چھوڑا گیا تھا کیا یہ اسی احسان کا بدلہ ہے۔

ہانی بہت با اثر سردار تھا ابن زیاد نے اسے قید کر دیا جب ہزاروں آدمیوں نے قصر حکومت کا محاصرہ کر لیا مسلم بھی انہی میں شامل تھے اس نے دھوکے سے انھیں پکڑوا منگایا اور دونوں کے سر کٹوا کر باہر پھینک دیئے۔ ذرا کوفیوں کی ہمت دیکھئے کہ تنہا ایک ابن زیاد ان کے سردار اور حضرت مسلم کو تہ تیغ کر ڈالتا ہے دونوں کے سر کٹوا دیتا ہے مگر مشتعل ہونے کے بجائے یہ بزدل الٹے خوف زدہ ہو کر بھاگ نکلتے ہیں پھر تو ابن زیاد کی بن آئی دہشت خیزی کے لئے چند اور لوگوں کے بھی اسی طرح سر کٹوائے۔

حضرت مسلم کے دو خورد سال بچے رہ گئے تھے انھیں ایک شخص نے ایک گھر سے نہایت بیدردی کے ساتھ بال پکڑ کر کھینچا اور دس ہزار روپے کے انعام کے لالچ میں انھیں پوری قصابی کے ساتھ قتل کر کے ان کے سر ابن زیاد کے پاس لے آیا اس جہنمی کو تو اسی وقت اپنی سعادت و شقاوت کا بدلہ مل گیا ابن زیاد بولا میں نے تو گرفتاری کا حکم دیا تھا نہ کہ قتل کا تو نے ان کے سر کیوں کاٹ لئے چنانچہ اس سنگدل قصاب کو اسی وقت اور اسی موقع پر قتل کرا دیا ان دو معصوموں کی شہادت کی داستان بڑی دلدوز اور بہت المناک ہے باپ کی موت کے بعد دونوں بچے قاضی شریح کے یہاں پہنچا دیئے گئے تھے انہوں نے جو منادی سنی تو انھیں سامنے بلایا اور کہا کہ تمہارے ابا جان تو جنت کو سدھارے تمھیں کل ایک قافلہ کے ساتھ مدینہ بھیجدونگا ورنہ یہ ظالم تمھیں بھی جیتا نہ چھوڑے گا چنانچہ یہ قافلے کے ساتھ کر دیئے گئے بچے تو تھے بچھڑ گئے کہ ایک بھائی پاؤں سے کانٹا نکالنے بیٹھ گیا تھا تا نہ آگے بڑھ گیا انعام کا اعلان ہو ہی چکا تھا رات کی وقت سات آٹھ آٹھ سال کے یہ بچے، باپ کے لاڈلے حیران و پریشان گھوم رہے تھے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے ایک ایک متنفس دشمن کوفہ کا ذرہ ذرہ خون کا پیاسا۔ جائیں تو کہاں جائیں نہ کوئی یار نہ غمگسار سینوں میں ننھے ننھے دل دھڑک رہے تھے یہ چمن رسالت کے نونہال تھے اتنے میں ہیں سے ابن زیاد کے سپاہی آنکلے سرخ سرخ آنکھیں نکالیں اور ان معصوموں کو پکڑ کر لے گئے۔

معصوم بچے زندان کی کوٹھری میں

ان ظالموں نے ان معصوم بچوں کو جیلخانے کی ایک تیرہ و تار کوٹھری میں بند کر کے قفل ڈالدیا بھیڑیئے بچوں پر رحم کرتے ہیں لیکن ان جلادوں کے قلوب ایمان و رحمدلوں سے خالی تھے ان بیکس بچوں کی یہ عمر اور یہ مصیبت بیگناہ اور بے جرم قید اذیت میں گرفتار ہیں ماں چھاتی سے لگانے کو اور نہ باپ سر پر ہاتھ پھیرنے کو غریب خوف کے مارے کانپ رہے تھے کہ دیکھئے صبح کیا ہونے والا ہے اتفاق سے محافظ زندان محب اہلبیت تھا اس نے جو انھیں اس حالت میں دیکھا جگر خون ہوگیا اور اپنی انگوٹھی دیکر کہا جاؤ قادسیہ چلے جاؤ وہاں میرا جانی یہ انگوٹھی دیکھکر تمھیں مدینہ پہنچا دیگا یہ بچے کیا جانیں قادسیہ کدھر ہے ہوائی سرسراہٹ تک سے ڈرنے والے صحرائے عراق کا سفر کس طرح کریں ڈرے ہوئے باہم گلے میں باہیں ڈالے افتاں و خیزاں چلے جا رہے تھے رات بھر چلے تو سویرے گیرے پاؤں سوج گئے مگر وہیں کے وہیں رہے آفتاب کی شعاعیں جو چہروں پر پڑیں کانپ گئیں۔

بچے اس خیال سے کہ کہیں یزیدی کتوں نے پکڑ لیا تو ابھی جیسے چیر پھاڑ کر رکھدینگے ڈر کے مارے ایک درخت کے کھال میں چھپکر بیٹھ رہے شام کو ایک کنیز چشمہ سے

پانی جو لینے آئی تو اس کی نظر ان بچوں پر پڑ گئی اس نے انھیں پیار کیا تسلی دی اور اپنی مالکہ کے پاس لے آئی وہ بھی محب اہل بیت تھی بہت خوش ہوئی کھلایا پلایا تسلی دی اور گھر پر رکھ لیا اور ایک کوٹھری میں چھپا دیا۔

فرزندانِ مسلم کا موثر باقتل اس نیک سیرت خاتون کا خاوند بدبخت ازلی تھا انعام کی لالچ میں ان بچوں کو ڈھونڈتا پھرتا تھا گھر میں آتے ہی تھک کر سو گیا اور یہ اتفاق کی بات کہ انہوں نے باپ کو خواب میں دیکھا آنکھ کھل گئی بدحواس پریشان تو تھے ہی گلے میں باہیں ڈال کر رونے لگے۔ اس بدبخت شقی نے بیدار ہو کر پوچھا یہ کس کے رونے کی آواز ہے وہ نہ جانتی تھی کہ امت رسول ہو کر یہ اہل بیت کا دشمن ہوگا ساری داستان بیان کر دی اس کا نام حارث تھا شیطانی مسرت اس پر مستولی ہو گئی اندر گیا اور زلفیں پکڑ کر گھسیٹتا ہوا باہر لایا بچے سہم گئے تھر تھر کانپنے لگے بیوی نے بہتیرے ہاتھ جوڑے منتیں کیں پاؤں پڑی مگر وہ ظالم باز نہ آیا بچے اس ظالم کے آگے ننھے ننھے ہاتھ جوڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اچھی اماں یہ ہمیں مار ڈالیگا ہمیں اس کے ہاتھ سے بچا لے انعام کے لالچ نے اسے اندھا بنا رکھا تھا اس نے پھول سے رخساروں کو طمانچے مار مار کر سرخ انگارہ بنا دیا اس نے انتہائی سنگدلی وقساوت سے انھیں باندھ کر کوٹھری کو مقفل کر دیا اور صبح کو اپنے پیٹ کا دوزخ بھرنے کیلئے انھیں باندھ کر ابن زیاد کے پاس لے گیا یا بروایت دیگر اس نے لب فرات ان کے سر کاٹ لئے اور انھیں ابن زیاد کی خدمت میں پیش کر دیا اور خود بھی بلا اجازت سر کاٹنے کی پاداش میں اسی وقت قتل کر دیا گیا شقی ازلی انعام کی لالچ میں اندھا ہو رہا تھا آتے ہی سر کاٹے اور ان معصوموں کی جانیں لیتے وقت اپنی موت کا بھولے سے بھی خیال نہ آیا ہوگا جو اس کے سر پر کھڑی ہنس رہی تھی۔

حضرت امام حسین کا ایک عبرتناک خطبہ حضرت امام کوان حالات کی کچھ خبر نہ تھی مکہ سے چل کر ... اور وہاں سے چل کر ذات العرق میں قیام فرمایا فرزدق شاعر نے حاضر ہو کر کہا کہ حضور کوفیوں کے دل تو حضور آپ کے ساتھ ہیں مگر تلواریں خلاف ہیں پانچویں منزل زرود میں پہنچکر آپ کو علم ہوا کہ راستوں کی ناکہ بندی ہو چکی ہے اور حضرت مسلم اور ان کے دونوں بچے شہید کر دیئے گئے ہیں چھٹی منزل زبالہ میں آپ کو کوفیوں کی غداری و بیوفائی کے تفصیلی حالات معلوم ہوئے بہت افسوس ہوا اور لوگوں کو جمع کر کے آپ نے یہ تقریر ارشاد فرمائی۔

"لوگو! ہم پر جو گذرا ہے تم نے بھی کچھ ایسا سن لیا ہوگا اور غور سے سنو اب دنیا وہ پہلی جیسی دنیا نہیں رہی ہے بالکل بدل گئی ہے اس کی تمام نیکیاں اور بھلائیاں اور خوبیاں ختم ہو چکیں صرف اتنی ہی باقی رہ گئی ہیں جتنا پانی برتن میں اس کے ہاتھ سے گر جانے کے بعد باقی رہ جاتا ہے آج نہ کسی کو حق کے اتباع کی پرواہ ہے اور نہ کوئی باطل سے بچنے کی سعی کرتا ہے اس عالم حال میں جو مومن ہو وفات میں وہ موت کو سعادت سمجھتے ہیں اور ظالموں و بدکاروں کے ساتھ زندگی بسر کرنے کو خسران عظیمہ خیال کرتے ہیں کوفہ والوں کو دیکھ لو سب کے سب منحرف ہو گئے یہ وہی تو ہیں جنھوں نے مجھ سے میری بیعت کی تھی اور بیعت کے ساتھ نصرت دین اور حمایت حق کا بھی اقرار کیا تھا اب انھوں نے اس سے منہ موڑ لیا حق سے پھر گئے اس لئے میں آپ سے کہتا ہوں کہ اس منزل پر جس کا دل چاہے وہ

واپس چلا جائے اس پر اس سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا اور نہ یہ کوئی گناہ ہوگا" مختلف منازل سے بہت لوگ آپ کے ساتھ ہو گئے تھے وہ سب کے سب یہیں ہو گئے کیونکہ آپ نے صاف طور پر اشارہ کر دیا تھا کہ میں تو منزل گہہ شہادت میں جا رہا ہوں البتہ کچھ رفقا اہل بیعت اور جاں نثاروں نے ساتھ نہ چھوڑا اور وہ آرزوئے شہادت سے سرشار ہو گئے۔

دشت کربلا میں اہلبیت کا گذر ساتویں منزل قصر مقاتل میں یزیدی فوج سامنے نظر آئی جسے حکم تھا کہ وہ حضرت امام کو نہ کوفے پہنچنے دے اور نہ مدینہ کی جانب روانہ ہونے دے، کوئی تیسرا راستہ اختیار کریں چنانچہ آپ دشت نینوا میں جو میدان کربلا ہے پہنچ گئے یزیدی نگران دستہ ساتھ ساتھ تھا جس نے آپ کو قریب کسی دیہات و قریہ میں بھی ٹھیرنے کی اجازت نہ دی مجبوراً اسی جنگل بیابان میں خیمے نصب کر دیئے گئے لوگوں نے عرض کی کہ ابھی تو حریف لشکر قلیل التعداد ہے لڑ کر فرات پر قبضہ کر لیں مگر حضرت امام نے فرمایا نہیں میں اپنی طرف سے جنگ کی ابتدا ہرگز نہ کروں گا آپ ۲ محرم کو اس بے آب وگیاہ میدان میں پہنچے جو فرات سے تین میل کے فاصلہ پر تھا بہتر النفوس قدسی آپ کے ساتھ تھے زن و مرد اعوان و انصار تھے نہ پانی قریب تھا اور نہ کوئی حفاظت کی جگہ تھی اور نہ درخت۔

ابن زیاد نے اعلان کر دیا کہ جو فوج کی سپہ سالاری کریگا اُسے بارہ سال کے لئے صوبہ رے کی گورنری دیدی جائیگی اس پر عمر و بن سعد کی رال ٹپک پڑی اور وہ سپہ سالاری کے لئے تیار ہو گیا سر امام عالی مقام کے لئے بھی گراں انعام کا اشتہار دیدیا گیا اور تیاریاں شروع ہو گئیں۔

چھٹی مجلس

میدان کربلا کی تشنہ لب فوج

حضرت امام جس وقت دشت کربلا میں پہنچے ہیں تو آپ کا گھوڑا خود بخود رُک گیا اسی وقت آپ گھوڑے سے کود پڑے اپنی جیب سے کچھ مٹی نکالی اور کچھ میدان سے اٹھائی دونوں کا رنگ ملایا دونوں کو سونگھا پھر بولے خدا کی قسم یہی وہ میدان ہے جہاں ہمارے خون بہائے جائینگے ہماری خواتین بیوہ ہوں گی اور ہماری قبور بنیں گی یہیں سے ہم بروز محشر اٹھائے جائینگے یہی وہ جگہ ہے جس کے متعلق تمام امور کی اطلاع میرے نانا دے چکے ہیں اس سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ حضرت امام کو سب کچھ معلوم تھا سب کچھ جانتے تھے اور وہ نہ جانتے تو اور کون جانتا آپ کے خدام و غلام اور لیاقت کو اپنے مدفن کا پتہ چل جاتا ہے آپ تو بہت بڑے پیر تھے اس کے ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپ کے پاس وہ طاقتیں موجود تھیں اگر آپ چاہتے تو میدان کربلا کو الٹ کر رکھ دیتے دشت و جبل اور بحر و بر سب آپ کے مسخر تھے اس کے علاوہ آپ مستجاب الدعوات تھے آپ کی ایک دعا ہی سب کچھ کر سکتی تھی لیکن نہیں آپ رضائے الٰہی پر صابر و شاکر رہے اور رفقا کے کہنے کے باوجود فرات پر بھی قبضہ نہ کیا بے آب وگیاہ میدان کے اندر جلتی ہوئی دھوپ میں خیمے نصب کئے کسی حفاظت کی جگہ پر قبضہ نہ کیا ابھی خیمے نصب بھی نہ ہونے پائے تھے اہل بیت اطہار ہنوز محملوں اور محملوں سے نہ اترے تھے کہ حر ایک دستہ فوج لیکر آیا اور کہا ابن زیاد کا حکم ہے کہ آپ کو آبادی

اور باقی سے دور قیام پر مجبور کیا جائے بار بار کہا گیا کہ قرب و جوار میں قریات و قصبات واقع ہیں ان میں اتر لے دیا جائے مگر کوئی بات نہ مانی گئی لوگوں کو شعبہ بھی آیا کہ اس دستہ کا ہمیں پہلے ہی خاتمہ کر کے اچھی اور محفوظ جگہ اختیار کریں مگر امام کی اجازت حضرت امام نے نہ دی۔ چنانچہ آبادی اور فرات سے دور ایک میدان ریگزار میں اس ترتیب سے خیمے نصب کئے گئے کہ بیچ میں آلِ بیت کے اور ان کے بعد دیگر اعزا و اقارب کے اور پھر اعوان و انصار کے خیمے لگے آس پاس دیگر ضروریات کے لئے چھولداریاں لگا کر اردگرد خندق کھودی گئیں جس کا دروازہ صرف ایک ہی رکھا گیا۔

سنگدلوں کا تشنہ لبان اہل بیت سے تمسخر

یہ میدان ایک لق و دق میدان تھا دور دور تک ریت کے تودے یعنی بلند ٹیلے ہوئے تھے نہ دریا نہ چشمہ نہ درخت نہ گھاس اوپر سے جھلسا دینے والی دھوپ اور نیچے تپتی ہوئی ریت عرب کا گرم موسم کی تپش باد سموم کا زور ذرات ریت کی پرواز جو چنگاریاں بن کر جسم سے لپٹتی تھیں اسی پر خاتمہ ہے کہ اس وقت خاتونانِ حرم کی کیا حالت ہوئی۔ حضرت ام کلثوم اور حضرت زینب کے ہاتھ سے تو عنانِ ضبط بھی چھوٹ گئی اور یہ دونوں تو واہ غمداہ واعلیاہ اور وافاطمتاہ کہہ کر چیخ اٹھیں حضرت امام نے آکر تسکین دی اتنے میں حضرت سعد بن وقاص فاتح ایران کا بیٹا عمر دنیاوی حکومت کے لالچ میں اندھا ہو کر چھ ہزار یزیدیوں کا لشکر لئے ہوئے میدان میں آگیا اور ایک قاصد کے ذریعہ یہاں آنے کا مقصد دریافت کیا جس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ مجھے تو کوفیوں نے خود خطوط دے کر خود بھیج کر بلایا تھا اب جو وہ منحرف ہو گئے تو میں جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس جانے کے لئے تیار ہوں عمرو بن سعد نے ابن زیاد کو مطلع کیا تو اس نے حکم بھیجا کہ پہلے وہ سب کے سب یزید کی بیعت کر لیں اس کے بعد غور کیا جائے گا۔ ساتھ ہی ایک عتاب نامہ بھی روانہ کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم رات کو فرات کے کنارے ان سے ملتے ہو دیکھو فوراً فرات پر پہرہ مقرر کر دو بیعت لو۔ چنانچہ اسی وقت فرات پر پانچ سو سواروں کا پہرہ لگا دیا گیا۔

یہ بدبخت کوفیوں کو حضرت امام سے کوئی ذاتی خصومت نہ تھی اس کے باوجود انکی ابلیسانہ شرارت کا یہ عالم تھا کہ یہ اشقیا ازلی ان تشنہ لبوں کے سامنے کھڑے ہو کر اور دکھا دکھا کر پانی پیتے تھے اور پھینکتے تھے ایک بدبخت عبداللہ بن حصین نے حضرت امام کو پکار کر کہا کہ دیکھو حسین! یہ کتنا صاف و شفاف و شیریں پانی ہے لیکن تم مر بھی جاؤ گے جب بھی تمہیں اس کا ایک قطرہ نصیب نہ ہوگا آپ نے اسے بددعا دی اور یہ پیاس ہی کے عذاب سے تڑپ تڑپ کر مرا۔ عمرو بن حجاج نے تو جلادانہ شقاوت کی انتہا کر دی لب فرات کھڑے ہو کر کہا حسین دیکھتے ہو یہ پانی ہے جسے کتے تک پیتے ہیں جس سے سور تک سیراب ہوتے ہیں گدھے اور بھیڑیئے اس سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں خدا کی قسم اس وقت تک تمہیں اس کا ایک قطرہ بھی نصیب نہ ہوگا جب تک (نعوذ باللہ) دوزخ میں نہ پہنچو اور وہاں حمیم شہ ہو یہ یہودی نہ تھا نصرانی نہ تھا مسلمان تھا لیکن دل کا کاشانہ نور ایمان سے خالی ہو چکا تھا اور جب ایمان ہی نہ رہے تو پھر تاریکی کے سوا اور رہ کیا جاتا ہے بہرکیف، محرم سے پانی بالکل بند ہو گیا اور ہر طرف سے العطش العطش کی صدائیں بلند ہونے لگیں ماؤں کی چھاتیوں میں دودھ خشک ہو گئے۔ حلقوں میں زبانیں سوکھ گئیں ہونٹ خشک ہو گئے۔ خون خشک ہو گیا بچے بلکنے لگے مجبوراً جابجا زمین کھودی گئی مگر کہیں سے پانی کا ایک قطرہ دستیاب نہ ہوا۔ آخر آپ نے حضرت عباسؑ کو حکم دیا کہ جاؤ فرات سے پانی لاؤ۔

پیاسوں کی پیاس بجھانے کی سرفروشانہ سعی

حضرت عباس تیس سوار اور بیس پیادے لیکر فرات پر پہنچ گئے لڑائی ہوئی مگر پانی لے ہی آئے اور سب اس سے سیراب ہوئے اس کے بعد انتظام اور سخت کر دیا گیا اور کسی کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہ ملتا اگر ادھر سر چٹیل میدان نہ درختوں کا سایہ نہ پانی کی خنکی اور نہ سبزہ زار یا گرم آتشباریاں تمازتِ آفتاب کی گرمیاں دھوپ کی شدت، ریت کی تپش [illegible] پاؤں میں رستے جاتے اور یہ اذیت تکالیف و مصائب ہزاروں پہاڑ تھے جو یکے بعد دیگرے ان پر ٹوٹ پڑے تھے۔ تصور کیجئے کہ جون کے مہینہ میں دہلی کے اندر کیا عالم ہوتا ہے لوگ برف شربت سب کچھ پیتے ہیں مگر پیاس نہیں بجھتی در و دیوار سے آگ نکلتی ہے گھروں میں چین ہوتا ہے اور نہ باہر دو تین گھنٹے بھی پانی نہ ملے تو انسان بے قرار ہو جاتا ہے لیکن اہل بیت اطہار کا مقدس گھرانا ۱۱۲ درجہ کی جھلسا دینے والی دھوپ میں ایک کھلے میدان کے اندر پڑا ہے ہر طرف آگ برس رہی ہے کرہ ارض کرہ نار بنا ہوا ہے دو گھنٹے نہیں چار گھنٹے نہیں بارہ گھنٹے نہیں پورے تین شبانہ روز ان نفوس قدسی کو پانی کا ایک قطرہ تک نصیب نہیں ہوا۔ فرات کا دریا سامنے لہریں لے رہا ہے وحوش و بہائم سیراب ہو رہے ہیں لعین و کفار پانی پی رہے ہیں مگر ساقی کوثر کا بلند مرتبت گھرانا پیاس سے تڑپ رہا ہے ایک ایک قطرہ آب کو ترس رہا ہے۔ کوئی بچی کہہ رہی ہے بھیا اب تو پیاس کی شدت سے دم نکلا جا رہا ہے کسی خاتون کی آنکھیں پتھرا گئی ہیں بچوں کی زبانیں باہر نکلی ہوئی ہیں کوئی کسی کو اپنا سوکھا ہوا حلق دکھا رہا ہے کوئی لڑکی رو رو کر کہتی ہے اچھے چچا جان کہیں سے دو گھونٹ ہی پانی لا دیجئے حضرت امام کے کلیجے پر یہ شیون سنکر اور یہ حالتیں دیکھ کر کیسی چھریاں چلتی ہوں گی معصوم بچوں کو پیاس سے بلکتا دیکھ کر اور اپنے جگر پاروں کو العطش پکارتے سنکر دل کی کیا حالت ہوتی ہوگی۔ ۹ محرم کو تو ایک قیامت صغریٰ قائم ہو چکی تھی بچے نڈھال ہو گئے تھے گردن کے منکے ڈھل گئے تھے علاوہ تشنگی کے پاس میں ایک دوسرے کا منہ تکتی تھیں بات نہ کی جا سکتی تھی آنکھ کے آنسو تک خشک تھے ماہیِ بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے بچے پانی کے لئے ایک خیمے سے دوسرے خیمے میں روتے کراہتے ہوئے جاتے تھے مگر اس عنقا کا کہیں پتا نہ تھا۔ آخر حضرت عباس پھر بچاس سوار لیکر فرات سے پانی لینے کے لئے گئے سخت لڑائی ہوئی جس میں یہ سب کے سب شہید ہو گئے اور حضرت عباس مجروح واپس آگئے اللہ ہی جانتا ہے کہ اس وقت دلوں پر جو گذری ہوگی سب صبر و شکر کے ساتھ خاموش ہو رہے۔

کربلا کے مظلوم شہداء

حضرت امامؑ نے ابن زیاد کو کہلا بھیجا تھا کہ آخر تو کون ہے جو میری بیعت کی آرزو کرتا ہے یزید میرا اقربا تمہارا بھائی ہے میں خود اس کے پاس جا سکتا ہوں کچھ اشتباہ ہو تو اپنے آدمی ساتھ کر دے اس پر وہ آگ بگولا ہو گیا آٹھویں محرم کو ابن زیاد نے حکم بھیجا عمرو سعد میں نے تجھے نامہ و پیام کے لئے نہیں امام کا سر لانے کے لئے بھیجا ہے شمر لعین کو اس کی نگرانی کے لئے بھیجدیا اور حکم دیا کہ عمرو سعد کو تذبذب دیکھے تو خود زمام اختیار

اپنے ہاتھ میں لیلیے۔ ۹ محرم کی شام کو لشکر میں پہنچا عمرو سعد نے کہا کہ اب میں تیار ہوں پھر کیف آپ نے ایک روز کی مہلت مانگی جو دیدی گئی۔ شمر لعین کو جو اس کا علم ہوا بولا کہ میں ایک لمحہ کی بھی مہلت دینے کو تیار نہیں لڑتا ہے تو لڑو ورنہ خوج کی باگ میرے ہاتھ میں دے۔ عمرو بن سعد نے کہلا بھیجا کہ دوسرا قاصد پہنچ گیا وہ مہلت دینے پر تیار نہیں جواب دیا دن تو گذر ہی چکا اب رات کی رات باقی ہے یہ مہلت بھی مل گئی۔ ستمگار ابن زیاد نے ساتھ ہی یہ بھی حکم بھیجدیا تھا کہ انھیں اسی طرح پیاسا مارا جائے جس طرح ان کے باپ علیؓ نے عثمانؓ کو پیاسا شہید کرایا تھا اور ہاں قتل کے بعد ان کی نعش کو گھوڑے کے پیروں سے ضرور کچلوانا۔

دشت کربلا کا ایک موثر نظارہ

حضرت امام نے پوری رات تسبیح و تہلیل میں گذار دی صبح آفتاب جو طلوع ہوا تو وہ لرز رہا تھا اس کی کانپتی ہوئی شعاعیں دشت کربلا پر پڑیں اور افسردہ ہو گئیں کہ انھیں آج اس میدان میں وہ کچھ دیکھنا تھا جسے دیکھنے کی تاب اختیائے کوفہ کے سوا شاید ہی اور کوئی لا سکتا تھا اسی سرزمین پر آج محشر بپا ہونے والا تھا روئے آفتاب بھی سرخ تھی اور اسکے حوالی بھی سرخ کہ یہ صبح صبح قیامت سے کم نہ تھی ایک آفتاب کیا اس دشت کا ذرہ ذرہ سوگوار تھا اور چپہ چپہ پر ایک عجیب شیون و بکا کا عالم طاری ہو چکا تھا کہ فرزند رسول انہیں اور اسی خطہ پر پوری سفاکی و بیدردی کے ساتھ ذبح کئے جانے والا تھا اور جن رسالت کی لوٹ کوچ ہی ہونے والی تھی بیویوں کا سہاگ لٹنے میں دیر نہ تھی خون و دس کے چشمے ابلنے ہی والے تھے ذبح بھی وہ ہوں گے جو اس وقت بہترین خلائق اور تین شبانہ روز کے پیاسے ہیں دولت کا دلستہ خاموش تھا فلک ارزق خاموش کھڑا تھا زمین کی آواز بند تھی کہ انتہائی غمناک انتہائی دلدوز اور انتہا جگر پاش کھیل کھیلا جانے والا تھا اور حق و باطل اور سعادت و شقاوت کی دہشت بار و وحشت خیز جنگ کا نقشہ نگاہوں کے سامنے جما ہوا تھا فلک کہن سال اپنی عمر میں قتل و غارت اور سلب و نہب کے ایسے بہت سے تماشے دیکھ چکا تھا لیکن یہ تماشا تو کچھ ایسا حزن انگیز اتنا درد ناک اور اس درجہ محشر خیز تھا کہ زمین و فلک دونوں کے کلیجے پھٹے جا رہے تھے اور دونوں پر اداسی طاری ہو کر رہ گئی تھی۔

حضرت امامؓ نے سب کو جمع کر کے کہا کہ دیکھو پھر کہتا ہوں دشمنوں کو پرخاش صرف ایک میری ذات سے ہے تمھیں کوئی کچھ نہ کہیگا تم اب بھی اپنی جانیں لیکر چلے جاؤ اور اس بھڑکتی ہوئی آگ کی ہلاکت میں نہ پڑو۔ بولے آقا! فرزند رسول کو ہم تنہا چھوڑ دیں آخر ہم کل آپکے نانا جان کو کیا منہ دکھائینگے جب تک ہم زندہ ہیں کس کی مجال ہے جو آپ کو نظر بھر کر بھی دیکھ سکے یہ کہا اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کر کے گنبد افلاک میں ایک غلغلہ ڈالدیا حضرت امام اس عالم بیکسی میں ان مٹھی بھر بزرگوں کی یہ ہمدردانہ روش دیکھکر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ اللہ تعالے تمھیں صبر و ثبات اجر جزیل اور شہادت عطا فرمائے۔

اسی وقت بنی طے کا سردار طرماح بن طرئی کوفہ سے یہ حالت سنکر ثور دشت کربلا میں آیا اور عرض کی کہ حضور میرے قبیلہ میں تشریف لے چلئے پانچہزار جاں نثار قدموں پر قربان ہونے کو ہر وقت تیار رہیں گے انھیں لیکر مقابلہ کیجئے یہ کوفیوں جیسے بزدل اور بیوفا نہیں فرمایا یہ ہو سکتا ہے کہ میں اپنے رفقا کو پنجۂ مصائب میں چھوڑ کر چلا جاؤں رفقا فوراً بولے آپ ضرور جائیے اور ہم جاں نثاروں کی کوئی فکر نہ کیجئے۔ فرمایا کیا کہتے ہو دنیا تو اہل و عیال اور دوستوں اور رفیقوں ہی کے دم سے ہے یہ نہیں تو دنیا کیا اور زندگی کیا پھر تو جینا بیکار ہے میں نے ابھی شب کو خواب میں دیکھا ہے کہ نانا جان فرما رہے ہیں کہ گھبراؤ حسین آج ہی شب تک تو میرے پاس ہوگا۔" اس پر پھر نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے اور عرض کی کہ حضور ہمیں نہ بھول جائیں فرمایا تم وہاں بھی میرے رفیق ہو گے اور تمہارے بغیر جنت میں قدم نہ رکھوں گا۔

یزیدی لشکر کو بزرگانہ نصائح

اس کے فوراً بعد آپ نے خندق میں آگ کے روشن کئے جانے کا حکم دیا شمر لعین آگ دیکھکر بولا حسین خوب ہے دنیا میں بھی آگ ہے اور آخرت میں بھی آگ ہوگی جس طرح تیرا باپ آگ بن گیا فرمایا صبر کر جلد معلوم ہو جائیگا کہ آگ کس کے لئے ہے رفقا نے غصہ آیا تیر تراز و کر ہی دینے والے تھے کہ آپ نے روکدیا کہ ابتدا نہ کرو پھر آپ نے صف بندی کا حکم دیا اور خود ناقہ پر سوار ہو کر دشمنوں کی صفوں کی طرف بڑھے کہ پیچھے سے غم نصیب اور مصیبت زدہ خواتین اور بچوں کی مظلومانہ شیون کی آواز گوش مبارک میں پہنچی علی اکبر کو حکم دیا کہ جاؤ انھیں رونے سے منع کر دو اور کہدو کہ آج اور ضبط سے رہو پھر ساری عمر رونا ہی رہنا پھر آپ نے بطور حجت یہ تقریر کی:۔

"لوگو! دیکھو پہچان لو سمجھ لو کہ میں تمہارے رسول کا نواسا حضرت فاطمہ زہرا کا فرزند اور حضرت علیؓ کا جگر گوشہ ہوں اس حدیث کے سننے والے کئی ہزار کی تعداد میں موجود ہیں کہ حسن حسین جوانان بہشت کے سردار ہیں؟ یہ گویا میرے جنتی ہونے کی بشارت ہے میں تو وہ ہوں جس نے کبھی نماز ترک نہیں کی کسی کا دل نہیں دکھایا اور کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ظالمو! اگر آج حضرت عیسیٰ کا گدھا بھی زندہ ہوتا تو عیسائی اس کی تعظیم کرتے حضرت موسیٰ کی کوئی نشانی موجود ہوتی تو یہودی اسے آنکھوں پر رکھتے لیکن بتاؤ تو تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اپنے رسول کے نواسے کے قتل پر تلے ہوئے ہو دنیا چند روزہ ہے آخر ایک روز خدا کو منہ دکھانا ہے لیکن تمہیں نہ خدا کا ڈر ہے اور نہ اس کے رسولؐ سے تمھیں شرم آتی ہے مجھپر نہ کسی کا قصاص ہے نہ قرض پھر میرا خون کیوں تم نے حلال سمجھ لیا ہے میں تو خود ایک گوشہ نشین اور تارک الدنیا شخص ہوں اپنے نانا کے روضۂ منبر پر بیٹھا ہوا مصروف عبادت تھا کہ دشمنوں نے مجھے مکہ معظمہ جانے پر مجبور کر دیا اور وہاں تم نے مجھے خطوط بھیجکر بلوایا اور اب آپ ہی میرے قتل کے در پے ہو گئے"

اس کے بعد آپ نے فرمایا:۔

"میں اس وقت تم سے وہی کہتا ہوں جو حضرت موسیٰؑ نے فرعون سے کہا تھا کہ اگر تم مجھپر ایمان نہ لاؤ تو مجھے اپنے پاس سے جانے دو میری امداد نہیں کرتے تو قتل بھی نہ کرو اور مجھے راستہ دیدو کہ میں مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ چلا جاؤں اور اپنے نانا کے مزار انور پر عابدانہ بیٹھکر اپنی زندگی گزار دوں"

اگر قلب میں ذرہ برابر بھی نور ایمان باقی ہوتا تو اس ہوشربا و دردناک تقریر پر تڑپ جاتے اور بیتابانہ دوڑ کر قدموں پر سر رکھدیتے غور کیجئے حضرت امام کے الفاظ میں کتنا سوز کتنا درد اور کتنی بیکسی ہے اور اس کے اندر جذبات اثر و صداقت کی کتنی دنیائیں پوشیدہ ہیں پتھر بھی ہوتے تو پانی ہو جاتے لیکن ان اشقیا پر ذرہ برابر اثر نہ ہوا پھر حضرت نے فرمایا کیا تم نے مجھے خود خط پر خط بھیجکر نہ بلایا اس پر یہ بدبخت ازلی کیا کہتے ہیں ہاں بلایا ہوگا مگر اب تو ہم اس سے بیزار ہیں سمجھتے ہو کہ اس جواب میں ہو بہو بھی ایمان کا کوئی شمہ نظر آتا ہے اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے قلوب ایمان کی جگہ کفر کی شقاوتوں سے بھر پور ہو گئے تھے اس الغام

مجت کے بعد اس ہونٹ کنائی میں کہ آنکھیں بند تھیں اور آنسو رخسار پر ڈھلک کر ریش مبارک تک بہہ رہے تھے آپ نے ہاتھ اٹھاکر یہ دعا کی:۔

معبود! اس وقت میں ایک حوصلہ سوز اور صبر آزما مصیبت میں گرفتار ہوں، پریشان ہوں سمجھ نہیں سکتا کہ میرا نفس کیا چاہتا ہے کب تک ہے میری قوت نا پید ہے، طاقت نا پید ہے، غمگساری نا پید ہے تو ہی اس پرحادث وقت میں میرا یاور و مددگار ہے تو ہی وارث ہے اور تو ہی کارساز موت و حیات اور آغاز و انجام سب تیرے ہاتھ ہے آپ کریم کارسازی اور کرم رحمت والے رحمت نازل کر۔

ایک سرشاری کی کیفیت تھی ایک انہماک عرفانی کا عالم تھا گذر گیا اور آپ نے یہ پر اثر اور انتہائی موثر دعا ختم کی۔

معرکہ حق و باطل کا خونیں آغاز

فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر اور صفوں کو درست کرکے آغاز جنگ کا انتظار کرنے لگے یکایک ایک شقی ولد عبد اللہ بن حوزہ نے حریف لشکر سے نکل کر آواز دی کہ حسین دوزخ کی بشارت ہو۔ فرمایا خدا تجھے آگ میں جلائے ناگہانی گھوڑا بھڑکا اور خندق میں گر کر وہ نوخاک ہو گئے۔ تیرہ بخت کی شقاوت کی انتہا دیکھیے فرزند ساقی کوثر کو دوزخ کی بشارت دینے نکلا تھا مگر ایک تیر دعا کا بھی حریف نہ نکلا ہم تو پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ حضرت امام کی محض ایک دعا ہی سب کو کیا تہ وبالا کر دنیا کو ٹکڑے کر سکتی تھی جوش میں کچھ نکل جاتے ورنہ آپ کچھ نہ کہتے تھے اور پیکر صبر و رضا بنے ہوئے تھے اس کے بعد حر بن یزید سرعت کے ساتھ حریف صفوں سے نکلا اور نکلتے ہی کہا السلام علیک یا ابن رسول اللہ فرمایا کس ارادے سے آیا ہے فرمایا قدموں پر نثار ہونے کے لیے دشمنوں کی صفوں سے۔ دیکھ کر تہلکہ پڑ گیا شمر لعین بولا عمر و سعد عجلت کر ورنہ ساری فوج حسین سے مل جائیگی چنانچہ عمرو بن سعد نے اسی وقت یہ کہکر ایک تیر اس لشکر پر پھینکا کہ آپ لوگ شاہد رہیں حسین پر پہلا تیر پھینکنے والا عمر و سعد تھا۔

یہ گویا اس حق و باطل کی جنگ کا آغاز تھا حریف لشکر سے دو غلام میدان میں نکلے اور مقابلہ کے لیے پکارا ان کے مقابلے کیلئے حبیب ابن المطہر اور بریر ابن الحصین جوش میں بھرے ہوئے سامنے آئے حضرت امام نے کہا ٹھیرو یہ تمہارے جوڑ کے نہیں وہب ابن عبد اللہ کلبی نے کہا ان کے لئے میں جاتا ہوں اور ایک ہی وار میں دونوں کے مہلا دیئے یہ دیکھکر سالم نے ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ بایاں بازو کٹ گیا لیکن ابن عبد اللہ نے دوسرے ہاتھ سے اسی دم اس کا خاتمہ کر دیا جس پر نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے یزید ابن الحصین جو بپھرے ہوئے شیر کی طرح باہر نکلے تو یزیدی لشکر کا یزید بن معقل مقابلے کے لئے بڑھا مگر سامنے آتے ہی اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا اور ایک ہی وار میں سیدھا جہنم پہنچ گیا اور یزیدیوں پر ایک سناٹا چھا گیا لیکن کعب بن جابر الازدی نے جھپٹ کر انھیں شہید کر دیا یہ فوج امام کا پہلا شہید تھا انھیں شہید ہوتے دیکھ کر فوراً ہی عمرو بن قرظہ یزیدی فوج میں نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے میدان میں آئے اور شہید ہو گئے اتفاق دیکھیے ان کا حقیقی بھائی علی بن قرظہ یزیدی فوج میں جہنم براہ دوزخ تھا بھائی کی شہادت پر چیں بجبیں ہو گیا اور حضرت کے سامنے آکر گستاخانہ کہا کذاب تو نے میرے بھائی کو فریب دیکر قتل ہی کرا دیا۔

حضرت امام تو اس تیرہ قلب کو کیا جواب دیتے خاموش رہے البتہ نافع بن ہلال نے بڑھکر کہا سگ دنیا زبان روک! تو اور حضرت امام اور نواسہ رسول کو سب و شتم کرے چنانچہ جوش غضب سے بیتاب ہو کر جو حملہ کیا ہے تو ایک ہی وار میں یہ لعین

خاک نامرادی پر پڑا تڑپنے لگا اور دم توڑ دیا بھائی نے تو تاج شہادت زیب سر کیا تھا مگر یہ بدبخت جہنم کا مکیں بنا۔

حضرت حر کی شہادت

اس کے بعد شیر غراں کی طرح حر میدان جنگ میں اترے اور اترتے ہی بولے دنیا کے کتو کب تک جیو گے آخر تو ایک روز مرنا ہے، عمر و سعد شرم کر تو کس کا بیٹا ہے عمر دیکھ تیرا باپ کس شان کا بزرگ تھا کاش وہ میرے باپ نہ ہوتے کم از کم تو اپنے وجود سے زمین کو بھی ناپاک کر رکھا ہے تف ہے تیری زندگی پر چند روزہ زندگی کی خاطر آخرت کے عیش دائمی کو فروخت کر رہا ہے بیشک تیری فوج زیادہ ہے مجھے بھی یہی توقع ہے کہ میں تم اشقیا کے ہاتھوں سے اسی میدان میں شہید ہوں گا اور تم خوشی مناؤ گے مگر ظالمو دس برس بھی زندہ رہے تو کیا اور سو برس بھی رہے تو کیا راستہ تمھیں یہی طے کرنا ہے عمرو سعد سمجھاتا ہوں کہ اپنی خاندانی روایات کے سفید دامن پر داغ نہ لگا اور حکومت رے کی خاطر ایمان کی بیش بہا دولت کو قربان نہ کر۔

عمرو سعد شرمایا تو بہت مگر اس نے امیق دسیہ بن نمیر کو حملہ کا حکم دیا حر بولے شقی ازلی! تیرے قلب پر تو اسی وقت جہنمی مہر لگ چکی ہے جبکہ تو نے اس سپاہ کی عنان قیادت اپنے ہاتھ میں لی تھی جسے اللہ گمراہ کرے اسے کون راہ راست دکھا سکتا ہے یہ کہا اور ایک ہی وار میں حصین کا خاتمہ کر دیا پھر تو یہ حالت تھی کہ جو سامنے آیا جہنم رسید ہوا عمرو سعد کے حکم سے اس کی فوج نے حر کو حلقہ میں لے لیا لیکن یہ جانباز دار پر وار کرتے رہے تھے آخر بہت سے ظالموں کو فی النار کرکے خود بھی شہید ہو گئے۔

میدان کربلا میں گھمسان کی جنگ

اس کے بعد شامیوں نے صلاح کی کہ اس جانسپار اور سرفروش لشکر سے مقابلہ آسان نہیں یہ لوگ تو اپنی جان سے ہاتھ دھو چکے ہیں اگر اسی طرح ایک ایک شخص سے مقابلہ ہوتا رہا تو یہ مٹھی بھر ہمارے پورے لشکر کو خاک میں ملا کر رکھدیں گے اس لئے ان پر یکبارگی حملہ بول دینا چاہیے چنانچہ یہی ہوا چھ ہزار کا ٹڈی دل ان تشنہ لب فدائیوں پر ٹوٹ پڑا تیروں کا مینہ برسانا شروع کر دیا تلواروں کے وار شروع ہو گئے۔ نیزے آفتاب کی روشنی میں بلند ہو ہو کر چمکنے لگے گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ گو جان نثاران حق کی تعداد آٹے میں نمک کی برابر بھی نہ تھی گھوڑے سب کے شہید ہو چکے تھے جسم زخموں سے چھلنی ہو گئے تھے پھر بھی یہ بڑی جرأت و جلادت کے ساتھ لڑے بیشمار اشقیاء کو انھوں نے جہنم میں پہنچایا اور بہادری کی ایک زندہ مثال دنیا کے سامنے پیش کرکے انتہائی بیدردانہ حالت میں شہید ہو گئے کسی ایک نے بھی ایک قدم پیچھے نہیں ہٹایا ایک ایک کے مقابلہ میں سو سو دو دو سو تھے مگر کسی نے میدان جنگ سے منہ نہ موڑا کسی نے ضعف ہمت کا اظہار نہ کیا یہ عالم تھا کہ ریت اس شدت سے اڑ رہا تھا کہ کسی کو کسی کی صورت نظر نہ پڑتی تھی پھر یہ مظلوم پیدل رہ گئے تھے اور اشقیا کے پاس گھوڑے تھے یہ سوار اور یہ پیدل۔

اس پر بھی انھوں نے گھوڑوں اور سواروں دونوں کو ہلاک و مجروح کیا مگر تابہ کے آخر سب کے سب شہید ہو گئے شقاوت کی انتہا یہ تھی کہ اس ہجوم و یلغار میں شمر ملعون نے لوٹنے کے لئے خیموں کا رخ کیا لیکن رخ کرتے ہی سامنے ایک تیر آیا جس نے آن کی آن میں اس کے گھوڑے کا خاتمہ کر دیا اور یہ دوسرے گھوڑے پر سوار رہا اور پھر بھائی کے ساتھ پہنچنے لگا ان بیہودوں کو ان بےگناہوں

شہادت کی کوئی پرواہ نہ تھی بلکہ یہ کافرانہ جوش اور ولولہ شوق سے کام لے رہے تھے اس سے بھی بڑھکر یہ کہ نماز ظہر کا وقت آیا کہ جس کا روز تھا حضرت امام نے فرمایا لڑائی روک دو اور نماز ادا کر لینے دو لیکن ایمان تو ان کے آشیانہ کے قلب کو پہلے ہی خالی کر چکا تھا مسلمان رہے ہوتے تو نماز کا احترام کرتے انہوں نے صاف کر دیا مجبوراً نماز خوف ادا کی گئی اب جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس مرتاج شہدا کی سپاہ تیار کی تمام ختم ہو چکی ہے اور سب اپنے آقا پر قربان ہو کر جام شہادت پیتے حوروں کی گود میں پڑے ہوئے ہیں اس کے بعد حضرت امام نے خود بڑھنے کا ارادہ کیا مگر جو قریبی فدائی رہ گئے تھے وہ سامنے آ گئے اور عرض کی کہ حضور جب تک ہم زندہ ہیں حضور کو آگے نہ بڑھنے دیں گے چنانچہ یہ بزرگ بھی سینکڑوں کو فی النار کر کے سب کے سب شہید ہو گئے میدان جنگ میں کشتوں کے پشتے لگ گئے دور دور تک نعشیں ہی نعشیں نظر آتی تھیں۔

خاندان رسالت کے شیر

دودمان رسالت کے جو نونہال حضرت امام کے ساتھ ہیں ان کا ایک اجمالی خاکہ ہم ناظرین کرام کے سامنے پیش کر دینا چاہتے ہیں تاکہ اس حزن انگیز اور المناک نقشے کے تمام مظلومانہ گوشے نظر کے سامنے آ جائیں کربلائے معلےٰ میں حضرت امام حسینؓ اور ان کی اولاد کے علاوہ اولاد حضرت عقیلؓ، اولاد حضرت جعفرؓ اور اولاد امام حسنؓ بھی پوری قصابی کے ساتھ ذبح کی گئیں ظالموں نے تہیہ کر لیا تھا کہ مقتدائے اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان ذی شان کا نام و نشان دنیا سے مٹ جائے اور سید کہلانے والی کوئی مقدس ہستی صفحہ ارض پر باقی نہ رہ جائے غور کیجئے کہ جن کا یہ عزم ہو انھیں کوئی فرد بشر بصحت ہوش و حواس ایک ثانیہ کے لئے مسلمان سمجھنے کے لئے تیار ہو سکتا ہے

اولاد حضرت عقیل میں حضرت جعفر بن عقیل عبدالرحمٰن بن عقیل عبداللہ بن عقیل موسیٰ بن عقیل عون بن عقیل علی بن عقیل۔ محمد ابن سعید بن عقیل جعفر بن محمد بن عقیل اور احمد بن محمد بن عقیل نو افراد کربلا میں شہید ہوئے۔ حضرت مسلم اور ان کے دونوں صاحبزادے کوفہ میں شہید ہوئے۔ اولاد حضرت جعفر طیار سے دو بزرگ حضرت محمد بن عبداللہ بن جعفر اور حضرت عون بن عبداللہ بن جعفر شہید ہوئے جنھیں حضرت عبداللہ نے بلا کر خدمت میں روانہ کیا تھا اولاد حضرت امام حسنؓ سے پانچ محترم ہستیاں حضرت قاسم بن حسن حضرت عبداللہ بن حسن حضرت احمد بن حسن حضرت ابوبکر بن حسن اور ایک اور صاحبزادے شہید ہوئے اولاد حضرت امام حسینؓ سے دو فرزند جلیل حضرت علی اکبر اور حضرت علی اصغر شہید ہوئے۔ اولاد حضرت علیؓ سے حضرات عبداللہ بن علی حضرت جعفر بن علی حضرت عثمان بن علی حضرت محمد الاصغر بن علی حضرت عون بن علی اور حضرت عباس بن علی چھ بزرگ شہید ہوئے۔ صداقت، شعار اور مخلص مسلمانوں کے لئے دودمان رسالت کا یہ قتل عام کتنا دردناک دلدوز منظر نگاہوں کے سامنے پیش کر رہا ہے۔

شوق شہادت کی نرالی شان

سب سے پہلے عبداللہ اور محمد عقیل بزرگ ماموں کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ ماموں جان! اعزاء و انصار تو سب شرف شہادت سے شادکام ہو چکے آپ بڑھنا چاہتے ہیں مگر جب تک ہم زندہ ہیں اس وقت تک آپ کو ہرگز میدان وغا میں بڑھنے نہ دیں گے بمشکل اجازت طلب کر کے اپ بیکس ماں کے پاس پہنچے ہیں جنھیں بیوہ ہوئے ابھی چند ہی روز گذرے ہیں اور جن کے دو لخت جگر سات آٹھ آٹھ سال کی ننھی ننھی عمر میں کوفے کے اندر کچھ ہی روز پہلے کوفہ میں شہید ہو چکے ہیں اللہ ہی جانتا ہے کہ اس طلبی اجازت پر ان کے قلب پر کیا گذری ہو گی بہرکیف اجازت دیدی اور یہ دونوں یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے اس کے بعد حضرت جعفر بن عقیل اور عبدالرحمٰن بن عقیل رجز پڑھتے ہوئے میدان میں اترے اور یہ بھی یکے بعد دیگرے پچیس پچیس اشقیا کو تلوار کے گھاٹ اتار کر راہی ملک بقا ہوئے ان کے بعد حضرت عبداللہ اور موسیٰ بن عقیل کا خون کھولنے لگا اور وہ بھی سرفروشانہ میدان میں کود کر اور سینکڑوں کو خاک و خون میں آغشتہ کر کے جنت سدھارے

حضرت زینب کے صاحبزادے میدان وغا میں

حضرت زینبؓ حضرت امام حسینؓ کی حقیقی بہن تھیں دونوں میں عاشقانہ محبت تھی ان کے دونوں صاحبزادے محمد بن عبداللہ اور عون بن عبداللہ بیان اور ماموں کی اجازت لیکر گھوڑے اڑاتے ہوئے دشمنوں کی طرف چلے اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے دشمنوں کی طرف چلے۔

جنگ گاہ میں گھوڑوں کو اڑاتے ہوئے آئے ۔۔۔ شان اپنی سواری کی دکھاتے ہوئے آئے
نیزوں کو دلیرانہ ہلاتے ہوئے آئے ۔۔۔ ایماں سوئے کفار بتاتے ہوئے گئے

لرزہ تھا شجاعوں کو دلیروں کی نظر سے
تکتے تھے صف فوج کو شیروں کی نظر سے

دو شیر چلے جاتے تھے اس فوج کو ٹلے ۔۔۔ کیا منہ تھا کہ دو مارے کوئی یا کوئی حملے
سر پیچھے ہٹے جاتے تھے تلواروں کے تلے ۔۔۔ سدہ تھی نہ کسی کو جو سپر نیت ہو کھولے

غالب ہوا رعب ان کا ہر ایک تیغ بکف پر
جس صف پہ گرے یہ وہ گرے دوسری صف پر

غل تھا کہ خوشا حسن زہے دبدبہ و جاہ ۔۔۔ لڑکے ہیں کہ دو شیر ہیں العظمۃ للہ
اک مہر ہے افلاک شرافت کا تو اک ماہ ۔۔۔ دیکھیں انھیں یعقوب تو یوسف کی نہ ہو چاہ

کیا نور ہیں کرتے ہیں جو رخ لشکر کیں پر
دو صاعقے گر پڑتے ہیں اکبار زمیں پر

لشکر میں یہ غل تھا کہ وہ جانبازی سے ۔۔۔ لڑتا ہو جب سامنے آ جائے وہ ہمارے
ہم وہ میں کہ جب کرتے ہیں میدان میں آ کے ۔۔۔ رستم کو بھگا دیتے ہیں تلوار کے مارے

ہے قہر خدائے دو جہاں ضرب ہماری
رکتی نہیں دشمن سے کبھی ضرب ہماری

دادا میں جو قوت تھی وہ طاقت بھی ہے ہم میں ۔۔۔ ہے زور بھی نانا کا شجاعت بھی ہے ہم میں
دولہا یہ وشان وہ شوکت بھی ہے ہم میں ۔۔۔ اور ماموں کی مظلومی و غربت بھی ہے ہم میں

چھوٹے ہیں حقیقت نہیں یہ حاصل ہے برابر
سینے میں تو قرآن و حمائل ہے برابر

یہ رجز پڑھی دونوں نے لیلاں کی گھوڑے ۔۔۔ چلے میں دو ہر تیر کمانداروں نے جوڑے
غل تھا کہ خبردار کوئی منہ کو نہ موڑے ۔۔۔ یہ دونوں بہادر ہیں تو ہم بھی نہیں تھوڑے

یا مار کے تلوار گرا دیتے ہیں ان کو
یا نیزوں کی نوکوں پہ اٹھا لیتے ہیں ان کو

بے خوف وہ آتے ہیں نیزوں کو جھکائے — تھا شور کہ رکھ دیتے ہیں بندوق بجھائے
ہٹ ہٹ کے لبادے کے تھم تھم کے جو چلے — پر رکتے نہ تھے شاہ کی آغوش کے پالے

دونوں کے پیاسے پر غضب لڑتے تھے دونوں
جو قسمت تھا قسمت سے جا پڑتے تھے دونوں

نعروں کے دلیروں کے گیا شور فلک پر — تیغوں کا چمک جیسی تھی بجلی کی چمک پر

جب اشقیا نے دیکھا کہ یہ بچے تو شیروں کی طرح لڑ رہے ہیں اور جو سامنے جاتا ہے ان کے فوراً جہنم پہنچا دیتے ہیں تو انھوں نے انھیں نرغے میں اس طرح لیا کہ دونوں بھائی باہم ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے پھر بھی کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی تاہم ایک شخص نے پیچھے سے آکر اس شدت کیساتھ نیزہ مارا کہ حضرت زینبؑ کا یہ لال پشت فرس سے خون میں ڈوب کر نیچے گرا دوسرے بھائی کو بھی نرغوں نے نیزوں سے چھید چھید کر گرا لیا دونوں بھائی خاک پر تڑپنے لگے اسی وقت حضرت امام دوڑے انھیں دیکھ کر دونوں نے آنکھیں کھولدیں مسکرائے اور دم توڑ دیا۔ حضرت زینبؑ آخر ماں تھیں پہلو میں ان کا دل رکھتی تھیں بچوں کی شہادت کی اطلاع پا کر ان کا جگر پاش پاش ہو گیا اور بے قرار ہو کر رہ گئیں آسمان و زمین کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے لیکن ان سنگدلان کوفہ کے قلب رحم سے خالی تھے انھیں رحم نہ آیا۔

ہاشمی جوانوں کی لاشوں کا قیمہ

اولاد عقیل اور اولاد جعفر طیار کے بعد اولاد حضرت امام حسن کی باری آئی اور بھانجوں کے بعد بھتیجے بڑھے اور سات بھائیوں میں سے پانچ بھائیوں نے حق جہاد شجاعت ادا کر کے جام شہادت نوش فرمایا حضرت قاسم بن حسن کی عمر گو تیرہ سال ہی کی تھی لیکن آپ کی جرأت کا خوف کچھ ایسا چھایا ہوا تھا کہ کوئی مقابلہ پر آتا تھا تو عمر سعد نے عرب کے ایک نامور اور بہادر پہلوان کو مقابلہ کا حکم دیا اس نے کہا کہ میں ان بچہ سے لڑنا اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہوں میں اپنے لڑکے کو بھیجے دیتا ہوں جو ابھی جا کر اس کا سر کاٹ لائیگا لیکن قاسمؑ نے ایک ہی وار میں اس کا سر اڑا دیا اس کے بعد اس کے تین بیٹے نکلے ان کا بھی یہی انجام ہوا تو ازرق پہلوان غصہ سے کانپنے لگا اور شیر کی طرح قاسم پر جھپٹا مگر آن کی آن میں یہ بھی خاک پر ڈھیر تھا عمر سعد یہ دیکھ کر کانپ اٹھا کہ جب ازرق اور اس کے بیٹے نہیں ٹھہر سکے تو سامنے کوئی پیش نہیں چل سکتی تب اس نے حکم دیدیا کہ ہجوم کر کے مار لو چنانچہ سینکڑوں اشقیا نے قاسم کو گھیر لیا اور پہلو بچا کر ایک شقی نے نیزہ مار کر گرا لیا پھر کیا تھا سینکڑوں تلواریں بیک وقت پڑنے لگیں اور ان مسلمان کہلانے والے ملعونوں نے پیشوائے مسلمین کے نواسے کے جگر گوشہ کا قیمہ کر کے رکھ دیا اس کے بعد بڑے صاحبزادے عبداللہ بن حسن نے برق رفتاری کیساتھ بڑھے اور ان بھیڑیوں نے انھیں بھی چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ غرض رفتہ رفتہ اولاد عقیل اولاد جعفر طیار اولاد زینب اور اولاد امام حسن سب کی سب ان قصابوں کے ہاتھوں پوری سفاکی کے ساتھ ذبح ہو گئی اللہ ہی جانتا ہے کہ اس وقت حضرت امام اور ان شہداء کی ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کے قلوب پر کیا گزر رہی ہوگی آنکھیں پتلی کی کھلی رہ گئی تھیں اور شدت آہ تک نہ نکلتی تھی گو یہ ہاشمی دلیر معرکہ قتال میں پوری جرأت و دلاورت کے ساتھ لئے کشتوں کے پشتے لگا گئے یزیدیوں کو گاجر مولی کی طرح کتر کر رکھدیا مگر ان کی شہادتیں بھی نہایت جانسوز انتہائی مظلومانہ اور بدرجۂ غایت دلدوز تھیں ظالم ملعونوں نے ان لاشوں تک پر اپنا شیطانی غصہ اتارا تھا اور بعض کو تو بالکل قیمہ قیمہ کر کے رکھ دیا تھا

حضرت عباس بن علی کی دلیرانہ شہادت

حضرت عباسؑ نہایت شکیل و جمیل ہونیکی وجہ سے ماہ بنی ہاشم کے نام سے مشہور ہو گئے تھے لقب علمدار اور سقائے اہل بیت تھا شہادت کے وقت چونتیس سال کی عمر تھی نہایت بارعب و وجیہ جوان تھے حضرت امام حسین کو ہمیشہ آقا و مولا کہکر پکارتے تھے آپ بنی ہاشم اور بنی فاطمہ میں صرف حضرت قاسم اور حضرت علی اکبر کے سوا اور کوئی متنفس باقی نہ رہا حضرت سجاد تھے تو وہ بیمار تھے حضرت قاسمؑ کی جس وقت رن میں جانیکی اجازت طلب کی تو آپ کا قلب و جگر پاش پاش ہو گیا کہ قوت بازو بھی خون میں نہانے جا رہا ہے اور یہ ماہ ہاشمی بھی شہادت کے لطف بادلوں میں منہ چھپانے والا ہے مفارقت اور اپنے پیاروں کی مفارقت دینے ہی قیامت سے کم نہیں تھی لوٹا ہوا دل ناوک غم سے غربال بنا ہوا جگر صدموں پر صدمے دکھ پہ دکھ سہتے ملتے آہ نہ نکلی سینہ میں حزن و الم کا ایک طوفان برپا ہو گیا اور آنکھیں خون کی بے اختیارانہ دردیاں مارنے لگیں۔

بے بھائی ان برادر کیا یہ چاہتے ہو کہ دنیا سے میں بالکل بے سہارا جاؤں اور جیسے جاؤں کوئی اپنا کہلانے والا ساتھ نہ ہو تم بھی جا رہے ہو سکینہ کو کون تسکین دیگا زینب کی ڈھارس کون بندھائیگا تمہیں تو یہ اشقیا شہید کر ہی کے رہیں گے مگر تم کیوں جان دیتے ہو کیا سرزمین کربلا کو ابھی خون کی اور پیاس باقی ہے میرے بعد تم رہو گے تو ان بیکس عورتوں کو تسکین دے سکو گے انھیں کوئی تو سہارا ہوگا۔ عرض کی جب شہید ہو کر جب اشقیا خیموں کی طرف بڑھیں گے تو ان مظلوموں کا کون وارث بنے گا ذرا خیموں میں جا کر تو دیکھو کہ تمہاری عزیز ترین بہن سکینہ کو دیکھو غم اور شدت تشنگی سے غش پر غش آ رہے ہیں علی اصغر معصوم کا تو پیاس سے منہ ڈھلک گیا ہے ہونٹ نیلے پڑ گئے ہیں پتلیاں پھیل گئی ہیں ان کی دردرسیدہ ماں کا دودھ بھی چھاتیوں میں خشک ہو گیا اگر ہو سکے تو پہلے ایک سعی ان بیکس تشنہ لبوں کی تشنگی دور کرنیکی تو کر لو حضرت قاسم اسی وقت کھڑے ہو گئے سمجھے آخر مسلمان ہیں موثر سے موثر الفاظ میں خانوادۂ نبوت کی تشنگی کا نقشہ ان کے سامنے کھینچونگا شاید رحم آ جائے گئے اور پہلے ہی کیا لیکن ان لعینوں کے قلوب پتھر کی طرح سخت تھے پہرے کڑے تھے ایمان کہاں تھا کفر و ضلالت کی تاریکی میں مبتلا تھے ادھر خیموں میں امید کا ایک چراغ روشن ہو گیا تھا کہ پانی آ رہا ہوگا خالی جب لوٹتے دیکھا تو ایک واویلا کا طوفان برپا ہو گیا قیامت قائم ہو گئی حضرت عباسؑ کو غصہ آ گیا حضرت امام سے اجازت لیکر خیموں میں گئے جہاں ان کی بہنیں زینب اور سکینہ بھی تھیں اور حضرت ذکیہ ان کی حرم محترم بھی کون کہے کہ جا کیا اور سر کٹانے اور کون مرنے اور خون میں نہانے کی اجازت دے اس منظر کا یہ المناک نقشہ ملاحظہ فرمائیے

کیا مجکو سنبھالے ہو بہن بھائی تلک جاؤ — تم کو سر اکبر کی قسم ہے اسے سمجھاؤ
منت کرو عباس کا سر بھائی سے لپٹاؤ — جو پانی کہاں غش ہے سکینہ کو بلاؤ
کچھ بھی ذکر نہیں سے گزر جائیگا شبیر — یہ داغ ہے وہ داغ کہ مر جائیگا شبیر
زینب وہ جواں ہے مری پیری کا سہارا — بچپن سے میں پیارا ہے وہ مجھے پیارا
کیونکر اس کا نہیں حلق سے ہے کوچ ہمارا — کس طرح کریں صبر نہیں صبر کا یارا
یہ دولت بیدار کہیں کھوئی نہیں جاتی — تصویر علی ہاتھ سے کھوئی نہیں جاتی
اس بھائی کا مرنا مجھے خالق نہ دکھائے — میں اس کو نہ روکوں وہ مری قبر بنائے
عباس جنازہ مرا کاندھوں پہ اٹھائے — ہاتھوں سے علمدار مجھے گاڑ کے جائے
ہم پیر ہیں جینے کی نہیں آس کہاں ہے — قابل نہیں مرنے کے ابھی تو وہ جواں ہے
یہ کہکے تڑپتے تھے شہ بیکس و بے پر — ہے خدا سے گردش دیں پھرتی تھی سر

ہے مضطرب و بیتاب حرم کھولے ہوئے سر دیکھا کہ چلے آتے ہیں عباس علمدار
رومال ہے آنکھوں پہ منہ فق ہے زرد ہے زوجہ تو پس پشت ہے پہلو میں پسر ہے
گودی میں ہے مظلوم سکینہ کو بٹھائے اور ننھے سے ہاتھوں کو وہ گردن میں ہے ڈالے
فرماتے ہیں بیٹے سے کہ لے نازوں کی پالی کرتا ہے پدر تم کو سکینہ کے حوالے
دروازہ پہ جا جا کے خبر لائیو بیٹا شہزادی کو تم کھیل میں بہلائیو بیٹا
آداب بجا لا کے تصدق ہوئے عباس غش ہو گئے صدمے سے شہ بیکس و بے آس
روتے ہوئے عباس چلے گھر سے بصد یاس سر پیٹے ہوئے قول تھا رانڈ کا چپ رہ
ٹوٹا تھا فلک زوجۂ عباس حزیں پر اٹھتی تھی کبھی اور کبھی گرتی تھی زمیں پر
القصہ چڑھے گھوڑے پہ عباس علمدار بجلی کی طرح کوند گیا دشت میں رہوار
وہ چاند سی صورت وہ چمکتے ہوئے ہتھیار سرتا بہ قدم ڈوبا ہوا حیدر کرار
تکتے تھے عدو بازوئے شاہ عربی کو غل تھا کہ علی آئے ہیں خیبر شکنی کو
یہ ذرا ہی تھا کہ سواری نظر آئی پنہاں ہوئی گرد اور کہیں باری نظر آئی
شان شہ قدرت باری نظر آئی آمد اسد اللہ کی ساری نظر آئی
آنا تھا جری ڈالے ہوئے گھوڑے کو رن میں تھیں پھولوں کی بیلیں کہ چلی آتی تھیں بن میں

حضرت عباس بہادری اور دلیری میں شہرۂ آفاق تھے کسی کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی آخر بہت سے سنگدل آپ پر ٹوٹ پڑے پھر بھی قریب کوئی بھی نہ آتا تھا کہ جو آیا سیدھا جہنم پہنچا دیا گیا ایک مشہور بہادر دمشقی مارد بن صدیف نے جو دیکھا کہ تمام لشکر پر دہشت طاری ہو گئی ہے تو پکار کر کہا کہ کمبخت شیر کی میدان میں حشرات الارض کی طرح چھپے ہوئے ہو اور ایک شخص سے عہدہ برآ ہونے کی جرأت نہیں دیکھ میں تنہا مقابلہ پر جاتا ہوں کیونکہ اس طعن کی زد شمر پر بھی پڑتی تھی وہ جل گیا اور کہا کہ جا تو اور تیرا بھائی ہم بیٹھے جاتے ہیں چنانچہ مارد تنہا گیا اور پکارا جانتا ہے کہ میں حرم کے نام سے ناآشنا ہوں تاہم تیری جوانی پر ترس کھاتا ہوں جا اب بھی لوٹ جا اور دنیا و زندگی کا لطف اٹھا۔

حضرت عباس لاف زنی پر ہنسے اس نے جھپٹ کر جو حملہ کیا تو آپ نے نیزہ پکڑ کر ایک جھٹکے میں نیزہ چھین لیا اور اسے گرا دیا دوسرے وار میں گھوڑا ختم تھا وہ سر اگھوڑا آیا اس پر کود کر جا بیٹھا اور لڑتے ہوئے مارد کو جہنم پہنچا دیا اس کے بعد فرات کی طرف بڑھے اور مارتے کاٹتے ہٹاتے دریا تک پہنچ گئے لب دریا سیکڑوں کے سر دھڑ سے جدا کر دیئے پانی پینا چاہا لیکن خاتون ان حرم کی پیاس یاد کر کے پانی پھینک دیا اور مشکیزہ بھر کر وہاں سے لوٹے مگر اشقیا نے فوراً انھیں محاصرہ میں لے لیا مگر آپ خوب لڑے اور یہاں بھی سینکڑوں لعینوں کو خاک و خون میں تڑپایا آخر ایک شقی نے درخت کی آڑ میں چھپ کر ایک بھرپور وار کیا اور دہنا بازو کٹ ڈالا آپ نے الٹے ہاتھ سے لڑنا شروع کر دیا وہ دوسرا بازو بھی کٹ گیا آپ پانی لئے دوڑے چلے جا رہے تھے اشقیا کی قصاوت و شقاوت کی گہرائیاں ملاحظہ کیجئے کہ ساری سعی اس امر کی تھی کہ کہیں پانی خانوادۂ رسالت کے خشک اور سوکھے ہوئے گلوں کو تر نہ کر سکے جو تر بھی ہو جاتے تو حربی اصول سے بھی اب ان کا کوئی نقصان نہ تھا مگر جہاں آپ مراحل سعادت و صبر طے کر رہے تھے وہاں اشقیا مقامات شقاوت طے کرتے چلے جا رہے تھے اب کیا تھا دونوں ہاتھ قطع ہو ہی چکے تھے ایک جہنمی نے گرز مار کر سر مبارک پارہ پارہ کر دیا عین ظہر کے وقت آپ نے دم توڑ دیا خیموں میں ایک کہرام مچ گیا حضرت امام کے قلب پر ایک گویا سانگ سنگ کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور فرط غم سے چہرہ زرد ہو گیا۔

میدان کربلا کا آخری شہید کتنا المناک اور جانسوز وقت تھا جبکہ حرم رسول کا آخری شہزادہ اٹھارہ سال کا شباب آلود نوجوان ... کا یگانہ پھول رن میں جانے کی اجازت لینے کے لئے خیموں میں آیا ہے

ہو سکو مرنے کو ہم شکل نبی جاتا ہے دولت بانوئے بیکس پہ زوال آتا ہے
کیا الم ہے کہ جگر سینے میں تھراتا ہے داغ بیٹے کا فلک باپ کو دکھلاتا ہے
ماں تڑپتی ہے شہ جن و بشر روتے ہیں کس جواں بیٹے سے ماں باپ جدا ہوتے ہیں
بیٹا کیا جاتا ہے ہوتا ہے بھرا گھر برباد جان کھوتا ہے پدر ہوتی ہے مادر برباد
داغ اولاد ہے یاں صبر کا مقدور نہیں پہلے فرزند سے مر جائیں تو کچھ دور نہیں
ایسا بیٹا جسے اٹھارہ برس پالا ہے گھر سے جاتا ہے وہی گھر کا جو اجیالا ہے
کج روشی چرخ ستمگر نے عجب ڈالا ہے کیا کریں صبر کلیجہ تہ و بالا ہے
دل کی بیتابی پر اک آتش سرا ہوتی ہے مرگ ماں باپ کی قالب سے جدا ہوتی ہے
داغ اولاد نہیں آہ اٹھایا جاتا ایسا بیٹا نہیں ہاتھوں سے گنوایا جاتا
درد وہ ہے کہ زباں پر نہیں لایا جاتا زخم وہ ہے کہ جگر پر نہیں کھایا جاتا
داغ فرزند حسین ابن علی سے پوچھو نوجواں بیٹے کا غم باپ کے جی سے پوچھو
ہے مسیں بھیگتی اٹھارہ برس کا ہے سن منتیں مانی ہیں مادر نے گنے ہیں دن
رنج میں کاٹی ہیں دکھ درد کی راتیں گن گن پالنے والے کو چھین آئیگا یوں کر اس بن
ماں کو حسرت ہے دلہن بیاہ کے گھر لائیگی لڑکیاں عین جوانی میں ہے مر جائیگی
رن کو جانے کیلئے بازو کے جاتے ہیں کھڑے شوق سے جنگ کے ہتھیار لگائے ہیں کھڑے
ہاتھ جوڑے ہوئے گردن کو جھکائے ہیں کھڑے جان دینے مرنے کے لئے آنکھ بچائے ہیں کھڑے
شاہ خاموش ہیں پر بول نہیں سکتے ہیں کبھی بانو کا کبھی بیٹے کا منہ تکتے ہیں
بانو کہتی ہیں کہ کیا کہتے ہو اکبر یا شاہ ان کے جو دل میں ہے کچھ آپ ہیں اس سے آگاہ
سمجھتی ہوں میں کہ حضرت کی ہے حالت ہے تباہ ماجرا کیا ہے یہ کچھ مجھ سے تو کہئے بلد
منہ سے کچھ کہتے نہیں پاس ادب کرتے ہیں کونسی چیز ہے جو ماں سے طلب کرتے ہیں
شاہ فرماتے ہیں بانو سے کہ اے نیک نہاد راز داں ہوتی ہے جو ماں پسر کی بانو یاد
پوچھو اکبر سے کہیں گے جو ان کی ہے مراد حق نہ ماں باپ کو دکھلائے فراق اولاد
تھا مقدر میں کہ سب ہو نہ سکے اہم دیکھیں اب بھی اللہ جانیں جہاں تو نہ یہ غم دیکھیں

ماں بھلا کس دل سے رخصت کی اجازت دے سکتی تھیں حضرت علی اکبر بغیر آپ کی مرضی اگر رن کو نہ جاؤں گا تو دلہن بھی نہ جاؤں گا کہ پھر کسی کو کیا منہ دکھاؤں گا یہ حالت دیکھکر حضرت امام سامنے آتے ہیں اور بیوی کو سمجھاتے ہیں۔

تم نے اٹھارہ برس کھینچے ہیں رنج و تعب بانو یہ خواہش تقدیر سے مجبور ہیں سب
اس کی میں کون ہوں تم کون ہو جو مرضی رب اور کیا جس کی امانت ہے وہ کرتا ہے طلب
اب نہیں جینے کے ہمراہ نہیں ہی یہ لائے تھے خلق میں داغ دکھانے کو ہمیں آئے تھے

آخر گرامی قدر ماں نے دل پر جبر کر کے اجازت دی اور فرمایا:۔

شہ نے سمجھایا تو بانو نے کہا رو رو کر کیوں کر روکوں لئے ہو غصہ سے صدقہ مادر
ماں سے چلتے ہوئے آزردہ نہ جانا اکبر خیر جو مرضی ہو اچھا کرو دنیا سے سفر
ابتو راضی ہوئے مادر سے میں واری بیٹا آگے آؤ کہ بلائیں لوں تمہاری بیٹا
کہہ کے یہ روئی جواں بیٹے کو چھاتی سے لگا غل ہوا بانو نے دی مرنے کی اکبر کو رضا
خاک برسید سجاد نے سر دے پٹکا روکے چلانے لگیں بہنیں کہ ہے ہے بھیا
کچھ زبان سے علی اصغر جو نہ کہہ سکتا تھا جھولے سے رو رو کے بھائی کی طرف تکتا تھا
کہتی تھی پیٹ کے سر زینب مضطر ہے ہے نوجوان کس نے چلا بھائی کا دلبر ہے ہے

بانو لٹی گئی برباد ہوا گھر ہے ہے — نوجواں مرنے چلا بھائی کا دلبر ہے ہے
پاس کوئی نہیں تنہا شہ مظلوم ہوئے — ہائے نانا کی زیارت سے بھی محروم ہوئے
چھوڑ کر ماں کو انہیں خیمہ سے اکبر نکلے — پیچھے فرزند کے روتے ہوئے سرور نکلے
پر عجب حال سے ہمشکل پیمبر نکلے — مڑ کے تکتے تھے کہ خیمے سے نہ مادر نکلے
ماں کے رونے کی جو کانوں میں صدا آتی تھی — ٹکڑے ہوتا تھا جگر چھاتی پھٹی جاتی تھی

جب حضرت علی اکبر نے قدم بڑھایا تو حضرت امام نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا بار الٰہا! تو شاہد ہے کہ میں اپنے اس لخت جگر کو راہ حق میں فدا ہونے کیلئے بھیج رہا ہوں جو نہ صرف نوجوان و صالح ہے بلکہ وہ شکل و شباہت انداز گفتگو و کلام خلق و مروت میں تیرے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ مشابہ ہے ہمیں جس وقت تیرے نبی کی زیارت کا شوق بیتاب کرتا تھا اسی کو دیکھ کر اپنا اشتیاق پورا کر لیا کرتے تھے۔

فرزند امام پر یزیدی درندوں کی یورش

شہزادہ علی اکبر شیر نیستاں کی طرح اشقر پر بیٹھے اور یہ اٹھارہ سالہ نوجوان اس شجاعت کے ساتھ میدان میں آیا کہ بدنہاد دشمنوں کے چھکے چھوٹ گئے جب بیاسی اشقیا فی النار ہو گئے تو اہل جفا نے چاروں طرف سے ہجوم کر کے اس صالح و بہادر نوجوان کو نرغے میں لے لیا اس پر مزید قیامت یہ کہ ہر طرف سے تیروں کی بارش شروع کر دی اور چاہا کہ اس شبیہ رسول کریم کو خود اپنے ہاتھوں خاک میں ملا کر دوزخ کی شہریاری کا شرف حاصل کریں۔ چنانچہ ان ظالموں نے حضرت علی اکبر کے جسم مبارک کو تیروں سے چھلنی کر ڈالا اور تلواروں کے وار برسا رہنے لگے جس پھول کو انھیں سر چڑھانا تھا جس فرزند جلیل کو انھیں آنکھوں پر بٹھانا تھا اسی کو یہ لعین و شقی اپنی ساری قساوتوں اور سفاکیوں کا آماجگاہ بنائے ہوئے ہیں اور مسلم کہلاتے ہوئے مسلم شہزادہ کی پامالی پر تلے ہوئے ہیں واقعی جب انسان کو خدا کا خوف باقی نہیں رہتا اور قساوت و بربریت پر اتر آتا ہے تو وہ کر گزرتا ہے جو جنگل کے بھیڑیئے اور خونی درندے بھی نہیں کر سکتے جب جراحتوں اور زخموں سے علی اکبر چور چور ہو گئے اور گرنے لگے تو محترم باپ کو پکارا کہ میری خبر لیجئے اور آخری دیدار سے سیراب کیجئے دیکھئے جد امجد رسول کریم مجھے کوثر کا جام تو پلا رہے ہیں جس کے بعد اب مجھے قیامت تک پیاس نہ لگے گی اور دوسرا جام آپ کے لئے ہاتھ میں لئے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ حسین جلد آ میں تیرا منتظر ہوں۔

جس دم سنی حسین نے یہ جانگزا صدا — صابر اگرچہ تھے یہ کلیجہ الٹ گیا
ہاتھوں سے دل کو تھام کے دوڑے برہنہ پا — نعرہ کیا کہ اے علی اکبر کدھر گیا
مل کر غریب و بیکس و تنہا سے جائیو — آئے ضعیف باپ تو دنیا سے جائیو
ہے ہے مرے شفیق پسر مہرباں پسر — خوشرو پسر سعید پسر قدرداں پسر
دل کا چین باپ کا آرام جاں پسر — کڑیل پسر شہید پسر نوجواں پسر
مقتل کدھر ہے کوئی بتاتا نہیں مجھے — اے نور عین کچھ نظر آتا نہیں مجھے
مجھ کو غریب دشت بلا کہہ کے پھر پکار — اک بار یا شہ دوسرا کہہ کے پھر پکار
اے شیر سید الشہدا کہہ کے پھر پکار — صدقے ہو باپ یا ابتا کہہ کے پھر پکار
میری بھی جان تن سے ترے ساتھ جائیگی — مر جاؤں گا نہیں جو نہ آواز آئیگی
کچھ ہوش دست و پا کا نہیں بدحواس ہوں — زخمی ہے قلب کشتۂ اندوہ و یاس ہوں
غمگین ہوں ملول ہوں حزیں ہوں اداس ہوں — دم توڑ دو تم تو ہے غضب اور میں پاس ہوں

کیونکر قرار دے دل ناصبور کو — لاؤں کہاں سے دیدۂ نم کے نور کو
دوڑے یہ بات کہہ کے جو سلطان بحر و بر — بیٹے کی لاش باپ نے دیکھی بسوز تر
اٹھا یہ دل میں درد کہ خم ہو گئی کمر — دیکھا جو زخم سینہ کے قریب آ گیا جگر
تڑپے جو گر کے اور تڑپ کر ٹھہر گئے — غل پڑ گیا صفوں میں کہ شبیر مر گئے
ہوش آیا چند ساعت کامل کے بعد جب — دیکھا کہ لٹ رہی ہے شبیہ رسول اب
آنسو بہا کے رکھ دیئے بیٹے کے لب پہ لب — چلائے تم کہ چھوڑ چلے ہم کو ہے غضب
دل سے گلے لپٹنے کی حسرت نکال دو — باہیں اٹھا کے باپ کی گردن میں ڈال دو
اکبر ترے الم سے جگر چاک چاک ہے — جب تم نہ ہو تو باپ کے جینے پہ خاک ہے
یہ بات سنکے لینے لگا ہچکیاں پسر — سوکھی زباں دکھائی کہ پیاسا ہوں مر گیا
زردی اجل کی چھا گئی چہرے پہ سر بسر — دو بار لیں آہ کے کروٹ ادھر ادھر
دنیا سے انتقال ہوا نور عین کا — ہنگامہ پھر تھا کہ لٹا گھر حسین کا

حضرت شبیر کے مراتب علوی

معاذ اللہ حضرت امام کا صبر و استقلال تھا محض پابند ربانی تکلیف اور مراد اپنی اپنی جگہ ہمیشہ رہا اور صبر سوز تھی اور آپ برابر صبر پہ صبر کرتے اور مظلومی و درد رسیدگی کی انتہاؤں کی طرف لمحہ بہ لمحہ بڑھتے چلے جاتے تھے ہر روز ناز و نعمت دشت نینوا نے نیا بنا کیا ہو گا میدان نعشوں کے انبار سے اٹ گیا خطہ نہ رسد نہ آب و دانہ دن بھر جھلسا دینے والی دھوپ گرم موسم پانی غائب گھر بار ساتھ میں روز کے بھوکے پیاسے اپنی کوئی ہمگت ایک ایک یہ سب بہنوں بیٹیوں جگر پاروں بچوں اور معصوموں کی ہولناک مصیبتیں اور مصیبتیں بھی وہ مصیبتیں جن کا محض ایک تصور قلب و جان میں شعلے بھڑکا دینے کے لئے کافی ہے پھر پیہم مصیبت پر مصیبت تکلیف پر تکلیف زخم پر زخم۔

تمام اعوان و انصار آغوش اجل میں سلا دیئے اعزا و اقربا موت کی نیند سو گئے بھانجے بھتیجے اور بھائی خون میں نہائے ہوئے سامنے پڑے ہیں اور دیکھتے دیکھتے لائق اور نوجوان بیٹا بھی ہدف ظلم بن گیا اس پر یہ کوہ غم کہ خیموں میں ایک طرف تو ان مرنے والوں کا کہرام برپا ہے دوسری طرف ناموس آل رسول بیکسی کی زندہ تصویر بنی بیٹھی ہے اور ہر ذی روح پانی کے ایک ایک قطرہ کو ترس رہا ہے ایک صبح کا آفتاب جو طلوع ہوا ہے تو اس کے ڈھلنے تک ایک قلب پر کتنے چرکے لگ چکے ہیں کتنے زخم پڑ چکے ہیں کتنے پہاڑ ٹوٹ چکے ہیں اور برابر ٹوٹ رہے ہیں جدھر نظر جاتی ہے مجروح ہو کر واپس آتی ہے جسے دیکھتے ہیں قلب پر چوٹ لگتی ہے کہ ہر دکھیں کسے دیکھیں کہاں جائیں سامنے اشقیائے خونخوار برچھیاں تانے اور تلوار تولے کھڑا ہے سر کی بازی لگی ہوئی ہے پردگیان عفاف کی بیکسی و بیچارگی سے الگ کلیجے پر چھریاں چل رہی ہیں ہر چیز ہر اذیت اور ہر زخم اپنی جگہ چراغ آرزو بجھانے اور روح کو حلال کر دینے کے لئے کافی ہو گیا دنیا میں کسی مظلوم ترین ہستی کا بھی بلا تمیز مذہب و ملت نام لے سکتے ہیں جس نے ایک وقت اتنے زہرہ گداز اور جگر پاش مصائب دیکھے ہوں غرضیکہ اس کا ہزارواں حصہ بھی گزرا ہو جو حضرت امام پر میدان کربلا میں گزر گیا۔

لیکن مرضی مولا یہی تھی صبر و استقلال حسینی کی آزمائش کیلئے کوئی انتہا نہ رہے اور صبر کے جتنے اہم ترین مقامات ہو سکتے تھے سب ہی سے آپ کو گزار دیا گیا کہ فرزند رسول کی شان یہی تھی۔ لوگو! اب تم کیا سمجھ سکتے ہو کہ حسین کیا تھے اور یہ ظلم و صبر اور حق و باطل کا کھیل کیوں اس کامیابی کے ساتھ کھیلا گیا حسین ہمارے تصور سے بالا

عہد اور اک سے پرے ذات تھی وہ عام انسان نہ تھے بہت بڑی چیز تھے بڑے عارف تھے اور بڑے ولی کوئی کیا جانے کہ سید الشہداء کربلا کے اندر زندگی کی باقی ساعتوں میں سب کچھ نثار کر دو کیا لے گئے اور کیا پا گئے جنت تو پھر معمولی چیز ہے ان کی پرواز بہت بلند تھی ان کا مرتبہ بہت اونچا تھا۔ ہر قدم پر بلند بڑھ رہا تھا ہر صبر پر مقامات مکمل رہے تھے جتنی فقید المثال ابتلا تھی اتنی ہی عدیم النظیر فائز المرامیاں تھیں انسان ہر گز اتنے مصائب و نوائب کا حریف نہیں بن سکتا مگر بندوں کے والی کی رحمت کاملہ نے بے پایاں امداد کی بے لحد اعانت کی اور اس مظلوم اور اسد کی راہ میں جملہ امکانی محبوبات کو لٹا دینے والے کو دولھا بنا کر اپنے پہلو میں بلا لیا۔

کرب و غم کی انتہائی حالت

غم و اندوہ کی انتہائی گہرائیوں کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ محاسن مقدس کے بال سیاہ تھے لیکن حضرت علی اکبر جیسے فرزند جلیل کی نعش سے اٹھے ہیں تو ایک ایک بال سفید ہو چکا تھا۔ حضرت علی اکبر عین عنفوان شباب میں آنکھوں کے سامنے شہید ہو گئے حضرت سجاد بستر علالت پر دراز ہیں رہ گئے علی اصغر تو ان کی عمر ہی چھ مہینے کی تھی خبر بھی نہ تھی کہ مظلوم ماں باپ اور بھائیوں پر سلاب بلا کس قیامت خیزیوں کے ساتھ گذر رہا ہے مگر ظلم کی تکمیل اس وقت تک ہو ہی نہ سکتی تھی مظلومی اس وقت تک اپنی انتہائی انتہائی حد تک پہنچ ہی نہ سکتی تھی جب تک حضرت ام رباب کی گود کا لال اور حضرت امام کا یہ شیر خوار جگر گوشہ بھی شرف شہادت کے فائز المرام نہ ہو لیتا جب ماں کی چھاتیوں میں دودھ خشک ہو گیا علی اصغر پیاس سے مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا گردن کا منکا ڈھل گیا تو آپ نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا پیار کیا اور گود میں لئے ہوئے اسے اشقیائے لعین کے سامنے لائے کہ اس بچہ کو دیکھ کر شاید رحم آ جائے دو گھونٹ پانی دیدیں فرمایا لوگو گنہگار اور عاصی ہوں تو میں ہوں اس معصوم شیر خوار نے تو کسی کا کچھ نہیں بگاڑا یہ تو بیقصور ہے دیکھو تو شدت تشنگی سے اس کی کیا حالت ہو گئی ہے تڑپ رہا ہے اس ننھی سی جان پر تو رحم کرو اس کے حلق میں تو پانی کی چند بوندیں ٹپکا دو اس کی تو ماں کی چھاتیوں کا دودھ بھی خشک ہو گیا ہونٹ نیلے پڑ گئے آنکھیں تک نہیں کھلتیں پتھر بھی ہوتے تو یہ الفاظ سنکر پانی ہو جاتے فولاد بھی ہوتا تو مظلوم کربلا کی اس استدعا پر پگھل کر بہ نکلتا کفر و شقاوت کی آنکھیں بھی اشکبار ہو جاتیں لیکن پانی کے بجائے ان پر دردگان قساوت کی طرف سے ناگہاں ایک تیر آیا اور علی اصغر کے حلقوم میں آکر پیوست ہو گیا۔

معصوم کی آنکھیں ایک دفعہ شدت اذیت سے کھلیں ایک سسکی لی اور ہاتھ پاؤں پٹک کر دم توڑ دیا۔ حضرت امام نے تیر نکال کر پھینکدیا اس کا خون ایک چلو میں لیا اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا "بار الٰہا تو میرے جگر سوز اور حوصلہ شکن مصائب کو دیکھ رہا ہے ان کا ظلم اور میری مظلومی دونوں تیرے سامنے ہیں میں تیری رضا پر صابر ہوں اور ہر حالت میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں لیکن ارحم الراحمین کیا میرے اس معصوم جگر پارہ کا حق ناقہ صالح سے بھی کم ہے"

زمین اس شیون و بکا سے لرز اٹھی آسمان اس مظلومانہ تخاطب سے کانپنے لگا جن و ملک کے کلیجے شق ہو کر رہ گئے فضائے بسیط میں ایک سکوت مرگ طاری ہو گیا موت اور اتنی دردناک اور محشر خیز موت کہ چھ ماہ کا شیر خوار بے گناہ و بے خبر باپ کی آغوش میں ماں کی نگاہوں کے سامنے شہید کر دیا جائے اس ظلم و چیرہ دستی نے

تصور سے کلیجہ کانپ اٹھتا ہے اور جگر خامہ سے خون کی بوندیں ٹپکتی ہیں عجیب طرح کی حالت ہے کہ قلم نہیں چلتا ہاتھ لرز رہا ہے دل کانپ رہا ہے روح جسم سے نکل جانے کو بیقرار ہے ان واقعات محزنہ اور ان حوادث الیمہ کو لکھنے کے لئے بھی خدا ہی جانتا ہے کہ کس قسم کے قلم اور کس نوع کے جگر کی ضرورت ہے نہ لکھنے کی قوت اور نہ پڑھنے کی تاب پوری کائنات ارضی میں روز ازل سے لیکر اس وقت تک کوئی ایک مثال بھی پیش کی جا سکتی ہے ایک نظیر بھی لا سکتے ہو ایک نام بھی لے سکتے ہو جس پر آفات و مظالم کی بیک وقت اتنی ہولناک ساعتیں گذری ہوں بیکسی و بے بسی کے اتنے خوفناک دور آئے ہوں الم و یاس کی اتنی نشتر کاریاں ہوئی ہوں ایسے جانگداز و جانسوز لمحے بہم آئے ہوں اور چند گھنٹوں کے اندر اندر جس کے تمام بھرے گھر اسکی آنکھوں کے سامنے تباہ و برباد ہو کر رہ گئے ہوں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فلک نیلگوں کے سایے میں ابتلاء و امتحان کی آپ پر وہ ہجوم تھا کہ شجر و حجر سمجھنے لگے تھے کہ زندگی کی مسرتیں ان کے لئے پیدا ہی نہیں ہوئی تھیں۔

انقلاب جب برپا ہوتے ہیں تو واقعی خاندان کے خاندان مٹتے اور تباہ ہو جاتے ہیں لیکن مٹنا اور اس طرح سے مٹنا کبھی سنا گیا اور دیکھا گیا پورے چھ گھنٹے بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ اس بحد قلیل وقفہ مدت کے اندر اندر اس واجب الاحترام خاندان کا ہر رفیق ہر بھی خواہ ہر فرد اور ہر رکن خون کے دریا میں ڈبو دیا گیا جس سے اشرف و اعلیٰ خاندان آجتک مادر گیتی نے پیدا نہیں کیا اور ان لوگوں کے ہاتھوں ڈبویا گیا جن پر ان کی حفاظت و صیانت اور حرمت کی مدافعت فرض تھی اسلئے اور محض اسلئے کہ یہ باطل کے سامنے سر جھکانے پر آمادہ نہ تھا اور سیاہ کو سفید نہ کہتا تھا۔

اللہ اکبر! جس نے دنیا کی سنی بیگانوں کی سنی بیگانوں کی سنی جس نے کبھی اپنے خونخوار دشمنوں کے بھی تلوار کی نوک نہ چبھوئی اس کے محترم نواسے کے بھائی بھتیجوں، بھانجوں، رفیقوں اور بیٹوں کو اسی کی آنکھ کے سامنے چن چن کر قتل کر دے اور کوئی اس کی فریاد سننے والا کوئی نہ ہو اور مظلوموں کو پناہ دینے والے کو کوئی پناہ دینے والا بھی نہ ہو ہر طرف بیکسی ہر سمت مظلومیت اور ہر جانب دردناک مناظر کا ایک جنگل کا جنگل پھیلا ہوا ہو تین شبانہ روز کی بھوک اور پیاس عزیزوں کی جدائی مرگ معصوموں کا قتل دو پہر کی دھوپ بالی کا لحظہ بچوں کا شیون عورتوں کی بیکسی دشمنوں کا نرغہ اور پیاروں کی نعشیں رفیقوں کی مفارقت اپنی موت سامنے ایک جان زار اور اتنے کوہ غم والم کس کو اٹھائے کسے ہٹائے، کس کو روئے کیا کرے حقیقت یہ ہے کہ اگر کہیں اس وقت اس محترم ہستی کا سینہ پھٹ جاتا تو پوری دنیا میں شعلہ ہائے آتش پھیل جاتے یہ تھا حضرت امام کا صبر اور یہ تھی ان کی جلالت شان اسی حالت میں امام خیمہ میں تشریف لائے تو گویا غم و اندوہ کا ایک بند ٹوٹ گیا، ایک کہرام مچ گیا ایک شور پڑ گیا اور سیلاب اشک پوری روانی کے ساتھ بہنے لگا۔

ساتویں مجلس

حضرت امام حسین کی اندوہناک شہادت

"تو صبہ بالصبر" کے اس پیکر جلیل نے جو خود اندوہ و الم کی ایک تصویر اور حزن و مظلومی کا ایک مرقع بنا ہوا تھا اپنی سوکھی ہوئی گہربار زبان سے سب کو تلقین صبر کی اور فرمایا بی بیو! گھبراؤ نہیں، کوئی ساتھ نہیں اسد تو ساتھ ہے کوئی حامی نہیں اللہ تو حامی ہے صبر کرو صبر کا اجر بڑی چیز ہے دیکھو ابھی تو مجھے صبر کرنا ہے میرے لئے بیقرار ہونا ہے

ہمت جگر ہو گئی تو کیا کرو گی اس پر نظر کرو یہ فقط تھے کہ ایک چنگاری جو منہ سے نکل کر اس کے ہیکل و پیرہن پر گری جو ہر ملنے کو بھسم کر گئی جلا گئی راکھ بنا گئی کلیجے منہ کو آگئے انہیں کا ہمدم جو تسکین ایک تیر تھا جو قلب و جگر کو برماتا ہوا نکل گیا سینہ دہک سے ہو گیا ہر متنفس ایک بیکرب و اضطراب بن گیا پیاری بہن زینب کو تسکین دی عقل علی بی سکینہ کو تسلی دی سجاد کو سمجھایا بیبیوں کو دلاسا دیا آگیا ہر ہونا تھا فکر میں وہ اپنی چھوٹی شدت غم سے ہچکی جاتی ہے ایک ہی ہستی تمام امید لی ہوئی اور ہم سب کے ہونے دلوں کا سہارا باقی رہ گئی ہے اور وہ بھی نذر تیغ و سنان ہونے کو جارہی ہے ایک ہی اس کشتی کا ناخدا رہ گیا ہے اور وہی ذبح ہونے کیلئے جارہا ہے لاڈلی بیٹی سکینہ کو یارائے ضبط نہ رہا وہ دوڑ کر غم نصیب باپ سے لپٹ گئی اور بولی بابا جان مجھے کس پر چھوڑے جا رہے ہیں کیسے دیکھ کر جیا کروں گی کس کے سینے پر سر رکھ کر سوؤں گی کس سے روٹھوں گی کس پر ناز کروں گی اچھے بابا جان آپ نہ جائیے آپ کے بعد تو ہم بالکل تنہا رہ جائیں گے آپ کی آنکھوں میں بیاختہ آنسو آگئے اور بیٹی کو سینے سے لگا کر کہا کہ بیٹیا یہ صدمہ تو سہنا ہی پڑیگا اب تمہارے باپ کا اللہ کے سوا کوئی یار و ناصر نہیں وہ تنہا ہے اور تنہا ہی میدان جنگ کو جا رہا ہے صبر کرو اور میرے قلب کو نہ دکھاؤ اب نہ رو جب سنے کہ باپ نے دم دیا تو دل بھر کر رو لینا اس وقت تو تیرا رونا میرے قلب کو اور پاش پاش کئے دیتا ہے

دیکھا یہ کر کے بالی سکینہ کو پاس سے   لپٹی وہ دوڑ کر شہ گردوں اساس سے
طاقت نہ تھی کلام کی ہر چند پیاس سے   بولی وہ ترش کے شہ حق شناس سے
کیا اس بلا کے بن سے تہیہ سفر کا ہے   صدقہ گئی بتاؤ ارادہ کدھر کا ہے
فرمایا شہ نے ہاں سفر ناگزیر ہے   آؤ گلے لگو کہ یہ صحبت اخیر ہے
اب آرزوئے قرب خدائے قدیر ہے   تنہا ہیں ہم سپاہ مخالف کثیر ہے
طے ہو یہ مرحلہ جو اعانت خدا کرے   جسکا نہ کوئی دوست ہو اس کی بلا کرے
سنکر مصیبت پدر بیکس و حزیں   بولی بلائیں باپ کی لیکر وہ مہ جبیں
نکلو بلا کے بن سے کہیں یا امام دیں   آقا سوا حضور کے میرا کوئی نہیں
صدقے گئی مدینہ چلو یا نجف چلو   للہ ساتھ لیلو مجھے جس طرف چلو
شہ نے کہا کہ بند ہیں راہیں بد نشاں   پھیلی ہوئی ہے چار طرف فوج نابکار
بچ کر نکلنے پاتا ہے ناکوں سے کب سوار   اس دشت کیں میں قید ہیں احمد کی یادگار
قاصد جو تیرے نام کا خط لیکے آئے ہیں   سر کاٹ کر درختوں میں لٹکائے جاتے ہیں
عمو تمہارے چھوڑ گئے ہم کو جاں بلب   بی بی قدم پہ گر کے ہمیں ان رو کے آب
تلوار چل گئی مرے قاسم پہ بے سبب   مرنا شباب میں علی اکبر کا ہے غضب
تم جیتے زندگی کی حلاوت وہ چھین لے گئے   وہ تین گھر ہمارے کئے اکدم میں لٹ گئے
جانا ہے صبح کو جو آنا نہ ہو ادھر   منہ ڈھک کے سو رہو نہیں جاگتی ہو گر
پہلی پہل ہے آج شب فرقت پدر   سو رہیو ماں کی چھاتی پہ غربت کہ تیرے سر
وہ دن گذر گئے یہ فصل اور ہے   اب یوں بسر کرو جو یتیمی کا طور ہے

حضرت علی اکبر شہید کی والدہ گرامی حضرت ام لیلےٰ کا غم فرزند میں برا حال تھا اسی حالت میں حضرت امام ان کے پاس پہنچے۔

یہ کہتے ہوئے وہاں گئے شاہ خوش خصال   دیکھا کہ غش ہیں خاک پہ بکھرے ہوئے ہیں بال
شبیر جھک کے یہ پکارے بصد ملال   اے ام لیلی ہوش میں آؤ یہ کیا ہے حال
سچ ہے فلک نے تم کو بڑے دکھ دکھائے ہیں   صاحب اٹھو ہم آخری رخصت کو آئے ہیں

سنکر صدا حسین کی چونکی وہ نوحہ گر   کی عرض سر جھکا کے قدم پر بچشم تر
تنہا حضور کیسے ہیں باندھے ہوئے کمر   صاحب کہاں ہے مقتول الالم اکبر
لیسے نہیں وہ گھر میں جدا ہو گیا ہے   اپنے مرادوں والا لیکر گئی میرا ہے
اے جان فاطمہ مرا پیارا کدھر گیا   اماں کی زندگی کا سہارا کدھر گیا
وہ تیس دن کی پیاس کا مارا کہاں گیا   سیدانیوں کی آنکھ کا تارا کدھر گیا
مرتی ہوں اپنے سرو سے قد کو میں دیکھ لوں   اک بار پھر شبیہ محمد کو دیکھ لوں
وہ گورا گورا چاند سا چہرہ دکھائیں پھر   بیٹوں میں گیسوؤں کی بلائیں تو جائیں پھر
مجلو تو جنہ بیچ یہ عرض ہے سنائیں پھر   خوشبو میں تن کی سونگھ کے جنگل بسائیں پھر
تڑپا ہوا دل تو لیجئے اجازت حضور سے   میں دیکھ لوں گی در پہ کھڑی ہو کے دور سے
دامن پکڑ کے شاہ کا بولی وہ دلفگار   اے ابن فاطمہ یہ کنیز آپ پر نثار
بعد آپ کے جو لوٹنے آئیں ستم شعار   بیٹھے کہاں یہ بیکس و غمگین و سوگوار
کچھ حق میں اس کنیز کے فرمائے جائیے   صاحب کسی جگہ مجھے بٹھلا کے جائیے
فرمایا شہ نے حافظ و حامی ہے ذوالجلال   زہرا کی بیٹیوں کی رہو تم شریک حال
زینب کو دیکھ مرنہ بچائی نہ دو نونہال   صاحب تمہارے ساتھ ہے عابد سا خستہ حال
بیٹے ہے اب کا وارث و والی آلہ ہے   دیکھو ڈگے نہ پاؤں کہ مشکل کی راہ ہے
والدیار ع تاش پر اب آ کے رو تیو   لیکن نہ خاک اڑا کے نہ چلا کے رو دیو
زانو پہ سر کو شرم سے بیٹھا کے رو تیو   قبر رسول پاک پہ ہاں جا کے رو تیو
اٹھنے میں صبر شکر تباہی میں چاہیئے   رونا بشر کو خوف الٰہی میں چاہیئے

یزیدی لشکر سے حضرت امام کا خطاب

حضرت امام سب کو تسکین دیکے اور وصیت فرما کے خیمہ سے باہر نکلے حضرت سجاد بھی پیچھے پیچھے گرتے پڑتے آئے آپ نے اپنے بیمار بچے کو پیچھے آتے دیکھ کر حضرت ام کلثوم کو آواز دی کہ دوڑ دو اور انھیں روکو مبادا کہ نسل رسول صلی اللہ علیہ وسلم منقطع ہو جائے چنانچہ انھوں نے انھیں زبردستی روک لیا اور پکڑ کر بستر پر لٹا دیا اس کے بعد آپ نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور لشکر اشقیا کے سامنے پہنچ کر یہ رجز پڑھا:۔

میں ہوں سردار شباب چمن خلد بریں   میں ہوں انگشتری پیغمبر خاتم کا نگیں
میں ہوں خالق کی قسم دوش پیمبر کا مکیں   مجھ سے روشن ہے فلک مجھ سے منور ہے زمیں
ابھی لنفا دل ہے نہاں نور جو میرا ہو جائے   محفل عالم امکان میں اندھیرا ہو جائے
یہ قبا کس کی ہے بتلاؤ یہ ہے کس کی دستار   یہ زرہ کس کی ہے پہنے ہوں جو میں دینگا
بر میں کس کا ہے یہ چار آئینہ جو ہے دار   کس کا رہوار ہے یہ آج میں جس پر ہوں سوار
کس کا یہ خود ہے یہ تیغ دو سر کس کی ہے   کس جری کی یہ کماں ہے یہ سپر کس کی ہے

لیکن کون کیا نہیں جانتا تھا کس کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ وہی ہستی ہے جو رسول کریم کے آغوش میں کھیلتی رہی ہے یہی حضرت فاطمۃ الزہرا کے نور عین اور حضور رسالت مآب کے نواسے ہیں انہوں نے جو کچھ کیا تھا جان بوجھ کر کیا تھا دیدہ و دانستہ کیا تھا اور یزید ہی چونکہ معصیت کبریٰ کی راہ اختیار کی تھی پھر ان پر اس تخاطب کا کیا اثر ہو سکتا تھا اور نہ ہوا آپ نے صفوف اعدا میں خاموشی دیکھ کر اتمام حجت کے لئے پھر سپہ سالار لشکر عمر بن سعد سے فرمایا کہ:۔

"لوگو! تم جانتے ہو کہ میں اس میدان مقابلہ کے لئے خود نہیں آیا تم نے خود مجھے بلایا خطوط پر خطوط بھیجے وفود پر وفود روانہ کئے لیکن تم نے میزبانی کی اور اس طرح کی کہ

دنیا میں آپ کی کوئی نظیر نہ پیدا ہوئی اور نہ ہوگی، میرے رفیقوں غمگساروں، عزیزوں بھتیجوں بھانجوں اور بیٹوں کو پوری سفاکی کے ساتھ ذبح کر دیا اور جو کچھ میرے پاس تھا سب کچھ لوٹ لیا میرے جگر پاروں کے خون بہائے اور مجھ پر آفات و مصائب کے پہاڑ توڑ دیئے تم نے بیکسوں اور معصوموں کا خون دل کھول کر بہایا مرقع رسالت کی بہتر سے بہتر نورانی صورت کو خاک و خون میں لٹا چکے اب بھی وقت ہے کہ تم لوگ اس سرکشی اور ظلم و عدوان سے باز آؤ میرا خون نہ بہاؤ حق پرستی کی راہ اختیار کرو ہم پر تم نے وہ کونسی مصیبت تھی جو نازل نہ کی تین دن ہماری بھوک اور پیاس کو گذر چکے مجھے اپنا اور اپنی جان کا خیال نہیں اتنی مصیبتوں کے بعد مجھے زندگی کی کوئی ارمان نہیں ہو سکتا میں خود شوق شہادت سے سرشار ہوں لیکن تمہارا خیال ہے کہ تم کسی طرح گمراہی و ضلالت سے بچ جاؤ اور جادہ حق پرستی پر آجاؤ اب بھی وقت ہے سوچو اور سنبھلو اور مجھے اجازت دو کہ میں یہاں سے مدینہ یا کسی اور طرف چلا جاؤں۔"

نواسۂ رسولؐ کی فقید المثال معرکہ آرائی

اگر ان اشقیاء کے سینہ میں قلب کے بجائے پتھر کے ٹکڑے نہ ہوتے تو وہ اس تخاطب اور تقریر سے پارہ پارہ ہو جاتے مگر وہاں تو شقاوت و قساوت کا ایک ٹوٹا پھوٹا دل کے نام سے دھڑک رہا تھا اس پر کیا اثر ہوتا آخر آپ نے ذوالفقار حیدری میان سے سونت لی جانتے تھے کہ رسول امین کا نواسہ اور شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فرزند ہے اور گو تین شبانہ روز کا بھوکا پیاسا ہے مگر میدان میں شیر نیستاں کی طرح لپکا جس طرف بھی جھپٹ پڑا صفیں کی صفیں الٹ کر رکھدیگا اس لئے ان کی نبض رکیں ان کے اجساد میں لرز اٹھیں ان کے قلوب پر ایک ہیبت طاری ہو گئی اور فوج کی فوج پر ایک لرزہ طاری ہو گیا۔

آخر بڑی جرأت کر کے تمیم بن قحطبہ مقابلے پر آیا اور ایک وار کا بھی حریف نہ بن سکا جابر بھی نکلا وہ بھی فی النار کر دیا گیا اسی طرح یکے بعد دیگرے بہت سے جوان مقابلے کئے اور ایک ایک دو دو واروں میں سب کی روحیں اپنے مستقر حقیقی جہنم میں پہنچ گئیں عمر و سعد نے سوچا کہ سارے اپنے خبیث جوان جو پارہ پارہ ہو کر رہ گئے اور کوئی ایک زخم بھی نہ پہنچا سکا اس طرح تو لشکر کا لشکر ختم ہو جائیگا اور بہت ممکن ہے کہ تمام سپاہ ہیبت زدہ ہو کر رہ جائے اس لئے کہ پوری کی پوری فوج ہجوم کر کے اس ہستی گرامی منزلت پر ٹوٹ پڑے چنانچہ یہی ہوا لیکن آپ کی صولت و جلادت کا یہ عالم تھا کہ آپ کو اس یورش تلواروں کی اس جھنکار تیروں کی اس بارش اور نیزوں کی اس خوفناک چمک کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ تھی پوری جرأت و شجاعت کے ساتھ دلیرانہ مقابلہ کر رہے تھے اور جدھر رخ کرتے تھے صفوں کی صفیں الٹ کر رکھ دیتے تھے جدھر قدم اٹھاتے تھے کائی سی پھٹ جاتی تھی جو سامنے پڑ جاتے تھے بے درنگ ہو کر گرتے تھے۔

سپاہ حریف پر ایک دہشت طاری ہوتی جاتی تھی اور پہلی صف دوسری صف پر گری پڑتی تھی آخر عمرو سعد نے یہ ابلیسانہ حکم دیا کہ دائیں جانب حملہ کریں تو بائیں جانب کا دستہ پیچھے سے بڑھ کر حملہ کرے اور بائیں جانب رخ کریں تو دائیں جانب کے لوگ بہ شدت حملہ آور ہوں لیکن ع

تھا بازوئے حسین میں دست خدا کا زور

حضرت امام کی شمشیر براں تھی کہ ایک برق تھی جو خرمن جان کو جلاتی چلی جاتی تھی ایک قہر الٰہی تھا جس سے کسی کو امان نہ ملتا تھا بپھرے ہوئے شیر کی طرح جس طرف حملہ کرتے تھے اس طرف ایک بھاگڑ پڑ جاتی تھی حریف کی صفیں قائم ہو ہو کر ٹوٹ رہی تھیں ابھی زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ حضرت امام نے کشتوں کے پشتے لگا دیئے اور دیکھتے دیکھتے ہر طرف سر بریدہ لاشوں کا ڈھیر لگ گیا

تھا شش جہت میں غل کہ جو یہ روز آفتاب — اٹھے گا اس زمیں کا ورق مثل تراب
اس شیر پر نہ ہوگی کوئی فوج کامیاب — بس بس بنائے عالم امکاں ہوئی خراب
حملہ غضب ہے بازوئے شاہ حجاز کا — لشکر نہ ٹوٹ جائے زمین کے جہاز کا

غضب کی جنگ تھی حریف کے لئے حضور امام کی تیغ براں بلائے بے درماں بنی ہوئی تھی گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی اور اس ایک شیر ببر نے گوسفندان یزیدی کی چیر پھاڑ بری طرح شروع کر رکھی تھی اور کیوں نہ ہوتا کہ آپ اس وقت نشۂ شہادت سے سرشار تھے۔

حضرت امام کی مظلومانہ جہاد

شمر لعین یہ دیکھ کر بہت سراسیمہ ہو گیا سمجھ گیا کہ آخر فرزند شیر خدا ہے اس پر قابو پانا آسان امر نہیں اس نے میدان مقابلہ سے توجہ ہٹانے کے لئے یہ چال چلی کہ فوج سے ایک دستہ علیحدہ کر کے اہل بیت کے خیموں کا محاصرہ کر لیا۔ پر آپ نے جھلا کر کہا کہ:-

"بیحیاؤں بے شرموں! دین و ملت کی آبرو تو لٹا چکے اور اللہ کا خوف تو تمہارے دلوں سے نکل چکا یوم نشور کے عذاب الیم سے تو بے پرواہ ہو چکے کم از کم دنیا کی لاج تو رکھو جگ ہنسائی کا خیال تو کرو کیا تم عرب نہیں کہلاتے اور کیا عربوں کا یہی شیوہ رہا ہے عربی بہادر یہی کرتا ہے جو تم کر رہے ہو تمہاری لڑائی مجھ سے ہے یا ان بے قصور عورتوں سے کمبختو! شرم کرو اور کم از کم میری زندگی میں تو اپنے گھوڑوں کی باگیں ادھر نہ بڑھاؤ"

شمر نابکار کو بھی اس تخاطب سے کچھ شرم آگئی اس نے خیمہ اہل بیت سے محاصرہ اٹھا لیا اور حکم دیا کہ آخری حملہ بول دو چنانچہ یزید کی پوری سپاہ بھیڑیوں اور درندوں کی طرح حضرت امام پر ٹوٹ پڑی آپ مجروح تو ہو ہی چکے تھے اور تین دن کے بھوکے اور پیاسے تو تھے ہی اس پر گھمسان کا رن اور شدت کی جنگ! پیاس نے غلبہ کیا اتنا غلبہ کیا کہ بے حال اور نڈھال ہو گئے آپ فوراً سنبھلے اور دریا کی طرف رخ کیا دشمن حملہ کرتے اور روکتے ہی رہے مگر آپ ریلتے بڑھتے اور صفوں کو چیرتے ہوئے فرات پر پہنچ گئے اور یہ کہکر گھوڑے کو دریا میں ڈالدیا کہ میں بھی پیاسا ہوں اور تو بھی پیاسا ہے جب تک تو اپنی پیاس نہ بجھائیگا میں بھی پانی کو ہاتھ نہ لگاؤں گا گھوڑا پانی پی چکا تو آپ نے پینے کے لئے پانی چلو میں لیا اور چاہتے تھے کہ اس سے اپنا خشک حلق تر کریں کہ یکایک ایک تیر سامنے سے آکر دہانے مبارک میں پیوست ہو گیا آپ نے پانی ہاتھ سے پھینکدیا تیر کھینچ کر نکالا منہ خون سے لبریز ہو گیا آپ کلیاں کرتے ہوئے باہر نکلے اور فرمایا کہ:-

"بار الٰہا! تو دیکھ رہا ہے کہ یہ لوگ تیرے رسول امینؐ کے نواسے پر کیا ظلم کر رہے ہیں" اتنے میں آواز آئی کہ حسین تو نکل گئے اور اہل بیت کی بھی خبر لو کہ ادھر لوٹ مار شروع ہو گئی یہ آواز سنتے ہی سرعت رفتار کے ساتھ خیموں کی طرف پلٹے۔

تلواروں اور نیزوں کے تابڑ توڑ وار

راستے میں اشقیا کے پرے کے پرے کھڑے تھے مگر آپ الصیحہ کے نعرے کے ساتھ ہٹاتے ہوئے خیموں میں پہنچے۔ حضرت امام کو مجروح اور خون میں نہایا ہوا دیکھ کر خیموں میں ایک کہرام مچ گیا ایک قیامت صغریٰ قائم ہو گئی دونوں بہنیں اہل بیت آپ نے فرمایا کہ:۔

"نانا رسول کریم کے ہو! آنے والے مصائب و نوائب کے لئے تیار ہو جاؤ اور یقین رکھو کہ خداوند ذوالجلال ضرور تمہاری حفاظت و حمایت کرے گا تمہیں دشمنوں کے شر و ہوا سے بچائیگا تمہارا انجام بخیر ہوگا مگر یہ اشقیا سب کے سب عذاب الٰہی میں گرفتار ہوں گے اور گوناگوں بلائیں ان پر نازل ہوں گی اللہ تعالےٰ تمہیں اس کا بڑا اجر دیگا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ صبر سے کام لو اور کوئی شکوہ نہ کرو تاکہ تمہاری قدر و منزلت میں کوئی فرق نہ آئے"

یہ فرما کر آپ پھر میدان جنگ میں پہنچ گئے اور پوری شیرانہ صولت کے ساتھ سامنے کھڑے ہو کر یوں رجز خواں ہوئے۔

گونجتا ہے شیر رجز خواں ہیں شاہ دیں	نعرہ یہ ہے کہ ہیں پشت و پناہ دیں
روشن ہمارے نور سے ہے شاہراہ دیں	دنیا میں ہم ہیں تاج سر عز و جاہ دیں
سجدے بتوں کو کرتے تھے ساکن کنشت کے	ہم لے گئے ہیں تابہ رستے بہشت کے
کعبہ میں پہلے ہم نے اذان دی بشد و مد	دریائے سمت صدی ہیں ہمارے حد
ہم پہ نازل ہے کرم مفضل احد	سب ہم پہ منکشف ہے جو کچھ ہو گا تا ابد
نور گل جس طریق سے پھرتے ہو فرش پر	ہم یوں پلک جھپکتے میں جاتے ہیں عرش پر

ان تیرہ نصیب اشقیا پر بھلا اس کا کیا اثر ہوتا انہوں نے پھر ہر چہار طرف سے یورش کر دی اور شور سے جنگ شروع ہوئی آپ نے بیشمار اشقیا کو جہنم پہنچایا ہزار جرأت سہی پھر آپ تنہا تھے اور اکیلے چھ ہزار کا مقابلہ کہاں تک اور کب تک کر سکتے تھے جسم اطہر زخموں سے چور چور تھا زخم پر زخم آ رہے تھے برچھے پر برچھے پڑ رہے تھے تیروں کی بارش سے سینہ غربال بن چکا تھا مگر جرأت و جلادت کا یہ عالم تھا کہ برابر لڑتے چلے جا رہے تھے ہزاروں سے مقابلہ کرتے ہوئے فرات پر پہنچے ہزاروں سے لڑتے ہوئے خیموں تک واپس آئے پھر ہزاروں سے معرکہ آرا ہیں اتنے میں ایک تیر پیشانی مبارک پر آ کر لگا جس سے تمام چہرہ خون میں لہولہان ہو گیا آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا "بار الٰہا تو دیکھ رہا ہے کہ تیرے سرکش بندوں کے ہاتھوں تیرے اس ناچیز بندے پر کیا کیا مصائب گذر رہے ہیں" چنانچہ نہ گذرنے پائے تھے کہ ایک اور تیر آ کر سینہ مقدس میں پیوست ہو گیا جس کے کھینچتے ہی ایک خون کا فوارہ جاری ہو گیا۔

آپ نے فوراً ہی اس خون کو اپنے چہرہ پر مل لیا اور کہنے لگے کہ اسی حالت میں اپنے جد امجد رسول کریم کے سامنے جاؤں گا "الٰہ العالمین! گواہ رہنا کہ یہ نابکار اس شخص کو قتل کر رہے ہیں جس کے سوا اس دنیا میں کوئی دوسرا شخص تیرے رسول کا فرزند نہیں" طاقت جواب دے ہی چکی تھی چاروں طرف سے تلواروں کے پیہم وار شروع ہو گئے جن سے آپ گھوڑے پر نہ سنبھل سکے اور راکب دوش محمد زمین پر آ رہا اس وقت کیا حالت تھی سنئے۔

کسیا لودہ خون لپٹے ہیں رخساروں سے	شانے زخمائے ہوئے ٹکڑے ہیں تلواروں سے
تیر پیوست ہیں پھل ہیں ہتھیاروں کے	لاکھ آفت میں ہے اک جان دل افگاروں سے

	فکر ہے سجدہ معبود میں سر دینے کی
	وار سے تیغوں کے فرصت نہیں دم لینے کی
خون میں ڈوب گیا ہے بدن زخمی ہے	ہے جبیں چاند سی پُر نور مگر زخمی ہے
سینہ سب برچھیوں سے تابہ کمر زخمی ہے	تیر بیداد سے دل زخمی جگر زخمی ہے
	ضرب شمشیر سے بیکار ہیں بازو دونوں
	ظلم کے تیروں سے مجروح ہیں پہلو دونوں
برچھیاں اگر کوئی پہلو پہ لگ جاتا ہے	مارتا ہے کوئی نیزہ تو غش آ جاتا ہے
بڑھتے ہیں زخم بدن زرد گھٹا جاتا ہے	بند آنکھیں ہیں سر پاک جھکا جاتا ہے
	گرد زہرا و علی گریہ کناں پھرتے ہیں
	غش ہے گھوڑے سے امام دو جہاں گرتے ہیں
گرتے ہیں قطرہ خوں زخم جبیں سے پیہم	دست مجروح سے کھنچ سکتے نہیں تیر ستم
نکر ہوش اس کی کچھ باقی نہیں غم	رستے ہیں خون خدا خشک زباں ہے سوم
	ہے قبا تیروں سے غربال قبا گلگوں ہے
	ہونٹ یاقوت سے زخمی ہیں دہن پرخوں ہے
زین سے ہوتا ہے جدا دوش محمد کا مکیں	جس فاطمہ کی سر ہے مائل بہ زمیں
برچھیاں گرد ہیں اور تیغ میں ہیں سر دیں	ہے یہ نزدیک گرے پھر ہوت کا نگیں
	پاؤں ہر بار رکابوں سے نکل جاتے ہیں
	یا علی کہتی ہے زینب تو سنبھل جاتے ہیں
کوئی سید کا نہیں آہ بچانے والا	حربے لاکھوں اور اک زخم اٹھانے والا
پیاس میں کوئی نہیں پانی پلانے والا	سنبھلے کس طرح بھلا برچھیاں کھانے والا
	چرخ سے آگ برستی ہے زمیں جلتی ہے
	مارے گرمی کے زباں خشک ہوئی جاتی ہے
کہیں دم لینے کو سایہ نہیں وقت زوال	اینٹھی جاتی ہے زباں پیاس کی شدت ہے کمال
کبھی زینب کا ہے غم گاہ سکینہ کا خیال	دل جو گھلتا ہے تو حضرت ہو جاتے ہیں نڈھال
	مثل خورشید بدن ضعف سے تھراتا ہے
	نیر برج امامت پہ زوال آتا ہے

سینۂ امام پر شمر لعین

آپ بظاہر غشی تھی اور بہ باطن مراقبہ روحانی باب فلدنا ہو چکے تھے دربان فردوس اس دن ھا کو فردوس کے جھروکوں سے جھانک رہی تھیں حاملان عرش آمد کے منتظر تھے صالحین صدیقین شہدا اور انبیاء کی جماعت استقبال نواسہ سرور انبیاء کے لئے ہمہ تن تیار تھیں ملائے اعلیٰ میں ایک شور برپا تھا جنت کی تزئین و آرائش کی جا رہی تھی کہ جوانان جنت کا سردار آنے والا تھا وہ ابھی غشی میں تھا اس میں کروٹ بدلی آنکھ جب کھلی دیکھا تو عصر کا وقت تھا فوراً سر سجدے میں جھک گیا اور اپنے خون سے غسل وضو کر کے نماز عصر ادا کی اسی عالم میں مجسمہ شقاوت بد بخت شمر نے حکم دیا بہادرو کیا دیکھ رہے ہو اب رکھا ہی کیا ہے شیر بیشہ رسالت ختم ہو چکا دف کا کوئی محل نہیں بڑھو اور بڑھ کر سر کاٹ دو اس وقت بھی آپ کے چہرہ پر ایک ہیبت حق طاری تھی ایک جلال پیدا ہوا تھا کسی کو آگے بڑھنے اور سر کاٹنے کی جرأت نہ ہوئی جب ظالم ہمت کر کے آگے بڑھے اور شقاوت کی انتہا یہ تھی کہ انہوں نے اس حالت میں بھی تلواروں اور نیزوں سے پیہم وار شروع کر دیئے کسی نے اور کسی نے

ہو سکا تو نیزہ ہی چبھو گیا حسینی جرأت و جلادت کا یہ شاندار مظاہرہ دیکھئے کہ اس ضعف رسیدگی کے عالم میں بھی اٹھ بیٹھے اور متعدد افراد کو مجروح کیا۔

جب آپ مزید زخموں سے بالکل ہی نڈھال ہو گئے تو شیث بن ربعی سر مبارک کاٹنے کو آگے بڑھا لیکن اس پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی اور واپس لوٹ آیا سنان بن انس نے کہا کہ شیث اب اس خوف و فرار کی توجیہ کیا ہے بولا میں نے بخدا چشم حسینی میں روئے محمدؐ کا جلوہ دیکھا۔ سنان بولا تجھ پر تو وہم مسلط ہو گیا ہے یہ کہکر وہ آگے بڑھا لیکن اس کی بھی یہی حالت ہوئی اور اس نے بھی یہی دیکھا

آخر شمر لعین دوڑ کر سینہ اقدس پر جو زخموں سے چور چور تھا سوار ہو گیا آپ نے فرمایا کہ تو کون ہے اس نے پیٹ سے کرتہ ہٹایا اور پوچھا آپ (ایا کیوں کیلئے) ہاں رسول کریمؐ نے فرمایا تھا کہ: حسین مجھے ایک ایسا شخص قتل کریگا جس کا جسم ابلق کتے جیسا اور بال سور جیسے ہوں گے دیکھ یہ نشان۔ یہ کہکر لعین کباب ہو گیا اور زخموں سے چور جسم کو اوندھا کر کے پشت پر سوار ہو کر سر تن سے جدا کر دیا دنیا نے شقاوت و بربریت کے بہت سے تماشے دیکھے مگر ایسا خوفناک تماشا نہ دیکھا اور نہ دیکھیگی۔

نعش اطہر گھوڑوں کی ٹاپوں میں

آپ کی آنکھوں کے آنسو ابھی خشک نہ ہونے پائے تھے ابھی ظلم و عداوت کی انتہا نہ سمجھئے اور یہ خیال کیجئے کہ ان بیکران شقاوت نے سر کاٹ لینے پر اکتفا کر لی اور محض اسی بیان کے پر کینہ سینوں کی جہنمی آگ سرد ہو گئی نہیں اور ہرگز نہیں آپ نے پہلے ہی اس خیال سے دریدہ اور بوسیدہ لباس زیب بر فرمایا تھا کہ بہتر ہے وہ بخت و تیرہ درون اشقیا بشر کی حرص و طمع میں جسم مبارک کو بے ستر نہ کریں لیکن ان کی شقاوتوں کی سرحدیں کہیں جا کر بھی ختم نہ ہوئی تھیں انہوں نے کسی امر کا بھی خیال نہ کیا اور تمام کپڑے اتار کر اور لوٹ کر جسم مبارک کو برہنہ کر دیا ہاتھ میں ایک انگشتری تھی آسانی جاسی نہ اتری تو انہوں نے تلوار سے انگلی ہی کاٹ لی اس کے بعد عمر و سعد نے دس سواروں کو حکم دیا کہ فوراً جاؤ اور حسین کی برہنہ سر بریدہ نعش کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالو چنانچہ ان ملاعنہ وقت اور فراعنہ شیطنت نے نعش مبارک گھوڑوں کو خوب دوڑایا جس سے جسم مجروح کے تمام زخمی اعضا علیحدہ ہو گئے بند بند الگ ہو گیا شکم مبارک سے آنتیں باہر نکل آئیں پسلیاں ٹوٹ گئیں اور گوشت و پوست پارہ پارہ ہو کر رہ گیا۔

یہ وہی جسم اطہر تھا جس کی خوشبو رسول کریمؐ برابر سونگھتے رہتے تھے جسے حضرت فاطمہ زہراؑ نے اپنے آغوش میں پالا تھا اور جس کی رگ رگ میں خون رسالت دوڑ رہا تھا۔

پردگیان عفاف پر بہیمانہ یورش

اس سفاکی و قساوت کے مظاہرے کے بعد ان جنگلی کتوں نے بھیڑیوں کی طرح یہ ملاعنہ خانوادہ رسالت کے خیموں پر لوٹ مار کے لئے دوڑ پڑے وہاں اسباب دنیوی کی ذیل میں رکھا ہی کیا تھا کچھ بوسیدہ کپڑے چند پیوند لگی ہوئی ردائیں معمولی ضرورت کی اشیا بچا س ساٹھ کا مل ملا کے زیور ان بھیڑیوں کو ذرہ برابر بھی خیال نہ ہوا کہ یہ خاندان کس کا خاندان ہے اور وہ خاندان مقدس ہے جس سے اشرف و اعظم خاندان روئے زمین پر کوئی پیدا ہی نہ ہوا

تہا خیموں میں گھسکر جو بھی ہاتھ آیا سب کچھ لوٹ لیا عفت مآب بی بیوں کے کانوں کی بالیاں اس بیرحمی کے ساتھ کھینچیں کہ گوشہائے مبارک لہو لہان ہو گئے بیبیوں کے سروں پر سے چادریں تک اتار لیں دل خون ہوا جاتا ہے اور جگر پارہ پارہ جب خیال آتا ہے کہ ان نامردوں کی شقاوت کس بلا کی تھی جنہوں نے معصوم بچیوں کی اوڑھنیاں تک چھین لیں حضرت سجاد کے نیچے سے چمڑے کا بستر نکال کر انھیں کنکروں پہ چھوڑ دیا غور کیجئے کہ ان بنی زادیوں کے قلوب پہ اس وقت کیا گزری ہو گی جس وقت یہ وحوش وحشیانہ برہنہ شمشیریں لئے سرخ سرخ آنکھیں نکالے اندر گھسے ہوں گے لوٹ مار شروع کی ہو گی غریبوں کا نہ کوئی حامی اور نہ مددگار حسرت سے ایک دوسرے کا منہ تکتی تھیں۔

تین شبانہ روز کی بھوکی پیاسی جگر پاش پاش قلب پارہ پارہ مصائب و غموم کا ہجوم بیکسی و بے سپری کا عالم دشمنوں کا نرغہ کس کو پکاریں کسے بلائیں کس کو آواز دیں چہرہ ہائے مبارک غم و الم کی تصویر تھے وفور مصائب نے ہوش و حواس بجا نہ رکھے تھے سب پر خوف و دہشت اور لرزا دینی حزن و آفات سے ایک جانکنی کا عالم طاری تھا یہ ان کی بیکسی کا وقت تھا جن کا نانا تمام عالم کا حامی تھا یہ ان پر پڑی تھی جن کا جد تمام دنیا کو پناہ دیتا رہا تھا۔

شہدا کے سر نیزوں پر

سلب و نہب سے فارغ ہونے کے بعد عمر و سعد نے فوج کو آرام کرنے کا حکم دیا کہ سورج یہ تماشا خونیں دیکھکر گوشہ مغرب میں اپنا منہ چھپا گیا تھا اور دنیا تاریکی خیمہ ظلمت غم کی چادر میں ملفوف ہو چکی تھی اور کربلا کے ہنگامہ ہائے حق و باطل ختم ہو چکے تھے تمام اہل بیت اور سیدزادیاں گرفتار ہو چکی تھیں دو سرے روز بھی فوج آرام کرتی رہی کہ مظاہرہ شقاوت نے انھیں تھکا دیا تھا البتہ اشقیا کی لاشیں عمر و سعد نے ضرور نماز جنازہ پڑھکر دفن کرا دیں مگر شہدا کی لاشیں ویسے ہی بے گور و کفن چھوڑ دی گئیں جنھیں بعد کو ایک قریبی آبادی کے لوگوں نے دفن کر دیا سپہر کو عمر و سعد نے بہتر اہل بیت اطہار کے کٹے ہوئے سر مختلف قبائل کے سرداروں کو علی قدر آن کفر دو دو چار چار حسب حیثیت کے جنھیں انہوں نے اپنے نیزوں پر چڑھا لیا اور بڑے تزک و احتشام کے ساتھ یہ لشکر فتح و فیروزمندی کے شادیانے بجاتا اور شیطانی مسرت کا اظہار کرتا ہوا چمکتے ہوئے سروں کو آگے آگے لئے چلا اس کے حلقے میں خانوادہ اہل بیت کی خواتین تھیں جو اونٹوں کی برہنہ پیٹھ پر رسیوں سے بندھی ہوئی بیٹھی تھیں اور جن کے نورانی چہرے آفتاب و ماہتاب بھی نہ دیکھ سکتے تھے انھیں ہر کہ و مہ دیکھ رہا تھا۔

کوفہ میں قافلہ مظلوم کا ورود

۱۲ محرم کو یہ قافلہ مظلوم کوفہ میں پہنچا یہ عالت تھی کہ سڑکوں پر گلیوں میں چھتوں پر دروازوں پر در و بام پر عورتوں اور مردوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے تھے اور خاندان نبوت کی مظلومی اور شہدائے کربلا کے سروں کو نیزوں پر دیکھ دیکھ کر بیساختہ رو رہے تھے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ محشر شور و فغاں کوفہ میں برپا ہے اور وا قعی اس تماشے سے اندوہ ناک تماشا ہو بھی کیا سکتا تھا لیکن جانتے ہو کہ یہ رونے والے اور شور و فریاد کرنے والے کون لوگ تھے وہی کوفی تھے جنہوں نے خطوط و وفود بھیج بھیج کر خدا و رسول کے واسطے دے دیکر اپنی اطاعت و انقیاد کا

رسول کو کوفہ چھوڑا اور جب آپ پہنچے تو بیعت سے منحرف ہو کر پھر گھروں میں بیٹھ گئے اور ایک جماعت ابن زیاد کی فوج میں بھرتی ہو کر کربلا پہنچی جس نے ہر ممکن شقاوت و سنگدلی کے ساتھ خاندان کے خاندان کا خاتمہ کر دیا یہ دنیا پرست لوگ تھے جو اپنے گھروں میں اطمینان سے بیٹھے رہے اور ان سے صرف دس فرسخ کے فاصلہ پر کربلا میں چمن رسالت الٰہی فرزندوں کے ہاتھوں پامال ہوتا رہا۔ اگر حمیت دینی ولی کیا غیرت انسانی سے بھی کام لیتے تو کربلا کا واقعہ کبھی پیش نہ آتا مگر انہوں نے جو طریقہ اختیار کیا وہ بہر حال تھیں ان کی پرکھ کی آزمائش فرزندان رسول ہی کے سر دگی ہے یہی وجہ تھی کہ حضرت امام زین العابدین کو ان کی گریہ وزاری اور نالہ و فغاں پر غصہ آگیا اور فرمایا۔

ہمارا حال عجیب ہو!! اب روتے ہو اب مصروف فریاد و شیون ہو گئے کیا تم ہماری بربادی کا کے مرتکب نہیں ہوئے کیا تمہارے ہی خنجروں نے آل رسول کے حلق کاٹے کو نہیں تمہاری وہ تم ہی تھے جنہوں نے ہمیں دھوکہ دے کر تباہ کرایا، برباد کرایا اور کربلا میں ہمارا خون اس سنگدلی کے ساتھ بہایا کہ روز ازل سے آج تک کسی نے اس طرح نہ بہایا ہو گا کیا تم ہی نے میرے بابا جان کو خطوط بھیج کر نہ بلایا تھا اور کیا تم اپنے سینوں پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتے ہو کہ اس واقعہ ہائلہ کی ذمہ داری تم سے زیادہ کسی اور پر عاید ہوتی ہے۔ قصاص بوا ہمارے اوپر نہیں، ہماری حالت پر نہیں ہمارے آلام پر نہیں اپنے انجام پر اپنے اعمال پر روؤ اور خوب روؤ اور اگر شرم ہو تو انہیں آنسوؤں کے سیلاب میں ڈوب جاؤ۔

حضرت بی بی زینب جو اشعار پڑھتی ہوئی جا رہی تھیں وہ اتنے دلدوز اور پر اثر تھے کہ انہیں سنکر سنگ دل پتھروں کا جگر شق ہوا جاتا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ پوری کائنات کراہ رہی ہے۔

ابن زیاد لعین کا جہنمی دربار

شقاوت و خباثت کا پتلا ابن زیاد البیانہ مسرت سے سرشار تھا اس نے اظہار مسرت کے طور پر ایک دربار منعقد کیا تمام مقدس قیدی سامنے کھڑے کر دیئے گئے اور ایک طشت میں رکھ کر حضرت امامؑ کا سر اس کے سامنے لایا گیا اس نے دندان مبارک پر چھڑی مار مار کر کہنا شروع کیا کیوں یہی وہ منہ ہے جس سے تم نے خلافت کا دعویٰ کیا تھا اس وقت حضرت انس سے ضبط نہ ہو سکا کھڑے ہو کر فرمایا بے ادب و گستاخ چھڑی ہٹا کر میں نے خود رسول کریم کو دیکھا ہے کہ وہ انہیں چومتے اور پیار کرتے تھے حضرت زید بن ارقم نے بھی انہی الفاظ کا اعادہ کیا اور ابن زیاد کو ڈانٹ بتائی۔

ابن زیاد یہ الفاظ اور ڈانٹ سنکر آگ بگولا ہو گیا اور یہ کہکر اسی وقت دونوں کو اپنے دربار سے نکلوا دیا کہ تمہاری صحابیت اور بڑھاپے پر رحم کرتا ہوں ورنہ ابھی تمہیں مروا ڈالتا وہ یہ کہتے ہوئے باہر چلے گئے کہ تو وہ لعین ہے کہ جب تو نے فرزند رسول کو شہید کرا دیا تو ہماری تو ہستی ہی کیا ہے۔ لطف ملاحظہ ہو کہ ابن زیاد ملعون کہتا ہے کہ اس کا بھائی پر خدا کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس کا احسان ہے جس نے ہمیں فتح عطا کی اور دشمنوں کو تنگی و مصیبت میں گرفتار کیا حضرت زینبؑ نے فرمایا خدا کا احسان ہے جس نے ہمیں خاندان نبوت میں پیدا کر کے شرف و بزرگی عطا فرمائی ابن زیاد بولا دیکھ لو اپنے بھائی کا انجام کہ اس نے اپنے آپ کو خاک میں ملا دیا یہ ہے اس کی قدرت جلیلہ اس

پر حضرت زین العابدین نے فرمایا قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیہم القتل الی مضاجعہم (سورہ آل عمران) یعنی ہر شخص کا ایک وقت مقرر ہے جس سے کسی کو مفر نہیں اور اس شہادت کی خبر تو ہمارے جد امجد حضور کریم پہلے ہی دے چکے تھے جس کا انتظار مدت سے بابا جان کر رہے تھے۔ نہ گھبراؤ وقت دور نہیں کہ ہمارا اور تیرا دونوں کا معاملہ احکم الحاکمین کے سامنے پیش ہو گا ابن زیاد نے جھلا کر پوچھا یہ کون ہے اور جب معلوم ہوا ہے کہ فرزند حضرت امام حسینؑ ہے تو فوراً حکم دے دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے پھر بولا کیا میں نے نہیں حکم دیا تھا کہ نسل حسین سے کوئی اولاد کو باقی نہ رکھی جائے۔

اس حکم پر حضرت زینبؑ تڑپ گئیں اور فرمایا بدبخت لعین کیا تو نسل محمدی کو دنیا سے نابود کر دینا چاہتا ہے پھر آسمان کی طرف اٹھا کر بولیں بار الٰہا تیرے رسول کا خاندان کا خاندان ان ظالموں کے ہاتھوں برباد ہو چکا تیرے پیغمبر کا نواسہ انتہائی مصائب اٹھا کر شہید ہو گیا اور اب یہ شقی تیرے رسول کی نسل ہی منقطع کئے دیتا ہے فریاد ہے اے بیکسوں کے وارث فریاد ہے اپنی حبیب کی سن اور اپنے رسول کی نسل قائم رکھ۔ ان الفاظ میں کچھ ایسا درد تھا کہ دعا فوراً مقبول ہو گئی اور ابن زیاد نے اپنا حکم واپس لے لیا دربار برخاست کر کے ابن زیاد نے جامع مسجد میں خطبہ منبر پڑھا اور آل رسول پر لعن طعن کی اس پر عبداللہ بن عفیف نے کھڑے ہو کر کہا او دشمن خدا! خاموش!! تو جھوٹا اور تیرا باپ جھوٹا کہ آتش شقاوتوں کے بعد منبر پر چڑھ کر آل رسول پر لعن و طعن کر رہا ہے اس پر اس لعنتی نے ان بزرگ کو بھی شہید کرا دیا۔

یزید کا لعنت خیز دربار

تیسرے روز ملعون ابن زیاد نے شمر لعین کی نگرانی میں ایک دستہ فوج کیا حضرت امام کے سر مبارک اور تمام اہل بیت اطہار کو پابند طوق و سلاسل کر کے دمشق بھیج دیا جہاں بوقت ظہر یہ لٹا ہوا قافلہ پہنچا یہاں بھی ایک خلقت اس دلدوز منظر کو دیکھنے کیلئے امنڈ آئی تھی یزید لعین نے بھی ایک دربار عظیم منعقد کیا قیدی سامنے کھڑے کئے گئے اور سر امام ایک طشت میں اس کے سامنے پیش کیا گیا یزید بولا کہ خدا اس زانیہ بچہ کو غارت کرے میں نے کب اسے یہ حکم دیا تھا کہ وہ حسین کو قتل کر دے اس کے آنسو بھی نکل آئے لیکن یہ محض منافقت و سیاست تھی ورنہ واقعی اس کا حکم بھی تھا پھر اس سنگدل لعین نے بھی ابن زیاد ہی کی طرح سر امام کے دندان مبارک پر چھڑی مارنی شروع کی جس پر حضرت سمرہ بن جندب نے ڈانٹ کر کہا کہ خدا تیرے ہاتھوں کو قطع کرے بوسہ گاہ رسول سے یہ گستاخی کر رہا ہے یزید لعین در آتش ہو گیا اور کہا تیری صحابیت کا لحاظ کر کے بخشتا ہوں ورنہ تجھے اسی وقت قتل کرا دیتا اس کے بعد اس نے حضرت امام زین العابدین سے کہا کہ تمہارے باپ بغاوت کر کے مجھے خلافت چھیننا چاہتے تھے انہوں نے قرابتداری کا بھی کچھ لحاظ نہ کیا۔

پھر حضرت زینب نے کہا کہ میرے باپ بھائی تجھ سے اور تیرے باپ سے افضل تھے یزید بولا بیشک تمہارا دادا میرے دادا سے افضل تھے اور تمہاری ماں میری ماں سے افضل تھیں مگر تمہارا باپ ہرگز میرے باپ سے افضل نہ تھا اور میں تجھ سے اور تیرے بھائی سے افضل ہوں دیکھ لو میں تخت پر بیٹھا ہوں اور تم قیدی کی طرح میرے سامنے حاضر ہو حضرت زینبؑ نے جواب میں اللہم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء پڑھا اور خاموش ہو گئیں۔

قافلۂ مظلوم مدینہ میں

یزید نے اس وقت بھی زہروں کے طوق پہن کھلوائے اور انھیں اپنے محل میں بھجوا دیا حسن اتفاق سے یزید کی بیوی ایک خدا ترس خاتون تھی وہ ان بے سہارا دلوں کی حالت دیکھتے ہی چیخ پڑی معاویہ ابن یزید بھی بیقرار ہو گیا محل بھر میں ایک کہرام مچ گیا اس نے ان کی خاطر مدارات میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا مگر اب ان کی نگاہوں میں دنیا تاریک تھی اور ہر راحت مصیبت کا ایک نیا پیغام بنکر نشتر کاری کرتی تھی۔

یزید کو اب اطمینان ہو گیا تھا اس نے حضرت زین العابدینؓ سے پوچھا کہ اب کیا چاہتے ہو فرمایا کہ اولاً قاتلان حسین میرے حوالہ کر دیئے جائیں ثانیاً سر مبارک میرے سپرد کر دیا جائے، ثالثاً ہمیں مدینہ منورہ واپس بھیج دیا جائے رابعاً مجھے جامع دمشق میں خطبہ جمعہ پڑھنے کی اجازت دی جائے یزید نے تمام شرطیں تسلیم کر لیں مگر اولیٰ شرط تسلیم کرنے سے انکار کر دیا لیکن جب خطیب نے دوران خطبہ میں حضرت علیؓ اور حضرت امام حسینؓ پر تبرا شروع کیا تو آپ ضبط نہ کر سکے اور کھڑے ہو کر فرمایا:—
تباہی قوم کا بد ترین خطیب ہے پھر خود منبر پر جا کر ایک معرکہ آرا خطبہ ارشاد فرمایا جس میں سانحہ کربلا کے تمام مظالم کھول کر کچھ اس درد ناک انداز میں بیان کئے کہ مسجد کی مسجد ایک عرصۂ محشر بن گئی اور آنکھوں سے سیلاب خون کا دریا رواں ہو گیا۔ یزید یہ دیکھکر گھبرا گیا اور بعجلت نماز شروع کرا دی اور بشیر بن نعمان کی نگرانی میں اہل بیت اطہار کو زاد راہ دیکر مدینہ روانہ کر دیا جس وقت مدینہ یہ قافلہ پہنچا ہے تو مدینہ کوفہ نہ تھا دمشق نہ تھا ہر طرف ایک شور قیامت برپا ہو گیا ابھی یہاں صحابۂ کرام اور صحابیات زندہ تھیں جنھوں نے اپنی آنکھوں سے ان کی ناز برداریاں دیکھی تھیں ان کی عظمت و تقدیس کے متعلق احادیث سنی تھیں اور جو اسی لئے ان پر اپنی جان نچھاور کرتے تھے انہوں نے جو دیکھا کہ گلشن رسالت کے تمام شگفتہ پھول تمام عنبر بیز تختے اور تمام شاداب کونپلیں عین بہار میں پامال ہو کر رہ گئیں تو ناگہاں ایک سیلاب عظیم امنڈ آیا ہر قلب دو نیم ہر جگر پاش پاش اور ہر آنکھ اشکبار ہو گئی کلیجے منہ کو آنے لگے مدینہ کی پوری فضا شیون و فغاں سے بھرپور ہو گئی۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت ام المومنین بی بی سلمہؓ کی حالت تو درد و غم والم سے غیر ہو گئی رات دن ماتموں اور نوحوں کا ایک سیلاب جاری رہتا تھا بام و در تک سے فریاد و بکا کی صدائیں بلند ہوتی نظر آتی تھیں، وہ عالم قیامت سے ہرگز کم نہ تھا جب اس قافلۂ مظلوم کی نظر گنبد خضرا پر پڑی حضرت زینبؓ، حضرت ام کلثومؓ، حضرت سجادؓ اور تمام اہل بیت اطہار کے منہ سے چیخیں نکل گئیں اور واجداہ واجداہ کی صداؤں سے گنبد افلاک گونج اٹھا روضۂ اقدس پر پہنچکر پکاریں کہ:—

"اے بیکسوں کے والی، اے مسلمانوں کے آقا اور اے ہمارے سردار نانا! اٹھو خدا کے لئے اٹھو دیکھو اپنے خاندان اپنے اہل بیت اور اپنے پیاروں کا حال دیکھو! آپ کے جگر گوشہ حسین کو ظالموں نے پامال کر دیا قتل کر دیا بند بند جدا کر دیئے جس ذات گرامی کو آپ نے گودوں میں کھلایا جس کا رونا کبھی برداشت نہ کر سکے جس سے زیادہ آپ کو کوئی عزیز نہ تھا اسے مارا اور بھوکا پیاسا تڑپا کر مارا آہ آہ اے رحمت و رافت کے پیکر اٹھ دیکھو تیری بہوئیں بیٹیاں اپنے سہاگ لٹا کر دشت بیوا کے لگا دوں پہ لوٹ کر اور ان سنے اور ان دیکھے مصائب والے اب اٹھا کر تیرے دربار میں فریاد کے لئے حاضر ہوئی ہیں، کہاں ہو آنکھ کھولو! اٹھا لے آنکھ کھولو آپ کی دکھیاری رانڈیں آپ کی غم نصیب بیٹیاں آپکے یتیم بچے بڑے بڑے عذاب آپ کی امت کے ہاتھوں سہکر آپ تک پہنچی ہیں آپ سے فریاد کر رہے ہیں اے ضعیفوں کے ملجا تیرے سوا کس سے فریاد کریں اپنی بپتا اپنی دکھ بھری کہانی کسے سنائیں گھر کے گھر بے چراغ ہو گئے خاندان کا خاندان برباد ہو گیا گلشن کا گلشن لٹ گیا، تمہاری بہوؤں اور بیٹیوں کو بے پردہ کیا گیا تمہاری اولاد کی گردنیں مروڑی گئیں تمہارے پیاروں کو ذبح کیا گیا کوفہ کے درندوں نے بڑے بڑے شکیل و وجیہ نوجوانوں کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا خدا را خواب استراحت سے اٹھئے اور اپنے بچوں کی حالت للہ ایک نظر دیکھئے اور ہمارے سروں پر دست شفقت پھیریئے اور ہماری مظلومی کی داد دیجئے۔"

اس شیون و فغاں نے قلب پارہ پارہ اور جگر پاش پاش کر دیئے اور شور بکا سے تمام فضائے بسیط لبریز ہو گئی ہر گھر ہر خاندان ہر قبیلہ ہر محلہ ہر سڑک اور ہر گلی میں ایک آگ لگ گئی لوگوں پر کھانا پینا حرام ہو گیا دنوں نہیں مہینوں نہیں برسوں تک لوگوں کے قلب ٹھکانے نہ آئے آج گو اس واقعۂ محزونہ پر تقریباً چودہ صدیاں اور بیس قرن گذر چکے ہیں آنکھ سے برابر آنسو جاری ہیں اور قیامت تک جاری رہیں گے دنیا میں بہت سے مظالم ہوئے مگر مرور زمانہ سے سب فراموش ہو گئے مگر یہ حادثۂ الیمہ نہ اس وقت بھولا نہ اب بھولا ہے؟ اور نہ آئندہ اسے کوئی بھولیگا۔

برق عتاب الٰہی کی تڑپ

ملاعنہ یزیدی پر قہر الٰہی کا نزول

گلشن ہاشمی کو تو جس طرح پامال خزاں ہونا تھا ہوا باغ رسالت تو جس طرح لٹنا تھا لٹ چکا یزید نے اطمینان کا سانس لیا ابن زیاد مفتخرانہ زندگی بسر کرنے لگا عمرو بن سعد حکومت رے کے خواب شیریں کی تعبیر کا منتظر ہو گیا اور نہ صرف دشت نینوا کے چند ہزار اشقیا خوش تھے کہ ہمیں آل رسول کے گلے کاٹنے اور اہل بیت اطہار کو ذبح کرنے کے انعام میں سنہری روپہلی تھیلیوں کے انبار حاصل ہوں گے بلکہ کوفہ کے بہی خواہوں کی امیدوں کے شجر بھی شاداب ہوتے چلے جا رہے تھے کہ وفاداران حکومت اور کاسہ لیسان سلاطین کی فہرست میں ان کے نام لکھے گئے شمر فخر و آرزو کا پتلہ بنا پھر رہا تھا کہ اب اس کے قدموں کے نیچے اس کے کارنامۂ جلیل کے عوض طلائی اینٹوں کے پشتے ہوں گے۔ دنیوی فائدہ المراسیوں کی خوشگوار توقعات نے عذاب آخرت کے خوف سے بھی انھیں بے پرواہ بنا رکھا تھا ہر خبیث النفس انسان اپنی امیدوں کے شاداب چمن میں مصروف گل گشت تھا اور سمجھتا تھا کہ موت کا دن دور ہے اور عیش حیات سے شادکامی کا زمانہ سامنے ہے موت اہل بیت اطہار ہی کے لئے نہ تھی ان کے سروں پر بھی منڈلا رہی تھی مگر انھیں اس کی خبر نہ تھی وہ اس حدیث کو ہی بھولے اور قطعی بھولے ہوئے تھے جسے امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے اور جس کا مفاد یہ ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بذریعہ وحی مطلع فرما دیا ہے کہ میں نے حضرت یحییٰ بن زکریا کے خون کے بدلے میں ستر ہزار آدمیوں کو قتل کرایا تھا اور

آپ کی بیٹی حضرت فاطمہؑ کے فرزند کے قتل کے انتقام و بادافش میں سے ڈر گئے ہوں۔ سلطنت و اہل بنا کر صبر کروں گا۔ ایسا ہی ہوا چھ برس ایک سکون رہا اس کے بعد وہ قہر و جلال الہی کی بھڑک اٹھا تھی جو قاتلان اہل بیت اطہار کو اس طرح سے دنیا کے کسی گوشہ میں کہیں پناہ نہ ملی اور وہ خوفناک سے خوفناک اذیتوں کا شکار ہو کر منتقم حقیقی کے سامنے اپنے اعمال کی جوابدہی کے لئے چلے جا رہے تھے۔

یزید کا خوفناک حشر

یزید سب سے بڑا مجرم اور اس وقت سب سے زیادہ طاقتور انسان تھا میں عالم جوانی میں کہ ابھی یہ اپنی زندگی کی پوری ۳۰ بہاریں بھی نہ دیکھنے پایا تھا اور سلطنت کے سکھ سے چار دن بھی آشنا نہ ہوا تھا کہ قہر الہی ہوا وہ بھی اس عذاب الیم کے تین شبانہ روز برابر درد قولنج کے جانکنی دوروں میں تڑپتا رہا۔ حضرت زینبؑ نے بھرے دربار میں اسے بددعا دی تھی دنیا دیکھ تو نے جس سلطنت کو حسینؑ کے خون سے سیراب کیا ہے تجھے اس کا سکھ دیکھنا نصیب نہ ہوگا اور تیری اولاد اس پر تھوکے گی بھی نہیں یہی ہوا یزید حمص میں صاحب فراش ہوا اور جب اس نے اپنے آخری وقت میں اپنے بیٹے معاویہ کو وصیت کے لئے بلایا تو وہ ایک چیخ مار کر بھاگ گیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سلطنت سے محفوظ رکھے جس کی بنائیں اولاد رسول کے خون سے استوار کی گئی ہیں۔ لوگوں نے بہت کہا کہ سلطنت ختم ہو جائے گی مگر اس خدا ترس نے یزید کی سلطنت پر دونوں پر لعنت بھیجی اور محل میں جا کر ایسا روپوش ہوا کہ پھر باہر نہ نکلا اور حسینؑ حسینؑ کے نعرے لگاتا ہوا مر گیا۔

یزید کے قلب پر چھریاں چل گئیں مگر مجبور تھا اس کی یہ حالت تھی کہ پیاس کا غلبہ شدید ہوا ور ایک قطرہ بھی حلق میں ڈالتا تو زہر کا تیر بن کر کلیجے پر ٹھہرتا۔ بدبخت تین روز تک نہ کچھ کہا سکا اور نہ پی سکا اور تڑپ تڑپ کر انتہائی کرب و اذیت میں اپنی ملعون زندگی ختم کی۔

سپاہ یزید پر برق قہر کی تڑپ

مختار ثقفی محض ایک قیدی تھا لیکن انتقام کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسی بے حقیقت قیدی کو کوفہ کا حاکم بنا کر اس کے ہاتھوں ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچایا اس نے کوفہ کی عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی پہلا حکم یہ دیا کہ جن بدکرداروں نے کربلا میں تلوار اٹھائی ہے ان میں سے اگر کوئی ایک ہستی بھی کوفہ کے کسی گھر میں پائی گئی تو اس گھر پر گدھوں کے ہل چلوا دوں گا۔ اہل کوفہ یہ حکم سن کر تھرا اٹھے مگر چارہ کار کیا تھا کربانی انتقام کا وقت آگیا تھا یہ حالت ہوئی کہ صبح منادی ہوتی ہے اور ظہر سے پہلے پہلے اسود، بشیر، عمرو بن الحجاج، قیس اور طبران وغیرہ طوق و سلاسل میں جکڑے ہوئے سامنے حاضر ہیں۔ مختار پہلا دنیا کے کتو اتم نے رسول حق کے خاندان کو بے چراغ کر دیا تمام کنبہ ان کا خون بھی حضرت امام حسینؑ کے ایک قطرہ خون کا ہم وزن نہیں بن سکتا۔ قیدی کانپنے لگے اور ملتجیانہ لہجہ میں بولے کہ ہم نے تو ابن زیاد اور عمر سعد کے حکم سے مجبور ہو کر ایسا کیا۔ فرمایا اچھا تو میں خدا اور رسول کے حکم سے مجبور تمہیں تڑپا تڑپا کر ماروں گا چنانچہ یہ سب کے سب بڑے عذاب کے ساتھ قتل کروا دئے گئے۔

فوراً ہی دوسرا گروہ سامنے لایا گیا جن کا سردار حصین بن آذر تھا اسے بھی جلادوں کے حوالہ کر دیا گیا جنہوں نے ان کے سر فوراً ہی قلم کر دیئے کوفے میں بھگدڑ پڑ گئی

سپہ سالار لشکر کا عبرتناک انجام

کوفہ میں ایک شور بر پا تھا

ڈر کے بھاگ رہے تھے جنگلوں اور پہاڑوں اور کھنڈروں میں چھپتے پھرتے تھے لیکن کہیں پناہ نہ ملتی تھی ہر جگہ سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر گرفتار کئے جاتے تھے۔ عمر سعد پہاڑ کے ایک غار سے گرفتار کر کے لایا گیا اس کی صورت دیکھتے ہی مختار کی آنکھیں لبریز اشک ہو گئیں اور بولا بتا او دشمن خدا و رسول تجھے کس عذاب سے قتل کروں بدبخت تیرے پہلو میں دل نہیں بچہ اور ہے آخر اس کے سامنے اس کے نوجوان بیٹے حفص کو جو کربلا میں آپ کے پہلو میں کام کر رہا تھا قتل کیا گیا اور کہا گیا ظالم دیکھ کہ حسینؑ کو بھی اپنے بچوں کی شہادت کا اتنا ہی صدمہ ہوا ہوگا اس کے بعد مختار کے اشارہ سے اس حکومت رے کے آرزومند کا سر اڑا دیا گیا۔

شمر لعین پر موت کا حملہ

اس کے بعد شمر لعین کا بیٹا اور لرزتا ہوا حاضر ہوا۔ مختار کی آنکھوں میں خون اتر آیا اس نے کہا بہت پیاسا ہوں حلق خشک ہو گیا ہے تھوڑا پانی پلا کر قتل کر مختار نے کہا او ظالم تو انکار کیا تجھے اس وقت حضرت امام اور اہل بیت اطہار کی پیاس بھی یاد ہے کیا تو نے انھیں بھی پانی پلایا تھا اور تڑسا تڑسا کر نہ مارا تھا شمر کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ جلاد نے ایک ہاتھ میں اس کا سر اڑا دیا۔

قاتل علی اصغر پر تیروں کی بوچھار

حرملہ بن کاہل وہ مردود ازلی تھا جس نے پانی کی استدعا پر علی اصغر معصوم میں تاک کر تیر مارا تھا مختار نے حکم دیا کہ اس کے گلے پر بھی تیروں کی بارش شروع کر دی جائے اس طرح کہ یہ مرنے نہ پائے اور جب خوب تڑپ لے تو آخری تیر زور کے ساتھ مار کر ہلاک کر دو۔ حرملہ ابھی تڑپ ہی رہا تھا کہ شقی ازلی خولی سامنے حاضر کیا گیا اس نے حضرت امام کے جگر میں برچھا مارا اور سر نیزے پر چڑھایا تھا۔ مختار نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ پہلے اس کے دونوں ہاتھ قلم کرو پھر پاؤں کاٹو اور پھر سولی پر چڑھا دو چنانچہ یہ اسی عذاب کے ساتھ قتل کیا گیا

ابن زیاد کا سر کوفے کے دربار میں

مردود ابن زیاد بھاگ کر دور نکل گیا تھا اور موصل کے قریب اس نے ایک فوج جمع کر لی تھی اس نے صلح کی ہر چند سعی کی مگر صلح نہ کی گئی ابراہیم بن مالک بن اشتر مقابلہ یا گرفتاری کو بھیجے گئے جنہوں نے شکست دیکر اسے قتل کیا سر قلم کر کے کوفہ بھیجا گیا جیسا اسی طرح مختار کے سامنے رکھا گیا جس طرح اس کے سامنے حضرت امام کا سر رکھا گیا تھا۔ اس وقت مختار نے ایک موثر تقریر میں سب کو عبرت دلائی۔ غرض مختار کا عہد قاتلوں کے لئے ایک پیکر قہر الہی تھا ہزار ہا مردود واقعیا اس کے ہاتھوں قتل ہوئے جو بچ گئے ان پر دوسرے قسم کے عذاب نازل ہوئے کوئی پاگل ہو گیا کسی کو کتوں نے پھاڑ ڈالا کسی کے ہاتھ پیر مفلوج و شل ہو گئے کوئی کوڑھی ہو گیا اور کوئی عارضہ تشنگی میں تڑپ تڑپ کر مرا اور کسی کا چہرہ جھلس گیا مختار ثقفی اور مصعب بن زبیر کی تلوار نے عرصے کو شے کو شے سے قاتلوں کو نکال کر قتل کیا واقعہ کربلا کے چھ سال کے بعد تو یہ کھیل کھیلا گیا اس کے بعد ایک صدی کے اندر ہی اندر بنو امیہ کی سلطنت کی بھی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور عباسیوں نے تو بنو امیہ کی قبریں تک کھدوا ڈالیں ہڈیاں تک جلا دیں یزید کی ہڈیاں تو اندر ہی سے جلی ہوئی نکلیں اور حکم دیا کہ بنو امیہ کا ایک بچہ بھی دنیا میں زندہ نہ رہنے پائے چنانچہ ہزار ہا بنو امیہ جا بجا قتل کئے گئے اور حدیث نبوی کی صداقت جلوہ گر ہوئی آج دنیا میں سادات کرام تو بکثرت ملیں گے لیکن بنو امیہ کا

بی بی زینبؓ کے بچوں کی شہادت

تھوڑا تو خاموش کھڑی کپڑے سے پنکھا جھل رہی تھیں، کہ سیدہ کے لال نے بہن سے فرمایا زینب اماں بابا کی شمشیر، بھائی حسن کی کمان نانا جان کا عمامہ لاؤ، اور بھائی کی صورت دل بھر کر دیکھ لو اب یہ نظر نہ آئے گی اور دشمن میدان سے واپس نہ آنے دینگے، بی بی زینب بھائی کے قدموں میں گریں اور کہا۔

اس نازک وقت میں، کہ عرش بریں ہل اور آسمان کانپ رہا ہے بہن اپنے بھائی کے حضور میں ایک التجا پیش کرتی ہے، امید ہے کہ علی کا لال اور سخی ان کا بچہ بہن کا سوال رد نہ کرے گا حسین بھیا۔ تکلیف کے وقت صدقہ دیا جاتا ہے ۔ میرا یقین ہے کہ صدقہ بلا کو رد کرتا ہے، میری آرزو ہے کہ عون و محمد کو اس وقت بابا جان پر قربان کردوں، شاید یہ بلا ٹل جائے بھائی یہ بحث کا وقت نہیں ہے، بھائی تو بہنوں کے بڑے بڑے ارمان رکھتے ہیں، اسوقت زینب کے بچوں کو میدان جنگ میں جانے کی اجازت دے کر اس کا دل رکھ لے بھیا اس وقت میرا سفارشی کوئی نہیں ہے، ماں اور باپ دونو کا سایہ سر سے اٹھ چکا، بھائی حسن بھی اللہ کے پیارے ہوگئے آج ہماری کشتی کے ناخدا تم ہو، زینب کس منہ سے ماں باپ کی خدمت میں حاضر ہو گی، بھائی حسین خدا کا واسطہ دے رہی ہوں، اماں کی روح کا صدقہ میرے بچوں کو رن کی اجازت مرحمت ہو، وہ جب سے اصغر کی شہادت دیکھ چکے ہیں، میرے پیچھے پیچھے پھر رہے ہیں کہ ماموں جان سے میدان کی اجازت دلوائیے، میں خاموشی سے ان کا منہ تک کر چپکی ہو جاتی ہوں، بھیا یہ مجھ سے زیادہ تیری صورت کے عاشق ہیں، رو رہے ہیں، پیٹ رہے ہیں اور جدھر جاتی ہوں سایہ کی طرح میرے ساتھ رہتے ہیں، کہ کسی طرح ان کو میدان میں جانے کی اجازت مل جائے۔ دیکھئے میرے پیچھے کھڑے رو رہے ہیں، اتنا کہہ کر ہٹیں، تو عونؓ و محمدؓ ماموں کے قدموں میں گرے اور کہا ہم ماں کے پیٹ سے اس لئے پیدا نہیں ہوئے تھے، کہ ہم زندہ رہیں، اور آپ پر یہ وقت آجائے اور ہم کھڑے دیکھتے رہیں، دشمن قہقہے لگائیں، اور ہم سنیں، ماموں جان ہماری آبرو نہ بگڑنے دیجئے اور ہم کو میدان میں جانے کی اجازت دیجئے، ہم کو بھانجے نہیں غلام سمجھئے اور ہم کو قربان ہونے کا حکم دے کر ہمارے دل کے مرجھائے ہوئے پھول کو کھلا دیجئے دیکھئے ہمارے ہتھیار سب طیار ہیں، ہم اپنے چھوٹے چھوٹے نیزوں اور نیچوں سے دشمن کو مزہ چکھا دینگے، جبتک ان تمام تکالیف کا بدلہ نہ لے لیں گے، ہماری زندہ صورت آپکو نظر نہ آئے گی۔ خدا کا واسطہ رحم فرمائیے اور ہماری درخواست منظور کیجئے

اب بی بی زینب آگے بڑھیں، اور دونو بچوں سے کہا کہ ماموں کے قدموں سے لگو، اور آخری سلام کرو" اس کے بعد بھائی سے عرض کیا، بھیا میرے کلیجہ کے ٹکڑے تمہاری شجاعت پر حرف نہ لائیں گے یقین کرو کہ ان کی وجہ سے علی کے نام پر دھبہ نہ لگے گا، میں کسی قابل نہیں ہوں اس وقت میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو قربان کرتی، بہن کی یہ ناچیز قربانی قبول ہو۔

امام حسین کی آنکھ سے آنسو کی لڑیاں جاری تھیں، انہوں نے بچوں کو سینہ سے چپٹا لیا بہن کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

زینب جو کچھ نہ دیکھنا تھا، ان آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لیا، ماں اور باپ کے بعد بھائی حسن کا جنازہ دیکھ چکا، میا جائے کو ان ہاتھوں سے قبر میں اتارا، ابھی وہ آنسو بہ رہے ہیں، زینب تجھ کو بھائی پر رحم نہیں آتا، کس دل سے اجازت دوں۔

کیا ماموں دنیا میں اس لئے پیدا ہوا تھا، کہ گلشن زہرا کے پھول چن چن کر آگ میں جھونکے دل ہے پتھر نہیں، صبح سے جو گذر رہی ہے اس کا جاننے والا خدا کے سوا کوئی نہیں، زینب مجھ پر رحم کر، ان کو ملوں نے ابھی دنیا کا کیا دیکھا ہے، ان کے دن پھولنے پھلنے کے ہیں، ان کو دنیا میں رہنے دے ماموں کے گھر میں اسوقت موت کے سوا کچھ نہیں، ان کو حکم دے کہ خاموشی کے ساتھ گھر چلے جائیں اور دنیا کی بہار دیکھیں،

امام حسین کی تقریر ختم نہ ہوئی تھی، کہ بی بی زینب کا دل بھر آیا، اور بھائی کے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہا۔

حسین! میرے زخموں پر نمک نہ چھڑک، کس کے بچے اور کیسے بچے عون و محمد تیرے غلام ہیں، ان کا خون جو تجھ پر گرے گا سہرا سمجھونگی، اور آنکھوں سے لگاؤں گی، ان کی موت جو تجھ پر قربان ہو کر آئے گی، میری زندگی ہوگی، اگر یہ خود میدان کے واسطے بیقرار نہ ہوتے تو عمر بھر ان کی صورت نہ دیکھتی، آج میری کمائی ٹھیک لگتی اور باپ نے جو آخری وقت وصیت کی تھی اس کی تعمیل کرتی ہوں مجھے ان کی شادی کا ارمان تھا، مگر اس سے بڑھ کر اور کیا شادی ہوگی، وہ ارمان پورا ہوتا ہے، اجازت دے کہ اپنے بچوں کو دولہا بناؤں اور رن میں بھیجوں۔

امام حسینؑ بہن کی اس گفتگو پر خاموش ہوئے تو بی بی زینب نے دونو بچوں کو بھائی کے قدموں پر ڈال دیا، اور کہا کہ ماموں کا شکریہ ادا کرو کہ ہماری قربانی قبول کی اٹھو اور میرے ساتھ آؤ۔

اس وقت خیمہ میں سناٹا تھا، کہ عمر و سعد نے باواز بلند کہا، علی کی شجاعت کو کیا ہوئی، کہ کوئی میدان میں نہیں آتا، ہم خود ہی خیمہ میں گھس آئیں، بی بی زینب نے طیش میں آکر علی اکبر سے کہا، تم جواب دو کہ ناموس رسول کو بچانے والا ابھی زندہ اور جوہر شجاعت دکھانے کو موجود ہیں

میدان کے کارزار میں اترے، بڑھے، چھوٹے چھوٹے ہتھیار ان کے جسم پر لگائے اور کہا عون و محمد خوش نصیب ہوں میں ماں کہ تم جیسے نیک بچے میرے پیٹ سے پیدا ہوئے مگر دیکھو بھوک پیاس میں کوئی ہلکی بات زبان سے نہ نکل جائے، اور یہ بات کسی کو نہ معلوم ہو کہ تم کون ہو، جاؤ اور جاؤ۔ زینب کا زبان پر نام نہ آئے، صرف اتنا کہنا، کہ ہم حسین کے غلام ہیں، اور ہماری ماں بی بی فاطمہ اور شیر خدا کی لونڈی ہے ان کی شفقتوں کا بدلہ ہماری ماں کے پاس یہی تھا، کہ ہم کو امام پر نثار کر دیا۔

یہ بھی کہنا میں نادم ہوں، کہ اپنے مہمانوں کو میدان جنگ میں بھوکا پیاسا شہید ہونے بھیج رہی ہوں، جس وقت دونوں بچے خیمہ کے دروازے پر پہنچ کر ماں کے آخری سلام کو جھکے تو دل کا عجب عالم تھا، مگر ضبط سے کام لے کر ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر گلے سے لگایا اور پیار کیا، اور کہا دنیا کی مائیں بچوں کو پردیس سدھارتے وقت دعا دیتی ہیں، کہ جس طرح پیٹھ دکھائی اسی طرح منہ دکھاؤ۔ مگر عون و محمد کی ماں یہ کہتی ہے کہ جاؤ زندہ نہ آؤ شہید ہو کر آؤ، اور سر کٹا کر آؤ، دیکھو میرے الفاظ یاد رکھنا، عمر سعد کو یہ پتہ نہ چلے کہ تم زینب کے بچے ہو، اچھا کلیجہ کے ٹکڑو جاؤ اور سدھارو رخصت!

فلک پیر نے دنیا نے سخت سے سخت مصائب پر قہقہے لگائے ہیں، مگر آسمان و زمین خاموش تھے، جس وقت زینب کے بچوں کی صدائے تکبیر سے میدان کربلا گونج اٹھا عمر سعد نے سامنے آکر کہا، میں یہ تو سمجھ گیا کہ تم زینب کے بچے ہو، مگر تمہاری ننھی جدائیوں پر مجھے نہ معلوم کیوں رحم آ رہا ہے اور وہ دل جو صبح سے اب تک باغ باغ ہوا، تمہارے لڑکپن پر ترس کھا رہا ہے، اگر تم حسین کا ساتھ چھوڑ کر ادھر آ جاؤ تو تمہارے واسطے دنیا بھر کی نعمتیں موجود ہیں، اور اگر یہ پسند نہ کرو، تو جاؤ اپنے گھر چلے جاؤ میں اجازت دیتا ہوں جاؤ اپنی ماں سے کہدو کہ عمر سعد نے ہم کو آزاد کر دیا۔

دونوں کے دونوں اتنا سنتے ہی آگ بگولا ہو گئے اور کہا ظالم عمر سعد ہم کو امام کا بہانہ بنا کر امامت کو رسوا مت کر، ہم امام حسین کے غلام ہیں، اور ہماری ماں بی بی فاطمہ اور شیر خدا کی لونڈی، تجھ کو جب ہمارے آقا زادوں پر ہی رحم نہ آیا، اور پانی پر پہرہ لگا کر اپنی سنگدلی دکھا دی تو ہم پر کیا رحم آئیگا، گو ہم تین روز سے بھوکے اور پیاسے ہیں اور ہماری عمریں دس بارہ سال سے زیادہ نہیں لیکن تجھ جیسے بیسیوں کو جہنم میں پہنچا کر اپنے آقا پر نثار ہونگے یہ کہہ کر سیدھی طرف سے عون نے اور الٹی طرف سے محمد نے حملہ کیا، ننھی ننھی تلواریں بجلی کی طرح جس سر پر چمکیں خاکستر کرتی ہوئی ہوا کی طرح نکل آئیں، عمر سعد نے اپنی فوج سے خطاب کیا، کہ تین دن کے بھوکے پیاسے بچوں کو ابتک تہ تیغ نہ کر سکے، تو ملکر حملہ کرو اور دونوں کا خاتمہ کر دو۔ ابھی عمر سعد کی تجویز ختم نہ ہوئی تھی، کہ دونو خود ہی لشکر میں گھس کر عمر و سعد کے سر پر پہنچے اور عون نے کہا کہ ہم نے جو کہا تھا وہ کر دکھایا، مگر تیرے ظلم کا ابھی مزہ چکھنا باقی ہے، یہ کہہ کر چاہتے تھے کہ وار کریں، مگر دونوں طرف سے تلواروں کی باڑھ سر پر گری اور زینب کے لال خون میں لال ہو گئے، عمر سعد نے چلا کر کہا بچوں کا طریقہ جنگ طرز گفتگو، اور ادائے صبر بتا رہی ہے کہ علی کے نواسے ہیں، بھوکے پیاسے ہیں خون میں تر بتر ہیں، لیکن چہرے پر شکن یا زبان پر شکوہ نہیں، خدا کا شکر ہے کہ ان کا باپ [illegible] حسین آؤ اور اپنے بہادر بچوں کی لاشوں کو لے جاؤ، اور انکی ماں سے کہدو عمر سعد نے ان کو دولہا بنا دیا۔

زینب اور شہربانو دروازہ پر اور امام حسین خیمہ سے باہر کھڑے تھے، عمر سعد کی آواز جس وقت بی بی زینب کے کان میں پہنچی، تو آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر خدا کا شکر ادا کیا امام حسین بہن کو دیکھنے آئے تو تبسم کر رہی تھیں، چاہتے تھے کہ بہن سے لپٹ جائیں، آنکھ سے آنسو بہہ رہے تھے، بہن کو دیکھ کر آگے بڑھے اور کہا،

"زینب تیرے بچے رخصت ہوئے"

بی بی زینب کے ٹھنڈے سانس کے ساتھ زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے حسین یہ واسطے رونے کا نہیں شکر کا مقام ہے، پانی میسر نہیں تیمم کر رہی ہوں، کہ دو نفل شکرے اس خدا کا ادا کروں جس نے آج مجھے سرخرو کیا۔ اور مجھے ایسے بچے دیئے۔ جو میرے بھائی پر نثار ہو گئے، امام حسین نے حضرت عباس سے کہا آؤ بھائی بچوں کی لاشیں اٹھا لائیں، کہرام مچا ہوا تھا، امام حسین بچوں کی لاشیں لینے گئے اور بی بی زینب نے استقلال سے دوگانہ ادا کیا، سجدہ میں گریں اور کہا۔

"تو نکتہ نواز ہے، مجھ دکھیا کے دونوں بچے تیرے نام پر تیرے رسول کی امت کے ہاتھوں بے دردی سے قتل ہو چکے ہیں، تین رات کو بھوکا پیاسا تیری راہ میں گھر سے نکالا، ان کی لاشیں آ رہی ہیں، صبر کی توفیق دے اور دل پر ایسا پتھر رکھ دے، کہ جو گذر رہی ہے اس کو برداشت کروں، دعا کر رہی تھیں کہ بچوں کی لاشیں خیمہ میں آئیں انہیں تو بھائی نے کہا

"زینب تیرا ارمان پورا ہوا، تیرے بچے جن کی شادی کا تجھ کو ارمان تھا دولہا بن کر تیرے سامنے آ گئے، کیوں زینب مجھ ناموں کے دل پر اس وقت کیا گزر رہی ہوگی، جن بچوں کو ان ہاتھوں سے پال پوس کر اتنا بڑا کیا تھا، انہی سے انکی لاشیں اٹھا لیں۔ تیرے بچے بچے نہیں تھے، کہ عمر سعد اور اس کا لشکر غش غش کر رہا ہے۔ قربان اس منہ کے جس نے کہا کہ ہم حسین کے بھانجے نہیں غلام ہیں، میرے بچوں تم کو سر پر رکھوں اور تمہاری لاشوں کو آنکھوں سے لگاؤں تم حسین کے غلام نہیں بلکہ جگر کے ٹکڑے تھے، ماموں جان نوازی کا حق نہ ادا کر سکا، مگر تم نے زینب کے دودھ کا ایسا حق ادا کر دیا، کہ نانا جان کی امت تمہارے نام پر فدا ہو گی۔ اے زینب اپنے بچوں کو عروسی جوڑا پہنا، اور انکی برات تیار کر، ماموں انکی دلہن بیاہ لائے۔

بی بی زینب کھڑی خاموش بھائی کی تقریر سن رہی تھیں، جب امام عالی مقام خاموش ہوئے تو کہا، بھیا اب تم باہر چلے جاؤ، تو میں ان مہمانوں سے باتیں کر لوں، اور ان کے دودھ بخشدوں اور ان سے کہدوں، کہ ان کا کہا سنا معاف کرنا اور جس سختی اور ترشی سے وداع کیا تھا اس کی شکایت نانا نانی سے نہ کرنا۔

امام حسین باہر چلے گئے تو بی بی زینب بچوں کے سرہانے بیٹھ گئیں جسم سے خون جاری تھا اور کپڑے خون میں شرابور تھے، دو چار لمحہ غور سے دیکھنے کے بعد ایک چیخ مار کر یہ کہتی ہوئی لاش پر گر پڑیں عون و محمد تمہارا قاتل عمر سعد نہیں زینب ہے جس نے اپنی آنکھ کے سامنے تمہاری گردن پر چھری پھیر دی، علی اکبر میاں جاؤ عمر سعد کو مبارکباد دیدو، کہ جن بچوں کو کبھی بھول کر چھڑی نہ لگائی تھی، آج تو نے ان کو خون میں ڈبو دیا، تیری مراد پوری ہوئی، اور جن دونوں کو دائیں بائیں لٹا کر لوریاں دیتی تھیں، جو ہمک ہمک کر ماں کی گود سے چمٹتے تھے، جو ٹھنک ٹھنک کر ماں کے ہاتھوں سے نوالے کھاتے تھے ان کی لاشیں اس وقت ماں کے سامنے پڑی ہیں، عمر سعد میں نے یہ لال بڑی محبت سے پالے تھے راتوں کی میٹھی نیندیں ان پر قربان کی تھیں اور دن کے آرام و لطف ان پر نچھاور کئے اتنا بڑا کیا تھا عمر سعد ادھر آ اور جس کلیجہ میں ناسور ڈالے ہیں اسمیں تلوار بھونک دے کہ آج ایک دفعہ اپنے دونوں معصوموں کے برابر لیٹ کر آخری لوریاں دیدوں، عون و محمد میں تمہاری ماں نہ تھی، دودھ پلانے والی انا اور پرورش کرنیوالی کھلائی تھی، میں نے تم کو اپنے بھائی کے گھر سے اس وقت نکالا جب بھوک و پیاس نے جان پر بنا دی تھی، بچوں خطاوار زینب کا سنگدل ماں کا اور ظالم کھلائی کا قصور معاف کر دو، سلام کو جھکتے تھے پاؤں دباتے تھے، تو درازی عمر کی

وعا میں دیتی تھی، آج اللہ کے حکم پر جانیں نثار کر گئے، اب کیا دعا دوں

یہ کہہ کر بی بی زینب بچوں کے بیچ میں لیٹیں اور کہا میں سینہ سے دودھ پلاؤں اس سے ایک دفعہ لپٹ جاؤ، پہلے چہرے کے منہ پر ہاتھ پھیر کر اس کا خون اپنے منہ پر ملا، اس کے بعد بھوسکی طرف مڑ کر کہا، بیا ایک محمد کربلا کے میدان میں تیرے سپرد ہے، جب رات کو وقت سونے ہی لگتا تو چپ لیتی تھی آگر یہ چمکے تو ان کے بدلے گلے سے لگا لیتی، ظلم و ستم سے شہید ہوا بچہ جنگل بیابان میں تیرے حوالے کرتی ہوں، اب بچی بندھ گئی تو ہاتھ کر چاروں طرف پھرتیں، اور چھوٹے کی آنکھوں سے ہاتھ لگا کر کہا۔ ماں ان ننھے ہاتھوں کے نثار ہو گئی جو سے کو دکھا دیا، کہ میدان جنگ میں بہادر کس طرح جان دیتے ہیں، دفعتہً کچھ خیال آیا اور بھائی کو بلا کر کہا، کیوں بھائی بچوں سے کوئی خطا تو نہیں ہوئی، اگر کوئی لفظ خلاف مزاج زبان سے نکل گیا ہو تو معاف فرما دیجئے، میں نے منع کر دیا تھا کہ ہرگز ہرگز یہ نہ کہنا کہ ہم امام کے بھانجے ہیں، امام حسین بہن کو لپٹ کر رو دئے، اور کہا زینب تیرے بچوں نے سلام کی پوری تعمیل کر گئے دشمنوں نے ہر چند پوچھا مگر وہ یہی کہتے رہے ہم امام کے غلام ہیں، زینب تیرے بچے کلیجہ پر ایسا داغ دے گئے، کہ اب زندگی کا ہر لمحہ وبال ہے

یہ سن کر بی بی زینب مسکرائیں، بچوں کے منہ چکارے اور بھائی سے کہا بچے جانے دیجئے اور میرے سامنے گھڑوں کو دفن کر دیجئے، عمر سعد سے اتنا کہہ دیجئے کہ زینب کو بچے تیرے علی کا رنگ دکھا گئے، تو نے جن بچوں کو خون میں نہلا کر دنیا سے رخصت کیا وہ میری عمر بھر کی کمائی تھے، اب زینب کی گود خالی ہے، وہ ہاتھ جھاڑ کر ہو بیٹھی، اور منتظر ہے اس وقت کی جب تیری تلوار یا تیر اس کا خاتمہ کر دے اور ان بچوں سے ملا دے جن کو تو نے کربلا کے میدان میں ماں کے سینہ سے چھڑوایا تھا۔

ملنے کا پتہ:۔ دفتر رسالہ مولوی کوچہ چیلان دہلی

لبیک لبیک یا محمد لبیک لبیک یا رسول اللہ

مولا! مولا! آقا! آقا! ہم کو کیا حق ہے کہ ہم تیری مدح کریں۔ مولوی ہر سال تیری ہی مدح سناتے ہیں۔ اور جو کچھ تو نے فرمایا ہم بیان کرتے ہیں۔ تیری توصیف بیان کرتے ہیں اور تیرے ہی قصیدے پڑھا کرتے ہیں۔ آقا ہم نے بہت توصیف بیان کیا، بہتیرا لکھا ہے کہ تو ہماری سن لے۔ تیری پاک ذات کو قبول کر لیتا ہے۔ ہم بھی سب میں زندہ ہیں۔ کہ تیرے سوا کچھ نہیں۔ حالانکہ ہمارا نام بڑا۔ تو ہم اپنے مصلحین کے لئے کیا کچھ نہیں کر رہے۔ وہ تو ہے جو موجود ہے۔ وہ اماموں کا امام ہے۔ تو طبیب ہے، تو شفیق ہے، تو نے اصحاب صفہ کو نوازا ہے۔ تو نے ہمیں بہت کچھ دیا ہے۔ ہمارا بھی حال یہ ہے، ہم طبیب بھی افراد سہی، پھر بھی تیرے ہی نام لیوا ہیں۔ ہم بھی کہلاتے ہیں، تو ہی ہمارا طبیب ہے اور تو ہی تمام امتوں کا ہادی۔ اب تو ہمیں توفیق دے، ہمیں کسی کی محبت دے کہ تیرے ذکر کو بلند کرنے میں اپنی پوری پوری قوت صرف کر دیں۔

مولا! تیرا ذکر کیا اور ہماری تمنا کیا، تیرا ذکر تو خدا نے بلند کیا (ورفعنا لک ذکرک)، پھر بھی ہم غریبوں کا یہ حقیر تحفہ قبول کر کہ ہم رسول نمبر کے نام سے اپنے بھائیوں میں تیرے گن، تیری خوبیوں کو پہنچانے میں سرگرم ہیں۔ تیری قبولیت کی یہ امید ہے کہ ہم سب بھائی تیرے نقش قدم کے پجاری بن جائیں۔ مولا ہم اس سال بھی تیرے نام کے ساتھ ارادہ کرتے ہیں، کہ تیرا ذکر بلند کرنے میں، تیرے پیغام کی زندہ اشاعت میں پہلے سے زیادہ حصہ لیں گے۔ اور بتلادیں گے، کہ تیرے خوب ہم تیرے لئے کیا کر سکتے ہیں۔

ہم مولوی کے رسول نمبر کی اشاعت کو اس لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ مقدس کام سمجھیں گے تو ہمارے مرتبہ کو خدا کی مدد کے ساتھ بڑا کر دے اور یہی ہماری تمنا ہے۔ کہ تیری صفات و حسنات کا یہ مرقع ہندوستان کے مسلمان گھر میں پہنچ جائے۔ اے چشم رحمت، کشا سوئے ما انداز نظر۔ اے قریشی لقب، ہاشمی و مطلبی

لو بھائیوں اٹھو رسول نمبر کی اشاعت کا وقت آگیا ہے

تم ہی وہ ہو جنہوں نے سلطنت عالمین کی ادا نازہ کر دی۔ تم ہی وہ ہو جنہوں نے اپنی غریبی میں بھی وہ کر دکھایا جس پر دنیا فخر کر سکے۔ تم ہی وہ ہو جو خدا کے دین کے سچے مددگار ہو۔ تم ہی وہ ہو جنہوں نے مولوی کو کثرت سے گھر گھر پہنچا دیا۔ اور آج ہم سب بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں کہ مولوی کی اشاعت اور دوران کے پر چہ سے زیادہ ہے۔ ہم میں وقت ایک زمانہ ہے اٹھنے کا۔ ذکر کرنے کا۔ اور جب دین کا ڈنکا بجا تو مسلمانوں نے اس کی صدا کو دنیا میں پہنچا دیا۔ آج ہم تیرہ سو سال میں پہلے سے ہزار بار زیادہ ہیں۔ ہم نے تلوار کے زور سے اسلام نہیں پھیلایا۔ اسلام پھیلا اور پھیل رہا ہے اور پھیلے گا تو انشاء اللہ صرف اپنی ہمہ گیری سے۔ ہمارا اب بھی یہی تھا، اور اب بھی یہی ہے کہ ہم احکام اسلامی کو اپنی قوت کا ملہ سے ہر ہر جگہ پہنچا دیں اور دنیا کو بتلا دیں کہ اسلام ہی تمام ادیان سے فائق ہے اور اسی کو قبول کرو۔

احکام و اوامر اسلام کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ ہی اسوۂ رسول کریم کی اشاعت نے ہی اسلام کی ترقی میں بہت بڑی مدد کی، اور دنیا جوق جوق اس رسول اعظم کی طرف متوجہ ہوئی، جو بچپن ہی میں سچا یتیم تھا۔ سلیقہ مند تھا، قوم کا امین تھا۔ بہترین خاوند تھا۔ شفیق باپ تھا، عادل حکمران تھا، رسول کامل تھا۔ اور دنیا بھر کے لئے رحمت ہی رحمت تھا۔

رسول نمبر میں ہم رسول کریم کی ان ہی صفات کو موجودہ رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ اور آج دیکھ رہے ہیں کہ غیر مسلم افراد اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ یہ بھی نہ سہی، یہ تو اس کی ہمہ گیری ہے ورنہ مقصد تو یہ ہونا چاہئے کہ ہم اپنے ہادی اپنے رہبر اپنے شفیق و رسول آقا کے سانچے میں ڈھل جائیں اور جہاں تک ہو سکے ہم اپنے سب بھائیوں کو قائد نامدار محمد رسول اللہ کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کریں۔

ہندوستان میں ہماری حکومت نہیں، کہ ہم قانون کے ذریعہ اپنے بھائیوں کو اسلام پر چلنے اور محمد رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی دعوت دے سکیں، ہمارے پاس روپیہ نہیں، کہ ہم جتنی مالکی تدبیروں کو مختلف تبلیغی طریقوں سے اپنے ہادی کی اتباع کا شوق دلائیں۔ لیکن یاد رکھئے، جذبہ بھی اور حسن نیت تو ہے، ہم آج اپنی تہیدستی میں بھی صرف زبانی کوشش سے اتنے ہی اجور پا سکتے ہیں جتنے سامان پر ستہ تھے۔ اس لئے کہ ہمارے لئے اب اس کے سوا چارہ کار نہیں ہے کہ ہم اسی طور سے تبلیغ اسلام کریں جو اس وقت ممکن ہے اور یقین فرمائیے کہ اس زمانہ میں وہ صرف مولوی کی اشاعت ہے اور آپ اس کو خواہ کتنی ہی حقیر خدمت تصور کریں لیکن یہ واقعہ ہے کہ آپ سے دس سال پہلے جب کہ مولوی کا وجود نہیں تھا۔ اس وقت سے لے کر اب تک اس کی اشاعت نے اس کے ناظرین کی حیات دینی میں انقلاب پیدا کر دیا۔ اور یہی نہیں دنیا کو اعتراف ہے کہ یہ سب آپ کی عنایات اور خلوص ہی کا ثمرہ ہے، پھر کیا کبھی کوششوں میں جان ڈالنے کے لئے یہ بات کچھ کم ہے، کہ آپ کی سعی محمود ہو رہی ہے۔

اٹھئے، آئیے بلا درنگ آئیے، بے تاب ہو کر آئیے، خدا کے دین کے لئے آئیے، حب رسول میں سرشار ہو کر آئیے، اپنے بھائیوں کی اصلاح دینی کے لئے آئیے، اور یہ سمجھ کر آئیے کہ جہاں ہم پر اپنے وعیال کا نفقہ فرض ہے وہاں عیال اللہ کو اللہ کا پیغام پہنچانا بھی فرض ہے۔ اور مولوی کی اشاعت میں اتنی کوشش کیجئے جتنی آپ زیادہ سے زیادہ کر سکتے ہیں۔

مولوی کی موجودہ ضخامت اور ایک روپیہ سالانہ چندہ دیکھتے ہوئے، آپ کیا کسی کو یہ خیال نہیں ہو سکتا، کہ یہ سوال زر کا ذریعہ ہے۔ مولوی کے متعلق یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا، کہ وہ کسی خاص جماعت یا کسی خاص شخصیت کا پروپیگنڈسٹ ہے۔ مولوی کے متعلق یہ گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ اس کا کارکن کسی خاص شہرت کا اس کے ذریعہ ایک حد تک ہے۔ اس کا کارکن ایسا گمنام شخص ہے، جو آج بھی جبکہ اس پرچہ کی اشاعت بائیس ہزار ہے اپنی روزی خدا سے دیئے ہوئے پاروں سے کماتا ہے، اور وہ ایسا مزدور ہے جو باوجود ہر تعطیل کے اپنا گھر بار چھوڑ کر اپنے لئے خود گھاس کھود رہا ہے۔ ہم جب پرچہ کی لاگت ڈیڑھ روپیہ ہو، اور جس کے ادا کرنے کا، کسی کی مدد کا ذرا سا بھی بار نہ ہو، وہ آپ سے اتنی مدد چاہے کہ آپ اس کو پھیلا دیجئے۔ نفع و نقصان کی پرواہ نہ کیجئے تو کیا آپ اس سے بھی منہ موڑیں گے۔

یہ نہ میرا کام ہے نہ آپ کا، خدا کا کام ہے اور اس کی راہ میں جو تیز قدم چلے گا وہی جلد تر فقار ہم سے ہم کنار ہوگا۔ آپ کو اختیار ہے چاہے جیسا قدم اٹھائے۔

آپ میری کسی خوشامد سے کبھی یہ خاطر ہو کر یہی کام کو درہم نہ کیجئے۔ کیونکہ آپ کا مقصد مجھے نوازنا نہیں ہے، بلکہ اپنا کام کرنا ہے۔ اگر میری انتظامی کمزوری یا میری نااہلیت آپ کو یا آپ کے بندے کسی فرد یا کو کوئی اذیت ہوتی ہے تو اس کو یہ سوچ کر نظر انداز کر دیجئے، کہ ایک مدعی میں بارہ پرچے خدا جانے کیا کیا دکھ سے پیش کر دیا ہے۔

میں کیا بتاؤں جو مجھ پر بیتی ہے، خدا ہی پر روشن ہے، کہ ایک پرچہ سے دوسرا پرچہ شائع ہونے کے وقفہ میں کیا کیا مشکل ہوتی ہے۔ اپنے پیٹ کا فکر تو گیا چولہے میں، مولوی کے پیٹ کا فکر ہی کھائے جاتا ہے، ایک ادنیٰ سی بات ہے کہ ہر سال کس ڈاک سے اپنی مشکل کہ ایک سال میں صرف ایک پیسہ فی پرچہ بڑھ جائے تو صرف نو سو روپیہ بڑھ گئے جو آپ سے وصول نہیں ہوتے اور ڈاکخانہ کے پیٹ کی دوزخ میں مولوی کی طرف سے بھرے گئے، چندہ ختم ہونے کے بعد سال بھر میں دو ہزار آدمیوں کو اطلاع دینا جاتا، ارنی اطلاع کی لاگت فی پرچہ تین پیسے کا ٹکٹ اور ایک پیسہ کا لفافہ، ذرا دیکھئے صرف اسی ایک چیز کے پانچ سو روپے ہو گئے اور یہ وہ رقم ہے جس میں آپ ایک پیسہ بھی نہیں دیتے۔ پھر بھی سہارا تھا کہ اگر وی پی واپس نہ ہوتے۔ لیکن یہ بھی نہیں ہوا، وی پی بھی دو ہزار واپس ہوتے ہیں، میرے ہی دل سے پوچھئے کہ میرے دل پر کیا گزرتی ہے، میں کوڑی کوڑی جوڑتا اور اس کو پانی کی دھار میں بہا دیتا ہوں اور اس کے اسراف کرنے اور ضائع جانے کا کیا کیسے صبر کروں، اور پھر جب دیکھو اس کا دینا اس کا دیا۔

اچھا لطف یہ ہے کہ وی پی واپس کرنے کے بعد جب میرا دو گنا نقصان ہو جاتا ہے تو ہم پہلے سے بھی زیادہ خریدار ہو گئے۔ کاش یہ معاملہ ہوا اور زیادہ ہوجائیں تو ان کے لئے کوئی بڑی بات نہ ہوا۔ بیان کی بوندوں کے تالاب بھر جاتے، مگر کبھی تو ان سے ہو سکا، میں بھی سوچتا ہوں بہت سی لٹ گئی تھوڑی سی رہ گئی ہے، دعا یہ ہے کہ نہ صدا رہ جاؤں۔

خرابی یہ ہے کہ یہ معاملہ مولوی قرآن نہیں۔ اور دل سب کے اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ اللہ ہی ان کے ذریعہ سے وہ میری مدد یعنی اپنے پرچہ کی ہر طریقے سے مدد کر سکتے ہیں۔ ایک معمولی بات ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ مولوی کے وقت کتابیں قرآن شریف ہر جگہ سے ارزاں ملتے ہیں۔ اب آپ بائیس ہزار بھائی اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہیں کہ اس سال میں انہوں نے میرے علاوہ کتنے کتب خانوں کو لوٹا۔ میں جانتا ہوں کہ یہ قصہ ا نہیں ہوا لیکن رونا تو آپ کی بے خیالی اور بے نیازی کا ہے۔

کہاں کی بات کہاں جا پڑی۔ بک گیا ہوں جنون میں کیا کچھ، کہہ یہ رہا تھا، کہ سارے عالمین کے پیش نظر پوری دنیا اسلام کی تبلیغ کے لئے ہی، اور وہ ہم ہندوستان کے مسلمانوں سے بہت ہی کم تعداد میں تھے۔ آپ کے پیش نظر صرف ہندوستان کے ہی مسلمان ہوں اور آپ ان تک ہی مولوی پہنچا دیں تو مولوی کی اتنی اشاعت ہو جائے کہ ہم دکان میں ہی نہ ہو۔ سوچئے تو ہی پانچ پیسے مہینے کی کل بات ہے کون سا ایسا مسلمان ہو گا جس سے آپ دل سے کہدیں اور وہ گردن ہلا دے، میں آپ کی جگہ ہوتا، تو اپنے دفتر میں اپنے سررشتہ میں، اپنے گاؤں میں اپنے قصبہ میں ایک آدمی بھی ایسا نہ چھوڑتا جس کو مولوی سے روشناس نہ کراتا۔ اور بالآخر خریدار بنوا کر چھوڑتا۔ اور مجھے تو کامیابی اور کامیابی دونوں میں خوشی ہوتی۔ کیونکہ میرا اجر تو بہر حال لکھا جاتا۔ افسوس ہماری ذہنیتیں ابھی تبدیل نہیں ہوئیں۔ اور ہم نے نماز پڑھنی، روزہ رکھنا ہی ثواب کا فقط کام سمجھ رکھا ہے اور دوسرے کاموں میں ثواب کا ہمیں یقین ہی نہیں، برادرم آپ خالص خدا کے لئے جو بھی کام کریں اس کا اجر ضرور ملیگا۔ روزہ نماز بھی تو خدا کا ہی حکم ہے اور خدا کے لئے ہی ہے، یہ تبلیغ اسلام بھی تو خدا کے لئے ہی ہوگی، موٹی سی بات ہے ایک عامی مسلمان کو آپ دین کے احکام بتائیں تو آپ کے نزدیک ثواب ہو گا یا نہیں، اچھا ہم آپ اس کو کتنا وقت دے سکیں گے دو گھنٹہ چار گھنٹہ۔ اب اگر آپ اس کو مولوی خرید دیں یا خریدوا دیں تو یہاں بھی آپ کا وہی ثواب، جو زبانی بتانے میں تھا۔ اور بعض جگہ تو ایسی ہوتی ہیں کہ آپ زبانی

بحمد للہ... ختم نہ کر سکے۔ لیکن اس مجبوری سے آپ کا دل ملول ہوتا ہوگا۔ مثلاً آپ کا کوئی عزیز اسلام ... آپ کی محبت۔ چاہتے ہے کہ اس کو سید ہی راہ پر لے آئیں۔ تو کیسی آسانی ... آپ تنہا تو کر سکتے ہیں۔ کہ دیکھئے یہ پرچہ پڑھ لیجئے۔ اس میں بڑی اچھی معلومات ہوتی ہے۔ آپ ذرا سی توجہ فرما دیجئے۔ آپ کی تبلیغ پوری ہو گئی اور آپ کو ثواب ثابت ہو گیا۔

آپ کا بہت وقت ضائع ہوا

معاف فرمائیے گا۔ اب آپ رسول نمبر کے لیے کوشش فرمائیے اس کا خاکہ اوپر چھپ گیا ہے وہ سب منظور ہو چکا ہوں اور میری مدد فرمانے میں دریغ نہ فرمائیے۔ بہت سی امیدیں ہیں۔ دینے والے کے سوا کسی سے نہیں۔

اب ان بھائیوں سے رُوشناس کراتا ہوں جنہوں نے خلیل نمبر کی اشاعت فرمائی

اور اپنے خدا اور اوتے کلام دین الٰہی کے لیے بصیرت اور حضرت خلیل کی لائف کی اشاعت فرمائی۔ خدا ان کو بہت زیادہ توفیق دے۔ اور ان کا نام بھی ایسا ہو۔ ہر ایک جو چاہتا کہ وہ خدا اور اس کے رسول کا نام بلند کرتے ہیں۔ اللّٰہم صل ... اللّٰہم نور قلوبہم ... اللّٰہم تقبل منا انک انت السمیع العلیم

نام مددگار	تعداد	نام مددگار	تعداد
جناب مولوی فضل حق صاحب بہاول نگر	۳	جناب سید محمد فاروق صاحب	۱
محمد رفیع صاحب بہلوال شاہ پور	۱	سید شکر احمد صاحب بڑاچ	۲
قریشی دوست محمد صاحب بنوں	۲	محمد اعظم بیگ صاحب گجرات	۳
ایم اے حافظ صاحب پیرزادہ	۳	منشی جان محمد صاحب گوجرانوالہ	۴
حاجی محمد افضال رسول صاحب اورنگ آباد	۳	دوست خان صاحب بہاول نگر	۲
محمد کاظم حسین صاحب مظفر گڑھ	۲	محمد ذوالفقار علی صاحب گونڈہ	۲
منشی عبدالغفار صاحب قریشی خطاط ...	۱	... صاحب ... مونگیر	۲
سید اکبر شاہ صاحب ...	۱	محمد کاظم علی صاحب مراد آباد	۲
مولانا ... صاحب بنارس	۲	سید زاہد علی صاحب ایٹہ	۳
مرزا معین الدین صاحب ...	۲	عبدالمجید خان صاحب لکھنؤ	۴
مولوی سید ... صاحب کہیری	۳	صفت اللہ صاحب ملت پور	۲
سید علاؤالدین صاحب ...		شیخ داؤد صاحب حیدرآباد	۲
محمد رمضان صاحب ... دہلی	۴	اسماعیل محمد صاحب ...	۲
نثار احمد صاحب قریشی صفی پور	۱	شیخ محمد صاحب ...	۱
قاضی حافظ غلام محمد صاحب مظفر گڑھ	۲	عبدالعزیز صاحب ...	۲
فضل احمد صاحب ...	۱	سید محی الدین صاحب ...	۲
مولوی محمد ابرار احمد صاحب ...	۲	بابو غلام مصطفی صاحب پشاور	۲
قاضی منظور عالم صاحب بلیا	۲	عبدالرحمٰن صاحب آگرہ	۲
نبی احمد خان صاحب بارہ بنکی		میرزا محمد علیم صاحب رائے پور	۲
عنایت اللہ صاحب ہزاری رائے پور	۱	ایم اے احمد صاحب بیگوسرائے	۲
احمد علی صاحب ہیڈ محرر تھانہ ...	۱	سید فرزند علی صاحب ...	۱
محمد رحمت اللہ خان صاحب ...	۱	قاضی محبوب عالم صاحب ...	۵
حیات محمد صاحب ...	۱	ڈاکٹر عبدالستار صاحب احمد پور	۴
محمد معین الدین صاحب ...	۳	فیاض حسین صاحب ... کرنال	۲
خلیل الرحمٰن شریف صاحب ...	۱	اسماعیل حاجی نور صاحب رنگون	۲
عبدالماجد صاحب عمری کلکتہ	۲	خان بہادر محمد رضا صاحب فیض آباد	۱
شیر محمد صاحب نمبر دار جانیاں	۲	عبدالواحد صاحب ...	۲
سید محمد حسین صاحب کوٹ سیداں	۲	شہاب الدین صاحب بمبئی	۲
سید غلام جان صاحب سامرہ	۱	رضا حسین صاحب اجمیر	۲
سید محی الدین صاحب ...	۱	عبدالحکیم صاحب محمود آباد	۳
کرم الدین صاحب ...	۲	شیخ غلام محمد صاحب قریشی ...	۲
محمد امین صاحب شاہ پور احمد آباد	۲	قاضی محمد کبیر صاحب ...	۱
مولوی محمد علی صاحب ...	۱	محی الدین صاحب ... کشمیر	۱
محمد متین الزمان خان صاحب ...	۳	چوہدری الطاف علی صاحب ...	۱
مولوی محمد ایوب خان صاحب ...	۲	ماسٹر منظور حسین صاحب ...	۲
سید باقر علی صاحب بردہ	۲	میرزا محمد نادر بیگ صاحب جہانگیر آباد	۲
عبدالرحمٰن خان صاحب ...	۲	خسرو احمد صاحب ...	۱
حافظ نور خان صاحب اجمیر	۴	...	۲
خلیل احمد صاحب ...	۲	شیخ ... الدین صاحب ...	۲
منشی محمد علیم صاحب سوہدرہ	۳	عبدالرزاق صاحب ...	۲

نام مددگار	تعداد	نام مددگار	تعداد
جناب اللہ رکھا صاحب چترال	۲	جناب ایم اے غفور صاحب ...	۱۰
عبدالخالق صاحب بالسی	۲	غلام محمد صاحب ...	۲
منشی محمد منیر صاحب ...	۲	منظور حسین صاحب ...	۲
حفیظ اللہ صاحب مین پوری	۲	محمد علی صاحب راولپنڈی	۲
نبی بخش صاحب احمد پور شرقیہ	۱	سید فتح حسین صاحب سیتاپور	۱
عبدالغنی صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ	۳	محمد عمر خان صاحب جبل پور	۲
فخرالدین صاحب مریدکے	۲	محمد یعقوب صاحب اندور	۱
میرزا اشرافت کریم صاحب گونڈہ	۲	محمد عبدالرحمٰن صاحب ورنگل	۵
میر غلام محمد صاحب پشاور	۲	نورالحق صاحب مین پوری	۳
محمد یاسین صاحب ...	۱	محمد ظہیر الحق صاحب سیتاپور	۲
ایم تجمل حسین صاحب ...	۱	منظر علیم صاحب آگرہ	۲
ایم معین الدین صاحب ...	۲	شیخ حبیب الٰہی صاحب جالندھر	۳
عبدالحمید خان صاحب ...	۱	ایم ہادی یار خان صاحب ایٹہ	۳
سید بشارت علی صاحب ...	۲	چوہدری فتح الدین صاحب ایبٹ آباد	۱
مولوی محبوب عالم صاحب ...	۲	رفیق احمد صاحب لاہور	۳
شیخ عبدالغنی صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ	۱	منظور الحق صاحب پٹیالہ	۱
مصطفی حسین صاحب سیتاپور	۲	فیض بخش صاحب ملتان	۲
... صاحب انصاری کانپور	۴	عبدالعزیز صاحب مرکرہ	۲
مہدی حسن صاحب بردوان	۲	عبدالعزیز صاحب ...	۱
ایم عبدالحی صاحب ...	۱	غلام دستگیر صاحب راولپنڈی	۵
ابو احمد صاحب ہزاری باغ	۱	محمد اسحاق صاحب مونگیر	۱
... الدین صاحب الہ آباد	۱	محمد صدیق صاحب ...	۲
محمد مظفر صاحب راولپنڈی	۱	امیرالدین صاحب ...	۴
نبی محمد صاحب امرتسر	۱	معین احمد صاحب فیض آباد	۲
... الہ آباد	۲	انور علی صاحب کرنال	۱
سید ... صاحب ...	۲	محمد یوسف صاحب کلکتہ	۱
چوہدری علی بخش صاحب لاہور	۱	یوسف خان صاحب ...	۱
عبدالغفار صاحب بمبئی	۲	احمد حسین صاحب ادونی	۴
سید قاسم علی صاحب پشاور	۳	محمد صدیق صاحب کشمیر	۲
شیخ محی الدین صاحب ...	۲	سید حبیب صاحب ورنگل	۲
ابو محمد عبدالعلی صاحب بستی	۲	ایس ایم ... صاحب ...	۹
عبدالمجید صاحب الہ آباد	۱	منشی مراری لال صاحب ...	۱
میرزا جلال الدین صاحب ...	۱	رحمت علی صاحب اعظم گڑھ	۱
جی ایم گورو صاحب سری نگر	۲	کرم الٰہی صاحب گوجرانوالہ	۱
کرم الٰہی صاحب گوجرانوالہ	۱	محمد علیم خان صاحب جاورہ	۲
سید انوارالحق صاحب گلبرگہ	۲	مہدی حسن صاحب گورکھپور	۴
ایم اے صبور صاحب بنارس	۱	عبدالعزیز خان صاحب امراؤتی	۲
غلام نبی صاحب گجرات	۱	محمد علی صاحب بارہ بنکی	۲
محمد جان صاحب ...	۲	غلام احمد صاحب ...	۲
مقبول شاہ صاحب شاہ پور	۲	عطاء اللہ خان صاحب میرپور	۱
سید حسن صاحب ...	۲	عبدالشکور صاحب اکولہ	۴
عبدالمجید صاحب ہزارہ	۱	احمد حسین صاحب لکھنؤ	۴
نعیم الدین صاحب جون پور	۱	مولوی حسن علی صاحب بارہ بنکی	۴
محمد یعقوب صاحب میسور	۲	ایم رضا میاں صاحب شاہ آباد	۱
محمد یوسف صاحب میرزاپور	۲	رضوان علی صاحب پشاور	۲
فضل الٰہی صاحب راولپنڈی	۲	دوست محمد خان صاحب لائل پور	۲
ایم عظیم ... صاحب ڈیرہ دون	۲	محمد ابراہیم صاحب ...	۵
فیروز بیگ صاحب لائل پور	۳	محمد خان صاحب ...	۳
عیسیٰ بھائی صاحب سورت	۲	عبدالرزاق صاحب راولپنڈی	۲
عبدالغفار صاحب حیدرآباد	۳	سید بدیع حسن صاحب مونگیر	۲
عبدالغفار صاحب خیرآباد	۲	منشی محمد عظیم صاحب مظفرپور	۲
نور محمد صاحب جہانگیرآباد	۲	باقی آئندہ انشاء اللہ	

محرم نامہ

دس رسول اللہ سید محمد رسول اللہ نے [illegible] نظم ہوا شہادت امام حسین و صال رسول کے [illegible] شہادت امام حسین علیہ السلام کے تمام حالات [illegible] یہی وہ کتاب ہے جس میں [illegible] قصہ نا وقول نہیں اور شیعہ و سنی ہر دو فرقوں میں یکساں مقبول ہے یہی وہ کتاب ہے جو پچھلے چند سال میں بارہ ہزار سے بھی زیادہ [illegible] ہوئی حضرت خواجہ صاحب کی تصانیف [illegible] اس کتاب کا [illegible] زبان ایسی صاف کہ ہندو مسلمان کے ہر طبقہ میں سمجھی جا سکتی ہے [illegible] قیمت صرف [illegible]

یزید نامہ

شہادت امام کے بعد بنی ہاشم [illegible] بادشاہوں نے جو [illegible] اسلام [illegible] اسلام کا خون کیا ہے وہ سب حضرت خواجہ حسن نظامی نے اس کتاب میں تحقیق کئے ہیں [illegible] میں بنی امیہ کے جو دو بادشاہوں کے حالات اور ایک خلیفہ محترم حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حالات [illegible] اسلامی تاریخ کی ایک [illegible] تاریخی [illegible] روشن ہے خصوصاً یزید پلید کی زندگی کے حالات بہت مفصل اور مستند ہیں [illegible] کتاب ہے چند مرتبہ چھپ چکی ہے قیمت صرف سوا روپیہ علاوہ محصول

[illegible] الرحیم

[illegible] رسول کریم [illegible] حضرت مولانا [illegible] زندگی کا [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

سوانح رسول مقبول

یہ کتاب [illegible] سلاست [illegible] مبسوط [illegible] کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے تاریخ [illegible] رسول [illegible] وفات تک کے حالات [illegible] کتاب میں [illegible] مصنف نے [illegible] میں حالات [illegible] لکھے ہیں کہ ان کا مطالعہ [illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

تاریخ اسلام کامل مجلد

مصنفہ ... جناب مولانا [illegible] حصہ اول اس میں سنہ ہجری سے ایک صدی پہلے [illegible] حالات سوانح [illegible] حصہ دوم اس میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی کی خلافتوں کے حالات [illegible] صفحات حصہ سوم اس میں شہادت امام [illegible] خلفائے بنی امیہ کے حالات [illegible] حصہ چہارم اس میں خلفائے بنی عباس کی پوری [illegible] سلطنت اسپین کے حالات [illegible] حصہ پنجم سلاطین ترکی کے حالات [illegible] مجلد [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

شہیدِ کربلا

اس کتاب میں شہادت امام حسین کے واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ایسے [illegible] کو نہایت ترتیب [illegible] حضرت امام حسن کا زہر دیا جانا، ترک وطن [illegible] مظلوم کی روانگی، کوفیوں کی غداری [illegible] اہل بیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت ہی دردناک تاریخ ہے [illegible] خواجہ حسن [illegible] کے مرثیے [illegible] قیمت صرف [illegible] محصول

سیرت الحبیب

[illegible] کی تصنیف [illegible] حضور [illegible] زندگی [illegible] کے حالات [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

تاریخ تواتر مولود مجلد

مولود شریف [illegible] واقعات [illegible] مولود [illegible] عبارت اور بہت [illegible] صفحات مولود حسینی [illegible] صفحات مولود سعدی [illegible] مولود دلپسند پر نہایت [illegible] میں نہایت دلپذیر انداز میں لکھا ہوا مولود ہے ان سب کی ضخامت [illegible] صفحات ہیں اور ایک ہی جگہ مجلد ہیں قیمت ایک روپیہ محصول [illegible]

سیدہ کا لال

نیا ایڈیشن [illegible] اس کتاب [illegible] علامہ راشد الخیری [illegible] نہایت [illegible] اور اصلاحی [illegible] سخت [illegible] حسین کا واقعہ تو اپنی جگہ پر ہے ہی اہم [illegible] اس کا تصور کیجئے [illegible] دردناک حالات [illegible] کہ [illegible] کوئی سخت سے سخت دل انسان بھی [illegible] کہ اس کتاب کو [illegible] ... یہ کتاب پہلی اور آخری [illegible] قیمت [illegible]

سعادت الکونین

اس کتاب [illegible] حضرت مولانا شاہ [illegible] صاحب محدث دہلوی کی فارسی کتاب کا ترجمہ ہے اور شہادت امام [illegible] پہلی کتاب ہے [illegible] ایک [illegible] ہے ایک ایک واقعہ صحاح سے لیا گیا ہے اور شہادت کے واقعات، شہادت کا فلسفہ، شہادت کا اثر اسلام پر خوبی واضح کیا گیا ہے نہایت جرأت آموز سبق ملتے ہیں [illegible] کا درجہ علمی دنیا میں بہت اہم ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ محصول [illegible]

تاریخ حبیب الٰہ

مولانائے کرام کے حالات [illegible] اور ہر حوال کی [illegible] نے لکھے ہیں بعض [illegible] کو اہمیت دی [illegible] روایات [illegible] حضور [illegible] لکھا ان کو [illegible] اور کوئی واقعہ ایسا نہیں ہو [illegible] مذکورہ کتاب [illegible] لکھی گئی ہے [illegible] صفحات مجلد صرف [illegible] محصول [illegible]

فخر کائنات

سیرت کے جلسوں میلاد کی محفلوں میں [illegible] کے لئے [illegible] کتاب صاحب [illegible] یہ کتاب [illegible] بہت ہی مفید [illegible] ہے اس کتاب میں حضور صلعم کی زندگی کے تقریباً تمام حالات مختصر طور سے بیان ہوئے ہیں، علامہ سید سلیمان ندوی کی لکھی ہوئی ہے جس کی تعریف میں علامہ عبدالماجد دریابادی اور مولانا ناظر [illegible] رطب اللسان ہیں۔ قیمت ایک جلد [illegible] ایک روپیہ [illegible] جلدیں اور [illegible]

نبیوں کے قصے

حضرت آدم سے لے کر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوتے ہیں اور ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے، سب کی مکمل سوانح عمری ہے۔ بڑی مستند احادیث سے مستنبط ہے۔ ہونٹوں کی مجلد کتاب ہے انبیاء کے حالات ظاہر ہے نیسے بڑے معارف ہونگے سب سے اہم ترپہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ انبیاء کی استوں کے سخت ترین ریاضات۔ کے مقابلہ میں آنحضرت محمدی کی الگی عبادتوں اور اعلیٰ عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے۔ اتنی ضخیم کتاب ہے اور ہدیہ بہت کم مجلد کتاب ہے

قیمت صرف ۱۲ر محصول ۸ر

چھپانیے اولیاء

یہ حالات ان کی کرامات ان کے خوارق انکی تعلیمات انکی والہانہ تبلیغ اسلام ان کے اسرار باطنیہ انکی الوہیت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے اسکا نام ہی تذکرۃ الاولیاء ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس میں ۷۲ اولیاء اللہ کے حالات ہیں۔ اسمیں سندھ و ہندوستان کے بھی ہیں اور ایران کے بھی، عراق کے بھی عرب اور شام کے بھی حجاز کے بھی ہیں اور یمن کے بھی مذاق قریب کی بھی ہیں اور بعید کے بھی ایک خدارسیدہ ذکر ... کا جلی آئینہ ہے بڑی تقطیع کے ۲۰۰ صفحات قیمت مجلد صرف

ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۱۱ کل ۲ ر

ولیوں کے حالات

مولوی عبدالرحمن صاحب شوق امرتسری کی لکھی ہوئی کتاب بچوں اور عورتوں کے لئے ۱۲۰ صفحات بہت اچھی چھپی ہوئی ہے اسمیں حسب ذیل ولیوں کے حالات ہیں۔ غوث پاک، اویس قرنی، خواجہ معین الدین اجمیری، خواجہ علاء الدین صابر، خواجہ حسن بصری، مالک بن دینار، خواجہ فرید گنج شکر، خواجہ امیر خسرو، خواجہ محبوب الٰہی، شیخ بوعلی قلندر، بایزید بسطامی، جنید بغدادی، ابراہیم ادہم، مسلم، بخاری، ابوداود، ابن ماجہ وغیرہ مجلد کتاب ہے ضخامت ۱۲۰ صفحات

قیمت صرف چھ آنے محصول ۳ر

شاہ جیلان

یا گیارہ مجالس، یہ حضرت غوث الاعظم کی ایسی سوانح عمری ہے جو علامہ سید نذیر الحق مولف کتاب الاسلام نے لکھی ہے، آپ تخوشی پاک ہوتے ہیں، اس لئے یہ مجالس بڑی مستند ہیں (۱) فضیلت و قطبیت (۲) پیدائش (۳) رکنیت و ... (۴) حلیہ مبارک و لباس اور خلق (۵) آپ کا تحصیل علم، سیاحت و عبادت (۶) آپکا طریقہ (۷) آپ کی فضیلت و برتری تمام اولیاء پر (۸) تعلیمات غوث الاعظم (۹) کمالات غوث الاعظم (۱۰) آپ کی عبادات (۱۱) آپ کی ازواج

قیمت صرف چھ آنے محصول ڈاک ۲ر

الفاروق

کیا اسلاف تھے اور کیا ہم ہیں جانتے ہو کہ الفاروق میں کیا ہے۔ اسمیں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مفصل حالات ہیں وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنکا ثانی زمین پر پھر پیدا نہیں ہوا۔ تیرہ سو سال کی دنیوی روایات عدل پر خوش کرنے والی ذرا اس عدل فاروقی کے حالات پڑھو جب معلوم ہوگا کہ عدل کسے کہتے ہیں، مساوات مساوات کے منوالو ذرا اس جلیل القدر بادشاہ کی شان مساوات تو دیکھو بیت المقدس میں شاہانہ داخلہ ہے مگر کس طرح غلام سوار اور آقا مہار بردار اور جمہوریت کے سب سے بڑے بادشاہ کے حالات پڑھو۔ ... صفحے قیمت ۱۲ر

امام ابوحنیفہ

کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کے لیے ضروری ہیں کیونکہ جنکی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں انکے حالات سے بے خبر رہنا بہت ہی ناموزوں ہے۔ سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے اسمیں امام صاحب کے حالات علمی کارنامے مناظرات اور دقیقہ رسی کے معلوم کرنے کے لئے بہتر کتاب ہے تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جن سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا یہ مابہ الامتیاز بھی ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات، قیمت رعایتی مجلد صرف ۸ر محصول ڈاک ۲ر

ابوذر غفاری

عاشق رسول کی کہانی، عاشق رسول کی زبانی حضرت ابوذر غفاری کے حالات سے کون عاشق رسول ہے جو مطلع ہونا نہیں چاہتا۔ یہ اس جید صحابی کی سوانح عمری ہے، جس کے اندر رسول کریم نے گہوارے ... ۱۰ صفحہ کی کتاب ہے اور موصوف کی زندگی کے تمام جزئیات کو قلمبند کیا ہے اردو زبان میں سب سے موثر اور دلآویز سوانح عمری ہے تاریخ اسلام کا بہت ہی موثر کارنامہ ہے، خلافت راشدہ کے بہت سے اہم واقعات بھی اس کتاب کے ذریعہ معلوم ہوتے ہیں، ہر مسلمان کو یہ کتاب پڑھنی چاہیئے، قیمت چھ آنے محصول ۲ر

الغزالی

مصنفہ مورخ اعظم علامہ شبلی نعمانی امام الاصفیا والاصفیا امام محمد غزالی کی سوانح حیات، یہ کتاب جس پایہ کی بھی ہو کم ہے۔ اسرار و غوامض تصوف شریعت و طریقت کی جنگ اسمیں آگر درست ہوتی ہے، امام کا فیصلہ ہے کہ شریعت مقدم ہے یہی وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ جہلا کو عرفان حق نصیب ہوا۔ اور یہی وہ کتاب ہے جو امام غزالی کے سوانح علمی اور تصوفی رنگ میں پیش کرتی ہے، یہ کتاب بارہا چھپ چکی ہے، قیمت اس کی ایک روپیہ تھی اب حمیدیہ پریس دہلی سے چھ آنے میں ملتی ہے،

حیات مولانا روم

اسلام کے اس صوفی منش نے جیسے عرفان کے دریا مثنوی کے ایک ایک شعر سے بہائے ہیں، اس سے تو وہی لوگ واقف ہونگے جنہوں نے شرح مثنوی کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے لیکن ان کے حالات زندگی بھی کچھ کم عجیب نہیں، علامہ شبلی مرحوم نے بہت ہی تحقیق و تدقیق کے بعد مولانا روم کے حالات مرتب کئے ہیں حقیقت میں عارفانہ سرمستی آپ کی لائف سے ہی ہوتی ہے، سوانح حیات کے ساتھ قابل مصنف نے مثنوی کا چیدہ اقتباس بھی لیا ہے، قیمت اصلی ایک روپیہ رعایتی چھ آنے

سیرت نظامی

یعنی حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء قدس اللہ سرہ کی ابتدا سے انتہا تک مکمل سوانح عمری، آپ کے والدین اور آپکی پیدائش تعلیم ارادت، فقر، مجاہدہ، فتوحات اور سخاوت و ایثار، فنگر خانہ، بندگان خدا پر شفقت و عنایت و تلقین اسرار و نکات اور اوراد و حیات وغیرہ کا مفصل بیان ہے نیز آپ کے اکابرین خلفا اور تمام خواجگان چشت اور آپ کے ہم عہد سلطان دہلی کے حالات بھی شامل کئے گئے ہیں اور عمارت آستانہ شریف کا بھی مفصل حال ہے ۳۱۲ صفحات کی مجلد کتاب ہے قیمت ۱۲ر

کفرستان میں تین ولی

(۱) خواجہ معین الدین، اسمیں آپکی پیدائش، ہندوستان میں آمد تبلیغی سرگرمیاں کرامات، جادوگروں سے مقابلہ، بدخواہان دین اللہ را فواجا کا منظر (۲) سیرۃ بابا فرید گنج شکر آپکے خاندانی حالات لقب کی وجہ خواجہ بختیار کاکی سے عقیدت اور تبلیغ دین، کرامات کا ظہور، اور حیرت انگیز حالات (۳) سیرۃ صابر کلیری آپکے ابتدائی حالات مرشد کا لنگر تقسیم کرنا، اور خود نہ کھانا، صابر کا لقب پانا، خرقہ خلافت حاصل کرنا، کلیر تشریف لے جانا۔ اور جلالی کرامات کا ظہور

تینوں کی قیمت صرف ایک روپیہ

تصوف کے تین شاعر

سعدی حافظ خسرو

ان تینوں برگزیدہ شاعروں نے جو اسلام اور تبلیغ کی خدمت کی ہے، وہ سب پر ظاہر ہے، یہ شاعر ہی نہیں بلکہ زمرہ اولیاء میں تھے، علامہ شبلی نے ان تینوں کی مبسوط سوانح حیات قلمبند فرمائی جو مستند ہونے کے لحاظ سے کسی شبہ کی گنجائش نہیں رکھتی، تینوں کی ضخامت ڈیڑھ سو صفحہ کے قریب ہر علیحدہ علیحدہ بھی مل سکتی ہیں ہر ایک کی قیمت تین آنے ہے اور تینوں جلدیں ۸ر کی ملیں گی، محصول ڈاک تینوں جلدوں کا ۲ر یہ اور سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگاؤ

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ :- دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

عقائد الاسلام

ان اسلامی عقائد کا دارومدار سلوت انفری اور عقائد کی پختگی پر موقوف ہے اگر آپ اپنے عقائد و اعمال کو سنت نبوی کے مطابق بنانا چاہتے ہیں تو کتاب عقائد الاسلام کا مطالعہ فرمائیے اس میں تمام اسلامی معتقدات و معلومات کا خلاصہ اور لب لباب ہے اور ہر قسم کے مسائل و دلائل عقلیہ و نقلیہ سلیس اردو میں درج ہیں مصنف حضرت علامہ عبدالحق صاحب حقانی دہلوی اس کتاب میں دلائل عقلیہ سے ہر اس بات کو ثابت کیا گیا ہے جس کو بغیر ثبوت ماننے کو تیار نہ تھی قیمت صرف ایک روپیہ محصول ڈاک ۸ ر

بہشتی زیور مدلل

مجلد چرمی نہایت اعلیٰ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہو اس کے گیارہ حصے ہیں حصہ ا ب ت وغیرہ حصہ وضو طہارت اور نماز کے مسائل حصہ زکوٰۃ حج قربانی حصہ طلاق نکاح مہر ولی عدت حصہ معاملات حقوق معاشرت وغیرہ حصہ اصلاح باطن تہذیب اخلاق حصہ اصلاح رسوم رسم شادی و غمی حصہ نیک بیبیوں اور حکایتیں حصہ ضروری اور طبی علاج حصہ طبابت ہدایتیں حصہ مردوں کے مخصوص مسائل یہ سب ایک مجلد میں ضخامت ۹۹۰ صفحات قیمت مجلد چرمی دو روپیہ آٹھ آنہ ڈاک چودہ آنے یعنی کل ۳ روپیہ

کتاب الاسلام

اسلامی معلومات کی اردو زبان میں سب سے بڑی کتاب جس میں تمام مسائل کے علاوہ عقلی دلائل سے اسلام کو تمام مذاہب پر برتر ثابت کیا ہے یہ بہت اچھے کاغذ پر چھپی ہوئی ہے بارہ سو صفحات کی مجلد چرمی کتاب ہے اور اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہر سال اس کا ایک ذخیرہ ختم ہو جاتا ہے سند یہ ہے کہ حالیہ عالم و فاضل اور بادشاہ شاہ چترال نے اس کی اردو زبان ہونے کے باوجود پسند فرمایا اور مع دیگر کتب خانہ کے منگالیں اور بہت پسند کی قیمت مجلد چار روپے محصول ڈاک ۱۲ ر

اسلامی مسائل

بین سو صفحے کی مجلد کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے امام محمد یوسف خلیفہ امام ابوحنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا اردو ترجمہ سلیس مربوط ہے یہ کتاب اعلیٰ فقہ کہلاتی ہے فقہ حنفی کی کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں اسمیں عبادت نماز روزہ حج زکوٰۃ نکاح طلاق حقوق آداب معاشرت بیع و شریٰ لباس شکار دیوانی فوجداری مذہبی قوانین زراعت تجارت ملازمت صنعت غرضکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی شرعی حکم اس کتاب میں نہ ہو قیمت مجلد ایک روپیہ محصول ۹ ر

مذہبی معلومات

بہت سے لوگ ایسے لامذہب دکھائی دیتے ہیں جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں لیکن اسلامی تعلیم سے قطعی ناواقف ہیں اور یہ اُن کے مذہب کی ناواقفیت کا سبب پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اردو میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جو ہم کو مطمئن کر سکے اور کم سے کم وقت میں ہم زیادہ سے زیادہ اسلامی معلومات حاصل کر سکیں ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ کتاب ضروریات دین کا مطالعہ کریں جو تمام اسلامی تعلیم کی روح ہے جس میں سیکڑوں مسائل درج ہیں جن کے مطالعہ سے آپ کی مذہبی معلومات مولوی جیسی ہو جائے گی قیمت صرف ۸ ر محصول ۴ ر

اسلام کی امتیازی معاشرت

اسلام میں ہر وہ کام جو خدا کے حکم کے مطابق کیا جائے وہ عبادت ہے خواہ وہ بیوی کی قربت ہی ہو اس لئے مسائل کے ساتھ ساتھ معاشری و تمدنی حیثیت بھی معلوم کریئے کہ اسے کھانا پینا سونا جاگنا اٹھنا بیٹھنا سب عبادت ہو جاتا ہے یہ بہت ہی دلچسپ کتاب ہے اس کو پڑھئے اور اس میں ایک شریف اور اسلامی انسان بن جائیے اس کے بعد اس کا ہر قدم اس کا میدان زندگی میں بلند ہے قیمت صرف دس آنے محصول ڈاک ۳ ر

نماز کی سب سے بڑی کتاب

نماز کے متعلق اردو زبان میں اس سے زیادہ بڑی کوئی کتاب نہیں ہے اس میں نماز کے فرائض واجبات سنن مستحبات مکروہات مفسدات وغیرہ ترغیبات اور ترہیبات مدلل طور پر بیان کی گئی ہیں اور نماز کی تمام قسموں کے احکام اور مسائل اور نماز کے اوقات اور اذان و اقامت وغیرہ مطالعہ میں آسانی کے لئے ترکیب وار درج ہیں اس کتاب میں بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ ہر جگہ شرعی احکام کی تاریخ بھی بتائی گئی ہے قیمت دو روپے محصول ۴ ر

نماز کی پانچوں مجلد

یہ کتابیں زمانہ حاضرہ کی ذہنیت اور مذہبی بیگانگی کو مدنظر رکھ کر لکھوائی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں

۱۔ نماز کی حقیقت و فلسفہ عجیب و غریب کتاب ہے

۲۔ ترغیب نماز اسمیں نمازیوں اور بے نمازوں کی جزائیں اور سزائیں ہیں (۳) نمازوں کی کتاب اس میں تمام نمازوں کے پڑھنے کی ترکیب ہے

۴۔ نمازیوں کی کہانیاں یہ کتاب پڑھ کر نماز پڑھنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے (۵) نماز و مسائل جمعہ اسمیں جمعہ کے تمام مسائل و ترتیب وغیرہ ہیں پانچوں کی قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۶ ر

آداب عبادت

مسلمان کا ہر کام اگر وہ خدا و رسول کے بتائے ہوئے طریقہ پر ہو عبادت ہے اور عبادت وہی مقبول ہے جب کہ اس کے ساتھ آداب کی پابندی کی جائے حضرت امام غزالی کی کتاب کا ترجمہ ہے اور اسمیں حسب ذیل ابواب ہیں علم کا انشا آداب طہارت آداب عبادات آداب نماز آداب جمعہ کے آداب آداب اعتکاف انسان کے دل کے گناہ کن کن فضائل کا مسلمانوں میں ہونا ضروری ہے یہ اس قدر ضروری کتاب ہے کہ ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا ہونا بہت ضروری ہے ضخامت ۴ صفحات ہیں امام محمد غزالی کی کتاب ہدایۃ الہدایہ کا ترجمہ ہے قیمت ۴ ر اور کتابوں کے ساتھ منگایئے

نماز حنفی مدلل مکمل

یہ وہ مقبول عام نماز کی کتاب ہے جو لاکھوں کی تعداد میں آجتک شایع ہو چکی ہے ۳۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور نماز کی معلومات کے سلسلہ میں اس سے بڑی کتاب آجتک طبع نہیں ہوئی اس میں وضو سے لیکر جنازے کی نماز تک ہر قسم کی نماز کے حالات ہیں اور ہر ہر نماز کے صدہا مسائل ساتھ ساتھ درج ہیں جا بجا ترغیب کے لئے نقلیں اور صلحاء و اکابرین سلف کی حکایتیں بھی ہیں غرضکہ جس مسلمان کے گھر میں یہ کتاب موجود ہو اس کو نماز کے کسی مسئلہ کی پوچھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی قیمت مجلد ڈیڑھ روپیہ

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو نماز صرف دکن دین ہے جس کے پڑھنے سے نمازی ذرہ ذرہ کیفیت اسلام ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو غرضکہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب ہی ضرور منگائیے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر بڑے چھوٹے مسئلہ سے واقف ہو جائیں گے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے یہ اڈیشن مصنف نے بعد نظر ثانی خود چھپوایا ہے ۲۰۵ صفحات قیمت مجلد صرف دس آنے محصول ڈاک ۸ ر

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن باطن میں اس کے ہزاروں فوائد پنہاں ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائیں گے کہ نماز کیسے انسانوں کی اہم ضروریات کو کس طرح پورا کرتی ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں ہر مرض کی علیحدہ نماز درج ہے اور بتلایا گیا ہے کہ نماز ہی حل مشکلات ہے اور تنہا نماز ہی سے دینی اور دنیاوی فائز المرامی نصیب ہوتی ہے ایک مصری عالم کی کتاب مرصاد الصلوٰۃ کا اردو ترجمہ ہے ۱۰ صفحات قیمت صرف چھ آنے

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ دفتر حمیدیہ پریس کوچہ چیلان دہلی

بسم الله الرحمن الرحيم (١)

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ
مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (٢) وَ اٰتَیْنَا مُوْسَى
الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ
دُوْنِیْ وَكِیْلًا (٣) ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَیْهِمْ ۪ وَ اٰتَیْنٰهُ

تحقیق قارون تھا قوم موسیٰ کی سے پس سرکشی کی اوپر ان کے اور دیا ہم نے اسکو

قارون موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے تھا۔ کثرت مال کی وجہ سے ان لوگوں کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا اور اسکے مال کی کثرت یہ تھی کہ ہم

مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ ۗ

خزانوں سے اسقدر کہ کنجیاں اس کی بھاری ہوتی تھیں ایک جماعت کو قوت والی پر

نے اس کو اس قدر خزانے دیے تھے کہ ان کی کنجیاں کئی کئی زور آور شخصوں کو گراں بار کر دیتی تھیں جب کہ اس کو اس کی برادری نے

اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ۝

جب کہا اس کو اس کی قوم نے مت خوش ہو تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا بہت خوش ہونے والوں کو

سمجھانے کے طور پر کہا کہ (اس مال و حشمت پر) اترا مت واقعی اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے

قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا، لیکن آپ کی نبوت سے جلتا تھا اور آپ کی مخالفت کرتا رہتا تھا... آخرکار معاملہ یہ ہوا کہ ہر ہزار درہم پر ایک درہم زکوٰۃ دینا پڑا، جب حساب لگایا تو بہت سا روپیہ بنا، قارون کا دل حرص سے بھر گیا اور اس نے انکار کر دیا... اپنی تمام قوم کے سامنے بدنام ہونے اور انگشت نما ہونے کا خوف تھا اس لیے اس نے اپنی تمام قوم کو اپنا طرفدار اور حضرت موسیٰ کا مخالف بنا لیا... اس طرح کان دبا کر دے دینا بڑے شرم کی بات ہے، لہٰذا اب مشورہ کرو کہ اب کیا کرنا چاہیے... ایک فاحشہ عورت کو مال کی طمع دے کر تجویز کیا کہ وہ ان پر تہمت لگا دے۔ غرض ایک دن حضرت موسیٰ وعظ فرما رہے تھے اور احکام سنا رہے تھے کہ جو کوئی شادی شدہ زنا کرے گا اس کو سنگسار کیا جائے گا، اس پر قارون بولا کہ اگر آپ ایسا فعل سرزد ہو تو کیا ہو، حضرت موسیٰ نے کہا کہ میرے لیے بھی یہی سزا ہے، قارون بولا کہ فلاں عورت سے تم نے زنا کیا۔ غرض تصدیق کے لیے وہ عورت بلائی گئی، حضرت موسیٰ نے اس کو قسم دے کر کہا کہ اے عورت اپنے پیدا کرنے والے کی قسم کھا

[illegible]

مولینا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کا بے شمار خوبیوں والا قرآن بہتر

اس سے بہتر خوشنما اس سے زیادہ صحیح اس سے زیادہ سستا اس سے بہتر با محاورہ ترجمہ والا صاف دوسرا قرآن شریف کوئی نہیں

ڈیڑھ روپیہ میں ملتا ہے

آپ نے ہزاروں اشتہار پڑھے اور صدہا قرآن شریف دیکھے ہونگے لیکن مولوی اشرف علی صاحب ترجمہ والا قرآن شریف اتنا سستا نہ دیکھا ہوگا

یہ معاونین مولوی کا چھپوایا ہوا قرآن شریف ہے

اسمیں ان لوگوں کی امداد شامل ہے جو خدا کیلئے دین کے پکے مددگار ہیں اور مولوی کے خریدار ہیں ان کا خلوص خداوندی میں مقبول ہے اس لئے ان کی نیت کا ہر دینی کام مقبول عام ہوتا ہے، چونکہ اس کام میں بے شمار نیکوں کی امداد ہے اس لئے اس قرآن شریف کا نام بھی بے شمار خوبیوں والا قرآن شریف ہے اسی لئے یہ اتنا سستا ہے۔ ورنہ اس کی لاگت بھی ڈیڑھ روپے سے کم نہ ہوسکتی تھی آپ بطور خود ایسی جلدیں بنوا کر دیکھ لیجئے ہر جلد ساز آپ سے ایک روپیہ مانگے گا، اور ایسا قرآن شریف تو دوسرا ہندوستان بھر میں نہیں ہے اس لئے کہ یہ آپ سے وابستہ ہے اور آپ مولوی کے خریدار ہیں (۲) بہت سستا ہے ۹ سو صفحہ کا قرآن شریف ہے (۳) ۴ صفحہ کا مقدمہ (۴) پورے چمڑے کی نقرئی کار جلد ہے (۵) مولوی اشرف علی صاحب کا بامحاورہ صحیح مکمل ترجمہ ہے (۶) حاشیہ پر شان نزول ہے (۷) نہایت ہی صاف اور صحیح چھپا ہوا ہے (۸) استاد الاساتذہ مولوی عبدالغنی صاحب جو لیتھو نویسی یکتائے زمانہ ہیں ان کا خاص طرز تحریر کردہ ہے (۹) کاغذ سفید ولایتی اور دبیز لگا ہے (۱۰) قرآن شریف پڑھنے کا جو مقصد ہے وہ اس قرآن سے پورا ہو جاتا ہے یعنی اس کے مقدمہ میں قرآن شریف کی وہ خاص دعائیں درج ہیں جو ہر ضرورت پر کام آنے والی ہیں اور معلومات قرآنی کا ایک بڑا ذخیرہ بھی اس قرآن شریف میں ہے اور پھر بھی کچھ نہیں قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۱۲ر خاستدہ ارغوانی بھی ہے اس کا ہدیہ ۳ر ہے فرمائش کے وقت خاستدہ ضرور لکھ دیں مزید رعایت دس قرآن شریف منگائیں تو خاستدہ پندرہ روپیہ میں مل جائیں گے ریل کے ذریعہ منگائیں تو قیمت پیشگی روانہ فرمائیے

یہ آپ کے پاس ضرور ہونا چاہیئے

بغیر پڑھے

بھی اگر آپ پڑھنے والوں سے زیادہ ثواب کمانا چاہتے ہیں تو مساجد میں رکھنے کے لئے اس کے ہر پارہ کی علیحدہ علیحدہ جلدیں بھی بنی ہوئی ہیں وہ منگا کر مسجد میں دیدیجئے جب تک وہ پڑھا جائیگا آپ کا نام بھی پڑھنے والوں میں ہی شمار ہوگا

مرنے والے

عزیز کے لئے اس سے بہتر ثواب پہنچانے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے، کہ ایک قرآن شریف ان کے ایصال ثواب کے لئے مسجد میں دیدیں، ہدیہ کامل تیس پارے علیحدہ مجلد سوا دو روپے محصول ڈاک ۱۲ر کل چار روپے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ
سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ
نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا
عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ
رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ
انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝
اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

گھر کا مولوی

یہ پانچ سو صفحہ کی وعظ کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے اس میں ایک سات وعظ ہیں جنمیں تمام امراض روحانی حرص حسد حب دنیا کبر چوری غیبت بدگمانی بخل بلغم غازی، زنا، لواطت، غرضکہ ہر قسم اور تمام نقائص نسانی کے متعلق واعظ اور اس میں نیز اسی طرح احکام الٰہی اور برکات ایزدی اخلاق حسنہ کے متعلق بھی بہت سے وعظ ہیں اگر اس کتاب کو ہر ہفتہ اپنے محلہ، قصبہ یا گاؤں کے سامنے کوشش کرکے ایک ایک وعظ بیان کر دیا جائے تو بہت فائدہ ہو۔ قیمت مجلد ہے محصول ڈاک ۱۰

بارہ مجالس

وعظ کی آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب اسمیں حسب ذیل بارہ مجلسیں ہیں (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) توحید کے پردے (۳) توحید الٰہی (۴) نبوت و رسالت (۵) فخر نبوت (۶) فضائل رسول (۷) ... رسول محترم (۸) محبت رسول (۹) فضائل و اخلاق (۱۰) معاشرت (۱۱) اسلامی ... (۱۲) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۳) واقعات کربلا یہ بہت ہی مقبول کتاب ہے اور آسان لفظوں میں سب سے بہتر کتاب ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ بہت ہی تھوڑی اردو جاننے والے بھی بہت آسانی سے پڑھ لیتے ہیں۔ مجلد ۱۲ محصول ڈاک ۷

اسلامی میاں بیوی

یہ تین سو صفحہ کی عجیب و غریب کتاب ہے اور حسب ذیل چودہ باب ہیں جن کے ماتحت سوا دو سو مضامین ہیں جو اسلامی میاں بیوی کی زندگی کے متعلق ہیں۔ عورت کی حیثیت، عورت کی ملکیت، مذاہب عالم اور عورت، حیلہ ازدواجی کی تعریف، مختلف ممالک کی رسوم مناکحت، شادی بیاہ کی مختلف قسمیں، ازدواج کی تاریخ، کثیر الازدواجی، ایک مرد کے لئے ایک عورت، اسلام میں طلاق، پردہ اور عورت، طریق انتخاب، نکاح و شادی، عورت کی اہمیت اور زوجین کی نا اتفاقی یہ بالکل نئی کتاب ہے اپنے شوہر پر لوٹنا واپس کر ... قیمت صرف بارہ آنے محصول ۴

صابر بیبیاں

مولفہ آثار رسید حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کی تازہ تصنیف ہے۔ مولف ممدوح نے اس کتاب کو لکھکر عورتوں پر بڑا احسان کیا ہے آجکل کی عورتیں بہت بے صبر ہیں اور اسی وجہ سے انکی خانگی زندگی بہت بے چین گذرتی ہے۔ اسمیں حضرت حوا حضرت مریم اور امہات المومنین کے علاوہ صدہا دیگر خواتین کے صبر کے حالات ہیں۔ اس سے نہ صرف حکایتوں کا لطف ملتا ہے، بلکہ ہزارہا مسائل عورتوں کو معلوم ہو جاتے ہیں۔ ہر مرد اپنی بیوی کو یہ کتاب پڑھائے یا سنائے۔ تو اس کے گھر کی بہت سی خامیاں دور ہو جائیں۔ ۰۰ ۲ صفحات قیمت مجلد بارہ آنے محصول ۴

ملفوظات خواجہ

ابتدا میں ملک الملک سلطان الاولیا خواجہ معین الدین اجمیری کی سوانح حیات ہے اس کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی لائف ہے۔ اور خواجہ اجمیری کے تصنیفات کا تذکرہ پھر خواجہ کاکی روزنامچہ ہے جس میں خواجہ اجمیری کی مجالس حسنہ کے حالات قلمبند ہوئے ہیں گویا یوں کہئے حضرت خواجہ سنجری کے عارفانہ مقالات ہیں، اسمیں عجیب و غریب حقائق میں خصوصاً عبادات کے متعلق تو وہ وہ نکات ہیں، کہ پڑھتے پڑھتے وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے بڑی موثر کتاب ہے اس کی خوبیوں کا اندازہ پڑھنے کے بعد ہی ہوگا۔ قیمت صرف ۸ محصول ۴

تازیانہ شیطان

یہ کتاب تازیانہ شیطان ہے یعنی شرح تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت فصاحت کیساتھ اسمیں درج ہے شیطان کے بارہ میں قرآن شریف میں جس قدر آیات ہیں۔ انکی تفسیر اور مطالب کا بیان، شیطان کی سوانح عمری، آدم علیہ السلام کی تخلیق، شیطان کی دشمنانہ قوت، شیطان کی مکاریاں اور فسوں سازیاں تخلیق ... جابجا تفصیلی حالات و حکایات ہیں جس سے مطلب عام فہم ہوگئے ہیں، آنحضرت (صلعم) کے اقوال نے بیان کو اور دلچسپی دی ہے، خصوصاً شیطان کے مکر و فریب کی حکایات بہت دلچسپ ہیں مجلد قیمت ۱

آمنہ کا لال

اردو زبان کا سب سے بہتر مولود شریف حضرت علامہ راشد الخیری کی تازہ تصنیف جس کا کئی سال سے انتظار تھا اب پڑھی لکھی عورتوں کی مجالس میلاد میں یہی کتاب پڑھی جاتی ہے اور وہ اپنی غیر مسلم بہنوں کو بھی ذوق سے یہ کتاب سناتی ہیں، اعلیٰ تعلیم یافتہ مرد بہت شوق سے یہ کتاب پڑھتے ہیں کیونکہ اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جو خلاف عقل کہا جا سکے ساتھ نفیس بھی آمنہ کے لال میں جو یہ کتاب مولانا ممدوح کا بہترین لٹریچر ہے، اور آمنہ کے لال میں واقعات کا انتخاب بہت محنت کے ساتھ ہوا ہے قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۴

عورتوں کے میلاد نامے

میلاد اکبر بڑا مشہور میلاد نامہ جس کی والہانہ نظمیں زبان زد خلائق ہیں، انداز بیان بہت ہی دلچسپ ہے اندازہ ہے کہ اس سے زیادہ اور مقبول کوئی اور مولود نہیں ہے قیمت چھ آنے

زیور امیان یہ خالص عورتوں کی زبان میں بہت دلچسپ افسانہ ہے، صاف ستھرا چھپا ہے موٹا لکھا ہے نظم نہایت شستہ ہے، بہت دلنواز عورتوں کے لئے صدہا نصیحتیں ہیں یہ میلاد نامہ عورتوں کی مجالس میں بہت ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے قیمت ۴ دونو ساتھ منگائیں تو مجلد دس آنے میں اور دونوں کا محصول ۸ علیحدہ علیحدہ فی ۷

شرح مثنوی مولانا روم

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی وہ کتاب ہے جو آج عالم تصوف کی جان ہے یہی وہ کتاب ہے جو تشنگان طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے، یہی وہ کتاب ہے جس سے دنیائے تصوف شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک بھرا ہوا رہی ہے، کوئی صوفی صافی ایسا نہیں ہے جو اس کتاب سے مستغنی ہو صوفیوں کو اسکی ضرورت، فاضلوں لیکچراروں اور فقیروں کو بڑی ضرورت غرضکہ ہر قسم کے لوگوں کو ہر گھر میں اس کی ضرورت ہے ضخامت ۵۰۰ صفحے قیمت پورے کپڑے کی جلد ہے محصول ڈاک ۱ ر کل

مقالات غوث پاک

سیدنا غوث الاعظم کے ارشادات و مقالات کی اہمیت حضور کے معتقدین کے لئے جس قدر اہم ہے اور جس قدر قابل تقلید ہے اس کا اقتضا ہے کہ ان تعلیمات وارشادات کو ہر مسلمان گھر گھر پہنچا دیا جائے تاکہ حضور کی تعلیمات کا اندازہ ہو اس لئے حضرت غوث پاک کے مواعظ شکار کر کے یہ فتوح الغیب کا اردو ترجمہ ہے غوث الاعظم کے معتقدین کیلئے ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لئے سرمایہ دینداری ہے، اور ہر وہ شخص جو اپنے قلب کو مصفا اور علائق سے پاک کرنا چاہتا ہے اس کتاب کو پڑھ کر دیکھ لیں فوری اثر دیکھ سکتا ہے۔ قیمت آٹھ آنے محصول ۲

بیویاں اور رانیاں

سلاطین شاہان ہند کی وہ نامور خواتین جنکا اعزاز اب تک تاریخ ہند میں ثبت ہے اس کتاب میں جو ان شاہی بیگمات اور رانیوں کے حالات ہیں جو اپنی اپنی جگہ کسی مخصوص شہرت کی مالک تھیں ان میں حسین بھی ہیں اور شاعرہ و ادیبہ بھی اور ... بھی ہیں اور عصمت و عفت کی پیکر اور وہ بھی ہیں جن کی چاندنی صورتوں پر سلطنتیں اور راجدھانیاں بھی قربان ہوگئیں بڑی دلچسپ اور پرشاندار کتاب ہے، مولانا منشی احمد صاحب مراد کی تاریخی معلومات کا نتیجہ ہے قیمت دس آنے محصول ڈاک ۷ ر کل ۱۳

تبلیغ اسلام و عورتیں

خالدہ خانم وہ عورت جس نے پچاس آریہ اپدیشک اور دو دائیوں سے مناظرہ کرکے اسلام کی سچائی کو ثابت کیا ہے اور کئی جلسہ میں بڑے زور سے شکست دی بہت ہی دلچسپ کتاب ہے قیمت ۱۰

ساوتری ایک ہندو خاتون کا قبول اسلام اور اس نے بہت سے قبول اسلام کیا کہ وہ ... اور پھر اس خاتون نے اسلام کی وہ خدمت کی جو جنکے سنانے ... قیمت چھ آنے یہ دونوں کتابیں مذہبی اسلام کا تفوق ثابت کرنے کیلئے بے نظیر ہیں، پہلے ان کی قیمت سوا روپیہ تھی اب صرف ایک روپیہ محصول ڈاک ۷

سلسلہ تعلیم الاسلام

بچوں کو مذہبی تعلیم کے لیے علامہ حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا۔ پہلے حصہ میں اول قاعدہ ہے اس کے بعد پہلا حصہ عقائد کا ابتدائی حصہ اور طہارت دوسرا حصہ عقائد کی تفصیل، نماز کا بیان، تیسرا حصہ عقائد کی اونچی باتیں، روزہ نماز چوتھا حصہ حج اور حقوق العباد وغیرہ ابتک اس رسالہ کی تعداد تین لاکھ ۳۵ ہزار شائع ہو چکی ہے اردو زبان میں کوئی کتاب ایسا ہو جہاں یہ رائج نہ ہو پانچوں حصے ایک ہی جگہ مجلد ہیں، قیمت مجلد ایک روپیہ محصولڈاک ۶ر

قاعدہ یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا وہ مقبول عام اور بہترین قاعدہ جو ہر سال میں تین چار لاکھ ہدیہ ہوتا ہے اور جو مدارس اس کی خوبیوں سے واقف ہیں وہ اسی کو منگاتے ہیں، بہت ہی آسان قاعدہ ہے آپ دیکھ کر کتابت کی خوبی ہے یعنی نقطے، زبر، زیر پیش اور حروف مرکبات کے پہچان لینے کے بعد پھر قرآن پڑھ لینے میں ذرا بھی دقت نہیں ہوتی مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف چند ماہ میں بغیر استاد کی مدد کے پورا قرآن شریف پڑھ لیتا ہے ۴۴ صفحات فی جلد ۳ر آٹھ جلدیں ایک روپیہ اور پچاس جلدیں ۵ روپیہ

عربی کا استاد

اب تو اکثر مدارس میں داخل نصاب ہے اور بعض اساتذہ نے نہ صرف اس کی تعریف کی ہے، بلکہ اس کو بہترین کتاب بتایا ہے، اگر آپ کو یہ شوق ہے کہ آپ اپنے رسول کی زبان سے واقف ہو جائیں تو خدا کی سب سے مقدس کتاب قرآن کو اپنی مادری زبان کی طرح پڑھنے لگیں تو آپ کو عربی سیکھنی چاہیئے اور یہ عربی سکھانے کی بڑی مفید کتاب ہے، تھوڑا تھوڑا پڑھ کر یاد کر لیا کریں تو چند ماہ میں انشاء اللہ اچھی خاصی عربی پڑھنی آپ کو آجائے گی، اور آپ محنت کریں تو ۲ ماہ میں اچھی عربی آجائے۔ قیمت بارہ آنے محصول ۴ر

فارسی کا استاد

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سکھانے والی کتاب فارسی بول چال ہے، جسمیں پنجاب یونیورسٹی سے علم فارسی کے اعلیٰ ڈگری یافتہ فاضل حضرات نے سالہا سال کی عرق ریزی کے بعد فارسی زبان کو اردو میں ڈھالا ہے، شروع کتاب میں فارسی کے مفرد الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھے ہیں، اس کے علاوہ ہر قسم کے بارہ خطوط کے نمونے سوسیوں مضامین، تیمارداری اور مبارکبادی تعزیت وغیرہ کے نمونے اسمیں درج ہیں، مجلد کی قیمت بارہ آنے محصول ۶ر

تین مذہبی کتابیں

(۱) چھ پیغمبروں کے حالات بہت آسان زبان میں تاکہ سب بچے عورتیں، کم پڑھے لکھے مرد آسانی سے پیغمبروں اور دین کے حالات سے مطلع ہو جائیں۔ مذہبی

(۲) اقوال الرسول۔ بچوں اور عورتوں اور کم پڑھے لکھے بڑوں کے لیے صحاح ستہ کی مفید احادیث کا صحیح ترجمہ روزمرہ کام کی باتیں ہوں

(۳) عقائد حنفی حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کی کتاب العقائد کا بہت آسان ترجمہ قابل مترجم نے بڑی فلسفی بحثوں کو ایسے آسان طریقہ پر ترجمہ کیا ہے کہ بچے اور عورتیں بھی سمجھ لیں۔ قیمت اصلی ہر سہ مجلد ایک روپیہ رعایتی دس آنے محصول ۶ر

آٹھ درسی کتابیں

بچوں کی مذہبی معلومات بڑھانے کے لیے نہایت آسان کتابیں
پہلی:۔ اللہ کی نعمتیں صفتیں ملائکہ وغیرہ کا بیان
دوسری:۔ ایمان، عقائد، وضو، تیمم اذان وغیرہ
تیسری:۔ نماز کی پوری تفصیل اور آسان مسائل
چوتھی:۔ مرنے کے بعد اور پہلے کے حالات و مسائل
پانچویں:۔ زکوٰۃ کا پورا بیان، مفصل
چھٹی:۔ حج کا بیان اور حقوق کا بیان مفصل
ساتویں:۔ ارکان، ایمان اور ارکان اسلام معاشرت
آٹھویں:۔ حقوق العباد۔ توکل اور گناہ صغیرہ
آٹھوں کتابوں کی ضخامت ۲۷۴ صفحات ہے یکجا مجلد ہیں، قیمت سوا روپیہ محصولڈاک ۳ر

انگریزی کا استاد

مؤلفہ ماسٹر جناب پروفیسر سید احمد ترمذی ایم اے بی ٹی، ایس سی اس کتاب میں دس باب ہیں باب (۱) علم الاصوات یعنی انگریزی حروف کو ملا کر جملے بنانا باب (۲) صرف و نحو یعنی فقرے کیونکر بنتے ہیں، باب سوم زمانہ متعلق فعل کی مشق کرائی ہے، باب ۴ لغت، باب ۵ فقرے بنانا، باب ۶ روزمرہ کی بول چال باب ۷ مثلیں اور مقولے، باب ۸ ترجمہ کرنے کی صورت باب ۹ اردو سے انگریزی بنانا، باب ۱۰ خط و کتابت صرف ایک کتاب سے تھوڑے عرصہ میں خاصی اچھی انگریزی آجاتی ہے، پرائیویٹ انگریزی پڑھنے والے اسی کتاب کو منگاتے ہیں، قیمت ۱۲ر محصول ۶ر

نیو انگلش ٹیچر

انگریزی سیکھنے کی بڑی نایاب اور سستی کتاب جس میں حسب ذیل سبق ہیں، نمبر (۱) روشن کر کے بڑے اور چھوٹے ٹائپ کے حروف (۲) انگریزی گنتی (۳) الفاظ اور معانی (۴) صرف و نحو کے آسان قاعدے (۵) گرامر اور فعل (۶) روزمرہ کے کام آنے والے نام (۷) حروف جار کی صدہا مثالیں نمبر ۸ حروف علت کی مثالیں، نمبر ۹ واحد جمع کا طریقہ (۱۰) فقروں کی ترکیب (۱۱) ایسے الفاظ جن کی روزمرہ ضرورت پڑتی ہے، نمبر ۱۲ زمانوں کی تقسیم نمبر ۱۳ پرندوں اور پیشوں اور دھاتوں کے نام آخر میں ترجمہ کرنا اور چٹھیاں لکھنا ۱۴۰ صفحہ کی مجلد کتاب قیمت صرف ۸ر محصول ۶ر

سولہ کہانیاں مجلد

بچوں اور بچیوں کے اخلاق درست کرنے ان کو نیک مسلمان دل فیاض اور خدا ترس بنانے کے لیے یہ سولہ کہانیاں چھپوائی گئی ہیں ہر ایک کہانی ۱۶ صفحہ کی ہے گویا یہ ۲۵۶ صفحہ کی مجلد کتاب ہے جس میں حسب ذیل کہانیاں ہیں (۱) دادا اور بیٹی (۲) چور لڑکی بہو (۳) ننھے میاں (۴) رت جگے کی رات (۵) جن کنی (۶) چاند گرنی (۷) سوتیلی ماں، (۸) گھر کی بی (۹) بانی گرنی (۱۰) چار چور (۱۱) بی بسی (۱۲) دولت کی بچارت (۱۳) پھولوں کا گہنا (۱۴) چور کا گھر (۱۵) فقیر کی جھونپڑی (۱۶) لاڈلی بیٹی سب یکجا مجلد ہیں، قیمت فی جلد ۱۰ر محصول ۶ر

اردو خط و کتابت

لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے لیے علیحدہ علیحدہ کتابیں ہیں، بظاہر دل کا حال ہر شخص لکھ سکتا ہے لیکن بڑا مشکل ہے اور بہتوں کو اردو لکھنا پڑھنا آتا ہے لیکن خط لکھنا نہیں آتا، یہ کتاب لڑکوں اور لڑکیوں کو خط و کتابت بتاتی ہے اور خط نویسی کا ایسا انداز تحریر اسمیں موجود ہے کہ بڑے سے بڑے ذکر کو چھوٹے سے خط میں بند کر جاتا ہے، ابتدا ہی سے اگر خط و کتابت کی بچوں کو مہارت ہو جائے تو آئندہ اسمیں خوب چلتا ہو جاتی ہے۔ ایک ایک کی الگ الگ قیمت چھ آنے دونو ساتھ لیں تو ۱۰ر محصول ایک کا ۶ر دونو کا

تقریر کا استاد

جادو بیانی ہی وہ شے ہے جس نے قسمتیں بدل دیں لڑائیوں کے نقشے بدل دیئے ہنستے کھیلتے کو رلا دیا اور بکھرے ہوئے لشکر کو برف کر ڈالا، جادو بیانی کوئی بھوت نہیں ہے جو نہ مل سکے، آپ کے الفاظ بھی جادو بن سکتے ہیں اور ایک ایک حرف سامع کے دل میں گھر کر سکتا ہے۔ کتاب جادو بیانی منگائیے اس کو پڑھیے اور اس کی ہدایتوں پر عمل کیجیے اور دیکھیے کہ دنیا کے ساحر خطیبوں کا انداز تقریر کیا تھا ہر روز دل بے تکلف دوستوں میں مشق کیجیے اور پھر میدان میں کر باہر نکلئے یہ کتاب واقعی جادو ہے اسی لیے جادو بیانی نام ہے قیمت صرف ۶ر

تحریر کا استاد

مدارس کے اساتذہ اور طلباء کے لیے اور ان لوگوں کے لیے جو اپنی تحریر میں زور پیدا کرنا چاہتے ہیں، بہترین کتاب ہے اور اس قدر جلد مقبول ہوگئی کہ اب اس کے کتاب ہونے کے متعلق شبہ نہیں رہا، اس میں تحریر کے تمام پہلوؤں کو نمایاں کر کے مشاہیر و مشہور اہل قلم کی تحریروں سے مطابق کیا ہے اور ابتدائی باتوں سے لیکر تمام ہدایتوں کو قلمبند کیا ہے، اور یقین ہے کہ اس کتاب کو ذہن نشین کر لینے کے بعد آپ کی تحریر میں وہ سب خوبیاں پیدا ہو جائیں گی جو مشاہیر انشاء پردازوں میں ہیں اس کتاب کا نام آسان مضمون نویسی ہے، قیمت ۶ر محصول بھی ۶ر

استادِ روزگار

[illegible] خاص کتاب ہے جس میں صنعت [illegible] کی بہبودی کے لیے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کامیاب [illegible] تجربہ کرکے درج کئے ہیں۔ اس میں صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے ہر قسم کے اچار، مربے وغیرہ کے خاص نسخے، ڈاکری سیکھنے اور داغوں کا صاف [illegible] عرق، شیشہ کا کام، بوٹ پالش، رنگ بنانا، شربت، جادو کے کام، [illegible] فوٹوگرافی، کپڑے صاف کرنا وغیرہ فنون کے طریقے درج ہیں۔ اس کتاب کو خرید کر بیسیوں بھائی وہند سے لگ گئے۔ قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ محصولڈاک [illegible]

اسرارِ صنعت

جب آپ مالی پریشانیوں سے مضطرب ہوں اور معاش کی کوئی راہ سمجھ میں نہ آئے تو ایک روپیہ خرچ کرکے یہ کتاب منگا لیجیے اس کے بعد اپنی جیب کا جائزہ لیجیے۔ اگر آپ کسی بڑے شہر میں ہیں تب بھی اور چھوٹے قصبہ میں ہیں تب بھی یہ کتاب آپ کی کافی مدد کرے گی اور آپ کا چھوٹا سا سرمایہ جو بھی ہوگا اسی کے مطابق یہ کتاب کام دے گی۔ غرضکہ اس کتاب کے ذریعہ سے آپ ایک روپیہ سے لے کر ہزاروں تک اپنا سرمایہ نفع مند طریقہ پر لگا سکتے ہیں۔ نوکری کے لیے پریشان پھرنے سے یہ بہت بہتر ہے۔ قیمت دس آنے محصول [illegible]

عورت باتصویر

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں دیکھنے سے پہلے جسم نازنین کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ کتاب عورت کا مطالعہ کریں جو نسوانی زندگی کا مکمل نمونہ ہے۔ عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم، عورت کی فطرت اور عورت کی تربیت، عورت کے باغ حسن کی خوشبو غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات ایسی نہیں ہے جو اس کتاب میں نہ ہو۔ اس کتاب میں دوسرے کے قریب رنگین نرالی اور قلمی تصویریں ہیں بہت ہی مقبول کتاب ہے۔ قیمت صرف دو روپے محصول [illegible]

دوشیزہ باتصویر

عورت سے لطف حاصل کرنا ہو تو یہ کتاب منگائیے۔ ہندوستان کے سارے کوک شاستر ایک طرف اور یہ ایک طرف۔ یہ صرف مطالعہ کی عیاشی کے لیے ہی نہیں بلکہ علمی درجہ بھی رکھتی ہے۔ اور ہر قسم کی عورت اور اس کے جذبات کا آئینہ ہے اور عورت کے پوشیدہ اندام کی کیفیات و حیات اور رنگ رلیوں کی ہمجولیوں سے اس کو موہ لینے کے صدہا مجرب طریقے۔ اس کتاب میں صدہا فوٹو اندرونی اور بیرونی حصہ جسم کے ہیں۔ بڑی عجیب و غریب کتاب بار بار چھپی اور فروخت ہوئی۔ اب پھر تیار ہوئی ہے۔ قیمت مجلد تین روپے محصولڈاک ۹؍

استادِ مرغی خانہ

یہ جدید الطبع مرغیوں کی تجارت اور ان کی پرورش سکھانے والی عین موسم کی کتاب ہے اور اس میں [illegible] ہیں۔ علاوہ مرغیوں کی پرورش کے کبوتروں اور بطخوں کی پرورش و تجارت کی راہیں بھی آپ کتاب کے ذریعہ ملتی ہیں۔ یہ تمام پہلی کتابوں سے بہتر کتاب ہے کیونکہ اس کا ہر بیان تجربہ کے بعد لکھا گیا ہے اور اس میں ان مرغیوں کے حالات بھی ہیں جو ستمبر سے اس وقت تک ولایت سے آئی ہیں یا جدید مخلوط النسل ہیں۔ تمام بیماریوں کے علاج ہیں اور ہر موسم دار ترکیب پرورش ہے۔ قیمت صرف سوا روپیہ محصول [illegible]

مکمل باورچی خانہ

[illegible] ایسی کتاب جس میں پندرہ وضع کے سالن، ۲۰ وضع کی روٹیاں، ہر قسم کی مٹھائی، ۱۵ وضع کی ترکاریاں، بیسیوں وضع کے اچار، مربے، چٹنیاں، ۲۰ وضع کے انگریزی کھانے، اس کے علاوہ اکثر دیسی اور ولایتی چٹنیاں، نمک سلیمانی اور امرت دھارا وغیرہ جو کہ ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے، بیماروں کے کھانے، مذہبی مذاق کے مشہور کھانے مذہب و ملت کے لحاظ سے اس میں درج ہیں، جو ان میں نہایت ہی مزیدار اور سستے بھی، لذیذ بھی ہیں اور مقوی بھی۔ ضخامت ۲۰۰ صفحات مجلد قیمت بارہ آنے محصول [illegible]

کیف و صلت

دنیا کے لطف و مسرت و لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لیے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیفیت افزا سرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا دارومدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستی ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں۔ بات تو یہ ہے کہ اس کیف پر در نشہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دو دلوں کے جذبات عالم سے نیاز ہوں اور طاقت جو [illegible] باقی رہے یہ اسی کتاب سے معلوم ہوگا۔ قیمت ایک روپیہ

بہارِ شباب

صنفی کتابوں میں جس اسلوب بیان کو امتیاز رہا ہے وہ جذبات کی سچائی ہے۔ یہ چیز مطالعہ کے لیے خواہ کتنی ہی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن اصل [illegible] اس پروگرام کے ماتحت ہے جس کے تحت میں ہر انسان جوانی دیوانی کی کتابوں میں رکھ کر یہ چاہتا ہے کہ یہ بالذات قائم ہو جائے۔ بہار شباب میں ایسا ہی انتظام ہے جوانی کی کیف انگیزی اور اس کو دائم کرنے کے لیے بڑے بڑے مجرب فائدے طریقے نسخے ہدایات حفظ ماتقدم کی ہزار ہا باتیں ہیں اور عورتوں کی اندرونی کیفیات کو مردوں پر آئینہ کردیا ہے تصاویر عریاں ذو نزہی میں ہیں۔ قیمت ایک روپیہ

علمی تشخیصِ امراض

بغیر ایکسرے کے بالکل ایکسرے کی طرح امراض کا حال بتانے والی عجیب و غریب کتاب اعلیٰ حضرت رئیس رامپور کے طبیب خاص کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور ایسی کہ حکیم ہی نہیں ہر شخص اپنے مرض کو خود سمجھ لے کہ کیا ہے اور کیوں ہے۔ اس میں انسانی جسم کے نسں نس کے تشریح حالات ہیں۔ اردو زبان میں اس بیج کی اور کوئی ایسی کتاب نہیں ہے۔ مرض کی تشخیص ہو جانے کے بعد علاج بہت سہل ہے۔ اگر آپ خلق خدا کی کوئی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو ضرور پڑھیے۔ قیمت تین روپے مجلد ہے محصولڈاک ۱۲؍

علاجِ دل پسند

امیروں کے لیے بھی ہے اور غریبوں کے لیے بھی۔ یہ کتاب عجیب و غریب ہے اس میں سب سے پہلے ہر مرض کا علاج ہے اور [illegible] یہ ہے کہ ہر مرض کا مجرب علاج آپ اپنے حسب منشا کر لیجیے۔ مثلاً آپ کے سر میں درد ہے تو اسمیں سر کے درد کا علاج لیپ کا ہے، عرق کا ہے، سنگھنے کا ہے، مالش کا ہے، ناک میں دوا ڈالنے کا ہے، الغرض کا ہے، پیروں میں لگانے کا ہے، دھونی کا ہے، پینے کا، ملینات و مسہلات کے ذریعہ ہے، اور غذا کے ذریعہ بھی جو چاہیے وہ علاج کر لیجیے اسی طرح ہر مرض کا علاج ہے۔ مجلد کتاب ہے۔ قیمت صرف دو روپے محصول [illegible]

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہوں کے لیے بنا اور اب عام ہوا۔ اس کتاب میں رجوع الشیخ الی الذت کے مترجمہ عورت کو ایسے انداز میں پیش کیا ہے کہ وہ لذتیں جو ایک جوان آدمی کے ذہن میں ہیں عورتیں رکھتی ہیں شاید وہ اس کے پاسنگ بھی نہ ہوں۔ ارباب تحقیق نے ثابت کیا کہ دنیا کی لذتوں میں سے لذت ہی لذت ثابت کی ہے اور اسی طرح مرد کی قوت نہانی کو مزید طاقتور رکھنے کے نسخے لکھے اور ہزاروں کو آزمائے ہیں اور اسی علاج کے سلسلہ میں حکایات و وصل جو بیان ہوئی ہیں وہ ہزاروں مجنونوں اور [illegible] اور عورت سے زیادہ شوقین ہیں۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ

کشمیری کوک شاستر

یعنی مجربات بوعلی سینا باتصویر یہ کتاب جس میں شیخ الرئیس بوعلی سینا کے نادر اثر اور مجرب نسخے جن کی مدت سے لوگوں کو تلاش تھی، بہت سے جستجو کے بعد حاصل کرکے اردو میں شائع کر دیے گئے ہیں۔ اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کرکے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں، اگر آپ چاہتے ہوں کہ آپ اپنے فریق ثانی پر لطف و مسرت کی زندگانی ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کا مطالعہ کیجیے۔ بہت سی تصویریں بھی ہیں۔ قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ محصول [illegible]

عبدالحمید پرنٹر پبلشر اڈیٹر نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

رسول نمبر ۲

مولوی

ماہوار مذہبی رسالہ

چندہ سالانہ ایک روپیہ

مدیر مسئول عبدالحمید خان

یہ رسالہ بھی ایک روپیہ سالانہ چندہ میں ملتا ہے

SAMI 10

مولوی دہلی رجسٹرڈ ۱۸۶۶ء

مُصفّیٰ

طِبّ یونانی کا نازاں اور لاجواب کرشمہ

انسانی زندگی کا مدار خون پر ہے اگر خون خراب ہوگیا ہے تو آدمی کی تندرستی قایم نہیں رہ

ہندوستانی دواخانہ دھلی نے

ایجاد کرکے تمام ملک کو مقابلہ کی دعوت دی ہے اور بلا خوف تردید دعوی کرتا ہے کہ

مُصفّیٰ صفائی خون کے لیئے بہترین دوا ہے اور ایشیا بھر میں یہ اپنی نوع کی پہلی ایجاد ہے۔ ہندوستان کی جڑی بوٹیوں کا ایک بے مثل مرکب ہے اور

طبیب حاذق مسیح الملک عالی جناب حکیم حاجی محمد احمد خان صاحب

کے مشورہ سے جدید سائنٹیفک طریقہ پر تیار کیا گیا ہے خون کی خرابی سے پیدا ہونے والے تمام امراض کا بہدف دوا اگر کوئی ہے تو صرف مصفی ہے کھجلی۔ داد۔ پھنسیاں وغیرہ حتی کہ سوزاک، آتشک اور جذام کا زہریلا مادہ بھی اس کے استعمال سے ہمیشہ کے لیئے نابود ہوجاتا ہے، خوراک چار کا ایک چمچہ ہے اور بہت نفع کے مصفی درحقیقت اکسیری چیز ہے، قیمت ۲۴۔ خوراک صرف آٹھ آنے علاوہ محصول

محصول ڈاک ایک شیشی ۵ر ۲ شیشی پر ۸ر دس شیشی پر سوا روپیہ

ترکیب استعمال:۔ ایک چمچہ دوا تھوڑے پانی کے ہمراہ صبح و شام اور اگر مرض کا زور زیادہ ہو تو دن...

اس دواخانہ کی کوئی شاخ دہلی، پنجاب، یوپی، بمبئی، مدراس، بنگال، سی پی، برما کسی مقام پر نہیں ہے، دہوکہ بازوں سے بچنے کے لیئے ہمیشہ تیر بہدف دوائیں ہندوستانی دواخانہ دہلی سے طلب فرمایئے۔ جس کا سارا نفع خیراتی کاموں میں خرچ ہوتا ہے

ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۲ دھلی

جس کو ۱۹۰۲ء میں مسیح الملک حکیم اجمل خان مرحوم نے طبیہ کالج کے لیئے جاری کیا

الحمد للہ علی احسانہ اردو کی بڑی بخاری شریف پریس سے آگئی!

اور جس وقت یہ اعلان آپ کی نگاہ سے گذریگا اسوقت تک انشاء اللہ تمام پیشگی رقوم دینے والے بھائیوں کے پاس پہنچ چکی ہوگی!

سب سے پہلے تمام ناظرین مولوی ان بھائیوں کے لیئے دعائے خیر فرمالیجئے جن کے صدقہ میں بخاری شریف کا دوسرا اڈیشن چھپ کر آیا کیونکہ ان کے رحم سے یہ پانچ ہزار روپیہ کا خرچ پورا ہوا ورنہ میں غریب کہاں سے اتنی رقم لاتا جو دوبارہ بخاری شریف چھپتی خدانے کارسازان کا بڑا کام آسان کرے جیسی انہوں نے میری مدد کرکے اتنا بڑا کام آسان کیا اور میرا دل اس لیئے اور بھی شکرگذار ہے کہ میں نے تین ماہ کا وعدہ لیا اور دس ماہ لگ گئے اور یہ کریم النفس بھائی انتظار کی زحمت اُٹھاتے رہے میں پھر یقین دلاتا ہوں کہ میں نے بھی انکی اس تکلیف کو ان سے زیادہ محسوس کیا لیکن بالکل بے بس تھا۔

ایک ہزار بخاری چھپائی شروع کی تھی جس میں سے ۸۴۹ بھائیوں نے رمضان شریف تک پیشگی روپیہ بھیجدیا۔ ابتدا میں چار روپے پیشگی روپے لئے گئے خیال تھا کہ چونکہ دوسرے اڈیشن میں ترجمہ کے ایک ہزار روپے بچ جائیں گے اس لئے یہ روپیہ اپنے بھائیوں میں ہی تقسیم کردینا چاہئے لیکن تقطیع بڑی کرنے قلم جلی کرنے اور سب سے زیادہ اعلیٰ قسم کا کاغذ لگانے سے حساب کیا تو پونے پانچ روپے لاگت آتی تھی یہ اعلان بدل کیا اور پانچ روپے لینے شروع کئے گئے اس عرصہ میں ۲۴۵ بھائیوں کے روپے چار روپے کے حساب سے آچکے تھے گویا ۲۴۵ روپے ان بھائیوں کو گرہ سے دینے ان بھائیوں سے روپے لینے نہیں چاہتا لیکن انسے درخواست کرتا ہوں کہ وہ روپے کے معاوضہ میں مولوی کے چار خریدار دیدیں تو میرے نقصان کی تلافی ہوسکتی ہے

چند بھائیوں نے انتظار کی تکلیف برداشت نہیں فرمائی اور یا تو روپیہ واپس لے لیا یا دوسری کتابیں منگالیں خیر یہ سب بھائی وہ تھے جنہوں نے پانچ روپے دیئے تھے۔ ان میں سے جن بھائیوں نے کتابیں لی ہیں وہ اب بھی اپنا نمبر لکھکر پانچ روپے میں بخاری لے سکتے ہیں صحیح حساب معلوم نہیں البتہ سو سے زائد ایسے بھائی ضرور ہیں جنہوں نے روپے اور کتابیں واپس لیں اس لئے دو سو کے قریب بخاری باقی ہے گی اب بڑی بخاری کامل سات روپے میں ملے گی۔

سات روپے میں بھی بڑی بخاری مفت ہے کیونکہ اس میں بخاری شریف کی ایک ایک حدیث آئی ہے۔ عربی کی بخاری کامل بیس روپے کی ہے اور یہ اس کا لفظی لفظی پورا ترجمہ ہے۔ یہ بخاری کا ملخص اختصار یا تجرید نہیں ہے۔ آپ تجرید بخاری ہی لاہور سے منگائیں تو پانچ روپے میں ملنے کی جواس کی ایک جلد سے بھی کم ہے۔ اور یہ تو تین جلدوں میں ہے مجلد چرمی ہے۔ نہایت اعلیٰ کاغذ ہے دو ہزار صفحہ کے قریب ضخامت ہے دس ہزار کے قریب احادیث ہیں۔ اور اشتہار کا خرچ شامل کرلیا جائے تو سات روپے سے زائد لاگت ہوجاتی ہے۔ اس لئے ان دو سو جلدوں کو سات روپے کے حساب سے مفت تصور کیجئے

پانچ روپے میں اب بھی آپ کو بخاری مل سکتی ہے۔ لیکن تھوڑی سی محنت کے بعد **محنت اور روپیہ** دونوں چیزیں آپ کے سامنے ہیں جو قبول فرمائیں محنت تو یہ ہے کہ مولوی کے چار خریدار جدید مہیا فرمایئے اور ان کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر بخاری شریف کا وی پی پانچ روپے اور محصول ڈاک ۱۲؍ کل چھ روپے بارہ آنے میں منگالیجئے، اور ریل کے ذریعہ منگائیں تو چار روپے چار خریداروں کے اور پانچ روپے بخاری کے اور ۸؍ خرچہ پارسل و رجسٹری ملٹی نو روپے آٹھ آنے بذریعہ منی آرڈر بھیجئے۔ بہرحال یا تو سات روپے میں بلا محصول ملے گی یا چار خریداروں کے چندے اور پانچ روپے میں بلا محصول ڈاک مل سکتی ہے۔

بڑی بخاری کا تیسرا اڈیشن فی الحال نہیں چھپے گا کیونکہ مسلم شریف کی کتابت ختم ہوچکی ہے ترمذی شریف کی کتابت ختم کے قریب ہے ابن ماجہ کا ترجمہ رکھا ہوا ہے ابوداؤد کا ترجمہ آدھا ہوچکا ہے۔ صرف نسائی کا ترجمہ باقی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح صحاح ستہ اردو میں آجائے۔ اگر بخاری ہی چھپواتا جاؤں تو ساری عمر اسی طرح ختم ہوجائے گی اور باقی صحاح خمسہ کی حسرت دل میں رہ جائے گی۔

تاجروں کے لیئے رعایت یہ ہے کہ اگر وہ ہمت کرکے دس جلدیں لے سکیں اور پچاس روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج سکیں تو ان کو بھی دس جلدیں پچاس روپے میں مل سکتی ہیں۔ یہ بھی بتادوں کہ بخاری شریف اردو کا اصلی ہدیہ دس روپے ہے اور دس روپے قیمت اس پر چھپی ہوئی ہے میرے پاس ختم ہوجائے گی تو پھر یہ دس ہی نہیں اس سے بھی زائد کو ہدیہ ہوجائے گی۔

سب باتوں کو غور سے پڑھ لیجئے جو باتیں میں نے عرض کی ہیں ان میں ترمیم نہ ہوگی، اسلیئے مزید ترمیم کے متعلق لکھکر میرے بھائی مجھے جواب دینے کی زحمت میں نہ ڈالیں۔ میں غریب بھی ہوں اور بے حد مصروف بھی۔ جواب میں تین پیسے بھی خرچ ہونگے اور وقت بھی۔

آخر میں اپنے ان بھائیوں کا پھر شکریہ ادا کرتا ہوں جنکے فیض کرم سے بخاری شریف کا دوسرا اڈیشن چھپا۔ اور چار روپے دینے والے بھائیوں سے ثانی کا متمنی ہوں

خدمت گزار عبدالحمید خاں مدیر مولوی دہلی

دنیا بھر میں اسلامی معلومات کی سب سے مستند بہت مفید اور بڑی کتاب اردو زبان میں

کتاب الاسلام

ہے اور ہر فرقہ اسلام کا پیرو اب صرف اسی کتاب کو پڑھنا پسند کرتا ہے یہ مناظرہ کی کتاب نہیں ہے یہ

[illegible] حنفیہ عقائد و ارکان کی کتاب ہے لیکن کسی فرقہ کی تنقیص نہیں کرتی کیونکہ اسلاف صرف فرماتے ہیں اور [illegible] اس طرح اس کو آتا ہے اس لئے حنفیوں کے علاوہ دوسرے بھی بخوشی اس کو پڑھتے ہیں اور اردو زبان میں [illegible] کتاب [illegible] معلومات [illegible] کسی زبان کی کتاب میں یکجا نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس کا پہلا اڈیشن [illegible] اس کتاب کو پڑھ لینے سے ہو سکتی ہے یہ ۴۰۰ صفحات کی مجلد کتاب ہے [illegible] شدہ کتاب درج کردی اور آٹھ سو روپے کی بربادی کا مطلق خیال نہیں کیا [illegible] ہر کتب خانہ میں اس کو رکھوا دیا، اور باوجود عیر زبان [illegible] کے ترجمے شائع کئے ہیں، اس میں واضح طور پر اسلام کی تفصیلات کے علاوہ [illegible] دنیا کو مذہب کی کیوں ضرورت ہے، مذہب اور لامذہبی میں کیا فرق ہے دنیا کے [illegible] اسلام [illegible] اور مسلمان کون ہوتا ہے [illegible] اسلام اور اس کی تعلیمات کے متعلق غیر مسلموں کی [illegible] اس قدر اہم مباحث اس کتاب میں ہیں جو چار سو صفحات میں آتے ہیں [illegible] اخلاق و آداب اور اسلامی ریاضات و مجاہدات، یہ سب بارہ سو صفحات میں ہے، کاغذ کتابت بہت اعلیٰ ہے قیمت مجلد چرمی چار روپے محصول [illegible]

مزید تعارف کے لیے بہت مختصر فہرست مضامین یہ ہے

باب اول [illegible] عقلی و نقلی دلائل [illegible] صورت پڑھ لینے کے بعد ایک مسلمان [illegible] ہو سکتا، اور دوسرے [illegible] اسلام کی [illegible]

باب ۲ عقائد اس میں حسب ذیل مباحث ہیں [illegible] اسلام کے بنیادی عقائد ایمان، ذات و صفات باری تعالیٰ، توحید، شرک [illegible] افعال الٰہی، نبوت و رسالت [illegible] رسول کریم کی فضیلت [illegible] معجزات، فرشتے، مسئلہ تقدیر، حشر و نشر، عذاب و ثواب، قیامت، امام مہدی، دجال، دعا کے اثرات [illegible] اولیا، سب عقائد کا بیان

باب ۳ عبادات اس میں حسب ذیل مباحث [illegible] بہت تفصیل سے ہیں، تقلید کی ضرورت، امام اعظم [illegible] فضیلت [illegible] کے حالات، ائمہ اربعہ کے حالات، طہارت کا بیان [illegible] طہارت [illegible] طہارت جسمانی [illegible] وضو کے فرائض و واجبات، سنن، مستحبات، و مکروہات [illegible] غسل [illegible] حیض و نفاس [illegible] تیمم کے مسائل [illegible] اس میں نماز کا بہت مفصل بیان ہے جس کے چند عنوان یہ ہیں، نماز کے اسرار، نماز کی ترغیب، نماز کی فرضیت، تارک صلوٰۃ کا حشر، نماز باجماعت [illegible] ضرورت حالات حاضرہ سے متعلق نماز کے احکام، اذان کے مسائل [illegible] کے احکام [illegible] نماز کے مسائل [illegible] قیام، قرأت کے مسائل، نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ [illegible] مسائل [illegible] کے مفصل مسائل [illegible] جماعت [illegible] کے احکام [illegible] جمعہ کا مفصل بیان [illegible] کا بیان، نماز تراویح کا بیان [illegible] کا مکمل بیان [illegible] زیارت [illegible] کا بیان [illegible] حج کے تمدنی و اجتماعی فائدے [illegible] لوگوں پر حج فرض ہے [illegible] مقام حج، اور مفصل حج کے ارکان اور دیگر مسائل متفرقہ کا بیان

روزہ کا بیان [illegible] روزہ کے [illegible] روزہ کی شرائط [illegible] رمضان کے روزے [illegible] ہلال [illegible] روزہ [illegible] کا کفارہ [illegible] روزہ توڑنا [illegible] افطاری کے مسائل [illegible] روزہ کے متعلق ذرہ ذرہ حالات، اعتکاف کا بیان، شب قدر کا بیان، عید کا چاند دیکھنا۔

زکوٰۃ کا بیان [illegible] اسلام میں سوشلزم کا [illegible] زکوٰۃ کیوں فرض ہے دنیا کی ساری املاک قوم کی [illegible] ہے [illegible] زکوٰۃ [illegible] مصارف زکوٰۃ [illegible] زکوٰۃ کس کو دی جائے [illegible] کی اکری، قرآن [illegible] اسباب زکوٰۃ [illegible] کی زکوٰۃ، اسباب تجارت [illegible] زکوٰۃ کا حساب [illegible] مضامین اس کتاب کے ۹۰۰ صفحات [illegible] گئے ہیں۔

باب ۴ معاملات نکاح، تعریف، طریقہ [illegible] ولادت، اجازت [illegible] خلوت صحیحہ، مہر کی کمی بیشی، فساد نکاح، حقوق زوجیت [illegible] کا نکاح [illegible] ذمی، حربی [illegible] لونڈیوں کا نکاح، بیویوں میں عدل و انصاف [illegible] رضاعی رشتے [illegible] متفرق مسائل

طلاق، طلاق احسن [illegible] تفویض طلاق، وکالت [illegible] رجعت کا بیان [illegible] خلع [illegible] ظہار، کفارہ، لعان کا بیان، سوگ [illegible] ثبوت نسب، بچہ کی پرورش اور نفقہ اور متفرق مسائل

کتاب الحقوق، حقوق اللہ، حقوق نبی، حقوق خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور اولیائے عظام [illegible] کا [illegible] باپ کے دوست احباب [illegible] کے حقوق [illegible] رسول سے حضور کا سلوک [illegible] قرابت کے حقوق، صلہ رحم، ہمسایہ، یتیم، مہمان [illegible] کے حقوق [illegible] اسلام [illegible] ایفائے عہد [illegible] مزدور کا حق، مالک، آقا، غلام [illegible] کے حقوق۔

ذبائح، قربانی، شکار، صدقہ، عقیقہ کے مسائل

لباس [illegible] سادگی [illegible] سفید [illegible] کے فوائد۔

کھانا پینا اور اس کے متعلق حلال و حرام، مسائل متفرق [illegible] ادام و نواہی ہیں۔

باب ۵ اخلاق و آداب [illegible] اخلاق، لذات [illegible] ایصال ثواب، امانت، دیانت [illegible] شجاعت [illegible] ہمدردی خلق، تربیت اخلاق [illegible] اسلام [illegible] امام [illegible] کے آداب، سونے، اٹھنے، نماز پڑھنے، استنجا، حمام [illegible] کے آداب [illegible] مضامین ۳۰۰ صفحات [illegible] گئے ہیں

باب ۶ تصوف و ریاضات

[illegible] مجاہدات، اسلام اور روحانیت، صوفیائے کرام [illegible] حقیقت، فقر و زہد، روحانیت [illegible] قرآن و علم غیب، عالموں کی صحبت، ذکر و اشغال و اعمال کی تفصیل [illegible] خواجگان چشت [illegible] کا طریقہ، اور متفرق [illegible] یہ سب مضامین ۱۰۰ صفحات میں گئے ہیں

آخر میں ایک مکمل فہرست مضامین ہے

قیمت مجلد چرمی صرف للعہ
چار روپے محصول ڈاک ۱۴ر
کل چار روپے چودہ آنے

ملنے کا پتہ منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

پ ۱۵

سورۃ بنی اسرائیل مکیۃ وهی مائۃ واحدی عشرۃ آیۃ واثنا عشر رکوعا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۱﴾

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ
الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ
مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ﴿۲﴾ وَ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی
الۡکِتٰبَ وَ جَعَلۡنٰہُ ہُدًی لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَلَّا تَتَّخِذُوۡا مِنۡ

ڈھائی روپیہ میں مولوی نور محمد صاحب کا معجز نما قرآن شریف منگائیے جو اپنی وضع کا واحد قرآن شریف ہے

سندوستان بھر میں یہی قرآن شریف دو ترجمہ والا ہے اور اس کی تفسیر جو اس میں عربی تفاسیر کا خلاصہ ہے اسی قرآن شریف کے لیے مخصوص ہے اس کا ہدیہ پہلے پانچ روپے تھا اب **نصف** قیمت ہے اس لیے رمضان گذشتہ میں ہزار ہدیہ ہوگئے، دو مہینے [illegible] ایک ہزار صفحات ہے اور تقطیع اس رسالہ کی برابر ہے، کاغذ سفید نا روے کا ہے خاص [illegible] چہرہ کی [illegible] دو ترجمے میں [illegible] اشرف علی صاحب کا بامحاورہ ہے حاشیہ پر تفسیر کا [illegible] ہدیہ مجلد جری صرف ڈھائی روپے محصول ڈاک ۱۵ / کل ہے

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ

مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ

إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ

ف ۲ قارون [illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام [illegible] کا [illegible] کہ اس کی جڑ [illegible] کا حکم نازل ہوا تو [illegible] ایک دینار [illegible] اور [illegible] واس بدبخت [illegible] لیکن وعدہ خلافی کی صورت میں [illegible] اور تمام بنی اسرائیل [illegible]

[illegible]

اٹھ آنے میں فوٹو بلاک پرنٹ بے مثال کا ڈ مجلد نز حمائل شریف

حیرت سے

[illegible] حمیدیہ پریس دہلی [illegible] اس حمائل کو آپ [illegible] ہیں دیکھیں تو حیرت میں [illegible] کہ ایسی درخشندہ [illegible] ایسا کاغذ اور سنہری جلد اور ہدیہ صرف آٹھ آنے لطف یہ کہ [illegible] کو اس کا یقین ہی نہیں آتا اور وہ پوچھتے ہیں کہ [illegible] یا یہ ہدیہ پوری حمائل کا [illegible] بندہ نواز یقین فرمائیے

تیسوں پارے

کامل مجلد ہیں اور پورا قرآن شریف آٹھ آنے میں [illegible] جو کام امریکہ جیسے ملک کے [illegible] کرتے ہیں اور [illegible] حمیدیہ پریس نے کر دکھایا قرآن پاک کی اشاعت کا کام تو ہم سب پر فرض ہے [illegible] ہدیہ کم رکھا ہے آپ بے تحاشا اشاعت فرمائیے ہدیہ مجلد سنہری صرف آٹھ آنے محصول [illegible] حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ○ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ○ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ○ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ○

ضعیف العمر اور کمزور نگاہ والوں کے لیے بہت جلی چوب قلم

آسان ید قرآن مجید مترجم مفسر

بہت سستا ہے

ترجمہ تحت اللفظ حضرت شاہ رفیع الدین محدث حاشیہ تفسیر موضح القرآن، چھپائی خوب سیاہ چمکدار کاغذ سفید ولایتی سونیلی ۴ بہت موٹا وزن چار سیر خشنۂ بہتی

ہر یہ کام کرنے والے حیران ہیں کہ کسی سبب سے ہی اس قدر جلی قلم کی ضخامت کا قرآن شریف چار روپے میں بھی بک سکتا علاوہ کتابت عالی بڑا اور حروف کشادہ میں تلاوت کا نمونہ اسی موجود ہے ترجمہ موٹے سے ہی زیادہ جلی ہے اور ہر ایک حروف کے نیچے ترجمہ ہے عربی الفاظ کے الگ الگ معنی معلوم ہو جاتے ہیں قرآن شریف آسانی ہے کہ جو چشمہ لگاتے ہوں تو بلا عینک چار گز کے فاصلہ سے پڑھ لیتا ہے بلکہ چاندنی میں بھی ہو سکتا ہے

ضعیف العمر بزرگ چاندنی میں بھی اسکی تلاوت کر لیتے ہیں!

یہی وجہ ہے کہ اس قرآن شریف کا نام آسان ید قرآن شریف ہے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر سکا ہیدا ہوا پڑھ لیں قدر ہی ہے اور جسقدر یہ قرآن پاک بڑا ہے اسی نسبت سے یہ قدر ہی سستا ہے

ہدیہ مجلد چرمی پشتہ چار روپے محصولڈاک دو روپیہ اس سے زیادہ ریل کے ذریعہ منگائیے

روشن ید

یہی قرآن شریف با ترجمہ اس سے بھی زیادہ موٹے خط کا موجود ہے جو روشن دیکھنے سے ہدیہ ہو رہا ہے اس کا نام آسان ید سے زیادہ جلی ہے اور حروف خوب الگ الگ ہیں کاغذ بھی سفید اور دبیز ہے اور اس کا وزن بھی چار سیر کے قریب ہے بہت ہی سستا ہے ہدیہ مجلد چرمی پشتہ سوا دو روپے محصول علاوہ کل ...

طرف بائین آئیوری کاغذ والا چوب قلم مترجم

کی ایک سطر کا نمونہ ہے اور ترجمہ بھی خوب جلی ہے حروف الگ الگ ہیں ترجمہ تحت اللفظی ہے عام طور پر سستے قرآن شریف کا کاغذ رف ہوتا ہے اس لیے کہ دیسی کاغذ اس سے ڈبل کفایت کا ہوتا ہے اور دو کاغذ لگانے سے قرآن شریف کی قیمت بہت بڑھ جاتی ہے اس لیے باوجود اس کے بڑے بہترین کاغذ والا قرآن شریف ہیں لے ہی آیا۔ اس کا کاغذ آئیوری فنش ہے اور تقطیع فلسکیپ سائز ہے آپ میں سے فلسکیپ کاغذ تو ہر شخص کے کام میں آتا ہوگا اور اچھا برا کاغذ سب کے ذہن میں ہوگا۔ اب تصور کیجئے کہ بہتر سے بہتر کاغذ فلسکیپ جو ہو سکتا ہے ویسا اس قرآن شریف کا کاغذ ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس حالت میں اس کا ہدیہ بھی اسی نسبت سے ہوتا لیکن حمیدیہ پریس کی خصوصیت یہی ہے کہ وہ بہتر سے بہتر کاغذ والا قرآن شریف ناظرین مولوی کے لیے سستے سے سستے ہدیہ میں فراہم کرے اس قرآن شریف کا ہدیہ بھی تحیر خیز ہے اس کی ضخامت ۸۳۴ صفحات مع مقدمہ ہے یعنی فلسکیپ کاغذ کا تقریباً ایک رِیم کاغذ ایک قرآن شریف میں لگا ہے اور اس کاغذ کی قیمت آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ اچھا کاغذ دو روپے فی ریم ملتا ہے، ابتدا میں چالیس صفحات کا مقدمہ ہے جس میں مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے ترجمہ تحت اللفظ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے اس ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ عربی لفظ کے الگ الگ معنی معلوم ہو جاتے ہیں اس سے عربی زبان کی بھی خاصی واقفیت ہو جاتی ہے۔

ہدیہ مجلد چرمی پشتہ صرف تین روپے محصولڈاک ۱۲ گویا پانچ روپے میں گھر بیٹھے منگالیجے، ریلوے کے ذریعہ ایک سے زیادہ قرآن شریف منگائیے، اور قیمت کے علاوہ ۸ خرچہ پارسل و رجسٹری ذریعہ منی آرڈر بھیجیے

یہ اور ہر قرآن شریف کے ملنے کا پتہ **مینیجر حمیدیہ پریس کوچہ چیلان دہلی**

مولوی کی دس سالہ جوبلی

[illegible] مولوی [illegible] رسالہ [illegible] نے بہت اہل علم اور [illegible] دی
کے دس سال پورے [illegible] ہو گئے [illegible] مالک حقیقی کے لیے اپنے کام بتا
لے [illegible] اخلاص اور دل [illegible] کے ساتھ [illegible] بجا لانے کا
ہوا ہوں۔ **مولوی** [illegible] اور کہاں [illegible] ساز
حضرات [illegible] اس کے بھی پورے دس سال [illegible] مجھے [illegible] اور [illegible] اہل
پورے [illegible] شکر میں [illegible] لوگوں کی عادت بنا
سے مجھے اپنی [illegible] کارگزاری [illegible] لیکن [illegible]
[illegible] مولوی مقبول [illegible] سال میں
بس کافی [illegible] ہے۔

[illegible] قدر [illegible] شکر [illegible] خدا کی جناب میں [illegible]
[illegible] کام [illegible] ہم کو [illegible] کا [illegible]
[illegible] کے لیے [illegible] دعا کرنی چاہیے [illegible] پہلے سے زیادہ سرگرم کرے
[illegible] رسالہ حقیقی [illegible] مطالعہ [illegible]
میں مولوی کی الفت [illegible] اس پرچہ کا [illegible]
اعانت [illegible] ہندوستان [illegible] پرچے [illegible]
یہ وہ [illegible] اور [illegible] اور انھوں نے [illegible]
قصبات اور [illegible] مولوی کو [illegible]

میری [illegible] چھوٹی [illegible] خدا کی عطا کی [illegible]
[illegible] ہے اور [illegible] لگ گئی [illegible] اپنا راستہ [illegible] طے کر رہی ہے۔
لیکن دو سال سے [illegible] مخالف [illegible] قدم [illegible] حملات کا [illegible] کی وجہ سے
ہر سال پورا [illegible] ہر سال سے نقصان [illegible] بڑھ رہا ہے۔ پچھلے سال مولوی کا
نقصان [illegible] ہزار کے قریب تھا اور اس سال پانچ ہزار سے زائد ہے [illegible] کی فروخت [illegible]
[illegible] سال پورا [illegible] تکلیف [illegible] ظاہر
[illegible] کوئی محفوظ سرمایہ نہیں ہے [illegible] آپ لوگوں نے کتابوں کی خریداری [illegible]
بڑی ہی دشواریاں پیدا ہو جائیں گی

اشاعت [illegible] کہ مولوی کی اشاعت اب بھی ہندوستان کے ہر پرچہ سے زیادہ ہے لیکن
[illegible] اشاعت [illegible] گھٹ رہی ہے۔ ہر سال رسول نمبر پچھلے سال سے ۲ ہزار [illegible]
زیادہ چھپا کرتا تھا۔ اس مرتبہ پچھلے سال سے زیادہ چھپتا تو ۲۴ ہزار تعداد ہوتی لیکن آپ کو تعجب
ہوگا کہ گزشتہ کا رسول نمبر ۲۱۵۰۰ چھپا ہے۔ ذوالحجہ کا پرچہ ۲۲ ہزار چھپوایا تھا کہ
شاید [illegible] کی وجہ سے ۲ ہزار خریدار [illegible] ہو جائیں کے [illegible] خریدار کم ہوئے ہیں
وہ تو پورے [illegible] جائیں گے [illegible] کے قریب [illegible] تقسیم کر دینا پڑا
[illegible] ۲۱۵۰۰ ہی چھپوا رہا ہوں اور اب بھی [illegible] حالت میں ہوں کیونکہ اپریل نمبر کے
پرچے کے ساتھ ۲۲۵۰ بھائیوں کے چندے ختم ہو رہے ہیں۔ اور روایات قدیم کے مطابق اس
میں سے ۲ یا ۲½ ہزار خریدار کم ہوں گے۔ تو آپ کی موجودہ [illegible] کے مطابق [illegible] پورا ہونا بہت
دشوار ہوگا۔ خدا کرے کہ آپ اس [illegible] کو پوری طرح محسوس فرمائیں اور رسول نمبر دکھا کر جدید خریدار
فراہم کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

میں ایک چھوٹی سی حیثیت کا آدمی ہوں اسی لیے بہادل بھی بہت چھوٹا ہے [illegible] ہی پریشانی
مجھے کار کردیتی ہے۔ [illegible] کام کرنے کی اہلیت تو آپ کی ہمت افزائی میں مضمر ہے مجھے مال و زر
کی ہوس نہیں ہے اور خدا کا کرم ہے کہ اس نے مجھے اب دس بارہ گھنٹے محنت کرنے کی طاقت دے
رکھی ہے اور کتابت، نظامت، ادارت سب میں اپنا وقت خرچ کر کے میری روزی کے لائق مجھے
مل جاتا ہے اور یہی خدا کا فضل میرے لیے بہت ہے کہ کسی کا دست نگر ہوئے بغیر مجھے میرے بازوں کی
محنت سے روزی مل رہی ہے الحمد للہ والشکر للہ

[illegible] جب [illegible] نقصان سامنے آتا ہے تو [illegible] جاتے ہیں کیونکہ [illegible]
ہوتا ہے [illegible] آپ لوگ [illegible] کی کتاب منگالیں تو وہ نقصان [illegible] ہو جائے اور میں خود بھی بک
جاؤں تب بھی [illegible]

ہم [illegible] ثواب مولوی کی ترقی [illegible] کے لیے میں نے [illegible] تسلیم شریف
[illegible] آپ لوگ اس پر [illegible] فرمائیں تو تسلیم شریف [illegible]
مولوی کے خریداروں کی [illegible] جائیں

موجودہ رسول نمبر آپ کے پیش نظر ہے اس کا کاغذ [illegible] رسالے کے کاغذ سے بہتر
[illegible] اور [illegible] ہیں اور [illegible]
اس کی لاگت [illegible] زیادہ ہے [illegible] مضامین بھی [illegible] اور [illegible]
اس میں [illegible] رسول [illegible] کر دیجئے [illegible] بہت زیادہ
[illegible] مقامات مقدسہ کے [illegible] ایک کتاب میں [illegible] گے

[illegible] رسول نمبر [illegible] ہزار سے زیادہ لاگت آئی ہے اور [illegible] خریداروں سے
[illegible] ہزار [illegible] روپیہ وصول نہیں ہوگا۔ اور [illegible] روپیہ قرض [illegible]
[illegible] صورت میں ادا ہو سکتا ہے کہ آپ کتابیں خریدیں اور [illegible] جدید خریدار اور
بھی زیادہ [illegible] اس لیے کہ جو بھائی اس سال خریدار نہیں رہیں گے ان کی جگہ پر ہونی چاہیے
ورنہ رسول نمبر [illegible] ہی نقصان کا باعث ہے

کتابوں میں سے جو [illegible] کتابیں خریدیں [illegible] قرضہ میں ادا ہو سکتی ہے [illegible]
[illegible] دوسری کتابیں منگائیں گے تو صرف [illegible] کمیشن میں
لیتے ہیں صرف وہی قرضہ میں ادا ہو سکیں گے۔ میرے پاس جو کتابیں موجود ہیں وہ حسب ذیل ہیں
[illegible] کتاب الاسلام [illegible] بخاری شریف کامل سات جلد
[illegible] مولوی [illegible] اسلامی میاں بیوی [illegible]

وی پی کی واپسی کے لیے [illegible] ناکام ہیں اور وہ [illegible]
کے ختم کی اطلاع فوراً ہر بھائی کو بذریعہ لفافہ دیتا ہوں۔ اور اس میں ۱۳ سو روپے خرچ
ہوتے ہیں۔ اور یہ خرچ اس لیے کرتا ہوں کہ جو بھائی آیندہ خریدار نہ رہنا چاہیں وہ بلا خط بلا کسی
خرچ کے واپس کر کے وی پی رکوا سکتے ہیں۔ اب اگر وہ وی پی واپس کر کے ہم کا نقصان کر دیتے ہیں
تو گویا یہ ہم ان کے ذمہ ہو گئے۔ اس وقت تو یہ نقصان بہت گراں معلوم ہوتا ہے اور اگر اس کے پس
پردہ کوئی نفع نہ ہوتا تو مجھ سا ضعیف قلب کا [illegible] کر لیتا زیادہ عجب نہیں تھا میرے دل کو
[illegible] اس سے [illegible] کہ روز حساب جب مجھ [illegible] کے پاس کچھ نہ ہوگا
تو ان واپس کرنے والوں بھائیوں کے پاس سے [illegible] ایک تھوڑی سی نیکی ہی مجھے مل جائے گی
[illegible] اب ہی سال کی واپسیاں میرا بیڑا پار لگا دیں گی۔ میں تو بہت نفع میں ہوں [illegible]
[illegible] بھائی نفع نقصان کو سوچ لیں۔

آیندہ پرچہ غوث الاعظم نمبر ہوگا

جب دستور ربیع الثانی کا پرچہ غوث الاعظم نمبر ہوگا گیارہویں شریف کی نیاز کے سلسلہ میں بہت
سے بھائیوں کو اس کا تجربہ اور یقین ہو چکا ہے کہ مولوی کا غوث الاعظم نمبر تقسیم کرنا بڑی برکت کا باعث
ہوتا ہے چنانچہ تین سال سے سال بسال تقسیم کرنے والوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پچھلے سال ۱۲ سو سے
زائد پرچے تقسیم کے لیے منگائے گئے جن لوگوں کی منتیں پوری ہونگی وہ اس سال اور زیادہ تقسیم کریں
ایک روپے کے [illegible] پرچے ملتے ہیں جس قدر ضرورت ہو آج ہی آرڈر کر دیجئے تاکہ زائد پرچہ کا
انتظام ہو سکے اس سال ۱۵ سو پرچے زائد چھپوانے کا ارادہ ہے اور اسد فعہ غوث الاعظم نمبر میں کرامات
سیدنا غوث پاک بہت اہم ہیں اور [illegible] عقیدت اور دلچسپی سے پڑھی جائیں گی اس لیے
یہ پرچہ بہت تقسیم کرنا چاہیے۔

محبان اہل بیت

نام معاون	تعداد
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible]	
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب بنگلور	۵
[illegible] صاحب کلکتہ	۳
[illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۳
[illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب کلکتہ	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] الدین صاحب دیوبند	۲
[illegible] علی صاحب [illegible]	
[illegible] صاحب [illegible]	۲
حاجی بشیر الدین صاحب گونڈہ	۲
[illegible] صاحب کلکتہ	۱
علامہ قاسم صاحب کوہاٹ	۲
معین الدین صاحب [illegible]	۱
منشی نور الدین صاحب فال پور	۴
[illegible] صاحب [illegible]	۲
محمود خاں صاحب [illegible]	۲
منعم خاں صاحب [illegible]	۱
سعید الدین صاحب لشکر	۲
[illegible] زری والہ سورت	۳
[illegible] وحید الدین صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب خانپور	۲

نام معاون	تعداد
جناب عبد العزیز صاحب [illegible]	۴
حاجی عبد الستار صاحب [illegible]	۳
[illegible] عبد الکریم صاحب [illegible]	۲
مولوی محمد قاسم صاحب وکیل	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۲
مولوی [illegible] وکیل [illegible]	۱
[illegible] احمد صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۴
سید علاء [illegible] صاحب وکیل [illegible]	۲
محمد [illegible] علی صاحب حیدرآباد	۲
عبد المجید صاحب [illegible]	۱
غلام مصطفی صاحب [illegible]	۱
[illegible] نور الدین صاحب [illegible]	۱
عبد الکریم صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۵
علاء الدین صاحب [illegible]	۳
عبد [illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] بیگ صاحب [illegible]	۲
منیر [illegible] صاحب [illegible]	۲
محمد [illegible] رحمت [illegible]	۱
[illegible] محمد صاحب [illegible]	۲
ابراہیم [illegible] صاحب سورت	۲
نصیر الدین صاحب قادری [illegible]	۲
[illegible] خاں صاحب [illegible]	۲
مولوی محمد اسماعیل صاحب [illegible]	۲
سید محمد [illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] محمد [illegible] صاحب [illegible]	۲
خورشید علی صاحب [illegible]	۱
ولایت شاہ صاحب [illegible]	۲
محمد [illegible] صاحب [illegible]	۱
ملک غلام حسن صاحب [illegible]	۲
علاء الدین صاحب [illegible]	۲
عبد الرحمان صاحب [illegible]	۳
غلام مصطفی صاحب [illegible]	۲
مولوی عزیز احمد صاحب [illegible]	۱
ابو الہاشم صاحب [illegible]	۲
شاہ شجاعت صاحب [illegible]	۲
محمد یوسف صاحب [illegible]	۳
سید جعفر شاہ صاحب [illegible]	۳
علی میاں [illegible] میاں [illegible]	۴
امیر خاں صاحب [illegible]	۲
غلام جان صاحب [illegible]	۱
[illegible] حسین صاحب [illegible]	۲
عبد المجید صاحب امروہا	۳
سید عبد الغفور صاحب [illegible]	۲

نام معاون	تعداد
جناب سید محمد اسماعیل صاحب [illegible]	۱
[illegible] محمد صاحب [illegible]	۲
[illegible] محمد صاحب [illegible]	۱
حکیم عزیز احمد صاحب [illegible]	۲
حاجی اسد اللہ صاحب [illegible]	۲
شیخ [illegible] محمد صاحب [illegible]	۱
محمد سعید صاحب [illegible]	۴
محمد [illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۲
محمد اسحاق صاحب [illegible]	۲
[illegible] حسین صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۳
[illegible] علی صاحب [illegible]	۲
[illegible] علی صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۳
ڈاکٹر [illegible] علی صاحب [illegible]	۲
رحمت [illegible] صاحب [illegible]	۲
عبد [illegible] صاحب راولپنڈی	۳
حاجی الٰہی بخش صاحب پشاور	۲
[illegible] احمد صاحب [illegible]	۲
محمد اسد صاحب الہ آباد	۴
سید ابو المعالی صاحب [illegible]	۱
[illegible] محمد خاں صاحب [illegible]	۲
علی محمد [illegible] محمد صاحب بمبئی	۵
محمد ابو [illegible] صاحب علی گڑھ	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۱
منشی رحمت علی صاحب [illegible]	۴
[illegible] صاحب بریلی	
خلیل احمد صاحب [illegible]	۱
سید محمد [illegible] صاحب [illegible]	۱
سید [illegible] صاحب [illegible]	۲
محمد الیاس صاحب اعظم گڑھ	۳
عبد العزیز صاحب [illegible]	۳
عبد الحمید صاحب [illegible]	۳
میرزا [illegible] بیگ صاحب [illegible]	۲
خواجہ عبد الحق صاحب انبالہ	۲
حفیظ اللہ صاحب گورکھپور	۲
اعجاز حسین صاحب [illegible]	۳
حاجی یار علی صاحب [illegible]	۴
ظہور احمد صاحب جالون	۲
محمد قادر صاحب [illegible]	۱
محمد امین صاحب غازی پور	۳
عبد الکریم صاحب [illegible]	۴

نام معاون	تعداد
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۵
[illegible] علی صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۳
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۳
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۱
محمد [illegible] الدین صاحب [illegible]	۱
[illegible] الدین احمد صاحب [illegible]	۱
[illegible] احمد صاحب [illegible]	۳
علی محمد صاحب [illegible]	۳
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] اللہ صاحب [illegible]	۱
[illegible] الدین صاحب [illegible]	۱
[illegible] حسین صاحب [illegible]	۳
عبد القدوس صاحب [illegible]	۳
شیخ [illegible] اللہ صاحب [illegible]	۲
مولوی [illegible] احمد صاحب [illegible]	۳
[illegible] حسین صاحب لکھنؤ	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۴
سید [illegible] الدین صاحب [illegible]	۲
[illegible] احمد حسن صاحب [illegible]	۲
محمد [illegible] خاں صاحب [illegible]	۲
محمد عثمان خاں صاحب [illegible]	۲
عبد اللطیف صاحب [illegible]	۲
سید محی الدین صاحب [illegible]	۲
غوث محی الدین صاحب [illegible]	۲
سید محمد قدرت اللہ صاحب [illegible]	۳
[illegible] العابدین صاحب [illegible]	۲
محمد حنیف صاحب [illegible]	۲
محمد محسن صاحب [illegible]	۳
کریم بخش صاحب کوہاٹ	۳
ایم ایم شیخ صاحب [illegible]	۲
شیخ سلیمان صاحب [illegible]	۱
حاجی محمد عثمان صاحب [illegible]	۱
عبد الغفار صاحب [illegible]	۲
محمد شفیق صاحب کلکتہ	۴
کبیر الدین صاحب [illegible]	۴

نام معاون	تعداد
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب کلکتہ	
[illegible] علی صاحب [illegible]	۱۲
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] عبد اللطیف صاحب [illegible]	
عبد [illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
شیخ محمد شریف صاحب [illegible]	۲
محمد [illegible] خان صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۳
[illegible] صاحب [illegible]	۳
[illegible] صاحب لکھنؤ	۳
[illegible] محمد [illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] عبد المجید [illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] خاں صاحب [illegible]	۱
غلام نبی صاحب [illegible]	۲
[illegible] محمد [illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] خاں صاحب [illegible]	۵
محمد حبیب اللہ صاحب غازی پور	۳
علی محمد صاحب [illegible]	۲
غلام نبی صاحب [illegible]	۲
عبد الغنی صاحب لاہور	۲
محمد امین صاحب [illegible]	۱۲
محمد خلیل خاں صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] خاں صاحب [illegible]	۲
محمد [illegible] صاحب [illegible]	۲
محمد ابراہیم صاحب [illegible]	۳
محمد اسماعیل صاحب [illegible]	۱
منشی بشیر الدین صاحب [illegible]	۲
محمد سعید الدین صاحب [illegible]	۲
محمد سلیم صاحب [illegible]	۲
منشی [illegible] علی صاحب [illegible]	۲
محمد فاضل صاحب [illegible]	۲
[illegible] الدین صاحب [illegible]	۱
علی بہادر صاحب [illegible]	۲
عبد المجید صاحب [illegible]	۲
[illegible] اسماعیل صاحب بریلی	۲
مولوی نصیر الدین صاحب [illegible]	۲
چودھری [illegible] الدین صاحب [illegible]	۳
محمد خلیل صاحب مراد آباد	۲
[illegible] رحمان صاحب [illegible]	۲
محمد حفیظ صاحب جالندھر	۲
محمد [illegible] صاحب [illegible]	۳

باقی بر صفحہ نمبر [illegible] دیکھئے

کتب مقدسہ کا درجہ اسلام میں

(۱) قرآن شریف (۲) بخاری شریف (۳) مسلم شریف

(۴) [illegible] شریف (۵) ابو داؤد (۶) ابن ماجہ (۷) نسائی

ان سب کو تھوڑے تھوڑے پڑھنے کے بعد ہر مسلمان عالم دین بن جاتا ہے اور اس کا بڑا درجہ اسلام میں ہے

آپ بھی

دین اسلام کے عالم بن سکتے ہیں، آپ کے اعمال دینی ہی ستاروں کے اعمال سے زیادہ وزن دار ہو سکتے ہیں، ثبوت نہیں پتہ جو آپ کو نہ مل سکے، آپ اور سب [illegible] کا رہو بلکہ خود بھی عالم بن جائیے اور جو آپ کے ذریعہ سے علم دین حاصل کریں ان کا ثواب بھی کمائیے قرآن مجید مترجم میں نے چھاپ دیا۔ وہ مترجم بھی ہے اور مفسر بھی ذرا دیکھئے، دوسرا مجلد کام یہ ہے بخاری شریف کا ترجمہ بھی میں نے چھاپ لیا، یہ پوری بڑی بخاری ہے اور آپ کو یہ بھی مل سکتی ہے تین جلدوں میں مجلد ہوئی ہے اور قیمت سات روپے ہے اب تیسری کتاب مقدس مسلم شریف ہے، جس کا ترجمہ چھاپنا شروع کرتا ہوں، اگر آپ بھی سب کے ساتھ شریک ہو جائیے، اور دین و دنیا دونوں کا فائدہ اٹھائیے

کتب مقدسہ کا چھاپنا بہت بڑا کام ہے

اور مجھ جیسے بے مایہ کا تو خیال بھی ان کی تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا تھا، اللہ کی کارسازی تھی کہ اس نے آپ میں سے متعدد حضرات کو میری مدد پر آمادہ کر دیا۔ کہ قرآن شریف بھی چھپ گیا اور بخاری بھی اور اپنے کام نمائے پر بھروسہ ہے کہ وہ تیسری کتاب مسلم شریف بھی آپ کے ذریعہ چھپوا دے گا۔ اب تک یہ ہوتا رہا کہ جو کتاب کی لاگت ہوتی تھی وہ پیشگی آپ سے لے لیتا تھا، اور اسی سے چھپوا کر آپ کو کتاب بھیج دیتا تھا، یہ تو دینی کام تھا، میری محنت تھی آپ کا روپیہ خدا کی مدد پورا کرا دیتی تھی۔

اب روپیہ پیشگی لینا نہیں چاہتا

کیونکہ اس سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ سب سے بڑی بات تو یہ کہ اگر کتاب میں دیر ہو جاتی، تو قرضدار کی طرح ہر وقت گردن نیچی رہتی، دوسرے ہر وقت جینے کی آرزو کرنی پڑتی اور قرضدار مرنے سے روح کانپتی، خیر جان سے تو بچنا مشکل تھا وہ اب بھی رہے گا۔ مگر اب اس کی فکر نہیں ہے کیونکہ مولوی کے ناظرین خدا کے فضل سے سچے مسلمان ہیں، اور سچا مسلمان کبھی احسان نہیں جتلاتا وہ ہر احسان کا کام علی حسبۃ اللہ کرتا ہے، مانگئے آپ سے احسان اور محنت کی مدد مانگتا ہوں، اندازہ ہے کہ مسلم شریف کی لاگت تین روپے ہوگی، اگر کم ہوئی تو کاغذ بہتر لگاؤں گا جلد اعلیٰ بنواؤں گا۔ زیادہ ہوئی تو آپ سے کسی طرح سے مانگ کر پورا کروں گا۔ اب اس کے چھپوانے کے لئے ایک نئی ترکیب نکالی ہے۔ لیکن وہ محنت چاہتی ہے،

مسلم شریف چھپوانے کے لئے روپیہ ابھی چاہیئے

اور روپیہ فراہم کرنے کی یہ صورت ہے کہ آپ مولوی کے پانچ خریدار بنا کر ان سے روپیہ روپیہ وصول کر لیجئے اور اسی میں سے دو آنے فیس منی آرڈر دے کر بلیچہ کا منی آرڈر کر دیجئے۔ میں یہاں سے ان سب کے نام مولوی جاری کر دوں گا اور آپ کا نام مسلم شریف کے رجسٹر میں درج کر کے اسی منی آرڈر کی کوپن پر آپ کا نمبر بھی لکھ دوں گا مسلم شریف طیار ہونے کے بعد آپ کو تین روپے میں مجلد ملے گی اور عام بیپاریوں سے اس کی قیمت پانچ روپے لی جائے گی، اس طرح میں قرضدار بھی نہ ہونگا۔ اور آپ کو نصف قیمت یا لاگت پر مسلم شریف بھی مل جائے گی، اور آپ کو اس کے چھپوانے کا ثواب بھی ملے گا۔

بڑا اچھا موقعہ

ہے کیونکہ خدا کے فضل سے اس مرتبہ کا رسول نمبر بہت شاندار ہے۔ اور اس کو دکھا کر پانچ خریدار بنا لینے بہت آسان ہیں، تھوڑی سی توجہ اور لگن کی ضرورت ہے۔ اگر آپ کے نزدیک مسلم شریف کی طباعت اور اس کا لاگت پر خریدنا آپ کی خوشنودی کا باعث ہو سکتا ہے تو اسی ہفتہ میں یہ کام پورا کر دیجئے، میرے پاس روپیہ پورا ہو گیا تو دو تین پریسوں میں دے کر دو تین مہینے میں مسلم چھپوا لونگا انشاء اللہ۔

دوسری صورت یہ ہے

کہ آپ بخاری شریف سات روپے میں یا کتاب الاسلام چار روپے میں یا پانچ جلدیں شما خوبیوں والا قرآن مجید ساڑھے سات روپے میں خرید لیجئے اور ان کی قیمت معہ محصول ڈاک یا خرچہ ریل بذریعہ منی آرڈر بھیج دیجئے تب بھی مسلم شریف آپ کو لاگت پر مل جائے گی اور مسلم شریف کا نمبر آپ کو منی آرڈر کوپن پر لکھ کر بھیجا جائے گا۔ بخاری شریف کا محصول عہ کتاب الاسلام کا ۱۴ اور قرآن شریف ۵ جلد کا محصول عہ ہوگا۔ ریل کے ذریعہ فائدہ دیکھیں تو قیمت اور ۸ خرچہ رجسٹری پارسل منی آرڈر کر دیں

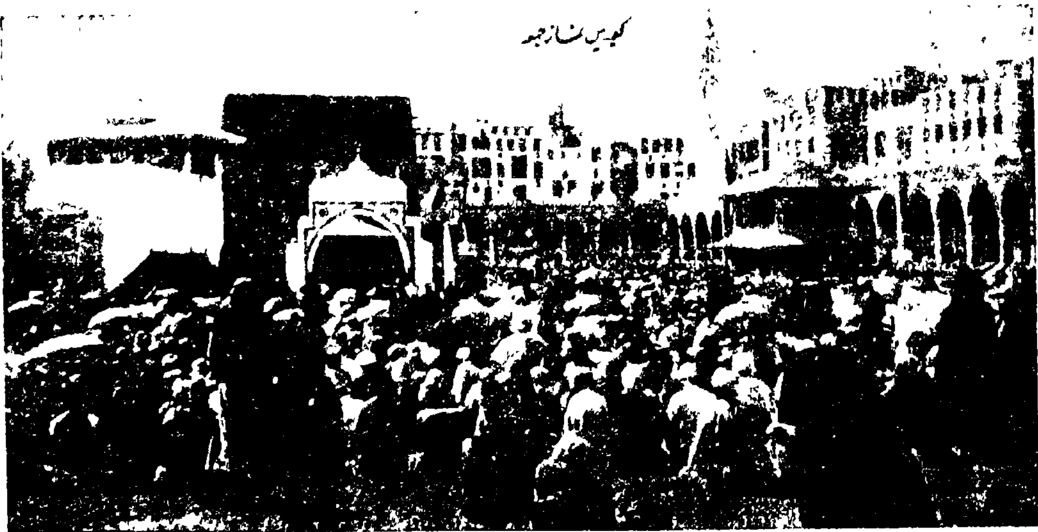
ان تین چیزوں کو مخصوص اس لئے کیا ہے کہ یہ میرے پاس موجود ہیں، اور ان کے لئے آیا ہوا روپیہ میں سب کا سب مسلم میں لگا سکتا ہوں، چندہ کا روپیہ جو آئیگا اس کا بھی بڑا حصہ اس میں اس وقت لگ سکے گا۔ اور کام پورا ہو جائے گا۔

مطلب یہ ہے

کہ روپیہ آ جائے، کام بن جائے، اور میں قرضدار نہ ہوں اور آپ کو پیشگی بلا معاوضہ روپیہ دینا نہ پڑے اور آپ کا احسان و ثواب برقرار رہے، بظاہر یہ صورت اچھی ہے، اگر خدانہ کرے یہ صورت ناکام رہی تو پھر کچھ اور سوچونگا، یا آپ کے ذہن میں کوئی اور اچھی صورت آئے تو مجھے مطلع فرما دیجئے،

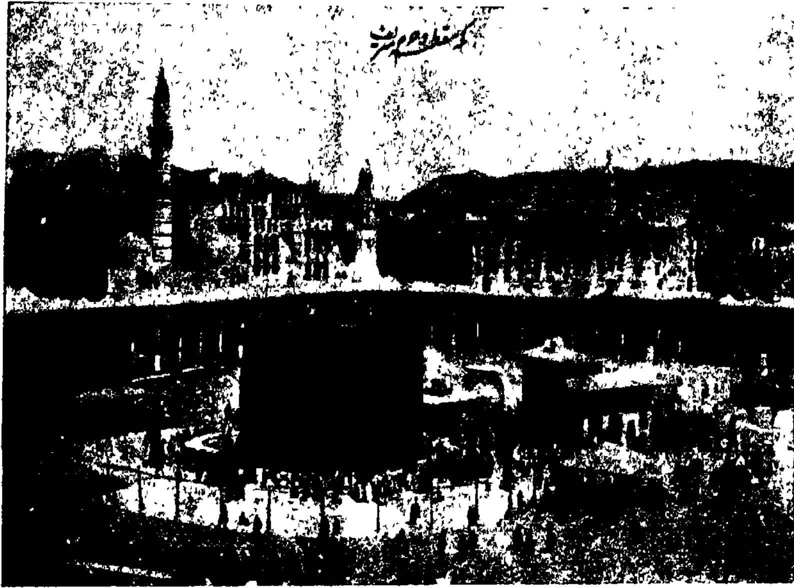
والسلام خادم عبد الحمید مدیر مولوی دہلی

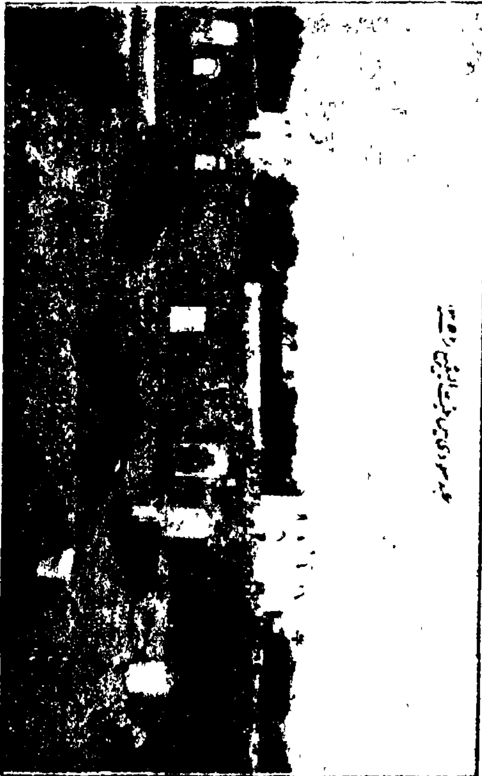
گنبد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام



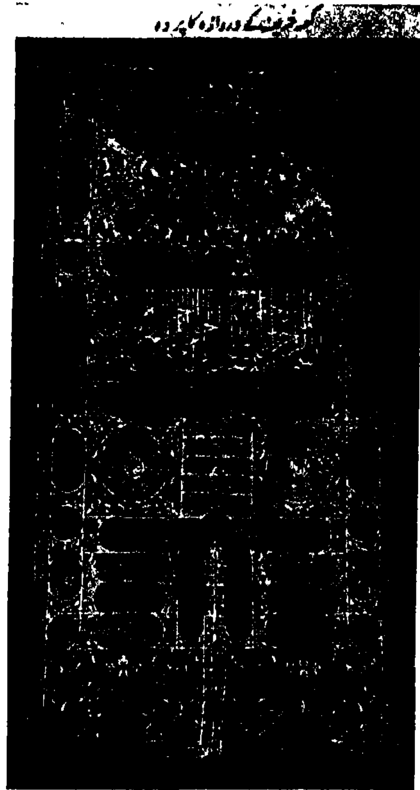
کعبہ میں نماز جمعہ

Press Delhi





…شریف کے دروازہ کا پردہ



Popular Press, Delhi

هو الذي بعث في الأميين رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة القرآن الحكيم

إن الله وملائكته يصلون على النبي يا أيها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما اللهم صل على محمد وعلى آل محمد

مولوی دہلی رسول نمبر صلی اللہ علیہ وسلم بابت ۱۳۵۴ ہجری

جلد ۲۱ | بابت ماہ صفر و ربیع الاول ۱۳۵۴ ہجری المقدس | نمبر ۲ و ۳

صرف ایک التجا

مدیر مولوی کی "ادعونی" کہنے والے سے

اے بادشاہوں کو بادشاہت عطا فرمانے والے غریبوں کی غریبی پر ترس کھانے والے خدا واحد و قدوس امیروں کو ثروت و امارت بخشنے والے اے بے نواؤں درمندوں اور بیکسوں و کمزوروں کی پکار کو سننے والے اور ان کی فریاد و غم پر رحم و رافت کی نظر کرنے والے رب مجیب تیرا ایک عاصی و عاصی بندہ تجھ کو پکارنے بیٹھا ہے اس کو توفیق عطا کر کہ وہ تجھ کو دل کی اس گہرائی سے پکارے جو اخلاص وللہیت کا مسکن ہے اور روح کے اس عمق سے تیرے حضور میں اپنی التجا پیش کرے جو تیرے خوف و خشیت کا مخزن ہو۔

میرا ذہن و قلم میرے لکھنے اور کہنے کی تیرے حضور میں پیش کرنے کی گستاخی نہیں کرونگا اس لئے کہ اس بے مایہ و بے ہنر پر جس قدر تو نے فضل و کرم فرمایا ہے وہ بھی محض تیری بندہ نوازی ہے اور ابھی میں اس کے ہی حق شکر ادا کرنے کے پاس سے عہدہ برآ نہیں ہوا۔ میں یہ عرض نہیں کرونگا کہ تمام دنیا کے خزانوں کے دروازے مجھ پر کھولدے اور زمین کو حکم دے کہ وہ میرے لیے سونا اگلنے لگے اور آسمان مجھ پر دُر و گوہر برسانے لگے۔ میری تسکین خاطر اور سکون قلب کے لیے تیرا یہ لطف و کرم کیا کم ہے، کہ تونے مجھے صبح سے شام تک ایک مزدور کی طرح محنت کرنیکی طاقت و توفیق عطا فرما رکھی ہے اور اس محنت کی مزدوری تیرے خزانۂ غیب سے مجھے برابر مل رہی ہے۔ تو وہ آقا نہیں ہے جو مزدور کی محنت کی قدر نہ کرتا ہو، بلکہ تو مزدور کو ہمیشہ اس کے استحقاق سے زیادہ مزدوری دیکر اس کے دامن محنت کو بھر دیتا ہے۔ لیکن اے خدائے غنی و کریم اگرچہ میں تمام دنیا میں سے تجھ سے اس وقت کچھ نہیں مانگ رہا، مگر اس سب سے بڑی دولت کا طالب ہوا ہوں، جو ہفت اقلیم کی بادشاہت سے بھی بڑی دولت ہے جس کا مقابلہ کائنات کی کوئی دولت نہیں کرسکتی جو میں تیرے دریائے جود و عطا سے حاصل کرنا چاہتا ہوں

مگر میری روح کانپ رہی ہے اور میرے دل کا ایک ایک ریشہ لرز رہا ہے کہ آہ زندگی کے وہ کونسے اعمال ہیں جن کے بھروسہ پر اور شہ کا وہ کونسا نیک کارنامہ ہے جس کی امید پر ایسی عظیم و جلیل دولت کی طمع کرتے بارگاہ فضل و عطا میں حاضر ہوا ہوں، گناہوں کی کثرت اور معصیت کا ہجوم اپنے گرد دیکھ کر یاس و قنوط کی افسردگی طاری ہو رہی ہے، مگر لا تقنطوا کے ارشاد رحمت و رافت سے ڈھارس بندھتی ہے، کہ یہ تو جانفزا پیغام گناہگاروں اور معصیت شعاروں کے لئے ہے، پھر یاس کا کیا کام کیوں نہ اس کا دامن پھیلا دوں اور اس ذرہ نواز خدائے رحمٰن و رحیم کے حضور میں عرض کروں، کہ اے سب کو انکی ضرورت کے مطابق سب کچھ عطا فرمانے والے داتا مجھ کو تونے سالہا سال سے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک نبی الرحمۃ کے نعت و ذکر کی جو توفیق عطا فرما رکھی ہے اس کو سند دوام کے ساتھ قبول عام بھی مرحمت فرما اور اس تذکرۂ حبیب کو وہ تاثیر اور وہ اثر دے کہ اسکے ہر قاری اور ناظر کا قلب تیرے حبیب کے عشق و محبت سے معمور ہو جائے اور ان سب کے عشق و محبت کے صدقہ میں اس گنہگار کو بھی ایک ذرہ اپنے حبیب کی محبت و عشق کا عطا ہو جائے

دعائے خلیل و نوید مسیحا

جملہ انبیائے کرام علیہم السلام نے تمام معبودان باطل کے خلاف معبود برحق تھے اور سب اسی لئے مبعوث ہوئے تھے کہ وہ ظلم و شرک کی ظلمتوں اور تاریکیوں کو دور کریں اسلام کی روشنی پھیلائیں اور اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی وحدانیت کی منادی کریں اس لئے ہر ایک نبی نے لوگوں کو اللہ کے خوف سے ڈرایا برائیوں سے روکا نیکی کی تلقین کی اور اپنے بعد آنے والے نبی کے متعلق پیشگوئی کر گیا ساتھ ہی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق بتا گیا اس لئے کہ آپ سردار انبیاء اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چنانچہ اس وقت جتنے صحف سماوی کتب الہامی دنیا میں موجود ہیں وہ اپنی تمام تحریفوں اور ترمیموں کے باوجود حضور نبی کریم کی بعثت کی پیشینگوئی کر رہی ہیں۔ حضرت ابراہیم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی ربنا وابعث فیہم رسولا منہم یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ جس وقت حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل نے وادی غیر ذی زرع میں اپنی متحدہ کوششوں سے بیت اللہ کی تعمیر کی تھی اس وقت منجملہ اور دعاؤں کے ایک یہ دعا بھی مانگی تھی کہ بار الٰہا! میری اولاد میں ایک رسول مبعوث کرنا جو لوگوں کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اُن کے نفس کا تزکیہ کرے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے یہی دعائے خلیل جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی صورت میں پوری ہوئی۔

نوید مسیحا حضرت مسیح کی نوید بھی سن لیجئے آپ نے اپنے آخری وعظ میں فرمایا تھا "میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ "روح حق" آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائیگا اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہیگا بلکہ جو کچھ وہ سنے گا کہیگا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا اور وہ میری بزرگی کریگا" (انجیل یوحنا باب ۱۶)

یہ پیشینگوئی بالکل صاف ہے آپ کے بعد وہ اور کونسا نبی ہوا ہے جس نے "سچائی کی راہ" بتائی ہو کیا سچائی کی راہ سے مراد ایک مکمل دین نہیں جو ہر عہد ہر زمانہ اور ہر قوم کے لئے ہے اگر کوئی ہوا ہے تو عیسائی اصحاب ہمیں اس کا نام بتائیں "وہ اپنی نہ کہیگا جو سنے گا کہیگا" کیا ماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحٰی کا بالکل ترجمہ نہیں یہ صفت حضرت مسیح کے بعد کس میں موجود تھی۔ آگے چلیئے "وہ میری بزرگی کریگا" یہودیوں نے تو سرے سے آپ کی رسالت کو تسلیم ہی نہ کیا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے آسمان پر اٹھائے جانیکی بھی تصدیق کی اور آپ کی رسالت کی بھی بن باپ کے پیدا ہونے کو بھی حق بتایا اور مسلمانوں کے لئے ان پر ایمان لانا ضروری قرار دیا۔ حالانکہ یہودی اسی اظہار صداقت پر آپ سے ناراض ہو گئے کیا یہ "بزرگی بیان کرنا" نہیں۔

اسی باب کی پہلی آیت میں ہے "لیکن تمہیں سچ کہتا ہوں کہ "تمہارے لئے میرا جانا ہی مفید ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو "تسلی دینے والا" تمہارے پاس نہ آئیگا" اصل انجیلی لفظ "فارقلیط" ہے جس کا عربی ترجمہ "تسلی دینے والا" اور "احمد" ہے اور انجیل کے تمام پرانے ترجموں میں اس کے یہی معنے لکھے ہوئے ہیں لیکن بدبختی ملاحظہ فرمایئے کہ ۱۸۹۰ء میں تراجم انجیل کے لئے جو کمیٹی قائم ہوئی تھی اس نے اصل لفظ کو بھی بدلا اور ترجمہ کو بھی۔ "فارقلیط" کے بجائے "پیرقلیط" کر دیا اور اس کے معنے "وکیل" لکھ دیئے۔ اب لازمی تھا کہ وہ اس تحریف اور اس کھلی ہوئی بین پیشین گوئی کی کوئی توجیہ بھی کرتے چنانچہ فرماتے ہیں کہ "روح حق" اور "وکیل" سے مراد روح القدس ہے جو حضرت مسیح کے بعد آپ کے حواریوں پر اتری۔ پھر یہ چیز تو سمجھ ہی میں نہیں آتی کہ "سچائی کی راہ بتانے والا" اور جو سنے وہی کہنے والا" کون ہے آخر حواریوں کو کس شریعت تو کوئی بھی نہیں کہہ سکتا۔ جانتے سب کچھ ہیں مگر تعصب ماننے کچھ نہیں دیتا۔ قرآن کریم میں بھی اسی پیشینگوئی کی طرف اشارہ ہے واذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یہ تھی نوید مسیحا۔

حضرت سلیمانؑ کی بشارت

عبرانی بائبل میں حضرت سلیمان کے یہ الفاظ درج ہیں:-

"وہ تو ٹھیک محمد ہے میرا خلیل میرا حبیب یہی ہے اے دختران یروشلم" تمام پیشوایان مذہب عیسوی کا اس امر پر اتفاق ہے کہ غزل الغزلات میں ہیکل نے کسی موعود بزرگ کے عشق میں یہ ترانہ گایا تھا مگر وہ اس کا مصداق رسول کریم کے بجائے حضرت مسیح کو بتاتے ہیں اور لفظ محمد کا ترجمہ "عشق انگیز" کرتے ہیں حالانکہ اصل عبارت میں لفظ "محمدیم" ہے سب اس ترانہ کا مصنف بھی حضرت سلیمان ہی کو قرار دیتے ہیں ساتھ ہی حضرت سلیمان نے یہ بھی فرمایا تھا کہ "وہ ہیکل میں دس ہزار آدمیوں کے ساتھ آویگا" ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ تو دس ہزار آدمیوں کے ساتھ ہیکل (قبلہ) میں تشریف نہ لے گئے تھے بلکہ یہ رسول کریم ہی صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جنہوں نے دس ہزار [illegible]

کو ساتھ لیکر ہیکل (قبلہ) فتح کیا تھا اس طرح یہ پیشنگوئی بھی صاف ہو جاتی ہے اب کوئی نہ سمجھے تو اس کا تو کوئی علاج ہی نہیں۔

حضرت موسیٰؑ کی ہدایت

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ہے کہ "خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی برپا کریگا" (کتاب استثناء باب ۱۸ درس ۱۵)

اسی باب کے اٹھارویں آیت درس میں مزید وضاحت و صفائی موجود ہے "میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اس سے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہیگا اور ایسا ہوگا۔

جو کوئی میری باتوں کو جنھیں وہ میرا نام لیکر کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری یہ دونوں پیشین گوئیاں سنے اور سمجھیگا نہ اٹھائیگا"

بظاہر ان الفاظ سے یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ پیشین گوئی حضرت عیسیٰؑ کے متعلق ہو اس لئے کہ آپ کے بعد ہی حضرت عیسیٰؑ مبعوث ہوئے ہیں لیکن "تیرے مانند" اور "تجھسا" کے الفاظ پر غور کیجئے کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کونسا نبی "ان کے مانند" اور ان جیسا مبعوث و مخلوق ہوا ہے۔ حضرت موسیٰؑ صاحب شریعت بھی تھے انھیں ہجرت بھی کرنی پڑی اور جہاد بھی اکتالیسویں سال ہی میں آپ کے سر مبارک پر بھی تاج رسالت رکھا گیا تھا لیکن رسالت نبوی لفظ "تیرے ہی درمیان سے" پر نظر دیتے ہیں تاکہ وہ اس پیشنگوئی کا مصداق کسی اور بنی اسرائیلی نبی کو قرار دے سکیں۔

لیکن پہلے تو بحث یہی ہے کہ حضرت موسیٰؑ جیسی صفات کا کوئی نبی بنی اسرائیل میں پیدا ہی ہوا ہے حضرت موسیٰؑ کے بعد جو انبیاء مبعوث ہوئے ان میں اولوالعزم اور مرسلہ شد نبی حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے مگر وہ بھی حضرت موسیٰؑ کی طرح صاحب شریعت دجہاد و ہجرت نہ تھے۔

حضرت موسیٰؑ نے دوسری پیشنگوئی بھی کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ "خدا سینا سے نکلا، شعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا اس کے ہاتھ میں آتشی شریعت ہے اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا" سمجھئے اور غور کیجئے۔ اگر "سینا سے نکلا" سے مراد حضرت موسیٰؑ اور شعیر سے چمکا سے مراد حضرت عیسیٰؑ ہیں تو فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا" سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کون ہو سکتا ہے علی الخصوص اس صورت میں کہ ساتھ ہی دس ہزار قدوسیوں کے لشکر کا ذکر بھی موجود ہے۔

پہلی پیشین گوئی میں "نبی" کا لفظ موجود ہے۔ اگر حضرت عیسیٰؑ کو "نبی" تسلیم کر لیا جاتا ہے تو ان کی الوہیت اور ابن اللہی کا سارا طلسم ٹوٹ کر رہ جاتا ہے عجیب تماشا ہے کہ عیسائی ایک طرف تو حضرت عیسیٰؑ کو "ابن اللہ" کہتے ہیں اور دوسری طرف لفظ نبی کا مصداق بھی انہی کو قرار دینے لگتے ہیں۔

ہرمیاہ اور یعسیاہ کی پیشنگوئیاں

ہرمیاہ نبی کی کتاب ۴۹۔۲۸ درس کو غور سے پڑھئے اور دیکھئے کہ اس میں کس طرح جنگ حنین اور فتح مکہ کا صاف ذکر موجود ہے الفاظ ملاحظہ ہوں "اٹھو قیدار پر چڑھ جاؤ اور پورب کے لوگوں کو ہلاک کرو ان کے خیموں اور گلوں کو وے لے لیں گے اور ان کے سارے برتنوں اور ان کے اونٹوں کو وے اپنے لئے لیتے جائیں گے"

قیدار حضرت اسمٰعیلؑ کے سب سے مشہور فرزند کا نام ہے جو قریش مکہ کے مورث اعلیٰ ہیں اس لئے قیدار پر چڑھائی سے مراد مکہ پر لشکر کشی ہے پورب کے لوگوں سے مراد طائف اور حنین ہیں جو کہ معظمہ کے فتح ہو جانے کے بعد مفتوح ہوئے طائف و حنین مکہ کے مشرق میں واقع ہیں یہاں سے رسول کریمؐ کو بہت سا مال غنیمت ہاتھ لگا تھا۔

کتاب یعسیاہ ۲۹ میں لکھا ہے کہ "ان پڑھ کو کتاب دی گئی کہ وہ اسے پڑھے" کیا آپ پر پہلے جو وحی نازل ہوئی تھی اس کا پہلا لفظ "اقراء" نہ تھا جس کے معنے پڑھنے کے ہیں اور آپ امی نہ تھے بالکل صاف الفاظ ہیں۔

یعسیاہ نبی کی ایک اور پیشنگوئی ملاحظہ فرمائیے۔ یعسیاہ نبی کی کتاب ۶۰ میں اللہ نے بیت اللہ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ "(۱) اٹھ روشن ہو کہ تیری روشنی آئی اور خداوند کے جلال نے تجھ پر طلوع کیا (۲) دیکھ تاریکی زمین پر چھا جائیگی اور تیرگی قوموں پر لیکن خداوند تجھ پر طالع ہوگا اور اس کا جلال تجھ پر نمودار ہوگا (۳) قومیں تیری روشنی میں اور بادشاہ تیرے طلوع کی تجلی میں چلینگے (۴) اپنی آنکھیں اٹھا کر چاروں طرف نگاہ کر۔ وے سب کے سب اکٹھے ہوتے ہیں وے تجھ پاس آتے ہیں تیرے بیٹے دور سے آویں گے اور تیری بیٹیاں گود میں اٹھائی جائینگی (۵) تب تو دیکھیگی اور روشن ہوگی ہاں تیرا دل اچھلے گا اور کشادہ ہوگا کیونکہ سمندر کی فراوانی تیری طرف پھیریگی اور قوموں کی دولت تیرے پاس فراہم ہوگی۔ اونٹ کثرت سے آکر تجھے چھپا لیں گے مدیان اور عیفہ کے جوان اونٹ وے سب جو سبا کے ہیں آویں گے وے سونا اور لوبان لاوینگے اور خداوند کی تعریف کی بشارتیں سناویں گے"

اس پیشنگوئی میں مدیان اور عیفہ کے الفاظ ہیں سبا کا لفظ بھی موجود ہے۔ مدیان حضرت کے فرزند ہیں جو بی بی قطورہ کے بطن سے تھے اور عیفہ و سبا آپ کے دونوں پوتے ہیں یہ سب کے سب عرب ہی میں آباد ہوئے اور اس نسل جس کی طرف مذکورہ بالا پیشین گوئی میں اشارہ کیا گیا ہے وہ سب کے سب قبائل مسلمان ہو کر شریک ہوئے جن کے جد اعلیٰ مدیان عیفہ اور سبا تھے۔ غور کیجئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے ہجرت کرنا اپنے وطن مالوف کو عین مجبوری کے عالم میں جدا ہو گیا اس امر کی علامت نہ تھا کہ اس کا ایک فرزند جلیل اس کی گود اور اس کے آغوش سے جدا کر دیا گیا

یہ وہ زمزم جو فی الحقیقت دعائے خلیل اور نوید مسیحا تھا اور جس کی دعا حضرت ابراہیم نے بیت اللہ کی اساس رکھتے وقت مانگی تھی اس کے بعد جب وہ شکستہ دل فرزند یوسف جاہ بطمطراق لیے ہوئے مکہ میں داخل ہوا اور توحید کی اشاعت اور دین قیم کے قیام و استحکام کے لیے داخل ہوا تو مکہ کے لئے بیت اللہ کے لئے اس سے زیادہ شادمانی و مسرت کا مظاہرہ کیا ہو سکتا تھا بچھڑے اور بچھڑے ہوئے بھائیوں کو ملانا اور دین قیم کو شان و شکوہ کا حاصل ہونا تو بڑی بلند بختی تھی۔

ملاکی نبی کی پیشنگوئی ملاکی نبی کی کتاب اپنے عہد کی سب سے آخری کتاب ہے اس کا زمانہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی درمیانی مدت کا زمانہ ہے۔ ملاکی نبی کی کتاب باب ۳ درس ا میں ہے کہ "وہ خداوند جس کی تلاش میں تم ہو اور عہد کا رسول جس سے تم خوش ہو ناگہاں اپنی ہیکل میں آوے گا، دیکھو وہ یقیناً آویگا رب الافواج فرماتا ہے پر اس کے آنے کے دن کون ٹھیر سکیگا اور جب وہ نمودار ہوگا کون ہے جو کھڑا رہے گا" اس پیشنگوئی کے مصداق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں اس لئے کہ مسیحی نے اس پیشنگوئی کا مصداق حضرت عیسیٰ کو نہیں بتایا حالانکہ اس نے حضرت عیسیٰ کے متعلق تمام پیشنگوئیاں انجیل میں فراہم کر دی ہیں عیسائی حضرت عیسیٰ کو رسول نہیں بلکہ ابن اللہ بتاتے ہیں۔

پھر ہیکل میں ان کے سامنے دشمن مغلوب نہیں ہوئے بلکہ انھوں نے خود انھیں مغلوب کر لیا تھا پیشینگوئی میں لفظ ناگہاں آوے گا موجود ہے یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جو ناگہاں مکہ پہنچے اور اسے فتح کر لیا۔ فتح مکہ کے وقت کوئی بھی ان کے سامنے نہ ٹھیر سکا اور نہ کھڑا ہو سکا یسعیاہ نبی کی پیشین گوئی کی روشنی میں اسے پڑھئے جس میں شتر سوار کا ذکر ہے حضرت عیسیٰ کی سواری میں تو گدھا رہتا تھا حضرت عیسیٰ نے صاف انکار کیا ہے کہ میں وہ نبی نہیں ہوں جن کا انتظار ہر زمانہ اور ہر عہد میں رہا ہے انجیل یوحنا باب ۱۵ سے ۲۰ تک کا مطالعہ کیجئے یوحنا نے اقرار کیا ہے کہ میں وہ نبی نہیں ہوں انھوں نے پوچھا کیا تو الیاس ہے اس نے کہا میں نہیں ہوں پھر انھوں نے پوچھا کیا تو وہ نبی ہے اس نے جواب دیا نہیں۔"

اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس وقت تین انبیا کا انتظار کیا جا رہا تھا ایک حضرت الیاس دوسرے حضرت عیسیٰ اور تیسرے "وہ نبی" انجیل سے ثابت ہوتا ہے کہ یوحنا نے یسوع کو مسیح بتایا اور مسیح نے یوحنا کو الیاس کہا اب تیسرا رہ گیا "وہ نبی" وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں اگر نہیں ہو سکتے تو ہمیں بتایا جائے کہ حضرت عیسیٰ کے بعد نبی کہلانے والا اور کون ہوا۔ اسی طرح گویا حضرت سلیمان حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ حضرت یحییٰ حضرت داؤد نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشین گوئیاں کی ہیں عرب میں خود یہودی اور عیسائی دونوں آپ کا انتظار کر رہے تھے یہود نے تو بعثت نبوی کی خبر سنکر خوشیاں منائی تھیں اس سے آپ کی جلالت شان اور عظمت و منزلت کا اندازہ ہو سکتا ہے بائبل اور انجیل ابھی موجود ہیں لوگ انھیں پڑھتے ہیں مگر تعصب کی آنکھ کچھ نہیں دیکھتی۔

پیکرِ نور

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی بادی النظر میں گوشت و استخوان اور پوست و اعصاب سے مملو نظر آتی تھی انسان تھے بشر تھے۔ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے، انسانوں کی طرح رہتے سہتے اور انسانوں ہی کی طرح چلتے پھرتے تھے لیکن یہ پیکرِ نور سراپائے ضیا مجسمۂ جمال ایک خاکی غلاف تھا جو بشریت کے نام اس نورِ یزدانی پر پڑا ہوا تھا۔ اہلِ نظر اس کا اہلِ خاکی میں اس ضیاء دلنواز کی تجلیاں برابر مشاہدہ کرتے تھے اور عوام بھی یہ دیکھتے تھے کہ عام انسانوں کی طرح آپ کا سایہ نہ تھا اور آفتاب کی روشنی اور دھوپ میں آپ کا کوئی عکس زمین پر نمایاں نظر نہ آتا تھا اور نہ آسکتا تھا اس لئے کہ نور کا سایہ ہو ہی نہیں سکتا وہ تو خود ایک لطیف شئے ہے۔

یہ نور تخلیقِ عالم سے پیشتر ایک زمانۂ لامتناہی تک عرشِ ربانی پر جگمگاتا رہا اور ملاءِ اعلیٰ کی فضائیں اس سے بقعۂ نور بنی رہیں ملائکہ مقربین اس کے گرد گھومتے اور اس پر پروانہ وار نثار ہوتے رہے عرش سے یہ نور حضرت آدمؑ کے جسمِ اطہر میں منتقل ہوا یہی وہ نور تھا جس کی برکت سے حضرت آدمؑ کو ولقد کرمنا بنی آدم کے خطاب سے سرفرازی و سربلندی نصیب ہوئی نیابتِ الٰہی خلافتِ ربانی خلافتِ ایزدی کی جتنی نعمتیں آدم کو حاصل ہوئیں وہ سب اسی نور کی بدولت تھیں۔

نورِ محمدی کے تدریجی دور

حضرت آدمؑ سے حضرت اماں حواؑ اور ان سے حضرت شیثؑ و حضرت نوحؑ کو منتقل ہوتا ہوا یہی نور حضرت ابراہیمؑ تک پہنچا اور ان کے بعد حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبیح اللہ کا خطاب دلوایا اور عدنان تک چالیس پشتوں میں درجہ بدرجہ گزرتا ہوا عبد مناف کو ملا پھر ہاشم کی پشت میں ان کی عظمت و شہرت کا باعث بنا ہاشم سے یہ درِ یتیم عبدالمطلب کو ملا اور ملتے ہی ان کی سرداری و سربلندی کا نشان بن گیا حضرت عبداللہ اس کی تجلیوں کی تاب نہ لا سکے اور عینِ عنفوانِ شباب میں یہ امانتِ کبریٰ حضرت بی بی آمنہ کو سونپ کر راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔

جس شب کو یہ نور حضرت آمنہؓ کے بطنِ مبارک میں منتقل ہوا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے مطابق اسی شب کائناتِ عالم میں ایک شورِ خوشی برپا ہو گیا اور شجر و حجر کوہ آفتاب و ماہتاب سیارہ، ثوابت برگ و بار وحوش و طیور کائناتِ ارضی اور فضائے آسمانی کا ذرہ ذرہ سنبھل گیا محوِ انتظار ہو گیا اور شوقِ دیدِ نبویؐ میں اضطراب کے پہلو بدلنے اور ہر لمحہ بدلنے لگا

نورِ نبویؐ کی گرمیاں و ضیا باریاں

ابتدائے حمل ہی میں حضرت آمنہؓ نے خواب میں دیکھا کہ یہ نور جو ان کے جسم سے جدا ہو کر پوری ضیا باریوں کے ساتھ جگمگا رہا ہے اور اس کی روشنی میں ارضِ شام تک کی بستیاں اور آبادیاں صاف نظر آ رہی ہیں وہ گرمی و تیزی تھی کہ وضعِ حمل کے ساتھ ہی آپ کا جسمِ مبارک بیدِ لرزاں کی طرح لرزنے لگا ولادت کے فوراً بعد بام و در جگمگا اٹھے اس روشنی میں مشاہدہ کرتی ہیں کہ ملائکہ کی ایک جماعت صف باندھے کھڑی ہے سب کے ہاتھوں میں عنبر و مشک کی خوشبو کی پیالیاں ہیں اور ہر طرف جمال اور حور پیکر نازنینوں کے جھرمٹ میں جہاں تک نگاہ کام کر سکتی ہے نور ہی نور پھیلا ہوا ہے یہ کہتا تھا اس نور کی ضیا پاشیوں میں حجابات آنکھ سے اوجھل ہو گئے تھے اور عالمِ غیب کی پہنائیوں کے مناظر جیسے سامنے نظر آتے تھے ولادت کے بعد پیہم و متصل نورانی کرات [illegible] پیدا ہوتے اور فضاؤں کو منور کرتے نظر آتے تھے۔ حضرت عبدالمطلب آپ کے دادا نے صحن میں قدم رکھا تو مشاہدات عجیب دیکھ کر لرزنے لگے اپنی آنکھوں اور [illegible] دیکھا کہ دروازہ پر مرغ سفید پر پھیلائے بیٹھا ہے جس کی روشنی سے مکہ کی تمام پہاڑیاں بھی جگمگا رہی ہیں فاطمہ ثقفیہ نے دنیا سے [illegible] اور مکہ والوں سے کہا کہ وضعِ حمل کے وقت میں موجود تھی میں نے خود دیکھا کہ ایک بارہ نور آمنہؓ کے جسم سے نکلا اور تمام فضائے بسیط کو منور بنا گیا حضرت عبدالرحمن بن عوف کا بیان ہے کہ وضعِ حمل کے وقت اتنی تیز روشنی تھی کہ ہر طرف نور ہی نور نظر آتا تھا اور نور کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا عام لوگ نہ سمجھیں مانیں نہ دیکھیں مگر روحانی آنکھیں ہمیشہ اس نور کو دیکھتی رہیں اور دیکھتی رہیں گی۔

نجیب پیغمبر

حسب و نسب کو ہر زمانہ میں اہمیت دی جاتی رہی ہے اور اسے بزرگی و شرافت کا معیار قرار دیا جاتا رہا ہے لیکن عرب جاہلیت میں تو اس کا بہت ہی خیال کیا جاتا تھا انتہا یہ تھی کہ انسانوں سے گذر کر جانوروں تک یہ جنون پہنچ گیا تھا اور اونٹوں اور گھوڑوں تک کے نسب نامے عرب میں محفوظ رکھے جانے لگے تھے۔ اسلام نے تو نہ اس رجحان اور اس جنون کو مٹایا اور اسے کبھی اہمیت نہ دی کہ اسلام خود ان تمام فالتو نزد اشکیوں اور دنیا کی ہوا کے استیصال کے لیے کافی موثر تھے جو ادنیٰ حالت، ادنیٰ فضا اور ادنیٰ افراد میں پیدا ہونے رہنے اور پرورش پانے سے ان کے رگ و پے میں سرایت کر جاتی ہیں وہیں خاندانی اثر بہت قوی ہوتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جو خصلتیں یا برائیاں کسی قوم، کسی جماعت اور کسی خاندان میں عرصہ تک ہوتی رہتی ہیں پہلے وہ عادت بنتی ہیں اور پھر ایک دو نسل بعد وہ طبائع میں پھر اس طرح راسخ ہو جاتی ہیں کہ وہ دور کئے دور نہیں ہوتیں اور مٹائے نہیں مٹتیں۔

عالی خاندان میں عادات عالیہ اور تہذیب لازماً پرورش و فروغ پاتی ہے اور ادنیٰ خاندانوں میں دنارت کی افراط ہوتی ہے بڑے خاندانوں میں جہاں تہذیب سلیقہ عقل اور شرم و حیا کی فراوانی نظر آتی ہے وہاں چھوٹے خاندانوں میں بے غیرتی، بے شرمی اور بداطواری شدت کے ساتھ ابلتی ہوئی نظر آتی ہے پھر بہت سے محاسن و فضائل ایسے ہوتے ہیں جو خاص خاص خاندانوں کے ساتھ مخصوص ہو کر رہ جاتے ہیں اور ان کی بنا پر دنیا ان کی عزت کرنے پر مجبور ہوتی ہے یہی وجہ اور یہی حقیقت تھی جس کی وجہ سے دنیا نے حسب و نسب کو اہمیت دی اور اسے بڑائی کی علامت سمجھا۔

نسبی امتیاز کے مظالم

لیکن جہاں اس نسبی امتیاز میں یہ خوبیاں اور یہ محاسن تھے وہاں اس میں ایک سب سے بڑی اور تباہ کن برائی یہ بھی تھی کہ انسان اپنے ہی جیسے انسانوں کو حقیر سمجھنے لگتا تھا اس سے ایک طرف تو ادنیٰ طبقہ ابھرنے اور بلند ہونے کے بجائے روز بروز مزید پستیوں کی گہرائیوں میں پہنچتا چلا جاتا تھا اور تختہ مشق ستم بنا رہتا تھا وہاں دوسری طرف اعلیٰ طبقہ میں غرور و رعونت اور ظلم و سفاکی جیسے معائب برابر ترقی پذیر اور جاگیر ہوتے چلے جاتے تھے اور اس طرح یہ امتیاز اخلاقی اور انسانی طور پر اعلیٰ اور ادنیٰ ہر دو طبقوں کے لیے صدیوں سے تباہ کن چلا آ رہا تھا۔ مگر مصیبت یہ تھی کہ یہ امتیاز مٹتا ہو تو محاسن و خصائص انسانی پر گونہ زد پڑتی ہے اور اگر باقی رہتا ہے تو یہی دونوں طبقے کسی نہ کسی شکل میں برباد ہوتے چلے جاتے ہیں صدیوں سے یہ حالت یونہی چلی آ رہی تھی۔

آخر اسلام نے اس کا علاج سوچا اور علاج بھی وہ جو اپنی جگہ نہایت موثر اور تیر بہدف علاج تھا یعنی اس نے طاعات و عبادات میل جول نشست برخاست، تزکیہ نفس، تصفیہ قلب، تہذیب و تمدن اور معاشرت و معیشت کے ایسے آئین و اصول مقرر کئے کہ اگر ادنیٰ سے ادنیٰ اور گرے سے گرا انسان بھی ان پر پختگی کے ساتھ عمل کرے اور برابر کرتا رہے تو وہ اعالی واشراف پر پہنچ سکتا ہے دیکھ لیجیے کہ حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت سلمان غلام ہی تھے مگر اس پر عمل کر کے مسلمانوں کے آقا بن گئے عرب کے چرواہوں نے ایران و شام کے متمدن اشراف و اعالی پر اس شان سے حکومت کی کہ دنیا انگشت بدندان رہ گئی اور تہذیب و مدنیت میں کوئی ان کا ہمسر نہ رہا تاہم زمانہ شرافت و نجابت کا تھا اور اندیشہ تھا کہ نور محمدی اگر کسی ادنیٰ یا متوسط خاندان میں منتقل ہوا تو عرب کے شرافت پرست زبان طعن دراز کریں گے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے اس خاندان اس قبیلہ اور اس گھر میں پیدا کیا جو مکہ بلکہ عرب بھر کا خاندان سمجھا جاتا تھا۔

سرکار دو عالم کی خاندانی عظمت

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مورث اعلیٰ حضرت ابراہیمؑ تھے اور آپ کا سلسلہ نسب انہی تک پہنچتا ہے حضرت اسمٰعیلؑ کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے ایک کا نام قیدار تھا انہی قیدار کی اولاد میں عدنان تھے جن کی اولاد تمام حجاز پر چھا گئی اس اولاد میں بھی خاندان قریش کو ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ایک امتیاز رہا وہ پہلا شخص جس نے سب سے پہلے اس خاندان کو قریش کے لقب سے ملقب کیا وہ نضر بن کنانہ تھا۔ نضر کے بعد قصی بن کلاب کو اس عہد میں بڑا شکوہ و اقتدار نصیب ہوا اس دور میں قبیلہ خزاعی کے ایک رکن خلیل حرم شریف کے متولی تھے ان کی لڑکی حبی کی شادی قصی کے ساتھ ہونے کی وجہ سے تولیت بھی اسی خاندان میں آگئی جس سے اس کے اقتدار میں چار چاند لگ گئے اور مکہ میں ایک دار الندوہ قائم ہو گیا جب کوئی اہم صورت درپیش ہوتی کوئی انتظام کرنا ہوتا، یا جنگ و صلح کی کوئی گفتگو ہوتی تو پہلے اسی دار الندوہ میں سب مل کر مشورہ کرتے تمام تقاریب بھی اسی عمارت میں انجام پذیر ہوتیں اسی وجہ سے

اس نے بھی اس زمانہ میں خاص اہمیت حاصل کرلی تھی (زرقانی)

قصی کا ایک یادگار زمانہ کارنامہ یہ ہے کہ اس نے زائرین حرم کی مہمانداری اور طعام و قیام کا بندوبست کیا حجاج کے پانی کے لئے حوض تعمیر کئے اور مشعر حرام بنایا جس پر چراغاں کیا جاتا تھا اس تمام انتظام کے لئے ایک رقم کا بھی تعین ہوگیا اس سے تمام عرب میں اس خاندان کو عزت و عظمت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا اور زائرین کے لئے بڑی سہولتیں پیدا ہوگئیں قریش کو بھی حرم کے ارد گرد اسی نے آباد کیا۔ قصی کے بعد تمام مناصب عبدالدار کو ملے اور اس سے اسکے بھائی عبد مناف کے قبضے میں آئے۔

ہاشم کے کارنامہ ہائے جلیل

یہی عبد مناف حضرت سرکار دو عالم کے مورث اعلیٰ ہیں۔

ان کے چھ بیٹوں میں ہاشم سب سے زیادہ باثر ذی اقتدار اور جری انسان تھے اور بڑے شکوہ و احتشام کی زندگی بسر کی ہر طرف اپنی دھاک بٹھادی اس کے علاوہ تجارت کو بھی بہت ترقی دی اور سب سے بڑا کام یہ کیا کہ شاہ حبش سے خط و کتابت کرکے عربوں کی مال تجارت پر ٹیکس نہ لگنے دیا اور اس کے فرمان حاصل کرلئے اور عربوں کی تجارت کو دور دراز ممالک تک وسعت دی۔ اس وقت تجارت تو تھی مگر محدود نیز راستے خطرناک تھے ہاشم نے تمام عرب میں دورے کئے قبائل کو معاہدات کی زنجیروں میں جکڑا اور عہد لیا کہ وہ قریش کے کاروان تجارت کو نقصان نہ پہنچائینگے اتنی عزت تھی کہ قیصر روم خود انھیں عزت سے اپنے پاس بٹھاتا اور گفتگو کرتا تھا۔

اس کے علاوہ وہ حجاج کی میزبانی بھی نہایت فراخدلی کے ساتھ کرتے تھے غرض ہاشم اپنے عہد کے نہایت اولوالعزم ہوشمند اور صاحب اثر بزرگ گذرے ہیں۔

عبدالمطلب کا دبدبہ و شان

انھوں نے بنی نجار کی ایک شریف و حسین خاتون سلمیٰ سے مدینہ میں شادی کرلی تھی جس سے شیبہ پیدا ہوئے ہاشم کا انتقال شام میں ہوگیا آٹھ برس کے بعد ان کے بھائی مطلب مدینہ سے شیبہ کو مکہ لے آئے اور عرب کے محاورہ کے مطابق ان کا نام عبدالمطلب پڑ گیا۔ (طبرانی)

عبدالمطلب کی رگوں میں ہاشم ہی کا خون دوڑ رہا تھا اس لئے انہوں نے بھی بہت صولت و اقتدار کی زندگی بسر کی چاہ زمزم کو نئے سرے سے تعمیر کیا انہوں نے منت مانی تھی کہ میرے جو دس فرزند ہیں اگر یہ میرے سامنے میری زندگی میں جوان ہوگئے تو ایک کو اللہ کی راہ میں قربان کردوں گا چنانچہ قرعہ عبداللہ کے نام پر نکلا ماں روکنے لگیں آخر دس اونٹوں کے نام پر قرعہ ڈالا گیا مگر عبداللہ ہی کا نام نکلا ہر بار تعداد بڑھائی جاتی تھی اور ہر بار انہی کا نام نکلتا تھا۔ آخر سو اونٹ ہوئے تو قرعہ بدلا۔

عبدالمطلب کے متعدد فرزند تھے جن میں عبداللہ حمزہ حضرت عباس ابوطالب اور عبداللہ کو شہرت حاصل ہوئی عبداللہ کی شادی قبیلہ زہرا کی ایک لڑکی آمنہ سے ہوئی جو قریش کے تمام شریف اور مقتدر خاندانوں میں ممتاز رتبہ و درجہ کی حامل تھیں (سیرت ابن ہشام) عبداللہ تجارت کے لئے شام گئے تھے عین عنفوان شباب میں ان کا وہیں انتقال ہوگیا۔

معاندین کا اعتراض

سر ولیم میور وہ یورپین فاضل ہیں جنھیں سرکار دو عالم کی ذات گرامی سے انتہائی بغض و عناد ہے کہ انھوں نے آپ کی نسل ابراہیمی ہی سے ہونے سے انکار کر دیا لیکن خود فارسٹر صاحب جو ایک اور یورپین فاضل ہیں وہ یہی نہیں کہ قریش کو بلکہ تمام شمالی عرب و حجاز کو حضرت ابراہیم ہی کی نسل سے بتاتے ہیں، نولدیک اور مارگولیس کو آپ کے نسل ابراہیم ہونے سے تو انکار نہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ آپ قریش کے ایک غریب و ادنیٰ خاندان سے تعلق رکھتے تھے ضرور آپ کے والدین غریب تھے مگر آپ کی شرافت نسبی میں تو آپ کے شدید سے شدید معاند کو بھی شک نہ ہو سکا۔

کفار عرب آپ کو غربت، عسرت، افلاس اور جادوگری کے طعنے دیتے تھے مگر آپ کی نسبی شرافت پر کسی کو اعتراض نہ تھا اور نہ ہو سکتا تھا جو انسان انبیاء کی اولاد سے ہو نسل ابراہیمی سے ہو ہاشم کی اولاد میں ہو قریش کے ممتاز قبیلہ کا چشم و چراغ ہو بھلا اس کی شرافت و نجابت کا کیا کہنا اس کی نجابت و شرافت آفتاب سے بھی زیادہ روشن کہی جائیگی۔

اچھا بچہ

ظہورِ نور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو تقریباً صبح صادق کے وقت جلوہ گر ہوئے اور پوری کائنات نے اس ظہورِ قدسی پر ادب سے سر جھکا لیا۔ فضائے بسیط میں ایک خوش سرت و شادمانی ہو گئی۔ وہ آیا جو کفر و ضلالت کی ظلمتوں کے طلسم کو توڑ کر ہمیشگی کے لیے پیدا ہوا تھا۔ ایک دنیا کو غار ارذال و اذیت سے نکال کر آرام و سکون کے فردوس میں پہنچانے والا وہ بھولی بھٹکی انسانیت، بےچاریاں اور تہی دستیاں جن سے مردم کو منہ پھیر کے رکھا تھا۔ وہ ہادی نمودار ہوا جس کی تعلیم و تلقین تا قیامِ قیامت بندگانِ خدا کو ہدایت و نجات کی راہیں بتاتی رہے گی۔ عالم میں کہرام تھا۔ نبی کے پیدا ہونے سے پیشتر ہی شفیق باپ دنیا سے منہ موڑ گیا تھا مگر دنیا اسے بے خبر ہو تو ہو، عالمِ بالا کی کلی کلی پتہ پتہ ذرہ ذرہ سیارہ و ثوابت سب سمجھتے اور جانتے تھے کہ یتیم آیا ہے وہ بھکاری نہیں بادشاہ بن کر آیا ہے اور یتیموں کا ہادی و ضعیفوں کا ملجا بنے گا۔

دادا ابھی نہال تھا اور بیوہ ماں بھی ہزار جان سے قربان ہو رہی تھی وہ کہتے تھے کہ بیٹے کی نشانی سامنے آ گئی، یہ کہتی تھیں کہ مرنے والے کی یادگار آغوش میں آ پڑی۔

کائنات میں غل تھا کہ "نورِ ایزدی" اپنی پوری درخشانیوں کے ساتھ چمکا ہے۔ ماں نے چوما، دادا نے پیار کیا۔ ساتویں روز دادا نے بڑے دھوم دھام کے ساتھ عقیقہ کیا۔ تمام قریش کو مکلف و شاندار دعوت دی۔ سب خوش تھے اور ہر طرف مبارکباد کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ لوگوں نے پوچھا نام کیا رکھا؟ فرمایا محمد کہ میرا بچہ دنیا بھر کی توصیف و ستائش کا مستحق ہو۔ دادا کو کیا خبر تھی کہ قدرت ان کی زبان سے ایک حقیقت کا اعادہ کرا رہی ہے۔

رضاعت عرب میں ایک عام قاعدہ تھا کہ شہروں کے رؤسا اپنے بچوں کو پرورش و پرداخت کے لیے دیہات و قرایات میں بھیج دیا کرتے تھے۔ اس سے بڑا فائدہ یہ تھا کہ بچہ کی زبان بھی سنور جاتی تھی کیونکہ شہروں کی زبان خالص و غیر ممزوج نہیں رہتی۔ دیہات کے اندر پل بڑھ کر بچوں میں فصاحت و بلاغت کے جوہر پیدا ہو جاتے تھے۔ عرب میں یہ دستور بنی امیہ کے عہد تک برابر قائم رہا۔ بنی امیہ کے شہزادے صحراؤں کے بدوؤں ہی میں پلے بڑھے تھے۔ ایک ولید کسی وجہ سے محل میں پلا، یہی وجہ تھی کہ وہ صحیح عربی نہ بول سکتا تھا۔ دو تین روز تو ابولہب کی کنیز ثویبہ نے دودھ پلایا۔ اس کے بعد آپ حلیمہ سعدیہ کے سپرد ہوئے۔ سال میں دو تین مرتبہ دیہات سے آتیں اور بچوں کو پرورش کے لیے ساتھ لے جاتیں۔ اس مرتبہ بھی قبیلہ بنی ہوازن کی چند عورتیں آئیں، انہی میں حضرت حلیمہ بھی تھیں۔ سب کو بچے مل گئے مگر حضور کو یتیم سمجھ کر سب نے تامل کیا۔ حضرت حلیمہ نے خالی ہاتھ جانے سے حضور کو لے جانا ہی مناسب سمجھا۔ انھیں کیا خبر تھی کہ دولتِ کونین مل رہی ہے جس سے دوسری عورتیں انکار کر چکی ہیں اور انھیں بھی تامل ہوا ہے۔

حلیمہ غریب تھیں، نادار تھیں لیکن جس روز وہ آپ کو ساتھ لے کر آئیں اور دودھ پلانا شروع کیا اسی روز سے حالت سنبھلنی شروع ہو گئی۔ گھر میں بکریوں کے ریوڑ رہنے لگے۔ اس سے محبت و توجہ میں بھی اضافہ ہو گیا۔ حلیمہ کی بیٹی شیما آپ کو بہلایا اور دن بھر کھلایا کرتی تھیں۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ آپ نے چھ سال تک حلیمہ کے آغوش میں پرورش پائی۔ رہے آپ کبھی اور بچوں کی طرح بے وقت رو رو کے پریشان نہ کرتے، بہت کم روتے تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے اپنی کھلائی پر پیشاب کیا ہو۔ بول و براز وقت پر کرتے تھے۔ ہر وقت حلیمہ اور شیما کی گود میں پڑے مسکراتے رہتے تھے۔

رضاعی بہن بھائی آپ کے چار رضاعی بہن بھائی تھے۔ ایک بہن تھی شیما اور تین بھائی تھے عبداللہ، انیسہ اور حذیفہ۔ ان سب کو آپ سے اور آپ کو ان سے بہت محبت تھی جو آخر تک برابر قائم رہی۔ حضرت شیما کے متعلق تو معلوم ہے کہ آپ نے اسلام قبول کر لیا تھا مگر اوروں کے متعلق کچھ پتہ نہیں چلتا۔ رضاعی باپ کا نام حارث تھا۔ آپ سے بہت شغف رکھتے تھے۔ اعلانِ نبوت ہوتے ہی آپ مکہ تشریف لائے، بڑی محبت سے ملے اور اسلام قبول کر لیا۔ (اصابہ فی احوال الصحابہ)

آپ اپنے کسی بہن بھائی کو افسردہ اور رنجیدہ دیکھتے تو خود بھی افسردہ ہو جاتے اور آنکھوں میں آنسو بھر آتے۔ عہدِ نبوت میں جب حلیمہ سعدیہ آتیں تو آپ جوشِ محبت اور فرطِ عقیدت سے کھڑے ہو جاتے، کپڑا بچھا دیتے اور اس پر بٹھاتے۔ تحفے تحائف بھی برابر بھیجتے رہتے تھے۔ ماں کا انتقال تو چھ ہی برس کی عمر میں ہو گیا تھا، آپ انھیں ہی ماں سمجھتے رہے۔

بچپن کی یاد جب سنِ شریف چھ برس کا ہوا اور آپ حلیمہ سعدیہ کے پاس سے واپس آئے تو آپ کی والدہ آپ کو مدینہ لے گئیں۔ آپ ایک ماہ تک وہیں مقیم رہے۔ یہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ بچے تھے مگر اتنی سمجھ آ گئی تھی کئی روز تک آپ برابر روتے رہے اور بہت

بے چین ہوئے آپ کو قیام مدینہ کی بہت سی باتیں یاد آگئی تھیں ایک دفعہ عہد نبوت میں جب آپ بنو عدی کی منازل سے گذر رہے تھے تو فرمانے لگے کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے یہی وہ تالاب ہے جس میں میں نے تیرنا سیکھا تھا اس گھر میں میری والدہ محترمہ قیام گزین ہوئی تھیں اسی میدان میں انیسہ کی ایک لڑکی کے ساتھ کھیلا کرتا تھا مجھے سب کچھ مستحضر ہے۔

بچپن کی سلیم الطبعی

آپ بہت ہی سلیم الطبع تھے بچپن میں اس تمیز و سلیقہ کے ساتھ رہتے تھے کہ حیرت ہوتی تھی بچپن مدہوشی کا زمانہ ہوتا ہے کونسا بچہ ہے جو خاک و دھول میں نہیں لوٹتا لیکن حلیمہ سعدیہ کے بیان کے مطابق آپ کی تمیز داری کا یہ عالم تھا کہ جب کھیلتے صاف زمین پر کھیلتے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کھیل میں آپ بچوں سے لڑے جھگڑے ہوں دودھ بھی وقت پر پیتے روٹی بھی وقت پر کھاتے بول و براز بھی وقت پر کرتے کھیلتے بھی وقت پر غرض ایسی اتنی سلیقہ کی باتیں کرتے تھے کہ حیرت ہوتی تھی جو کپڑے پہنا دیئے جاتے تھے انہیں صاف رکھتے تھے کبھی آپ کو جھنجھلاہٹ پیدا نہ ہوتی تھی کبھی برے اور مذموم اور نا ملائم الفاظ زبان پر نہ لاتے تھے بچپن میں اتنی تمیز اور اتنا سلیقہ دنیا میں کم دیکھا گیا ہے یہ بیں اس عمر کی ہیں جبکہ دنیا و مافیہا کا ہوش نہیں ہوتا۔

آغوش جد میں تربیت

ماں کے انتقال کے بعد آپکے دادا نے آپ کو اپنے آغوش تربیت میں لے لیا دو ہی سال کے بعد عبدالمطلب کا بھی انتقال ہو گیا جب جنازہ چلا ہے تو اس کے ساتھ یہ ہشت سالہ بچہ بھی تھا جس کی آنکھیں دجلہ و فرات بنی ہوئی تھیں۔

یہ موت اس اعتبار سے اور زیادہ صدمہ انگیز تھی کہ اس موت سے اقتدار ہاشمی پر ضرب پڑی اور بنو امیہ بنو ہاشم پر غالب آگئے عبدالمطلب کے بعد آپ کے چچا نے آپ کو انتہائی محبت کیساتھ پرورش کیا۔

بارہ سال کی عمر ہوئی تو شفیق چچا نے بکریاں چرانے کی خدمت آپ کے سپرد کی جو عرب کا ایک شریفانہ پیشہ تھا اور حضرت موسیٰؑ نے بھی یہی کیا تھا۔ اور وہ بھی بہت عقیل تھیں انہوں نے ابتدا ہی سے آپ کو مجاہد کھیل ورزش تیراکی کشتی اور تیر چلانا سکھایا تھا جسے اب بھی برابر سیکھتے رہتے تھے۔

سفر شام

شفیق چچا کی آرزو تھی کہ آپ کاروبار سیکھ لیں اس لئے سفر میں آپ کو ساتھ لیجایا کرتے تھے واضح رہے کہ عرب کی اخلاقی حالت اس وقت بہت خراب اور صحبتیں مذموم تھیں آپ ہمیشہ ان سے علیحدہ رہتے خرافات میں آپ نے کبھی حصہ نہ لیا ایک دفعہ سفر شام میں چچا بھتیجے بحیرا راہب کی خانقاہ میں ٹھیرے راہب نے بیاختہ کہا کہ آپ کا یہ فرزند سرتاج انبیا ہوگا کیونکہ پہاڑ سے اترتے وقت دیکھا کہ تمام درخت اور پتھر سجدہ میں جھک گئے چچا یہ سنکر اور خوش ہوئے غرض آپ کا بچپن متانت سلامت روی ہوشمندی اور شرافت کا پورا مظہر تھا۔

شریف جوان

عرب کی جوانی جوانی دیوانی مشہور ہے جوانی آتی ہے تو طوفان بنکر آتی ہے انسان مدہوش ہو جاتا ہے متوالا بنجاتا ہے دیوانگی طاری ہو جاتی ہے ہر شئے اس کی طرف کھنچتی ہوئی جسم زندگی کی بہار آفتاب حیات کی ضیا پھولوں کی نکہت کلیوں کی رنگت اگر ہے تو جوانی ہے باغوں گلزاروں چمنستانوں میں جب بہار آتی ہو شاخ شاخ پتہ پتہ ڈالی ڈالی پر نکھار ہوتا ہے سبزہ کی وہ فراوانی ہوتی ہے کہ نظر نہیں ٹھیرتی جس درخت پر نگاہ پڑتی ہے جکڑ رہ جاتی ہے یہی عالم جوانی میں انسان کا ہوتا ہے جوش میں نشیب و فراز کچھ نہیں سوجھتا جوانی میں جوانی کو تباہ کرنے کی سوجھتی ہے سینہ جوش سے لبریز ہوتا ہے اور جذبات میں سمندر کا طلاطم ہا انسان جتنے گناہ کرتا ہے اسی عمر اور اسی عالم میں کرتا ہے ہر جوانی اور عرب کی جوانی پناہ بخدا! بادہ نوشی و بیخودی زنا و مخلل کاری قمار بازی و جنگجوئی مستی و سرشاری ہر گناہ کی فراوانی تھی اور معصیت کی کثرت جنگ وجدل لڑائی جھگڑوں بدمستیوں اور تلواروں میں جوانیاں گذرتی اور تباہ ہوتی تھیں صحبت خراب فضا گندہ زمانہ پر آشوب جوانی کا جوش خدا ترسی کا وہم و گمان بھی نہیں معاصی و مناہی کے سمندر امنڈ رہے تھے اور عرب کا ہر جوان انہی میں غوطے لگا رہا تھا۔

رسول کریمؐ کی جوانی لیکن رسول کریمؐ کی جوانی ان تمام لغویات و خرافات سے مبرا تھی آپ جوان تھے اور جوان بھی تنومند اور خوبصورت ذرہ ذرہ کی نگاہیں آپ کی طرف اٹھتی تھیں ہر کہ ومہ کی نظریں آپ پر پڑتی تھیں لیکن آپ کی نظر کسی طرف بھی نہ اٹھتی تھی شباب و جوانی کا پورا دور تجرد میں گذار دیا کسی عورت کو نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا شراب کے قریب بھی نہ گئے چھلکتے ہوئے جام کو نگاہ بھر کر بھی نہ دیکھا قمار بازی کے قریب بھی نہ پھٹکے مذاق و استہزا سے کلی اجتناب کرتے رہے شاعری و افسانہ گوئی سے بالکل پرہیز کیا آپ نے اپنی فطرت سلیم اور ذہانت سے پہلے ہی ذمائم اخلاق کے عواقب و نتائج کا احساس کر لیا تھا اس لئے آپ نے اپنے دامن کو اخلاقی دھبوں سے بالکل بچائے رکھا اور ایک چھینٹ بھی اس پر نہ پڑنے دی بغض و حسد کینہ و رعونت کبر و غیبت سے بھی مجتنب رہے۔

آپ کی جوانی کیا تھی شرافت و پاکبازی کا ایک پیکر تھی جتنی صفات محمودہ اور محاسن ستودہ تک تصور پہنچ سکتا ہے وہ سب آپ میں موجود تھی

عرب جیسے مزبلۂ اخلاق میں رہ کر جہاں کسی سیاسی و اخلاقی آئین و قانون کی حکومت و فرمانروائی نہ تھی آپ کا دامن آلودگی ذمائم سے مجتنب رہا اس وقت ہی نہیں بلکہ آجتک ایک دنیا کے لئے حیرت و استعجاب کا باعث بنا ہوا ہے۔

غریبوں اور دردمندوں کی غمگساری ظاہر ہے کہ انسان ایک حالت پر کبھی قائم نہیں رہ سکتا یا تو وہ محاسن اخلاق میں ترقی کرتا رہے گا یا ذمائم اخلاق کی طرف قدم بڑھاتا چلا جائیگا۔ آپ کی یہی حالت تھی قلب جذبات کا بھنڈار بنکر رہ گیا تھا کسی کی تکلیف دیکھ نہ سکتے تھے کراہ سنتے ہی منہ سے آہ نکلتی تھی کسی کو مصیبت میں مبتلا دیکھکر تڑپ جاتے تھے یتیموں کی امداد، فلک زدوں کی دستگیری، مصائب زدوں کی غمگساری، بیکسوں کی خدمت آپ کا شعار عمل تھا دلسوزی و ہمدردی عفو و درگذر، شرم و حیا، مروت و سیر چشمی فیاضی و دریا دلی کرم و رافت، نرمی و لینت شیفتگی حق و نفرت باطل آپ کی سرشت میں داخل ہو گئے، صدق و دیانت، پاکبازی و راست روی آپ کا طرۂ امتیاز بن گئے جس سے ملتے خوش ہوکر ملتے جس سے بات کرتے مسرور ہو جاتا۔

دنیا کے کسی خطہ کی حالت کتنی ہی گری ہوئی ہو، ذمائم اخلاق کی کتنی ہی فراوانی ہو مگر ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دنیا نے عیب کو ثواب اور برائی کو اچھا سمجھا ہو جب لوگوں نے دیکھا کہ یہی آپ تمام بداخلاقیوں سے مبرا ہیں کذب و فریب کے پاس نہیں پھٹکتے جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں تو ان کے سیاہ قلوب بھی متاثر ہوئے اور انہوں نے متفقہ طور پر آپ کو "الامین" کا خطاب عطا کر دیا اور سب آپ کو عزت کی نظر سے دیکھنے لگے

قیام امن کی منظم مساعی عرب میں دوسری بداخلاقیوں کے علاوہ ایک مصیبت یہ بھی تھی کہ ہر دور اور ہر زمانہ میں جنگ و جدل سلب و نہب اور قتل و غارت کے طوفان برپا رہتے تھے بدامنی و شورش کے سیلاب امنڈ رہے تھے ہر شخص سراسیمہ و پریشان تھا مگر کوئی کچھ نہ کر سکتا تھا بات بات پر جھگڑے کھڑے ہو جاتے تھے اور خون کی ندیاں بہنے لگتی تھیں آخر نہ رہا گیا تو مکہ کا ہی امین آگے بڑھا لوگوں کو جمع کیا، اکابر مدعو کئے گئے ان کے سامنے ملک کی بدامنی و بدحالی کا کچھ ایسا موثر و خوفناک نقشہ پیش کیا کہ سب کے دل ہل گئے اور

اسی جلسہ اور اسی صحبت میں نگرانی حقوق اور قیام امن کے لئے ایک مقتدر انجمن قائم ہوگئی جس میں بنو اسد بنو زہرہ بنو مطلب بنو ہاشم اور بنو تمیم سب قابل ذکر اور ممتاز قبائل موجود تھے اس مجلس میں جو ممبر شریک ہوتے ان سے یہ عہد اور یہ اقرار لیا جاتا کہ وہ اولاً بدامنی ملک کے مرتفاع کے لئے ہر امکانی سعی سے کام لیں گے ثانیاً یہ کر مسافروں اور راہگیروں کی حفاظت و صیانت میں مستعد و سرگرم رہیں گے۔ ثالثاً یہ کہ غرباء و ضعفاء کی دستگیری و اعانت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے۔ رابعاً یہ کہ زبردستوں کو زیردستوں پر ظلم و جبر کرنے اور ستانے سے روکنے میں کوئی کوشش فروگذاشت نہ کریں گے۔"

اس انجمن نے نہ صرف مکہ بلکہ عرب میں بہ سلسلۂ قیام امن گرانقدر خدمات انجام دیں آپ اس کے ایک سرگرم رکن تھے عرب تو کسی ایسی انجمن کے قیام کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے یہ سب کچھ آپ ہی کے ذہن رسا کا ایک کرشمہ تھا آپ عہد نبوت میں بھی اس انجمن کا ذکر ذوق و شوق کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

تعمیر بیت اللہ شریف

آپ کی زندگی کی ابھی ۳۵ بہاریں ہی گذری تھیں کہ قریش نے کعبہ شریف کو از سر نو تعمیر کرنے کا عزم کیا تعمیر تو ہوگئی مگر حجر اسود رکھنے پر سخت جھگڑا ہوگیا ہر قبیلہ کو آرزو تھی کہ اس کے نصب کا شرف اسے حاصل ہو کئی روز تک جھگڑا طول پکڑتا رہا قریب تھا کہ تلواریں بے نیام ہو جائیں اور صحن کعبہ میں خون کی ندیاں بہنے لگیں صورت حالات کو نازک پا کر ابو امیہ بن مغیرہ آگے بڑھا اور اس نے رائے دی کہ اس جھگڑے نے طول کھینچا تو اس سے سب کو یکساں نقصان پہنچے گا اس لئے مناسب و بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو ثالث مقرر کیا جائے ثالث کا انتخاب متحدہ رائے سے ہو اور جو فیصلہ یہ ثالث کرے سب اس پر عمل کریں۔

چونکہ ابو امیہ بہت بوڑھا اور معمر آدمی تھا اور جو رائے دی گئی تھی وہ بھی بہت مناسب تھی اس لئے اسے سب نے تسلیم کر لیا۔ لیکن اب انتخاب کا مسئلہ چھڑ گیا یہ بھی کچھ کم دشوار مسئلہ نہ تھا اور اس کی پیچیدگی بھی افق مکہ کو خونیں شفق سے رنگ سکتی تھی بڑی بحث کے بعد طے پایا کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے حرم میں داخل ہو وہی ثالث قرار پائے لوگ رات بھر منتظر رہے اتفاق وقت کہیا اللہ کی مرضی تھی کہ سب سے پہلے صحن حرم میں قدم رکھنے والی ذات گرامی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات گرامی تھی ممکن تھا اور کوئی ہوتا تو پھر آئندہ ہی اللہ کی مرضی ہوتی لیکن آپ کے چہرہ مبارک پر نظر پڑتے ہی سب خوش ہوگئے اور بول اٹھے ھذا الامین۔ رضینا لا الامین آگیا۔ ہم سب اس کے فیصلہ پر دل و جان سے رضامند ہیں۔

مشکلات کی خاتمہ اب بھی نہ ہوا تھا مطلع ابھی ہنوز ابر آلود تھا

تدبر و معاملہ فہمی کا شاندار مظاہرہ

ہر قبیلہ کے قلب میں یہی آرزو تھی کہ قرعۂ انتخاب اس کے نام پڑے اور نصب حجر اسود کا شرف اسے حاصل ہو سب کی نگاہیں آپ کی طرف اٹھی ہوئی تھیں آپ بھی سمجھتے تھے کہ جس قبیلہ کو یہ شرف حاصل ہوا جس کے حق میں بھی فیصلہ کیا گیا اس کے سوا باقی تمام قبائل اپنی محرومی پر کبیدہ خاطر ہوں گے اور ممکن بہت ممکن ہے کہ پھر قبائل میں ایک جنگ شروع ہو جائے اور تلواریں کھنچ جائیں پھر فیصلہ ہو تو کس کے حق میں ہو ہر شخص برابر کا حقدار ہے اور یہی ہر قبیلہ اپنے سینہ میں یہی آرزو لئے ہوئے

کتنی نازک صورت تھی بظاہر یوں معلوم ہوتا تھا کہ فیصلہ کسی ایک قبیلہ کے حق میں ہوگا یہی قبائل بھی سمجھتے تھے اور سمجھنا چاہئے تھا ثالث کرنے بھی یہی ہیں اگر آپ لاابالی پن اور بے پروائی نہیں معمولی غور سے بھی کام لیتے تو کسی ایک قبیلہ کے حق میں فیصلہ کر کے یکسو ہو جاتے آپ کی بلا سے پھر کوئی لڑتا یا خاموش ہو جاتا۔ خاموش بھی رہتے اور اقرار عہد کا پاس بھی کرتے تو دلوں میں تو کدورت رہ ہی جاتی لیکن جہاں آپ اول درجہ کے منتظم اور قوم پرور واقع ہوئے تھے وہاں آپ کو قوم کی تباہ حالی کا درد تھا وہاں لبیبل مدبر بھی تھے۔ آپ نے آن کی آن میں معاملہ کے ہر پہلو پر نظر ڈالی اور چند لمحوں کے بعد یہ فیصلہ دیا کہ میں تمام قبائل کو ایک نظر اور ایک نگاہ سے دیکھتا ہوں سب کے دعاوی یکساں وزن رکھتے ہیں کسی ایک کے حق میں فیصلہ کرنا اور باقیوں کو اس شرف سے محروم کر دینا گونہ زبردستی اور ناانصافی ہوگی اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ:۔

"جملہ قبائل اپنے میں سے ایک ایک سردار منتخب کر کے میرے سامنے پیش کریں میں ایک چادر زمین پر پھیلا دوں گا اس میں حجر اسود رکھ دیا جائیگا اس چادر کو سب سردار اٹھا کر موقعہ نصب کے برابر لیجائینگے اور پھر چونکہ میں تمام قبائل کا منتخب کردہ ثالث ہوں کسی ایک قبیلہ کا نمائندہ نہیں خود اسے اٹھا کر اس کی جگہ نصب کر دوں گا اس طرح ہر قبیلہ اس شرف میں بھی شریک ہو جائے گا اور نصب بھی سب ہی کی طرف سے سمجھا جائے گا کہ میرا ہاتھ سب کا یکساں نمائندہ ہے۔"

سب کے چہرے چمک اٹھے ہر طرف سے تحسین و آفرین کی صدائیں بلند ہوئیں اور معاملہ بحسن و خوبی ختم ہوگیا۔

اس فیصلہ سے مکہ میں آپ کے تدبر و عقل کا بھی سکہ بیٹھ گیا عرب بھر میں چرچے ہونے لگے اور اس دن سے آپ کو گونہ قائدانہ منزلت حاصل ہوگئی اہم و نازک مسئلوں میں بوڑھے اور جوان آپ سے مشورے لینے لگے دنیا میں بڑے بڑے پیچیدہ معاملات کے فیصلے ہوتے اور ہوتے رہتے ہیں لیکن

قومی اہمیت اور ملکی حیثیت کے جس عجیب مسئلہ کا فیصلہ آپ نے کیا ہے اور جس خوبی کے ساتھ کیا تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے آج بھی ہم نہ سمجھیں مگر بڑے بڑے فضلاء و حکماء تک جب اس کی گہرائی پر غور کرتے ہیں تو انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔

رسوم مشرکانہ سے اجتناب

عرب میں کوئی اخلاقی قید و بند نہیں تھی ہر طرف کفر و شرک اور بد دیانتی و سرکشی کی گرم بازاری تھی آپ بھی کسی رسم کے پابند نہ تھے ہر شخص ہر کام کے لئے آزاد تھا مشرکانہ رسوم تو اجتماعی و ملی حیثیت اختیار کر چکی تھیں جنکی ادا کاری مذہبی فرض سمجھی جاتی تھی لیکن آپ کی فطرت سلیمہ نے آپ کو فطری طور پر ان سے جدا رکھا کبھی نہ بتوں کو اہمیت دی نہ کبھی ان کی منت مانی کبھی انھیں پوجا کبھی ان کا نام نہیں لیا کبھی کعبہ میں برہنہ ہو کر طواف نہیں کیا سارا لوگ برہنہ ہو کر بتوں کو پوجتے تھے آپ کو اس سے نفرت تھی دوران سے مراد ہیں بتکدے تھے آپ کو ان سے کراہت تھی انھیں حرام حلال میں تمیز نہ تھا آپ ان سے بچتے تھے ایک دفعہ قریش نے آپ کی دعوت کی مختلف طرح کے لذیذ کھانے آپ کے سامنے رکھے گئے ان کھانوں میں ان جانوروں کا گوشت بھی تھا جو کسی بت کے نام پر ذبح کئے گئے تھے آپ کو یہ سنتے ہی ازحد کراہت پیدا ہوئی اور آپ نے یہی نہیں کہ اس گوشت کو ہاتھ نہیں لگایا بلکہ جب تک وہ گوشت اٹھا نہ لیا گیا آپ نے کھانا نہ کھایا۔

احباب کا محدود حلقہ

گو آپ ملنسار اور خوش اخلاق تھے لیکن دوستی انہی سے تھی جو اس وقت اخلاق و انسانیت کے ہیکر اور پاکیزہ طبیعت تھے اور جنھیں شہر بھر عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا ان میں حضرت صدیق اکبر وہ بزرگ تھے جو برسوں آپکے دوست رہے ان سے آپ کی گہری دوستی تھی ان کے علاوہ حکیم بن حزام اور ضماد بن ثعلبہ آپ کے خاص دوستوں میں تھے انہی کے پاس آپ اٹھا بیٹھا کرتے تھے ضماد بن ثعلبہ عرب جاہلیت میں جراحی و طبابت کا پیشہ کرتے تھے معزز سمجھے جاتے تھے عہد نبوت میں انھوں نے ایک دفعہ دیکھا کہ آپ راستے میں جا رہے ہیں اور پیچھے پیچھے شریر لڑکوں کا ایک غول ہے جو تالیاں پیٹتا چلا جاتا تھا۔ ضماد سمجھے کہ لڑکے سچ کہتے ہیں جنون ہوگیا ہے آئے اور کہا محمد! میں جنون کا علاج کر سکتا ہوں جواب میں آپ نے قرآن کی چند آیات پڑھ دیں جنھیں سنتے ہی مسلمان ہو گئے۔

حکیم بن حزام حضرت بی بی خدیجہ کے چچیرے بھائی تھے، دار الندوہ انہی کی ملکیت سمجھا جاتا تھا ایک معزز رئیس تھے عہد نبوت میں ایک گراں بہا ہدیہ لیکر حاضر ہوئے آپ نے فرمایا تم میرے قدیم دوست ہو مجھے بھی تمہارے ساتھ دلی محبت ہے مگر میں مجبور ہوں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کر سکتا قیمت لیلو تو تیار ہوں مجبوراً انہوں نے قیمت لینی منظور کر لی۔

قیس بن سائب۔ عبداللہ بن جحش زید بن عمر عیش بن ساعدہ اور ورقہ بن نوفل سے بھی آپ کی دوستی تھی کہ یہ لوگ بت پرستی سے پہلے سے نفور تھے

جوانی کی پرجوش خدمات

آپ نے دیکھ لیا کہ اس جوان عرب نے اپنی جوانی اور بہار عمر کا زمانہ کس طرح گذارا یہ بھی آپ نے محسوس کر لیا ہوگا کہ نبوت سے بیشتر ہی آپ میں تمام جوہر موجود تھے اور ملک کی سیاست قوم کے معاملات اور معاشرت کی اصلاح میں برابر کا حصہ لیتے تھے اور ایک تنہا میں جتنے جوہر ہو سکتے ہیں وہ بھی سب آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے ہر وقت مصروف رہتے تھے اور ہر وقت ملکی و معاشرتی اصلاح کا کام کرتے رہتے تھے ۲۰ سال تجرد میں زندگی گذارنے کے بعد شادی کی اور جہاں پہلے کمرشل ایجنٹ کی طرح کام کرتے تھے وہاں اب تاجر کے طور پر کام شروع کر دیا اور اسے بھی پورے جوش اور پوری قابلیت کے ساتھ نبھایا پھر جوانی ہی میں آپ معبود حقیقی کی طرف متوجہ ہوئے تو اس میں بھی کمال دکھا دیا غرض آپ کی جوانی شرافت، پاکبازی، خدمت و کار اصلاح و عمل کا ایک زندہ مظہر تھی مسلمان چاہیں تو آج بھی اس مشعل ہدایت سے پوری روشنی حاصل کر سکتے ہیں۔

خوش مزاج شوہر

ہر کار دو عالم کی حیات ازدواجی بھی اپنے اندر پوری کشش رکھتی ہے اور زندگی کا یہ پہلو بھی اتنا دلکش ہے کہ دنیا آج بھی اس سے گرانبہا سبق حاصل کر سکتی ہے کسی کو تو ایک دو یا شاذ چار بیویوں کے ساتھ گذارا کرنا ہوتا ہے لیکن آپ کے گھر میں بیک وقت متعدد بیویاں تھیں۔ بیویاں بھی جن میں عمر حیثیت، علم اور مزاج کے گوناگوں فرق موجود تھے ان میں صاحب جمال بھی تھیں اور ذی علم بھی بڑی عمر کی بھی جگر گوشہ تھیں اور سماجی حیثیت کے افراد کی نور چشم بھی مکہ کی رہنے والیاں بھی تھیں اور مدینہ کی بھی اپنے کنبہ کی بھی تھیں اور غیر کنبہ کی بھی ایسی بھی تھیں جو بڑھاپے کی حد میں قدم رکھ چکی تھیں اور کمسن بھی تھیں جو ہنوز دائرہ صغر سنی سے باہر نہ نکلی تھیں امرائے قبائل کی بھی جگر گوشہ تھیں اور معمولی حیثیت کے افراد کی نور چشم بھی عربوں کی لڑکیاں بھی تھیں اور یہودیوں کی بھی رشتہ دار بھی تھیں اور غیر بھی وہ بھی تھیں جو عیش و راحت سے زندگی بسر کرنی چاہتی تھیں اور وہ بھی تھیں جن کے مزاج تیز اور تلخ تھے ان میں تمام ملکوتی صفات و محاسن کے باوجود باہمی چشمک بھی ہو جاتی تھی رشک بھی پیدا ہوتے تھے نوک جھونک بھی رہتی تھی اور شکایتیں بھی ہوتی تھیں اور شکوے بھی۔

اس کے علاوہ سب سے زیادہ نازک صورت یہ تھی کہ آپ کے گھر میں زر و دولت کے انبار نہ تھے سیم و طلائی تھیلیاں نہ تھیں خوشحالی نہ رہتی تھی ہمیشہ فقر و فاقہ میں بسر ہوتی تھی غرض آپ کو ایسی مختلف الخیال مختلف مزاج اور مختلف الطبائع بیویوں کے ساتھ زندگی بسر کرنی پڑتی تھی [illegible] الفروف ہی نہیں اس عالم میں کہ ایک طرف آپ دنیا کو [illegible] دکھلا رہے تھے زندگی کا ہر لمحہ لقیمتی تھا اور صد ہا ملکی ملی قومی [illegible] معاملات بھی ہو رہے تھے ذمہ داریاں آپ کے دوش مبارک پر تھیں۔

ام المومنین حضرت خدیجہؓ

پچیس سال کی عمر میں آپ نے حضرت بی بی خدیجہؓ سے شادی کی جو مکہ کے ایک [illegible] خاندان کی چشم و چراغ تھیں بیوہ تھیں اس سے پیشتر [illegible] انتقال ہو چکا تھا اور شادی کے وقت چالیس سال کی [illegible] بہت بڑی تاجرہ تھیں اتنی بڑی کہ بقول صاحب طبقات [illegible] جب قافلہ تجارت روانہ ہوتا تھا تو تنہا ایک ان کا مال تجارت [illegible] مال تجارت کے برابر ہوتا تھا آپ چونکہ پہلے ان کے کمرشل ایجنٹ رہ چکے تھے اور ان کا مال تجارت لیکر بصرہ و شام تشریف لیجایا کرتے تھے اس معاملات اور اس تعلق میں انھیں آپ کی شرافت و دیانت اور بزرگی و نیک مزاجی کا پہلے ایسا تجربہ ہوا کہ متاثر ہو گئیں اور پیام دیکر شادی کر لی۔

کسی کو بھی توقع نہ تھی کہ یہ بے جوڑ شادی دونوں کی زندگی کے لئے عنوان سعادت و مسرت ثابت ہو گی، شوہر غریب اور بیوی دولتمند بیوی کی عمر چالیس کی اور شوہر پچیس برس کے سن میں آپ تو خیر آپ ہی تھے مگر حق یہ ہے کہ اس دولتمند اور شریف خاتون نے وہ فداکاری دکھائی اور اس وابستگی و فدائیت کا ثبوت دیا جس کی نظیر اس عہد میں تو کیا غالباً کسی عہد میں بھی ڈھونڈے نہ مل سکیگی سب سے پہلے آپ ہی مسلمان ہوئیں آپ ہی شرف ایمان سے مشرف ہوئیں اور سرد و گرم زمانہ میں ایسی خدمت ایسی دلجوئی اور ایسی محبت کی کہ زمانہ متحیر رہ گیا وصال کے بعد جب کبھی یاد آ جاتی تھیں تو آپ کی آنکھوں سے بیساختہ آنسو نکل پڑتے تھے۔ بعض اوقات حضرت بی بی عائشہؓ تو چڑ جاتی تھیں اور فرمانے لگتی تھیں کہ کیا آپ ایک بوڑھی عورت کو یاد کیا کرتے ہیں اس پر آپ فرماتے عائشہ تم انھیں کیا سمجھ سکتی ہو انھوں نے اس وقت میرا ساتھ دیا جب کوئی دنیا میں میرا نہ تھا اس وقت میری دلجوئی کی جبکہ کائنات ارضی کا ذرہ ذرہ بر سر پرخاش تھا واقعی آپ نے اپنا عیش اپنا آرام اپنی دولت سب کچھ آپ پر نثار کر دی اتنی مالدار و ممتاز خاتون نے غریب شوہر کے ساتھ زندگی بھر کبھی اُف نہ کی پوری عمر انتہائی اطاعت و فرمانبرداری میں ختم کر دی۔

مصیبت میں تو سایہ بھی انسان سے جدا ہو جاتا ہے لیکن اس شریف و پاکباز خاتون کے لئے راحت و مسرت اور سرد و گرم دونوں ایک تھے کبھی تیوری پر بل نہ آیا اور کبھی جادہ ثبات سے قدم کو لغزش نہ آئی جوں جوں مصیبت بڑھتی جاتی تکالیف و مخالفت میں اضافہ ہوتا جاتا آپ کا جذبہ اطاعت و محبت بڑھتا جاتا بیویوں اور شریف اور جنتی بیویوں کے لئے حضرت بی بی خدیجہ کی پاک اور پر محبت زندگی ایک بہترین نمونہ عمل ہے۔

امہات المومنین

حضرت عائشہ تفسیر و حدیث ادب و انساب اور اسرار شریعت میں کامل تھیں شعراء کے تمام قصائد ازبر تھے مسند ابن حنبل، خطابت و تقریر میں اپنا ثانی نہ رکھتی تھیں عہد

خلافت راشدہ میں برابر فتوے دیا کرتی تھیں آپ کی اس علمی فضیلت کا تمام مشاہیر علماء کو اعتراف رہا ہے اپنے وقت کی ایک فاضلہ گذری ہیں اسی وجہ سے سرکار دو عالم کو آپ سے محبت تھی نو سال کی عمر میں شادی ہوئی اور نو برس بیوی کی حیثیت میں رہیں ۶۷ سال کی عمر میں انتقال کیا اور ۴۸ برس بیوگی میں گذارے آپ کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا فیاضی اور دریا دلی کے باعث ام المساکین مشہور ہوئی تھیں نہایت غیرت مند اور شریف بیوی تھیں بیوہ تھیں۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر فاروق کی لخت جگر تھیں مزاج میں تیزی زیادہ تھی امیر معاویہ کے زمانہ میں انتقال فرمایا شوہر بہت تھا بیوہ تھیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کی پھوپھی زاد بہن حسن و جمال میں بے نظیر تھیں اور زہد و تقا میں ممتاز تھیں شوہر کے ساتھ بہت محبت کرتی تھیں اور عبادت میں بہت انہماک تھا خود ہی پیدا کرتی تھیں اور سب راہ خدا میں صرف کر دیتی تھیں پہلے ان کی شادی حضرت زید سے ہوئی تھی۔ ازواج میں سب سے پہلے انتقال کیا ۵۳ سال کی عمر میں شادی ہوئی تھی

حضرت جویریہ یہود کے قبیلہ بنی مصطلق کے سردار کی نور چشم تھیں اسیران جنگ کے ساتھ آئیں اور شرف زوجیت سے مشرف ہوئیں۔

حضرت ام حبیبہ شاہ حبش کے زیر اہتمام حبش ہی میں عقد ہوا پہلے ہی اسلام قبول کر چکی تھیں ۴۴ھ میں انتقال ہوا۔

حضرت صفیہ قبیلہ بنی نضیر کی بیٹی یہودی النسل تھیں اسیران خیبر کے ساتھ گرفتار ہو کر آئیں آپ بہت دلجوئی کرتے رہتے تھے بہت محبت تھی۔

حضرت میمونہ ۷ھ میں شادی ہوئی بہت شریف طبیعت اور نیک تھیں۔

حضرت سودہ دوسری شادی آپ ہی سے ہوئی بیوہ تھیں بڑی عمر میں عقد ہوا۔

بیویوں سے سلوک بشریت سے کوئی خالی نہیں ازواج کو اکثر شکایات پیدا ہوتی رہتی تھیں باہمی جنگ بھی رہتی تھی رشک بھی تھا یہ نہیں کہ آپ حضرت عائشہ سے ان کے حسن و جمال اور تدبر کے باعث زیادہ محبت کرتے تھے اس صفت میں تو حضرت زینب اور حضرت صفیہ دونوں ممتاز تھیں اور موخر الذکر تو سب سے بڑھ کر تھیں بلکہ وجہ یہ تھی کہ حضرت عائشہ اجتہاد فکر اور علم و فضل میں یگانہ تھیں اس وجہ سے آپ ان سے زیادہ محبت کرتے تھے دوسری بیویوں کو رشک پیدا ہوا چنانچہ انھوں نے ایک مرتبہ حضرت فاطمہ اور دوسری مرتبہ حضرت زینب کو جنھیں ہر اعتبار سے ان سے دعوی ہمسری تھا اپنا وکیل بنا کر بارگاہ نبوی میں بھیجا اور انہوں نے اپنے نزدیک یہ ثابت کر دیا کہ حضرت عائشہ اس رتبہ کی مستحق نہیں حضرت عائشہ خاموش بیٹھی تقریر سنتی رہیں آخر حضور کے ایما پر کھڑے ہو کر وہ معرکہ آرا تقریر کی کہ وہ سب لاجواب ہو گئیں آپ نے خوش ہو کر فرمایا آخر تو ابو بکر کی بیٹی ہے آپ روزانہ تھوڑی تھوڑی دیر کے لئے ہر بیوی کے حجرہ میں جاتے اور شب کو باری باری ایک ایک کے حجرہ میں آرام کرتے سب کچھ تھا مگر رشک نے منافقت کی صورت کبھی اختیار نہیں کی بلکہ واقعہ افک سے بڑھ کر بدلہ لینے کا اور کون موقعہ تھا حضرت زینب سب سے بڑی حریف تھیں آپ نے ان سے پوچھا تو جواب دیا کہ عائشہ پر تہمت ہے۔

آپ ہر معاملہ میں تمام بیویوں سے یکساں سلوک کرتے تھے یکساں خیال رکھتے تھے لباس و طعام بھی یکساں ہوتا تھا اور آمد و رفت میں بھی کوئی امتیاز نہ تھا۔

اخلاق نبوی کی شان کرم آپ چونکہ بہت خلیق اور نرم طبیعت تھے اس لئے بیویاں نازک مزاجی بھی کر جاتی تھیں مگر آپ طرح دے جاتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن حضرت صفیہ نے ایک پیالہ بھیجا، کیونکہ آپ کا کھانا بہت لذیذ ہوتا تھا حضرت عائشہ نے اسے توڑ دیا اور غصہ میں بھر گئیں اور کچھ نہ کہا۔ اسی طرح ایک دفعہ آپ برہم ہو کر بلند آواز سے بولنے لگیں اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے غصہ سے بیتاب ہو گئے تھپڑ مارنے کو بڑھے کہ رسول اللہ سے گستاخانہ بات کرتی ہے آپ عجلت سے درمیان میں آ گئے، تو غصہ میں بھرے چلے گئے حضور نے مسکرا کر فرمایا عائشہ بچا لیا ورنہ ابھی مزاج ٹھیک ہو جاتا اسی طرح حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ڈانٹ بتائی تھی ایک دفعہ آپ کے حجرے میں کچھ عورتیں بیٹھی زور زور سے باتیں کر رہی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آنے کی آواز سنی تو عجلت سے سب ادھر ادھر ہو گئیں آپ مسکرانے لگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے استفسار پر آپ نے واقعہ جو کہا تو آپ غضبناک ہو کر کہا بیو تو تم مجھ سے ڈرتی ہو اللہ رسول اللہ سے نہیں ڈرتیں آپ بیویوں سے بہت خلق و نرمی سے پیش آتے تھے ان کے ساتھ صحن میں دوڑتے اور تماشہ بھی دکھاتے تھے۔

اکثر بیویاں ناز پروردہ تھیں اچھا کھانے اور اچھا پہننے کو ان کا دل چاہتا تھا اس شکایت پر آپ برہم ہوئے کہ میرے یہاں دولت نہیں آپ نے ایلا کر لیا جس پر سب سنبھل گئیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی کبھی سنہرا زیور نہیں پہننے دیا ایک دفعہ انہوں نے سونے کے کنگن پہنے تو ناراض ہوئے فرمایا بیدکے کنگن زعفران سے رنگ کر پہنتیں تو اچھا تھا بہت تنگی سے گذر ہوتی تھی خیبر فتح ہوا تو بیش وسق جو اور اسی وسق کھجوریں فی بیوی مقرر کر دیا۔

یہ تھی آقائے دو جہان کی گذر اور معاشرت دو دو ماہ چولھے میں آگ نہ جلتی تھی ویسے سلوک سب سے اچھا تھا اور سب کے آرام و آسائش کا پورا خیال رکھتے تھے۔

شفیق باپ

اولاد و احفاد باپ کی حیثیت سے سرکار دو عالم کی زندگی بہت شاندار اور بہت محبت بھری زندگی تھی آپ کے آٹھ بچے ہوئے قاسم، ابراہیم، طیب اور طاہر چار بیٹے اور فاطمہ، زینب، ام کلثوم اور رقیہ چار بیٹیاں۔ بیٹے تو شیر خواری ہی کے عالم میں داغ مفارقت دے گئے البتہ بیٹیاں پلی بڑھیں جوان ہوئیں اور بیاہی گئیں حضرت ابراہیم کے سوا جو حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے باقی تمام بچے حضرت بی بی خدیجہؓ کے بطن سے تھے شادی کے بعد پانچ سال تک تو کوئی اولاد نہیں ہوئی اس کے بعد سب سے پہلے حضرت زینبؓ پیدا ہوئیں ان کی شادی حضرت ابوالعاص اور حضرت رقیہؓ کی شادی عتبہ بن ابوجہل حضرت ام کلثومؓ کی شادی عتیبہ بن ابولہب اور حضرت فاطمہؓ کا عقد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ ہوا گویا سب اپنے کنبہ ہی میں بیاہی گئیں کیونکہ ابوالعاص بھی حضرت زینبؓ کے خالہ زاد بھائی ہی تھے۔

بعثت نبوی کے بعد حضرت ام کلثومؓ اور حضرت رقیہؓ کو طلاق ہو گئی جو بعد کو کچھ وقفہ کے بعد یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنیؓ سے بیاہی گئیں حضرت رقیہؓ کا انتقال غزوہ بدر کے بعد ہوا، ایک بچہ ہوا تھا وہ بھی نہ جیا حضرت ام کلثومؓ کی شادی ان کے بعد ہوئی ۹ھ میں ان کا انتقال بھی ہو گیا ان کے کوئی اولاد نہیں ہوئی حضرت زینبؓ کی بھی پہلے تفریق ہو گئی تھی مگر اسلام لانے کے بعد پھر تجدید نکاح ہو گئی اس لئے کہ دونوں میں بہت محبت تھی اور شوہر کا سلوک شریفانہ رہا تھا ہبار بن اسود نے ایک نیزہ مار کر انھیں اونٹ سے گرا دیا تھا جس سے اسقاط حمل ہوا اور اسی صدمہ کی علالت کے سلسلہ میں ۸ھ میں دو بچے امامہ اور علی کو چھوڑ کر انتقال کر گئیں علی کا تو بچپن ہی میں انتقال ہو گیا مگر امامہ دیر تک زندہ رہیں حضرت فاطمہؓ کے پانچ بچے حسن، حسین، محسن، زینب، ام کلثوم۔ محسن کا انتقال بچپن ہی میں ہو گیا تھا حضرت فاطمہ ۲۹ سال کی عمر میں آپ کے وصال کے چھ ماہ کے بعد ہی غم پدری میں انتقال کر گئیں۔

اولاد سے الہانہ محبت آپ کو اپنی تمام اولاد سے محبت تھی اس میں صغیرہ کبیرہ کی کوئی تمیز نہ تھی ابراہیم پیدا ہوئے تو بہت خوشی ہوئی اور مژدہ سنانے والے ابو رافع کو ایک غلام عطا فرمایا بہت محبت تھی ان کی دایہ کے ہاں لوہاری کے کام ہونے کی وجہ سے گھر دھوئیں سے بھرپور رہتا تھا تاہم آپ حوالی مدینہ میں انھیں دیکھنے برابر جاتے اور گود میں لیکر دیر تک برابر پیار کرتے رہتے بیماری کی اطلاع پا کر فوراً گئے عبدالرحمن بن عوفؓ ساتھ تھے نزع کی حالت دیکھ کر آپ کے آنسو نکلنے لگے عبدالرحمن کے استفسار پر فرمایا بین کرنے بال نوچنے اور چیخ کر رونے سے منع کیا ہے یہ تو محبت و رحمت کے آنسو ہیں کہ دل پر کس کو قابو حاصل ہے۔ آپ مدینہ چلے آئے ہیں حضرت زینبؓ کی طرف سے آپ کو برابر تشویش رہی کہ وہ مشرک سے بیاہی ہوئی دشمنوں میں گھری ہوئی تھیں غزوہ بدر میں ان کے شوہر کو محض اس وعدہ پر چھوڑ دیا کہ وہ جاتے ہی انھیں مدینہ پہنچا دیگا جب راہ میں ہبار بن اسود کے حملے کی اطلاع ہوئی تو بیحد مغموم تھے اور یہ اسی کا اثر تھا کہ فتح مکہ کے بعد آپ نے ہبار کے متعلق حکم دیا تھا کہ جہاں ملے اسے قتل کر دیا جائے، مگر جب اس نے حاضر ہو کر ملتجیانہ معافی چاہی تو فوراً معاف کر دیا لیکن یہ کہدیا کہ میرے سامنے نہ آیا کر کہ تجھے دیکھکر مرنے والی یاد آجاتی ہے اور صدمہ بڑھ جاتا ہے۔

بیٹی کے ہار پر آنسوؤں کے قطرے بی بی زینبؓ کے شوہر حضرت ابوالعاص غزوہ بدر میں گرفتار ہو گئے انھیں شوہر سے بہت محبت تھی رہا کرانے کے لئے انہوں نے اپنا ہار گلے سے آثار کر بطور فدیہ خدمت نبوی میں بھیج دیا ہار دیکھتے ہی آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں صحابہ نے فرمایا کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو میں یہ ہار واپس کر دوں صحابہ کو کیا عذر ہو سکتا تھا چنانچہ آپ نے بیٹی کا ہار بھی واپس کر دیا اور داماد کو بھی اس وعدہ پر چھوڑ دیا کہ وہ حضرت زینبؓ کو لوٹا دینے بھیجدیگا یہ ہار وہی تھا جو حضرت ام المومنین بی بی خدیجۃ الکبریٰؓ نے حضرت زینبؓ کو جہیز میں دیا تھا اور جسے وہ ہر وقت پہنے رہتی تھیں۔

آپ سنتے تھے کہ ابوالعاص کا سلوک بیوی کے ساتھ شریفانہ ہے تو آپ بہت خوش ہوتے تھے اتنے خوش کہ بار بار اس کی تعریف کرتے تھے اور سب کے سامنے کرتے تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی بیٹی حضرت زینبؓ کے ساتھ کیسی عاشقانہ محبت تھی۔

حضرت بی بی فاطمہؓ سے شفقت حضرت زینبؓ کی طرح آپ کو حضرت فاطمہؓ سے بھی انتہائی محبت تھی یہ تو وہ بیٹی تھیں جو مدینہ میں قریب ہی رہتی تھیں اور آخر میں آپ کی تمام اولاد سے ایک ہی باقی رہ گئی تھیں اس لئے شفقت

بلدہ کی مگر نہیں ہوئی تھیں آپ برابر ان لوگوں کے گھر آتے جاتے تھے اور ذرا سی تکلیف بھی سنتے تو بیتاب ہو جاتے تھے ہمیشہ اس سعی و کوشش میں رہتے تھے کہ بیٹی آرام اور سکون سے رہے اور زوجین کے تعلقات میں کوئی ناخوشگواری اور تلخی پیدا نہ ہونے پائے کبھی حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ میں باہم کوئی رنجش ہو جاتی تھی تو آپ فوراً پہنچکر صفائی کرا دیتے تھے ایک دفعہ صلح کرا کر باہر ہوئے تو چہرہ مسرت سے شگفتہ ہو رہا تھا بہت خوش تھے اور بہت مسرور گھر گئے تو پوچھا آج اس قدر غیر معمولی خوشی، شادمانی کی وجہ کیا ہے فرمانے لگے اس وقت ان دونوں میں صلح کرا کر آیا ہوں جو مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے کچھ سختی کی حضرت فاطمہؓ کو ناگوار گزرا آپ گھر سے اٹھکر سیدھی باپ کے پاس پہنچیں حضرت علیؓ بھی پیچھے پیچھے ہوئے شکایت کی تو رسول کریمؐ نے فرمایا کہ بیٹی صبر کرو اور ہوشمندی سے کام لو کونسا شوہر ہے جو بیوی کے پاس سے خاموش اٹھکر چلا آئے۔

حضرت فاطمہؓ تو خاموش ہو گئیں مگر حضرت علیؓ پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ وہ خود حضرت فاطمہؓ سے کہنے لگے کہ اب میں کوئی بات آپ کے خلاف مزاج نہ کروں گا۔

کہیں آپ کو پتہ لگا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ دوسری شادی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ سنکر بیچین ہو گئے اتنے بیچین کہ اسی وقت گھر سے اٹھکر مسجد میں تشریف لائے ایک تقریر کی اور اس میں اپنی بڑی خفگی کا اظہار کرتے ہوئے صاف صاف کہہ دیا کہ لوگو! فاطمہؓ میرا جگر گوشہ ہے جس سے اسے دکھ پہنچیگا اس سے مجھے بھی دکھ پہنچیگا۔

حضرت علیؓ سمجھ گئے لرز گئے ارادہ ترک کر دیا اور پھر جب تک حضرت فاطمہؓ زندہ رہیں آپ نے کبھی شادی اور عقد ثانی کا بھول کر بھی ارادہ نہ کیا کبھی بیٹی کو ڈانٹ نہیں بتائی بھی ترچھی نگاہ سے نہ دیکھا جو کچھ کہنا ہوتا پیار کر کہدیتے بلا نہ جار دیکھتے اور نہایت شفقت کے ساتھ بات چیت فرماتے تھے۔

حضرت رقیہ سے محبت

فی الحقیقت آپ کو حضرت فاطمہؓ سے خصوصیت تھی مگر شفیق باپ نے کسی اولاد کی طرف سے غافل نہ تھے حضرت زینب حضرت فاطمہؓ حضرت ام کلثومؓ اور حضرت رقیہؓ سب کے عاشق تھے سب سے محبت کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ حبش کو ہجرت کر کے گئے ہیں تو حضرت رقیہ بھی آپ کے ساتھ گئیں ان کی مفارقت کا آپ پر بہت اثر تھا آپ کا جی نہ چاہتا تھا کہ بیٹی کو آنکھوں سے اوجھل کریں لیکن زمانہ ہی نازک تھا حالات ہی کچھ ایسی پیچیدگی اختیار کر گئے تھے کہ اس کے سوا مفر ہی نہ رہا تھا اس کے بعد جب تک ان کی خیریت نہ معلوم ہوتی برابر پریشان

و سراسیمہ رہتے۔ کہیں ایک عورت حبش سے آئی۔ آپ کو پتہ جو چلا تو اسے فوراً بلوایا خیریت دریافت کی اس نے کہا حضور دونوں بخیر و عافیت ہیں دل کی تڑپ اور محبت ملاحظہ ہو فرما ئیے کہ پھر پوچھتے ہیں کہ تم دونوں کو دیکھکر ہی آئی ہو عرض کیا جی حضور میں مل کر اور دیکھ کر آئی ہوں یہ سنتے ہی آپ کی زبان سے بیساختہ نکلا اللہ کا شکر ہے پھر فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کے بعد حضرت عثمان غنیؓ پہلے شخص ہیں جنھوں نے بی بی کو ساتھ لیکر ہجرت کی ہے۔

بیٹی کی عزت اور نواسیوں سے محبت

اس محبت و شفقت کے باوجود آپ دنیوی نمود و نمائش کو نہ اپنے لئے روا رکھتے تھے اور نہ اپنی اولاد کے لئے زیور نہ بیویوں کو پہننے دیتے تھے اور نہ بیٹیوں کو۔ ایک دفعہ آپ نے حضرت فاطمہؓ کے گلے میں طلائی ہار دیکھا فرمایا بیٹی کیا لوگوں سے یہ کہلوانا چاہتی ہے کہ رسول اللہ کی بیٹی آگ کا ہار پہنتی ہو۔ جب آپ نے دیکھا کہ ہار اتار دیا تو آپ بہت خوش ہوئے۔

اسی طرح آپ نے ایک مرتبہ گھر پہ پردہ اور نواسوں کے ہاتھوں میں چاندی کے کنگن دیکھے تو کبیدہ ہوئے جب یہ سامان علیحدہ کر دیا گیا تو فرمانے لگے کہ میں اپنے اہل بیت کو زخارف دنیوی سے آلودہ دیکھنا نہیں چاہتا اس کے بدلے میں میری فاطمہ کے لئے عصیب کا ایک ہار اور ہاتھی دانت کے دو کنگن لادو (نسائی)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو بھی اپنے خاندان سے اتنی محبت کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنی کہ حضور کو تھی۔ جب حضرت فاطمہؓ حاضر ہوتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے پیشانی پر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ انھیں بٹھاتے حضرت حسنؓ حسینؓ اور امامہ سے بیحد محبت تھی دوش مبارک پر سوار کئے رہتے سو گئے پیار کرتے اور فرماتے یہ میرے گلدستے ہیں اس محبت و شفقت کے باوجود جب مذہبی دینی معاملہ ہوتا تو آپ محبت اولاد کی ہرگز پرواہ نہ کرتے دنیا کو چاہے لٹا رہے تھے لیکن بیٹی کے گھر فاقہ ہوتا تھا اور وہ چکیاں پیستی تھیں ایک دفعہ حضرت فاطمہؓ نے باپ کو ہاتھوں کے چھالے دکھا کر عرض کیا کہ ایک لونڈی گھر کے کام کاج کے لئے عطا فرمائیے باپ نے فرمایا بیٹی پہلے میں غریب مسلمانوں کا انتظام کرونگا ان سے بچ رہیگا تو کسی کو ملیگا میں اپنے گھرانے کے لئے کچھ نہیں چاہتا اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپکو اولاد سے ہزار محبت ہو مگر آپ کی محبت اندھا دھند محبت نہ تھی۔ واقعی ایسے شفیق باپ دنیا میں کہاں پیدا ہوتے ہیں۔ حضورؐ کی زندگی کا ہر ایک شعبہ اور ہر دور پر نظر ڈالئے تو پتہ لگتا ہے کہ آپ ایک اکمل اور مکمل انسان تھے جس کی نظیر دنیا آج تک نہ پیش کر سکی اور نہ آئندہ کر سکیگی۔

[redacted]

مہربان آقا

غلامی کی نوعیت

غلامی کے بہت سے مدارج ہیں اور بہت سی اقسام غلامی بُری بھی ہے اور اچھی بھی۔ ابتدا سے یک گونہ مراحل تمدن کا ایک مرحلہ قرار دیا جا سکتا ہے آخر غلامی ہے کیا یہی کہ ایک شخص اپنی جملہ حیثیات تمنا اپنے ہی جیسے دوسرے شخص کا مطیع کر دیا جائے اور اس کی مرضیات تمام تر دوسرے کی مرضیات کے تابع ہو جائیں اور بس لیکن کل کا جزو بھی کل ہی کا نمایندہ ہوتا ہے۔ روٹی کا ایک ٹکڑا، مکان کا ایک حصہ، زمین کا ایک قطعہ آخر روٹی مکان اور زمین ہی ہے اسی طرح جزوی غلامی بھی غلامی ہی ہے لیکن ایسی غلامی جس کے بغیر حیات تک کام نہیں چل سکتا اور اس سے کوئی تمدن کسی عہد اور کسی دور میں علیحدہ رہ سکتا ہے اور اگر ہو جائے تو نظام عالم سارے کا سارا درہم برہم ہو کر رہ جائے اور دنیا میں کوئی کام نہ ہو سکے۔

آپ حیران نہ ہوں غلامی ہی نہیں کل غلامی بھی دنیا کے لئے اتنی ہی ضروری اور اتنی ہی اہم ہے۔ والدین اور اولادیں اور بیوی، سپہ سالار و سپاہ، راعی و رعایا میں باہم جو تعلق ہے اسے آپ ہرگز جزئی غلامی نہیں کہہ سکتے وہ سراسر کلی غلامی ہے اور نہایت ضروری غلامی ہے جو نہ صرف والدین، شوہر اور سپہ سالار و راعی کے لئے مفید ہے بلکہ اولاد بیوی اور سپاہ و رعایا ہی کے لئے نہیں بلکہ مدنیت و تہذیب کے لئے بھی ضروری ہے اولاد والدین کی غلامی نہ کرے تو آیندہ تمام نسلیں تنزل میں مبتلا ہو جائیں بیویاں شوہروں کی غلامی سے آزاد و اعراض برتنے لگیں تو دنیا میں یہی نہیں کہ حیات معاشری کا چمن اجڑ کر رہ جائیں بلکہ ہر جگہ وہی ابتذال، پراگندگی و بے کیفی اضطراب نظر آنے لگے جو آج مغرب میں نظر آ رہا ہے یہی صورت دوسرے رشتوں کی سمجھئے اور یہ ذہن نشین رکھئے کہ یہ غلامی جزئی نہیں کلی غلامی ہے اب آپ اس کا نام اطاعت، فرمانبرداری رکھ لیں یا کچھ بہر کیف ہے یہ غلامی ہی۔ غلامی یہی تو ہے کہ کسی معاملہ میں دوسرے کی رائے نہ لی جائے مگر کتنے والدین، شوہر، راعی اور سپہ سالار ہیں جو عمل و اقدام میں سپاہ، رعایا، بیوی اور اولاد سے رائے لیتے ہیں عام کے لئے نہیں برائے نام نہیں بلکہ حقیقی رائے

غلامی کی اساس و بنیاد

دفتروں، کارخانوں، باغوں، کھیتوں میں لاکھوں کروڑوں ملازم ہیں ان کی ملازمت میں واقعی جزئی طور پر آقاؤں کی مرضی کے تابع ہوتے ہیں ان کی رائے کی بھی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ گو یہ ملازمت اصلاً حیثیت تو جزئی غلامی ہی کی رکھتی ہے مگر ہے اصلاً یہ بھی کلی غلامی کہ زمانہ کی اقتصادی حالت نے انھیں بہت مجبور کر دیا ہے اور آقاؤں کا دائرہ اثر ان کی زندگی کے ہر پہلو پر برابر حاوی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کوئی آقا ناجائز و ناروا بھی حکم دے تو یہ امر مجبوری ماننا اور تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے لیکن مصیبت یہ ہے کہ اگر ملازم اپنا نہ مانیں اور ماتحت آقا کی نہ سنیں تو بھی کام نہیں چل سکتا اسی لئے ہم نے اسے ضروری اور تمدن کا ضروری جزو بتایا ہے۔

ابتدا میں یہ دستور کہ ایک انسان اگر دوسرے انسان کو سنگ راہ محسوس کرتا تھا یا جو جماعت ایک جماعت کو رکاوٹ خیال کرتی تھی تو وہ اپنی حفاظت و ترقی کے لئے دوسرے سے لڑتی اور بلاتکلف قتل کر ڈالتی تھی اور جو باقی رہ جاتے تھے انھیں گرفتار کر کے قتل کر دیا جاتا تھا اور اسے کوئی برا بھی نہ سمجھتا تھا اس قتل و غارت میں عورتوں اور بچوں کے لئے بھی امان نہ تھی جب دوسرا دور شروع ہوا اور اخلاقی حالت کچھ بلند ہوئی تو اتنی اصلاح ہو گئی کہ سب کو بلا تمیز نیک و بد قتل نہ کیا جائے خطرناک عنصر کو تو ضرور ہلاک و تباہ کر دیا جائے مگر باقی دشمنوں کی زندگی کی مراعات دیکھی جائیں قید خانے اس دور میں تھے نہیں اور دشمن کے افراد کو گھر نہ بھیجا جا سکتا تھا اور نہ کھلا رکھا جا سکتا تھا۔ پھر انھیں پابند رکھا جائے تو ان کے مصارف کہاں سے لائے جائیں اس لئے تجویز ہوئی کہ انھیں نگرانی میں رکھنے کے عوض کام بھی لیا جائے اور انھیں مختلف لوگوں کو تقسیم کر دیا جائے ان اسیران جنگ میں سے کوئی بھاگ جاتا تھا یا بھاگنے کی سعی کرتا تھا تو اسے قتل کر دیا جاتا تھا کیونکہ خیال ہوتا تھا کہ یہ بھاگ کر اور دشمنوں کے ساتھ ہو کر پھر ہمارے مقابلہ پر آئیگا اس لئے ان کا یہ خیال اور یہ فعل تہذیب کے نقطۂ نظر سے بھی چنداں معیوب نہ تھا۔

غلامی و صنائع

آپ متعجب ہوں گے کہ غلامی اور صنائع کے مابین کیا تعلق ہے جنگ و جدل کا سلسلہ اس وقت سے قائم ہوا جبکہ انسان محض شکار اور جنگل کے پھلوں پر گذارا کرتے تھے اس کے بعد بھی مدت تک صرف زمین کی پیداوار پر گذارا رہا غلہ کو کھا لیا اور پتوں سے ستر پوشی کر لی اب جو غلاموں اور قیدیوں کی فراوانی شروع ہوئی قتل کرنا مسدود ہوا تو ان کے لئے کام کی تجویز ہوئی تو گویا صنعت و حرفت کی بنائیں قائم ہوئیں اور مختلف پیشے ان کے سپرد ہوئے تاکہ یہ

ایک لگے بندھے ہوئے دن بھر کام کرتے رہیں رفتہ رفتہ تمام پیشے غلاموں کے سپرد ہو گئے یہ ان کی قدیم الایام رہا ہے، نتیجہ ہے کہ اب تک پیشے ذلیل سمجھے جاتے ہیں اور مسلمانوں تک میں بھی یہ وہم ہے جولاہوں قصائیوں دھنیوں حجاموں کو کمین سمجھا ہے حالانکہ یہی پیشے آزادوں کے ہاتھ میں آگئے ترقی عالم کے لئے مفید ہوئے، لیکن اتنا مسلم ہے کہ پیشہ ور سبھی سب قریب قریب غلام یا غلاموں کی اولاد تھے اس لئے وہ روایات و دستور آج تک چلے آرہے قائم ہیں اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ غلامی کی بنیاد ظلم و جبر پر نہیں بلکہ رحم و انسانیت نوازی پر رکھی گئی تھی لیکن بعد کو اس نے درحقیقت ایک خوفناک صورت اختیار کر لی پہلے لوگوں کا مقصد تو اپنی حفاظت اور ان کی شریفانہ گزارا کی پرورش تھا لیکن بعد میں انھیں جلب منفعت کا ذریعہ بنا لیا گیا، وحشی درندوں سے ان پر ظلم ہونے اور ستم ڈھائے جانے لگے۔

غلاموں کی منظم تجارت

صنعت انسان کی عجیب چیز ہیں خدا کا خوف نہ رہے تو وہ ظلم و درندگی کرنے لگتا ہے جو بھیڑیوں اور درندوں کے تصور میں بھی نہیں آسکتی اس نے دیکھا کہ غلام تو پیشوں اور حرفتوں میں خوب پیدا کرنے لگے آقاؤں کے لئے آمدنی کا ایسا ذریعہ پیدا ہو گیا اور ... منفعت ہاتھ آنے لگیں اور وہ بھی ایسے ذرائع سے جن میں نہ خرچ تھا اور نہ محنت تو اس کی نیت بگڑی ایک طرف تو اس نے غلاموں پر زیادہ سے زیادہ محنت کرنے کے ظلم و جور شروع کئے اور دوسری طرف یہ سعی کی کہ اور بھی جتنے غلام ہاتھ لگیں حاصل کر کے رکھ لئے جائیں ضرورت و خواہش ایجاد کی ماں ہوتی ہے لوگ دشمنوں کے ملک میں جاتے اور ادھر ادھر سے جو لڑکے لڑکیاں ہاتھ لگتیں پکڑ کر ان کو ضرورت مندوں کے ہاتھوں فروخت کر دیتے رفتہ رفتہ غلاموں نے ایک جائداد کی صورت اختیار کر لی اور ہزار ہا روپیہ ان سے پیدا کرنے لگے۔

یہ رجحان برابر ترقی کرتا گیا اور خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ بدلنے لگا اور ہر ملک و قوم میں اس کا رواج پھیل گیا کیونکہ بہت نفع خیز چیز تھی یوں تو غلامی ہر جگہ فروغ پا رہی تھی لیکن جو منظم صورت اسے مغرب کے سفید فام مہذب افراد نے دی اس کی نظیر دنیا بھر میں ڈھونڈے بھی نہ ملے گی انھوں نے تو اسے ایک عالمگیر اور اجتماعی تجارت کی صورت عطا کر دی مغرب والے افریقہ میں نکل جاتے امریکہ پہنچتے اور وہاں جتنے لوگ ملتے پکڑ کر جانوروں کی طرح جہازوں میں بھر لیتے انھیں کوئی پروا نہ تھی کہ ان میں کتنے مرتے ہیں اور کتنے جیتے ہیں کسی کو روٹی ملی یا نہیں کوئی پیاسا ہے یا بھوکا ان میں سے سینکڑوں دم گھٹ کر مر جاتے تھے مگر ان کی بلا سے افریقہ گویا غلاموں کا جنگل تھا سارے کے سارے تاجر وہیں آتے یہیں سے پکڑتے اور یورپ میں جا کر فروخت کر دیتے وہاں تو غلاموں کی منڈیاں قائم ہو گئی تھیں اور یہ تجارت اس عہد کی سب سے بڑی تجارت بن گئی تھی ان ظالموں اور بے دردوں نے بستیوں کی بستیاں تباہ کر دیں، شہر کے شہر اجاڑ دیئے گاؤں کے گاؤں ویران کر دیئے اور ان کی فروخت سے مالا مال ہو گئے۔

روما اور یونان کے غلام

سلطنت روما کی تہذیب کے بڑے گن گائے جاتے ہیں مگر اس نے بروئے آئین ان کے قتل کو بھی جائز قرار دے دیا تھا اور آقاؤں کو اپنے غلاموں کی جان و مال اور گوشت و پوست پر پورا اختیار دے دیا گیا تھا وہ ان کو سخت سے سخت کام لیتے کوڑوں سے کھال ادھیڑ کر رکھ دیتے، زندہ آگ میں جھونک دیتے بری طرح سزائیں دیتے مغرب کی یہ تجارت آج سے ڈیڑھ صدی پہلے تک یورپ میں اپنی ہولناکیوں اور خونناکیوں کے ساتھ قائم تھی جب یورپ میں سب سے پہلے فرانس نے ۱۷۹۴ء میں اور انگلستان نے ۱۸۳۳ء میں ختم کیا اور ان کی آزادی کا قانون منظور ہو گیا انگلستان کو تو غلاموں کے آقاؤں کو غلاموں کے آزاد کرنے کے سلسلہ میں تیس کروڑ روپیہ بھی دینا پڑا۔ ہندوستان میں غلامی کا جو ڈھنگ پڑا وہ ایک طرح اپنی نوعیت میں سب سے نرالا اور سب ممالک سے جدا تھا یہاں تو آریہ قوموں نے غلاموں کو کچھ اس طرح حقیر کر دیا کہ آج تک بھی انھیں ابھرنے کی توقع نہیں ہو سکتی۔

ایک طرف تو انھیں ایک ... مذہب قرار دیا اور دوسری طرف انھیں تمام ملکی سیاسی تمدنی اور معاشرتی حقوق سے محروم کر کے اجتماعی طور پر ان سے ... برتنے لگے، جتنے ذلیل ترین پیشے اور کام تھے وہ ان کے سپرد کر دیئے علم سے بے بہرہ رکھا اور ان کے سائے تک سے پرہیز و اجتناب کرنے لگے ان کے کنوئیں بھی علیحدہ کر دیئے اور محلے بھی جدا بنائے جس کی وجہ سے یہ ... ذلت کی انتہائی گہرائیوں تک پہنچ گئے، حقیقت یہ ہے کہ کسی کو بھی ... یہ صورت پیش نہ آئی یہ سزا قتل سے بدتر تھی کہ نسلوں تک ابھر ہی نہ سکیں اور ہمیشہ ان پر لعنت اور مار پڑتی رہے اس معاملہ میں ہمارے ہندو بھائی فرد نکلے۔

غلامی اور تاریخ

افریقہ تو غلاموں کا رسالدار تھا ہی مگر غلامی کا سب سے بڑا منبع میدان ہائے جنگ ہی تھے مقتولوں کے زن و فرزند اور شہر و قصبے سب فاتحوں کی ملکیت بن جاتے تھے اور عموماً ایسا ہوتا تھا کہ مفتوح قوم کے جتنے مرد و عورت میدان ہائے جنگ اور مفتوح شہروں سے ہاتھ لگتے تھے وہ سب اسیران جنگ ہوتے تھے یہ امرائے سلطنت اور اعیان حکومت میں تقسیم کر دیئے جاتے تھے جو بعد کو سوداگروں کے ہاتھ فروخت ہو کر بازاروں اور مختلف ملکوں میں پہنچتے تھے ڈاکو بھی قافلوں میں سے لڑکوں اور نوجوان لڑکیوں کو لوٹ لیتے تھے اور پھر انھیں فروخت کر دیتے تھے اور ان پر بھی

انسانیت کی تمام آسائشیں حرام ہو جاتی تھیں اور آزادی کا تصور ہی ان کے لئے کوئی حقیقت نہ رہتا تھا غرض غلامی ہر ملک اور ہر قوم میں پوری قباحت و خوفناکی کے ساتھ موجود تھی تاریخ قدیم میں ہے کہ یہود غیر مذاہب کے قیدیوں اور اسیران جنگ کو نذر آتش کرتے تھے اور جو بچے رہتے تھے انھیں غلام و کنیز بنا کر شکنجوں میں رکھتے تھے۔

مجمع الامثال کرمانی میں آتش پرستوں کے متعلق بھی لکھا ہے کہ ایران کے اکثر اسیران جنگ کو قتل و نذر آتش کر دیا جاتا تھا بعض اوقات انھیں قید کرکے غلام بھی بنایا جاتا تھا عرب میں بھی دستور تھا۔ لیکن پہلے لکھتے ہیں کہ اہل اسلام کی یہ حالت تھی کہ یہ لوگ وحشی اور تند اشتہا والوں کی طرح جو شہر اور قصبہ فتح کرتے تھے وہاں کے باشندوں کو بلا تخصیص قتل کرتے اور جو بچ رہتے انھیں غلام بنا لیتے۔ ضرورت ان کے اندر ایک سا غلاموں کی بہت بڑی منڈی تھی غلاموں میں بڑے بڑے لائق اور شریف زادے بھی ہوتے تھے حتیٰ کہ افلاطون جیسا فلاسفر بھی اس داغ سے نہ بچ سکا بخت نصر کی تو یہ حالت تھی کہ وہ تنہا ایک بیت المقدس سے ایک لاکھ غلام پکڑ کر لے گیا تھا عرب میں کوئی نام و نمود کا شخص اور خاندان ایسا نہ تھا جہاں غلاموں کا ہجوم موجود ہو لیکن غلاموں کی غلامی کا مقصد وہ نہ تھا جو ابتدا میں قائم ہوا تھا بلکہ اب یہ مفاد اور آمدنی کے ذریعے سمجھے جاتے تھے کھیتوں، باغوں اور گھروں میں ان سے ہی کام لیا جاتا تھا۔ زیادہ سے زیادہ مشقت کرنی پڑتی تھی ان کی زندگی اپنے آقاؤں کے رحم پر تھی جو کوڑوں سے ان کی کھالیں ادھیڑ کر رکھ دیتے تھے اور ذرا ذرا سی بات پر ان سے وہ سلوک روا رکھا جاتا تھا جو حیوانوں کیساتھ بھی کوئی روا نہیں رکھتا۔

غلاموں کے ساتھ دنیا کا سلوک

دنیا میں بیشمار بزرگ، حکیم، فلسفی اور دانشمند پیدا ہوئے مگر ان کی رات کو کوئی دن نہ بنا سکا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دنیا میں غلاموں کی حالت دیکھی گھر اور خاندان میں بھی غلام موجود تھے پھر وہ سلوک بھی دیکھا جو ان غلام غلاموں کے ساتھ روا رکھا گیا جو ابتدا میں شرف بہ اسلام ہوئے تھے انھیں گرم ریت پر لٹا کر سینہ پر وزنی پتھر رکھ دئیے جاتے تھے گرم لوہے سے داغا جاتا تھا گلے میں رسی ڈال کر سڑکوں پر گھسیٹا جاتا تھا آپ کا دل دکھتا تھا مگر ... کیا کر سکتے تھے آخر وہ زمانہ بھی آ گیا کہ آپ کو اقتدار ... ہوا لیکن اب ایک اور مشکل سامنے تھی کہ غلاموں پر لوگ ... پہلے سے ان کے ذریعہ ان کے کاروبار فروغ پا رہے تھے اگر ... ان کی آزادی کا حکم دیدیا جاتا تو تنہا عرب کے اندر ہی ... روپے کا خسارہ لوگوں کو اٹھانا پڑتا اور اس حکم کی تعمیل لوگوں پر گراں گذرتی اس لئے آپ نے اس ضمن میں قدم تو اٹھایا مگر نہایت عقل و دانش کے ساتھ۔

آپ نے سب سے پہلے یہ حکم دیا کہ کسی آزاد انسان کو فروخت کرنیوالا اللہ کا باغی ہے اس طرح غلامی کی اس صنف کا استیصال کیا جو کسی قوم کے بچوں اور لوگوں کو پکڑ کر بردستی غلام بنا لینے کی صورت میں دنیا میں رائج تھی چنانچہ رسول کریم کے اسی حکم کے تحت حضرت عمرو نے ان غلاموں کو آزاد کرایا تھا جو نجد کے چند نواحی لوگوں نے پکڑ لئے تھے کیونکہ نجد کے دیہاتیوں نے آپ سے شکایت کی تھی کہ انھوں نے ہمارے آدمی جنگ کے بغیر پکڑ لئے ہیں ساتھ ہی آپ نے فرمایا تھا کہ اگر یہ جرم اسلام سے پیشتر کا نہ ہوتا تو میں ضرور پکڑنے والوں کو قتل کی سزا دیتا۔

رسول کریم کا انسدادی اقدام

دوسرے محض غلام بنانے یا مال و دولت لوٹنے کے لئے ہمسایہ قوم پر حملہ کرنے کو ممنوع قرار دیا وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما فان بغت احداھما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتیٰ تفیٔ الیٰ امر اللہ فان فاءت فاصلحوا بینہما بالعدل واقسطوا (سورہ حجرات) اگر مومنین میں سے دو قومیں مقابلہ پر آمادہ ہو جائیں تو ان میں صلح کرا دو اگر صلح ہو جانے پر ان میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے اس وقت تک برابر جنگ کرو جب تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ نہ آئے اور راہ راست پر نہ آجائے راہ راست پر آجانے کے بعد فریقین میں صلح کرا دو اور اس صلح میں انصاف کا پورا خیال رکھو کہ کسی کے ساتھ رعایت یا زیادتی نہ ہونے پائے گویا یہ صورت بھی اسلام نے ختم کر دی گویا آپ نے پہلے ہی کسی آزاد شخص کو زبردستی پکڑ کر غلام بنا لینے یا کسی پر محض طلب منفعت کے لئے بلاوجہ حملے کرنے اور انھیں غلام بنا لینے کی غلامی کی دونوں صورتوں کو مسدود کیا نیز خود کو یا اپنے بچوں کو اپنی مرضی سے فروخت کر دینے کی بھی سختی کے ساتھ ممانعت کر دی اس طرح دنیوی اور باہمی جنگوں کا تو قطعی خاتمہ کر دیا اور قرار دیدیا کہ ان کا فیصلہ ہمیشہ صلح پر ہونا چاہیے اور کوئی نہ مانے تو تمام مسلمانوں کو مل کر اس سے منوانا اور دونوں کو صلح پر مجبور کرنا چاہیے رہ گئیں مذہبی جنگیں یہاں بھی کسی پر زور نہیں اور مسلمانوں کو اجازت نہیں کہ وہ زبردستی بلاوجہ کسی پر حملہ کر دیں لا اکراہ فی الدین البتہ اگر ان پر کوئی حملہ کرے یا یوں سمجھئے کہ ہندوؤں پر عیسائی حملہ آور ہوں تو وہ یقیناً ہندوؤں کو کمزور ہی سمجھ کر مار رہے ہوں گے اب کمزوروں کے لئے اجازت ہے کہ جنگی قیدیوں کو فروخت کر دیں ہونا چاہیے تھا کہ نہ اپنی کمزوری میں نہ ان کے مصارف کا بار اٹھا سکتا ہے اور نہ انھیں آزاد کر کے اپنے لئے مزید خطرات کا سامان فراہم کر سکتا ہے۔

اس وقت مسلمانوں کی یہی حالت تھی وہ بہت کمزور تھے اس لئے انھیں اسیران جنگ کے فروخت کی اجازت دے دی گئی لیکن کس صورت میں جبکہ وہ اپنا فدیہ یا تاوان جنگ ادا کرنے کے قابل نہ ہوں کیونکہ اگر کوئی شخص اپنا فدیہ دینے کے لئے تیار ہے تو مسلمان پھر اسے کسی صورت میں بھی غلام نہیں رکھ سکتے کیونکہ اسلام میں تو دو ہی صورتیں ہیں مذہبی جنگ میں کوئی قید ہو تو یا تو اسے بطور احسان چھوڑ دو یا فدیہ لیکر رہا کر دو تیسری کوئی صورت ہی نہیں۔ غور کیجئے اور ان تدریجی احکام کی سود مندی پر نظر رکھئے کہ غلامی کے تمام منافذ اور تمام سرچشمے ایک ایک کر کے بند کئے جا رہے ہیں نہ کسی آزاد کو پکڑنا نہ پکڑنے کے لئے کسی پر بلا وجہ حملہ کرنا نہ خود کو اور اپنے بچوں کو فروخت کرنا اور مذہبی جھگڑوں میں جو قیدی مل پڑیں انھیں فدیہ لیکر چھوڑ دو یا بطور احسان چھوڑ دو۔ غرض چھوڑ دو۔ مارنا اور جلانا تو ایک طرف یہاں تو قید رکھنا بھی گوارا نہیں۔

مغربی فاضل کا اعتراض

اگر کوئی شخص اپنا فدیہ پیش کر رہا ہو تو مسلمانوں کو اسے پھر قید رکھنا جائز ہی نہیں اب ایک اور صورت ہے کہ نہ قیدی میں فدیہ ادا کرنے کی طاقت ہے اور نہ مالک میں بغیر فدیہ چھوڑنے کی سکت کہ اسے کچھ معاوضہ تک تو ملنا چاہئے اس صورت میں حکم ہے والذین یبتغون الکتاب مما ملکت ایمانکم فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا واتوھم من مال اللہ الذی اتاکم یعنی قیدیوں میں سے جو قیدی اپنی آزادی کے لئے قسطیں مقرر کرنی چاہتے ہوں تو مقرر کر دو بشرطیکہ تم سمجھتے ہو کہ وہ روپیہ کمانے کی اہلیت رکھتے ہیں یہی نہیں ایسے لوگوں کی مال سے بھی مدد کر دو کہ وہ اس کے ذریعہ سے روپیہ پیدا کر کے اپنا فدیہ ادا کر دیں۔

کتنی رعایت ہے اور کتنی عدیم النظیر فیاضی! سر ولیم اپنی لائف آف محمد کے باب ۳۴(?) صفحہ ۵۲۲ پر لکھتے ہیں کہ اسلام سے تین سب سے بڑے عیوب پیدا ہوئے جو ہر ملک اور ہر زمانہ میں رائج رہے اور اس وقت تک برابر قائم رہیں گے جب تک کہ مسلمانوں کے ایمان کی بنیاد قرآن پر ہے اولاً کثرت ازدواج، ثانیاً طلاق، ثالثاً غلامی یہ وہ مسائل ہیں جو اخلاق عوام کی جڑ پر تبر کا حکم رکھتے ہیں معاشرتی و منزلی زندگی کو مسموم بناتے ہیں اور سوسائٹی کے نظام کو تہ و بالا کرتے ہیں۔

کثرت ازدواج و طلاق کے متعلق تو ہم بشرط فرصت کسی اور جگہ بحث کریں گے اور دکھائیں گے کہ اسلام سے پیشتر تمام دنیا میں یہ دونوں چیزیں ایجابی یا سلبی طور پر اپنی پوری خوفناکیوں کے ساتھ موجود رہی ہیں اور اسلام ہی نے آکر توازن قائم کیا اور اب تو عیسائی طلاق کو اختیار کر چکے اور تعدد ازدواج پر جنگ عظیم کے بعد تمام مغربی ممالک میں غور شروع(?)

ہو گیا یہ کیفیت اس وقت نہیں بحث غلامی سے ہے ہم اپنی زبان سے سردست کچھ کہنا نہیں چاہتے اس لئے کہ ہم مذہبی ہیں اور فاضل مغرب یعنی انہی کی زبان سے انھیں جواب دلوانا چاہتے ہیں۔ نیر الیٹ(?) کی ایک فاضل مضمون نگار مس بیٹ لکھتی ہیں کہ:-

"عرب کا غلام دراصل غلام نہیں بلکہ وہ عرب کا لاڈلا بیٹا تھا"

آرنلڈ صاحب لکھتے ہیں کہ:- "مسلمانوں میں غلاموں کی حالت عیسائیوں کے غلاموں سے بالکل جداگانہ تھی"

سر ایڈورڈ گبن لکھتے ہیں کہ:- "غلامی جسے کہتے ہیں وہ عرب سے بالکل مفقود ہو چکی تھی" جانے دیجئے اسے بھی اور دیکھئے کہ سر ولیم ہی صاحب دوسری جگہ کیا فرماتے ہیں:-

"صحابہ کرام خود پیدل چلے اور اونٹوں پر سوار کر لیا۔ آپ بھوکے رہتے اور انھیں کھلاتے اور ان کی طرف سے ذرہ برابر غفلت نہ برتتے"

اسے کہتے ہیں جادو کا سر چڑھ کر بولنا۔ تسلیم ہے کہ خود بھوکے رہتے اور انھیں کھلاتے اور پھر بھی اسلامی غلامی پر اعتراض ہے اور وہ بھی اس رنگ میں گویا غلامی اور کسی مذہب میں نہیں اور یہ صرف اسلام ہی کا عیب ہے۔

غلاموں پر آقایانہ کرم

مسلمانوں کے لئے حکم ہے کہ جو غلام ان کے پاس رہ بھی جائیں انھیں وہ جو خود کھائیں وہ کھلائیں جو خود پہنیں وہ پہنائیں انھیں جسمانی سزا نہ دیں جو کام خود نہ کر سکتے ہوں نہ کرائیں جس کام سے خود کو کراہت آتی ہے وہ غلام سے بھی نہ کرایا جائے اگر غلام فدیہ دیکر آزادی کا مطالبہ کرے تو فوراً آزاد کر دو یکمشت ادا نہ کر سکے تو قسطیں کر لو ہو سکے تو سرمایہ سے اس کی امداد بھی کرو۔ دنیا کے کسی مذہب اور کسی ملک کا نام لے سکتے ہو جس میں غلاموں سے حسن سلوک پر اتنا زور دیا گیا ہو اور کیا ایسے شخص کو غلام کہا بھی جا سکتا ہے جو آقا ہی جیسا کھاتا پہنتا ہو اور آقا ہی کی طرح زندگی بسر کرتا ہو۔ طاقت و قوت سے زیادہ کام نہ کرنا پڑتا ہو یقیناً نہیں اور ہرگز نہیں اسلام کا غلام بقول مسٹر بیٹ غلام نہیں بلکہ "عرب کا لاڈلا بیٹا" تھا اور بقول سر ایڈورڈ گبن جسے غلامی کہتے ہیں اسلامیوں میں اس کا وجود باقی نہ رہا تھا اسلام کے غلام تو دراصل گھر کے ایک رکن کی حیثیت سے زندگی بسر کرتے تھے اس پر بھی اگر کوئی متعصب اسلام پر اعتراض کرے تو یہ اس کا نہیں اس کے فہم کا قصور ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں سے وہ سلوک کیا کہ وہ گھر وطن تو کیا اپنے والدین کو بھول گئے۔

حضرت زید غلام تھے باپ فدیہ لیکر آزاد کرانے آیا تو رو کر کہنے لگے کہ مجھے اس غلامی میں آزادی سے زیادہ عیش و آرام ہے میں آزاد ہونا نہیں چاہتا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ دس سال حضور کی غلامی میں رہا مگر اس پورے تمام دوران میں رسول کریم نے مجھے کبھی تیوری چڑھا کر بات بھی نہ کی حضرت

کاشانۂ نبوی کے مہتمم رہے اور حضرت عمرؓ نے آپ کو آقا کے نام سے مخاطب کیا۔

ایک دفعہ آپ نے حضرت ابو سعید انصاریؓ کو دیکھا کہ اپنے غلام کو کھڑے زد و کوب کر رہے ہیں پیچھے سے آواز آئی ابو سعود جانتے ہو کہ جتنا اختیار تمھیں اس غلام پر حاصل ہے اس سے کہیں زیادہ اختیار تم پر خدا کو ہے مڑ کر دیکھا تو رسول کریم چلے آ رہے ہیں یہ سنکر ورد دیکھکر لرز گئے اور عرض کیا کہ حضور میں نے اسے آزاد کیا فرمایا بہتر کیا آزاد نہ کرتے تو آتش دوزخ تمھیں چھو لیتی اللہ رے کرم! اسی طرح آپ نے ایک دفعہ ایک شخص کو پیٹتے دیکھا تو فوراً آزاد کرا دیا۔ آپ نے غلاموں کو آزاد کرانے کا یہ ڈھنگ اختیار کیا تھا کہ ان کی آزادی کو ثواب عظیم بتایا بعض گناہوں کا کفارہ ہی غلاموں کی آزادی کو قرار دیا غلاموں کو اختیار دیا کہ وہ آزاد ہونا چاہیں تو ایک مقررہ رقم کما کر ادا کر دیں اور آزاد ہو جائیں اسی طرح ہزارہا قیدی بلا جبر آزاد ہو گئے اور جو رہ گئے وہ سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ بھلا مادر گیتی اس شفقت بیکراں کی کوئی نظیر پیش کر سکتی ہے کہ آپ نے تاکیدی احکام صادر کئے تھے کہ کوئی غلام کو "میرا غلام" اور "میری لونڈی" نہ کہے "میرا بچہ" اور "میری بچی" کہے انتہا یہ ہے کہ مرض الموت میں آپ کو غلاموں کا برابر خیال رہا۔

جنگی قیدیوں پر بارش ابر رحمت

جنگی قیدی آخر جان و مال کے دشمن ہی ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ اس سے پہلے کسی نے بھی انسانی سلوک روا نہ رکھا تھا لیکن اب دیکھئے رسول کریم ان سے کیا سلوک روا رکھتے ہیں غزوہ بدر کے قیدی وہی تو تھے جنھوں نے ۱۳ برس تک مکہ میں ظلم و جور کی انتہا کر دی تھی اور جان و مال و آبرو سب کے دشمن بنے رہے تھے لیکن یہی خونخوار دشمن جب گرفتار ہو کر سرور عالم کے سامنے پیش ہوتے ہیں تو ادرتو اور خود یہ بھی سمجھتے تھے کہ جان کی خیر نہیں اس سے کہ انھوں نے اپنے قابو کے زمانہ میں کوئی کسر اٹھا رکھی تھی جو انھیں کسی کرم و احسان کی توقع ہوتی ملک کا دستور بھی یہی تھا اور اس وقت دنیا میں کوئی بھی ایسی قوم نہ تھی جو بیٹھے بٹھائے اور بے جرم و قصور ستانے والوں کو ایک لمحہ کے لئے زندہ رکھتی مگر نہیں آپ رحمۃ للعالمین تھے رحمت و کرم سے کام لیا آپ نے حکم دیا کہ فدیہ دیکر انھیں آزاد کر دو جو فدیہ ادا نہ کر سکیں ان میں سے ہر ایک دس دس مسلمانوں کو لکھنا سکھا دے اور آزاد ہو جائے ایک شخص عمرو بولا کہ میں نہایت غریب آدمی ہوں عیالدار ہوں قید رہا تو بال بچے بھوکے مر جائینگے آپ کو رحم آگیا اور اسے رہا کر دیا ایک بولا گھر جا کر فدیہ ارسال کر دوں گا اسے اسی وعدہ پر رہا کر دیا۔ پوری دنیا کی مکمل تاریخ موجود ہے بتا سکتے ہو کہ کسی نے ایسے تشنہ خون دشمنوں سے ایسا روادارانہ و فیاضانہ سلوک روا رکھا ہو۔ پھر بھی جو رہ گئے مسلمان خود بھوکے سو رہتے اور انھیں کھانا کھلا دیتے۔

قبیلہ بنی ہوازن کے چھ ہزار قیدی سب کے سب آن کی آن میں رہا کر دیئے حالانکہ یہ سب وہ تھے جو بلا وجہ مقابلہ پر آئے تھے مگر دریائے کرم کی روانی دیکھئے کہ اس روانی کو کون روک سکتا تھا، دنیا والو ہزار برس بھی سعی کرو گے تو اس الطاف و کرم کی مثالیں کہیں نہ پاسکو گے، کیا آپ انھیں غلام کہیں گے جو ہندوستان کے نائب السلطنت بنے اور جنھوں نے فرمانروایان اسلام کی لڑکیوں سے شادیاں کیں روم میں چین میں ایران میں کہیں بھی کسی ملک کے کوئی عہدہ ملا لیکن مسلمانوں کے غلاموں نے تخت سلطنت پر جلوس کئے اور تاج پہنے دنیا رسول کریم کے اس احسان کو بھولنے کی سعی بھی کرے تب بھی تا قیام قیامت نہ بھول سکیگی۔

ماہ انتجار سے لاکھوں روپیہ پیدا کرتے اور غریبوں ضعیفوں بیواؤں اور مسکینوں کی امداد دل کھول کر کرتے گو نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد نبوت آپ کے ہاتھ میں آئی تھی اور قریش کی سرداری الٰہی کے دل لائی آپ تھی جو آپ کی ذہانت، بالیدگی اور دولتمندی و فیاضی کی بدولت جو بات آپ کی تھی وہ کسی کی نہ تھی۔

جدوجہد معاش کی اہمیت

اعلان نبوت کے بعد آپ کے اس تمام اقتدار و دولتمندی کا خاتمہ ہوگیا اور مال اثر و اقتدار زائل ہوگیا لیکن اس کے بعد جب پھر زمانہ نے پلٹا کھایا تو آپ تو آپ آپ کے غلام مالک التجار تھے اور آپ کے فرق مقدس پر تاج رسالت جلوہ گر رہا تھا۔

آپ جو کہ توفیق ایزدی سے ابتدا ہی سے نہایت سرگرم و محنتی تھے کاروباری منافع و دیانت کا تجربہ کر چکے اور خدائے تعالیٰ کو بھی یہی منظور تھا اس لئے آپ نے منصب رسالت پر فائز ہوتے ہی مسلمانوں کو معاش و محنت اور تجارت و کاروبار کی طرف حسب حکم خداوندی متوجہ کرنا شروع کر دیا اور سب سے پہلے فرمایا العبادۃ سبعون جزءا افضلہا طلب الحلال عبادت کے ستر جزو میں جن میں افضل ترین جز کسب حلال ہے آپ سے پہلے دنیا میں کسی نے بھی معاش کو اتنی اہمیت نہ دی تھی مگر آپ نے تو اسے عبادت کا درجہ دیا ایسا درجہ جو فریضہ الٰہی کے بعد سب سے اہم و ضروری درجہ ہے طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ یعنی فریضہ الٰہی کے بعد حلال روزی کا طلب کرنا سب سے اہم فریضہ ہے۔ پھر ارشاد فرمایا طلب الحلال جہاد و افضل الاعمال الکسب الحلال حلال روزی پیدا کرنا جہاد کی برابر ہے اور تمام اعمال میں افضل حلال روزی کے لئے سعی و جہد کرنا ہے اس سے بھی زیادہ یہ کہ جو شخص حلال روزی کی سعی و جہد میں تھک کر سوئے گا اللہ تعالیٰ اس سے خوش رہے گا اور جو اس حالت میں مر جائیگا بخشا جائیگا۔

رسول کریمؐ کی تجارتی تعلیم

معاش و معیشت میں سب سے اہم چیز تجارت ہے اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ دیانتدار تاجر بروز حشر شہداء صدیقین اور انبیاء کے ساتھ اٹھیگا۔" آخرت کی یہ تجارتی کامگاریاں واضح کر کے فرمایا کہ تم تجارت ضرور کرو کہ اس میں رزق کے دس حصوں میں سے نو حصے رزق اسی میں ہے۔" یعنی دنیا میں تو جتنا رزق و روپیہ اللہ نے بندوں کیلئے وقف کیا ہے اس کے دس حصوں میں سے نو حصے تو صرف تجار ہی کے لئے وقف ہیں۔ آخرت میں یہ فائز المرامی کہ شہداء و انبیاء کے ساتھ حشر ہوگا گویا دارین اور دنیا و آخرت کی منفعتیں تجارت ہی میں ہیں مگر کوئی کیا افسوس ہے کہ مسلمان ان احادیث کو پڑھتے ہیں اور پھر آنکھیں نہیں کھلتیں بول تو سنے کو روز کہتے ہیں کہ میاں کوئی آپ کی بات قرآن و حدیث ہے جسے ضرور ہی سچ سمجھیں اور مان لیں لیکن حدیث سامنے موجود ہے اسے سب دیکھتے پڑھتے اور سمجھتے ہیں اور پھر یقین نہیں کرتے یہی نہیں آپ نے تو انسان کے نفسیاتی اور وہمی پہلو کو پیش نظر رکھ کے یہ بھی فرمایا تھا کہ مدبر تاجر کو رزق ملتا ہے اور بزدل تاجر محروم رہتا ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت و ہمت کے مطابق رزق ملتا ہے کتنی شاندار تعلیم ہے۔

صحابہ کرام کی تجارتی دولتمندیاں

صحابیوں نے اس تعلیم کی صداقت تسلیم کیا تجارت کی اور کروڑپتی بن گئے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت صدیق اکبرؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ وغیرہ سب تاجر تھے اور تاجر بھی کروڑپتی جنہوں نے اپنے بعد کروڑوں ہی روپیہ ترکہ میں چھوڑا اور کروڑوں ہی روپیہ اللہ کی راہ میں دیا دنیا میں بھی عزت سے رہے اور آخرت کی فائز المرامیاں بھی حاصل کیں مسلمانوں کے سامنے شاندار تجارتی دنیا کے شاندار تجارتی روایات اور شاندار تجارتی تعلیم موجود ہے اپنے پیشوائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ عمل ہے۔ شاندار روایات ہیں بلکہ یہی وہ تجارت میں سب سے پیش پیش رہے ہیں کاش مسلمان سمجھیں اور اس پر عمل کرنے کو تیار ہوں کہ حقیقتاً ان کی بہتری برتری اور عظمت و بلندی کا راز اسی میں مضمر ہے۔



جنت المعلیٰ



روضہ حضرت سیدنا غوث الاعظم

Popular Press, Delhi

حامل قرآن

عرب کی حالت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے ملک ایسے شہر اور ایسی فضا میں آباد تھے جہاں ہر طرف بادہ نوشی اور جوئے کا زور تھا۔ شاہد پرستی کا سیلاب امڈا ہوا تھا جہالت کی گھٹا میں محیط تھیں بت پرستی کا زور شور تھا بداخلاقیوں کی گندگیاں پھیل رہی تھیں خدا کو چھوڑ کر خدائی مخلوق سے مرادیں مانگی جا رہی تھیں اللہ سے آگے چلنے والے سر بتوں کے آگے جھک رہے تھے لات و عزیٰ کے سامنے حاجتمندوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے رہتے تھے حسن و عشق کا بازار گرم تھا نہ کوئی آئین تھا نہ اصول نہ تہذیب تھی نہ تمدن نہ علم تھا اور نہ مذہب جیسے ماں کے پیٹ سے نکلے تھے ویسے ہی تھے جنگل کے لنگور وحشت تھے برہنہ اور پھیلتے چلے جاتے تھے وحوش و طیور سے بد کھاتے پیتے گاتے اور مر جاتے ہر طرف آندھیاں آ رہی تھیں مذہب تھا مگر نام کو اسلام کا نام لیا جاتا تھا لیکن بجائے خدا کے بندے بتوں کے بندے بنے ہوئے تھے۔ بے حیائی بے غیرتی بے شرمی بد اخلاقی بد اطواری بد وضعی زنا شراب نوشی لواطت چوری قمار بازی حرام خوری دغا فریب کبر و غرور نخوت و رعونت حسد و کینہ غیبت و بدگوئی اور کذب و دروغ کے سیلاب امڈے ہوئے تھے [illegible] راتیں تھے اور سب رعایا [illegible] تھا [illegible] زبردست [illegible] ظلم [illegible] تیز رہتے تھے غریبوں اور بیکسوں کی اس دنیا میں [illegible] کی فریاد سننے والا کوئی نہ تھا مخلوق [illegible] قبائل میں منقسم تھی عرب کیا تھا ایک اسا تلہ عالم تھا جس کی لاٹھی اس کی بھینس جس کا جتھا اس کی حکومت والا معاملہ تھا ہر طرف تاریکی تھی جہاں روشنی کا ایک دیا بھی نہ ٹمٹماتا تھا۔

چھٹی صدی عیسوی کے مذاہب

ایک عرب کیا دنیا بھر کی یہی حالت تھی۔ ہر طرف بگولے اٹھ رہے تھے اور پوری کی پوری دنیا الحاد و زندقہ کفر و شرک اور انتہائی تسفل میں ڈوبی ہوئی تھی اس وقت دنیا میں بکثرت مذاہب موجود تھے جن میں یہودیت عیسائیت مجوسیت بدھ مت ہندو دھرم اور کنفیوشس قابل ذکر ہیں ویسے آفتاب و ماہتاب کو پوجنے والے ستارہ پرست جانوروں کو خدا سمجھنے والے بھی موجود تھے بدھ مت ہندوستان چین اور جاپان میں دم توڑ رہا تھا لیکن زوال پذیر تھا [illegible] کی تصویر ہر گھر میں موجود تھی جس کی پوجا کی جا رہی تھی خدا کا کوئی تصور نہ تھا دوسرا بڑا مذہب عیسائیت تھی جو تمام یورپ اور شام و ایشیائے کوچک اور حبش میں پھیلی ہوئی تھی لیکن توحید کا یہاں بھی نام نہ تھا عیسائیوں نے ایک خدا کے تین گھر لئے تھے تیسرا بڑا مذہب مجوسیت تھی جو آگ کو پوجتے تھے عیسائیوں نے ایک خدا کے تین ٹکڑے کر دئے تھے اور انہوں نے دو خیر کا خدا علیحدہ تھا اور شر کا علیحدہ یہ آتش پرست تمام ایران عراق یمن بحرین شیراز بلخ بدخشاں وسط ایشیا ترکستان ماوراء النہر اور کردستان وغیرہ میں اس کی حکومت تھی ہندو اس وقت ہندوستان میں قائم اور برہمن مت کے روپ میں تھا اس کی بیخ کنی بدھ مت والوں کی دراز دستیوں نے ختم کر دیا تھا اور اب یہ صرف صوبہ بہار اور ہندوستان کے کچھ اور اضلاع تک محدود ہو کر رہ گیا تھا مگر تاہم اور قدیم کیا اس میں توحید تھی ہرگز نہیں ان کے ہزاروں بتوں اور عجیب الہیئت بتوں سے پٹے پڑے تھے اور زن و مرد رات دن ان کے سامنے گڑگڑاتے اور سجدے کرتے تھے۔

جیسی راجپوتانہ کو مکر بنا سمجھتے تھے یہ سب سے خدا کے وجود کو تسلیم نہ کرنے ہی کی حالت کیفیت تھی [illegible] کے ایک دو صوبوں تک محدود تھا عرب میں سب کچھ تھا [illegible] یہودیت [illegible] گو وہ دنیا کا ایک بڑا مذہب تھا مگر اب مدینہ خیبر [illegible] شہروں تک محدود تھا یہ لوگ انبیا کے قتل و عمل قتل کے جرم میں معتوب ایزدی تھے اپنی تمام اہمیت [illegible] چکے تھے تمام مذہبی اصول کو بدل چکے تھے اور بالکل مسخ ہو چکے تھے توحید ان میں کچھ باقی تھی مگر محصور و پابند ہر وقت شرک و کفر میں مبتلا تھے اور انہوں نے اپنے پیشواؤں اور قائدوں کی خدائی تسلیم کر لی تھی غرض مذہبی اعتبار سے پوری کی پوری دنیا زبوں حالت میں تھی۔

دین حنیف

مذکورہ مذاہب کے علاوہ عرب میں دین ابراہیمی بھی دین حنیف کے نام سے مشہور تھا۔ یہ مذہب خالص توحید پر مشتمل تھا لیکن مرور زمانہ سے اس کی حالت بھی سقیم ہو گئی تھی سارے ابراہیمی اصنام پرست ہو گئے تھے حضرت خلیل اللہ کی اولاد بتوں کے سامنے برہنہ رقص کرتی اور ان سے مرادیں مانگتی تھی اور اس کا محض نام ہی نام رہ گیا تھا تاہم اس مذہب کے ظہور قدسی سے کچھ ہی عرصہ پیشتر ایک طرح کی کروٹ لی تھی اور توحید کی طرف ایک قدم اٹھایا تھا۔

عرب کچھ ہوں مگر اللہ کو اللہ ہی کہتے تھے بتوں کو پوجتے ان کی جے بولتے مگر اللہ کو اللہ ہی کہتے اور خود کو دین ابراہیمی سے متعلق ہی بتاتے جانتے تھے اور خلیل بت شکن تھے مگر ان کے تعمیر کردہ اللہ کے گھر میں ان نالائقوں نے اکٹھے ۳۶۰ بت پوجنے کے لئے رکھ چھوڑے تھے۔

ایک دفعہ کہیں ایک میلہ تھا جو کسی بت کے اعزاز میں سالانہ منعقد ہوا کرتا تھا بڑا ہجوم ہوا کرتا تھا اس میں اور لوگوں کے علاوہ ورقہ بن نوفل عثمان بن الحویرث عبداللہ بن جحش اور زید بن عمر وغیرہ بھی شریک تھے اس بت کے سامنے پرستارانہ رقص جب شروع ہوا تو انھیں یکایک یہ خیال آیا کہ یہ تو ابتذال و پستی کی انتہا ہے کہ ہر صاحب عقل و اختیار ہو کر بے حس و بے اختیار اور خود تراشیدہ بت کے سامنے سر جھکائیں انھیں جب کوئی راہ اور کوئی مذہب نہ ملا جہاں ان کی تسکین ہوتی تو عبداللہ ورقہ اور عثمان نے تو مذہب عیسوی قبول کر لیا جو اس وقت کا سچا مذہب تھا مگر صنم پرستیوں کی آلودگیوں سے ملوث ہو چکا تھا۔

زید مکہ سے نکل کر شام پہنچے اور دین ابراہیمی کی تلاش شروع کر دی یہودی اور عیسائی علماء اور فضلاء سے ملتے اور گفتگو کرتے تھے ان کے دل میں تو شعلۂ توحید بھڑک چکا تھا اور یہاں شرک کا لوث موجود تھا کہیں تسکین نہ ہوئی تو واپس آ گئے اور صرف اس اجمالی عقیدہ پر اکتفا کر لی کہ میں دین ابراہیمی کا پیرو ہوں اور اسے قبول کرتا ہوں۔ ابراہیم بن ابی صلت نے بھی صنم پرستی ترک کر دی اور دین حنیفی اختیار کر لیا ابراہیم نے اور بھی متعدد لوگوں کے نام گنائے ہیں جو دین حنیف کی تلاش میں تھے اور کیوں نہ ہوتے کہ دین ابراہیمی کے مجدد کے ظہور کا وقت قریب تھا۔

یورپ اور ایشیا کی حالت

ایشیا میں اس وقت عام تاریکی پھیلی ہوئی تھی ایران کو اس وقت بڑا عروج و اقتدار حاصل تھا کیانی سلطنت پورے طمطراق پر تھا ایک طرف افغانستان اور دوسری طرف بحرین دجلہ اور وسط ایشیا تک اس کی صولت کا سکہ جما ہوا تھا آگ کی پوجا ہوتی تھی، واقعی یہاں کی مدنی حالت بہتر تھی لیکن غریبوں کی فریادیں عرش اعظم کو ہلا رہی تھیں ظالمانہ حکومت تھی اور سب ٹیکسوں کے بار میں دبے ہوئے تھے ہندوستان میں خزائن علوم کے تنہا کلید بردار صرف برہمن اور جوگی بنے ہوئے تھے اس وقت یہاں تمدن کے تمام آثار مٹ چکے تھے رعیت کی حالت غلاموں سے بہتر نہ تھی عورتوں کا کوئی رتبہ نہ تھا ستایا جاتا اور یورپ نمو میں قبائل حیوانوں کی زندگی بسر کرتے تھے چین و جاپان میں خاک اڑ رہی تھی افریقہ میں پوری تاریکی و ظلمت مسلط تھی ہندوستان کے تمدن کی حالت پر بار برنے جو تبصرہ کیا ہے وہ نہایت دلچسپ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو کھانے پینے تک کا سلیقہ نہ تھا۔ اگر ایشیا میں ایران تمدن و عروج کا حامل تھا تو یورپ میں سلطنت روم کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی جو نہایت وسیع اور مقتدر سلطنت تھی مگر اخلاقی حالت وہاں کی بھی خراب تھی یہاں پوپ اور راہب علوم و فنون کے واحد اجارہ دار تھے رعایا ظلم و ستم کی تباہیوں میں پھنسی ہوئی تھی غلامی شدت کے ساتھ اپنی پوری خوفناکیوں سے موجود تھی عورتوں کی حالت زبون و زار تھی غرض کہیں بھی روشنی نہ تھی ہر طرف اخلاقی ظلمتیں مسلط تھیں اور ہر جگہ معاصی و مناہی کا ایک طوفان برپا تھا۔

عرب کی تمدنی حالت

عرب میں جو علاقے شام و ایران سے متصل تھے ان میں تہذیب و تمدن کی علامات نمایاں تھیں کسی زمانہ میں یمن کی حکومت تو ایران اور سمرقند تک پھیلی ہوئی تھی اور اس وقت بھی ایران کی زیر سیادت بہ خاص ترقی کر رہا تھا لیکن حجاز و نجد میں پوری سادگی تھی مگر مکہ میں کچھ نہ کچھ برتری کے آثار ضرور نمایاں تھے بدویت کی یہ حالت تھی کہ گھروں میں چراغ تک نہ جلتے تھے مکانوں میں چھلنیاں تک نہ تھیں آٹے کی بھوسی پھونک کر اڑاتے تھے کھانے میں حشرات الارض تک کو کھا جاتے تھے ازدواج کی کوئی حد نہ تھی حقیقی بہنوں تک سے شادیاں کر لیتے تھے سوتیلی ماؤں کو بیویاں بنا لیتے تھے بے حیائی کا یہ عالم تھا کہ امرا القیس جیسا مشہور شاعر اپنی پھوپھی زاد بہن سے بدکاری کے واقعہ کو ایک قصیدے میں مزے لے لیکر بیان کرتا تھا کعبہ شریف میں برہنہ طواف کیا جاتا تھا مقتول کا خون پی جاتا دشمن کا عضو عضو کاٹ کر رکھ دینا مستورات کا پیٹ چاک کر ڈالنا لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینا، غرباء پر ظلم کرنا کارواں کو لوٹ لینا عورتوں کی ذلت زنا شراب میں اڑانا جوئے کھیلنا دغابازی کرنا بات بات پر جھگڑنا اور سالوں اور برسوں تک لڑتے رہنا روزمرہ کے دھندے تھے نہ کوئی قانون تھا نہ حکومت نہ علم تھا اور نہ سڑکیں۔

نہ صنعت تھی نہ کاشتکاری یمن، حیرہ اور شام کے علاقوں کے سوا کہیں کاشت نہ ہوتی تھی اور نہ کوئی تمدن تھا بڑے بڑے شرفاء و روسا بکریاں چرانے کا پیشہ کرتے تھے اونٹوں اور بکریوں کے گوشت اور کھجوروں پر گذارا تھا، مدینہ، مکہ، طائف اور جدہ میں تو پھر کچھ روشنی تھی ورنہ اندرون ملک کے لوگوں کی زندگی تو بالکل خانہ بدوشانہ زندگی تھی لوٹ مار پر گذارا تھا کھجوروں کے باغ بکریوں کے ریوڑ اور اونٹوں کے غول ان کی جائداد تھے ہر قبیلہ کا ایک سردار ہوتا تھا قریش البتہ بڑی تجارت کرتے تھے اور عرب میں ان کی عزت بھی تھی مگر اخلاق و تمدنی حالت ان کی بہت بگڑی ہوئی تھی مختصر یہ کہ پورا دنیا غرق جہالت و مناہی تھی ہر طرف تاریکی تھی اور ہر جگہ بداخلاقی۔ غرضکہ عرب کی حالت اس قدر ناقابل بیان ہے کہ اس کی پستی و خرابی کا نقشہ کھینچنا بھی دشوار تھا۔

غار حرا کا مجاہدہ

رسول کریم کی صداقت و شرافت تو مسلم ہے حالانکہ سر ولیم میور جیسے متعصب کو بھی یہ لکھنا پڑا کہ "ہماری تمام تصانیف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چال چلن کی بلندی اور گریڈ کی شرافت و پاکیزگی کے متعلق بالکل متفق ہیں" پھر لکھتے ہیں کہ:۔

"غور و فکر کا مادہ آپ میں پہلے ہی سے موجود تھا جو عمر کے ساتھ ساتھ برابر بڑھتا گیا اور شوق و محویت زیادہ ہوتی جاتی تھی ایک والہانہ استغراق ہر طرف طاری رہتا تھا عزلت گزینی کا شوق روز بروز متزاید ہوتا چلا جا تھا اپنے مکان کے گوشے میں بیٹھ جاتے اور دیر تک آنکھیں بند کئے بیٹھے رہتے آپ کی سمجھ میں خود کچھ نہ آتا تھا کہ یہ کیوں ہے"

بہرکیف جب محویت و استغراق زیادہ ہوا تو اضطراب بھی بڑھتا گیا اب گھر کے گوشے میں بھی سکون نہ ملتا تھا قلب میں ایک نا معلوم درد اور خلش تھی جو ہمہ وقت مضطرب رکھتی تھی آخر آپ کسی گوشہ سکون کی تلاش میں پہاڑ پر چڑھ گئے جہاں ایک غار نظر آیا اندر اتر کر دیکھا تو شفاف و صاف جگہ نظر آئی باہر سے تو کچھ نہ دکھائی دیتا تھا مگر اندر اتنی مدھم روشنی تھی کہ جگہ نظر آجاتی تھی آپ خوش ہو گئے اور اپنی رفیقہ حیات سے کہنے لگے کہ یہاں سے تین میل کے فاصلہ پر پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار ہے دل چاہتا ہے کچھ روز اس میں بیٹھ کر مجاہدہ و عبادت کروں وہاں کیا عذر ہوسکتا آپ نے غار میں پہنچ کر ذکر و شغل شروع کر دیا بیوی کھانا پہنچا آتیں کبھی تیسرے چوتھے روز آپ ہی تھوڑی دیر کے لئے چلے آتے۔ کارلائل نے بھی لکھا ہے کہ "آپ کے قلب میں اپنی ہستی دنیا کی حقیقت نبوت کے فلسفہ کے متعلق صدہا سوالات پیدا ہوتے تھے اور ہر وقت غور و استغراق میں ڈوبے رہتے تھے۔

نزول وحی

صوفیائے کرام بھی اسی سنت کے اتباع میں مجاہدات کرتے رہے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اس کے بعد نور جمال ایزدی کے لئے جگہ تیار ہوتی ہے جب تک تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب نہ ہو کسب ضیا کی اہلیت پیدا نہیں ہوتی ہر مہمان کی آمد پر صفائی کی جاتی ہے پھر اس "مہمان عزیز" کے قلب میں اس کی آمد سے پیشتر کیوں نہ اہتمام و صفائی کی جائے۔

تمام سیرت نگار اور مورخ اس امر پر متفق ہیں کہ غار حرا کی عبادت ایک غور و فکر کے سوا کچھ نہ تھی۔ عینی شرح بخاری میں ہے کہ آپ کی غار حرا کی عبادت کے متعلق استفسار کیا گیا تو جواب دیا گیا "غور و فکر و عبرت پذیری" جنھیں تصوف و روحانیت میں چند منزل بھی جانا پڑا ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ سلطان الاذکار کے بعد جو دور شروع ہوتا ہے وہ کیا ہوتا ہے زبان خاموش ہوتی ہے اور قلب و دماغ ہوشیار اسے غور و فکر کہہ لیجئے یا تصور یا مشاہدہ اول و دوم فنا یا مراقبہ

بہرکیف یہ بہت بڑی اور اہم چیز ہوتی ہے اور یہیں اسرار کھلتے ہیں اور یہیں سے روشنی نور جمال کہہ لیجئے اس کی شعاعیں بر تو نگن ہونی شروع ہوتی ہیں اور وہ محویت و استغراق وہ مسرور کنگی طاری ہوتی ہے وہ کیف و سرور پیدا ہوتا ہے وہ بشارتیں رونما ہوتی ہیں کہ انسان سب کچھ بھول جاتا ہے خیر یہ تو قال کی نہیں حال کی حکایات ہیں بہر صورت یہی تھی روشنی نمودار ہونی اور ہونی لازمی تھی۔

بارہا ایسا ہوا کہ آپ شاد ہو ہو گئے اور غار بقعہ نور بن بن گیا جب خوب تزکیہ ہو گیا تو جبرئیل امین نمودار ہوئے غار میں یکایک ایک تیز آفتابی روشنی پیدا ہو گئی اور کہا اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق فرمایا میں پڑھنا ہی نہیں جانتا جبرئیل امین نے آغوش میں لیکر تنگ کھینچی اور کہا اب پڑھو پھر آپ نے وہی کہا کہ پھر انہوں نے زور سے کھینچا اس دفعہ آپ کی زبان پر وہ الفاظ جاری ہو گئے فرشتہ غیب تو غائب ہو گیا اور آپ کا سینہ روشن وحی بڑی عظمت کی چیز ہے آخر تو اللہ کا کلام ہے دہشت سے لرزنے لگے جسم پسینہ پسینہ ہو گیا سانس تیزی کے ساتھ چلنے لگا۔ اٹھے اور گھر پہنچے۔

جلال وحی کے اثرات

گھر پہنچتے ہی بیوی سے کہنے لگے جلدی کرو مجھے کمبل اڑھاؤ شدت کا جاڑا چڑھ رہا ہے انہوں نے دوڑ کر کمبل اڑھائے سردی کم ہونے ہی پر نہ آتی تھی دہشت برابر بڑھتی جاتی تھی لیکن جاڑا ہوتا تو وہ جاتا یہ تو عظمت و جبروت الٰہی اور عظمت وحی کا اثر تھا بدقت تمام سکون ہوا تو بیوی نے حالات پوچھے اور استفسار حال کیا آپ نے سب کیفیت کما کماکمال سنادی بیان کرتے کرتے پھر دہشت طاری ہو گئی اور آپ نے پریشانی و اضطراب کے عالم میں کہا کہ مجھے تو اپنی زندگی خطرے میں معلوم ہوتی ہے اور ایسی حالت ہے کہ اب بچتا نظر نہیں آتا۔ جاں نثار بیوی بولیں گھبرائیے نہیں اللہ تعالےٰ آپ کو ہرگز ضائع نہ کریگا آپ تو وہ ہیں جو غریبوں اور محتاجوں کی دستگیری کرتے ہیں اقربا نواز ہیں درد مندوں سے محبت کرتے ہیں سب سے با اخلاق پیش آتے ہیں مظلوموں کی خبر گیری کرتے ہیں سب کو آپ سے فیض پہنچتا ہے۔ تسلی رکھئیے مجھے تو آپ کی یہ حالت کسی نور عظیم کا عنوان نظر آتی ہے چلئے میں آپ کو اپنے بھائی ورقہ کے پاس لئے چلتی ہوں آپ کی ڈھارس بندھ گئی اور ورقہ بن نوفل کے پاس پہنچے

عیسائی عالم سے اظہار حال

ورقہ بن نوفل سے آپ نے تمام ماجرا کہہ سنایا ورقہ بن نوفل بوڑھا آدمی تھا انجیل کا عالم تھا نیک طبع اور شریف النفس انسان تھا عیسائی تھا انجیل کی تمام پیشنگوئیاں پیش نظر تھیں اس لئے پہلے تو غور سے سنتے رہے

اور پھر نہایت پر جوش طریقہ پر آپ کی خدمت میں ہدیۂ تبریک و تہنیت پیش کر کے کہا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یہ وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوا تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں بوڑھا اور بہت بوڑھا ہو گیا ہوں اور قطعی توقع نہیں کہ میں اب زیادہ مدت تک جیوں اور زندہ رہوں لیکن یاد رکھو کہ تجھے اپنی قوم سے بہت سی ایذائیں پہنچیں گی اور تجھے اس شہر سے نکال دیگی آپ متعجب و حیران ہوئے اور حیرت سے پوچھا کیا میرے وطن والے واقعی مجھے مکہ سے جلاوطن کر دیں گے"

ورقہ بن نوفل نے کہا کہ ہاں ایسا ہی ہوگا مگر تمہارے لئے یہ کوئی نئی بات نہ ہوگی جتنے نبی بھی آج تک پیدا اور مبعوث ہوئے ہیں ان سب کے ساتھ ان کی قوم نے یہی سلوک کیا ہے سب ہی اپنے ہم وطنوں کے ظلم و عناد کے شکار ہوئے ہیں لیکن اطمینان رکھو کہ اگر میری زندگی نے وفا کی اور میں اس وقت تک موجود رہا تو ضرور تمہارا ساتھ دوں گا" لیکن یہ خوف کسی انسان کا خوف نہ تھا جس سے نفرت و وحشت پیدا ہوتی بلکہ خوف نور ربانی تھا۔ ابھی برداشت کی قوت پیدا نہ ہوئی تھی اس خوف و دہشت میں ایک شوق، ایک کیف اور ایک سرور تھا جو آپ کو پھر غار کی طرف لیجاتا مگر اب وہاں کیا تھا کئی روز صاف ہو گذر گئے تو شدت شوق نے پہلے مضطرب اور پھر مایوس کر دیا کیا ہی پیاری تھی وہ دہشت جس کے فراق میں آپ زندگی سے بیزار ہو گئے اور بیزار بھی ایسے کہ پہاڑ کی چوٹی پر خود کو گرا کر ہلاک کر دینے کے لئے چڑھ گئے اور گرنا ہی چاہتے تھے کہ جبرئیل امین پھر نمودار ہوئے اور کہا محمدؐ! ایسا نہ کرو تم پیغمبر خدا ہو، رسول اللہ ہو یہ سنکر اور جبرئیل امین کو دیکھکر آپ کو گونہ تسکین ہو گئی۔

انسانی محبت بھی بڑی چیز ہوتی ہے یہ محبت تو محبت الٰہی تھی اس کے اضطراب و اشتیاق کا کیا پوچھنا بار بار مایوس ہو جاتے اور خودکشی کی سعی کرتے اور بار بار جبرئیل امین نمودار ہو کر تسکین دے جاتے اور پھر رک جاتے۔

وحی قرآنی کے اسرار

آپ کا اشتیاق بھی بجا تھا اور وحی کے تسلسل کا رکنا بھی درست تھا جب پہلی ہی مرتبہ وحی پر آپ کی دہشت کا یہ عالم تھا تو تسلسل کی صورت میں تو زندگی مشکل ہو جاتی۔ نور ربانی اور وحی ایسی چیز تو نہ تھی کہ انسان دفعتًا اس کا متحمل ہو سکے بڑی عظمت و جلالت کی شے ہے جسے اہل نظر ہی سمجھ سکتے ہیں اسی لئے استعداد دیکھکر اس کا اجراء ہوتا ہے ہم نے دیکھا ہے کہ لوگوں میں ایک شخص صرف ایک لطیفہ کے اجراء ہی میں بیقرار ہو گیا تھا اور ہائے جلا اور ہائے مرا پکارنے لگا تھا۔ ہمارے پیر بھائی شیخ محمد آفاق صاحب رئیس اعظم گڑھ کہتے ہیں کہ جب ان کے چار لطائف جاری کر دیے گئے تھے تو تمام جسم سے شرارے نکلنے شروع ہو گئے تھے دماغ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھی کے دماغ سے بھی بڑا ہو گیا ہے یہ اس نور کی جلالت ہے جو پشتہا پشت میں منتقل ہو کر آتا رہا ہے اس سے اندازہ کیجئے اس نور کی شان و عظمت اور جلالت و سوزش کا جو براہ راست نازل ہو رہا ہے حضرت موسیٰ تو دیکھتے ہی بیہوش ہو گئے تھے یہ انبیاء ہی کا ظرف ہے کہ وہ وحی کے متحمل ہو جاتے ہیں قرآن کریم ہی کی اس آیت پر نظر کیجئے لو انزلنا هذا القرآن على جبل لرأيته خاشعا متصدعا من خشية الله جس کے اثر سے پتھر اور پہاڑ پگھل کر پانی ہو جائیں اسے قلب انسانی کا برداشت کر لینا کتنا بڑا کام ہے۔ یہ تو انبیاء اور اولیاء ہی کا حوصلہ ہے کہ وہ اس نور کے خم کے خم چڑھا جاتے ہیں اور پھر ہوش بجا رہتے ہیں عام انسان تو ایک ذرۂ نور کا متحمل بھی نہیں ہو سکتا اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے خواب میں مشاہدے ہوتے رہے پھر روشنی نمودار ہوئی روشنی کے بعد حضرت جبرئیل امین نمودار ہوئے اور ہوتے رہے اور پہلی اور دوسری وحی میں کافی فصل ہو گیا اس کے بعد آخر میں بھی یہ حالت تھی کہ حضرت عائشہؓ کے بیان کے مطابق جب آپ پر وحی نازل ہوتی تھی تو ایک حالت طاری ہو جاتی تھی اور سینہ میں خراٹے ہو جاتے تھے لوگوں نے اس حالی چیز کو بھی عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کی اور اسے سمجھنے کی کوشش کی ہے مگر یہ وہ چیز ہی نہیں جسے عقل سے جانا اور سمجھا جائے بہرکیف بعد کو حالت تو طاری ہوتی پسینے تو آتے مگر دہشت کے وہ نمایاں آثار نابود ہو گئے تھے کہ استعداد پیدا ہو گئی تھی وحی تھوڑے تھوڑے فصل کے بعد برابر نازل ہوتی رہی اور ۱۱ھ میں یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا کاش مسلمان قرآن کی عظمت کو سمجھیں اور سوچیں کہ قرآن کیا چیز ہے حامل قرآن کیا تھے اور ہمیں اس سے کیا سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

مجاہد پیغمبر

معززین مکہ میں اسلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب منصب رسالت پر فائز ہوئے اور خفیہ تبلیغ کا آغاز کیا تو ابتدا آپ نے گھر سے شروع کی حضرت بی بی خدیجہؓ نے دعوت سنتے ہی اسلام قبول کر لیا اس کے بعد آپ کے پروردۂ آغوش حضرت علیؓ اسلام لے آئے اس کے بعد آپ نے پوری دانائی و ہوشمندی سے ان بزرگوں میں تبلیغ شروع کی جنھیں آپ کے اخلاق شرافت دیانت اور صحبت کا پورا تجربہ تھا اور جو آپ کو راستباز اور امین سمجھنے میں خلوص و یقین کے تمام مدارج طے کر چکے تھے ان میں حضرت صدیق اکبرؓ تھے جن سے معززین مکہ جملہ امور میں مشورے لیتے اور بہت عزت کرتے تھے جو نہایت فیاض دولتمند ذی عقل شریف النفس اور ماہر انساب تھے انھوں نے بھی آپ کی دعوت پر اسلام قبول کر لیا اور پھر انہی کی ترغیب سے حضرت سعد بن وقاص حضرت عبدالرحمن بن عوف حضرت زبیر بن العوام حضرت طلحہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے قلوب نور ایمان سے جگمگا اٹھے (طبقات ابن سعد) یہ سب بزرگ اپنی اپنی جگہ ذی اقتدار اور ذی اثر تھے اور اسلام کو یہ شرف حاصل ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ ایمان لائے ان کی لیاقت و ہوشمندی مسلم تھی اور زر و دولت میں بھی امتیازی حیثیت کے حامل تھے۔

اس سے آپ کے ساتھ صاحب عقل و ہوش بزرگوں کی بھی ایک مختصر جماعت ہو گئی ان میں سے ہر بزرگ اپنی جگہ ایک مبلغ اسلام تھا جو مخفی طور پر اپنے کام میں سرگرمی کے ساتھ مصروف تھا یہ اللہ کا کرم اور آپ کی تبلیغ کا اثر تھا کہ جو سن لیتا تھا اور جس کے کان میں اسلام کا پیغام پہنچ جاتا تھا وہ فوراً اسلام لے آتا تھا رفتہ رفتہ یہ سلسلہ اندر ہی اندر بڑھنے اور پھیلنے لگا اور حضرت عثمان بن مظعونؓ ابو عبیدہؓ بلالؓ سعید بن زید عمر بن عنبسہؓ عبداللہ بن مسعودؓ خباب بن الارت ارقم عبداللہ الاسد بن ہلال عامر بن فہیر سائب بن عثمان ابو حذیفہ بن عتبہ اور خالد بھی پیرواے اسلام آ گئے یہ سب ممتاز صحابی ہیں۔ واضح رہے کہ ابھی تک اسلام کی تبلیغ پورے اخفا و احتیاط کے ساتھ کی جا رہی تھی محرمان اسرار کے سوا کسی کو علم نہ ہونے پاتا تھا نماز کا وقت آتا تو آپ سب کو لیکر کسی پہاڑ کی گھاٹی میں چلے جاتے اور وہیں نماز ادا کرتے

سہ سالہ تبلیغ کے نتائج ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی پہاڑ کے درے میں نماز پڑھ رہے تھے محویت کا عالم تھا کہ ابو طالب ادھر آ نکلے اور دیر تک کھڑے دیکھتے رہے سلام پھیرنے کے بعد پوچھا یہ کونسا دین ہے؟ جواب دیا ہمارے دادا ابراہیمؑ کا یہی دین تھا۔ ابوطالب بولے کہ میں اس دین کو اختیار تو نہیں کر سکتا لیکن تمھیں میری طرف سے اجازت ہے کوئی بھی تمہاری مزاحمت نہ کر سکیگا۔

تین برس تک اس خفیہ تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا اور اس تمام مدت میں تقریباً سوا سو افراد نے ایمان قبول کر لیا جب رحمت کاملہ حق نے دیکھ لیا کہ جتنے لوگ شریف النفس اور نیک نہاد تھے وہ تقریباً سب کے سب اسلام لے آئے اور آفتاب رسالت بلند ہو چکا تو علانیہ تبلیغ کا حکم صادر ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ کے خصائل و اخلاق کے متعلق ہم ابھی ابھی اظہار خیال کر چکے ہیں ایمان لانے کے وقت آپ کی دولتمندی کا یہ حال تھا کہ چالیس ہزار درہم نقد موجود تھے۔ حضرت عثمان بن مظعون فطری طور پر صوفیانہ طبیعت رکھتے تھے اور بہت نیک نفس انسان تھے شراب تو پہلے ہی ترک کر چکے تھے اسلام لانے کے بعد طبیعت اور جوش میں آ گئی اور آپ نے ترک علائق کا عزم کر لیا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا صہیب رومی نے پہلے ہی سے شراب چھوڑ دی تھی۔

حضرت ابو ذر بھی وہ تھے جو بت پرستی ترک کر چکے تھے رسول کریم کی بعثت کا حال سنتے ہی حاضر ہوئے اور چند آیتیں سنکر مسلمان ہو گئے حضرت عبدالرحمن بن عوف بھی بڑے مدبر اور نیک نہاد و بااثر بزرگ تھے۔ حضرت سعد فطرتاً نہایت شجاع و گراں مرتبت بزرگ تھے اور فتح نگاہ سے دیکھے جاتے تھے حضرت زبیر و طلحہ دونوں نہایت وجیہ اور مآل اندیش سمجھے جاتے تھے حضرت عثمان غنی بہت مالدار بہت سیر چشم اور بہت غیور بزرگ تھے۔ خباب، صہیب، ابو فکیہہ اور حضرت بلال واقعی بہت غریب و نادار و بے حیثیت افراد تھے لیکن باطنی اعتبار سے دیگر مسلمانوں کے ہمسر تھے غرض جتنے نیک اور پاکیزہ خصائل افراد مکہ یا نواح مکہ میں موجود تھے وہ اس سہ سالہ تبلیغ میں زیر لواے اسلام آ گئے۔ دامن کوہ میں حضرت روح الامین نے وضو کر کے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور سکھائی تھی اور یہ توحید کا سب سے پہلا سبق تھا سب مسلمان اسی طریق پر تین برس تک پہاڑ کی گھاٹیوں اور دروں میں نمازیں پڑھتے

رہے نماز پڑھا کرتے رہے اور توحید کا یہ منصوبہ [illegible] پر قائم ہو گئے۔

علانیہ تبلیغ

تین برس کے بعد حکم صادر ہوا کہ "فاصدع بما تؤمر و اعرض عن المشرکین" اور "انذر عشیرتک الاقربین" آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اب علانیہ اس کی تعمیل کر اور اپنے رشتہ داروں کو خدا سے ڈرا۔ چنانچہ آپ نے لوگوں کو جمع کیا اور کوہ صفا پر چڑھ کر فرمایا:۔

"اے معشر قریش! اگر میں تم سے یہ کہوں کہ پہاڑ کے عقب سے ایک لشکر بڑھا چلا آرہا ہے تو کیا تم یقین کرو گے سب نے کہا کہ بے شک ہم یقین کریں گے کیونکہ ہم نے تجھے ہمیشہ سچ بولتے دیکھا ہے آپ نے فرمایا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر شدید عذاب نازل ہوگا یہ سن کر لوگ برہم ہوئے اور بڑبڑاتے ہوئے چلے گئے چند روز بعد ہی آپ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ دعوت کا انتظام کرو جس میں تمام خاندان عبدالمطلب مدعو تھا دعوت کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ دیکھو میں ایک ایسا دین لیکر آیا ہوں جو دنیا و آخرت دونوں کی فلاح و سعادت کا حامل ہے بتاؤ اس کی تبلیغ میں کون کون میرا ساتھ دیگا۔ حضرت علیؓ کے سوا اور کسی نے حامی نہ بھری۔ آخر آپ نے حرم میں پہنچکر اعلان توحید کیا جس پر ہر طرف سے تلواریں پڑنے لگیں آپ کے ربیب حارث جو بچانے آئے تھے اسی دشت تہمیں [illegible]

حضرت حمزہؓ و عمرؓ کا مبارک قدم

اب اس طرف سے تو علانیہ تبلیغ شروع ہو گئی تھی اور اس طرف سے ظلم و ستم کا آغاز ہو گیا تھا۔ نہ آپ تبلیغ سے باز رہ سکتے تھے اور نہ کفار ظلم سے گو ان کی سختیاں ہونے لگیں۔ حضرت حمزہؓ آپ کے چچا تھے اور چچا بھی نہایت جری و دلیر انھیں اپنی کنیز سے پتہ لگا کہ ابو جہل نے محمدؐ کے ساتھ نہایت ظالمانہ سلوک روا رکھا ہے جوش آگیا اور ابو جہل سے جاکر کہا کہ میں بھی مسلمان ہو گیا ہوں چنانچہ آپ نے اعلان کر دیا حضرت عمرؓ بھی بہت غصہ ور تھے اور بہادر بھی تھے ایک روز مشتعل ہو کر برہنہ شمشیر لیکر چراغ مصطفوی کو بجھانے چلے مگر لوٹ کر جو دیکھا تو بہن بہنوئی دونوں شمع اسلام کے پروانے نظر آئے بہت سختی کی آخر توفیق ایزدی سے قرآن کی آیات سنکر ایسے متاثر ہوئے کہ غلامانہ حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد اسلامیوں کا حوصلہ بڑھ گیا اور انہوں نے حرم میں جاکر علانیہ نماز پڑھی پھر ہنگامہ ہو گیا مگر چونکہ عاص بن وائل ایک دولتمند رئیس نے اسی وقت حضرت عمرؓ کو اپنی پناہ میں لے لیا اس لئے لوگ ہٹ گئے۔ سر ولیم میور بھی لکھتے ہیں کہ اس چھبیس سالہ جوان کے اسلام لے آنے سے اتنی تقویت پہنچی کہ اس روز سے فرائض اسلام علانیہ ادا کئے جانے لگے حالانکہ اس سے پیشتر فرائض مذہبی علانیہ طور پر ادا کرنے کی جرأت کسی کو نہ تھی۔

مادہ پرستوں کی مادی پیشکش

اب کفار نے مقتدر اور ذی حیثیت افراد کو ایذا رسانی کی حد تک چھوڑ دیا اور کمزور دل اور غریبوں پر اپنے قہر و غضب کی بجلیاں گرانی شروع کر دیں مجبوراً مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت ہجرت کر کے حبش چلی گئی کفار تعاقب کرتے ان تک پہنچے گئے مگر کامیاب نہ ہوئے بلکہ وہاں بھی شمع اسلام جگمگانے لگی قریش نے دیکھا کہ اسلام تو ایک خوفناک صورت اختیار کرتا چلا جا رہا ہے اور عرب و حبش میں لوگ برابر مسلمان ہوتے چلے جا رہے ہیں تو گھبرائے اور انھوں نے اپنا ایک جلسہ مشورت منعقد کر کے مکہ کے ایک رئیس عتبہ بن ربیع کو اپنا نمائندہ مقرر کر کے آپ کے پاس بھیجا عتبہ آپکے پاس آیا اور کہنے لگا:۔

"بھتیجے اگر زر و جواہر کا آرزو مند ہے تو ہم سب مل کر ابھی تیرے آگے ان کا ڈھیر لگائے دیتے ہیں اور اگر عزت و اعزاز کا متمنی ہے تو ہم تجھے اپنا سردار مان لیتے ہیں حکومت کا خواہشمند ہے تو عرب کا تاج حاضر ہے خوبصورت اور مہ جمال نازنینوں کی معیت کا ارمان ہے تو جتنی اور جیسی لڑکیاں تو چاہے تیرے عقد میں دی جا سکتی ہیں اور اگر خلل دماغ ہے تو ہم بہتر سے بہتر علاج کرانے پر آمادہ ہیں مگر تو یہ کام چھوڑ دے اور بتوں کو برا نہ کہہ"

حضور رسول کریمؐ نے اس کے جواب میں قرآن کی چند آیات پڑھ دیں جنکے سنتے ہی عتبہ مبہوت ہو گیا اور اتنا متاثر ہوا کہ گھر جاکر اور دروازے بند کر کے بیٹھ رہا۔ الغرض نبوت کے متعلق اور کیا خیال قائم کر سکتے تھے ان کا خیال تھا کہ سرداری و حکومت یا دولت و امارت ہی کے لئے یہ تکالیف اٹھائی جا رہی ہیں تنگ آکر یہ سب کچھ ہی دینے پر تیار ہو گئے مگر وہ نہیں سمجھ سکتے تھے کہ ان نعائم سے بڑھکر بھی ایک نعمت ہے جس کے مقابلہ میں یہ تمام نعائم ہیچ ہیں اور جس کی لذت و سرشاری کا مقابلہ دنیا کی کوئی لذت نہیں کر سکتی۔

پیغمبرانہ استقلال و بے نیازی کا شاندار مظاہرہ

لوگ یہ سنکر حیران تھے کہ اتنی اہم و عظیم پیشکش کو کوئی انسان کیونکر ٹھکرا سکتا ہے اور واقعی اس مادی دنیا میں کوئی مادی خیال کا انسان انھیں نظر انداز نہیں کر سکتا کہ مادی ترقی کی تو معراج ہی یہی چیزیں ہیں غرض وہ اپنے نزدیک سب سے زیادہ موثر پیشکش اور موثر کارروائی میں ناکام ہو کر بہت کشمکش و پیچ میں پڑے اور سب اکٹھے ہو کر پھر مشورہ کرنے لگے کہ اب کیا جائے اب تو کوئی مرحلہ باقی ہی نہ رہا جو کچھ ایک انسانی طاقت دے سکتی ہے وہ سب دینے کو تیار تھے پھر بھی کوئی نہ مانے تو کیا کیا جائے آخر قرار پایا کہ مکہ کے مقتدر و معزز ارکان کا ایک وفد ابو طالب کے پاس [illegible] ایک معزز وفد ابوطالب کے پاس آیا اور کہا کہ اب صبر کی [illegible] عرصہ تک ہم اپنے بتوں اور خداؤں کی توہین گوارا [illegible]

بھتیجے کو سمجھا لیجئے کہ وہ اس فعل وعمل سے باز آجائے وہ جو چاہے وہ کرے مگر ہمارے بتوں کی توہین وتذلیل نہ کرے ورنہ ہم سب متحدہ طور پر اسے قتل کر ڈالیں گے تکہ بوٹی کرکے رکھ دیں گے کیونکہ یہ فیصلہ ہمارا انتہائی فیصلہ ہے وفد اور وہ بھی مقتدر و معزز رؤسا کے مگر یہ [illegible] ابھی جائے تو ٹس سے مس نہ ہوئے۔ ابو طالب تو کس مس پہ سمجھ گئے کہ صورت حالات نے [illegible] اختیار کر لی میرے قابو کی بات نہیں رہی بلا کر کہا اور نشیب و فراز سمجھائے اس پر آپ نے جو جواب دیا وہ عشق مقصد، عزم راسخ اور شیفتگی کار کا ایک ایسا مظہر ہے جسے آج بھی دنیا والے پڑھتے اور عش عش کر اٹھتے ہیں اور اسے عزیمت انسانی کا ایک لاثانی پیکر خیال کرتے ہیں۔ فرمایا۔

"چچا جان! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر آفتاب اور دوسرے پر ماہتاب بھی لاکر رکھ دیں تو بھی میں اپنے فریضہ تبلیغ سے باز نہ آؤں گا اور جسے حق سمجھتا ہوں اس سے منہ نہ موڑوں گا جان جائے یا رہے مجھے اس کی چنداں پرواہ نہیں"

[illegible] غضنفرانہ اور فقید المثال الفاظ اس وقت کہے جب مکہ کا چپہ چپہ آپ کا مخالف ہو چکا تھا اور آپ کی جان تک کے لئے انتہائی اور تعصبی خطرات پیدا ہو گئے تھے۔

قبائل اور میلوں میں تبلیغ

چچا خاموش ہو گئے اور آپ اپنے کام میں مصروف رہے ظلم و ستم کا طوفان [illegible] سب فیصلہ مصور ہوتے اگر آپ نے کسی تکلیف اور اذیت کی پرواہ نہ کی [illegible] برفروختہ ہو کر سخت سے سخت اذیت دیتے مگر آپ خاطر میں [illegible] نے ایک قدم اور بڑھایا اور قبائل میں دورے شروع کر دیئے [illegible] بنو فزارہ، بنو نضر، حضارمہ، کندہ، بنو عامر، سلیم، عبس، کلب، حارث، مرہ، محارب، فزارہ، کعب اور غسان وغیرہ قبائل میں پہنچے اور تبلیغ [illegible] ذو المجاز میں مرتوق کے پاس گئے حضرت ابوبکر صدیق بھی ساتھ [illegible] لگے کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اور میں اس کا پیغمبر ہوں [illegible] آیات قرآنی پڑھیں جن کا مفہوم یہ تھا کہ خدا کے ساتھ کسی کو [illegible] والدین کی خدمت کرو، بچوں کو خوف افلاس و عسرت سے [illegible] کیونکہ ہم انہیں اور تمہیں دونوں کو روزی دیتے ہیں فواحش کے [illegible] نہ جاؤ خواہ اس کی نوعیت ظاہر ہو یا پوشیدہ ہو کسی انسانی [illegible] ہلاک نہ کرو [illegible]

[illegible] اور ہانی رؤسا قبائل تھے انہوں نے آپ کے کلام کی تعریف [illegible] اپنے قدیم خاندانی دین کو یکایک تو چھوڑ نہیں سکتے دوسرے [illegible] ہو چکا ہے اور اس کے زیر اثر آگئے آپ نے ان کی [illegible] دعا دی بنو عامر میں گئے تو اس کا رئیس فراس آپ کی [illegible] گفتگو سے پریشان رہ گیا اور کہنے لگا کہ اگر یہ اولوالعزم میرے ساتھ ہو جائے پورے عرب کو فتح کر سکتا ہوں لیکن حمایت اسلام کا وعدہ اس نے بھی نہ کیا غرض قبائل میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی اسلئے بھی کہ وہ قریش کے پروپیگنڈے سے متاثر تھے اب آپ میلوں اور مختلف اجتماعات کے مواقع پر بھی جانے اور تبلیغ کرنے لگے۔ عکاظ میں عظیم الشان میلہ ہوتا تھا اس میں بھی ہر سال جاتے مجنہ اور ذوالمجاز بھی پہنچے مگر یہ جگہ [illegible] سنانے گئے اور کوئی خاص کامیابی نہ ہوئی ابولہب برابر پیچھے لگا رہتا تھا ہر سال حج کے مواقع پر بہت بڑا اجتماع ہوتا تھا اور دور دور سے قبائل آتے آپ ان سب میں بھی برابر تبلیغ کرتے رہتے۔

مدینہ میں فروغ اسلام

حج کے لئے جو مسلمان آئے پہلے ہی سال ان میں سے چھ افراد نے اسلام قبول کر لیا اور تین سال کے اندر یہ تعداد اسی تک پہنچ گئی اور انھوں نے آپ کو مدینہ آنے کی دعوت دی اب آپ کو تبلیغ کرتے ہوئے تیرہ سال ہو چکے تھے اس مدت میں اسلام حبش، مدینہ، مکہ اور انفرادی طور پر عرب کے مختلف حصوں میں پھیل گیا اکا دکا تو برابر مسلمان ہوتے ہی رہتے تھے۔ تقریباً پانچ سو افراد اسلام لے آئے اور ایک جمعیت توحید پرستوں کی پیدا ہو گئی کفار کو جو پتہ لگا تو انہوں نے سمجھا کہ یہ سیلاب تو خوفناک صورت اختیار کر چکا ہے اور یہ کسی طرح رک نہیں سکتا تو انہوں نے آپ کے قتل کا عزم کر لیا مگر آپ مدینہ ہجرت کر گئے اسلام کی قوت روز افزوں ترقی کرتی رہی اس کے بعد آپ نے ایک اہم قدم اٹھایا اور فرمانروایان عالم اور گورنروں کو نامہائے دعوت ارسال کئے شاہ حبش اور گورنر یمن اسلام لے آئے۔ شاہ مصر نے سر جھکا دیا۔ فتح مکہ کے بعد تو قریش کا بند ٹوٹ گیا اور اس کے بعد فوجیں کی فوجیں اسلام میں داخل ہونے لگیں غرض تیئیس سال کے اندر پورا عرب مسلمان ہو چکا تھا اور ابھی ایک صدی نہ گذری تھی کہ مسلمان تمام دنیا کے مالک تھے دنیا میں بہت سے انبیاء پیدا ہوئے مگر تبلیغ میں جو کامیابی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوئی وہ اپنی نظیر آپ ہے

قریش کی مخالفت کے اسباب و وجوہ

اسلام اور تعلیمات اسلام میں اتنی کشش تھی کہ اس کے پھیلنے اور نفوذ پانے میں جتنا عرصہ لگا اتنا بھی نہ لگتا۔ مگر مذہبی وجوہ کے علاوہ اقتصادی سیاسی اور شخصی اسباب بھی سنگ راہ ہو گئے جنھوں نے قدم بڑھانے ہی نہ دیا سب جانتے ہیں کہ عرب میں قریش کو ہمہ گیر رسوخ و اثر و اقتدار تھا جس کا سب سے بڑا اور اہم گیر سبب تولیت حرم کا ان کے قبضہ میں ہونا تھا یہی نہیں کہ وہ مناسب حرم کے حامل تھے مکہ میں رہتے تھے بلکہ وہ حجاج و قبائل کی فیاضانہ میزبانی بھی کرتے تھے یہ نظام کچھ اتنا پھیل گیا تھا اور اتنے مختلف شعبوں اور شاخوں پر منقسم ہو چکا تھا کہ ایک پوری ریاست معلوم ہوتی تھی۔ حجابہ، رفادہ، سقایہ، مشورہ، دیات۔ مثلاً عقاب، قبہ، سفارت، ازلام، والبیکر اور اموال مناصب

وہ عہدے تولیت حرم تھے جنکے فرائض علی الترتیب کلید برداری و تولیت حجاج کی خبرگیری آبنوشی کا انتظام خون بہا کا فیصلہ علمبرداری خیمہ و خرگاہ کا انتظام سواروں کی افسری نسب نزاع قبائل انتظام محاصل اور اہتمام خزانہ تھے جو آخر عثمان بن طلحہ رضہ عوف بن عامر (خاندان نوفل) حضرت عباس (خاندان بنی ہاشم) یزید بن ربیعۃ الاسود (خاندان اسد) حضرت ابوبکر (خاندان تیم) ابوسفیان (بنو امیہ) ولید بن مغیرہ (خاندان مخزوم) حضرت عمر (خاندان عدی) صفوان بن امیہ (بنو جمح) اور حرث بن سعد (بنو سہم)

گویا قریش کے ہر ممتاز و مقتدر خاندان کو مناصب حرم سے حصہ ملا ہوا تھا قریش میں جو رؤسا اس وقت مسند اقتدار و رسوخ پر فائز تھے وہ یہ تھے ولید بن مغیرہ جو حضرت خالد رضہ کا والد قریش کا سردار و رئیس اعظم تھا عاص بن وائل حضرت عمرو بن العاص کا باپ اور نہایت ذی اثر و دولتمند و کثیر الاولاد تھا عتبہ بن ربیعہ امیر معاویہ کا نانا رئیس اعظم اور نہایت شریف النفس انسان تھا ابولہب رسول کریم کا چچا ابوسفیان بہت بارسوخ و ذی اقتدار تھے ان کے علاوہ اخنس نضر ابوجہل اسود بن عبدالمطلب اسود بن عبد یغوث ابی بن خلف اور عقبہ بن معیط بھی بہت بارسوخ اور ذی اقتدار خیال کیے جاتے تھے تاہم چوٹی کے رئیس ولید عتبہ اور عاصی ہی تھے ان کے پاس ایک وقت لاکھوں درہم موجود تھے کاروبار بھی وسیع تھا اولاد بھی زیادہ تھی اور جتھا بھی ساتھ تھا

مخالفت کا پیچ جال

اب اگر بت پرستی کا طلسم ٹوٹتا جسے اسلام توڑنا چاہتا تھا تو گویا ان کے اور قریش کے ہمہ گیر اقتدار کا بھی خاتمہ ہو جاتا جن لوگوں کو جتنا نقصان پہنچنے کا خیال تھا وہ اتنی ہی دشمنی و مخالفت کا اظہار کرتا تھا۔ پہلے قریش کا سردار و رئیس اعظم حرب بن امیہ تھا اس کے بیٹے ابوسفیان سے ولید بن مغیرہ نے یہ منصب حاصل کر لیا اور اس کے پاس صرف خاندان امیہ کی سرداری رہ گئی ابوجہل ولید ہی کا بھتیجہ تھا۔ ابولہب بنو ہاشم کا سب سے بالدار اور بوڑھا شخص تھا اور قبیلہ سہم کا سردار عاص نہایت دولتمند تھا انہی کے ہاتھ میں قریش کی عنان تھی اسی لئے ابوسفیان، ابوجہل ابولہب اور عاص ظلم و آزار میں پیش پیش تھے عرب میں سیادت و سرداری کا معیار کثرت زر و سیم اور کثرت اولاد تھی اس لئے ان کے نقطۂ نظر سے اس کے اہل ولید عاص امیہ بن خلف اور ابومسعود ثقفی تھے نہ کہ رسول

کریم جن کے پاس نہ اب دولت تھی اور نہ اولاد ذکور۔ اس کے علاوہ وہ سمجھتے تھے کہ آپ نصرانیت قائم کرنا چاہتے ہیں اور قریش بیت اللہ پر ابرہہ کے اقدام کے باعث نصرانیوں سے سخت عداوت رکھتے تھے۔

بنو ہاشم اور بنو امیہ کی رقابت بھی ایک اہم وجہ مخالفت تھی عبدالمطلب نے اپنی ہوشمندی و لیاقت سے بنو ہاشم کا سکہ بٹھا دیا تھا ان کے بعد ان کی اولاد میں کوئی با اثر نہ رہا ابوطالب کے پاس دولت نہ تھی ابولہب بدچلن تھا حضرت عباس دولتمند تو تھے مگر سخی و سیر چشم نہ تھے اس لئے بنو امیہ کا پلہ بھاری ہو گیا۔ اعلان نبوت سے انہیں اندیشہ تھا کہ بنو ہاشم پھر کہیں غالب نہ آجائیں اس لئے اس خاندان والوں نے شدید سے شدید مخالفت کی ہندہ نے آپ کے چچا کا کلیجہ چبایا۔ ابوسفیان کفر و اسلام کی تمام جنگوں میں سرداری کرتا رہا۔ عقبہ نے اونٹ کا اوجھ گلوئے مبارک پر رکھ دیا۔

رسول کریم نہ سرداری کے طالب تھے اور نہ تولیت کے نہ اپنے خاندان کو بنو امیہ پر فوق دینا چاہتے تھے البتہ بت پرستی اور ذمائم اخلاق کو ایک لمحہ کے لئے گوارا کر سکتے تھے بداخلاقیوں میں سب کے سب ڈوبے ہوئے تھے آپ اس پر شدید سے شدید حرفگیری کرتے تھے جن سے ان کی ذلت ہوتی تھی اور یہ چڑ جاتے تھے قرآن میں تخاطب تو عام ہوتا تھا مگر سب نا سب کچھ سمجھ جاتے تھے ولید بن مغیرہ رئیس اعظم قریش کے متعلق آیات نازل ہوتی رہتیں اور بڑے بڑے جبابرہ اور فراعنہ کو یوں مخاطب کیا جاتا تھا کہ وہ ہمیں اور اسے تنہا چھوڑ دو ہم نے اسے پیدا کیا، دولت دی اولاد دی سامان دیا اب اور چاہتا ہے اب ہم اسے ہرگز نہ دیں گے وہ آبرو باختہ ہے تندخو ہے چغلیاں کھاتا ہے طعن مارتا ہے جھوٹی قسمیں کھاتا ہے جھوٹا نسب بتاتا ہے حد سے بڑھ گیا ہے وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے تم اور تمہارے بت سب دوزخ کا ایندھن بنیں گے یہ اپنی اور اپنے خداؤں کی مذمت دیکھکر بڑے بڑے جوش آتے تھے لیکن حرب فجار نے نڈھال کر رکھا تھا بنو ہاشم کے انتقام سے بھی ڈرتے تھے اس لئے خون کے گھونٹ پی پیکر رہجاتے تھے اور ترغیب و ترہیب سے روکنا چاہتے تھے آخر سب نے مل کر قتل کا فیصلہ کر ہی لیا مگر اللہ نے آپ کو بچا لیا فتح مکہ کے بعد چونکہ یہ طلسم ٹوٹ گیا تو پھر میدان صاف تھا اور سارے کا سارا عرب مسلمان! سوچئے کہ رسول امین کی راہ میں کتنے خوفناک سمندر حائل تھے اور انہوں نے اسے کس طرح عبور کیا۔

جامع اوصاف قیدی

جبابرۂ قریش کا جلسۂ مشورت

سات سال تک قریش ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے اور اپنے غیظ وغضب کی بجلیاں گراتے رہے مگر جب دیکھا کہ رسول کریمؐ کے پائے ثبات کو لغزش ہی نہیں ہوتی اور سیلاب اسلام ہے کہ برابر امنڈتا اور بڑھتا چلا آتا ہے جس کی انتہا یہ ہے کہ قریش کے چوٹی کے دو خاندانوں بنو ہاشم اور بنو عدی کے نہایت ہی ہونہار وممتاز افراد حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ بھی اس رو میں بہہ گئے تو قریش کا پیمانۂ صبر چھلک گیا انہوں نے ایک عظیم جلسہ کر کے باہم مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے تمام عمائدین قریش نے اپنی طرف سے اپنی اپنی شیطنت کاریوں کا اظہار کیا اور اذیت وظلم کی جتنی صورتیں ان کے ذہن و دماغ میں پیدا ہو سکتی تھیں وہ سب ایک ایک کر کے انھوں نے اس جلسہ میں پیش کیں مگر مشکل یہ تھی کہ بنو ہاشم کے انتقام وجنگ کا خطرہ تھا آخر اتفاق اس پر ہوا کہ نہ صرف رسول کریمؐ بلکہ ان کے تمام خاندان نبوت کو محصور وقید کر کے ان سے تعلقات منقطع کر لئے جائیں اور محاصرہ اس احتیاط ونگرانی کے ساتھ کیا جائے کہ رزق کا ایک دانہ اور پانی کا ایک قطرہ تک ان کے حلق تک نہ پہنچنے پائے۔

معاہدۂ فرعونی کی نوعیت

چونکہ ایسی اور اس نوع کی قید میں موت یقینی تھی اس لئے پھر بنو ہاشم سے جنگ کا اندیشہ لاحق ہوا جس سے بچنے اور محفوظ رہنے کی یہ تدبیر سوچی گئی کہ اس معاہدہ وسازش میں تمام قبائل مکہ شرکت کریں کیونکہ بنو ہاشم تنہا تو سب کا مقابلہ نہ کر سکیں گے آخر معاہدہ مرتب ہو گیا اور اس پر تمام قبائل کے سرداروں کے دستخط کرا کر کعبہ میں آویزاں کر دیا گیا اس کی اہم دفعات یہ تھیں اولاً یہ کہ ان لوگوں سے میل جول قطعی نہ رکھا جائے۔ ثانیاً یہ کہ جو ان سے تعلق رکھے اس کا بھی مقاطعہ کر دیا جائے ثالثاً یہ کہ ان تک خورد ونوش کا کوئی سامان نہ پہنچنے دیا جائے رابعاً یہ کہ ان کے ساتھ کوئی خرید وفروخت نہ کی جائے خامساً یہ کہ اس وقت تک یہ مقاطعہ برابر قائم رکھا جائے جب تک کہ یہ لوگ رسول کریمؐ کو اپنی مرضی کے ساتھ جنگ... قریش کے حوالہ نہ کر دیں اس عہدنامہ کا کاتب منصور بن عکرمہ تھا۔

سہ سالہ قیدی کی ہولناک مصائب

ابوطالب کو جو اس مقاطعہ کا علم ہوا تو وہ اپنے تمام خاندان کو لیکر دامن کوہ کے اپنے ایک وسیع مکان میں پناہ گزیں ہو گئے قریش تو خود اسی فکر میں تھے انھوں نے فوراً مکان کو محصور کر لیا اور ہر چہار طرف سخت پہرہ لگا دیا کچھ دن تو جوں توں کر کے گذر گئے مگر پھر تو یہ حالت تھی کہ ہر سمت رنج وغم اذیت وابتلا اور مصیبت وتکلیف کی ایک دنیا بر پا تھی ادھر تو محاصرہ برابر طول کھینچتا چلا جاتا تھا اور ادھر یہ حالت تھی کہ گھاس اور پتے بھی باقی نہ رہے تھے جنھیں کھا کر گذارہ کر لیا جائے مردوں کی صورتیں نڈھال ہو گئیں عورتوں کے چہرے تصویر بیکسی بن گئے بچے بلکنے لگے ماؤں کی چھاتیوں میں دودھ خشک ہو گیا ابوطالب شدید تشویش وکرب میں مبتلا تھے نہ عزیز بھتیجے کی موت گوارا تھی اور نہ اپنے خاندان بھر کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے تھے جینا نے کی کوٹھڑی میں تنہا ایڑیاں رگڑ کر مر جانا اور بات ہے اور اپنے سامنے عزیز مردوں اور عورتوں کو تباہ ہوتے دیکھنا اور بچوں کا آنکھوں کے سامنے بلکنا دیکھنا اور بات ہے یہ وہ ہوشربا وحوصلہ سوز اور صبر آزما منظر تھا کہ پتھر بھی پانی ہو جاتے۔ حسب بیان حضرت سعد بن وقاصؓ ایک رات کو کہیں سے سوکھا ہوا چمڑا ہاتھ آ گیا اسی کو دھو کر آگ پر بھونا اور پانی ملا کر کھایا (روض الانف) طلح کے پتے کھا کھا کر دن کٹتے محاصرین کی سنگدلی کا یہ عالم تھا کہ بچوں کے شدت جوع سے رونے اور بلکنے کی آواز باہر جاتی تو اسے سنکر قہقہے لگاتے اور خوشیاں مناتے۔ یہ تین سال اسی قید میں گذرے۔

استقامت وپامردی کا فقید المثال مظاہرہ

دنیا کی کوئی ہولناک سے ہولناک مصیبت ایسی تھی جو اس مدت قید میں برداشت نہ کی ہو سب کچھ تھا مگر رسول کریمؐ چٹان کی طرح اپنی جگہ پر قائم تھے لوگ کچھ کہتے تو بے تکلفی سے ساتھ فرما دیتے آپ جایئے اور مجھے مرنے دیجئے یا مجھے کفار کے حوالے کر دیجئے خدا کی قسم وہ میرا بال بھی بیکا نہ کر سکیں گے البتہ تکلیف ضرور ہے مگر ایسی کا کچھ نہیں آپ اس فرصت میں تمام وقت عبادت ونماز میں گذارتے واقعی کچھ اللہ کی قدرت ہی تھی ورنہ تین مہینے ہی میں سب ختم ہو گئے ہوتے جب زمانہ ابتلا پورا ہو گیا تو اللہ نے دشمنوں ہی کے اندر دست بیدا کر دیئے قبیلہ مخزوم کا ایک صاحب اثر کبھی خفیہ طور پر کبھی کبھی بنو ہاشم کو غلہ بھیجتا رہتا تھا ایکدن اسنے حضرت زبیرؓ سے شرم کی بات ہے کہ ہم تو دونوں وقت شکم سیر ہو کر کھائیں اور تمہارا ماموں ایک ایک دانہ کو ترس رہا ہو اگر مجھے مل کوئی میرا ساتھ دینے والا ہو تو میں آج اس معاہدہ کو پارہ پارہ کر سکتا ہوں چنانچہ یہ اور زبیر مطعم بن عدی کے یہاں گئے زمعہ بن الاسود بھی کھڑا ہو گیا حرم میں لوگوں سے کہا بنو ہاشم کی کوئی خبر نہیں وہ ایک دانہ کو ترسیں اور ہم پیٹ بھر کر کھائیں خدا کی قسم یہ معاہدہ چاک ہو کر رہیگا ابوجہل بولا کس کی مجال ہے زمعہ بولا تو جھوٹا ہے ہم تو پہلے ہی اس پر راضی نہ تھے مطعم نے فوراً معاہدہ چاک کر دیا پھر چاروں

غم نصیب بھتیجہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک کا یہ آئینہ المناک اور اندوہ خیز پہلو ہے کہ عرصہ عالم میں قدم رکھنے سے پیشتر ہی شفیق باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور داغ یتیمی پیشانی پر لئے ہوئے پیدا ہوئے صدمہ پر صدمہ جلد جگر پر ہوئے۔ ابھی پورے چھ سال کی عمر بھی نہ ہوئی تھی اور آغوش مادری کے نقصد بھی نہ اٹھا سکے تھے کہ جاں نثار ماں بھی داغ مفارقت دے گئیں اور برس ہی پیکر محبت دادا کے دامن میں کھیلے تھے آٹھ ہی برس کی عمر ہوئی تھی کہ دادا کے جنازے پر آنسو بہانے پڑے اب شفیق چچا کے ہاتھ میں ہاتھ تھا جس کی محبت نے والدین اور دادا کا غم بھلا دیا تھا اور دوسرے دور زمانہ میں پشت و پناہ بنا رہا تھا لیکن اس وقت جبکہ ان کی موجودگی کی بہت ضرورت تھی وہ بھی انہیں لاوارث چھوڑ گئے غمگسار اور انیس حیات بیوی رہ گئی تھیں جو رنج و راحت کی شریک تھیں اور مصیبت والم کے وقت آنسو پونچھنے والی تھیں وہ بھی نہ رہیں اب کوئی آشنا نہ تھا جو آپ کو ڈھارس بہت بندھاتے اور اس تیرہ و تار و پر آشوب زمانہ میں جو صدمے جدھر نظر اٹھاتے تھے دشمن ہی دشمن نظر آتے تھے ایک ہی سال کے اندر دو گرانقدر و گرانمایہ عزیزوں کا انتقال اور وہ بھی تھوڑے فاصلہ سے آپ کے لئے ایک ناقابل تلافی صدمہ تھا جس نے آپ کو بری طرح غمگین بنا دیا اسی لئے آپ اس سال کو عام الحزن کہا کرتے تھے۔

چچا کے ہاتھ میں ہاتھ

محبت والے دادا نے مرتے وقت ابوطالب کے ہاتھ میں جو ہاتھ دیا تھا آپ نے اُسے اس شان اور آن بان کے ساتھ نباہا کہ دنیا متحیر رہ گئی اور مکہ والے حیران۔ حق یہ ہے کہ ابوطالب نے بھتیجے کے ساتھ جیسی محبت کی اور جس شفقت کے ساتھ پرورش کر کے بڑا کیا عرب کیا دنیا میں بھی اس کی مثالیں شاذ ہی نکلیں گی اور باپ بھی اپنی اولاد سے اتنی محبت کر ہی کرتے ہیں حقیقت میں عبداللہ بھی زندہ ہوتے تو آپ کے ساتھ اتنی محبت نہ کر سکتے تھے جتنی آپ نے کی آپ کے مقابلہ میں اپنی اولاد کی بھی کوئی پرواہ نہ کی اور زندگی بھر آپ پر جان چھڑکتے اور خود تکالیف اٹھا کر آپ کو آرام پہنچاتے رہے کون یہ کر سکتا ہے آپ کے پاس تو کوئی اثاثہ بھی نہ تھا باپ کے گھر میں چند اونٹ کچھ بکریاں اور ایک کنیز ام ایمن کے سوا اور چھوڑا ہی کیا تھا ایسے نادار و غریب اور پھر تبلیغ کے معاملہ میں کوئی بات نہ ماننے والے اور خاندان کے خاندان کو مصیبت میں پھنسانے والے بھتیجے سے وہ بے پروائی بھی برتتے تو غیر حق بجانب نہ ہوتی۔

شفیق چچا کی پدرانہ شفقت

صغر سنی میں انہیں برابر ساتھ رکھتے ذرا بڑے ہوئے تو جہاں جاتے ساتھ لے جاتے بارہ سال کی عمر تھی ابوطالب شام کو جانے لگے آپ دامن سے لپٹ گئے ضد کی تو محبت جوش میں آگئی پیار کیا اور ساتھ لے گئے وہاں بحیرا راہب نے آپ کو دیکھ کر آپ کی جو تعریف کی اور پیشین گوئی کی کہ یہ بچہ بڑھ کر سیدالمرسلین ہوگا تو آپ باغ باغ ہوگئے آپ کی پاکیزہ اخلاقی صداقت و دیانت آپ لقب الامین سے ملقب ہونا، تعمیر بیت اللہ کو پورے مدبرانہ طریق پر ختم کرنا، پھر کرشل الجنسی میں کمال، حضرت بی بی خدیجہ رض سے عقد اور اس کے بعد تجارت میں قابل رشک ترقی وہ امور تھے جنہوں نے ان کے قلب کو مسرتوں سے لبریز کر دیا ان کا سر تفاخر بلند ہو گیا وہ آپکو محبت کے علاوہ عزت کی نظر سے بھی دیکھنے لگے۔ آپ کے نکاح کا خطبہ بھی خود ہی پڑھا پھر صدق الثا اعلان نبوت ہوا تو بھی آپ نے مخالفت نہ کی اور بھائی کے دشمن اور آپ کے حامی عائد قریش کی ایک نہیں دو دو سفارتیں آئیں مگر آپ نے صاف صاف کہدیا جاؤ اپنا کام کئے جاؤ جب تک میں زندہ ہوں کوئی تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتا آپ ہی کی خاطر تین سال تک ہولناک قید کے ہولناک الم اور دکھ سہے اپنے کاروبار کو تباہ کر لیا باپ بھی ایسے نقصانوں پر بار بار پیشانی پر بل ڈال لیتا ہے گھبرا جاتا ہے مگر حیرت ہے کہ آپ کبھی منغص نہ ہوئے بھتیجے کو کبھی برا بھلا نہ کہا نعرا آپ ہی کو تو چاہتے تھے شعب ابوطالب لے خاندان بھر کی قید گوارا کرلی مگر آپکو حوالے کرنے پر ایک لمحہ کیلئے تیار نہ ہوئے۔

بیوی کی جان نثارانہ محبت

حضرت بی بی خدیجہ کی غمگساریاں اور قربانیاں بھی حد سے فزوں تھیں انہوں نے جو کچھ پاس تھا سب آپ پر قربان کر دیا لاکھ کا گھر خاک کر لیا دولتمند ہو کر غریب شوہر کی خدمات انجام دیں وہ اطاعت کی وہ دل رکھا کہ کفار بھی حیران رہ گئے اور دکھ درد میں ہر گھبراہٹ اور ہر مصیبت کے وقت تسلی دی ڈھارس بندھائی کنیزوں کی طرح خدمت کرتی رہیں دکھ سکھ میں پورا ساتھ دیا کبھی نہ گھبرائیں کبھی اعتراض نہ کیا کبھی اُف نہ کی زندگی بھر جاں نثار رہیں زمانہ قید میں سب سے بڑی ہمت انہی کی تھی انہی کے اثر سے کفار کچھ دبے رہتے تھے اور کسی کو چشم زخم پہنچانے کی جرأت نہ ہوتی تھی سب سے پہلے یہی مسلمان ہوئیں ظاہر ہے کہ اتنے محبت والے اتنے دردمند اتنے جاں نثار اور ایسے دو عزیزوں کے انتقال کا صدمہ دیوانہ ہی کر دیتا ہو غش ہو ہوا س بھی بجا نہ رہتے اور علی الخصوص ایسے نازک وقت میں تبلیغ نہ تھا فی الحقیقت آپ کو بعید صدمہ ہوا قلب پارہ پارہ ہو گیا اور آپ بیقرار ہو کر رونے لگے نزع کے عالم میں چچا کے پاس گئے کہا چچا جان ایک کلمہ پڑھ لیجئے کہ خدا کے ہاں آپ کے ایمان کی شہادت دے سکوں ابو جہل موجود تھا بولے قریش کہیں گے موت سے ڈر گیا ورنہ کلمہ پڑھ لیتا لیکن ابن اسحاق لکھتا ہے کہ آپ نے آہستہ کلمہ پڑھ لیا تھا ویسے اللہ جانے وہ اس کے حبیب کا ایسا شفیق چچا اور شیدا ہستی بے ایمان نہیں جا سکتا اور وہ یقیناً بخشے جائیں گے۔

طائف کا بیکس

طائف اس عہد کا ایک نہایت ممتاز اور عرب کا ایک مشہور شہر تھا جو مکہ سے ستر میل کے فاصلہ پر واقع تھا چونکہ آب و ہوا خوشگوار تھی اور زمین زرخیز اسلئے طائف عرب کے چمن کی حیثیت رکھتا تھا ہر قسم کا غلہ اناج پھل پھول میوے اور ترکاریاں یہاں بکثرت اور بافراط پیدا ہوتی تھیں انگوروں کی بیلیں دور دور تک پھیلی ہوئی تھیں مکہ والوں کی نسبت تو یہ حیثیت حسرت تھی جاتی تو ان کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہتا کہ یہ ایک پہاڑی علاقہ تھا یعنی طائف کی سرزمین سونا اگلتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے تمام نعمائے ان کی ضروریات سے بھی بہت زیادہ ان کے گھروں میں عطا کر رکھے تھے ان کے ہاں کی پیداوار دور دور تک جاتی تھی اور زراعت و باغبانی نے انھیں دولتمند اور ثروت نے مغرور بنا رکھا تھا بڑے بڑے ارباب اقتدار و اثر یہاں رہتے تھے جن میں خاندان ثقیف کا سردار تھا عبد یالیل، مسعود اور حبیب تینوں بھائی بڑے طنطنہ و طمطراق کی زندگی بسر کرتے تھے گویا اس زمانہ میں طائف ہر لحاظ سے ہر طرح مکہ کا مقابل اور حریف تھا

مصائب کا ہجوم

قید شعب ابو طالب سے نجات پانے کے کچھ روز بعد شفیق چچا اور غمگسار بیوی دونوں کا انتقال ہو گیا سب کچھ تھا پھر ان دونوں کا وجود بہت اثر رکھتا تھا دونوں آپ کے پشت پناہ اور سچے ہمدرد تھے اور قریش کو ان کا لحاظ کرنا ہی پڑتا تھا قریش قید سے زندہ و سلامت نکل آنے ہی پر جلے بیٹھے تھے دونوں بزرگوں کے اچانک انتقال سے ان کے لئے میدان صاف ہو گیا اور دشمنی کی تند آندھیاں اٹھیں کہ بنا ملنا اور گھر سے قدم نکالنا دوبھر ہو گیا کھلے دل سے ستانا شروع کر دیا یہ نوبت پہنچ گئی کہ گھر سے نکلے اور شہر کے لفنگے اوباش غل مچاتے آپ کے پیچھے لگے کوئی مغلظ گالیاں دیتے رہتے کسی نے اوپر سے پتھر کھینچ مارا کوئی راستے میں کانٹے بچھا گیا کوئی خواہ مخواہ جھگڑا کرنے پر آمادہ ہو گیا غرض زندگی سے تنگ کر دیا عاجز بنا دیا کوئی گلی کوچہ ایسی نہ تھی جس سے آپ بآسانی گذر سکتے اس کے علاوہ قدم قدم پر ہلاکت کا خطرہ تھا ہر طرف دشمن لگے ہوئے تھے علانیہ قتل کی دھمکیاں دی جاتیں اور سازشیں کی جاتی تھیں یہ کہ مکہ کی زمین آپ پر تنگ ہو گئی

پتھروں کی بارش

آپ نے عزم کر لیا کہ طائف چل کر وہاں تبلیغ کی جائے مگر طائف والے ان سے بھی چند انگشت بڑھ نکلے آپ سب سے پہلے ان رؤسا کے پاس پہنچے اور سوچا کہ اگر انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو دشواری باقی نہ رہے گی لیکن انھوں نے جو جواب دیئے اور جو سلوک کیا وہ نہایت ہیبت ناک نظارہ تھا، ایک بولا اگر خدا نے تجھے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تو گویا اس نے خود اپنے ہاتھوں اپنا پردہ چاک کیا ہے“ دوسرا کہنے لگا کہ ”خدا کو رسالت و پیغمبری کے لئے تیرے سوا اور کوئی بھی نظر نہ آیا“ تیسرے صاحب فرماتے ہیں کہ ”میں تو تجھ سے بات ہی نہیں کرنا چاہتا اس لئے کہ اگر تو واقعی نبی ہے تو تجھ سے بات کرنا خلاف ادب ہے اور اگر جھوٹا ہے تو اس قابل ہی نہیں کہ تجھے منہ لگایا جائے“ اگر صرف اسی پر اکتفا کر لی جاتی تو بھی غنیمت تھا لیکن انھوں نے تو مشرکانہ قساوت و سنگدلی کی انتہا ہی کر دی بازاریوں، شہدوں، لفنگوں، غنڈوں اور بدمعاشوں کو اشارہ کر دیا جو بھیڑیوں اور شکاری کتوں کی طرح آپ پر دوڑ پڑے اور تالیاں بجاتی آوازے کستے پھبتیاں اڑاتی گالیاں دیتی اور پتھر مارنے شروع کر دیئے ان شیاطین اور خبیث و بدرو لفنگوں نے اس یتیم مقبل سے وہ سلوک کیا کہ زمین کانپ اٹھی اور ملائکہ میں شور مچ گیا

زخموں کے پھول

یہ فرعونی و شیطانی انضباط ملاحظہ فرمایئے کہ چند لمحہ بعد ہی یہ غول بیابانی راستوں پر دو رویہ کھڑا ہو گیا اور نہ صرف کہ مغلظات سنانی شروع کیں بلکہ پتھروں کی بارش شروع کر دی اور تاک تاک کر ساق و سرین پر حملے کئے جس سے آپ کی پنڈلیاں اور ٹخنے اور پاؤں سب مجروح ہو گئے اتنے مجروح کہ تل برابر جگہ بھی زخموں سے خالی نہ رہی خون کے فوارے چھوٹنے لگے اور قوت رفتار سلب ہو گئی آپ تھک کر بیٹھ گئے تو کمبختوں نے بازو پکڑ کر زبردستی کھڑا کر دیا اور پھر پتھر مارنے شروع کر دیئے ایک بار نہیں کئی بار ایسا ہی کیا دو طرفہ بازو پکڑ کر اٹھاتے اور پھر مارنے اور جب گرا دیتے تو قہقہے لگاتے ہنستے تالیاں بجاتے پھبتیاں اڑاتے آوازے کستے اور مغلظ و فحش گالیاں دیتے۔

نیکدل باغبان

آخر آپ بمشکل تمام ایک باغ تک پہنچے جہاں انگور کی ٹہنیوں میں پناہ لی اس باغ کا مالک عتبہ بن ربیعہ کچھ فطری طور پر رحمدل اور شریف واقع ہوا تھا وہ بہت کڑھا آپ کو شدت کی پیاس لگی ہوئی تھی اس نے فوراً انگور کا ایک خوشہ کشتی میں رکھ کر بھیجا تناول کر کے آپ نخلہ پہنچے جہاں چند روز قیام کر کے آپ نے مکہ والوں سے نامہ و پیام شروع کیا کہ آپ کو کوئی اپنی پناہ میں لیلے کہ میں قدم رکھنا اب خطرہ سے خالی نہ تھا اور کوئی آپکو پناہ دینے پر راضی نہ ہوتا تھا آخر مطعم راضی ہو گیا اور وہ آپکو تلواروں کے سائے میں مکہ لیکر آیا اور اعلان کیا کہ آپ میری پناہ میں آگئے ہیں۔ سرولیم میور لکھتے ہیں کہ یہ آپکے اعتقاد اور اعتماد علی النفس کا کتنا شاندار مظاہرہ تھا کہ آپ اتنی ناکامیوں کے باوجود تنہا ایک مخالف شہر میں گئے اور فریضہ تبلیغ ادا کیا اعتماد علی النفس نہیں اعتماد علی اللہ کا مظاہرہ تھا پھر کیسی پیہم شفقت تھی کہ آپ اہل طائف کیلئے برابر ہدایت

مظلوم نبی

وہ تھی کہ کرۂ ارض پر جس قدر اور جتنے بھی پیشوایان مذہب اور علمبرداران اصلاح و عمل وقتاً فوقتاً پیدا ہوئے وہ سب ایک عرصہ تک شکار مصائب و آلام اور آماجگاہ حوادث و مظالم بنے رہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ سرکار دو عالم کو منصب نبوت پر فائز ہونے کے بعد جس شقاوت و قساوت جس زندگی بہیمیت اور جس فرعونیت و عقوبت سے دوچار ہونا پڑا اس کی نظیر دنیا کی پوری تاریخ میں بھی تلاش و تجسس پر نہیں مل سکتی کسی کو ایک نمرود ایک فرعون اور ایک ہی اسرائیل سے واسطہ پڑا لیکن یہاں تو مکہ و طائف کا ہر رئیس اپنی جگہ فرعون و نمرود تھا پھر اور جگہ یہ حالت تھی کہ وہاں ایک "ہاں" اور "نہیں" پر قوم کی قوم کا فیصلہ ہو سکتا تھا لیکن مکہ میں یہ حالت تھی کہ اسلام قبول کرنا چاہتے تھے اور نہیں کر سکتے تھے یہاں کے حالات اتنے پر پیچ اتنے الجھے ہوئے اور اتنے نازک تھے کہ ان سے عہدہ برآ ہونا قریب قریب غیر ممکن نظر آتا تھا یہاں

... ...

... ... مخالفت میں محض مذہبی رنگ ہی نہ تھا بلکہ سیاست اقتصاد تاریخ روایات رقابت اور سیادت صد ہزار موانع اور صد ہزار رکاوٹیں تھیں ایک پتھر راستے سے ہٹتا تھا تو اس کی جگہ اس سے وزنی دوسرا پتھر آپڑتا تھا کوئی کیا کرے کس کس پتھر کو راستے سے ہٹائے کون کون سے کانٹے نکالے اور کس کس جال کو تراشے!

اسلام کی راہ میں پہلا خون جس روز آپ نے فاصدع بما تؤمر کے حکم کے ماتحت حرم محترم میں جاکر اعلان توحید کیا ہے اسی وقت ایک ہنگامہ برپا ہو گیا ہے لوگ رسول کریم پر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے حضرت بی بی خدیجہؓ کے فرزند اور آپ کے ستر و ساد و دو حارث گھر ہی تھے ہنگامہ کی خبر پاتے ہی عجلت سے دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کو بچانے لگے ان پر ہر طرف سے تلواریں پڑنی شروع ہو گئیں اور وہیں شہید ہو گئے تین برس کی مخفی تبلیغ کے بعد یہ پہلا دن تھا کہ اعلان توحید کے "جرم" میں آپ کے اوپر حملہ ہوا اور یہ پہلا خون تھا جو اسلام کی راہ میں بہا اس کے بعد تو ایک آندھی برپا ہو گئی ایک طوفان آ گیا ابو سفیان، ابولہب عقبہ ابوجہل وغیرہ جہاں موقع لگتا آپ کو ستاتے ہر قسم کی تکالیف دیتے آپ احکام الٰہی سناتے اور کفار اس کا جواب گالی اینٹ اور پتھر سے دیتے ایک روز ابوجہل نے آپ کو بہت تکلیف دی جس کا حال اپنی کنیز سے سنا حضرت حمزہ تیر و کمان لیکر جوش شجاعت میں ابوجہل کے پاس پہنچے

اور فرمایا لو میں بھی مسلمان ہو گیا ہوں کر لو کیا کرتے ہو۔ پھر چھپائے مگر آغاز سی روز اعلان کر دیا۔

مسلم کنیز پر مسلسل مار حضرت عمرؓ بھی بہت بہادر بہت غصہ ور تھے اسلام لانے والوں کو انتہائی عذاب دیتے ان کی کنیز اسلام لے آئی تھی اسے خوب مارتے ستانے کو بیٹھ جاتے اور پھر مارتے اور کہتے میں نے رحم نہیں کیا ہے دم لیلوں پھر تیری خبر لوں گا وہ بھی کہتی رہتی کہ عمرؓ باز آؤ ورنہ اللہ کے یہاں تمہارا بھی یہی حال ہوگا۔ ایک روز آپ نے سوچا کہ اس سرچشمہ اسلام کا خاتمہ ہی کرا دوں تاکہ روز روز کی مصیبت جائے آپ برہنہ شمشیر گھر سے نکلے راہ میں انھیں ایک بزرگ حضرت نعیم بن عبداللہ مل گئے جو حال ہی میں اسلام لائے تھے اور انہی کے خاندان کے ایک معزز رکن تھے پوچھا کدھر جا رہے ہو بولے محمد کو قتل کرنے چلا ہوں کہنے لگے پہلے اپنے گھر کو تو سنبھالو بعد کو اور جگہ جانے کا ارادہ کرنا چونک کر بولے کیوں گھر میں کیا ہوا بولے تمہارے بہنوئی اور بہن دونوں مسلمان ہو گئے۔

حضرت سعید پر غضبناک حملہ وہیں سے پلٹ پڑے آنکھیں سرخ ہو گئیں اور چہرہ لال بہن اس وقت بیٹھی تلاوت کلام میں مصروف تھیں آہٹ پاتے ہی اجزائے قرآن چھپا لئے اور خاموش ہو گئیں حضرت عمرؓ کے اس استفسار پر کہ کیا کہہ رہی تھیں فرمایا کچھ نہیں ان کے کان میں آواز پڑ گئی تھی کہا میں جانتا ہوں تم دونوں بیدین ہو گئے ہو اپنے بہنوئی سے دست بگریبان ہو گئے جن کا اسم گرامی سعید بن زید تھا بہن شوہر کو بچانے کے لئے آگے بڑھیں تو ان پر ہاتھ اٹھا دیا اور اتنا مارا کہ لہو لہان ہو گئیں لیکن اسلام کی محبت اس سے بالاتر تھی۔

بولیں بھائی جو کرنا ہے کر گزرو مار ڈالو۔ اسلام کی محبت تو اب دل سے نہیں نکل سکتی حضرت عمرؓ کو اپنے غصہ و ہیبت اور اثر و اقتدار پر بڑا غرہ تھا یہ سمجھ کر چلے تھے کہ ابھی ابھی مار کر توبہ کرا لوں گا مگر غیر متزلزل استقامت و عزم کا مظاہرہ اور وہ بھی اپنی بہن اور ایک کمزور عورت کی طرف سے دیکھ کر حیران رہ گئے قلب پر خاص اثر ہوا بہن کے خون بھرے کرتے پر جو نظر پڑی محبت بھی زیادہ بیقرار ہو گئے آنکھوں سے آنسو نکل آئے کچھ دیر تک تو بات ہی نہ کی گئی

قلب مرعوب ہو گیا آخر بولے اچھا جو تم پڑھ رہی تھیں مجھے بھی تو دکھا ... آخر اس ... کیا چیز ہے جس نے ...

کرلیا وہ تھا موشی کے ساتھ اٹھیں اور جائے قرآن لاکر سامنے رکھدیے اٹھیں اٹھاکر جو دیکھتے ہیں تو سورہ "طٰہٰ" کی یہ آیت نظر پڑی سبح للہ ما فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم ایک ایک حرف قلب کو مرعوب اور ایک ایک نقطہ دل کو مسحور کرتا چلا گیا جب آمنوا باللہ ورسولہ پر پہنچے تو فوراً کلمۂ شہادت پڑھ لیا اور اٹھکر سیدھے دربار نبوت کی طرف چلے اس وقت ایک طوفان ظلم و ستم برپا تھا اور آپ کوہ صفا کے دامن میں ارقم کے مکان میں پناہ گزیں تھے دروازہ پر پہنچکر دستک دی چونکہ برہنہ تلوار ہاتھ میں تھی صحابہ کو فکر ہوا لیکن سرکار دو عالم استقلال و شجاعت اور توکل و اعتماد علی اللہ کا ایک پیکر جلیل تھے فرمایا مخلصانہ آیا ہے تو آنے دو ورنہ اسی کی تلوار سے سر قلم ہوگا حضرت حمزہ بھی بلا کے بہادر تھے شمشیر بکف ہمہ تن آمادہ کھڑے تھے آپ نے دامن پکڑ کر کہا عمر کس ارادہ سے آیا ہے سرکار دو عالم کی آواز میں کچھ ایسا جلال پنہاں تھا کہ حضرت عمر جیسے بہادر کے جسم پر لرزہ طاری ہوگیا اور عاجزانہ لہجہ میں عرض کیا ایمان لانے کے لئے اس پر اس شدت سے نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے کہ مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں ہلا ڈالیں

ایک ہاتھ پر سورج دوسرے پر چاند

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں نے حرم محترم میں نماز پڑھی ان کے نزدیک اللہ کی عبادت بتوں کی توہین تھی پھر ایک ہنگامہ برپا ہوگیا عاص بن وائل نے حضرت عمرؓ کو فوراً اپنی پناہ میں لے لیا جس سے لوگ خاموش ہوگئے ورنہ اس روز بھی خون کے دریا بہہ نکلتے (بخاری) کفار نے گھبرا کر اور یہ سمجھکر کہ یہ سیلاب تو بڑھتا ہی چلا آتا ہے اور حبش تک میں تحریک پھیل گئی اور ہماری کوئی پیش نہ گئی عتبہ بن ربیع کے ذریعہ ترغیب کا آخری ترین ہتھیار استعمال کیا وہ ہتھیار جس کا وار مادی دنیا میں مادی انسان پر ہمیشہ بھرپور ہی پڑا ہے کہا حکومت سرداری بڑے گھرانے میں شادی زر و دولت جو لینا ہے لے لے مگر تبلیغ سے باز آ۔ جواب میں آپ نے چند آیات پڑھ دیں اور عتبہ مسحور ہو کر رہ گیا ترہیب سے ترغیب زیادہ موزوں ہوتی ہے اور زیادہ خوفناک ہوتی ہے اس میں ناکامی دیکھکر انہوں نے ابو طالب کو الٹی میٹم دیدیا آپ نے نہایت لاپرواہی سے جواب دیا کہ یہ لوگ تو اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند بھی آسمان سے لاکر رکھدیں گے جب بھی میں تبلیغ سے باز نہ آؤں گا

قید میں تڑپا کر مارنے کی سعی

دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تو نہ انتہائی ترغیب اثر کرتی ہے اور نہ انتہائی ترہیب دونوں کے انتہائی جواب بھی دیئے گئے تو انہوں نے انتہائی اذیت کی یہ تدبیر سوچی کہ مقاطعہ و قید کے دو گونہ عذاب میں مبتلا کر دیا جائے چنانچہ معاہدہ مرتب ہوگیا اور اس کے مطابق آپ کو مع خاندان ابی طالب شعب

تک قید و محصور رہے اور اس تک اناج کا ایک دانہ اور پانی کا ایک قطرہ نہ پہنچنے دیا جائے جب تک یہ محمد کو قتل کے لئے رضا مندانہ ہمارے سپرد نہ کریں چنانچہ پورے تین برس تک آپ کو اس قید میں گذارنے پڑے جس کی کوئی نظیر دنیا میں موجود نہیں اللہ ہی نے بچا لیا ورنہ کفار نے تو قید ہی میں سڑا کر مار ڈالنے میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا انتہا یہ تھی کہ اس قید میں عورتوں کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہوگیا تھا طلح کے پتوں پر گذر ہی لوگوں نے سوکھا چمڑا تک بھون بھون کر کھایا۔

رحمت عالم پر ہجوم مصائب

یہ اتنی خوفناک اور عافیت سوز اذیت تھی جس کے تصور سے ہی جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے مگر آپ کی پیشانی پر شکن نہ تھی۔ مالی کے کچھ ہی دن بعد ابو طالب اور حضرت خدیجہ دونوں کا انتقال ہوگیا اب کوئی آسرا ہی۔ رہا جس کی آنکھوں کا کچھ لحاظ ہو وہ طوفان برپا ہوا اور وہ حالت برپا ہوگئی کہ کفار نے گھر سے باہر قدم نکالنا دوبھر کر دیا جدھر جاتے جس طرف سے گذرتے پتھروں، گالیوں، تالیوں اور قہقہوں سے تواضع ہوتی ایک گلی میں گئے اوپر سے کوڑا بھر کر آپ پر پھینکدیا گیا کبھی سر پر مٹی ڈالدی گئی کسی کوچے سے گذرے اوپر سے اینٹیں آنے لگیں حرم میں نماز کو گئے تو عقبہ بن معیط نے اونٹ کا غلاظت سے بھرا ہوا اوجھ لاکر آپ کی گردن پر رکھدیا گیا جس کے بارے آپکا دم گھٹنے لگا جدھر جاتے جس طرف سے گذرتے جس بازار میں پہنچتے جس سے بات کرتے ابو لہب سایہ کی طرح پیچھے لگا رہتا خاک اڑاتا جاتا اور کہتا لوگو اس کا اعتبار نہ کرنا یہ مجنون ہوگیا ہے پاگل ہے دماغ خراب ہو غرض اتنا تنگ کیا گیا کہ تنگ و پریشان ہوئے کہ آپ نے طائف جانے کا عزم کر لیا۔

طائف میں پتھروں کی بارش

طائف بڑا اور گلزار شہر تھا مگر یہاں کے فراعنہ و جبابرہ نے بات ہی نہ پوچھی اور کہنے لگے کہ خدا کو پیغمبری کے لئے ایک تو ہی رہ گیا تھا جو ملا۔ یہاں کے شہدوں اور غنڈوں نے اپنے رؤسا کی شہ پاکر آپ کے ساتھ انتہائی خوفناک مظالم کئے اور وہ ستم کئے کہ آسمان و زمین تھرا گئے اتنے پتھر برسائے کہ ساقین لہولہان ہوگئیں پائے مبارک پر ورم آگیا ٹخنوں میں زخم پڑ گئے اور زخموں سے خون کے فوارے جاری ہوگئے جب آپ تھک کر بیٹھ جاتے تو یہ بدبخت پھر بازو پکڑ کر کھڑا کر دیتے اور پھر سنگباری شروع ہوجاتی جب آپ کراہتے تو یہ غول شیطانی قہقہہ لگاتا ہنستا تالیاں بجاتا۔ گویا یہاں کا حملہ منظم حملہ تھا سڑک پر غنڈوں اور لفنگوں کی دو رویہ صفیں قائم تھیں پتھر پھینکتے، مارتے گالیاں دیتے اور مذاق اڑاتے بڑھے چلے جاتے وطن سے دور پرایا شہر نہ کوئی دوست آشنا نہ حامی نہ مددگار اور یہ ستم اور یہ ظلم! آخر آپ بلکل ایک باغ تک پہنچے جس کی انگور کی ٹٹیوں کی آڑ میں آپ نے پناہ لی باغ کے شریف النفس مالک نے آپ کو انگور کھلائے اور کچھ دم لیکر آپ نخلہ تشریف لے گئے۔

آپ نے طائف میں حد سے زیادہ تکلیف برداشت کی مگر کسی کے لئے بددعا نہ کی بلکہ برابر دعا ہی کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے کہ یہ مجھے جانتے نہیں سمجھتے نہیں حالانکہ آپ کی ایک بددعا ان کی ساری رعونتوں اور ستم آرائیوں کا خاتمہ کر کے ان کے شاندار شہر کو کھنڈروں کا ایک ڈھیر بنا سکتی تھی۔ نخلہ میں پہنچ کر آپ نے مکہ والوں کو کہلا کر

حضرت بلال شکنجۂ عذاب میں

کوئی آپ کو اپنی پناہ میں لینے پر آمادہ نہ ہوتا تھا آخر مطعم بن عدی نے وعدہ کر لیا آپ اس کے ساتھ مسلح پہرہ میں مکہ کے اندر داخل ہوئے لیکن تعذیب و اذیت کا طوفان تھمنے میں نہ آیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ ظلم و ستم کی تخصیص نہ تھی ان بندگوں کو جو اسلام لے آئے تھے اور مسلمان ہو گئے تھے انھیں بھی اسی شان و قساوت کے ساتھ ستایا جاتا تھا۔ حضرت بلال امیہ بن خلف کے غلام تھے امیہ عین دوپہر کے وقت جبکہ آفتاب خط استوا پر ہوتا تھا برہنہ کر کے تپتی ہوئی بالو پر چت لٹا دیتا تھا اور سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتا تھا اور کہتا تھا کہ اسلام سے باز نہ آیا تو اسی عذاب سے مار ڈالوں گا جس وقت پتھر کی چٹان سینہ مبارک پر رکھی جاتی تھی تو زبان باہر نکل پڑتی تھی مگر اس پیکر شقاوت کو رحم نہ آتا تھا آپ برابر اَحَدٌ اَحَدٌ کہتے رہتے تھے۔

اس طرح بھی باز آتے نہ دیکھا تو آپ کے گلے میں ایک رسی باندھی ونڈلوں کے ہاتھ میں دیدی جو شہر کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک آپ کو کھینچتے پھرتے تھے۔ مگر اس حالت میں بھی زبان پر وہی اَحَدٌ اَحَدٌ کی رٹ تھی۔

حضرت صہیب و ابو فکیہہ پر جلادانہ مظالم

حضرت بلال کے ساتھ حضرت ابو فکیہہ بھی اسلام لائے تھے جو صفوان بن امیہ کے غلام تھے اس نے بھی آپ کے پاؤں میں رسی بندھوا کر آپ کو تمام شہر میں گھسٹوایا اور جلتی ہوئی زمین پر لٹوایا راستہ میں ایک گبریلا جا رہا تھا کہنے لگا تیرا اللہ یہی تو نہیں فرمایا میرا اور تیرا دونوں کا خدا وحدہ لاشریک ہے یہ بدبخت اسی پر برافروختہ ہو گیا اور اس شدت کے ساتھ گلا گھونٹا کہ لوگ سمجھے کہ خاتمہ ہو گیا ایکدفعہ اس کی چھاتی پر اتنا بھاری پتھر رکھ دیا کہ زبان باہر نکل پڑی (ابن سعد)

لبینہ ایک کنیز تھی حضرت عمر فاروق اُسے اس شدت سے اور اتنی دیر تک مارتے کہ تھک جاتے اس وقت کہتے کہ میں نے تجھے رحم کھا کر نہیں چھوڑا تھک گیا ہوں ذرا دم لیکر پھر تیری خبر لوں گا وہ بیکس یہی کہتی کہ عمر اگر اسلام نہیں لاؤ گے تو اللہ تعالیٰ ضرور تم سے انتقام لیگا۔ حضرت صہیب بھی زنجیر غلامی میں بندھے ہوئے تھے آپ کے آقا اتنی شدید تکلیف دیتا کہ آپ کے حواس جاتے رہتے بیہوش ہو جاتے اور عقل ٹھکانے نہ رہتی۔

نمارۂ قریش کے جہنمی کارنامے

حضرت عمار بن یاسر سابق الایمان مسلمانوں میں ہیں اسلام لانے والوں میں آپ کا چوتھا درجہ ہے آپ کی ماں سمیہ اور باپ حضرت یاسر بھی اسلام لے آئے تھے قریش نے ان بیکسوں پر وہ قصابانہ مظالم کئے اور اتنا ستایا کہ ان کے تصور سے بھی جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے آپ کی والدہ حضرت سمیہ کو تو ابوجہل نے برچھا مار کر شہید کر دیا حضرت یاسر بھی ان کے ہولناک مظالم کا شکار ہو کر راہی ملک بقا ہوئے، رہ گئے حضرت عمار تو کفار انھیں گرم بالو پر ننگا کر کے لٹا دیا کرتے اور گوناگوں عذاب دیتے اکثر ایسا ہوا ہے کہ قریش نے انھیں زدوکوب کیا ہے اور اس بیرحمی کے ساتھ مارا ہے کہ بیہوش ہو ہو گئے ہیں اذیتوں کی کوئی صورت ایسی نہ تھی کہ انھیں اس سے دوچار ہونا پڑا ہو۔

حضرات نہدیہ اور ام عبیس بھی وہ مظلوم کنیزیں تھیں جو شبانہ روز مظالم و آلام کی شکار رہتی تھیں یہ حضرت ابوبکر صدیق کا پہلا کارنامۂ جلیل تھا کہ آپ نے نہ صرف حضرت بلال بلکہ حضرت لبینہ زنیرہ نہدیہ ام عبیس اور عامر بن فہیرہ کو گراں قیمت پر خرید خرید کر آزاد کیا حضرت زنیرہ حضرت عمر فاروق کے خاندان ہی کی ایک کنیز تھیں جنھیں جرم توحید پر حضرت عمر انتہا سے زیادہ ستاتے مارتے اور اذیت دیتے رہتے تھے یہ غلام اور بیکس کنیزیں تھیں جن کا کوئی حامی اور مددگار نہ تھا ہر وقت مبتلائے عذاب رہتی تھیں جس کا خاتمہ حضرت ابوبکر صدیق کی فیاضانہ خرید پر ہوا۔

معزز و مقتدر مسلموں کی تعذیب

یہ تو بیکس اور کنیزیں تھیں اور غلام تھے جو کچھ نہ کرتے وہ کم تھا ان اشقیا کی چیرہ دستی سے تو وہ بھی محفوظ نہ تھے جن کے پشت پناہ ان کے قبائل تھے اور جن کے پاس زور اور زر سب کچھ تھا اور محفوظ رہ بھی کس طرح سکتے تھے جبکہ قریش کا ہر فرد اس وقت اپنی جگہ فرعون و نمرود بنا ہوا تھا۔ حضرت زبیر پانچویں مسلمان تھے مقتدر بزرگ تھے اسلام لائے تو ان کے ظالم چچا نے ان پر قیامت برپا کر دی جس کی ایک ادنیٰ صورت یہ تھی کہ وہ انھیں چٹائی میں لپیٹ کر اور دبا کر کہ ہاتھ پاؤں نہ مار سکیں ان کی ناک میں دھواں پہنچایا کرتا حضرت عثمان خود ایک کہن سال اور صاحب جاہ و ثروت بزرگ تھے ان کے چچا نے بھی انھیں مارا اور رسی سے باندھ کر ڈالا اور بدبخت کو ان کے بڑھاپے کی بھی لاج نہ آئی (طبقات ابن سعد) حضرت سعد بن ابی وقاص جنھوں نے ایران و عراق کو فتح کر کے اپنی سطوت و جبروت کا دنیا بھر میں سکہ قائم کر دیا تھا اور اس وقت بھی صاحب اعزاز و اقتدار تھے جب اسلام لائے تو بنو اسد نے انھیں شدید اذیتیں پہنچائیں (بخاری)

حضرت عمر کے چچیرے بھائی حضرت سعید اسلام لائے تو حضرت عمر نے انھیں اسی دن سے باندھ کر ڈال دیا حضرت عبداللہ کے منہ پر سورہ رحمٰن پڑھنے پر طمانچے پڑے خود حضرت ابوبکر صدیق جیسے پاکیزہ اخلاق اور دولتمند بزرگ کو ہجرت کر کے حبشہ کی طرف روانہ ہونا پڑا۔ (بخاری)

دہکتے انگاروں پر لٹا دیا

حضرت خباب بن الارت تمیمی ام انمار کے غلام تھے اسلام لانے والوں میں ان کا آٹھواں نمبر ہے اسلام لانے پر ہجوم مظالم کی انتہا یہ تھی کہ ایک دفعہ بہت سے کوئلے دہکائے اور ان دہکتے کوئلوں پر انھیں چت لٹا دیا اس پر یہ قصابی و قساوت کہ ایک تنومند آدمی سینہ پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا کہ پہلو نہ بدل سکیں کوئلے پشت ہی کے نیچے پڑے پڑے ٹھنڈے ہو گئے۔ غور کرو ان جانسوز اور حوصلہ براندار مظالم کا حریف بننا تو ایک طرف کوئی سکون قلب سے تصور بھی کر سکتا ہے؟ ڈیڑھ ہی برس کے بعد تراسی مسلمان مجبور ہو کر مکہ کی سرزمین کو اپنے لئے گرم پا کر حبش کو ہجرت کر گئے ان آفات و مصائب کے ہجوم میں بھی کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ تھا جس نے اسلام سے انحراف کیا ہو جب ہی تو گاڈفری ہیگنس نے لکھا ہے کہ "عیسائی اسے یاد رکھیں کہ حضرت محمدؐ نے اپنے پیروؤں میں دین کی وہ سرشاری پیدا کر دی جس کی کوئی نظیر حضرت عیسیٰ کے پیروؤں میں ڈھونڈے سے بھی نہیں مل سکتی جب موخرالذکر کو سولی دینے کے لئے چلے تو ان کے پیروؤں کا سارا دینی کافور ہو گیا بھاگ کھڑے ہوئے اور انھیں تنہا چھوڑ گئے بخلاف اس کے حضرت محمدؐ کے پیروؤں نے ان کی حفاظت میں خود کو ہلاکت میں ڈالا اور اپنی جانیں نثار کر کے انھیں دشمنوں پر غالب کر دیا۔

مکے کے سنگدل خاموش کفار

تین برس تک خفیہ تبلیغ رہی۔ پانچویں سال ۵ نبوی میں جیسا اوپر بیان ہوا ۸۳ فرزندان توحید حبش کو ہجرت کر گئے حبش کی سعی اور مکہ کے مظالم کی ناکامی نے انھیں ترغیب دہی پر آمادہ کر دیا مایوس ہو کر شعب کی دھمکی دی ۷ نبوی میں تین برس تک قید و محصور کر دیا ۱۰ نبوی میں انتہائی ظلم سے مجبور ہو کر مطعم کی پناہ اور تلواروں کے حصار میں مکہ آئے یہاں کے حالات نازک تھے تو آپ نے قبائل میں دورے شروع کر دیئے مگر جب مکہ میں گھستے بری طرح ستائے جاتے یہ وہ تین برس شدید مصائب میں گذرے گلے میں چادر اور رسیوں کے پھندے ڈال ڈال کر زور و شدت سے کھینچا گیا مکہ میں عتبہ بن ربیع اور عاص بن وائل تو وہ رؤسا اور امرا تھے جو اگرچہ اپنی آبائی و اجدادی مراسم کی تحقیر اور اپنے معبودان باطل کی عظمت مٹتی جانے سے بہت پریشان لگتے کڑھتے تھے مگر کچھ اقدام نہ کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ چند سودائیوں نے یہ شور مچا رکھا ہے عتبہ وہی ہے جو قریش کا ترغیبی پیام لیکر گیا تھا اور آپ سے آیت قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ سنکر مبہوت رہ گیا تھا اور اس نے کہی تھی کہ تم انھیں اپنے حال پر چھوڑ دو اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آ گئے تو اس میں تمہاری ہی عزت ہے ورنہ عرب خود انھیں فنا کر کے رکھ دیگا مگر کسی نے اسے نہ سنا کر ظلم و تعذیب کا سلسلہ دگنی قوت کے ساتھ شروع کر دیا تھا۔ عاص وہ ہے جسنے حرم میں نماز ادا کرنے کی وجہ سے ہنگامہ ہو جانے پر حضرت عمرؓ کو اپنی پناہ میں لے لیا تھا، زمعہ اور عکرمہ بھی سنگدل لوگ تھے

مکے کے شیطانی درندے

لیکن ابولہب ابوجہل ابوسفیان حکم بن العاص اسود بن عبد یغوث امیہ بن خلف نضر بن حارث منبہ بن حجاج، عقبہ بن معیط اور ولید بن مغیرہ رؤسا کے علاوہ حارث بن قیس، ابوقیس بن فاکہہ بن المغیرہ زہیر بن ابو امیہ سائب بن عبدالاسد، عاص بن سعید، سعید بن العاص، عاص بن ہاشم اور عدی بن حمراء آپ کی تعذیب و اذیت میں بیحد سرگرم تھے۔

رات دن آپ کو ستاتے اور گوناگون عذاب دیتے رہتے تھے ابولہب تو سانپ کی طرح پیچھے ہی لگا رہتا تھا کوئی گھناؤنے سے گھناؤنا اور مہلک سے ہولناک شقاوت ایسی نہ رہ گئی تھی جس کا آماجگاہ انہوں نے آپ کو نہ بنایا ہو ہر روز نئی سوچتے اور نئی شیطنت سے کام لیتے تھے آپ سب کچھ سہتے مگر اپنے کام میں سرگرمی کے ساتھ مصروف رہتے اور برابر کہتے رہتے کہ دیکھو ایمان لے آؤ باز آ جاؤ یہ سیلاب تمہارے روکے نہ رکیگا یہ اللہ کا دین ہے جو پھیل کر رہے گا۔ بددعا کے بجائے دعائیں ہی دیتے رہتے ایک روز خبابؓ نے جنھیں دہکتے انگاروں پر لٹا دیا گیا تھا عرض کی کہ آپ پر اور ہم پر کفار کی طرف سے اتنے قصابانہ مظالم ہو رہے ہیں قہر کی بجلیاں تڑپ رہی ہیں آپ ان کے لئے بددعا کیوں نہیں کرتے یہ سنتے ہی آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا تم سے پہلے وہ لوگ گذرے ہیں جن کے سروں پر آرے چلائے جاتے تھے چیر ڈالے جاتے تھے پھر بھی وہ اپنے فرض کی ادائیگی سے باز نہ رہے اللہ تعالیٰ اس کام کو پورا کر کے رہے گا تا آنکہ ایک شتر سوار صنعا سے حضرموت کا سفر کریگا اور اسے راہ میں خدا کے سوا اور کسی کا خوف نہ ہوگا۔ (بخاری)

رسول اللہ کا خون بہانیکی خوفناک سازش

کفار نے دیکھا کہ ہمارے انتہائی مظالم سب بے اثر رہے جاتے ہیں ایک مسلمان بھی اپنی راہ سے نہیں ہٹتا یہاں اسلام کا استیصال ہونا تو درکنار اس نور کی شعاعیں تو مکہ سے نکل کر حبش گیا مدینہ میں بھی پوری قوت و صولت کے ساتھ چمکنے لگیں تو ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں عتبہ ابوسفیان زبیر بن مطعم۔ نضر بن حارث، زمعہ بن اسود حکیم بن حزام، امیہ بن خلف ولید بن مغیرہ ابولہب، ابوجہل غرضیکہ ہر قبیلہ اور ہر خاندان کے مقتدر و بااثر اشخاص شامل تھے سنجیدہ پر زور تقریریں کیں مختلف آرا پیش ہوئیں مگر آخر ابوجہل کی اس تجویز پر سب کا اتفاق ہو گیا کہ تمام قبائل کا ایک ایک شخص منتخب ہو کر اور سب مل کر محمد کو قتل کر دیں تاکہ ان کا خون تمام قبائل پر منقسم ہو جائے دوسرے روز سپیدہ سحری طلوع ہونے سے بیشتر ہی کاشانہ نبوی کا محاصرہ

کر لیا گیا اور تاک میں رہے کہ باہر نکلتے ہی تلواروں سے خاتمہ کر دیں کہ گھر میں گھسنا تو عرب میں معیوب تھا لیکن جسے خدا بچائے اُسے مارا کون سکتا ہے آپ کو اللہ تعالے نے مطلع کر دیا اور آپ حکم ربی سے نکل کر مدینہ پہنچ گئے تو اب ہوا اگر بے سود۔

قریش و یہود کی مشترکہ بلاخیزیاں

مدینہ میں بھی ان لوگوں نے چین نہ لینے دیا اور اب باضابطہ جنگوں کا سلسلہ جاری ہو گیا مگر اللہ کی قدرت دیکھئے کہ پہلے ہی معرکہ میں نو رؤسائے قریش جو اپنے قبائل کے سردار سپہ سالار اور دلیری و جرات میں شہرہ آفاق تھے امیہ بن خلف عاص بن ہشام عتبہ بن ربیع ولید بن مغیرہ منبہ نبیہ معہ شیبہ ابوجہل عقبہ نضر سب کھیت رہے انتہا یہ تھی کہ جنگ احزاب میں تمام عرب اور عرب کے سارے بڑے اور زبردست قبائل ٹوٹ پڑے آخر فتح مکہ نے قریش کی اکڑی ہوئی گردنوں کو آپ کے سامنے خم کر دیا اور قریش کی قوت پاش پاش ہو کر رہ گئی لیکن ذرا یہ کرم دیکھئے کہ آپ نے تمام جباران قریش کو معاف کر دیا اور ایک قطرہ خون بھی نہ بہایا اس کے بعد طائف کے اشقیاء و دشمنان اللہ کی قوت بھی فنا کر دی گئی مدینہ میں یہودی قریش کا خوفناک لباس پہن میدان عمل میں آ کودے یہ بہت دولتمند بھی تھے اور بازار بھی ان کے ہاتھ میں تجارت بھی تھی اور دماغ بھی سازشوں میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے قریش زبان کے پکے تھے سامنے آکر توڑ لڑتے تھے لیکن انھیں نہ زبان کا پاس تھا اور نہ معاہدہ کا قریش کے بعد انھوں نے شرارتوں اور سازشوں کا ایک طوفان برپا کر دیا اور خم ٹھونک کر میدان میں آ گئے یہ حالت تھی کہ آپ پہرے میں سوتے تھے اور ہر وقت ان کی سازشوں کے شکار ہو جانے کا دھڑکا لگا رہتا تھا تمام صحابہ بھی مسلح رہتے تھے آخر خیبر میں ان کی طاقت بھی توڑ دی گئی۔

منارہدایت کی استقامت

قریش و یہود کی قوتوں کے ٹوٹنے کے بعد میدان صاف ہو گیا اب آپ سوچیں کہ رسول امین کی زندگی بعثت نبوی کے بعد کیسے ہولناک اور زہرہ گداز مظالم و مصائب کے ہجوم میں گھری رہی اور اس مدت میں آپ کے کیسے فوق العادۃ استقلال و ثبات کا مظاہرہ کیا قریش و یہود کی انفرادی و اجتماعی و مشترکہ طاقتیں سیلاب بن بن کر امڈیں عرب کی تمام شیطانی قوتیں اپنے ابلیسی جنود کے ساتھ اپنی تمام ہولناکیوں عریانیوں اور قصابیوں کو لئے ہوئے بڑھیں سفاکی ظلم میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ترغیب و ترہیب کی تمام قسا وتیں اور جملہ طاقتیں بنا سراس چٹان سے ٹکرا ٹکرا کر رہ گئیں گرم بالوؤں پر لٹایا گیا سڑکوں پر گلے میں رسیاں باندھ باندھ کر گھسیٹا گیا دہکتے انگاروں پر ڈالا گیا بوریے میں بند کر کے ناکوں میں دھوئیں پہنچائے گئے گلوئے مبارک پر اونٹ کا اوجھ رکھ دیا گیا بے شمار پتھر برسائے گئے پورے تین برس آپ دودانہ بند کر کے قید میں رکھا گیا بھلایا گیا پھسلایا گیا ستایا گیا آزار دیئے گئے ترغیب دیکھی بڑے بڑے توبہ شکن و استقلال سوز لالچ دیئے گئے غرض جو ایک انسانی قوت کر سکتی تھی کیا گیا مگر نبوت کی چٹان سدرہ کے صد ہزار تموج میں بھی نہ ہلی۔ ہمارا آقا اپنی جگہ ایک مینار ہدایت اور ایک چٹان بنا کھڑا رہا سرد و گرم موجیں آئیں اور سر ٹکرا کر نکل گئیں مسلمانو! یہ تھا تمہارا آقا! تمہارا رسول!! تمہارا پیغمبر!!! کاش بھو اور اس کے نقش قدم پر چل کر کچھ حاصل کرو۔

مدینہ کا چاند

مہر اسلام کی پہلی شعاع

خزرج سے شکست کھا کر اوس قریش کو اپنا حلیف بنانے کے لیے پہلی مرتبہ مکہ ہوا ہے تو آپ نے ان کے سامنے چند آیات قرآنی پڑھیں جنھیں سنکر ان کا نمایندہ ایاس بولا "خدا کی قسم ہم یہاں جس کام کے لئے آئے ہیں یہ کام اس سے بہتر ہے" لیکن قافلہ سالار ابو الحلیل نے کنکریاں اٹھا کر ایاس کے منہ پر ماریں کہ ہم یہاں اس کے لیے نہیں آئے۔ ایاس کا انتقال ہجرت سے پہلے ہی ہوگیا مرتے وقت کلمہ زبان پر جاری تھا کچھ مدت میں خزرج کے متعدد قبائل حج کے لیے آئے سنہ نبوی کا زمانہ تھا قید سے آزاد ہی ہو سکے تھے آپ ان کے پاس پہنچے اور قرآنی آیات پڑھکر انھیں دعوت اسلام دی خوش قسمت تھے سنتے ہی متاثر ہوگئے اور آپس میں کہنے لگے کہ وہ جلدی کرو کہیں یہود ہم سے بازی نہ لیجائیں" چنانچہ چھ اشخاص جابر رافع قطبہ عوف [illegible] اور ابو الہیثم اسی صحبت میں مسلمان ہوگئے اگلے سال مدینہ کے بارہ اور اشخاص نے اسلام قبول کر لیا اس سال آپ نے حضرت مصعب بن عمیر کو ان کی تعلیم کے لئے ساتھ کر دیا جنھوں نے حضرت اسعد کے دو ایک مکان میں تھے یہاں قیام کیا اور انھیں تعلیم دینے کے علاوہ مدینہ کے علاقے کا دورہ کرنے لگے اور روزانہ ایک ایک دو دو مسلمان ہوتے گئے۔ بعد ازیں حضرت سعد بن معاذ نہایت ذی اثر و با اقتدار رئیس تھے ان کے پاس جو پہنچے تو پہلے تو انہوں نے تلخ جواب دیا مگر پھر قرآنی آیات سنکر بیچ میں ہوگئے اور ان کے اسلام لاتے ہی ان کا پورے کا پورا قبیلہ [illegible] مسلمان ہوگیا اب طبقات ابن سعد کی روایت کے مطابق [illegible] اور واقف اور یہود کے سوا گھر گھر مسلمان اور اسلام کا [illegible] ہوا تھا

ہجرت کا ربانی حکم

تیسرے سال ۷۲ مدینہ والوں نے خفیہ طور پر عقبہ میں بیعت کی حضرت عباس نے [illegible] ابھی تک ایمان نہ لائے تھے بولے کہ محمد اپنے خاندان کے [illegible] معزز فرزند ہیں ہم دشمنوں کے مقابلہ میں ہمیشہ ان سے سینہ [illegible] اگر تم آخر وقت تک ساتھ دے سکو تو لیجاؤ ورنہ ابھی جواب [illegible] ابو الہیثم بولے ہمارے اور یہود کے تعلقات بیعت کے بعد یقیناً [illegible] ٹوٹ جائینگے ایسا نہو کہ آپ اقتدار حاصل کر کے مکہ چلے آئیں [illegible] نے فرمایا میرا تمہارا خون ایک ہے چنانچہ سب نے قتل اولاد چوری شرک اور زنا نہ کرنے پر بیعت کر لی آخری چیز یہ تھی کہ رسول کریم جو کہیں گے کرینگے حضور کو ہجرت کا حکم پہلے ہی موصول ہو چکا تھا تین روز سے تیاریاں ہو رہی تھیں ایک تیز رفتار اونٹنی اس مقصد کے لئے علیحدہ رکھدی گئی تھی کفار گھر کا محاصرہ کئے سوئے تھے مگر انھیں نیند آگئی گھر سے نکل کر بیت اللہ شریف کے سامنے گئے اور نمناک آنکھوں سے فرمانے لگے :- "مکہ تو مجھے دنیا بھر سے زیادہ عزیز ہے مگر مجبور ہوں کہ تیرے عزیز مجھے نہیں رہنے دیتے" حضرت ابو بکرؓ جائے مقررہ پر مل گئے اور دونوں عازم مدینہ ہوئے تعاقب کے اندیشہ سے غار ثور میں چھپ گئے۔

حضرت عبد اللہ بن ابو بکر رات کو تو غار ہی میں سوتے اور صبح کو جا کر شام کو کفار کے مشوروں سے مطلع کر دیتے حضرت ابو بکرؓ کا غلام اندھیرے میں بکریوں کا دودھ دوھ لاتا۔ تین روز تک اسی پر گذر رہی قریش متعاقب چلے آئے حتیٰ کہ لب غار ثور پہنچ گئے جان کا خطرہ تھا حضرت ابو بکرؓ نے گھبرا کر عرض کیا حضور! تو دشمن اتنا قریب ہے کہ جھک کر دیکھے تو پکڑ لے ہمارے آقا بے کلف شان سے فرماتے ہیں لا تحزن ان اللہ معنا گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ یقیناً ہمارے ساتھ ہے اس استقلال و استقامت کو دیکھکر بڑے بڑے غیر مسلم فضلاء تو حیران ہیں ہی حضرت ابو بکرؓ بھی حیرت سے منہ تکنے لگے قریش اس طرح ان کے بچ نکلنے سے بہت گھبرائے اور ریگزاروں میں لوٹنے لگے اعلان کر دیا کہ جو گرفتار کرے سو اونٹ پائے سراقہ نکلے قریب پہنچنا چاہتے تھے کہ گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا۔ سراقہ مجرم تھا فرمان امن لیکر چپ چاپ گھر جا بیٹھا حضرت عمرؓ نے کسریٰ کے زیورات اسی سراقہ کو پہنا کر نیرنگی عالم کا تماشا دکھایا تھا۔

مدینہ میں فقید المثال استقبال

ادہر تو آپ قطع مراحل کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے اور قریش نعل در آتش بنے ہوئے تھے اور ادہر مدینہ پورے کا پورا ایک چشم انتظار بنا ہوا تھا لوگ روزانہ شہر کے باہر آتے اور اشتیاق و ارمان کی ایک دنیا سینے میں دبائے ہوئے واپس چلے جاتے آخر ایک روز قلعہ کی بلندی سے یہودی نے دیکھ پایا اور بآواز بلند کہا عرب والو وہ آگیا جس کا تمھیں انتظار تھا اس صدا نے دور دور کانوں میں پہنچنا تھا کہ تمام شہر تکبیر کے نعروں سے گونجنے لگا جو جہاں تھا وہیں سے اللہ اکبر کہتا ہوا مسلمان مکان سے باہر نکل پڑے اللہ اکبر آپ مدینہ سے تین میل کے فاصلہ قبا میں

فروکش ہوئے ایک مسجد تعمیر کی اور چودہ روز کے بعد کہ کبہ نبوی خرامان خراماں مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ قبا رت آپ کی تشریف بری اسد ہی جاتا ہے کہ کبھی دنیا نے تاجداران عظام کے جلوس بہی دیکھے اور زمانہ والا عالم کے بھی ایک ہنگامہ اور ایک تماشا ضرور ہوتا ہے لیکن کوکبہ نبوی کا جلوس اپنی نوعیت میں شرف یکتائی رکھتا ہے جس کی مثال عرب کیا دنیا نہ پیش کر سکی اور نہ کر سکتی ہے حضرت ابو ایوب انصاریؓ زیرین منزل آپ کے لئے خالی کر دی دونوں وقت اوپر سے کھانا آجاتا اس میں سے جو بچ رہتا یہ دونوں میاں بیوی کھا لیتے وفا پر عقیدت اور جوش و راحت رسانی ملاحظہ فرمایئے کہ گھر میں ایک ہی لحاف ہے گھر والوں نے تکلیف کے خیال سے سب پانی لحاف میں جذب کر لیتے ہیں آپ سات ماہ تک اسی مکان میں قیام گزیں رہے۔

مسجد نبوی اور ازواج مطہرات کے حجرے اس دوران میں چونکہ نماز موہنچے خانے میں پڑھنی پڑتی تھی آپ نے سب سے پہلے بنی نجار کے دو یتیموں سے ایک قطعہ آراضی خریدا جس کی قیمت حضرت ابو ایوب انصاریؓ ہی نے ادا کی ایک مسجد تعمیر کی جو خام دیواروں خام فرش اور کھجور کے تنوں کی ایک چھت پر مشتمل تھی بارش سے کیچڑ ہو جاتی تھی اس لئے بعد کو سنگریزوں کا فرش کرا دیا گیا حضور نبی کریم خود اس کی تعمیر میں کام کرتے تھے مسجد کے ایک گوشے میں اصحاب صفہ کے لیے ایک مسقف چبوترہ تھا نادار و غریب مسلمان اسی پر گذر کرتے تھے۔

تعمیر مسجد کے فوراً ہی بعد ازواج مطہرات کے لئے دو حجرے تعمیر کرائے اس لئے کہ اس وقت حضرات بی بی سودہؓ اور بی بی عائشہؓ ہی حرم میں تھیں بعد کو جوں جوں حرم کی تعداد بڑھتی گئی حجرے بنتے گئے یہ تمام حجرے بھی خام اینٹوں اور کھجور کے چھپروں کے تھے دس دس ہاتھ طویل اور سات سات ہاتھ عریض بالمقابل بنے ہوئے تھے (ابن سعد) دروازوں پر کمبل کے پردے ہوتے تھے رات کو چراغ نہیں جلتا تھا مسجد نبوی کے برابر ہی تھے۔ آپ کے ہمسائے سعد بن معاذؓ سعد بن عبادہؓ ابو انصاری اور عمارہ بن حزمؓ دولتمند اور رئیس واقع ہوئے تھے دودھ کا دودھ ان کے یہاں سے آجاتا تھا اسی پر آپ کی گذر تھی کبھی کبھی سالن بھی آجاتا تھا۔

مواخاۃ انصار و مہاجر اللہ اللہ! یہ انصار و مہاجر انسان و ملائک کیا خدا جانے کیا تھے جسے دیکھو وہی نور علیٰ نور مہاجرین نے گھر، عیش و آرام عزیز و اقارب روپیہ پیسہ سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹا دیا انھیں ضرور یہ فوقیت و فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے خوفناک سے خوفناک مظالم سہے اور متواتر و مسلسل سہے اگر یہ قربانی بے نظیر و عدیم المثال تھی تو انصار ایثار میں اپنا جواب نہ رکھتے تھے اس وقت یہ حکم نہ تھا کہ سال بھر میں کھا پی کر جو بچے اس میں سے ڈھائی فیصدی اللہ کی راہ میں دیدو یہ تھا کہ اپنی سادہ ضروریات زندگی کے بعد جو باقی رہے رسول کریمؐ کے حوالہ کر دو تاکہ ان رقوم سے دوسرے نادار مسلمانوں کی پرورش و پرداخت کا انتظام کیا جائے اگر دہکتے ہوئے انگاروں اور گرم اور تپتے ہوئے بالو پر برہنہ لیٹ کر بھی "احد احد" کے نعرے لگاتے رہنا بہت عظیم الشان کامیابی عظیم الشان قربانی اور عظیم الشان استقامت تھی تو اس کے بعد انصار کا بھی یہ ایثار اور یہ مالی قربانی بہت شاندار قربانی تھی کہ رات دن عیش و راحت میں بسر کرنے والے سادہ غذا کھا کر اور سادہ و کم قیمت لباس پہن کر باقی اپنی تمام آمدنیاں اور تمام دولت مقاصد اسلامی کے لئے وقف کر دینا اور پھر ہشاش بشاش رہنا۔

پھر یہ کتنی حیرت بار چیز ہے کہ یہ حالت محض چند روز کے اندر پیدا ہو گئی اور صدیوں کے کافروں میں سچے مسلمان بن گئے۔

رشتہ اخوت کا یگانہ روزگار مظاہرہ مہاجرین مکہ سے جن حالات میں نکلے تھے ان میں جان ہی لیکر نکلنا مشکل تھا اور چیز کی طرف کوئی کیا نگاہ اٹھاتا چند ایک کچھ لے بھی آئے ہوں مگر اکثریت سب کی سب بے سروسامانی کے عالم میں چلی جس کی وجہ سے انصار کے گھر مہمانخانہ عام بن گئے لیکن رسول کریمؐ نے بہت جلد اس گتھی کو اپنے ناخن تدبیر سے کچھ اس خوبی کے ساتھ سلجھایا کہ آج بھی فضلائے مغرب اس پر غور کرتے ہیں تو دانتوں میں انگلی دبا لیتے ہیں مہاجرین کی غیرت بھی اس کی متحمل نہیں تھی مگر فوری طور پر تو کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا بالآخر آپ نے مہاجرین و انصار میں رشتہ مواخاۃ قائم کر کے اور اسے انتہائی پرکشش بنا کے دنیا کو ہمیشہ کے لئے غرق حیرت کر دیا حضرت رسلعم نے انصار و مہاجرین دونوں کو جمع کر کے بالمقابل بٹھایا اور انصار سے فرمایا کہ یہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں پھر دونوں میں سے ایک ایک کو بلاتے اور ملاتے اور بھائی بناتے گئے۔

ساتھ ہی یہ بھی فرماتے جاتے آج سے تم دونوں بھائی بھائی ہو گئے ایسے کہ جنھیں دنیا کی کوئی طاقت جدا نہ کر سکے اگر آپ یہ دیکھیں اور غور کریں کہ ان بھائیوں میں مشترک صفات کیا تھیں تو بےساختہ منہ سے آفریں نکلے گی سب کچھ عجلت میں ہوا مگر اس خوبی و رعنائی کے ساتھ ہوا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اس انتخاب و اخوت میں ذہنیت مزاج اور معاشرت کے جملہ رجحانات کا پورا لحاظ نظر آئیگا اور آپ ششدر و متحیر رہ جائینگے۔

یکتائی کا یکتا رنگ رسول کریمؐ تو یہ رشتہ اخوت قائم کر کے بے فکر ہو گئے انصار اپنے اپنے قابل فخر بھائیوں

ساتھ لیکر گھر جو آئے تو ہر چیز شمار کرائی اور ہر شئے کا جائزہ دینا شروع کردیا کہ یہ یہ چیزیں ہیں جن میں سے ہر ایک نصف ... ... تمہاری ہے اور نصف ہماری ہے حضرت سعد بن الربیع اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف دونوں بھائی بھائی بنائے گئے تھے دونوں کے طبائع کی یکسانی اور پھر رسول کریم کے کمال انتخاب پر غور کیجئے۔ حضرت سعد ہر چیز میں نصف حصہ لگا کے فرمانے لگے میں بھائی عبدالرحمٰن میرے دو بیویاں ہیں ان میں سے کوئی ایک پسند کرلو اسی کو طلاق دیکر حوالے کردونگا ہے آج دنیا میں یہ ایثار آج نہ کہیں تاریخ میں کہیں اس کی کوئی نظیر و مثال پیش کرسکتے ہو اب مسلمانوں ہی میں وہ چیز نہیں رہی تو تاریخ میں کہاں مل سکتی ہے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن عوف کی غیورانہ طبیعت کا رنگ دیکھئے کہتے ہیں بھائی اللہ تعالیٰ تمہاری چیزیں تمہیں مبارک رہے مجھے ان میں سے ایک کی ضرورت بھی نہیں مجھے تو صرف بازار کا راستہ بتا دیجئے۔

بازار گئے کچھ چیزیں خرید کر پھیری کا کام شروع کردیا اللہ نے برکت دی چند سال ہی میں ہزار ہا روپے کے آدمی ہوگئے اور تجارت نے اتنی ترقی کی کہ جس روز مدینہ میں ان کے مال تجارت کا قافلہ آتا تھا دھوم مچ جاتی تھی مہاجرین تجارت پیشہ تھے اور انصار زراعت و باغبانی سے کمال رکھتے تھے انصار نے باغات بھی نصف نصف تقسیم کردیئے انتہا یہ تھی کہ انصار مرجاتا تھا تو اس کا تمام مال مہاجر بھائی کو ملتا تھا اور مرنے والے کے تمام رشتہ دار محروم رہجاتے تھے ان الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ والذین اووا ونصروا اولئک بعضھم اولیاء بعض (سورہ انفال)

اب تک تو اس آیت کے مطابق عمل ہو رہا تھا غزوۂ بدر کے بعد جب مہاجرین کو اعانت کی ضرورت نہ رہی تو آیت اولوا الارحام بعضھم اولیٰ ببعض کے مطابق حکم بدل گیا یعنی اب حکم ہوا کہ رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں ۴ھ میں بنونضیر کے نخلستان کے متعلق آپ نے انصار سے فرمایا کہ مہاجرین غریب و نادار ہیں اگر تمہیں گوارا ہو تو تمہارا یہ تمہارا حصہ بھی ان کو دیدوں تم اپنے نخلستان واپس لیلو۔ انصار نے اتنا سنا تو دریا تو پورے چڑھا ہوا پر بہا دیا انہوں نے عرض کیا حضور ہم اور دیتے ہیں یہ بھی دیدیجئے اور وہ بھی رہنے دیجئے

مہاجرین کا غیرتمندانہ عمل

رشتہ اخوت کے قیام کے وقت مہاجرین کی تعداد ۴۵ تھی بعد کو کچھ اور ... ان میں سے اکثر اور تجارت پیشہ افراد نے بازار میں چھوٹی چھوٹی دکانیں کھول لیں اللہ نے برکت دی اور ایک مختصر مدت میں ان کی تجارتیں فروغ پاگئیں اور رفتہ رفتہ یہودیوں کی ساری

تجارت انہی کے ہاتھوں میں آگئی حضرت ابوبکر صدیق کا ایک کپڑے کا کارخانہ مقام سنح میں قائم ہوگیا (طبقات) حضرت عثمان غنی کھجور کی تجارت کرنے لگے جسے بڑا فروغ پایا حضرت عمر نے بھی تجارت شروع کردی (مسند امام حنبل) تمام کی تجارت اس زمانہ میں ایران تک پھیل گئی تھیں (مسند حنبل) دیگر صحابہ کی تجارت بھی فروغ پانے لگی تھی کچھ ہی مدت میں مہاجرین و انصار آزمائش منظور تھی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے کہیں زیادہ دیا جتنا کھویا تھا غرض ایک تھوڑی ہی مدت میں مہاجرین اپنے قدموں پر آپ کھڑے ہونے کے قابل ہوگئے اس کے بعد انہوں نے مدینہ میں اپنے لئے وسیع اور عظیم الشان مکانات بھی تعمیر کرلئے اور بہت بہتر ہوگئی۔

پچھلی مسلمانوں کی باہمی ہمدردی اخوت پاسداری اور اتفاق جس کی بدولت انہوں نے پہلے عرب کی تمام معاند قوتوں کی جڑوں کو زمین کی تہ سے نکال کر پھینکدیا اور اس کے بعد بڑھے ہیں تو قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ کر رکھدیئے وہ اللہ کے بندے تھے اللہ ہر وقت اور ہر حالت میں ان کا ساتھ دیتا تھا انھیں اللہ نے سب کچھ دے رکھا تھا زر و فرزند مال و دولت کیا چیز تھی جو ان کے پاس نہ تھی لیکن ایک اشارہ پر سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہوجاتے تھے انھیں حقیقی محبت اللہ کی تھی اس کے مقابلہ میں کسی چیز کی نہ پرواہ کرتے تھے ہماری یہ حالت ہے کہ ہم زبان سے کچھ ہی کہیں مگر اصلیت یہ ہے کہ ہم ہر نفس کے بندے کو ایک کوڑی پر دم نکلتا ہے حلال کی کسی کو فکر نہیں مال ملے اس کی پرواہ نہیں کہ کیسے ملے نہ ہمدردی ہے نہ اتفاق نہ پاس لحاظ ہے اور نہ اخوت نام کے بھائی ہیں اور اصل میں دشمن پھر ان آلودگیوں، ان ناکامیوں اور نامرادیوں کے باوجود اللہ سے کیا شکوہ ہے جو بویا تھا وہ کاٹ رہے ہیں۔ وہ مسلمان جن کی اخوت و ہمدردی اور اتفاق و اتحاد دنیا بھر کے لئے ایک نمونہ عمل تھا وہی آج سب سے زیادہ متفرق اور دست و گریبان ہیں نادری اور غریب الوطنی میں بھی تجارت کو نہ بھولے آج ان کے نام لیوا تجارت میں بالکل کورے ہیں حقیقت پوچھئے تو ہم سے تو عرب کے کفار بھی یک گونہ بہتر تھے کہ وہ زبان کے سچے بات کے دھنی اپنوں کے لئے کٹ مرنے والے اور جو کہدیں وہ کرنے والے تھے ہم میں تو یہ بھی نہیں۔

ممتاز سپہ سالار

دنیا میں ابتدا سے جنگ و جدال اور حرب و ضرب کا دستور جاری ہے اور صرف جاری ہی نہیں ہے بلکہ ان مواقع پر قتل و غارت اور سلب و نہب کی ایسی ہولناک مثالیں جس کی طرف سے پیش کی گئی ہیں۔ یعنی یہی اسے عظمت و سطوت حاصل ہوئی ہے جنگ میں دشمنوں کو پوری سنگدلی و قساوت سے ذبح کرنا ان پر شبخون مارنا ان پر رسد بند کر دینا آس پاس کے دیہات و قریات جلا دینا اور فتح و نصرت کے بعد بلا استثنیٰ زن و مرد جوان و پیر تندرست و علیل اور محارب و غیر محارب عام بات تھی فتح کے بعد رحم و نرمی کا مظاہرہ بڑی کمزوری اور نااہلیت سمجھی جاتی ہے مفتوح شہر زمین کے برابر کر دیئے جاتے تھے عمارتوں اور شہروں میں آگ لگا دی جاتی تھی اور معابد منہدم کر دیئے جاتے تھے مغلوب قوم کو فاتح کا مذہب قبول کرنے اور اس کے غلام بنکر رہنے پر مجبور کیا جاتا تھا شریف و رذیل سب لونڈی غلام بنا لئے جاتے تھے اور جو ضرورت سے زیادہ ہوتے تھے انھیں بلا تکلف تلوار کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا زمانہ قدیم ہی میں یہ حالت نہ تھی بلکہ آج بھی کم و بیش یہی صورت ہے دشمنوں کو توپوں کے سامنے رکھ لینا ہوائی جہازوں سے گولے برسانا دم گھٹنے والی زہریلی گیسیں چھوڑنا جہازوں کو کھلے سمندروں میں غرق کر دینا آباد شہروں پر دن دن بھر بلا تکان دم توپوں سے گولہ باری کرتے رہنا اور قریات و بلاد اجاڑ کر رکھ دینا معمولی بات ہے امریکنوں جرمنوں فرانسیسیوں انگریزوں اطالیوں جاپانیوں اور بلجیموں سے زیادہ مدعی تہذیب اور مساوات و انسانیت کا علمبردار اور کون ہوگا مگر محاربہ عظیم میں انسانوں اور بستیوں کی تباہی کے لئے انہوں نے وہ کون سی ایسی وحشت و بربریت تھی جس کا ارتکاب نہ کیا ہو نہیں کیا بیسویں صدی جو متمدن صدی کہلاتی ہے اس میں کوئی ایک جنگ بھی کیا ایسی نہیں بتا سکتے جس میں انتہائی وحشت و بربریت کا اظہار نہ کیا گیا ہو اور شائستگی و تہذیب کے اجارہ داروں نے قتل و غارت و سلب و نہب میں کوئی باک کیا ہو اور اس میں عصمت دری سفاکی اور استبداد میں کوئی دقیقہ اٹھا رکھا ہو۔

عرب کی حالت عرب کے جغرافیائی حالات کچھ ایسے تھے کہ یہاں کے باشندے جنگ و جدل کئے بغیر نہ رہ سکتے تھے ہر قسم کی پیداوار کی قلت تھی خورد و نوش و پوشش کا سامان قدرتی طور پر صرف بھیڑ بکریاں اور اونٹ تھے انہی کے دودھ اور گوشت پر گذارہ ہوتا تھا اور انہی کی اون اور بالوں کے کمبل اور کپڑے اوڑھتے اور پہنتے تھے یہ جانا دہ شخص کو میسر نہ تھی پھر یہاں کی آبادی کا غالب حصہ خانہ بدوشانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور تھا جب تک چارہ اور پانی نظر آیا ایک جگہ ڈیرے ڈالے پڑے رہے اور جب یہ ذخیرہ ختم ہو گیا آگے چل دیئے یہ قبائل برابر اسی طرح گھومتے اور ایک دوسرے پر ڈاکے ڈالتے رہتے تھے لوٹ میں ہر چیز مل جاتی تھی مگر غالب حصہ یہی اونٹ اور بکریاں ہوتا تھا چنانچہ یہ حرکات ضروریات معاش کے لئے کی جاتی تھیں اس لئے عرب میں چوری قتل و رہزنی اور جنگ معمولی بات تھی ایک ایک قتل کے خونبہا کے لئے سالہا سال جنگ کا سلسلہ شروع رہتا تھا اور ادنیٰ ادنیٰ محذورات پر لڑائیاں چھڑ جاتی تھیں اور بیشمار لوٹ کھسوٹ کا مواقع ملتے رہتے تھے اس لئے لوٹ کے مال کو بھی ایک قسم کا تقدس حاصل ہو گیا تھا اور چوری و قتل جیسے جرائم کو جرائم ہی نہ سمجھا جاتا تھا پھر جرائم سمجھے تو کون کوئی حکومت موجود نہ تھی قبیلہ قبیلہ سے بدلہ لیتا تھا اس لئے یہ سلسلہ برابر بڑھتا ہی رہتا تھا اور کسی کو خیال بھی نہ ہوتا تھا کہ وہ کسی جرم کا مرتکب ہو رہا ہے اب یہ باتیں عربوں کی عادت و فطرت میں داخل ہو چکی تھیں اور اس کا انسداد کوہ کا دی سے کم نہ تھا عربوں میں یہ عادات کم و بیش اسلام کے بعد بھی کچھ دنوں تک قائم رہیں۔

اسیران جنگ سے ظالمانہ سلوک لڑائیوں کی وسعت و عمومیت نے عربوں میں پوری قساوت پیدا کر دی تھی جنگ میں اور جنگ کے بعد نہایت وحشیانہ افعال کا ارتکاب کرتے تھے۔

(۱) چھوٹے چھوٹے بچوں اور عورتوں تک کو بھی زندہ نہ چھوڑتے تھے بلکہ زندہ آگ میں جلا دیتے تھے۔ عمرو بن ہند عرب کا ایک بادشاہ تھا کہیں بنو تمیم نے اس کے بھائی کو قتل کر دیا اس نے منت مانی کہ ایک کے بدلے سو آدمیوں کو قتل کروں گا اس کی یورش پر بنو تمیم بھاگ کھڑے ہوئے اتفاقاً ایک بڑھیا رہ گئی تھی جس کا نام حمراء تھا اس ظالم نے اسے فوراً گرفتار کر کے زندہ آگ میں ڈلوا دیا اسی وقت ایک سوار عمار نامی ادھر آ نکلا اس سے پوچھا کیوں آیا اس نے جواب دیا کہ میں کئی روز سے بھوکا ہوں سمجھا کہ کھانا پک رہا ہے اس لئے ادھر چلا آیا عمرو نے اسے بھی اسی آگ میں جھونکوا دیا یہ قساوت و قساوت کی یہ کتنی خوفناک مثل ہے رسول کریم نے اس برائی کا سد باب کر دیا اور قطعی حکم دیا کہ عورتیں بوڑھے بچے نوکر اور خادم لڑائیوں میں قتل نہ کئے جائیں جب کسی مہم پر

فوج بھیجی جاتی تو سردار فوج کے نام منجملہ دیگر احکام کے ایک حکم یہ بھی صادر ہوا کرتا تھا لا تقتلہ شیخا فانیا ولا طفلا ولا صغیرا ولا امرأة کسی کہن سال کو، بچے کو، کمسن کو اور عورت کو قتل نہ کرو (صحیح مسلم باب الجہاد) اتفاق سے کسی غزوہ میں اگر کسی عورت کی نعش آپ کی نظر سے گذرتی تو آپ بیحد غصہ آجاتا اور آپ نہایت سختی سے منع فرماتے۔

بچوں کو باندھکر تیروں کا نشانہ بنانا

عرب بچوں کو نشانہ بناکر تیروں سے مارتے تھے عبیداللہ ابن زیاد وغیرہ اور واقس کی لڑائیوں میں قیس نے اپنے بچے بطور ضمانت کے لیے تھے اس نے ان بچوں کو لیجاکر ایک وادی میں کھڑا کیا اور انھیں نشانہ بنا بنا کر تیراندازی شروع کی پہلے روز چار لڑکے نہ مرے انھیں دوسرے روز کے لئے اٹھا رکھا گیا اسی طرح کئی روز یہ پر تفریح جاندماری ہوتی رہی اور لوگ کھڑے تماشا دیکھتے رہے (مجمع الامثال) اسیران جنگ کے ساتھ یہی سلوک روا رکھا جاتا تھا اور یہ تیروں کا نشانہ یا خنجر کا شکار بنتے تھے عربی میں اس طریقہ کو صبر کہتے تھے رسول کریمؐ نے اسے سختی کے ساتھ روکدیا ایک دفعہ حضرت خالدؓ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن نے ایک لڑائی میں چند آدمیوں کو گرفتار کرکے اسی طرح قتل کرایا تھا حضرت ابوایوب انصاری نے سنا تو کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ وہ اس سے منع کرتے تھے خدا کی قسم میں اس مرغ کو بھی اس طرح مارنا جائز نہیں سمجھتا۔ عبدالرحمٰن نے اسی وقت کفارۂ گناہ کے طور پر چار غلام آزاد کئے (ابوداؤد)

لڑائیوں میں عہد کی پابندی

اسلام سے پیشتر لڑائیوں میں کبھی عہد کی پابندی کا بھی کچھ خیال نہ کیا جاتا تھا جنگ موتہ وغیرہ میں مسلمانوں کے ساتھ یہی معاملہ کیا یعنی قول و قسم لیکر کفار ساتھ لے گئے اور گھر لیجاکر دھوکہ سے قتل کردالا قرآن کریم میں اسی قسم کے واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لا یرقبون فی مومن الا ولا ذمة انهم لا ایمان لهم کسی مسلمان کے متعلق نہ وہ کسی قسم کا لحاظ رکھتے اور نہ ذمہ داری کا ان کی قسم قسم نہیں، رسول کریمؐ نے سخت تاکید کردی کہ ہر حالت میں عہد کی پوری پابندی کیجائے قرآن کریم اور احادیث مقدسہ میں عہد کی پابندی کے متعلق تاکیدی احکام ہدایات موجود ہیں۔

رسول کریم ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو بہت سے صحابہؓ مجبوریوں کی بناپر مکہ ہی میں رہ گئے حذیفہ بن یمان بھی انہی میں سے تھے جنگ بدر کے موقعہ پر یہ اور ان کے والد کہیں سے آرہے تھے کفار نے انھیں پکڑ لیا اور کہا کہ تم مدینہ جاکر پھر ہمارا مقابلہ کروگے انہوں نے کہا کہ نہیں کہ ہمارا مقصد صرف مدینہ جانا ہے کفار نے عہد لیکر انھیں چھوڑ دیا جنگ بدر کی تیاری ہورہی تھی انھوں نے بھی اس سعادت سے بہرہ مند ہونے کی درخواست کی لیکن رسول کریمؐ نے کہدیا کہ تم معاہدہ کرچکے ہو۔

صلح حدیبیہ میں جب ابوجندل پابزنجیر آئے اور بدن کے داغ دکھلائے کہ قریش مجھے قید کرکے اس طرح ستاتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں لیکن قریش سے معاہدہ ہوچکا ہے کہ کوئی مسلمان مکہ سے بھاگ آئیگا تو ہم قریش کے پاس بھیجدیں گے اس پر ابوجندل نے رو رو کر کہا اور تمام مسلمانوں کو مخاطب کیا لوگ جوش رقت سے بیقرار ہوگئے اور قریب تھا کہ قابو سے باہر ہوجائیں حضرت عمرؓ بیتاب ہوگئے حضرت ابوبکرؓ بار بار رسول کریمؐ کی خدمت میں جاتے تھے لیکن پابندی عہد کی قیمت ان سب خطرات سے زیادہ تھی آخر ابوجندل کو پابزنجیر واپس جانا پڑا یہ تھی پابندی عہد کا شاندار مظاہرہ کیا ارباب عالم کی کسی مہذب و شائستہ حکومت میں بھی اس پابندی عہد کی کوئی مثال مل سکتی ہے کہ اپنے آدمی کو تکلیف و اذیت میں دیکھیں اور پھر ضبط کیا جاسکے۔

قاصدوں کا قتل

قاصدوں کو بھی بلاتکلف قتل کردیا جاتا تھا صلح حدیبیہ سے پیشتر قریش کے پاس مسلمانوں کی طرف جو قاصد بھیجا گیا تھا قریش نے اس کے اونٹ کو مار ڈالا اور خود اسے بھی قتل کرنے کی سعی کی لیکن لوگوں نے بچالیا لیکن رسول کریمؐ نے قاصدوں کے قتل کی ممانعت سختی کے ساتھ کردی انتہا یہ ہے کہ مسیلمہ کذاب کے قاصد نے دربار نبوت میں نہایت گستاخانہ انداز گفتگو اختیار کیا آپ نے فرمایا کہ میں قاصد کا قتل کرنا گوارا نہیں کرتا ورنہ تمہاری سزا قتل کے سوا اور کوئی نہیں تھی مورخین اس امر پر متفق ہیں ... ...

... ... کہ اسی روز سے قاصدوں کا قتل ممنوع قرار پاگیا خسرو پرویز نے ہرقل کے اور راجپال نے سلطان محمود کے قاصدوں کو بلاتکلف قتل کردیا تھا مگر اسلام میں ہمیشہ قاصدوں کا قتل ممنوع رہا دنیا پر اسلام کا یہ سب سے بڑا احسان ہے تصور میں بھی نہیں آسکتا کہ کوئی فرمانروا قاصد کی اتنی بڑی گستاخی کو گوارا کرے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک پیکر رحم تھے اور آپ کا کام قتل اذیت نہیں بندگان خدا کو فائدہ پہنچانا تھا۔

اسیران جنگ اور اسلام

اسیران جنگ کے ساتھ ابتدا سے لیکر گذشتہ صدی تک انتہائی وحشیانہ سلوک کیا جاتا رہا ہے اگر قتل سے بچ بھی رہتے تھے تو ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر انتہائی مشقت لیجاتی تھی بلکہ زنوبیہ تک کے ہاتھوں میں سیزر نے ہتھکڑیاں ڈالیں بخت نصر نے ان سے پتھر کی دیوہیکل چکیاں چلوائیں ملیٹس نے کولہوؤں میں جوت دیا جنگ صلیبی میں جو مسلمان عیسائیوں کے ہاتھ پڑ گئے ان کے ساتھ بھی جانوروں سے بدتر سلوک روا رکھا گیا علامہ ابن جبیر جو حروب صلیبیہ کے زمانہ میں سسلی سے گذرے تو مسلم اسیروں کی حالت

دیکھکر تڑپ گئے خود لکھتے ہیں کہ:۔

"منجملہ ان درد انگیز حالات کے جو ان شہروں میں نظر آتے ہیں اسیران اسلام میں جو بیڑیاں پہنے نظر آتے ہیں اور جن سے سخت مشقت لی جاتی اور محنت شاقہ سے کام کرائے جاتے ہیں اسی طرح مسلمان عورتیں پنڈلیوں میں لوہے کے کڑے پہنے اشد مشقت کے کام کرتی دکھائی دیتی ہیں انھیں دیکھکر قلب سینہ میں تڑپ جاتا ہے۔

مدعیان تہذیب اور اجارہ داران تہذیب کا یہی وطیرہ رہا ہے روس ہنگری اور یونان نے ترکی اسیروں کے ساتھ بھی ہمیشہ بہیمت برتی ہند میں بھی گرفتار شدہ عورتوں سے ادنی ادنی خدمات لی جاتی تھیں اور ان پر کسی رحم وکرم کو روا نہ رکھا جاتا تھا لیکن حضرت سرور کائنات نے سختی کے ساتھ مسلمانوں اور سرداروں کو تاکید کردی تھی کہ اسیران جنگ کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہ اختیار کی جائے اور بدسلوکی کیسی آپ نے تو حکم دیا تھا کہ انھیں کوئی اذیت پہنچنے ہی نہ پائے اسیران بدر کو صحابہ کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ انھیں کسی قسم کی کھانے پینے کی تکلیف نہ ہونے پائے۔

کیا چشم فلک نے کسی ملک کسی قوم میں سے دنیا کے اندر یہ نظارہ بھی دیکھا ہے کہ فاتح قوم کے افراد تو خود بھوکے پڑ رہتے ہوں اور اپنے قیدیوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا رہے ہوں اسیران بدر تو شکم سیر ہوکر کھانا کھاتے تھے اور مسلمان دو چار کھجوریں کھا کر پڑ رہتے تھے غزوہ حنین کے چھ ہزار اسیر بیک وقت اس شان کے ساتھ رہا کیے گئے کہ ان میں سے ہر ایک کو مصری کپڑے کا ایک ایک جوڑا بھی عطا ہوا۔ (ابن سعد)

حاتم طائی کی بیٹی گرفتار ہوکر آئی تو اسے عزت وحرمت کے ساتھ مسجد نبوی کے ایک گوشہ میں جگہ دی اور فرمایا کہ تمہارے شہر کا کوئی شخص آجائیگا تو میں تمھیں اس کے ساتھ آرام سے رخصت کروں گا چنانچہ چند روز کے بعد سامان سفر درست کرکے ایک آدمی کی معیت میں یمن بھجوا دیا مسلمانوں کے قبضہ میں جو قیدی آتے تھے انھیں ذرہ برابر بھی تکلیف نہ ہونے پاتی تھی اور وہ دشمنوں کے آدمی ہونے کے باوجود بھی ہر طرح آرام سے رہتے تھے اکثر تو رہا بھی کردیئے جاتے تھے اسلامیوں کے اس رواداراناہ سلوک نے مسلمانوں کی شرافت و فراخدلی کا شہرہ دور دور تک پہنچا دیا تھا دیکھیے جو دنیا میں کوئی مذہب پیش کرسکا وہ اسلام نے کرد کھایا بنی اسرائیل کے جباروں کلدانیوں اور اشوریوں ہندوستانیوں ایرانیوں اور رومیوں کے آئیں جنگ اور ذریعہ ہائے سلوک کا مشاہدہ کیجئے اور اوراق تاریخ الٹ کر اور حالات پڑھکر واقعات کا مطالعہ کیجئے پھر اسلامیوں کے سلوک کا مقابلہ کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انسانیت و بہیمیت میں کیا فرق ہے اور مسلمان کیا تھے اور دوسروں نے کیا کیا۔

فوجوں کی دست درازی

ظاہر ہے کہ فوجیں جدھر سے گذرتی ہیں تباہی پھیلاتی چلی جاتی ہیں یہی دنیا میں ہوتا رہا ہے یہی عرب میں ہوتا تھا اور یہی صلیبیوں نے کیا جب کسی قوم و قبیلہ پر حملہ ہوتا تو فوجیں دور دور تک چاروں طرف پھیل جاتے اس سے رسد بھی بند ہوجاتی راستے بھی رک جاتے مسافروں اور راہگیروں کا مال بھی لٹ جاتا اور گھروں میں آنا جانا مشکل ہوتا رسول کریم کو ہر موقعہ پر بندگان خدا کی راحت وآرام کا خیال رہتا تھا اس لئے آپ نے عام منادی کرادی کہ جو شخص ان حرکات کا مرتکب ہوگا اس کا جہاد جہاد نہیں اور نہ اسے کوئی ثواب حاصل ہوگا حضرت جہنی سے روایت ہے کہ میں ایک غزوہ میں شریک تھا لوگوں نے دوسروں کے پڑاؤ پر جاکر انھیں تنگ کیا لوٹا مارا آپ نے فوراً منادی کرادی کہ جو دوسروں کو گھروں میں تنگ کرے یا لوٹے مارے تو اس کا جہاد قبول نہیں (ابو داؤد)

آپ نے عام حکم دیدیا تھا کہ لوگ حملے کرتے وقت ادھر ادھر پھیل نہ جایا کریں اس کے بعد تو یہ حالت تھی کہ لوگ اس طرح سمٹ کر پڑاؤ ڈالتے تھے کہ ایک بڑی چادر تان دی جائے تو سب اس کے نیچے آجاتے تھے۔

محاربین سے وحشیانہ سلوک

دشمنوں کو قتل کرنے کا ایک وحشیانہ طریقہ یہ تھا کہ ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضا کاٹ کر چھوڑ دیتے تھے کہ وہ تڑپ تڑپ کر مرجاتا عطفان اور عامر کی لڑائیوں میں اسی خوف کی وجہ سے حکیم بن الطفیل نے اپنے آپ کو خود گلا گھونٹ کر مار ڈالا تھا (عقد الفرید)

عرینہ کے لوگوں نے خود حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کو پکڑ کر اسکے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے تھے اور پھر اسی پر اکتفا نہ کی تھی بلکہ اس کی آنکھوں اور زبان میں کانٹے چبھوئے تھے یہانتک کہ وہ اس تکلیف سے تڑپ تڑپ کر مرگئے (طبقات ابن سعد) پھر مرنے کے بعد بھی جوش انتقام ختم نہ ہوتا تھا مردہ لاشوں کے ہاتھ پاؤں کان ناک وغیرہ کاٹ لیتے تھے اسی رسم بد کے مطابق تو جنگ احد میں ہندہ نے حضرت حمزہ اور دیگر شہداء کے اعضا کاٹ کر ہار بنایا اور گلے میں پہنا کر اور کچا جگر چبایا تھا پھر عرب ہی پہ کیا منحصر ہے اس عہد کی حالت ہی یہی تھی۔

مارس قیصر روم کا کیا قصور تھا اس نے کوئی سختی بھی نہ کی تھی بلکہ شہر کی حالت دیکھکر وہ تو خود مصر نکل گیا تھا لیکن فوکس نے برسر اقتدار ہوکر پہلے اسی کے زن و بچہ کے قتل کیے جانے کا حکم دیا اور پھر اس کے خاندان کا خاتمہ اس قساوت و سنگدلی کے ساتھ کیا کہ انسانیت آجتک کھڑی سر پیٹ رہی ہے اس کے حکم سے اس کی فوج کے لوگ مصر پہنچے گرجا میں گھسے قیصر اور اس کی پانچ بیٹیوں اور بیٹوں کو گھسیٹ کر باہر لائے پہلے بیٹوں کو باپ کی آنکھوں کے سامنے قتل کیا پھر ان سب کے دھڑ باسفورس میں پھینکدیے گئے سر قسطنطنیہ کے دروازہ پر لٹکے بیٹیوں کو بھی اسی عذاب سے مارا گیا بندہ بیراگی کے وحشیانہ مظالم بھی دنیا کو آجتک یاد ہیں رسول

کریم نے اس وحشت اور اس رسم کا کلی انسداد کر دیا

حاملہ عورتوں کے شکم چاک

عرب منت مانا کرتے تھے کہ دشمن ہاتھ آئیگا تو اس کی کھوپڑی میں شراب پئیں گے جنگ احد میں سلافہ کے دو بیٹے عاصم کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اس بنا پر اس نے بھی یہی منت مانی تھی۔ حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر ڈالتے اور پھر اس پر فخر کرتے تھے۔ عامر بن طفیل عرب کا ایک مشہور بہادر اور رئیس ہوازن نے بھی اپنے اس کارنامہ پر بڑے فخر کا اظہار کیا ہے رسول کریم نے اس لغویات کا انسداد قطعی طور پر کر دیا اور اسے بہت بڑی لعنت اور معصیت عظیمہ بتایا۔

دشمنوں کے مال کی لوٹ

عرب میں جنگیں کی ہی معاشی ضرورت کی بنا پر کی جاتی تھیں قتل و غارت کے طوفان لوٹ کا مال حاصل کرنے ہی کے لیے اٹھائے جاتے تھے رفتہ رفتہ دشمن کی لوٹ نے ایک ثواب کی صورت اختیار کر لی اسلام لانے والے یہی لوگ تھے جب غزوات اور اسلامی جنگیں شروع ہوئیں تو ان کا لوٹ کا شوق جو ان کی طبیعت ثانیہ بن چکا تھا پھر ابھر آیا پھر لطف یہ ہے کہ ابتدا اور عادت کی کرشمہ کاری ملاحظہ ہو کہ بہت سے صحابہ اسلام کے بعد بھی مال غنیمت کو ثواب ہی سمجھتے رہے ابوداؤد میں ہے کہ ایک شخص کے اس سوال پر کہ ایک شخص خدا کی راہ میں جہاد کرنا چاہتا ہے لیکن کچھ دنیوی فائدہ بھی چاہتا ہے آپ نے فرمایا کہ اسے کچھ ثواب نہ ملیگا لوگوں کو یہ سنکر بڑا تعجب ہوا اور انھوں نے یہ کہکر کہ تم رسول کریم کا مطلب نہ سمجھے ہوگے پھر جاؤ اور دریافت کرو گویا یقین ہی نہ آتا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے ایک حملہ میں قبیلہ کے قبیلہ کو اس کے لا الہ الا اللہ کہنے پر چھوڑ دیا گیا تو فوجی اپنے سردار کو ملامت کرنے لگے کہ تم نے ہمیں مال غنیمت سے محروم کر دیا پھر انھوں نے رسول کریم سے شکایت بھی کی آپ نے فرمایا اچھا کیا اور تصریح فرمائی کہ ایک ایک آدمی چھوڑنے پر اتنا اتنا ثواب ملیگا (ابوداؤد)

متاع دنیوی

قرآن مجید میں مال غنیمت کے متعلق "متاع دنیوی" کا لفظ آتا تھا اور اس کی طرف انہماک اور دلدادگی پر برابر ملامت کی جاتی تھی جنگ احد میں جب اس بنا پر شکست ہوئی کہ کچھ لوگ کفار کا مال غنیمت لینے کے لے مقابلہ سے ہٹ آئے تو آیت نازل ہوئی منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الاخرۃ "تم میں سے کچھ لوگ دین کے طلبگار تھے اور کچھ آخرت کے" اسی طرح جنگ بدر میں جب لوگوں نے اجازت سے پہلے غنیمت لوٹنی شروع کر دی یا بقول بعض مفسرین فدیہ کی خواہش سے لوگوں کو گرفتار کیا تو یہ آیت اتری یریدون عرض الدنیا و اللہ یرید الاخرۃ "تم لوگ دنیا کی پونجی چاہتے ہو اور خدا آخرت چاہتا ہے" الخ تصریحات و تاکیدات کے باوجود غزوہ حنین میں جو شکست میں واقع ہوا تھا مسلمانوں کو بعض اس وجہ سے شکست ہوئی کہ لوگ مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہوگئے (صحیح بخاری) غزوہ حنین کے ذکر میں ہے "تو مسلمان غنیمت پر ٹوٹ پڑے اور کافروں نے ہم کو تیروں پر رکھ لیا" آپ نے علانیہ کہدیا تھا کہ جو جہاد کسی نیت سے بھی کیا جائے لیکن اگر مجاہد مال غنیمت قبول کرتا ہے تو دو تہائی ثواب کم ہو جاتا ہے ثواب اسی وقت ملتا ہے جب مال کو ہاتھ نہ لگایا جائے البتہ جو غنیمت کا حصہ نہ لے اسے پورا ثواب ملیگا غرض اس تدریجی تعلیم و تلقین کا یہ اثر ہوا کہ یہ سب سے محبوب اور عزیز تر چیز ہاتھ سے اتر گئی اور رسول کریم نے عرب کی ذہنیت بدل کر رکھدی۔

عرب مال غنیمت تو لوٹتے ہی تھے، دوران جنگ میں دشمن کے مال جو ہاتھ آ جاتا کو لوٹ لینا بھی عام معاملہ تھا اور اسے معیوب بھی نہ سمجھا جاتا تھا لیکن رسول کریم نے سختی کے ساتھ اس مذموم رسم کا بھی استیصال کیا کہیں ایک دفعہ ایک مہم میں غایت تنگ حالی کی صورت میں مسلمانوں نے مجبور ہو کر دشمنوں کی بکریاں لوٹ لیں رسول کریم کو جب اطلاع ہوئی تو آپ موقع پر پہنچے گوشت ہانڈیوں میں پک رہا تھا آپ نے اپنی ... کمان سے تمام ہانڈیاں الٹ دیں سب گوشت خاک میں مل گیا پھر فرمایا کہ لوٹ کا مال مردار گوشت کی برابر ہے کہتے ہیں کہ "جنگ و عشق میں سب کچھ جائز ہے لیکن آپ نے جنگ کی حالت میں بھی ناجائز کو کبھی جائز نہ سمجھا اور برائی کو ہمیشہ برائی سمجھتے رہے کیسا نازک وقت ہے سپاہی بھوک سے تڑپ رہے ہیں مگر آپ کو اس کی چنداں پرواہ نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ کے سامنے جسم سے زیادہ روح کی تقویت کا خیال تھا۔

اسلامی جنگ و جہاد کی خصوصیت

اب تک جنگیں ملک گیری منفعت حصول اقتدار اور انتقام کے لئے لڑی جاتی تھیں لیکن اسلام نے سرے سے ان کی صورت اور مقصد ہی کو تبدیل کر دیا اور اسلام نے جو جنگیں کیں ان کا مقصد اعلائے کلمہ حق کے سوا اور کچھ نہ تھا دنیا اسلامی جہاد کو کچھ سمجھے مگر یہ زیردستوں کو زبردستوں کے ظلم سے بچانے اور دنیا میں نیکی اور نکوکاری کی روح پھونکنے کے لئے تھے رسول کریم نے ایران، مصر، قسطنطنیہ، یمن و حبش کے تاجداروں تک کو دعوت اسلام دی اور ان میں سے جس نے اسلام قبول کیا یا اسلام کے معاہد بن گئے انھیں مسلمانوں کے برابر حقوق حاصل ہوگئے یہ ان اقتدار کی توسیع شان عظمت کے لئے نہیں بلکہ اسلام کا بول بالا کرنے کے لئے تھی جیسا کہ قرآن میں ہے:—

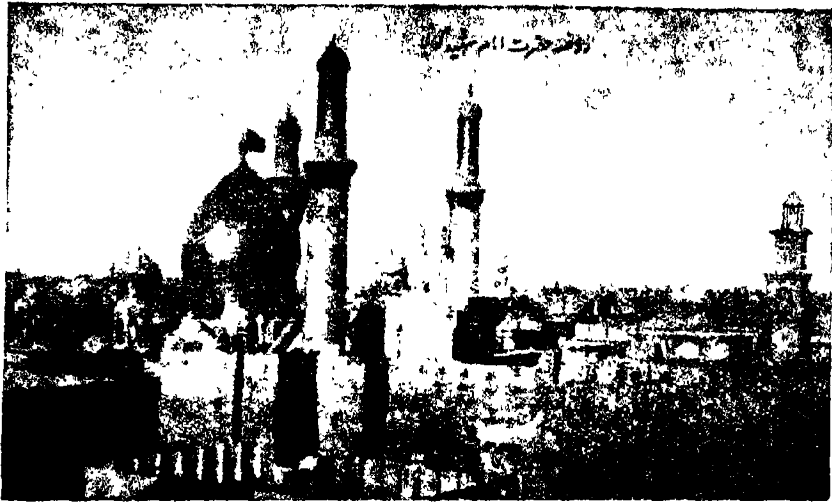
الذین ان مکناھم فی الارض	یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انھیں زمین پر
اقاموا الصلوۃ و اتوا الزکوۃ و امروا	قبضہ دیں اور ملکوں کا مالک بنا دیں
بالمعروف و نھوا عن المنکر	تو وہ نماز کے پابند رہیں گے زکوۃ ادا

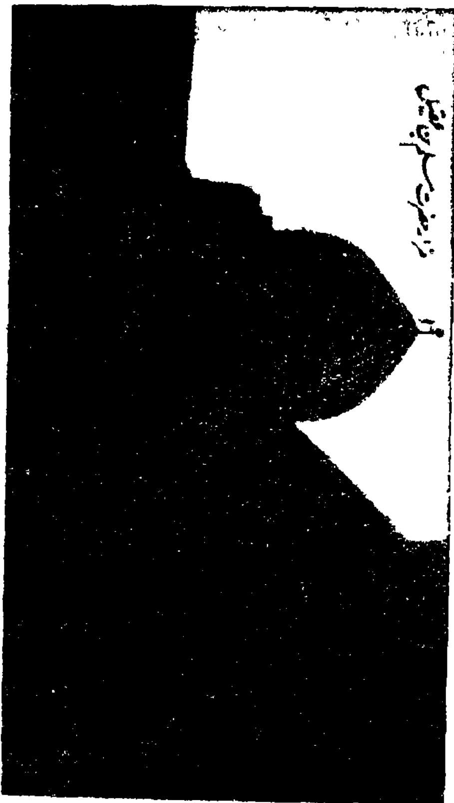
کریں گے اچھی باتوں کا حکم دیں گے اور بری باتوں سے روکیں گے؟

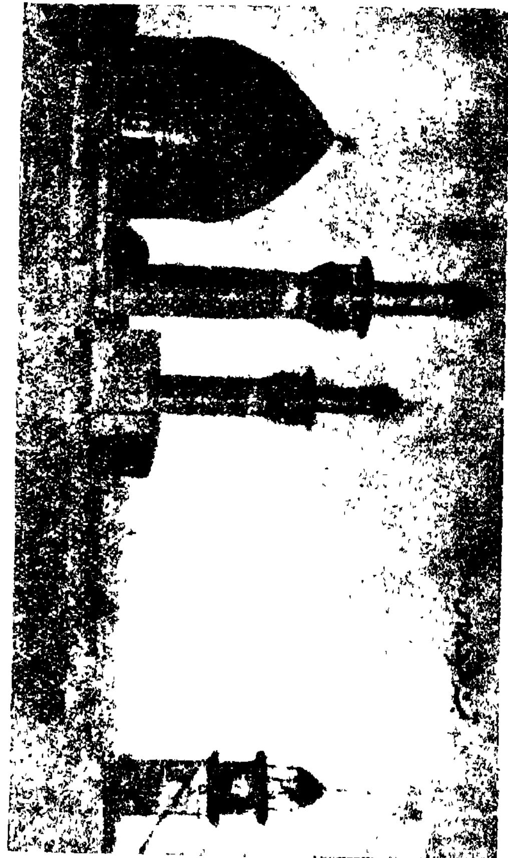
اس سے واضح ہے کہ جہاد کا مقصد اسلام کے نزدیک دولت و مال کا حاصل کرنا کبھی نہیں رہا بلکہ اس سے مدعا یہی تھا کہ دنیا میں امن قائم ہو اور مسلمان اقتدار حاصل کر کے اچھی باتیں پھیلائیں اور بری باتوں سے دنیا کو روکیں۔

مال غنیمت فاتح کا حق نہ رہا

اب تک تمام دنیا میں دشمن سے لوٹی ہوئی دولت فاتح کا حصہ ہوتی تھی تھوڑا بہت فوج کے ہاتھ پڑ گیا پڑ گیا ورنہ سب کی مالک سلطنت ہوتی تھی جس سے فرمانروا اور جس اور کے سوا کسی کو کوئی فائدہ نہ پہنچتا تھا اسلام نے قرار دیا کہ پانچویں حصہ کے سوا باقی تمام مال غنیمت خواہ کتنا ہی قیمتی اور گرانمایہ ہو مجاہدین کا حق قرار دیا کہ انہی جائیں جو کھیت میں ہی اٹھاتے ہیں اور جمہور عوام عبارت انہی سے ہیں رفتہ رفتہ جہاد و جنگ عبادت بن گئے سورۂ انفال میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مسلمانو جب کسی گروہ سے تمہاری مڈبھیڑ ہو جائے تو ثابت قدم رہو خدا کا نام بکثرت لیتے رہو تم کامیاب ہوگے گویا کامیابی کے لئے ثابت قدمی اور ذکر اللہ کامیابی کی اساس ہیں ظاہر ہے کہ جن لوگوں کی زبان پر اللہ کا نام ہو اور زبانیں اللہ الصمد کا ورد کر رہی ہوں گی ان کے ہاتھوں کی تلواریں ناجائز طور پر ہرگز نہیں اٹھ سکتیں حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جب ہم کسی بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے ایک دفعہ صحابہ زور زور سے تہلیل و تکبیر کہتے ہوئے بڑھے آپ نے فرمایا اس قدر شور نہ کرو جسے تم پکار رہے ہو وہ بہرا نہیں ہے غرض یہ ہے کہ اسلام نے اسی جنگ کو جو ظلم و ستم اور جہالت و وحشت کا ایک نمونہ تھی اعلائے کلمۂ حق قیام امن رفع مفاسد نصرت مظلوم اور تسبیح و تہلیل کی صورت میں بدل دیا دنیا میں بڑے بڑے مذہبی پیشوا گذرے اور پیدا ہوئے بڑے بڑے مدبر اور مدعی تہذیب پیدا ہوئے لیکن ان کی تہذیب انسانیت چھوا تو بھی صرف زمانہ امن تک محدود رہی جنگ و عداوت میں انسانیت کا احترام اگر کسی نے کیا تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات تھی۔

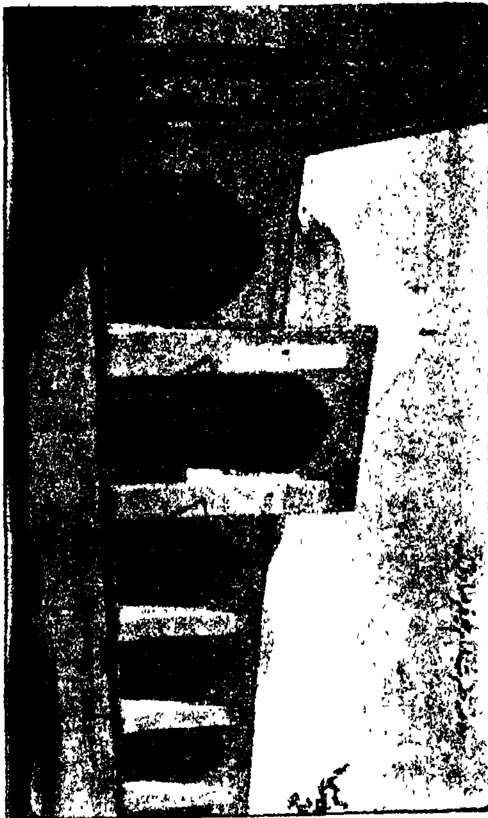






Popular Press, Delhi.







Popular Press, Delhi.

کامیاب کمانڈر

حیات مدنی کے افکار

مورخین مغرب کہا ... کا تصور خواب ... مذہب ... پیمبرانہ عظمت کے متعلق ... کہ وہ پہاڑ کی چوٹی ... وادیوں کے لئے ... سمندر کے ساحلوں ... کے بیچ میں بیٹھے اللہ اللہ کر ... کبھی کبھی اپنا انقا ... سے نکل کر وعظ کہہ جاتے ... اور دنیا اور دنیا والوں سے ان کا کوئی تعلق ... مکہ میں تو ... کا وہ ہجوم تھا کہ ... اور ... آزادانہ ... نظام مکمل ہوا ... جسم پر نظر آیا اس ... لئے بغیر لکھ ... جب تک مکہ رہے آپ کے پیغمبرانہ ... لیکن ... اس پیغمبری نے شاہانہ سطوت ... جن افراد ... نہیں ... حقیقت یہ ہے کہ ... پہنچکر آپ تو ضرور ... کہ زندگی ... روز روز کے مصائب ... نجات مل گئی اور ... آزادی کے ساتھ ... لیکن ... ہزار ... ایک دشمن تھا یہاں تین دشمن ... ال ... گئے۔

... جہاں مکہ میں سانس لینا بھی مشکل ہو ... آزادی کے ساتھ مقابلہ کرنے کا موقعہ مل گیا آزادی ... زیادہ تھے ... ان کی سازشوں کا پتہ تو اکثر ... اپنا وطن تھا لیکن ... جو سازشیں شروع ہوئیں ... اور وسیع الاثر تھیں جن کے لئے یہودی دماغ ... کا ... ہی لگنا دشوار تھا اور اندیشہ لگا رہتا تھا کہ خدا ...

... کا خوف ... بیٹھے تو اضطراب کے ساتھ ... انتظار کر رہے تھے لیکن ... اور حضرت ... کے واقعہ ... اور خون کے پیاسے بن گئے ... تھے، وسیع تجارت تھی دولتمند تھے ... اپنی قوت و تدبیر ... قریش سے مقابلہ پڑا جو کمزور

... ہم سے مقابلہ ... گے" ان کمبختوں کی سازشوں نے ... حالات پیدا کر دی ... روایت ... رسول کریم مدینہ آئے تو رات رات بھر ... مسجد میں ... رہتے تھے ... منافقین میں ... اپنی ... مقصد ... یہ تھا کہ کسی طرح شمع نبوت کو ... اسلام کا ... دیا جائے جس ملک میں منظم حکومت ہی ... امراء سلاطین کے خلاف یہی سازشیں کامیاب ہو جاتی ... جیسا ... ہجرت کے کچھ ہی ... بعد رئیس المنافقین عبداللہ ... کہا کہ ... تم نے ہمارے آدمی کو اپنے یہاں پناہ دی ... اگر تم نے ... اپنے ہاں سے نکال نہ دیا تو ہم ضرور تم پر حملہ ... تمہیں برباد کر دیں گے اور تمہاری عورتیں اپنے تصرف میں لائیں گے۔ ... سنتے ہی خود عبداللہ کے پاس گئے سمجھایا یہ ازلی شیطان تھا ... دیکھکر خاموش ہو گیا کہ انصار بکثرت ایمان لے آئے تھے ... کی عداوت کا سب سے بڑا باعث یہ تھا کہ انصار نے ہجرت کے پیشتر اس کی ... ایک تاج بھی بنا لیا تھا اور اس کے اقتدار و اثر ... بادشاہ بنانا چاہتے تھے آپ کے تشریف لے آنے سے اس کی یہ آرزو ... نامرادی ہو گئی اور یہ مسلمانوں کی صورت سے جلنے لگا اور جب تک زندہ رہا اپنی شیطنت کاریوں سے ایک لمحہ کے لئے ... کا یہ خود تو قریش کی آرزو پوری نہ کر سکا مگر یہود کو کھڑا کر دیا اور دونوں کے حوصلے بڑھ گئے اور دونوں رسول کریم کو بہ نظر تحقیر و ذلت دیکھنے لگے۔ ایک دفعہ آپ سوار چلے جا رہے تھے کہ اس نے منہ پر کپڑا ڈال لیا اور حقارت سے بولا ... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سلام کیا اور قرآن کریم کی کچھ آیات پڑھیں جس پر عبداللہ نے غضبناک ہو کر کہا۔ ... اے شخص مجھے یہ پسند نہیں تیری باتیں درست سہی مگر تو ہماری صحبت میں نہ آیا کر جو تیرے پاس جائے اسے سنا دیا کر۔ مسلمانوں کو اس تحقیر پر غصہ آگیا اور رسول کریم نے بمشکل دونوں کو ٹھنڈا کیا منافقین اور یہود کی طرف سے اس قسم کی شرارتیں برابر ہوتی رہتی تھیں۔

یہود کی نمائیں باد

اس وقت یہودیوں کا مذہبی اقتدار ... اور ارد گرد و نواح کے عربوں پر قائم تھا انصار ان کی اس عظمت کو سمجھتے تھے اور اس کا اعتراف کرتے تھے ان کے سود کا کاروبار بھی بہت وسعت اختیار کئے ہوئے تھا انھیں بھی اپنا یہ اقتدار

خطرے میں نظر آیا اور وہ بھی مسلمانوں کی بربادی پر تیار اور مصروف سازش ہوگئے قریش جو کچھ کرتے تھے وہ اس کی پرزور تائید کرتے قریش نے مدینہ تک کے تمام قبائل کو خلاف کر دیا گو مکہ سے لیکر مدینہ تک ہر جگہ دشمنوں کا ایک زنجیرہ قائم ہوگیا اور حالت روز بروز نازک ہوتی چلی گئی آخر ۲ھ صفر ۲ھ میں لڑنے اور جہاد کرنے کی اجازت مل گئی وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم اس کے بعد آپ کی طرف سے پچاس پچاس آدمیوں کی جمعیت مختلف قبائل کو مطیع و معاہد بنانے کے لئے بھیجی جاتی رہیں ابھی ایک ماہ کی مدت بھی منقضی نہ ہونے پائی تھی کہ مکہ کا ایک رئیس مدینہ کی ایک چراگاہ پر حملہ آور ہوکر آپ کے مویشی لوٹ لے گیا غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ اور مدینہ کے درمیانی قبائل کو سلک معاہدہ میں منسلک کرنے کے لئے برابر جمعیتیں بھیجتے رہے اسی قسم کی ایک جمعیت نخلہ گئی ہوئی تھی قریش کی ایک جماعت سے اس کا تصادم ہوگیا جس میں ایک شخص عمرو بن حضرمی جو رئیس اعظم قریش حرب بن امیہ کا حلیف تھا قتل ہوگیا۔

کفر واسلام کا پہلا معرکہ

کفر و اسلام کی پہلی جنگ بمقام بدر ہوئی جسے بہت بڑی تاریخی اہمیت حاصل ہے۔ قریش کے قافلہ ادھر ہی سے گذرتے تھے قریش جنگ کی تیاریوں میں تو پہلے ہی سے مصروف تھے حضرمی کا قتل ان کے مزید جوش و اشتعال کا باعث بن گیا طبائع میں جوش تو پھیلا ہوا ہی تھا کہ اسی اثناء میں افواہ پھیل گئی کہ مسلمان قافلہ تجارت لوٹنے کے لئے آرہے ہیں اور شور پڑ گیا حکیم بن حزام اور عتبہ نہیں چاہتے تھے کہ جنگ کے شعلے بھڑکیں حکیم نے عتبہ سے جاکر کہا کہ اگر آپ چاہیں تو آج کا دن آپ کی نیک نامی کی ابدی یادگار بن جائے، آپ حضرمی کا خون بہا اپنے پاس سے ادا کر کے اس طوفان کو ان کی آن میں ختم کر سکتے ہیں ابوجہل سنکر بولا "ہاں کیوں نہیں بیٹا جو محمدؐ کے لشکر میں شامل ہے اس لئے آپ کی ہمت نے جواب دیدیا ہے۔ عتبہ اس طعن کا حریف نہ بن سکا جوش غیرت سے تلملا اٹھا بولا کل میدان جنگ ظاہر کر دیگا کہ نامردی کا داغ کس کی تقدیر میں ہے، دوسری طرف ابوجہل ہی کے اشارہ پر حضرمی کا بھائی گریبان چاک خاک اڑاتا اور "واعمراہ" کے ماتمی نعرے لگاتا ہوا آیا جس سے جوش و خروش کا سیلاب سیلاب قیامت بن گیا رسول کریمؐ نے بھی خبر پاتے ہی تیاری شروع کر دی آپ نے جو مہاجرین و انصار کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تو عجیب منظر تھا۔

حضرت سعد بن عبادہؓ بولے آپ حکم دیں تو خدا کی قسم ہم سمندر میں کود پڑیں"، حضرت مقداد نے عرض کیا کہ ہم حضرت موسیٰ کی قوم کی طرح نہیں جو یہ کہیں کہ آپ اور آپ کا خدا دونوں جاکر لڑیں ہم تو آپ کے آگے پیچھے دائیں بائیں سے لڑیں گے" آپ بہت خوش ہوئے آپ ۳۱۳ افراد کی جمعیت لیکر جس میں ساٹھ مہاجرین تھے بڑھے اور بدر میں قیام کیا کیونکہ معلوم ہوگیا تھا کہ قریش کا لشکر بھی قریب آرہا ہے

میدان جنگ میں پیغمبرانہ خشوع

حریف لشکر میں تمام روسائے قریش شریک تھے دس اونٹ روزانہ ذبح ہوتے تھے عتبہ بن ربیعہ سپہ سالار تھا ہزار مسلح اور غرق آہن پیادہ فوج اور ایک سو سوار تھے لیکن لشکر اسلام کے پاس پورے ہتھیار اور ثابت کپڑے بھی نہ تھے بدر کے قریب پہنچکر قافلہ کے سلامت نکل جانے کی اطلاع پر قبائل زہرہ و عدی نے کہا کہ اب جنگ فضول ہے مگر ابوجہل کے سر پر موت کھیل رہی تھی اس لئے ایک نہ سنی چنانچہ دونوں مذکورہ قبائل واپس چلے گئے رات کو دونوں لشکر تو لیٹ کر سو رہے مگر آقائے دوجہاں شب بھر مصروف عبادت و دعا رہے صبح سب کو اٹھا کر فضیلت جہاد پر ایک موثر تقریر کی اور صفیں قائم کر کے علیحدہ ایک چھپر میں جاکر کھڑے ہوگئے ادھر دونوں لشکر آمنے سامنے صف بستہ ہوئے ادھر رسول امینؐ پر ایک شدید خشوع اور رقت کا عالم طاری ہوگیا سر نیاز جھکا دیا اور ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعائیں مانگنے لگے کہ "خدایا تو نے جو وعدہ کیا ہے آج اسے پورا کر" سربسجود ہوگئے اور کہا کہ "بار الہا اگر آج اس میدان میں یہ مٹھی بھر نفوس مٹ گئے تو پھر تو قیامت تک نہ پوجا جائیگا"

محویت و خضوع کا یہ عالم کہ ردائے پاک دوش مبارک سے سرک سرک جاتی تھی حضرت ابوبکرؓ بھی یہ بیقراری دیکھکر بیتاب ہو گئے اور بندگان خاص پر ایک شدید رقت طاری ہوگئی حضرت ابوبکرؓ بولے کہ حضور ہراساں نہ ہوں اللہ تعالےٰ ضرور اپنا وعدہ پورا کریگا عین اسی وقت سیھزم الجمع ویولون الدبر یعنی فوج ہزیمت پائیگی اور دشمن بھاگ کھڑے ہوں گے کی بشارت ملی جس سے حضور کو تسکین ہوگئی یہ تھی آپکی شان پیغمبری:

میدان جنگ میں روسائے کفار کا خاتمہ

آخر دیکھتے دیکھتے گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی غالباً دنیا میں ابتک کوئی ایسی جنگ نہیں ہوئی کہ باپ بیٹے پر اور بیٹا باپ پر تلوار کھینچکر بڑھ رہا ہو۔ حضرت عمرؓ نے اپنے حقیقی ماموں پر بھرپور وار کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے بیٹے کا سر کاٹنے کے لئے آگے بڑھے عتبہ سامنے آیا تو ان کے بیٹے حضرت ابوحذیفہ رضی تلوار کھینچکر سامنے آگئے۔ (ابن ہشام) عتبہ کے بھائی شیبہ نے حضرت ابو عبیدہؓ کو مجروح کر دیا حضرت علیؓ نے ایک ہی وار میں اس کا خاتمہ کر دیا جب ابو عبیدہؓ کو اٹھا کر میدان جنگ سے لیچلے تو آپنے بیتابانہ عرض کیا

دستوں میں شرف شہادت سے محروم ہی چلا دیا یا نہیں تم نے یہ سعادت حاصل کرنا حضرت زبیرؓ نے عبیدہ بن سعید کو جہنم میں پہنچا یا۔

معاذ و معوذ دو انصاری بھائی میدان جنگ میں ابو جہل کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے دیکھتے ہی شہباز کی طرح جھپٹے اور پہلے ہی وار میں آتے جہل کو ختم کردیا عکرمہ بن ابو جہل نے انتقام میں حملہ کیا اور بازو کاٹ دیا چونکہ باقی لٹکا رہ گیا تھا اس لیے انہوں نے اسی وقت آسے پاؤں سے داب کر توڑ دیا اور پھر میدان میں گھس رہے گئے آخر عتبہ اور امیہ بن خلف بھی ڈھیر ہو گئے۔ ابو جہل۔ امیہ عتبہ و شیبہ کے قتل ہو جانے کے بعد قریش کے حوصلے پست ہو گئے اور بھاگ کھڑے ہوئے اسی وقت اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے اور تعاقب شروع ہو گیا حضرت عباسؓ حضرت عقیلؓ اور دیگر معززین وہیں گرفتار ہو گئے دیکھتے دیکھتے میدان کفار سے صاف ہو گیا البتہ ان کی لاشیں پڑی رہ گئیں حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل حال تھی ورنہ کفار کی قوت سے پتا تھی وہ اسلامی لشکر کا صحیح اندازہ ہی نہ لگا سکے یرونکم مثلیھم رای العین قریش کے ستر دلیر اور نامور فرزند قتل اور اتنے ہی قید ہو گئے اسلامی لشکر سے آٹھ انصار اور چھ مہاجرین شہید ہوئے منبہ نضر زمعہ بن اسود عاص بن ہشام امیہ عتبہ شیبہ ابو جہل ابو البختری جیسے نامور روسائے قریش تو سب جہنم داخل ہو ہی چکے تھے عقبہ اور نضر گرفتار ہو کر قتل ہوئے باقیوں میں کچھ کو فدیہ لیکر اور چند کو ویسے ہی چھوڑ دیا چند رہے وہ بہی اسلام سے رہے۔

مکہ میں گھر گھر ماتم مکہ میں بدر کی ہزیمت پر ایک کہرام مچ گیا ہر گھر ماتم کدہ بن گیا بڑے بڑے دلیروں کے حوصلے پست ہو گئے قومی ذلت کے خیال سے منادی ہو گئی کہ عورتیں بلند آواز سے نوحہ نہ کریں بہت سے تو زندگی سے بیزار ہو گئے جنگ بدر کے نتائج بہت دور رس اور بہت اہم تھے پہلا ہی معرکہ اور وہ بھی پورے ساز و سامان اور جوش و خروش کے ساتھ اور اسی میں شکست اور تباہ کن شکست اور وہ بھی ان کے ہاتھوں سے جنھیں انتہائی حقارت سے دیکھا جاتا تھا پھر شکست اور اتنی پامال کن شکست کہ کوئی ہر قابل ذکر رئیس اسی معرکہ میں ختم ہو گیا۔

قریش کے اقتدار کو صدمۂ عظیم مکہ کے تمام نامور دولتمند۔ اور ذی اقتدار رئیس اور شیطنت کار قریش بدر میں کھیت رہے بڑی بڑی مغرور اور اکڑی ہوئی گردنیں خاک و خون میں لتھڑ گئیں شہر عظیم الشان اور با اثر سرداروں اور رئیسوں سے قریب قریب بالکل خالی ہو گیا جنگ کیا تھی قریش کے لئے ایک لمحہ قہر الٰہی تھی پہلے ہی معرکۂ جنگ میں قریش کی حقیقی طاقت ٹوٹ گئی سارا طنطنہ ختم ہو گیا قریش کی سرداری ولید بن مغیرہ کے بعد ابو سفیان کو مل گئی اور بنی امیہ کا اقتدار قائم ہوا قریش کی عرب بھر میں تحقیر ہوئی۔

مخالف قبائل پر خوف و دہشت جو قبائل قریش کے زیر اثر تھے اور ان کے ایما پر باعث تکلیف بنے رہتے تھے ان پر بھی دہشت طاری ہو گئی سب کے سب سہم کر رہ گئے اور دور دور تک مسلمانوں کی جرأت و جلادت کی ایک زبردست دھاک بیٹھ گئی۔

منافقین و یہود پر سہمناک اثر منافقین ہر وقت مار آستین بنے رہتے تھے ان پر بھی دہشت طاری ہو گئی ان کا سردار برابر تحقیر کرتا رہتا تھا وہ بھی اس اسلامی فتح سے سراسیمہ ہو گئے۔ عبد اللہ بن ابی کو بھی اپنی عافیت اسی میں نظر آئی کہ وہ بظاہر اسلام میں داخل ہو جائے یہودی جو اپنی دلیری کی برابر ڈینگیں مارتے رہتے تھے اپنے سے کہیں زیادہ فوج پر مسلمانوں کو غالب آتے دیکھ کر فوری صدمہ سے وہیں دم بخود ہو گئے مسلمانوں کے ہاتھ بڑا مال غنیمت آیا۔

جنگ بدر اور مخالف نقطۂ نظر جنگ بدر چونکہ کفر و اسلام کی تمام جنگوں میں باعتبار نتائج بہت اہم ہے اس لئے معاندین و مخالفین نے اس کے استخفاف کے لئے نئے نئے پہلو نکالے ہیں اس کی اہمیت گھٹانے کے لئے انھوں نے اسلامی لٹریچر کو کنگھالا تو یہاں سے انھیں کچھ مواد مل گیا پھر کیا تھا انھوں نے تمام حقائق تمام قیاسات تمام غور و تامل اور تمام درایات کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کرلیں اس لئے مقصد وصول بدنامی و استخفاف تھا نہ کہ احقاق حق اور تلاش حقیقت۔ طبری میں لکھا ہے کہ "لوگ بیان کرتے تھے کہ ابو سفیان کے قافلہ کی روانگی کا حال معلوم کر کے رسول کریم صلعم نے لوگوں کو بلایا اور فرمایا کہ قافلہ آرہا ہے چلو شاید خدا انھیں مال غنیمت دلوا دے لوگ آمادہ ہوئے لیکن بعض نے اس سے پہلو تہی کی کیونکہ وہ سمجھے کہ کوئی لڑائی تو پیش نہ آئے گی۔

صحیح بخاری میں حضرت کعب بن مالکؓ کا یہ قول موجود ہے کہ:۔ "بدر میں صرف قافلہ شام سے تعرض مقصود تھا" ان دو امور پر مخالفین نے بڑی بڑی بدگمانی اور غلط فہمی کی دیواریں اٹھا کر کھڑی کر دیں اور کہنے لگے کہ رسول کریمؐ تو لڑنے نہیں قافلہ کو لوٹنے کے لئے گئے تھے انھوں نے خود چھیڑ شروع کی ایک پیغمبر کی شان سے یہ بعید امر ہے کہ وہ اپنے پیرووں کو لیکر ایک تجارتی قافلہ کو لوٹنے کے لئے نکلے قریش اس لوٹ کے عزم کی خبر سنکر اس کی حفاظت کے لئے بڑھے تھے لڑنے کے لئے اسی لئے زیادہ اہتمام نہ کر سکے اور بدر میں شکست کھائی اول تو یہ نتائج ہی غلط ہیں قافلہ پر حملہ کی خبر سنکر اس ترک اہتمام کے

کوئی نہیں آیا کرتا کہ تمام رؤسا شریک ہوں پورا سامان رسد اور پوری
فوج ساتھ ہو پھر جب قافلہ بچ کر نکل ہی گیا تھا تو پھر مسلمانوں سے جنگ
کی کون ضرورت تھی؟ مسلمانوں کی طاقت تو اتنی بھی نہیں کہ وہ ایک تجارتی
قافلہ پر خود حملہ کر دیتے۔ پوری طرح تیار ہو کر آنا اور تمام رؤسا ساتھ ہیں
گیا۔ رسد والوں کی فوج تھی اور تیاری آخر کسے کہتے ہیں۔

پھر کیا کوئی اس سے انکار کر سکتا ہے کہ قریش ہجرت کے بعد جنگ کے لئے
مسلسل تیاری اور یہود و منافقین سے سازش نہیں کر رہے تھے راہ کے
قبائل کو نہیں بھڑکا رہے تھے، مدینہ کی چراگاہ کے مویشی نہیں لے گئے تھے
حضرمی کے قتل کا واقعہ پیش آ چکا تھا کہ جس سے جوش نہ پھیلا ہوا تھا اگر
یہ سب چیزیں موجود تھیں اور یقیناً موجود تھیں تو یہ جو خیال پیدا کیا
جا رہا ہے کہ قریش کا مقصد جنگ نہ تھا۔ اب غور کیجئے کہ انصار سے معاہدہ
کیا تھا یہی کہ جب مدینہ پر کوئی چڑھ کر آئے تو ہم مدد کریں گے اس سے
پہلے سرایا میں کبھی بھی انصار نہ بھیجے گئے تھے اس وقت انصار کی شرکت
اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ مدینہ پر قریش کی یورش کا شدید اندیشہ تھا کہا
جا سکتا ہے کہ جب ایسا تھا تو خود فوج لیکر کیوں بڑھے اس لئے کہ آپ سمجھتے
تھے کہ اگر میدان جنگ مدینہ کے قریب کہیں قائم ہوا تو مسلمانوں کے لئے
شدید مشکلات پیدا ہو جائیں گی اور منافقین و یہود بھی ان کے ساتھ ضرور مل
جائیں گے اور یقیناً مل جاتے یہ آپ کا تدبر اور فن جنگ سے کمال واقفیت
کا ایک عدیم النظیر مظاہرہ تھا کہ تین دشمنوں کی مشترکہ قوت سے مقابلہ
کرنے کے بجائے پہلے ایک ہی دشمن سے نمٹنا مناسب سمجھا اور قریش
کی جنگی تیاریوں کی خبر سنکر عجلت کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکل کھڑے
ہوئے اور فتح پائی۔

جس کی نظر عرب کی فطرت پر ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ عرب موت کو
کوئی حیثیت نہ دیتے تھے یہ تو ان کے آئے دن کا کھیل تھا علی الخصوص
اس موقع پر کہ انھیں مال غنیمت ملنے کی بھی توقع ہو وہ ہرگز لڑنے اور
مارنے مرنے سے نہ جھجکتے تھے ان میں بعض جو ڈرے وہ اسی لئے ڈرے
ہوں گے کہ ہم بہت کمزور ہیں پورے اور کافی ہتھیار بھی پاس نہیں
قریش کے پاس بے پناہ قوت ہے ورنہ قافلہ کو لوٹنے کے لئے تو سوا دو سو کی
جمعیت بھی بہت کافی تھی نہ قافلہ والے پورے حربی سامان سے مسلح
ہوتے ہیں اس لئے ان سے ڈرنے کی تو کوئی وجہ ہی نہ تھی اور نہ سمجھ میں
آتی ہے اگر کہا جائے کہ نہیں قافلہ بھی مسلح ہوتا ہے اور اس میں مقابلہ کی پوری
قوت تھی تو ماننا پڑے گا کہ قریش کا اضطراب فضول تھا اور انھیں اتنی
شان و شکوہ کے ساتھ قافلہ کی امداد و اعانت کے لئے بڑھنے کی کوئی
ضرورت ہی نہ تھی یہ بھی سہی پھر کوئی وجہ نہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
اس توضیح کو کوئی اہمیت نہ دی جائے کہ "ہم جب مدینہ آئے تو کھانے کو
وہ پھل ملے جو ہمارے مزاج کے موافق نہ تھے اس وجہ سے ہم بیمار
ہو گئے۔ رسول کریم بدر کے متعلق پوچھا کرتے تھے لیکن جب ہمیں خبر ملی کہ
مشرکین آرہے ہیں تو رسول کریم بدر کو چلے بدر ایک کنوئیں کا نام ہے
جہاں مشرکین ہم سے پہلے پہنچ چکے تھے"۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھائی تھے مشیر کار تھے راز دار خاص تھے ان
سے زیادہ خبردار کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا تھا اس حدیث صحیح میں ابو سفیان
کے قافلہ تجارت کا ذکر سرے سے موجود ہی نہیں حضرت کعب کا بیان حضرت
علیؓ کے بیان کے مقابلہ میں کوئی بھی اہمیت نہیں رکھ سکتا اس لئے کہ
اول الذکر کا محض قیاس ہی تھا مگر موخر الذکر جنگ کے تو تمام راز ہائے اندرون
پردہ سے بھی پوری طرح واقف رہتے تھے اس سے بھی بڑھکر یہ کہ قرآن
کریم سے بڑھکر بہتر اور مستند بیان کسی کا ہو ہی نہیں سکتا ایک جگہ اللہ تعالیٰ
محض بعض صحابہ کے خوف کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ مسلمانوں کی ایک
جماعت بڑھنے کو پسند نہ کرتی تھی اور وہ تجھ سے ظہور حق (ایمان) کے بعد
بھی جھگڑا کرتی تھی کہ ہم موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں وان فریقا
من المؤمنین لکارھون یجادلونک فی الحق بعد ما تبین
کانما یساقون الی الموت دوسری جگہ فرماتا ہے کہ تم یہ چاہتے ہو کہ
تمہیں کوئی ایسی جماعت ملے اور اس سے تمہارا مقابلہ ہو جس کی طرف
سے تمہیں کوئی اندیشہ ضرر بھی نہ ہو لیکن خدا یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے قول
سے حق قائم کرے اور بتا دے اور دکھا دے کہ حق ہمیشہ باطل کے مقابلہ میں
کامیاب و فائز المرام ہوتا ہے وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون
لکم ویرید اللہ ان یحق الحق بکلماتہ ویقطع دابر الکافرین۔

یہاں ویقطع دابر الکافرین کا ٹکڑا خصوصیت سے قابل غور ہے جس کے
معنی کافروں کے زور توڑنے اور ان کی جڑیں کاٹنے کے ہیں قافلہ
کو لوٹ لینے سے نہ کفار کا زور ٹوٹ سکتا تھا اور نہ ان کی جڑیں کٹ سکتی
تھیں زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا تھا کہ انھیں بڑا نقصان پہنچ جاتا ہے
جڑیں تو کٹیں عتبہ ولید ابو جہل شیبہ زمعہ اور منبہ وغیرہ رؤسا
عظام کے قتل سے میدان جنگ میں شکست فاش سے عرب میں ان
کا زور ٹوٹ جانے سے کیا رؤسائے قریش کا قتل اور ویقطع دابر الکافرین
میں آپ کو کوئی مناسبت نظر نہیں آتی اور یہ دونوں فقرے بڑی حد تک
ہم معنی اور مترادف نہیں دکھائی دیتے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت
کعب نے کیوں ایسا کہہ دیا تھا تو اسے صحیح بخاری جیسی مستند و معتبر کتاب
میں کیوں جگہ دی گئی اسے وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو اصول حدیث سے
واقف ہوں محدث صحیح و غلط کا امتیاز تاریخ کی روشنی میں نہیں کرتے
اور خاص حد قیاس سے کام لیتے ہیں وہ تو راویوں کی حیثیت اور یہ دیکھتے
ہیں کہ آیا اس حدیث کو مسلسل بیان کیا جاتا رہا ہے اور کہیں سلسلہ منقطع تو نہیں

حضرت کعبؓ سے جو سنا آپ سے لوگ اسی طرح بیان کرتے چلے گئے اور لیکن اب یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ راوی جو کچھ بیان کرتا ہو وہ واقعہ کے متعلق استنباط ہوتا ہے واقعہ نہیں ہوتا۔ جنگ بدر کے وقوع کے متعلق لوگوں نے مختلف خیالات قائم کئے بہت ممکن ہے کہ حضرت کعب بھی اس وقت یہی سمجھے ہوں کہ مقصد قافلہ قریش سے تعرض تھا اس لئے کہ اس وقت مدینہ میں قافلہ قریش کی روانگی کی بھی بہت شہرت تھی کہ اس میں مکہ والوں نے مصارف جنگ کا کام لینے کے لئے اپنی تمام پونجی لگا دی تھی اور قریش کی تیاری جنگ کی بھی خبر تھی روایت کو کوئی وقعت دی ہی نہیں جا سکتی۔ محدث مورخ نہیں ہوتے اور نہ مورخ کے لئے ضروری ہے کہ وہ محدث بھی ہو اگر محدثین مورخ ہی ہوتے تو وہ کبھی اس حدیث کو درج نہ کرتے حضرت امام بخاری محدث نہ تھے مورخ تھے ادیب تھے مسلمہ امام تھے اور کچھ یہ کہ اسی میں متعدد غلط احادیث درج نظر آتی ہیں جانے دیجئے اسے بھی یہ بھی تو ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قریش تیاری جنگ میں نہ صرف غور کے ساتھ مصروف تھے اور جو قافلہ شام روانہ ہو رہا تھا اس میں مصارف جنگ پورے کرنے کے لئے سبھی قریش نے اپنا تمام سرمایہ لگا دیا تھا۔ کامیابی کے ساتھ واپس آجاتا تو ظاہر ہے کہ دشمنوں کی قوت میں زبردست اضافہ کا باعث ہوتا اس لئے سیاسی طور پر اس پر حملہ مقصود ہوتا بھی ہرگز معیوب نہیں کہا جا سکتا آجکل بھی ایسا ہی ہوتا ہے لیکن اس کا کیا علاج ہے کہ تعصب کی آنکھ کو تو ہنر و صواب بھی عیب ہی نظر آتا ہے۔

غزوہ احد

مکہ والے جوش انتقام سے بے چین تھے ہزیمت بدر کے بعد برابر تیاریوں میں مصروف رہے ایک روز اہل مکہ نے ابوسفیان سے کہا کہ محمد نے ہماری قوت کو ختم کر دیا ہے اب کب تک خاموش بیٹھے رہیں اور انتقام نہ لیں پہلے تو انہوں نے شعراء کے ذریعہ قبائل میں جوش پھیلایا اور پھر عورتوں کو ساتھ لیکر انتقام کو بڑھے کہ ان کی بےعزتی کے خیال سے قدم پیچھے نہ ہٹیگا جو عورتیں لشکر کفار کے ساتھ تھیں وہ معزز گھرانے کی بیگمات تھیں فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ۔ ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ۔ ام حکیم زوجہ عکرمہ بن ابوجہل بنت مسعود ثقفی رئیس طائف۔ خناس مادر مصعب بن عمیر ریطہ زوجہ حضرت عمرو بن العاص بن وائل۔ حضرت عباسؓ نے فوراً خبر کر دی آپ کے چچا اور ہاشمی تھے تیار ہوتے ہوتے لشکر مدینہ کے قریب پہنچ گیا اور کوہ احد پر جم گیا رسول کریم بھی مجبوراً ایک ہزار جوان لیکر مقابلہ کو نکلے رئیس المنافقین عبداللہ عین وقت پر اپنے تین سو آدمی لیکر علیحدہ ہو گیا آپ نے عبداللہ بن جبیرؓ کی قیادت میں ۵۰ تیراندازوں کو پشت کی طرف متعین کر کے حکم دیا کہ فتح بھی ہو جائے مگر اپنی جگہ سے نہ ہلنا کیونکہ شدید اندیشہ تھا کہ کہیں حریف اس طرف حملہ آور نہ ہو۔

ہندہ چودہ معزز ترین خواتین کو ساتھ لئے ہوئے ایک مستانہ اور پرجوش انداز میں یہ رجز پڑھ رہی تھی کہ:۔

"ہم آسمان کے تاروں کی بیٹیاں ہیں قالینوں پر چلنے والیاں ہیں اگر بڑھکر لڑو گے تو ہم تم سے گلے ملیں گے پیچھے ہٹو گے تو ہم تم سے الگ ہو جائیں گی"

مسلمانوں نے پہلے ہی حملے میں قریش کو بھگا کر لوٹ شروع کر دی یہ دیکھکر پشت کے تیر انداز بھی رہنے کو اپنی جگہ سے نکل پڑے خالد جو تاک میں تھے پشت کو خالی دیکھ کر پلٹ پڑے اور اچانک مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے نقشہ جنگ بدل گیا مسلمان گھبرا گئے مصعب بن عمیرؓ کے شہید ہونے پر جس کی صورت آپ سے ملتی تھی یہ شہرت ہو گئی کہ آپ شہید ہو گئے ہیں اس سے ایک انتہائی اضطراب پیدا ہو گیا انتہا یہ ہے کہ بعض بہادروں نے اسلحہ پھینک دئیے کہ اب لڑکر کیا کریں کے اور بعض نے یہ فرمایا کہ اب جینا بیکار ہے اور وہ فوج میں گھس گئے اور شہید ہو گئے سب کے قدم اکھڑ گئے صرف سات جانثار پہلو میں رہ گئے آخر کعب بن مالکؓ کی نظر پڑی تو انہوں نے پکارا کہ رسول خدا زندہ موجود ہیں اور مسلمان اکٹھے ہوئے ادھر کفار نے اپنی تمام طاقت ادھر ہی مرکوز کر دی آپ مجروح ہو گئے تیروں کی بارش شدت کے ساتھ ہو رہی تھی دندان مبارک بھی شہید ہو گیا جب مسلمان اکٹھے ہو گئے تو کفار واپس لوٹ گئے ابوسفیان بولا یہ بدر کا انتقام ہے فتح و شکست کا کوئی فیصلہ نہ ہوا مگر مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا حضرت حمزہؓ بھی شہید ہو گئے ہندہ بنت عتبہ جوش انتقام میں آپ کا کلیجہ چبا گئی یہ سب کچھ تیراندازوں کے جگہ چھوڑنے سے ہوا۔

سرکش قبائل یہود کا استیصال

جنگ احد سے قریش کے حوصلے تو کیا بڑھتے کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھ پٹے ہوئے تھے اور یہ محض اتفاق تھا کہ وہ اس دفعہ بچکر نکل گئے البتہ انھیں پروپیگنڈے کا موقع مل گیا مگر نواح کے قبائل یہود اور منافقین کے حوصلے بہت بڑھ گئے اور یہود نے تو بری طرح پریشان کرنا شروع کر دیا یہ تو چاہتے ہی نہ تھے کہ آپ مدینہ رہ سکیں ان کا لین دین دور دور تک پھیلا ہوا تھا اور وصول کرنے اور دینے میں اتنے سخت تھے کہ بیویوں اور بہنوں تک کو رہن رکھوا لیتے تھے زانی و بدا طوار تھے انھوں نے چاہا کہ آپ نکل جائیں تو مدینہ میں ہمارا اقتدار پھر قائم ہو جائے اب انھیں ادھر شہ مل گئی اور یہ دن رات مصروف شرارت رہنے لگے انتہا یہ تھی کہ انہوں نے سر بازار ایک مسلم عورت کو چھیڑ دیا اور ہنگامہ عظیم برپا ہوتے ہوتے رہ گیا "السلام علیکم" کے بجائے "السام علیکم" کہتے یعنی تمہیں موت آئے۔

آپ نے آتے ہی قبائل یہود سے معاہدہ کر لیا تھا مگر انھوں نے کبھی پرواہ نہ کی کعب بن اشرف ایک یہودی سردار تھا تمام عرب میں مخاصمت کی آگ بھڑکانے کے جرم میں آپ نے قتل کرادیا اس کے بعد ہی یہود بنو نضیر نے یہ تو طے کر لیا کہ آپکو دھوکے سے بلاکر اوپر سے پتھر گرا کر شہید کردینے کی منصوبہ کرلیا آپ نے انھیں تجدید معاہدہ پر مجبور کیا بنو قریظہ تو راضی ہوگئے مگر بنو نضیر جنگ پر تیار ہو گئے قلعہ بند ہو گئے اور آپ جانے لگے کو ان کے پاس جانے لگے تو تلواریں سونت کر جنگ پر تیار ہو گئے ان کا محاصرہ کرلیا گیا کسی نے بھی ان کی مدد نہ کی آخر خود ہی جلاوطنی پر راضی ہوگئے آپ نے مال و دولت سمیت انھیں نکل جانے دیا حالانکہ یہ اس کرم کے ہرگز مستحق نہ تھے اور یہاں سے نکل کر بھی انھوں نے اپنی سازش کا سلسلہ بند نہ کیا تمام عرب میں خوفناک پروپیگنڈا کیا اور اصل میں غزوۂ خندق کے محرک یہی لوگ تھے۔

ان سے پہلے بنو قینقاع بھی معاہدہ شکنی اور شرارت کے جرم میں جلاوطن کئے جاچکے تھے

بنو قریظہ کا جرم بنو نضیر اور بنو قینقاع کے جرم سے بھی کہیں شدید تھا کہ انھوں نے اس پریشانی کے وقت میں کہ مسلمان جنگ احزاب کے مصائب میں مبتلا تھے انھوں نے قلعہ کو تنہا پاکر خواتین پر حملہ کی سعی کی تھی آپ نے جنگ سے فارغ ہوتے ہی ان کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا غضب یہ کہ جس وقت مسلمان ان کی طرف محاصرہ لیے بڑھے ہیں انھوں نے مغلظ گالیاں دینی شروع کردیں جس پر فیصلہ ثالثی کرلیا گیا اور سب کو سزائے قتل دی گئی۔

بنو قریظہ کے قتل کے متعلق مخالفین اسلام کی طرف سے خوفناک اعتراض کئے جاتے ہیں ہر شخص یہ تو دیکھ لیتا ہے کہ بنو قریظہ قتل کردیئے گئے لیکن یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ قتل ہوئے کیوں؟ اس طرح تو ہر مجرم کے ساتھ ہمدردی کی جاسکتی ہے اور ہر عدالت کو برا کہا جاسکتا ہے رسول کریم نے مدینہ پہنچکر انھیں ہر قسم کی آزادی دی ان کے حقوق کا احترام کیا ان سے معاہدۂ مودت کیا لیکن انھوں نے آپ کے دشمنوں سے جنگ خندق میں شرکت بھی کی پریشان کرنے کے لئے قلعہ پر حملہ بھی کیا تجدید معاہدہ کی بھی پرواہ نہ کی معاہدہ کرتے اور توڑتے رہے حی بن اخطب جیسے باغی اور جلاوطن و معتوب کو علانیہ مدینہ لائے رکھا پناہ دی اور اس کے بعد جب آپ انھیں سزا دینے کو بڑھے تو مقابلہ پر آمادہ ہوگئے مغلظ گالیاں دینے لگے کیا آج تہذیب جدید اس قسم کی خوفناک شرارتیں کرنے والوں کو بخش سکتی ہے دشمن کے ساتھ مل کر ڈکیتی کرنے والوں پر انعام و اکرام کی بارش کرسکتی ہے اور ایسے باغیوں اور خطرناک دشمنوں کو نواز سکتی ہے پھر ان کا فیصلہ اسلامی شریعت کے مطابق نہیں بلکہ ان کی شریعت موسوی ہی کے مطابق الہی کے مقرر کردہ ثالث نے کیا تھا کہ لڑنے والے قتل کئے جائیں زن و بچہ قید ہوں اور مال و دولت سب ضبط کرلیا جائے بہرکیف جو ناواجب قتل ہوئے۔

جملہ قتل کا بانی حی بن اخطب جس وقت مقتل میں لایا گیا ہے تو اس نے حضور نبی کریم کی طرف نظر اٹھاکر دیکھا اور یہ عبرت انگیز الفاظ کہے

"ہاں خدا کی قسم مجھے اس کا افسوس نہیں کہ میں نے کیوں تیری عداوت کی لیکن بات یہ ہے کہ جو شخص خدا کو چھوڑ دیتا ہے خدا بھی اسے چھوڑ دیتا ہے" لوگو خدا کے حکم کی تعمیل میں کچھ مضائقہ نہیں یہ ایک حکم الٰہی تھا یہ لکھا ہوا تھا ایک سزا تھی جو خدا نے بنو اسرائیل پر لکھی تھی" (ابن ہشام)

مارگولیس صاحب فرماتے ہیں کہ سعد بن معاذ نے یہ بے رحمانہ فیصلہ اس لئے کیا کہ انھیں اس جنگ میں ایک قریظی کے تیر سے زخم لگا تھا لیکن وہ تیرانداز ابن العرقہ قریشی تھا نہ کہ قریظی (بخاری)

سر ولیم میور صاحب جنگ احزاب میں قریظیوں کی شرکت سے محض اس بنا پر انکار کرتے ہیں کہ اگر یہ واقعہ صحیح ہوتا تو قرآن شریف میں جہاں اس جنگ کا ذکر ہے وہاں ان کی شرکت کا بھی ذکر ہوتا لیکن قرآن مجید میں صاف ذکر موجود ہے وانزل الذین ظاهروهم من اهل الكتاب اس سے آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ یہ لوگ الزام تراشی کے لئے کس طرح بہانے ڈھونڈتے پھرتے ہیں اور تنکے تنکے کا سہارا ڈھونڈتے ہیں یعنی اور قریظی مشکل نظر آئے تو قریشی کو قریظی بنا بیٹھے جب الزام ہی عائد کرنا ٹھہرا تو اس کے لئے من گھڑت شواہد پیدا کرلینا کون بڑی بات ہے؟

قوم یہود پر آخری ضرب

بنو نضیر پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ کرم کیا کہ انھیں مال و دولت سمیت نکل جانے دیا گیا مگر ان بدبختوں نے خیبر پہنچتے ہی وہ طوفان بدتمیزی برپا کیا اور وہ آگ لگائی کہ آخر اسلامیوں کو جنگ احزاب جیسی خوفناک جنگ میں مبتلا ہونا ہی پڑا پھر اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ اسی سلسلہ میں انھوں نے پھر چند با اثر قبائل کو ملا کر اور ان سے سازش کرکے مدینہ پر یورش کرنے کی تیاریاں شروع کردیں سردار خیبر نے ایک زبردست تقریر میں فرمایا کہ اب تک جتنی تدابیر کی گئیں وہ سب غلط تھیں بہتر صورت یہ ہے کہ خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دارالریاست پر حملہ کیا جائے یعنی اس وقت خیبر نے ایک خوفناک مرکزی معاند قوت کی صورت اختیار کرلی تھی چونکہ یہودیوں کی طرف سے ابتدا اکی کارستانیاں ہوچکی تھیں اس لئے آپ نے پوری تیاریوں کے ساتھ اٹھانا چاہا

لشکر لیکر خیبر پر حملہ کیا بڑی ہولناک اور شدید جنگ ہوئی جسکے بعد خیبر فتح ہوگیا اور یہود کی قوت ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی۔

خیبر کی زمین مجاہدین میں تقسیم کر دیگئی اس طرح مسلمانوں کو یہود کی طرف سے پورا اطمینان ہوگیا یہود بڑے دولتمند اور بڑے قوی تھے اور قوت و شوکت میں یہ قریش سے کم نہیں برابر نہیں بلکہ زیادہ تھے انہوں نے اس تمام دوران میں مسلمانوں کو برابر پریشان کئے رکھا۔

قبائل عرب کی مشترکہ کوشش بنو نضیر نے مدینہ سے نکلتے ہی ہر طرف ایک شور عشر برپا کر دیا ان کے سردار حیی بن اخطب کنانہ بن ربیع اور سلام ابن ابی الحقیق براہ راست قریش کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ ہمارے پاس ہتھیار رزق قافلوں اور دولت کی کمی نہیں اگر تم ساتھ دینے کے لئے تیار ہوجاؤ تو ہم خود اپنی قوت سے اسلام کی جڑ اکھاڑ کر پھینک دیں قریش تو خود اسی آرزو کی تکمیل کے لئے زندہ تھے فوراً رضامند ہوگئے اب یہ غدار اور احسان فراموش بنی غطفان کے پاس گئے اور ان سے بھی حاصل خیبر کا نصف حصہ کا وعدہ کر کے ساتھ ملا یا بنو اسد غطفان کے حلیف تھے بنو سعد یہود کے حلیف تھے اور بنو تمیم قریش سے قرابت رکھتے تھے واضح رہے کہ یہ تمام قبائل عرب کے بہت کثیر التعداد اور نامور سورما قبائل تھے اور بڑا اثر و اقتدار رکھتے تھے۔

ان تمام قبائل نے دس ہزار کا ایک عظیم الشان لشکر اکٹھا کر کے پوری شان و شوکت اور طنطنہ وجلال کے ساتھ ابو سفیان کی زیر قیادت مدینہ پر چڑھائی کر دی اس لشکر کا جلال و عنوان دیکھکر عرب کے بچہ بچہ کو اس بات کا یقین تھا کہ اس مرتبہ اسلام کا استیصال یقینی ہے اور وہ اپنے اس خیال میں غلطی پر بھی نہ تھے اس لئے کہ تنہا یہود اور تنہا قریش کی قوت کا مقابلہ ہی کم نہ تھا اور یہ دونوں مل کر تو پورے عرب کی ایک صف شکن قوت بن سکتے تھے نہ کہ ان کے ساتھ عرب کے اور بھی چوٹی کے قبائل شامل ہو جائیں اس سے پہلے عرب میں غالباً اس سے بڑا لشکر کبھی ایک میدان میں آیا ہی نہ تھا ایک سیلاب تھا جو امنڈا ہوا مدینہ کی طرف چلا آرہا تھا اور اپنے ایک ہی ریلے میں خرمن اسلام کو بہا لیجانے کا داعیہ رکھتا تھا ظاہر ہے کہ کھلے میدان میں عرب کی پوری قوت سے مقابلہ کر لینا مسلمانوں کے قابو کی بات نہ تھی مقابلہ تو کجا اس کے سامنے کھڑا رہنا ہی بڑے حوصلہ کا کام تھا۔

لیکن بڑی نازک حالت تھی کہ باہر کی طرف سے یہ سیلاب امنڈا آرہا تھا اور اندر منافقین و قریظہ موقع کی تاک میں تھے بنو نضیر کا سردار حضرت صفیہ کا باپ حیی بن اخطب جو خدا کو ضامن دے کر بنو قریظہ کا سردار لڑائی میں نہ شریک ہونے کا اقرار کر گیا تھا صفیہ طمع پر بنو قریظہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں تمام عرب کو مدینہ پر چڑھا لایا ہوں یہ فوج کا ایک سیلاب عظیم ہے جو امنڈتا چلا آرہا ہے اب اسلام کا خاتمہ ہے دیکھو اس موقع پر نہ چوکنا پھر یہ موقع ہاتھ نہ آئے گا رسول کریم نے خبر پا کر انہیں معاہدہ کی یاد دہانی کرائی تو نہایت مغرورانہ انداز میں جواب دیا کہ ہم نہیں جانتے کیسا معاہدہ اور کون محمد اس لشکر عظیم نے اس شدت کے ساتھ حملہ کیا کہ مدینہ کی زمین دہل گئی اور در و دیوار ہل گئے اس کی دھمک محسوس ہوتی۔

اس سے زیادہ سخت اور شدید تر امر یہ تھا کہ محاصرہ برابر طول کھینچتا چلا جا رہا تھا اور مسلمانوں کو تین تین فاقے پیہم گزر رہے تھے اور خود آقائے دو جہاں اور مسلمانوں کے شکموں پر پتھر بندھے ہوئے تھے اس پر چوبیس ہزار کی تعداد اور یہ عنت مقابلہ تو اس لشکر عظیم کا ممکن ہی نہ تھا اس لئے لشکر کے گرد خندق کھود لی تھی آخر ایک دن دشمنوں نے خوفناک حملہ کر کے ایک طرف سے خندق کو عبور کر لیا گھمسان کی لڑائی شروع ہوگئی اور دن بھر بڑی شدت کے ساتھ مسلسل جنگ ہوتی رہی حتیٰ کہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازیں بھی اس مصروفیت جنگ میں قضا ہو گئیں کہ دم مارنے کی بھی فرصت نہ تھی پورے بارہ گھنٹہ تک مسلسل برابر تیروں کا مینہ برستا رہا پھر اس کثرت سے آ رہے تھے کہ اپنی جگہ سے ہلنا درکنار سنبھلنا مشکل تھا مسلمان بھوکے پیاسے محاصرے کے مارے لڑ رہے تھے قریظہ نے یہ حالت دیکھکر اور قلعہ کو مردوں سے خالی پا کر خواتین پر حملہ کرنے کی سعی کی وہ تو حضرت صفیہ کی بہادری کام کر گئی ورنہ یہ تو اپنا کام کر ہی چکے تھے آخر اللہ تعالٰے نے اپنے بندگان خاص کی سعی رسد کی قلت ہی نے محاصرین کو پریشان و سراسیمہ کر رکھا تھا ۲۴ ہزار لشکر کی رسد رسانی مذاق نہ تھا اس پر مستزاد یہ کہ یکایک اور اچانک اس زور کی آندھی آئی کہ خیموں کی چوبیں اکھڑ گئیں اور چولہوں پر دیگچیاں نہ ٹھہر سکیں اضطراب پھیل گیا دشمنوں کے لشکر میں باہم پھوٹ پڑ گئی اور بائیس روز کے بعد محاصرین خود محاصرہ چھوڑ کر چلدیئے اللہ تعالٰے نے اسی امر کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا ہے یا ایھا الذین امنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود فارسلنا علیہم ریحا و جنودا لم تروھا مسلمانوں اور ایمان والو اللہ تعالٰے کے اس احسان کو یاد کرو جبکہ تمہارے اوپر فوجوں کی فوجیں آپڑی تھیں تو ہم نے ان پر ہوا کی اور آندھیوں کو مسلط کر دیا اور اپنی طرف سے اور ایسی فوجیں بھیج دیں جو تمہیں نظر نہ آتی تھیں اللہ کے فضل سے ویسے تو مسلمانوں کا نقصان بہت کم ہوا لیکن حضرت سعد بن معاذ ایک تیر سے شہید ہوگئے مسلمانوں کی اس عدیم المثال مدافعت و جنگ نے عرب بھر کو محو حیرت اور انگشت بدندان بنا دیا۔

صلح حدیبیہ تقریباً پورے ایک سال تک آپ خاموش رہے مسلمان بے چین اور مضطرب تھے آخر آپ حج کے ارادہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے قریش احزاب میں پٹ چکے تھے مگر وہ پھر اکڑ گئے اور حج و عمرہ کی اجازت نہ دی آپ کا شعار عمل تھا کہ آپ حجت پوری کر کے تلوار میان سے نکالا کرتے تھے آخر صلح ہی ٹھہری کہ مدت معینہ کے لئے صلح کر لی جائے کہ تم بھی تھک گئے ہو اور جنگ کے قابل نہیں رہے ہو مجھے عرب کے ہاتھ میں چھوڑ دو اور اگر اس پر بھی راضی نہ ہوئے تو اپنے خون کے آخری قطرہ تک لڑوں گا۔ فتنہ پرداز یہ پیغام نہیں سننے کے متحمل تھے مگر سنجیدہ لوگوں کی انتہائی تفہیم کے بعد قریش کی طرف سے عروہ نے آ کر کہا کہ محمد دیکھو اگر تم لڑ کر غالب ہو گئے تو تمہاری ہی قوم تباہ ہو گی اور اگر کہیں ہوا پلٹ گئی تو تمہارے یہ رفقا تمہیں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوں گے اس پر مسلمانوں کو جوش آ گیا اور حضرت ابوبکرؓ جیسے متین بزرگ نے غضبناک ہو کر کہا کم بخت کیا کہا ہم اور رسول امین کا ساتھ چھوڑ دیں۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ مخالف کیمپ کا کوئی شخص لشکر اسلام میں آیا ہو عروہ نے صحابہ کرام کی جاں نثاری و محبت کے مناظر چشم خود دیکھے تھے متحیر ہو کر واپس ہوا اور کہنے لگا کہ سردارانِ قریش میں نے قیصر و کسریٰ کے دربار دیکھے ہیں لیکن باوجود عظمت و عقیدت اور رعب و الہیت و ہیبت اور جو اطاعت و اتحاد میں نے لشکر اسلام میں دیکھا وہ بالکل نئی چیز تھی کوئی شخص محمد کی طرف نظر بھی نہیں کرتا وضو کا پانی برکت کے لئے مخلوق ٹوٹ پڑتی ہے ان کے تھوک کو ہاتھوں میں لے کر فوراً مل لیا جاتا ہے۔ پتھر پر جونک کب لگتی ہے بمشکل رضامند ہوئے اور ان شرائط پر صلح ہو گئی کہ اس سال تو واپس چلے جائیں مگر اگلے سال صرف تین روز کے لئے آئیں مسلمانوں کو یہ مصالحت اچھی نہ معلوم ہوئی مگر درحقیقت یہ فتح عظیم تھی دونوں کو باہم ملنے جلنے کا موقع ملا اور اسلام کو بہت ترقی نصیب ہوئی۔

غزوہ موتہ و فتح مکہ نواح مکہ میں خزاعہ و بنو بکر دو طاقتور قبائل مدت سے برسر پیکار تھے مگر کفر و اسلام کی معرکہ آرائیوں میں یہ جنگ و پیکار بند ہو گئی تھی خزاعہ رسول کریم کے حلیف تھے اور بنو بکر قریش کے صلح حدیبیہ کے امن سے ان کی قدیم معاندت عود کر آئی قریش نے یہ سوچا کر رسول امین کے حلیف قبیلہ کا خاتمہ کر کے اسلام کی قوت کو نقصان پہنچایا جائے، لہٰذا بظاہر تو معاہدہ حدیبیہ کی وجہ سے علیحدہ رہے مگر خفیہ طور پر بنو بکر کی شہ دی اور نہ صرف یہ کہ اچانک حملہ کرا دیا بلکہ راتوں کو بھیس بدل کر بنو بکر کے ساتھ لڑے اور عین صحن حرم میں خزاعہ کا خون بہایا۔ خزاعہ کے سوار دربار رسالت میں امداد کے لئے پہنچے تو آپ نے قریش کو فوراً لکھا کہ یا تو قریش بنو بکر کی حمایت سے علیحدہ ہو کر مقتولوں کا خون بہا ادا کریں یا معاہدہ حدیبیہ کی شکست کا اعلان کر دیں قریش نے آخری صورت منظور کر لی جس پر آپ نے دس ہزار کا لشکر عظیم لیکر مکہ فتح کر لیا قریش کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی آپ نے کعبہ شریف کو بتوں سے صاف کیا صحن حرم میں نماز پڑھی ایک زبردست دربار منعقد کر کے زبردست تقریر کی بیعت لی تمام سرداروں اور مفتوحوں کو معاف کر دیا اور پندرہ روز رہ کر واپس چلے آئے۔

شرحبیل نے قاصد اسلام حضرت حارثؓ کو بلا وجہ محض عناد سے قتل کر دیا تھا اس لئے آپ تین ہزار سپاہ لیکر قصاص کے لئے شام کی طرف روانہ ہوئے وہاں ایک لاکھ فوج مقابلہ پر آئی مسلمانوں نے بڑی جرأت کے ساتھ مقابلہ کیا متعدد نامور صحابہ شہید ہو گئے بیشمار شامی قتل ہوئے حضرت خالدؓ سپہ سالار اسلام تھے فوج واپس آ گئی یہ غزوہ موتہ تھا۔

غزوہ حنین قبائل ثقیف ہوازن یہی نہیں کہ بہت طاقتور بہت جنگجو اور بہت کثیر التعداد مشہور قبائل تھے بلکہ نسبتاً خوشحال اور ماہر فنون جنگ بھی تھے، فتح مکہ کے بعد ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا کہ اب انھیں اپنی ریاست مٹتی نظر آئی انہوں نے زور شور کے ساتھ فوری تیاریاں شروع کر دیں اور زبردست لشکر لے کر بڑے سپاہی کہ ان کی قوت سے دو آشنا تھے عبداللہ بن ربیعہ سے تیس ہزار درہم قرض لیکر بارہ ہزار کے ساتھ بڑھے یہ لشکر اس ساز و سامان کے ساتھ بڑھا کہ مسلمانوں کے منہ سے یہ نعرہ نکل گیا کہ آج عرب میں کون ہے جو ہم پر غالب ہو سکے اللہ تعالیٰ کو یہ غرور و تعلی بُری لگی بجائے شکر کے یہ غرور بہ پہلی ہی ٹکر میں فرزندان توحید کے قدم اکھڑ گئے یہ لوگ غضب کے تیر انداز تھے تیروں کی بارش شروع کر دی رسول کریم تنہا میدان میں رہ گئے اور چٹان کی طرح کھڑے ہوئے پیغمبرانہ رجز پڑھتے رہے مسلمانوں نے یہ دیکھا پھر اکٹھا ہونا شروع کیا ان کی ہمتیں تازہ ہو گئیں اب جو وہ شیر غراں کی طرح بڑھے ہیں تو کافی سی بھٹ گئی ستر لاشے میدان میں تڑپ رہے تھے مسلمانوں نے تعاقب کر کے بکثرت گرفتار کر لئے۔

معرکہ اوطاس بھاگے ہوئے میدان اوطاس میں جم گئے ان کی طرف سے دُرید چند ہزار بہادروں کا لشکر لیکر بڑھا مگر خود قتل ہوا اور کئی ہزار کو گرفتار کر لیا گیا گرفتار شدوں میں حضور کریم کی رضاعی بہن حضرت شیما بھی تھیں بہن اور پھر رسول امین کی بہن گرفتار ہوتے وقت کہنے لگیں جو کرنا ہے کر لو لیکن سمجھ لو کہ میں رسول اللہ کی رضاعی بہن ہوں دور نبوت میں جس وقت نبوع

اپنی پشت کھول کر دکھائی کہ یہ آپ کے بچپن کے کاٹے کا نشان ہے جب آپ نے دیکھا تو فرط محبت سے آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں فوراً اٹھے ہوئے چادر بچھائی اس پر بٹھایا اور دیر تک محبت سے باتیں کرتے رہے فرمایا جی چاہتا ہو تو گھر چلو ورنہ کہو تو میں تمہیں تمہارے گھر پہنچا دوں بولیں اپنے گھر ہی جاؤں گی آپ نے کچھ اونٹ اور بکریاں دیکر با اعزاز رخصت کر دیا

طائف والوں سے مقابلہ

حنین و اوطاس کی مفرور فوج طائف کے مضبوط قلعہ میں محصور ہو گئی اور ادھر سے تیر اندازی شروع کر دی آپ تو مزید مقابلہ بیکار سمجھ کر واپس چلے آئے مگر ایک اور طائف قبیلہ کے سردار صخر نے بڑھ کر ان کے ہوش ٹھکانے کر دیئے اور مجبور ہو کر انہوں نے اطاعت کر لی۔

رحم و فیاضی کا شاندار مظاہرہ

ثقیف و ہوازن کی تینوں جنگیں بہت عظیم جنگیں تھیں چھ ہزار تو محض اسیران جنگ کی تعداد تھی جن کی مخلصی کے لئے زہیر کی قیادت میں ایک معزز سفارت آئی اس موقع پر زہیر کی تقریر اور رسول کریم کی فیاضی دونوں اپنی اپنی جگہ شہرت کی حامل ہیں زہیر آخر ایک فصیح و بلیغ قبیلہ کا رئیس تھا اس نے کھڑے ہو کر ایک معرکہ آرا تقریر کی اور کہا محمد جانتے ہو کہ ہم کون ہیں اور جو عورتیں تمہاری قید میں ہیں وہ کون ہیں یہ سب عورتیں تمہاری پھوپھیاں تمہاری خالائیں تمہاری بہنیں ہیں یہ ہمارا ہی خاندان ہے جس کا دودھ تم نے پیا ہے وہ ہم ہی ہیں جنہوں نے چھ سال تک تمہیں پالا پوسا کھلایا پلایا اور بڑا کیا تم تو بہت بڑا ہے فرزند عبدالمطلب ہی نہیں بلکہ دو عالم میں سے کسی کو ہم سے یہ رضاعی تعلق ہوتا تو وہ بھی یہی کرتا۔ چشم رسالت ابھی تک آنسوؤں سے اشک سے لبریز تھی مسلمان تو جاں نثار تھے اور مزاج شناس مزاج تھے فوراً بولے حضور ہمارا حق حاضر ہے جو چاہیں کریں دیکھتے دیکھتے چھ ہزار کے چھ ہزار آزاد تھے اس جنگ میں چالیس ہزار بکریاں چار ہزار اوقیہ چاندی اور چوبیس ہزار اونٹ ہاتھ لگے آپ نے جدید الاسلام مسلمانوں جیسے نضر قیس اور سہیل کو فیاضانہ عطایا دیئے باقیوں کو سو سو اور پچاس پچاس اونٹ مع سب سامان کے بانٹ دیا مگر خود کیا رکھا کچھ نہیں کیا دنیا نے ایسے سپہ سالار پیدا کیا ہے رسول کریم نے دس سال میں چھوٹی بڑی اسی لڑائیاں لڑیں جن میں صرف ۱۰۱۸ مسلم و کفار شہید و قتل ہوئے لیکن دنیا بدل گئی بیکراں جنگ کوئی بھی آج تک کوئی بھی ایسا فرمانروا ایسا مصلح ایسا یکتائے عالم اور ایسا پیغمبر پیدا ہوا ہے جس نے اتنی قلیل قربانیوں سے اتنا عظیم الشان کام کر کے دکھا دیا ہو اور وہ بھی ایسے ملک میں جس کی کوئی کل بھی سیدھی نہ ہو۔

رحمدِل فاتح

دنیائے عالم پر بڑے بڑے جلیل القدر فاتح رونما ہوتے اور دنیا کی تقریباً ہر قوم نے اپنی عمر کے کسی نہ کسی دور میں فتوحات حاصل کیں لیکن کسی نے بھی مفتوحوں کے ساتھ رواداری نہ برتی بلکہ ان کے نزدیک مغلوب قوم پر جبر و ظلم اس کے مذہب کو مٹانا اس کے معابد ڈھانا اس کے زن و فرزند کو غلام بنانا ان کے سرداروں اور تاجداروں کو ذلیل کرنا لڑنے والوں کو زندہ آگ میں جلانا اور طرح طرح کے عذاب سے مارنا فاتح کا وطیرہ بن رہا ہے صرف اسلام اور حلقہ بگوشانِ اسلام کا یہ مذہب اور قوم تھے جنھوں نے مفتوحوں کو انسان سمجھا اور ان کے ساتھ انسانوں جیسا سلوک روا رکھا بنی اسرائیل پر اسی نیلگوں آسمان کے نیچے اور اسی وسیع و عریض زمین پر بڑے بڑے خوفناک و ہولناک مظالم مسلسل و متواتر کیے گئے ہوتے رہے لیکن اپنے عہدِ اقتدار میں انھوں نے بھی جب قابو پایا کلمئی کی وادیاں کی فتح مندی مفتوحوں کی عورتوں اور بچوں کی اسیری تمام مال و متاع کی لوٹ اور تمام شہروں اور قلعوں کی آتش زدگی کا باعث بن گئی اس پر بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل پر ناراض ہوئے کہ تم نے عورتوں کو جیتا کیوں چھوڑ دیا کیونکہ توریت اعداد ۳۱ میں ہدایت موجود تھی کہ مفتوحوں اور دشمنوں کے لڑکوں اور بیاہی عورتوں کو قتل کر دو اور صرف کنواری لڑکیوں کو اپنے لیے رکھ لو (عہدِ قدیم) کریڈل آف اسلام میں صاف موجود ہے کہ جو عیسائی ترکِ مذہب کر کے عیسائی ہونے سے انکار کر دیتے تھے انھیں یہودی بلا تکلف تلوار کے گھاٹ اتار دیتے تھے یمن کے فرمانروا ذونواس نے یہودی مشرب کیا اختیار کیا عیسائیوں پر قیامتیں ٹوٹنے لگیں انھیں بجبر یہودی بنانا شروع کر دیا اور نجران کے عیسائیوں نے انکار کیا تو انھیں زندہ آگ میں جھونک دیا (تاریخ ج)

غیر مسلم فاتحوں کی سنگدلی

سلاطین یاتب میں ملاحظہ فرمایئے کہ وہ تو انھیں سر جاتک مار دیتے والیوں کے پیٹ پھاڑ ڈال" عیسائیوں نے اس ہدایت کی پوری وفاداری کے ساتھ پیروی کی ہسپانیہ سسلی اور شام کے مسلمانوں کے ساتھ آتشزدگی و آتشزنی قتل و نہب اور اخراج و بربادی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا گیا رومیوں یونانیوں اور صلیبی مجاہدوں نے رچرڈ اور فلپ کے زمانہ میں جو قیامتیں برپا کیں وہ تاریخ کا ایک المناک باب ہے کہ ہستان اپیکرا میں کاؤنٹ آف سارین نے عورتوں اور بچوں سے بھری ہوئی ایک مسجد کو بارود سے اڑا دیا اکارنامہ مورخ اہل پرتگال نے اسی ہندوستان کے جنوبی و مغربی گوشے میں مسلمانوں کو زبردستی عیسائی بنایا مساجد کو آگ لگائی اور ان کے ساتھ انتہائی بہیمانہ سلوک روا رکھا (تاریخ ہند) ہرقل نے نینوا کی فیصلہ کن اور تاریخی جنگ کے بعد "شہزادہ امن" کا اوتار ہونے کے باوجود ایرانیوں کے ساتھ کونسی کسر اٹھا رکھی آذربائجان کو تباہ کر دیا پرانی ذلتوں کا دل کھول کر انتقام لیا اس کے حکم سے آتش کدۂ شیز کی آتش بہرام بجھا دی گئی مجوسی آتشکدے گرا دیے گئے زردشت کے مولد ارمیا کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

قسیس میکائیل اس ہرقل اعظم کے متعلق لکھتا ہے کہ اس نے یعقوبی عیسائیوں کے گرجے اور خانقاہیں ایلاد و ربغ لوٹیں اور اسے بلا وجہ تایا رینی ڈاٹ لکھتا ہے کہ مصر کے قبطیوں پر رومیوں نے مظالم کے پہاڑ توڑ رکھے تھے بعض شکنجوں میں کسے جاتے تھے بعض سمندر میں ڈال دیے جاتے تھے اور بعض اپنے پیشواؤں سمیت جلا وطن کر دیے جاتے تھے شاہ جسٹنین نے صرف ایک شہر اسکندریہ میں دو لاکھ قبطیوں کو ایک یلغار میں قتل کیا۔ مورخ میکاڈ صلیبی عیسائیوں کے ظلم و جور کے متعلق لکھتا ہے کہ "ان عیسائیوں نے وہ ظلم و ستم کیے جن کے ذکر سے قلب کانپ اٹھتا ہے شہر نائس تک وہ شہروں کو تباہ کرتے اور لوگوں کو تلوار کے گھاٹ اتارتے چلے گئے محض جوان عورتوں کو اپنی ہمبستری کے لیے رکھ لیتے تھے سلطان صلاح الدین نے انھیں فنا کیا تیسری جنگ میں خود بلغاریوں نے ان کے کشتوں کے پشتے لگا دیے۔ پانچویں صلیبی جنگ بہت وحشتناک گاڈ فرے شاہ بولان کے ماتحت یورپ بھر کی سات لاکھ افواج روانہ ہوئیں انطاکیہ میں دو ہزار مسلمانوں کے سر کاٹ کر مثلہ کیا اور محصورین کو دکھا دکھا کر مزے سے کھا گئے اور دوسرے موقع پر مسلم نعشیں قبروں سے اکھاڑ کر ان کی کھوپڑیاں نیزوں پر رکھ کر گھمائیں انطاکیہ اور مرۃ النعمان کو فتح کر کے ہر گھر کو قصاب خانہ بنا دیا میکاڈ کہتا ہے تاریخ ملّہ پڑھ کر دیکھو بیت المقدس میں انھوں نے کیا قیامت برپا کی عالیشان عمارتیں مسجدیں مدرسے اور خانقاہیں سب کو تباہ کر دیا بچوں عورتوں بوڑھوں کسی کو زندہ نہ چھوڑا مکانوں میں بند کر کے آگ لگا دی ساتویں صلیبی جنگ میں رچرڈ شاہ انگلستان فلپ شاہ فرانس اور فریڈرک شاہ جرمنی شریک تھے شہر عکہ کا دو برس محاصرہ رہا آخر امان کے

دمعہ پر باہر نکلے لیکن رچرڈ نے عہد شکنی کر کے سب کو یکایک قتل کر دیا۔ چوتھی صلیبی جنگ میں موحد عیسائیوں ہی کے تمام معابد اور گرجوں میں قسطنطنیہ کے اندر ان عیسائی سورماؤں نے آگ لگا دی اور سینٹ صوفیہ کا عظیم الشان گرجا صرف بیش بہا پتھروں کی خاطر گرا دیا گیا غرض یہ ہے کہ گو یہ صلیبی خالص مذہبی جنگیں تھیں مگر ان عیسائیوں نے جس طرف سے وہ گزرے قتل و غارت کے طوفان برپا کر دیئے مسلمان یہودی اور عیسائی کوئی ان کے ہاتھ سے محفوظ نہ رہے آگ لگانا معابد جلانا اور امان دیکر بھی سب کو قتل کرنا معمولی بات تھی شام کو انہوں نے تباہ کر کے رکھ دیا اور لاکھوں انسانوں کو ذبح کر ڈالا۔

یہودی اور عیسائی فاتحوں کی خون آشامی

یہودی اور عیسائی فاتحوں کی انسانیت اور خون آشامی کی داستانوں کا مقابلہ خاکہ آپ کی نظر سے گزر چکا ہے اب ایرانیوں کی فتوحات کا حال سنئے جو مجوسی مذہب رکھتے تھے اردشیر نامی ایک بڑا پر شکوہ اور اقبال مند بادشاہ تھا عیسائیوں کے ساتھ کا برتاؤ کیا تھا اس نے رومیوں پر بڑے خوفناک حملے کئے اور ایک مرتبہ قیصر ولیریئن کو گرفتار کر لیا اور اس کی یہ تذلیل کی کہ جب گھوڑے پر سوار ہوتا تھا تو اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر چڑھتا تھا مرنے پر بھی اس کا جوش انتقام ختم نہ ہوا بلکہ اس کی کھال کھنچوا کر اس میں بھس بھروا دیا۔ نوشیروان نے بھی رومیوں کو سخت شکستیں دیں افریقہ کی ... بنانے کے لئے مندر کو حارث سے برباد کیا گیا اور انطاکیہ کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا فرقہ مزدکیہ کے ۸۰ ہزار افراد کو قتل کیا۔ تاریخ ایران سرجان مالکم۔ گشتاسپ کے بیٹے اسفندیار نے متعدد جہاد کئے اور جہاں گیا زبردستی اپنے مجوسی مذہب کو رواج دیا دشاہیر عالم خسرو پرویز بھی بڑے طنطنہ کا بادشاہ گزرا ہے ہرقل نے اس کی خدمت میں مخلصانہ سفارش بھیجی بہت منت و خوشامد کا پروانہ لکھا اس کے سپہ سالار سینا نے سفارش کی خسرو ... آگ بگولا ہو گیا اور کہا کہ سینا کا تو فرض تھا کہ وہ ہرقل کو زنجیروں میں جکڑ کر میرے قدموں پر لا ڈالتا۔ میں تو اس پر اس وقت تک رحم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں جب تک وہ اپنے مصلوب خدا کی پرستش چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ نہ کرنے لگے تمام سفرا قید کر لئے گئے سینا کو محض اس ... جرم کی یہ سزا دی گئی کہ اس کی کھال کھنچوا لی گئی اور فوراً قسطنطنیہ پر چڑھائی کر دی اور ان شرائط پر صلح کر کے لوٹا کہ ہرقل ہر سال ایک ہزار ٹیلنٹ طلائی ایک ہزار ٹیلنٹ ریشمی ایک ہزار نازک گھوڑے اور ایک ہزار دوشیزہ لڑکیاں بطور خراج ادا کیا کرے ہرقل مجبور تھا اسے تمام شرائط منظور کرنا پڑیں۔

ملک اور حملہ کے دوران میں بیت المقدس پہنچکر اس نے مرقد مسیح کلیسا جلا دینا اور کلیسائے قسطنطین اعظم میں آگ لگا دی مقدس صوامع و معابد کے جواہرات لوٹ لئے اور صلیب مقدس اٹھوا کر مدائن بھجوا دی۔ بیت المقدس میں اس نے قتل عام کر کے ۹۰ ہزار عیسائی قتل کئے بیان ہے کہ بنیوں نے بھی اس شہر کو فتح کرتے وقت اتنے ہی مسلمان شہید کئے تھے پھر مغربی افریقہ پہنچکر بقیہ تمام رومی نو آبادیوں کو خاک سیاہ کر دیا۔

رومی اور بخت نصر

بخت نصر بابل کا بڑا مقتدر اور صاحب جبروت فرمانروا تھا سامی مذہب رکھتا تھا جس نے یروشلم پر لشکر کشی کی اس نے یہودیوں پر یلغار کر کے انھیں تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا بیت المقدس میں آگ لگا دی جتنے قتل ہونے سے بچ رہے انھیں سب کو قید کر کے بابل لے آیا جہاں ستر برس کے بعد انھیں رہائی نصیب ہوئی اس نے وہ خوفناک مظالم کئے جن کی نظیر روئے زمین پر صلیبی مجاہدین ہی پیش کر سکتے ہیں۔ ۱۶۸ ق م ایک رومی والی انٹیوکس شاہ سیریا نے یہودیوں پر دیوانوں کی طرح حملہ کیا بیت المقدس اور ہیکل مقدس کو نیست و نابود کر دیا ہزاروں اسرائیلی تہ تیغ ہوئے شہر اور ہیکل ہی کو نہیں بلکہ ان کی تمام کتب مقدسہ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر جلا دیا حکم دیا کہ جس کے پاس عہد عتیق کی کتاب نکلے گی یا وہ اپنی شریعت کی بجا آوری کرتا پایا جائے گا مار ڈالا جائے گا ہر مہینے باضابطہ تحقیقات بھی کی جاتی تھی سنہ ۷۰ء میں روم کے بادشاہ ٹیٹس نے حملہ بول دیا لاکھوں آدمی تہ تیغ کئے اور شہر بیت المقدس اور ہیکل میں آگ لگا دی اور توریت کے تمام نسخے اپنے ساتھ لے گیا ابھی اس حملہ پر پورے ۶۵ سال بھی نہ گزرے تھے کہ آدرین قیصر روم شام و فلسطین پر چڑھ دوڑا اس نے شہر اور ہیکل کو تباہ کرا کر اس پر ہل چلوا دئے اس جگہ جیوپیٹر بت کا مندر بنوایا اور اپنے خاندان کے نام پر بیت المقدس کا نام ایلیہ رکھ دیا۔

روم کی سلطنت اس عہد میں دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اور جیوپیٹر مشتری کی پوجا سلاطین اور سلطنت والوں کا شعار تھا" ڈیوکلیشن جس نے ... میں صدر جمہوریہ روم قرار پایا ہے مذہب اس کا بھی بت پرستی ہے اس نے پہلا حکم یہ دیا کہ مذہب تبدیل کرنا سب سے بڑا جرم ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ روم میں عیسائیت پھیلنی شروع ہو گئی تھی اس زمانہ میں جو لوگ عیسائی مذہب اختیار کرتے تھے انھیں طرح طرح کے عذاب دیئے جاتے تھے زندہ آگ میں جلا دینا ... کانٹوں سے کچھ کے دینا دہکتی آگ میں ان کا بدن جھلسانا عام باتیں تھیں اور سب سے بڑی غداری سمجھی جاتی تھی یہ تو تھی ڈائیو کلیشن بت پرست قیصر روم کے عہد حکومت کی حالت چوتھی صدی میں ایک نیا انقلاب ہوا اور سلطنت کا مذہب عیسائی قرار دیا گیا۔ تھیوڈوسیس کے عہد میں مدین جمہوریہ "جیوپیٹر" کی پوجا ترک کر کے حضرت مسیح کے اتباع کے حق میں فیصلہ ہوا اور ساتھ ہی سارے قلمرو میں بت پرستی کے

استیصال کے احکام صادر کر دیئے گئے بت پرستوں کی قربانیاں اور چڑھاوے جرم قرار دیئے گئے اور فرمان جاری ہو گیا کہ بت پرستی کے تمام آلات اور پجاریوں کی ساری جائداد بحق حکومت ضبط کر لی جائیں اور مندروں میں قفل ڈال دیئے جائیں۔

ان احکامات کی تعمیل میں صوبہ گال میں فورکے بشپ مارٹن نے اپنے ان کے کارندوں کے مناظر پیش کئے بتوں کو برباد اور مندروں کو ملیت نابود کر دیا غرض بت پرستی کے استیصال کے لئے رومن سلطنت نے ایسے جابرانہ قوانین وضع کئے کہ صرف ۲۸ سال کی مختصر مدت ہی میں رومن سلطنت سے بت پرستی قطعاً فنا ہو گئی اور ہمیشہ کی ہو جا ہونے لگی یہ تھا تاریک ادیان سلطنت کی رواداریوں کا مونہ ہے یجر وید کے منتر ۲۲ اور ۱۱ میں دشمنوں اور نفوں کو بلا وجہ ہلاک کر کے جلانے اور تباہ کرنے کے احکام موجود ہیں لالا لاجپت رائے نے اپنی تاریخ ہند کے حصہ اول میں اعتراف کیا ہے کہ ہندوؤں نے بدھوں اور جینیوں پر اور جینیوں اور بدھوں نے ہندوؤں پر ظلم کئے پانڈیہ خاندان کے راجہ نے جینیوں سے بہت ستایا یہ خود پہلے جین تھا مگر بیوی رانی کی ترغیب سے اس نے شیومت اختیار کر کے آٹھ ہزار جینیوں کا پیڑا اترا دیا اور نہایت عذاب سے مارا گرو گوبند جی مسلمانوں کے قتل کرنے کو ثواب عظیم اور اپنی نجات کا موجب سمجھتے تھے (تاریخ پنجاب کنہیا لال جنم ساکھی میں لکھا ہے کہ خالصہ جی پر مسلمانوں کا نابود کرنا فرض و واجب ہے۔ برہمنوں کی لیلا ایک کتاب ہے جس میں لکھا ہے کہ جینیوں کے وید اور ہندوؤں کی جتنی اور کتابیں ہاتھ لگیں سب کو تلف کر دیا آریوں پر حکومت کی اور خوب ستایا۔ ماڈرن راجستان میں ہے کہ شروع میں جینیوں کو بڑا اقتدار حاصل تھا انہوں نے مفتوحوں پر جزیہ قائم کیا ہندو کو بہت ایذا پہنچائی یعنی ان کے اشد و شدید دشمن تھے آخر شنکر اچاریہ نے انھیں غارت کیا۔

اہل ہند کی فاتحانہ زندگی کے مظاہر

سداشیو مرہٹہ دہلی پر حملہ آور ہوا اور ایوان خاص و دیوان عام کی نقرئی چھتیں توڑیں اور سلاطین و اولیائے کرام دہلی کے مزارات سے جس قدر بھی آلات نقرہ دستیاب ہو سکے لوٹ کر اور سکے روپے ڈھال کر لے گیا (گلستان ہند راجہ درگا پرشاد) بلن سنگھ مہاراجہ بھرت پور نے بھی دہلی کو لوٹ کر بےشمار دولت حاصل کی (وقائع راجپوتانہ جوالا سہائے) میلو کوٹ میں سری بشنو برہمن رہا کرتے تھے یہ مندر زر و جواہر سے لبریز تھا مرہٹوں نے اسے لوٹ لیا اور تمام مندروں اور متبرک مقامات میں آگ لگا دی (سوانح عمری حیدر علی) نالندہ کی خانقاہ بدھوں کا معبد برہمنوں کے ہاتھ سے بہت بدلتا اور منہدم ہوا (تاریخ ہند) چندیری رنتھمبور اور سارنگ پور کی مسجدوں اور خانقاہوں کو رائے سین نے مسمار اور مسجد نئی رائے کے حکم سے گوبر سے لیپا اور ان میں مویشی باندھے (فرشتہ) راجہ دیو رائے نے فیروز شاہ کی سلطنت کا کچھ حصہ فتح کر کے مساجد مسمار کیں اور مسلمانوں کو تلوار کے گھاٹ اتارا (فرشتہ) راجپوتوں نے قاضیوں کو پکڑ کر ان کی ڈاڑھیاں منڈوائیں اور قرآن کی جلدوں کو کنوئیں میں پھینک دیا (ٹاڈ راجستان جلد اول صفحہ ۲۰۶) بندہ بیراگی کے مظالم کے متعلق تو کچھ کہنا فضول ہے یہ تو ایک قہر الٰہی تھا یہ جہاں پہنچا مسلمانوں کی مساجد مسمار کرائیں قتل عام کیا سرہند میں قاضیوں اور مولویوں کی ڈاڑھیاں نچوائیں امان کے وعدہ پر تمام مسلمانوں اور عورتوں اور بوڑھوں کو مسجد میں داخل ہونے دیا پھر سب کو قتل کر کے آگ لگوا دی ماؤں کے پیٹ چروا کر بچے نکلوا دیئے بڑے بڑے پیر جیسے پیر بہاء الحق اور پیر قطب الدین جیسوں کی قبریں کھدوا کر ان کی ہڈیاں نکلوا کر جلوا دیں (شمشیر خالصہ حصہ دوم مصنفہ گیان سنگھ) ہنٹر صاحب کی تحقیق کے مطابق راجپوت مساجد کو برابر مسمار کرتے رہتے تھے۔ غرضیکہ ہر ملک اور ہر قوم میں لڑتے جھگڑتے رہے ہیں اور ان کی لڑائیاں اکثر ذاتی مفاد کے لئے بھی تھیں بعض بعض بادشاہ بھی لڑے لیکن ہمیں دکھانا یہ ہے کہ غیر اقوام نے (۹۹) فیصدی مذہب و معابد پر حملے کئے اور مسلمانوں نے ۹۹ فیصدی ان کا احترام کیا دوسرے مسلمانوں کے یہاں غیر مذہب کو سختی و تشدد سے مٹانا حرام ہے اور دیگر مذاہب میں یہ کار ثواب ہے یہی وجہ ہے کہ دیگر مذاہب کے پیشواؤں اور فرمانرواؤں نے بالعموم تمام مذاہب غیر کے معابد کو تباہ کرنے اور انھیں ہر قسم کی ایذا پہنچانے میں کوئی باک نہیں کیا لیکن مسلمانوں کے مذہبی قائد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے غلاموں نے کبھی غیر مذاہب والوں کو محض مذہبی مخالفت کی بناء پر نہیں ستایا اور نہ اس بناء پر حملہ کیا اور نہ ان کے معابد و منادر کو ہاتھ لگایا مذاہب غیر کے فاتحوں کے متعلق ہم مستند تاریخی کتب سے جستہ جستہ واقعات حوالہ قلم کر چکے ہیں اب اسلامی پیشواؤں اور اسلامی فاتحوں کی رواداری کے متعلق ہم سے نہیں بلکہ مغربی اور ہندی فضلا ہی کی زبان سے سن لو کہ وہ کیا کہتے ہیں اور کیا لکھتے ہیں۔

اسلامیوں کی فاتحانہ عظمت

پروفیسر آرنلڈ لکھتے ہیں کہ اگر خلفائے اسلام دل میں ٹھان لیتے تو اپنی قلمرو سے مسیحی دنیا کو اس طرح ملیامیٹ کر دیتے جیسے بادشاہ فرڈیننڈ اور ملکہ ازابلہ نے اسلام کو ہسپانیہ سے اسلام کو نکال دیا تھا یا لوئی چہاردہم بادشاہ فرانس نے پروٹسٹنٹ مذہب کو اپنے ملک میں قانونی جرم قرار دیدیا تھا جس طرح سلطنت انگلستان نے ۳۵۰ برس تک یہودیوں کو اپنے ملک میں داخل نہ ہونے دیا تھا مشرقی کلیسا جتنے بھی ایشیا میں تھے ان کا تعلق باقی مسیحی دنیا سے بالکل منقطع ہو گیا تھا

اور ان میں کوئی ایسا شخص نہ تھا جو ان کی طرف انگلی بھی اٹھا سکتا کیونکہ مشرقی کلیساؤں کو اصل دین سے منحرف سمجھا جاتا تھا پس انکا آج تک مشرقی ممالک میں زندہ رہنا اسلامی حکمرانوں کی مذہبی رواداری کا بین ثبوت ہے۔"

"زبردستی مسلمان کرنا یا کسی قسم کے ظلم و ستم روا رکھنا عربی فتوحات میں کہیں نظر نہیں آتا اسلامی ممالک میں بجز ایسے جرائم کے جو شریعت اسلامیہ کے خلاف سرزد ہوں عیسائیوں کے کل مقدمات انہی کے ججوں کے سامنے اور انہی کے قانون کے مطابق فیصلہ پاتے تھے مذہب کی پیروی میں عیسائیوں کا کوئی مزاحم نہ تھا وہ دینی رسوم آزادی کے ساتھ ادا کرتے تھے باجوں میں مسیحی گیت گایا جاتا تھا مسیحی واعظ لوگوں کو وعظ سناتے تھے اور گرجا گھر حسب معمول بنائے جاتے تھے" (ارنلڈ صفحہ ۱۰۵)

مسٹر رائس کہتے ہیں "اہل اسلام کی مظفر و منصور فوجوں نے جہاں کہیں فتح کیا قرآن کی تعلیمات ان کے ساتھ گئیں انہوں نے کہیں جور و ظلم نہیں کیا اور نہ کسی کو اس بنا پر قتل کیا کہ وہ اسلام کے قبول کرنے سے منکر تھے" مسٹر جان ڈیون پورٹ مسٹر ایچ۔ ڈبلیو سینٹ پالمر پروفیسر آرنلڈ موسیو سیلیبان اور لالہ لاجپت رائے اور ٹی ایل وسوانی سب کو تسلیم ہے کہ اسلام کی اشاعت بزور شمشیر نہیں ہوئی۔ سلطان محمود غزنوی، شہنشاہ اورنگ زیب، سلطان ٹیپو کے خلاف مندر شکنی اور ہندو آزاری کے الزامات تواتر کے ساتھ لگائے جاتے ہیں لیکن اس کے متعلق بھی خود ہندو محققین اور مغربی فضلا کی رائے ملاحظہ فرمائیے "سلطان محمود نے نہ کسی ہندو کو ہندو ہونے کے باعث قتل کیا اور نہ کسی کو مجبور مذہب میں داخل کیا" (واقعات ہند مصنفہ منشی رام) الگزینڈر ڈاؤ لکھتا ہے کہ اورنگ زیب نے ہندوؤں اور غیر مذہب والوں پر کوئی سختی نہیں کی (تاریخ ہندوستان جلد سوم) تاریخ ہند کلارک مارشمین میں بھی سلطان محمود کے متعلق یہی لکھا ہے کہ اس نے جنگ کے سوا کسی ایک ہندو کو بھی کبھی فوت نہیں کیا۔ الفنسٹن صاحب بھی محمود کو بری الذمہ قرار دیتے ہیں۔ مسٹر سیل کہتے ہیں کہ وہ لوگ نہایت دھوکہ کھاتے ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلا اسلام۔ تو ان لوگوں نے بھی قبول کیا جن پر مسلمانوں نے کبھی فوج کشی نہ کی تھی۔

رسول کریم کی فتوحات

رسول کریم اسلام کے قائد اعظم ہیں اشاعت اسلام کے لئے آپ نے پوری زندگی وقف کر دی تمام مسلمان آپ کے حکم کے بندہ بیدام ہیں اب ہم اجمالی طور پر یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ آپ کا سلوک مفتوحوں کے ساتھ کیا رہا واضح رہے کہ آپ پورے عرب کے فاتح ہیں اور حدود شام سے لیکر یمن، بحرین، حضر موت اور عمان تک آپ کا اقتدار پھیل گیا تھا پھر آپ کی تمام لڑائیاں غیر مسلموں ہی سے نہیں بلکہ اپنے تشنہ خون اور جانی دشمنوں سے ہوئیں اور ایسی حالتیں ہوئیں جبکہ مسلمانوں کے جذبات بھڑکے ہوئے تھے اور جو ان کے مسلسل معاند اور دشمن تھے اس لئے بہترین معیار رواداری آپ ہی کی فتوحات قرار پا سکتی ہیں پہلی جنگ پہلی جنگ غزوہ اسلام ہے جس میں اسلام کو تباہ اور ملیا میٹ کرنے کے لئے قریش بڑھے تھے اس معرکہ میں آپ کو فتح حاصل ہوئی اب دشمنان جنگ بندی سلاسل آپ کے سامنے آئے ہیں آپ نے نہ ان کے قتل کا حکم دیا اور نہ اسلام ان کے سامنے پیش کیا فرمایا تو یہ فرمایا کہ انھیں آرام کے ساتھ رکھا جائے پھر تو یہ حالت تھی کہ صحابہ خود بھوکے پڑے رہتے تھے اور انھیں پیٹ بھر کر کھلا دیتے تھے۔ جن کے پاس کپڑے نہ تھے انھیں کپڑے بھی دلائے حضرت عمرؓ نے جو اخیر اسلام کا شدید دشمن تھے قتل کی رائے بھی دی تھی مگر آپ نے منظور نہ کی آخر چار چار ہزار درہم فدیہ لیکر انھیں چھوڑ دیا جن کے پاس کچھ نہ تھا وہ بے بہا کر دیئے گئے جو پڑھنا لکھنا جانتے تھے ان سے عہد لیا گیا کہ دس دس مسلمانوں کو لکھنا سکھا دیں اور رہا ہو جائیں مکہ میں گھر گھر ماتم بپا تھا کہ بڑے بڑے سردار تو جنگ میں کام آئے جو اسیر ہو گئے وہ بھی قتل ہوں گے کیونکہ یہاں نہ خسرو تھا نہ نوشیرواں نہ رچرڈ تھا نہ فلپ بلکہ فاتح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو دنیا کو انسانیت و اخلاق کا سبق پڑھانے آئے تھے۔

یہودیوں کی جنگ

مدینہ منورہ میں یہودیوں کے تین زبردست متمول با اثر قبائل رہتے تھے ان کے پاس مستحکم قلعے تھے ان سب نے رسول کریم سے باہمی معاونت کے معاہدے کر لئے تھے لیکن ان سب نے غداریاں کیں قریش سے مل کر اسلام کے استیصال اور رسول کریم کو شہید کر ڈالنے کی سعی پیہم سرگرمی کے ساتھ مصروف رہے غزوہ احزاب میں انہوں نے علانیہ دشمنوں کا ساتھ دیا دنیا کی کوئی حکومت بھی ایسے دشمنوں اور غداروں کو نہیں بخش سکتی آپ نے تاہم پا کر ان سے وہ سلوک کیا جو ازل سے لیکر تا ایندم کوئی فاتح ایسے خونخوار دشمنوں کے ساتھ نہیں کر سکا ان معاہدین کے سبب رسول کریمؐ کا راتوں کو نکلنا خطرناک ہو گیا تھا فتح بدر کے سب سے پہلے قبیلہ یہود نے اسلام کو ایک طاقت بنتا دیکھ کر عہد توڑ دیا اور لڑائی شروع کر دی آخر پندرہ روز تک ان کا محاصرہ رہا آخر مجبور ہو کر انہوں نے اپنی قسمت کا فیصلہ رسول کریم کے ہاتھ میں دیدیا آپ نے ہسپانیوں مجوسیوں صلیبیوں اور ہندیوں کی طرح انھیں قتل نہ کیا اور نہ لوٹا بلکہ اسے شام کے علاقہ اذرعات میں جلا وطن کر دیا یہ شوال ۲ھ کا واقعہ ہے یہ قبیلہ سات سو افراد پر مشتمل تھا۔

دوسرا قبیلہ بنو نضیر تھا اس کے پاس نہایت مضبوط اور ناقابل تسخیر قلعے تھے دولت و اسلحہ کی کمی نہ تھی بنی قریظہ نے امداد کا یقین دلایا تھا عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین نے اطمینان دلایا تھا مقابلہ کر دو ہزار کی

لشکر میں بھی مدد کو آتا ہے فتح الباری میں مرقوم ہے کہ یہ تلواریں لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید کرنے کو تیار کھڑے تھے آخر ان کا محاصرہ کر لیا گیا مجبور ہو کر انہوں نے اس شرط پر رضامندی ظاہر کر دی کہ جس قدر مال و اسباب اونٹوں پر لیجا سکیں گے لے جائیں۔ رسول کریم نے ان خونخواروں اور آپ پر عرصہ حیات تنگ کئے رکھنے والوں کو اور قاتلوں کو اس طرح مدینہ سے نکلنے دیا تلوار دل پر رکھ لیا بلکہ دنیا میں یہ جلاوطنی بھی اپنی شان و طمطراق کے ساتھ بالکل عجیب ہے دشمن و مفتوح نکلتے ہیں تو اس شان سے کہ جشن کا سا ہو کہ عورتیں اونٹوں پر سوار ہیں مطربہ عورتیں دف بجاتی اور گاتی جارہی ہیں ساتھ ساتھ باجہ بجتا جاتا ہے۔ تاریخ مدینہ کا بیان ہے کہ اس شان کی سواری کبھی ان کی نظر سے نہ گذری تھی۔ کیا کوئی فاتح پیش کر سکتے ہو جس نے مفتوحوں کے ساتھ یہ سلوک کیا ہو حضور کریم کے غلام سلطان صلاح الدین ایوبی نے بھی عیسائیوں کو بیت المقدس سے کچھ اسی شکل کے ساتھ نکلنے کی اجازت دی تھی ان میں سے معزز و ساختہ چلے گئے اور تمام کنگال تھے وہاں کے رئیس تسلیم کر لئے گئے (طبری صفحہ ۱۴۸۲)

واضح رہے کہ جنگ احزاب انہی رؤسا کی شیطنت کا نتیجہ تھی انہوں نے قبائل عرب میں دورہ کر کے تمام عرب میں آگ لگائی تھی۔ اور قریش کے ساتھ مل کر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔

بنو قریظہ کا خاتمہ

رسول کریم نے آغاز قیام مدینہ ہی میں یہود سے معاہدہ کر کے انہیں جان و مال و مذہب ہر چیز میں آزادی دیدی تھی لیکن قریش کی تہدید و تشویق پر آمادہ بغاوت ہو گئے اور پھر مدینہ میں انہیں اپنا اقتدار بھی جاتا نظر آیا بنو نضیر نے تجدید معاہدہ سے انکار کیا اور جلاوطن ہوئے بنو قریظہ نے معاہدہ کر لیا چنانچہ انہیں امن دیدیا گیا اور ان پر یہ احسان کیا گیا حیی بن اخطب نے خیبر پہنچ کر جب قبائل عرب میں آگ لگائی تو قریظہ کو بھی توڑ لیا اور کہا کہ قریش حملہ سے دست بردار بھی ہو گئے تو میں خیبر چھوڑ کر تمہارے پاس آجاؤں گا قریظہ نے احزاب میں علانیہ شرکت کی مستورات کے قلعہ پر چڑھائی کرنے گئے اس لئے رسول کریم نے احزاب سے فارغ ہو کر حکم دیا کہ ابھی ہتھیار نہ کھولیں اور قریظہ کی طرف بڑھیں اب بھی اگر یہ صلح و آشتی سے پیش آتے تو یقیناً آپ انہیں امن دیدیتے مگر وہ تو مقابلہ کا فیصلہ کر چکے تھے حضرت علی جب ان کے قلعوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے رسول کریم کو نعوذ باللہ گالیاں دیں (طبری و ابن ہشام جلد دوم) آخر ان کا محاصرہ کر لیا گیا جو تقریباً ایک ماہ تک رہا بالآخر انہوں نے درخواست پیش کی کہ سعد بن معاذ جو فیصلہ کریں گے وہ انہیں منظور ہوگا سعد بن معاذ اور ان کا قبیلہ اوس قریظہ کا حلیف اور ہم عہد تھا

عرب میں یہ تعلق ہم نسبی سے بڑھکر تھا انہوں نے توراۃ کے اس حکم و آیت کی بنا پر کہ "جب کسی شہر پر حملہ کرنے جائے تو پہلے صلح کا پیغام دے اگر وہ قبول کریں اور دروازے کھولدیں تو وہ سب تیرے غلام ہو جائیں گے اگر وہ صلح نہ کریں تو ان کا محاصرہ کر لو اور جب تیرا خدا تجھکو ان پر قبضہ دلادے تو جس قدر مرد ہوں سب کو قتل کر دے باقی جتنے بچے عورتیں جانور اور جو کچھ اس شہر میں موجود ہوں سب تیرے لئے مال غنیمت ہوگا" فیصلہ کر دیا یہودی کیا اعتراض کر سکتے تھے ان کی کتاب کے مطابق ان کے حلیف کا فیصلہ تھا۔ جب حیی بن اخطب جو تمام فتن کا بانی تھا قتل میں لایا گیا تو اس نے کہا "خدا کی قسم مجھکو اس کا افسوس نہیں کہ میں نے کیوں تیری عداوت کی لیکن بات یہ ہے کہ جو شخص کو خدا چھوڑ دیتا ہے خدا بھی اس کو چھوڑ دیتا ہے" اس نے خیبر کو جلاوطن ہوتے وقت آپ کی مخالفت پر کسی کی مدد نہ کرنیکا وعدہ کیا تھا اور اس پر خدا کو ضامن دیا تھا۔

مخالفین اسلام نے اس واقعہ پر بڑے زور شور کے ساتھ ظلم و بیرحمی کے اعتراض کئے ہیں لیکن جب انہیں ہر قسم کی مذہبی و ملی آزادی دیجاتی ہے ان کا رتبہ بنو نضیر کے برابر کر دیا جاتا ہے۔ ایک دفعہ عہد شکنی کے بعد تجدید معاہدہ کی جاتی ہے اس کے باوجود یہ جنگ احزاب میں دشمن کا ساتھ علانیہ دیتے ہیں حیی بن اخطب جیسے جلاوطن باغی کو جس نے جنگ احزاب قائم کر دی تھی اور تمام عرب کو برانگیختہ کر کے رکھدیا تھا اپنے ساتھ لاتے ہیں یہ ایسی صورت تھی یہ اور کس سلوک کے مستحق تھے بنو نضیر نے جلا وطن ہو کر کونسی بھلائی کی تھی جو ان سے توقع ہوتی ان کی دولت بھی بربادی اسلام کے لئے وقف تھی مقتولین بنو قریظہ کی تعداد ارباب سیر نے ۰۰ ۔ لکھی ہے لیکن صحاح میں ۴۰۰ مذکور ہے صرف ایک عورت قتل ہوئی مگر قصاص میں اس نے عجیب بہادرانہ طریق پر جان دی۔

غزوہ خیبر

اسلام کا سب سے بڑا حریف اور اسلام کے لئے سب سے زیادہ خطرناک مرکز تھا مدینہ منورہ سے دو سو میل یا کچھ زائد فاصلہ پر واقع ہے یہودیوں کے یہاں بڑے بڑے مستحکم و مضبوط قلعے اور ان کی دولتمندی اور ان کا اثر تمام عرب میں آگ لگا رہا تھا جنگ احزاب انہی کی سعی و جہد کا نتیجہ تھی جب رسول کریم نے دیکھا کہ یہ مدینہ پر حملہ کی تیاریوں میں مصروف ہیں تو آپ نے صلح کا پیام دیا اور ناکامی کی صورت میں آپ ۱۶۰۰ فوج لیکر خیبر کی طرف چل کھڑے ہوئے اب تک آپ حملہ کرنا نہ چاہتے تھے جب آپ کو ان کی تیاری و آمادگی کا یقین ہو گیا تو آپ نے حملہ کا حکم دیدیا بڑے معرکوں کے بعد خیبر کے تمام قلعے فتح ہو گئے ان کا افسر سردار کنانہ بطور قصاص قتل ہوا اور بھی بڑے بڑے سردار اسیر ہوئے تھے قتل ہو گئے حضرت علی نے بڑی دلیری کے ساتھ قموص کا قلعہ فتح کیا اب تک جتنی جنگیں ہوئیں وہ محض

دفاعی تھیں یہ پہلا غزوہ ہے جس میں غیر مسلم رعایا بنائے گئے اور طرز حکومت کی بنیاد قائم ہوئی اسلام کا مقصد تبلیغ دعوت ہے کوئی اس میں مزاحم نہ ہو مسلمان نہ بنے تو اسلام کو نہ تو اس سے جنگ ہے نہ اس کے رعایا بنانے کی ضرورت صرف معاہدہ صلح کافی ہے لیکن جب کوئی مخالفت پر آمادہ ہو جائے اور اس کو شہ دینا ہے تو اسلام کو مدافعت کے لئے تلوار ہاتھ میں لینا پڑتی ہے اور اس کو اپنے زیر اثر رکھنا پڑتا ہے خیبر اس قاعدہ کے مطابق پہلا مفتوحہ ملک تھا اس غزوہ میں ۹۳ یہودی مارے گئے اور ۱۵ مسلمان شہید ہوئے زمین مفتوحہ پر قبضہ کر لیا گیا اور یہ تمام مجاہدین کو تقسیم کر دی گئی اس میں رسول کریم کا خمس بھی تھا یہودیوں نے درخواست کی کہ زمین ہمارے قبضہ میں رہنے دی جائے ہم نصف پیداوار دیا کریں گے یہ درخواست منظور ہو گئی اس کے بعد دوسرا مرکز وادی القریٰ اور فدک بھی فتح ہو گیا اور خیبر ہی جیسی شرائط پر ان سے بھی معاملہ ہو گیا اس طرح نے یہودی فتنہ کا خاتمہ کر دیا اور نہایت زرخیز مقامات اسلامیوں کے قبضہ میں آ گئے اگر اس وقت کوئی اور فاتح ہوتا تو یقیناً یہاں قتل عام کرتا اور تمام قلعوں میں آگ لگا دیتا لیکن آپ نے ان اسلام کے خلاف کمین گاہوں کو اب بھی نہ توڑا اور صرف رعایا بنانے پر اکتفا کیا فتوح البلدان" میں صراحت ہے کہ خیبر کی زمین دو برابر حصوں میں تقسیم کی گئی نصف بیت المال یعنی وفود اور سفارت وغیرہ کے مصارف کے لئے خاص کر دیا گیا اور نصف مجاہدین پر اٹھارہ سو حصوں میں تقسیم ہوا رسول کریم کو بھی عام مجاہدین کی برابر ملا۔ زور ٹوٹ چکا تھا مگر اب انفرادی حملہ ریشہ دوانی تھی اس کا نتیجہ تھا کہ حضرت عمرؓ نے انھیں اپنے عہد خلافت میں شام کی طرف جلاوطن کر دیا انتہا یہ ہے کہ فتح خیبر کے دوسرے ہی روز سردار کی بیوی ایک عورت آپ کو زہر دیتی ہے اور پھر بھی آپ عام یہودیوں سے بدلہ نہیں لیتے، تو شیر دل اور عادل بھی ہوتا تو ان سب کے ٹکڑے اڑا دیتا مگر آپ رحم و عفو کے پیکر تھے۔

فتح مکہ کا دل افروز نظارہ

۸ھ میں خیبر فتح ہوا پھر صلح حدیبیہ معرض وقوع میں آئی یکایک آپ کے پاس قاصد سوار پہنچا اور فریاد کی کہ اپنے حلیف قبیلہ بنی خزاعہ پر بنو بکر نے حملہ کیا اور قریش کے تین سرداروں نے بھیس بدل کر ان کی شرکت کی آپ نے فوراً قریش کو تین شرطیں لکھ کر بھیجیں کہ مقتولوں کا خون بہا دیا جائے یا بنو بکر کی حمایت سے علیحدہ ہو جائیں یا اعلان کر دیا جائے کہ حدیبیہ ٹوٹ گیا قریش نے صرف تیسری شرط منظور کی مجبوراً آپ نے حملہ کی تیاری شروع کر دی دس رمضان ۸ھ کو کوچ ہوا ۔۔۔ کے ساتھ بڑھا اور دس ہزار آراستہ فوجیں جلو میں تھیں راہ میں قبائل عرب آ کر شامل اور شریک ہوتے جاتے تھے مکہ سے ایک منزل سے

کم فاصلہ پر جا کر قیام کیا فوج کے ہر دستہ نے خیمہ کو آگ روشن کی تو تمام صحرا وادی ایمن بن گیا مکہ والوں کے کان میں بھنک جو پڑی تو ابو سفیان تحقیق کے لئے آیا اس نے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر جو دیکھا تو اسے عساکر اسلام کا ایک سیلاب امنڈتا نظر آیا ہر دستہ اپنے اپنے علم سے اللہ اکبر کے نعرے لگاتا ہوا گزر رہا تھا سب آخر میں کوکبہ نبوی نمایاں ہوا جیسے انوار کی ضیا دور دور تک فضا صحرا کو منور بناتی چلی جا رہی تھی۔

آپ نے اعلان کر دیا تھا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دیگا اسے امن دی جائیگی یا جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیگا یا ابو سفیان کے گھر پناہ لیگا محفوظ رہے گا ہم قریش کے ایک گروہ نے جزوی مقابلہ کیا جس سے دو چار نفر ان کے مارے گئے اور اسلام کی آغوش میں پناہ لی مکہ فتح ہو گیا مگر اس شان سے نہ کشت و خون ہوا نہ آگ لگی اور نہ کوئی لٹا بلکہ سارے قریش ایک طرف کھڑے تھے ان میں وہ سب لوگ شامل تھے جنہوں نے ۲۱ برس تک رسول کریم اور مسلمانوں کو ستانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا جان لینے کی کوششیں انھوں نے کیں بلائیں انھوں نے کیں اینٹوں اور پتھروں سے انھوں نے زخمی کیا گرم ریت اور دہکتے انگاروں پر انھوں نے لٹایا اور آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ستانے میں عمر بھر مصروف رہے آپ نے ان سے پوچھا کچھ معلوم ہے کہ میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں یہ ظالم و شقی ضرور تھے مگر اداشناس رسالت تھے پکار اٹھے تو شریف بھائی ہے اور شریف برادر زادہ ہے ارشاد ہوا تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ سب آزاد ہو دنیا میں ایسے اشقیا اور مجرمین کے لاکھوں کے ساتھ اس قسم کی نرمی تو سنی اور اس نوع کی فیاضی کی کوئی ایک مثال بھی پوری دنیا پیش کر سکتی نہیں اور قیامت تک نہیں انتہا یہ ہے کہ آپ نے ان سے مہاجرین کے گھروں کا بھی مطالبہ نہیں کیا حالانکہ اس وقت آپ ان کی جانوں، جسموں، مالوں اور عزتوں کے تنہا مالک تھے اور کچھ نہیں تو بنا ہی سکتے تھے یہ تھی پیغمبر اسلام کی فتح اور یہ تھا دنیا کے فاتح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا نظارہ ہر کرم حرم کے بت ضرور نکال دیئے گئے لیکن اس کے بیچ اور گرانبہا خزائن و جواہر کو ہاتھ نہیں لگایا گیا مخالفین اسلام دیکھیں کہ اسلام کا پیشوا فاتح عالم کی صورت میں کن اخلاق کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

غزوہ حنین اور طائف

حنین مکہ اور طائف کے مابین ایک وادی ہے یہاں ثقیف و ہوازن دو زبردست قبیلے آباد تھے جو نہایت جنگجو اور فنون جنگ کے ماہر تھے اسلام کے غلبہ سے انھیں اپنے امتیاز کے مٹنے کا اندیشہ بڑھتا چلا جاتا تھا فتح مکہ کے بعد انہوں نے پورے عرب کا دورہ کر کے ایک آخری اور فیصلہ کن جنگ کا ارادہ کیا اور تمام عرب میں خفیہ طور پر قرار داد ہو گئی کہ

سب مل کر اس نور الٰہی کو بجھا دیں درنہ پھر اس طاقت کی بجلی انتہائی رہے گی یہ تیر انداز بھی بلا کے تھے اور چپّہ چپّہ زمین سے واقف بھی نہ آئے تھے کہ ان کی وجہ سے کوئی سبب … ان سے سبقت نہ سکے بڑی زبردست تیاریاں تھیں رسول کریم کو اطلاع ہو گئی تو شوال سنہ آپ بھی بڑا لشکر عظیم لیکر مقابلے پر نکلے حریف کی تعداد کچھ کم تھی اس لئے مسلمانوں کو اپنی کثرت پر کچھ غرہ ہوا اللہ تعالے کو یہ بات پسند نہ آئی ایک ہی حملہ میں میدان صاف تھا اور تنہا رسول کریم اپنی جگہ چٹان کی طرح ثابت قدم پر موجود رہے تھے آخر آپ نے انصار و مہاجرین کو پکارا اس پکار کا کوئی لپکتا ہوا شاخ باغ کی طرح بیدار کیا ایسی تدریج ہی اسی لئے قدم اکھڑ گئے تھے۔

آخر مسلمان پلٹے اور پلٹتے ہی میدان فتح کر لیا وادی سے لشکر شکست پا کر فرار ہوا اوطاس اور طائف میں جمع ہوئی اوطاس میں شکست کھا کر سب طائف میں آگئے یہاں پہلی مرتبہ اسلامیوں نے آلات قلعہ شکن اور منجنیق استعمال کی جس سے فتح حاصل ہوئی رہا آخر ان شاخ سے یا منوں کا محاصرہ ترک کر دیا گیا کامل فتح ہو چکی تھی مال غنیمت کا انبار لگا ہوا تھا چھ ہزار اسیران جنگ ۲۴ ہزار اونٹ، ۴۰ ہزار بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی ہاتھ لگی تھی (طبقات ابن سعد) پانچواں حصہ بیت المال اور غرباء و مساکین کے لئے رکھ کر باقی حسب قاعدہ مجاہدین کو تقسیم ہوا عام تقسیم کی رو سے فی کس چار اونٹ اور چالیس بکریاں آئیں سواروں کو تگنا حصہ ملا چونکہ نو جیوں کو انعامات بھی دیئے گئے تھے اس لئے بعض بعض کو سو سو اونٹ بھی مل گئے انعام لینے والے عموماً اہل مکہ اور اکثر جدید الاسلام تھے انصار میں بعض لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ نے قریش ہی کو نوازا حالانکہ ضربات ابتداء سے ہم برداشت کر رہے ہیں مشکلات میں ہم کام آئے اور غنیمت میں ان کا حصہ (صحیح بخاری) آپ نے سنا تو نہایت بلیغ خطبہ دیا اور فرمایا کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ تم گمراہ تھے خدا نے میرے ذریعہ تمہاری ہدایت کی تم منتشر تھے خدا نے میرے ذریعہ تم میں اتفاق پیدا کیا تم مفلس تھے خدا نے تمہیں دولتمند کیا ہر فقرہ پر انصار بیشک بیشک کہتے تھے۔ آپ نے فرمایا نہیں تم یہ جواب دو کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں نے تجھے جھٹلایا تو ہم نے تیری تصدیق کی تجھے لوگوں نے چھوڑا تو ہم نے پناہ دی تو مفلس آیا ہم نے ہر طرح مدد کی۔ کیا تمہیں پسند نہیں کہ لوگ غنیمت لیں اور تم محمد کو لیکر گھر آؤ انصار چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ آپ نے فرمایا یہ جدید الاسلام ہیں میں نے انھیں حق کی بنا پر نہیں بلکہ تالیف قلوب کے لئے دیا ہے

اس کے بعد سفارت آئی اور کہا کہ جو عورتیں محبوس ہیں وہ تیری خالہ اور پھوپھیاں ہیں تو نے ہمارے خاندان کا دودھ پیا ہے تجھ سے بھیک مانگتے ہیں آپ نے فرمایا تمام مسلمانوں کے سامنے درخواست پیش کرنا مجھے تنہا حق نہیں غرض یہ چھ ہزار بھی سب کے سب چھوڑ دیئے گئے یہ تھی اسلامی فاتح کی فتحمندی کہیں آپ نے پڑھا کہ مقتولوں یا اسیروں کے سامنے اسلام پیش کیا گیا کہیں قتل عام ہوا کہیں معاہد کہیں غیر حربی اور شہر لوٹے گئے اسکندر، چنگیز، اور زردشتی اور عیسائی یہودی پیشواؤں اور سلاطین کی فتوحات کا ذکر بھی تم پڑھ چکے ہو موسیو لیبان نے ٹھیک اور صحیح لکھا ہے کہ:-

"دنیا کو مسلمانوں جیسے رحمدل فاتح کبھی نصیب نہیں ہوئے"

کریم النفس جنرل

مکہ پر یلغار کے اسباب و علل

حضور رسالت مآب کا اولین فریضہ علی تطہیر کعبہ تھا کہ توحید کی عظمت عرب کے اندر اسی صورت میں قائم ہو سکتی تھی اگر یہود و قریش کی سازشیں شر انگیز یاں ریشہ دوانیاں معرکہ آرائیاں فرصت دیتیں تو آپ اولین مہلت میں یہ کام انجام دیتے مگر اکیس سال پیہم انتظار میں گذر گئے اور قریش نے اپنی فضیلت و شرارت سے خود ساعت منتظرہ کو سامنے لا کر کھڑا کر دیا یہ ایک معلوم حقیقت ہے کہ عرب میں حلیفی تعلق تعلق ہمنسبی و اخوت کے ہم پلہ تھا۔ قبیلہ خزاعہ آنحضور کریم کا حلیف تھا اور بنو بکر حلیف جنہوں نے قریش سے معاہدہ کر رکھا تھا یہ دونوں قبیلے مدت سے مصروف پیکار تھے مگر طلوع نیر رسالت کے ساتھ توجہات دوسری طرف منجذب ہو کر جنگ رک گئی مصالحت حدیبیہ کے بعد جو اطمینان نصیب ہوا تو بنو بکر نے قریش کو تیار و آمادہ کر کے خزاعہ پر حملہ بول دیا قریش سمجھتے تھے کہ اسلام ایک طاقت بن چکا ہے سر دست اس سے مقابلہ بھی مناسب نہیں مگر برتے معاہدہ بنو بکر کی امداد ضروری ہے اس لئے بظاہر تو وہ علیحدہ رہے مگر خفیہ طور پر انھوں نے پوری امداد کی جس کی انتہا یہ تھی کہ عکرمہ بن ابو جہل سہل بن عمرو اور صفوان بن امیہ طیرہ نے بھیس بدل بدل کر خزاعہ پر تلواریں چلائیں جس سے ان کا مقصود یہ تھا کہ سرکار دو عالم کا ایک حلیف قبیلہ تباہ ہو کر ان کی قوت کے ضعف کا باعث بن جائے خزاعہ بھی طاقتور قبیلہ تھا مگر ایک مشترکہ یورش اور ناگہانی حملے کی تاب نہ لا سکا اور حرم میں پناہ لی۔ بنو بکر تو ہاتھ روک لیا تھا مگر قریش نے ان کے رئیس نوفل کو بھڑکایا کہ محمد سنتے ہی حملہ کریں گے یہ موقع ہاتھ سے نہ دو اور انھیں ختم کر دو چنانچہ جوش عداوت میں حرام کی بھی پروا نہ کی گئی اور صحن حرم میں نہایت سنگدلی کے ساتھ خزاعہ کا خون بہایا گیا۔

عساکر اسلام کا کوچ

خزاعہ نے حرم ہی میں آپ کو پکارا، ادھر خزاعہ کے ناقہ سوار امداد طلبی کے لئے جا پہنچے اپنے حلیفوں کی داستان سنکر بیتاب ہو گئے لیکن ہوشمندی و تحمل سے کام لیکر قریش کے پاس فوراً ایک تیز رو سفیر روانہ کیا اور کہا کہ ذیل کی شرائط میں سے جو شرط چاہو منظور کر لو۔ اولاً بنو بکر کی حمایت نہ کرو ثانیاً مقتولوں کا خون بہا ادا کر دو ثالثاً معاہدہ حدیبیہ کی شکست کا اعلان کر دو عداوت میں انسان اندھا ہو جاتا ہے جھٹ شکست معاہدہ کا اعلان کر دیا پھر پشیمان ہوئے اور ابو سفیان کو تجدید معاہدہ کے لئے عجلت کے ساتھ مدینہ روانہ کیا لیکن اسے کوئی جواب نہ ملا آخر آپ دس رمضان کو دس ہزار لشکر عظیم کے ساتھ مکہ کی طرف نکل کھڑے ہوئے راستے میں حلیف اور معاہد قبائل برابر آ آ کر شامل ہوتے جاتے تھے آپ مکہ سے ایک منزل پر پہنچ کر خیمہ زن ہوئے قریش کو جو خبر لگی تو حکیم بن حزم ابو سفیان اور بدیل پتہ لگانے نکلا لیکن بالزام جاسوسی گرفتار ہو گیا۔

سردار قریش کی گرفتاری

وہ ابو سفیان جس کی زندگی کا لمحہ لمحہ رسول کریم کی اذیت رسانی کے لئے وقف رہا تھا جس نے مدینہ منورہ پر بار بار خوفناک حملے کئے تھے اور جو دشمنان اسلام میں پیش پیش تھا انقلاب زمانہ دیکھئے کہ آج وہ ایک مجرم و جاسوس کی حیثیت سے دربار نبوت میں پیش ہوتا ہے اور آئین جنگ کی رو سے وہ اس قابل ہے کہ اس کا تن سے فوراً جدا کر دیا جائے خود سمجھتا ہے کہ آج خیر نہیں اس نے کونسی کسر اٹھا رکھی تھی جو اسے توقع ہوتی شاید نقوش چہرہ زرد، جسم پر لرزہ، تھر تھر کانپ رہا تھا قدم اٹھاتا کہیں تھا اور پڑتا کہیں تھا آپ اس کی دہشت زدگی دیکھکر فرماتے ہیں:۔

"ابو سفیان! گھبراؤ نہیں آگے بڑھو" نہایت رفق و ملاطفت کا سلوک کرتے ہیں پاس بٹھاتے اور پوچھتے ہیں کہو اب بھی یقین ہوا کہ اللہ ایک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں، ابو سفیان نے گردن جھکا کر کہا کہ اگر اللہ کے سوا اور کوئی معبود ہوتا تو وہ آج میری مدد ضرور کرتا فرمایا "کیا میری رسالت میں کوئی شک ہے" بولا نہیں اب وہ اکڑی ہوئی گردن جو سرداری قریش کے فخر سے کبھی خم نہ ہوتی تھی آستان نبوت پر جھکی ہوئی تھی۔

مکہ کی شاندار تسخیر

حکم نبوی کے مطابق ابو سفیان کو عساکر اسلام کی شان و عظمت دکھانے کے لئے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا کر دیا گیا اور چند ہی لمحہ بعد اس نے دیکھا کہ مسلح اور طاقتور انسانوں کا ایک سیلاب ہے جو پرچم اسلام اور اللہ اکبر کے نعرے لگاتا ہوا امنڈتا چلا آتا ہے، ابو سفیان قریش کا رئیس اعظم بھی تھا، دریسہ سالار بھی مگر اس نے کسی لشکر کا یہ جلال و احتشام کا ہیکل دیکھا تھا مرعوب ہو گیا، اتنے میں انصار کا لشکر اس شان و شکوہ و ساماں سے گذرا کہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں سب سے آخر میں موکبہ نبوی اس شان اقدس اور جلال پیغمبرانہ سے گذرا کہ ہر طرف نور کی چادریں

بچہ کہنے اس شان سے علم بردار حضرت زبیرؓ تھے کہ مکہ میں داخل ہوتے ہی منادی عام کرا دی کہ جو ہتھیار ڈال دے گا، دروازہ بند کر لیگا یا ابو سفیان کے گھر پناہ لیگا اسے امان دی جائیگی۔

وہ قریش جو بیس برس سال سے پورے جوش و قوت سے مسلمانوں پر حملہ کر رہے تھے ان کا سارا غرور آن کی آن میں خاک میں مل گیا۔ مرادی میں دفن ہو گیا۔ وہ ایسے پست ہو گئے ایسے دہشت زدہ ہو گئے کہ مقابلہ تو مقابلہ اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ کچھ لوگوں نے ضرور یہ حوصلہ کیا کہ حضرت خالدؓ کی فوج پر کچھ تیر برسائے جن سے دو افراد شہید ہو گئے حضرت خالدؓ کو بڑی تاب سے ان پر حملہ بول دیا مگر بس میں تھا سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ رحمت عالم نہیں چاہتے تھے کہ اس مقدس شہر کی سرزمین پر انسانی خون کا ایک قطرہ بھی گرے مگر آپ نے دیکھا جب آپ کا حال یہاں تک نوبت ہوئی تو بہت افسوس ہوا اور فرمانے لگے کہ منشائے الٰہی میں کسی کا چارہ نہیں

فاتح مکہ کی پرجوش فاتحانہ تقریر

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے حرم میں گئے جہاں ۳۶۰ بت نصب تھے جنھیں آپ نے ایک لکڑی ہاتھ میں لیکر جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زھوقا پڑھ پڑھ کر صاف کیا اور ... ... اس کے بعد خشوع سے نماز ادا کی اس کے بعد ایک دربار عام منعقد کیا تمام لشکر اسلام عوام و خواص کا اور بڑے بڑے امراء و گروہ ان قریش شریک تھے دور دور تک نفوس انسانی کا ایک جلسہ پھیلا ہوا تھا ہزار ہا مخلوق سامنے موجود تھی حد نگاہ تک سروں کا ایک دریا لہلہاتا نظر آتا تھا کفار مکہ بھی کثیر تعداد میں شریک تھے عورتیں تک اگرچہ گھروں ہی تھیں زہرہ کس کا تھا جو فاتح مکہ کا اعلان اور خطبہ پیغمبری سننے کے لئے نہ آتا دم بخود تھے رسول کریم کے دل میں ہزار رحمت و رافت کا دریا لہرا رہا تھا لیکن یہ حقیقت ہے کہ مہاجرین و انصار کا لشکر اپنے خونخوار دشمنوں پر دانت پیس رہا تھا حکم کا منتظر تھا۔ دوسری طرف قریش اس خطرۂ شدید میں گھلے جاتے تھے کہ دیکھئے اب ہمارے متعلق کیا حکم صادر ہوتا ہے بہت سے تو ایسے تھے جنھیں اپنی زندگی کی کوئی امید باقی ہی نہ رہی تھی سب ہمہ تن انتظار تھے کہ پیغمبر امین کیا فرماتے ہیں ہماری قسمتوں کا کیا فیصلہ ہوتا ہے سینوں میں دل دھڑک رہے تھے آخر آپ نے کھڑے ہو کر ایک بہیبت و جلال سے فرمایا کہ:۔

"لوگو! خوب سمجھ لو کہ ذات احدیت اپنی صفات و ذات میں یکتا و یگانہ ہے تنہا ہے، ایک ہے، اس کا نہ کوئی ثانی ہے نہ مثیل، نہ شریک ہے اور نہ سہیم دیکھو اس نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا، جو میں تم سے کہا کرتا تھا آج وہ تمہاری نظروں کے سامنے ہے اس نے اپنے بندہ کی مدد کی وہی بندہ تو ہے جو اسی شہر اور اسی آبادی میں صد ہزار اذیتوں اور مصیبتوں کا آماجگاہ بنا ہوا تھا جسے تم نے قید کیا، تنگ کیا ستایا، گھر سے نکال دیا، قتل کرنا چاہا تم سمجھتے تھے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے تم کیا ہی سمجھتے تھے لیکن مجھے مواعید الٰہی پر پورا یقین تھا میرے قلب سے ایک ثانیہ کے لئے بھی یقین کی شمع کی روشنی گل نہ ہوئی تھی آخر دیکھ لیا کہ اس نے کس طرح تمام قوتوں جتھوں اور طاقتوں کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ آج جملہ خونبہائے قائم تمام مفاخر نسل و نسب سارے انتقامات میرے قدموں کے نیچے ہیں۔"

اس کے بعد آپ نے قریش کو مخاطب کیا اور جوش کے ساتھ فرمایا کہ:۔

"اے قوم قریش! آج جاہلیت کا غرور اور نسب کا فخر اللہ جل شانہ نے مٹا دیا فنا کر دیا تمام انسان آدم کی نسل سے ہیں اور ان کا خمیر مٹی سے اٹھایا گیا یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثی وجعلنٰکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ان اللہ علیم خبیر ان اللہ ورسولہ حرم البیع والخمر" توحید کے بعد سب سے بڑی خاندانی و نسلی مفاخر خونبہا اور انتقام ہی تھے اسی لئے آپ نے ان کے متعلق پرزور تقریر کی۔

جباران قریش کو نوید عفو

اجتماع عظیم پر پورا سناٹا چھایا ہوا تھا انبوہ کثیر پتھر کا ایک مجسمہ معلوم ہوتا تھا تقریر کے بعد آپ نے ہجوم کی طرف نظر جو اٹھائی تو سامنے جباران قریش کھڑے نظر آئے ان میں وہ بھی تھے جو مسلمانوں کو جھلستی ہوئی دوپہر میں تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر ان کے سینوں پر بھاری پتھر رکھ دیا کرتے تھے وہ بھی تھے جن کی زبانیں رسول کریم پر گالیوں کے تیر برسایا کرتے تھے، وہ دلیران شہر کس بھی تھے جو بلکہ اسلام میں سب سے زیادہ دلیر تھے وہ بھی تھے جن کی جنہوں یا کسی حضرت رسالت مآب کے لہو کے سوا اور کسی شے سے بجھ نہ سکنے والی نہ تھی وہ بھی تھے جو تبلیغ کے اوقات میں آپ پر پتھر اور خاک دھول پھینکا کرتے تھے وہ بھی تھے جنہوں نے آپ کو تین برس بھوکا پیاسا ارڈا لنے کے لئے شعب ابوطالب میں قید کیا تھا جنہوں نے قتل کر ڈالنے کے لئے کاشانہ نبوت کا محاصرہ کر لیا تھا جنہوں نے راستے میں کانٹے بچھائے تھے جنہوں نے سیلاب بن بن کر مدینہ پر حملہ کیا تھا جنہوں نے احد میں آپ کے عزیز چچا کا کچا جگر چبایا تھا اور وہ بھی تھا جنہوں نے آپ کی حاملہ بیٹی حضرت زینب کے نیزہ مار کر اونٹ سے گرایا تھا جنہوں نے اکیس برس تک آپ پر اور مسلمانوں پر ستم ... میدان حرام کئے رکھی تھی رحمت عالم نے مرسلانہ جلال سے پوچھا۔

"معلوم ہے میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں" یہ لوگ شقی القلب اور سنگدل سہی مگر طبیعت کے ادا شناس ضرور تھے پکار اٹھے "اخ کریم وابن کریم" تو شریف بھائی اور شریف بھائی کا بیٹا

دشمنانِ اسلام سے کریمانہ سلوک

مغرور و گردن فراز دشمن یہ تھے اور وہ بھی رسول امین سے

رحمت عالم کا دریائے کرم جوش میں آگیا فرمایا لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء جاؤ تم الزام سے بری ہو سب کو آزاد کرتا ہوں بخشتا ہوں یہ معمولی واقعہ نہیں ہے ظہور عالم سے لیکر آجتک اس کرم و مقبولی ولی ایک مثال بھی دنیا میں نہیں اتنے تشنہ خون دشمن تھے ان کو بلا قصور بے قصور معتوبین کو بھی نہیں بخشتا نماز کا وقت آیا تو حضرت بلال نے صدیوں بعد پہلی مرتبہ بام کعبہ پر چڑھکر اذان دیکر حرم میں فرزندان توحید نے بڑے زور و شکوہ کے ساتھ نماز ادا کی اس کے بعد مقام صفا میں ایک بلند مقام پر بیٹھکر بیعت عام لی اس وقت سارے مکہ میں دس رئیس قریش کے متراث تھے ان میں سے صفوان بن امیہ عمیر بن وھب عبداللہ بن زبعری اور عکرمہ بداعمالی کے خوف سے بھاگ گئے تھے انکیں امن دیدی گئی اور وہ مسلمان ہو کر خود چلے آئے ابو سفیان پہلے ہی اسلام لا چکا تھا دس میں سے صرف انتہائی سخت باطنین کے قتل کا حکم صادر ہوا ان میں سے بھی بعض نے دامن کرم میں پناہ لیکی صرف تین گرفتار ضرور ہوئے جن میں دو مرد تھے ایک عورت ایک ابن خطل مقیس بن صبابہ اول الذکر اسلام لا کر مرتد ہوا اور دو قتل کئے ثانی الذکر بھی اسلام لا کر منافق تھا پھر ایک انصاری کو قتل کر کے بھاگ گیا ثالث الذکر لونڈی تھی اور گستاخانہ بولنے والی نہایت شیطان طول عرض عرب میں رسول کریم اور اسلام کے خلاف گیت گاتی پھرتی تھی اور سازشی تھی اس کا قتل کوئی بہت اہم اور سیاسی تھا اور وہ بھی تو ایک ایسے مفتوح شہر سے یہ تین قتل سمندر میں قطرے کی حیثیت بھی رکھتے

جیسے تمام جبار و قہار رؤساء اور وحشی و ہندہ ہبار وابو سفیان جیسے لوگ بخشدیئے گئے آزاد کیا ایسی فتح بھی چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی تھی حالانکہ آئین جنگ کی رو سے سب قتل اور غلامی کے سزاوار تھے

حرم میں اللہ اکبر کی صدائیں

فتح کے بعد اس دور میں کیا آج بھی رعب جمانے اور دھاک بٹھانے کے لئے شہروں پر آگ برسائی جاتی ہے قتل عام ہوتا ہے گرفتاریاں کی جاتی ہیں جوش غضب کا پورا اظہار کیا جاتا ہے مگر یہاں الٹا معاملہ ہے دریائے رحمت جوش پر تھا رئیس مکہ عکرمہ بن ابو جہل تو یمن بھاگ گیا مگر اس کی بیوی ام حکیم اسی روز اسلام لے آئی تھی اور شوہر کے لئے امان طلب کر کے یمن گئیں اور لے آئیں یہ اسلام قبول کر لیا دربار نبوت میں جو حاضر ہوئے تو فرط مسرت سے کھڑے ہو گئے اور اس عجلت سے ان کی طرف بڑھے کہ ردائے مبارک دوش پاک سے سرک گئی یہ رنگ محبت سے باہمی رہے یہ تھا دشمنوں سے کریمانہ سلوک۔

حرم صدیوں سے زیارتگاہ عوام و خواص بنا ہوا تھا اس لئے اسکے خزانہ میں نذور و نفائس کا کوئی شمار نہ تھا دولت کے انبار لگے ہوئے تھے آپ نے اس کی کنجیاں تو اصل کلید بردار ہی کے پاس رہنے دیں مگر خزانہ ... کو محفوظ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ حرم کا خزانہ حرم ہی کے لئے ہے البتہ بتوں اور تمام کی تمام ضبط کر کے فنا کر دی گئیں اور پندرہ روز قیام کر کے تشریف لے گئے اور معاذ بن جبل کو یہاں تعلیم و انتظام پر مامور فرما گئے قریش کے اقتدار کے پاش پاش ہو گئے ... میدان صاف تھا صرف ایک طائف مقابلہ کر کے مغلوب ہوا باقی سارا عرب بلا مقابلہ مطیع ہو گیا ہر طرف سے ... آ کر بیعت کرنے اور اسلام لانے لگے گویا فتح مکہ طاقت عرب کا دیباچہ تھا۔

فقید المثال مبلغ

رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر تھے اور آپ کا اولین فریضہ عمل دعوت اسلام تھا کی زندگی کا سیزدہ سالہ دور خالص تبلیغی دور تھا مدینہ کا ہنگامہ عہد بڑی مصروفیت وانہماک کا عہد تھا ایک لمحہ اور ایک ثانیہ بھی یہاں ایسا نہ گذرا کہ آپ سکون خاطر سے بیٹھے ہوں ہر طرف سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے جال بچھے ہوئے تھے قریش، یہود کے اتحاد نے آپ کی تمام تر توجہات اپنی طرف مبذول کر رکھی تھیں تاہم اس ہجوم وافکار میں بھی فرصت کے چند لمحے جب کبھی نصیب ہو گئے آپ نے انھیں تبلیغ وارشاد کے لئے وقف کر دیا پھر کیف خدا خدا کر کے صلح حدیبیہ کی تکمیل کے بعد آپ کو گونہ مہلت ملی اور سب سے بڑے دشمن اسلام کی طرف سے کسی قدر اطمینان حاصل تو ہمہ تن تبلیغ وارشاد کی طرف مصروف ہو گئے اور حقیقت یہ ہے کہ جتنا اسلام اس ہنگامہ دور میں نہ پھیلا تھا اتنا نہیں بلکہ اس کہیں زیادہ اس مہلت کے زمانہ میں پھیلا اس فرصت مغتنم سے آپ نے سب سے بڑا فائدہ یہ اٹھایا کہ آپ نے سلاطین عالم کے نام آپ نے دعوت نامے ارسال کئے۔

آپ نے ایک روز تمام صحابہ کرام کو جمع کیا اور اُن کے سامنے ایک مہتم بالشان اور بصیرت افروز تقریر کی اور فرمایا کہ وہ لوگو! دیکھو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف پیغمبر بلکہ رحمت عالم بنا کر بھیجا ہے ایسا نہ ہو کہ تم بھی حواریین حضرت عیسےٰ کی طرح اختلاف کے دریا میں غوطے کھانے لگو جاؤ اور میری طرف سے پیغام حق دنیا کو پہنچاؤ، اتنا فرما کر آپ نے کاتب کو بلوایا اور سلاطین عالم کے لئے دعوت اسلام کے مکاتیب لکھا کر ارسال کئے جو بزرگ یہ دعوت نامے لیکر مختلف اطراف میں روانہ ہوئے اور جن کے نام خطوط لکھے گئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حضرت دحیہ کلبی۔ ہرقل شاہ روم حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رم شہنشاہ خسرو پرویز کجکلاہ ایران۔ حضرت عمرو بن امیہ۔ نجاشی بادشاہ حبش۔ حضرت سلیط بن عمرو بن عبد شمس، روسائے یمامہ حضرت حاطب بن ملتعبہ، عزیز مصر، حضرت شجاع بن وہب الاسدی رئیس حدود شام حارث غسانی بادشاہ۔

شاہ حبش سے قریش کی عداوت

مکہ والوں کو اس بنا پر کہ شاہ حبش کے گورنر یمن ابرہہ نے جو مذہبا عیسائی تھا بیت اللہ شریف پر چڑھائی کی تھی عیسائیوں سے کد اور پرخاش ہو گئی تھی اسی لئے جب ایران کی بت پرست مجوسی قوم کے فرمانروا شہنشاہ خسرو پرویز نے ہرقل شہنشاہ روم جو عیسائی تھا زبردست شکست دی ہے تو قریش نے بڑی خوشی منائی تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو طعنہ دیا تھا کہ دیکھو اہل کتاب کو ایک بت پرست فرمانروا نے کیسی زبردست شکست دی اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ قریش کا ایک خیال یہ قائم ہو گیا تھا کہ آپ عیسائیت کے قیام کے لئے ساعی ہیں اسی زمانہ میں سورہ روم نازل ہوئی تھی جس میں ربانی پیشین گوئی درج تھی کہ چند سال کے اندر ہی رومی اہل کتاب بت پرست ایرانیوں پر غالب ہو جائینگے۔

یہ پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی ہرقل نے انتقام کے لئے کھڑے ہو کر خسرو پرویز کو شکست دی۔ اسی فتح و فیروزمندی کا شکرانہ ادا کرنے کے لئے حمص سے بیت المقدس آیا ہوا تھا اور کچھ اس اہتمام و شان کے ساتھ آیا تھا کہ جہاں جہاں جاتا تھا وہ سرزمین پر فرش اور فرش پر پھول بچھتے چلے جاتے تھے (فتح الباری)

شام میں اس وقت عرب کا غسانی خاندان حکمران تھا اس کا پایہ تخت بصریٰ تھا جو دمشق کے علاقہ میں واقع ہے اور آجکل حوران کہلاتا ہے حارث غسانی تخت حکومت پر متمکن تھا حضرت دحیہ نے نامہ مبارک تھیں لاکر دیا جسے اُس نے بیت المقدس قیصر کے پاس بھیج دیا۔

قیصر روم کے نام دعوت اسلام کا خط

قیصر نے خط پڑھتے ہی حکم دیا کہ یہاں عرب کا کوئی شخص موجود ہو تو اسے لاکر حاضر دربار کرو یہ محض ایک اتفاق تھا کہ اس وقت ابوسفیان بہ سلسلہ تجارت شام آیا ہوا تھا اور غزۃ میں مقیم تھا لوگ اسے جاکر بلا لائے۔

قیصر بڑے کروفر سے اپنے دربار میں تخت سلطنت پر بیٹھا ہوا تھا چاروں طرف رہبان، قسیس اور بطارقہ کی صفیں قائم تھیں۔ قیصر نے اہل عرب کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم لوگوں میں اس مدعی نبوت کا کوئی رشتہ دار بھی ہے۔ ابوسفیان نے کہا جہاں پناہ! میں اس کا عزیز ہوں اب دونوں میں یہ گفتگو ہوئی۔

قیصر۔ مدعی نبوت کا خاندان کیسا ہے ؟

ابوسفیان۔ شریف اور معزز ہے۔

قیصر۔ اس خاندان میں سے کبھی کسی اور نے بھی دعویٰ نبوت کیا ہے؟
ابوسفیان۔ نہیں
قیصر۔ اس کے خاندان میں پہلے کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے۔
ابوسفیان۔ نہیں۔
قیصر۔ جن لوگوں نے اس جدید مذہب کو قبول کیا ہے وہ صاحب اثر ہیں یا کمزور؟
ابوسفیان۔ جہاں پناہ کمزور اور ادنیٰ درجہ کے لوگ ہیں۔
قیصر۔ اس کے پیرو بڑھ رہے ہیں یا کم ہوتے جاتے ہیں؟
ابوسفیان۔ تعداد روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے۔
قیصر۔ کبھی تم لوگوں کو اس کے کذب اور جھوٹ کے متعلق بھی کبھی تجربہ ہوا
ابوسفیان۔ نہیں کبھی نہیں۔
قیصر۔ کبھی وہ عہد و اقرار کی خلاف ورزی کا بھی مرتکب ہوتا ہے؟
ابوسفیان۔ ابھی تک تو کوئی ایسا تجربہ نہیں ہوا۔ البتہ اسی سال اس سے ہمارا جدید معاہدہ ہوا ہے اب یہ معلوم ہو جائیگا کہ وہ اپنے عہد پر قائم رہتا ہے یا نہیں
قیصر۔ کبھی تم لوگوں نے اس سے جنگ بھی کی؟
ابوسفیان۔ بیشک جنگیں ہوئیں ہیں۔
قیصر۔ نتیجہ جنگ عموماً کیا رہا؟
ابوسفیان۔ کبھی ہم غالب آئے کبھی وہ۔
قیصر۔ آخر وہ کیا تعلیم دیتا ہے اور کیا سکھاتا ہے۔
ابوسفیان۔ کہتا ہے صرف ایک خدا کی عبادت کرو کسی اور کو اس کی شریک قرار نہ دو نماز پڑھو پاکدامنی اختیار کرو صلہ رحم کرو اور سچ بولو۔
یہ سنکر قیصر نے ابوسفیان سے کہا تم نے اسے شریف النسب بتایا پیغمبر ہمیشہ اچھے خاندانوں ہی میں پیدا ہوا کرتے ہیں تم نے یہ بھی کہا کہ اس کے خاندان میں کبھی اور کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا ہے اور نہ کوئی بادشاہ ہوا ہے اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ خاندانی اثر ہے یا بادشاہت کی ہوس ہے تمھیں تسلیم ہے کہ اس نے کبھی لغو بیانی سے بھی سروکار نہیں رکھا بھلا جو شخص خود کبھی جھوٹ نہیں بولتا وہ خدا پر کیونکر جھوٹ بول سکتا ہے۔ تم نے مان لیا ہو کہ اس کے پیرو کمزور ہیں سب ہی پیغمبروں کے پیرو ابتدا میں ہمیشہ غریب اور ادنیٰ درجہ کے لوگ ہوا کئے ہیں تمھیں یہ بھی تسلیم ہے کہ اس کا مذہب ترقی کر رہا ہے یہ بھی اس کی صداقت و سچائی کی ایک دلیل ہے۔ تم نے ابھی کہا ہے کہ وہ نماز اور تقویٰ و عفاف کی تعلیم دیتا ہے اگر یہ سچ ہے تو اس جگہ تک جہاں میرے قدم ہیں اس کا قبضہ ہو جائیگا۔ مجکو بھی یہ خیال تھا کہ عنقریب ایک پیغمبر مبعوث ہونے والا ہے لیکن یہ خیال بھی نہ تھا کہ وہ عرب میں پیدا ہوگا اگر ممکن ہوتا اور میں وہاں جاسکتا تو ضرور اس کے پاؤں دھوکر پیتا۔

نامۂ رسولؐ کا مضمون اس کے بعد قیصر نے حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دربار میں پڑھا جائے اس میں لکھا تھا کہ:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے جو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے یہ خط ہرقل کے نام ہے جو روم کا رئیس اعظم ہے اسے سلامتی ہو جو ہدایت کا پیرو ہے اس کے بعد میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں اسلام لا تو سلامت رہے گا خدا تجھے دگنا اجر دیگا اور اگر تو نہ مانا اور اسلام قبول نہ کیا تو اہل ملک کا گناہ تیرے اوپر ہوگا اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے وہ یہ کہ خدا کے سوا کسی کو نہ پوجیں اور ہم میں سے کوئی خدا کے سوا اور کسی کو خدا نہ بنائے اور تم نہیں مانتے تو تم گواہ رہو کہ ہم مانتے ہیں"

ابوسفیان کے ساتھ قیصر کی جو گفتگو ہوئی تھی اس سے درباری علماء اور بطارقہ سخت ناراض ہو چکے تھے نامۂ مبارک کو سنکر تو وہ اور برہم ہوئے اور غصہ سے پیچ و تاب کھانے لگے۔ قیصر ان کے تیور دیکھکر ان کے دلوں کی حالت بھانپ گیا اور دربار برخواست کر دیا قیصر بلاشبہ بہت مقتدر اور شکوہ و شان کا فرمانروا تھا لیکن اس زمانہ میں بطارقہ اور پوپ کا اثر تمام یورپ پر مستولی تھا وہ جانتا تھا کہ اگر ان کے خلاف ایک قدم بھی اٹھایا تو خیر نہیں اس کے قلب میں نور اسلام کی چمک پیدا ہوئی لیکن تاج و تخت کے ہاتھ سے نکل جانے کی تاریکی میں وہ گم ہو کر رہ گئی (مسند احمد بن حنبل)

شہنشاہ روم کو دعوت خسرو پرویز کی جلالت شان اور عظمت حکومت بھی اس عہد میں ایک مسلم امر تھا اپنے وقت کا ایک مقتدر اور جتھم بالشان شہنشاہ تھا۔ مدائن پایہ تخت تھا خزائن و دفائن کی کوئی انتہا و شمار نہ تھا حضرت عبداللہ نے اسے جو نامہ نبوت دیا وہ اس نے پڑھا۔ چونکہ اس کے دربار کی عظمت و سطوت اس وقت کی دنیا میں یکتائی کا رنگ رکھتی تھی اس لئے عجم میں یہ دستور ہو گیا تھا کہ سلاطین کو جو خطوط و مکاتیب لکھے جاتے تھے اس میں پہلے ادباً بادشاہ کا نام ہوتا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے طریق پر پہلے اپنا نام لکھا تھا خسرو پرویز نے اسے اپنی تحقیر پر محمول کیا اور مغرورانہ غیظ و جلال میں سرشار ہو کر مجھے یوں لکھتا اور مخاطب کرتا ہے اس کے بعد اس نے وہیں تخت پر بیٹھے بیٹھے نامہ مبارک کو پرزے پرزے کر ڈالا اس کا مضمون یہ تھا کہ:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد پیغمبر خدا کی طرف سے کسریٰ رئیس فارس کے نام سلام ہے اس پر جو ہدایت کا پیرو ہو اور خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور یہ گواہی دے کہ خدا ایک ہے اور یہ کہ خدا نے مجکو تمام

دنیا کو پیغمبر مقرر کر کے بھیجا ہے تاکہ وہ ہر زندہ شخص کو خدا کا خوف دلائے اسلام قبول کر لو سلامت رہو گے ورنہ مجوسیوں کا وبال تیرے سر ہوگا۔

اس کے بعد خسرو پرویز نے گورنر یمن باذان کو حکم صادر کیا کہ تم فوراً حجاز سے اس مدعی نبوت کو گرفتار کر کے دربار میں حاضر کرو۔ باذان نے فرمان خسروی کی تعمیل میں کاتب خرخسرہ اور بابویہ دو شخص کو دربار نبوت میں بھیجا جنہوں نے آکر عرض کی کہ آپ کو شہنشاہ خسرو پرویز نے مدائن بلایا ہے اگر اس کی تعمیل نہ کریں گے تو وہ تم کو اور تمہارے ملک کو برباد کر دیگا۔ آپ نے فرمایا کہ خسرو کو تو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر دیا۔ تم جاؤ اور کہہ دینا کہ اسلام کی حکومت کسریٰ کے پایہ تخت تک پہنچ جائے گی۔

شاہ مصر کے نام مکتوب

مصر افریقہ کا ایک وہ ملک ہے جو عرب سے نہایت علاقہ رکھتا ہے یہاں مقوقس جاہ و جلال کے ساتھ حکومت کر رہا تھا اس کے پاس جو دعوت اسلام کا خط پہنچا تو شہنشاہ روم قیصر ہرقل کی طرح یہ بھی اُسے پڑھکر بہت متاثر ہوا اور اس کے جواب میں یہ خط لکھا:-

محمد بن عبد اللہ کے نام مقوقس رئیس قبط کی طرف سے سلام علیک کے بعد میں نے آپ کا مکتوب گرامی پڑھا اور اس کا مضمون و مطلب سمجھ لیا مجھے اتنا تو معلوم تھا کہ عنقریب ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں لیکن سمجھتا تھا کہ وہ شام میں ظہور کرینگے میں نے آپ کے قاصد کی عزت کی دو لڑکیاں بھیجتا ہوں جن کی مصر کی قوم قبطیوں میں بڑی عزت کی جاتی ہے ساتھ ہی میں آپ کے لئے کپڑا اور سواری کو خچر بھیجتا ہوں۔

شاہ مصر نے جو لڑکیاں بھیجی تھیں ان میں ایک لڑکی حضرت ماریہ قبطیہ تھیں جو حرم نبوی میں داخل ہوئیں اور دوسری سیرین تھیں جن کا عقد حضرت حسانؓ سے ہوا خچر آپ کی سواری میں آیا دلدل کے نام سے مشہور ہوا غزوہ حنین میں آپ اسی دلدل پر سوار تھے۔

نجاشی کا اسلام

بادشاہ نجاشی کے نام آپ نے جو مکتوب دعوت ارسال کیا تھا اس کے جواب میں اس نے لکھا کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے سچے پیغمبر ہیں" اس زمانہ میں حضرت جعفر طیارؓ حبش ہی میں موجود تھے نجاشی نے نامہ مبارک پڑھکر ان کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا۔ نجاشی نے اپنے فرزند کو ساٹھ مصاحبوں کے ساتھ دربار نبوت میں بھیجا تھا لیکن باد مخالف کے تھپیڑوں سے جہاز سمندر میں غرق ہو گیا (ابن اسحاق)

حبش میں بہت سے مسلمان موجود تھے جو ہجرت کر کے چلے گئے تھے انہی میں رئیس اعظم قریش ابو سفیان کی صاحبزادی حضرت ام حبیبہ بھی تھیں چونکہ ان کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے آپ نے نجاشی کو لکھا کہ آپ ام حبیبہ کو شادی کا پیغام پہنچا کر میرے پاس روانہ کر دیجئے نجاشی نے نامہ مبارک پاکر حضرت خالد بن العاص کو اس خدمت پر مامور کیا انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایجاب و قبول کے فرائض انجام دیئے اور نجاشی نے خود اپنی طرف سے مہر ادا کیا جو چار سو اشرفیوں پر مشتمل تھا نکاح کی تکمیل کے بعد حضرت ام حبیبہ جہاز میں سوار ہوئیں آپ اس وقت خیبر گئے ہوئے تھے آپ کی عادت تھی کہ آپ حضرت ام حبیبہ سے اکثر نجاشی کے حالات دریافت کیا کرتے تھے

رئیس یمامہ کا جواب

ہوذہ بن علی رئیس یمامہ نے آپ کے مکتوب گرامی کے جواب میں لکھا کہ:-

"جو آپ نے جو باتیں لکھی ہیں اور کہتے ہیں وہ بہت اچھی ہیں لیکن اگر آپ مجھے حکومت میں شریک کرنے اور کچھ حصہ دینے پر آمادہ ہوں تو میں اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہوں" آپ نے یہ جواب دیکھکر فرمایا کہ اگر زمین کا ایک ٹکڑا بھی میرے پاس ہو تو میں کسی کو شریک نہ کروں گا اور نہ دوں گا

شاہ غسان کی بدبختی

حارث غسانی بھی ایک جلیل القدر بادشاہ تھا گو رومیوں کے ماتحت تھا مگر حدود شام میں اطراف کے عربوں پر حکمرانی کر رہا تھا اور اسے ہر طرح کی داخلی آزادی تھی اس کے پاس جو نامہ مبارک پہنچا تو بہت غضبناک ہوا اور اسی وقت اپنی افواج کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہونے کا حکم دیا۔ مدینہ میں اس کے حملہ کا بہت شہرہ تھا اور مسلمان ہر وقت اس کے منتظر رہتے تھے موتہ اور تبوک کی لڑائیاں اسی حملہ کے سلسلہ کی کڑیاں ہیں ملوک مناذرہ جو حیرہ میں فرمانروائی کر رہے تھے وہ خط پڑھتے ہی مسلمان ہو گئے۔

باذان گورنر یمن نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت دیکھکر اور یہ معلوم کر کے کہ آپ نے جو فرمایا تھا اور کہا تھا وہ سچ نکلا اپنے اسلام کا اعلان کر دیا خسرو پرویز شہنشاہ ایران کی قسمت میں تو یہ سعادت نہ تھی مگر اس کے گورنر کو یہ شرف حاصل ہو گیا۔ باذان بھی اقتدار اور شان و شکوہ میں کسی خود مختار بادشاہ سے کم نہ تھا یمن جیسے زرریز اور زرخیز صوبہ پر مدت سے فرمانروائی کر رہا تھا پھر یہ تنہا ایمان نہیں لایا بلکہ اس کے ساتھ یمن کے بڑے بڑے عجمی عمائدین و امراء شرف اسلام سے مشرف ہوئے۔

ملوک مناذرہ کے نام مکتوب

قریش کے بعد دوسرے حریف اسلام زمانہ میں نو اسلام کا مشہور

یہ دونوں سوار حضرت خالد بن ولید اور حضرت عمرو بن العاص تھے دونوں خود رئیس اور رئیس زادہ تھے دونوں نے آگے چل کر تاریخ اسلام میں عدیم المثال اور فقید النظیر شہرت حاصل کی۔ اول الذکر شام کا دولتمند زرخیز ملک قیصر روم سے چھین لیا اور ثانی الذکر فاتح مصر بنے۔

حضرت خالد فنون سپہگری اور شجاعت و قیادت میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور حضرت عمرو بن العاص تدبر و سیاست میں لاثانی تھے اسلامی تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے اور واقف ہے کہ قریش اور مسلمانوں کے مابین اب تک جتنی لڑائیاں ہوئیں اور لڑائیاں ہوئیں خالد ان سب میں پیش پیش تھے ہر معرکہ میں ان کا نام نمایاں جگہ پر نظر آتا ہے احد میں رسالہ کی افسری انہی کے سپرد تھی احد میں قریش کے اکھڑے ہوئے پاؤں انہی کی سپہ گرانہ قابلیت سے جمے تھے اور شکست نے فتح کی صورت اختیار کر لی تھی۔ حدیبیہ کے موقع پر بھی قریش کے مقدمۃ الجیش کی قیادت یہی کر رہے تھے قریش کے سپہ سالار اعظم حضرت خالد ہی تھے اور بڑی شہرت اور بڑے رسوخ کے حامل تھے۔

معاہدہ حدیبیہ کمل ہو چکا تو کچھ دن کے بعد حضرت خالد مکہ معظمہ سے نکل کر خراماں خراماں مدینہ کی جانب روانہ ہوئے اثنائے راہ میں حضرت عمرو بن العاص بھی مل گئے جنھوں نے خالد کو دیکھتے ہی پوچھا کہاں تشریف لئے جا رہے ہو۔ حضرت خالد نے صاف کہا میں تو اسلام لانے جا رہا ہوں آخر کب تک کفر پر قائم رہوں عمرو بن عاص کہنے لگے ارادہ تو میرا بھی یہی ہے چنانچہ دونوں ساتھ ساتھ روانہ ہوئے اور خدمت بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور اسلام کے آگے اپنی اکڑی ہوئی گردنیں جھکا دیں۔

ان دونوں کا اسلام لانا بھی کسی رئیس اور نمایاں فرد کے اسلام لانے [illegible] تھا۔ حضرت خالد قریش کے رئیس اعظم ولید بن مغیرہ کے لڑکے [illegible] اور خود بڑے ذی رسوخ اور جوانی کے [illegible] تھے۔

[illegible] اسلام [illegible] کہا کرتے ہیں کہ اسلام کی اشاعت تلوار و جبر کی رہین منت [illegible] نہیں بتاتے کہ حضرت خالد حضرت عمرو بن العاص جیسے [illegible] کی گردن پر کونسی تلوار رکھی گئی تھی اور شہنشاہ روم اور [illegible] کے خوف نے استحسان اسلام پر آمادہ کر دیا تھا [illegible] اسلام رسول کریم اور ان کے بزرگ صحابہ کی سرگرم جد و جہد [illegible] کی بنا پر پھیلا اب نہ ایسے قدسی نفس و سرگرم بزرگ ہیں [illegible] تعلیمات اسلامی کا زندہ نمونہ نظر آتی ہے یہی وجہ ہے [illegible] بند پڑ گئی ہے۔

[illegible] اسلام و تبلیغ دین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اولین فریضہ عمل دعوت اسلام اور پیغام حق تھی جس کے [illegible] تیر و تبر اور فوج و ساماں کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن دعوت و ارشاد کے ضمن میں خود تراشیدہ بتوں اور خود ساختہ خداؤں کی [illegible] بھی جزو لاینفک کی حیثیت رکھتی تھی اس لئے پرستاران اصنام کی مخالفت و معاندت سے مقابلہ لازمی امر تھا۔ بخصوص [illegible] اعتقادیات کی دنیا میں تلاطم کے ساتھ [illegible] سیاسی و مالی پر بھی ضرب پڑ رہی تھی یہی وجہ تھی [illegible] بجلی کے رکتے ہی ہر طرف سے مخالفت کی گھٹائیں [illegible] افق پر تیرہ و تار ابر کے ہمت کے گھٹ گھٹ کے [illegible] رسول کریم [illegible] مخالفت کی امواج ہر دل کے ساتھ [illegible] بڑھتے تھے ایک ایک قبیلہ کے پاس جاتے تھے ہر قبیلہ کے سردار سے کہتے تھے کہ قریش مجھے صدائے حق کے اعلان سے روکتے ہیں آپ مجھے اپنی پناہ میں لے لیں اور صرف اتنا موقعہ دلا دیں کہ میں اسلام کو پہنچا سکوں [illegible] لیکن استیلائے قریش [illegible] اس قدر [illegible] تھی اور قولیت حرم نے ان کے اثر [illegible] اور عام کر رکھا تھا کہ عرب والا کہوں شاذوں میں سے کوئی ایک [illegible] [illegible] آمادہ نہ ہوتا تھا لیکن حق کی کرنیں باطل [illegible] میں کبھی چھپ سکی ہیں وہ چھپ سکیں اور انھوں نے کسی نہ کسی طرح اپنے لئے راستہ پیدا کر لیا اور بے نور گوشہ کو [illegible] خود مخالفت ہی نے موافقت کا کام کرنا شروع کیا ہر سال حج کے موسم میں عرب کے دور دراز مقامات سے لوگ زیارت بیت اللہ شریف کو آتے رہتے تھے [illegible] رسول کریم صرف [illegible] اعلان ہی کی ضرورت تھی رسول کریم کو راہ میں تو موانع کے پہاڑ کھڑے کر دیئے گئے تھے مگر خود ان کی مخالفانہ کارروائیاں مصروف کار بن گئی ہوئیں۔

حج کا زمانہ آتا تو قریش اس اندیشہ سے کہ کہیں [illegible] تک پہنچ کر انھیں شیفتۂ اسلام نہ بنا لیں علم گزرگاہوں اور شاہراہوں پر [illegible] ناکوں پر خیمے لگاتے اور بطور حفظ ماتقدم ان سے کہتے کہ ہمارے شہر میں ایک بد عقیدہ شخص پیدا ہوا ہے جو ہمارے معبودوں کی مذمت کرتا ہے اور لات و عزیٰ تک کی تنقیص سے باز نہیں رہتا کچھ تو ویسے ہی شور مچ گیا تھا شہرت ہو رہی تھی کچھ اس مخالفانہ رنگ آرائیوں نے لوگوں کے قلوب میں شوق تجسس و دید پیدا کرنا شروع کیا کچھ لوگوں کو از خود یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ اصلیت کا پتہ تو لگائیں اور وہ آپ تک پہنچنے لگے چنانچہ حافظ ابن حجر کے بیان کے مطابق یمن اور کویت تک سے لوگ تحقیق حال کے لئے مکہ آئے اور اسلام قبول کر کے واپس گئے۔

قبیلہ اوس کا اسلام جو لوگ ظہور نبوت سے پیشتر بت پرستی سے

منتشر ہو گئے تھے اور دین ابراہیمی اختیار کر چکے تھے ان میں سے اکثر نے تو ابتدا ہی میں اسلام قبول کر لیا طفیل بن عمرو دوسی عرب کا ایک اثر اور نامور شاعر تھا عرب نے اسے روکنے کی بہت سعی کی مگر وہ کسی نہ کسی طرح بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر فوراً مسلمان ہو گیا (ابن سعد) اور قرآن کی چند آیات نے اس کے دل کی دنیا بدل دی اس کے اثر کا یہ ثمرہ تھا کہ قبیلہ دوس میں اسلام پھیلنے لگا (مسلم الکبیر) پھر بھی قبیلہ بحیثیت مجموعی اسلام سے اعراض ہی کرتا رہا جس سے رنجیدہ ہو کر اس نے رسول کریم سے ان کے لئے بد دعا کی استدعا کی آپ کی مدبرانہ ملاحظہ فرمایئے "یا اللہ دوس کو ہدایت دے" اس کے بعد سارا قبیلہ مشرف بہ اسلام ہو گیا (صحیح بخاری)

ایک اور بزرگ عمرو بن عبسہ سلمی لوگوں کی زبانی آپ کا حال سن کر مکہ آئے اور بمشکل آپ تک پہنچ کر مشتاقانہ سوال کیا کہ آپ کون ہیں ارشاد ہوا "پیغمبر ہوں" پوچھا "پیغمبر کسے کہتے ہیں" بولے "خدا نے مجھے بھیجا ہے" پھر دریافت کیا "کیا پیغام دیکر بھیجا ہے" فرمایا "یہ کہ قرابت کا حق ادا کیا جائے بتوں کو توڑ دیا جائے خدا کو ایک مانا جائے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھیرایا جائے" عمرو نے پوچھا اس مذہب کے پیرو کتنے ہیں آپ نے جواب دیا "ایک آزاد (ابوبکر) اور ایک غلام (بلال)" عمرو نے بے ساختہ کہا "میں بھی آپ کی پیروی کرتا ہوں" اس پر آپ نے فرمایا ابھی چلے جاؤ اپنے اسلام کو مخفی رکھو جب میری کامیابی کا حال سنو چلے آنا چنانچہ حضرت عمرو ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں حاضر خدمت ہوئے (صحیح مسلم)

"دل کی پرواز"

قبیلہ ازد شنوءہ کے رئیس ضماد بن ثعلبہ آپ کے دوست تھے آپ کی شہرت اور جنون کا حال سنکر آپ کے علاج معالجہ کے لئے آئے تھے آپ نے ان کے سامنے یہ جملے پڑھے

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ ضماد نے یہ جملے دوبارہ سہ بارہ پڑھوائے اور کہنے لگے کہ میں نے جوگیوں کاہنوں اور شاعروں کا کلام سنا ہے لیکن یہ تو چیزے دیگر ہے یہ تو دریا کی تہ تک بھی اثر کر جائیگا" ضماد اور ضماد کے بعد اس کا پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

حضرت ابوذر غفاری بھی اسی طرح آپ کی شہرت سنکر تحقیق حال کے لئے مکہ آئے اور مسلمان ہو گئے ان کی تلقین سے نصف قبیلہ تو فوراً مسلمان ہو گیا۔ اسلام سے پیشتر یہ دونوں قبیلے عرب کے اندر چوری میں مشہور و بدنام تھے موسم حج میں جو قبائل مکہ آتے تھے ان میں جاکر آپ برابر تبلیغ کرتے رہتے تھے مدینہ کے قبائل اوس و خزرج کی کثیر جماعت نے اسی تبلیغ سے اسلام قبول کیا تھا آپ کے مدینہ ہجرت کر جانے پر اس نواح کے آباد قبائل میں بھی رفتہ رفتہ اسلام پھیلنے لگا اور معرکہ بدر کے بعد اسیران جنگ کو چھڑانے کے لئے جو لوگ مکہ سے مدینہ آئے وہ بھی آپکے پاکیزہ اخلاق اور نمونہ عمل کو دیکھکر متاثر ہونے اور اسلام لانے لگے انہی میں متعدد اشخاص ایسے بھی تھے جن کے کانوں میں قرآن المجید کی صدا بالکل اتفاقیہ طور پر پڑ گئی اور غلام بن گئے۔ حضرت جبیر بن مطعم اسیران بدر میں تھے گرفتارانہ حالت تھی کہیں ان کے کان میں قرآن کریم کی صدا پڑ گئی رسول کریم یہ آیات پڑھ رہے تھے ام خلقوا من غیر شئی ام ھم الخالقون ام خلقوا السموات والارض بل لا یوقنون "کیا یہ لوگ آپ سے آپ پیدا ہو گئے یا ان لوگوں نے خود اپنے آپکو پیدا کیا یا ان لوگوں نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا بلکہ بات یہ ہے کہ ان کو یقین نہیں ہے" خود حضرت جبیر ہی کا بیان ہے کہ یہ آیات سنکر مجھے یہ معلوم ہوا کہ ان کا دل پھٹا پڑ گیا (صحیح بخاری) رومیوں کی فتح کے متعلق قرآن کریم میں جو پیشنگوئی تھی سات برس کے بعد جب اس کے سچے ہونے کا بھی یہ اثر ہوا کہ لوگ اسے صداقت اسلام کا ایک مظاہرہ سمجھکر بہت سے کفار ایمان لے آئے اور اسلام بتدریج پھیلتا رہا۔

قبائل اشجع وجھینہ کا اسلام

غزوہ احزاب تاریخ اسلام کی ایک نہایت خوفناک جنگ ہے اس شکست نے قریش کے عالمگیر و ہمہ گیر اثر و اقتدار پر گو برا اثر ڈالا اور جو قبائل قبولیت اسلام کے لئے تیار بیٹھے تھے مگر قریش کے اثر سے مرعوب تھے اب انھوں نے اپنے وفود خدمت نبوی میں بھیجنے شروع کر دئیے سب سے پہلا وفد جو ۴۰۰ افراد پر مشتمل تھا وہ قبیلہ مزینہ کا وفد تھا یہ قبیلہ پورے کا پورا مسلمان ہو گیا (طبقات ابن سعد) قبیلہ اشجع کے سو آدمی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور معاہدہ مصالحت مکمل کر لیا اس وقت تو یہ کافرانہ حالت ہی میں واپس ہوئے لیکن فیض صحبت کی یہ اعجاز نمائی تھی کہ وطن پہنچتے پہنچتے سب کے سب مسلمان ہو گئے (طبقات) جہینہ ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینہ آئے اسلام قبول کیا اور اس کے بعد اکثر غزوات میں رسول کریم کے ہمرکاب رہے (اصابہ)

جہینہ غفار اسلم اور اشجع یہ چار قبائل عرب میں جن کی سابقیت اسلام کی بنا پر ان کے لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے خیر فرمائی تھی (صحیح بخاری) صلح حدیبیہ نے اشاعت اسلام کی رفتار کو برق لگا دئیے اس کے بعد جس کثرت سے اسلام پھیلا آتنا اس سے پیشتر کبھی نہ پھیلا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ اب مکہ اور مدینہ میں آمد و رفت شروع ہو گئی میل جول پیدا ہوا اور سب سے پہلی مرتبہ کفار کو مسلمانوں کے ساتھ آزادانہ ملنے جلنے اور ان کے اخلاق و عمل کی پاکیزگیوں کے مشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا اور اس سے ان کے قلوب جیسے متاثر ہوئے اس سے ہی اندازہ لگا لیجئے کہ آپ صلح حدیبیہ کے زمانہ میں عمرہ کو مدینہ سے نکلے ہیں تو اُس وقت آپ کے ساتھ صرف ۱۴

عکس خط حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنام مقوقس شاہ مصر

نقل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اِلَی الْمُقَوْقِسِ عَظِیْمِ الْقِبْطِ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِدِعَایَۃِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ یُؤْتِکَ اللّٰہُ اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ فَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَعَلَیْکَ اِثْمُ الْقِبْطِ یَا اَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۔

محمد رسول اللہ

ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

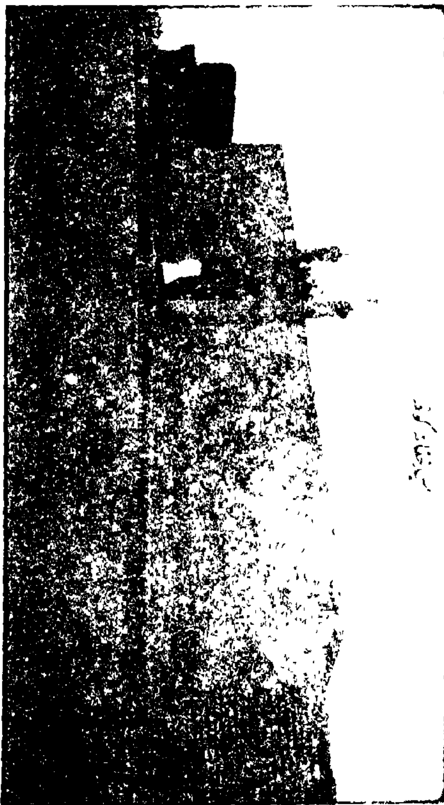
اللہ کے بندے اور اُس کے رسول محمد کی طرف سے قوم قبط کے سردار مقوقس کی طرف۔

ہدایت کی پیروی کرنے والے پر سلام ہو۔ اما بعد میں تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ اگر تو نے اسلام قبول کر لیا۔ تو محفوظ ہو جائیگا اور خدا تجھے دُگنا اجر دیگا اور اگر تو نے اعراض کیا تو قوم قبط کا گناہ بھی تیرے سر لازم آئیگا۔ اے اہل کتاب آؤ ہم ایک ایسی بات پر اتفاق کریں جو ہمارے و تمہارے درمیان برابر ہے (یعنی) یہ کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور یہ کہ ہم میں کوئی کسی دوسرے کو اپنا ارباب نہ بنائے اگر وہ اعراض کریں تو کہدو کہ اس بات پر گواہ رہنا کہ ہم تو مسلمان ہیں۔

محمد رسول اللہ









opular Press, Delhi

مسلمان تھے لیکن دو برس کے اندر اندر یہ انقلاب تھا کہ فتح مکہ کے وقت آپ کے ساتھ دس ہزار جاں نثاران اسلام ہمرکاب تھے۔

فتح مکہ پر رفتارِ اسلام کی سرعت

صلح حدیبیہ کے بعد اگرچہ اطراف عرب میں اشاعت اسلام کی ترسیل کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا لیکن فتح مکہ کے بعد تو یہ سلسلہ منظم صورت اختیار کر گیا۔ عمرو بن سلمہ کی یہ روایت صحیح بخاری میں مرقوم موجود ہے کہ عرب قریش کے اسلام کا انتظار کر رہے تھے وہ کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی قوم قریش پر چھوڑ دو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان پر غالب آ گئے تو یقیناً وہ سچے پیغمبر ہیں جب مکہ فتح ہو گیا تو ہر قبیلے نے اسلام کی طرف پیش دستی شروع کر دی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ [illegible] کے فروغ اسلام میں جو درنگی اس کا باعث زیادہ تر قومی خاندانی مخالفتیں تھیں ورنہ اسلام کی سچائی و سادگی ایسی چیز نہ تھی کہ عرب جیسی تیز فہم ذہین اور طباع قوم کو عجلت کے ساتھ اپنی طرف مائل نہ کر لیتی جب یہ پتھر راہ سے ہٹ گیا تو پھر لوگوں کے آگے بڑھنے میں کوئی روک نہ تھی۔

دعاۃ اسلام کا تقرر

فتح مکہ کے بعد آپ نے صیغہ تبلیغ و ارشاد کو منظم صورت عطا کی اس لئے کہ آپ پیغمبر تھے اور پیغمبر کو ہر حالت میں حق کی تبلیغ کا خیال مقدم رکھنا ہی چاہئے تھا آپ نے پاکیزہ اخلاق اور ذی علم بزرگوں کو اطراف عرب میں تبلیغ اسلام کے لئے بھیجنا شروع کر دیا یہ بزرگ رسول کریم کی ہدایت کے مطابق لوگوں کو فضائل و محاسن اسلام بتا کر اسلام کی ترغیب دیتے تھے ان دعاۃ اسلام کے ساتھ حفاظت خود اختیاری کے طور پر کسی قدر فوج بھی ساتھ کر دی جاتی تھی دعاۃ کے انتخاب میں بھی خالص احتیاط سے کام لیا جاتا تھا اس لئے کہ تجربہ یہ ہوا تھا کہ ہر شخص وعظ و ارشاد کا کام بحسن و خوبی انجام نہیں دے سکتا۔ حضرت خالد یمن گئے مگر چھ ماہ تک ان کی دعوت پر کسی نے بھی توجہ نہ کی اس لئے کہ وہ سپہ سالار اور فاتح تھے واعظ نہ تھے ان کی ناکامی کا حال سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو یمن بھیجا ان کی تبلیغ سے دفعتہً ملک اسلام کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ (طبری)

حضرت خالدؓ قبیلہ جذیمہ کے پاس بھی دعوت و ارشاد کے لئے گئے تھے وہاں کشت و خون کر بیٹھے رسول کریم کو ان کی یہ حرکت سخت ناگوار گذری اور آپ نے حضرت علی کو ان کی جگہ بھیجا جنہوں نے ہر ایک مرنے والے کا خون بہا ادا کیا حتےٰ کہ جو کتے مارے گئے تھے ان کی بھی قیمت ادا کیں اسلام کی یہی رواداریاں تھیں جن کی نظیر دنیا کی کوئی تہذیب پیش نہ کر سکی اور جس کی طرف لوگ از خود کھنچے چلے آتے تھے۔ اشاعت اسلام کے لئے آپ جب کوئی مسلح جماعت بھیجتے تھے تو ہر ایک فرد کی قابلیت کا امتحان پہلے سے لے لیتے تھے اور ان میں جو شخص [illegible] قرآن ہوتا تھا اسی کو امیر جماعت مقرر فرما دیتے تھے۔ (زرقانی [illegible])

عمال نو کا اسلام

[illegible] اطمینان [illegible] عمل [illegible] نمایاں [illegible] وحی کی [illegible] کے لئے [illegible] عمال [illegible] مقرر کئے جاتے تھے ان کے [illegible] پاکیزگی [illegible] زکوۃ [illegible] حضرت [illegible] حضرت ابو [illegible] خالد بن سعید [illegible] قابل ذکر [illegible] سلاطین [illegible] دعوت و تبلیغ [illegible] اسلام [illegible] مسلمان [illegible] خالد بن سعید [illegible] حبش [illegible] خدمت [illegible] تبلیغ اسلام کیا کرتے تھے [illegible] مسلمان [illegible] تبلیغ کا فریضہ کتنا اہم فریضہ اسلام ہے۔

قبیلہ ہمدان آغوش اسلام میں

[illegible] بعض ایسے بھی بزرگ تھے جو خاص طور پر صرف دعوت اسلام ہی کے لئے بھیجے جاتے تھے چنانچہ کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی قبیلہ ہمدان [illegible] اور یمن میں مغیرہ بن شعبہ نجران میں، عمرو بن العاص عمان میں، خالد بن ولید [illegible] میں، جریر [illegible] فارس میں [illegible] بن عبد کلال [illegible] اور [illegible] بن مسعود [illegible] اشاعت اسلام ہی کے لئے بھیجے گئے تھے [illegible] ساتھ تقرر ہوتے تھے ان کے علاوہ [illegible] مسلمان اسے ایک اہم فریضہ اسلام سمجھ کر انجام دیتے رہتے تھے [illegible] قبائل جو دربار نبوت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیتے تھے وہ سب

قبائل کی طرف مراجعت کرتے تھے تو بطور خود یہ خدمات انجام دیتے تھے اور خدا اور رسول کی خوشنودی حاصل کرتے تھے ان افرادی مساعی سے بھی اشاعت اسلام میں بہت ترقی ہوئی اور فتح مکہ کے بعد اس سرعت کے ساتھ اسلام پھیلنا شروع ہوا کہ حجاز تو ایک قلیل مدت ہی میں سارے کا سارا مسلمان تھا اور جزیرۃ العرب کے ہر گوشہ میں اسلام کی شعاعیں جگمگا رہی تھیں۔

حجاز سے باہر یہود و قریش کی مسلسل و خوفناک مخالفت و مزاحمت کی وجہ سے نبوت کے ۱۳ سال میں اسلام کو اعلانیہ کوئی ترقی نصیب نہ ہوئی تھی اور ادھر ادھر خال خال مسلمان نظر آتے تھے جو کچھ جوش و خروش تھا وہ حدود حجاز کے اندر تک محدود تھا جب خیبر سے یہودی اور مکہ میں قریش کی قوت کے دیو ہیکل بت پاش پاش ہو گئے تو میدان صاف تھا مزاحمت و مخالفت کی دیواریں سامنے سے ہٹ گئیں اور صرف تین برس کے اندر اندر ۱۰ھ میں اسلام کا نور ایک طرف تو عراق و شام کی حدود تک وسیع ہو گیا اور دوسری طرف یمن، بحرین، یمامہ اور عمان تک پھیل گیا یہ کوئی معمولی اور غیر اہم علاقے نہ تھے بلکہ عرب کے وہ عظیم الشان اور مشہور صوبے تھے جہاں ظہور اسلام سے پیشتر بڑی بڑی پرشکوہ فرمانروائیاں قائم ہو چکی تھیں اور زبردست سلاطین حکومت کر چکے تھے بعض علاقے ایرانیوں اور رومیوں کے تحت نگین تھے اور اس وقت بھی دنیا کی دو پرسطوت و صولت شہنشاہیوں روم و فارس کے زیر اثر تھے اس کے باوجود اسلام پوری اہمیت کے ساتھ آگے بڑھتا چلا گیا اور اس نے صلح و امن کے سائے ہی میں سارے عرب پر قبضہ کر لیا تاریخ گواہ ہے کتابیں شاہد ہیں مورخین عالم کے بیانات موجود ہیں کسی سے بھی یہ پتہ نہیں چلتا اور نہ کوئی یہ ثابت کر سکتا ہے کہ اس وقت اشاعت اسلام کے لئے کہیں تلوار و تحریص سے کوئی کام لیا گیا اور لینا بھی چاہتا تو مجال کس کی تھی کہ وہ فارس و روم کے زیر اثر علاقوں میں مذہبی جبر و ظلم سے کام لے سکتا لبیک کی صدائیں آئیں ہر گوشے سے آئیں اور اسلام کی صدا پر سب نے سر جھکا دئے دنیا بھر میں کوئی مذہب بھی ایسی سریع ترقی اور ہمہ گیر فروغ کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔

یمن میں اسلام

یمن نہ صرف یہ کہ اپنی شادابی و زرخیزی اور اپنے قدیم تمدن و تجارت کے لئے مشہور تھا بلکہ یہاں کسی وقت حمیر اور سبا کی عظیم الشان فرمانروائیاں بھی قائم ہو چکی تھیں گو ولادت نبوی کے چند سال بعد سے یمن پر ایران والوں کا تسلط ہو چکا تھا مگر اس سے پہلے عیسائی قابض تھے جن کا تصرف اس پر ولادت نبوی سے تقریباً پچاس سال پیشتر ۵۲۵ء میں ہو چکا تھا یہاں اسلام کی اشاعت میں متعدد موانع و عوائق تھے مثلاً اختلاف جنسیت کہ رسول کریم تو اسماعیلی تھے اور یمنی قحطانی، پھر اہل یمن کو اپنے تمدن و حکومت اور قدیم جاہ و جلال پر مبالغہ اور بڑا ناز تھا اور تمام عرب بھی ان کے اس ناز کو بجا سمجھتا تھا اسی لئے عرب کی حکومت کے مستحق یہی لوگ سمجھے جاتے تھے یہ حالت تھی کہ عرب میں جہاں کوئی باقاعدہ حکومت تھی وہ یمن کے خاندان سے شمار ہوتی تھی چنانچہ جب قبیلہ کندہ کا وفد یمن سے آکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باریاب ہوا ہے تو اس نے آپ کو ایک فرمانروا سمجھ کر پوچھا کیا ہم اور آپ ایک ہی خاندان سے نہیں آپ نے جواب دیا کہ ہم نضر بن کنانہ کے خاندان سے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ یمن اس وقت ایرانیوں کے زیر اقتدار تھا اور یہاں کے باشندے بالعموم یہودی اور عیسائی تھے اتنے عوائق کے باوجود یمن میں اسلام کی روشنی پہنچی اور سرعت کے ساتھ پہنچی۔ قبیلہ دوس یمن ہی کا ایک ممتاز قبیلہ تھا۔ قبیلہ کندہ کو آپ نے زمانہ حج میں دعوت اسلام دی تھی مگر اس نے انکار کر دیا تھا (ابن ہشام) ۷ھ میں جبکہ آپ خیبر میں تشریف فرما تھے قبیلہ دوس پورے کا پورا مسلمان ہو کر دارالاسلام میں منتقل ہو گیا یمن کا ایک مشہور قبیلہ اشعری بھی اسی زمانہ میں خود بخود مسلمان ہو گیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ یمن کے قبیلہ دوس اور حضرت ابو موسیٰ قبیلہ اشعری کے فرزند تھے یہاں کا سب سے زیادہ صاحب اثر اور کثیر العدد قبیلہ ہمدان تھا حضرت خالد چھ ماہ تک اسی قبیلہ میں دعوت و تبلیغ کے فرائض انجام دیتے رہے تھے مگر حضرت علی کے وعظ سے یہ سب کے سب مسلمان ہوئے اور رسول کریم نے یہ خبر سنکر فرط مسرت سے السلام علی ہمدان فرمایا۔ قبیلہ ہمدان میں حضرت علی کی کامیابی آپکے دوبارہ یہاں آنے کا باعث ہوئی اور رسول کریم نے حضرت علی کو قبیلہ مذحج میں تبلیغ کے لئے بھیجدیا گو انہوں نے دعوت اسلام کا جواب تیروں سے دیا مگر جب حضرت علی نے مقابلہ کیا تو یہ اپنے بیس آدمی مقتول چھوڑ کر بھاگ نکلے لیکن بعد کو انہوں نے خود حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

رؤسائے فارس میں اسلام

ایرانی اقتدار و حکومت کے زمانہ میں جو ایرانی امراء یہاں سکونت پذیر ہو گئے تھے وہ ابنا کہلاتے تھے رسول کریم نے ان میں تبلیغ کے لئے ۱۰ھ میں وبر بن یحنس کو مامور کیا ان کی سعی سے فیروز دیلمی مرکبود اور وہب بن منبہ وغیرہ سب کے سب مسلمان ہو گئے یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مسلمانوں میں جن بزرگوں نے سب سے پہلے قرآن مجید حفظ کیا وہ حضرت وہب بن منبہ اور حضرت عطا بن مرکبود ہی تھے۔ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت موسیٰ بن اشعری کا تقرر عامل یمن میں تبلیغ اسلام کے لئے ہوا تھا دونوں بزرگ یمن کے ایک ایک ضلع کو

بھیجے گئے آپ نے چلتے وقت انھیں جو ہدایتیں کیں وہ اس قدر اہم ہیں کہ آج بھی ان کی اہمیت اسی شان کے ساتھ قائم ہے اور بالکل اصولی باتیں ہیں آپ نے فرمایا سخت گیری نہ کرنا مل کر کام کرنا مل کر کام کرنا لوگوں کو نفرت نہ دلانا بلکہ خوشخبری سنانا جو لوگ کسی مذہب کے پیرو ہوں ان سے پہلے انھیں توحید و رسالت کی تعلیم دینا جب وہ اسے تسلیم کر لیں تو کہنا خدا نے تم پر دن اور رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں جب وہ اسے بھی مان لیں تو کہنا تم پر اس نے زکوۃ بھی فرض کی ہے جو امیروں سے لیکر غرباء کو دی جائیگی اس کا خیال رکھنا کہ جب وہ زکوۃ دینا منظور کر لیں تو انتخاب کر کے اچھی اچھی چیزیں نہ لے لینا مظلوموں کی بددعا سے ڈرتے رہنا کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں۔ مسلمانو! رسول کریم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو بار بار پڑھو اور اگر توفیق ایزدی شامل ہو تو اس سے سبق حاصل کرو۔

یمن والوں نے بالعموم بلا ترہیب و مزاحمت اسلام قبول کر لیا تھا جس ان پر برکات کا نزول شروع ہوا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہت خوش ہوئے اور فرمایا ایمان یمن کا ایمان ہے اور دانائی یمن کی دانائی ہے اور یہ لوگ نرم دل اور رقیق القلب ہیں (بخاری شریف) قبیلہ ہمدان کے اسلام کی خبر سنکر بھی آپ نے انھیں سلامتی کی دعا دی (زرقانی) حقیقت بھی یہ ہے کہ یمن کے حالات و عوائق اور اہل یمن کے مزاج مفاخرہ معاملہ دیکھتے ہوئے ان کا اس قدر جلد اسلام لے آنا ایک حیرت انگیز واقعہ تھا کو عرب کا صرف یہ ایک صوبہ ہی تھا لیکن اپنی شہرت و تہذیب اور زرخیزی و دولتمندی میں پورے عرب کے ہم رتبہ و ہم وزن تھا۔

بحرین میں اسلام

یمن کے بعد کثرت آبادی، شادابی ارض فراوانی دولت اور وسعت و شہرت میں بحرین کا درجہ تھا اور عہد نبوت میں یمن کی طرح یہ بھی ایران کے زیر اثر تھا قبائل عرب وادیوں میں آباد تھے ان میں سب سے با اثر اور مشہور قبائل تمیم بکر بن وائل اور عبد القیس تھے۔ مؤخر الذکر قبیلہ کے فرزند منقذ بن حبان تجارت کیلئے چلے اثنائے سفر میں مدینہ قیام کیا رسول کریم نے ان کے پاس جا کر انھیں دعوت اسلام دی جس پر یہ اسی وقت مسلمان ہو گئے پھر سارا قبیلہ کا قبیلہ مسلمان ہوگیا۔

اسلام قبول کرنے کے بعد چودہ اشخاص کی سفارت ان کی طرف سے رسول کریم کی خدمت میں باریاب ہوئی اور دیکھتے ہی اونٹوں سے کود پڑے اور ہاتھ چومے۔ ۸ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علاء حضرمی کو بحرین میں تبلیغ اسلام کی خدمت پر مامور کیا۔ ان کی دعوت پر منذر بن ساوی نے بھی اسلام قبول کیا جو حکومت ایران کی طرف سے اس صوبہ کا گورنر تھا اس کے اسلام لاتے ہی تمام قبائل عرب اور بجز باشندگان عجم بھی مسلمان ہو گئے۔ اسی صوبہ میں ہجر ایک جگہ ہے جہاں ایران کی جانب سے سیبخت حکومت کر رہا تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نام بھی دعوت اسلام کی مکتوب بھیجا اور وہ بھی اسے پڑھتے ہی شرف اسلام سے بہرہ مند ہوگیا۔

حدود شام میں اسلام

حدود شام میں عربوں کی کئی ریاستیں تھیں ان میں سے معان اور اس کے اضلاع فروہ بن عمرو کے زیر حکومت تھے اور اسے سلطنت روم کی طرف سے گورنری کا منصب حاصل تھا توفیق ربانی سے اس کا قلب نور اسلام سے چمکا اور تعلیمات اسلامی سے واقفیت پیدا کر کے یہ خود بخود مسلمان ہوگیا رومیوں کو سخت غصہ آیا اور اسے پھانسی دیدی جس وقت یہ عاشق رسول پھانسی پر چڑھ رہا ہے اس وقت اس کی زبان پر حمد جاری تھی شام اور عرب کے سرحدی علاقہ میں عذرہ بلی اور جذام کے جو قبائل آباد تھے یہ بھی سب رفتہ رفتہ مسلمان ہو گئے۔

نجران میں اسلام

نجران یمن کے قریب ایک وسیع سرسبز اور آباد صوبہ تھا، مکہ معظمہ سے کوئی سات منزل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ نجران عیسائیت کا مرکز تھا یہیں ان کا ایک عظیم الشان دار کلیسا بھی تھا جسے وہ کعبہ کہتے اور کعبہ کا جواب سمجھتے تھے اور ان کے بڑے بڑے مذہبی پیشوا یہاں رہتے تھے یہ مسیحی کلیسا تین سو ٹیلوں سے شکل گنبد بنا ہوا تھا جس نے اوقاف کی آمدنی دو لاکھ سالانہ تھی حضور نے ان عیسائیوں کو بھی دعوت اسلام کا خط لکھا جس پر اس کعبہ کا مسیحی محافظ اور ائمہ مذہب ساٹھ آدمیوں کے ساتھ مدینہ آئے مسجد نبوی میں ٹھہرے اور وہیں انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے اپنے طریق پر اپنی نماز پڑھی کچھ بحث کی پھر مباہلہ پر تیار ہوئے مگر پھر رک گئے اور سالانہ خراج دیتے رہنے کی شرط پر انہوں نے صلح کر لی ۹ھ میں مغیرہ بن شعبہ ان میں دعوت اسلام کے لئے گئے تو ان لوگوں نے قرآن پر جو اعتراض کئے اس کا جواب نہ دے سکے اور واپس چلے آئے پھر انھیں باضابطہ دعوت دی گئی ۱۰ھ میں رسول کریم نے حضرت خالد کو یہاں بھیجا ان کی تین روز کی تبلیغ سے قبیلہ بنو حارث جو ایک مشرک قبیلہ تھا مسلمان ہوگیا اور یہ چند روز قیام کر کے واپس چلے آئے۔ عمان بھی عرب کا ایک کاروباری اور زرخیز مقام تھا جو قبیلہ ازد کے قبضہ و تصرف میں تھا عبید و جعفر یہاں کے رئیس تھے جو حضرت ابو زید انصاری کی دعوت پر مسلمان ہو گئے اور پھر ان کی ترغیب سے یہاں کے تمام قبائل اسلام لے آئے۔

وفود عرب کا سیلاب

قبائل عرب مکہ کے فیصلہ کا انتظار کر رہے تھے فتح مکہ و خیبر کے بعد قریش و یہود کی طاقتیں پاش پاش ہو جانے کے بعد اب کسی امر کا انتظار نہ تھا سمجھ گئے کہ اب نہ سرکشی کا یارا ہے اور

[illegible] جاتے تھے کہ وہ اسلام لانے پر مجبور [illegible]

[illegible]

[illegible] سب سے [illegible] اسلام [illegible]

[illegible] آپ نے فرمایا [illegible] ساتھ تھا انہوں نے [illegible] سے مناظرہ کیا [illegible] آپ نے [illegible]

[illegible]

طائف میں روشنی اسلام

[illegible] کا نہایت مشہور قبیلہ [illegible] آیا اور آتے ہی احکام اسلام پر [illegible] کیا کہ ابتدائے کائنات کی صورت کیا تھی آپ نے فرمایا پہلے خدا تھا اور کچھ نہ تھا اور اس کا تخت پانی پر تھا؟ اس کے بعد یہ سب کے سب مسلمان ہو گئے [illegible] بن کعب نجران کا ایک نہایت معزز خاندان تھا ان کے [illegible] حاضر ہوئے آپ نے پوچھا تمہارے غلبہ کی وجہ کیا ہے کہ اکثر معرکوں میں غالب رہتے ہو بولے ہم ہمیشہ متفق ہو کر لڑتے ہیں اور کسی پر ظلم نہیں کرتے [illegible]

طائف کا وفد بھی بڑے شان و شکوہ کے ساتھ آیا اور کہا کہ ہم ان شرائط کے ساتھ مسلمان ہونے کے لئے تیار ہیں۔ زنا ہمارے لئے جائز رکھا جائے کیونکہ ہم لوگ مجرد رہتے ہیں سود خواری جائز رکھی جائے شراب نہ روکا جائے [illegible] یہاں انگور کثرت سے پیدا ہوتے ہیں اور یہ ہماری سب سے بڑی تجارت ہے مگر یہ تینوں شرائط نامنظور ہوئیں تاہم کچھ رد و قدح کے بعد یہ لوگ اسلام لے آئے اور بعد [illegible] تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا اسی کا قبیلہ طے بھی باریاب ہوا اور مشہور [illegible] حاتم طائی کا بیٹا اسلام لایا۔

حضرموت میں بھی اسلام

حضرموت کے اضلاع میں ایک شہر کندہ تھا جہاں کندہ خاندان کی حکومت قائم تھی اس خاندان کا حاکم اشعث سنہ ۱۰ھ میں اسی سواروں کے ساتھ بڑی شان و شوکت کے ساتھ [illegible] قیمتی حریر کی چادریں کاندھوں پر ڈالے ہوئے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے [illegible] اسلام لا چکے تھے آپ نے حریر پر اعتراض کیا تو انہوں نے اسی وقت [illegible] پھاڑ ڈالیں۔ [illegible] کا ایک وفد دربار نبوت میں حاضر ہوا لیکن ان کی [illegible]

[illegible]

[illegible] وقت یہ آیات نازل ہوئیں اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفره [illegible] تو نے لوگوں کو [illegible] آنکھوں سے دیکھا کہ لوگوں کی فوجیں دین اسلام میں داخل ہو رہی ہیں تو اپنے پیدا کرنے والے کی تعریف و ثنا کر کہ وہ انسانوں اور بندوں کی رجوع کو بڑے استحسان کی نظر سے دیکھتا اور ان کی توبہ قبول کرتا ہے۔

ان واقعات پر ایک سرسری طائرانہ نظر واضح کر دیگی کہ فطرت عرب وہ نہ تھی جس پر کوئی ترغیب و ترہیب اثر انداز ہو سکتی وہ بات بات پر [illegible] تلواریں [illegible] تھے یہ تو اسلامی تعلیم کی سچائی سادگی اور رسول کریم کی پاکیزہ زندگی کی کشش [illegible] سب سے بڑی بات یہ کہ تائید رب قدیر تھی کہ ایک قلیل مدت میں اسلام تمام عرب پر حاوی ہو گیا [illegible] لاجیت [illegible]

مایۂ ناز منتظم

منشائے ربانی اور نظام عالم

بندوں سے خدا نے بار بار یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنے شریف و الاصفات اور نیکوکار بندوں کو شرف خلافت سے مشرف کرے گا۔ وعد اللہ الذین آمنوا و عملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض۔ اللہ تعالیٰ نے سلطنت یا حکومت کا لفظ استعمال نہیں کیا کہ اس کے معنے پھر خود مختاری اور مطلق العنانی کے ہو جاتے ہیں۔ بندہ اور خود مختار، غلامی اور مطلق العنانی دو متضاد باتیں ہیں۔ دنیا اللہ کی ہے اللہ کو ہی اس پر حکومت و فرمانروائی کا حق حاصل ہے جو بندہ اس کا مدعی ہو وہ باغی ہے کیونکہ وہ بندہ ہو کر فرمانروائی ربانی میں مداخلت کا بیجا حق حاصل کرنا چاہتا ہے کہ دنیا میں حقیقی حکمرانی و فرمانروائی میری ہو میرا ہی قانون نافذ العمل رہے اور مجھے ہی بندے اللہ بادشاہ و سلطان اور فرمانروا سمجھیں لیکن اس کا دستور و طریق اس نے یہ مقرر کیا ہے کہ وہ دنیا کے ظاہری انتظام کے لیے اپنی طرف سے دنیا میں خلیفہ مقرر کر دیتا ہے اپنی خلافت عطا کر دیتا ہے اسی طرح جس طرح ملک معظم کی طرف سے ہندوستان میں وائسرائے مقرر ہے ہندوستان بھی ملک معظم کا ہے اور قانون بھی انہی کا ہے وائسرائے ان کے نائب کی حیثیت سے ان کے آئین و ضوابط کے مطابق فرمانروائی کرتے ہیں لیکن دنیا جانتی ہے کہ یہ وائسرائلٹی اور نیابت بھی بڑے نفع بڑے آرام اور بڑی عزت کی چیز ہے۔

ملک معظم اپنے نائب کو ہر ممکن آرام و آسائش پہنچاتے ہیں ان کے قیام طعام اور تمام دیگر ذاتی مصارف ملک معظم کے ذمے ہیں تنخواہ اس کے علاوہ ہے ان کی سفارشیں بھی سنتے ہیں اور تمام جزوی انتظام کے اختیارات ان کے سپرد کر رکھے ہیں، وائسرائے اچھا کام کرتا ہے تو پنشن کے علاوہ انگلستان میں بڑی قدر و منزلت بھی ہوتی ہے۔ یہی صورت خلافت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے کسی شریف و نیکوکار بندے کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیتا ہے اس کے لیے تمام عیش فراہم کر دیتا ہے اگر وہ اچھی طرح فرائض انجام دیتا ہے تو بڑا اجر ملتا ہے۔

خلافت و سلطنت

منصب رسالت خلافت سے افضل ترین منصب ہے اس لئے آپ کو کسی وقت بھی خلیفہ کے نام سے نہ پکارا گیا تاہم آپ کو یہ حیثیت بھی حاصل تھی یا یہ کہیے کہ آپ بندوں کو نیابت الٰہی کا اہل بنانے کے لئے مامور ہوئے اور ایک نمونہ خلافت ان کے سامنے پیش کر کے واصل بحق ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ بندوں کو اطاعت بامر اللہ اور شفقت علی الخلق کا سبق پڑھائیں اور اس قابل کریں کہ وہ نائب ربانی کی حیثیت میں قانون قرآنی کے متعلق خدمت کریں پس خلافت و سلطنت میں اتنا فرق ہے کہ اول الذکر کے گدی نشین کو تمام لوازم شاہی اور خزانے عطا ہوتے ہیں مگر وہ حکم الٰہی سے اللہ کا اطاعت گزار ہوتا ہے اور اسی کے قانون (قرآن) کے مطابق حکومت کرتا ہے اور موخر الذکر اپنا قانون بنا لیتے ہیں اور ترقی کر کے ظل اللہ سے بھی بڑھ جاتے ہیں اور بادشاہ و سلاطین [illegible] کرنے میں فرعون و شداد کے ہم رتبہ ہو جاتے ہیں پس خلافت سلطنت ہی ہے اس لئے بڑی وسیع نعمت ہے سلطنت سے بڑھ کر اور نعمت ہے ہی کیا۔

مشکل یہ ہے کہ نیکوکاروں کو بھی اقتدار کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ مخالف عناصر سے محفوظ رہ سکیں اور اللہ کی عبادت اللہ کے بندے سکون و اطمینان کے ساتھ بلا مداخلت غیرے کر سکیں۔ رسول کریم کو بھی اسی لئے سیاسی اقتدار کی ضرورت تھی آپ نے خلافت الٰہیہ کے قیام کے پرچم اسلام ہاتھ میں لیا لوگوں کو تیار کیا اور لڑ بھڑ کر باغیوں و مشرکین کا زور توڑا [illegible] شہنشاہی [illegible] کیا اس سے پیشتر ہی آپ نے [illegible] یہ تھے کہ فتح مکہ آپ کی شہنشاہی یا خلافت کا پہلا دن تھا اس کے بعد ایک طائف نے کچھ ہمت کی مگر وہ بھی اسے پہنچانے پر مجبور ہو گیا عرب کے گوشے گوشے سے لوگ آنے اور اللہ کا دین قبول کرنے لگے سارے عرب پر نواح شام سے لیکر یمن و بحرین تک آپ کی خلافت کا علم لہرانے لگا اس وسیع و عریض سلطنت کے لئے اولین ضرورت تو انتظام کی تھی اور بعد کو اس کی کہ قیصر و کسریٰ اس سلطنت الٰہیہ کو ہضم نہ کر جائیں۔

حکام و نائبین کا تقرر

رسول کریم نے قیام امن و انتظام کیلئے اس سلطنت الٰہیہ میں گورنر، والی اور حاکموں کا تقرر فرمایا اور جس صوبے اور جس ولایت کے لئے جو شخص لائق و موزوں نظر آیا اس کو وہیں تقرر کر دیا۔ زیاد بن لبید حضر موت کے، ابو موسیٰ اشعری عدن کے، معاذ بن جبل زبید کے، عمرو بن حزم جند کے، یزید بن

ابو سفیان بن حرب نجران کے، عتاب بن اسید مکہ کے، حضرت علیؓ یمن کے، عمرو بن العاص عمان کے، علا بن حضرمی بحرین کے گورنر مقرر کئے گئے۔ شہر بن باذان کو صنعا اور مہاجر بن امیہ کو کندہ کا مقرر کیا گیا یمن بہت وسیع اور بہت آباد ملک تھا اس لئے آپ نے سہولت انتظام کے لئے پوری ملکی و انتظامی قابلیت سے کام لیا۔ یمن کو پانچ حصوں میں منقسم کر کے ہر حصہ پر ایک ایک گورنر مقرر کر دیا۔ اسی طرح بعد کو نواح شام وغیرہ کا انتظام فرمایا۔

اہلیت حکام کا معیار

اہلیت اور حکام میں آپ کی نگاہ سب سے پہلے اہلیت و قابلیت پر ہوتی تھی تقرر سے پہلے نہایت احتیاط سے جانچ پڑتال کی جاتی تھی اہلیت جانچ کر تقرر عمل میں لایا جاتا تھا اور جلد جلد ان کے تبادلے بھی ہوتے رہتے تھے تاکہ انھیں وسیع انتظامی تجربہ حاصل ہو۔ تقرر سے پہلے آپ یہ بات جانچ لیتے تھے کہ امیدوار کی اہلیت و لیاقت کیا ہے پاکیزہ اخلاق تجربہ علمی خوش خلقی تقرر کی لازمی شرائط تھیں یہی وجہ تھی کہ آپ کے مقرر کردہ گورنروں اور حاکموں میں ایک بھی ایسا نہ نکلا جس نے اپنی انتظامی قابلیت کا پورا ثبوت نہ دیا ہو۔ انھوں نے رعایا پر کوئی سختی اور تشدد روا رکھا ہو آپ ہر گورنر اور والی کو روانگی کے وقت یہ ہدایات کیا کرتے تھے (۱) لوگوں کو بشارت دینا (۲) وحشت زدہ نہ کرنا (۳) دشواری پیدا نہ کرنا (۴) اختلاف نہ پیدا ہونے دینا (۵) اتفاق قائم رکھنا (۶) ہر شخص سے خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آنا۔ سختی نہ کرنا نہ لوگوں کو عذاب دینا

کیا آج بھی کوئی ان ہدایات کا تصور کرتا ہے آج تو رعایا میں اختلاف پیدا کر کے رعایا کو کمزور کیا جاتا ہے اور آج تو ہمارے علماء زمانہ کی یہ حالت ہے کہ نہ لوگوں کو پر امید ہونے دیتے ہیں نہ کرتے اس کی رحمت و کرم کا تذکار نہیں سنانے کہ اس سے محبت پیدا ہو بلکہ بات بات پر ڈرا کر دین سے وحشت پیدا کرتے ہیں اور خود بھی خوش اخلاقی سے کام نہیں لیتے ڈر سے عبادت کرنے والے کو وہ لطف کہاں جو محبت میں ہے۔

گورنروں کے فرائض عمل

رسول کریم نے یہ انتظام کیا تھا کہ جس ولایت میں جو گورنر مقرر ہو وہ اس ولایت کا انتظام بھی کرے اور مقدمات اور نزاعات کا فیصلہ بھی کیا کرے ظاہر ہے کہ ہر ذمہ داری اپنی جگہ مستقل توجہ کی طالب ہے اور اس وقت کے والیوں کو کتنا کام کرنا ہوتا ہوگا نیز یہ کہ وہ سیاسیات اور فوجداری و دیوانی امور و معاملات کے بھی ماہر ہوتے ہوں گے ساتھ ہی انھیں اس کی بھی تاکید کر دی جاتی تھی کہ وہ اشاعت اسلام میں سرگرمی کے ساتھ مصروف رہیں اور مسلمانوں کو سنن و فرائض کی تعلیم برابر دیتے رہیں رسول کریم پہلے امتحان لے لیتے تھے کہ آیا امیدوار یہ تمام فرائض بحسن و خوبی انجام بھی دے سکتا ہے یا نہیں۔

کلکٹروں کا تقرر و فرائض

زکوۃ و عشر اور جزیہ و خراج کے لئے کلکٹر (الف) کا تقرر جداگانہ ہوتا تھا اور وہ یہی وقتی ان کے تقرر میں اور بھی زیادہ احتیاط برتی جاتی تھی جن کا زہد و تقدس مسلم ہوتا تھا وہی کلکٹری پر مامور ہوتے تھے تقرر کے وقت انھیں ایک فرمان عطا ہوتا تھا اور وضاحت کر دی جاتی تھی کہ فلاں فلاں مال میں سے اتنا مال بطور زکوۃ لینا حق سے زیادہ نہ لینا اچھا اچھا اور چھانٹ چھانٹ کر نہ لینا زکوۃ میں زیادہ تر اونٹ اور بکریاں ہی وصول ہوتی تھیں انھیں معاوضہ ملتا تھا لیکن بہت کم صرف میاں بیوی نوکر اور گھر کے خرچ کے مطابق معاوضہ دیا جاتا تھا حضرت عبد اللہ بن رواحہ کو خیبر والوں نے رشوت دینی چاہی تو فرمانے لگے اللہ کے دشمنو کیا تم مجھے حرام کھلانا چاہتے ہو۔

حضرات عدی بن حاتم، عمر فاروق، عبادہ بن بشر، ابو عبیدہ بن الجراح مالک بن نویرہ وغیرہ حضرموت، نجران اور بحرین و مدینہ اور مختلف قبائل وغیرہ میں کلکٹر مقرر ہوئے اکثر تقرر سرداران قبائل ہی میں سے ہوتے جو اپنے اپنے قبائل سے وصول کر کے مدینہ بھیج دیتے تھے۔

مداخلت خلافت کی نوعیت

رسول کریم کے عہد مبارک میں مداخل کے ذرائع خراج و عشر جزیہ زکوۃ اور مال غنیمت تھے عرب میں بزمانہ جاہلیت غنیمت بڑی پاک اور خالص چیز سمجھی جاتی تھی جس میں سے سب سے پہلے سردار اپنا چوتھائی حصہ لیکر باقی مجاہدین کا حق خیال کیا جاتا تھا اور جس کے ہاتھ جتنا پڑتا تھا اس پر قبضہ جمائے رہتا تھا غزوہ بدر سے یہ مال غنیمت اللہ کی ملکیت بن گیا اور قرآن میں حکم آگیا کہ اس کا پانچواں حصہ خدا و رسول رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں کا حق ہے اس کے بعد آپ پانچواں حصہ علیحدہ کر کے باقی سب کا سب سپاہیوں کو تقسیم کر دیتے تھے سواروں کو دو حصے اور پیادوں کو ایک حصہ ملتا تھا پانچواں حصہ بیت المال میں جاتا تھا آپ کے مصرف میں تو بہت ہی کم آتا تھا سب مسکین رشتہ داروں اور یتیموں کو تقسیم کر دیا جاتا تھا جزیہ غیر مسلم رعایا سے اس کی حفاظت و ذمہ داری کے معاوضہ کے طور پر لیا جاتا تھا کیونکہ ان سے فوجی خدمات بھی نہ لی جاتی تھیں عورتوں بچوں اور مذہبی خادموں سے ایک حبہ نہ لیا جاتا تھا شرح فی کس ایک دینار تھی اور شرح سے (۱۰۰) دینار ایلہ سے (۳۰۰) اور بحرین سے بہت بہت زیادہ رقم سالانہ وصول ہوتی تھی۔

وادی القریٰ، تیما، فدک اور خیبر وغیرہ سے خراج وصول ہوتا ہے جو غیر مسلم مزارعین سے حق مالکانہ کے طور پر پیداوار زمین سے لیا جاتا تھا کوئی تعین نہ تھا باہمی مصالحت سے جو قرار پا جاتا تھا وہی وصول ہوتا رہتا تھا خیبر والوں سے نصف پیداوار پر فیصلہ ہوا تھا رفع اشتباہ کے لئے تخمینہ سے ثلث عموماً کم کر دیا جاتا تھا جزیہ و خراج کی تمام رقوم

مصارف جنگی اور سپاہیوں کی تنخواہ کے لئے وقف تھی فوج کوئی جداگانہ تھی تمام صحابہ فوج ہی کے سپاہی تھے رجسٹر میں ان کے نام مرتب تھے وصول ہوتے ہی سب کو تقسیم کر دیا جاتا تھا عیالدار کو دو حصے اور مجرد کو ایک حصہ ملتا تھا۔ زکوٰۃ کی یہ صورت تھی سونے چاندی کا چالیسواں حصہ سیلاب زمین کی پیداوار کا بیسواں حصہ بارانی زمینوں کی پیداوار کا دسواں حصہ لیا جاتا تھا اسی طرح اونٹوں اور بکریوں کی تعداد بھی مقرر تھی نصاب تجارت دو سو درہم چاندی بیس مثقال سونے اور پانچ اونٹ سے کم پر کوئی زکوٰۃ نہ تھی اور جو مال اس سے وصول ہوتی تھی وہ ہیں کے مساکین مستحقین پر تقسیم کر دی جاتی تھی فقراء، مساکین، قرضین، مسافرین آزاد کرائے جانے والے نومسلم غلام وغیرہ اس کے مستحق تھے کلکٹروں کی تنخواہیں بھی اسی میں سے ادا ہوتی تھیں۔

ملک کی آبادی و زرخیزی کا انتظام

عرب تو ریگستانی اور پہاڑی ملک ہے لیکن سرسبز قطعات تھے۔ نواحِ شام، یمن، بحرین، عمان، نجران، حضرموت الحسا اور مسقط ساحلی صوبے تھے اور بہت زرخیز ان پر ایرانیوں اور رومیوں کا تسلط تھا حجاز میں مدینہ اور طائف بہت شاداب و سرسبز تھے عام عربوں کا گزارا لوٹ مار اور تجارت پر تھا خلافت الٰہیہ کے لئے ایرانی، رومی، یہودی اور عیسائی وغیرہ زمینیں خالی کر گئے باغات چھوڑ گئے اس کے علاوہ اور بھی افتادہ زمینیں پڑی تھیں جن کی زراعت کی طرف کسی کو توجہ نہ تھی آپ نے ایک ہوشمند اور ترقی پسند فرمانروا کی طرح اولین فرصت میں انھیں آباد کرنے اور مفید بنانے کا انتظام جاگیریں تقسیم کیں افتادہ زمینوں کو آباد کیا اور بنجروں کو قابل کاشت بنانے کی مستعدانہ سعی کی حضرت عمرؓ کو خیبر میں حضرت زبیرؓ کو مدینہ میں حضرت بلال بن حارث اور حضرت وائل کو حضرموت میں بڑی جاگیریں ملیں بنو قریظہ کے کھیت اور نخلستان انصار میں تقسیم ہوئے خیبر کی تھوڑی سی زمین اپنے لئے محفوظ کر کے اسے بھی تقسیم کر دیا چونکہ افتادہ زمینیں آباد کرنا مقصود تھا اس لئے تحریص و ترغیب کے لئے وسیع قطعات تقسیم کرنے شروع کر دیئے امن قائم ہو چکا تھا رسول کریمؐ عطا کرنے والے تھے وسیع جاگیریں تقسیم ہو رہی تھیں لوگ دور دراز سے آنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک قلیل و مختصر مدت میں عرب کے بنجر شاداب زراعت ترقی پر اور افتادہ زمینیں آباد ہو گئیں دوسری طرف آپ تجارت و کاروبار کی ترقی پر بھی خاص زور دیا، مہاجرین کی اکثریت نے کاروبار شروع ہی کر دیا تھا آپ کی تعلیم و ہدایت کا یہ اثر ہوا کہ مدینہ میں بڑے بڑے کارخانے کھل گئے اور حوصلہ مند اور اولوالعزم صحابہ جس طرف گئے وہاں کی تجارت کو بطور دھکیل ہاتھ میں لے لیا امن قائم ہو چکا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ نواحِ شام سے لیکر یمن اور بحرین تک اسلامیوں کے تجارتی قافلے سفر کرنے لگے اور صحابہ کی تجارت ایران روم اور حبش تک پھیل گئی۔

پولیس و عدالت

ہر چند اور ہر کام میں سادگی تھی ہنوز مدنیت نے عرب پر سایہ نہ ڈالا تھا صرف ابتدائی خاکہ تیار ہو رہا تھا اس لئے کمل منظم صورت تو نہ عرب پر صدیوں سے کسی صیغے کو حاصل ہوئی تھی اور نہ اب حاصل ہو سکتی تھی پولیس کی تشکیل کسی محکمہ اور صیغہ کی صورت میں تو عمل میں نہ آئی تھی مگر ایک نمونہ سامنے رکھ دیا گیا تھا۔ حضرت قیس بن سعد کوتوال شہر کے فرائض مدینہ میں انجام دینے پر مامور کر دیئے گئے تھے۔ حضرت زبیرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عاصمؓ، حضرت مقدادؓ حضرت ضحاک چھوٹے نزاعات و جرائم کا فیصلہ بھی کرتے تھے اور قومی مجرموں کی گردنیں مارنے کا کام بھی انہی کے سپرد تھا۔ بڑے بڑے اور پیچیدہ مقدمات رسول کریمؐ آپ ہی سنا کرتے تھے، درحقیقت شہر عدالت اور جج تھے لکھا ہے کہ مدینہ اور مضافاتِ مدینہ کا تمام کام آپ ہی کے سپرد تھا اہل معاملہ آپ آ کر بیان دے دیتے اور آپ اسی وقت باہر کر شہادتیں لیکر فیصلہ صادر فرما دیتے عورتوں کے تنازعات کا فیصلہ زنانخانے ہی میں کرتے آپ نے اپنی حیات میں جتنے مقدمات فیصل کئے ان کا اکثر حصہ اس وقت تک محفوظ ہے فیصلہ اتنا زبردست اور عاقلانہ ہوتا تھا کہ فریقین مطمئن ہو جاتے تھے تمام بڑے مراکز عرب میں آپ نے جج و قاضی مقرر کر دیئے تھے حضرت علیؓ اور حضرت معاذ بن جبل یمن کے جج بنا کر بھیجے گئے تھے اس طرح عدالت کا صیغہ گو نہ منظم صورت اختیار کر چکا تھا۔

صیغۂ احتساب

گو آج بھی جا بجا انسپکٹر اور نگران کار مقرر ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ صیغۂ احتساب اسلام ہی کی ایجاد ہے دورِ اسلام میں اسے نہایت زبردست اہمیت حاصل رہی ہے اور فی الواقع یہ نہایت اہم و مفید محکمہ تھا جس سے بڑے بڑے امراء تک گھبراتے تھے عہد نبوت میں اس نے مستقل صورت اختیار نہ کی تھی لیکن تھا یہ بڑے زور شور کے ساتھ قائم! خود رسول کریمؐ اس فرض کو انجام دیتے تھے نہ صرف معاملات بیع و شری، معاملات معاشرت، اشیاء کی نگرانی آپ کرتے تھے بلکہ جزئیات اخلاق پر بھی آپ کی نظر رہتی تھی اخلاق عام تھا لیکن احتساب میں بالعموم سختی کے ساتھ کام لیا جاتا تھا بازار میں جا کر ایک ایک چیز کی دیکھ بھال کرتے ایک جگہ غلہ کے انبار میں ہاتھ ڈالا تو نمی محسوس ہوئی دوکاندار بولا بارش سے بھیگ گیا تھا فرمایا تو اسے نمایاں طور پر کیوں نہ رکھا فریب کار انسان ہم میں سے نہیں ہے عمال و حکام سے بھی سخت احتساب کرتے تھے۔ ابن التبیہ زکوٰۃ وصول کر کے لوٹے تو خود ایک ایک چیز کا جائزہ لینا شروع کر دیا ایک چیز کے متعلق عرض کیا یہ مجھے ہدیۃً ملی ہے فوراً گرفت کی فرمایا گھر بیٹھے تمہیں یہ کیوں نہ ملگیا

...بت کے ... ساتھ آپ عمل بھی دیکھتے تھے۔

غلہ کے سٹے کرنے سے روکا۔ باز نہ آنے والوں پر آپ نے عوام کو سزا دی کسی کو غلام و بیوی پر سختی کرنے اور والدین کا کہنا نہ ماننے ... جماعت کو سد راہ کرتے، آمیزش شدہ اشیاء بیچتے، لڑاتے جھگڑتے، غیبت کرتے، غرض جوا، شراب وغیرہ شرو... حرکات کرتے دیکھا ... تو روکتے اور بہت سی ... کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ احتساب مسلمانوں کے لئے ہر زمانہ میں ایک نعمت غیر مترقبہ رہا ہے جب سے احتساب اٹھا مسلمانوں کی مذہبی تمدنی اخلاقی معاشرتی صورت ہی مسخ ہو کر رہ گئی آج ہر شخص آزاد ہے جو چاہے کوئی کرے کوئی ٹوکنے والا نہیں اس زمانہ میں احتساب سے اولی معصیت بھی بڑی بدنامی کی چیز تھی محتسب تو جہاں کے ... رہتے تھے عام لوگ بھی جینے نہ دیتے تھے یہی وجہ تھی کہ پہلے ... قائم تھے کسی سے جماعت قضا ہو جاتی تھی تو اس کی تعزیت کی جاتی تھی نماز چھوڑ دیتا تو قید دوام یا قتل کی سزا کا مستحق قرار پاتا امراء بھی لغزش سے ڈرتے رہتے تھے۔

تعلیم و فرامین تعلیم کی طرف آپ نے ابتداء ہی سے توجہ مرکوز کردی تھی جابجا داعیان اسلام اور معلمین کا تقرر عمل میں لایا گیا تھا کہ وہ نہ صرف قرآن و مسائل قربانی روزہ و نماز کی تعلیم دیں بلکہ لکھنا پڑھنا بھی سکھائیں وہ تو الحمد کہ یہ طریق ہی ایسا اختیار کیا ہے کہ کوئی سچا مسلمان لاعلم رہ ہی نہیں سکتا نماز تلواروں کے سایہ میں بھی نہیں چھوڑی جا سکتی چھوٹے لوجان سے ... ہوئے نماز و روزہ حج زکوٰۃ کے صدہا مسائل سیکھنے ضروری قرآن کی تلاوت ضروری ابتدائی تعلیم سے مفر نہیں اسیران بدر ہی کو حکم دیا تھا کہ ایک ایک دس دس مسلمانوں کو لکھنا سکھا کر آزاد ہو جائے۔ مدینہ کے گھر گھر تعلیم پھیل گئی قبائل کے قبائل روشناس علم ہو گئے صفہ یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم دی جاتی تھی قرآنی حقائق و معارف اور تفسیر و حدیث کی تعلیم آپ خود دیتے تھے تحریر و انشا سکھانے کا کام دوسرے پروفیسروں کے سپرد تھا حضرت زید بن ثابت رضی کو آپ نے عبرانی سیکھنے کا بھی حکم دیا تھا۔

عمال و حکام کے نام فرامین صادر کرنا معاہدات لکھنا خراج کا رجسٹر مرتب کرنا سلاطین عالم کو تبلیغی نامے بھیجنا احادیث و قرآنی اخبار کی ترقیم بہت اہم کام تھا پہلے حضرت زید اور پھر حضرت معاویہ توقیعات اور فرامین وغیرہ کی تسوید و ترقیم پر مامور تھے رسول کریم انھیں لکھاتے مہر لگاتے اور لفافوں میں بند کراتے۔

غیر مسلم اقوام سے معاہدات

عرب مطیع تو ہو گیا تھا ہر طرف اسلام کا ڈنکا بج گیا تھا پھر بھی مجوسیوں یہودیوں اور عیسائیوں کی ایسی بستیاں رہ گئی تھیں جنہوں نے اسلام تو قبول نہ کیا تھا مگر سیادت اسلام منظور کرکے جزیہ دینے لگے تھے ان سے معاہدات کر لئے گئے نصاریٰ نجران سے یہ معاہدہ ہوا کہ وہ سالانہ دو ہزار کپڑے دو قسطوں میں بطور خراج دیا کریں گے اور شورش یمن کے موقعہ پر تیس تیس گھوڑے اونٹ زرہیں اور ہر قسم کے ہتھیار عاریتاً دیا کریں گے جب تک وہ بغاوت نہ کریں گے ان کے گرجے محفوظ رہیں گے حدود شام کے یہودی اور عیسائی آبادیوں سے جزیہ کے علاوہ یہ بھی طے ہوا کہ اسلامی لشکر ادھر سے گذرے تو اسے رسد بہم پہنچائی جائے یمن کے یہود پر جزیہ عاید ہوا اس شرط سے کہ اگر وہ نقد ادا نہ کرسکیں تو اسی قیمت کا کپڑا دیدیا کریں بحرین کے مجوسیوں سے بھی یہی معاہدہ ہوا تھا خیبر فدک اور وادی القریٰ کے یہود سے نصف پیداوار فیصلہ ہوا غرض رسول کریم نے ایک قلیل و تنگ مدت میں عرب کی کایا پلٹ کر رکھدی اور جس ملک میں صدیوں سے کبھی نظم و امن قائم نہ ہوا تھا اسے وہ بنایا کہ کچھ ہی عرصہ بعد وہ چمن کدۂ عالم بن گیا

بتلاؤ کیا دنیا میں کسی ایسے فرمانروا و منتظم کا نام بتا سکتے ہو جس نے اس قدر قلیل و تنگ مدت میں ایسا لاثانی اور بے نظیر انتظام اور کام کیا ہو۔

کثیر المشاغل حکمران

کثیر الآلام صبح اور کثیر المصائب شام رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حیات طیبہ کے یوں تو تمام پہلو نہایت روشن نہایت درخشاں اور نہایت تابناک ہیں لیکن ایک پہلو ایسا ہے جس پر دنیا کی نظر بہت کم گئی ہے اور جو اپنی نوعیت و معانی میں لاثانی اور فقید المثال ہے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ آپ ایک جلیل القدر پیغمبر تھے اور یہ امر بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ آپ نے ایک وسیع خطۂ ارض کو اپنی جدوجہد و سرفروشانہ مساعی سے فرش خاک سے اٹھا کر عرش عزت پر پہنچا دیا لیکن یہ بھی کسی نے غور کیا کہ آپ کو اس کارنامہ جلیل کی انجام دہی میں کتنے خون کے سمندر عبور کرنے پڑے کتنے مشکلات کے پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا کر رکھ دیا کتنی مضبوط اور دیو ہیکل چٹانوں کو پاش پاش کیا کتنے مصائب اور حوصلہ سوز نوائب سے آپ کو واسطہ پڑا کتنی برق وش تلواروں کو آپ نے اپنے سینہ پر روکا کتنے ہمت شکن دکھ اٹھائے کتنی راتیں ایسی گذریں جن میں آپ مسلسل کرب و اضطراب کی کروٹیں بدلتے رہے کتنے دن ایسے تھے جو آپ کو جھلسا دینے والی دھوپ میں برابر اور مسلسل کام کرتے گزرے کتنی صبحیں ایسی گذر گئیں جو آپ کیلئے صبح عید نہیں صبح قیامت سے کم نہ تھیں اور کتنی شام ایسی آئیں جو نامرادی کی ہزار ہا شکستہ کاریوں کو اپنے دامن میں لیے ہوئے تھیں کچھ خبر ہے کہ ان طیب و طاہر تلووں میں جن کے دھو دن کی ایک ایک چھینٹ صد گونہ برکات کی حامل تھی کتنے سوئیں کتنے ہزار کانٹے پیوست ہوتے اور ہوتے رہے، ان پائے مبارک میں جن کے چومنے کی آرزو میں روز و شب ملائکہ مقربین کے پرے کے پرے اترتے رہتے تھے کتنے زخم سوزاں پڑتے اور پھوٹتے رہے زندگی کی کتنی بہاریں آپ کے لئے خزاں بنیں اور حیات دوروزہ کے کتنے عیش اور کتنی آسائشیں آپ کیلئے قربان ہوئیں۔

کثیر الافکار کی کثیر کاری جانے دیجئے مکہ کی عافیت سوز اور صبر آزما زندگی کے دلدوز آلام و حوادث کے اندوہناک ذکر کو اس سے بھی بحث نہ کیجئے کہ مدینہ پہنچ کر ہجرت و حیات کی جو لرزہ خیز جنگیں لڑنی پڑیں وہ آپ کے قلب و روح کے لئے فکر والم کے کتنے زہریلے سوہان تھے خیبر و مکہ و طائف کی فتح و فیروزمندی کے بعد کے عہد ہی کو لے لیجئے جبکہ سارے عرب پر اسلام کا پرچم اقبال لہرا رہا تھا جبکہ بڑے بڑے شاہ روءاء الف رفع منہ صولت اور جباران قریش و یہود کے سر پیرہائے عز و تمکنت وندر ہے ہو گئے تھے آپ کی شہنشہی و فرمانفرمائی مسلم ہوئی تھی اور کسی کو یہاں تک چراکی ہی ہمت نہ رہی تھی کیا بیچارگی بکس بیدلی کے اس جنگل سے نکل کر عزت و اقبال کے اس گلشن میں آپ کے نیچے کوئی پھولوں کی سیج تھی دیبا و تنا نہ کا فرش تھا حریر و کمخواب کے پردے تھے عالیشان آراستہ محل تھے عیش تھا راحت و آسائش کی زندگی تھی سکون تھا چین تھا فرصت تھی نہیں اور ہرگز نہیں کچھ نہ تھا ایک سرکھا اور تہ اوسر دا ایک انار تھا اور صرف اللہ اللہ کیا شان تھی ہمارے آقا کی۔

کثیر الاوصاف کے کثیر مشاغل ایک وسیع اور بے آب و گیاہ ملک تھا اور آپ تھے اسے آباد رکھنا اور متمدن بنانا سیر حاصل صورت میں منتقل کرنا ارض عالم کا ایک باقاعدہ نظم کر اپنا انتظام کرنا متحد بنانا سب کچھ آپ کے ذمہ تھا خس و خاشاک کفر و شرک و بدذائل و ذمائم کے جھاڑ و جھنکار سے صاف کیا زمین کو ہموار بنایا تو اس میں گل و ریاحین کی تخم ریزی اور اسے چمن کدہ ارض بنانا بھی آپ ہی کا کام تھا کہنے کو تو یہ معمولی بات ہے مگر تعمیر ملت کا کام جتنا مشکل ہے اسے جاننے ہی والے جانتے ہیں بگڑتی تو ہر چیز آن کی آن میں جاتی ہے مگر بنتی کھنٹوں نہیں دنوں نہیں سالوں نہیں اکثر قرنوں کا کام ہوتا ہے پھر یہاں کام کرنے والے اور سوچنے اور ہدایت دینے والا ایک ہی دماغ تھا ایک ہی بزرگ و جلیل ہستی تھی۔ غور کیجئے وہی سپہ سالار بھی ہے جو فوجوں کو لڑاتی، لڑنا سکھاتی فوجی تعلیم دیتی اور میدان جنگ میں اتارتی ہے وہی منج ہے جو دیوانی و فوجداری و مال کے مقدمات اور استغاثوں کو سنتا شہادتیں لیتا اور فیصلہ کرتا ہے وہی فرمانروا ہے فرمان جاری کرتا ہے گورنروں کمشنروں کلکٹروں و قاضیوں وغیرہم کے عزل و نصب کا کفیل ہے ملک کے انتظام کی ضامن ہے قیام امن کا ذمہ دار ہے وہی وزیر مال ہے جو زکوٰۃ و عشر و خراج و جزیہ وصول کراتا ہے محصلین کا تقرر کرتا ہے پھر ان کی کارگزاری دیکھتا ہے محاسبہ کرتا ہے، وہی محتسب ہے جو بازاروں میں دکانوں پر، تجارتی کوٹھیوں میں، دفاتر میں باغوں میں اور محلوں میں گشت لگاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کوئی بد دیانتی تو نہیں ہو رہی ہے کارکن کام تو ٹھیک کر رہے ہیں زیردستوں پر سختی تو نہیں ہو رہی کوئی نماز و عبادت

... سستی نہیں کرتا ... رات پر پورا عمل ہی ہوتا ہے۔
وہی نبی ... ہے ... زمانہ میں ... حقائق و معارف قرآنی اور تفسیر و معانی کی تعلیم ... طلبہ ... ہوتی ہے وہی بورڈنگ کا سپرنٹنڈنٹ ... طلبہ کا مربی ... وہی مقنن ہے جو سلطنت کے لئے قانون بناتا ہے اور اس پر عملدرآمد کو دیکھتا ہے وہی مفتی ہے جو فتوے دیتا ہے وہی واعظ و خطیب ہے جو پر زور تقریریں کرتا ہے وہی مرشد و پیر ہے ... متعدد ... روحانی تربیت کرتا ہے وہی امام ہے جو نماز پڑھاتا ہے وہی ... اقوام غیر سے معاہدے کرتا ہے۔ وہی مبلغ ہے جو دعوت اسلام میں مصروف ہے تمام دنیا کو زیر سایہ اسلام لانے کا آرزومند ہے شاہان سلاطین کو نامہ ہائے تبلیغ ارسال کرتا ہے وہی غنیمت و خراج تقسیم کرتا ہے ... مخالف باشندوں ... وہی فوجیں مرتب کر کے بھیجتا ہے وہی ... انتظام کرتا ہے وہی وفود کو ٹھہراتا ہے ... سے گفتگو کرتا ہے غرض سب کچھ وہی ہے

کثیر کام اور کثیر عبادت ... اس پر طرہ یہ کہ معاشرتی مصروفیا ... بھی ہیں۔ گھر میں ایک دو نہیں، نو بیویاں ہیں بچے ہیں، رشتہ دار ہیں، دوست ہیں، دشمن ہیں پڑوسی ہیں سینکڑوں غرباء و مساکین کی فکر ہے۔ اور سنئے پھر رات رات بھر نماز میں کھڑا رہنا خشوع و خضوع سے نماز پڑھنا بیمار کی عیادت، جنازوں کے ساتھ جانا ساٹھ سالہ کی عمر گھر کا اپنا، شہر کا، امت کا، ملک کا فکر اس پر مستزاد یہ کہ روزہ پر روزہ فاقہ پر فاقہ کھانے کو روکھی سوکھی، اور وہ بھی شکم سیر ہو کر نہیں بقول حضرت عائشہؓ لوگوں نے آپ کو چور چور کر دیا تھا اور عام روایات کے مطابق آپ کے دل و دماغ پر اس کا اتنا سخت برا اثر پڑا کہ نظام جسمانی چور چور ہو کر رہ گیا اور رہ جانا چاہیے تھا۔

لوگ نپولین کا ذکر کرتے ہیں کہ چار کلرک کام کرتے کرتے تھک جاتے تھے مگر وہ نہ تھکتا تھا۔ کوئی لیبارک اور واشنگٹن کے کثرت انہماک کار کا ذکر کرتا ہے۔ کرے مگر کوئی قوم اور کوئی شخص ہمیں یہ بتادے اور کوئی ایسی مثال پیش کرے جس نے روکھی سوکھی کھا کر نہ صرف یہ کہ اتنی جلیل خدمات انجام دی ہوں بلکہ بیک وقت اتنے کام اتنے مشاغل اس کے سپرد رہے ہوں۔

بہترین صفائی پسند

پیشوایانِ مذاہب اور معیارِ صفائی

اسلام سے پیشتر دنیا میں جسمانی صفائی اور اصولِ حفظانِ صحت کی طرف کسی مذہب اور کسی قوم کی توجہ مبذول ہوتی تھی اُس زمانہ میں تارک جہاد اور سنیاسی بہت بڑے خدا رسیدہ اور مقدس بزرگ سمجھے جاتے تھے اور اب جہاں کہیں بھی عیسائیوں کے راہب ہندوؤں کے سنیاسی یوگی کے جیدہ جوگی بھوگی اور جینیوں کے سادھو باکمال اور عابدانہ صورت میں ملتے اور پائے جاتے ہیں کہ انھیں اپنی روحانی صفائی کی طرف تو خیال ہے مگر جسمانی صفائی پر کوئی توجہ نہیں کی جاتی ان سب کی یہ حالت تھی نہ آج بھی دیکھی جاتی ہے کہ گندے کپڑے میلا بدن، متعفن جسم سے بدبو پیدا منہ میں سڑاہند، بغلوں میں گندگی چہرہ بھیانک اور خوفناک، آشفتہ، پیشاب و پاخانہ کی پوری صفائی سے بے پرواہ بیٹھے مصروفِ عبادت ہیں اور بہت بزرگ ہیں راہب تو غسل اور کلی کے نام سے بیزار تھے سنیاسی سادھوؤں کی ہیئت ملاحظہ فرمائیے پیشاب کے قطرات کی تو پرواہ ہی نہیں، پاخانہ جنگل میں پھاڑ ہیں پتوں سے پونچھ لیا بہت کیا تو دو چلو پانی چھڑک لیا غسل کا کوئی خاص اہتمام نہیں بال بڑھے الجھے ہوئے بڑی بڑی جٹا میں بدن پر بھبھوت ملا ہوا ننگ دھڑنگ دھیان گیان میں مصروف ہیں یہی جوگیوں کی حالت ہے اور بڑے مقدس ہیں بڑے باکمال ہیں بڑے خدا رسیدہ ہیں۔

دیگر اقوام کا معیارِ صفائی

جن اقوام کے پیشوایانِ مذہب کی صفائی اور عبادت کی یہ حالت ہو کہ جسمانی توجہ کی پرواہ ہی نہ ہو ان کے پیروؤں کی حالت کے متعلق کچھ کہنا اور کوئی تصریح کرنا عبث ہے ہندوؤں سکھوں بدھوں اور عیسائیوں میں عبادت پوجا اور پرستش کے لئے صفائی کے کسی مخصوص طریقہ کی چنداں ضرورت و احتیاج نہیں قطرات پیشاب کی آلودگی کا تو یہ اقوام ہمیشہ سے خیال ہی نہیں کرتی ہیں رہا پاخانہ جنگل میں یا اب گھر میں پھر ایک چلو پانی سے صاف کیا اٹھ کھڑے ہوئے ایک لٹیا اور ایک گلاس پانی اس مقصود کے لئے بہت کافی ہے البتہ ہاتھ خوب صاف کر لیتے ہیں پہلے تو برہنہ پا ہی رہتے تھے۔

جدید تمدن اور میسوں صاحب کی تہذیب نے زمین پر رفع حاجت کرنا ہی معیوب کر دیا۔ رفع حاجت کی کاغذ سے پونچھا اور پانی کے بھرے ٹب میں جا بیٹھے، اب اسی پانی سے کلیاں شروع کر دیں ناک میں بھی انگلی پھیری آلائش مل گئی صفائی ہو گیا اور نکل آیا۔

پیشاب کے بقیہ قطرات کی صفائی کی طرف وہ بہت ہی کم توجہ نہیں یہ ہے دیگر مذاہب و اقوام اور تمدنوں کی جسمانی صفائی کا معیار۔

اسلام کا معیارِ صفائی

اسلام میں مسلمانوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ پیشاب پاخانہ کے بعد ڈھیلے یا مٹی کے لوٹے پھر پانی سے ضرور صاف کریں ہر مرتبہ پیشاب کے بعد استنجا کریں اپنے جسم و لباس پر قطرات پیشاب بلکہ کیچڑ اور سڑک کے معمولی پانی شراب کی ذرا سی چھینٹ نہ پڑنے دیں اسی اساس و بنیاد کی صفائی کے بعد ہر مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ موئے زیر بغل و ناف کو بھی صاف کرتے رہیں، ناخن ترشوائیں احتلام و جماع و حیض و نفاس کے بعد غسل فرض اور ہر جمعہ کو غسل سنت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو سب سے پہلے یہی حکم دیا تھا کہ والرجز فاھجر یعنی سب گندگیوں اور ناپاکیوں کو چھوڑ دو پھر حکم ہوا ان اللہ یحب المتطھرین اللہ تعالیٰ پاکیزگی اختیار کرنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اس تعلیم نے ایک تغیر عظیم پیدا کر دیا اور عرب جو خود انتہائی غلاظتوں اور گندگیوں کے پیکر تھے طہارت و پاکیزگی کا ایک زندہ پیکر بن گئے۔

رسول کریم کا معیارِ صفائی

بہت بلند تھا آپ رفع حاجت کے بعد آلائش کو پہلے مٹی سے صاف کرتے تھے اور پھر پانی سے۔ پانچوں وقت بالالتزام وضو کرتے روزانہ غسل فرماتے اور غسل کے بعد یہ عادت تھی کہ بالوں میں کنگھا کرکے تیل اور خوشبو ضرور لگاتے۔ بالوں اور ریش مبارک میں روزانہ کنگھا کیا کرتے مسواک سے دن میں کئی بار دندان مبارک صاف کرتے صاف اور شفاف لباس پہنتے برتن بھی صاف رکھتے گھر میں کسی گوشہ میں بھی کچرا نظر آ جاتا تو بہت خفا ہوتے عربوں کی عادت تھی بہت گندہ تھیں مسجد پر تھوک دیتے ہی تھے ابتدا میں مسجد نبوی کے اندر بھی تھوک دیتے آپ جب کہیں تھوک وغیرہ نظر پڑتا تو آپ اسے خود کھرچتے اکثر مسجد میں عود و لوبان کی انگیٹھیاں سلگواتے آپ کے حجرے میں بھی لوبان سلگتا کپڑوں پر خوشبو میں بسا لیتے کہ اس سے بہت شغف تھا غرض کہ آپ کا معیارِ صفائی بہت بلند تھا اتنا کہ دنیا اب تک اس معیار پر نہ پہنچ سکی ہے

اغذیہ و اشربہ کی صفائی

آپ نے حفظان صحت کے ہر پہلو پر مسلمانوں کو ہدایات دیں اور میلے پن اور ہر قسم کی نجاست و گندگی سے بچایا آپ نے دنیا میں سب سے پہلے غذاؤں کے متعلق یہ اصول پیش کیا کہ غذائیں بھی انسان کی روح، قلب اور اخلاق و اعمال پر اثر کرتی ہیں اور ان کی اچھائی برائی برابر اچھا برا اثر کرتی ہے پاکیزہ اشیاء و اغذیہ کے استعمال سے انسان کی روح و قلب پر پاکیزہ اور بہتر اثر پڑتا ہے اور سڑی ہوئی ناپاک اور مشکوک، حرام کھانے سے برے نتائج مترتب ہوتے ہیں۔

طبی طریق پر یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ سمی اور مضر اجزاء زیادہ تر خون ہی میں سرایت کرتے ہیں اسی لئے ذبح سے خون نکال دینے کا حکم دیا گیا خون اور مردار میں سمیت کا اندیشہ ہے اور سور میلا بھی کھاتا ہے اور اس کی طبیعت بھی بد ہے اس لئے اس سے مسلمانوں کو روکا گیا درندوں اور پنجہ سے پکڑ کر چونچ سے کھانے والے پرندوں کا گوشت بھی اسی وجہ سے حرام کیا گیا ہے کہ استعمال سے ظالمانہ اور فریب کارانہ عادات کے نشوونما کا قوی امکان ہے حکم ہے کہ پاک چیزیں پاک برتنوں میں استعمال کرو اب دیکھئے ہنود میں کتنی پاکی اور غذا کے متعلق کتنی احتیاط کی جاتی ہے، حلوائیوں کے ہاں کتے اور بلی ان کے سامنے کر مٹھائیاں چاٹتے رہتے ہیں گھروں میں یونہی برتن ان کے سامنے سے اٹھا کر یا جھوٹے جاتے ہیں بیتوں اور کنکریوں پیشاب کے قطروں کی آلودہ دھوتی سے صاف کر کے ان میں چیز دی جاتی ہے سناتنوں میں اب بھی صد ہزار افراد ایسے موجود ہیں جن کے نزدیک گائے کا پیشاب پاک ہے۔

متمدن مغربی ہوٹلوں میں پنیر کے اندر پڑے ہوئے کیڑے کیا پھینکے جاتے ہیں نہیں اس پنیر اور سڑی ہوئی مچھلی کو سب شوق سے کھاتے ہیں ہم نے برما میں بڑے بڑے تعلیم یافتہ لوگوں کو سڑی ہوئی بدبودار مچھلی کا اچار شوق کے ساتھ کھاتے دیکھا ہے الغرض اسلام کے سوا کھانے میں احتیاط کہیں نہیں ہوتی۔

آداب و اطوار کی صفائی

کھانے کا طریقہ اور آداب طعام بھی رسول کریمؐ نے ساتھ ہی بتا دیئے سب گھر والے ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھائیں کہ برکت ہوتی ہے یعنی یہ کہ بے تکلفی اور محبت بڑھتی ہے اپنے آگے سے کھاؤ دودھ پیکر کلی ضرور کرو کہ منہ میں چکنائی لگی رہ جانے سے بدبو پیدا نہ ہونے پائے حیوانوں کی طرح شکم سیر ہو کر نہ کھاؤ ہر سال ایک مہینے کے روزے ضرور رکھو جتنی پاک اور لذیذ غذائیں ہیں کھاؤ مگر زیادہ نہ کھاؤ پانی کا برتن ڈھک کر رکھو داہنے ہاتھ سے کھانے کے حکم میں حکمت یہ ہے کہ وہ غلاظت سے صاف

پاک رہتا ہے سوتے سے اٹھ کر ہاتھ دھوئے بغیر کسی خوردنی و نوشیدنی چیز کو ہاتھ نہ لگاؤ نشہ کی کوئی چیز استعمال نہ کرو پانی کے متعلق حکم دیا کہ اگر اس کا مزہ رنگ اور بو بدل جائے تو اسے ہرگز استعمال میں نہ لاؤ بچے کو دو سال سے زیادہ دودھ نہ پلاؤ۔

لباس کی صفائی

رسول کریم نے کوئی پہلو تشنہ تعلیم نہیں چھوڑا ملبوسات کے معاملے میں بھی پوری رہنمائی کی ہے فرمایا غلیظ اور میلا لباس نہ پہنو پسینہ کی بو آجائے تو کپڑے بدل دو۔ ایک دفعہ گرمی تھی، لوگوں نے مسجد میں نماز پڑھی پسینہ کی بو پھیل گئی آپ نے کراہت سے فرمایا کہ ان لوگوں سے اتنا نہیں ہوتا کہ اپنے کپڑے دھویا کریں حکم دیا کہ جمعہ اور عیدین کو ضرور ہی نیا جوڑا تبدیل کیا جائے اور اس میں خوشبو بھی لگائی جائے تاکہ ہجوم کی زیادتی سے بدبو نہ پھیلے کپڑے نہ صرف صاف ہوں بلکہ کیچڑ اور خون کے دھبوں سے بھی پاک ہوں ایک دفعہ ایک شخص میلے کپڑے پہنے ہوئے چلا آیا پوچھا کیا میسر نہیں بولا اللہ تعالے کا فضل ہے فرمایا پھر کیوں حسب حیثیت لباس نہیں پہنتا تاکہ اللہ کے فضل کا اظہار ہو یعنی لباس حسب حیثیت استعمال کیا جائے لباس صاف و شفاف ہو اور حسب حیثیت اس میں کچھ زینت بھی ہو کہاں وہ دھوتیاں اور پتلونیں جو ہر بار پیشاب کے ایک دو قطرے اپنے اندر لازماً جذب کرتی رہتی ہیں اور کہاں مسلم پاجامہ جس پر پیشاب تو پیشاب راستے کے پانی کی چھینٹ بھی پڑ جائے تو اسے تین بار دھو کر اور پاک کر کے پہننے کا حکم ہے اس لئے کہ صاف اور خوشبودار لباس سے بھی روح اور خیالات پر اثر پڑتا ہے میلے لباس میں اچھے خیالات بہت کم پرورش پاتے ہیں ہر شخص اپنی ذات پر اس کا تجربہ کر سکتا ہے غرض یہ ہے کہ اجلے اور معطر کپڑے ہوں۔

جسم کی صفائی

کوئی عمل کرے یا نہ کرے مگر سمجھتے سب ہیں اور آئے دن ان کا مشاہدہ ہے کہ اگر زیر ناف اور بغل کے بال صاف نہ کئے جائیں سر میں کنگھا نہ کیا جائے تو نہ صرف بدبو پیدا ہو جاتی ہے بلکہ میل بھی پیدا ہو جاتا ہے کراہت بھی ہونے لگتی ہے اور جوئیں بھی پڑ جاتی ہیں مونچھیں نہ ترشوائی جائیں تو غذا کے ذرات ان میں لگ جاتے ہیں اس سے دیکھنے والوں کو کراہت بھی پیدا ہوتی ہے اور بدبو بھی پیدا ہو جاتی ہے اور دودھ پانی اور غذا میں ملتی رہتی ہیں زیر ناف بالوں کی صفائی پر ہنوز بہت کم اقوام و افراد تیار ہوئے ہیں۔

ناخن بڑھ جائیں تو ان کے اندر میل بھر جاتا ہے اور وہ غذا میں شامل ہو کر اسے زہریلا کر دیتا ہے ختنہ کے حکم میں بھی یہی حکمت ہے کہ میل

جمنے پائے اور نہ پیشاب کے قطرے رگ کر اندر ناپاکی پیدا کریں بلکہ امراض کا باعث بنیں رسول کریم نے جسم کی صفائی کے ایک ایک جزیئے پر نظر ڈالی اور ایک ایک چیز کو لیکر اس کے متعلق ہدایات کیں۔

دانتوں اور منہ کی صفائی

تہذیب جدید نے پائیوریا کی ایک خوفناک بیماری کو دنیا پر مسلط کر دیا ہے جو نہ صرف دانتوں کی دشمن ہے مسوڑوں کو مجروح کر دیتی ہے بلکہ بوسیدہ کر دیتی ہے علاوہ اس کے اور بھی صد ہا ضرر رساں اور تکلیف دہ امراض پیدا ہو جاتے ہیں یہ بیماری مغرب میں مغربی متمدن عادات سے پیدا ہوئی کہ وہاں لوگ کلی اور منہ کی صفائی نہ ماقبل طعام ضروری سمجھتے ہیں اور نہ مابعد طعام بلکہ رومال سے منہ پونچھا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ خلال کرنا مذموم ہے غذا کے ذرات دانتوں کے اندر رہ جاتے ہیں سڑتے ہیں اور بدبو کے ساتھ امراض بھی پیدا کر دیتے ہیں بات دہی ہے کہ زمانہ تہذیب شاپ سب کچھ ہے مگر باطن کی کسی کو پروا نہیں رسول کریم نے ایک طرف تو یہ ہدایت کی کہ ماقبل و مابعد طعام منہ ضرور صاف کیا جائے اور کلیاں غرارے کئے جائیں اور دوسری طرف مسواک کے استعمال پر زور دیا تاکہ دانت بھی صاف رہیں منہ میں بدبو نہ آئے اور انسان مختلف امراض سے بھی محفوظ و مامون رہے رسول کریم تو ہر نماز کے بعد دن میں کئی بار مسواک کیا کرتے تھے مسواک کا رواج ہندوؤں میں بھی ہے مگر تہذیب جدید اس معاملہ میں بالکل بے پروا ہے جسکو لوگ صرف برش و منجن سے دانت صاف کر لینا کافی سمجھا جاتا ہے اس معاملہ میں رسول کریم کی ہدایات کتنی صاف ہیں۔

مکانوں اور شہروں کی صفائی

مکانوں اور شہروں کی صفائی کو بھی ضروری بتایا فرمایا کوئی اپنے مکانوں میں ایسی گندگی نہ پھیلائے جو دوسروں کے لئے باعث تکلیف ہو سایہ دار درختوں کے نیچے بول و براز سے منع فرمایا پانی میں پیشاب کرنے کی بھی ممانعت کی اور حکم دیا کہ جس شہر میں وبا پھیلے وہاں سے نکل کر کسی اور شہر میں نہ جاؤ بلکہ اسی جگہ شہر سے باہر سکونت اختیار کرو اور ہٹ لیٹ کر نہ سو و اسلام سے پہلے دنیا میں یہ خیال پھیلا ہوا تھا کہ روح اسی وقت ترقی کر سکتی ہے جبکہ جسم کو آرام سے نہ رکھا جائے اور غذا و لباس وغیرہ کی طرف سے کلی بے پروائی برتی جائے لیکن حانیین نے اس راز کو تو پا لیا تھا کہ جسم ایک حجاب ہے جس کے باعث روح معبود حقیقی کے جمال و انوار سے مستفیض نہیں ہو سکتی اسی سے انہوں نے اسے تکلیف دے دے کر اپنے اعضا تک کو خشک کرنا شروع کر دیا اور عیسائی راہبوں نے بھی ریاضتوں کے خوفناک طریقے استعمال کرنا شروع کئے لیکن اسلامی روحانیین رسول کریم کی زیر ہدایت بنائے جسم کا بھی ایک بہترین طریقہ پیدا کر لیا جس سے جسم کو

کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

نفیس و معطر صفائی

ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا مجھے اس امر کی خواہش ہوتی ہے کہ میرے کپڑے عمدہ ہوں سر میں تیل لگا ہو جوتا بھی اچھا ہو اسی طرح اور بھی بہت سی چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں کہا کہ میرا کوڑا بھی اچھا ہو رسول کریم نے سنکر فرمایا ان اللہ جمال واللہ جمیل و یحب الجمال یہ سب اچھی باتیں ہیں اور خدا نفیس اور لطافت کو پسند کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں میں نے رسول کریم سے عرض کیا کہ کیا یہ تکبر ہے کہ میں اچھا اور نفیس لباس پہنوں آپ نے فرمایا ہرگز نہیں بلکہ یہ تو نفاست ہے اور خدا ایسی لفاست کو پسند کرتا ہے خود رسول کریم کی یہ حالت تھی کہ گو آپ کو جاہ پسندی اور تکلف سے نفرت تھی مگر لباس ہمیشہ صاف اور عمدہ رکھتے اور سفید رنگ کا کپڑا تمام کپڑوں سے زیادہ پسند فرماتے روزانہ شب کو سوتے وقت آنکھوں میں سرمہ لگایا کرتے ...... اور روزانہ سر کے بالوں میں کنگھی کرتے اور اکثر سر میں تیل ڈالتے۔

صحابہ کرام کا بیان ہے کہ آپ عورتوں اور مردوں کو بھی خوشبو لگانے کی نصیحت کرتے اور خود بھی لگاتے جس گلی سے نکل جاتے وہ معطر ہو جاتی بعض دفعہ مشک و عنبر بھی استعمال فرماتے بعض دفعہ آپ کی مجلس میں خوشبو کی انگیٹھیاں بھی جلائی جاتیں حکم دیا تھا کہ جہاں اجتماع ہو وہاں خوشبو میں ضرور جلائی جائے تاکہ ہوا خراب نہ ہو اور سب لوگوں کے دماغ معطر ہیں۔

قلب و روح کی صفائی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین گو توابین کے معنے بار بار رجوع کرنے کے ہیں مگر بعض نے اس کے معانی باطنی طہارت کے بھی بتائے ہیں گویا اللہ تعالیٰ باطنی اور ظاہری پاکیزگی رکھنے والوں سے محبت رکھتا ہے دوسری جگہ سورہ مدثر میں ہے وثیابک فطہر والرجز فاھجر یعنی اپنے کپڑوں کو پاک رکھ اور ناپاکی کو دور کر دے دنیا کا کوئی ایک مذہب اور ایک قوم ہی ایسی بتا سکتے ہو جس نے ظاہری اور باطنی صفائی و پاکیزگی پر اتنا زور دیا ہو باطنی نجاستیں کبر و غرور کینہ و حسد عناد و عداوت غیبت و بدگوئی اور فریب و کذب ہیں ان کے استیصال پر بھی قرآن شریف میں بڑا زور دیا گیا ہے اور رسول کریم نے گرانبہا ہدایات کی ہیں ظاہری صفائی کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے وہ ہم اس مضمون میں واضح ہی کر چکے ہیں کتنی شاندار تعلیم ہے۔

دنیا میں بہت سے مذہبی پیشوا ہو گزرے ہیں بہت سے ریفارمر پیدا ہوئے ہیں بڑے بڑے ہادی ہو چکے ہیں اپنے سینے پر ہاتھ رکھکر بتاؤ کسی کی تعلیم میں یہ رنگ ہے۔

سادگی پسند پیمبر

تکلف اور سادگی

یوں تو آپ کے ہر کام میں سادگی پائی جاتی تھی اور تکلف و تصنع سے آپ کی ذات بالکل بری تھی لیکن یہ سادگی دینی و معاشرتی سادگی بہت سبق آموز ہے کھانا پینا، اٹھنا بیٹھنا، رہنا سہنا، بولنا چالنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، ہر شعبہ زندگی میں آپ سادگی اور بے تکلفی کے مظہر تھے یہ زمانہ کچھ ایسا زمانہ ہے کہ اس دور میں ہر فرقہ ہر طبقہ ہر مذہب و خیال کے افراد عوام بالخصوص تکلف میں مبتلا ہیں ملوں، لیڈروں، امیروں، ملاؤں، رئیسوں، غریبوں والوں سب طرح مذہبی پیشواؤں سب کو دیکھو تو تکلف اور نمود و نمائش کے مرض میں گرفتار ہے اس لئے کہ ہر شخص کو یہ تمنا رہتی ہے کہ اس کی شان بظاہر بہت اونچی ہو اگر کم از کم ظاہر تو ضرور ہی اعلیٰ حیثیت کا ہو، دور جاہلیت میں بناوٹ اور تکلف میں آپ کے عہد میں رسم اور رواج کا ہی زور تھا اور نمود و نمائش رگ رگ میں پیوست ہو چکی تھی اور وہ بڑے بڑے تکلفات میں واقع ہوئے تھے لیکن رسول اکرم نے بعثت کے بعد یہ سبق دیا کہ جھوٹی عزت کوئی اہمیت نہیں رکھتی اور نہ لوگوں کی نگاہ میں عزت پیدا کر دینا کوئی چیز ہے اصل چیز اور حقیقی عزت وہ ہے جو اللہ کی طرف سے بندے کو عطا ہوتی ہے اور حقیقی شان یہ ہے کہ انسان کا باطن صاف اور شفاف پاکیزہ ہو۔

لباس کی سادگی

تکلف اور تصنع کا جذبہ کیوں پیدا ہوتا ہے اسی لئے کہ انسان میں بڑے بننے کی جو ایک فطری خواہش ہے وہ پوری نہیں ہوتی انسان اپنی غفلتوں اور لغزشوں سے اپنے اندر اعلیٰ اخلاق اور باطنی علو پیدا کرنے سے قاصر رہتا ہے اس لئے وہ ظاہری ٹیپ ٹاپ اور رکھ رکھاؤ سے بڑا اور مقدس بننے کی سعی کرتا ہے اور اپنے اس جذبہ کی تسکین کا سامان فراہم کرتا ہے جنہیں حقیقی بڑائی حاصل ہوتی ہے اور جو مورد انعام الٰہی بنے ہوتے ہیں انہیں اس کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہوتی حضور سرکار دو عالم کی ذات گرامی ایک مطلع انوار تھی اس لئے آپ کی ذات میں سادگی اور بے تکلفی کا عنصر اپنی پوری انتہاؤں کے ساتھ موجود تھا بلکل ایک دو جوڑے کپڑوں کے آپ کے پاس ہوتے تھے وہ بھی بوسیدہ اور پیوند لگے ہوتے حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ انتقال کے وقت حضور کے جسم مبارک پر ایک پیوند والی چادر اور ایک گاڑھے کا کرتہ تھا اسی کو دھو دھو کر اور پیوند لگا لگا کر پہنتے رہا کرتے تھے ویسے آپ نے اعلیٰ سے اعلیٰ لباس بھی پہنا ہے ایکدفعہ آپ کو ایک کمخواب کی قبا بطور ہدیہ ملی آپ نے اسے پہنا اور پھر حضرت عمرؓ کو برائے فروخت دیدی جو دو ہزار درہم میں فروخت ہوئی۔

اسی طرح ایک مرتبہ کسی نے آپ کو ایک گرانبہا مخطط جوڑا بھیجا آپ نے اسے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیدیا وہ پہنکر آئے تو فرمایا میں نے تو تمہیں اسلئے بھیجا تھا کہ اسکی رومالیاں بنالی جائیں اسی طرح مہر کے لئے طلائی انگوٹھی بنوائی جب صحابہؓ نے بھی بنوالیں تو آپ نے اتار دی فی الواقعہ آپ کا لباس نہایت معمولی ہوتا تھا مگر صاف ہوتا تھا خوشبو بہت پسند تھی جس گلی سے گذرتے وہ معطر ہو جاتی تھی۔

طعام میں سادگی

طعام نہایت ہی معمولی اور بالکل ہی سادہ ہوتا تھا بکریوں کا دودھ ہی اکثر پیا کرتے کبھی جو کی روٹی ہوتی تھی وہ بھی موٹی ہوتی تھی حضرت عائشہؓ کے بیان کے مطابق دو دو ماہ چولھے میں آگ نہ سلگتی تھی چپاتی تو عمر بھر نصیب نہ ہوئی سفر میں گوشت ہی مل جاتا تھا ویسے پرہیز آپ کو کسی چیز سے نہ تھا جو کھانا سامنے آجاتا کھا لیتے تھے مگر شکم سیر ہو کر کبھی نہ کھاتے تھے لوکی بہت مرغوب تھی گھی میدہ کا لوند پنیر اور کھجور کی آمیزش سے عرب میں ایک کھانا بنتا ہے وہ آپ کو بہت مرغوب تھا ایک دفعہ آپ حضرت ام ہانی کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا کچھ کھانے کو ہے انہوں نے سرکہ بتایا فرمایا جس گھر میں سرکہ ہو اسے نادار نہیں کہہ سکتے اکثر ایسا ہوا ہے کہ دو دو تین تین وقت کے فاقے ہوتے ہیں اہلبیت مبارکہ بیک وقت دو دو پتھر باندھے دیکھے ہیں کہا سب کچھ سہہ لیتے تھے مگر خود کسی امر کی فرمائش نہ کرتے تھے۔

گھر میں سادگی

بستر کی یہ صورت تھی کہ کبھی کمبل کا ہوتا تھا اور کبھی چمڑے کا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی کبھی معمولی کپڑے ہی کو دوہرا بچھا لیتے اور اس پر استراحت فرماتے انتہا یہ ہے کہ عرب میں جبکہ شام سے لیکر یمن تک اسلام کا پرچم اقبال لہرا رہا تھا فرمانروائے اسلام کے گھر میں تھوڑے سے جو کے سوا اور کوئی چیز کھانے کی نہ تھی ایک کھری چارپائی اور چمڑے کا ایک سوکھا ہوا مشکیزہ اور ایک لکڑی کا پیالہ اور ایک جوڑہ کپڑا گھر کی کل کائنات تھی خام اینٹوں اور کھجور کے پتوں کا ایک حجرہ تھا جس کی دیواروں میں جابجا شگاف پڑ گئے تھے ایلاء کے زمانہ میں جب حضرت عمرؓ آپ کے حجرے میں گئے ہیں تو دیکھا کہ حضور کے جسم مبارک پر ایک تہبند ہے کھجور کی چھال سے بھرا ہوا ایک تکیہ سرہانے رکھا ہوا ہے ایک گوشے میں مٹھی بھر جو پڑے ہیں پائے مبارک کے قریب ایک گوشے میں کسی جانور کی کھال پڑی ہوئی ہے کچھ مشکیزہ کی کھالیں ایک کھونٹی پر آویزاں ہیں یہ حالت دیکھکر حضرت عمرؓ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے استفسار پر جواب دیا کہ چارپائی کے بان سے نشان پڑ گئے ہیں گھر میں کوئی سامان نہیں قیصر و کسریٰ تو عیش اڑائیں اور خدا کے پیغمبر ہو کر آپ کی یہ حالت ہو فرمایا اے ابن خطاب کیا تم پسند نہیں کرتے کہ وہ دنیا لیں اور ہم آخرت۔

گھر میں تین بستر کافی ہیں دو میاں بیوی اور ایک مہمان کیلئے چوتھا بستر شیطان کا بستر ہے ایک دفعہ حضرت عائشہؓ کے حجرے میں آئے دیکھا کہ گھر میں چھت گیری لگی

اسی وقت پھاڑ ڈالا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں دولت اس لئے نہیں دی کہ اسے صرف کر کے اینٹوں اور پتھروں کو کپڑے پہنائے جائیں (ابوداؤد)
ایک مرتبہ بنت ہبیرہ حضرت فاطمہؓ کے گلے میں طلائی ہار دیکھکر فرمایا تمہیں گوارا ہے کہ لوگ یہ کہیں کہ پیغمبر کی بیٹی آگ کا ہار پہنے ہوئے ہے حضرت عائشہؓ کے ہاتھ میں طلائی کنگن دیکھکر فرمایا کہ اگر تم انہیں اتار کر دو عصب کے کنگن کو زعفران سے رنگ کر پہن لیتیں تو بہتر ہوتا چوڑیوں کی ضرور تاکید فرماتے اور کہتے کہ ان کی آواز سے برکت ہوتی ہے یہ بھی فرمایا کرتے کہ ناخون چھپنے نہ دیں عورتوں کو انھیں مہندی سے رنگا رکھنا چاہیئے ظاہر ہے کہ جب مقصود آرائش ہے تو اس میں سونے چاندی کی کیا تخصیص ہے اس سے تو الٹا غرور پیدا ہوتا ہے آپ چاہتے تھے کہ جہاں نسائیت قائم رہے وہاں غرور و نخوت پیدا نہ ہونے پائے اور تجربہ ہے کہ زیور چاہے غریبانہ پیمانہ ہی ہو تو نمود و نمائش کا جذبہ ضرور پیدا ہوتا ہے۔

عمل و کار میں سادگی

رسول کریمؐ کسی کام میں بھی عار نہ تھا گھر کے تمام کام خود کر لیتے تھے انتہا یہ ہے کہ خود ہی گھر پر جھاڑو بھی دے لیتے تھے اور جو پھٹ جاتا تو اسے سی لیتے بازار سے سودا سلف آتے اپنے کپڑوں میں آپ پیوند لگا لیتے ایک عورت آکر آپ کو کسی ایک گلی میں ساتھ جا کر آپ بیٹھ گئے اور اس کا کام کر دیا غریبوں اور محتاجوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے مجلس و مجامع میں جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے فتح مکہ کے روز ایک عورت سامنے آئی اور کانپنے لگی فرمایا کیوں ڈرتی ہے میں ایک غریب قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت پکا کر کھایا کرتی تھی ہمیشہ آلتی پالتی بیٹھکر کھانا کھاتے اور فرماتے میں بندہ ہوں اور بندوں ہی کی طرح بیٹھکر کھاتا ہوں

اپنے لئے کوئی امتیازی جگہ نہ رکھتے اور نہ امتیاز کو روا رکھتے لوگوں میں اس طرح مل جل کر بیٹھتے تھے کہ باہر سے آنے والوں کو تمیز نہ ہوتی تھی کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے کبھی فخر و تفاخر کو روا نہ رکھتے تھے مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو انکسار و شکر کے طور پر اپنے سر کو اتنا جھکا لیا تھا کہ وہ کجاوے سے مل گیا تھا کبھی شان و شوکت کا اظہار نہ کرتے تھے فتح خیبر کے بعد خیبر میں داخل ہوئے تو گدھے پر سوار تھے

سلوک میں سادگی

خباب بن الارت کسی غزوہ پر گئے ہوئے تھے گھر میں عورتوں کے سوا کوئی نہ تھا آپ روزانہ جاتے اور دودھ دوہ دیا کرتے ملاحظہ تو فرمائیے مدینہ کی کنیزیں دربار رسالت میں حاضر ہوتیں کہ رسول اللہ میرا فلاں کام ہے آپ فوراً بے تکلف اٹھ کھڑے ہوتے اور ان کا جو کام ہوتا انجام دیدیتے مسکینوں اور بیواؤں کے کام میں آپ کو کوئی تکلف نہ ہوتا تھا اور نہ عار کوئی مہمان آجاتا تو آپ خود ہی فرائض مہمانی انجام دیتے ایک ... سے جو وفد آیا صحابہ نے ان کی مہمانی کے فرائض انجام دینے

چاہے آپ نے فرمایا کہ یہ میرے دوستوں کی خدمت ہے جسے میں خود انجام دوں گا کیونکہ انہوں نے میرے دوستوں کی خدمت انجام دی ہے بنو ثقیف کی خدمات بھی آپ نے خود بنفس نفیس انجام دی سب سے نہایت محبت و شفقت کے ساتھ پیش آتے بچوں تک سے وہ سلوک تھا کہ راہ میں مل جاتے تو خوش ہو جاتے اور دوپٹوں سے چمٹ جاتے۔

دولتمندانہ سادگی

یہ تو تھی آپ کی سادہ اور غریبانہ زندگی! مگر کوئی یہ نہ سمجھے کہ میسر ہی نہ تھا میسر ہی نہ ملے تو الب نقر اور ایسی سادگی کی عظمت و تقدیس کی حامل نہیں ہو سکتی۔ رسول کریم کے ہاتھ میں سب کچھ تھا مسلمان جب پہلے پہل مدینہ پہنچے ہیں تو وہ بہت غریب و نادار تھے لیکن اس کے بعد غزوہ بدر کے مال غنیمت نے حالت سنبھالی اور پھر بنو نضیر بنو قینقاع بنو قریظہ کے سرسبز اور زرخیز باغات نے ان کی غربت و ناداری کو فنا کر دیا ایک طرف تو یہ زرخیز زمینیں اور جائدادیں ہاتھ آئیں اور دوسری طرف مہاجرین نے جو تجارت شروع کر دی تھی اسے فروغ و ترقی نصیب ہوئی اس طرح مسلمان اب نہ پہلے کے سے نادار رہے تھے بلکہ پوری خوشحالی و فارغ البالی کی زندگی بسر کر رہے تھے اور ان کا معیار زندگی بھی بہت بلند ہو گیا تھا اسی لئے امہات المومنین نے بھی حضور پر زور ڈالنا شروع کر دیا کہ ہمیں بھی اب اچھا کپڑا اور اچھا کھانا ملے لیکن آپ نے اسے ہرگز گوارا نہ کیا اور صاف کہدیا کہ اگر تم دولت و آسائش کی زندگی کی آرزو مند ہو تو میں تمہیں مال و دولت دیکر رخصت کر سکتا ہوں اور اگر آخرت کا عیش درکار ہے تو جس حالت میں ہو اسی پر قناعت کرو وہ یہ بھی دیکھتی تھیں کہ دست رسالت مدینہ میں زر و دولت لٹا رہا ہے اور ہم محروم ہیں اسی وجہ سے ان کی یہ جرأت بڑھی تھی۔

فیاضانہ سادگی

فیاضی کی یہ حالت تھی کہ ایک دفعہ ایک شخص بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ ایک بکریوں کا ریوڑ ہے جو دور دور تک پھیلا ہوا ہے اس نے آپ سے سوال کیا آپ نے وہ تمام ریوڑ کا ریوڑ بلا تکلف اس کے حوالے کر دیا ایک اور صحابیؓ نے گرم گرم آکر آواز دی اور عرض کیا کہ حضور میں ضرورتمند ہوں آپ نے اسی وقت وہ چادر عنایت فرمائی جس کی گھنڈیاں طلائی تھیں فرمایا کرتے تھے اللہ دینے والا ہے اور اللہ ہی عطا کر دینے والا تو اللہ ہے میں تو محض ایک خزانچی اور بانٹنے والے کی حیثیت رکھتا ہوں زندگی بھر کسی سائل کو اپنے آستانے سے محروم نہ جانے دیا اور سوال پر نہیں کہنا تو جانتے ہی نہ تھے ایک دفعہ حضرت ابوذرؓ سے فرمانے لگے کہ ابوذر اگر احد کا پہاڑ بھی میرے لئے سونا ہو جائے تو میں ہرگز یہ گوارا نہ کروں گا کہ اس پر تین راتیں گذر جائیں غور کیجئے کہ ایک طرف تو یہ حق اٹھ رہا تھا اور دوسری طرف کاشانہ نبوت میں دو دو ماہ آگ ہی نہ جلتی تھی یہ آپ ہی کا کام تھا کہ فرمانروا ہو کر اور لاکھوں روپیہ تقسیم کر دینے کے باوجود اس سادگی و فقر کے ساتھ زندگی بسر کر گئے۔

بے مثل معلّم

علوم وفنون کی ابتدائی حالت

ظہور اسلام سے پیشتر بلاشبہ فلسفہ یونان زندہ تھا مصری کہانت، نجوم، ریاضی اور کلدانی ہیئت بھی زندہ تھی مشہور کیا ہے حقیقت علوم یونانی ہے کہ کلدانیوں سے مصریوں نے اور مصریوں سے یونانیوں نے علوم وفنون حاصل کئے اور پھر یونانیوں سے مسلمانوں نے اخذ کر کے اسے نہ صرف یورپ بلکہ ساری دنیا میں پھیلا دیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام سے پیشتر یونانی علوم کو بہت بڑی اہمیت حاصل تھی مصر کی اہمیت تو مٹ چکی تھی البتہ ہندوستان کی ریاضی کی کچھ شہرت ضرور باقی تھی یونانیوں کے پاس طب اور فلسفہ کا جو ذخیرہ تھا وہ قابل قدر ضرور تھا مگر اس کے فضلا اور جاننے والے دنیا سے گذر چکے تھے اور ہر طرف ایک تاریکی پھیلی ہوئی تھی اس وقت یونان میں کوئی ان ذخائر کا قدردان اور قابل ذکر علم سفر باقی نہ رہا تھا پھر یونانیوں میں تعلیم وتعلم کا سلسلہ زبانی تھا اور اسے بہت زیادہ وسعت حاصل نہ ہوئی تھی جو کتابیں لکھی گئی تھیں وہ لکھی ہی تھیں ان کی نقلوں کا سلسلہ مسدود تھا گویا صرف ایک جماعت تھی جو ان خزائن کی کلید بردار تھی اتنی ترقی کے باوجود ان کے فلسفہ نے بھی جملہ اشیاء کا احاطہ نہ کیا تھا اور طب کا ذخیرہ تو بہت کم تھا ہندوستان میں ریاضی کی بھی یہی حالت تھی اور ہیئت محدود ہو کر رہ گئی تھی غرض تعلیم کا دائرہ بالکل ہی محدود کیا گویا مسدود تھی۔

غیر مسلم کلید بردار علوم

ہندوستان اور یورپ میں جو علوم تھے ان کے کلید بردار پنڈت، پروہت، پوپ اور راہب بن بیٹھے تھے وہ سمجھتے تھے کہ علم ایک طاقت ہے اور اسے عوام کے ہاتھ میں دینا گویا اپنی طاقت کو اپنے پاس سے منتقل کرنا اور اپنے اقتدار کو مٹانا ہے انہوں نے علوم وفنون کی تعلیم پر اتنی قیود عاید کر رکھی تھیں کہ ان کا سیکھنا ہی عوام کیا خواص کے لئے بھی ناممکن تھا ہندوؤں نے تو علوم وفنون کو برہمنوں کے ساتھ مختص کر دیا تھا اور شودروں کے لئے اتنے شدید احکام ہیں کہ اگر ان کے کانوں میں وید کا ایک لفظ بھی پڑ جائے تو ان کے کانوں میں سیسہ پلا دیا جائے حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ مذہب عوام ہی کی اصلاح کے لئے ہے اگر گروہ انسان اس کے سننے اور دیکھنے کا ایک لفظ بھی پڑھنے سے قاصر ہیں تو آخر ان کی اصلاح کا کیا ذریعہ ہے یا تو کہہ دیا جائے کہ یہ اللہ کے بندے ہی نہیں اور ہیں تو انہیں مذہبی علوم کے استماع سے بھی محروم رکھنے کے کیا معنی ہیں۔

پوپوں نے بھی یورپ میں قریب قریب اسی قسم کی پابندیاں عاید کی تھیں ایک مخصوص جماعت کے سوا کوئی علم کا اہل نہ سمجھا جاتا تھا اور جب یورپ والوں میں مسلم سرچشمہ علوم وفنون سے فیض حاصل کر کے تحقیقات علوم کا شوق بڑھا تو انہوں نے ان کی گردنیں کٹوانی شروع کر دیں کوپرنیکس اور گلیلیو جیسے فضلائے روزگار انہی پوپوں کے ہاتھوں تباہ ہوئے ہائپیشیا جیسی فاضلہ روزگار خاتون انہی کے حکم سے اسکندریہ کی سڑکوں پر خاک و خون میں لٹا دی گئی اور اسکندریہ کے کتبخانے بھی انہی کے تعصب علمی کا شکار ہوئے۔

رسول کریم کی اشاعت علوم

اس کے مقابلہ میں اب رسول کریم کا فیاضانہ طریق عمل ملاحظہ فرمائیے کہ مسلمانوں کو عام اجازت دیدی کہ "حکمت کو اپنی گمشدہ پونجی سمجھو" "چین جیسے دور دراز ملک میں بھی حصول علم کے لئے جانا پڑے جاؤ" پھر یہ علم کسی مخصوص فرقہ اور جماعت کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ نہ صرف "ہر مسلمان مرد" بلکہ "ہر مسلمان عورت" پر علم کا سیکھنا فرض قرار دیا گیا تھا مسلمانوں کو آپ کی عام ہدایت تھی کہ "گہوارے سے لے کر گور تک برابر تحصیل علم میں مصروف رہو" اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ آپ نے ان کے لئے جو دعائیں پیش کیں ان میں ایک دعا "ربِّ زدنی علماً" بھی تھی پھر یہ بھی بتا دیا اور واضح کر دیا کہ پڑھے اور بے پڑھے ہرگز برابر نہیں ہو سکتے ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جو پڑھے لکھے ہوتے ہیں۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماءُ

امّی امّت کا تبحر

لوگ قرآن شریف میں ہزار دفعہ یعلمھم الکتاب والحکمۃ پڑھتے ہیں اور پھر بھی رسول کریم کو امی اور ان پڑھ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں واقعی آپ نبوت سے پہلے پڑھے لکھے نہ تھے لیکن غار حرا میں ہی آپ کی تعلیم مکمل کر دی گئی تھی اور تمام علوم وفنون کے اسرار آپ پر کھول دیئے گئے تھے اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ کی شان میں قرآن کریم کے اندر "یعلمھم الکتاب والحکمۃ" کبھی نہ صادر ہوتا بے علم اور بے پڑھا تو کسی کو کتاب اور دانش و حکمت کی تعلیم ہرگز

نہیں ہو سکتا پھر یہ بھی ایک معلوم زمانی حقیقت ہے کہ غار حرا میں حضرت جبرئیل امین نے پہلا لفظ جو آپ سے کہا تھا وہ اقرأ (پڑھو) تھا اس وقت چونکہ فی الواقع آپ امی تھے اس لئے آپ نے صاف کہدیا ایک بار نہیں دو بار کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں مگر جب جبرئیل امین دونوں مرتبہ آغوش میں بھینچکر سینہ میں سب کچھ بھر دیا تو آپ پڑھنے لگے۔

یہ کہا تھا دو بار کیوں انکار ہوا اور تیسری بار کیوں پڑھنے لگے کچھ بھتے اور غور کیجئے اسلئے کہ پہلے واقعی آپ امی اور ان پڑھ تھے لیکن بعد کو یہ کمی بحکم خداوندی پوری کر دیگئی اور اس طرح کر دیگئی کہ آپ کا سینہ جملہ علوم و فنون کا گنجینہ بن گیا اور پڑھنے لگے اس سے کیا یہ امر صاف طور پر واضح نہیں ہوتا کہ بعثت نبوی کے ساتھ ہی تاج رسالت سر پر رکھتے ہوئے آپ کو بھی علوم و فنون کا بھی حامل بنا دیا گیا۔

معلمانہ ذمہ داریاں

آپ بائبل انجیل اور جملہ صحف آسمانی کا مطالعہ کیجئے کسی میں کہیں بھی آپ کو کسی نبی کی شان میں آپ کو یہ الفاظ نہ ملیں گے کتاب و حکمت کی معلمی کا منصب صرف آپ ہی کو عطا ہوا تھا یہ وہ منصب جلیل ہے جس پر حضور نبی کریم کے سوا اور کوئی آج تک فائز نہیں ہوا اس آیت کو پڑھئے اور بار بار پڑھئے اس سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ آپ کو بسلسلہ معلمی تین ذمہ داریاں سپرد ہوئی تھیں تعلیم قرآن تعلیم حکمت اور تعلیم تزکیہ نفس۔

غور کرنے والوں کے لئے قرآن ہی کے اندر یہ تینوں تعلیمیں موجود ہیں تاہم بلحاظ ترتیب ان میں فرق ہے مثلاً ایک حصہ اوامر و نواہی ہے دوسرا حصہ علوم عقلیہ و فہمیہ اور تیسرا حصہ علوم باطنی پر مشتمل ہے۔ علوم باطنیہ تزکیہ نفس، روحانی ارتقا اور باطنی ولایت وغیرہ امور پر مشتمل ہیں علوم عقلیہ میں فلسفہ، سائنس، منطق، طبیعیات، ریاضی، ہیئت وغیرہ شامل ہیں اور اوامر و نواہی میں قرآنی تراجم و معانی تفسیر بیان وغیرہ ہیں گویا رسول کریم ان جملہ علوم و فنون کی تعلیم پر آپ مامور تھے اور انہی کی تعلیم آپ دیا کرتے تھے۔

آپ کی تعلیم دیگر پیشوایان مذہب کی طرح صرف اجمالی مذہبی تعلیم نہ تھی بلکہ اس کے نظریں وسعت اور تخیل میں بلندی پیدا ہوتی تھی عیسائیوں میں محض اقرار معاصی اور پادریوں کے ہاتھ پر توبہ ہی نجات کے لئے کافی سمجھی جاتی تھی ہنود میں صرف چند بھجنوں کا پڑھ لینا منتروں کا رٹ لینا یا دیوی دیوتا کے درشن کر لینا پوری عبادت کے مترادف تھا یہود میں چند آیات کا رٹ لینا اور چند روزہ رکھ لینا کافی تھا اسی طرح مجوسیوں میں آگ کا پوج لینا اور صابیوں میں ستاروں کے سامنے سر جھکا دینا ہی عبادت تھا اور یہ سب کچھ بھی سینہ بسینہ علم کی حیثیت رکھتا تھا، ہر وقت بائبل انجیل اور ویدوں کی روزمرہ تلاوت ضروری تھی۔

قرآن کے علمی مظاہر

اسلام نے طریق عبادت ہی جو مقرر کیا جس کے لئے لکھنے پڑھنے کی تعلیم لازمی تھی پانچ وقت کی نماز فرض تیس دن کے روزے فرض، حج فرض، زکوٰۃ فرض، چونکہ رسول کریم نے جو مذہب پیش کیا وہ تمام دائرہ حیات پر محیط تھا، ہر شعبہ زندگی کے متعلق ہدایات دی گئی تھیں اس لئے یہاں محض چند آیات رٹ لینے یا سر جھکا دینے سے کام نہ چل سکتا تھا بلکہ اس کے لئے باضابطہ تعلیم اور درس و ارشاد کی ضرورت تھی۔

قرآن میں محض اوامر و نواہی بتلا کر خاموشی اختیار نہ کر لی گئی تھی بلکہ یہاں تو ہر حکم اور ہر نہی کی علت بھی بتائی جاتی تھی کہ یہ کرو گے تو یہ نتیجہ پیدا ہوگا یہ کرو گے تو یہ ، آپ کی نماز و روزہ میں فلاں فلاں امور کا خیال رکھنا ضروری ہے آپ مسلمان کا کام علم کے بغیر چل ہی سکتا تھا اس سے بڑھکر یہ کہ مختلف مواقع کے لئے مختلف احکام تھے مختلف افراد کے ساتھ مختلف سلوک کا حکم ہے، دشمن حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے، مدد کر رہا ہے، سازشوں میں مصروف ہے لڑ رہا ہے امان چاہتا ہے مصالحت کا آرزومند ہے پھر وہ غیر مسلم ہے یا مسلم، ذمی ہے یا غیر ذمی بالارادہ آیا ہے یا بے ارادہ ہر موقع کے لئے حکم الگ ہے پھر صاف امر ہے کہ لین دین کا معاملہ ہے تو لکھو، شہادت اس طرح لکھنا ہو تو لکھو، پڑوسیوں سے کیا سلوک کیا جائے دوستوں سے کس طرح ملا جائے والدین و اقرباء سے احسان و سلوک کے متعلق کیا رویہ اختیار کیا جائے کتنے مال اور کس مال پر کتنی اور کیا کیا زکوٰۃ دی جائے ترکہ کس طرح تقسیم ہو ہر ایک کا اور مال باپ کا کتنا حصہ ہے کتنی چیز پال رہے ہیں ایک ایک کو کتنا ملیگا ، یہ ہزار باتیں ہیں جن سے انسان بلا پڑھے لکھے واقف نہیں ہو سکتا۔

قرآنی علوم

پھر قرآن کریم میں سیروا فی الارض کا حکم ہے تجارت کا حکم ہے آسمانوں ستاروں فضاؤں پہاڑوں، درختوں سیاروں وغیرہ کی خلقت اور سود مندی پر غور کا حکم ہے گردش ارض حقیقت ارض، ضیائے خورشید، نور چشم، انسانی پیدائش وغیرہ پر نظر و فکر کا حکم ہے آیات قرآنی میں جگہ جگہ اپنے نفس کو سمجھنے کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے قوانین سیاسی و ملکی و تمدنی پیش کئے گئے ہیں تولنے ناپنے اور خرید و فروخت کے ڈھنگ بتائے گئے ہیں تو کیونکر مسلمان کا کام علم کے بغیر چل سکتا ہے۔

مان لیا کہ عرب زبان عربی سے واقف تھے مگر اسلام صرف عربوں ہی کے لئے تو نہ تھا تمام دنیا کے لئے تھا انھیں تو اس زبان کے اسرار و نکات جاننے کے لئے فنون علوم کے سیکھنے کی ضرورت تھی اور اسی ضرورت نے تفسیر بیان، معانی، صرف و نحو، فصاحت و بلاغت، فقہ، تصوف کو

حدیث جیسے اہم علوم کی بنیاد پڑی استوار کرائیں یہ تمام علوم قرآنی ہی سے نکلے جسے حضور نے الکتاب والحکمۃ کے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔

قرآنی جامعیت

اس جامعیت و کمال کے متعلق آپ ہماری نہ سنئے فضلائے مغرب کے خیالات پر غور کیجئے پروفیسر مارگولیتھ ایک اسلام دوست نہیں اسلام دشمن مغربی فاضل لکھتا ہے کہ "قرآن ہی نے فلسفہ، ہیئت، ہندسہ اور دیگر علوم و فنون کے حاصل کرنے کا ذوق و شوق کتنا عربوں اور ایران کے دوستوں میں پیدا کیا اسی لئے عرب کے مختلف صحرائی قبیلوں کو ایک متمدن قوم میں تبدیل کر دیا۔"

ایک اور فاضل لذولف کریمل رقمطراز ہے کہ قرآن میں عقائد و اخلاق اور ان کی بنا پر قانون کا مکمل مجموعہ موجود ہے اس میں ایک وسیع جمہوری سلطنت کی ہر شعبہ کی بنیادیں رکھی گئی ہیں، تعلیم عدالت حربی انتظامات مالیات اور نہایت محتاط قانون وغیرہ کی بنیادیں خدائے واحد کے یقین پر رکھ دی گئی ہیں۔ فاضل عیسائی ڈیوڈ آفندی نے تو صاف صاف لکھا ہے کہ:

"جب کوئی مسلمان یکسوئی کے ساتھ قرآن و حدیث کا مطالعہ کرے یا اس پر تدبر کی نظر ڈالے تو وہ ان دونوں میں دنیا و دین کی بہبود کے سامان اپنے لئے مہیا پائیگا۔"

ظاہر ہے کہ یہ مطالعہ علم کے بغیر نہیں ہو سکتا نہ کوئی جاہل تدبر و غور کی نظر کا اہل ہو سکتا ہے اور نہ ایک امی سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ وہ ایسی چیز دنیا کے سامنے پیش کر سکے جس میں جمہوری حکومت کے ہر شعبہ کی بنیادیں ہوں اور جو قانون، مالیات، عدالت، تعلیم، حربی انتظامات پر مبنی ہو۔ اگر قرآن ایسا ہی ہے اور یقیناً ہے تو پھر تسلیم کرنا پڑیگا کہ اس کا پیش کرنے والا اس کا مفسر اور اس کا حامل امی اور بے پڑھا نہ تھا بلکہ زمانہ کا ایک فقید المثال فاضل تھا۔

توسیع و نشر تعلیم کے انتظامات

عرب میں تو اس وقت صرف (۱۷) افراد پڑھے لکھے تھے ان میں فقدان علم پیدا کرنے کے لئے آپ نے یہی نہیں کیا کہ یہ فرما دیا کہ اس کی تحصیل علوم و فنون فرض ہے" بلکہ آپ نے بڑی شدت و شکوہ کے ساتھ فرمایا کہ علم کے سیکھنے کے لئے کسی وقت و عمر کا خیال نہ کرنا چاہیئے اس فرض کی تکمیل کے لئے کسی وقت کسی زمانہ اور کسی سن کی قید نہیں کسی ملک کی تخصیص نہیں۔

جہاں سے اسے حاصل کر سکتے ہو کرو حتیٰ کہ اگر چین جیسے دور دراز ملک کا بھی سفر کرنا پڑے تو کرو گہوارے سے گور تک تحصیل علوم میں مصروف رہو علم و حکمت کو اپنی کھوئی ہوئی متاع سمجھو جہاں سے ملے جس سے ملے لیا۔

اس طرح ایک طرف تو یہ ظاہر کر دیا کہ تحصیل علم کے لئے کچھ طفولیت و شباب کی تخصیص نہیں نہ یہ ضرورت ہے کہ اسلامی ممالک ہی تک اسے محدود رکھا جائے اور مسلمانوں ہی سے سیکھا جائے دوسری طرف تمام ملکی اور نسلی تعصبات کا خاتمہ یہ فرما کر کر دیا کہ "علم و حکمت" تو تمہاری گم شدہ پونجی ہے جہاں مل جائے حاصل کر لو۔ یونانیوں، ہندوستانیوں اور مصریوں سے حکمت لو۔ اسی بنا پر مسلمانوں نے یونانی فلسفہ و طب اور ہندی ریاضی و مصری و کلدانی ہیئت و نجوم کو سیکھا اور آگے چل کر سر آمد روزگار بنے کونسا مذہبی پیشوا ایسا گذرا ہے جس نے علوم کے سیکھنے اور سکھلانے میں اتنی وسعت نظر اور فراخدلی و بے تعصبی سے کام لیا ہو۔ عیسائیوں نے سیکھنے والوں کو براہ راست جہنم کا پاس دیدیا تھا یہاں تو مقصود ہی یہ تھا کہ علم کو وسعت ہو کوئی اقتدار ذاتی کا قیام تو منظور ہی نہ تھا۔

پھر فرمایا کہ تحصیل علم بڑے ثواب کا کام ہے جب کوئی طالب علم علم کی غرض سے باہر نکلتا ہے تو فرشتے راستے میں اپنے پر بچھا دیتے ہیں عالم کے قلم کی سیاہی شہید کے خون کے قطرات کے مساوی ہے عالم مرا نہیں زندہ رہتا ہے۔ اس سے کیا مقصد تھا کہ لوگ پڑھیں نظر وسیع کریں نفسیات کے مطالعہ سے انسانی جذبات و حسیات سے واقف ہوں فلکیات و ہیئت کے مطالعہ اور طبقات ارض کی تحقیقات سے اللہ کی حکمتوں کو سمجھیں اور حقائق اشیا اور آثار قدیمہ کے مطالعہ سے عقل و عبرت حاصل کریں اور اپنے قوائے عقلی کو نشوونما دیں اللہ تعالیٰ نے تو دنیا پیدا ہی اس لئے کی تھی کہ اسے سمجھا اور جانا جائے جب تک اس کی حکمتوں پر غور نہ کیا جائے انسان کو اس کی عظمت و برتری کا احساس ہی کیا ہو سکتا ہے اور جاہل و بیوقوف اسے اچھی طرح کب سمجھ سکتے ہیں اس فہم اور سمجھ کی انتہا علم تصوف و روحانیت ہے جو علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد ہی سیکھا جاتا ہے۔

مطالب قرآنی کی حقائق آموزی

اللہ تعالیٰ نے سخر لکم ما فی الارض والسماء جمیعا اور سیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین اس لئے تو نہیں فرمایا تھا کہ ان آیات کو ہم روزانہ ثواب کے لئے دہرا لیا کریں قرآن محض پڑھنے کے لئے نہیں عمل کے لئے نازل ہوا تھا۔

مسلمان پانچوں وقت کی نمازوں میں تقریباً چالیس مرتبہ الحمد شریف

العالمین پڑھتے ہیں فاتحہ بھی پڑھتے ہیں مگر کیا وہ سمجھتے ہیں اور ابتداء میں سمجھ سکتے تھے کہ "عالمین" سے مراد کیا ہے "رب المشارق والمغارب" اور "مشرقین والمغربین" سے اس کا کیا مطلب ہے اور کیا اس کے سمجھنے کے لئے اس کی ضرورت نہ تھی کہ انسان کی نظر بہت وسیع ہو اس وقت تک سب کے سامنے ایک مشرق اور ایک مغرب تھا تو عالم دنیا اور آخرت تھے مگر پھر یہ تثنیہ اور جمع کے صیغے کیوں استعمال ہوئے کیا ایک مشرق نہیں دو دو بلکہ اس سے بھی زیادہ مشرقین اور مغربین ہیں اور دو عالم نہیں بہت سے عالم ہیں جنہیں وہ پال رہا ہے پرورش کر رہا ہے رزق دے رہا ہے ایک ایک آیت غور و تدبر عقل و فرزانگی اور تحقیق و علم کی داعی تھی تاکہ بندہ اپنے رب کی عظمت کو سمجھے اس نے عالمین اور مشرقین وغیرہ کے الفاظ قرآن میں نازل فرما کر انسان اور بندوں کو دعوت غور و علم دی تھی۔

پھر نظام شمسی کی تکوین کے ذکر کے سلسلہ میں آیت "ثم استوی الی السماء" میں عجیب چیز پیش کی تھی فرمایا تھا کہ پھر بلندی کی طرف متوجہ ہوا اور وہ بلندی بخارات دھواں تھے پھر آئے "دخان" ان دونوں کو حکم دیا کہ موجود ہو جاؤ دونوں نے کہا ہم بخوشی حاضر ہیں پھر ان سب کو سات بلندیوں پر دو دن میں بنا دیا اور ہر بلندی کا کام اس کے سپرد کیا اور زمین پر جو آسمان تھا اسے چراغوں اور قمقموں سے نہ صرف روشن و مزین کیا بلکہ ان کی حفاظت کا سامان بھی کر دیا کہ وہ برابر روشن رہیں یہ ہے عزت اور علم والے اللہ کی قدرت۔ کہئے اس آیت کو کیا سمجھے اور اس وقت کے بڑے بڑے عرب کیا سمجھ سکتے تھے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اس لئے نازل نہیں کی تھی کہ آپ اسے بعد از نماز صبح بے سمجھے بوجھے ثواب کے لئے پڑھ لیا کریں آخر ثواب تو ایک اجتہاد ہے اور انعام بلا کچھ کئے تو نہیں ملا کرتا اگر کوئی نہ سمجھتا اور نہ سمجھنا مقصود ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ کا اس آیت کو نازل کرنا عبث تھا

قرآنی دعوتِ فکر و نظر

لیکن نہیں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو دعوت فکر و نظر دی تھی ان کے سمجھنے اور اپنی عظمت و علو ان پر واضح کرنے کے لئے ان کے سامنے ایک فلسفہ پیش کیا تھا کچھ دخان تک کا زمانہ وہ زمانہ ہے جب تک ہماری اس جوڑی جکلی اور پھیلی ہوئی زمین کا کوئی وجود کہیں نہ تھا اللہ تعالیٰ کو تخلیق عالم مقصود ہوئی تو یہی زمین ان بخارات (دخان) کے ایک ٹکڑے سے پیدا اور نمودار ہوگئی باقی جتنے بخارات (دخان) رہ گئے وہ زہرہ آفتاب مریخ، عطارد، زحل، مشتری اور نیپچون کی صورت میں اپنے اپنے مواقع جات بلندیوں میں منتقل ہو گئے اب ایک معمہ رہ گیا وہ لفظ یومین ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے یہ سب کچھ "دو دن" میں کر دیا

یہ دو دن اس نظام شمسی کے دو دن نہیں بلکہ اس کی تکوین و تخلیق سے پہلے کے دو دن ہیں اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ دو دن ہمارے موجودہ دنوں سے بڑے تھے یا چھوٹے بہرکیف سیاق عبارت سے یہ صاف واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ بہت عجلت سے بنا دیا

یہاں یہ امر پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ فلسفہ اور سائنس کے نظریوں میں ابتداء سے برابر تغیر ہوتا رہا ہے کبھی بطلیموس کا نظریہ رائج رہا کبھی آسمانوں کو ایک وجود خاص حد نظر مانا گیا اور ستاروں کو آسمان میں نصب تسلیم کیا گیا کبھی گردش فلک ایک مسلمہ چیز تھی اور کبھی زمین کی گردش لیکن ان کا انکشاف اور اب جدید تحقیقات جدید آلات کی مدد سے جو کی جا رہی ہے اس کا مفاد یہ ہے کہ ہم صرف ایک ہی نظام شمسی کے ماتحت نہیں ہیں بلکہ بہت نظام شمسی ہیں جو اس فضائے بسیط میں گھوم رہے ہیں پھر ایک اور انکشاف سامنے آیا ہے کہ اجرام سماوی ٹوٹتے رہتے ہیں اور ٹوٹ کر بے شمار بخارات کی صورت میں پھیل جاتے ہیں اور پھر ایک مدت کے بعد ٹکڑے ہو کر اجرام میں شامل ہو جاتے ہیں اور یہی حال ہماری زمین کا بھی ہوتا ہے عرف عام میں "نبولا کا نظریہ" کہا جاتا ہے اس لئے کہ اڑنے والے بخارات کو "نبولا" ہی کہا جاتا ہے۔

اکتشافِ علوم کا دورِ اولین

مصیبت یہ ہے کہ اب نظام شمسی کی تعداد کا معین کرنا مشکل ہو رہا ہے یہ نظریہ بھی بڑی بڑی طاقتور مشینوں اور آلات کے ذریعہ پیش کیا ہے بہرکیف "نبولا کا نظریہ" جس حقیقت کے قریب قریب پہنچ رہا ہے اس عالمین اور دخان اور مصابیح سے کس حد تک منطبق ہو رہی ہے اسے دیکھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے قرآن کریم میں ایسے صد ہزار علمی دقائق و نکات موجود ہیں جن سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ رسول کریم نے دنیا کے سامنے کیا چیز پیش کی اور تعلیم اسلامی کی بلندی کیا ہے؟ آپ چاہتے تھے کہ علم کو وسعت اور عالمگیر وسعت نصیب ہو اسی لئے آپ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ یاد رکھو علم کی باتیں کو سننا اور انہیں دوسروں کے ذہن نشین کرنا جہاد کے ثواب کے مترادف ہے: حقیقت یہ ہے اور تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ علمی ترقیات اور اکتشافات علوم و فنون کا دور رسول کریم ہی کے زمانہ سے شروع ہوا سب سے پہلے آپ ہی نے دنیا کو بتایا کہ موجودات عالم سب انسان کی مسخر ہیں علم کو عالمگیر اہمیت آپ ہی نے دی اور آپ ہی نے سب کیلئے اس کے دروازے کھولے تاریخ اخلاق یورپ، معرکہ مذہب سائنس اور تاریخ عروج و زوال روما اگر آپ غور سے پڑھیں گے تو آپ پر بھی اس بیان کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

مدنی تعلیم کا آغاز

تعلیم تو بعثت نبوی کے بعد ہی سے شروع ہو گئی تھی مگر مکہ کی تعلیم سیلاب بلا کی ستم انگیزیوں کے باعث زیادہ تر صرف عقائد اور ثواب و عذاب کے متعلق تھی اور چند پھیلی ہوئی و اجمالی قبولوں سے روکا جاتا تھا۔

مدینہ تشریف لے گئے تو مسلمانوں کی حالت اس قدر سقیم تھی اور وسائل اتنے ناپید تھے کہ سال بھر تک کچھ بھی نہ ہو سکا البتہ ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر زبانی دین و ارشاد کا سلسلہ پوری آزادی اور پورے شکوہ کے ساتھ شروع کر دیا گیا مدینہ کی زندگی بھی فتح خیبر تک سخت تشویشناک رہی ذمہ داریوں میں صد درجہ اضافہ ہو گیا یہاں الہیات، اخلاقیات، حربیات، تجارت، معاملات، اشاعت اسلام، تقرر عمال و صدول زکوٰۃ قیام امن بندوبست محاربے عدالت ... و ارشادات وغیرہ کے صدہا مشاغل پیدا ہو گئے جن سے آنکھ اٹھانے کی بھی فرصت نہ تھی، ہر صیغہ مستقل توجہ اور پورے وقت کا داعی تھا اور کوئی دوسرا ہوتا تو ملکی انتظام ہی میں غرق ہو کر رہ جاتا لیکن آپ نے دشمنوں اور سازشوں کے ہجوم میں بھی تعلیم کی اہمیت کو پیش نظر رکھا اور اسیران بدر میں سے تعلیم یافتہ اسیروں کا فدیہ یہی مقرر کیا کہ ایک ایک اسیر دس دس مسلمانوں کو صرف لکھنا سکھا دے اور آزاد ہو جائے لکھنا آ گیا تو ان لکھنے والوں کو دوسرے مسلمانوں کے سکھانے پر متعین کر دیا گیا اب آپ نے حکم دیا کہ قرآن جتنا جتنا اترتا جائے اس پر عمل بھی شروع کر دے اگر تعلیم کا مقصد رذائل اخلاق سے انسان کو پاک کر کے اخلاق و انسانیت کے بلند مرتبہ پر پہنچانا اور اسے جملہ محاسن انسانی سے متصف کرنا ہے تو کہا جا سکتا ہے کہ مدینہ میں جو تعلیم شروع و جاری ہوئی ایسی تعلیم نہ دنیا اب تک جاری کر سکی اور نہ کر سکتی ہے گھر گھر نور علم سے روشن ہو گیا ہر شخص تعلیم کو روزے اور نماز کی طرح فرض سمجھنے اور ایک دوسرے کو پڑھانے لگا اور اس میں وہ عملی قوتیں پیدا ہو گئیں کہ ہر دائرہ حیات میں کامیابی کے ساتھ گردش کرنے کے قابل ہو گئے۔

قبائل کی تعلیم کا بندوبست

اس کے بعد آپ نے عرب کے قبائل کی تعلیم کا بندوبست کیا تمام قبائل کے لئے معلم مقرر کئے اور جہاں ایسا تقرر عمل میں لانا ممکن نہ تھا وہاں اسی قبیلہ کے ذہین و ذکی سردار کو تربیت دے کر بھیج دیا اور حکم دیا کہ وہ اپنے قبیلہ کو مسائل و قرآن کی تعلیم دے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ داعیان اسلام کو ہدایت تھی کہ وہ قبائل کو مدینہ کی طرف روانہ کریں چنانچہ قبائل کے وفد مدینہ آتے قیام کرتے مذہبی مسائل سیکھتے دین میں تفقہ پیدا کرتے اور یہاں سے واپس جا کر اپنے قبائل کو پڑھاتے بہت سے قبائل نے تو مدینہ ہی میں سکونت اختیار کر لی تھی حضرت ابو موسیٰ اسی افراد کو لیکر مدینہ ہی میں آ بسے تھے خود رسول کریم نے بھی تعلیم و ارشاد کے دن مقرر کر لئے تھے۔ باہر کے قبائل ماہ دو ماہ تک آ کر رہتے سیکھتے اور پھر واپس چلے جاتے چنانچہ مالک بن الحویرث جب واپس جانے لگے تو آپ نے فرمایا جاؤ اور اپنے قبیلہ کو شریعت کی تعلیم دو اور جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھا کرو اور پڑھاؤ۔

دنیا کی بہترین و اولین یونیورسٹی

اس طرح ایک مختصر وقفہ مدت میں تمام قبائل کے اندر تعلیم پھیل گئی تعلیم کے مستقل انتظام کے لئے آپ نے مدینہ ہی میں ایک عظیم الشان یونیورسٹی قائم کی چونکہ اس وقت اسلام کی ہر چیز سادگی عمل کا ایک مرقع تھی اس لئے یہ یونیورسٹی بھی اپنی نوعیت میں بیحد سادہ تھی مسجد نبوی ہی کے ایک گوشہ میں ایک وسیع چبوترہ تھا جس پر کھجور کے پتوں کا چھپر پڑا ہوا تھا یہی اس یونیورسٹی کا کالج تھا اور یہی بورڈنگ ہاؤس، یہیں تعلیم ہوتی اور یہیں تمام طلباء رہتے اور کھاتے پیتے رات کے وقت تعلیم ہوتی تھی رسول کریم اس کے پرنسپل اور حضرت عبادہ بن صامت اور چند دیگر صحابہ اس کے پروفیسر تھے طلباء کی تعداد معمولی تعداد نہ تھی بلکہ اس میں کم و بیش ۴۰۰ طلباء برابر حاضر رہتے اور تعلیم دیتے تھے داخلہ کی یہی شرط تھی کہ اس میں وہی طالب علم داخل ہو سکتا ہے جو علائق دنیوی سے آزاد ہو اور رات دن قرین رہے جس کی شادی ہو جاتی تھی اسے اس یونیورسٹی سے خارج کر دیا جاتا تھا اس کے طلبہ قراء کہلاتے تھے۔

جب جامعہ صفہ میں گنجائش نہ رہتی تھی تو کچھ طلباء کی تعلیم کا انتظام دوسری جگہ بھی کر دیا جاتا تھا چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ میں سے ستر ایسے تھے جو رات کو ایک اور معلم کے پاس تعلیم حاصل کرنے کے لئے جایا کرتے تھے (مسند امام احمد حنبل) قراء کو قرآن کی تعلیم دی جاتی تھی ایسی نہیں جیسے آجکل دی جاتی ہے کہ ناظرہ پڑھ لیا اور بس بلکہ انہیں قرآن کی علمی تعلیم دی جاتی تھی اسرار و معانی، شان نزول، فصاحت و بلاغت اور تدبر و غور سب کچھ سکھایا جاتا تھا اور انہیں علوم قرآنی میں کامل کر دیا جاتا تھا، نصاب تعلیم ہو قرآن اور پھر پرنسپل ہوں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جیسے حقائق و معارف اور نکات و اسرار کے کیسے کیسے بحر ذخار نہ امنڈتے ہوں گے اور امنڈتے تھے۔

طلبائے جامعہ صفہ کا عنوان حیات

جامعہ صفہ میں غریب اور نادار طلباء کی کثرت کیا تھی سب کے سب قریب قریب نادار ہی تھے اتنے نادار جنہیں دو دو دن مسلسل فاقے ہوتے تھے اور بعض اوقات تو نماز میں شدت جوع سے نڈھال ہو کر

گر پڑتے اور بیہوش ہو جاتے دنیا میں کون ایسے فلک زدوں اور غربت کے ماروں کا خیال کرتا ہے لیکن حضور کی ذات گرامی کی ذات تو مطلع انوار تھی آپ تو غریبوں کے مولا تھے بعض کی تو یہ حالت تھی کہ ان کے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا تھا جسے وہ اپنے گلے سے باندھ کر گھٹنوں تک چھوڑ دیتے تھے نہ کھانے کو ٹکڑا تھا اور نہ پہننے کو چیتھڑا عرب جاہلیت میں تو لاتوں اور مصیبت کی ٹھوکروں کے سوا کچھ بھی انہیں نصیب نہ ہوتا تھا اور اس زمانہ میں ہوتے تو یہ بے تکلفی کے ساتھ بھیک مانگتے اور منگوائی جاتی مگر صحبت کا اثر ایک فطری امر ہے معلم اور پھر معلم بھی رسول کریم جیسا ان شاگردوں کے اندر وہ فقید المثال غیرت و خودداری پیدا ہو گئی تھی کہ کیسی ہی حالت ہو کتنے ہی سیلاب سر سے گذر جائیں مگر کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا تو کجا کسی سے اپنی داستان مصیبت بھی نہ کہتے، بلکہ تسلیم و رضا کے پتلے تھے تعلیم سے جب فرصت ہوتی جنگل چلے جاتے لکڑیاں چن لاتے بازار میں فروخت کرتے اور جو قیمت ملتی اس میں سے نصف اسی وقت خیرات کر دیتے اور نصف سے اپنا خرچ چلاتے۔

یہ تھی اسلامی تعلیم اور حضور کریم کی تربیت کا اثر کہ اتنی مصیبت پر نہ نماز میں غفلت نہ تعلیم سے بیزاری کئی کئی روز بعد کچھ ملا بھی تو نصف فوراً اللہ کی راہ میں دے دیا آجکل لوگ ذرا سی مصیبت پر مایوس ہو جاتے ہیں شکوہ بخت کرنے لگتے ہیں ہمت پست ہو جاتی ہے عمل چھوڑ کر اور ترقی کی سعی و امید ترک کر کے عیش آخرت کے خواب دیکھنے لگتے ہیں لیکن یہ تعلیم اسلام کے زندہ پیکر تھے۔

قرار جامعہ کی عسرت و سرگرمی

آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ انہی بیکسوں کا خیال رکھتے آپ کی شفقت ان کے لئے سب سے بڑا سہارا تھی کبھی آپ انہیں انصار و مہاجرین میں کھانے کیلئے تقسیم کر دیتے کہیں دعوت ہوتی تو انہیں ضرور ساتھ لیجاتے کہیں سے صدقہ کا کچھ آتا تو انہیں سب کا سب اٹھا کر بھیج دیتے آپ نے ان کے آرام کے مقابلے میں اپنی بیٹی تک کی درخواست مسترد کر دی تھی اور صاف کہہ دیا تھا یہ نہیں ہو سکتا کہ تمہیں دوں اور میرے صفہ والے بھوکے مریں مسلمانوں کو بھی ان کی طرف برابر توجہ دلاتے رہتے تھے یہاں ذرا اس انتظام پر غور کیجئے کہ کس طرح بیک کرشمہ دو کار والا مضمون ہو رہا ہے غریب و نادار صحابیوں کی پرورش بھی ہو رہی ہے تعلیم بھی ہو رہی ہے رہنے سہنے کا بھی بندوبست ہے دنیا کو یہ دکھانا اور واضح کرنا بھی مقصود ہے کہ غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کی پرداخت و پرورش کا انتظام ملت کی طرف سے ہو تو وہ اس کے لئے کتنے مفید و عزیز ہو سکتے ہیں پھر جبکہ اور صحابہ زراعت و تجارت میں مصروف ہو گئے تھے تو یہ غریب جو انہی کی طرح اللہ کے بندے تھے اور برسوں کی غلامی، تہیدستی اور مصیبت نے جن کی تمام عملی قوتیں سلب کر لی تھیں کیا کرتے۔

آپ نے انہیں تعلیم و عبادت کے لئے وقف کر دیا اور وہ بنا و بنا کر آگے چل کر انہوں نے آقائی کی اور جو لوگ ان کی غربت کا استہزا کیا کرتے تھے وہ ان کی ترقیاں اور کمالات دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے یہ بھی بتانا اور ظاہر کرنا تھا کہ اسلامی تعلیم و تربیت اگر بڑے سے بڑے حقیر و ذلیل اور غلام و غریب کو بھی فرش ذلت سے اٹھا کر عرش عزت پر پہنچا سکتی تو پھر یہ کہ صفہ والوں کی ترقیاں دنیا والوں کے لئے ایک معمہ نہیں۔

قرائے صفہ کی فاضلانہ تعلیم

صفہ کے قرار کتنے ہی نادار مفلس فقیر اور بیکس ہوں مگر اسلامی یونیورسٹی کے طالبعلم تھے رسول کریم سے تعلیم پائی تھی اور تعلیم بھی فاضلانہ اور حکیمانہ تفاسیر و نکات قرآنی پر کامل عبور حاصل ہو گیا تھا یہ کتنی غربت اور مشکلات تھیں وہ بھی چند سال ہی میں دور ہو گئیں اس مدت میں انہوں نے کمال پیدا کر لیا چنانچہ حضور نے انہی کو قبائل کی تعلیم پر مامور فرما دیا محصلین زکوٰۃ بھی یہی مقرر کئے جاتے خراج کے وصول کرنے کے لئے بھی یہی متعین کیا گیا جہاں کہیں عمال کے تقرر کی ضرورت واقع ہوتی وہاں بھی انہیں ہی عامل بنا کر بھیجا گیا۔

فارغ التحصیل ہونے پر جو دیکھا گیا تو جامعہ صفہ کا ہر طالبعلم اپنے وقت کا بہترین منتظم نکلا اور انہوں نے اسلام کی عظیم الشان خدمات انجام دیں کہ دنیا انگشت بدنداں رہ گئی اور رہے گی۔

چار پیسہ کا لکڑ ہارا چار لاکھ کا مالک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اسی یونیورسٹی کے ایک غریب و بیکس طالبعلم تھے اتنے غریب کہ فاقوں پر فاقے ہوتے تھے اور قرار کے ساتھ آپ بھی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور بازار میں فروخت کر کے اپنے ایک دو وقت کے کھانے کا بندوبست کر لیا کرتے تھے نہ روٹی تھی نہ کپڑا، اب تعلیم اسلام اور معلم الکتاب والحکمۃ کی تربیت کا کمال دیکھیے کہ فارغ التحصیل ہو کر میدان عمل میں جو نکلے ہیں تو زمانہ کو مسخر کر دیا میدان جہاد میں اترے تو جنگ خیبر جیسی خونبار جنگ میں اسی جرات و جلادت سے رہے کہ دیکھنے والے انگشت بدنداں تھے میدان تعلیم میں قدم رکھا تو وہ قرآنی نکات و اسرار بتانے لگے کہ ہر طرف سے تحسین و آفرین کے پھول برسنے لگے محدث بنکر سامنے آئے تو ۸۰۰ احادیث بیان کر دیں۔

واعظ و خطیب ایسے کہ مجمع پر ایک بیخودی طاری ہو جاتی تھی حضرت عمر رض کے وقت میں بحرین کے گورنر مقرر ہو جاتے ہیں تو اس خوبی و لیاقت سے انتظام کرتے ہیں اور اس لیاقت کی حکمرانی ہوتی ہے کہ بحرین والے

خوش ہو جاتے ہیں تجارت کا شوق ہوتا ہے تو بحرین ہی سے چار لاکھ کما لاتے ہیں بعد پھر مدینہ کے دولتمند تاجر بنجاتے ہیں ایک غریب و مفلوک الحال غلام تعلیم اسلامی کی بدولت کیا بنتا ہے کیا سے کیا ہوتا ہے غور کیجیے اور مشاہدہ فرمائیے۔

پٹنے والے غلام کے شجاعانہ کارنامے

حضرت عامر بن فہیرہ کیا تھے محض ایک غلام جن کی تمام علمی قوتیں سلب ہو چکی تھیں شب و روز مار پڑتی تھی حضرت ابوبکرؓ کو رحم آگیا خرید کر آزاد کر دیا بکریاں چرانے لگے ابوبکرؓ کی بکریاں ہی چراتے چراتے مدینہ پہنچ گئے صفہ یونیورسٹی میں داخل ہو گئے قرآت کی تعلیم اور حضور جیسا معلم! قرآن، تفسیر، احادیث، بیان، معانی اور مسائل وغیرہ میں کامل بن گئے تمام قوات عقلی و دماغی بیدار ہو گئے تمام محاسن و اوصاف کے جامع بن گئے بدر و احد جیسی معرکہ آرا جنگوں میں پوری پوری داد شجاعت دی ہر طرف اپنی عقل و قابلیت کی دھاک بٹھادی بیر معونہ کے واقعہ میں جہاں ایک مختصر فوجی جمعیت کے ساتھ آپ گئے ہوئے تھے دھوکہ سے شہید کر دیئے گئے۔

اگر عامر زندہ رہتے تو یقیناً انھیں بہت بڑی شہرت حاصل ہوتی تاہم آخر وقت آپ نے گرانقدر خدمات انجام دیں موسیو گاسٹن کارنے بالکل صحیح لکھا ہے کہ "اس عاقلانہ مذہب کے قانون (قرآن) میں وہ تمام مصالح و مفاد موجود ہیں جن سے زمانہ حال کا تمدن بنا ہے اس حیرت انگیز سادے مذہب نے دنیا کی عمرانی و اجتماعی ترقی کے لیے ہر قسم کے اساسی ذرائع و وسائل یورپ کو بہم پہنچائے امن و امان اسی کے دم سے قائم ہے"

جامعہ صفہ کے متبحر پروفیسر

قرآنی علوم کے منتہی اور صفہ یونیورسٹی کے پروفیسر حضرت عبادہؓ کی زندگی پر غور کیجیے پہلے قرآن کریم کی جمع و کتابت کا کام کیا پھر پروفیسر ہوئے بدر و احد میں جرات و جلادت کے ساتھ لڑے صدقات و زکوٰۃ کے عامل مقرر ہوئے حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت میں حمص و فلسطین کے اندر آپ کو معلم قرآن مقرر کیا اس کے بعد فقہ اسلام کے مدون بنے پھر مفسر قانون کے جلیل القدر عہدہ پر سرفراز ہوئے یہ سب عہدے ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں مگر جہاں مامور ہوئے حضرت عبادہؓ نے پوری قابلیت کا ثبوت دیا کیا یہ اسلامی تعلیم کا کمال نہیں صیغہ تعلیم میں پروفیسر، محکمہ مالیات میں کلکٹر، حربیات میں سپہگری اور قانون میں مشیری سب کچھ کیا تعلیم، مال، فوج، قانون جہاں پہنچے قابلیت کا سکہ جما دیا۔ حضرت عمر فاروقؓ کیا تھے، مگر دشمنوں کو بھی ان کی معدلت و سطوت و دماغی قابلیت اور انتظام و حکمرانی کی اہلیت کا اعتراف ہے اور اعتراف کیا ساری دنیا حیران ہے کہ عمرؓ کیسے لاثانی دل و دماغ کے حامل تھے حقیقت یہ ہے کہ دنیا آج تک عمرؓ جیسا ہمہ صفت موصوف فرمانروا نہ پیدا کر سکی اور نہ غالباً پیدا کر سکے گی۔

آج دنیا کی کسی یونیورسٹی کا بھی نام لے سکتے ہو جس کا ہر طالب العلم مختلف شعبوں میں اپنی اکملیت کا پورا ثبوت پیش کر سکے۔ حضرات ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ سعد بن وقاصؓ عمرو بن العاصؓ زبیرؓ طلحہؓ ابو عبیدہؓ ابو ایوب انصاری اور عبدالرحمن بن عوف کے متعلق کون کہہ سکتا ہے کہ وہ کسی دائرہ عمل میں بھی قابل نہ تھے۔ آخر یہ قابلیت ان میں کہاں سے پیدا ہو گئی عرب صدیوں سے موجود تھے مگر کس چیز نے نصف صدی گزرنے سے پہلے پہلے انھیں دنیا کے بہترین انسان بنا دیا وہ تعلیم صرف قرآنی تعلیم تھی قرآن آج بھی موجود ہے مگر معلم نہیں، محفل آج بھی سجی ہوئی ہے مگر شمع محفل نہیں اسلام کے پروانے اور نام لیوا آج بھی موجود ہیں مگر ان کا رہبر نہیں۔ کاش مسلمان سمجھیں کہ جس مذہب سے وہ بے پروائی برت رہے ہیں وہ کیا چیز ہے۔

عاقل مقنن

ساتویں صدی عیسوی کی بے آئینی

عرب میں بعثت نبوی کے وقت ساتویں صدی میں کوئی قانون نہ تھا اگر تھا تو وہ "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" والا قانون تھا آپ کسی کے چار آدمیوں کو بھی قتل کر دیں تو پرواہ نہیں اور دوسرے کے ہاتھ سے اپنے آدمی کی نکسیر بھی پھوٹ جائے تو دنیا ت پر پا کر دیں چوری، ڈکیتی، جھوٹ، فریب، قتل، زنا، لوٹ، فساد، مار پیٹ، قمار بازی، قتل اولاد، عربوں میں کوئی جرم نہ تھا بلکہ ان میں سے بعض کیا اکثر جرائم تو اکثر قبائل کے جزو طبیعت بن گئے تھے کوئی عدالت تھی نہ کوئی کچہری نہ اصول تھے نہ آئین ہر طرف ایک نادر شاہی سلطنت تھی اور عرب ہی پر کیا منحصر ہے اس وقت ایران، روم، ہندوستان کی وہ مہذب و متمدن سلطنتیں کہلاتی تھیں یہاں بھی کوئی قانون نہ تھا فرمانرواؤں اور میروں کی زبان ہی قانون تھی۔

روم میں ضرور آئین سازی و جمہوریت کی مشق کی گئی لیکن برائے نام آج بنے اور کل منسوخ ہو گئے امراء و رؤسا کی جماعت ہر زمانہ میں باقتدار رہی اور اس لئے نہ ہی عام انسانی حقوق کے احترام کو ضروری سمجھا عورتوں، غلاموں اور زیر دستوں پر نہ صرف ظلم کی بجلیاں گرتی رہیں بلکہ ان کا قتل ان کی فروخت اور ان پر ظلم کبھی کوئی جرم ہی نہ سمجھے گئے۔ مزارعین مزدوروں، صناعوں اور عورتوں کے لئے کوئی قانون نہ تھا ان کے مالک و آقا ہی ان کے بادشاہ تھے ہندوستان کے اندر اچھوتوں کی جان برہمنوں کے ہاتھوں میں تھی عورت کی کوئی ہستی نہ تھی۔

حقوق عامہ کا تجزیہ

اسلام نے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو کر سب سے پہلے حقوق کی تقسیم کی رسول اکرمؐ نے پہلے حقوق کو دو لوٹ پر تقسیم کیا حقوق اللہ اور حقوق العباد اور صاف طور پر غیر مبہم الفاظ میں اعلان کر دیا کہ حق اللہ میں کوتاہی تو قابل عفو بھی ہے لیکن حقوق العباد وہ چیز ہیں جن میں غفلت و کوتاہی ہرگز معاف نہیں کی جا سکتی ہر شخص کا حق اس کے اپنے ہاتھ میں ہے جسے اس کے سوا اور کوئی نہیں بخش سکتا۔ یہ حقوق انسانی کے قیام و احترام کے متعلق پہلی آواز تھی۔

اس کے بعد آپ نے ماں باپ بیٹا بیٹی بھائی بہن بیوی ساس سسر پڑوسی، دوست دشمن مسلم غیر مسلم دوست غیر مسلم دشمن غیر مسلم بڑے چھوٹے راعی، رعایا مرد عورت غلام حتیٰ کہ حیوانوں تک کے حقوق تفصیل کے ساتھ بتائے اور ان کے متعلق آئین مدون کئے اسلام سے بیشتر کسی مذہب میں ان کے حقوق کی تفاصیل موجود نہ تھیں اور ہر انسانی جان کی حفاظت ضروری بتائی۔

فوجداری قانون

اس وقت کسی نہ کسی حیثیت میں دو شریعتیں موجود تھیں شریعت یہود اور شریعت عیسوی جو دونوں دو مخالف انتہاؤں پر قائم تھیں تورات تو کہتی تھی کہ دانت کے بدلے دانت توڑ دو آنکھ کے بدلے آنکھ نکال لو ناک کے بدلے ناک کاٹ دو انجیل کا حکم تھا کہ کوئی ایک رخسار پر طمانچہ رسید کرے تو دوسرا بھی اس کے سامنے کر دو۔ ایک میں اتنی سختی کہ عفو و معذرت کی گنجائش ہی نہیں دوسرے میں اتنی نرمی کہ بد باطنوں کی سرزنش ہی محال! رسول اکرمؐ نے وہ اصول پیش کیا جس سے بہتر اصول کوئی تہذیب و مذہب پیش کر سکا تھا اور نہ کر سکتا ہے یہ اصول اسلامی قوانین فوجداری کا بنیادی اصول ہے جزاء سيئة سيئة مثلها فمن عفى واصلح فاجره على الله انه لا يحب الظالمين کسی بدی کا بدلہ ویسا ہی بدلہ ہے جیسا جرم کیا جائے ویسی ہی سزا دی جائے لیکن اگر کوئی اصلاح کے پیش نظر کسی کو معاف کر دے تو اسے اس کا اجر اللہ دیگا اللہ تعالیٰ ظالموں سے کبھی محبت نہیں کرتا۔ یعنی سب سے پہلا اصول یہ مقرر کیا کہ سزا جرم کے تناسب سے بڑھ نہ جائے دونوں میں توازن قائم رہے اب ہر ملک میں وہاں کے حالات کے مطابق سزائیں تجویز کی جا سکتی ہیں لیکن اسی طرح کہ جرم و سزا میں توازن قائم رہے دوسرا اہم نکتہ یہ پیش کیا کہ سزا کا مقصد ہمیشہ اصلاح ہونا چاہیے نہ کہ انتقام کیونکہ اس سے خصومتیں مٹنے کے بجائے بڑھتی رہتی ہیں لیکن اگر عفو سے اصلاح ممکن ہے تو عفو کر دینے والے کو اس کا اجر خدا کے یہاں ملیگا لیکن عفو میں بھی یہ خیال ملحوظ رہے کہ مستغیث پر ظلم نہ ہونے پائے اور وہ بھی راضی ہو گو یا عفو و سزا کو موقع دیکھ کر کام میں لائے۔ مثلاً ایک شخص ہے کہ اس سے اتفاقاً جرم سرزد ہو گیا یا کسی سے جرم سرزد ہو گیا اور وہ اس پر نادم ہے معافی مانگتا ہے اور یہ بھی یقین ہے کہ اگر اسے معاف کر دیا گیا تو پھر کبھی یہ اس جرم کا ارتکاب نہ کریگا تو اس کی اس ندامت کی رعایت کر سکتے ہو بخش سکتے ہو کیونکہ اس معافی میں اصلاح

ہی کا جذبہ مصروفِ کار فرمائی ہوگا اس لئے اس کا ثواب ملیگا لیکن ہر حالت میں مستغیث کی رضامندی لازمی ہوگی ظاہر ہے کہ اس سے بہت فائدہ ہوگا ایک شخص کی زندگی داغدار ہونے سے بچ جائیگی اور دو لوگوں کے دل بھی صاف ہو جائینگے دنیا میں آج بھی شورش رہا ہے کہ سزا کا مقصد اصلاح ہونا چاہیئے لیکن آج بھی اس کا خیال نہیں کیا جاتا اور عموماً سزائیں انتقاماً دی جاتی ہیں

سزائے قتل اور اسلام

اسلام سے پیشتر یہ حالت تھی کہ غرباء کا قتل کوئی اہمیت نہ رکھتا تھا عورت اور غلام کا قتل قابل سزا نہ تھا خود مہذب روم اور ہندوستان میں یہی حالت تھی سزا کے معاملہ میں نسل اور حیثیت کو ملحوظ رکھا جاتا تھا آج سے پیشتر ہندوستان میں بھی کوئی مثال ایسی نہیں کہ کسی گورے کو کسی کالے کے قتل کے جرم میں سزائے قتل دیگئی ہو امریکہ اور افریقہ میں آج بھی یہی صورت دیکھنے میں آتی ہے ایک گورہ کسی حبشی کو قتل کر دے تو کوئی بہت بڑا جرم نہیں اور اگر کہیں حبشی اور سیاہ فام کے ہاتھ سے کسی گورے کی جان ضائع ہو جائے تو امریکن پبلک عدالت کے فیصلہ کا بھی انتظار نہ کرے گی بلکہ جیل کے دروازے توڑ کر ملزم کو زبردستی کھینچ کر باہر لائیگی اور ایک میدان میں لگا کر عوام کے اسے تڑپا تڑپا کر اور آگ پر بھون بھون کر ختم کیا جائیگا قتل کی سزا کے معاملہ میں دنیا پر ہمیشہ نسلی و قومی امتیازات و احساسات مسلط رہے خود کسی کے ہزار افراد بھی قتل کر دیں تو کوئی بات نہیں اور اپنا ایک آدمی بھی دوسرے کے ہاتھ سے مارا جائے تو قیامت برپا ہو جائے اور جب تک اس کے نسل و بچہ کو انتقام میں تباہ نہ کر لیا جائے دم نہ لیا جائے۔

لیکن اسلام نے اس لغویت کو کبھی گوارا نہ کیا اور ہر قتل کی سزا قتل رکھی خواہ وہ قتل غریب کا ہو یا امیر کا البتہ چونکہ انسان کی جان بہت قیمتی چیز ہے اس لئے اسلام نے یہ قرار دیا کہ اگر مقتول کے ورثاء خون بہا لیکر قاتل کو بخش دیں تو اسے بخشا جاسکتا ہے آج بھی اس پر زور دیا جا رہا ہے کہ قتل ایک وحشیانہ سزا ہے اور اسے اڑا دینا چاہیئے لیکن اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے ہی اس میں ایک لطیف نکتہ پیدا کر دیا تھا جس سے قاتل کی جان بھی بچتی تھی اور ورثائے مقتول کی امداد بھی ہو جاتی تھی کسی بیوہ کو قاتل کے قتل سے کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے البتہ اگر اسے خون بہا مل جائے تو اس سے وہ اپنی پرورش کا بندوبست کر سکتی ہے

حفظ جان و مال اور اسلام

اسلام نے حفظ جان و مال حفظ ننگ و ناموس اور حفظ حقوق و معاملات میں ہر کہہ و مہ میں پوری مساوات قائم کردی ہے انسانی جان و مال کی حفاظت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ شریعت اسلام نے بلا امتیاز رنگ و نسل اور بلا تمیز ملک و ملت تمام افراد انسانی کو اپنے حیطۂ حفاظت میں لے لیا ہے جو غیر مسلم اسلامی ممالک میں آباد ہوں ان کا قتل ہی گناہ کبیرہ نہیں بلکہ ان کی غیبت بھی حرام ہے ظلم بھی حرام ہے۔ فقہ حنفی کی معتبر کتاب فتاوی میں صاف تصریح موجود ہے کہ مسلمانوں اور ذمیوں کے مابین قصاص جاری کیا جائیگا "ویجری القصاص بینه و بین المسلم"

حفظ مال کے متعلق اب اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان غیر مسلم کے خمر و خنزیر کو بھی تلف کر دے تو اس سے ہرجانہ دلایا جائیگا (در مختار)

حفظ ننگ و ناموس اور اسلام

اسلام میں جس طرح مسلمانوں کے ننگ و ناموس کی حفاظت شرعاً واجب ہے اسی طرح غیر مسلموں کی بھی ضروری ہے کہ زبان سے ہاتھ پیر سے معاملہ سے تکلیف پہنچانا غیبت کرنا آبرو ریزی کرنا اذیت دینا اہانت کرنا سب حرام ہے (در مختار)

حفظ حقوق و معاملات اور اسلام

حقوق و معاملات کی یہ کیفیت ہے کہ میزان عدل بالکل متوازن رکھی گئی ہے تمدن و معاشرت کے اعتبار سے حقوق انسانی ہزارگونہ اقسام پر مشتمل ہو گئے ہیں ان حقوق کی مساوات میں عربی عجمی امریکی افریقی رومی شامی ہندوستانی چینی امیر غریب راعی و رعایا قوی و ضعیف شاہ و گدا ان میں اسلام نے کوئی فرق اور کوئی امتیاز نہیں رکھا ہے جو شئی کا معاملہ ہو تو شاہ و گدا کے لئے ایک حکم ہے حدود و قصاص ہوں مثلاً قتل عمد یا قتل خطا کی سزا چوری کی حد زنا کی حد شرب خمر کی حد قطع اعضائے جسمانی کا قصاص یا دیت ان سب میں تمام نوع انسان بالکل برابر اور بالکل یکساں رکھا گیا ہے ان میں مسلم و غیر مسلم کی کوئی تمیز نہیں عہد رسالت میں ایک شریف خاندان قریشی خاتون چوری کے الزام میں ماخوذ ہوئی قریش اسے قطع ید کی سزا ملنے کو اپنے لئے باعث ننگ و عار سمجھتے تھے سب کو شاق گذر رہا تھا لیکن عرض کرنے کی جرأت کسی کو نہ ہوتی تھی آخر حضرت اسامہ بن زید سے سفارش کرائی گئی آپ کو بہت ناگوار گذرا اور فرمایا "اتشفع فی حد من حدود الله" کیا تم خدا کی مقررہ حدود میں سفارش کرتے ہو۔

اس کے بعد آپ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا کہ تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ ان میں جب کوئی رتبہ والا چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور کسی کم حیثیت والے سے یہی جرم سرزد ہوتا تو بلا تامل سزا دیدیتے قسم ہے خدائے پاک کی اگر میری فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی اعلا

کر دیا تھا کہ حقوق و معاملات میں بڑے چھوٹے امیر و غریب کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہ کروں گا حضرت عمر فاروقؓ نے فیصلہ فرمایا کہ ایک کم حیثیت شخص کے بارے میں شاہ غسان کے خلاف جو صعاً کرنے کا حکم دیدیا تھا اور اپنے بیٹے تک پر حد جاری کر دی تھی مجلس حکومت و قضا میں بھی کوئی امتیاز باقی نہ رہنے میں شرعت شرعۃ الاسلام میا ہے۔ کہ رعیت کے سب تمام انواع و اصناف میں مساوات ملحوظ رہے کسی کو اس کے مرتبہ کی وجہ سے ترجیح نہ دی جائے قاضی کو چاہیے کہ مدعی اور مدعا علیہ میں کسی امر کے متعلق کوئی فرق روا نہ رکھے نہ دیکھنے میں نہ جگہ میں اور نہ گفتگو و عمل میں ہے

حضرت عمر فاروق سے ایک مسلمان کے مقابلہ میں ایک یہودی کو ڈگری دیدی حضرت علی کے خلاف اس وقت کہ وہ خلیفہ تھے قاضی شریح کی عدالت میں ایک مقدمہ پیش ہوا مقدمہ کی اہمیت دیکھیے کہ فرمانروا وقت مدعی ہے اور ایک غیر مسلم یہودی مدعا علیہ مگر مقدمہ اس بنا پر خارج ہوتا ہے کہ حضرت علی کی طرف سے بطور گواہ حضرت امام حسن (بیٹے) پیش ہوتے ہیں اور بیٹے کی شہادت باپ کے حق میں معتبر نہیں کیا دنیا میں اس انصاف اس مساوات حقوق اور ایسے قانون کی کوئی نظیر موجود ہے نہیں اور ہرگز نہیں۔

فرق مراتب اور اسلام

اسلام میں امتیازات ہیں لیکن وہیں جہاں ان کی ضرورت ہے اور بنیادی حقوق جان و مال وناموس سے ان کی تصادم نہیں ہوتا اولاً امتیازات تمدنی اور معاشرتی اور ثانیاً امتیازات مذہبی دو باہمی شادی کے معاملہ میں کفو کا امتیاز جائز رکھا گیا دو شخص ایک ہی رتبہ و حیثیت کے ہیں مگر ایک کو ہمسایہ ہونے کی وجہ سے فوقیت حاصل ہے جائداد غیر منقولہ میں ہمسایہ کا حق مقدم ہے شفع خالص اسلامی قانون ہے۔ والدین کو اولاد کے معاملہ میں امتیازی حیثیت دی گئی ہے کہ اگر باپ بیٹے کو قتل کرے تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا اس لئے باپ کو بیٹے سے فطرتاً محبت ہوتی ہے وہ کبھی عمداً اپنے بیٹے کی جان نہیں لے سکتا دوسرے ایک بیٹے کی رضاعت ہی جرم کی کافی سزا ہے۔

شاہ و رعیت میں اتنا امتیاز ہے کہ شاہ کی اہانت خاص جرم قرار دی گئی من اھان سلطان اللہ فی الارض اھانہ اللہ

مرد و عورت میں بھی صنفی امتیاز کی وجہ سے احکام و اوامر میں ایک حد تک امتیاز روا رکھا گیا ہے الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض و بما انفقوا من اموالھم دونوں کے حقوق دونوں پر قائم کر کے تصریح کر دی گئی مگر مرد قوامیت کا لحاظ ضروری تھا عقد نکاح تک مرد و عورت بالکل مساوی ہیں اور دونوں کی رضامندی ضروری ہے کیونکہ یہ ایک معاہدہ باہمی ہے مگر جب مرد کی قوامیت قائم ہو گئی تو طلاق کا اختیار صرف مرد ہی کو ہے البتہ عورت طلاق طلب کر سکتی ہے خود علیحدہ نہیں ہو سکتی عورت کے سپرد تربیت اولاد اور اطاعت خاوند وغیرہ فرائض کئے گئے اور مرد پر عورت کا نفقہ لازم کیا گیا اور تاکید کی گئی کہ وہ حسن معاشرت کے ساتھ رہے تکلیف پہنچانے کی شدید ممانعت کی گئی اختلاط نسب سے بچنے کی وجہ سے عورت بیک وقت دو مردوں سے شادی نہیں کر سکتی مگر مرد کثیر الاولادی اور ضرورت کے اعتبار سے چار تک شادیاں کر سکتا ہے مگر بشرط قیام عدل۔ مرد کی ذمہ داریاں اور ضرورت کا لحاظ کر کے میراث میں فرق کر دیا گیا مگر عورت کو پھر دلایا گیا اور فرائض شاقہ سے مستثنیٰ کیا گیا۔

اسلام و کفر میں بھی امتیاز ہے افنجعل المسلمین کالمجرمین آیت ہے کوئی مسلمان عورت غیر مسلم مرد سے نکاح نہیں کر سکتی کہ عورت کو مرد کی اطاعت کرنی پڑتی ہے اور اس میں ایمان اور اسلام کے لئے خطرہ ہے مسلمان مرد مشرک عورت سے شادی نہیں کر سکتا البتہ اہل کتاب سے ہو تو اجازت ہے جو ٹیکس مسلمان سے تجارت یا زراعت سے لیا جاتا وہ زکوٰۃ و عشر ہے اور اس کا مصرف جدا ہے مگر غیر مسلم سے جو ٹیکس لیا جاتا ہے وہ جزیہ ہے یا خراج ان کا مصرف بھی علیحدہ۔

عالم و جاہل میں بھی امتیاز روا رکھا گیا صالح و فاسق میں امتیاز ہے اور ہونا چاہیے عالم کا جو احترام ہو سکتا ہے جاہل کا نہیں ہو سکتا صالح و شریف کا جو اعتبار کیا جا سکتا ہے فاسق اس کا اہل نہیں بن سکتا خود صحابہ کرام میں امتیاز ہے ایک جماعت وہ تھی جس نے نہایت ہی نازک اور پر آشوب زمانے میں اسلام قبول کیا تکلیف اٹھائی اور مال خرچ کیا اور دوسری جماعت نے بعد کو فتح کے بعد اسلام قبول کیا اور خرچ کیا لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ علماء میں بھی اختلاف ہے ایک عالم بھی ہے اور فقیہ بھی اور دوسرا صرف عالم ہے فقیہ کو بھی غیر فقیہ پر ترجیح ہے پیر کو مرید پر فوقیت ہے استاد کو شاگرد پر متقی کو غیر متقی پر کیا یہ اسلام کی برتری کا ایک زندہ ثبوت نہیں کہ بنیادی و اساسی حقوق میں تمام بنی نوع انسان کو یکساں حقوق عطا کر کے فروعات میں حسب ضرورت فرق مراتب کر دیا گیا ایک عالم و جاہل و مسلم و غیر مسلم جان و مال و آبرو و معاملات میں بالکل برابر ہے البتہ تقویٰ و ایمان و علم کے لحاظ سے صرف فرق مراتب کر دیا گیا ظاہر ہے کہ اگر عورت و مرد عالم و جاہل نیک و بد استاد و شاگرد باپ بیٹے اور گھوڑے گدھے برابر کر دیئے جائیں تو انتظام عالم میں فرق آ جائے۔

فوجی و تمدنی و معاشرتی قوانین

سیاست میں جمہوریت کی پہلے اسلام ہی نے د...

و مشاورہ هم اور لین دین میں ۔

بیع و شری لین دین تعلقات غیر اقوام ہر پہلو پر رسول کریم نے ہدایات دیں اور دنیا کی رہنمائی کی ۔ معاشرت میں نکاح ، طلاق ، ازدواجی تعلقات ہمسایوں سے سلوک رشتہ داروں سے برتاؤ یگانوں اور بیگانوں سے میل جول ، ہر قسم امور ، وآئین مقرر کئے حربیات میں وہ آئین بنائے کہ اب تک دنیا حیران ہے معاہدات مسلم و غیر مسلم اسیران جنگ کا انتظام و سلوک ، مال غنیمت کی تقسیم پابندی عہد مفتوحہ ممالک سے برتاؤ ، جنگ کی ضرورت جنگ کا طریق جنگ کا آغاز ہر امر کے متعلق قانون موجود ہے رسول نے جنگ کے تمام وحشیانہ طریقوں کو خلاف قانون قرار دیا ، دھوکہ سے مارنے بلا وجہ حملہ کرنے مقتولین کا مثلہ کرنے دشمن کے بچوں پر چاندماری کرنے عورتوں بوڑھوں اور مذہبی پیشواؤں اور غیر حربیوں کو لوٹنے اور ان پر دست درازی کرنے کو ناجائز قرار دیا ، کھیتوں باغوں کو اجاڑنے عمارتوں کو منہدم کرنے ، قتل عام کرنے ان سب مظالم کو روک دیا ۔ بہرکیف اسلام نے وہ ملکی سیاسی تمدنی معاشرتی اور حربی قانون بنائے اور ایسے اصول دنیا کے سامنے پیش کئے جن میں قساوت سنگدلی بیرحمی انتقام اور نسلی و مذہبی تعصبات کا کوئی عنصر موجود نہ تھا جن سے مسلم اور غیر مسلم یکساں فائدہ اٹھا سکتے تھے دوست و دشمن کو برابر منفعت پہنچتی تھی ۔

دنیا میں جتنے ذمائم اخلاق پھیلے ہوئے تھے ان سب کا استیصال کر دیا قتل بغاوت ، بلوہ شر انگیزی ، شیطنت کاری ، قمار بازی زنا ، خلل اندازی عصمت ، رشوت ، توہین ، خیانت ، غیبت بدگوئی شر انگیزی فحش کاری تہمت تراشی دغا و فریب کذب و دروغ چوری ڈکیتی فساد انگیزی معاہدہ شکنی ہر چیز کے متعلق تعزیرات مقرر کیں لین دین ناپ تول خرید و فروخت ، شرکت و معاہدہ ، بیع و شری ہر امر کے متعلق مکمل قوانین نافذ فرمائے زنا کی سزا بھی قتل ہی مقرر کی اس لئے کہ آبرو جان سے زیادہ عزیز ہوتی ہے کہ نہیں ہوتی ، ترک نماز و ترک اسلام کی سزا قتل ہی مقرر کی ہے کہ انسان اسی وقت تک معاصی سے باز رہ سکتا ہے جب تک اس کے دل میں اللہ کا خوف ہے ، اس کے قیام کے لئے ہی مذہب ضروری ، دنیا نے تسلیم کر لیا ہے کہ قیام امن اور فلاح بنی نوع انسان کے لئے اخلاق کی اولین ضرورت اور اخلاق خدا ترسی کے بغیر ہرگز نہیں سنور سکتے اور خدا ترسی مذہب ہی سے پیدا ہوتی ہے ۔

دنیا میں ستو کا قانون بھی ہے اور موسیٰ کا قانون بھی ہے اور ان کے علاوہ اور دیگر قوانین بھی ہیں مگر انصاف سے کہئے کہ کیا اسلامی قوانین کا مقابلہ کوئی قانون کر سکتا ہے ہرگز نہیں یقیناً اس سے بہتر اور اتنا مکمل قانون نہ دنیا کو کبھی ملا اور نہ آئندہ مل سکتا ہے ۔

عدیم النظیر ہادی

یہودیت کا تسفل بعثت نبوی سے پیشتر یہود و نصاریٰ نے عربوں میں
اپنا دین پھیلانے کے لئے ہر ممکن سعی و عمل سے
کام لیا بعثت سے سخت جد و جہد کی جا بجا اپنے مبلغین پھیلا دیئے لیکن
... شدید ... کامی ہوئی اور ... کے بیان کے مطابق یہ لوگ
... پبلک ... یہودیت میں علم و دولت کی فراوانی
تھی ... ان میں تجارت بھی تھی اور مدارس بھی تھے عرب والے
... فضیلت کو تسلیم بھی کرتے تھے ان کا تقدس بھی ایک حد
... تھا لیکن اصل تورات نا پید تھی بخت نصر اور ٹیٹس کے حملوں
... ضائع ہوئی اور بار بار بعض یاد داشت پر مرتب ہوئی
... ہوتے اور بار بار گم ہوتے اس ... جو تورات رہ گئی تھی وہ
... ت نہیں تھی ... اس میں وحی کا جز باقی تھا مگر ... کھو گیا
... اضافے سب اس طرح مل جل گئے تھے کہ انھیں ایک
... کا ناممکن نہ رہا تھا پھر یہ بھی عام نہ تھی ربان و احبار
... جانتے ہوئے ... تھا اس کے عالم تھے وہی اسے پڑھتے
... تھے عوام و خواص کو اس سے کوئی مس نہ تھا جو ان
... بتایا وہی لوگوں نے تسلیم کر لیا ان کی زبان
... وہ اصول کا نام یہودیت تھا جسے چاہا حلال کر دیا
... یہ حقیقت ہے کہ تورات میں ایک حصہ الہامی
... انجیل ... چند فقروں کے سوا کچھ نہیں رہا
... تسلیم کرتے ... کثرت دولت و اقتدار کے باعث
... شہر میں انھیں بڑا اقتدار حاصل تھا حقیقت میں
... تے تھے مدینہ ... میں ان کا رئیس قیطیون تھا
... تی کر ... مدینہ بلکہ نواح میں جو کوئی لڑکی
... سے پہلے ایک شب اس کے شبستان عیش میں
... ان کے اخلاق تو خود بگڑے ہوئے
... کو بڑا شاق گذر رہا تھا
... جس کی شادی کا وقت آیا تو وہ اس
... تیار نہ تھی عین شادی کے روز
... سے گندی ڈانٹ پڑی تو بولی
... سے زیادہ تو بے غیرتی نہیں مالک کے قلب
میں بجلی سی کوند گئی دوسرے دن سہیلیوں کے لباس میں وہ بھی ساتھ
ہو لیا اور فطیون کو قتل کر کے شام پہنچا اور غسانیوں کو چڑھا لایا جنھوں
نے پہلے الفسا کی شادی ... کی اور پھر یہود کو بلایا اور مجلس ضیافت
میں تمام یہودی رؤسا کو چن چن کر قتل کر ڈالا اس طرح ان کا صدیوں کا
زور ٹوٹ گیا بلکہ اس کے بعد الفسا ... خانہ جنگی ہو گئی بڑے بڑے
رؤسا ... اور یہودیوں کا اقتدار پھر قائم ہو گیا اتنے سخت تھے
کہ انصاری ... تک کو رہن رکھوا لیتے تھے۔

عیسائیت کا زوال عیسائیت تثلیث میں غرق ہو چکی تھی تا ہم حیران
اور یمن میں اسے زبردست اقتدار حاصل تھا
ایک حد تک ... ائی کرتے تھے ان کی مالی حالت بھی اچھی تھی مگر انجیل
ان کے پاس بھی اصل حالت میں نہ تھی محض ترجمہ تھا اور وہ بھی محرف تھا
پھر بھی راہبوں ... کا قبضہ تھا عام نہ تھی جو کچھ یہ بتاتے وہی سب
مان لیتے یہ ... نہیں ... تھوڑے ہی عرصے کے ... سب
تھے جو شمال و جنوب عرب پر ... کہتے تھے اور ... کی ... حالت
بہت اچھی ... بدھ مذہب ... مذہب اور ہندو دھرم پرانے مذہب
تھے ان کی ... بھی اصلی حالت ... نہ تھیں ان پر بھی برہمنوں بھکشوؤں
وغیرہ کا قبضہ تھا عام لوگ ان کے ... سے محروم تھے تینوں بت پرستی
انسان پرستی ... پرستی حیوان پرستی سب کچھ ان میں شامل ہو گئی
تھیں ہر جگہ ہر مذہب پر ایک خاص جماعت کا قبضہ تھا تعلیم عام کہیں
بھی نہ تھی مذہبی پیشواؤں کی زبان ہی مذہب تھی اور بس مذہب دوکانداری
بنا ہوا تھا اور پوری دنیا ضلالت و گمراہی میں ڈوب گئی قرآن کریم نے
دنیا کی اس زبوں حالت کا نقشہ کن بہتر الفاظ میں کھینچا ہے ظہر ا
لفساد فی البر والبحر یعنی خشکی و تری میں فساد پھیل گیا تھا کہیں امن
و عافیت نہ تھی۔

اسلام کا نزول اجلال ان حالات میں کہ زمین کا ہر گوشہ
اور ہر کونہ ظلمت و تاریکی میں ڈوبا
ہوا تھا کون تھا جو مشعل ہدایت روشن کر سکے اور اگر کسی نے کی اور وہ
کامیاب ہو گیا تو اس کے متعلق ... کیا کہیں گے زمین پر نور ہدایت
کا کوئی ذریعہ رہا تھا اور نہ ... اگرچہ ... جلا ماہی بانا تو تورات انجیل
وید اور ژند وغیرہ سے لیکن یہ مشعلیں تو خود بجھ چکی تھیں اتو آسمان ہی

روشنی نمودار ہوسکتی تھی اور ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ایک پیکر نور کو "نور ہدایت" دیکر دنیا کی ہدایت پر مامور کیا ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منہم یتلوا علیہم ایاتہ ویزکیھم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین اس آیت پاک سے صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ انسان پہلے شدید ضلالت و گمراہی میں مبتلا تھا رسول کریم نے مبعوث ہوکر اسے آیات الٰہی سنائیں انھیں رذائل اخلاق سے پاک کیا انھیں قرآنی احکام دئے اور آئین و عمل کی تعلیم دی اور انھیں نیابت الٰہی کا اہل بنا دیا۔

اگر اللہ تعالیٰ آپ کو عیسائیوں اور یہودیوں میں پیدا کرتا اور آپ مکہ کے بجائے نجران مدینہ یا خیبر میں مبعوث ہوتے اور تاج رسالت اپنے سر پر رکھنے سے پیشتر ہی کچھ پڑھ لکھے بھی ہوتے تو بلا تامل کہدیا جاتا کہ یہ یہودیت یا عیسائیت ہی کے احیاء کی سعی ہے اور جو کچھ بتایا گیا ہے وہ توراۃ اور انجیل سے لیا گیا ہے ایک طرف تو یہ صورت تھی اور دوسری طرف یہ کہ یہ مذاہب بھی محض بنی اسرائیلی مذاہب تھے آپ صرف بنی اسرائیل کی اصلاح کے لئے نہیں بلکہ پوری دنیا کی ہدایت کے لئے مامور ہوئے تھے اسی لئے آپ کو ایک ادنیٰ درجہ کی مشرک قوم میں مرکز شرک کے اندر مبعوث کیا گیا آپ کے پاس بہترین کتاب بہترین کیرکٹر بہترین تعلیم بہترین نسب موجود تھا آپ کی زندگی اور تبلیغ خود ایک معجزہ تھی اگر قریش کی مخالفت کے پردے میں اسباب و علل آڑے نہ آجاتے اور انھیں اپنے اقتدار و مالیات و معاش پر ضرب پڑتی نظر نہ آتی تو وہ بہت پہلے ایمان لے آتے۔

طمطراق توحید اور اسلام

رسول کریم نے دنیا کو سب سے پہلے یہ بتایا کہ پوجنے کے قابل صرف خدائے واحد لاشریک ہی ہے اسی نے زمین و آسمان پیدا کئے اور اسی نے تمھیں پیدا کیا وہی کھلاتا ہے اور پلاتا ہے یہ بت تو تمہارے خود تراشیدہ ہیں اور محض بے بس اس کے بعد آپ نے ہدایات دینا شروع کیں اور ہر ہدایت کے ساتھ اس کے نتائج اور نفع و نقصان کو بھی واضح کرتے گئے ساتھ ساتھ آپ نے اعلان کرنا شروع کر دیا کہ میں نہ فرشتہ ہوں اور نہ اوتار تمھیں جیسا ایک انسان ہوں البتہ اللہ کا ایلچی ضرور ہوں جو حکم ہوتا ہے سنا دیتا ہوں مجھے کسی چیز کی ضرورت و احتیاج نہیں میں تو صرف تمہاری بہی خواہی کا آرزومند ہوں غرض آپ نے توحید کو پورے شان و شکوہ کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرنا شروع کر دیا ورنہ توریت و انجیل توحید سے بالکل خالی ہیں انجیل میں تثلیث نے شامل ہوکر کچھ بھی نہ رکھا ہی توریت اس میں خدا کو واحد ہی بتایا گیا ہے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنے کی تاکید بھی ہے کہیں لکھا ہوا ہے کہ اللہ نے یعقوب سے کشتی لڑی اور مغلوب ہوگیا (پناہ بخدا) اول تو کشتی لڑنا ہی کتنا مستبعد امر ہے پھر مرقوم ہے کہ "وہ بنی اسرائیل کا خدا ہے" چلو چھٹی ہوئی اب آسے کوئی اور پوجے اور اس کی پرستش کرکے کیا کرے رسول کریم نے صاف کہا کہ وہ رب العالمین ہے رحمن الرحیم ہے مالک یوم الدین ہے رؤف بالعباد ہے رزاق ہے خالق ارض و سما ہے غرض آسمان و زمین کا نور ہی یہ ہر خالص توحید توحید سے آگے بڑھئے رسالت پر آیئے توراۃ صرف اسی قوم کو سب سے بہتر قوم بتاتی ہے جو توراۃ کی حامل ہو اور انہی میں رسولوں اور نبیوں کا آنا تسلیم کرتی ہے انجیل میں تو نبیوں کو چور اور بٹ مار بتاکر حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بتاکر لٹیا ہی ڈبو دی۔ قرآن نے صاف طور پر بتایا کہ رسالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحی من و عن اس کے بندوں تک پہنچا دی جائے وہ نہایت امین عباد اللہ ہیں اور محض بندے نہایت احکام۔ باقی اور بندوں کی طرح ہی خواہ ہوں ان کا ہر فعل و عمل وحی الٰہی کے مطابق ہوتا ہے وہ نہ فرشتے ہوتے ہیں نہ اوتار محض انسان ہوتے ہیں اور یہ بھی کہدیا کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے نہ تھے اور رسول کریم دنیا بھر کی ہدایت کیلئے مبعوث ہوئے ہیں عالم اخروی کے متعلق توراۃ و انجیل تو یہ بتاکر خاموش ہو جاتے ہیں کہ وہاں صرف نیکی اور بدی کا بدلہ ملیگا لیکن رسول کریم نے دوزخ، جنت اور ثواب و عذاب کی تفاصیل سب سے پہلے دنیا کے سامنے پیش کیں اور بتا دیا کہ کن اعمال کا نتیجہ ثواب و عذاب پر منتج ہوگا نہ صرف یہ کہ موقع بموقع سمجھایا کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا کس طرح مرکر زندہ ہوں گے مرنے کے بعد قبر میں کیا ہوگا، روح کہاں رہے گی قیامت میں کس طرح محاسبہ ہوگا اور ثواب و عذاب کی حقیقت کیا ہے دنیا کس طرح بنی آسمان و زمین کس طرح بنائے گئے اور قیامت کے روز ان کی کیا حالت ہوگی ملائکہ کیا ہیں اور کس چیز میں ہیں۔ پھر عبادت کو نہایت مرتب صورت میں پیش کیا جماعت میں اقتدائے امام امیر غریب اور شاہ و گدا کا ایک صف میں کھڑا ہونا وقت کا تعین طہارت ظاہری و باطنی کا التزام رکھنا پھر شرائط جن کے بغیر عبادت مکمل نہیں ہوتی یہ کتنا شاندار اہتمام ہے۔

عیوب ظاہری و باطنی کا استیصال

ہر عبادت کے نتائج و ثواب بھی واضح کئے اور بتایا کہ نیک اور صالح بندوں کو دنیا و آخرت دونوں جہان میں فائز المرامی نصیب ہوگی انھیں خلافت و سلطنت عطا کی جائیگی رسول کریم نے اس نظام کے ساتھ تمام ملی امتیازات و نسلی غرور کا خاتمہ کیا تمام بداخلاقیوں اور جرائم کو دور کر دیا نیز آپ غلامی کی لعنت سے دنیا کو نجات دلائی شرک و بت پرستی کا خاتمہ کیا علم و مذہب کو عمومیت بخشی بندوں کا رشتہ اللہ سے جوڑا جہاں رات دن بتوں کی پوجا ہوتی تھی وہاں اللہ کے سامنے سر جھکنے لگے اور نہ صرف عرب بلکہ پوری دنیا میں روشنی پھیل گئی نئی بہار آگئی اور وہ ہوا جس کی کسی کو بھی قیامت تک توقع نہ تھی۔

لاثانی تاجدار کا لاثانی دربار

چشم فلک نے نوشیرواں و فریدوں قیصر و سکندر اور مامون و عالمگیر کے درباروں کا جاہ و جلال اور زیب و آرائش بھی دیکھی ہے کہ جاہ و حشم و نقیب خیل و حشم تخت و تاج تزک و احتشام اور حاجب و دربان سب کچھ موجود ہے جب کہیں جا کر پورا اثر مکمل ہوتا ہے لیکن دربار رسالت میں یہ کچھ بھی نہ تھا ایک سادگی تھی جو پورے دربار پر چھائی ہوئی تھی نہ زرک تھی نہ تزک نہ دربان نہ دروازہ لیکن اس کے باوجود وہ ہیبت تھی وہ جلال تھا کہ لوگ بیٹھے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں جب رسول کریم بات کرتے تو دربار پر سناٹا ہو جاتا ہر شخص مؤدب ہوتا سب کے سر فرط ادب سے جھکے رہتے اس کے باوجود کوئی فخر و امتیاز نظر نہ آتا تھا کسی امیر و غریب کی نشستوں کا کوئی تعین نہ تھا جس رتبہ و عقل کا آدمی ہوتا آپ اس سے اسی قسم کی بات کرتے روم و ایران کے درباروں کی طرح یہاں یہ دستور نہ تھا کہ جب کوئی معزز آدمی آتا تو سب کھڑے ہو جاتے سینوں پر ہاتھ رکھے سر جھکائے کھڑے رہتے آپ نے اس کی ممانعت کردی تھی البتہ آپ کبھی کبھی جوش محبت میں ضرور کھڑے ہو جاتے کہ تعظیم و محبت میں بڑا فرق ہے آپ حلیمہ سعدیہ اپنے رضاعی بھائی اور خود حضرت فاطمہ رض کے آنے پر کھڑے ہو جاتے تھے۔

دربار رسالت کا طمطراق

آپ کا دربار آپ کی مسجد ہی تھی مسجد ہی عدالت تھی مسجد ہی مدرسہ تھی مسجد ہی مہمانخانہ تھی مسجد ہی کچہری تھی مسجد ہی درس و ارشاد کا گہوارہ تھی اور مسجد ہی دربار تھی صحابہ کرام نے آپ کے لئے مسجد میں ایک طرف ایک چھوٹا سا مٹی کا چبوترہ بنا دیا تھا آپ اس پر جلوہ افروز ہوتے اور چاروں طرف صحابہ کرام حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے کوئی امتیاز نہ تھا باہر سے آنے والے شناخت بھی نہ کر سکتے تھے کہ شمع محفل کون ہے۔ اکثر قبائل کے بدو آتے اور وحشیانہ طریق اور انداز میں گفتگو کرتے مگر آپ پرواہ بھی نہ کرتے تعلیم و ارشاد کی صحبتیں صبح کے وقت منعقد ہوتیں ہر قسم کے مسائل پر گفتگو ہوتی یونہی ہر نماز کے بعد آپ کچھ دیر کے لئے بیٹھتے وعظ فرماتے بڑی بڑی موثر اور زوردار معرکہ آرا تقریریں کی جاتیں پند و نصائح کے مبحث پر تیسرے روز گفتگو ہوتی تجارت و زراعت باغبانی معاش سیاست صنعت حربیات ملکی نظم و نسق روحانیت اور معاد سب پر بحثیں گفتگو ہوتی اور وعظ ہوتے اکثر لوگوں کے آنسو نکل پڑتے کبھی کبھی ہلکا سا ظریفانہ رنگ بھی پیدا ہو جاتا تھا۔

دربار رسالت کا علمی شکوہ

دقیق اور عسیر الفہم مسائل و موضوعات پر آپ گفتگو کو پسند نہ فرماتے تھے کہ عوام اسے سمجھ نہ سکتے تھے ایک روز تقدیر پر بحث چھڑی ہوئی تھی آپ سنکر حجرے سے نکل آئے اور خفگی کے ساتھ فرمایا تم قرآن کو باہم ٹکرانے کے لئے تو پیدا نہیں ہوئے گزشتہ اقوام اسی عمل سے برباد ہو گیا لوگ شہرت طلبی کو بالعموم خلوص عمل کے مخالف سمجھتے اور خیال کرتے تھے لیکن آپ نے فرمایا کہ کوئی ثواب کا کام کریگا تو شہرت لازماً ہوگی مقصد ثواب ہونا چاہیئے تقدیر کے متعلق عام خیال تھا کہ یہ اٹل ہے آپنے فرمایا کہ اعمال تو خود تقدیر ہیں اللہ تعالے جن اعمال کے کرنے کی توفیق دیتا ہے وہی تقدیر ہے ایک روز ایک جنازہ کے قریب آپ نے چھڑی سے زمین کو کرید کر کہا کہ کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس کی جگہ پہلے سے جنت یا دوزخ مقرر نہ ہو چکی ہو ایک صاحب کہنے لگے کہ پھر عمل ہی کی کیا ضرورت ہے کیوں تقدیر ہی پر توکل نہ کیا جائے جو مقدر میں ہوگا وہی نصیب ہوگا۔ فرمانے لگے سعادت مند وہ ہیں جنھیں سعادتمندانہ عمل کی توفیق عطا ہوتی ہے نیز بدبخت وہی ہیں جن کے لئے شقاوت کے اسباب جمع ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس قسم کی مختلف بحثیں فرزندان توحید میں برابر ہوتی رہتی تھیں۔

دربار رسالت کی چمن افروزی

ایک صحابی نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر کہا حضور میں تو تباہ ہو گیا کہ رمضان میں بیوی سے ہمبستر ہو گیا فرمایا تو کیا ہوا ایک غلام جا کر آزاد کر دے بولا میرے پاس غلام کہاں ہیں فرمایا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے بولا حضور میں تو اتنی ہی طاقت نہیں رکھتا اسی اثنا میں کہیں سے بہت سی کھجوریں آگئیں آپنے سب کی سب کھجوریں دیکر کہا کہ جا انھیں مساکین کو تقسیم کر دے کہنے لگا حضور مجھ سے زیادہ تو مدینہ بھر میں اور کوئی غریب نہ ہوگا اس پر آپ کو بیساختہ ہنسی آ گئی ارشاد ہوا کہ اچھا تو ہی اٹھا لیجا اور کھانے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک شخص نے جنت میں کھیتی کرنے کی آرزو کی خدا نے کہا کیا ابھی آرزو باقی ہے عرض کیا ہاں اتنی کہ ادھر بوؤں اور

کانوں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایک بڑھیا بولتا ہے کہ یہ سعادت تو پیر النساء ہی کو نصیب ہوگی ہم تو ندامت سے قطعی ناواقف ہیں آپ اس بات پر ہنس پڑے۔ ایک آدمی ہے جو آکر کہتا ہے اگر کہا میں بخشا جاؤں گا آپ نے فرمایا کہ اگر تو کوئی جنت میں داخل نہ ہونے پائےگا وہ رونے لگتا ہے سب کو ہنسی آجاتی ہے لوگ ہنستے ہیں رہتا ہوں ہی آنکھیں پاکر جنت میں داخل ہوگا ایک بڑھیا آکر پوچھتی ہے کہ کیا مجھے بھی جنت ملیگی فرماتے ہیں کہ کوئی بڑھیا جنت میں نہ جائیگی وہ تڑپ جاتی ہے سب ہنسنے لگتے ہیں صحابہ کہتے ہیں کہ عورتیں جوان بنکر داخل کی جائینگی وہ ہنستی ہے تو پھر سب کو ہنسی آجاتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگ جیسا خیال کرتے ہیں آپ کا دربار خشک کا پیکر نہ تھا بلکہ اس میں زندہ دلی و شگفتگی کے مظاہر ہر روز دیکھنے میں آتے تھے۔

دربار رسالت کے شاہانہ فرائض

دربار کیا تھا ایک فیض کا دریا تھا لوگ بڑی بڑی بصیرتیں حاصل کرتے تھے ابوہریرہ نے ایک روز عرض کی حضور عجیب حالت ہے جب تک دربار میں رہتے ہیں دنیا ہیچ معلوم ہوتی ہے لیکن اہل و عیال میں جاکر حالت ہی اور ہو جاتی ہے فرمانے لگے یکساں حالت رہتی تو فرشتے زیارت کو آنے لگتے اسی طرح حنظلہ نے حاضر ہوکر کہا کہ میں تو منافق ہوگیا ہوں کہ جب تک دربار میں رہتا ہوں حشر و نشر کا نقشہ سامنے رہتا ہے گھر جاتا ہوں تو بال بچوں میں بیٹھکر سب بھول جاتا ہوں ارشاد ہوا اگر ہر وقت وہی حالت رہتی تو ملائکہ سے مصافحے کرتے عورتیں بھی شریک ہوتی تھیں مگر کھل کر بات نہ کرسکتی تھیں حوصلے بڑھے ہوئے بہت تھے انہوں نے اصرار کیا چنانچہ ہفتہ میں ایک روز ان کے لئے مقرر ہوگیا، وہ اس دن کثیر تعداد میں جمع ہوتیں ہر قسم کی بحث اور مسائل میں حصہ لیتیں اور معلومات حاصل کرتیں، تصوف و روحانیات کی مجلس خاص اصحاب پر مشتمل ہوتی تھی اس کی باتیں عام نہ کی جاتی تھیں اس میں عرفان و اسرار سرمدی کے راز بے نقاب ہوتے تھے اور وجد و حال کے رموز عیاں کئے جاتے تھے یہیں سے عساکر مرتب ہوکر جاتی تھیں یہیں سے فرمان صادر ہوتے تھے یہیں سے کلکٹروں اور گورنروں کا تقرر عمل میں آتا یہیں خراج وصول ہوکر آتے یہیں مقدمات فیصل ہوتے اور یہیں سے خطابات خلعت اور وظائف تقسیم ہوتے یہ تھا دربار رسالت جس سے بہتر اور شاندار دربار نہ کبھی پشت زمین پر آراستہ ہوا تھا اور نہ ہوسکتا ہے۔

پُرشکوہ حاجی

حجۃ الوداع کی عظمت ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ کا حج سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مہتم بالشان
و آخری حج تھا اسی لئے ارباب سیر حجۃ الوداع کے نام سے موسوم
کرتے ہیں اسے حجۃ البلاغ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس حج کے
اجتماع عظیم کے سامنے آخری طور پر حج کے ارکان علی طریق پیش
کئے جائیں اور پورے عرب کے سامنے شریعت اسلامیہ کے وہ نکات
جو فرمان توحید کی بہتری و بہبود کے ضامن تھے آخری مرتبہ واضح
کر دیئے جائیں۔ حجۃ التمام والکمال اس لئے نام رکھا ہے کہ اسی حج میں
شریعت اسلامیہ کی تکمیل عمل میں آئی اور اسی اجتماع میں آپ پر
... آخری وحی آیہ "اکملت لکم دینکم" نازل ہوکر اس کا سلسلہ
مسدود ہو گیا ... رہے کہ ان کے گانہ امور نے اس حج کی اہمیت
... بنا دیا ہوگا۔ ... خاص تو سورہ فتح کے نزول
... سمجھ گئے تھے کہ عرب کی کایا پلٹ ہوگئی شرک و اصنام
... جا ... عرب کے گوشے گوشے سے اللہ اکبر کی غلغلہ انداز
... صدائیں بلند ہونے لگیں اور فرزندان توحید نیابت
... پوری دنیا پر تسلط جانے اور اس پر قانون الٰہیہ کے
... فرمانروائی کرنے کے لئے تیار ہو چکے کام ختم ہو چکا
... عالم کے دنیا میں رہنے کی ضرورت نہیں رہی یہ راز ...
... عام ہو چکا تھا ... کو یہی فرمان پہنچ چکے تھے کہ اس حج
... زیادہ اصحاب کو حج کے لئے بھیجیں چنانچہ اس حج
... لاکھ نفوس شریک تھے

... سالت کا پُرشکوہ کوچ رسول کریم کی طرف سے ایک ماہ پہلے ہی حج کا
... کر دیا گیا تھا جس کا یہ نتیجہ تھا کہ عرب بھر میں ایک دھوم
... اطراف و اکناف عرب سے لوگ شرف معیت و حج کرنے
... ہوئے تھے اور روانگی سے بیشتر ہی پیشتر تقریباً
... کا اجتماع تنہا ایک مدینہ کے اندر ہو چکا تھا ...
... شور برپا ہوا تھا ہر جگہ یہی چرچے تھے ہر سینہ شوق
... جوش و خروش کے ساتھ سیلاب امڈے ہوئے تھے
... قافلے تکبیر کی صداؤں سے گنبد افلاک

میں گونج پیدا کرتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے تھے۔
آخر آپ روز مقررہ پر اللہ اکبر کے ساتھ نواز شور میں ناقہ پر سوار
ہوئے اور ارض عالم ... فقید المثال و فقید النظیر جلوس بیت اللہ
کی طرف عازم ہوا۔ جلوس کے جنبش میں آتے ہی آپ نے لبیک
لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ
لک والملک لا شریک لک۔ پڑھنا شروع کر دیا کبھی آپ کی
آواز بہت بلند ہو جاتی اور کبھی نرم رہتی جس وقت زبان مبارک
پر "لبیک" آتا پورا اجتماع زور کے ساتھ اس کا اعادہ کرتا عجیب
جلوس تھا عجیب جلیس عجیب کیف تھا اور عجیب سرور عجیب
جوش تھا اور عجیب نظارہ دشت و جبل پڑے گونج رہے تھے اور
کوہستانوں پر شور برپا ہوا تھا وادیوں میں ہنگامہ پیدا ہو رہا تھا
مابین مکہ میں شور برپا ہوا تھا زمین و آسمان گونج رہے تھے جلوس اتنا
کثیر عظیم الشان جلوس اور پھر تکبیر کے ساتھ اور قدوسیوں پر مشتمل
عرب کیا دنیا نے نہ دیکھا تھا راہ میں ادھر ادھر کے قبائل آ آ کر
شامل ہوتے گئے

مکہ والوں کی فراوانی مسرت ادھر تو ان میں یہ حزب اللہ پوری شور
انگیزیوں اور غلغلہ اندوزیوں کے
ساتھ پیکر عظمت بنا ہوا مکہ معظمہ کے قریب پہنچ گیا مدینہ کے جلوس میں
بنی نجار اپنے نواسے کی پر بہار آمد پر فرط مسرت سے بیخود ہو گئے
اور ان کی بچیاں گاتی ہوئی نکل آئیں تھیں اور مکہ میں بنو ہاشم کے
انبساط و شادمانی کی کوئی حد نہ رہی تھی کہ آج ان کا آفتاب اپنی
پوری طلعت ریزیوں اور درخشانیوں کے ساتھ افق مکہ پر طلوع
ہو رہا تھا جس کے جلوس میں ڈیڑھ لاکھ نورانی شعاعیں جگمگا رہی
تھیں ہاشمی بیبیاں فراوانی سرور میں حمد ربانی کے ترانے گنگنا رہی
تھیں بچوں کے شوق و اضطراب کی کوئی انتہا نہ رہی تھی ادھر ادھر
اچھلتی کودتی پھرتی تھیں ہاشمی لڑکے گھروں سے بیتابانہ نکل کھڑے
ہوئے تھے اور وفور فخر سے ان کے چہرے سرخ ہو رہے تھے مکہ والوں
کے اشتیاق و آرزو کا ایک سیلاب امڈ آیا تھا کہ آج ان کا فرزند
جلیل بیشمار مخلوق اور عظیم الشان انسانوں کو لئے ہوئے ان کے گھر
یعنی اللہ کے سامنے سر جھکوانے کے لئے بڑھا چلا آ رہا تھا کسی زن و فرزند

خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے کہ کا جسن کہلا ہوا تھا ہاشمی بچے آگے بڑھ گئے تھے قربان ہو رہے تھے آپ نے بھی جوش محبت سے انھیں اپنے ناقہ پر آگے پیچھے بٹھا لیا۔

شہر میں داخل ہوتے ہی کعبہ پر جو نظر پڑی تو جھوم اٹھے اور دعا کی کہ بار الٰہا اس گھر کو اور زیادہ عزو شرف عطا فرما" غرض آپ نے ایک ایک کر کے تمام ارکان حج ادا کئے کعبہ شریف کا طواف کیا اور عرفات میں چلے آئے۔

پیغمبرانہ شکوہ و طمطراق سہ پہر کو خیمہ سے نکل کر میدان عرفات میں آئے نگاہ اٹھا کر جو دیکھا تو حد نظر تک مشتاقان زیارت کے پرے کے پرے لگے ہوئے نظر آتے انسانوں کا ایک جنگل ہے جو دور دور تک پھیلا ہوا ہے ڈیڑھ لاکھ ہر حیثیت ہر رتبہ اور ہر درجہ کے انسان ہیں جو ایک ہی رنگ ایک ہی لباس ایک ہی ڈھنگ اور ایک ہی انداز میں شوق للٰہیت کی ایک دنیا اپنے سینوں میں لئے ہوئے سر جھکائے مؤدب کھڑے ہیں اب دیکھئے فرمانروائے جلوس کی کیا شان ہے ناقہ پر کوئی مخملی مجواہر کجاوہ نہیں زرتار دیبا قاقم کا پالان نہیں پڑا، کوئی نگارین تاج فرق مقدس پر نہیں جگمگا رہا، چتر شاہی بھی نظر نہیں آتا نہ اتنے بیشمار و کثیر مجمع کے انتظام کے لئے کوئی پولیس ہے نہ تزک اور نہ اختشام نہ تزئین ہے نہ آرائش ایک بہت معمولی کجاوہ ہے جس پر آپ ایک قدوسی عظمت اور شاہانہ نہیں پیغمبرانہ شکوہ سے متمکن ہیں ساز و سامان کی قیمت بہت ہوئی تو زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ دو روپیہ اس سادگی و بے سرو سامانی کے ہجوم میں رعب و ہیبت کا وہ عالم تھا کہ نگاہیں اونچی نہ ہو سکتی تھیں اور کسی کا زہرہ نہ تھا جو دم مارنے کا خیال بھی دل میں لا سکے۔

باریتعالیٰ کی حمد و ستائش کا ترانہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کجاوہ پر بیٹھکر ڈیڑھ لاکھ انسانوں کے اجتماع عظیم کے سامنے پیغمبرانہ صولت کے ساتھ ایک طویل حقائق آلود بصیرت افروز اور معرکہ آرا تقریر کی اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ:-

"تمام ستائشوں تمام تعریفوں اور تمام محامد و محاسن کی حقیقی سزاوار صرف ذات احدیت ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ سہیم وہ اپنی ذات و صفات میں یکتا و یگانہ ہے ہم اسی سے اپنے نفس کی بدآموزیوں اور شرانگیزیوں سے پناہ مانگتے ہیں اسی سے رجوع کرتے ہیں اس کی طاقتیں بے پناہ اس کی قوتیں بیشمار ہیں جسے وہ ضلالت و گمراہی کے غار میں ڈھکیلنا چاہے اسے کوئی ہستی بھی محفوظ نہیں کرسکتی اور جسے وہ سعادت اور ہدایت عطا کرے اس کو ارض و سماکی تمام قوتیں بھی مل کر گمراہ نہیں کرسکتیں میں اس کا محض ایک بندہ اور ایلچی ہوں اور اسی حیثیت سے میں تمہیں پھر متنبہ کرتا ہوں تاکید کرتا ہوں کہ اس ذات باری سے ہر وقت ڈرتے رہو اسی کی عبادت کرو اسی سے مدد مانگو اور نیک راہ اختیار کئے رہو"

آپ نے نہایت جوش اور ولولہ کے ساتھ تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ:-

مساوات کا درس جلیل "حاضرین! میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ کیا صورت پیش آئے میں اس سال کے بعد تمہیں پھر اس جگہ مل سکوں یا نہ مل سکوں اس لئے آج میں تم سے جو کہنا چاہتا ہوں آسے غور سے سنو ذہن نشیں کر لو اور دیکھو سنو آج میں قیامت تک کے لئے تم پر ایک دوسرے کا خون ایک دوسرے کا مال اور ایکدوسرے کی عزت حرام کرتا ہوں اسی طرح جس طرح کہ یہ شہر یہ دن اور یہ مہینہ حرام ہے جاہلیت کے تمام دساتیر ورواج آج میرے پاؤں تلے ہیں میں انھیں کچل رہا ہوں۔ وہ فخر و کبر مٹ گیا اب نہ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کسی عجمی کو عربی پر سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم محض ایک خاک کے پتلے ہیں تمام کلمہ گو تمام فرزندان توحید تمام مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔ ہاں سن لو سمجھ لو میں غلاموں کے متعلق کہہ رہا ہوں جو خود کھاؤ پہنو وہی انھیں کھلاؤ پہناؤ میں آج جاہلیت کے تمام خونوں اور تمام انتقاموں کو باطل کرتا ہوں اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان (ربیعہ بن الحرث کے بیٹے) کا خون چھوڑتا اور باطل کرتا ہوں جاہلیت کے سود کو بھی کالعدم کرتا ہوں۔ اس باب میں بھی میں سب سے پہلے آگے بڑھکر اپنے خاندان (عباس بن عبد المطلب) کا سود چھوڑتا ہوں اب انتقام خون اور سود کے تمام تصورات کو مٹا کر رکھدو"

قرآن پر عمل اور نسوانی حقوق پر زور دوران تقریر میں آپ نے عورتوں کے حقوق اور قرآن کے متعلق فرمایا کہ:-

"لوگو بھول نہ جانا جس طرح تمہارے حقوق عورتوں پر ہیں عورتوں کے بھی تم پر ہیں ان کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہنا اور دیکھو کان کھول کر سن لو میں تمہارے پاس ایک گرانمایہ چیز چھوڑے جاتا ہوں اگر تم نے اسے مضبوطی اور استواری کے ساتھ پکڑے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے ٹھوکر نہ کھاؤ گے یہ گرانمایہ چیز قرآن ہے اللہ تعالےٰ نے ہر حقدار کو وراثت میں حق دیا ہے اب کسی کے حق میں وصیت جائز نہیں۔ بیٹا اسی کا بیٹا کہلائیگا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا ہے تبنیت کوئی شے

نہیں لنا کا سو زانی کا لڑکا زانی کے لئے پتھر ثابت ہوگا اس کا حساب خدا کو دینا ہوگا اس کے سامنے ضرور پیش ہونا اور اپنے تمام اعمال کا حساب دینا پڑے گا جو شخص اپنے باپ کے سوا خود کو اور کسی نسب سے منسوب کرے اسی طرح جو غلام خود کو دوسرے کا غلام بتائے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ کسی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ دے جس پر جس کا قرض ہے ادا کر دے عاریتاً لی ہوئی چیزیں ان کے مالک کو واپس کر دینی چاہئیں اور جو ضامن ہوا ہے وہ ضمانت دینا والا کا ذمہ دار ہے۔

ضلالت و گمراہی سے انتباہ

سلسلۂ تقریر کو اسی جوش اور روانی کے ساتھ جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:-

لوگو! دیکھو میں پھر تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ کہیں میرے بعد گمراہ ہو کر خانہ جنگی نہ شروع کر دینا۔ ایک دوسرے کا گلا خود ہی نہ کاٹنے لگنا ہر شخص اپنے لئے کا خود ذمہ دار ہے اسی سے محاسبہ ہوگا۔ اور ہاں دیکھو اگر کوئی نکٹا حبشی غلام بھی تمہارا امیر و فرمانروا ہو اور وہ تمہیں خدا کے کلام کے مطابق چلائے تو اس کی بھی پوری اطاعت کرنا تمہارے اس شہر میں اب قیامت تک شیطان کی پوجا نہ ہوگی وہ اس سے مایوس ہو چکا ہے لیکن جزوی و فرعی امور میں تم ضرور اس کا اتباع کرنے لگوگے اور وہ اسی سے خوش ہوگا" اس کے بعد آپ نے پابندی صوم و صلوٰۃ پر زور دیا اور پوچھا بروز حشر تم سے میرے کام کی نسبت سوال کیا جائیگا تو بتاؤ کیا جواب دو گے پورے مجمع سے صدائیں بلند ہوئیں کہ ہم جواب دیں گے اور شہادت دیں گے کہ آپنے اپنا فرض ادا کر دیا اور خدا کا پیغام پہنچا دیا جس پر آپ نے تین مرتبہ آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر کہا کہ یا اللہ تو گواہ رہنا عین اسی وقت اسی حالت میں یہ وحی نازل ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ یہ بھی ایک عجیب موثر نظارہ تھا۔

کامیاب نبوت کا کامیاب نامہ

یہ تقریر رسالت سیرت ابن ہشام اور تاریخ یعقوبی میں تمام و کمال درج ہے اور تمام فصحائے عرب اور ارباب سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ تقریر فصاحت و بلاغت انداز بیان و ندرت الفاظ و معانی کے اعتبار سے نہایت معرکہ کی تقریر تھی اور اس درجہ موثر کہ اس تمام دوران میں پورے کے پورے اجتماع پر پورا سکوت طاری رہا اور سب نے اسے نہایت توجہ اور عقیدت کے ساتھ سنا، تقریر کیا تھی تکمیل مذہب و تکمیل نبوت کا آخری پیغام تھا ضرور انفرادی طور پر تمام اوامر و نواہی واضح کر دیئے گئے تھے پھر بھی ضرورت تھی کہ آخری مرتبہ اجتماعی طور پر تمام نمایندگان عرب کے سامنے احکام واضح کر دیئے جائیں اور آخری الفاظ قرآن کی اہمیت اور انتقام و سود فخر و امتیاز اخوت و مساوات، عورتوں اور غلاموں کے حقوق کے متعلق موثر انداز میں کہدیئے جائیں چنانچہ کہنے کے بعد ہی تکمیل دین کی بشارت بھی مل گئی ذرا یہ نظارہ چشم تصور کے سامنے لائیے کہ جو تیس سال کی رسالت و تبلیغ کے نتائج نظر کے سامنے ہیں ڈیڑھ لاکھ قدسیوں کا اجتماع عظیم سامنے ہے ذرہ ذرہ سے قبول و اعتراف کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں ہر طرف انوار برس رہے ہیں اور آفتاب نبوت ان میں جگمگا رہا ہے صلی اللہ علیہ وسلم

یگانۂ روزگار فرمانروا

شاہانہ خصائص و لوازم

مغربی مورخین رسول کریم کو ایک دنیادار بادشاہ بتاتے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں کہ مکی زندگی میں تو آپ کے اندر پیغمبرانہ شان موجود تھی مگر مدینہ آکر بادشاہ بن گئے اس کا جواب دینے سے پیشتر دیکھنا یہ ہے کہ شاہانہ زندگی کی خصوصیتیں کیا ہیں جو ہر قوم اور ہر ملک میں مشترک ہیں شان و شکوہ، نمود و نمائش، تکبر و جلال، شہرت و ناموری کا عشق زرق و برق گرانبہا ملبوسات، لذیذ اور متنوع غذائیں رفیع الشان محلات تخت و تاج، زہرہ جمال اور حور پیکر نازنینوں کے جھرمٹ، معاندین سے انتقام، سلب و نہب خزانہ و زر و جواہر شوق ملک گیری اور جنگ و پیکار کا تسلسل یہ وہ خصوصیات ہیں جو معمولی سے معمولی فرمانروا میں بھی مبرہن و نمایاں ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی یہ خصوصیات ہیں اور کہاں تک موجود تھیں مغربیوں اور مخالفوں کو حبیب اللہ کا یہ جلیل القدر نبی میدان جنگ میں فوجوں کو لڑاتا قوموں کی قسمت کے فیصلہ کرتا شہروں اور علاقوں کو قبضہ میں لاتا، بنو قریظہ کو سزائیں دیتا دکھائی دیتا ہے زندگی نہایت مصروف نظر آتی ہے وہ دیکھتے ہیں کہ ایک ہی ہستی ہے جو بیک وقت سپہ سالار بھی ہے مقنن بھی ہے معلم بھی ہے جج بھی ہے فرمانروا بھی ہے اور حرم میں نو بیویاں بھی ہیں تو وہ فوراً بلا سوچے سمجھے اور غور کئے ہوئے پکار اٹھتے ہیں کہ محمد نبی نہیں بادشاہ تھے اس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دنیا والے اسلام کی طرف مائل نہ ہوں اسے ایک سچا مذہب نہ سمجھیں اور یہ خیال کریں کہ عرب میں جو کچھ ہوا وہ دین الٰہی کے پھیلانے کے لئے نہیں ہوا بلکہ اپنے ذاتی مفاد اور ذاتی علو فرمانروائی کے شوق کی تکمیل کے لئے ہوا۔

اولاد و اقارب اور سلطنت

دنیا کا کوئی ایک بادشاہ اور فرمانروا بھی ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی اولاد و اقربا کو سلطنت میں شریک نہ کیا ہو اپنے بعد اپنی سلطنت سے اپنی اولاد کو محروم کر گیا ہو سب ہی نے ترکہ میں اپنی اولاد کیلئے وسیع سلطنت چھوڑی اور اسے زندگی ہی میں اپنا وارث بنا گیا اگر رسول کریم بھی بادشاہ ہوتے تو اپنی بیٹی بیویوں، داماد اور چچا کو محروم چھوڑتے وصال کے وقت حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ سے کہا بھی کہ اس وقت اپنی خلافت کے لئے کوئی بات طے کرا لو مگر آپ نے یہی فرمایا کہ اگر کہیں حضور رسالت مآب نے انکار کر دیا تو پھر ہم ہمیشہ کے لئے خلافت سے محروم ہو جائینگے۔ حضرت رازدار خاص تھے سمجھتے تھے کہ حضور کبھی اپنے اعزا کو کوئی حق خود عطا نہ کرینگے اس سے بھی زیادہ یہ ہے کہ آپ نے تو اپنی محبوب ترین بیٹی کو ایک کنیز بھی دینی گوارا نہ کی۔ کیا دنیا میں کوئی بھی ایسا فرمانروا گذرا ہے کہ وہ دوسروں کو کنیزیں غلام اور دولت کے انبار تقسیم کر رہا ہو اور خود اس کی بیٹی گھر میں چکیاں پیس رہی ہو کنوئیں سے خود پانی بھر کر لا رہی ہو جسم پر تین کپڑے بھی ثابت نہ ہوں اور خود اپنے گھر میں یہ حالت ہو کہ دو دو مہینے گھر میں چولہا نہ سلگتا ہو اور تین تین وقت کے گھر میں فاقے ہوتے ہوں یہ کام بادشاہ کا نہیں نبی ہی کا ہے۔

مال و منال اور سلطنت

شاہان وقت تو دولت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور اپنے خزانے بھرتے چلے جاتے ہیں لیکن آپ کی یہ حالت تھی کہ جب مال باہر سے آیا ہے اسی وقت اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ حضرت بی بی عائشہ کے ہاتھ میں سونے کے کنگن دیکھتے ہیں جو حضرت ابوبکر صدیق کے عطا کردہ ہوتے ہیں تو آپ اس پر ناگواری کا اظہار کرتے ہیں اور انھیں اتروا دیتے ہیں بیٹی کے گلے میں ہار دیکھ کر بھی غصہ پیدا ہوتا ہے اور جب تک یہ اتر نہیں جاتا آپکو اطمینان نہیں ہوتا ایک ایک وقت میں ہزاروں روپیہ اور ہزارہا بکریاں اور اونٹ اور غلام تقسیم کئے قیدیوں اور اسیران جنگ تک کو حنین میں جوڑے اور چادریں تقسیم کیں مگر گھر والوں کے لیے کچھ بھی نہ تھا صاف فرما دیتے تھے کہ پہلے میں غریب مسلمانوں کا خیال کروں گا ایک دفعہ آپ جنگی اسیروں کو تقسیم کر رہے تھے حضرت علی کے اشارہ پر حضرت بی بی فاطمہ نے شفیق باپ سے جا کر کہا ابا جان دیکھئے چکی پیستے اور روٹیاں پکاتے میرے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں گھر کے کام کاج کے لئے ایک لونڈی مجھے بھی عطا فرما دی جائے آپ صاف انکار کر دیتے ہیں کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ تمھیں دوں اور اصحاب صفہ کا خیال نہ کروں جو ان سے بچے گا تمھیں ملیگا حالانکہ یہ وہ بیٹی ہے جس کے نام کے شیدا تھے کیا کسی بادشاہ کے گھر بھی یہ حالت دیکھی ہے یہ کام بادشاہ کا نہیں

نبی ہی کا ہے۔

محل قصور اور سلطنت

بادشاہ کیا چھوٹے چھوٹے راجہ و نواب بھی شاندار محلات میں رہتے ہیں جو ہر قسم کے آرائشی سامان سے مزین و آراستہ ہوتے ہیں اس وقت بھی ولید بن مغیرہ عاص بن وائل اور عتبہ بن ربیعہ بڑے بڑے شاندار محلات میں زندگی بسر کرتے تھے اور ہر قسم کا آرائشی سامان ان کے کاشانوں میں موجود تھا لیکن آپ کے محل کی حالت کیا تھی کچی اینٹوں اور کھجور کے پتوں کے جھونپڑے میں رہتے تھے جس میں گھر والوں کی ایک کھٹیا ایک بوریے چند لکڑی اور مٹی کے برتن اور چمڑے کی ایک مشک کے سوا اور کچھ نہ تھا حضرت عائشہ نے کپڑے کی چھت گیری لگوا دی تو آپ نے اسے بھی اتروا دیا یہ کام بادشاہ کا نہیں نبی کا ہو سکتا ہے۔

باغی اور سلطنت

کسی نیک سے نیک بادشاہ نے بھی کبھی باغیوں اور دشمنوں کو نہیں بخشا اور نہ ان کا بخشنا آئین سیاست اور اصول ملکی کے موافق و مطابق ہو، ہر زمانہ، ہر دور اور ہر مذہب میں باغیوں کی گردنیں ماری جاتی رہی ہیں اور بنو قریظہ جیسے انتہائی اشرار عقبہ جیسے انتہائی شیطان کی گردنیں آپ کے سامنے ہی اڑائی گئیں کہ یہ لاعلاج معاند تھے اور بار بار تنبیہوں اور معاہدوں کے بعد بھی اپنی حرکتوں سے کسی طرح باز نہ آتے تھے انتہا یہ ہے کہ ان کا وجود خود امن عامہ اور ہستی اسلام کے لئے ایک خطرۂ عظیم کی صورت اختیار کر گیا تھا یہ دشمنوں کو علانیہ پناہ دیتے تھے تاہم اپنے باغیوں اور دشمنوں کو بالعموم بخشا اور اقتدار حاصل کر کے تو کسی کو بھی سزا نہ دی جس کی انتہا یہ ہے کہ محبوب چچا اور شہید اسلام حضرت حمزہؓ کا کلیجہ کھانے والی ہندہ اور شہید کرنے والے وحشی تک کو صاف چھوڑ دیا اپنی محبوب بیٹی کو نیزہ مار کر اونٹ پر سے گرا دینے والے ہبار کو بھی معاف کر دیا کیا کوئی بادشاہ یہ کر سکتا ہے۔

مساوات اور سلطنت

مساوات اور سلاطین اور وہ بھی ذات کے مقابلہ میں کوئی نظیر بھی دنیا میں مل سکتی ہے لیکن مسجد نبوی میں کوئی امتیاز نہ تھا دربار رسالت میں امیر غریب سب یکساں تھے لوگوں میں اس طرح گھل مل کر بیٹھتے تھے کہ اجنبی شناخت ہی نہ کر سکتے تھے مسجد نبوی میں غزوہ خندق میں تمام مسلمانوں کے ساتھ آپ بھی برابر مزدوری کرتے رہے شاہراہ پر کبھی ساتھیوں سے آگے بڑھ کر نہ چلے ایک مجلس میں آپ کے بائیں طرف حضرت ابوبکر اور دائیں طرف ایک گنوار بیٹھا تھا کچھ دودھ پیش ہوا آپ نے پہلے ایک گنوار کو دیا اور بعد میں ابوبکر کو فرمایا دائیں طرف والے کا حق مقدم ہوتا ہے عدی ابن حاتم آئے دیکھا کہ ایک غریب عورت نے آ کر کہا ذرا اللہ کے رسول میری بات سن لیجئے اٹھے اور دیر تک گلی میں کھڑے اس سے باتیں کرتے رہے عدی عیسائی تھے بیان کرتے ہیں کہ میں اس سے فوراً سمجھ گیا کہ یہ بادشاہ نہیں نبی ہیں کیا بادشاہوں کے دربار میں کہیں یہ مساوات نظر آتی ہے۔

ملک گیری اور سلطنت

بادشاہ ہمیشہ توسیع سلطنت اور ملک گیری کے لئے جنگ کرتے رہتے ہیں مخالفین کا سب سے بڑا اعتراض یہی ہے کہ آپ نے فتوحات کے لئے جنگیں کیں اسی لئے وہ جنگ بدر کی ابتدا بھی آپ ہی سے منسوب کرتے ہیں لیکن احد میں کون حملہ کر کے آیا سب سے بڑھ کر یہ کہ جنگ احزاب کہاں ہوئی جو عرب کی سب سے بڑی اور خوفناک جنگ تھی حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اپنی طرف سے کبھی ابتدا نہ کی آپ کی تمام جنگیں تحفظ ذاتی اور دفاع کے لئے تھیں جب بھی باہر نکلے دشمن کو روکنے امن قائم رکھنے اور مسلمانوں کو بچانے کے لئے نکلے ملک گیری کے لئے کبھی تلوار نہ نکالی یہ نبی ہی کا کام ہے

عیش و آرام اور سلطنت

بادشاہ عیش و عشرت سے بسر کرتے ہیں راتیں بیگمات کے آغوش میں چھپر کھٹوں پر گذرتی ہیں آپ کے بھی متعدد بیویاں تھیں جن میں سے نہ کسی کے پاس زیور تھا اور نہ ڈھنگ کا ردی کپڑا البتہ ان میں چند نہایت حسین تھیں لیکن آپ کا طریقہ کیا تھا ایک رات کو حضرت عائشہ ٹٹولتی ہیں ڈھونڈھتی ہیں پاس کے قبرستان کے ویران احاطہ میں پہنچتی ہیں تو سجدہ میں پڑے سبحانک لک روحی وجنانی کی رٹ لگا رہے ہیں کہ اے اللہ میری جان و دل تیرے حضور میں مصروف سجدہ ہیں رات کو یکایک اٹھ کھڑے ہوتے ہیں نماز کو کھڑے ہو جاتے ہیں خشوع و خضوع طاری ہے سینہ جوش سے لبریز ہے پائے مبارک کھڑے کھڑے ورم کر آتے ہیں محویت طاری ہے تہجد روز پڑھا جاتا ہے نصف شب کو نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایک رکعت میں سورہ بقرہ اور دوسرے میں آل عمران ختم کر دیتے ہیں گھر میں چراغ بھی نہیں جلتا یہ بادشاہی ہے۔

میدان جنگ اور سلطنت

میدان جنگ میں بادشاہ جاتے ہیں برابر احکام بھیجتے اور فوج کی نقل و حرکت پر نظر رکھتے ہیں آپ کی شاہی ملاحظہ کیجیے میدان بدر میں خشوع و خضوع کا ایک سیلاب امنڈ آتا ہے

ادھر گھمسان پڑتا ہے ادھر آپ بیقراری سے ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعائیں مانگنی شروع کر دیتے ہیں یہ نہیں کہ مجھے فتح دے بلکہ یہ کہ بار الٰہا! اگر آج تیرے یہ تھوڑے سے بندے جنگ میں فنا ہو گئے تو پھر تو قیامت تک نہ پوجا جائے گا آج اپنا وعدہ پورا کر اپنی شان کرم دکھلا کبھی سجدے میں گر لتے ہیں کبھی اٹھتے ہیں۔ حنین میں سب کے قدم اکھڑ جاتے ہیں لیکن آپ چٹان کی طرح اپنی جگہ تیروں کی بارش میں بیٹھے ہوئے انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب کا رجز پڑھتے رہتے ہیں۔ احد میں دشمن کی پکار پر ہر بار خاموش رہنے کا حکم دیتے ہیں مگر جب ابوسفیان اعلیٰ ھبل، اعلیٰ ھبل کا نعرہ لگاتا ہے تو بیقرار ہو جاتے ہیں اور آپ حکم دیتے ہیں جواب دو اللہ اعلیٰ و اجل اللہ اعلیٰ و اجل یہ کیا ہے بادشاہی ہے یا نبوت؟ آنکھ کے نہیں عقل کے اندھے غور کریں۔

فاتح اور سلطنت بادشاہ فتح کرتے ہیں تو محکوموں پر اپنا رعب جمانے کے لئے قتل عام کرتے ہیں شہر اجاڑتے ہیں معززین کو ذلیل کرتے ہیں اور فاتحانہ غرور سے شہر میں داخل ہوتے ہیں آپ مکہ کو فتح کر کے اندر داخل ہوتے ہیں تو اس طرح کہ سر نیاز سجدہ میں جھکا ہوتا ہے لوگوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے بیٹھتے ہیں، ایک شخص سامنے آتا ہے اور ہیبت سے لرزنے لگتا ہے فرماتے ہیں ڈرتا کیوں ہے میں تو ایک غریب قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا ہوا گوشت ہی کھا لیا کرتی تھی کعبہ شریف کو اصنام سے پاک کرتے ہیں۔ حضرت علی کنجی طلب کرتے ہیں مگر آپ اس کے اصلی کلید بردار کو کلید عنایت کرتے ہیں اور خود اپنے قبضہ میں نہیں لیتے، جباران قریش سے مخاطب ہو کر پوچھتے ہیں جو سامنے کھڑے تھر تھر کانپ رہے تھے کیونکہ بیس برس تک انہوں نے مسلمانوں پر زندگی اور زندگی کا ہر آرام حرام کئے رکھا تھا۔ بولو! آج تمہیں مجھ سے کس سلوک کی توقع ہے عرض کرتے ہیں "تو شریف ہے اور شریف بھائی ہے" حکم ہوتا ہے بیشک میں تم سے انتقام نہ لوں گا، جاؤ سب کو معاف کر دیا ابوسفیان جیسا خوفناک دشمن خالد بن ولید عمرو بن العاص سب کو نوازا جاتا ہے ایک قطرہ خون کا نہیں بہایا جاتا فتح کر کے مدینہ واپس ہوتے ہیں تو زندگی کا وہی عنوان ہوتا ہے ڈول بھٹی جوتی سی رہے ہیں کپڑوں میں پیوند لگا رہے ہیں بکری کا دودھ دوہ رہے ہیں کنیزوں اور بوڑھیوں کا کام کر رہے ہیں روکھی سوکھی جو مل گئی وہ کھا رہے ہیں بے تکلفانہ سادہ زندگی ہے اس پر بھی یہ جلال ہے کہ ہر مسلمان حکم کا بندہ ہے کہو اور سوچو کہ یہ نبوت تھی یا بادشاہی آپ تو آقا بھی کہلوانا پسند نہ کرتے تھے کیا بادشاہ ایسے ہی ہوتے ہیں

نادرہ کار موحّد

ہستی باری تعالیٰ خدا ہے؛ دہریوں اور جینیوں کے سوا دنیا کے ہر مذہب میں اور دنیا کی ہر قوم میں خدا کے وجود کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ہر ملک میں خدا کے متعلق کوئی نہ کوئی تصور موجود ہے سب خدا کو مختلف ناموں سے یاد کرتے ہیں اسے سب سے بڑا بھی تسلیم کرتے ہیں جملہ مذاہب کا مرکزی نقطہ اور محور خیال یہی عقیدہ ہے کہ ہدایت و نور کا سرچشمہ خدائے تعالیٰ ہی کی ذات ہے لیکن بس اس خیال کے بعد ان کے تصور کی سرحدیں ختم ہو جاتی ہیں تفصیلات میں جا کر سب نے کچھ ایسی صورت اختیار کر لی ہے اور اس تصور کو کچھ ایسا جکڑ دیا ہے کہ اگر شرک نہیں تو صورت مسخ ہو کر ضرور رہ گئی ہے اور کوئی تعلیم ایسی نہیں ہے جو خدا کا سچا تصور قلوب میں قائم کر سکے یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں لوگوں کا ایمان محض رسمی رہ گیا ہے اور مادی اور مغربی ہواؤں نے اسے بھی قلب سے نکال دیا ہے مذاہب میں خدائے قدوس کی ہستی کے تعلق کی کجی اور کامل تعلیم کی عدم موجودگی نے لوگوں کو بری طرح شک و شبہ میں ڈال رکھا ہے لاکھوں نہیں کروڑوں اس وقت دنیا میں ایسے موجود ہیں جنھیں صرف کبھی کبھی محض یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے ممکن ہے خدا کا وجود ہو اور ہمیں مرنے کے بعد اس کے سامنے اپنے اعمال کا حساب بھی دینا پڑے لیکن آگے بڑھتے ہیں تو پھر سب کے سب شک و شبہ میں پڑ جاتے ہیں کہ ہے تو کیا ہے؟ کہاں ہے؟ کیا ہے؟ نظر کیوں نہیں آتا ان سوالات کا انھیں کوئی تشفی بخش جواب نہیں ملتا اور جو ملتا ہے وہ موثر نہیں ہوتا بہر کیف اور مذاہب میں جو خدا کا تصور ہے وہ اس کے ماننے والوں کی زندگیوں پر کوئی اثر نہیں ڈالتا

مسلمانان حال اور توحید چونکہ اس دور الحاد میں مسلمان بھی اپنی مذہبی تعلیم سے بے بہرہ ہو کر رہ گئے ہیں اس لئے ان کی بھی یہی حالت ہے کہ حقیقت میں سب کے سب شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں اور ہستی باری تعالیٰ کے متعلق انھیں کوئی صحیح تصور قائم نہیں چونکہ تعلیم توحید ایک اساسی اور بنیادی عقیدہ ہے اس لئے اس کے جاننے کی بیحد ضرورت ہے غور کیجئے کہ مکہ کے ابتدائی سہ سالہ تبلیغی دور میں جو مسلمان ہوئے ان میں کوئی فاضل و عالم نہیں تھا حضرت بلالؓ صہیبؓ عمارؓ یاسرؓ سمیہؓ اور لبینہؓ تو محض غلام اور کنیزیں تھیں اس وقت کوئی مذہبی لٹریچر نہ تھا قرآن ہی اس وقت تک بہت کم نازل ہوا تھا صرف صبح و شام کی نماز تھی ایک الحمد شریف اور قل ہو اللہ نے انھیں کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا تھا اور سورۂ بقر پڑھ کر وہ کیا سے کیا ہو گئے تھے کہ دہکتے انگاروں پر گرم ریت پر کانٹوں پر لٹائے گئے شہر بھر میں گھسیٹے گئے خوفناک ماریں پڑیں لیکن زبان پر احدٌ احدٌ ہی رہا ہم افسوس کے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر آج اسی قسم کا تشدد مسلمانوں پر کیا جائے تو شاید ایک فیصدی بھی اس کے حریف نہ بن سکیں اسی لئے کہ اس وقت خدا کا صحیح تصور موجود تھا یقیناً تھا اور آج سب مذبذب ہیں۔

سورۂ الحمد شریف کا سبق توحید بعثت نبوی سے پیشتر ہی پوری دنیا اسی شک و شبہ میں مبتلا تھی لیکن رسول کریمؐ نے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتے ہی ساری تاریکیاں فنا کر دیں اور بندہ و آقا میں سچا تعلق قائم ہو گیا حقیقت یہ ہے کہ توحید کی جیسی مکمل سچی تعلیم آپ نے پیش کی اس کی نظیر دنیا ہرگز نہیں پیش کر سکتی آپ نے فرمایا اللہ ہے اور اس طرح بتایا کہ تمام صفات ربانی کی تصویر ذہن میں کھنچ کر قلوب میں اتر آئی سب سے پہلے الحمد شریف کو لیجئے الحمد کیا ہے اور کیوں تمام تعریفوں اور ستائشوں کا مرکز ہے اور کیوں اس کی عبادت کی جاتی اور اس سے مدد مانگی جاتی ہے اس لئے کہ وہ رب العالمین، الرحمٰن الرحیم اور مالک یوم الدین ہے وہ ارض و سما، بحر و بر اور ہر ظاہر و غائب اشیا و ارواح کو پالتا ہے پرورش کرتا ہے رزق دیتا ہے مارتا ہے جلاتا ہے بڑھاتا ہے محبت کرتا ہے بچاتا ہے کہ رب العالمین ہے بلا محنت کے انعام دیتا ہے بلا وجہ رحم کرتا ہے خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے درگزر کرتا ہے تحمل و برداشت کرتا ہے۔ انسانی کوششوں محنتوں اور مساعی کے نتائج مترتب کرتا ہے "الرحمٰن" بلا محنت و معاوضہ و استحقاق اپنے کرم خاص سے دینے والا اور "الرحیم" ہماری محنتوں کاوشوں اور سعی و جہد کو ہماری کمزوری اور عرق فشانی پر نظر کر کے نتائج مترتب کرنے اور کامیابی دینے والا ہے اور سزا و جزا کا مالک و مختار ہے اس کے سامنے اس روز اس کی اجازت کے بغیر کسی کو دم

مارنے کی مجال نہ ہوگی۔ اس لئے اس کی عبادت کرنی چاہیئے اسی سے مدد مانگنی چاہیئے کہ دینے والا تو وہی ہے۔

رسول کریم کی تعلیم توحید

الحمد شریف روز و شب پڑھتے ہو مگر کتنے ہیں جو اس تصور کے ساتھ پڑھتے ہیں جنہوں نے پڑھا فائز المرام ہوئے اور باقی محروم رہ گئے مسلمان کہتے ہیں کہ صاحب رحمٰن و رحیم کے مستحق کیسے ٹھیرے ہیں اس لئے کہ وہ رحیم ہے اور صفت رحیمی یہ ہے کہ جو کوشش کرے اسے کامیاب کردے وہ کرتے ہیں پاتے ہیں آخر بندے تو اسی کے ہیں لیس للانسان الا ما سعی اسی کا تو قانون ہے ان اللہ لیس بظلام للعبید اسی کا قانون ہو واللہ رؤف بالعباد اس کی عادت ہے یعنی وہ اپنے بندوں پر کبھی ظلم نہیں کرتا اتنی محبت کرتا ہے کہ انہیں تکلیف میں دیکھکر بیچین ہو جاتا ہے کہ وہ رؤف ہے اس میں مسلم اور غیر مسلم کی تمیز نہیں آخر رب العالمین ہے حکم دیتا ہے کہ میری رحمت سے نا امید مت ہو ناکام ہو گئے ہو تو پھر میرا نام لیکر کھڑے ہو جاؤ گناہ بہت کئے ہیں تو توبہ کرو گر سچی توبہ سب بخشدونگا لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ احد ہے صمد ہے یعنی یکتا ہے بے پروا ہے ازل سے ہے ابد تک رہے گا کوئی اس کا کفو نہیں نہ کسی نے اسے جنا نہ اس نے کسی کو جنا زندہ ہے، جاگتا رہتا ہے سنتا ہے، دعائیں قبول کرتا ہے مقلب القلوب ہے وہی دیتا ہے وہی لیتا ہے کتب علیٰ نفسہ الرحمہ اس نے بندوں پر کرم کرنا اپنے اوپر لازم کر لیا ہے قہار بھی ہے ظالموں کو ضرور سزا دیگا۔ ولا یظلم ربک احدا کسی بندے پر ظلم نہیں کرتا ناانصافی نہیں کرتا۔ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا اس کی نعائم شمار سے افزوں ہیں ان اللہ یحب الرفق فی الامر کلہ (بخاری) ہر امر میں نرمی پسند کرتا ہے انا مع عبدی حیثما ذکرنی بندہ جہاں کہیں بھی ہمیں پکارے ہم موجود ملیں گے وہ کیا ہے اللہ نور السموات والارض، وہ ایک نور ہے جو زمین و آسمان میں پھیلا ہوا ہے

بہر کیف رسول کریم نے اللہ تعالےٰ کو جس شان و عظمت کے ساتھ پیش کیا اور جو تصور وحدانیت کا لوگوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے اور توحید کا سبق جس رنگ میں پڑھایا ہے اس کی نظیر کوئی مذہب بھی پیش نہ کر سکا اور نہ کر سکتا ہے۔

پُرجوش عابد

نبوت و ملوکیت جس طرح مادی زندگی اور مادی آرزوں کا منتہائے کمال ملوکیت اور تخت و تاج ہے اسی طرح روحانی و انسانی زندگی کی معراج اور بلند ترین چوٹی نبوت ہے دنیا میں کسی کی زیادہ سے زیادہ ترقی یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی انسان مراحل ارتقا طے کر کے بادشاہ ہو جائے اور بس لیکن روحانیت میں سب سے بلند درجہ نبوت ہے نہ صرف روحانیت بلکہ یوں کہئے کہ انسانی ترقی کی انتہا نبوت ہے بادی النظر میں یہی بادشاہ بڑے باعظمت بڑے با اقتدار اور بڑے مستغنی معلوم ہوتے ہیں کہ تمام رعایا کی موت و حیات کا فیصلہ ان کی ایک جنبش لب کا رہین منت ہوتا ہے بادشاہ اس ترقی پر بڑا غرہ اور بڑا فخر کرتے ہیں کسی طاقت کو خاطر میں نہیں لاتے حتیٰ کہ حق باری تعالیٰ سے بھی منکر ہو جاتے ہیں اور اپنے زعم و اقتدار میں نہ صرف یہ کہ وہ سلطنتوں شہروں قوموں اور بستیوں کو اجاڑتے رہتے ہیں بلکہ وہ نبوت سے بھی بار بار ٹکرائے ہیں انبیاء کو قیدوں میں ڈلوایا ہے سولی پر چڑھا دیا ہے بھڑکتی آگ میں ڈلوایا ہے اور وہ کیا ہے جو وہ اپنی قوت سے کر سکتے تھے لیکن وہ نبوت سے تصادم میں کبھی کامیاب نہیں ہوئے سر نبوت کبھی ان کے سامنے نہیں جھکا بلکہ ان دلق پوشوں کے سامنے ہمیشہ ملوکیت سرخم ہوئی۔

نبوت کی فائز المرامیاں ملوکیت میں غرور و نخوت ظلم و چیرہ دستی شان و شکوہ جوش و انتقام جہاں لازمی چیزیں ہیں وہاں نبوت میں عجز و انکسار خلوص للہیت عبادات و طاعات اور سادگی زہد و عمل کی خصوصیت ہے اور گو بادی النظر میں انبیا بے اختیار و عاجز اور ناتوان نظر آتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ بادشاہوں کی حکمرانی تو صرف انسانوں اور ان کے ظواہر و عمل ہی تک محدود ہوتی ہے لیکن ان کمبل پوشوں کے قبضۂ اقتدار میں تمام مافی الارض والسما ہوتی ہے ان کے ایک اشارہ پر زمین آگ اگل سکتی ہے سمندر خشک ہو سکتے ہیں پہاڑ راستہ چھوڑ سکتے ہیں دریا اپنی روانیاں بند کر سکتے ہیں تمام جمادات نباتات اور حیوانات سب ان کے بندۂ حکم ہوتے ہیں مگر بادشاہی بالکل علیحدہ چیز ہے اور چونکہ وہ ابھی صد ہزار امور میں محتاج ہوتی ہے اس لئے اس کی پیاس اور حرص بجھنے میں نہیں آتی اور ہل من مزید کے نعرے زندگی بھر لگتے رہتے ہیں نبوت بھری گگری ہوتی ہے اس لئے خاموش رہتی ہے اور چونکہ سب کچھ اس کے ہاتھ میں دے دیا جاتا ہے اس لئے ان کا دل ہر طرف سے سیر اور مطمئن ہوتا ہے اور انبیا اور ان کے جانشین اولیا زندگی سادگی اور فقر میں گذار دیتے ہیں نہ انھیں کوئی آرزو ہوتی ہے اور نہ تمنا جو مل گیا کھا لیا جہاں جگہ مل پڑ رہے عشق الٰہی میں مست ہوتے ہیں۔

غار حرا کی عبادت انھیں ذوق حاصل ہوتا ہے لذت ملتی ہے سکون نصیب ہوتا ہے تو صرف بندگی میں کہ بندوں کے لئے بندگی ہی زیبا ہے سب کچھ مل گیا کوئی ضرورت اور کوئی ارمان باقی نہ رہا اب ایک آقا ہے اور ایک بندہ بندہ رضائے ربانی میں محو و سائل رہتا ہے اور اس کی عطا و بخشش میں اس کا سر برابر اور ہر گھڑی جھکا رہتا ہے اور سر جھکتے ہی چونکہ دیدار الٰہی شروع ہو جاتا ہے جس سے لذیذ تر شئے اور کوئی نہیں اس لئے انبیا و اولیا عبادت کے حریص ہوتے ہیں اور ہر وقت یہی دل چاہتا ہے کہ اس کے آستانہ پر سر پڑا رہے "عاشق" کے لئے "سنگ در جاناں" سے عزیز تر شئے اور ہو بھی کیا سکتی ہے دیکھئے حضور نبی کریم کی کیا حالت تھی ابتدائے عشق ہی میں وہ محویت تھی کہ محافل و مجالس اور زن و فرزند کی صحبت و محبت سے بے نیاز ہو کر گھر کے گوشے ڈھونڈھتے پھرتے تھے تلاش محبوب حقیقی تھی یہاں بھی سکون نہ ملا تو پہاڑ پر چڑھ گئے پھر غار حرا کی تنہائیوں میں جا بیٹھے وہاں تاج رسالت سر پر رکھ دیا گیا اصلاح و عمل کی ذمہ داریاں سپرد ہو گئیں سب کچھ تھا مگر راحت قلب اور نہی ظلم ہونے تھے قہر ٹوٹتے تھے مگر زبان کیسی؟ شکوہ کیا تھا! آقا کی رضا میں بھی ایک کیف ہوتا ہے وہ دیکھ رہا تھا خوش تھے، سب گوارا تھا۔

طاعت و عبادت میں انہماک ظالموں کے لئے بددعا کیونکر کرتے آخر اپنے آقا کے اپنے ہی جیسے بندے تو تھے وہ مخلوق نوازی سے خوش ہوتا ہے

س نے مخلوق نوازی میں بڑھ چڑھ کر سعی کرتے تھے وہ سب بندو
پر مہربان تھے اس لئے سب سے عدل و مساوات برتتے تھے اور
جب فرصت ملتی تھی سر آستانہ یار پر رکھ دیتے تھے دن میں دن
مصائب و تبلیغ میں گذرتا تھا اور راتیں سجدے میں گزرتیں تھیں عبادت
الٰہی میں وہ شغف اور اس میں وہ انہماک تھا کہ آپ کے نشہ خون
دشمن بھی کہہ اٹھتے تھے کہ محمد کو اللہ کا عشق ہو گیا ہے شب کو عبادت
میں اتنی دیر کھڑے رہتے تھے کہ پائے مبارک متورم ہو جاتے تھے
سینہ خشوع سے دیگ کی طرح کھولنے لگتا تھا حضرت عائشہ رضی
عرض کرتی ہیں حضور کے تو اگلے پچھلے گناہ بخشے جا چکے آپ کیوں
اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں. فرماتے ہیں عائشہ! کیا میں اللہ کا شکر
گذار بندہ نہ بنوں۔ (بخاری) ذرا یہ شغف عبادت تو ملاحظہ فرمایئے
کہ مرض الموت میں دو آدمیوں کے کندھے پکڑ کر مسجد میں آتے
ہیں چودہ روز کی علالت میں گیارہ روز تک برابر مسجد میں آتے
اور پڑھتے ہیں میدان جنگ میں سفر میں حضر میں ہر حالت میں نماز
پڑھتے ہیں نصف شب ہوئی اٹھ کھڑے ہوئے اور عبادت میں
مصروف ہو گئے کوئی لمحہ کوئی ثانیہ یاد الٰہی سے خالی نہ گذرتا تھا۔
مصیبت میں راحت میں، دن میں رات میں فتح و کامرانی کے
موقع پر کسی لمحہ خدا کو نہ بھولتے تھے میدان بدر میں بیتابانہ ہاتھ
پھیلا پھیلا کر دعائیں مانگ رہے تھے کہ اللہ اپنا وعدہ آج پورا
کر اگر آج تیرے یہ مٹھی بھر بندے مٹ گئے تو پھر قیامت تک
تو نہ پوجا جائیگا کبھی سجدے میں سر رکھتے کبھی بیقراری میں کھڑے
ہو جاتے ردائے مبارک بھی شانے سے سرک سرک جاتی تھی۔
روزے رکھنے پر آتے تو رکھتے ہی چلے جاتے حجۃ الوداع اور
فتح مکہ کے روز اونٹ پر بیٹھے ہوئے تھے اور سر سجدے میں جھکا
ہوا تھا اللہ سے اتنے ڈرتے تھے کہ بیٹی سے کہہ دیا کرتے تھے عمل کر
رسول اللہ کی بیٹی ہونا کچھ کام نہ آئے گا، فرمایا کرتے تھے کہ سورہ ہود نے
مجھے بوڑھا کر دیا میں نہیں جانتا کہ کل قیامت کے روز میرے ساتھ کیا
معاملہ پیش آئے مسلمانو سوچو اور شرم کرو اور اللہ کے عابد بندے بننے کی کوشش کرو

عظیم الشان مصلح

جانی ومالی اصلاح

اٹھارہویں پارہ میں آیہ قد افلح المومنون الخ پڑھیئے اور اس پر غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ترقی و تنزل مسلمین اسباب و عوامل پر اس میں روشنی ڈالی ہے اور واضح کیا ہے کہ مسلمان صرف اخلاق فاضلہ میں ترقی حاصل کرنے عبادات پر استواری کے ساتھ قائم ہونے اور مالی قربانی کرنے سے عروج پا سکتے ہیں اور جب یہ صفات ترک کر دینگے ذلیل ہو جائینگے حقیقت ہے کہ عہد نبوت کے مسلمانوں میں یہ تمام صفات بدرجہ اتم موجود تھیں مال کتنی محبوب و عزیز چیز ہے اتنی کہ ایک جنگ میں اسلام لانے کے بعد بھی مال غنیمت لوٹنے کیلئے میدان احد میں مسلمان عقب کوہ سے تاکید و ہدایت کے باوجود ہٹ کر ایک مصیبت عظیم کا باعث بن گئے تھے لیکن یہ ایک اضطراری کیفیت تھی ورنہ رسول کریم نے مسلمانوں کے اندر قربانی و ایثار کی وہ فقیدالمثال روح پیدا کی جس کی نظیر پوری دنیا کی پوری عمر میں کہیں نہیں مل سکتی کبھی کہیں یہ سنا یا دیکھا ہے کہ ایک شہر کی پوری کی پوری مسلم آبادی کھانے پینے کی سادہ ضروریات کے بعد جو بچے وہ وقتی طور پر نہیں بلکہ مسلسل کئی سال تک مقاصد اسلام کے لئے دیتی رہے چندہ کا اعلان ہو تو چند لمحوں کے اندر اندر رسول امین کے قدموں پر ڈھیر لگ جائیں ان میں بکثرت ایسے ہوں جو اپنا سارے کا سارا اور نصف مال لا کر سامنے ڈال دیں اور بیویاں تقسیم تک پر خوشی راضی ہو جائیں نہ دیکھا ہے اور نہ دیکھو گے مگر مسلمانوں میں یہی روح پیدا ہوئی تھی کہ ایک آواز پر سر مانگا جائے تو سر حاضر زر مانگا جائے تو زر حاضر اور بخوشی حاضر یہ تھی اصلاح!

اخلاقی اصلاح

اخلاقی اصلاح کا یہ شاندار مظاہرہ کہ ظواہر اعمال سے گذر کر باطن تک پہنچ گیا نہ صرف یہ قتل و غارت، سلب و نہب ڈکیتی اور چوری دختر کشی و بادہ نوشی قمار بازی و شراب خوری زنا و نکاح خیانت و بددیانتی سود خواری و عیاشی طعن و تشنیع استہزا و مذاق شرک و کفر اور نسلی مفاخرت امتیازات کا کلی خاتمہ کیا بلکہ غیبت و بدگوئی بہتان و اتہام حسد و کینہ، بغض و عداوت ریا و نمود رسم و رواج غضب و غرور اور فتنہ و فساد کو یکسر مٹا دیا مسلمانوں کا خون و مال و آبرو مسلمانوں پر حرام کر دی انتقام کا جوش فنا کر دیا زیر دست آزاری و ظلم کو ختم کر دیا سب کو بھائی بھائی بنا دیا نسب و دولت کی برائیاں معدوم کر کے زر بیر کے معیار کو مٹا کر حسن عمل کو معیار فضیلت قرار دیا امیر و غریب کو ایک صف میں کھڑا کر دیا دل صاف کر دیئے نفس پاک کر دیئے ذہن صاف کر دیئے سارے نفاق و شقاق فنا کر کے محاسن اخلاق سے مزین کر کے ایک سلک اتحاد میں منسلک کر دیا یہ تھی اخلاقی اصلاح۔

عبادات کی اصلاح

دنیا کی عبادات اس وقت تھیں ہی کیا کو آب پرستی، شجر پرستی، حیوان پرستی، بت پرستی، دریا پرستی، آتش پرستی، اعضا پرستی، مشاہیر پرستی گھنٹے بجانا، بتوں کے آگے برہنہ ناچنا، اصنام کے سامنے سر جھکانا، بتوں کے نام پر ذبیحہ کرنا یا تو برائے نام روزے رکھنا یا ان رات کیا کئی کئی دن بھوکا پیاسا رہنا بہت کرنا صبح و شام آنکھیں بند کر کے بیٹھ جانا محض دل و دماغ سے دھیان گیان کرنا جنگلوں گپھاؤں اور غاروں میں جا بیٹھنا اپنے اعضا خشک کر لینا، بدن پر بھبھوت مل لینا اس سے بڑھنا تو رکوع کر لینا اور بس!

رسول کریم نے روزہ نماز و حج و زکوٰۃ کی نہایت نادر اور اثر خیز صورتیں مقرر کیں انھیں نہایت آسان، قابل عمل پرکشش اور دنیا و آخرت کے فوائد و مفاد کا کفیل بنا دیا۔ جزوی مالی قربانی کو بھی عبادت میں شامل کر دیا اور وہ صورت پیدا کر دی کہ بندے محویت و استغراق میں ڈوب گئے اور ٹھہرے تو خدا سے مل گئے یہ تھی عبادات کی اصلاح

علمی اصلاح

پہلے علم سینہ بہ سینہ تھا کتب کا رواج نہ تھا یونان میں فلسفہ مقفل ہندوستان میں ریاضی مقفل مصر میں ہیئت مقفل عقلی علوم بہت ہی محدود مذہبی علوم پر پیشوایان مذاہب کا قبضہ درسگاہیں نایید، مکاتب ندارد اکتشافات و ایجادات ناپید، علمی مکاشفات ممنوع پھر ہر ایک چیز ایک مخصوص دائرے میں بند عوام بالکل کورے، خواص جاہل، رسول کریم نے ہر چیز سامنے رکھدی ہر چیز عام کر دی غور و فکر اور مظاہر کائنات کی تحقیق پر زور دیا گھر گھر قبائل قبائل میں علم کی روشنی پہنچائی ہر مرد و عورت پر تعلیم فرض کی حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں علمی و عقلی انکشافات

کا زمانہ عہد نبوی ہی سے شروع ہوا علم عام ہو گیا یہ تھی علمی اصلاح!

نسوانی اصلاح عورتوں کی حالت دنیا بھر میں زبوں وزار تھی اس بیکس طبقہ کی فریاد سننے والا کوئی نہ تھا اس کی کوئی آواز نہ تھی کہیں طلاق سرے سے ناپید کہیں بات بات پر کیا بلا وجہ طلاق سوتیلی ماؤں تک پر شوہرانہ قبضہ! نہ مال نہ حق نہ گھر میں نہ عبادت کا حق نہ تڑپنے کا یارا نہ ورثہ سے تعلق نہ ترکہ سے مطعون خلائق ازدواج کی کوئی حد نہیں رسول کریم نے ورثہ و ترکہ کا حق دیکر مالی پوزیشن قائم کی حقوق برابر کرکے مساوات کا درجہ دیا عبادات فرض کرکے اہمیت بڑھائی علم فرض کرکے عقل بڑھائی عورت صالحہ کو بہترین دنیوی نعمت بتایا اسے تکلیف دینے کی ممانعت کی ازدواج کی تعداد معین کی اس سے سلوک کو اچھائی کا معیار قرار دیا، ملکہ بنا دیا یہ تھی نسوانی اصلاح!

رہبرانہ اصلاح سب سے اول آپ اپنی تعلیم کا آپ نمونہ بن گئے یتیمی و بیکسی سے مراحل منزل طے کرتے ہوئے بادشاہی تک پہنچے۔ قہرناک تکالیف سہیں پتھر برسے غلاظت سینی زخم کھائے قید کاٹی تلواروں کے وار سہے گھر چھٹا وطن چھٹا خویش و بیگانہ چھٹا خود تباہ ہوئے گھر تباہ ہوا رشتہ دار تباہ ہوئے قتل کی سازشیں ہوئیں دنیا نے جتنی ہولناک سے ہولناک ذہنیتیں اور عقوبتیں ہو سکتی تھیں سب سہیں تحریصیں و ترغیبیں ہوئیں تو انتہائی زر و دولت کے انبار امیر گھرانے کی مہ جمال کنواریاں! عرب کی حکومت!! جواب بھی انتہائی کہ ایک ہاتھ پر سورج دوسرے پر چاند بھی رکھدو تو تبلیغ نہ چھوڑوں گا ترہیب اتنی کہ خاندان سمیت قید میں ڈال کر بچوں کو مار دیں گے مگر پرواہ نہیں مقصد سے کام ہے پھر کامیاب ہوئے تو پھر بھی وہی روکھی سوکھی۔ لیڈر سمجھیں یہ تھی رہبرانہ اصلاح!

تمدنی اصلاح سب کے ساتھ محبت، دوست دشمن سے یکساں سلوک تعصب و تنگدلی سے بیر، عدالتوں، زمینوں، زراعت تجارت قیام امن احتساب ہر شعبہ کا بہترین بندوبست، سڑکوں اور مکانوں کی صفائی، لباس کی صفائی طعام کی صفائی، یہ تھی تمدنی اصلاح۔

فوجی اصلاح بلا وجہ لڑنا، دولت اور لوٹ کے لئے لڑنا، مثلہ کرنا دھوکہ سے لڑنا، بچوں پر چاند ماری کرنا، عورتوں بوڑھوں بچوں اور نہ لڑنے والوں کو لوٹنا، آگ لگانا کھیت اور باغ اجاڑنا سب حرام سب ممنوع یہ تھی جنگی اصلاح۔

معاشرتی اصلاح ماں باپ کی عزت بیوی سے محبت شوہر کی اطاعت، اولاد پر شفقت صلہ رحم، ہمسایوں کے حقوق ہشاش بشاش رہنا بڑوں کا ادب چھوٹوں پر شفقت ادب، تمیز، سلیقہ، نرمی و رفق یہ تھی معاشرتی اصلاح!

صد ہزار اصلاحیں ہیں۔ کیا دنیا میں آجتک کوئی اتنا بڑا اور ایسا مصلح اعظم کہیں کبھی پیدا ہوا ہے۔

جمہوریت نواز قائد

مصلحین عالم اور مساوات

دنیا میں لاکھوں مصلحین پیدا ہوئے ٹالسٹائی، میزینی، گریبالڈی، روسو، والٹیر، فرینکلن وغیرہ کا ذکر چھوڑیئے لاکھوں انبیا پیدا ہوئے سب ہی نے اصلاح کی، کام کیا، کوشش کی مگر یہ تمام کوششیں ہنگامی و موقت تھیں، دنیا کی حقیقی پیاس کو بجھانے والے صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے لیکن آج دنیا آپ کے دیئے ہوئے سبق کو بھول گئی اس لئے وہ اپنی تمام ترقیوں اقبال مندیوں اور اپنی عقلی رہنمائیوں کے باوجود پریشان ہے اور جتنی آگے بڑھتی جاتی ہے ترقی کرتی جاتی ہے اتنا ہی اس کی پریشانیوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اس نے اپنی اس تشنگی کو بجھانے کے لئے کسی طمانیت بخش پروگرام کی تلاش شروع کی اور اس کے علاج کے لئے مختلف نسخے ڈھونڈے پہلا نسخہ روسو سے لیا کچھ نتیجہ مترتب نہ ہوا پھر استقلال امریکہ اور انقلاب فرانس نے نظام جمہوریت کا سبق پڑھایا لیکن نصف صدی بھی نہ گذرنے پائی تھی کہ پھر وہی داغ اضطراب تھا اور رات کی بے چینیاں، فرط سراسیمگی سے متوحش ہو کر کبھی روسو کا لائحہ عمل لیا اور کبھی کارل مارکس کا لیکن حالت نہ بدلنی تھی نہ بدلی بلکہ اور زبوں و زار ہوتی چلی گئی نہ جمہوریت ہی حقیقی معنوں میں قائم ہوئی اور نہ سوسائٹی کے الجھے ہوئے مسائل کا کوئی حل سمجھ میں آیا، عقل، دولت، علم، ترقی، حکومت سب کچھ میسر ہے مگر مغرب کو پھر بھی دل کا اطمینان نصیب نہیں۔

جمہوریت اقوام اور مساوات

غور کرتے جائیے جمعیتہ اقوام کس شان و شکوہ اور کن خوشگوار توقعات کے ساتھ قائم کی گئی جنگ عظیم کن مقاصد کے پیش نظر لڑی گئی اور سیلف ڈیٹرمینیشن کا اصول کس طمطراق کے ساتھ قائم کیا گیا جابجا بادشاہتوں کی جگہ جمہوریتیں قائم ہوئیں مگر کہہ سکتے ہو کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی کامیابی نصیب ہوئی جمہوریت کیا ہے؟ یہی کہ قوت چند افراد کے بجائے قوم و ملت کے ہاتھ میں ہو، مساوات کیا ہے؟ یہی کہ اللہ کے بندوں میں باہم کوئی فرق اور غیر یکسانیت باقی نہ رہے حریت کیا ہے؟ یہی کہ ہر کہہ و مہ فکر و عمل میں آزاد ہو۔ پیرس میں جا کر دیکھیئے ایوان حکومت پر جلی حروف میں قومی حکومت کے مقاصد جمہوریت مساوات اور حریت مرقوم ہیں اور ایک فرانس کیا امریکہ انگلستان جرمنی وغیرہ سب ہی ان مقاصد سہگانہ کی تکمیل کے لئے خود کو وقف بتاتے ہیں عام تعلیم انہی مقاصد کے ذیل میں ہوئی اس نے سنوارنے کے بجائے دنیا کے دماغوں میں اور فرعونیت بھر دی، عورتیں آزاد ہوئیں تو وہ گلوئے معاشرت کا پھندا بن گئیں ننگے [illegible] اور ننگے چلن عدالتوں اور کچہریوں کی بھرمار اور اپیل در اپیل کا قاعدہ انہی کے سلسلہ میں قائم ہوا جس نے دنیا کی اخلاقی حالت تباہ کر کے رکھ دی اور جھوٹ فریب کی نئی نئی راہیں کھول دیں؟

سوشلزم اور مساوات

اور تو اور ہند بھی انہی مقاصد کے علمبردار ہیں لیکن اگر پہلے مذہبی لارڈ اور دنیوی لارڈ پیدا ہونے لگے تھے اور دنیا دو پاٹوں کے درمیان کچلی جا رہی تھی تو اس کے بعد یہی نہیں کہ ایک پتھر کی جگہ دوسرا پتھر آ موجود ہوا بلکہ اردگرد اور اوپر نیچے پتھروں کا ایک انبار لگ گیا مذہبی لارڈ تو نابود ہو گئے مگر دنیوی لارڈ صدہا ٹکڑیوں میں تقسیم ہو کر ان سے کہیں زیادہ خوفناک ثابت ہوئے۔ ایک طرف سرمایہ دار ہوئے دوسری طرف مزدور تیسری طرف عورتیں سیاست میں کود پڑیں چوتھی طرف جنگی لارڈ آ دھمکے انتہا یہ تھی کہ ہر جماعت ہر گروہ اور ہر فریق ایک پتھر بن گیا جو دوسرے پتھروں کو پاش پاش کر کے رکھ دینے کے لئے سرگرم عمل ہو گیا دنیا ان پتھروں سے گھبرائی تو روس کے سوشلزم کی طرف بیتابانہ نگاہیں اٹھ گئیں لیکن بہت جلد دنیا کو معلوم ہو گیا کہ یہ نسخہ بھی غلط ہے نہ سرمایہ دار مزدوروں کو کچھ دینے پر آمادہ ہیں اور نہ مزدور مانتے ہیں اچھوتوں کی بیکس نوازی کا ناقوس کس قوت سے پھونکا گیا تھا مگر کیا ان کے لئے مندر کے دروازے کھل گئے؟ یہ عام کنوؤں سے پانی بھرنے لگے عام مدرسوں میں پڑھنے لگے مزارعین کی ہمدردی میں کتنے گلے روز پھاڑے جاتے ہیں ان کے مصائب پر کس درد سے نوحہ خوانی کی جاتی تھی مگر گفتار کے مرد سب تھے کردار کا مرد ایک بھی نہ نکلا جب عمل کا وقت آیا سب دم بخود تھے انتہا یہ ہے کہ اسمبلی کے لئے ان کی ہمدرد کانگریس نے ایک چھوٹ بھی ٹھکرانہ کیا اور کسی ایک صوبہ میں بھی مزارعین کے مصائب کو دور کرنے والا قانون نہ بنوایا۔

تزکیہ نفس و مساوات

ہم پھر کہہ رہے ہیں کہ یہ سب کچھ تعلیم یافتہ جماعتوں کی طرف سے ہو رہا ہے۔ عقل علم دولت اور دماغ کی موجودگی میں ہو رہا ہے ترقی کے زمانہ میں ہو رہا ہے کان کچھ سنتے ہیں زبانوں سے کچھ نکلتا ہے اور آنکھیں کچھ دیکھتی ہیں قول و عمل میں کوئی مطابقت نہیں رہی ظاہر کچھ ہے باطن کچھ ہے نہ ایمان ہے نہ خدا ترسی اسی لئے معاملات روز بروز الجھتے چلے جاتے ہیں پریشانیاں روز افزوں ہیں نہ بڑوں کو اطمینان حاصل ہے اور نہ چھوٹوں کو چین ہے سب پریشان ہیں اور سب ہی فریب و تکذیب کے پتلے ہیں اور عبد الطاغوت! قرآن تو شاید آپ پڑھ ہی لیتے ہوں گے کبھی کبھی ثواب کے لئے پڑھتے ہیں تو ایک روز غور و تدبر کے لئے بھی پڑھ لیجئے اور یہ دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم کے متعلق جہاں "یعلمھم الکتاب والحکمۃ" فرمایا ہے وہاں "یزکیھم" بھی کہا ہے کیوں؟ اسی لئے کہ جب تک انسان کا تزکیہ نفس نہ ہو کتاب و حکمت کی تعلیم رائیگاں جاتی ہے دوسری جگہ "ھدی للمتقین" فرمایا ہے یعنی قرآن اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے سرچشمہ ہدایت ہے۔ جب تک [illegible] دل درست نہ ہو کوئی چیز دل پر اثر انداز ہو سکتی ہے ہرگز نہیں آج علم و حکمت سب موجود ہے مگر قلب صاف نہیں نیت صاف نہیں اس لئے نہ جمہوریت ہے نہ مساوات اور نہ حریت!

دنیا کی الجھنیں اور مساوات

لیکن خوب سمجھ لیجئے کہ دنیا کو آج جس چیز کی ضرورت ہے وہ سب کچھ تمہارے پاس موجود ہے مساوات کتنی پیاری چیز ہے مگر کہیں نہیں عرب کا ہر فرد خود کو فرعون اور قیصر سے کم نہ سمجھتا اپنے قبیلہ کے سوا سب کو حقیر جانتا تھا خود چار خون بھی کر دے تو کوئی بات نہیں لیکن دوسرا اس کے قبیلہ کے ایک متنفس کو بھی ہلاک کر دیتا تو اس کے عوض میں یہ چار جانوں کو ہلاک کر ڈالنے کا خود کو حقدار سمجھتا تھا جاہلیت میں جو حالت عرب کی تھی اس علم و تہذیب کے زمانہ میں آج یہی حالت مغرب کی ہے لیکن رسول کریم کی یہ معجزہ کاری مشاہدہ کیجئے کہ صرف چوتھائی صدی کے اندر اندر اس غرق جہالت ملک کی یہ حالت کر دی کہ جہاں میدان جنگ میں شجاع افراد نچلے افراد کے ہاتھوں مرنا بھی گوارا نہ کرتے تھے وہاں ایک غلام سپہ سالار لشکر بنتا ہے اور حضرت ابوبکرؓ جیسے شرفا اس کی رکاب تھام کر چلتے ہیں حضرت بلال رضؓ کو حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر فرمانروا آقا کہہ کر پکارتے ہیں مسلمان مجبور ہے کہ وہ ایک ادنیٰ شخص کے ساتھ بھی مسجد کے اندر ایک صف میں کھڑا ہو آپ کا پہلا فرمان یہ تھا کہ کسی عجمی کو عربی پر اور عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت نہیں سب بھائی بھائی ہیں آج سارے مصائب کی جڑ معیار فضیلت دولت کا مقرر ہو جانا ہے اسلام نے معیار عمل قرار دیا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ بےشک مسلمان خود آج رسول کریم کے مقرر کردہ اصول سے بغاوت کر رہے ہیں جماعت بندی کا انکار کر رہے ہیں پھر بھی جب تک مساجد قائم ہیں وہ اسے نہیں توڑ سکتے۔ تم تعلیم اسلام کا نمونہ بن جاؤ اس روشنی تمدن میں بھی دنیا تمہاری ہو جائے گی کہ اس کی پیاس اسلام ہی بجھا سکتا ہے جمہوریت مساوات اور سوسائٹی کے پیچیدہ مسائل کا حل اسلام اور صرف اسلام ہی ہے اور اسلام ہی میں موجود ہے قرآن غور و تدبر سے پڑھو اور اس پر عمل کرو۔

اولوالعزم متوکل

عہد موسوی اور توکل

توکل کے معنی لوگوں نے صوفیانہ رنگ میں سمجھے ہیں صوفیائے کرام نے اس کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ بھی درست ہے لیکن ہم اہل قال اہل حال کے اسرار کو کیا سمجھتے ہیں بیشک انھیں یہ منصب حاصل ہے کہ وہ اگر گھر میں متوکل ہوکر بیٹھ جائیں تو ان کے لئے عرش اعظم سے خوان اتریں اور وہ کھائیں لیکن ان کی نظر ان کا ایمان اور ان کا عرفان کہاں سے لائیں عشق الٰہی کا جذبہ انھیں مجنون بنا دیتا ہے اور عالم جذب و استغراق اور ہیجان میں خدا جانے وہ کیا کہہ جاتے ہیں۔ عہد موسیٰ میں ایک خاتون نے حضرت موسیٰؑ سے اپنے یہاں اولاد ہونے کی دعا کرنے کی استدعا کی جواب ملا اسے اولاد نہیں ملیگی اسی روز اس طرف سے ایک فقیہ کا گذر ہوا جو یہ صدا لگا رہا تھا ایک روٹی دے ایک بیٹا لے دو دے دو بیٹے لے یہ خاتون دوڑ کر آئی دو روٹیاں دیگئی چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اُسے دو بیٹے دیئے حضرت موسیٰؑ کو جو پتہ چلا عجلت سے دوڑے ہوئے کوہ طور پر گئے اور عرض کی بار الٰہا مجھ سے تو کہدیا کہ اُسے بیٹے نہیں ملیں گے مقدر ہی میں نہیں حالانکہ میں تیرا رسول ہوں اور اس فقیر کے کہنے سے تُو نے دو بیٹے دیدیئے۔

اولیا اور توکل

بارگاہ احدیت سے حکم آیا موسیٰ ہمیں انسان کے گوشت کی ایک بوٹی کی ضرورت ہے جلد لادے پھر اس کا جواب ملیگا۔ حضرت موسیٰ ایک کٹورہ اور ایک چھری لیکر نکلے اور تمام شہر میں پکارتے پھرے کہ کوئی اللہ کے لیے اپنی ایک بوٹی دینے کے لئے تیار ہے کسی طرف سے جواب نہ ملا مایوس ہوکر واپس جارہے تھے کہ شہر کے کنارہ پر پڑے ہوئے اسی فقیر نے آواز سُنی بلایا اور عرض کی یا رسول اللہ کہاں کا گوشت مانگا ہے فرمایا اس کی تو تصریح نہیں کی بولا کچھ پرواہ نہیں ران سے بازو سے سینے سے پشت سے سرین سے بوٹیاں کاٹ کاٹ کر پیالہ بھر دیا کہ لیجائیے جس جگہ کی بوٹی کی ضرورت ہوگی لے لیگا۔ پہنچے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا موسیٰ دیکھا میرے عاشق کو۔ سوچ جو شخص میرے لیے اپنا گوشت تک کاٹکر دینے کو تیار ہے اگر میں نے اس کا کہا کردیا تو کونسی بات تھی۔ تو بھی تو بندہ تھا تو ہی نے اپنی بوٹی کاٹ دی ہوتی۔ جو جتنی محبت کرتا ہے اتنا پاتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی کی بہن نے جب قرآن شریف کی تلاوت کرتے کرتے یہ پڑھا کہ بنی اسرائیل پر من و سلویٰ اترا کرتا تھا تو جوش میں اٹھ کھڑی ہوئیں بولیں امت موسیٰ پر من و سلویٰ اترے اور امت محمدی محروم رہے۔

سنت اللہ اور توکل

ہاں کیا دیر تھی آن کی آن میں خوان اترنے شروع ہو گئے یہ دیکھکر جذب طاری ہوگیا کپڑے پھاڑ نکل کھڑی ہوئیں پھر پتہ نہ لگا کہ کدھر غائب ہوگئیں یہ عشاق ربانی کی باتیں ہیں جو مصلحات ہمارے لئے نہیں۔ حضور رسول کریم نے توکل کے متعلق ہمیں یہ بتایا ہے کہ انسان اپنی سعی و جہد کے نتائج اور واقعات عالم کے فیصلہ کو اللہ کے سپرد کردے اور یہ سمجھے کہ کامیابی دینے والا وہی ہے اس خیال کے وقت اس کے سامنے اسباب و علل اور تدابیر نہ ہو بلکہ محض خدا ہو۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہی بات ہے تو پھر انگریز کیوں کامیاب ہوتے ہیں ہندو کیوں کامیاب ہوتے ہیں اور متوکل مسلمان ہی کیوں ناکام رہتے ہیں تقدیر و توکل محض ڈھکوسلا ہے سب کچھ تدبیر ہے قرآن شریف میں لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا آپ نے ہزار بار پڑھا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے تمام اشیاء اور تمام کائنات کے لئے ایک قانون بنا دیا ہے اسی طرح ترقی اور تنزل کا بھی ایک قانون ہے۔ مالک معظم کا اسپیشل ہو بادشاہ اس پر سوار ہو یا باغی، گھوڑے پر کوتوال سوار ہو یا چور دونوں کو منزل مقصود پر پہنچا دیں گے اس لئے کہ قانون یہی ہے آگ کا قانون جلانا اور پانی کا ڈبونا ہے کرامت اور چیز ہے مگر ان میں پڑنے سے دلی بمعنی نیک اور بد مسلم و کافر دونوں جلیں گے اور ڈوبیں گے جو قوم اتحاد و یکجہتی اور محنت و کفایت اور تدبیر و ہوشمندی سے کام لیگی وہی ضرور ترقی کرجائے گی کہ وہ رحیم ہے اور اس کی سنت یہی ہے۔

ترقیات دنیوی اور توکل

انگریز و ہندو خدا کے مقرر کئے ہوئے اصول پر چلتے اس کے دیئے ہوئے دماغ سے کام لیتے ہیں ترقی کرجاتے ہیں وہ رؤف الرحیم ہے کسی کی محنت ضایع نہیں کرتا کہ بندے تو سب اسی کے ہیں یہ تو ہے قاعدہ و نظم کا سوال وفادار و باغی جو راستے پر چلیگا پہنچ جائیگا

آگے چل کر فرق ہے وفادار جب شاہ کے سامنے جائیگا عزت پائے گا باغی دوچار ہوگا تو مبتلائے عذاب کیا جائیگا کہ اس نے شاہ کو شاہ نہ سمجھا اور اس کے قانون کی خلاف ورزی کی۔ تدبیر و ترقی کا تعلق ضابطہ و قانون سے ہے اور توکل و تقدیر کا تعلق ایمان و وفا سے ہے محض تدبیر پر بھروسہ کرنے والے بت پرست ہیں جو تدابیر کو پوجتے ہیں جس طرح دیتا اللہ ہے اور بت پرست اسے بتوں کی نوازش سمجھتے ہیں اسی طرح کامیابی اللہ دیتا ہے اور سمجھتے یہ ہیں کہ تدبیر و عقل سے کامیاب ہوئے جرأت کو چھوڑ دیتے ہیں اور شاخوں کو تھامے رہتے ہیں حقیقی متوکل کی نظر چونکہ خدا پر ہوتی ہے، دنیائے اسباب میں ہے اس لئے اسباب و علل اور تدبیر سے کام لیتا ہے مگر اسے یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالٰے اسباب و علل کی ناموافقت میں بھی اس کی مدد کرسکتا ہے اور کریگا اور کرتا ہے اور لازماً کرتا ہے۔

رسول امین اور توکل

جنگ بدر میں کیا تھا اسباب ناموافق تھے، اپنی طرف سے امکانی تدابیر بھی کیں مگر نظر خدا ہی پر تھی بیقرار ہو ہو کر دعا مانگتے تھے اور جب تک سیہزم الکفار و یولون الدبر کی نوید نہ سن لی بیقرار رہے جنگ احزاب و بدر دونوں میں اللہ تعالٰے نے کھلی ہوئی امداد کی گھر بیٹھے ہوئے نہیں میدان جنگ میں جبکہ اپنی طرف سے پوری تدابیر کرلیں۔ باری تعالٰے جب دیکھتا ہے کہ بندہ سعی کرتے کرتے تھک چکا تو نہ اپنی طرف سے مدد کردیتا ہے اسی لئے سچا متوکل کبھی مایوس نہیں ہوتا رسول کریم کی زندگی میں ہر قدم پر یہ چیز نمایاں نظر آئے گی، روشنی اور تاریکی دونوں میں پرامید رہے، ہر حالت میں اللہ پر پورا بھروسہ رکھا نازک سے نازک حالات میں مایوس نہیں ہوئے حقیقی متوکل ہے وہی جسے مستقبل کے متعلق ہر گز کوئی تشویش نہ ہو۔ شفیق چچا سمجھاتے ہیں کہ خطرات حد سے زیادہ فزوں ہوگئے اب اس کام سے ہاتھ اٹھا لو ٹپ پروا ہی سے جواب دیتے ہیں آپ میری فکر نہ کیجئے خدا مجھے تنہا نہ چھوڑیگا ایک دشمن شمشیر بدست آکر دھمکا کر پوچھتا ہے کہ محمد بولو اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے جواب ملتا ہے خدا وہ کانپ جاتا ہے مدینہ میں یہودی سازشوں سے وہ خطرات پیدا ہوگئے ہیں کہ راتیں آنکھوں میں کٹنے لگتی ہیں مگر جب آیت واللہ یعصمک من الناس اتری وقت سے پہرہ اٹھا دیتے ہیں اور

مظہر اخلاق

کامل تعلیم کا کامل

جس کے اخلاق و مظاہرۂ اخلاق کا ثناخواں خود خدائے قدیر ہو جس کی شان میں انک لعلی خلق عظیم اور فاستوی وھو بالافق الاعلیٰ وارد ہوا ہو اور جو منصب لاتمم مکارم الاخلاق پر فائز ہوا اس کے متعلق کچھ عرض کرنا انسانی حوصلہ و ہمت سے بالاتر امر ہے یہی وجہ ہے کہ دشمن سے دشمن بھی آپ کے مکارم اخلاق اور محاسن فضائل کا معترف چلا آیا ہے یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ تربیت و اصلاح اور تزکیۂ نفس کے لئے تعلیم اور نمونہ تعلیم دونوں کی ضرورت ہے اور اگر کہیں تعلیم بھی بہتر ہو تو نمونہ تعلیم اور یہ تعلیم مل کر خدا جانے کیا ہو جاتا ہے وہ جس نے اسافل عالم کو گلدستۂ عیش بنا کر رکھ دیا اور نصف صدی گزرنے سے پہلے پہلے دنیا کے بدترین انسان نہ صرف یہ کہ دنیا کے بہترین انسان بن گئے بلکہ دنیا کے مالک بھی ہو گئے اور کیوں نہ ہو جاتے کہ ایک طرف تو قرآن کی کامل تعلیم رسول کریم کی جانب سے دی جا رہی تھی اور دوسری طرف آپ کے کامل اخلاق کا کامل نمونہ بنی نوع انسان کے سامنے پوری درخشانی کے ساتھ پیش ہو رہا تھا

کمال اخلاق

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک خلق کو اپنی سعی سے انتہائے عروج پر پہنچا دیتا ہے تو دوسرے اخلاق سے تہی دامن ہو جاتا ہے مثلاً مروت میں ترقی کی انتہا پیدا کر لیا تو ہوشمندی و عقل سے عاری ہو جاتا ہے اور مروت کمزوری کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور عاجزی و انکساری کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو شجاعت و جرات ہی کھو بیٹھتا ہے اسی طرح رحم میں بڑھا تو انصاف و عدل کے مقتضیات سے بیگانہ ہو گیا لیکن آپ چونکہ کامل الاخلاق انسان تھے اس لئے ہر خلق میں کامل ہی تھے اور ایک کے کمال سے دوسرے کو کوئی نقصان بھی نہ پہنچتا تھا اسی پر تو اللہ تعالےٰ نے فاستوٰی وھو بالافق الاعلیٰ فرمایا تھا کہ آپ حالت اعتدال پر ہیں اور اس کے باوجود افق اعلےٰ پر بھی پہنچے ہوئے ہیں جملہ اخلاق میں کامل ہی تھے اور پھر کسی ایک صنف اخلاق میں کوئی کمی اور نقص بھی واقع نہیں ہونے پایا تھا ایک ذات قدسی میں بیک وقت جملہ اخلاق کا اجتماع ایک ایسی نادر چیز تھا اور ایسا اعلےٰ نمونہ جس سے بہتر نہ دنیا نے کبھی مشاہدہ کیا تھا اور نہ آئندہ اس کے مشاہدہ کی کوئی خفیف سی توقع ہے۔

جوہر اخلاق کی تابانی

جوانی زندگی کے شباب و بہار کا موسم ہے جس میں کہ تمام آرزوئیں اور امنگیں پورے جوش پر ہوتی ہیں لیکن آپ کو نہ شادی کی پرواہ تھی اور نہ دولت کی بیشک آپ نے تجارت شروع کی محض اس وجہ سے کہ آپ کے شفیق چچا کی مالی حالت خراب تھی شادی کی لیکن حضرت بی بی خدیجہ سے جو عمر میں بڑی اور وہ بھی ایک چہل سالہ خاتون سے جب دولت ہاتھ آتی ہے تو آپ اسے ذاتی مصارف میں نہیں لاتے بلکہ مصیبت زدوں اور غریبوں کی پرورش پر اسے خرچ کرتے ہیں پھر حالت رو بہ زوال ہونے لگتی ہے تو قریش قدموں کے سامنے زر و جواہر کا انبار لگانے کو تیار ہو جاتے ہیں سارے قریش کی سرداری کا تاج پیش کرتے ہیں امیر سے امیر گھرانے کی حسین ترین لڑکیاں دینے پر آمادہ ہوتے ہیں لیکن آپ ان کی طرف نظر بھی نہیں اٹھاتے پھر ایک دور آتا ہے کہ سارے عرب کی دولت و فرمانروائی آپ کے قبضہ میں ہوتی ہے لیکن آپ کی آن بان اس فرمانروائی میں بھی وہی ہے جو پہلے دور کی خزاں میں تھی۔

سارے گھروں میں عیش اڑ رہے ہیں اور آپ کے گھر میں فقیری ہے اور مگن ہیں بادشاہی چھوڑ کر فقیری لینا اور بات ہے مسکن فرمانروائی کے تمام سامان گرد و پیش رکھتے ہوئے فقیرانہ سادگی سے رہنا یقیناً کمال ہے علی الخصوص اس حالت میں کہ گھر میں بیک وقت کئی کئی بیبیاں بھی ہوں۔

دوست دشمن سے یکساں اخلاق

ان دشمنوں کیساتھ سلوک ملاحظہ فرمائیے جنھوں نے بیس سال تک آپ پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا اور کسی امکانی اذیت و اہانت میں ذرہ برابر بھی باک نہ کیا تھا دشمنی اور بلا وجہ دشمنی اور وہ بھی خوفناک مسلسل لیکن جب یہی دشمن مغلوب ہو کر ہی نہیں ملزم بنکر سامنے آتے ہیں تو کیسی بازپرس کہاں کی سزا ملامت بھی تو نہیں کرتے حالانکہ یہ ہنوز کفر کی چٹانوں پر قائم ہیں اور ان میں قاتل سازشی خون کے پیاسے اور حملہ آور سب موجود ہیں کیا دنیا میں اس کی کوئی نظیر مل سکتی ہے دوستوں کو لیجئے غزوۂ احد میں آپ تاکیداً حکم دیتے ہیں کہ دیکھو عقب کوہ میں قائم رہنا ایک قدم بھی نہ

جاتا ہے بیٹے ہیں اور ان کی یہ جلنا فوج کی فوج اور انتشار اسلام کے لئے مصیبت کا باعث ہوتا ہے شفیق چچا شہید ہوتے ہیں عزیز او دوستوں کی جانیں ضایع ہوتی ہیں خود حضور کا دندان مبارک شہید ہوتا ہے کثرت جراحت سے بیہوش ہوکر گر پڑتے ہیں مگر نہ انھیں سزا ملتی ہے نہ ملامت ہوتی ہے اور نہ ان کی عزت میں کوئی فرق رونما ہوتا ہے۔ دوست دشمن دونوں کے مقابلہ میں خلق و عفو کا یہ فقید المثال نمونہ آپ کو کہیں بھی تو نظر نہیں آسکتا۔

اخلاقی زندگی کی اخلاقی رعنائی کا مطالعہ کیجئے کہ

پھر ذرا سیرت پاک

آپ کو کن کن حوادث سے گذرنا ہوتا ہے یتیم ہوتے ہیں چھ سال کی عمر میں ماں اور آٹھ سال کی عمر میں دادا کے جنازہ پر آنسو بہاتے ہیں تین برس تک قید میں۔ جب آپ رہا ہوتے ہی شفیق چچا اور دادا نیں بیوی دونوں کا انتقال ہوجاتا ہے پہلے امین نے ساری قوم میں عزت پائی تبلیغ شروع کی تو یکایک سب دوست دشمن بن گئے جس کی انتہا یہ تھی کہ گھر سے قدم نکالنا دوبھر ہوگیا تن تنہا ایک یار کے ساتھ ہجرت کی مدینہ میں پہنچے تو ہجرت بھی نیاں پھر جنگیں شروع ہوجاتی ہیں دوست دشمن ہوجاتے ہیں سارا عرب تلواریں سونت کر سامنے آکھڑا ہوتا ہے پھر بادشاہ بن جاتے ہیں انتہائی بیکسی و انتہائی اقتدار میں نبی بھی ہیں بادشاہ بھی ہیں جرنیل بھی ہیں قاضی بھی ہیں معلم بھی ہیں مقنن بھی ہیں سپاہی بھی ہیں امام بھی ہیں اتنی مختلف حیثیتوں اور مختلف حالتوں میں اخلاق کی وہی حالت رہتی ہے اور کسی موقع پر کسی عادت میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا۔

کیا اخلاق کا اس سے بڑھکر اور کوئی نمونہ دنیا کے سامنے آیا ہو تو بتایا جائے۔

کامل انسان

قلب منور کی ضیا باریاں

رسول کریم کا قلب مبارک خدا ہی جانتا ہے کن انوار سے مرکب اور کن نفائس سے مزین تھا جس سے تیز ترین روشنیاں اور مشام نواز نکہتیں ہر وقت پھیلتی اور اڑتی تھیں اور جو پاس بیٹھا بات کرتا اور ملتا تھا اس کا دل معمور اور روح مسرور ہو جاتی تھی دنیا کی کوئی دلکشی اور خوبی ورعنائی رہ نہ گئی تھی جس سے آپ متصف نہ ہوں انتہائی خلیق انتہائی رقیق القلب انتہائی دردمند انتہائی شفیق اور انتہائی محبت کرنے والے ہر دوست و دشمن کے درد کی کسک فوراً اپنے قلب میں محسوس کرنے تھے کسی کو مصیبت میں دیکھا اور بے چین ہو گئے کسی کی داستان دردسنی اور تڑپ گئے ایک نور کا سمندر تھا جو اعماق قلب میں پڑا لہریں لے رہا تھا مصعب بن عمیر بڑے ناز پروردہ نعم تھے ماں باپ اچھے سے اچھا پہناتے اور اچھے سے اچھا کھلاتے تھے ان کے اسلام لانے ہی یہ محبت و آشنا دفعتاً عداوت سے بدل گئی ایک دفعہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو یہ حالت تھی کہ وہ جسم جو دیبا و قاقم میں ملبوس رہتا تھا اس پر ایک پیرا بھی پیوند سے سلامت نہ تھا آپ کی نظر جو پڑی تو دیکھتے دیکھتے آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ اسی طرح ایک صحابی نے اپنی جہالت کی قسی القلبی کا حال سنایا کہ میں اپنی چھوٹی سی لڑکی کو جب زندہ دفن کرنے لگا تو وہ ابا ابا پکار رہی تھی اور میں اس پر مٹی ڈال رہا تھا یہ سنکر بے اختیار آنسو نکل پڑے۔

فرمانے لگے پھر یہ قصہ کہو پھر جو سنا تو فرط تاثر سے اس قدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

رقیق القلبی و دردمندی

غزوۂ احد میں شہداء کا ماتم گھر گھر بپا تھا یہ دیکھکر آپ پر رقت طاری ہو گئی اور فرمانے لگے حمزہ کا کوئی نوحہ خواں نہیں اپنے بیٹے ابراہیم کو دیکھا کہ ننھا سا بچہ نزع و احتضار کی حالت میں پڑا سسکیاں لے رہا ہے بے چین ہو گئے اور آنسو رخساروں پر بہنے لگے عباس کے ہاتھ لوگوں نے جکڑ کر مضبوط باندھ دئیے تھے دولتمند انسان تھے یہ تکلیف برداشت نہ کر سکے کراہنے لگے، گوش مبارک اور کراہ کی آواز بیقرار ہو ہو کر کروٹیں بدلنے لگے کھولتے اس لئے نہ تھے کہ لوگ کہیں گے کہ

چچا کی رعایت منظور ہے تاہم نیند آتی ہی نہ تھی لوگوں نے اس کرب بے چینی کا باعث سمجھکر بندش ڈھیلی کی تو چین پڑا۔

عیادت و غمخواری

سعد بن معاذ کی عیادت کو تشریف لے گئے دیکھتے ہی دل بھر آیا آپ کو دیکھکر گھر والے بھی رونے لگے مسجد نبوی میں ایک شخص جھاڑو دیا کرتا تھا حبشی تھا سنا کہ مر گیا بہت افسوس کرنے لگے، قبرستان پہنچے قبر دریافت کی اور نماز پڑھی اعزہ و اقارب سے بہت محبت تھی جس کی تکلیف و موت کا سال سنتے صدمہ ہوتا، جعفر طیار کی شہادت کا حال سنا تو بہت غمگین ہوئے چیخ کر رونے کو پسند نہ کرتے تھے عورتوں کو دو مرتبہ منع کرایا نہ مانیں تو فرمایا جا کر ان کے منہ میں خاک بھر دو عبداللہ بن ثابت کی عیادت کو گئے بیہوش تھے آواز دینے پر بھی نہ بولے گھر کی عورتیں رونے لگیں فرمایا رونے دو لیکن بعد کا رونا اچھا نہیں جابر کا گھر دور تھا مگر آپ برابر عیادت کو جاتے غشی ہوتی تو وضو کا بچا ہوا پانی منہ پر چھڑکتے انتہا یہ ہے کہ ایک یہودی غلام کی عیادت کو بھی گئے۔

فیاضی و سخاوت

بنو نضیر کے ایک شخص مخیریق نے سات باغوں کے متعلق وصیت کی کہ یہ آپ کو دیدیئے جائیں آپ نے سب خدا کی راہ میں وقف کر دیئے گھر میں رات کے کھانے کے لئے صرف بکری کا دودھ تھا کہ ایک عفاری مہمان آگیا یہ سب دودھ آپ نے اسے پلا دیا اور گھر بھر نے یہ رات فاقے میں گذاری ایک صحابی نے شادی کی ولیمہ کے لئے پاس کچھ نہ تھا رسول کریم نے فرمایا کہ جاؤ عائشہ سے آٹے کی ٹوکری مانگ لاؤ حالانکہ گھر میں کھانے کے لئے اور کچھ نہ تھا بحرین کا خراج آیا جو سامنے آتا تھا برابر دیتے چلے جاتے تھے حضرت عباس کو اتنا ملا کہ بوجھ سے چل نہ سکتے تھے اسی وقت سب بانٹ کر اٹھ کھڑے ہوئے حنین کی فتح پر جو مال غنیمت ملا وہیں سب کا سب کھڑے کھڑے تقسیم کر دیا ایک شخص کو سوال پر بکریوں کا ریوڑ کا ریوڑ دیدیا۔ غرض جو ملتا شام تک سب بانٹ دیتے

انصاف و معدلت

عدل و انصاف کے وہ شاندار منظر دنیا کے سامنے پیش کئے جس کی نظیر قیامت تک بھی دنیا میں ڈھونڈے نہ ملیگی نازک سے نازک حالت میں بھی

عدل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ مغیرہ بن شعبہ شکایت کرتے ہیں صخر نے میری پھوپی پر قبضہ جما رکھا ہے بلاکر حکم دیتے ہیں کہ ان کی پھوپی ان کے حوالہ کردو۔ پھر بنو سلیم آکر استغاثہ کرتے ہیں کہ صخر نے زمانہ کفر میں ہمارے چشمہ پر قبضہ کرلیا تھا اب ہم اسلام لے آئے ہیں ہمارا چشمہ ہمیں دلادیجئے آپ نے پھر صخر کے خلاف فیصلہ کیا اور اُسے منظور کرنا پڑا صخر ایک نہایت معتقد سردار تھا آپکے محاصرۂ طائف کی ناکامی کا حال سنکر یہ غیورانہ جوش کے ساتھ اٹھا اور طائف والوں کو اتنا مجبور کیا کہ وہ صلح پر تیار ہوگئے فوراً دربار رسالت کو مطلع کیا گیا کتنی اہم اور کیا بلقدر خدمت تھی ایک طاقتور قبیلہ کا رئیس اتنا بڑا کام اور پھر اس کے خلاف ایک نہیں دو دو فیصلے ان حالات میں تو پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جاتے ہیں تاہم دوسرے فیصلہ پر شرم سے آپ کے چہرہ پر سرخی نمودار ہوگئی تھی فرماتے کہ صخر کو اس خدمت کا کوئی صلہ نہ ملا۔

قریش کے معزز خاندان کی ایک عورت سرقہ کے الزام میں گرفتار ہوتی ہے تمام قریش بچانا چاہتے ہیں لیکن جبین عدل کی شکنیں نہیں کھلتیں۔ ابو حدرد پر ایک یہودی نے قرض کا دعویٰ کیا انہوں نے ہرچند ناداری کا عذر کیا ایک نہ سنی آخر تہبند فروخت کرکے قرض ادا کیا اور اپنا عمامہ اتار کر باندھ لیا۔

حُسن خلق و حسن کرم حسن خلق کی یہ حالت تھی کہ کبھی کسی کنیز اور غلام تک کو نہ ڈانٹا کسی پر لعنت نہ کی کسی کی برائی نہ کی کسی کی کوئی بات ناگوار گذرتی تو نام لیکر اس کا کبھی ذکر نہ کرتے بلکہ دوسرے طریقہ پر فرمادیتے کہ لوگ ایسا کہتے ہیں ایسا کرتے ہیں یہ بری بات ہے تاکہ اس شخص کی ذلت نہ ہو چہرہ پر ہر وقت تبسم رہتا مصافحہ کے لئے پہلے ہاتھ بڑھا دیتے سلام میں تقدیم کرتے کسی کی دلشکنی نہ کرتے کسی کو مایوس نہ کرتے، سب سے نرمی و محبت سے پیش آتے۔ عباد بن شرجیل بھوک سے بیتاب ہوکر ایک باغ میں جا گھسے کچھ خوشے کھائے کچھ دامن میں رکھ لئے مالک باغ نے مارا بھی اور کپڑے بھی اتروا لئے آپ کے پاس استغاثہ ہوا مالک سے کہنے لگے یہ بھوکا تھا اسے کھانا کھلانا چاہیئے تھا جاہل تھا تو بتانا چاہیئے تھا، سختی کا موقعہ نہ تھا کپڑے دلوادیئے اور ساٹھ صاع غلہ اپنے پاس سے دیدیا۔ ایک شخص نے باریابی کی اجازت مانگی حکم دیا کہ آنے دو اچھا آدمی نہیں ہے آیا تو آپ نے نہایت محبت سے بات کی حضرت عائشہؓ نے تعجب کا اظہار کیا فرمایا خدا کے نزدیک سب سے برا شخص وہ ہے جس کی بدزبانی سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔

سہل پسندی اخلاق قبیلہ باہلہ کے ایک شخص کو دیکھکر پوچھا صورت کیوں بگڑ گئی بولا سال بھر سے روزے رکھ رہا ہوں فرمانے لگے کیوں اپنی جان کو عذاب میں ڈال رکھا ہے رمضان کے بعد ہر مہینہ میں ایک روزہ کافی ہے ایک صحابی بولے حضور ایک غار مل گیا ہے دل چاہتا ہے اس میں عبادت کیا کروں فرمایا میں یہودیت اور نصرانیت لیکر نہیں آیا چند انصاری آئے اور آکر برابر مانگتے اور پاتے رہتے فرمایا میں تم سے کچھ بچا کر نہیں رکھوں گا مگر جو شخص اللہ سے گداگری سے بچانے کی دعا مانگے اللہ اسے بچا دیتا ہے۔

غرض کہانتک تصریح کی جائے آپ تو حسن معاملہ، شجاعت، ایثار، خلق سخاوت ہر صفت میں کامل تھے تحمل و برداشت میں نظیر نہ رکھتے تھے نہایت منتظم نہایت مدبر نہایت لائق نہایت اولوالعزم اور زبردست خطیب اور مستجمع الصفات انسان تھے۔

بلند پرواز مرشد

اسرار عرفان اور رسول کریم

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات انسانی کا ہر دائرہ مکمل ہے جہاں آپ نے عامۂ اہل عالم کو شریعت اسلامیہ کی کامل تعلیم دیکر استاد جہاں اور بہترین خلائق بنا دیا وہاں آپ نے خواص کو طریقت کی تعلیم بھی دی اور روحانیت و عرفان کے مشاہدات بھی کرائے وفی انفسکم افلا تبصرون کی عملی تفاسیر بھی سمجھائیں اور اولیا بنا دیا تاکہ یہ سلسلہ تاقیام قیامت قائم رہ کر اصلاح امت کا کام کرتا رہے اور نائب رسول کی حیثیت سے عوفیا ہر ضرورت کے وقت میدان میں آئیں اور وہی کرکے دکھائیں جو انبیا بنی اسرائیل کیتے رہے آپ نے خلافت تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت بلال کو بھی عطا فرمائی مگر سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے چلا انا مدینۃ العلم وعلی بابھا کا یہی مفہوم ہے لیکن رموز ہائے معرفت اور اسرار ہائے عرفان کی تعلیم خاص اہلیت و استعداد دیکھکر خواص کو نہایت مخفی طریق پر دی جاتی تھی اس کی مجالس جداگانہ اور رازدارانہ ہوتی تھیں۔

مجلس عرفان اور رسول کریم

ایک روز اسی قسم کی ایک مجلس منعقد تھی جس میں حضرات شاہ مرتضیٰ علیؓ ابو بکرؓ عثمانؓ ابو ہریرہؓ عبداللہ بن مسعودؓ خالدؓ بلالؓ ہلالؓ اور دیگر سخن شناس صحابہ تشریف فرما تھے رسول کریم پیر طریقت اور مرشد حقیقت کی حیثیت سے سجادہ پر بیٹھے ہوئے حقائق معرفت اسرار عرفان اور رموز مخفی خاص محویت اور جوش کے ساتھ بیان فرما رہے تھے محفل کی محفل مطلع انوار بنی ہوئی تھی تجلیات پرتو افگن تھیں عجیب کیف تھا اور عجیب رنگ اتنے میں حضرت عمرؓ تشریف لے آئے رسول کریم خاموش ہو گئے لوگ متعجب ہوئے کہ شاید یہ حقائق اسرار ربانی آپ حضرت عمر کو بتانا نہیں چاہتے آپ سمجھ گئے اور فرمایا یہ بات نہیں کہ میں حضرت عمرؓ سے کچھ چھپانا چاہتا ہوں مگر طفل شیر خوار کو گوشت اور حلوہ نقصان کرتا ہے جب بچہ بالغ ہو جاتا ہے تو سب کچھ کھا سکتا ہے۔

واضح رہے کہ اس وقت حضرت عمرؓ کی تعلیم روحانی ابتدائی تھی آپ کی تعلیم بعد کو مکمل ہوئی نیز وہ پیر کتنی غلطی کرتے ہیں جو مبتدیوں کو نہیں بلکہ نااہلوں کے سامنے اسرار بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں اس سے شریعت غرا کو نقصان پہنچتا ہے اور جب راز کی بات باہر جائیگی نقصان پہنچے گا۔

حضرت عمرؓ کی تعلیم اور رسول کریم

اس کے بعد اسی مجلس میں حضرت عمرؓ کو آگے تعلیم کرنی شروع کی۔ ہم جانتے ہیں کہ قارئین موری میں پورے سو فیصدی ہی ایسے نکلیں گے جو اسے ہی سمجھ لیں لیکن عنوان کے ذیل میں عنوان کی باتیں بیان کرنی ضروری ہیں اگر ان کا ایک بھی سمجھنے والا نکل آیا تو محنت رائیگاں نہ گئی سرشار ہو جائیگا یہ باب عوام کے لئے ہے ہی نہیں اہل نظر اور اہل دل کے لئے ہے بہرکیف آپ نے فرمایا من عرف اللہ لا یقول اللہ ومن یقول اللہ لا عرف اللہ یعنی ہر کہ شناخت اللہ نگوید اللہ و ہر کہ بگفت اللہ نشناخت اللہ را دیکھ جب تک باپ کے رتبہ سے واقف نہیں ہوتا اسی وقت تک اس کا نام لیتا ہے اس کے بعد ادب نام لینے سے باز رکھتا ہے کونسا ایسا بیٹا ہے جو باپ کے سامنے بار بار اس کا نام لیکر بات کرے حضرت عمرؓ نے سوال کیا کہ یہ کیا شناخت ہوئی کہ بندہ آقا کا نام لے اور اسے یاد نہ کرے فرمایا قال اللہ تعالیٰ وھو معکم اینما کنتم عمرؓ جو شخص اپنے آقا کے ہمراہ ہو اور اسے دیکھ رہا ہو اس کا یاد کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ پوچھا یا رسول اللہ خدا ہمراہ کہاں ہے فرمایا ان اللہ فی قلوب العباد یعنی اللہ بندوں کے دلوں میں موجود ہے پوچھا بندہ کہاں ہے فرمایا وھو الا لنسان لیکن عمر ذہن نشین کر لے کہ دل کی بھی دو نوع ہیں ایک قلب مجازی دوسرا قلب حقیقی۔ قلب حقیقی وہ دل ہے جو نہ بجانب چپ ہے اور نہ بجانب راست نہ تحت ہے نہ فوق نہ دور ہے نہ نزدیک۔

ذکر خفی اور رسول کریم

لیکن مرشد کامل کے ارشاد کے بغیر اسے کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا حقیقت میں قرب ربانی پر یہ چیز حاصل ہوتی ہے قلوب المومنین عرش اللہ تعالےٰ قلب المومن حاضرۃ من ذکر کثیر فھو حی یعنی مومنوں کا قلب خدائے برتر کا عرش ہے اور مومن کا قلب زیادہ ذکر و شغل میں معروف رہنے سے زندہ ہو جاتا ہے یہ مقام مقام ذکر خفی ہے

حضرت عمرؓ نے پھر سوال کیا مومن و مسلم میں کیا فرق ہے رسول کریم نے فرمایا لیس المومنون الذین یجتمعون فی المساجد ویقولون لا الٰہ الا اللہ علیٰ السنتھم جو لوگ مسجدوں میں جمع ہوکر محض رسمی طور پر کلمہ پڑھتے ہیں وہ مومن نہیں اے عمر رسمی طور پر کلمہ پڑھنے والے حقیقت میں مومن سے بےخبر ہیں اور نہ صرف مومن بلکہ منافق ہیں اس لئے کہ زبان ظاہری سے تو لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں لیکن حقیقت سے بےبہرہ ہیں اور نہیں جانتے کہ کلمہ کیا ہے؟ اس کا مقصود کیا ہے؟ معانی کیا ہیں ان معنوں میں لا الٰہ کہنا کہ ہے اور نہیں ہے اور نہیں ہی کہتے ہیں اور آخر میں بہت اس طرح وہم و شک میں پڑجاتے ہیں جو عین کفر ہے رسمی کلمہ کو گویائی زبان کے سوا اور بجز زبانی جمع خرچ کچھ نہیں جانتے کہ کس کی نفی کررہے ہیں اور کس کا اثبات!

تعلیم کلمہ اور رسول کریم حضرت عمرؓ نے پوچھا یا رسول اللہ پھر کلمہ ہے کیا رسول علیہ السلام نے فرمایا یہ کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے سوا کوئی موجود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ظہور خدا ہیں اسلئے چاہیئے کہ خطرہ ماسوا اللہ کی نفی کرے اور ذات احدیت کو ہر چیز اور ہر جگہ میں ثابت قرار دے قال اللہ تعالیٰ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ یعنی ہر جا کہ رو آرید پس بمانجا روئے خداست اے عمر جب بندہ اپنی صفات کی نفی اور ذات اللہ کا اثبات کرے تو وہ درجہ نہایت پر پہنچیگا اور من عرف ربہ کل لسانہ کی منزل میں آئیگا (جو اپنے رب کو پہچان لیتا ہے اس کی زبان بند ہوجاتی ہے)

اور ریاد اللہ کی وادی سے آگے بڑھ جائیگا۔ اے عمرؓ یقین کہہ خوب سمجھ لے کہ جب تک سالک اپنی نفی نہ کرے یاد اللہ سے نہ گذرے اس وقت تک وہ وحدت کی منزل میں نہیں آتا دوئی میں پڑا رہتا ہے اور دوئی عین شرک و کفر ہے حقیقی کلمہ کا یہی مطلب ہے۔ اسی مجلس میں آپ نے نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ کی حقیقت پر بھی عارفانہ نظر ڈالی اور اس کے حقائق بھی بیان فرمائے بشرط ضرورت اس پر پھر روشنی ڈالی جائے گی۔

تعلیم شہود اور رسول کریم یہ تعلیم مدرسہ جیسی تعلیم نہ تھی جو کہا جاتا تھا وہ دکھایا بھی جاتا تھا عقلی چیز نہ تھی عینی تھی یہ کلمہ کی تعلیم تھی جو تصوف کی اعلیٰ ثانوی تعلیم کا پہلا عینی درس ہے اس کے بعد جبروت و لاہوت کی عینی منازل آتی ہیں۔

رسول کریم کی تعلیم کی ابتدا غار حرا میں ہوئی اور تکمیل معراج میں عرفان ہی کے کمال کے ثمرات اور کرشمہ کاریاں تھیں کہ بادشاہی میں بھی فقیری کی دنیا کو کھلایا اور آپ بھوکے سوئے مخلوق کو بانٹا اور بیٹی موطر ہی رات دن بھر محویت و استغراق میں پڑے رہے یہ عرفان و ولایت اتنی بڑی چیز ہے کہ رسول کریم کے سوا اور تمام انبیا کو انتہا میں دولت عطا ہوئی ہے آپ کو ابتدا ہی میں مل گئی ہے ظاہر بین نہ سمجھتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں ورنہ وہ دیکھکر پھر اور کچھ دیکھنے کی آرزو ہی باقی نہیں رہتی جس نے اسے دیکھ لیا پھر وہ کسے دیکھ سکتا ہے اللہ تعالےٰ مراد مندوں کو بامراد کرے۔

نعت رسول کریم

تم پر لاکھوں سلام

(مولانا ضیاء القادری)

تم ہو عرش کی زینت والے — تم ہو تاج شفاعت والے
تم ہو مہر نبوت والے — تم ہو حسن کی دولت والے
تم ہو چاند سی صورت والے — تم پر لاکھوں سلام

تم ہو عرش بریں کے تارے — تم ہو آمنہ کے مہ پارے
تم ہو خلق کے راج دلارے — تم ہو اپنے خدا کے پیارے
تم ہو ناز و نزاکت والے — تم پر لاکھوں سلام

سب سے نور تمہارا اول — سب سے ذات تمہاری افضل
سب سے دین تمہارا اکمل — تم نے کفر میں ڈالی چل چل
تم ہو حق و صداقت والے — تم پر لاکھوں سلام

تم ہو مونس و محسن و ہمدم — تم ہو احسن و اجمل و اکرم
تم ہو فخر خلیل و آدم — تم ہو شاہا رحمت عالم
تم ہو بخشش امت والے — تم پر لاکھوں سلام

تم ہو مطلع نور الٰہی — تم ہو رحمت نامتناہی
تم پر ختم خدا آگاہی — تم پر شایاں شوکت شاہی
تم ہو ملک و ملکوت والے — تم پر لاکھوں سلام

ہم ہیں مجرم ہم ناکارے — ہم ہیں حشر میں ہمت ہارے
ہم ہیں بے کس گھاٹ کنارے — تم ہو ناؤ کے کھیون ہارے
تم ہو قلزم رحمت والے — تم پر لاکھوں سلام

تم ہو نیر برج رسالت — تم ہو گوہر برج سعادت
تم ہو خاتم مہر نبوت — تم ہو قاسم کوثر و جنت
تم ہو ساقی ہم متوالے — تم پر لاکھوں سلام

شاہا خلق کی حالت دیکھو — شاہا کفر کی طاقت دیکھو
ہم سے سب کی عداوت دیکھو — دیکھو جانب امت دیکھو
تم ہو رحمت و رافت والے — تم پر لاکھوں سلام

ر کردو دل کو میرے آئینہ — بھر دو نور سے میرا سینہ
کب تک تڑپے ضیائے کمینہ — صدقے تم پر شاہ مدینہ
پہنچے در پر قسمت والے — تم پر لاکھوں سلام

صلوٰۃ وسلام

جناب ڈاکٹر محمد عظیم صاحب فقیر پارس ایرانی فردوسی لاہور

خلیل حق کی تھی جو اشارت — اور ابن مریم کی جو بشارت
ظہور احمد ہے عبارت — سمجھ گئے صاحب بصارت
کہ اب گرے گی کفر کی عمارت — گھٹے گی فارس کی اب حرارت
مٹے گی روما کی اب شرارت — لٹے گی اب مصر کی امارت
خزانہ ہر نسل کا ہوگا غارت — بڑھے گا تقویٰ بھی اور طہارت
ہے باغ اسلام کی نضارت — نیا ہے سلطان نئی وزارت

صلوٰۃ اس پر سلام اس پر اور اس کی سب آل باصفا پر
اور اس کے احباب باوفا پر اور اس کے احباب اتقیا پر

وہ روح پیغمبری کا تارا — جو لاہے مکہ میں جلوہ آرا
کرے گا جو ماہ کو دوپارا — ہے جس کا قوسین تک گذارا
وہ امتوں کے لیے سہارا — وہ جس نے اخلاق کو سنوارا
ہے زلزلے میں جہان سارا — محل کسریٰ و ملک دارا
نہیں اطاعت سے جس کی چارا — یہود ہو یا کوئی نصارا
ہر اک اڑی میں جسے پکارا — وہ جس نے ہر کام کو سنوارا

صلوٰۃ اس پر سلام اس پر اور اس کی سب آل باصفا پر
اور اس کے احباب باوفا پر اور اس کے احباب اتقیا پر

وہ علم و حکمت سکھانے والا — پیام حق کا وہ لانے والا
کلام حق کا سنانے والا — عذاب حق سے ڈرانے والا
وہ رسم بد کا چھڑانے والا — وہ جہل بدعت مٹانے والا
وہ بت پرستی اٹھانے والا — وہ سیدھا رستہ بتانے والا
خدا پرستی بتانے والا — وہ عاصیوں کو بچانے والا
مقام محمود پانے والا — وہ بیت اقصیٰ کا جانے والا

صلوٰۃ اس پر سلام اس پر اور اس کی سب آل باصفا پر
اور اس کے احباب باوفا پر اور اس کے احباب اتقیا پر

وہ جلوہ نور کبریائی — وہ صاحب دعوت خدائی
وہ عین تقویٰ و پارسائی — بنائے بت خانہ جس نے ڈھائی
وہ قرب حق تک جسے رسائی — بہ مجتبائی و مصطفائی
ہے دھوم توحید کی مچائی — کہ خود بتوں نے بھی دی دہائی

عرب کو انسانیت سکھائی دلوں سے کینہ کی کی صفائی
ہر اک برائی کی جڑ مٹائی مری ہوئی قوم پھر جلائی

صلوٰۃ اس پہ سلام اس پر اور اس کے آل باصفا پر
اور اس کے اصحاب باوفا پر اور اس کے احباب اتقیا پر

وہ فخر آدم امان آدم محیط اعظم رحیب عالم
وہ ابن محکم رسول اکرم حبیب و محبوب عز عالم
عرب کے اندر وہی معظم عجم کے اندر وہی مسلم
لگا کے آدم سے تا باین دم وہ نور حق النور مجسم
کیا ہے اللہ نے سینہ و خرم سلام اس پر تو ہیچ ہر دم

صلوٰۃ اس پر سلام اس پر اور اس کی سب آل باصفا پر
اور اس کے اصحاب باوفا پر اور اس کے احباب اتقیا پر

دردمندوں کے غمگسار سلام

جناب حاجی محمد عبدالحمید صاحب مدیقی لکھنو

سر وحدت کے راز دار سلام راز کثرت کے افتخار سلام
باغ فردوس کی بہار سلام چمن حق کے گلعذار سلام
راحت قلب بے قرار سلام حسرت چشم اشکبار سلام
السلام اے جمال ملک اللہ تاجداروں کے تاجدار سلام
السلام اے محمد عربی دردمندوں کے غمگسار سلام
روئے انور پہ عطر بیز درود زلف مشکین پہ مشکبار سلام
ایسے آقا پہ ایسے مولا پر بے عدد اور بے شمار سلام
قاب قوسین اور ادنیٰ ایسی خلوت پہ لاکھ بار سلام
جس نے تاریک دل کئے روشن ایسے جلوہ پہ نور بار سلام
جو گنہگار کو پناہ میں لے ایسی رحمت پہ صد ہزار سلام
میں بھی امیدوار رحمت ہوں لے بذاتش امیدوار سلام
لطف تو جب سلام کا ہے حمید جان کے ساتھ ہو نثار سلام

اللہ اللہ تری شان مدینہ والے

یوں نظر آئے تری شان مدینہ والے دیدہ دل رہیں حیران مدینہ والے
غیر ممکن ہے بشر سے تری توصیف جمال نعت میں ہے تری قران مدینہ والے
تجھ کو اللہ نے محبوب بنایا اپنا تو خدا کا ہوا مہمان مدینہ والے
بمقامیکہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی اللہ اللہ تری شان مدینہ والے
رونق بزم تصور ہو تمہارا جلوہ کہ نگاہیں ہیں پریشان مدینہ والے
لب جاں بخش تمہارے ہیں کہ آیات شفا مصحف رخ ہے کہ قران مدینہ والے
اس کی جانب بھی ہو بندہ پرور کی نظر تیرا مضطر ہے پریشان مدینہ والے

مری گردشوں کا ہے خاتمہ تری ایک جنبش ناز میں

(جناب مولانا خلیق صاغبی)

ہوئے جذب رشتہ بندگی جو مری جبین نیاز میں
بنے مہر و ماہ وہ سینکڑوں تری چشم ذرہ نواز میں
ترے جلوے کوند کے رہ گئے جو نگاہ آئینہ ساز میں
تو ہزاروں حسن کی بجلیاں ہوئیں جذب شکل مجاز میں
دم سجدہ ذوق عبودیت جو اثر دکھائے نماز میں
تو حضور قلب کا لطف ہے تری شان بندہ نواز میں
یہ اثر غضب کا شب الم ہے ترے خیال کے ساز میں
کہ ہزاروں لحن ہیں دم بخود مرے دل کے سوز و گداز میں
مرے اس وجود کے حسیات پہ غور کرلیں بشر ذرا
یہ وہ راز ہیں کہ سمجھ سکا نہ کوئی بھی عالم راز میں
کبھی مشت خاک پہ کر نظر کہ عطا ہو رتبہ فراز کا
مری گردشوں کا ہے خاتمہ تری ایک جنبش ناز میں
تری مملکت کی حدود میں یہ عجب نظام ہے عشق کا
نظر آئی شوکت غزنوی ہمیں بارگاہ ایاز میں
مرے عجز پر مرے حال پر تجھے کاش آئے ہنسی ذرا
کہ ہزاروں جذب مسرتیں ہیں ترے تبسم ناز میں
حرم اور دیر کا مسئلہ کیا کس نے حل تری شان نے
وہ حقیقتیں ہوئیں آئینہ جو نہاں تھیں بزم مجاز میں
نئی ہستیوں کا درود تھا جسے دیکھا سر بسجود تھا
چلا ایسا دور شراب کن تری پاک محفل ناز میں
مرے قلب میں اسی شان سے کبھی آکے جلوہ طراز ہو
کہ جس آن بان سے جلوہ گر تو ہوا تھا ارض حجاز میں
چمک اے جمال جہاں فروز بدل دے ہیئت تیرگی
کہ ہزاروں سلسلے ہیں نہاں شب غم کی زلف دراز میں
الم دیار حبیب میں جو مٹا تو مٹ کے بھی دیکھنا
مری خاک جسم غبار بن کے اڑے گی راہ حجاز میں
کوئی نغمہ چھیڑ دوں میں اگر تو ہوں خاک جل کے غمکدے
وہ نوائے آتشیں ہے چھپی ہوئی مرے قلب کے ساز میں
میں خطا شعار ہزار ہوں مگر اپنے لطف سے بخش دے
مرے بے نیاز عجب نہیں تری شان بندہ نواز میں
تری جستجو میں خلیق زار وہاں سے دور نکل گیا
یہ زمین اور یہ آسمان ہیں جہاں نشیب و فراز میں

دے بھکشا یثرب کے داتا

مدت سے ہوں آس لگاتا　　اور آیا ہوں میں ٹھوکر کھاتا
اک مٹھی بھر جن من بھاتا
دے بھکشا یثرب کے داتا

میں نہیں کہتا جھولی بھر دے　　مٹھی بھر دے مٹھی بھر دے
جس مٹھی میں جگ ہے سماتا
دے بھکشا یثرب کے داتا

راتوں نین کی چھاگل چھلکیں　　مکھ پر موتی بن بن ڈھلکیں
ہوں میں سندر ہار بناتا
دے بھکشا یثرب کے داتا

تو بلھا کا راج دولارا　　سب سے اونچا تیرا دوارا
راجا تک ہے سیس نواتا
دے بھکشا یثرب کے داتا

جی مرا امرت جل کو ترسے　　تیرے دیس وہ بادل برسے
جو ہے من کی پیاس بجھاتا
دے بھکشا یثرب کے داتا

جب سے تجھ سے ناتا جوڑا　　سب سے پریم کا بندھن توڑا
تو ہی پتا اب تو ہی ماتا
دے بھکشا یثرب کے داتا

اب محمود نہ کہیں نہ جائے　　وہ بیٹھا ہے دھونی رمائے
اس جوگی کو کچھ مل جاتا
دے بھکشا یثرب کے داتا

مولانا محمود اسرائیلی

تو ہمارا ہے اور خدا تیرا

کیوں نہ ہو ہم کو آسرا تیرا　　تو ہمارا ہے اور خدا تیرا
دین دنیا چلائے دوش بدوش　　ہے جدا سب سے راستہ تیرا
ہے گدا بھی تو سب سے بہتر ہو　　جو کوئی دل سے ہو گیا تیرا
تجھ کو کس چیز کی کمی تھی مگر　　فقر ہے واسطہ رہا تیرا
نہ رہا سایہ جب ترے قد کا　　لطف حق سایہ بن گیا تیرا
بد ہوں یا نیک ہوں یا ہوں غلام　　ڈھونڈتے سب ہیں آسرا تیرا
کیا رہا خوف اس کو محشر کا　　جس نے دامن پکڑ لیا تیرا
تیرا دین ہے مطابق فطرت　　کیا ہی سیدھا ہے راستہ تیرا
یا تو خالق کے فضل پر ہے نظر　　یا ہے فرحت کو آسرا تیرا

ہندو شعرا کی حق نوازی

جناب شنکر لال صاحب ساقی

روشن دلم ز جلوۂ روئے محمد است　　جانم فدائے نام نکوئے محمد است
یاد خدا است ہمدم و دح لطیف تن　　دل در خیال مدحت خوئے محمد است
ایں بوئے خوش کہ مشک ختن یافت در جہاں　　بے شبہ از عطیۂ بوئے محمد است
در دیر ہم قبول نواں شد نماز من　　گر روئے دل ز صدق بسوئے محمد است
ساقی اگرچہ جامہ ہنداست بر تنم
خاکم مگر ز یثرب و کوئے محمد است

جناب سالگرام صاحب سالک گرداری

لے لے گی مری جان تمنائے مدینہ　　مدت سے ہے اب ورد زباں ہائے مدینہ
کیونکر نہ دل و جان سے مجھے بھائے مدینہ　　آنکھوں میں بسا ہے مرے مولائے مدینہ
ہر داغ جگر میں گل خلد کی خوشبو　　جب سے ہے مرے دل میں تمنائے مدینہ
عقل و خرد و ہوش ہوں وارفتۂ وحشت　　دکھلائے جنوں مجھ کو جو صحرائے مدینہ
کونین کی چیزوں میں مجھے کچھ نہیں بھاتا　　جس دن سے مرے سر میں ہے سودائے مدینہ
جنت کی ہوس خلد کی خواہش نہ رہی پھر　　اک بار جو قسمت سے دکھلائے مدینہ
ہے تنگ بہت تیرگی جہل سے مولا　　کس طرح رہے بند میں سودائے مدینہ
حوران بہشتی سے وہ کیا آنکھ لڑائے　　بھا جائے جسے شاہد زیبائے مدینہ
چھپ جائیں مہ و مہر ابھی ابر کے اندر　　برق اپنی تجلی کی جو چمکائے مدینہ
ہو جائیں زلیخا کی طرح یوسف　　دیکھیں جو کہیں دلبر رعنائے مدینہ
سرمہ کی طرح آنکھوں میں سالک ہی لگاؤں　　ہاتھ آئے جو خاک در مولائے مدینہ

(جناب راج بہادر صاحب زخمی کاکوروی)

راہ پر آئے یہ برگشتہ مقدر اپنا　　حرم پاک کے ہو گرد جو چکر اپنا
یا نبی سنبل گلزار جناں کو بھولے　　تم سنگھا دو جسے گیسوئے معنبر اپنا
محو آئینہ رخسار محمد ہیں ہم　　ہفت کشور میں نصیبہ ہے سکندر اپنا
جام بھر کر ہمیں یا ساقی کوثر دینا　　ہو گزر حشر میں جدم لب کوثر اپنا
لب شیریں محمد کے جو لکھے اوصاف　　شعر ہر ایک ہوا قند مکرر اپنا
ہم جو آنکھوں سے لگا لیتے ردائے عربی　　پھر نہ جامہ میں سماتا تن لاغر اپنا
کیوں نہ اعجاز محمد کے ہوں قائل اغیار　　کر لیا ایک زمانہ کو مسخر اپنا
کیوں نہ مل جائے ہمیں منزل مقصد زخمی　　خضر جادۂ الفت ہے پیمبر اپنا

(جناب شیو پرشاد صاحب وہبی لکھنوی)

بے خبر ہوں دو نو عالم سے سوائے مصطفےٰ　　یا الٰہی دل ہوا ایسا مبتلائے مصطفےٰ
دل ہے میرا بستہ زلف دوتائے مصطفےٰ　　جان ہے پروانہ شمع لقائے مصطفےٰ
حکم موسیٰ کو ہوا معراج میں خلع مگر　　تاج فرق عرش ہے نعلین پائے مصطفےٰ

بوریائے فقر تخت سلطنت سے ہے سوا
بادشاہ ہفت کشور ہے گدائے مصطفےٰ

ذرے اس در کے ہیں کیا کیا رکھا شمس و قمر
جلوہ آرا شش جہت ہے ضیائے مصطفےٰ

شافع محشر ملا ہے کس پیمبر کو خطاب
کون محبوب الٰہی ہے سوائے مصطفےٰ

جو ہوا سائل رہی اس کو نہ پھر کچھ احتیاج
ایسا کر دیتی ہے مستغنی عطائے مصطفےٰ

آدمی کیا مدح کر سکتے نہیں جن و ملک
حق تعالیٰ آپ کرتا ہے ثنائے مصطفےٰ

آسماں پر لوگ کہتے ہیں جنہیں شمس و قمر
زیب سے کہیے کہ ہیں یہ نقش پائے مصطفےٰ

ہوتی ہے حسرت یہی کیوں لٹ نہ پیرا ہو
دیکھتا ہوں جب میں یہ نقش پائے مصطفےٰ

(جناب لالہ دہرمپال جی وفا مدیر تیج دیکلی دہلی)

چھڑا کے بت کی پرستش سکھائی تو نے وحدت
ترے خیال کی ترویج عام ہو جائے

شراب نوشی کی بدعت کو اس طرح روکا
کہ اس کا پینا پلانا حرام ہو جائے

سکھایا اہل عرب کو برادری کا درس
کہ امتیاز کا قصہ تمام ہو جائے

سیاسیات سے مذہب ملا دیا تو نے
کہ دین و دنیا کا سب انتظام ہو جائے

عرب کو تو نے جہالت سے پاک کر ڈالا
تو کیوں نہ دل میں ترا احترام ہو جائے

ترے خیال میں یہ بات نامناسب تھا
بشر کوئی بھی بشر کا غلام ہو جائے

رفاہ عام ہی تیرا تھا جب کہ نصب العین
لقب نہ کیوں ترا خیر الانام ہو جائے

وفا جہان میں وہ عالی مقام ہوتا ہے
عطا جسے مے عرفاں کا جام ہو جائے

(از جناب لالہ چندری پرشاد صاحب شیدا)

وہ لطف رنگ سحاب بھی ہے نسیم رحمت آب بھی ہے
رسولوں میں انتخاب بھی ہے زمیں پہ گردوں رکاب بھی ہے

رفیق بھی ہے خلیق بھی ہے شفیق در رہ طریق بھی ہے
وہ ایک بحر عمیق بھی ہے، بشر فرشتہ جناب بھی ہے

وہ پیکر نور ہے مجسم وہ راز عرفان حق کا محرم
وہ عاجزوں بے کسوں کا ہمدم وہ اک جلالت مآب بھی ہے

رحیم بھی ہے کریم بھی ہے نعیم بھی ہے حکیم بھی ہے
جہاں میں فضل عظیم بھی ہے، علیم راہ ثواب بھی ہے

مے رسالت کا نور پیکر خم حقیقت کا صاف منظر
وہ بادۂ معرفت کا ساغر جہاں میں دور شراب بھی ہے

وہ بحر عرفان کا ہے سفینہ کہ حق کا سینہ ہے اک خزینہ
ہے بام حقانیت کا زینہ وہ گویا در حساب بھی ہے

شفیع بھی ہے، رفیع بھی ہے سمیع بھی ہے خبیر بھی ہے
بصیر بھی ہے نصیر بھی ہے مگر وہ امی خطاب بھی ہے

وہ ذرہ ہو کر بھی مہر ٹھہرا وہ قطرہ ہو کر بنا ہے دریا
بشر بھی فوق البشر ہے یکتا وہ بحر بھی ہے حباب بھی ہے

وہ سینہ اس کا فلک فضا ہے وہ قلب اس کا رہ صفا ہے
وہاں وہ بیدار رہ نما ہے خضر جہاں محو خواب بھی ہے

وہ قاب قوسین کا نظارا حبیب کہہ کر جسے پکارا
احد کا احمد سے ہے اشارا سوال بھی ہے جواب بھی ہے

ہے روح فردوس کا خزانہ کہ نعت گوئی کا ہے ترانہ
کہ جس کا شیدا ہے اک زمانہ یہ باغ رضواں کا باب بھی ہے

(جناب سندر لال جی بی اے، حمید تلہری)

اک رام سنیہی گیانی گرو کل جگ کو ملا تھا یاروں میں
وہ نین رسیلے پریم بھرے دلدار تھا وہ دلداروں میں

وہ سندر چہرہ نور بھرا وہ رام سروپی متوالا
دلدار تھا وہ دلداروں میں سردار تھا وہ سرداروں میں

لولاک لما کا تاج دھرے وہ کملی والا من موہن
توحید کی مایا ہاتھوں میں رکھتا تھا وہ ناداروں میں

کیوں لوکھ کی مایا نے جی ہائے تمہارا موہ لیا
تم باغ ارم کو چھوڑ یہاں کیوں پھرتے تم ہو خاروں میں

سب مایا ہے اس مالک کی جو خالق ہے ہر کایا کا
تم اس کے ہوتے اپنا سر کیوں دھرتے ہو بے چاروں میں

وہ سورج نبی غار حرا سے آیا اتم نگری میں
تھی کرپا آپ نرائن جی کی مکتی کے اظہاروں میں

وہ جگت گیانی من موہن تھا واقف بھید کے رازوں سے
گن گیان کو لے کر آیا تھا وہ غفلت کے بیماروں میں

میں سیس نواؤں چرن لاگوں نام محمد جس کا ہے
شاہ اور درویش کئے سب داخل جس نے ہر کے پیاروں میں

آنند کے گر سکھلائے گیو اور گھٹ گھٹ میں تیلائے گیو
تھا وہ گیانی لاثانی پرمیشر کے اوتاروں میں

ہم داس رہیں گے مرتے دم تک یاروں اس گرگیانی کے
ہیں روپ سروپ محمد کے یاں قدرت کے آثاروں میں

ترے لال کا نام حمید اپدیش کرو اس نگری میں
یہ گیان دھرم کی آن نہیں ہے جا کر چھپنا غاروں میں

صفحہ ۱۳۷ سے ۵۲ آنک

اس پرچہ میں اس لئے کم ہیں، کہ کاغذ وزندار ہونے کی وجہ سے رسالہ ۴۰ تولہ کا ہوگیا تھا اور دو پیسے میں صرف ۲۰ تولہ تک جا سکتا ہے۔ ۴۰ تولہ پر ار کا ٹکٹ لگتا۔ اور یہ ایسا بار تھا جس سے سات سو روپے بڑھ جاتے مجبوراً ۲۰ صفحے نکالنے پڑے، اگر تھوڑا سا اضافہ بھی ہوتا تو میں برداشت کر لیتا۔ ان صفحات میں ہندو بھائیوں کے نثر کے مضامین اور خریدار دینے والوں کے اسمائے گرامی تھے، نام تو آئندہ پرچے میں آجائیں گے لیکن مضامین افسوس رہ گئے، اگر زندہ رہا تو انشاءاللہ آئندہ رسول نمبر میں لے لوں گا عبدالمجید

مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کا بیشمار خوبیوں والا قرآن مجید

اس سے زیادہ خوشنما اس سے زیادہ سستا ۔ اس سے زیادہ صحیح ۔ اس سے بہتر بامحاورہ ترجمہ والا اصاف دوسرا قرآن شریف کوئی نہیں

ڈیڑھ روپیہ میں ملتا ہے

آپ نے بہت سے اشتہار پڑھے اور صدہا قرآن شریف دیکھے ہونگے لیکن مولوی اشرف علی صاحب کے ترجمہ والا قرآن شریف اتنا سستا نہ ہوگا

یہ معاونین مولوی کا چھپوایا ہوا قرآن شریف ہے

اسمیں ان لوگوں کی امداد شامل ہے جو خدا کے سچے دین کے مددگار ہیں اور مولوی کے خریدار ہیں۔ ان کا خلوص بارگاہ خداوندی میں مقبول ہے اس لیے انکی شمولیت کا ہر دینی کام مقبول عام ہوتا ہے چونکہ اس کام میں بے شمار نیکوں کی امداد ہے اس لیے اس قرآن شریف کا نام ہی بے شمار خوبیوں والا قرآن شریف ہے اسی لیے اتنا سستا ہے ورنہ اس کی لاگت بھی ڈیڑھ روپیہ سے کم نہ ہو سکتی تھی ۔ آپ بطور خود ایسی جلد بنوا کر دیکھیے ہر جلد ساز آپ سے ایک روپیہ مانگ لیگا اور ایسا قرآن شریف تو دوسرا ہندوستان بھر میں نہیں ہے

یہ قرآن آپ کے پاس ضرور ہونا چاہیے

اس لیے کہ یہ آپ سے وابستہ امداد ہے اور آپ مولوی کے خریدار ہیں (۲) بہت سستا ہے ۷۰۰ صفحہ کا قرآن شریف ہے (۳) ۴۴ صفحہ کا مقدمہ ہے (۴) پورے چمڑے کی نفرلی کا رجلد ہے (۵) مولوی اشرف علی صاحب کا بامحاورہ ترجمہ ہے (۶) حاشیہ پر شان نزول ہے (۷) نہایت ہی صاف اور صحیح چھپا ہوا ہے (۸) استاذ الاساتذہ مولوی عبدالغنی صاحب جو نسخ نویسی میں یکتائے زمانہ ہیں ان کا خاص طور سے تحریر کردہ ہے (۹) کاغذ سفید بارود کا ہے (۱۰) قرآن شریف پڑھنے کا جو مقصد ہے وہ اس قرآن شریف سے پورا ہوجاتا ہے یعنی اس کے مقدمہ میں قرآن شریف کی وہ خاص خاص باتیں درج ہیں جو ہر ضرورت پر کام آنے والی ہیں اور معلومات قرآنی کا ایک بڑا ذخیرہ ہی اس قرآن شریف میں ہے اور یہ صدیہ بھی کچھ نہیں قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ محصولڈاک ۱۲ خانشدہ ارغوانی بھی ہے اس کا ہدیہ بھی ہے فرمائش کے وقت خانشدہ ضرور لکھدیں مزید رعایت دس قرآن شریف منگائیں تو خانشدہ پندرہ روپے میں مل جائینگے ۔ ریل کے ذریعہ منگائیں تو قیمت اور ۸ خرچہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں

بغیر پڑھے ہوئے

بھی اگر آپ پڑھنے والوں سے زیادہ ثواب کمانا چاہتے ہیں تو مساجد میں رکھنے کے لیے اس کے ہر پارہ کی علیحدہ علیحدہ جلدیں بھی بنی ہوئی ہیں وہ منگا کر مسجد میں دیجیے ۔ جب تک وہ پڑھا جائے گا ، آپ کا نام بھی پڑھنے والوں میں ہی شمار ہوگا

مرنے والے

اعزا کے لیے اس سے بہتر ثواب پہنچانے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ ایک قرآن شریف ان کے ایصال ثواب کے لیے مسجد میں دیدیں ہدیہ کامل تیس پارے علیحدہ علیحدہ جلد سوا دو روپے محصول ملاکر کل چار روپے ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ الرَّحۡمٰنِ
سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان
الرَّحِیۡمِ ۙ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ اِیَّاکَ
نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی
نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ اِہۡدِنَا
عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجیے ہم کو
الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ
رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے
اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ
انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا
عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ٪
اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہوگئے

...عد باب الیساہی
...بچھیے اصحت
...عادل صلعم نے
...لا قصہ حضرت
...مدیقہ کے چچا زاد
...بھائی ورقہ بن
...نوفل سے ملاقات
...ے بڑے عالم
...اہیے دین کے زبردست
...عالم تھے ذکر کیا
...ورقہ نے تسلی دیکر
...کہا کہ اے محمد تم
...خوف نہ کرو بلکہ
...کان لگا کر سنو کہ وہ
...کیا کہتا ہے اسکے بعد
...[illegible]
...[illegible]
...[illegible]
...[illegible]
...[illegible]
...کان میں آتی تو
...آنحضرت صلعم نے
...لبیک کہا تو آواز
...کہ اے محمد جبرئیل
...(باقی آئندہ)

میلاد نامہ از تصنیف خواجہ حسن نظامی

اس کے چودہ اڈیشن شایع ہو چکے ہیں ۱۳۶ صفحہ کی کتاب ہے اسمیں حسب ذیل بیانات ہیں فضیلت مولد حضور کے بزرگوں کے حالات ولادت آنحضرت اور طفولیت سے شادی تک کے حالات ہیں اسکے بعد دوسرا حصہ رسول نبی نمبر شروع ہوتا ہے جس میں کتب قدیم کی بشارتیں، معراج، مدینہ سلطانوں کی تکالیف حضرت حمزہ کا اسلام حضرت عمر کا اسلام مسلمانوں کا بائیکاٹ ہجرت اور غزوات کے حالات حضرت عائشہ اور تمام امہات المومنین کے حالات غرضکہ وفات رسول تک کے پورے حالات ہیں قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۲ر کل ۱۲ر

آمنہ کا لال

اردو زبان کا سب سے بہتر مولود شریف حضرت علامہ راشد الخیری کی تازہ تصنیف جس کا کئی سال سے انتظار تھا، اب پڑھی لکھی عورتوں کی مجالس میلاد میں یہی کتاب پڑھی جاتی ہے اور وہ اپنی غیر مسلم سہیلیوں کو بڑے ذوق سے یہ کتاب سناتی ہیں کیونکہ اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جو خلاف عقل کہا جائے۔ اسلئے تعلیم یافتہ مرد بھی بہت ذوق سے اس کا مطالعہ کرتے ہیں، اکثر کتابیں نظمیں ہیں آمنہ کے لال میں مولانا ممدوح کا بہترین تحریر ہے، آمنہ کے لال میں واقعات کا انتخاب بہت صحت سے ہوا ہے قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۲ر کل آ

رؤف الرحیم

سنہ ۱۳۴۵ کے سب سے بڑے میلاد نامہ کے پڑھنے کے بعد کون ہے جو رسول کریم کا شیفتہ نہیں ہو جاتا اور ہے جو والہانہ انداز میں جھوم نہیں لگتا۔ عاشق رسول حضرت مولانا ابوالکمال صاحب برق دہلوی جو عشق رسول میں اپنا سب کچھ لٹا چکے ہیں صرف اپنی زندگی کا اصل کتاب۔ رؤف الرحیم عوام کے لئے لائے ہیں، اٹھیے اور آنکھوں سے لگائیے پڑھیے اور جو بنیے یہ اضطراب محبت آپ کو کسی کتاب میں نہیں ملیگا، پھر ایک ایک سطر میں وہ وہ نکات بتائے ہیں، کہ رسول کریم کا عاشق پھڑک پھڑک جاتا ہے ۱۸۴ صفحات قیمت مجلد ۱۲ر محصول ۴ر

سیرۃ الحبیب صلے اللہ علیہ وسلم

یہ مولوی فاضل محمد عبد التواب صاحب کی تصنیف ہے، مولوی صاحب ممدوح نے قرآن شریف سیر تواریخ احادیث صحیحہ سے نہایت آسان اور سلیس اردو میں ترجمہ کرکے حضور پر نور کے واقعات زندگی کو سلف صالحین کے طریقے پر عجیب دلکش پیرایہ میں مسلسل طور پر قلمبند کیا ہے۔ احادیث وآیات کے ساتھ ہی بالمقابل تراجم و حوالے نقل کئے ہیں یہی وجہ ہے علمائے کرام نے اس کے آسان و عام فہم ہونے نیز صحیح و مستند ہونے کی بنا پر اسکی بہترین حد تک تعریف کی ہے اور نہایت عمدہ تقریظیں لکھی ہیں۔ قیمت ۱۲ر محصول ڈاک ۴ر کل ۱۴ر

چار دلکش میلاد

۱۔ **مولود شہید۔** بڑا ہی موثر اور والہانہ مولود ہے، نظمیں بہت دل کش واقعات بکثرت ۶۰ صفحات کی ضخامت سرشار کر دینے والا

۲۔ **مولود جدید۔** یہ جدید طرز کا مولود ہے لطف عبارت اور صحت روایت میں ممتاز ہے ۴۰ صفحہ کی ضخامت ہے نظمیں بڑی دلکش ہیں

۳۔ **مولود دلپذیر** نہایت سلیس اور عام فہم زبان میں نہایت دلپذیر انداز میں ۴۸ صفحہ

۴۔ **مولود سعدی**، بڑا دلکش چھوٹا سا مولود ہے نعتیں بڑی غضب کی ہیں۔ ۵۲ صفحات سب ایک جگہ مجلد قیمت ۱۲ر محصول ۸ر کل ۱ر

عورتوں کے میلاد نامے

میلاد اکبر بڑا مشہور میلاد نامہ جس کی والہانہ نظمیں زبان زد خلایق ہیں انداز بیان بہت ہی عجیب ہے جلی قلم ہے، عورتوں کے پر شوق مطالعہ کی کتاب ہے قیمت ۶ر آنے

زیور ایمان یہ خالص عورتوں کی زبان میں ہے بہت دلچسپ انداز ہے صاف لکھائی چھپائی ہے موٹا قلم ہے نظمیں نعتیہ غزلیں بہت زوردار ہیں، عورتوں کیلئے صدہا نصیحتیں ہیں یہ بہ میلاد عورتوں کی مجالس میں بہت ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے، قیمت ۹ر دونوں کتابیں مجلد ہیں اور دونوں کی قیمت ۱ر محصول ۸ر

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا قرآن پاک میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری ہے، بڑی متن اور احادیث سے مستنبط ہے ۲۷۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے، انبیا کے حالات ظاہر ہے کہ عجیب و غریب معارف سے پر ہونگے سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر امتوں کے سخت ترین ریاضت و عبادت کے مقابلہ میں امت محمدی کی ہلکی عبادتوں اور اعلیٰ اجر سے عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے، بہت ضخیم کتاب اور قیمت صرف ۱۲ر محصول ڈاک ۸ر

امت کی مائیں

علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے ازواج مطہرات کی سوانح عمری ہے اس کتاب میں تعدد ازدواج کے مسئلہ کو حل کیا گیا ہے اور جو دشمنان رسول کریم تعدد ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں ان کا منہ توڑ جواب ہے اس کتاب میں حضرت عائشہ حضرت خدیجہ کی لائف بہت مبسوط اور حیات آفرین ہے کتاب پڑھنے ہی سے اس کی خوبیوں کا اندازہ ہو سکتا ہے ان گھروں میں یہ کتاب بہت مفید ہوگی جہاں میاں بیوی میں جھگڑا رہتا ہو، کیونکہ رسول اللہ کی ازدواجی زندگی ایسی نہیں ہے جس سے مسلمان متاثر نہ ہوں قیمت ۱۲ر محصول ۴ر

شمائل ترمذی

یعنی رسول کریم کا حلیہ اور آپ کے خصائص مبارکہ عربی میں بھی ہے اور اردو میں بھی، بڑی نورانی اور ضیا بار کتاب ہے ابتک جس قدر اور جتنی زبانوں میں یہ کتاب چھپی ہے ان سب میں افضل ہے، لقائے رسول کا کون مشتاق نہیں ہے خصائص عالیہ کا کون پرستار نہیں ہے اور کون نہیں چاہتا کہ اپنے آقا و مولا کی بھی تصویر اپنے سامنے نہ رکھے یہ کتاب حمیدیہ پریس دہلی نے ابھی منگائی ہے کیونکہ بہت ہی پسندیدہ ہے بڑی تقطیع اعلیٰ کاغذ، عمدہ چھپائی قیمت ایک روپیہ محصول ۷ر کل ۱۷ر

اسوۃ النبی

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے اس کتاب میں منکرین و اعدائے اسلام کے وہ بیانات ہیں جو رسول کریم کے متعلق مختلف کتابوں میں لکھے گئے ہیں ایک جگہ جمع کر دیئے ہیں اس کتاب سے رسول کریم کی برتر شخصیت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے بڑے بڑے اعدائے دین جنہوں نے اسلام کے مٹانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی، مجبور ہو کر جب رسول کریم کا حال لکھتے ہیں تو انتہائی بے چارگی سے حضور کی اعلیٰ شخصیت کا احترام ہی کرنا پڑتا ہے یہ کتاب انہی اقوال اور بیانات کا مجموعہ ہے، قیمت ۴ر

سچا شہادت نامہ

سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کی سب سے بڑی سب سے موثر اور سب سے زیادہ صحیح تر کتاب، ایک واقعہ بھی غلط نہیں ہے ہر شہادت نامہ میں غلو محبت امام حسین میں غلطیاں نظر انداز رہتی ہیں، موثر اس قدر ہے کہ ایک صفحہ ہی واقعہ شہادت کا آپ بلا آنسو بہائے پڑھ لیں تو دام واپس لے لیجے ہر ہر موقعہ پر نیں کے مرثیے ساتھ لگا دیئے ہیں اور تقریباً ہزار اشعار تو مراثیں کے ہیں ضخامت ۳۰۰ صفحات ایسا شہادت نامہ آپ کی نگاہ سے نہ گذرا ہوگا، مجلد ایک روپیہ دو آنے محصول ۴ر

مسدس حالی

عالم اسلامیہ ہند میں تہلکہ ڈالدینے والی کتاب جس کے متعلق سر سید مرحوم نے کہا تھا، کہ خدا مجھ سے صرف یہی کتاب مانگے کہ حالی سے مسدس اسلام کی جو شیلی تاریخ ہے اور مد و جزر اسلام جو لاکھوں سے زائد چھپی اور فروخت ہوئی زیر اشتہار اڈیشن اعلیٰ کاغذ اور چھوٹی تقطیع کا ہے ابتدا میں ایک بڑا دیباچہ ہے جس میں گویا نثر مسدس ہے اور خواجہ الطاف حسین حالی کی سوانح عمری ہے بچوں کو یہ مسدس یاد کرا دیا جائے تو انہیں ابتدا سے جوش اسلامی پیدا ہوتا ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات مجلد ہے، قیمت چھ آنے محصول ۲ر

دہلی کے نامور ادیب و عالم مولوی نذیر احمد صاحب کی آسان و شیریں زبان کا

مترجم قرآن مجید

تقطیع ۸ انچہ طول ۵½ انچہ عرض۔ مولوی کے ناظرین کے لیے یہ اشتہار تقریباً نیا ہی ہے کہ بہت عرصہ کے بعد اس قرآن شریف سے روشناس کرا رہا ہوں۔ گو یہ ترجمہ القرآن المجید ۴۰ سال سے مقبول عام ہے اور علامہ حافظ ڈپٹی نذیر احمد صاحب کا ترجمہ اردو محتاج بیان نہیں۔ مگر اس کا ہدیہ اس قدر گراں تھا۔ کہ باوجود مشہور ترجمہ ہونے کے میری ہمت مشتہر کرنے کی نہیں ہوئی۔ اب جبکہ اس کا ہدیہ کم کرانے میں کامیاب ہو گیا۔ تو ناظرین کو اس کی خریداری پر بہ خاص طور سے آمادہ کرنا چاہتا ہوں۔ علاوہ ازیں زیادہ نہیں اب پانسو سے بھی کم رہ گئی ہیں۔ نوٹ۔ جو ایڈیشن اس قرآن شریف کا جو میں نے حاصل کیا ہے وہ چودہواں ہے۔ گویا یہ قرآن شریف چودہ مرتبہ چھپ چکا ہے۔ اور موجودہ ایڈیشن بھی ہزار چھپا ہے۔ حیرتناک بات یہ ہے کہ اس کا ہدیہ ساڑھے پانچ روپے سے کبھی بھی کم نہیں ہوا۔ اس سے بھی اس کی مقبولیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس کی ضخامت ۱۱ سو صفحات ہے۔ ابتدا میں مضامین قرآن کی ایک چونسٹھ صفحہ کی فہرست ہے جو آپ نے کسی قرآن شریف میں نہ دیکھی ہوگی اور چونکہ اس کے ترجمہ میں زبان کے محاورات بہت ہیں اس لیے آخر میں ۴۰ صفحات کی ایک فرہنگ بھی ہے اور بالکل آخر میں رسول کریم اور قرآن پاک کے متعلق مفید مستند مقالے درج ہیں۔

یونہی باور نہ کیجیے بازار میں جائیے۔ اور کسی تاجر کتب سے دریافت کیجیے۔ کہ مولوی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ والا قرآن مجید کتنے کا ہے۔ اول تو ملے گا ہی نہیں۔ پھر دام پوچھیے۔ کوئی آٹھ کہے گا کوئی دس شاید ہی کوئی پانچ روپے بتائے تب آپ کو صحیح یقین ہوگا کہ حمیدیہ پریس کا نرخ ہر جگہ سے ارزاں ہے۔ اس قرآن مجید کے ترجمہ کی فصاحت بلاغت، شیریں بیانی کا اردو میں وہی درجہ ہے جو باعتبار فصاحت قرآن مجید کو عربی زبان میں ہے۔ اب تو اس کا ہدیہ انتہا سے زیادہ کم ہے اور یہ بھی جب تک مولوی میں اس کا اشتہار نکل رہا ہے اس کے بعد پھر اصلی ہدیہ ہو جائے گا **مجلد چرمی لفتری صرف ڈھائی روپیہ** محصولڈاک ۱۲ / کل ۳ / ہے

وعظ کی سب سے بڑی کتاب

خیر المواعظ اردو مجتبائی

ترجمہ اردو نزہۃ المجالس مجتبائی وعظ کے لیے نہایت ہی کارآمد۔ وعظ و نصیحت کی دوسری سب کتابوں سے بے نیاز کر دینے والی مبسوط کتاب ہے اس کا ایک ایک بیان ایسا ہے جو ایک مجلس وعظ کے لیے بہت کافی ہے بلا تکلف بیان کرسکتا ہے۔ پہلے فصل کو جس عنوان سے شروع کیا ہے اس کے اول نصوص قرآنیہ سے استدلال کر کے احادیث صحیحہ وارد کی ہیں۔ پھر صحابہ کرام کے صحیح صحیح آثار اور اس کے ضمن میں اکابر کے حالات اور دلچسپ سلسلے عریاں درج ہیں گذشتہ نامورانِ اسلام کے دلدادہ واقعات اور سلف صالحین کے تعجب خیز حالات اگلے زمانہ کے لوگوں کی عبرت افزا حکایات عجیب پیرایہ میں بیان کی ہیں اور ہر ایک جلد کے متعلق بے شمار فوائد اور لطائف سے باغات و حقائق فقہی مسائل طبی معلومات جسمانی امراض کی تحقیق ان کے متعلق مجرب و آزمودہ نسخہ جات صحیح اور ماثورہ عملیات دنیا کی ہر چیز کی ماہیت اور خاصیت بیان کی ہے۔ آخر میں رسول کریم کی پیدائش سے سنہ وفات تک کے واقعات خلفائے اربعہ کے مناقب و فضائل خوب شرح و بسط سے درج ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ایک ایسی جامع اور وعظوں کی مفید اور کارآمد کتاب اردو میں طبع نہیں ہوئی تھی مطبع نے عربی مطبوعہ مصر سے سلیس اردو زبان میں ترجمہ کرا کے طبع کیا دو جلدوں میں مع فہرست ہر حال مجتبائی ہے جو اپنی صحت صناعت میں ممتاز تر ہے بڑی تقطیع کے ۹ سو صفحات ضخامت ہے اور دو جلدوں میں ہے۔ پہلے اس کی قیمت پانچ روپے تھی لیکن حمیدیہ پریس کی رعایت ضرب المثل ہے اس لیے ہمارے ہاں سے چار روپے میں ملے گی واعظین کے علاوہ عوام بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں کیونکہ اس کتاب میں عجب نرحقایق دینی ہیں ربیع الاول شریف سے بہتر اس کے مطالعہ کا اور کونسا وقت آئے گا۔ کہ اس کے مفید نصائح سے فیض یاب ہوں قیمت چار روپے محصولڈاک ۱۴ / کل للعہ

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۚ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۖ

فرق نہیں کرتے ان میں سے ایک کو بھی جدا نہیں سمجھتے یعنی سب مانتے ہیں اور دل کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے تیرا ارشاد سنا تسلیم

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ۝ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا

اے ہمارے پروردگار تیری ہی مغفرت درکار ہے اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے اللہ کسی پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسی قدر

اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ

جتنا یا جتنے کی اس میں طاقت ہو جس نے اچھے کام کیے تو ان کا نفع بھی اسی کے لیے ہے اور برے کام کیے تو ان کا وبال

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ

بھی اسی پر ہے اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہم کو اس کے وبال میں نہ پکڑ

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ

اور اے ہمارے پروردگار۔ جو لوگ ہم سے پہلے گذرے ہیں۔ جس طرح ان پر تو نے ان کے گناہوں کی پاداش

عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا

میں احکام سخت کا بار ڈالا تھا ویسا ہم پر نہ ڈال اور اے ہمارے پروردگار اتنا بوجھ جس کے اٹھانے

مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ

کی ہم میں طاقت نہیں ہے ہم سے نہ اٹھوا اور ہمارے قصوروں سے درگذر کر اور ہمارے گناہوں کو معاف کر اور

اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ۝

ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا حامی و مددگار ہے۔ تو ان لوگوں کے مقابلہ میں جو کافر ہیں۔ ہماری مدد فرما

حاشیہ

مسلمان صرف تین فرقوں کو اہل کتاب مانتے ہیں سب سے پہلے یہود کو ان کے پیغمبر موسیٰ پر توریت نازل ہوئی۔ یہود کے بعد عیسائی یا نصاریٰ کو کہ ان کے پیغمبر عیسیٰ پر انجیل شریف نازل ہوئی پھر آخر میں ہم اہل اسلام کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل ہو کر قیامت تک پیغمبری کا خاتمہ ہو گیا ان میں سے یہودی عیسائیوں کو نہیں مانتے اور عیسائی ہم مسلمانوں کو اور ہم مسلمان ہیں کہ یہود و نصاریٰ دونوں کو مانتے ہیں کہ موسیٰ اور انکی توریت اور عیسیٰ اور انکی انجیل سب حق ہیں۔ موسیٰ عیسیٰ خدا کے پیغمبر توراۃ و انجیل خدا کا کلام ہم پھر دلو تر رہنے دو۔ کہ ان کو دینی دنیاوی کسی قسم کا فروغ

تمام کتب اور قرآن شریف ملنے کا پتہ:- مینیجر حمیدیہ پریس کوچہ چیلان دہلی

بڑی سوانح غوث پاک

اصول تصوف کے آفتاب حضرت پیران پیر غوث الاعظم کی بڑی سوانح عمری، دنیا کا کون گوشہ ہے جہاں محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید موجود نہوں تاہم اب تک اس قدر مفصل حالات بڑے پیر کے اردو زبان میں نہیں چھپے تھے کہ اس کتاب کے پہلے ایڈیشن غوث پاک کے پروانوں نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا۔ کتاب میں آپ کی ولادت سے لے کر وصال تک کے حالات ہیں حضور صاحب کی کرامات بہت مفصل ہیں۔ نہایت اعلیٰ چھپائی اور کاغذ ہے قیمت مجلد تین روپے محصول ڈاک ۱۰ / آنے

چھیانوے اولیا

کے حالات ان کی کرامات ان کے خوارق ان کی تعلیمات انکی والہانہ تبلیغ اسلام اللہ کے اسرار باطنیہ انکی اولیت کا انکشاف اس کتاب میں ہے اس لئے اس کا نام ہی تذکرۃ الاولیا ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس میں الابرار اولیا امت کے حالات ہیں۔ اس میں ہندوستان کے بھی ہیں اور ایران کے بھی، عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی ہیں اور مصر کے بھی مشرق قریب کے بھی ہیں اور یورپ کے بھی۔ حجاز کے بھی ہیں اور ہندوستان کے بھی۔ یہ کتاب خاص طور پر لوگوں کی لکھی ہوئی ہے، بڑی تقطیع کے ۵۰۰ صفحات قیمت مجلد ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۱۱ /

خواجہ معین الدین

اس میں ملک سلطان الاولیا خواجہ معین الدین اجمیری کی سوانح حیات ہے اس کے بعد خواجہ کاکی قطب الدین بختیار کی لائف ہے اور خواجہ اجمیری کے ملفوظات کا تذکرہ، پھر خواجہ کاکی کا روزنامچہ ہے جس میں خواجہ اجمیری کی مجالس حسنہ کے حالات تلمیند ہوئے ہیں یا یوں کہئے کہ خواجہ سنجری کے عارفانہ مقالات ہیں اس میں عجیب عجیب حقایق ہیں خصوصاً عبادات کے متعلق تو وہ وہ نکات ہیں کہ پڑھتے پڑھتے وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے بڑی موثر کتاب ہے اسکی خوبیوں کا اندازہ پڑھنے کے بعد ہی ہوگا۔ قیمت صرف چھ آنے محصول ۲ /

ولیوں کے حالات

مولوی عبدالرحمن صاحب شوق امرتسری کی لکھی ہوئی کتاب بچوں اور عورتوں کے لئے ۱۰۸ صفحات بہت اچھی چھپی ہوئی ہے اس میں حسب ذیل ولیوں کے حالات ہیں۔ غوث پاک، اویس قرنی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، خواجہ علاء الدین صابر، خواجہ حسن بصری، مالک بن دینار، خواجہ فرید الدین، خواجہ امیر خسرو، خواجہ محبوب الٰہی، شیخ بو علی قلندر، بایزید بسطامی، جنید بغدادی، ابراہیم ادہم، مسلم، بخاری، ابو داؤد، ابن ماجہ وغیرہ مجلد کتاب ہے ۱۰۸ صفحات قیمت چھ آنے محصول ۲ /

تذکرہ اولیائے ہند

گورستان ہند میں ۰۰ اولیائے کرام تو ایسے مدفون ہیں جنکا حال اس کتاب میں ہے۔ ایک تیموریہ خاندان کے چشم و چراغ کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور اس میں حالات و کرامات کے ساتھ اقوال الاولیا کا وہ خزانہ بھی شامل ہے جو شاید اور کہیں بھی نہ ملے یہ کتاب نئی ہے خود صاحب تصنیف ہے کیونکہ ایک ہندو پریس نے اس کو پہلے پہل چھاپا اور اس کتاب کے ذریعہ سے مالا مال ہوگیا، اگر یہ کتاب مسلمانوں کے مطالعہ سے گذری تو ان کے دماغ بھی چمکدار جواہرات سے مالا مال ہو جائیں گے قیمت رعایتی ساڑھے تین روپے ہے

الغزالی

مصنفہ مورخ اعظم علامہ شبلی نعمانی، امام الاتقیا والاصفیا حضرت امام محمد غزالی کی سوانح حیات یہ کتاب جس پایہ کی بھی ہو، کیسے اسرار و غوامض تصوف شریعت و طریقت کی جنگ اس میں ہے اور جیسے وہ درست ہوئی ہے، امام کا فیصلہ تھا کہ شریعت مقدم ہے یہی وہ کتاب ہے جو امام غزالی کے سوانح علمی اور تصوفی رنگ میں پیش کرتی ہے یہ کتاب بارہا چھپ چکی ہے پہلے قیمت اس کی ایک روپیہ تھی اور دسیوں ایڈیشن اسی حساب سے فروخت ہوئے اب حمیدیہ پریس نے چھپوا کر اس کی قیمت ۸ / کردی ہے محصول بھی ۴ /

ابوذر غفاری

عاشق رسول کی کہانی عاشق رسول کی زبانی حضرت ابو ذر غفاری کے حالات سے کون عاشق رسول ہے جو مطلع ہونا نہیں چاہتا، اس جلیل صحابی کی سوانح عمری ہے جس کے ناز خود رسول کریم نے اٹھائے ہیں ۲۰۰ صفحہ کی کتاب ہے اور موصوف کی زندگی کے تمام جزئیات کو قلمبند کیا ہے اردو زبان میں سب سے موثر اور ولولہ خیز سوانح عمری ہے تاریخ اسلام کا بہت ہی موثر ٹکڑا ہے، خلافت راشدہ کے بہت سے اہم واقعات بھی اس کتاب کے ذریعہ معلوم ہوتے ہیں، ہر مسلمان کو یہ کتاب پڑھنی چاہئے۔ قیمت ۸ / محصول ۲ /

تصوف کے تین شاعر

سعدی حافظ خسرو

ان تینوں برگزیدہ شاعروں نے جو اسلام اور تاریخ کی خدمت کی ہے وہ سب پر ظاہر ہے یہ شاعر ہی نہیں بلکہ زمرہ اولیا میں تھے، علامہ شبلی نے ان تینوں کی مبسوط سوانح حیات قلمبند فرمائی جو مستند ہونے کے لحاظ سے کسی شبہ کی گنجایش نہیں رکھتی تینوں کی ضخامت ڈیڑھ سو صفحہ کے قریب ہے علیحدہ علیحدہ بھی مل سکتی ہے ہر ایک کی قیمت تین آنے ہے، اور تینوں جلدیں آٹھ آنے کی ملیں گی، پہلے جب تک میں نے نہیں چھاپی تھی تو نئی جلد ہر کو ملتی تھی۔

گروہ مشاہیر عالم

مصنفہ مولانا شرر لکھنوی۔ تاریخ نگاری میں جو مولانا مرحوم کو شہرت ملی ہے وہ یگانہ روزگار ہے اور تحریری دلفریبی جو انکی کتاب کو میسر ہے شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہو اس کتاب میں حسب ذیل مشاہیر کے حالات ہیں، محمود و ایاز، علی بیگ حجاج بن یوسف، قوم چیلیدہ، ہرقل، ابو کتامہ ابن حکم حسان بن ثابت، افلاطون، مینی ال، الپ ارسلان، میر علی شیر چغتائی۔ ان مشاہیر کے پڑھنے سے معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی لطف لٹریچر بھی ہے
قیمت رعایتی مجلد صرف ۱۰ / محصول ۲ /

شرح مثنوی مولانا روم

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں ہے یہی وہ کتاب ہے جو کہ عالم تصوف کی جان ہے یہی وہ کتاب ہے جو تشنہ کامان طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے یہی وہ کتاب ہے جس سے دنیائے تصوف شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے، کوئی صوفی صافی ایسا نہیں ہے جو اس کتاب سے مستغنی ہو، صوفیوں کو اسکی ضرورت فاضلوں لیکچراروں فقیروں اور ادیبوں کو اس کی ضرورت غرضکہ ہر قسم کے لوگوں کو ہر گھر میں اس کی ضرورت ہے ضخامت پانچ سو صفحات قیمت ۱۲ محصول ڈاک ۱۲ / کل ۱۱

مقالات غوث پاک

سیدنا غوث الاعظم کے ارشادات اور مقالات کی اہمیت حضور کے معتقدین کے لئے جس قدر اہم اور جس قدر قابل تقلید ہے اس کا اقتضا یہ ہے کہ آپ کی تعلیمات اور ارشادات کو ہر مسلمان گھر گھر پہنچا دیا جائے تاکہ حضور کی شخصیت کا اندازہ ہو، اس لئے حضرت غوث پاک کے مواعظ منگا کر پڑھیے فتوح الغیب کا اردو ترجمہ ہے، غوث الاعظم کے معتقدین کے لئے ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لئے سرمایہ دینداری ہے اور ہر وہ شخص جو اپنے قلب کو مصفا اور علائق سے پاک کرنا چاہتا ہے وہ اس کتاب کو پڑھ کر اپنے اندر انقلاب دیکھ سکتا ہے قیمت ۸ / محصول ۲ /

خاتمہ تصوف

مسائل طریقت کا نشاد، سلوک و معرفت الٰہی کا رہنما اور اس تمام تعلیم کا مجموعہ جس کی سچا صوفی بننے اور اولیا اللہ میں شامل ہونے کے واسطے ضرورت ہے جو باتیں کہ سالہا سال مرشد کامل کی خدمت کرنے سے حاصل ہوتی ہیں اور جو آداب و طریقے بزرگان دین کے ہاں مروج تھے وہ سب اس کتاب میں تحریر کئے گئے ہیں غرضکہ ابتدا سے انتہا تک تعلیم تصوف کا بیان ہے اور اس کے آخر میں رسالہ اذکار و مراقبات بھی شامل کیا گیا ہے۔ تصنیف حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز ترجمہ مولوی محمد حسین علی صاحب۔ قیمت ۸ /

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس کوچہ چیلان دہلی

بہشتی زیور مدلل

جلد چوتھی نہایت اعلیٰ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اسمیں گیارہ حصے ہیں، حصہ اول، اب ت وغیرہ حصہ ۲ وضو طہارت اور نماز کے مسائل حصہ ۳ زکوٰۃ حج قربانی حصہ ۴ طلاق نکاح و مہر وغیرہ حصہ ۵ معاملات، حقوق معاشرت زوجین حصہ ۶ اصلاح باطن تہذیب اخلاق۔ حصہ ۷ اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی حصہ ۸ نیک بیبیاں اور حکایتیں حصہ ۹ ضروری اور مفید طب حصہ ۱۰ دنیاوی ہنر حصہ ۱۱ مردوں کیلئے خاص خاص مسائل مصنفہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مجلد ضخامت ۱۰۰۰ صفحات قیمت عللعہ محصول ڈاک

اسلامی مسائل

تین سو چالیس صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے امام محمد یوسف خلیفہ حضرت امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان ترجمہ سلیس و مربوط ہے یہ کتاب اصل الفقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں۔ اسمیں طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق، حقوق، اداب معاشرت، بیع و شری، لباس، نکاح، دیوانی، فوجداری، مذہبی قوانین، زراعت، تجارت، حکومت، صنعت و حرفت کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی شرعی حکم اس کتاب میں نہ ہو قیمت مجلد ایک روپیہ

مذہبی معلومات

کتنے ہی نئی روشنی کے ایسے لامذہب در کار ہیں جو نوجوان آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن اسلامی تعلیم سے نہیں ناواقف ہیں اور جب ان سے مذہب کی ناواقفیت کا سبب پوچھا جاتا ہے، تو وہ کہتے ہیں، کہ اردو میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جو ہم کو مطمئن کر سکے اور ہم کم سے کم وقت میں ہم زیادہ سے زیادہ اسلامی معلومات حاصل کر سکیں ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ کتاب ضروریات دین کا مطالعہ کریں جو تمام اسلامی تعلیم کا ضرورت کے لائق خلاصہ ہے اور جس کے مطالعہ سے اتنی مذہبی معلومات حاصل ہو جائیگی کہ آپ کو کوئی بات دریافت نہیں کرنی پڑے گی

آداب عبادت

انسان کا فرض اگر وہ خدا اور رسول کے بتلائے ہوئے طریقہ پر عبادت ہے اور عبادت وہی مقبول ہے جب اس کے آداب کے ساتھ کی جائے۔ یہ کتاب حضرت امام غزالی کی کتاب کا ترجمہ ہے اور اسمیں سب ایسی باتیں ہیں علم کا فرض آداب عبادت، اداب تلاوت، آداب نماز، نماز پڑھنے کے آداب کن چیزوں سے بچنا اعضاء کے گناہ، دلی گناہ، کن کن فضائل کا مسلمانوں میں ہونا ضروری ہے، یہ اس قدر ضروری کتاب ہے کہ ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے ضخامت ۲۴۰ صفحات قیمت صرف ۱۲ اور کتاب کے ساتھ منگا لیں

نماز حنفی مدلل مکمل

یہ وہ مقبول عام کتاب ہے جو لاکھوں کی تعداد میں آجتک شائع ہو چکی ہے ۳۰۰ صفحات کی مجلد کتاب ہے اور نماز کی معلومات کے سلسلہ میں اس سے بڑی کتاب آجتک طبع نہیں ہوئی اس میں وضو سے لیکر جنازے کی نماز تک ہر قسم کی نماز کے حالات ہیں اور ہر ہر نماز کے صدہا مسائل ساتھ ساتھ درج ہیں۔ جا بجا ترغیب کیلئے تلقین اور صلحا، اکابرین سلف کی حکایتیں بھی ہیں، غرضکہ جس مسلمان گھر میں یہ کتاب موجود ہو اس کو نماز کے کسی مسئلہ کی پوچھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی قیمت مجلد ڈیڑھ روپیہ عہ

نماز کی پانچ کتابیں

یہ کتابیں زمانہ حال کی دہریت اور مذہبی بیگانگی کو مدنظر رکھکر لکھوائی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں دو اڈیشن نکل جاتے ہیں (۱) نماز کی حقیقت و فلسفہ عجیب و غریب کتاب ہے (۲) ترغیب نماز اسمیں نمازیوں اور بے نمازیوں کی جزائیں اور سزائیں ہیں (۳) نماز کی کتاب اسمیں نماز پڑھنے کی تمام ترکیب اور دعائیں ہیں (۴) نمازیوں کی کہانیاں، یہ کتاب پڑھ کر نماز پڑھنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے (۵) نماز و مسائل جمعہ اسمیں جمعہ کے تمام مسائل و ترتیب وغیرہ ہیں پانچوں کی قیمت ایک روپیہ ہے محصول ۸ر

نماز کے پورے مسائل

آپ کو یہ ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں نماز کو درفش رکن دین ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو، غرضکہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی ضرور منگائیے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر بڑے چھوٹے مسئلہ سے واقف ہو جائینگے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے، یہ اڈیشن مصنف نے بعد نظر ثانی خود چھپوایا ہے ۲۵۰ صفحات قیمت مجلد صرف دس آنے

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بعد ہر خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن اس میں اس کے ہزاروں فوائد بھی ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائیں گے کہ نماز ہمارے انسانوں کی بھی ضرورت کو کس حد تک پورا کرتی ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں ہر ضرورت کی علیحدہ نماز بھی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ نماز ہی حل مشکلات ہے اور تنہا نماز ہی سے دینی اور دنیاوی فائز المرامی نصیب ہوتی ہے ایک جدید المجال مصری عالم کی کتاب مرصاد الصلوٰۃ کا ترجمہ ہے قیمت چھ آنے

گھر کا مولوی

یہ اپنے موضوع کی وعظ کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے اسمیں ایک سات وعظ ہیں جسمیں تمام امراض روحانی جن حب، حب دنیا، تکبر، چوری، تہمت، بدگمانی بخل، غصہ، غمازی، زنا، لواطت غرضکہ ہر عیب وار تمام نقائص انسانی کے متعلق سے غلط اور مذامات ہیں، نیز اسی طرح انعام الٰہی اور برکات یزدی اخلاق حسنہ کے متعلق بھی بہت کچھ وعظ ہیں، اگر اس کتاب کو منگا کر ہر ہفتہ اپنے محلہ یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کرکے ایک ایک وعظ بیان کیا جائے تو بہت فائدہ ہو۔ قیمت مجلد عہ

انیس الوارثین

مورث کی وفات کے بعد اس کے مال کی تقسیم کا جواب متعدد کتابوں میں ہے، لیکن کوئی کتاب ایسی شاید ہی ہو جسمیں آسانی سے مطلب حل ہو سکے اور مصنف کی موجودگی کی ضرورت پیش نہ آئے کتاب انیس الوارثین اس سلسلہ کی بہت آسان اور عام فہم کتاب ہے اس کتاب کو سامنے رکھکر یا ذہن نشین کرکے متوفی کے ورثا کا حصہ شرعی حکم کے موافق تقسیم کر سکتے ہیں، تمام وکلا، جج اور مفتی صاحبان اسی کتاب کو پیش نظر رکھکر مقدمات فیصل کرتے ہیں۔

قیمت ۸ر محصول ڈاک چھ آنے کل ۱۴ر

تازیانہ شیطان

یہ کتاب تفسیر اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ہے۔ یہ شرح تعوذ نہایت فصاحت کے ساتھ حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب نے لکھی ہے شیطان کے بارے میں قرآن شریف میں جس قدر آیات آئی ہیں انکی تفسیر، شیطان کی سوانح عمری، آدم علیہ السلام کی تخلیق، شیطان کی دشمنانہ قوت، شیطان کی مکاریاں اور فسوں سازیاں تخلیق آدم سے تا ایندم، اسمیں جا بجا تفصیلی حکایات بھی ہیں جس سے مطلب عام فہم ہو جاتا ہے اور اقوال رسول و صحابہ سے بیان کو ایسی دلچسپ کر دی گئی ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، مجلد قیمت ۱۰ر

تازیانہ غفلت

اس کتاب کا نام تنبیہ الغافلین بھی ہے اسمیں خدا کی نافرمانی کی تفصیل درج کی ہیں اور اس کو پڑھکر پھر گناہوں کا ارتکاب بڑی ہی بے خوف ہستی کا کام ہے، اللہ کی وعیدات سے جسم کانپ جاتا ہے حسب ذیل بیانات ہیں، تارک نماز تارک ایمان کی مذمت، شرک و گناہ کبیرہ، تقدیر کا بیان، دنیا کی دوستی اور اس کی محبت قیامت کا بیان، رمضان کا بیان حج کا بیان، خاوند بیوی کا بیان، حرص افزا، حسد، دشمنی، تکبر، غضب، نیک و بدخلق نیک لوگوں کے قصے۔ توبہ کرنا، سو کہائر اور کاخیر، شراب کا بیان وغیرہ قیمت ۱۲ر محصول ۴ر

ملنے کا پتہ :- مینیجر حمیدیہ پریس کوچہ چیلان دہلی

مناجات مقبول

۲۹۲ صفحات کی مجلد کتاب ہے ترتیبہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی اردو نظم میں بہت ہی موثر اور مناجاتیں ہیں، دعا مانگنے کا طریقہ اور اولیائے عظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں، پھر قرآن شریف سے سات دن کی اولیائے کرام کی چھوٹی دعائیں ہیں جنکو مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے پھر استعاذہ منزل، پھر دعائے بعد استغفار و شجرہ امداد یہ نظم ترجمہ درود شریف منظوم ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب بہت موثر انداز میں بیان کی گئی ہیں، لاکھوں مسلمانوں کے زیر عمل ہیں۔ قیمت مجلد ۱۲ محصول ۴

قرآنی دعائیں موثر

آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی اس واسطے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اگر آپ ان سے واقف ہو جائیں پھر خدا کے فضل سے آپ کی ہر دعا قبول ہے، اگر آپ بے اولاد ہونگے تو صاحب اولاد بن جائیں گے، مفلس ہیں تو زر دار ہوں گے بے مددہیں تو مددگار ملیں گے فراق کشیدہ ہیں تو صاحب وصال ہونگے پریشان ہیں تو مطمئن ہو جاتے ہیں غرضکہ ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں، کیونکہ اسمیں طریقہ دعا کے ساتھ قرآن پاک کی موثر دعائیں بھی درج ہیں قیمت آٹھ آنے محصول ۴

زیارت رسول

تاجدار مدینہ کی دلربا صورت دیکھنے کو کونسا امتی ہے جو شیدا نہ ہوگا پھر بہت کم لوگ ہیں جو زیارت حبیب سے مشرف ہو چکے ہوں گے خوش نصیب وہ ہے خوش طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول اکرم کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف کے وہ وہ اوراد اور وظائف بتلائے ہیں جن سے زیارت رسول یقینی ہو جاتی ہے چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات و فضائل ہیں۔ قیمت آٹھ آنے محصول ۴

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں، وہ دل کسی کا ہو، مرد کا ہو، عورت کا ہو، خاوند کا ہو بیوی کا ہو، حاکم کا ہو دوست کا ہو، استاد کا ہو چھوٹے کا ہو، بڑے کا ہو بزرگ کا ہو، ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکیں گے اگر آپ ہم سے کتاب تسخیر القلوب منگا کر اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں احباب کا مسخر کرنا زن و مرد کا مطیع کرنا۔ آقا و افسر پر قابو پانا، مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے قیمت ۱۲ محصول ۲ کل ۱۴

اوراد و ظائف

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت جب سب سے مایوس ہو جاتے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جاتے پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی انسانی نجات کا آخری زینہ ہے جس سے وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں، فقرا کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہے اور اسمیں بڑی خصوصیت مخدوم جہانیان جہان گشت کے وظائف کو ہے کیونکہ یہ بہت نایاب ہیں اور مخدوم صاحب پورے جہان کا گشت کر کے بیٹھے ہیں، قیمت دس آنے محصول ۴

کتاب التعویزات

یا علاج روحانی از عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب محمد صدیق حسن خاں صاحب، یہ بڑی تقطیع کے ۱۰۴ صفحہ کی کتاب ہے اور اسمیں ہر مرض کا روحانی علاج ہے اس کے علاوہ قرآن کریم کی تمام سورتوں کے اعمال و تعویز ہیں اس لئے کوئی ایک بھی دینی یا دنیوی ایسی ضرورت نہیں ہوگی جس کا علاج وظیفہ یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو، مصنف کی قابلیت تبحر علمی اس کتاب کے صحیح اور مجرب ہونے کی ضامن ہے، ہر عمل تیر بہدف ہے اور ہر جائز ضرورت خدا کے فضل سے یہ کتاب پوری کرتی ہے، قیمت دس آنے محصول ۴

رسول اللہ کے عملیات

یوں تو عملیات کی بے شمار کتابیں ہیں لیکن یہ کتاب اپنے رنگ کی وہ بے نظیر کتاب ہے جس کی ضرورت ایک مدت سے تمام روحانی دنیا محسوس کر رہی ہے اسمیں سرور کائنات سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عملیات حدیث کی مستند کتابوں سے بڑی محنت کے ساتھ جمع کر کے لکھ دیئے ہیں ہر عمل کے ساتھ حدیث کی کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے غرضکہ اسمیں ہر مقصد میں کامیاب ہونے ہر درد کو دفع اور ہر مصیبت میں نجات حاصل کرنے کے لئے عملیات ہیں اور عملیات کے سلسلہ میں بڑی مجرب کتاب ہے، قیمت ۵ اور کتابوں کے ساتھ منگا یئے

عملیات باقی

اسمیں ہندوستان کے بزرگ مشہور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ نقشبندی کے وہ مجرب اعمال ہیں جنکی مدد سے آپکی ہر مراد دلی پوری ہو جائیگی یہ کتاب نہایت کوشش سے بصرف کثیر کتنی ہی مستند قلمی کتابوں سے ماخوذ ہے اور بعض کتابیں تو بشکل تمام بلخ و بخارا سے منگائی اسمیں وہ وہ اعمال اور وہ وہ اوراد ہیں جو اکثر خرقہ پوش نقشبندیہ کے پاس حرز جان کی طرح تھے، یہ کتاب اپنی باطنی خوبیوں سے اتنی مرصع ہے کہ شاید ہی کوئی کتاب اس کے مقابلہ میں سکے قیمت ۸ آنے محصول ڈاک ۴ کل ۱۲

خواب نامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے یہ بات دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر مشوش رہتے ہیں جب آپکے گرد و پیش کوئی صحیح تدبیر بتلانے والا نہیں ملتا اول تو لاکھوں میں سے کوئی ایک آدھ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کر سکے یا خواب کے مضر و مفید اثرات معلوم کرنا چاہیں تو خواب نامہ صدیقی ساتھ رکھئے عجیب و غریب اور فن تعبیر خواب میں لاجواب ہے، اسمیں خواب کی قسمیں قابل اور ناقابل تعبیر خواب دونوں کے اثرات، پیٹ کی خرابی تخیلات کا اثر فلسفہ خواب کے صدہا مضامین قیمت رعایتی ۱۲ محصول ۴

فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا کریں تاکہ اس کا انجام اگر ٹھیک نہ ہو تو اسکو ترک کر دیا جائے، اسمیں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب استخارہ قرآنیہ کا ترجمہ ہے اور اس کے علاوہ قرعۃ الانبیا، فالنامہ پیغمبران، فالنامہ اولیا کرام، فالنامہ غوث الاعظم، فالنامہ دیوان حافظ فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے یہ فالنامہ بہت ہی مقبول ہے ابتک اسمیں ایسے بٹیک جو آپ ملتے ہیں جو شاید ہی اور فالناموں میں ہوں اس لئے بہت فروخت ہوتا ہے آخر میں علم قیافہ کا اضافہ ہے اور قیمت صرف آٹھ آنے محصول ۴

مجموعہ اعمال قرآنی

آیات قرآنی سے تعویذات لاثانی از علامہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب حضرت مولانا کے تبحر علمی اور واقفیت اسرار ربانی کا کون قائل نہیں ہے، آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو یکجا کر لیا ہے اور دنیاوی و دینی ضروریات میں ایک بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کا مداوا اس کتاب میں نہ ہو، امراض کی شفا ہے بلیات کی دفاع ہے مقدمات کی جیت ہے، کشائش رزق ہے جب کے وظیفے ہیں تسخیر کے نقش ہیں۔ ۱۴۴ صفحہ کی کتاب ہے مجلد ہے کاغذ اعلیٰ ہے، قیمت اصلی ۱۲ اب رعایتی ۹ آنے ہے محصول ۴

چار ولیوں کے اعمال

۱۔ عملیات غوثیہ، ابتدا میں حضرت غوث پاک کے سوانح حیات پھر خاص خاص اعمال ۲۲ صفحہ ۲۔ عملیات صابریہ حضرت خواجہ صابر کلیری کے خاص عملیات اور انکی سوانح حیات ۴۸ صفحے ۳۔ عملیات چشتیہ۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی سوانح عمری مع عملیات ۔ در وہ مجربہ ۱۲۴ صفحہ ۴۔ عملیات ہجویری حضرت داتا گنج بخش کے عملیات خصوصی، مجاہدات اور سوانح حیات یہ سب ۲۵۶ صفحات کی کتابیں ہیں اور یکجا مجلد ہیں، اعمال کی کتابوں میں انکی بڑی شہرت ہے، مجلد کی قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۴

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس کوچہ چیلان دہلی

صابر بیبیان

مولف وخدا سید حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کی تازہ تالیف ہے ممدوح نے اس کتاب کو لکھ کر عورتوں پر بڑا احسان کیا ہے آج کل کی عورتیں بہت بے صبر ہیں اسی وجہ سے انکی خانگی زندگی بہت بے چین گذرتی ہے اسمیں منورہ آپ حضور پر نور امہات المومنین کے علاوہ صد ہا دلیر خواتین کے صبر کے حالات ہیں اس سے نہ صرف حکایتوں کا لطف آتا ہے بلکہ ہزاروں مسائل بھی عورتوں کو معلوم ہو جاتے ہیں ہر مرد اپنی بیوی کو یہ کتاب پڑھا دے تو اس سے گھر کی خامیاں دور ہو جائیں۔ ۲۰۰ صفحات ۱۲ر

تین مذہبی کتابیں

۱۔ چھبیس پیغمبروں کے حالات بہت آسان زبان میں تاکہ سب بچے عورتیں کم پڑھے لکھے مرد آسانی سے پیغمبران دین کے حالات سے مطلع ہو جائیں

۲۔ اقوال الرسول بچوں اور عورتوں یا ان پڑھے لکھے مردوں کے لئے صحاح ستہ کی مفید حدیث کا صحیح ترجمہ روزمرہ کام کی باتیں ۷۰ صفحے

۳۔ عقائد حنفی حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کی کتاب العقائد کا بہت آسان ترجمہ قابل مترجم نے بڑی فلسفی بحثوں کو ایسے آسان طریقہ پر ترجمہ کیا ہے کہ بچے اور عورتیں بھی سمجھ لیں قیمت اصلی مجلد ایک روپیہ رعایتی صرف دس آنے محصول ۸ر

چار تعلیم نسواں

عورتوں اور بچیوں کے لئے بے نظیر اخلاقی و مذہبی سیٹ

۱۔ اللہ پاک کی صفتیں بتیس پیغمبروں کے حالات مقدس عورتیں، مشہور خواتین ۴۲ صفحات

۲۔ اللہ کے احسانات نبیوں کے قصے مقدس عورات اور کارنامے، عورتوں کی خصوصیات مذہبی

۳۔ ایمان اسلام، قرآن، موسم کے حالات زمین سے اگنے والی چیزیں اور اخلاقی سبق ۴۲ صفحے

۴۔ تعلیم طریقہ زندگی، لباس، زیور، بیماریاں دیانت صحابیات کا طریق زندگی یہ چار رنگین ہیں ۱۵۴ صفحات کی ہیں اور ایک جگہ مجلد ہیں قیمت صرف دس آنے محصول ڈاک ۸ر

سات اخلاقی کتابیں

اسمیں حسب ذیل سات اخلاقی کتابیں ہیں اور ہر کتاب عورتوں کے لئے بہترین ارمانی ہے یکجا مجلد ہیں

۱۔ تحفۃ المستورات، عورتوں کی مذہبی معلومات

۲۔ ادب نسوان، بچیوں کو ادب سکھانے والی کتاب

۳۔ انتظام خانہ داری، مضمون نام سے ظاہر ہے

۴۔ کھانا پکانا، ہر قسم کھانا پکانے کی ترکیب و سلیقہ

۵۔ ہنر آموزی، سلائی، کڑھائی، کتر بیونت وغیرہ

۶۔ لیڈی ڈاکٹر، اسمیں مخصوص نسوانی علاج ہیں

۷۔ اخلاقی گیت، مضمون نام سے ظاہر ہے

کوئی کتاب علیحدہ نہیں ملے گی سب یکجا مجلد ہیں ۲۸۴ صفحات کا مجموعہ قیمت ۱۲ر محصول ۸ر

سات تاریخی کتابیں

یہ سات مذہبی و تاریخی کتابیں ہیں جسمیں بیبیوں برگزیدہ مذہبی خواتین کے حالات ہیں اور مشہور مشاہیر خواتین کی اخلاقی زندگیاں جسمیں ہر مذہب کی عورتیں شامل ہیں خصوصاً مسلمان شہزادیوں کے حالات بہت نتیجہ خیز زیب النساء نور جہاں، شہزادی بلقیس کے حالات بہت مفصل چند مخصوص اخلاقی قصے خواتین کے بھی ہیں، جن میں خدا پرست بیوی کا قصہ بہت نفیس ہے یہ سب کتابیں ۲۷۵ صفحات کی ہیں زبان بہت لکھائی کاغذ چھپائی اعلیٰ اور سب ایک جگہ مجلد ہیں، قیمت مجلد صرف دس آنے محصول ۸ر

سولہ کہانیاں

بچوں اور بچیوں کے اخلاق درست کرنے کو نہایت رحمدل فیاض اور خدا ترس بنانے کے لئے یہ سولہ کہانیاں چھپوائی گئی ہیں ہر ایک کہانی ۱۶ صفحہ کی ہے گویا ۲۵۶ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اسمیں حسب ذیل کہانیاں ہیں

(۱) وفادار بیٹی (۲) پر روزی مہر (۳) ننھے میاں (۴) رتجگے کی رات (۵) جن کشی (۶) جادوگرنی (۷) سوتیلی ماں (۸) سگھڑ بیٹی (۹) بازیگرنی (۱۰) چار چور (۱۱) بی بھائی (۱۲) دولت کی بیماری (۱۳) پھولوں کا گہنا (۱۴) چڑیوں کا گھر (۱۵) فقیر کی جھونپڑی (۱۶) لاڈلی بیٹی۔ سب یکجا مجلد ہیں قیمت دس آنے محصول ۸ر

مکمل باورچی خانہ

کھانا پکانے کی سب سے بڑی کتاب بڑی تقطیع دو سو صفحہ کی مجلد کتاب ملکہ علی کی رنج والیول کی زیر ہدایت لکھی گئی ہے جسمیں پندرہ وضع کی روٹیاں بیس وضع کے سالن اکیس وضع کے پلاؤ ہر وضع کی ہانڈیاں پچاس قسم کی ترکاریاں بیس وضع کے اچار مربے چٹنیاں اور تقریباً ۳۰ وضع کے انگریزی کھانے اس کے علاوہ اکثر ایسی اطرفل چٹنیاں امرت دھارا وغیرہ جن کی ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے اور بیماروں کے کھانے ہر مذہب و ملت کے لحاظ سے قیمت بہت کم یعنی صرف بارہ آنہ یہ کتاب ہر کھانا پکانے والی کتاب سے بہتر ہے ۱۲ر محصول ۸ر

دہلی کا دسترخوان

دہلی کی ایک مشہور خاتون کی تحریر کردہ کھانا پکانے کی بہترین کتاب کس قدر جلد مقبول ہوئی، کہ ختم ہو گئی، دہلی کا دسترخوان سہل اور آسان کھانا پکانے کی کتاب ہے جس سے چھوٹی بچیاں ناتجربہ کار اور مرد بھی باسانی کم داموں میں کھانا پکا لیتے ہیں یہی وہ کتاب ہے جو ہندو اور مسلمان دونوں میں مقبول ہے اور بہت فروخت ہو رہی ہے اسمیں باورچی خانہ کا انتظام، برتنوں کا سلیقہ کھانا پکانے کا مہذب طریقہ بھی بتلایا گیا ہے، سچ تو یہ ہے کہ یہ کتاب خاوند کو مسخر کر دینے کا چلتا ہوا جادو ہے، قیمت صرف ۸ر محصول ۸ر

لیڈی حلیمہ خانم

جنہوں نے پورے پچاس پنڈتوں اور وہی آریوں سے مباحثہ کیا بارہ روز مناظرہ رہا، آخر میں اسلام کی فتح ہوئی اور لیڈی موصوف نے اپنی بقیہ زندگی تبلیغ کے لئے وقف کر دی یہ بالکل سچا واقعہ ہے جس کو ابوالعلم مولانا حسن الدین صاحب خاموش نے بطرز سوال و جواب دو سو صفحات میں سارا مباحثہ قلمبند کیا ہے کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا، اور کھانا پینا اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے۔ اس کی قیمت ۱۲ر لیکن اب حمیدیہ پریس دہلی سے ۸ر میں ملتی ہے

ساوتری

ایک ہندو خاندان کا تبلیغی مقاصد کے لئے بہترین فسانہ ہے جسمیں دکھایا گیا ہے کہ آج دنیا کا ایک ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا اور کفر و شرک کے مقابلے میں ایک نو مسلم خاتون نے کس طرح ہزاروں مصیبتیں برداشت کرکے اور باوجود کیہ لوہے سے داغے جانے کے آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہو چکا ہے اور ہمعصر معارف و الجمعیۃ نے خاص طور پر اچھی تنقید لکھی ہیں اہل خیر حضرات اس کو مفت تقسیم کرتے ہیں، قیمت چھ آنے محصول ۸ر

اندلس کی شہزادی

جب مسلمانوں کی خانہ جنگیوں نے اندلس کی حکومت کو ان سے چھڑوا دیا، اور عیسائیوں نے ہتھیا لیا اس وقت بھی ان کا کیرکٹر یہ تھا، کہ وہ اپنے دشمن سے دغا نہیں کرتے تھے اور جبکہ ایک دوسری عیسائی سلطنت نے اس پر حملہ کیا، تو انہوں نے دشمن عزیز کی خاطر ملکہ پر جان قربان کر دی جہاں عیسائی سپہ سالار دم چرا گئے وہاں ایک چرواہے نے ملکہ اندلس کی جان بچائی تاریخی افسانہ ہے، دلچسپ لٹریچر ہے کیونکہ مولانا راشد الخیری مدظلہ العالی کی تصنیف ہے قیمت ۸ر محصول ۸ر کل ۱۴ر

عروس سمرنا

لطیفہ خانم سمرنا کی وہ حسین دوشیزہ جو غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی جرات اور اسلامی فدائیت سے متاثر ہو کر حبالہ عقد میں آئی اور سمرنا کی فتح میں اس عجوبہ دہر خاتون نے وہ دلیری اور شجاعت کے جوہر دکھلائے کہ عہد سلف کی یاد تازہ ہو گئی یہ کتاب اسی حسین و جری خاتون کی لائف ہے جو بہت ہی دلولہ انگیز پیرایہ میں لکھی گئی ہے، خصوصاً سمرنا کی فتح اور یونانی بیڑیوں کے مظالم بہت ہی صبر آزما اور خونیں ہیں، یہ کتاب جنگ یونان کے زمانہ میں بہت بکی اور کئی اڈیشن چھپے قیمت صرف ۸ر رعایتی ۴ر اور کتابوں کے ساتھ

ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس کوچہ چیلان دہلی

ماہوار جریدہ



چندہ سالانہ ایک روپیہ

فی پرچہ دو آنہ

مدیر مولوی عبدالحمید خاں

ONE RUPEE INDIA 1916

2 ANNAS

صوبہ پنجاب بمبئی

اور ممالک محروسہ سرکار حیدرآباد نظام دکن

کے مسلم باشندگان کی اکثریت حضور غوث پاک سے متوسل ہے، اور جو لوگ بڑے پیر کی نیاز کے لئے اس ماہ میں خرچ کرتے ہیں وہ اپنی ترقی کے خود ہی شاہد ہیں، چار سال سے مولوی کا غوث نمبر غوث پاک کی نیاز کے سلسلہ میں لوگ مفت تقسیم کرتے ہیں، اور یہ اس قدر موثر اور مقبول نیاز ثابت ہوئی ہے، کہ ہر سال اضافہ ہی ہو رہا ہے، اسی لئے اس سال یہ پرچہ دو ہزار زائد چھپوایا ہے، آپ کی ہر مراد انشاء اللہ پوری ہوگی، اگر مولوی کا غوث الاعظم نمبر مفت تقسیم کرائیں گے ایک روپے کے بارہ پرچے مع محصولڈاک دیئے جاتے ہیں، منگائیے اور تقسیم کیجئے

منیجر رسالہ مولوی عبدالحمید خان کوچہ چیلان دہلی

عاشقان حدیث و شیدایان اقوال رسول کے لئے بشارت

بڑی بخاری شریف کا اردو ترجمہ طبع ہو گیا

یہ بخاری شریف کی ایک ایک حدیث کا ترجمہ ہے جس میں دس ہزار احادیث رسول تقریباً دو ہزار صفحات میں ہیں

کتب مقدسہ اسلامی میں قرآن پاک کے بعد بخاری شریف کا درجہ ہے

یہی وہ کتاب ہے جس پر اوامر و نواہی اسلام کا مدار ہے یہی وہ کتاب ہے جس سے قوانین اسلامی طیار ہوئے اور یہی وہ کتاب ہے جس کی دس ہزار احادیث سب کی سب صحیح ہوئی ہیں، ایک بھی حدیث ضعیف یا موضوع نہیں اس لئے حدیث کی ان چھ مستند کتابوں میں جن کو پڑھ کر ہر مسلمان مستند مولوی ہوتا ہے، سب سے بڑا درجہ بخاری شریف کا ہے، اگر آپ جو قرآن شریف مترجم پڑھتے ہیں تو بخاری شریف بھی پڑھیں، بخاری شریف سے آپ کی معلومات مولویوں کے برابر ہو جائے گی، بخاری شریف پڑھنے کے بعد آپ سنت رسول کے عامل بن جائیں گے اور آپ کا رہنا سہنا چلنا پھرنا، کھانا پینا سب عبادت ہو جائے گا۔ کیونکہ بخاری شریف پڑھنے کے بعد یہ سب کچھ اتباع رسول میں ہوگا۔

بخاری شریف کامل اصل میں عربی کتاب ہے جس کا یہ لفظاً لفظاً ترجمہ اردو زبان میں کیا گیا ہے تاکہ اردو داں بھائی بھی اسلام کی اس اہم کتاب کا مطالعہ کر سکیں۔ اور یہ بھی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اس کا ہدیہ بھی آسان تر ہو تاکہ ہر بھائی اس کو خرید سکے، عربی بخاری کی قیمت عام طور سے بیس روپے ہے اور جس دوکاندار سے چاہے دریافت فرما لیجے، اور یہ بھی سب جانتے ہونگے کہ ہر کتاب کا ترجمہ اس سے زیادہ جگہ میں آتا ہے اسی لئے اس کا ترجمہ دو ہزار صفحات میں آیا ہے، نہایت اعلیٰ درجہ کا کاغذ لگایا گیا ہے، تین جلدیں ہیں اور تینوں مجلد چرمی ہیں۔ اس حالت میں اس کا ہدیہ عربی کتاب سے بڑھ جانا چاہئے تھا، لیکن حمیدیہ پریس کی یہ خصوصیت اظہر من الشمس ہے کہ وہ قرآن شریف و احادیث تقریباً لاگت پر دیتا ہے اس لئے آپ تعجب سے پڑھیں گے کہ اس مجلد اردو بخاری کامل کا ہدیہ صرف سات روپے ہے

بخاری شریف کامل اردو کے اشتہارات آپ نے اور بھی پڑھے ہونگے جن میں بیشتر لاہور کی مطبوعہ ہیں، لیکن وہ کامل بخاری نہیں ہیں، بعض تجرید ہیں، بعض تلخیص ہیں، بعض زبدۃ البخاری ہیں، لیکن ابھی تک اردو میں ایسی کوئی بخاری نہیں ہے جو الف سے یے تک پوری بخاری کا ترجمہ ہو، اور لطف یہ ہے کہ ان ملخصات کے ہدیے بھی پانچ روپے سے کم نہیں الا ماشاء اللہ۔ اسی انتہا کی وجہ سے کہ یہ پوری بخاری شریف کا ترجمہ ہے اور یہی کامل بخاری شریف ہے اس کا نام

بڑی بخاری رکھا گیا ہے، تاکہ وہ لوگ جو پوری بخاری شریف منگانا چاہتے ہیں، وہ یہی بخاری منگائیں، اور یہ نوٹ کر لیں کہ یہ تین جلدوں میں ہے پہلی جلد مجلد چرمی ۶۲۴ صفحہ کی ہے اسمیں ۳۰۵۳ حدیثیں ہیں، دوسری جلد مجلد چرمی ۶۴۸ صفحہ کی ہے اور اسمیں ۳۲۱۴ حدیثیں ہیں، تیسری جلد مجلد چرمی ۵۶۸ صفحہ کی ہے اور اسمیں ۲۵۱۰ حدیثیں ہیں، کاغذ مولوی کے ٹائیٹل جیسا سفید اور چکنا ہے وزن پونے تین سیر ہے، ۱۰/ محصول ڈاک لگتا ہے جو قیمت سے علاوہ ہے

نمونہ کاغذ کا نمونہ دیکھیں تو مولوی کا ٹائیٹل دیکھ لیجے، ترجمہ کا نمونہ دیکھنا چاہیں تو اندر مولوی کے صفحات میں دیکھ لیجے، جو ہر ماہ باقساط مولوی میں شائع ہوتی ہے، جلد کا اندازہ ہر چمڑے کی مجلد کتاب سے ہو سکتا ہے،

بخاری کا چھپوانا معمولی کام نہ تھا، یہ مولوی کے صاحب خیر حضرات کا صدقہ ہے جنہوں نے چھپنے سے پہلے روپے دے کر اس کو چھپوا دیا، اس لئے ان کو پانچ روپے میں مجلد کامل دی گئی۔ ان کو مالی فائدہ بھی ہوا۔ اور ثواب بھی ملا۔ آپ بھی کچھ شرطوں کے ساتھ

پانچ روپے میں بخاری شریف کامل مجلد لے سکتے ہیں، (۱) مولوی کے چار خریدار بنا کر ان کے چار روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں، (۲) بخاری شریف کے ہمراہ پانچ روپے کی کتابیں خرید لیں، اور دس روپے علاوہ محصول ڈاک کا وی پی منگائیں یا منی آرڈر بھیج دیں، یہ پابندی اس لئے بہت ضروری ہے کہ جنہوں نے پیشگی روپیہ ایک سال پہلے دیا تھا ان میں اور بعد والوں میں امتیاز ہو جائے، ورنہ معمولی طریقہ پر سات روپے میں علاوہ محصول ڈاک ملے گی

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس کوچہ چیلاں دہلی

مولوی

جلد ۲۱ | بابت ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۴ھ | نمبر ۴

خطبہ

الحمد للہ الذی قال اذا زلزلت الارض زلزالها واخرجت الارض اثقالها وقال الانسان مالها یومئذ تحدث اخبارها بان ربك اوحى لها یومئذ یصدر الناس اشتاتا لیروا اعمالهم فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرة شرا یرہ واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله وصلی الله تعالی علیه وعلی اله واصحابه اجمعین

یا معشر اہل اسلام! خداوند قادر و مختار نے قرآن مجید میں عبرت و موعظت حاصل کرنے اور غفلت کے پردے انسانی آنکھوں پر سے ہٹانے اور قلب و روح کی بے بصری و کور چشمی کو دور کرنے اور بصیرت و بینائی حقیقی حاصل کرنے کے لئے جا بجا اپنی قدرت پر غور کرنے کی دعوت دی ہے موسموں کی تبدیلی رات دن کا تغیر سورج اور چاند اور سیاروں کی گردش کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے تاکہ انسان غور کرے اور حق جل و علا کی قدرت کاملہ پر ایمان لائے اور اس کی ربوبیت مطلقہ پر یقین کرے اسی طرح حق عز و جل نے قیامت پر ایمان لانے کی ہدایت فرمائی ہے اور نہایت کثرت سے بار بار اس یوم بعث و نشر اور اس روز حساب و کتاب کی طرف توجہ انسانی کو مبذول فرمایا ہے اور اس ہولناک یوم کا جو نقشہ بیان فرمایا ہے وہ نہایت ہی عبرتناک ہے یعنی زمین و آسمان کی ہر چیز تباہ و برباد ہو جائے گی آسمان روئی کے گالوں کی طرح [illegible] زمین کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ جائیں گے پہاڑوں کے ریزے ریزے ہو جائیں گے غرض تمام کائنات درہم برہم ہو جائے گی خدا اور اسکی [illegible] خدائی طاقتوں کے سوا سب کچھ فنا اور برباد ہو جائیگا

برادران ملت! اسلام کے بنیادی ارکان تین ہیں اول ایمان باللہ دوم ایمان بالآخرت اور سوم عمل صالح ایمان باللہ کے بغیر ہر قسم کے عمل لغو و بے معنی ہیں اور ایمان بالآخرت کے بغیر عمل صالح کا امکان تقریباً معدوم ہے اور عمل صالح کے بغیر سعادت دارین کا حصول ناممکن ہے [illegible] ہم چاہتے ہیں کہ [illegible] انسان کو اپنے اعمال [illegible] یوم آخرت یعنی اعمال کی جزا و سزا [illegible] پہنچائے اور اعمال [illegible] [illegible]

عمل سے جب جدا ہو جاتا ہے تو کوئی کیسا ہی عمل حسن و خوب ہو [illegible] صحیح سے بہتر نیکی کیا شئے ہو سکتی ہے [illegible] اعمال بد سے بہتر پرہیز کیا کرے گا جس حد تک قانون کی گرفت کا تعلق پہنچتا ہو گا اور بس۔ اور قانون اور [illegible] کی وسعت اور اس کا دائرہ بہت تنگ اور محدود ہوتا ہے نہ عمل بد سے پوری طرح انسان کو بچا سکتا ہے نہ اعمال حسن کی طرف رغبت و التفات پیدا کر سکتا ہے اس لئے اعمال صالحہ کے لئے یوم آخرت کا عقیدہ نہایت مدہم موجب تشویق اور اعمال بد کے لئے موجب ترہیب ہے اسی وجہ سے قرآن حکیم نے نہایت کثرت سے یوم آخرت کا ذکر کیا ہے اور اس کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی ہے کہ اس دن سے ہوشیار رہیں اور زندگی ایسی گزاریں کہ اس یوم جزا کو نادم و شرمسار نہ ہونا پڑے کیونکہ اس دن عمل کی رتی بھر اور ذرہ برابر نیک و بد عمل ہو وہ سب جزا و سزا ہوگا چنانچہ سورہ زلزال میں اللہ تعالی نے یوم حشر کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرة شرا یرہ یعنی ذرہ کے برابر بھی نیک و بد عمل کے متعلق اس دن ہر ایک شخص کو بھگتنے پڑیں گے۔

یوم حشر قیامت یا یوم جزا و سزا کیا چیز ہے اس کی طرف قرآن میں جابجا اشارات کئے گئے ہیں چنانچہ سورہ واقعہ میں ارشاد ہوا ہے اذا وقعت الواقعة لیس لوقعتها كاذبة خافضة رافعة اذا رجت الارض رجا وبست الجبال بسا فكانت هباء منبثا جس وقت ہونے والی قیامت واقع ہوگی اور اس کے واقع ہونے میں ذرا بھی شک نہیں تو اس وقت لوگوں کا فرق مراتب ظاہر ہو جائے گا اور یہ قیامت اس وقت واقع ہوگی جب زمین زور سے ہلنے لگے گی اور پہاڑ آپس میں ٹکرا کر اس طرح پاش پاش ہو جائیں گے جس طرح غبار اڑ رہے ہوں یعنی قیامت کے یہ معنے ہیں کہ اس وقت اور اس دن ہر طرف ہلاکت و بربادی پھیل جائے گی۔ دوسری جگہ سورہ مرسلات میں ارشاد ہوا ہے کہ انما توعدون لواقع فاذا النجوم طمست واذا السماء فرجت واذا الجبال نسفت یعنی قیامت کا جو وعدہ تم سے کیا گیا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا [illegible] جب ستارے بے نور ہو جائیں گے جب آسمان پھٹ جائیں اور جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں۔ سورہ تکویر میں یوم حشر کا حال اس طرح بیان فرمایا گیا ہے

اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت واذا الجبال سیرت واذا العشار عطلت واذا الوحوش حشرت واذا البحار سجرت

یعنی جس وقت آسمان کی چادر نور کو لپیٹ لیا جائے اور جس وقت تارے جھڑ پڑیں اور جس وقت پہاڑ اپنی جگہ سے چلائے جائیں اور جس وقت دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں کس مپرسی کی حالت میں ماری ماری پھریں اور جس وقت وحشی جانور مارے ڈر اور خوف کے بستیوں کے اندر آگھسیں اور جس وقت دریا پاٹ دیئے جائیں۔

اس سورت میں اور بھی آیتوں کی نسبت زیادہ تفصیل سے اس یوم آخرت کا ذکر کیا گیا ہے سورۂ انفطار میں اس دن کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے۔

اذا السماء انفطرت واذا الکواکب انتثرت واذا البحار فجرت واذا القبور بعثرت علمت نفس ما قدمت واخرت یا ایها الانسان ما غرك بربك الکریم قیامت کب ہوگی جب آسمان پھٹ جائے تارے جھڑ پڑیں اور جب دریاؤں کا رخ پلٹ دیا جائے اور جب قبریں اکھاڑ پھینکی جائیں اس وقت ہر شخص کو معلوم ہو جائیگا اس نے کیسے عمل آگے بھیجے اور کیسے عمل پیچھے چھوڑے۔

سورۂ انشقاق میں اس یوم کی صفت یوں بیان فرمائی اذا السماء انشقت واذنت لربها وحقت واذا الارض مدت والقت ما فیها وتخلت جب آسمان پھٹ جائے اور اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل کرے اور جب زمین کی اونچ نیچ برابر کرکے فرش کی طرح وہ تان دیجائے اور تمام مردے و دفینے یعنی جو کچھ بھی اس کے اندر ہے سب کو باہر پھینکدے اور اپنا سینہ خالی کردے۔

اور سورہ زلزال میں اس طرح ذکر کیا:۔ اذا زلزلت الارض زلزالها واخرجت الارض اثقالها وقال الانسان ما لها۔ یومئذ تحدث اخبارها جس وقت زمین بڑے زور سے ہلا دی جائے اور اپنے تمام دفینے نکال کر پھینکدے اور انسان یہ حالت دیکھکر حیران ہوکر بول اٹھے کہ اسے کیا ہو گیا اس دن یہ سب خبریں بیان کر دیگی۔

اور سورۂ قارعہ میں اس طرح خبر دی:۔ القارعة ما القارعه وما ادرٰك ما القارعه۔ یوم یکون الناس کالفراش المبثوث وتکون الجبال کالعهن المنفوش سب کو کھڑکھڑا ڈالنے والا حادثہ، یہ حادثہ اے پیغمبر کیا سمجھے کہ وہ سخت حادثہ ہے کیا چیز اس حادثہ سے وہ دن مراد ہے جب لوگ میدان حشر میں ایسے بٹے پڑے ہونگے جیسے پروانے چیونٹیاں پٹی پڑی ہوتی ہیں اور پہاڑ ایسے اڑے اڑے پھر رہے ہوں گے جیسے دھنکی ہوئی اون۔

ان آیات بینات کو دیکھنے کے بعد معلوم ہو جاتا ہے کہ یوم جزا کا آنا یقینی ہے اور وہ یوم حشر اس طرح آئیگا کہ آسمان چھٹ کر روئی کے گالوں کی طرح اڑتے اڑتے پھریگے زمین اس زور سے ہلائی جائیگی کہ اس کا سینہ پھٹ جائیگا اور جو کچھ اس کے اندر ہے وہ سب کچھ اگل کر باہر پھینکدیگی پہاڑ آپس میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جائینگے اور دھنکی ہوئی اون کی طرح فضا میں اڑتے پھریں گے دریا کہیں پاٹ دیئے جائینگے یعنی وہ خشک ہو جائینگے اور کہیں ان کا رخ بدلکر مشرق سے مغرب کی طرف اور مغرب سے مشرق کی سمت کر دیا جائے گا اس وقت ایسا خوف اور ایسی دہشت طاری ہوگی کہ انسان تو انسان وحشی جانور بھی جنگلوں کو چھوڑ کر بستیوں میں آکر بھر جائینگے کہ شاید یہیں اس ہلاکت و بربادی سے نجات مل جائے اور مردے اس طرح قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے جیسے برسات میں چیونٹیاں نکل پڑتی ہیں یعنی زمین و آسمان اور ان دونوں کے بیچ میں جو کچھ بھی ہے بلکہ تمام کائنات اور کائنات کی ہر شئے تباہ و برباد ہو جائے گی ہر طرف ہلاکت ہی ہلاکت پھیل جائے گی، چاند سورج تارے زمین آسمان دریا پہاڑ سب ہی تہ و بالا اور تباہ و برباد ہو جائینگے اور پھر ایکبار فنا ایسی عالمگیر و ہمہ گیر بربادی و موت جب کائنات پر طاری ہو جائے گی تو پھر حشر اجساد کا حکم ہوگا اور ازل سے ابد تک کی تمام انسانی روحیں حضور پروردگار عالم میں حاضر کی جائینگی اور وہاں ہر ایک کے ہاتھ میں نامۂ اعمال ہوگا اور فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ کے مطابق سب کو اپنے اعمال کے نتائج بھگتنے پڑیں گے۔ برادران اسلام! قرآن کریم میں نہایت کثرت کے ساتھ قیامت اور یوم جزا کا ذکر کیا گیا ہے اور لوگوں کو عبرت و نصیحت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی ہے اور اگر ہم اس یوم جزا پر غور کریں اور جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو کر رہے گا اس سے عبرت حاصل کریں تو ہماری زندگیاں یکسر خیر و برکت بن جائیں کیونکہ جب یہ یقین ہو جائے کہ بالآخر ایک دن یہ دنیا ہلاک و برباد ہو کر رہے گی اور مردے قبروں سے اٹھا کر کھڑے کر دیئے جائیں گے اور وہ خدا کے حضور میں اپنے اعمال کی جزا و سزا کے لئے حاضر ہونگے تو پھر اس یقین کے بعد کیونکر کوئی شخص غلط قسم کی زندگی گذار سکتا ہے اور اعمال قبیحہ میں مبتلا ہو سکتا ہے اصل یہ ہے کہ انسان اس قدر غفلت میں واقع ہوا ہے کہ اسے اس امر کا یقین ہی نہیں ہوتا کہ مرنے کے بعد پھر زندہ کیا جائے گا اور قیامت واقعی کوئی واقع ہونے والی ہلاکت ہے کفار مکہ کا یہی حال تھا کہ وہ یقین ہی نہیں کرتے تھے کہ یوم جزا آنے والا ہے اور اسی لئے ایمان لانے کی توفیق بھی ان کو نہ ملی۔

لیکن خدائے حی و قیوم نے صرف یہی نہیں کیا کہ اس طامۃ الکبریٰ کی خبر دیدی ہو بلکہ اس کی سنت جاریہ یہ بھی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً لوگوں کو آیات الٰہی دکھاتا رہا ہے اور ایسے نشانات دہشت نمایاں کرتا رہا ہے جن کو دیکھکر انسان کی چشم غفلت بیدار ہو اور وہ اس طامۃ الکبریٰ اور القارعہ کا اندازہ لگا سکے کہ کس قسم کا ہوگا۔ عاد و ثمود کی بستیاں جس طرح اوندھائی گئیں قوموں کی عبرت کے لئے آج بھی ان کے کھنڈرات موجود ہیں۔ روم کی عظیم الشان سلطنت میں پمپیائی کی مکمل تباہی آج بھی چشم عبرت کے لئے ایک درس ہے اس عظیم الشان شہر کو اس کے ایک آتش فشاں پہاڑ نے آگ اور پتھر کی بارش کرکے تودۂ خاک بنا دیا تھا اور تمام آبادی کو معہ عمارات کے آگ اور پتھر اور گرم راکھ سے ڈھک دیا تھا اس شہر کی تباہی قیامت کا ایک نمونہ تھی کیونکہ زمین خوب زور سے ہلا دیگئی تھی اور پہاڑ نے اپنا سینہ چاک کر کے آگ اگلا تھا۔ اور دو موئیں اور زہریلی

[illegible] کی تھی اور سمندر اس کے اندر [illegible] کہ اس شہر پر چند [illegible] تھا اور اس طرح اس شہر کو ہمیشہ کے لئے گم کر ڈالا اور شہر کے شہر دفن کر دیا تھا اللہ تعالیٰ اس قسم کے نشانات ہمیشہ اپنی قدرت کاملہ سے دکھاتا اور نمایاں کرتا رہتا ہے جس سے اس طامۃ الکبریٰ اور القارعہ کی صداقت کا یقین لوگوں کو حاصل ہو اور وہ یوم جزا پر ایمان لا کر اعمال صالحہ اختیار کریں۔ جاپان کے زلزلوں اور آگ لگنے کی تباہی کی خبریں ہندوستان میں بھی آتی رہتی ہیں ابھی چند سال ہوئے [illegible] دارالسلطنت جاپان زلزلے سے بالکل تباہ کر دیا گیا تھا اور لاکھوں عمارتوں میں سے ایک بھی سلامت نہیں رہی تھی جو کچھ زلزلہ سے بچا وہ طوفان آب و آتش کے نذر ہو چکا تھا۔

ایران و ترکی میں ابھی پچھلے دنوں اس قدر شدید زلزلے قہر الٰہی کی صورت میں نمودار ہوئے کہ دور دور تک تباہی پھیل گئی۔

لیکن خود ہندوستان میں صوبۂ بہار اور اب کوئٹہ بلوچستان میں جو زلزلے آئے ہیں وہ قہر خداوندی کا ایسا نمونہ ہیں کہ اگر چشم انسانی ساری عمر روتی رہے اور انسانی جماعتیں اور گروہ تارک الدنیا ہو کر شب و روز اللہ اللہ کر کے زندگیاں گزار دیں تو کچھ بھی تعجب نہ کرنا چاہیے آج سے سولہ مہینے قبل صوبۂ بہار کے زلزلے نے ہماری آنکھوں کے سامنے قیامت کا نمونہ پیش کر دیا تھا قرآن حکیم میں قیامت کے جو آثار بتلائے گئے ہیں ان میں سے اکثر کا نمونہ سرزمین بہار میں دکھلا دیا گیا زمین اس زور سے ہلائی گئی کہ کچے اور پکے چھوٹے اور بڑے مضبوط اور کمزور سنگین و خام ہر قسم کی عمارتیں پیوند زمین ہو گئیں کہیں زمینوں کو دھنسا دیا گیا اور کہیں پھاڑ دیا گیا زمین کے اندر جو کچھ دفن تھا اس نے وہ سب کچھ اگل دیا دریاؤں کے کہیں رخ پلٹ گئے اور کہیں وہ پاٹ دیئے گئے اور انسانی آبادیاں چشم زدن میں قبرستانوں میں تبدیل ہو گئیں ایک دو نہیں درجنوں شہر اور قصبے اور سینکڑوں دیہات پیوند خاک ہو گئے اور انسانی آبادیاں اس طرح زمین کے اندر دھنس گئیں کہ کہیں ان کا نام و نشان باقی نہ رہا زلزلہ کسی چھوٹی سی جگہ میں نہیں آیا تھا بلکہ سینکڑوں میل کی وسعت میں اس نے ہلاکت و بربادی پھیلائی تھی اس زلزلہ نے فوری طور پر تمام ہندوستان کو ہلا دیا اور غافل انسانوں کی توجہ خداوندی قہر و جلال اور اس طامۃ الکبریٰ کی طرف مبذول ہو گئی جو اس سے کہیں بڑھ کر اس دنیا پر نازل ہو گی۔

مگر اس خدائی تنبیہ کا اثر دلوں پر صرف چند دن تک عام طور پر رہا گو بعض نیک بندوں کو دائمی توفیق نصیب ہوئی ہو گی اور ہمیشہ کے لئے انہوں نے اس سے سبق حاصل کیا ہو گا مگر وہ جو ایک عام تاثر پیدا ہو گیا تھا وہ رفع ہو گیا اور پھر غافل انسان غفلت کی نیند میں سو گیا۔

مگر برادران اسلام! معلوم ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے یہی فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ اپنی آیات و نشانات عبرت جلد جلد دکھا کر حجت تمام کر دیگا تاکہ اس یوم آخر کے تسلیم کرنے میں کسی کو کوئی عذر نہ رہے اور سب پر یہ بات قائم ہو جائے کہ قیامت کا صرف وعدہ ہی نہیں کیا گیا تھا بلکہ وقتاً فوقتاً اس کے نمونے بھی دکھائے گئے تھے چنانچہ بہار کے بعد نمونۂ قیامت کوئٹہ بلوچستان میں نمودار کیا گیا اگرچہ اس کی وسعت بہار سے کم ہے مگر ہلاکت و بربادی میں بہار سے کہیں زیادہ ہے۔

برادران اسلام: شروع خطبہ میں جو قرآنی آیات پیش کی گئی ہیں ان میں جو ذکر قیامت کیا ہے اور جو کیفیات بیان کی گئی ہیں ان کا بہار اور کوئٹہ کے زلزلے کے حالات و کیفیات سے مقابلہ کرو اور دیکھو کہ کتنا صحیح نمونۂ قیامت قدرت کاملۂ الٰہی نے پیش کیا ہے آپ نے اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ کوئٹہ میں رات کو اس وقت زلزلہ آیا جبکہ اہل کوئٹہ خواب استراحت کے مزے لے رہے تھے اور اپنے نرم بستروں پر پڑے سو رہے تھے کہ یکایک حکم خداوندی سے زمین حرکت میں آئی اور اسکو قضا و قدر کے زبردست ہاتھوں نے اس زور سے ہلایا کہ تمام شہر مع اپنی تمام سربفلک سنگین و سربلند عمارتوں کے دو منٹ کے اندر پیوند زمین ہو گیا سونے والے سوتے ہی رہے نہ بوڑھے بچے نہ جوان اور نہ عورتیں بچیں نہ مرد نہ چرند و پرند سب اس وسیع قبرستان میں زندہ دفن کر دیئے گئے ابھی چند منٹ قبل کوئٹہ ایک سرسبز صحت افزا باغات اور ہرے بھرے پہاڑوں سبزہ زاروں پھولوں اور چشموں سے آراستہ ایک شہر تھا مگر چند ہی لمحوں کے بعد زندہ لاشوں کا قبرستان بن گیا سرکاری اندازہ کے مطابق بھی صرف شہر کوئٹہ میں کم از کم بیس ہزار انسان دو منٹ کے اندر زندہ درگور ہو گئے اور کوئٹہ سے متصل مقامات مثلاً مستنگ قلات وغیرہ میں مزید بیس ہزار انسان لقمۂ اجل بن گئے اس طرح کم از کم چالیس ہزار انسانی جانیں اس سنگ و خشت کے انبار اور تودہ ہائے خاک کے نذر ہو گئیں غور کیجئے کہ کس قیامت کا زلزلہ ہو گا جس نے یہ تباہی و بربادی پھیلا دی اور وہ ہاتھ کس قدر قوی اور طاقتور ہے جس نے ایک لمحہ میں ایک سرسبز و آباد شہر کو برباد اور اس کی زندہ آبادی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

برادران اسلام! کیا یہ قدرت کا محض کھیل ہے کہ وہ اس طرح انسانی آبادیوں کو بلا وجہ برباد کرتی رہتی ہے یا کیا یہ اس کی بیرحمی ہے کہ وہ نہ بچوں کی چیخ و پکار کو سنتی ہے نہ عورتوں کے نالہ و فریاد پر کان دھرتی ہے نہ بوڑھوں کی آہ و زاری پر ترس کھاتی ہے۔ یقیناً ان میں سے کوئی بات بھی نہیں بلکہ خداوند رحمن و رحیم انسانی جماعتوں کو خواب غفلت سے جگانے کے لئے اپنے نشانات دکھاتا اور اپنی آیات کو ظاہر کرتا ہے تاکہ لوگ ان حوادث سے سبق حاصل کریں اور اس سے بڑے حادثے کے لئے تیار ہو جائیں جو یقیناً آنے والا ہے اور جو ان تمام حوادث سے لاکھوں کروڑوں گنا زیادہ سخت و شدید اور ہلاکت آفریں و الم انگیز ہو گا یہ حوادث اس لئے دست قدرت بھیجتا ہے تاکہ غافل انسان اور سرکش و متمرد جماعتیں عبرت و نصیحت حاصل کریں اور اس بڑے طامۃ الکبریٰ کے لئے اس دار عمل میں تیاری کریں تاکہ اس حادثۂ عظمیٰ کے وقت کف افسوس ملنا نہ پڑے۔

برادران اسلام! بہار اور کوئٹہ کے یہ حوادث محزنہ جہاں حد درجہ اندوہناک اور حد درجہ الم خیز ہیں وہیں حد درجہ سبق آموز و عبرت

انگریزی میں اسے اگر ہم چاہیں تو ان حوادث سے بہت کچھ سبق حاصل کر سکتے ہیں اور بہت کچھ آخرت کے لئے زاد راہ مہیا کر سکتے ہیں لیکن اگر یہ حوادث ایسے بھی ہماری آنکھیں نہیں کھول سکتے اگر حقیقت کا پردہ ان وحشت انگیز زلزلوں سے بھی نہیں اٹھ سکتا اور اگر ہمارے قلوب و اسماع میں ان ہلاکت بار بھونچالوں سے بھی کوئی خوشگوار تغیر و انقلاب رونما نہیں ہو سکتا تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ہماری بدبختی کا پیالہ بالکل لبریز ہو چکا ہے اور اب سوائے صدائے "القارعہ" کے کوئی آواز ہم کو اور ہماری روحوں کو بیدار نہیں کر سکتی مگر افسوس کہ اس وقت کی بیداری سے ہم کو اور ہماری روحوں کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچے گا۔

اس لئے اے برادران اسلام زلزلہ کی مصیبت سے سبق حاصل کرو غور کرو کہ انسان اور اس کا علم اور اس کی طاقت جس پر اس کو گھمنڈ ہے کیسے حقیر اور لاشئے ثابت ہوئے اس نے فن تعمیر میں کس قدر ترقی کی ہے کیسی عظیم الشان سربلند و سنگین اور مضبوط عمارتیں وہ اپنے رہنے کے لئے بناتا ہے اور سائنس پر کس درجہ اس نے قابو حاصل کر لیا ہے کہ ہوا اور بجلی بھاپ اور گیس سب پر اس کو قدرت حاصل ہو گئی ہے آسمان کی فضا میں پرندوں کی طرح اڑتا ہے سمندر کے سینے کو چیر کر پھاڑتا اور اس کی طوفانی چھاتی پر اپنی سواریوں کو برابر دوڑاتا ہے بجلی ایک کنیز کی طرح اس کے اشارے پر ناچتی رہتی ہے اور اسٹیم ایک غلام کی طرح اس کے حکم کی تابع ہے۔

مگر یہ تمام علوم و فنون یہ تمام صناعیاں اور یہ تمام جلال و جبروت جو اس نے حاصل کر لیا ہے سب یونہی دھرا کا دھرا رہ جاتا ہے اور انسان اور اس کی تمام طاقت دست قضا و قدر کی ایک جنبش کے سامنے بیکار و بے حقیقت ہو کر رہ جاتی ہے پس افحسبتم انما خلقنکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون اے مغرور اور سرکش انسان اور اے غافل و بے حس انسانوں کیا تم نے خیال کر رکھا ہے ہم نے تمہیں یونہی کھیلنے کے لئے اور بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہمارے حضور میں لوٹ کر حاضر نہ ہو گے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین انه تعالے جواد کریم ملک بر رؤف رحیم

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ و نستعینه و نستغفرہ و نؤمن به و نتوکل علیه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یهدہ الله فلا مضل له و من یضلله فلا ہادی له و اشهد ان لا اله الا الله وحدہ لا شریک له و نشهد ان محمدا عبدہ و رسوله الذی بعث للعالمین بشیرا و نذیرا و سراجا منیرا صلی و سلم علی آله و صحبه و ازواجه و سلم تسلیما کثیرا کثیرا۔ اما بعد۔

درود و سلام بھیجو اس رحمت عالم و عالمیان محمد رسول اللہ پر جو قیامت تک تمام عالم کے لئے شمع ہدایت بنا کر بھیجے گئے اور ان کے ذریعہ قرآن جیسی کتاب ہدایت نازل کی گئی جو انسانی ہدایت کا تنہا مجموعہ رشد و ہدایت ہے اور اس قرآن میں یوم قیامت و یوم جزا کی آمد کی اطلاع دی گئی اور اس کے حالات بیان کئے گئے تاکہ انسان اعمال جزا کی طرف متوجہ ہوں۔ اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے خلفا، حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جو یوم آخرت پر ایمان رکھتے تھے اور جن کے عمل قرآن کے مطابق تھے اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی لاڈلی بیٹی حضرت بی بی فاطمہ اور ان کے دونوں صاحبزادوں حضرت حسن اور حسین پر اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصا حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ اور حضرت بی بی حفصہ پر اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ اور حضرت عباس پر اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے جملہ اصحاب کرام پر کہ یہ سب بزرگ اسلام کے روشن ستارے اور رسول اللہ کے چہیتے اور پیارے تھے۔ اے اللہ تمام مسلمانوں کو نیک اور برگزیدہ زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرما اور جو تیری قدرت کاملہ کے آثار و آیات نمایاں و نمودار ہوتے ہیں ان سے سبق حاصل کرنے کی ہمیں سیدھی سمجھ مرحمت فرما۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ان الله یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینهی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا الله یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر الله تعالی اعلی واولی واعز واجل واکبر

(بقیہ حصہ شذرات بہ سلسلہ صفحہ ۸) یا اگر لاش کو پوشیدہ طریق پر دفن کر دیا جاتا تب بھی یہ حادثہ واقع نہ ہوتا آخر میں یہ بھی شبہ کیا جاتا ہے کہ گولیاں ضرورت سے زیادہ چلائی گئیں جس سے زیادہ جانیں ضائع ہوئیں بہر حال تمام ملک نے اس حادثہ کو سختی کے ساتھ محسوس کیا چنانچہ جب اسمبلی میں ملامت کا ریزولیوشن پیش ہوا یا تحریک التوائے اجلاس پیش ہوئی تو باوجود حکومت کی مخالفت کے تحریک کانگریسی ممبران کی تائید سے پاس ہو گئی۔ دوسرا حادثہ فیروز آباد ضلع آگرہ میں ہندو مسلم فساد کی صورت میں واقع ہوا اس قصبہ میں آپس کے تعلقات عرصہ سے خراب تھے محرم کے موقع پر کسی جلوس پر ایک مندر یا اس کے آس پاس سے کچھ پتھر آ گئے تھے بس اسی پر فساد شروع ہو گیا اور اس فساد کا بدترین اور ناقابل ملامت حصہ یہ ہے کہ ایک کانگریسی کارکن ڈاکٹر جیہ رام صاحب کے مکان میں بھی آگ لگا دی گئی اور ڈاکٹر صاحب موصوف مع اپنے بال بچوں کے جن کی کل تعداد غالباً بارہ تھی

موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے یہ ڈاکٹر صاحب نہایت ہر دلعزیز نیک ملنسار اور ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے اور فیروز آباد کانگریس کے پریسیڈنٹ تھے۔

اس فساد میں اور بھی نقصان ہوا مگر سب سے زیادہ اہم اور افسوسناک حادثہ ڈاکٹر صاحب اور ان کے خاندان کی ہلاکت ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ فیروز آباد کے فسادیوں کی پیشانی پر یہ سیاہ داغ لگ گیا ہے فساد کی خواہ کوئی وجہ ہو خواہ اس میں پہل اور ابتدا کسی کی طرف سے ہوئی ہو مگر فسادیوں کا ڈاکٹر صاحب کے مکان کو آگ لگا دینا ان کی دیوانگی و وحشت کی دلیل ہے ہمیں امید ہے کہ فیروز آباد کے تمام مسلمانوں کو اس حادثہ پر افسوس ہوگا اور وہ بھی ہر طرح اس واقعہ سے ضرور متاثر ہوں گے اور اگر ڈاکٹر صاحب کے کچھ پسماندگان رہ گئے ہوں گے تو ان کے ساتھ کامل طور سے اظہار ہمدردی کریں گے

———(◊)———

شذرات

انڈیا بل کی دفعہ ۲۹۹

اصلاحات کا جو بل پارلیمنٹ میں حال میں پاس ہوا ہے اور اب نفاذ الامر ہونیوالا ہے اس کے خلاف ہمارے بعض حضوری و فرقہ پرست حضرات بہت چراغ پا ہیں اس دفعہ کا منشا یہ ہے کہ اگر صوبجاتی کونسلیں کثرت رائے سے جداگانہ طریق انتخاب کی بجائے مخلوط و مشترکہ انتخاب کی تجویز منظور کرلیں تو برطانوی حکومت کو اختیار ہوگا کہ وہ اس تجویز کو منظور کرلے۔

یہ ایک نہایت ہی بے ضرر اور معمولی ترمیم ہے جو کمیونل اوارڈ میں کیگئی ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ ایسی ترمیم ہے جس کی رو سے مستقبل میں اگر برطانوی حکومت چاہیگی تو صوبجاتی کونسلوں کے طریقہ انتخاب میں تبدیلی ہوسکیگی اگرچہ یہ ترمیم مبہم ہے اور سارا معاملہ برطانوی حکومت کے ہاتھ میں رہیگا جس سے کبھی یہ امید نہیں رکھی جاسکتی کہ وہ اس قسم کی تجویز کو منظور کرلیگی مگر صرف اس قسم کی ترمیم سے بھی شفیع داؤدی و سر یعقوب جیسے حضرات کے شکم ہائے مبارک میں اس قدر درد اٹھا کہ ضبط نہ کرسکے اور صدائے احتجاج بلند کرنا اور ایک یوم احتجاج مقرر کرنا ضروری تصور فرمایا۔

اصل یہ ہے کہ اگر ترمیم اس شکل میں ہوتی کہ اگر کسی صوبہ کی صوبجاتی کونسل طریقہ انتخاب میں تبدیلی کی تجویز منظور کرے گی تو برطانوی حکومت اس کے منظور کرنے پر مجبور ہوگی تو بیشک اس کا امکان تھا کہ شاید جلد جداگانہ طریقہ انتخاب کی بجائے مشترکہ مخلوط انتخاب کم از کم صوبوں میں رائج ہوجانیکی توقع پیدا ہوسکتی ہے مگر ترمیم کے الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ اس سے موجودہ طریقہ انتخاب کی تبدیلی کا کوئی وہم و گمان بھی نہیں ہے کیونکہ جس گورنمنٹ نے کمیونل اوارڈ کی لعنت ہندوستان کے سر منڈھی ہے اس کی سب سے زیادہ ملعون دفعہ کو بدلنے لگی جو سب سے زیادہ سلطنت کے اغراض کے لئے مفید اور سب سے زیادہ متحدہ قومیت کے لئے مضر اور مہلک ہے ہمارے ٹوڈیان کرام بھی اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ اس دفعہ ۲۹۹ سے جداگانہ انتخاب کو فی الحقیقت کوئی خطرہ نہیں ہے مگر چونکہ ان بزرگوں کی سیاسی و پبلک زندگی کا واحد سہارا جداگانہ انتخاب ہے اگر یہ دور رہے تو آج ہی ان کی سیاسی پبلک زندگی گمنامی کی قبر میں مدفون ہوجائے اس لئے یہ حضرات معمولی امکانی خطرہ کو بھی بہت زیادہ اہمیت دے رہے ہیں۔

ناظرین موسوی کو معلوم ہے کہ ہم ہمیشہ سے جداگانہ طریق انتخاب کے شدید مخالف اور اس کے بدترین دشمن ہیں اور بیسیوں مرتبہ ہم اس کے خلاف اپنی رائے کا اظہار کرچکے ہیں کہ جداگانہ طریق انتخاب خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کے لئے سخت مضر اور مہلک ہے اس لئے اگر کسی ترمیم کے ذریعہ جداگانہ طریق انتخاب کی بجائے مخلوط انتخاب کے عمل میں آنیکا امکان پیدا ہوجائے تو ہم سے زیادہ کوئی خوش نہیں ہوسکتا اور ہم بہانگ دہل ایسی ترمیم کا خیر مقدم کریں گے مگر افسوس ہے کہ جس ترمیم کے خلاف یہ ٹوڈی حضرات شور مچا رہے ہیں وہ بالکل بے معنی اور مہمل اور غیر مفید ترمیم ہے اور اس کے ذریعہ ہرگز جداگانہ طریق انتخاب کے بجائے مخلوط انتخاب کے عمل میں آنیکی کوئی امید نہیں ہے۔

ٹوڈی حضرات کتنے پانی میں ہیں اس کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اس دفعہ کے خلاف احتجاج کا یہی زیادہ موثر طریقہ اختیار کیا ہے یعنی یہ کہ جلسہ کرکے اس کے خلاف رزولیوشن پاس کرنا اور وائسرائے کے حضور میں حاضر ہونا اور بس۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اس طبقہ سے ہیں جو اس قدر بزدل ہیں کہ یہ اپنے عقائد و اداروں کے لئے بھی کسی قلیل کی قربانی کرنے کیلئے اور کسی قسم کا خطرہ برداشت کرنے کے لئے کبھی تیار نہیں ہوتا مثلاً اسی معاملہ کو لیجئے اگر واقعی وہ جداگانہ انتخاب کو مسلمانوں کے لئے نہایت مفید اور ضروری سمجھتے ہیں جیسا کہ وہ ہمیشہ ظاہر کرتے ہیں تو پھر اس کو ہر قیمت پر قائم رکھنے کے لئے ان کو اپنی آمادگی کا اظہار کرنا چاہیئے اپنی خالی خولی پروٹسٹ اور رزولیوشن پر قناعت نہ کرنی چاہیئے بلکہ صاف لفظوں میں اعلان کرنا چاہیئے کہ اگر دفعہ ۲۹۹ اڑائی نہ گئی تو ہم دفعتاً ازلی آئیندہ سے استانہ حکومت کی جبیں سائی کو حرام سمجھیں گے اور جو خطابات "سر" "خان بہادر" "خانصاحب" کے ہم کو عطا کئے گئے ہیں انکو عطائے تو بلقائے تو کہکر واپس کردیں گے۔ مثلاً سر یعقوب سر فضل حسین سر شفاعت احمد کو اعلان کردینا چاہیئے کہ اگر دفعہ ۲۹۹ قائم رہی تو ہم اپنے خطابات واپس کردیں گے اور کبھی حکومت کے ساتھ اشتراک عمل نہیں کرینگے اسی طرح شفیع داؤدی کو اسمبلی کی ممبری سے استعفیٰ دیدینا چاہیئے فیروز خان نون ظفر اللہ خان کو حکومت کے مناصب چھوڑ دینے چاہئیں مگر ہم پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ دفعہ ۲۹۹ تو کیا چیز ہے اگر پورا کمیونل اوارڈ ہندوستان کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے تب بھی یہ حضرات ٹس سے مس نہ ہوں گے زبانی احتجاج تو ضرور کریں گے مگر اس کے لئے کوئی قربانی کریں یا حکومت کی خفگی و ناراضگی کی پرواہ نہ کریں اور کانگریس والوں کی طرح جرأت و جسارت کا کوئی اقدام کریں یہ ان حضرات سے دس لاکھ برس تک بھی نہیں ہوسکتا اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کی پالیسی خود غرضی پر مبنی ہے ذاتی اغراض مقدم اور قومی مفاد دس ہزار گز پیچھے پڑا رہتا ہے اور ہر ایک مسئلہ پر اس نقطہ نظر سے غور کیا جاتا ہے کہ افراد و اشخاص کے مفاد پر اس کا کیا اثر پڑے گا نہ یہ کہ قوم کے مفاد پر اس کا کیا اثر ہوگا غیر کی یہی مجرمانہ حالت اس طبقہ کو کسی قربانی اور خطرہ کے پاس نہیں جانے دیتی۔

قلادۂ گردن شد

بالآخر جو تاخیر چار پانچ سال کھیلا جارہا تھا عنقریب ختم ہوا سین ۱۹۳۵ کا سب سے اہم منزل ختم ہوگئی یعنی انڈیا بل دارالعوام آخری مرتبہ پاس ہوگیا یہی سب سے بڑی منزل تھی جب یہ مرحلہ طے ہوگئی اب یہ بل قاعدہ کے مطابق دارالامرا میں بحث و مباحثہ کیلئے گیا ہے مگر یہ محض رسمیات ہے وہاں ایک نقطہ

کی بھی پیش کی جاسکتی چند روز میں وہاں بھی پاس ہو جائے گا اس کے بعد ملک معظم اپنے تصدیقی دستخط ثبت کر دیں گے جسے انڈیا بل تیار ہو جائے گا اور ہندوستان کے سر ایک ایسا قانون منڈھ دیا جائے گا جس سے ہندوستان کی کوئی سیاسی جماعت متفق اور مطمئن نہیں ہے۔

چونکہ ابتدائی تقریروں میں کہا گیا تھا وہ بھی کچھ زیادہ تسلی بخش نہیں تھا مگر جب تک کانگریس کی تحریک کا زور رہا اس وقت تک ایسی خوش کن نرم اور دلپذیر تقریریں ہوتی رہیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ شاید اصل دفعہ ایسی اصلاحات دیدی جائیں جو نوآبادیات کے درجہ تک ہندوستان کو پہنچا دیں مگر دفعتہً ہوا کا رخ پلٹا انگلستان میں حکومت تبدیل ہوئی قدامت پرست برسراقتدار آئے اور ہندوستان میں جبر و تشدد کا دور شروع ہوا اور کانگریس کی تحریک دب گئی پھر کیا تھا وہ سارے وعدے وہ ساری تقریریں ایک دم سے کالعدم ہو گئیں جو کہا گیا تھا ہندوستانی متفقہ طور پر جس نتیجہ پر پہنچیں گے وہی اسکیم پارلیمنٹ منظور کر لیگی مگر ہوا یہ کہ ہندوستانیوں نے متفقہ میمورنڈم پیش کیا مگر اس کو بھی ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا گیا اور آہنی عزم کے وزیر ہند نے جو چاہا وہ ہوتا رہا اور بالآخر وہی ہو کر رہا جو انہوں نے چاہا۔

اب کیا ہوگا

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اب کیا ہوگا کیا ان اصلاحات کو اٹھا کر پھینک دیا جائے گا اور کوئی ہندوستانی جماعت اس پر عملدرآمد کرنے کو تیار نہ ہوگی؟ ایک سوال ہے اور نہایت اہم سوال ہے تمام انگلستان اور ہندوستان کی انگریز گورنمنٹ یہ چاہتی ہے کہ ہندوستانی اس پر عمل کریں اور خوشی سے عمل کریں مگر اسی کیساتھ انکو معلوم ہے کہ خوشی سے عمل کرنے والا تو اس غلام ملک میں بھی کوئی نہ ملیگا مگر یہ بات ضرور ہے کہ ان اصلاحات پر بھی عمل کرنے والے ان کو مل ہی جائینگے حالانکہ جب صورت حال یہ ہے کہ کوئی طبقہ ان اصلاحات سے مطمئن نہیں ہے اور تمام سیاسی جماعتوں کے اور تمام فرقوں کے نمائندوں کے متفقہ میمورنڈم تک کو ردی کی ٹوکری میں اٹھا کر پھینک دیا گیا ہے تو اس کا منطقی نتیجہ صرف یہ نکلنا چاہیئے کہ ان اصلاحات کو عطا کنندہ کو بہ تقاضے توہین واپس کر دیا جائے اور ان پر عمل کرنے کے لئے کوئی حامی نہ بھرے مگر ایسا ہرگز نہ ہوگا غلامی ایسی لعنت ہے کہ وہ محکوم و غلام قوم کے کیرکٹر کو بالکل مسخ کر دیتی ہے اور اس کے افراد میں اس قدر خود غرضی پیدا ہو جاتی ہے کہ ذاتی نفع کے لئے قوم و ملک کے ساتھ غداری کرنا وہ کوئی عیب نہیں سمجھتے اس لئے ان اصلاحات پر عمل کرنے والے تو ہر فرقہ میں سے کافی مل جائینگے اور گورنمنٹ کی حمایت و حفاظت ان کی پشت پناہ اور محافظ ہوگی لیکن اس کے معنے یہ ہرگز نہ ہوں گے کہ واقعی ملک مطمئن ہو گیا اور اس نے ان اصلاحات کو قبول اور منظور کر لیا بلکہ حقیقت تو بہرصورت حقیقت ہی رہے گی یعنی غیر مطمئن ہندوستان بدستور غیر مطمئن رہے گا بلکہ اس کی بے اطمینانی میں اضافہ ہوگا اور بے اطمینانی سے جو دلوں کے اندر غم و غصہ اور غیظ و غضب پیدا ہوتا ہے وہ برابر ترقی کرتا رہے گا اور پھر جلد وہ وقت آجائیگا جب غیر مطمئن اور پرجوش ہاتھ قوت کے ذریعہ ان طوق و سلاسل اصلاحات کا خاتمہ کر دینگے اور ہندوستان کی خواہش کے مطابق اپنا آئین و دستور وضع کرینگے۔

جیساکہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ان اصلاحات پر عمل کرنے والے تو اس غلام آباد ملک میں ضرور مل جائینگے مگر اسی کے ساتھ ملک کی سب سے بڑی اور نمائندہ جماعت کانگریس اس کے خلاف برابر عمل پیرا رہے گی عام طور پر کانگریس کے اندر یہ رائے قوت حاصل کر رہی ہے کہ جدید انتخابات میں کانگریس کو پورے زور اور قوت کے ساتھ حصہ لینا چاہیئے اور تمام صوبجاتی کونسلوں پر قبضہ کر کے کونسلوں کے اندر مسلسل و متواتر مزاحمت و مخالفت کی پالیسی اختیار کی جائے اور قدم قدم پر رکاوٹیں پیدا کر کے حکومت کو مجبور کر دینا چاہیئے کہ وہ صوبوں کے نظام اصلاحات کو گورنر کے ہاتھ میں دیدے تاکہ وہ خود مختاری اور مطلق العنانی کے ساتھ اس پر کاربند ہوں اور ملک کے نمائندوں کا جو ڈھونگ کھڑا کیا گیا ہے اس کے پردے میں گورنر کی حکومت نہ ہو بلکہ بے پردہ گورنر حکومت کرے۔

یہ پالیسی کس حد تک کامیاب ہوگی اس کے متعلق کوئی پیشینگوئی نہیں کی جاسکتی لیکن چند صوبوں میں تو ضرور کامیاب ہوگی مثلاً یوپی، بہار، صوبہ متوسط بمبئی اور مدراس باقی صوبوں میں شاید کامیاب نہ ہو کیونکہ ان صوبوں میں خالص ہندو اکثریت نہیں ہے پنجاب نا اتفاقی کا گھر ہے اس لئے وہاں یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ کوئی متحدہ طاقتور پارٹی بن جائے گی اور وہ اکثریت حاصل کر کے اصلاحات کو ناکام بنا دے گی اسی طرح بنگال میں بھی غالباً کانگریس کو کامیابی نہ ہوگی ان کے علاوہ تمام صوبوں میں یہ امید کی جاتی ہے کہ کانگریس اکثریت حاصل کر لیگی اور جن صوبوں میں اکثریت حاصل کر لیگی وہاں جلد یا اصلاحات کا خاتمہ کر دے گی بہر حال ۳۷ء کے آخر تک ان اصلاحات کا نفاذ اور ان پر عملدرآمد ہونے لگے گا اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ کیا صورت حال رہتی ہے۔

غریب چین کی مظلومیت

غریب چین کی مظلومیت اور بیکسی میں برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے خدا معلوم اس ملک پر کیا قہر خداوندی نازل ہے کہ باوجود آزاد ہونے کے اس کی حالت کسی طرح سنبھالے نہیں سنبھلتی مختلف جماعتیں ہمیشہ آپس میں لڑتی رہتی ہیں فوجی کمانڈر سخت غدار اور خود غرض ہیں ملک کا مفاد غالباً کسی کو عزیز نہیں اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ باوجود اس انقلاب کے کہ بادشاہت کا چین سے خاتمہ ہو گیا ہے مگر چین کی بدبختی کا ہنوز خاتمہ نہیں ہوا بلکہ اضافہ ہی ہو رہا ہے پہلے تمام یورپ کی حریص نگاہیں چین کی طرف تھیں مگر ان کی آپس کی رقابت کی وجہ سے چین کی سرزمین قبضۂ اغیار سے ایک حد تک پاک تھی مگر اب جاپان نے چین کو خاص اپنے لئے محفوظ کر لیا ہے اور تمام دول یورپ سے کہدیا ہے کہ چین کی طرف کوئی نگاہ اٹھا کر نہ دیکھے کیونکہ یہ مال میرا ہے نہ کسی کو قرضہ چین کو دینے دیتا ہے اور نہ کسی کو اسلحہ اور سامان جنگ چین کے ہاتھ بیچنے دیتا ہے اور نہ افسران اور ماہرین کی خدمات چین کے لئے فراہم کرنے دیتا ہے اور یورپ کی سیاسیات کا ڈھنگ کچھ اس طرح پڑ گیا ہے کہ سب

[illegible] اور جاپان کی چیرہ دستی کے خلاف کوئی کچھ نہیں بولتا اور بولے کیونکر فرانس اٹلی اور برطانیہ خود بڑی سے بڑی شہنشاہیت پسند حکومتیں ہیں اور انھوں نے دوسرے ملکوں کو محکوم اور غلام بنا رکھا ہے پس اگر چین کو جاپان بنا رہا ہے پھر یہ کیونکر جاپان پر کوئی اعتراض و بردستہ کر سکتے ہیں۔

ایک عرصہ سے جاپان کی پالیسی یہ رہی ہے کہ وہ چین کے صوبے دباتا جاتا ہے چنانچہ منچوریا جیہول وغیرہ تو ہضم کر چکا اب حال میں شمالی چین پر دانت لگا رکھے ہیں اور محض ایک ذرا سی بات کو بہانہ بنا کر نہایت سخت شرطیں پیش کر دیں نہ تسلیم کرنے کی صورت میں جنگ کا الٹی میٹم دیدیا ہے یہ سب شرطیں ایسی ہیں جن کے تسلیم کرنے کے بعد شمالی چین پر عملاً جاپان کا قبضہ ہو جاتا ہے غریب چین کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ جنگ سے بچنے کے لئے جبکہ اس کے اندر سکت نہیں ہے جاپان کی سب شرطیں منظور کرلے چنانچہ ابتدا میں جاپان نے چودہ شرطیں پیش کی تھیں وہ چین نے منظور کر لی تھیں اس کے بعد ایک اور اسی قسم کا بہانہ بنا کر مزید شرطیں پیش کی گئیں جو بالکل ہی اس صوبہ کو جاپانی صوبہ بنا دیتی ہیں ان کو بعض چینی فوجی افسروں نے نہیں تسلیم کیا تو جاپان نے اپنی فوجوں کو اندرون چین میں داخلہ کا حکم دیدیا اور اب ایک قسم کی جنگ کی سی کیفیت ہے تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ غریب چین نے جاپان کی سب شرطیں منظور کر لیں۔ اصل یہ ہے کہ ان خود غرضوں کی دنیا میں کمزور ہونا سب سے بڑا گناہ ہے یہ ایسا گناہ ہے کہ نہ اپنے اس کو معاف کریں نہ پرائے اور ہر طرف سے یورش ہی یورش ہوتی ہے چونکہ چین کمزور ہے اس لئے ہر طرف سے فتنوں کا ہجوم ہے اندرونی فتنے بھی ہمیشہ سر اٹھاتے رہتے ہیں اور بیرونی دشمن فتنہ پردازی کرتے رہتے ہیں جب تک چینی نہ تہیہ کر لیں گے اپنے وطن کی حفاظت کا عہد نہ کریں گے اس وقت تک یہی ہوتا رہے گا افسوس ہے کہ مشرق میں بھی جاپان ایک ایسی قوت تھی جو یورپ کی طاقتوں کی ہمسر تھی اور اس پر مشرق فخر کر سکتا تھا کہ عہد حاضر کی ترقیاں صرف یورپ ہی کے لئے مخصوص نہیں ہیں بلکہ جو قوم مستعدی کے ساتھ ترقی کرنے کی کوشش کرتی ہے اس پر قدرت عروج و ترقی کے دروازے کھول دیتی ہے مگر جاپان نے یورپ کی خود غرضی میں بھی پوری پوری تقلید کی بلکہ ان سے بھی بڑھ گیا اس لئے اس کی اس عروج و ترقی پر مشرق ہرگز فخر نہیں کر سکتا کیونکہ اس سے مشرق کو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچ رہا ہے۔

ان عظیم و خود غرض طاقتوں کی ظالمانہ آزاری کا خاتمہ کیونکر ہوتا ہے یہ دیکھنا ہے بظاہر تو اس کے آثار نظر آرہے ہیں کہ دنیا میں ایک عام انقلاب ہو جائے گا یہ ایسا انقلاب ہوگا جس میں تمام شہنشاہیاں اور سرمایہ داریاں بہ جائینگی اور یہ انقلاب کوئی بیرونی طاقت نہیں برپا کرے گی جیسا کہ پہلے زمانہ میں انقلابی فاتحین اکثر سلطنتوں کی بساط الٹ دیتے تھے اور حکومتوں کے تخت اوندھے کر دیتے تھے اور نئی حکومتیں اور نئی سلطنتیں قائم کر دیتے تھے بلکہ یہ انقلاب ایسا ہوگا جو خود غرضی کے حقیقی اسباب کو اکھاڑ کر پھینک دیگا اور یہ انقلاب خود قوموں کے اندر سے پیدا ہوگا۔

عربی سواحل اور برطانیہ

اس واقعہ سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ برطانیہ نے عربی سواحل پر اپنا قبضہ اچھی طرح جما لیا ہے اور روز بروز اور زیادہ مضبوط اس قبضہ کو کر رہا ہے اس کی بظاہر غرض و غایت یہ بتائی جاتی ہے کہ ہندوستان کے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ اس کے تمام راستوں پر برطانیہ کا تسلط و اقتدار ہو تاکہ کوئی طاقت ہندوستان پر حملہ نہ کر سکے لیکن دوسرا مقصد اس سے کیونکر علیحدہ کیا جا سکتا ہے کہ خود عربی ممالک برطانی جال میں پھنسے جاتے ہیں۔

عقبہ جو حجاز و عرب کا نہایت اہم بندرگاہ ہے اس پر برطانیہ نے قبضہ کر ہی لیا ہے اور باوجود کوشش کے ابن سعود کو واپس نہیں کرتی اور بیچارے ابن سعود میں اتنی سکت کہاں کہ وہ زبردستی اس پر قبضہ کر لیں اگر ذرا بھی ان کے تیور پر بل آئے تو شاطر برطانیہ ابن سعود کی بساط سیاست و حکومت ہی کو الٹ کر رکھ دے۔

عقبہ کے علاوہ ایرانی سمندر کے سامنے عربی سواحل پر نئی برطانوی بحری چوکیاں قائم کی گئی ہیں پچھلے دنوں حکومت کی طرف سے اس کا اعلان کیا گیا تھا کہ جو بحری چوکیاں پہلے ایرانی سواحل پر قائم تھیں ایرانی حکومت نے ان ساحلوں کو خالی کرا لیا اس لئے عرب قبائل سے معاہدے کر کے ان کی رضامندی سے عربی سواحل پر یہ چوکیاں قائم کر دی گئی ہیں۔

اب ذرا ایک نظر عربی ممالک کے ساحلوں پر ڈال جائیے اور نقشہ کو سامنے رکھ لیجئے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ سارا عرب تقریباً گھر چکا ہے ہر طرف اجنبی پہرہ چوکی قائم ہے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ عرب ممالک کے لئے یہ فال نیک نہیں ہے کاش سلاطین عرب امراء اب بھی آنکھ کھولیں اور غلامی و محکومی جو ان کے دروازوں پر کھڑی دستک دے رہی ہے اس کی آواز سے بیدار ہوں اور تحفظ کا انتظام کریں۔

ہر ہٹلر کی کامیابی

جنگ عظیم کے بعد جرمنی کو فرانس و برطانیہ نے کیسا ذلیل و خوار کیا تھا کہ وہ غریب بغیر اتحادیوں کی مرضی کے سانس بھی آزادی سے نہیں لے سکتا تھا کروڑوں پونڈ تاوان اس کے ذمہ ڈال دیا گیا جس کی ہر سال ادائیگی کرنی پڑتی تھی اور اسی کی وجہ سے جرمنی قوم بالکل تباہ ہو رہی تھی اور سارا اقتصادی نظام درہم برہم ہو رہا تھا اس کے علاوہ جرمنی کو بہت قلیل تعداد کے علاوہ فوجی بھرتی کی مطلق اجازت نہ تھی اور نہ سامان حرب بنانے کی اجازت تھی اور نہ بری بحری اور ہوائی طاقت بڑھانے کی اجازت تھی اسی قسم کی اور بہت سی پابندیاں تھیں جن کی وجہ سے جرمنی ایک ذلیل و خوار قوم بن گئی تھی مگر ایک زندہ قوم کو کیونکر مردہ بنایا جا سکتا ہے محض اس لئے کہ جرمنی کو میدان جنگ میں شکست ہو گئی تھی جرمنی قوم کو مردہ تصور کر لینا سخت حماقت تھی اس قوم نے رات دن محنت کر کے اپنے

گذشتہ نقصانات کی تلافی کی اور جو ذلت وخواری معاہدۂ ورسیلز سے جرمنی کا حصہ تھی اس سے نجات حاصل کرنے کی اس نے مردانہ وار جدوجہد شروع کر دی چونکہ ملک پر یہ عام جذبہ تھا اس لئے اس جذبہ کا مظہر ہر ہٹلر کی شکل میں نمودار ہوا جو ایک آہنی العزم کا جرمن محب وطن ہے اس نے سب سے پہلے تاوان ادا کرنے سے قطعاً انکار کر دیا فرانس وغیرہ کچھ چیخے چلائے مگر اس نے ایک نہ سنی آخر فیصلہ یہی ہوا کہ اب جرمنی سے تاوان نہ وصول کیا جائے اس کے بعد ان جرمن صوبوں کے واپس لینے کا مطالبہ کیا جن پر فرانس قابض تھا بالآخر رائے عامہ ان صوبجات کی معلوم کی گئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بھاری اکثریت نے جرمنی کے ساتھ الحاق منظور کر لیا اس کے بعد جرمنی نے لیگ اقوام پر لعنت بھیجی اور اس سے استعفا دیدیا اور پھر فوجی بھرتی کا اعلان کر دیا اور جبری فوجی خدمت لازمی کر دی جس سے ایک سال کے اندر ساڑھے سات لاکھ فوج تیار ہو جائیگی اس اعلان پر بھی بہت شور و غوغا ہوا مگر جرمنی ٹس سے مس نہ ہوا اور اس نے صاف اعلان کر دیا کہ اگر سب حکومتیں تخفیف اسلحہ پر دیانتداری سے عمل کریں تو جرمنی بھی تیار ہے ورنہ یہ نہیں ہو سکتا کہ جرمنی تو غیر مسلح رہے اور دوسری حکومتیں برابر فوج و اسلحہ میں اضافہ کرتی رہیں چنانچہ شور و غوغا کے باوجود جرمنی اپنے ارادہ میں کامیاب ہوا اسی طرح ہوائی طاقت میں بھی اس نے دوسری حکومتوں کے برابر اپنی طاقت میں اضافہ کر لیا ابھی چند روز ہوئے جرمنی ہوائی طاقت کے وزیر نے ایک تقریر کے دوران میں کہا تھا کہ جرمنی قوم کو معلوم ہے کہ میرے سپرد جب کوئی کام کیا جاتا ہے تو میں اس کو ادھورا نہیں چھوڑتا چنانچہ اب جرمنی کی ہوائی طاقت دوسری حکومتوں کے برابر ہے غرضکہ اس طرح ہر ہٹلر نے ذلت انگیز معاہدہ صلح کے پرزے اڑا دیئے اور چند ہی دنوں میں جرمنی کے پیروں سے ذلت وخواری کی زنجیر کو کاٹ کر پھینک دیں اب جرمنی حسب منشا جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اعتراض کرنے والا نہیں ہے یہ ہے زندہ قوم کی کیفیت ایک ہم ہیں کہ غلامی کے نام پر اس طرح قانع اور مطمئن ہیں کہ گویا یہ کوئی بہت بڑی دولت ہو۔

درۂ دانیال کا استحکام

اس سے ترکوں کے پیش نظر درۂ دانیال کی حالت تھی

معاہدۂ صلح میں زبردستی ترکوں کو اس حق سے محروم کر دیا گیا تھا کہ وہ درۂ دانیال کو مسلح و مستحکم کریں اور جنگ و صلح ہر حالت میں اس کو کھلا رکھنے پر مجبور کیا گیا تھا گو یہ کھلی ہوئی بے انصافی اور ایک غیر منطقی دفعہ تھی جس پر زمانۂ جنگ کسی حال میں عمل درآمد نہیں ہو سکتا تھا اس کے معنے یہ تھے کہ ترک اپنے دشمنوں کو بھی اپنے سمندروں میں گھسنے اور اپنے ملک پر حملہ کرنے کی اجازت دیدیں اور ان کو موقع دیتے کہ وہ آکر ترکی ممالک پر حملہ کریں مگر اس وقت اس نامعقول دفعہ کو ترکوں نے منظور کر لیا تھا جیسا کہ جرمنی نے بہت سی دفعات مجبوراً منظور کر لی تھیں مگر موقع ملتے ہی سب کو ٹھکرا دیا اسی طرح ترکوں نے بھی اس دفعہ کو یہ کہکر ٹھکرا دیا کہ معاہدوں کی کسی فریق نے بھی پابندی نہیں کی اس لئے ترک ہی ایسے ناانصافانہ معاہدہ کی سب سے زیادہ ناانصافانہ دفعہ کی پابندی نہیں کر سکتے جو اس کو اپنے ملک کے تحفظ سے روکتی ہو۔

بہر حال ترکوں کی توجہ درۂ دانیال کے استحکام کی طرف کامل طور سے مبذول ہو چکی ہے اور ترکی قوم کے اندر بھی ایک جوش اور جذبہ پیدا ہو گیا ہے کہ اس ملکی و ملی اہم ضرورت کو جلد سے جلد پورا کر دیا جائے۔ چنانچہ تازہ ترین اطلاعات مظہر ہیں کہ ترکی کے ایک تاجر نے ایک لاکھ ترکی پونڈ حکومت کو نذر کئے ہیں اور اپنی اس مقدس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ یہ رقم درۂ دانیال کے استحکام پر صرف کی جائے اور لکھا ہے کہ اگر حالات موافق اور سازگار ہوئے تو ایک مہینہ بعد ایک لاکھ پونڈ اور اسی غرض سے نذر کرونگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکی قوم کے اندر اپنے دفاع و تحفظ کا کس قدر قوی احساس موجود ہے حکومت نے اس رقم کو شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا ہے۔

اللہ تعالے تمام اسلامی دنیا کے مسلمانوں کے اندر اسی قسم کا صحیح ملی و قومی احساس پیدا کر دے تاکہ دشمنان اسلام کی فتنہ سامانی سے وہ محفوظ رہ سکیں بغیر اپنے قومی و ملی تحفظ و دفاع کے قومی احساس کے کوئی قوم محفوظ نہیں رہ سکتی اگر یہ احساس نہ ہو تو طاقتور قومیں کمزوروں کو آج ہی فنا کر کے رکھدیں خصوصاً ترکوں کا سارا یورپ دشمن ہے اس لئے اس کے لئے تو اشد ضروری ہے کہ پوری قوم ہمہ وقت دفاع ملی کے لئے تیار رہا کرے۔

دو قابل ملامت حادثے کراچی اور فیروزآباد

پچھلے دنوں دو نہایت سنگین اور قابل ملامت حادثے واقع ہوئے جن پر ہر شخص کو افسوس اور رنج ہونا چاہیئے پہلا حادثہ تو کراچی میں عبدالقیوم مرحوم کی لاش کے سلسلہ میں واقع ہوا اس حادثہ کی تمام تفصیلات ناظرین تک پہنچ چکی ہونگی مختصر واقعہ یہ ہے کہ عبدالقیوم مرحوم جنہوں نے نتھورام شاتم رسول کا قتل کیا تھا پھانسی دیدیئے گئے اور لاش کو دفن کیا جانے والا تھا کہ مسلمانوں کو خبر ہو گئی اور تھوڑی دیر میں ہزاروں کی تعداد میں قبرستان میں جمع ہو گئے اور لاش کو لیکر شہر کی طرف روانہ ہونا چاہتے تھے کہ پولیس نے منع کیا اور حکم نہ ماننے پر گولی چلائی گئی جس میں چالیس مسلمان شہید ہو گئے اور کافی تعداد مجروح ہو گئی۔ اس حادثہ پر تمام ہندوستان میں احتجاج کیا گیا کیونکہ اس قدر قیمتی جانیں حکام کی مجرمانہ لاپروائی کی نذر ہوئی تھیں اگرچہ حکومت بمبئی نے حکام متعلقہ کو قصوروار نہیں ٹھہرایا اور گولی چلانے کو جائز اور درست قرار دیا مگر رائے عامہ نے اس کو تسلیم نہیں کیا حکومت کا یہ کہنا ہے کہ اگر مجمع کو شہر میں عبدالقیوم کی لاش کو لیجانے دیا جاتا تو کراچی شہر میں سخت فرقہ وارانہ فساد ہو جاتا اس خطرہ سے شہر کو بچانے کو گولی چلا کر مجمع کو منتشر کرنا ضروری تھا ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ خطرہ ضرور تھا اور حکام کا یہ بھی فرض تھا کہ وہ اس خطرہ سے شہر کو بچائیں مگر حکام پر جو اعتراضات ہیں وہ حسب ذیل ہیں (۱) کیوں ایسے انتظامات نہیں کئے گئے کہ پھانسی کی خبر مشتہر نہ ہوتی اور لاش کسی غیر معروف مقام پر اسلامی طریقہ کے مطابق دفن کر دی جاتی اور کچھ عرصہ تک کسی کو علم نہ ہوتا (۲) کیوں ایسا انتظام نہیں کیا گیا کہ قبرستان میں ہجوم جمع نہ ہونے پاتا ناکہ بندی کیوں نہیں کر دی گئی تاکہ وہاں تک کوئی پہنچ ہی نہ سکتا (۳) کیوں اس قسم کا معقول انتظام نہیں کیا گیا کہ لاش مجمع کے ہاتھ پڑتی اگر پہلے سے فوج اور پولیس کا کافی انتظام کر کے ناکہ بندی کر دی جاتی تو مجمع اکٹھا ہی نہیں ہو سکتا تھا (بقیہ سلسلہ کا حصہ

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

اب آخر آیۃ میں حضرت کی تسکین فرمائی کہ اگر یہ لوگ ایمان نہ لاویں گے اور اسی طرح غرور سے پچھلی باتیں کرتے رہیں گے تو انبیاء سے ٹھٹھا کرنیوالے پہلے جاتے گئے ہوا ہے وہی ان کا ہوگا اور قریش کو ہدایت فرمائی کہ ملک شام اور ملک یمن کے سفر میں پہلی قوموں کی اجڑی ہوئی بستیاں دیکھکر ذرا عبرت پکڑیں۔ معتبر حدیث میں اگرچہ مقاتل بن سلیمان اور کلبی دونوں کو ضعیف ٹھہرایا گیا ہے مگر تفسیر میں ان دونوں کو مسلم اور معتبر قرار دیا ہے چنانچہ ابن عدی نے کلبی کی نسبت کہا ہے کہ سفیان بن عیینہ اور شعبہ اور بہت سے لوگوں نے کلبی سے تفسیر کے باب میں روایت کی ہے اور اس روایت کو معتبر قرار دیا ہے اور مقاتل بن سلیمان کی نسبت امام شافعی نے فرمایا ہے کہ فن تفسیر میں سب لوگ مقاتل کے بچوں کے برابر ہیں بدر کی لڑائی کی حدیثیں جو اوپر کی آیتوں کی تفسیر میں گذریں وہی حدیثیں ان آیتوں کی بھی تفسیر ہیں۔

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۭ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

ترجمہ: آپ کہئے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے یہ سب کس کی ملک ہے آپ کہدیجئے کہ یہ سب اللہ ہی کی ملک ہے اللہ تعالی نے مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرما لیا ہے تم کو خدا تعالے قیامت کے روز جمع کریں گے اس میں کوئی شک نہیں جن لوگوں نے اپنے کو ضائع کر دیا ہے سو وہ ایمان نہ لاویں گے اور اللہ ہی کی ملک ہے سب جو کچھ جو رات میں اور دن میں رہتے ہیں اور وہی بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے آپ کہئے کہ کیا اللہ کے سوا جو آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہیں اور جو کہ کھلاتے ہیں اور ان کو کوئی کھلانے کو نہیں دیتا کسی کو معبود قرار دوں آپ فرما دیجئے مجھکو یہ حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کر دوں اور تم مشرکین میں سے ہرگز نہ ہوتا۔ آپ کہدیجئے کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں جس شخص سے اس روز عذاب ہٹا دیا جاویگا تو اس پر اللہ تعالے نے بڑا رحم کیا اور یہ صریح کامیابی ہے اور اگر تجھکو اللہ تعالے کوئی تکلیف پہنچا دیں تو اس کا دور کرنے والا سوا اللہ کے کوئی نہیں اور اگر تجھکو کوئی نفع پہنچا دیں تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں اور وہی اللہ تعالے اپنے بندوں پر غالب ہیں برتر ہیں اور وہی بڑی حکمت والے اور پوری خبر رکھتے ہیں۔

تفسیر:- اوپر ذکر تھا کہ آسمان اور زمین انسان اور اس کی ضرورت کی چیزیں یہ سب کچھ اللہ تعالی نے اس طرح پیدا کیا ہے کہ اس میں کوئی اس کا شریک نہیں لیکن یہ شرک لوگ رہبوبیت سوا اللہ تعالے کے بلا استحقاق اوروں کو اللہ کا ہمسر ٹھیرا کر اس کی تعظیم و عبادت میں ان کو شریک کرتے ہیں ان آیتوں میں ارشاد ہے کہ اے رسول اللہ کے تم ان لوگوں سے دریافت تو کرو کہ خود ان کے نزدیک آسمان و زمین میں کس کی بادشاہت ہے مکہ کے قحط کے وقت ان لوگوں کو اچھی طرح تجربہ ہو چکا ہے کہ انھوں نے اپنے بتوں سے رات دن مینہ برسنے کی التجائیں کیں اور ایک بوند بھی نہ پڑی آخر اے رسول اللہ کے جب تمہاری دعا سے اللہ نے اپنا رحم کیا تو مینہ برسا اس واسطے یہ تو ان کا منہ نہیں کہ یہ لوگ سوا اللہ تعالے کے آسمان و زمین میں کسی اور کی بادشاہت بتلا دیں اس لئے اے رسول اللہ کے ان لوگوں کو قائل کرنے کے طور پر تم ہی ان سے کہدو کہ آسمان و زمین کی بادشاہت اللہ کی ہے جس میں تم لوگوں کے بتوں کی کچھ شراکت نہیں اس واسطے وہ بت ضرورت کے وقت تمہارے کام نہیں آتے رہی یہ بات کہ جب آسمان و زمین کی بادشاہت اللہ کی ہے تو پھر اس بادشاہت میں اوروں کو شریک ٹھیرانے کے سبب سے ان لوگوں پر کوئی ناگہانی آفت جلدی سے کیوں نہیں آتی اس کا سبب یہی ہے کہ اس کی رحمت اس کے غصہ پر غالب ہے اس واسطے کہ وہ فوراً کسی کو نہیں پکڑتا لیکن جس طرح اس کی شان رحمت کی ہے اسی طرح اس کی شان میں انصاف بھی ہے جس کے سبب سے اس نے یہ انتظام فرما دیا ہے کہ قیامت تک سب جاندار بیجان ہو کر زمین کے اوپر سے زمین کے اندر جمع ہو جاوینگے اور ہر وقت مقررہ پر ان کو دوبارہ زندہ کیا جاویگا اور نیک و بد کی جزاء و سزا ہوگی اگرچہ یہ انتظام شک و شبہ سے اس قدر دور ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی ذات پاک کی قسم کھا کر یہ انتظام ان لوگوں کو جتلایا ہے لیکن علم ازلی الٰہی کے موافق جو لوگ عقبے میں نقصان اٹھانے والے ہیں وہ اس انتظام کو نہیں مانتے اور اس انتظام کی خبر کو جھٹلاتے ہیں مگر ان لوگوں کے جھٹلانے سے کچھ انتظام الٰہی بیٹنے والا نہیں دنیا میں سب رات دن کے رہنے والے اس کے انتظام کے تابع ہیں اور وہ سب کے منہ سے نکلی ہوئی بات کو اور سب کے ہاتھ پیروں کے کام کو سنتا جانتا ہے ہر ایک کے قول و فعل کے موافق ایک دن جزا و سزا کا موقع پیش آنے والا ہے مشرکین مکہ جس طرح خود اپنے بڑوں کے بہ نسبت

جن کو بھول چوک میں پھنسے ہوئے تھے اسی راستہ پر چلنے کی فرمائش اللہ کے رسول سے یہی وہ لوگ کبھی کبھی کیا کرتے تھے ان کی اس فرمائش کا جواب اپنے رسول کی زبانی اللہ تعالےٰ نے جو ان کے آگے کی آیتوں میں دیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آسمان و زمین سب کچھ پیدا کیا سب اسی کے رزق کے محتاج ہیں اور وہ کسی بات میں کسی کا محتاج نہیں اس نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے کہ امت کے سب لوگوں سے پہلے وہ احکام الٰہی کا پابند ہو کر امت کے لوگوں کو بھی اس کے موافق ہر وقت نصیحت کریں خطرہ کی باتوں سے خود بھی بچیں اور ان کو بھی بچاویں جو ان کی امت میں ہیں اس نے اپنے رسول کے دل میں یہ خوف پیدا کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان لوگوں کو بڑا عذاب بھگتنا پڑے گا اس لئے کہ اللہ کی فرمانبرداری کے سبب جو اس عذاب سے بچ گیا اس نے بڑی کامیابی حاصل کی اللہ تعالےٰ اگر کسی شخص کو تندرستی سے محروم کر کے بیماری تنگدستی وغیرہ کی تکلیف میں کبھی مبتلا کر دے تو سوا اس کے اور کوئی اس تکلیف کو رفع نہیں کر سکتا اگر وہ کسی کو کچھ راحت پہنچا دے تو اس کی راحت کو کوئی تکلیف سے بدل نہیں سکتا کیونکہ ہر چیز اس کی قدرت اور اس کے اختیار میں ہے کسی دوسرے کی اس میں دخل نہیں ہے ساری مخلوق اسی کے بس میں ہے اپنی حکمت اور اپنی خبرداری کے موافق جس طرح وہ چاہتا ہے اپنی مخلوق پر حکومت کرتا ہے بھلا تم ہی لوگ سوچو کہ باوجود ان سب باتوں کے کوئی شخص سوا اللہ کے کسی دوسرے کو اپنا حامی و مددگار ٹھہرا کر کیا پھل پا سکتا ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو پیدا کیا تو ارحم الراحمین نے یہ بات پہلے ہی لکھ لی ہے کہ مخلوقات کی سزا کے باب میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غصہ پر غالب رہے گی صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مخلوقات کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ تعالےٰ نے اپنے علم ازلی کے موافق مخلوقات کی سب حالت لکھ لی ہے صحیح بخاری میں عمران بن حصین کی حدیث ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے علم ازلی کے موافق جو شخص جنت میں جانے کے قابل پیدا ہوا ہے وہ دنیا میں نیک کام کرتا ہے اور جو شخص دوزخ میں جانے کے قابل ہے وہ ویسا ہی عمل کرتا ہے یہ حدیثیں ان آیتوں کی گویا تفسیر ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرک لوگوں پر کوئی فوری آفت اس لئے نہیں آتی کہ اللہ تعالےٰ نے مخلوقات کے پیدا کرنے سے پہلے یہ بات لکھ لی ہے کہ مخلوقات کے پیدا ہونے کے بعد ان کے معاملات میں اس کی رحمت اللہ کے غضب پر غالب رہے گی یہ نافرمان لوگ باوجود مہلت کے اپنی نافرمانی سے اس لئے باز نہیں آتے کہ علم الٰہی میں جو لوگ دوزخ کے قابل قرار پا چکے ہیں وہ اپنی نافرمانی سے ہرگز کبھی باز نہ آویں گے کیونکہ وہ نافرمانی ہی ان کو عین فرمانبرداری نظر آتی ہے اسی واسطے ان کی جرأت یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول سے بھی اسی ڈھنگ پر آ جانے کی فرمائش کی جس کا جواب باصواب دیکر اللہ تعالےٰ نے ان کو قائل کیا۔

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِیْدٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی قُلْ لَّا اَشْهَدُ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ

(ترجمہ) آپ کہئے کہ سب سے بڑھ کر چیز گواہی دینے کے لئے کون ہے آپ کہئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالےٰ گواہ ہے اور میرے پاس یہ قرآن بطور گواہ کے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ تم کو اور جس کو یہ قرآن پہنچے ان سب کو ڈراؤں کیا تم سچ مچ یہی گواہی دو گے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہیں آپ کہہ دیجئے کہ میں تو گواہی نہیں دیتا آپ کہہ دیجئے کہ بس وہ تو ایک ہی معبود ہے اور میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ رسول کو پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں جن لوگوں نے اپنے کو ضائع کر لیا ہے سو وہ ایمان نہ لاویں گے اور اس سے زیادہ اور کون بے انصاف ہوگا جو اللہ تعالےٰ پر جھوٹ بہتان باندھے یا اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھوٹا بتلاوے ایسے بے انصافوں کو رستگاری نہ ہوگی۔

تفسیر: معتبر سند سے ابن جریر ابن اسحٰق اور کلبی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ چند مشرکین جمع ہو کر آنحضرت کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کون سچ گواہی پر ہم آپ کو اللہ کا رسول جانیں ہم نے یہود و نصاریٰ سے پوچھا تو وہ کہتے ہیں کہ ہماری کتابوں میں بھی آپ کی نبوت کی کوئی تصدیق نہیں ہے اس پر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حاصل معنے یہ ہیں کہ ان منکرین نبوت سے پوچھا جائے کہ کونسی گواہی تم کو تصدیق نبوت کے لئے درکار ہے اگر کچھ جواب دیویں تو خیر ورنہ اللہ سے بڑھ کر کوئی گواہی نہیں ہے اللہ اپنے نبی کی نبوت کا گواہ ہے اور اللہ کی گواہی کی نشانی یہ ہے کہ اس نے اپنے نبی پر کلام اتارا ہے اور اس بات کا ثبوت کہ یہ کلام اللہ کا ہے یہ ہے کہ باوجود دعوے فصاحت و بلاغت کے تم لوگوں سے ایسا کلام نہیں بن سکتا اور یہ کلام اللہ نے اپنے نبی پر اس لئے اتارا ہے کہ اس زمانہ کے حاضرین اور قیامت تک جو لوگ پیدا ہوں سب یہ کلام ان کو پہنچ جاوے اور وہ اس سے نصیحت پکڑیں تفسیر ابن حاتم میں محمد بن کعب سے روایت ہے کہ قیامت تک جس کسی کو قرآن شریف کا کوئی حکم پہنچا وہ ایسا ہے کہ اس شخص نے گویا آنحضرت سے بالمشافہ وہ حکم حاصل کیا اور تفسیر عبدالرزاق میں قتادہ سے روایت ہے کہ قرآن شریف کا جو حکم جس کو پہنچا وہ گویا اللہ تعالےٰ سے اس کو پہنچا اس واسطے پہلے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی بخاری کی روایت میں گذر چکا ہے کہ قرآن کی اگر ایک آیت بھی کسی کو

صحیح بخاری اردو

(بسلسلہ گزشتہ)

(۹۷۳) حضرت عائشہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک مرتبہ آفتاب میں گرہن پڑا تو حضرت مسجد کی طرف تشریف لے گئے اور لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھ لی پھر آپ نے تکبیر کہی (اور نماز شروع کر دی) اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس نماز میں) بہت طویل قرأت پڑھی بعد اس کے تکبیر کہہ کے رکوع کیا اور بہت طویل رکوع کیا پھر سر اٹھا کر کہا سمع اللہ لمن حمدہ۔ ربنا ولک الحمد پھر آپ سجدہ میں نہیں گئے بلکہ کھڑے ہو گئے اور طویل قرأت پڑھی جو پہلی قرأت سے کم تھی پھر آپ نے تکبیر کہی اور طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کم تھا (رکوع سے سر اٹھا کے آپ نے کہا سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد پھر سجدہ کیا بعد اس کے دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا پس چار رکوع چار سجدوں میں آپ نے پورے کئے اور آفتاب صاف ہو گیا قبل اس کے کہ آپ نماز ختم کریں بعد نماز کے آپ کھڑے ہو گئے اور اللہ کی تعریف اس کے موافق بیان کی پھر فرمایا کہ یہ دونوں (یعنی آفتاب و ماہتاب) خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں نہ کسی کی موت سے ان میں گرہن پڑتا ہے اور نہ کسی کی زندگی سے لہٰذا جب تم اسے دیکھو تو نماز کی طرف جھک پڑو:

اور کثیر بن عباس بیان کرتے تھے کہ عبداللہ بن عباس سورج گرہن کی حدیث ایسی ہی بیان کرتے تھے جیسے عروہ نے حضرت عائشہؓ سے نقل کی (زہری کہتے ہیں) میں نے عروہ سے کہا کہ تمہارے بھائی (عبداللہ بن زبیر) نے جب مدینہ میں سورج گرہن پڑا ہے دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھیں (اور تم چار رکعتیں روایت کرتے ہو) عروہ نے کہا ہاں وہ طریقہ سنت کو بھول گئے تھے۔

باب۔ کیا (جائز ہے کہ) کہے کسفت الشمس یا خسفت اور عزوجل نے فرمایا ہے وخسفت القمر۔

(۹۷۴) حضرت عائشہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ بیان کرتی ہیں کہ جب آفتاب میں گرہن پڑا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی کھڑے ہو کے آپ نے تکبیر کہی اور بہت طویل قرأت کی پھر طویل رکوع کیا پھر سر اٹھا کے کہا سمع اللہ لمن حمدہ پھر کھڑے ہو گئے جیسا کہ پہلے کھڑے ہوئے تھے اور طویل قرأت کی اور وہ پہلی قرأت سے کم تھی پھر آپ نے طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر آپ نے ایک طویل سجدہ کیا بعد اس کے دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا بعد اس کے سلام پھیر دیا اور آفتاب صاف ہو چکا تھا پھر آپ نے خطبہ پڑھا اور سورج گرہن اور چاند گرہن کے بارہ میں فرمایا کہ یہ دونوں خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یہ دونوں نہ کسی کی موت کے سبب گرہن میں آتے ہیں اور نہ کسی کی زندگی کے سبب۔ لہٰذا جب تم اسے دیکھو تو نماز کی طرف جھک پڑو۔

باب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اللہ اپنے بندوں کو گرہن کے ذریعہ سے خوف دلاتا ہے اسے حضرت ابو موسیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

(۹۷۵) حضرت ابوبکرہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آفتاب و ماہتاب خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یہ کسی کی موت کے سبب گرہن میں نہیں آتے بلکہ ان کے ذریعہ سے اللہ اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے۔

باب گرہن میں عذاب قبر سے پناہ مانگنا (مسنون ہے)

(۹۷۶) حضرت عائشہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ ان سے کچھ پوچھنے آئی اور اس نے (بطور دعا کے) (ام المومنین سے) کہا کہ اللہ تمہیں عذاب قبر سے پناہ دے تو حضرت عائشہؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا لوگوں پر ان کی قبروں میں عذاب کیا جاتا ہے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہوئے کہا کہ ہاں پھر دوسرے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار ہوئے (کہیں جانے کا ارادہ تھا) مگر آفتاب میں گرہن پڑ گیا تو چاشت کے وقت راستہ ہی سے لوٹ آئے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی ازواج کے) حجروں کے پیچھے سے ہو کے گذرے بعد اس کے کھڑے ہو کے نماز (کسوف) پڑھنے لگے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور آپ نے بہت طویل قیام کیا پھر طویل رکوع کیا اور پھر طویل قیام کیا وہ پہلے قیام سے کم تھا بعد اس کے طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر آپ نے سر اٹھایا اور سجدہ کیا اور نماز ختم کر دی پھر آپ نے خطبہ پڑھا اور اس میں فرمایا جو کچھ اللہ نے چاہا پھر آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگیں۔

باب کسوف (کی نماز) میں سجدہ طویل کرنا (مسنون ہے)

(۹۷۷) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب آفتاب میں گرہن پڑا تو یہ اعلان دیا گیا کہ الصلوٰۃ جامعۃ اور دو رکعت نماز حضرت نے پڑھی) ایک رکعت (میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکوع کئے بعد اس کے کھڑے ہو گئے اور دوسری رکعت میں بھی دو رکوع کئے پھر آپ بیٹھ گئے (اور التحیات پڑھ کے نماز ختم کر دی) پھر آفتاب صاف ہو گیا۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے اس سے طویل سجدہ کبھی نہیں کیا۔

باب کسوف کی نماز جماعت سے پڑھنا ثابت ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے...

ف امام ابو حنیفہ کے نزدیک سورج گرہن چاند گرہن دونوں کی نماز میں جماعت مسنون نہیں اور امام مالک کے نزدیک سورج گرہن میں جماعت مسنون ہے چاند گرہن میں نہیں

زمزم کے سائبان میں لوگوں کے ساتھ نماز کسوف پڑھی اور علی بن عبداللہ بن عباس نے بھی جماعت کے ساتھ پڑھی اور حضرت ابن عمر نے بھی دو رکعت کے ساتھ پڑھی

(۹۷۷) حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (ایک مرتبہ) آفتاب میں گرہن پڑ گیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور بہت طویل قیام کیا مثل قراءت سورہ بقرہ کے پھر آپ نے طویل رکوع کیا پھر سر اٹھایا اور طویل قیام کیا اور وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر آپ نے طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر آپ نے سجدہ کیا اور بعد اس کے کھڑے ہو گئے اور طویل قیام کیا اور وہ پہلے قیام سے کم تھا بعد اس کے طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر آپ نے سر اٹھایا اور طویل قیام کیا اور وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر آپ نے طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر آپ نے سجدہ کیا اور آفتاب نکل چکا تھا پھر آپ نے فرمایا کہ آفتاب و ماہتاب خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں نہ کسی کی موت سے ان میں گرہن پڑتا ہے اور نہ کسی کی زندگی سے لہذا جب تم اسے دیکھو تو اللہ کو یاد کرو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس وقت ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ میں کھڑے کھڑے کوئی چیز اپنے ہاتھ میں لی پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تھا اور ایک خوشہ انگور کی طرف میں نے ہاتھ بڑھایا تھا اگر میں اسے لے آتا تو تم اسے کھایا کرتے جب تک کہ دنیا باقی رہتی اور بعد اس کے مجھے دوزخ دکھائی گئی تو میں نے آج کے مثل کبھی خوفناک منظر نہیں دیکھا اور میں نے عورتوں کو دوزخ میں زیادہ پایا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیوں آپ نے فرمایا ان کے کفر کے سبب سے کہا گیا وہ اللہ کا کفر کرتی ہیں حضرت نے فرمایا کہ شوہر کا کفر کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتی ہیں اگر تو ساری عمر کسی کے ساتھ احسان کرے پھر (اتفاقاً) وہ کوئی بات ناپسند کی تیری طرف سے دیکھ لے تو فوراً کہہ دیگی کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔

باب۔ کسوف میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ نماز پڑھنا ثابت ہے۔

(۹۷۹) حضرت اسماء بنت ابی بکر کہتی ہیں کہ میں اپنی بہن عائشہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ لوگ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ بھی کھڑی ہوئی نماز پڑھ رہی ہیں میں نے کہا کہ لوگوں کا کیا حال ہے تو حضرت عائشہ نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا سبحان اللہ میں نے کہا کیا (یہ سورج گرہن) نشانی ہے تو انہوں نے اشارہ کیا کہ ہاں حضرت اسماء کہتی ہیں میں بھی نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی یہاں تک کہ مجھے غش آ گیا تو میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی پھر جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی بعد اس کے فرمایا کہ جو چیزیں میں نے اب تک نہ دیکھی تھیں اسے میں نے اپنی اس جگہ میں کھڑے کھڑے دیکھ لیا یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو اور بیشک میری اوپر یہ وحی بھیجی گئی ہے کہ قبروں میں تم لوگوں کی آزمائش کی جائے گی مثل یا قریب آزمائش دجال کے۔ (فاطمہ بنت منذر راوی حدیث کہتی ہیں) مجھے یاد نہیں کہ حضرت اسماء نے ان دونوں میں سے کیا کہا تھا (مثل کا لفظ یا قریب کا لفظ) حضرت اسماء کہتی ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کے پاس فرشتے آئیں گے اور اس سے پوچھیں گے کہ تجھے اس شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی بابت کیا علم ہے تو مومن یا آپ نے یہ فرمایا کہ موقن (فاطمہ راوی حدیث کہتی ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ حضرت اسماء نے ان دونوں لفظوں میں سے کونسا لفظ کہا تھا (مومن کہا تھا یا موقن) کہدیگا کہ وہ محمد ہیں خدا کے رسول ہمارے پاس معجزے اور ہدایت لیکر آئے تھے ہم نے ان کی بات مانی اور ان کی پیروی کی پس فرشتے اس سے کہیں گے کہ تو آرام سے سو رہ بیشک ہم نے جان لیا کہ تو موقن تھا اور لیکن منافق یا شک کرنے والا (حضرت اسماء کہتی ہیں کہ وہ یہ کہدیگا کہ) میں نہیں جانتا میں نے کچھ لوگوں کو کہتے ہوئے سنا تھا وہی میں نے بھی کہدیا تھا۔

باب جس سورج گرہن میں غلام آزاد کرنا اچھا سمجھا (اس نے بھی سنت کے موافق کیا)

(۹۸۰) حضرت اسماء کہتی ہیں کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن میں غلام آزاد کرنے کا حکم دیا تھا۔

باب مسجد میں کسوف کی نماز پڑھنا ثابت ہے

(۹۸۱) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ ان سے (کچھ) پوچھنے آئی اور اس نے (بطور دعا کے) کہا اللہ تمہیں عذاب قبر سے بچائے تو حضرت عائشہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا لوگوں پر ان کی قبروں میں عذاب کیا جائیگا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں پھر دوسرے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (کہیں جانے کے ارادہ سے) سواری پر سوار ہوئے مگر آفتاب میں گرہن پڑ گیا تو چاشت کے وقت (راستے ہی سے لوٹ آئے) اور (اپنی ازواج مطہرات کے) حجروں کی پشت کی طرف سے ہو کے گزرے بعد اس کے آپ کھڑے ہو گئے اور نماز کسوف پڑھی اور لوگ بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے پس آپ نے طویل قیام کیا اور وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر آپ نے طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا بعد اس کے آپ نے سر اٹھایا اور طویل سجدہ کیا بعد اس کے کھڑے ہو گئے اور طویل قیام کیا اور وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر آپ نے طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر آپ نے طویل قیام کیا اور وہ پہلے قیام سے کم تھا بعد اس کے آپ نے طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر آپ نے سجدہ کیا اور وہ پہلے سجدہ سے کم تھا بعد اس کے آپ نے نماز ختم کر دی پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ اللہ نے چاہا کہ آپ فرمائیں بعد اس کے آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگیں۔

باب۔ آفتاب میں کسی کی موت سے گرہن نہیں پڑتا اسے حضرت ابوبکرہ اور مغیرہ اور ابوموسیٰ اور ابن عباس اور ابن عمر نے روایت کیا ہے

(۹۸۲) حضرت ابومسعود کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آفتاب اور ماہتاب کسی کی موت سے گرہن میں نہیں آتے بلکہ یہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں لہذا جب تم اسے دیکھو تو نماز پڑھو۔

کتاب الفقہ

باب الصوم

(بسلسلہ گذشتہ)

اگر جو کا دانہ کھایا جو بھنا ہوا نہیں تھا تو قضا لازم ہوگی اور اگر بھنا ہوا کھایا تو کفارہ دینا لازم ہوگا۔ اگر انگور بے چھلا ہوا ثابت نگلا یا چبا کر کھایا تو کفارہ لازم ہوگا۔ اور اگر بغیر چھلا ہوا ثابت نگلا تو قضا لازم ہوگی۔

ابو سہل کے نزدیک کفارہ لازم نہ ہوگا مگر عامہ علماء کے نزدیک قضا و کفارہ لازم ہوگا مگر ظہیریہ میں لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے کہ کفارہ لازم نہ ہوگا اگر بادام یا اخروٹ تازہ یا خشک چبا کر یا ثابت کھایا تو کفارہ لازم ہوگا یہ فتاوی عالمگیری نے بحوالہ محیط سرخسی و معراج الدرایہ لکھا ہے نیز کنز و نہر الفائق و خلاصہ لکھا ہے کہ اگر تازہ اخروٹ نگل جائے تو کفارہ نہیں ہے مگر خشک اخروٹ یا خشک بادام نگل جائے تب بھی یہی حکم ہے اور اگر تازہ اخروٹ یا خشک بادام نگلا تب بھی کفارہ نہیں ہے (عالمگیری)

اگر نمک کھایا تو اصح روایت کے بموجب تو کفارہ نہیں ہے لیکن بعض نے لکھا ہے کہ کفارہ لازم ہوگا مگر شرح نقایہ میں جو ابو المکارم کی تصنیف ہے لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے کہ کفارہ لازم ہوگا لیکن بعض علماء کے نزدیک اگر نمک تھوڑا سا کھایا تو قضا و کفارہ لازم ہے

اگر خربوزہ کا چھلکا کھایا اگر آدمی کی طبیعت اس سے نفرت نہیں کرتی تھی تو کفارہ لازم ہوگا اور اگر نفرت کرتی تھی یا خشک تھا تو قضا دینی لازم ہوگی۔ اگر شکر یا گڑ کی ڈلی چوسی اور میٹھا تھوک اندر چلا گیا تو کفارہ لازم ہوگا۔ اگر ہڑ چوسی اور تھوک اندر چلا گیا جب تک پوری ہڑ اندر نہ جائے نہیں ٹوٹے گا۔

چھوٹا سا خربوزہ یا ککڑی نگل گیا تو کفارہ دینا لازم ہوگا

اگر پستہ خشک یا تر چبا کر کھا گیا تو کفارہ لازم ہوگا۔

اگر گیہوں کھائے تب بھی کفارہ لازم ہوگا

اگر گیہوں کا صرف ایک دانہ چبایا یا چھوٹی سی چیز چبائی جیسے تل تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

اگر جوار کے آٹے میں سکہ یا گھی ملا ہوا کھایا تو کفارہ لازم ہوگا۔

اگر روٹی کا ٹکڑا چبایا جبکہ روزہ یاد نہ تھا۔ چباتے ہی یاد آگیا تو نگل گیا اندر ہی اندر نگلا تو کفارہ لازم ہوگا اور اگر باہر نکال کر نگلا تو قضا لازم ہوگی۔

اگر گوشت کی بوٹی نگل جبکہ ڈورے میں بندھی ہوئی تھی اور نکال لی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اگر ڈورہ ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔

بھی کچی دفعہ ترکاری کے طور پر پکائی ہوئی نگل گیا تو قضا دینی لازم ہوگی۔ مگر اخروٹ تازہ یا خشک اخروٹ یا خشک بادام نگل گیا یا پستہ تازہ یا خشک (یا چھلکا پھٹا ہوا) تو قضا لازم ہوگی۔

انڈا مع چھلکا یا انار مع چھلکا نگل گیا تو قضا لازم ہوگی۔

اگر چاول کا دانہ یا جو کا دانہ یا مسور کا دانہ یا ماش کا دانہ کھایا تو قضا لازم ہوگی۔

(دوسرے کے کھانے کے لئے لقمہ چبایا تو اس کو خود نگل گیا تو قضا لازم ہوگی۔

مکھی یا غبار یا دھواں نادانستہ حلق میں داخل کیا (چنانچہ اگر مکھی پکڑ کر کھالی تو روزہ ٹوٹ گیا قضا دینی ہوگی۔

بدبودار گوشت کھایا تو قضا دینی ہوگی۔

آم گندہ ہوا کھایا تو کفارہ دینا لازم ہوگا۔

کھار۔ گٹھلی۔ بتہ۔ ڈھیلا۔ روئی۔ تنکا۔ کاغذ نگل گیا تو قضا دینی لازم ہوگی۔

ایک تل دانتوں میں اٹکا رہ گیا اور اس کو کھا گیا اگر باہر نکال کر کھایا تو قضا دینی ہوگی۔ اور اگر اندر ہی اندر کھا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

شرح۔ شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ اگر ایک تل نگل گیا تو روزہ فاسد ہوجائے باہر نکال کر یا اندر ہی اندر نگل جانے کا کچھ ذکر نہیں کیا ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر اندر ہی اندر چبا لے تو چبانے سے اس کے اجزا منہ کے اندر پھیل جائینگے اور حلق کے اندر جا ہی نہیں سکتے لہذا روزہ نہیں ٹوٹیگا۔

شرح ابی المکارم میں لکھا ہے کہ اگر تل کو منہ ہی سے نکال کر نگل گیا تو قضا اور کفارہ لازم ہوں گے اگر تل کو باہر نکال کر ثابت نگل گیا تو کفارہ بھی دینا ہوگا یہی اصح ہے۔ یہی محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اگر چبا کر کھایا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

مردار کو جس میں کیڑے پڑے ہوئے تھے کھایا تو قضا دینی ہوگی۔

اور ایسا مردار جس میں کیڑے نہیں پڑے ہوئے تھے کھایا تو کفارہ لازم ہوگا

کنکر یا لوہے کا ٹکڑا کھا گیا تو قضا دینی ہوگی۔

دلیل اگرچہ صورت افطار پائی گئی لیکن کفارہ نہیں دینا ہوگا کیونکہ کوئی غذا یا دوا اندر نہیں گئی۔ امام مالک کے نزدیک ان صورتوں میں کفارہ بھی لازم ہوگا۔

لکڑی کا ٹکڑا نگلا ڈورے میں باندھ کر اور ڈورا ہاتھ میں ہو تو روزہ نہیں ٹوٹیگا اور اگر ڈورا ٹوٹ گیا تو روزہ بھی ٹوٹ جائیگا۔

اگر خون پیا (خون سے طبیعت کو نفرت ہوتی ہے اور کوئی غذا نہیں ہے) قضا رکھنا ہوگا۔ بعض روایات میں کفارہ بھی واجب ہے۔

گوشت یا کوئی کھانے کی چیز جس کو پکا کر کھاتے ہیں۔ کچی کھالی تو کفارہ (نہیں) گناہ چوسا اور عرق تھوک کے ساتھ حلق میں گیا تو کفارہ لازم ہوگا۔

ذرا سا کھانا دانت میں اٹکا رہ گیا اور دن کو حلق میں نگل گیا اگر چنے سے (بڑا) ہے تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور اگر چنے سے کم ہے تو نہیں ٹوٹے گا۔

امام زفر کے نزدیک دونوں صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائیگا کیونکہ روزہ کے واسطے بدن کے بیرونی حصہ کا حکم ہے (یعنی منہ بدن کے بیرونی حصہ میں شمار ہوتا ہے اسی وجہ سے پانی منہ میں لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا) کیونکہ گویا بدن کے ظاہری حصہ پر پانی لگایا۔ علماء حنفیہ کی یہ

ہے کہ مقدار قلیل ہو جو دانتوں میں اٹکی رہ گئی ہے، ایسی سمجھنی چاہیئے جیسے دانتوں کی جڑوں میں تھوک ہاں بڑی مقدار ایسی نہیں ہو سکتی یعنی تھوک کے مانند شمار نہ ہوگی، پھر امام زفر فرماتے ہیں کہ کفارہ بھی لازم ہوگا کیونکہ وہ کھانا ضرور اپنی اصلی حالت سے بدل گیا ہوگا (یعنی رات بھر دانتوں میں سڑ گیا ہوگا) لیکن ابو یوسف کہتے ہیں کہ ایسے سڑے ہوئے کھانے سے انسان کی طبیعت کراہت کرتی ہے لہٰذا وہ غذا میں شمار نہ ہوگا گویا یوں سمجھنا چاہیئے کہ ایسے شخص نے کوئی کھانے کی چیز نہیں کھائی۔

کفارہ واجب ہونے نہ ہونے کے متعلق بہت قول میں فقیہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ کفارہ لازم نہیں ہوگا

امام مالک کے نزدیک اگر رات کا کھانا دانتوں کی جڑوں میں اٹکا رہ گیا اگر غذا ایسی ہے یعنی چنے سے بہت کم ہے تب بھی اس کو نگل جانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اگر چنے سے کم رات کا کھانا دانتوں میں اٹکا رہ گیا اور صبح کو اس کو باہر نکال کر نگل گیا تو صحیح قول کے بموجب صرف روزہ ٹوٹ جائیگا قضا دینی ہوگی اور کفارہ نہیں دینا ہوگا یہ صحیح قول کے بموجب ہے۔

اگر تھوک منہ میں جمع کر کے پی گیا تو روزہ مکروہ ہو جائیگا۔

اگر منہ میں لعاب کا پانی بنجائے اور حلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹیگا اپنا یا دوسرے کا تھوکا ہوا تھوک پی گیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔

تھوک اپنے محبوب کا پی گیا تو کفارہ لازم ہوگا۔

جب کہ تھوک ہونٹوں تک آیا تو اس کو چوس کر نگل گیا اگر تار باہر کے تھوک سے ملا ہوا نہیں ہے تو قضا کرے اور اگر تار باہر کے تھوک سے ملا ہوا ہے تو روزہ نہیں ٹوٹیگا۔

تھوک ہونٹوں تک نکل آیا تو اس کو چوس گیا روزہ نہیں ٹوٹے گی۔

تھوک اور خون جو دانت میں سے نکلا تھا، منہ میں مل گیا تھا یعنی تھوک اور خون ملا ہوا حلق میں چلا گیا اگر تھوک و خون برابر ہیں تو قضا لازم ہوگی اور اگر تھوک زیادہ ہے خون سے تو روزہ نہیں ٹوٹیگا۔

اگر کوئی چیز جو کھانے پینے کی نہ ہو حلق میں چلی جائے جیسے گرد و دھواں وغیرہ تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر دوا پیسے کا غبار یا گاڑی گھوڑوں کی گرد وغیرہ حلق میں چلا گیا تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

مکھی بیٹھے بیٹھے اندر ہی اندر حلق میں اتر گیا یا عمداً حلق میں لے گیا تو اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

آنسو بہکر حلق میں جائیں یا پسینہ بہکر اگر تھوڑے ہوں تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اگر زیادہ ہوں اور حلق میں نمکینی محسوس ہو تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔

وضو کرتے ہوئے پانی یا نہاتے ہوئے پانی یا ایسی ہی غلطی سے کوئی اور چیز حلق میں اتر گیا اگر روزہ یاد تھا تو قضا دینی ہوگی اور اگر روزہ یاد نہیں تو روزہ نہیں ٹوٹیگا۔

وضو کے بعد پانی کی تری منہ میں رہ گئی اور تھوک کے ساتھ حلق کے اندر چلی گئی تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔

بار بار بے ضرورت کلی کرنا شمس الائمہ حلوانی اس کے یہ معنی لیتے ہیں کہ اکثر منہ میں پانی لئے رہے تو روزہ مکروہ ہو جائیگا۔

مینہ کا بوند یا اولا یا برف یا اور حلق میں چلا گیا تو قضا لازم ہوگی۔

کوئی چیز جو کسی نے پھینکی تھی وہ کھانے کی نہیں تھی یا مکھی حلق میں چلی گئی تو قیاساً روزہ ٹوٹ جانے کا مگر استحساناً نہیں ٹوٹیگا۔

دلیل قیاس اس وجہ سے کہ کوئی چیز حلق میں داخل ہوگئی اگرچہ غذا میں شمار نہ ہوتی ہو جیسے مٹی کنکر۔ اور استحساناً اس وجہ سے نہیں ٹوٹیگا کہ مکھی کے حلق میں بے اختیار گئی جیسے غبار یا دھواں بے اختیار حلق میں گھس جاتا ہے فتاوی عالمگیری میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی چیز پھینکی اور وہ روزہ دار کے منہ میں چلی گئی تو روزہ ٹوٹ جائیگا کیونکہ وہ شخص بمنزلہ خاطی کے ہے۔

اگر ابریشم منہ میں گھلائے تو اگر کچھ ریشم منہ میں پہلا جائے یا تھوک رنگین ہو کر اندر چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔

اگر کوئی چیز بلا عذر چکھے گا تو روزہ مکروہ ہو جائیگا۔

اگر کوئی عذر ہو تو چکھنا مکروہ نہ ہوگا۔ مثلاً کسی عورت کا خاوند بدمزاج ہو اور وہ سالن چکھ لے کہ کہیں نمک زیادہ نہ ہو جائے۔ مگر یہ عذر نہیں سمجھا جائے گا کہ گھی یا تیل کو اچھا یا برا جاننے کے واسطے چکھے مگر بعض کے نزدیک اگر گھی یا تیل کے خریدنے کا ارادہ ہوا اور اس میں دھوکہ کا خوف ہو تو چکھنے کا مضائقہ نہیں ہے

اگر کوئی چیز چبائی اور پھر کلی کر کے منہ صاف کر لیا اگر کسی عذر سے ایسا کیا تو مکروہ نہیں ہوگا اور اگر بغیر عذر کے ایسا کیا تو مکروہ ہو جائیگا۔

تشریح۔ عذر سے مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی عورت ضرورت کی وجہ سے اپنے بچے کو کچھ چبا کر کھلائے کہ بچہ کو بہت ضرورت ہو اور نہ دودھ اور نہ نرم غذا مل سکتی ہو اور نہ کوئی بے روزہ دار موجود ہو کہ اس کو چبا کر دے تو عذر کہلائیگا۔

بچہ کے واسطے بوقت ضرورت کچھ چبا کر کھلانا مکروہ نہیں ہے کیونکہ بچے کی محافظت ماں باپ پر لازم ہے چنانچہ اگر بچہ کی ہلاکت کی نوبت ہو تو اس کے واسطے ماں کو روزہ توڑ دینا بھی جائز ہے۔

اگر کسی نے گوند چبایا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اگر بغیر بنے ہوئے گوند کی ڈلی چبائی تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور اگر بنے ہوئے گوند کی ڈلی ہو تو اگر وہ سیاہ ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر سفید ہے تو نہیں ٹوٹے گی مگر بعض کتب فقہ میں لکھا ہے کہ ایسی تشریح ضروری نہیں روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اگر کسی نے بھول کر کچھ کھا پی لیا خواہ روزہ فرضی ہو یا نفلی قیاس یہ ہے کہ روزہ ٹوٹ جائے مگر استحساناً روزہ نہیں ٹوٹیگا۔

اگر کوئی سہواً کچھ کھا پی رہا ہو پھر کسی نے روزہ یاد دلایا تب بھی روزہ یاد نہ آیا اور کھائے گیا پھر بعد میں یاد آیا تو قضا لازم ہوگی۔

ایک شخص روزے میں کچھ کھا رہا تھا کہ کسی نے بتایا کہ تم روزہ دار ہو مگر اس نے کہا کہ میں روزہ دار نہیں ہوں اور کھائے گیا پھر بعد میں اس کو روزہ یاد آیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اس کی قضا دینی ہوگی۔

اسماء الرجال

ان صحابہ کرام و عظام و تابعین عورتوں اور مردوں کے حالات جنسے احادیث رسول جمع ہوئیں

(ایک جدید کتاب خاص مولوی کیلئے)

حذیفہ بن یمان۔ یمان کا نام حسیل ہے اور لقب یمان ہے۔ حذیفہ کی کنیت ابو عبد اللہ جیسے ہے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار تھے علی بن ابی طالب اور عمر بن خطاب اور ابو درداء وغیرہ صحابہ اور تابعین نے ان سے روایت کی ہے اور حضرت عثمان کی شہادت کی چالیس رات بعد مدائن میں ۳۶ھ بالبیعت ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

سیدنا امام حسن بن علی بن ابی طالب آپ کی کنیت ابو محمد ہے اور آپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور آپ کے گلشن خوبی کے پھول اور جوانان اہل جنت کے سردار ہیں نصف رمضان ۳ھ ہجری میں آپ پیدا ہوئے۔ یہی روایت آپ کی ولادت کی بہت صحیح ہے اور ۴۹ھ اور بقول بعض ۵۰ھ اور بقول بعض ۵۱ھ۔ اور بقول بعض ۵۸ھ ہجری میں آپ نے انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ حضرت امام علیہ السلام سے آپ کے صاحبزادے حسن بن حسن اور ابو ہریرہ اور بہت لوگوں نے روایت کی ہے جب حضرت علی مرتضیٰ آپ کے والد کا کوفہ میں انتقال ہوا ہے تو چالیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے آپ سے بیعت کی مگر آپ نے ۴۱ھ میں کل کاروبار معاویہ کے سپرد کر دیا اور خود علیحدہ ہو گئے۔

سیدنا امام حسین بن علی علیہما السلام۔ کنیت آپ کی ابو عبد اللہ ہے اور حضرت سرور کائنات کے آپ نواسے اور حضرت کے گلشن راحت کے پھول اور جوانان اہل جنت کے سردار ہیں پانچویں رمضان ۴ھ میں آپ پیدا ہوئے اور جمعہ کے روز عاشورا کے دن ۶۱ھ میں بمقام کربلا زمین عراق میں شہید ہوئے۔ سنان بن انس نخعی اور بعض سنان بن ابی سنان اور بقول بعض شمر ذی الجوشن نے حضرت کو شہید کیا اور خولی نے آپ کا سر مبارک جدا کر کے عبد اللہ بن زیاد کے سامنے پیش کیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت امام علیہ السلام کے ساتھ آپ کی اولاد اور آپ کے بھائی بندوں میں سے تئیس آدمی شہید ہوئے اور آپ سے ابو ہریرہ اور آپ کے صاحبزادے زین العابدین اور آپ کی صاحبزادی فاطمہ اور سکینہ نے روایت کی ہے عمر شریف آپ کی اٹھاون برس کی تھی جب آپ شہید ہوئے ہیں اور یہ قضا الٰہی عاشورے ہی کے روز ۶۷ھ ہجری میں عبید اللہ بن زیاد کا سر ابراہیم بن مالک اشتر نخعی نے لڑائی میں اتار کر مختار کے پاس بھیجا اور مختار نے ابن زبیر کے پاس بھیجا اور ابن زبیر نے حضرت امام زین العابدین کی خدمت میں پیش کیا۔ خولی خ کی زبر اور واؤ کی سکون اور لام کی زیر کے ساتھ۔ سکینہ س کی پیش اور ک کی زبر اور ی کی سکون کے ساتھ ہے۔

حسان بن ثابت۔ ان کی کنیت ابو الولید انصاری خزرجی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ شاعر اور بڑے شاعروں میں سے تھے ابو عبیدہ کہتے ہیں کل عرب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہل المدر میں سب سے بڑے شاعر حسان ہیں اور ان سے عمر اور ابو ہریرہ اور عائشہ نے روایت کی ہے ان کا انتقال ۵۴ھ ہجری میں حضرت علی کی خلافت میں ہوا عمران کی ایک سو بیس برس کی ہوئی جس میں سے ۶۰ برس زمانہ جاہلیت میں گذرے تھے اور ساٹھ برس اسلام میں۔

حکم بن سفیان ثقفی اور بعض سفیان بن حکم کہتے ہیں انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں سنا مگر ابن عبد البر کہتے ہیں کہ میرے نزدیک ان کا سننا صحیح ہے۔

حکم بن عمرو غفاری۔ اصل میں یہ غفاری نہیں ہیں۔ بلکہ یہ غفار بن ملیل کے بھائی ثعلبہ کی اولاد میں سے ہیں شمار ان کا اہل بصرہ میں ہے ۵۰ھ میں بمقام مرو ان کا انتقال ہوا۔ اور بعض بصرہ میں کہتے ہیں اور یہ اور بریدہ اسلمی مرو میں ایک ہی جگہ مدفون ہوئے اور ایک جماعت نے ان سے روایت کی ہے۔

حنظلہ بن ربیع تمیمی یہ کاتب کہلاتے تھے کیونکہ حضرت کی وحی لکھا کرتے تھے اور حضرت کے انتقال کے بعد کوفہ میں چلے آئے اور پھر قرقیسیا میں جا کر معاویہ کے زمانہ میں وہاں کی سکونت اختیار کی ابو عثمان نہدی اور یزید بن شخیر نے ان سے روایت کی ہے۔

حاطب بن ابی بلتعہ ان کا نام عمرو ہے اور بعض راشد کہتے ہیں۔ بدر اور خندق اور ان کے درمیان کی کل لڑائیوں میں یہ شریک تھے مدینہ میں ۳۰ھ ہجری کو ان کا پینسٹھ برس کی عمر میں انتقال ہوا ہے لوگوں نے ان سے روایت کی ہے

حویصہ بن مسعود بن کعب انصاری حارثی محیصہ کے بھائی ہیں اور محیصہ ان سے عمر میں بڑے تھے احد اور خندق اور ان کے بعد کی کل لڑائیوں میں حویصہ موصوف شریک تھے۔ محمد بن سہل وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔ حویصہ ح کی پیش و کی زبر ی کی تشدید کے ساتھ ہے۔

حبیش بن خالد خزاعی یہ فتح مکہ کے روز خالد بن ولید کی ہمراہی میں شہید ہوئے ان کے بیٹے ہشام نے ان سے روایت کی ہے حبیش ح کی پیش اور ب کی زبر کے ساتھ ہے۔

حبیب بن مسلمہ قرشی فہری ان کو حبیب روم کہتے تھے کیونکہ انہوں نے رومیوں پر بہت جہاد کئے تھے حبیب موصوف بڑے فاضل اور مستجاب الدعوات تھے ۴۲ھ میں آپ کا انتقال ہوا ابن ابی ملیکہ وغیرہ نے آپ سے روایت کی ہے۔

حکیم بن حزام۔ ان کی کنیت ابو خالد قرشی ہے اور یہ ام المومنین حضرت خدیجہ کے بھتیجے ہیں۔ عام الفیل سے تیرہ برس پہلے مکہ میں پیدا ہوئے تھے جاہلیت اور اسلام دونوں حالتوں میں آپ قریش کے بزرگ اور شریف سمجھے جاتے تھے۔ فتح مکہ کے سال میں آپ اسلام لائے اور مدینہ میں آپ نے [illegible] ہجری میں ایک سو بیس برس کی عمر پاکر انتقال کیا جس میں سے ساٹھ برس اسلام میں اور ساٹھ جاہلیت میں گذرے تھے۔ اور یہ بڑے عاقل فاضل اور متقی تھے پہلے مؤلفۃ قلوب میں سے تھے مگر بہت خوبی کے ساتھ اسلام لائے زمانہ جاہلیت میں انھوں نے سو غلام آزاد کئے تھے اور سو اونٹوں پر بوجھ لادا تھا ایک گروہ نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔

حکیم بن معاویہ نمیری۔ بخاری کہتے ہیں کہ ان کے صحابی ہونے میں شک ہے ان کے بھتیجے معاویہ اور قتادہ نے ان سے روایت کی ہے۔

حسین بن وحوح انصاری۔ ان کی حدیث مدینہ کے لوگوں میں پھیلی ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ سخت عذاب کے ساتھ شہید کئے گئے۔

حبشی بن جنادہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انھوں نے حجۃ الوداع میں دیکھا تھا اور صحبت سے سرفراز ہوئے تھے اہل کوفہ میں ان کا شمار ہے اور ایک جماعت نے ان سے روایت کی ہے۔

حجاج بن عمرو انصاری مازنی۔ اہل مدینہ میں ان کا شمار ہے اور حدیث ان کی حجازیوں کے پاس ہے اور بہت لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔

حارثہ بن سراقہ انصاری ان کی والدہ ربیع حضرت انس بن مالک کی پھوپی ہیں حارثہ موصوف بدر کی لڑائی میں شہید ہوئے تھے اور انصار میں سے پہلے شہید یہی ہیں صحیح بخاری میں ان کی والدہ کا نام ام الربیع لکھا ہے۔ ربیع رکی پیش اور ب کی زیر اور ی کی تشدید کے ساتھ ہے۔

حارثہ بن وہب خزاعی۔ یہ ان کی طرف سے عبید اللہ بن عمر خطاب کے بھائی ہیں اور کوفیوں میں ان کا شمار ہے۔ ابو اسحق السبیعی نے ان سے روایت کی ہے۔

حارثہ بن نعمان بدر اور احد کی لڑائیوں میں آپ شریک تھے آپ فضلائے صحابہ میں سے ہیں باب البر والصلہ میں آپ کا ذکر ہے روایت ہے کہ یہ کہتے تھے کہ میں ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا تو میں نے دیکھا کہ جبرئیل آپ کے پاس بیٹھے ہیں میں نے سلام کیا اور میں الٹا پھر آیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے دیکھا کہ میرے پاس یہ کون شخص بیٹھے تھے میں نے عرض کیا کہ حضور ہاں دیکھا فرمایا یہی جبرئیل تھے جنہوں نے تمہارے سلام کا جواب دیا آخر عمر میں حارثہ کی نگاہ جاتی رہی تھی۔

حارث بن حارث اشعری شامیوں میں ان کی گنتی ہے اور ابو سلام حبشی وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

حارث بن ہشام۔ اہل حجاز میں ان کا شمار ہے اور یہ بڑے شریف آدمی تھے فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے تھے اور ام ہانی بنت ابی طالب نے حضرت سے ان کے واسطے امن مانگا تھا اور حضرت نے ان کو امن دیا تھا ملک شام کے جہاد یرموک [illegible] میں آپ شہید ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سو اونٹ عنایت کئے تھے جیسے کہ آپ مؤلفۃ قلوب کو دیا کرتے تھے اور یہ بھی پہلے انھیں میں سے تھے مگر پیران کا اسلام بہت اچھا ہوا اور حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں آپ جہاد کے شوق سے ملک شام کو تشریف لے گئے اہل مکہ ان کے فراق سے رو رہے تھے تب انہوں نے فرمایا کہ جب خدا کی طرف جاتا ہے ورنہ میں تمہارے اوپر کسی اور کو اختیار نہ کرتا اور آخر شام ہی میں آپ نے وفات پائی۔

حارث بن کلدہ ثقفی طبیب حضرت ابو بکر کے آزاد کردہ تھے کتاب الطب میں ان کا ذکر ہے اور ابن مندہ اور ابن اثیر وغیرہ نے اسماء صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن عبد البر ان کے بیٹے کے ذکر میں کہتے ہیں کہ حارث بن کلدہ صحابی تھے اور ان کے والد ابو حارث اسلام سے پہلے ہی انتقال کر گئے تھے ان کا اسلام لانا صحیح نہیں ہے کلدہ ک کی اور دکی زبر کے ساتھ ہے۔

ابو حبہ ثابت بن نعمان انصاری بدری ان کی کنیت اور ان کے نام میں بہت اختلاف ہے ابن اسحق نے ان کو ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جو بدر کی لڑائی میں موجود تھے اور ان کی فقط کنیت ہی لکھی ہے نام نہیں لکھا حبہ ح کی زبر اور ب کی تشدید کے ساتھ ہے اور بعض ن کے ساتھ کہتے ہیں اور بعض ی کے ساتھ کہتے ہیں احد کی لڑائی میں یہ شہید ہوئے تھے۔

ابو حمید عبد الرحمن بن سعد انصاری خزرجی ساعدی ان کی کنیت ہی زیادہ مشہور ہے اور بہت لوگوں نے ان سے روایت کی ہے معاویہ کے آخر زمانہ میں ان کا انتقال ہوا۔

ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بعض ان کا نام ہشیم اور بعض ہشیم اور بعض ہاشم بتلاتے ہیں۔ فاضلان صحابہ میں سے تھے بدر اور احد اور کل لڑائیوں میں شریک ہوئے اور یمامہ کی لڑائی میں ۵۳ برس کی عمر میں شہید ہوئے۔

ابو الحنظلیہ نام ان کا سہل بن عبد اللہ ہے اور حنظلیہ ان کے دادا کی ماں تھیں جن کے ساتھ ان کی عرفیت ہے۔

فصل تابعین کے بیان میں

حارث بن سوید تیمی کوفی ثقہ اور بزرگان تابعین میں سے تھے ابن مسعود سے انہوں نے اور خود ان سے ابراہیم تیمی نے روایت کی ہے عبد اللہ بن زبیر کے آخر زمانہ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

حارث بن مسلم تیمی شامیوں میں ان کی حدیث ہے اور عبد الرحمن بن حسان نے ان سے روایت کی ہے۔

حارث بن اعور بن عبد اللہ اعور حارثی ہمدانی۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو حضرت علی سے فیض صحبت پانے میں مشہور ہیں کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علی سے کل چار حدیثیں سنی ہیں اور ابن مسعود سے انہوں نے اور ان سے عمرو بن مرہ اور شعبی نے روایت کی ہے نسائی وغیرہ محدث کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں تھے اور ابو داؤد کہتے ہیں کہ یہ سب سے بڑے فقیہ اور سب سے زیادہ فرض کے جاننے والے تھے کوفہ میں [illegible] ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

تاریخ اسلام

(بسلسلۂ گذشتہ)

دعوت اسلام کے خطوط بڑے بادشاہوں اور رئیسوں کو دعوت اسلام کے خطوط بھیجے مثلاً قیصر روم اور شہنشاہ ایران عزیز مصر اور نجاشی بادشاہ حبشہ کو ان خطوں کی عبارت مختصر یہ تھی کہ اسلام قبول کرو ورنہ تمہاری ساری رعیت کا گناہ بھی تم پر ہوگا ان خطوط کا اثر یہ ہوا کہ نجاشی نے اسلام قبول کر لیا اور تحائف دے کر ہمارے ساتھ تمام مہاجر مسلمانوں کو مدینہ کی طرف رخصت کر دیا۔ قیصر روم نے بھی خط کی بہت تعظیم کی اور بہت اچھا جواب دیا البتہ شہنشاہ ایران نے خط کو چاک کر دیا اور غصے سے کہا کہ میرے نام سے پہلے محمد (صلعم) نے اپنا نام کیوں لکھا اور یمن کے صوبہ دار کو لکھا کہ محمد (صلعم) کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو۔

ہجرت کا ساتواں سال

بنو نضیر اور بنو قریظہ کی مخالفت و عداوت

صلح حدیبیہ کے بعد مشرکین مکہ کی طرف سے تو اطمینان ہو گیا تھا لیکن اب بجائے مکہ کے خیبر اسلام کی مخالفت و عداوت کا مرکز بن گیا بنو نضیر اور بنو قریظہ خیبر ہی میں اقامت گزیں تھے جن کے دلوں میں مسلمانوں کی عداوت و دشمنی کی آگ شعلہ زن تھی وہ یہ دیکھ دیکھ کر اور بھی جل رہے تھے کہ مشرکین مکہ ٹھنڈے پڑ گئے یہ بدبخت بھلا کیسے آرام سے بیٹھتے انہوں نے قریب قریب یہود کے تمام طاقتور قبائل کو خیبر میں مجتمع کر لیا اور دوسرے قبائل کو بھی مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کرنے میں مصروف ہو گئے انہوں نے پوری سرگرمی اور قوت کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ اور استیصال کی جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔

یہودیوں کی جنگی تیاریاں کوئی معمولی نہ تھیں بلکہ نہایت خطرناک تھیں انہوں نے عرب کے قبیلہ غطفان کو بھی شریک کار بنا لیا، مدینہ کے منافقوں کو بھی اپنا شریک کر لیا اور مسلمانوں سے دو میل کے فاصلہ پر بیٹھے ہوئے مسلمانوں کی ایک ایک حرکت کو دیکھتے رہے یہودیوں کا جوش اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ وہ علی الاعلان کہتے پھرتے تھے کہ جب تک محمد (صلعم) اور ان کے ساتھیوں کو ہم صفحۂ ہستی سے نہ مٹا دیں گے کبھی آرام سے نہ بیٹھیں گے

خیبر کا مقابلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہودیوں کی ان تیاریوں کی خبر مل رہی تھی آخر آپ محرم ۷ھ میں پندرہ سو صحابہ کو لیکر خیبر کی طرف کوچ کر دیا اور مدینہ میں حضرت سباع بن عرفطہ کو عامل بنا کر چھوڑ دیا مسلمانوں میں صرف دو سو سوار تھے اور باقی سب پیدل اس فوج کے لئے حضور نے تین علم بھی تیار کرائے اس سے پہلے لڑائیوں میں صرف چھوٹی چھوٹی جھنڈیاں ہوا کرتی تھیں رسول اللہ صلعم نے خیبر پہنچ کر ایسی جگہ اپنی چھاؤنی ڈالی کہ یہودیوں کے چھ قلعے محاصرے میں آ گئے اور قبیلہ غطفان کی امداد کا بھی راستہ بند ہو گیا۔ یہ دیکھ کر قبیلہ غطفان کو خوف ہوا کہ مسلمان ہماری بستیوں پر حملہ آور ہوں گے اس لئے وہ مقام میں چوکس ہو بیٹھے غرض یہاں لڑائی شروع ہو گئی پانچ قلعے تو مسلمانوں نے آسانی کے ساتھ فتح کر لئے اور چھٹا قلعہ قموص رہ گیا جس کا حاکم مرحب تھا یہاں کے یہودیوں نے میدان میں نکل کر مبارز طلبی کی اعلان کی طرف سے میدان مقابلہ میں مرحب اور یاسر نکلے جو عرب کے مشہور بہت بڑے بہادر اور تیغ زن جنگجو تھے ان دونوں کے مقابلہ کے لئے مسلمانوں کی طرف سے محمد بن مسلمہ اور زبیر بن العوام نکلے یہ آپس میں لڑتے رہے مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا

اللہ کے رسول کا پیارا علی اس لڑائی میں کئی دن صرف ہو گئے کیونکہ یہودیوں کی جمعیت زیادہ تھی اور وہ ایک محفوظ جگہ پر تھے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کل میں ایسے شخص کو علم دوں گا جسے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت کرتا ہے اور فتح اسی کے ہاتھ پر ہوگی۔ یہ بشارت سن کر ہر مسلمان اسی شوق و انتظار میں رہا کہ شاید یہ نعمت میرے ہی حصہ میں آئے اسی شوق و انتظار میں خدا خدا کر کے صبح ہوئی آنحضرت صلعم نے فرمایا علی کہاں ہیں؟ لوگوں نے آپ کو بلا کر حضور اقدس کی خدمت میں پہنچا دیا اس وقت حضرت علی کی آنکھیں دکھ رہی تھیں رسول اللہ صلعم نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور علم ان کے حوالہ کر دیا اور فرمایا جاؤ یہ قلعہ فتح کرو

اس کے بعد مرحب میدان آکر للکارا کہ میں مرحب ہوں دلیر ہوں تجربہ کار ہوں اور ہتھیار بند ہوں حضرت علی نے نعرہ مارا میں وہ ہوں جس کی ماں نے اس کا نام شیر رکھا تھا اور میں شیر کی سی ہیبت رکھتا ہوں۔ بہرکیف حضرت علی نے مرحب کو ایک ہی ہاتھ میں دو ٹکڑے کر ڈالا۔ اس کے مرنے کے بعد قلعہ فتح ہو گیا صفیہ بنت حی بن اخطب اور دوسرے بہت سے قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ صفیہ بنت حی کی شادی پہلے کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق سے ہوئی تھی۔ بعد گرفتاری کے وہ حضرت دحیہ کے حصہ میں آئیں ان سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید کر آزاد کر دیا اور آنحضرت کی زوجیت میں آ گئیں۔

خیبر کی اس جنگ میں پندرہ مسلمان شہید ہوئے چار مہاجرین میں سے اور گیارہ انصار میں سے اور ۹۳ یہودی مارے گئے اسی جنگ میں متعہ کو ہمیشہ کے لئے حرام کیا گیا اور حمار اہلی کے گوشت کو مسلمانوں کے لئے حرام کیا گیا اللہ تعالیٰ نے اس قلعہ کی فتح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دست حق پرست پر رکھی تھی۔

رسول اللہ کو زہر دیا گیا

جب خیبر کے تمام قلعے فتح ہو گئے اور یہودی مغلوب ہو گئے تو ایک یہودی سردار کی بیوی نے یوں اپنی اسلام دشمنی کا ثبوت دیا یعنی سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت الحارث نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی آپ نے قبول کر لی اس شقی ازلی نے کھانے میں زہر ملا دیا آپ نے بھی صرف ایک ہی نوالہ کھایا تھا کہ ہاتھ اٹھا لیا اور فرمایا کہ مجھ کو اس بکری کی ہڈیاں خبر دیتی ہیں کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے آپ کے ساتھ حضرت بشر بن البراء نے بھی آپ کے ساتھ کھانا شروع کیا تھا چنانچہ وہ اسی وقت شہید ہو گئے۔

خیبر نکلنے کے بعد زینب یہودیہ کو حضور نے طلب کیا اس نے زہر ملانے کا اقرار کر لیا اور وہ وارثان بشر کے حوالہ کر دی گئی بشر کے وارثوں کو حق تھا کہ وہ بشر کے قصاص میں اس یہودیہ کو قتل کر دیتے لیکن انہوں نے زینب کو اس خیال سے قتل نہ کیا کہ وہ مسلمان ہو چکی تھی

اس واقعہ سے ناظرین اندازہ لگائیں کہ اسلامی اخوت کا رشتہ کتنا مضبوط اور انقلاب آفریں تھا کہ بشر کے قصاص پر غالب آگیا۔

فدک کے یہودیوں نے بغیر جنگ کے اطاعت قبول کر لی

خیبر سے واپسی کے وقت جب آپ کا گذر فدک کے پاس سے ہوا تو فدک کے یہودیوں نے خود پیغام بھیجا کہ ہمیں اپنی جان و مال کی امان دی جائے حضور نے بخوشی اس درخواست کو منظور فرما لیا یہاں سے روانہ ہو کر جب آپ وادی القریٰ میں پہنچے تو وہاں کے یہودیوں نے تیر مارنے شروع کر دیئے اور رسول اللہ کی ذات اقدس پر بھی حملہ شروع کر دیا حضور کے غلام مدعم کجاوہ اتار رہے تھے ان کے ایک تیر لگا اور یہ شہید ہو گئے آنحضرت نے مسلمانوں کو بھی حملہ کا حکم دیدیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خیبر والوں کی طرح انہوں نے بھی نصف بٹائی پر اطاعت قبول کر لی۔

سرکش قبائل کی سرکوبی

اسلام کی آواز کیا تھی ایک چنگاری تھی جس نے عرب کے تمام قبائل اقوام اور مذاہب میں آگ لگا دی تھی دوستوں اور دشمنوں کو دشمنی و عداوت کا تنور بنا دیا تھا یہ اسلام ہی تھا جو بتیس دانتوں میں زبان بن کر رہا۔ ذرا غور کرو صلح حدیبیہ سے مسلمانوں کو کسی قدر مشرکین مکہ کی طرف سے اطمینان ہوا تو بقیہ قبائل میں سازشوں کا جال پھیل گیا ادھر جب کفار مکہ کو خیبر میں مسلمانوں کے کامیاب و فتحمند ہونے کا حال معلوم ہوا تو وہ حد سے زیادہ متاسف ہوئے ان حالات میں ضروری تھا کہ آنحضرت سرور کائنات صلعم ان تمام قبائل پر رعب و داب قائم کرتے جو مسلمانوں کی بیخ کنی کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے چنانچہ آپ نے ایک ایک دستۂ فوج مختلف قبائل کی طرف روانہ کر دیا تاکہ ایک اور بڑی بغاوت اور خطرناک سازش سرسبز نہ ہو۔

— قبیلہ فزارہ کی جانب حضرت ابوبکر صدیقؓ، سلمہ بن الاکوع اور دوسرے صحابہ کو روانہ کیا گیا قوم ہوازن کی طرف حضرت عمر فاروقؓ کو تیس سواروں کے ساتھ بھیجا گیا بشیر بن سعد کو یہودیوں کی گوشمالی کے لئے عبداللہ بن رواحہ کو تیس شتر سواروں کے ہمراہ مامور کیا گیا بنی مرہ کی سرکوبی کے لئے بشیر بن سعد انصاری تیس سواروں سمیت روانہ ہوئے قوم جہینہ کے قبیلہ حرقات کی طرف حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بھیجا گیا اسی طرح اور بھی قبائل کی طرف ایک ایک دستہ روانہ کیا گیا اور یہ فوجی دستے ہر جگہ سے کامیاب و فتحمند ہو کر واپس آئے اور بڑی حد تک خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔

کیا تو نے اسکا دل چیر کر دیکھ لیا تھا

بہ نسبت دنیائے اسلام کی امن پسندی اور خدا ترسی سے فائدہ نہیں اٹھایا اور اپنے آپ کو اسلام دشمنی کے لئے وقف کئے رکھا اگر دنیا اسلام کے ابر لطف و کرم سے فیض یاب ہوتی تو آج اس کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا اسلام کی امن پسندی اور خدا ترسی دیکھئے اس لڑائی میں حضرت اسامہ بن زید نے ایک شخص کے قتل کے لئے تلوار اٹھائی اس نے لا الٰہ الا اللہ کہا مگر حضرت اسامہ بن زید نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی اور اسے قتل کر ہی دیا یہ بات رسول اللہ سے کیونکر مخفی رہ سکتی جبکہ مسلمان محتاط وقت تھا چنانچہ جب حضور کی خدمت میں یہ واقعہ پیش ہوا تو آپ بہت ناراض ہوئے اور حضرت اسامہ سے جواب طلب کیا گیا کہ تم نے کیوں ایسی حرکت کی انہوں نے عرض کیا وہ منافقت سے اپنی جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھتا تھا آپ نے فرمایا کہ کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا کہ وہ منافقت سے کلمہ پڑھتا ہے حضرت اسامہؓ اپنی اس غلطی پر ساری عمر توبہ کرتے رہے اور تمام زندگی محترز رہے۔

اسی قسم کا ایک اور واقعہ ہے حضرت ابو قتادہ اور محلم بن جثامہ کہیں چلے جا رہے تھے قوم اشجع کا ایک شخص عامر بن الاضبط اپنے مال و متاع کے ساتھ گذر رہا تھا اس نے اسلامی لشکر کو دیکھ کر السلام علیکم کہا مگر مسلمانوں نے سمجھا یہ دشمن قبیلہ کا شخص ہے اپنی جان بچانے کے لئے السلام علیکم سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اس لئے سب نے اس کا جواب وعلیکم السلام دینے میں تامل کیا اور محلم بن جثامہ نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا جب اس واقعہ کا علم آنحضرت صلعم کو ہوا تو آپ سخت ناراض ہوئے اور محلم سے کہا تو نے ایک شخص کو مومن باللہ ہونے کی حالت میں کیوں قتل کیا صرف آپ نے یہی نہیں کہا بلکہ عامر کے ورثاء کو ... ... پچاس اونٹ بطور خون بہا دیکر رضا مند کیا اور اس طرح محلم کو قصاص سے آزادی ملی

ان دونوں واقعات سے مسلمانوں کو سبق حاصل کرنا اور دیکھنا چاہئے کہ اسلام ان کو اخلاق و مروت کی کس بلندی پر پہنچاتا ہے اور اخوت انسانی کو کتنی مضبوط و مستحکم بنیادوں پر قائم کرتا ہے اور دوسری طرف اپنی پست ذہنیت اور تنگ دلی کو دیکھنا چاہئے کہ وہ ایک دوسرے مسلمان بھائی کو ذرا سے فروعی اختلاف کی بنا پر کافر بنا دیتے ہیں اور اختلاف رائے کی بنا پر ایک دوسرے کے خلاف بغض و عداوت رکھتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نذرانہ غوث پاک

حالات و کرامات سیدنا حضرت خواجہ میراں غوث الاعظم محی الدین جیلانی قدس سرہٗ

وقت ولادت اسلامی دنیا کی حالت

زبیں عبیدہ اسعد نظم آغاز مدح شاہ جیلانی ہو کہ بر قدرش درت آمد قبا اعظم الشانی حضرت غوث اعظم کیسے تھے؟ کس کی زبان ہے جو یہ بتا سکے۔ کس کی طاقت ہے جو اس بیکر نور سے نقاب اٹھا سکے کہاں سے وہ قلم حاصل کرے جو اس حقیقت کو معرض تحریر میں لا سکے آپ کے علو مراتب آپ کے محاسن و مکارم آپ کے خصائل و معرفت اتنے رفیع اور اتنے فراواں ہیں کہ ان پر جتنا بھی لکھا جائے نفس عبارت کی تشنگی فزوں تر ہوگی جتنا بھی کہا جائے اتنا ہی کہنا باقی رہے گا جسے پوری دنیائے اسلام اپنا محبوب سبحانی قطب ربانی غوث یزدانی عارف حقانی اور بزرگ جیلانی کے نام سے پکار رہی ہے اس کے متعلق کیا اظہار خیال کیا جائے اور کیا کیا جا سکتا ہے بہت بڑی چیز تھے بہت بلند مرتبہ تھا بہت رفیع الشان تھے اور ہدایت خلق اور اشاعت اسلام اور اصلاح مسلمین کے لئے پیدا و مبعوث ہوئے تھے۔

پانچویں اور چھٹی صدی ہجری میں فرزندان توحید اعتقادی حیثیت سے بہت زبوں صورت اختیار کر چکے تھے ان کی مذہبیت ضعف و ضلالت کے بھنور میں پھنس گئی تھی سیاسی حالت بھی یوماً فیوماً خراب سے خراب تر اور بد سے بدتر ہوتی چلی جاتی تھی نئے نئے فرقے نئے نئے اعتقادوں سے نئے ارادوں اور نئے نئے مقصدوں کو لیکر پیدا ہوتے اور پھیلتے چلے جاتے تھے شیعہ سنی کے جھگڑوں اور تنازعوں نے نازک صورت اختیار کر لی تھی دنیا پرستی اور دنیا نوازی کا جذبہ عام تھا اس کی مخلوق اللہ کو بھولتی چلی جارہی تھی ہندوستان میں ملتان و منصورہ کی جو دو اسلامی ریاستیں پورے شکوہ و جلال کے ساتھ قائم ہوئی تھیں وہ بھی دم توڑ چکی تھیں اور جو سر باقی تھے ان میں اسلامیت کا رنگ باقی نہ رہا تھا قرامطہ علیحدہ ایک فتنہ برپا کئے ہوئے تھے اور تمام دنیائے اسلام میں انہوں نے اپنے داعی پھیلا رکھے تھے۔ بغداد کی عظمت و اہمیت بہت کچھ مٹ گئی تھی اور برابر مٹتی چلی جاتی تھی اس کی سیاسی حیثیت صرف اتنی رہ گئی تھی کہ صرف فرمانروایان اسلام اس کی سیادت کی آڑ میں اپنے قدم آگے بڑھانے اور خود کو خلیفہ خلافت کا حامی ظاہر کر کے اپنی فرمانروائیوں کی بنا میں استوار کرتے چلے جاتے تھے ضرور خلفاء کا اقتدار بھی قائم تھا لیکن یہ اقتدار بہت محدود ہو کر رہ گیا تھا اور انہیں رعایا و ملک سے زیادہ اپنی عشرت پرستیوں اور بزم آرائیوں سے غرض رہ گئی تھی۔

غرض ہر طرف اندھیرا تھا اور ہر طرف تاریکی ہر جانب نومیدی تھی اور ہر سمت یاس و مایوسی۔

اس سے بھی زیادہ خوفناک تماشہ یہ تھا کہ مسلم ضعف و اضمحلال سے دوبر ہو کر غیر مسلم طاقتیں بیدار ہو رہی تھیں اور وہ اپنے قدم برابر بڑھا رہی تھیں اور غیر زندان اسلام پر قیامتیں برپا کرتی چلی جا رہی تھیں اور مظلومی و نامرادی کی چیخیں بلند ہو ہو کر گنبد افلاک میں ایک شور پیدا کر رہی تھیں۔

لقب محی الدین کی توجیہ و حقیقت

اسی شب تاب زمانہ میں جبکہ دنیا گھٹا ٹوپ اندھیاری میں ملفوف ہوئی پڑی تھی قدرت ایزدی نے حضور غوث اعظم کو عالم بنگرا فق بغداد سے طلوع ہوئے اور طلوع ہوتے ہی اس آفتاب جہاں افروز نے ہر طرف اپنی درخشاں شعاعوں کو پھیلا کر تمام کی تمام تاریکیاں دور کر دیں چمن عالم میں نئی بہار آگئی گلستان احمدی بارونق ہو گیا۔ مخلوق پرستوں کو خدا پرستی کے سبق سکھائے نفس و شیطان کی دبائی ہوئی روحوں کو اس بار کے نیچے سے نکالا معاصی و مناہی کے سمندر میں بیچارگی کے غوطے کھاتے ہوئے افراد کو باہر نکالا۔ وہ کہ راندت زہر ہلاہل کے گھونٹ پی رہے تھے ان کے حلقوموں میں امرت کے گھونٹ ڈالے گمراہ شاہراہ ضلالت کو صراط مستقیم پر ڈالا ان مخموران غفلت کو ہوش میں لائے جو دین و آخرت کو یکسر فراموش کر چکے تھے، جاہلوں کو پڑھایا، مردہ دلوں کے دل زندہ کئے بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھائی اور پیغمبر جلیل حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ہدایت پر وہی کیا جو انبیائے بنی اسرائیل اپنے اپنے وقت میں کرتے آئے تھے۔

زندہ کر جانے ہزاروں مردہ دل اک آن میں تب وہ کر جب دم جلوہ سے جہاں محی الدین محی الدین اسی لئے آپ کو کہا گیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ نے دین قیم کے جسد و جسم میں نئی روح پھونکی اور اس آخری سانس لیتی ہوئی نعش کو پکڑ اٹھا کر نہ صرف یہ کہ کھڑا کر دیا بلکہ توانائی و تندرستی عطا کی اور زندہ جاوید بھی بنا دیا۔

کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کو محی الدین کیوں کہا جاتا ہے اور یہ لقب کب اور کس طرح شروع ہوا اور بٹا آپ نے اس شخص سے کہا کہ مجھے اور تو کچھ علم نہیں ہے ہاں تو اتنا جانتا ہوں اور یہی یاد ہے کہ میں ایک مرتبہ الملک یا سیر کے لئے چلا گیا تھا: جب جو آیا تو ایک سنسان مقام پر راستے میں مجھے ایک شخص ملا جس کی توانائی و طاقت اسے جواب دے چکی تھی

اور جو شدت ضعف کے باعث اپنے قدموں پر کھڑا بھی نہ ہو سکتا تھا اس کی حالت بھی بڑی ابتر تھی اور بہت بیمار و نزار و نحیف تھا مجھے دیکھتے ہی اس نے منت کے ساتھ پاس بلایا اور التجا کی کہ میں بہت بیچارہ و نزار ہو چکا ہوں لہٰذا میری امداد فرمایئے، دستگیری کیجئے اور اس قابل بنایئے کہ میں اپنے قدموں پر کھڑا ہو سکوں اس علالت و بیماری سے نجات پاؤں اور مجھ پر بھی لفظ زندگی کا اطلاق ہو سکے۔

مجھے اس کی منت و زاری پر رحم آگیا اس کی طرف بڑھا اور میں نے اس کی صحت کے لئے کچھ اس پر پڑھ کر پھونکا میرے دم کرتے ہی اس کی قلب ماہیت ہو گئی اس کی تمام بیماریاں، تمام لاغریاں، تمام نزاریاں تمام کمزوریاں آن کی آن میں معدوم ہو گئیں وہ اٹھ کھڑا ہوا اور ایک توانا اور چاق و چوبند صورت میں منتقل ہو کر بولا۔

"غوث اعظم! آپ نے مجھ پر یہ کرم فرما کر تو دوبارہ صحت و زندگی عطا فرمائی ہے لیکن آپ مجھے پہچانتے بھی ہیں میں آپ کے نانا رسول کریم آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہوں اور میرا نام اسلام ہے بندگان خدا کے فسق و فجور ارتکاب معاصی و گناہوں نے میری یہ حالت پیدا کر دی تھی اور اس نوبت کو پہنچ گیا تھا یہ آپ ہی کی ذات گرامی ہے جس نے مجھے نئی زندگی اور نئی صحت عطا فرمائی دراصل آپ دین اسلام کے مجدد اعظم محی الدین اور مصلح اکبر ہیں"

شہرت دوام و ہر دلعزیزی عام کا اولین مظاہرہ

یہ کہا اور وہ میری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گیا ایک مرتبہ میں استسقاء کے سلسلے میں بغداد کی طرف چلا۔ ابھی میں نے شہر میں قدم بھی نہ رکھا تھا کہ راستہ ہی میں ایک اور برہنہ تن شخص دیکھا جو دوڑتا ہوا آیا میرے قریب کھڑا ہوا اور زمین پر پیر مارا اور "یا سیدی محی الدین" کے نعرے لگانے لگا اور وہ بھی نظروں سے اوجھل ہو گیا میں بغداد آیا مسجد میں گیا اور وہاں پہنچ کر دو رکعت نماز پڑھی اب جو سلام پھیرتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مخلوق ہے جو چہار سمت سے ٹولی بنا رہی ہے اور سارا مجمع فلک شگاف نعروں میں "محی الدین" "محی الدین" کا شور بلند کر رہی ہے اس سے پیشتر میں نے کبھی اپنے متعلق لوگوں کو یہ خطاب کرتے نہ سنا تھا اور نہ مجھے کسی نے کبھی اس نام سے یاد کیا تھا (بہجۃ الاسرار)

یہ استعارہ نہیں کرامت نہیں مبالغہ نہیں، حقیقت ہے یہ اور بات ہے کہ مادہ پرست اور کم بیں افراد کسی محض رہی شئے کو یک بیک انسانی صورت اختیار کرتے پھر قلب ماہیت ہوتے اور پھر آناً فاناً نظروں سے غائب ہو جاتے دیکھ کر مذبذب ہوں اور یہ بہت ممکن ہے کہ سرے سے اس وقوع واقعہ ہی سے انکار کر دیں لیکن یہ خوب سمجھ لیں کہ دنیائے باطن اس دنیائے ظاہر سے ایک بالکل جداگانہ شئے ہے۔

اس کی باتیں ظاہر بینوں کی سمجھ سے بالاتر ہیں آج مادہ پرست قوموں میں بھی ایسے روحانیین پیدا ہو چکے ہیں جو مردوں کو بلاتے اور ان سے بات چیت کرتے ہیں یقین کیا کوئی بہ ثبات ہوش یہ کہہ سکتا ہے کہ ... ہے اگر کوئی عامی کیا پڑھا لکھا ناواقف بھی کسی روٹری مشین

کو چلتے پھرتے دیکھے تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ کیونکر بیک ساعت چالیس پچاس ہزار جرائد کے پرچے نہ صرف طبع ہو جاتے ہیں بلکہ خود بخود کٹ کر لپٹ بھی جاتے ہیں، ایک بیج ہاتھ پر رکھ کر اس شخص سے جسے کوئی علم نہ ہو کہو کہ اس میں ایک عظیم الشان درخت موجود ہے تو وہ کیونکر اسے باور کر سکے گا نہ صرف روحانی دنیا بلکہ ہم تو یہ کہیں گے کہ ہماری اسی دیکھی بھالی دنیا کا ہر دانہ عجائب و غرائب سے لبریز ہے اور اس میں صدہا ایسے امور نظر آئیں گے جنہیں عقل کسی طرح بھی بیک نظر باور کرنے کے لئے تیار نہ ہوگی۔

یہی نہیں اگر اسے استعارہ ہی سمجھ لیا جائے تو بھی کوئی اشکال واقع نہیں ہوتا واقعی اس عہد میں دین و ملت کی حالت تباہ تھی اسلام بہت کمزور ہو چکا تھا اور اس کی حالت ایک نحیف و بیچارہ انسان سے بہتر نہ رہی تھی جسے آپ نے اپنی مسیحا نفسی سے زندہ و توانا کر دیا جیسے کہ آگے چل کر آپ کو معلوم ہوگا کہ حضور غوث پاک نے دین و ملت کی کتنی گرانقدر خدمات انجام دیں اسے کتنی تقویت پہنچائی تاریخ کہ کتنی صدیوں سے اسے پہنچی تھی

ولادت سے پیشتر ولایت مسعود کی شہرت

ظاہر عالم میں بھی یہ طریقہ ہے کہ کسی جلیل و عظیم ہستی کے ورود کی اطلاع بہت پہلے مل جاتی ہے اور اکثر سال سال ڈیڑھ ڈیڑھ سال پیشتر اس کے استقبال و تعظیم و پیشوائی کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ اتنی رفیع المراتب اور عظیم الشان ہستی دنیا کا نقشہ و رنگ بدلنے کے لئے کتم عدم سے پردۂ وجود پر رونما ہونے والی ہو اور باطنی دنیا میں اس کی آمد آمد نے ایک ہنگامۂ عمل پیدا نہ کر دیا ہو اور باطنی دنیا کے مقبولان اور علوم باطن کے فاضلوں کو اس کا علم نہ ہو گیا ہو چنانچہ اس غرض سے حدیث اور تطلب صمدیت کے ورود مسعود کے متعلق عرفائے باطن نے جو پیشگوئیاں بیان کی ہیں ان کا ایک اجمالی خاکہ یہاں پیش کرنا چاہتے ہیں رمضان المبارک [illegible] میں جبکہ آپ کی ولادت میں ہنوز نصف قرن کی مدت باقی تھی شیخ ابو محمد بطاحی کے بیان کے مطابق شیخ ابو بکر ہوار نے ایک جلسہ میں وعظ کہتے ہوئے فرمایا تھا کہ

"وہ زمانہ اب بہت دور نہیں جبکہ عراق میں ایک عارف اعظم پیدا ہو گا جس کا اسم گرامی "عبدالقادر" اور لقب "محی الدین" ہوگا اور وہ اپنے کارناموں سے ایک انقلاب عظیم پیدا کر دے گا (اذکار الابرار)

حضرت جنید بغدادی کا زمانہ تو آپ سے دو صدی پہلے کا زمانہ ہے ایک دفعہ کہ آپ نے مراقبہ سے جو سر اٹھایا تو ان کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے قدمہ علی رقبتی قدمہ علی رقبتی کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے اس کا کیا مفہوم و مطلب تھا۔ فرمایا مجھے بتایا گیا یک علم ہوا کہ اواخر صدی پنجم میں ایک بزرگ عبدالقادر منصہ شہود پر جلوہ گر ہوں گے جن کا لقب محی الدین ہوگا، گیلان میں پیدا ہوں گے اور بغداد میں بود و باش رہیں گے اسی طرح حضرت شیخ منصور نے ایک جلسہ میں فرمایا کہ لوگو منتظر رہو کہ اسی ملک میں ایک مرد جلیل پیدا ہونے والا ہے جس کا نام عبدالقادر ہوگا اور میں تمہیں یہ بھی بتائے دیتا ہوں کہ اس وقت پوری دنیا کے اندر مرتبہ و کمال میں کوئی اس کا ہمسر و ثانی نہ ہوگا تم میں سے جو کوئی بھی اس کے زمانہ

تک زندہ رہے تو اسے چاہیے کہ وہ اس بزرگ کے ادب و احترام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے اور اس کی پوری تعظیم ملحوظ رکھے (بہجۃ الاسرار)

شیخ منصور بہت بڑے اور صاحب تصرف بزرگ تھے یادگار وقت مشہور تھے اور عراق کے مشہور اور اکابر مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔

حضرت امام حسن عسکری نے تو اپنے وصال کے وقت اپنا سجادہ اپنے ایک خاص مرید کے سپرد کر کے یہ وصیت فرما دی تھی کہ اسے پوری طرح محفوظ رکھا جائے اور تمہاری زندگی وفا نہ کرے تو تم اپنے کسی معتمد کے حوالے کر کے تاکید کر دینا کہ وہ یہ سجادہ شیخ عالم شیخ عبد القادر کے سپرد کر دے جو پانچویں صدی ہجری کے اواخر میں پیدا ہوں گے کیونکہ یہ سجادہ انہیں کے لئے ہے چنانچہ شوال ۵۱۸ھ میں ایک عارف وقت نے حاضر ہو کر یہ سجادہ آپ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ آپ کی امانت ہے جو ایک مدت سے برابر منتقل ہوتی چلی آ رہی ہے۔ (مخزن القادریہ)

سیدنا شیخ ابو بکر بن ہوار کردی نے ایک سے زیادہ بار اپنی مجالس میں فرمایا تھا کہ اوتاد عراق آٹھ بزرگوں پر مشتمل ہیں حضرت معروف کرخی حضرت بشر حافی، حضرت سری سقطی حضرت جنید، حضرت منصور بن عمار، حضرت سہل بن عبد اللہ تستری، حضرت بن حنبل اور حضرت عبد القادر جیلانی۔ ایک دفعہ شیخ ابو محمد شنبکی نے دریافت کیا کہ حضرت سات بزرگوں کے نام ہم نے سنے ہیں اور ہم ان کے حالات سے بھی واقف ہیں لیکن یہ آٹھویں بزرگ کون صاحب ہیں فرمایا وہ عجمی ہوں گے اور اپنے عہد کے تمام اولیاء و اقطاب کے سردار ہوں گے بغداد میں ان کا دربار گرم ہو گا اور پانچویں صدی کے اواخر میں جلوہ گر ہوں گے۔

حضرت شیخ خلیل بلخی نے ایک زمانہ بہت مدت پیشتر عام اعلان کر دیا تھا کہ اواخر صدی پنجم میں عراق کے اندر ایک غوث وقت پیدا ہو گا جن کا اسم گرامی "عبد القادر" اور لقب "محی الدین" اللہ کے بندے اس کی اقتدا میں ہوں گے اس کے تصرفات وصال کے بعد بھی اسی شان سے ساتھ جاری و ساری رہیں گے اور وہ اقطاب و ابدال اور اولیاء و مشائخ کی بزم فیض کے صدر رہوں گے۔

شیخ الشیوخ حضرت عبد اللہ علی نے بھی ایسی ہی پیشینگوئی کی تھی اور بھی بہت سے بزرگوں نے اسی قسم کی بشارتیں فرمائی تھیں۔

والدین محترم کی پاکبازی و عظمت

آپ کے والدین بھی رحمت و کرم یزدانی کے وزن و مظاہر تھے دونوں بزرگ دونوں صاحبدل دونوں روشن ضمیر اور دونوں خدا دوست تھے اور اس شان یکتائی سے زندگی بسر کرتے تھے کہ عالم ملکوت تک سے ان پر انوار و الطاف کی بارشیں برستی رہتی تھیں۔ باپ کا نام ابو صالح تھا ایک مدت مجاہدات و ریاضات میں بسر کر کے زندگی کو مطلع انوار بنا لیا تھا ذرا یہ شان اتقا ملاحظہ ہو کہ ایک روز آپ لب دریا مستغرق بیٹھے ہوئے تھے آنکھ کھلی تو بھوک نے غلبہ کیا اتفاق وقت سے ایک لمحہ بھی اطمینان نہ گزرا تھا کہ سامنے سے موج دریا کی لہر ایک سیب کو اچھالتی ہوئی لے آئی۔ دیکھتے

ہی دیکھتے وہ سیب دریا کے قریب آ ہی گیا آپ نے اُسے ہاتھ بڑھا کر دریا سے نکال لیا بھوک کا غلبہ تو تھا ہی اسی وقت اسے کھا لیا۔

کھانے کو تو کھا لیا مگر اب خطرات قلب انتشار نے لگے سوال پر سوال پیدا ہونے لگا۔ خدا جانے یہ سیب کس کا تھا؟ دریا میں کیونکر گرا؟ مجھے اس کے نکال لینے کا کیا حق تھا؟ نکالا بھی تو کھایا کیوں؟ سیب نے اس کا کھانا جائز بھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ یک بیک خوف خدا کا غلبہ ہوا گھبرا گئے اور سوچنے لگے بہت ممکن ہے کہ یہ سیب ہی عتاب ربانی کا باعث بن جائے اس لئے اس کے مالک کو تلاش کر کے اس سے اسے بخشوا لینا چاہیے چنانچہ آپ اسی تلاش و جستجو میں دریا کے کنارے کنارے روانہ ہو گئے حیران و پریشان بھوکے پیاسے کئی روز تک سفر کرتے رہے آخر لب دریا ایک عظیم الشان اور خوبصورت محل نظر آیا جس سے ملحق ایک پر فضا اور وسیع باغ تھا اس باغ میں سیب کا ایک بڑا درخت بھی دیکھا جس پر کثرت سیب لگے ہوئے تھے اور جس کی شاخیں پھلوں کے بوجھ سے سطح آب پر پھیلی ہوئی تھیں قریب پہنچے تو سمجھ گئے کہ وہ سیب اسی درخت سے ٹوٹ کر دریا میں گرا تھا اور جو سیب میں نے دریا سے نکال کر کھایا تھا وہ سیب ضرور اسی درخت کا ٹوٹا ہوا سیب ہے۔

اس یقین کے بعد آپ باغ کے اندر گئے اور مالک باغ کا پتہ و نشان پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ اس باغ کے مالک سید عبد اللہ صومعی ہیں اور اس وقت اپنے دیوان خانے ہی میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ فوراً سید صاحب کے پاس پہنچے اور تمام ماجرا من وعن بیان کر کے معافی طلب کی۔

سید ابو صالح کا عقد و شرائط عقد

حضرت عبد اللہ بھی بڑے بزرگ تھے یہ سنتے ہی تاڑ لیا اور سمجھ لیا کہ یہ شخص بڑی چیز ہے فرمایا جناب آپ نے میرے باغ کا سیب میری اجازت کے بغیر کھا لیا ہے اور وہ نہ تمہارے لئے حلال تھا اور نہ میرے معاف کئے بغیر حلال ہو سکتا ہے اگر تمہاری خواہش یہی ہے کہ میں تمہیں معاف ہی کر دوں تو بارہ برس میری خدمت میں رہو اس کے بعد میں معاف کر دوں گا؟ آپ نے کوئی عذر بھی نہ کیا کہ آپ اس معافی کی اہمیت سمجھتے تھے اور بارہ برس تک خدمت میں مصروف رہے اس مدت کے منقضی ہو جانے کے بعد سید عبد اللہ نے فرمایا ایک خدمت اور ہے اس کے انجام پذیر ہو لینے کے بعد معاف کر دوں گا اور وہ یہ ہے کہ تم میری لڑکی سے نکاح کر لو اور اس کے بعد بھی دو برس میری خدمت میں رہو گے لیکن وہ لڑکی میں چار عیب ہیں اول یہ کہ وہ آنکھوں سے اندھی ہے دوسرا یہ کہ کانوں سے بہری ہے تیسرا یہ کہ وہ ہاتھوں سے لنجی ہے چوتھا یہ کہ پاؤں سے لنگڑی ہے اسی سے میں تمہارا نکاح کرنا چاہتا ہوں اور وہ جب کی مرضی ... اس لئے پسند کرنا چاہتا ہوں کہ اس مدت میں ... دیکھ لیں پھر تمہیں نصیب ہو گا ... سے ...

میں جو پہنچے تو آپ یہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے کہ دلہن نہ صرف یہ کہ تمام اعضا و جوارح سے صحیح و تندرست ہے بلکہ اس قیامت خیز حسن و جمال کی حامل ہے کہ دور دور تک جس کا نظیر نہیں پیدا ہو سکتا اور جیسے سامنے چودھویں رات کے چاند کی ضیا پاشیاں ہی گرد ہیں انگار کی ایک شان تو آپ نے یہ ملاحظہ کی کہ چودہ برس کی خدمت منظور کر لی اور ایک بظاہر سراپا عیوب جسمانی لڑکی سے شادی منظور کرلی دوسری دلفریبیاں ان جی ہو بیچے کہ آپ نے بتائے ہوئے حلیے کے خلاف جو پایا تو رات کو اس خیال سے قطعی گناہ کش رہے کہ مبادا یہ کوئی اور لڑکی ہو کہ اس میں وہ باتیں سرے موجود نہیں جو عقد کا ہونے سے پیشتر مجھے بتائی اور ظاہر کی گئی تھیں۔ دوسرے روز سید عبداللہ نے فراست باطنی سے حقیقت حال معلوم کر کے آپ سے کہا کہ میاں میں نے اپنی لڑکی کے متعلق جو تم سے کہا تھا وہ غلط نہ کہا تھا اور جو نقائص میں نے تم پر واضح کئے تھے وہ واقعی اس میں بدستور موجود ہیں۔

بزرگ جلیل کی بزرگانہ توجیہات

یعنی تم سے کہا تھا کہ وہ اندھی ہے تو واقعی وہ اندھی ہے کہ اس کی نگاہیں وقت پیدائش سے لیکر آجتک کسی نامحرم پر نہیں پڑیں وہ بہری ہے اس لئے کہ اس کے کانوں میں آجتک کوئی انداز غیر حق بات نہیں پڑی اور نہ اس نے سنی وہ لنجھی بھی ہے کہ اس کے ہاتھوں نے آجتک کسی نامحرم کو مس نہیں کیا وہ واقعی لنگڑی بھی ہے کہ اس کا قدم آجتک غیر حق کی طرف نہیں اٹھا اور نہ تمہارے حکم کے خلاف اٹھیگا۔ یہ حلیہ تعریف سنکر سید ابو صالح کی نظروں کے سامنے ایک نئی دنیا آگئی انشراح صدر ہو گیا مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی بیوی کی قدر و منزلت کا طرہ فلک الافلاک کے کنگرے کو چھونے لگا اور آپ خسر ہی کے گھر میں نہایت مسرت کے ساتھ رہنے لگے جیسے بیوی ملے اور بیوی بھی وہ جس کا ظاہر و باطن ہر قسم کی منور آرائشوں سے مزین ہو اس کی شادمانی و ابتہاج کا اندازہ کوئی کیا کر سکتا ہے جانتے ہو کہ یہ مستجمع الصفات دلہن اور نور علیٰ نور لڑکی کون تھی آقائے محترم قطب ربانی غوث صمدانی حضور شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی کی والدہ محترمہ اگرچہ حضور غوث پاک مادرزاد ولی تھے نہ بھی ہوتے تو ان صفات و حسنات کی ماں تو ہر بچہ کو ولی و قطب بنانے کے لئے کافی ہے جس خوش نصیب اور بلند بخت بچہ کو ایسی ماں مل جائے وہ ہر صورت میں عدیم روزگار ہوگا اور دنیا اس کے سامنے اپنی آنکھوں کا فرش بچھانا باعث شرف و سعادت سمجھیگی اور حقیقت یہ ہے کہ سب کچھ ہونے کے باوجود حضور غوث پاک کو سب کچھ حضور والدہ ہی نے بنایا اور ان کی تربیت و تعلیم نے حضور کے قلب منور کی ہر لوح سادہ" وہ نقوش مرتسم کئے جو نگار خانہ عالم کی زینت بن گئے اس پاکباز و محترمہ خاتون کا اسم گرامی تھا فاطمہ کنیت تھی ام الخیر اور لقب تھا امۃ الجبار گو دونوں میاں بیوی کی زندگی بہت خوشگوار تھی لیکن اولاد پیدا ہوئی آخر عمر میں حضرت فاطمہؓ نے پوری زندگی زہد و اتقا میں گذاری اور بڑے رتبہ پر پہنچکر واصل بحق ہوئیں۔

آپ کے نانا سید عبداللہ کے خوارق عادات و کمالات

سید عبداللہ صومعی زاہد یہ کہ قصبہ جیلان کے مشہور مشائخ میں تھے بلکہ رئیس اعظم بھی تھے سالہا سال عبادت و ریاضت کرتے رہے دن بھر روزے سے رہتے اور رات بھر نوافل میں بسر کرتے اتنے بڑے مستجاب الدعوات تھے کہ جو زبان سے نکل گیا سو گیا بڑے صاحب تصرف و صاحب کرامت بھی تھے دور دور تک آپ کی بزرگی و کرامت کا شہرہ تھا بہت سے مرید تھے اور بہت سے خادم شیخ محمد عبداللہ محمد قریشی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ ایک قافلہ کے ساتھ عازم سمرقند ہوئے میرے متعدد احباب کے پاس بہت سا مال تجارت تھا اور سب حضرت عبداللہ صومعی کے معتقد و ارادتمند تھے چلتے چلتے ایک صحرا میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مسلح ڈاکو گھوڑوں پر سوار ہو کر گھوتیاں اٹھائے قافلے کو لوٹنے چلے آرہے ہیں میرے احباب کے پاس چونکہ مال بہت تھا وہ گھبرا گئے اور انھوں نے خوف و اضطراب کے عالم میں پکارا یا شیخ عبداللہ صومعی ہماری مدد کیجئے اور اس مصیبت سے چھٹکارا دلائیے ابھی یہ الفاظ ختم بھی نہ ہونے پائے تھے ہم نے دیکھا کہ حضرت ہمارے پاس کھڑے ہیں انہوں نے ان ڈاکوؤں کو مخاطب کر کے فرمایا ہمارا رب پاک و بے عیب ہے! ہٹ جاؤ اور ہم سے دور ہو جاؤ۔

اس آواز کے سنتے ہی ڈاکوؤں پر ایک ہیبت طاری ہوگئی اور وہ بے تحاشا بھاگے اور ایسے بھاگے کہ انہوں نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا اس گھبراہٹ اور اضطراب میں تو کسی کو خیال و ہوش ہی نہ رہا تھا لیکن جب خطرات کی آندھیاں تھم گئیں قافلہ والوں کو ڈاکوؤں کے دست تظلم و تطاول سے نجات مل گئی تو انہوں نے ادھر ادھر شیخ کی تلاش شروع کی مگر کوئی پتہ نہ لگا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ آپ کدھر تشریف لے گئے پتہ لگ بھی کیا سکتا تھا کہ وہ شکل شکل مثالی تھی اولیاء اللہ کے اجسام کثرت عبادات اور فرادانی کسب انوار سے اس درجہ لطیف ہو جاتے ہیں کہ ان کے اندر بھر ہوا برابر مادیت بھی تو باقی نہیں رہتی وہ سراپا روح ہو جاتے ہیں اور ایک ایک وقت میں سینکڑوں اور ہزاروں جگہ موجود ہو سکتے ہیں ضرور جو شکل کہ صحرا میں ظاہر ہوئی وہ مثالی شکل تھی لیکن اولیاء اللہ کو رب قدیر کی طرف سے ایسی قوتیں ودیعت کی گئی ہیں ان کے لئے اصلی و مثالی شکل کی بھی کوئی قید نہیں جہاں پر حقیقتا وہ وہی ہیں جڑ اور شاخ میں باہم کوئی فرق نہیں جو تیر جستہ کو راہ سے واپس لا سکتے ہیں وہ کیا نہیں کر سکتے۔

جب انہی لوگوں نے جیلان آکر قافلے والوں کا یہ حال بیان کیا تو جیلانی کہنے لگے واہ اس وقت تو ہم خود شیخ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس قسم کی بکثرت کرامات آپ سے سرزد ہوئیں دنیا والوں کو آپ سے بہت فیوض و برکات حاصل ہوئے بہت خوش اخلاق اور منکسر المزاج بھی تھے۔

بزرگ پھوپھی کی بزرگ باتیں

یہ بھی جلالت شان و عظمت حضور غوث پاک کے نانا کا یہ تو گھر کا گھر ہی نہیں خاندان کا خاندان مطلع انوار تھا۔ والد محترم والدہ مکرمہ بزرگ نانا کے حالات کا اجمالی خاکہ آپ دیکھ چکے اب پھوپھی کا رنگ

کمال یہ تھا ور مشہور ہے کہ جیلان میں قحط پڑتا ہے زمین تپنے لگی ہو ابر کے ایک ٹکڑے کے دیکھنے کو لوگوں کی آنکھیں ترس جاتی ہیں آسمان فولاد کا معلوم ہوتا ہے ایک قطرہ بھی نہیں برستا لوگ پریشان ہو جاتے ہیں ہر طرف ایک شور بلند ہوتا ہے نماز استسقا پڑھی جاتی ہیں عاجزی کی جاتی ہے مگر کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہوتا لوگ تنگ آکر حضور غوث پاک کی پھوپھی کے پاس آتے ہیں اور استدعا کرتے ہیں کہ آپ بارش کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں ان محترمہ کا اسم گرامی عائشہ اور کنیت ام محمد تھی اور یہی نہیں کہ نہایت پاکباز و پاک باطن نہایت عابدہ و زاہدہ نہایت صالحہ و متقی تھیں بلکہ رتبہ کمال کو پہنچی ہوئی تھیں۔

لوگوں کی استدعا پر آپ اٹھتی ہیں صحن میں آتی ہیں جھاڑو اٹھا کر آنگن جھاڑتی ہیں اس کے بعد بارگاہ ایزدی میں دعا کرتی ہیں کہ:-

"الٰہ العالمین میری بندی نے جھاڑو تو دے دی اب چھڑکاؤ تو کر دے"!

جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے پھر وہ ہر طرح اس کے ناز اٹھاتا ہے ہر طرح نوازتا ہے اور جو وہ کہے وہی کرتا ہے اور اس کے قول کی لاج رکھتا ہے مذکورہ بالا الفاظ کے زبان سے نکلتے ہی افق سے تاریک ابر اٹھا اور اتنی بارش ہوئی کہ جل تھل ہو گئے۔

ان بزرگ و محترم خاتون اور اللہ کے ولی کا مزار جیلان ہی میں ہے اور اہل نظر آج بھی مرقد مبارک پر زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

آفتاب غوثیت کا طلوع

حضرت غوث اعظمؓ کی ولادت باسعادت

آپ کے والدین کو اولاد کی جانب سے گو نہ مایوسی نہیں قطعی نومیدی ہو چکی تھی کہ رب قدیر نے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار کیا اور ساٹھ برس کی عمر میں کہ یہ وہ عمر ہے جس میں عورتیں مسلمہ طور پر ناقابل اولاد ہو جاتی ہیں اپنی والدہ گرامی حضرت فاطمہؓ کے بطن سے آپ پیدا ہوئے پیدا ہوتے ہی فضائے بسیط میں نور و ضیا کی لطیف لہریں دوڑنے لگیں دنیائے روحانیت میں ایک ہما ہمی پیدا ہو گئی وہ سرزمین جو کشت آرزو سے محروم و خشک ہو چکی تھی اسے سرسبزی نصیب ہوئی سعادتوں کے ابواب وا ہو گئے نئے نئے انقلابات و عرفان میں چہل پہل نظر آنے لگی اور ہر طرف قدسیوں میں ایک شور تہنیت برپا ہو گیا۔

سنہ ۴۷۱ھ کی شب یکم رمضان وہ مبارک شب تھی جس میں یہ قطب ربانی اور عارف صمدانی کتم عدم سے پردۂ وجود پر جلوہ گر ہوا اور آسمان والے نے زمین والوں پر رحمتوں کرمتوں اور برکتوں کی بارش پوری شان اور پوری آن بان کے ساتھ شروع کر دی مالک الرقاب اور زیب تاج اولیا آپ کی تاریخ ولادت ہیں۔

شب ولادت ہی میں آپ کے والد گرامی حضرت سید ابو صالح نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو خواب میں دیکھا کہ اپنے صحابہ کرام اور اولیائے عظام کے ساتھ تشریف لائے ہیں انوار غیبی سے پورا مکان کا مکان منور ہے فرمایا اے ابو صالح! آج اللہ تعالیٰ نے تجھے وہ فرزند جلیل عطا فرمایا ہے جو شیخ العصر قطب زمان اور غوث وقت ہوگا۔ اس کا رتبہ بڑا بلند ہے میرا جگر گوشہ اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو۔ آپ یہ خواب دیکھ کر فرط مسرت سے بیتاب ہو گئے آنکھ کھلی تو ہر طرف عطریات کی خوشبوئیں پھیلی ہوئی تھیں یہ کوئی استعجاب کی بات نہیں ہماری مرتبہ و مدونہ کتاب مشکوٰۃ اولیا میں آپ کو اکثر ایسے واقعات ملیں گے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بزرگوں کو اسی قسم کی مختلف بشارات دی ہیں جس کا رتبہ جتنا بلند ہوتا ہے اسے اتنے ہی شاندار طریق پر بشارت دی گئی ہے حضور آقائی غوثؓ چونکہ قدوۃ اولیا ہیں اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاص شان پیغمبرانہ اور عظمت مرسلانہ کے ساتھ تشریف فرما ہوئے اس طرح کہ صحابہ کرام بھی ساتھ تھے اور اولیائے عظام بھی!

ایک اور نئی بات دیکھی گئی کہ آپ کی شب ولادت کو صوبہ جیلان کے اندر جتنی ولادتیں ہوئیں ان میں کوئی ایک لڑکی بھی نہ تھی سب لڑکے ہی لڑکے تھے کل ولادتوں کا شمار ۱۱۰۰ تھا اور ان میں ایک بھی لڑکی نہ تھی بہت ممکن ہے کہ آپ کے مین ولادت سے یہ تمام لڑکے ہی آگے چل کر ولی بنے ہوں ہم نے تحقیق کی ہے ان کے تمام اسمائے گرامی کا تو پتہ نہ چل سکا مگر یہ ضرور تحقیق ہو گیا کہ صوبہ جیلان کے وہ تمام لڑکے جو آپ کی شب ولادت کی پیدائش تھے سب کے سب ولی کامل ہیں نے اہ ہونے چاہیے تھے کہ وہ شب آخر کس در بزرگ محترم کی شب ولادت تھی اس شب کے انوار و تجلیات کا نزول انھیں ولی بنائے بغیر رہ ہی نہ سکتا تھا۔

زمانۂ رضاعت و شیرخواری

ولادت کے بعد ایک ماہ متواتر یہ معمول دائمی رہا کہ آپ اپنی والدہ بزرگ کا دودھ نہ پیتے اور عین اس وقت کہ مغرب کی اذان ہوتی آپ اسے منہ لگاتے۔ رمضان کا آغاز تھا گویا آپ احکام شریعت کے اتباع میں دن بھر صائم رہا کرتے تھے حالانکہ یہ وہ سن ہوتا ہے کہ کچھ دن میں بار بار دودھ پیتے ہیں اگر ذرا دیر ہو جاتی ہے تو رونے لگتے ہیں مگر آپ رونا کیسا کسی اضطراب کا بھی اظہار نہ کرتے تھے۔

آپ کی والدہ محترمہ ہی کا بیان ہے کہ اگلے سال لوگوں کو ہلال رمضان کے متعلق اشتباہ پیدا ہو گیا آسمان پر ابر محیط تھا اور کچھ فیصلہ نہ ہو سکا کہ چاند ہو گیا یا نہیں چونکہ آپ کی والدہ ماجدہ ایک قطب وقت کی بیٹی اور شیخ زماں کی بیوی تھیں اس لئے عوام و خواص آپ کی بہت عزت کرتے تھے وہ آپ کے دروازہ پر حاضر ہوئے کہ آپ ہمیں بتائیں کہ ہلال رمضان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے اس معاملہ میں آپ ہماری رہنمائی کریں فرمایا میں کس قابل ہوں اور آپ کی کیا رہنمائی کر سکتی ہوں البتہ یہ کہہ سکتی ہوں کہ کل چاند ہو گیا ہو اور آج رمضان کی پہلی ہی تاریخ ہے کیونکہ میرے بچہ نے آج دودھ نہیں پیا اسی سے میں نے یہ خیال قائم کیا ہے۔ کچھ مدت کے بعد معتبر اور مستند شہادتوں سے اس امر کی تصدیق ہو گئی کہ ہلال رمضان نظر آگیا ہے۔

اس کے بعد اطراف و اکناف صوبہ میں شہرت ہو گئی کہ سید ابو صالح کے گھر ایک عجیب بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان میں ماں کے دودھ کو ہاتھ نہیں لگاتا

یہ آپ کی سب سے پہلی شہرت تھی جو اقصائے عالم میں پھیلی۔

زمانہ طفولیت کے عارفانہ انداز

تربیت و تعلیم کے مظاہر انوار

ابھی آپ نے اچھی طرح ہوش بھی نہ سنبھالا تھا اور آغوش پدری کے پورے لطف بھی نہ اٹھانے پائے تھے کہ آپ کے شفیق باپ سید ابو صالح آپ کو داغ یتیمی دے گئے۔ بزرگ باپ کا تو انتقال ہو چکا تھا لیکن آپ کے عارف نانا ابھی زندہ تھے سید عبد اللہ صومعی نے آپ کو اپنے کنار عاطفت میں لے لیا تربیت و تولیت کا یہ کیسا درخشاں نظارہ تھا اتنے بڑے بزرگ اور اتنی بڑی صالحہ خاتون ایک بزرگ بچہ کی تعلیم و تربیت پر مقرر ہوتے ہیں۔ اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ آپ اور بچوں کی طرح بچوں کے ساتھ نہ کھیلا کرتے تھے اگر کبھی کھیلنے کا قصد بھی کرتے تو غیب سے آواز آتی۔

الی یا مبارک ابتدا میں یہ حالت تھی کہ آپ یہ غیبی آواز سنکر سہم جاتے تھے اور ماں کے پاس جا کر چھپ جاتے تھے اسی قسم کی صدہا باتیں روزمرہ ظہور میں آتی رہتی تھیں۔

نہایت صاف شفاف رہتے گرد اور دھول وغیرہ میں نہ کھیلتے تھے بہت مؤدب رہتے تھے بزرگ ماں نے ابتدا ہی سے بچے کو نیک و موزوں تعلیم دینی شروع کردی تھی اور بچہ کی جملہ حرکات و سکنات پر نظر رکھتی تھیں پانچویں سال میں قدم رکھتے ہی ماں نے آپ کو مکتب میں بٹھا دیا اور دس برس کی عمر میں آپ نے ابتدائی تعلیم میں اچھا درخور پیدا کر لیا تھا۔ بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ دس برس ہی کی عمر تھی کہ آپ ایک مرتبہ مکتب میں جا رہے تھے کہ آپ کو راستے میں پیچھے پیچھے ملائکہ آتے ہوئے نظر آئے اس کے بعد یہ صورت برابر قائم رہی اور وہ آواز دیتے تھے کہ اس ولی اللہ کو بیٹھنے کے لئے جگہ دو اس کے لئے جگہ خالی کر دو۔ آپ خود کہتے ہیں کہ سب سے پہلے مجھے اسی عمر میں اسی واقعہ پر اپنے ولی ہونے کا احساس ہوا اور سمجھا واقعی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا ولی بنا لیا ہے اٹھارہ برس کی عمر میں آپ نے جیلان ہی میں اتنی تعلیم حاصل کر لی تھی کہ فارغ التحصیل ہو لیئے تھے مگر اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے آپ کے قلب میں انتہائی تڑپ موجود تھی اس لئے آپ نے جیلان سے بغداد تشریف لیجانے کا عزم کر لیا جس کی وجہ آپ ہی نے خود یہ بیان کی ہے کہ میں ایک روز کہ وہ دن عرفہ کا تھا شہر سے باہر سیر کو چلا جا رہا تھا کہ راستے میں ایک بیل ملا جس نے دفعتہ پیچھے مڑ کر دیکھا اور میری طرف منہ کر کے کہا کہ مالھذا خلقت و لا بھذا امرت تو اس لئے نہیں پیدا کیا گیا اور تجھے اس کا حکم ملا ہے بیل کی زبان سے یہ الفاظ سنکر متحیر ہوئے مگر یہی وقت تھا کہ آپ کے قلب میں محبت الٰہی کا ایک جذبہ فراواں پیدا ہو گیا گھر پہنچے اور والدہ گرامی سے جا کر عرض کیا کہ آپ مجھے تکمیل علوم شریعت کے لئے بغداد جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں ساتھ ہی آپ نے بیل کی بات بھی سنا دی چنانچہ انہوں نے اجازت دیدی۔

بزرگ ماں کی بزرگانہ نصیحت

سید ابو صالح نے ترکہ میں اسی دینار چھوڑے تھے آپ کی والدہ نے ان کے دو حصے کئے چالیس دینار آپ کے بھائی کیلئے رکھ لئے اور چالیس آپ کے لئے علیحدہ کر کے آپ کی فرغل کے استر میں سی دیئے کہ کسی کو ان کا پتہ نہ چلے اس کے بعد فرمایا کہ بیٹا جاؤ میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتی ہوں مگر میری یہ ایک نصیحت خوب غور سے سن لو اسے نہ بھولنا کوئی موقع ہو مگر جھوٹ نہ بولنا ہمیشہ سچ بولتے رہنا اور یہ سمجھنا کہ یہ میری پیاری ماں کی نصیحت ہے۔

آپ ایک قافلہ کے ساتھ چلے جا رہے تھے ہمدان تک تو یہ سفر بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا یہاں سے جو آگے بڑھے تو قزاقوں نے اچانک حملہ کر کے لوٹ مار شروع کر دی اور جو جس کے پاس تھا لوٹ لیا آپ سے کسی ڈاکو نے کوئی تعرض نہ کیا کچھ دیر بعد ایک ڈاکو لوٹ کر آپ کی طرف آیا اور یونہی سرسری طور پر پوچھا کیوں لڑکے تیرے پاس بھی کچھ ہے یا یونہی خالی گھر سے نکل کھڑا ہوا ہے فرمایا نہیں میں گھر سے خالی نہیں نکلا میرے پاس رقم ہے ڈاکو نے ایک نظر ڈالی اور اسے ہنسی سمجھ کر واپس چلا گیا ایک اور ڈاکو نے آکر وہی سوال کیا اور وہ بھی وہی جواب پا کر اور آپ کی صداقت کو ایک استہزا سمجھ کر واپس چلا گیا جب تمام ڈاکو سردار کے پاس پہنچے مال کی تقسیم شروع ہوئی تو بر سبیل تذکرہ دونوں ڈاکوؤں نے سردار سے کہا کہ قافلے میں ایک لڑکا ہے پاس کچھ بھی نہیں مگر ہاں جو کوئی پوچھتا ہے کہہ دیتا ہے کہ ہاں میرے پاس رقم موجود ہے۔

سردار نے کہا جاؤ اسے پکڑ کر میرے پاس لاؤ چنانچہ ڈاکو آئے اور پکڑ کر پہاڑ کے ٹیلے پر لے گئے جہاں سب ڈاکو مال تقسیم کر رہے تھے سردار نے صورت دیکھتے ہی پوچھا۔ سچ سچ بتا کہ تیرے پاس کچھ ہے فرمایا ہے تلاشی لی گئی تو کچھ نہ نکلا۔ پوچھا کیا ہے؟ اور کہاں ہے؟ فرمایا چالیس دینار ہیں اور میری فرغل کے استر میں بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں دیکھا گیا تو واقعی چالیس درہم سلے ہوئے بجنسہ نکل آئے سردار نے متحیر ہو کر پوچھا کہ لڑکے اتنا تو تجھے علم ہی ہے کہ ہم ڈاکو ہیں، مال لوٹ لیتے ہیں اور یہ رقم تیرے پاس کچھ اس طرح محفوظ تھی کہ کسی کو اس کا پتہ چل ہی نہ سکتا تھا تجھے اس رقم کے ضائع ہو جانے کا ذرا بھی اندیشہ نہ ہوا اور نہ ہمارا خوف کیا۔ فرمایا خوب! کیا میں صرف چالیس دینار کی خاطر جھوٹ بولتا اور اپنی ماں کی نصیحت کی پرواہ نہ کرتا میری ماں نے چلتے وقت مجھے نصیحت کر دی تھی کہ کسی حالت میں جھوٹ نہ بولنا۔

اطاعت والدین و صداقت بیانی کا شاندار مظاہرہ

آپ کی زبان سے یہ الفاظ سنکر ڈاکوؤں کا سرغنہ اس درجہ متاثر ہوا کہ اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے بہت رویا اور کہا کہ افسوس تجھے تو اپنی ماں سے کئے ہوئے عہد کا اتنا خیال ہے اور میں ایک مدت سے اس عہد کو بھلائے ہوئے ہوں جو اللہ سے کیا تھا یہ کہا اور آپ کے قدموں پر گر کر ڈاکہ زنی سے توبہ کی واقعہ بہت موثر تھا ڈاکو بھی اپنے

جد باعث گر تا ہو میانہ رکھ سکے ہوئے کہ اے سردار جس طرح تو سلب و نہب میں ہمارا سردار تھا اسی طرح اب توبہ میں تو ہمارا سردار اور پیش رو بنا ہم تیرے ساتھ ہیں توبہ کرتے ہیں۔ آئندہ سے ہم بھی پوری پاکبازانہ زندگی بسر کریں گے سردار کیلئی اور رہزنی کے قریب بھی نہ پھٹکیں گے چنانچہ تمام ڈاکوؤں نے ایک ایک کر کے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور عہد کیا کہ اب کبھی ڈاکہ نہ ڈالیں گے یہی نہیں کہ انہوں نے سلب و نہب سے توبہ کر لی بلکہ قافلہ والوں کا جتنا مال چھین لوٹا تھا وہ سب کا سب واپس کر دیا ایک ایک کے پاس پہنچے اور ایک ایک سے معافی مانگی عجیب منظر تھا عجیب صورت ظالم مظلوم کی صورت اختیار کر چکے تھے سروں کو ٹھکرانے والوں کے سر خود ندامت سے جھکے ہوئے تھے ہنسانے تھے رلانے والے خود رو رہے تھے اور لوٹنے والوں کے دل ... صحرا میں لٹ رہے تھے قزاقوں کا سردار احمد جو ایک خوفناک اور نامور ڈاکو تھا اس کی آنکھ سے تو آنسو تھمتا ہی نہ تھا اس کے اب ... موثر نظارہ یہ تھا کہ قافلہ والوں میں سے ایک ایک کے پاس آتا اور روتے روتے کہتا ... تھا کہ آپ کی بدولت ہم نے ایک عذاب الیم اور خسران عظیم سے نجات حاصل کی۔

گویا یہ سب سے پہلا موقعہ تھا کہ نادانستہ طور پر آپ سے مخلوق خدا کو ولایت علمی اور فساق و فجار کی ایک جمعیت کی جمعیت نے فسق و فجور سے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی یہ کوئی کرامت نہیں یہ امر محال نہیں بلکہ صرف شریعت غرا سے اسلامیہ کے ایک حکم ربانی پر والہانہ عمل کا ایک مظاہرہ ہے چونکہ آپ کا عمل ... داستان دستار کی صورت اختیار کر چکا تھا اور حالات نے اسے نہایت جاذب و دلکش بنا دیا تھا اس سے اس نے انتہائی اثر پیدا کیا۔ لڑکپن ضیاع مال سے بے پرواہی، ماں کی نصیحت پر بے خوفانہ عمل اور صداقت بیانی میں مستعدی وہ چیزیں تھیں جنہوں نے دلوں کی دنیا ہی بدل دی لڑکے آج بھی موجود ہیں مگر کوئی ہے جو اپنی ماؤں کا کہنا اس بے عذری مستعدی کے ساتھ مانے ہمارا تو پرانا مقولہ ہے کہ بچہ وہی سعادتمند ہوگا جو ماں سے ڈرے باپ سے تو سب ہی ڈرا کرتے ہیں۔ اس واقعہ میں نہ صرف فرزندان توحید بلکہ پوری دنیا کے لئے اطاعت والدین اور راستگوئی اور صداقت بیانی کے لئے کتنے گرانمایہ سبق موجود ہیں کاش مسلمان اس واقعہ کو حقیقت و بصیرت کی روشنی میں دیکھیں اور اپنے اندر بھی ایک تغیر پیدا کرنے کی سعی کریں اور اپنی ماؤں کی اطاعت کرتے اور ہر حالت میں سچ بولتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ خود محفوظ رہتے ہیں بلکہ دوسروں کی بھی حفاظت کا باعث بنجاتے ہیں۔

معقولات و منقولات میں تبحر و کمال

۴۸۸ھ وہ مبارک ہجری سال ہے جبکہ اس غوث عالم غوث وقت اور غوث جہاں نے ارض بغداد کو پہلی مرتبہ اپنے قدوم میمنت لزوم سے سعادت اندوز کیا آپ اس واقعہ پر ایک سرسری نظر ہی نہیں ایک ارتقائی اور نصیحت اندوز بھی نظر ڈال کر ذرا غور تو کریں کہ ایک یتیم لڑکا کس طرح اس زمانہ میں جبکہ سفر فی الواقع نمونہ سقر ہوتا تھا اور وسائل حمل و نقل میں آجکل جیسی آسانیاں نہ تھیں پورے چار سو میل کا سفر کر کے تن تنہا بغداد پہنچتا ہے اور محض حصول علم کے لئے پہنچتا ہے پھر اس ماں کا جگر بھی دیکھئے کہ وہ اپنے لاڈلے کو کس طرح اکیلا اتنے دور دست مقام پر بھیجدیتی ہے جہاں سے ایک ماہ کے اندر بھی فوری پہنچنا ساعی کے باوجود خیریت ملنے کا کوئی امکان نہیں یہی وہ مائیں اور وہ نونہال اور وہ فرض شناسیاں تھیں جنہوں نے ملت اسلامیہ کو عرش ترقی پر فائز کر رکھا تھا اور جس نے فرزندان توحید کو فلک شہرت کا مہر و ماہ بنا دیا تھا آج مسلمان یورپینوں کی ہمتوں اور محنتوں کو دیکھتے ہیں تو حیرت کرتے ہیں لیکن ان کے زمانہ اقبال کی تاریخ اس سے کہیں زیادہ روشن ترمثالوں سے لبریز ہے بغداد شریف پہنچکر آپ ہر طرف سے یکسو اور بے نیاز ہو کر تحصیل علوم میں مصروف ہو گئے۔

اس وقت بغداد مرکز علوم و فنون بنا ہوا تھا اور اس کی علمی شہرتیں بین الاقوامی صورت اختیار کر چکی تھیں بڑے بڑے کالج بڑے بڑے مدارس اور بڑے بڑے مکاتب جیسے ... موجود تھے جن میں مشاہیر علما و فضلاء مصروف درس و تعلیم تھے اور دنیائے اسلام کے ہر حصہ اور ہر گوشہ کے طلبا موجود تھے آپ نے یہاں علامہ ابوزکریا یحییٰ تبریزی، ابو غالب احمد ابو القاسم علی ابن بنیٰ عبد اللہ، ابو الوفا علی بن عقیل حنبلی اور قاضی ابو سعید مبارک بن علی مخزومی حنبلی سے حدیث و فقہ تفسیر و قرآت بلاغت و بیان ادب و انشا اور ریاضی و منطق کی تعلیم حاصل کی علامہ تبریزی اس عہد میں مدرسہ نظامیہ میں علوم ادب کے مدرس اعلیٰ تھے ان کی توجہ سے آپ جلیل ادیب بھی بن گئے کہ انھیں ادبیات میں شہرت تامہ حاصل تھی۔

چھ سات سال کے اندر ہی اندر آپ نے علوم متداولہ میں تبحر حاصل کر لیا اور علم انساب، علم قرات، علم تفسیر علم حدیث علم فقہ علم تاریخ، علم کلام علم ادب، علم نحو علم عروض، علم مناظرہ، علم فراست وغیرہ میں نہ صرف یہ کہ سند فضیلت حاصل کر لی بلکہ وہ ناموری پیدا کی کہ علماء و فضلاء تک آپ کا احترام کرنے لگے۔ ذی الحجہ ۴۹۶ھ وہ مہینہ ہے جس میں آپ نے مذکورہ علوم کی سند تکمیل حاصل ہوئی تھی۔

طالب علمانہ زندگی کے روشن پہلو

آپ نے یہ تو سن لیا اور پڑھ لیا کہ حضرت غوث الاعظم نے صرف ۴۸۸ھ اور ۴۹۶ھ کے درمیانی زمانہ میں علوم متداولہ کی تکمیل کر کے سند فضیلت حاصل کر لی اور سر آمد روزگار اور یگانہ عصر بن گئے لیکن اب ایک نظر ان تکالیف و شدائد پر بھی نظر ڈالئے جو آپ کو اس مدت ہفت سالہ میں گوارا کرنی پڑیں آپ کے پاس جو چالیس دینار تھے گو وہ ایک خاص مدت کے لئے معمولی خوراک کو متکفل ہو سکتے تھے مگر ابتدا ہی سے آپ کے اندر فیاضانہ جذبات معروف کار زندگی تھے اور دوسروں کی تکالیف اپنی آنکھوں سے دیکھ نہ سکتے یہی وجہ تھی کہ ایک قلیل وقفہ مدت ہی میں سب کے سب دینار ختم ہو گئے کوئی عزیز و قریب بغداد میں موجود نہ تھا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ ایک فقر و فاقہ کی اذیتوں میں مبتلا ہو گئے کئی کئی روز فاقے ہونے لگے انتہا یہ نہی کہ پتوں اور گھاس پر گذر ہونے لگی کوئی ایک سال کے بعد شفیق ماں نے کچھ اور روپیہ کرکرا کے

بھیجا تو آپ نے اسی روز آنے والے فقراء کو تقسیم کر دیا جو بھوک کی شدت سے بیتاب ہو کر ایوان ہائے کسریٰ کے کھنڈروں میں کچھ نہ کچھ ڈھونڈھتے پھر رہے ہوئے دیکھے گئے تھے اور صرف ایک حصہ ہی اپنے لئے رکھا جو بہت جلد ختم ہو گیا پھر وہی دن تھے اور وہی راتیں۔

پھر کچھ مدت کے بعد ماں نے آٹھ دینار بھیجے اور یہ اس وقت پہنچے جبکہ شدید فاقوں نے آپ کو نڈھال کر رکھا تھا۔ ایک مرتبہ کئی روز کے فاقوں میں جبکہ یہ حالت ہو گئی تھی کہ حواس تک بجا نہ رہے تھے اور سر چکرا رہا تھا آپ جو مسجد میں گئے تو ایک شخص کو بھنا ہوا گوشت اور روٹی کھاتے دیکھا خود ہی فرماتے ہیں کہ اس وقت شدت جوع سے میری یہ حالت تھی کہ بس نہ چلتا تھا کہ کس طرح اس سے روٹی چھین لوں وہ لقمہ اٹھاتا تھا تو میرا منہ خود بخود بیساختہ کھل جاتا تھا اس نے دیکھتے ہی بڑے اصرار سے مجھے ساتھ بٹھایا اور کھلایا اسی دوران میں آستہ آستہ یہ معلوم ہوا کہ میں جیلان کا رہنے والا عبد القادر ہوں تو اس پر رقت طاری ہو گئی کہنے لگا تمہاری والدہ نے آٹھ دینار تمہیں بھیجے تھے تلاش کیا نہ ملے اور میرا بھی تمام اندوختہ برباد ہو گیا تو میں نے آج تیسرے روز کے فاقے پر ان میں سے ایک درہم کا یہ کھانا لایا ہوں اور اب اس کے مالک درحقیقت تمہی ہو۔

جوش ایثار اور فیاضی ملاحظہ ہو کہ تکلیف واذیت کی تو یہ عالم ہے پھر بھی آپ اسے ان آٹھ دیناروں میں سے چند دینار عطا فرما دیتے ہیں اور اسے تسکین دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بھائی کوئی اضطراب کی بات نہیں میرا مال تمہارا ہی مال ہے (قلائد الجواہر)

عہد مبارک کے حالات

اس عہد زمانہ کے مسلمانوں کا یہ شغف وشوق ملاحظہ فرمائیے کہ شیخ ابو محمد عبداللہ جبائی کے بیان کے مطابق اس وقت بہت سے طلبا بغداد میں ایسے موجود تھے جو بعقوبا موضع میں فصل کے وقت چلے جاتے اور لوگوں سے غلہ مانگ لاتے مگر آپ نے کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلایا کہ طالب حق واقعی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا کرتے بہت سے ایسے علماء ہوئے ہیں جنہوں نے اسی طرح غربت وافلاس میں پڑھا اور آگے چل کر شہرت وترقی حاصل کی بہرکیف جب تکالیف اٹھاتے اٹھاتے اور فاقے کرتے کرتے آپ کا حال غیر ہونے لگا تو ایک روز آپ نے یہ غیبی صدا سنی کہ اے عبد القادر آ اور روٹی قرض لیکر کھا تاکہ تحصیل علوم میں رخنہ نہ پڑے اور تو سکون کے ساتھ سلسلۂ تعلیم جاری رکھ سکے آپ کے منہ سے بیساختہ نکلا کہ میں تو خود ایک غریب اور مفلس شخص ہوں مجھے کون قرض دیگا اور مل گیا تو ادا کہاں سے کروں گا جواب ملا تو اپنا کام کر ادا ہم خود کر دیں گے چنانچہ آپ اس غیبی ہدایت پر نانبائی کی دکان پر گئے اور کہا کہ بھائی اگر تم مناسب سمجھو تو اس شرط پر آدھی روٹی روز قرض دیدیا کرو کہ اگر کچھ کہیں سے مل گیا تو ادا کر دوں گا اور مر گیا تو معاف کر دینا۔

نانبائی بھی کوئی فقیر دوست واقع ہوا تھا یہ سنتے ہی اس پر رقت طاری ہو گئی اور بولا کہ آپ کا جو دل چاہے مجھ سے لیا کریں اور کچھ فکر نہ کریں اس روز سے آپ اس سے روزانہ ڈیڑھ روٹی روزانہ لے آیا کرتے ایک مدت کے بعد آپ کو کایک خیال آیا کہ یہ تو بڑی ندامت وشرم کی بات ہے کہ روٹی تو روزانہ لے آؤں اور دوں ایک پیسہ بھی نہیں اس خیال کے آتے ہی پھر ایک غیبی آواز سنی کہ فلاں مقام پر جا کر دیکھ اور جو ملے وہ اس دوکاندار کو دیدے وہاں جو گئے تو ایک سونے کا ٹکڑا ملا جو آپ اسے دے آئے غرض بقول آپکے زمانۂ تعلیم میں آپ پر وہ تکالیف گذریں جو اگر پہاڑ پر بھی گذرتیں تو وہ بھی شق ہو کر رہ جاتا جب ہجوم مصائب سے کلیجہ منہ کو آنے لگتا تو آپ چت زمین پر لیٹ جاتے اور پڑھتے فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا بیشک مصائب وشدائد کے ساتھ سہولت وآسانیاں بھی ہیں اور بلاشبہ تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ چنانچہ اس آیت کے پڑھتے ہی وہ مصائب وافکار دور ہو جاتے۔

ایک امر خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ آپ دوران تعلیم میں سبق پڑھ کر شہر میں قیام نہ فرماتے بلکہ قریبی جنگلوں ویرانوں اور بیابانوں میں چلے جاتے اور وہیں پڑے رہتے غرض یہ کہ زمانہ تعلیم کا بہت بڑا حصہ آپ نے دریائے دجلہ کے کنارے کی اُگی ہوئی بوٹیوں کے پتوں گھاسوں اور کاہو پر بسر کی اور اتنی شدید تکالیف اٹھا کر پڑھا۔

حضور غوث اعظم وہ بزرگ وجلیل ہستی ہیں جن کا احترام تمام دنیائے اسلام سات صدیوں سے متواتر کرتی چلی آ رہی ہے مگر شاید ملت کے اس بے پناہ ہجوم میں ایک فی ہزار بھی ایسے نہ ہوں گے جنہوں نے آپ کی زندگی کے اس پہلو پر نگاہ ڈالی ہو کہ آپ کو کمالات حاصل ہونے میں وہ کن صعوبتوں اور مصیبتوں سے ہوئے اور کتنے مصائب ونوائب اٹھا کر آپ اس درجہ پر پہنچے اس خصوصیت میں آپکی زندگی ہر طرح سبق آموز ہے اور اس سے یہ احساس ہو سکتا ہے کہ دنیا میں ترقی وعروج حاصل کرنے کے لئے بڑے صبر اور بڑے استقلال کی ضرورت ہے آج کون ہے جو ہندوستان سے نکل کر دارالسلطنت پہنچے اور پہنچ بھی جائے تو وہاں مسلسل فاقے کرکے اور ساگ پتوں اور گھاسوں پر گذارہ کرکے کسب کمال کر سکے اگر ہمارے محترم آغا نے یہ کیا ہے جو ہر طرح اشرف وافضل تھے تو کوئی وجہ نہیں کہ دوسروں کے لئے یہ چیز وجہ ذلت بن سکے آج جو ترقی مفقود ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں میں وہ ہمتیں اور وہ استقلال صبر باقی نہیں رہا اور افلاس کے شکنجہ میں آکر تو وہ بالکل ہاتھ پاؤں چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ انسان اگر ترقی کرنا چاہے تو وہ ہر حال میں کر سکتا ہے۔

شیر بیشۂ غوثیت کی شیرانہ تگ ودو

علوم طریقت وحقیقت کے حصول کی مساعی

ایک عارفۂ کاملہ سے ملاقات

ہم واضح کر چکے ہیں کہ آپ مادر زاد ولی تھے مگر یہ ضرور ہے کہ آپ پر جذب وسکر کا زیادہ غلبہ نہ تھا سلوک وہوش میں رہتے تھے ابھی آپ کا شباب ہی تھا کہ آپ حج کے لئے مکہ شریف پہنچے راستے میں ایک جگہ آپکی

ملاقات شیخ عدی بن مسافر سے ہوئی دونوں نے ساتھ ساتھ سفر کرنا شروع کیا دونوں چلے جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں ... ایک نوعمر و خوش خبر حبشی لڑکی جو بہت لطیف معلوم ہوتی تھی اور برقعہ پہنے ہوئے تھی نمودار ہوئی اور آپ کے سامنے آ کھڑی ہوگئی ایک تیز اور غائر نظر آپ کے چہرہ پر ڈال کر پوچھا بتو فرمایئے کہ آپ کا وطن کہاں ہے؟ آپ کے بتانے پر بولی کہ آج میں آپ کی خاطر بہت تھک چلی بہت ڈھونڈا ہے مجھے مراقبہ میں یکایک یہ معلوم ہوا تھا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے بڑا کرم و فضل کیا ہے اور وہ رتبہ عطا فرمایا ہے جو کہ اس زمانہ میں تو کسی کو بھی نصیب نہیں ہوا یہ معلوم کر کے مجھے آپ کے دیکھنے کا بیحد شوق پیدا ہوا اور ڈھونڈتی اور کوشش کرتی کرتی تلاش کرتی یہاں پہنچی ہوں۔

وہ دن بھر آپ کے ساتھ سفر کرتی رہی اور شام کو دونوں کے ساتھ ہی روزہ افطار کیا آپ کو یہ دیکھکر حیرت ہوئی کہ عین افطار کے وقت آسمان سے ایک طباق اترا جس میں چھ روٹیاں، سرکہ اور کچھ سالن تھا یہ دیکھتے ہی اس لڑکی نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا بار الٰہا تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ تو نے میری لاج رکھی اور مجھے اور میرے مہمانوں دونوں کو رزق عطا فرمایا اور روز تو میرے لئے دو روٹیاں آیا کرتی تھیں آج چھ نصیب ہوئی ہیں تینوں نے دو دو روٹیاں کھائیں تو اسی طرح پانی کے تین گلاس آسمان سے نازل ہوئے افطار و تناول طعام کے بعد وہ لڑکی غائب ہوگئی مکہ معظمہ پہنچے تو طواف کے وقت شیخ عدی پر انوار و تجلیات کا نزول اس شدت و تواتر کے ساتھ ہوا کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑے بالکل یہی معلوم ہوتا تھا کہ دم نکل گیا یکایک دیکھتے ہیں کہ وہی حبشیہ عارفہ پھر نمودار ہوئی اور کہنے لگی شیخ عدی تمہیں اس وقت وہی زندہ کریگا جس نے مارا ہے۔

اس کے فوراً بعد ہی آپ پر بھی نزول انوار کا آغاز ہوگیا اور باطن میں ترقی فراواں نمودار ہوئی اس عارفہ نے کہا کہ میں اور تو کچھ نہیں جانتی البتہ اتنا تو براے العین دیکھ رہی ہوں کہ تجھ پر ایک خیمہ نور تنا ہوا ہے اور فرشتوں کے پرے کے پرے آسمان تک تجھے گھیرے کھڑے ہیں اور اولیائے عظام کی تمام نگاہیں تیری طرف اٹھی ہوئی ہیں۔

اس قسم کی بہت سی باتیں ابتدا ہی سے ظہور میں آنی شروع ہو گئی تھیں اس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ کا رتبہ کتنا بلند تھا اور جب ابتدائے شباب میں ربانی انوار و تجلیات کے نزول کا یہ رنگ اور یہ عالم تھا تو بتایئے کہ انتہا کے متعلق کوئی کیا اندازہ لگا سکتا ہے۔

تحصیل علوم طریقت و حقیقت

غرض تکمیل علوم شریعت کے بعد آپ کی توجہات علوم باطنی یعنی اکتساب کی طرف مبذول ہوگئیں ہمیں یہ بتانے کی ضرورت ہی نہیں کہ آپ کی ابتدا بھی اس زمانہ کے منتہی بزرگوں سے کم نہ تھی اگر «یک زمانے صحبت با اولیا» کے متعلق یہ درست ہے کہ وہ «بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا» ہے تو غور کر لیجئے کہ آپ کے پیر محترم ابو سعید العدہ کا روحانی مرتبہ کیا تھا جن کی آغوش شفقت میں آپ نے ایک زمانہ گذارا تھا پھر آپ کے نانا حضرت عبداللہ صومعی کتنے بڑے اور ذی رتبہ شیخ

تھے جن کی تربیت و نگرانی میں آپ نے اپنی بیش قیمت زندگی کے بہترین ایام بسر کئے تھے ان صحبتوں نے آپ کو کیا کچھ نہ بنا دیا ہوگا۔

تعلیم کے حصول میں جو مدت ختم ہوئی وہ آپ کے مجاہدات سے کسی طرح کم نہ تھی جو حالات گذرتے تھے وہ مجاہدہ کے سوا یقیناً اور کوئی شے نہ تھے بہرکیف علوم سے فراغت پا کر آپ حضرت ابو الخیر حماد بن مسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اس وقت بغداد شریف کے محلہ مظفریہ میں رہا کرتے تھے اور انگور و خرمے کے شیرہ کی تجارت کرتے تھے اور اسی نسبت سے دباس مشہور ہوگئے تھے یہ بھی مشہور تھا کہ کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ آپ کے حضور پر قدم رکھ سکے یا پر مار سکے علم کلام و معقولات نے آپ کے قلب میں جو شبہات پیدا کر دیئے تھے انھیں بزرگ نے انھیں دور کیا آپ روزانہ ان کی خدمت میں جاتے اور تعلیم حاصل کرتے رہے اور بہت کچھ فیوض باطنی حاصل کئے۔

مجاہدات و ریاضات

قاعدہ ہے کہ جب تشنگی روح غالب ہوتی ہے قلب میں عشق الٰہی کی چنگاری شعلہ زن ہوتی ہے تو انسان کے دل میں از خود مجاہدات اور کثرت عبادات کی طرف طبیعت راغب ہو جاتی ہے حضرت شیخ حماد دباس کی تعلیم نے آپ کے قلب میں وہ آگ لگا دی آبادی و شہر چھوڑ کر بیابانوں کی طرف نکل کھڑے ہوئے اور مجاہدے شروع کئے اور اس شان و اہتمام کے ساتھ شروع کئے کہ پچیس سال کامل تو ساری ساری رات ایک ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر صبح تک ایک ایک قرآن ختم کیا ہے ایک ایک چلہ ایسا گذرا ہے کہ آپ نے قطعیت کے ساتھ کچھ کھایا ہی نہیں ۲۵ برس متواتر سخت سے سخت مجاہدات کرتے رہے اور چالیس سال تک عشا کی نماز کے وضو سے نماز فجر ادا کرتے رہے سالہا سال تک کونڈل کے سوا اور کوئی چیز بھی کھانے کو نہیں ملی یہ ایک بوٹی ہوتی ہے جسے فارسی میں کنجد کہتے ہیں ہندوستان کے اندر مالوہ میں بکثرت پیدا ہوتی ہے پتے پیاز کے پتوں کی طرح بڑے مگر کچھ گولائی لئے ہوئے ہوتے ہیں دبازت بھی ہوتی ہے اور بالعموم ندی کے کنارے بہت پیدا ہوتی ہے۔

اس پر بھی یہ حالت تھی کہ ایک سال تک تو تنہا آپ اسے ہی کھاتے رہتے اور پانی کو ہاتھ نہ لگاتے اور دوسرے سال صرف پانی پی کر گذارا کرتے اور تیسرا سال پورے کا پورا فاقہ میں گذار دیتے بنجروں اور بیابانوں میں گھومتے عبادتیں کرتے اور نمازیں پڑھتے جذب برابر بڑھتا رہا اور یہ حالت ہو گئی کہ پھر نہ کھانے کا ہوش تھا اور نہ پینے کا کانٹوں پر لوٹتے کپڑے پھاڑ ڈالتے گریبان تار تار کر دیتے جسم لہولہان ہو جاتا شور مچاتے اور چیخیں مارتے پھرتے ہر سال غیب سے ایک شخص نمودار ہو کر آپ کو ایک جبہ پہنا جاتا اور آپ آئندہ سال تک اس کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیتے کیونکہ یہ سب کچھ نواح و مضافات بغداد ہی میں ہو رہا تھا اس لئے عام طور پر آپ دیوانے اور مجنون مشہور ہو گئے تھے اکثر ایسا ہوا ہے کہ لوگ آپ کو مردہ سمجھ کر اٹھا لائے ہیں غسل کے لئے تختہ پر لٹا دیا ہے کہ پھر آپ یکایک اٹھ بیٹھے ہیں۔ (بہجۃ الاسرار)

مجاہدانہ بیخودی کی حالتیں

اسی زمانہ میں آپ پر عجیب حالتیں طاری ہوتیں بھاگتے دوڑتے یکایک غائب ہو جاتے بیہوشی طاری ہو جاتی آنکھ کھلتی تو خود کو شہر سے کوسوں دور پاتے پھر آنکھیں بند ہو جاتیں اور پھر وہیں موجود ہو جاتے خواب و خور اکل و شرب اور رنج و راحت کسی امر کی بھی تو اعتناء و ہوش نہ تھا رجال الغیب ملتے، حضرت خضر سے ملاقاتیں ہوتیں کبھی ہوش کبھی بیہوش دنیا آپ کو دیوانہ کہتی۔ علاج سے افاقہ ہوتا تو بہت سکون۔

عشق الٰہی میں عجیب حالت تھی شیاطین بھی اپنے کیا دانہ اسلحہ سے مسلح ہو کر سامنے آتے، ڈراتے، دھمکاتے، ہیبت ناک صورتوں میں سامنے آتے، آگ پھینکتے، لڑاتے مگر آپ کے کھڑے ہوتے اور لاحول پڑھتے ہی غائب ہو جاتے کہ ابلیس روحانیت میں ایسے لاکھوں کو گمراہی کی نئی نئی تدبیریں سوجھتی ہیں ایک دفعہ شیطان رجیم ایک متعفن ذریعہ صورت میں نمودار ہو کر کہنے لگا کہ آپ نے تو مجھے اور میری تمام جمعیت کو تنگ کر دیا ہے۔ تو آپ مجھے اپنی ہی خدمت میں رہنے کی اجازت دیدیں فرمایا کمبخت میں اور تجھ پر اطمینان و اعتماد کر لوں، آپ کا یہ کہنا تھا کہ غائب ہو گیا۔ دوسری دفعہ گریہ و زاری کرتا اور خاک اپنے سر پر ڈالتا ہوا آیا کہ اب میں آپ سے بالکل مایوس و ناامید ہو چکا ہوں فرمایا کمبخت تیرے یہ الفاظ بھی مکر کی کمینوں سے بھرے نہیں اس قسم کی شیطنت کاریاں شیاطین کی طرف سے برابر ہوتی رہتیں۔ ایک روز ابلیس کہنے لگا کہ اب تو آپ کامل ہو چکے مخلوق خدا کی مخلوق آپ کے اقتدا کی منتظر کھڑی ہے مگر آپ نے پھر لاحول کے درے سے اس کی خبر لی اور یہ مردود ازلی اپنا سا منہ لیکر چلدیا۔

ایک دفعہ افق پر ایک نور نمودار ہوا دیکھتے دیکھتے اسی نور میں سے ایک صورت ظاہر ہوئی اور بآواز بلند کہا کہ عبدالقادر دیکھ لے جان لے کہ میں تیرا رب اور تیرا پروردگار ہوں میں نے تیری مجاہدات و عبادات سے خوش ہو کر تجھے انعام کیا اور آج سے تمام حرام چیزیں تجھ پر حلال کر دیں یہ آپ فوراً متنبہ ہو گئے اور اسی وقت فرمایا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، لاحول کا پڑھنا تھا کہ یک بیک وہ طلسم ٹوٹ گیا نہ وہ نور باقی رہا نہ وہ صورت ایک دھواں ہی دھواں دکھائی دینے لگا ساتھ ہی ایک اور آواز سنائی دی عبدالقادر اس وقت تو نے بامر الٰہی اپنے علم کے زور سے مجھ پر فتح حاصل کی ورنہ اس وقت جو چال میں نے کھیلا یہ ایک ایسا چلتا ہوا جادو تھا جس سے میں بکثرت افراد کو مسخر کر چکا ہوں کم از کم ستر ولیوں کو محض ایک اسی مکر سے میں نے گمراہ کیا ہے۔ فرمایا مردود! جب مجھ پر اللہ تعالیٰ نے اپنا کرم فرمایا ہے تو ہرگز تیرے مکر کا شکار نہیں ہو سکتا بھلا جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے شریعت میں حرام کر چکا ہے وہ بھی کسی طرح پھر حلال ہو سکتی ہیں کہ ان کا حرام ہونا ہی ان کی مضرت کا بین ثبوت ہے غور کیجئے کہ آپ نے منصب غوثیت پر فائز ہونے سے پیشتر کتنے دلدوز اور حوصلہ سوز مصائب برداشت کئے پچیس برس کا زمانہ کچھ کم نہیں پوری ایک بات ہوتی ہے، جو آپ نے خوفناک اور روحانیت سوز راتیں ہیں سب کی پندرہ برس کامل شب کو آنکھ نہ جھپکانا اور ایک ایک پاؤں پر ساری ساری رات کھڑے ہو کر قرآن ختم کرنا تو بڑی بات ہے ایک رات بھی جاگنا بلکہ ایک گھنٹہ بھی ایک پاؤں پر کھڑا ہونا محال کیا غیر ممکن ہے کمالات بغیر محنت حاصل نہیں ہوا کرتے حضور غوث پاک جو اس مرتبہ جلیل پر فائز ہوئے انصاف سے کہیے کہ کیا انھوں نے اس کی پوری قیمت بھی ادا نہ کر دی تھی۔ لوگ گریبالڈی، واشنگٹن، فورڈ اور ہٹلر کے سوانحات پڑھتے اور نپولین کی لائف کا مطالعہ کر کے حیران ہوتے ہیں لیکن انھیں کبھی ایک لمحہ کے لئے یہ بھی خیال پیدا ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضور غوث اعظم اور حضور بابا فرید گنج شکر کے سوانح حیات میں حیرت کا کتنا مطالعہ موجود ہے اور جو ترقیات انسانی کی سعی و جہد میں یہ محترم ہستیاں کر گئیں وہ قیامت تک بھی کوئی نہیں کر سکتا۔

بیعت و سلسلہ طریقت

جو تہائی صدی سے زیادہ مدت کے زہرہ شکن اور ہمت فرسا مجاہدہ اور سعی تزکیہ باطن کے بعد جب آپ کو سکون حاصل ہوا تو آپ ایک روز بغداد شریف میں تشریف لائے اور حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخزومی کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کر لی سب کچھ موجود ہی تھا صرف ایک چنگاری کی کسر رہ گئی تھی وہ عمل کے پڑتے ہی شعلے بھڑک اٹھے۔ شیخ نے آپ کو مرید کر کے ہاتھ سے کھانا کھلایا اور ہر نوالہ آپ کی باطنی ترقی کا باعث عظیم بنتا گیا یہ آپ ہی کی ذات گرامی ہے کہ ادھر مرید ہوئے اور ادھر خرقہ خلافت عطا ہو گیا خرقہ عطا کرتے وقت شیخ نے فرمایا کہ:۔

"عبدالقادر! اس لے یہ وہ خرقہ مقدس ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا تھا اور پھر انھوں نے اسے حضرت خواجہ حسن البصری کو مرحمت کیا اور پھر ان سے درجہ بدرجہ اور دست بدست منتقل ہوتا ہوا مجھ تک پہنچا اور اب میں اسے بامر الٰہی تجھے تفویض کرتا ہوں کہ تو ہر طرح اس کا اہل ہے۔"

جونہی آپ نے اس خرقہ مبارک کو زیب بر کیا تو انوار تجلیات کے سمندر امنڈ پڑے اور وہ کیف میسر ہوا جسے کچھ آپ ہی کا قلب مبارک دیکھ سکتا تھا اس وقت کی سرشاریاں کچھ ایسی درجہ کیف آور اور سرور انگیز تھیں کہ ان دونوں بزرگوں پر ایک حالت طاری تھی (قلائد الجواہر)

یہاں یہ امر بھی واضح کر دینا چاہیے کہ حضور غوث اعظم کے شیوخ طریقت کس پایہ کے بزرگ تھے

حضرت ابو سعید مبارک کے پیر و مرشد شیخ ابوالحسن علی تھے اور ان کے پیر شیخ ابو الفرح طرطوسی تھے۔ حضرت شیخ طرطوسی کے بعد ترتیب سلسلہ یہ ہے کہ حضرت شیخ ابو الفرح طرطوسی۔ حضرت ابو الفضل عبد الواحد تمیمی حضرت شیخ ابو بکر شبلی۔ حضرت شیخ ابو القاسم جنید۔ حضرت شیخ سری سقطی حضرت شیخ معروف کرخی۔ حضرت شیخ داؤد طائی۔ حضرت شیخ حبیب عجمی حضرت شیخ حسن بصری۔ حضرت شاہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

مسند افتا و تدریس پر تمکن

میدان عمل کی گرم جولانی

کثرت مجاہدات اور فراوانی ریاضات نے ظاہر ہے کہ آپکو دنیا سے برداشتہ خاطر اور ویرانہ پسند بنا دیا تھا اور آپ کی طبیعت میں گونہ توحش اور انزوا دوستی پیدا ہو چکی تھی لیکن قدرت رب قدیر نے آپ کو محض عبادت و ریاضت اور ویرانہ نشینی کے لئے پیدا نہیں کیا تھا جو دہر پرستی کے لئے مخلوق نہیں ہوتے تھے اور مراقبہ و کیف مستانہ کے لئے دنیا میں نہ بھیجے گئے تھے بلکہ بس لئے پیدا ہوئے تھے کہ آپ سے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ جوڑیں ضلالت وگمراہی کی پیچیدگیوں میں الجھے ہوئے پیکران انسانیت کو صراط مستقیم پر ڈالیں اور خدا کے بھولے ہوئے بندوں کو اسکی یاد اور عبادت کی طرف لگائیں کہ اس عہد میں مسلمانوں پر ایک عالمگیر غفلت کا دور مسلط تھا دنیا پرستی کا جادو عام تھا معتزلہ اور بدعت والوں نے ایک جدا گمراہ فضا پیدا کر دی تھی جس سے بیسیوں افتراق شریعت و طریقت اور معاشرت و معاش کا رنگ بھی بدل چکا تھا اور امرا نشۂ امارت و حکومت میں دنیا و مافیہا سے غافل پڑے تھے امرا سرشار تھے متوسطین بے پروا اور غربا نان شبینہ کے محتاج تھے ضرورت داعی ہو رہی تھی کہ اس صورت حالت میں انقلاب پیدا کیا جائے اس لئے آپ کو منظر عام پر لایا گیا اور وہ خدمات آپ کے سپرد کی گئیں جو انبیا علیہم السلام کے لئے مخصوص تھیں ۱۶ شوال ۵۲۱ھ میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بشارت دی اور فرمایا کہ:-

"عبدالقادر دیر نہ کرو میدان عمل میں اتر کر اللہ کے بندوں کو ضلالت وگمراہی کے غار سے نکال کر اوپر لاؤ اور انھیں اپنے مواعظ و پند و ہدایت سے تلقین و ارشاد سے راہ راست پر ڈالنے کی سعی کرو۔"

یہ فرما کر اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا جس سے آپ کے اندر ایک ربودگی سی پیدا ہوگئی منطق و گویائی اور فصاحت و بلاغت پیدا ہوگئی بیدار ہوئے تو حالت ہی اور تھی بغداد کے محلہ باب الازج میں پہنچے وہاں آپ کے پیر و مرشد کا ایک مدرسہ تھا جسے انہوں نے آپ کے سپرد کر دیا اور آپ نے طلبا کو تعلیم دینی شروع کر دی۔ توفیق رب قدیر ساتھ تھی محنت و توجہ سے کام لیا اس لئے بہت جلد آپ کی قابلیت و تبحر کی دھوم مچ گئی اور ایک قلیل و تھوڑی مدت میں یہ مدرسہ مرکز علوم بن گیا طلبا کی وہ فراوانی و کثرت ہوئی کہ بلاد اسلامیہ کے ہر گوشہ کے طلباء اس میں تعلیم پانے لگے اور تشنگان علم ہی دیکھنے والی آنکھوں نے دیکھ لیا کہ یہ چھوٹا سا مدرسہ قرب و جوار کی تمام عمارات کو اپنے اندر جذب کر کے ایک بہتر عالیشان عمارت کی صورت اختیار کر گیا ہے اسی میں شاندار و وسیع خانقاہ ہے یعنی پیشگاہ مجلس نام ہے اور اس کی شان صرف یہ کہ دو دست ملاقاتوں کے کثرت علوم شریعت و طریقت کے حصول میں مشغول ہیں بلکہ ہمہ وقت امرا و صلحا و فضلا اور غربا و فقرا کا ایک ہجوم رہتا ہے کیونکہ تعلیم و تدریس وعظ و پند اور ارشاد و افتاء کے مشاغل روز بروز بڑھتے جاتے تھے اور روز بروز شہرت بڑھتی جاتی تھی اور شہرت کے ساتھ ساتھ آپ کی ہر دلعزیزی و عظمت میں اضافہ ہوتا جاتا تھا آپ کے شاگردان رشید کی تعداد اقصائے عالم میں پھیل گئی اور انہوں نے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کر دیا آپ کے پاس بڑے بڑے پیچیدہ فتاویٰ بھی آنے لگے مگر

فہم کا یہ عالم تھا کہ ادھر استفتاء پڑھا اور ادھر جواب لکھ یا ملفوظ ہی لیا ہوگا ہے کہ آپ کو کسی استفتاء پر غور کی ضرورت محسوس ہوئی ہو اور ایک وقت بھی آپ نے کوئی فتویٰ رکھا ہو مراکش و ہند و چین تک سے آپ کے پاس فتاویٰ آتے رہتے تھے جہاں بڑے بڑے جید علماء کی عقول و مفاہیم عاجز ہوتی تھیں وہاں آپ کی دقیقہ رسی کام کرتی تھی علماء کو جتنا تحیر و استعجاب آپ کی سرعت پر ہوتا اتنا اس کی صحت پر ہرگز نہ ہوتا تھا مگر آپ کے فتاویٰ حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک پر ہوا کرتے تھے ایک دفعہ ایران سے آپ کے پاس ایک فتویٰ آیا جس کی اہمیت اس سے واضح ہے کہ یہ تمام علماء عراق کے پاس جا چکا تھا مگر کوئی بھی اس کا شافی جواب نہ دے سکا تھا فتویٰ یہ تھا کہ ایک شخص نے یہ قسم کھائی کہ اگر میں کوئی ایسی عبادت نہ کروں جو آجتک کسی نے نہ کی ہو تو میری بیوی پر تین طلاق عائد ہو جائینگی اب بتایا جائے کہ وہ کونسی ایسی عبادت ہے جو کسی نے نہ کی ہو اور جس میں وہ مشغول ہو کر اپنی بیوی کی مفارقت دائمی سے بچ جاوے۔

آپ نے اتنے دشوار اور پیچیدہ فتوے پر ایک ثانیہ بھی تو غور نہ کیا اور پڑھتے ہی اس کی پشت پر لکھ دیا کہ اس شخص کو چاہیئے کہ مکہ معظمہ چلا جائے مطاف اس کے لئے خالی کرا دیا جائے اور وہاں وہ ایک ہفتہ تک تنہا طواف کرتا رہے غرض آپ ۳۳ سال کامل تدریس و تعلیم اور افتاء کی خدمات انجام دیتے رہے اور ۵۶۱ھ میں یہ سلسلہ اختتام پذیر ہوا

مواعظ و تقاریر کی اثر خیزیاں

وعظ و تقریر آپ ہفتہ میں تین بار کیا کرتے تھے جمعہ کی صبح کو اور سہ شنبہ کی شام کو حاضرین کی تعداد ستر اسی ہزار سے کم کبھی نہ ہوتی تھی اور ان میں ہر درجہ اور ہر حیثیت کے افراد شریک ہوتے تھے آپ کی تقریر میں غضب کا اثر ہوتا تھا اور تمام تقریر نصیحت اسرار و نکات معارف و رموز قرآنی حقائق و تجلیات کا ایک اتنا عظیم الشان مجموعہ ہوا کرتی تھی اور اس روانی و برجستگی اس فصاحت و بلاغت اور اس جوش و کیف کے ساتھ بولتے تھے کہ تمام حاضرین پر ایک سکتہ کا عالم طاری ہو جاتا تھا آپ کی تقاریر کا ایک معتدبہ حصہ اس وقت بھی موجود ہے اسے دیکھنے اور پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی تقاریر و مواعظ میں ایسے ایسے دقائق و حقائق بھی بیان کر جاتے تھے جو بڑے بڑے فلاسفروں اور حکیموں کی بھی رسائی فہم کے رہین منت نہ ہو سکتے تھے جس مضمون پر بولنا شروع کر دیتے تھے جس عنوان پر تقریر کا آغاز کرتے تھے جس آیت کو لیکر کھڑے ہو جاتے تھے پھر کوئی پہلو تشنہ نہ رہنے دیتے تھے اور پھر مسئلہ کی تاریخی، علمی، عمرانی، منطقی، عقلی اور سنتی حیثیت آئینہ کر کے رکھدیتے تھے بلاشبہ آپ کے مواعظ نے وہ کام کیا جو صد ہزار مکاتب و مدارس بھی اپنی اجتماعی حیثیت میں نہ کر سکتے تھے۔

حکمت و دانش، ارشادات سبحانی اور آیات قرآنی ہر جگہ آپ کی تقریر میں موجود ہوتی تھیں۔ وعظ و تقریر کی شان حکیمانہ و عالمانہ ہوتی تھی کبھی جلال کا رنگ غالب ہو جاتا تھا کبھی نسیم سحر جیسی نرمی و خنکی ہوتی تھی اور کبھی بجلی جیسی گرج اور کڑاک کی سی تیزی دکھلاتے تھے جو کچھ کہتے صاف صاف کہتے بلا

ورعایت رکھتے بیباکانہ گفتگو ارتباط و تسلسل برابر قائم رہتا یہ ضرور ہے کہ تقریر میں غضب کی سرعت ہوتی تھی اور کچھ تیز بولتے تھے حاضرین چیخیں مار مار کر روتے کچھ کپڑے پھاڑ ڈالتے کچھ بیہوش ہو جاتے کسی کا کلیجہ شق ہو جاتا کچھ تصویر حیرت بنے بیٹھے رہتے کچھ ایسے ہوتے جن پر بیقراری کا عالم طاری رہتا یہ تو ممکن ہی نہ تھا کہ آپ کی طرف کوئی متوجہ نہ ہو یا آپ کی تقریر غور سے نہ سنے تقریر خود لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی تھی اسے آپ کمال سمجھیں یا کرامت کہ اتنے زبردست اور بڑے مجمع میں دور و نزدیک کے تمام حاضرین تک آپ کی آواز یکساں پہنچتی تھی پھر یہ کتنا بڑا کمال تھا کہ آپ حاضرین مجلس کے خطرات قلبی کو سمجھ کر تقریر فرماتے تھے جس کے متعلق جس شخص کے قلب میں کوئی خلجان پیدا ہوا آپ نے اسی شبہ کو فوراً معلوم کر کے اسے صاف کر دیا۔

نہایت کریم النفس اور با اخلاق ہونے کے باوجود وہ ہیبت تھی کہ حاضرین میں سے کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ دوران تقریر بات کر سکے یا ایک جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ بیٹھنے کی سعی کرے شوق معرفت زہد و عرفان، فنا و بقا، علوم و فنون حکمت و دانش ہر موضوع اور ہر مسئلہ پر آپ تقریریں کیا کرتے تھے ایک دفعہ آپ تقریر کرتے کرتے منبر سے دفعتاً نیچے اتر آئے اور حضرت شیخ علی بن ابی نصر کے قریب آکھڑے ہوئے جن پر غنودگی اپنی پوری گہرائیوں کے ساتھ مسلط تھی بیدار ہوئے تو پوچھا کہ کیا آپ کو خواب میں حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت کا شرف نصیب ہوا ہے وہ حیرت زدہ ہو کر بولے کہ جی ہاں ایسا ہوا تو فرمایا اسی لئے میں ادب کی وجہ سے منبر سے نیچے اتر کر آپ کے پاس چلا آیا آپ کی تقاریر و مواعظ کے قلمبند کرنے کا بھی پورا اہتمام کیا جاتا تھا بہت سے افراد اسی خدمت جلیلہ پر مامور تھے بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ آپ کی تقریر لکھنے کیلئے ہر مجلس میں چار سو دواتیں ہر وقت موجود رہتی تھیں۔

اثر خیزی مواعظ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہر جلسہ میں غیر مذاہب کے افراد اسلام لاتے جس نے آپ کا وعظ سن لیا جس کے کان میں آپ کے مواعظ کی بھنک پڑ گئی کلمۂ شہادت پڑھنے پر مجبور ہو گیا اور وہیں مسلمان ہو گیا یہی صورت فساق و فجار اور ملحدین و زنادقہ کے ساتھ پیش آتی تھی ادھر جلسہ ختم ہوا ادھر لوگ جوق در جوق بڑھ کر مسلمان ہونے اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنے لگے بیشمار چوروں اور ڈاکوؤں، بکثرت گنہگاروں اور بدعملوں اور لاتعداد بد اعتقادوں اور فاجروں نے آپ کے ظل عاطفت میں پناہ لی اور تائب ہو کر سچے مسلمان بن گئے۔ شیخ عبداللہ جبائی کے بیان کے مطابق آپ کے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زیادہ نصاریٰ و یہود مسلمان ہوئے اور ایک لاکھ سے زیادہ بد اعتقاد و فاسق و فاجر اور بد افعال افراد نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی۔

ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں تیرہ عیسائیوں نے اسلام قبول کیا اور کہنے لگے کہ ہم کچھ روز سے مسلمان ہونے کے آرزو مند تھے مگر سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کہاں جائیں اور کس کے ہاتھ پر اسلام لائیں ایک مرتبہ ہم ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے ایک غیبی آواز سنی کہ تم سب لوگ بغداد چلے جاؤ اور وہاں پہنچ کر شیخ عبدالقادر کے ہاتھ پر ایمان لے آؤ وہ تمہارے قلب کو نور ایمان سے لبریز کر دینگے اور تمہیں وہ کیف و سرور حاصل ہوگا جو اور کہیں نہ ہوگا۔ اسی طرح ایک مسیحی راہب جس کا نام سنان تھا آپ کے ہاتھ پر اسلام لانے کے بعد بھری مجلس میں بآواز کہا کہ میں ملک یمن کا متوطن ہوں میرے قلب میں ایک اسلام کا خیال پیدا ہوا اور میں نے عزم صمیم کر لیا کہ میں یمن کے سب سے زیادہ متقی نیکوکار بزرگ شخص کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا ایک روز میں اسی خیال میں سو گیا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ کھڑے فرما رہے ہیں کہ سنان! کچھ اضطراب نہ کر اور اپنی اولین فرصت میں عازم بغداد ہو اور وہاں جا کر حضرت شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرو کہ وہ اس عہد میں ارض عالم کے تمام افراد سے افضل و بہتر ہیں۔

۵۶۱ھ تک مسلسل چالیس سال آپ یکساں جوش و ولولہ کے ساتھ وعظ فرماتے رہے اور مخلوق خدا کو آپ کی ذات گرامی سے گرانبہا فوائد حاصل ہوئے۔

ایک منحرف علامۂ وقت کی توبہ

دنیا اختلافات اور تضادات کا گھر ہے یہاں مقدس سے مقدس اور بہتر سے بہتر اور بزرگ ترین ہستیوں سے بھی اختلاف کیا جاتا رہا ہے اولیاء اور انبیاء سے مخالفت کیا شدید ترین معاندت کی بیشمار مثالیں اسی فلک نیلگوں نے اپنی آنکھوں دیکھی ہیں اور تو اور حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل، بزرگ اور مقدس و شریف نفس ہستی اور کون پیدا ہوئی تھی اور ہوگی مگر دنیا جانتی ہے اور زمانہ شاہد ہے، تاریخ گواہ ہے کہ دنیا والوں نے آپ کی مخالفت کی اور کس شدت کے ساتھ کی، معاندت پر کمربستہ ہوئے اور کس شکوہ کے ساتھ ایذائیں پہنچائیں اور کس تواتر و شقاوت کے ساتھ پہنچائیں جس کا نظیر کہیں ڈھونڈے سے بھی نہ ملیگا۔

پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ آپ کو ستانے اور تکلیف دینے والے نہ ہوتے آپ کی عظمت کے انکار کرنے والے پیدا نہ ہوتے اسے محض فضل الٰہی ہی کہا جا سکتا ہے کہ آپ کے مخالفین و منکرین و معاندین کو بجز مایوسی استقلال نصیب نہ تھا اور اگر زیادہ نہیں تو آخر میں آپ کی تمام مخالفتوں کا خاتمہ ہو گیا یوں تو علما کی جماعت میں آپ کی مخالفت کرنے والے خواہ وہ بعد کو حلقہ بگوش ہی کیوں نہ بن گئے ہوں بہت کم نہ رہے مگر ان میں علامہ ابن جوزی کا مرتبہ سب سے بلند، نسب سب سے رفیع اور ادب سب سے اہم ہے ان کی مخالفت بھی بہت شدید تھی بالخصوص اس اعتبار سے یہ مخالفت اور شدت اختیار کر گئی تھی کہ علامہ موصوف خود اپنے وقت کے امام تھے اور آپ کے تلامذہ اور معتقدین کا حلقہ ارادت بہت وسعت اختیار کئے ہوئے تھا اور ان کی شخصیت بہت بلند و محکم تھی نیز یہ کہ آپ کی تصانیف کا کوئی حصر و شمار نہ رہا تھا جس کا کسی قدر اندازہ اس سے ہو سکیگا کہ جن قلموں سے آپ احادیث لکھا کرتے تھے ان کا تراشہ آپ اپنے حجرے کے ایک گوشہ میں برابر جمع کرتے رہتے تھے اور اسے ادب کے باعث باہر نہ پھینکتے تھے۔

چنانچہ آپ نے وصیت کی تھی کہ بعد مرنے کے میرے غسل کے لئے پانی

تماشہ بہت گرم کیا جاتا اس تماشہ کی مقدار اس قدر فراواں تھی کہ ان کی کے مطابق جب باقی اس تماشہ سے گرم کیا گیا تو اس کے بعد ہی اس کی خاص مقدار بچ رہی نہ صرف حدیث و تفسیر میں بلکہ ادب و تاریخ وغیرہ میں بھی آپ کی تصانیف بہت بلند ہیں اور واقعی تمام تصانیف بہت معرکہ آرا بہت اہم اور بہت بلند مرتبہ ہیں جمال الحفاظ آپ کا لقب تھا آپ کو نہ صرف حضور غوث اعظم بلکہ جملہ اہل باطن سے شدید مخالفت تھی اسرار و رموز و تصوف علمائے ظواہر سمجھ نہیں سکتے اور وہ انھیں اپنے عقل و علم کی بنا پر خلاف شریعت سمجھ کر طعن و تعریض شروع کر دیتے ہیں یہی علامہ موصوف نے کیا اس عہد کے تمام مشائخ و صوفیا آپ کی نوک قلم کے شکار بنے رہے حضرت امام غزالی نہ صرف تصوف بلکہ فلسفہ و حکمت میں بھی سرآمد روزگار بزرگ ہیں لیکن ان پر بھی علامہ کی طرف سے برابر شدید سے شدید اعتراض ہوتے رہے۔ علامہ حضور غوث اعظم کے معاصر تھے ایک مدت مدید تک وہ آپ کے خلاف بھی شدید سے شدید اعتراض کرتے رہے بعض اوقات تو علامہ کا لب و لہجہ انتہائی درشت ہو جاتا تھا اور ملا آن را الفاظ تک کہہ جاتے تھے مگر آپ کوئی جواب نہ دیتے تھے۔

ایک دفعہ علامہ ابن جوزی اور حافظ ابو العباس احمد ایسے وقت میں آپ کی مجلس میں پہنچے کہ آپ ترجمہ قرآن کے درس میں مشغول تھے آپ نے ایک آیت کے معانی کی توجیہات بیان فرمانی شروع کیں گیارہ توجیہات تک تو حافظ صاحب کے استفسار پر علامہ برابر فرماتے گئے کہ ہاں مجھے اس کا علم ہے مگر اس کے بعد خاموش تھے۔ آپ ایک ہی آیت کے علم تھے چالیس توجیہات کو اسالیب بیان فرمائیں اور ہر وجہ کو اس کے قائل کی طرف منسوب کرتے چلے گئے آخر علامہ کی حیرت نے از خود رفتگی کی صورت اختیار کر لی اور بیساختہ کہہ اٹھے کہ اب میں قال کو چھوڑ کر حال کی طرف رجوع ہوتا ہوں یہ کہا اور کپڑے پھاڑ ڈالے یا انقلاب اور علامہ جوزی جیسے اشد شد بد منکر منحرف کا انقلاب تمام مجلس میں ایک ہماہمی پیدا ہو گئی (بہجۃ الاسرار)

قدم غوثیت گردن اولیا پر

مشائخ کرام کا سر تسلیم خم

ایک دفعہ آپ تقریر فرما رہے تھے کہ یکایک آپ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے بہجۃ الاسرار کی روایت کے مطابق یہ سنکر نہ صرف یہ کہ جتنے مشائخ اس وقت جلسہ میں موجود تھے انہوں نے اور صوفیائے عراق نے بلکہ تمام مشائخ عالم نے اپنے سر جھکا دیئے حضرت شیخ علی بن ابی نصر الہیتی اٹھے اور منبر کے پاس آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا اور اس کے بعد تمام حضار مجلس نے اپنی گردنیں خم کر دیں۔

فقیہ ابو محمد الحسن بغدادی نے قاہرہ میں، شیخ محمود بن احمد الکردی نے بغداد کے اندر اور دیگر اولیاء نے بلاد اسلام کے اندر اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں چنانچہ سیر کی مستند تواریخ سے واضح ہے کہ شیخ عدی بن مسافر نے ہاس میں حضرت شیخ سوید نے سنجار میں حضرت شیخ الملان نے دمشق میں حضرت شیخ ابو الدنیا نے مغرب میں حضرت شیخ عبدالرحیم قناوی نے قنا میں حضرت شیخ احمد بن رفاعی نے ام عبیدہ میں حضرت شیخ عبدالرحمن نے طفسونج میں حضرت شیخ محمد بن موسیٰ نے بعقوبہ میں اور حضرت شیخ حیات بن قیس حرانی نے حران میں اسی وقت اپنی اپنی جگہ عالم روحانیت میں آپ کی آواز سنکر اپنی اپنی گردنیں جھکا دیں بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ عراق کے ساٹھ کوہ قاف کے سینتالیس عجم کے چالیس شام کے تیس مغرب کے ستائیس یمن کے تئیس مصر کے بیس جزائر محیط کے چوبیس حرمین شریفین کے سترہ حبش کے گیارہ اور سد ذوالقرنین کے سات مشائخ نے اپنی گردنیں خم کیں اور دنیا کے کم و بیش تیرہ سو اولیاء اللہ نے حضور غوث اعظم کے فرمان پر اپنی گردنیں جھکائیں

جس روز حضور غوث اعظم نے اپنی زبان مبارک سے یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے اسی روز اور اسی وقت تمام صوفیاء و مشائخ نے اپنی چشم باطن سے مشاہدہ کیا کہ تاج غوثیت آپ کے سر مبارک پر رکھا گیا اور قطبیت کا علم آپ کے سامنے لہریں لے رہا ہے۔ ایک خاص امر یہ ہے کہ عین اسی وقت رجال الغیب در ابدالوں کی ایک جماعت ہوا میں اڑتی ہوئی نظر آئی اور اس نے آپ کی خدمت میں ہدیۂ تبریک و تہنیت پیش کیا۔

حضرت شیخ ابراہیم الاعزب بن شیخ ابی الحسن نے فرمایا کہ مجھے حتمی طور پر علوم ہو چکا ہے کہ حضور غوث اعظم "قدمی ہذہ" فرمانے پر مامور ہوئے تھے اور آپ نے جو کچھ کہا تھا وہ بہ فرمان الٰہی کہا تھا۔ شیخ ابو سعید قیلوی نے بھی جب لوگوں نے آپ سے استفسار کیا ہے تو یہی فرمایا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا یہ امر الٰہی فرمایا آپ اس حکم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور تھے۔

یہاں ہم اس حقیقت کو بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ مسئلہ بہت مختلف فیہ مسئلہ ہو چکا ہے اور چشتیوں اور قادریوں، نظامیوں اور قادریوں وغیرہ مختلف سلاسل میں اس پر بہت معرکہ آرا مباحث رہے ہیں اور دونوں جانب سے اس بحث پر کچھ اس انداز و لہجہ سے بحث ہوتی رہی ہے جو گستاخی کی حد تک پہنچ گئی ہے۔ قادری اتنے بڑھے ہیں کہ انھوں نے حضرت غوث اعظم کو نہ صرف معاصرین و متاخرین بلکہ متقدمین تک پر فضیلت دیدی حالانکہ یہ ان کی زیادتی ہے حالانکہ اگر خود حضور غوث پاک بھی اسے سنتے تو ہرگز گوارا نہ کرتے کہ متقدمین میں خود ان کے پیران طریقت اور صحابہ کرام بھی شامل ہیں اور ظاہر ہے کہ کوئی شخص بھی اپنے پیر کے متعلق اس قسم کے الفاظ کا تصور بھی نہیں کر سکتا کیونکر باور ہو سکتا ہے کہ حضور غوث پاک اپنے پیروں کے متعلق یہ کہیں گے کہ یہ میرا قدم ان کی گردن پر ہے اور میں ان سے افضل ہوں۔

اسی طرح چشتی اور نظامی بھی یہ کہنے میں حد سے بڑھ گئے ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت نظام الدین اولیاء کا مرتبہ حضور غوث پاک سے کہیں بڑھا ہوا ہے اور ان کی شان آپ سے ارفع و اعلیٰ تھی کیونکہ حضور غوث پاک پیران سے پہلے ہوئے ہیں اور حتمی طور پر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان بزرگوں کے علو و کمال کا کیا عالم تھا جن کی آنکھیں ہیں وہ تو خاموش ہیں اور جنھیں نظر نہیں وہ بحث و تمحیص میں مبتلا ہیں اور نہیں سمجھتے کہ ایک اسم کی شان اس قسم کے اختلافات سے بری ہے۔ ان مباحث میں حصہ لینے والے

زیادہ تر وہی افراد ہیں جن کا باطن یا تو بالکل صاف ہے یا پھر ابھی مبتلا ہیں آگے قدم نہیں بڑھا سکے ہیں منتہی بزرگ کبھی اس قسم کے مباحث میں نہ الجھے اور نہ الجھ سکتے ہیں کہ اس راہ میں ادب و احترام شعار اولین ہے اور سوء ظن کو بھی شعار اختیار کرنا چاہیئے۔

ہمارے نزدیک اس خصوص میں افراط و تفریط سے قطعاً اجتناب لازم ہے اور بہترین مناسب و محفوظ طریقہ یہ ہے کہ اس فرمان غوثیت کو صرف عہد غوثیت کے اولیا تک محدود رکھا جائے کیونکہ اس طرح ایک طرف تو مختلف خیال آدمیوں کا لحاظ ہو جاتا ہے اور دوسری طرف ایک صحیح راہ بھی مل جاتی ہے کہ متقدمین میں صحابہ کرام شامل ہیں اور متاخرین میں حضرت مہدی بھی آ جاتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی دونوں مذہبوں کے حکم کو اولیائے وقت ہی کے ساتھ مخصوص بتایا ہے۔ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی نے اپنی کتاب عوارف العوارف میں لکھتے ہیں کہ یہ کلمات آپ کی زبان سے حالت سکر میں صادر ہوئے تھے بہرکیف اگر یہ الفاظ واقعی کہے گئے تو یہ امر الٰہی ہی سے کہے ہوں گے کیونکہ کوئی شیخ وقت از راہ فخر ایسے الفاظ اپنی زبان سے نہیں نکال سکتا کہ فقیر میں عجز و مسکنت اور خودی کی کمی ہے اور ان الفاظ کا اطلاق واقعی اولیائے وقت ہی پر ہو سکتا ہے اور اگر حالت سکر میں کہے گئے جیسا کہ حضور شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی نے لکھا ہے تو پھر ان کی کوئی اہمیت ہی باقی نہیں۔ وہ باقی اور اس پر بحث کرنا بے فضول ہے پھر اس بحث سے کوئی نتیجہ بھی مترتب نہیں ہو سکتا نہ آپ کی علو شان تو اس سے کسی کو بھی انکار کی جرأت ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔

شمس غوثیت کی شعاعیں

حیرت بار و حیرت خیز خوارق عادات

حضور غوث اعظم اپنے وقت کے ایک عدیم المثال اور صاحب تصرفات بزرگ تھے زندگی میں آپ سے اس قدر کرامات سرزد ہوئیں جن کی نظیر اور کسی شاذ ہی مل سکتی ہے۔ شیخ ابوعمر نے بالکل درست فرمایا کہ آپ کی کرامتیں موسلک مروارید کی طرح تھیں کہ ایک کے بعد دوسری کرامت برابر سرزد ہوتی رہتی تھی اور تسلسل قائم ہی رہتا تھا یہ حالت تھی کہ ایک ایک روز میں آپ سے کئی کئی کرامات ظاہر ہوتی تھیں اور جب کوئی جتنی کرامات دیکھنا چاہتا تھا دیکھ لیتا تھا کرامات بھی وہ کرامات جن کی نوعیت بہت ارفع اور بہت بلند ہوتی تھی اور جن سے بیاب نظر پر واضح ہو جاتا تھا کہ یہ کرامات جس سے صادر ہو رہی ہیں وہ کتنی عظیم القدر ذات کا حامل ہے۔ شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام نے بھی یہی فرمایا ہے کہ جس تواتر و کثرت کے ساتھ آپ سے کرامات کا صدور ہوا اور کسی ولی سے نہیں ہوا۔

کمزور ناقے میں نئی طاقت

ایک بزرگ شیخ ابوحفص عمر بارگاہ غوثیت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میرا عزم ہے کہ سفر حج بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوں مگر میرے پاس جو ناقہ ہے وہ بیمار رہتا ہے دور کی منزل طے نہیں کر سکتا تھوڑے سے سفر میں بھی تھک جاتا ہے اتنی استطاعت نہیں کہ دوسرا ناقہ خریدوں اور نہ پیادہ جا سکتا ہوں پریشان ہوں کیا کروں اور کس طرح دیار حرم میں پہنچوں۔ فرمایا تمہارا ناقہ ہے کہاں؟ ذرا مجھے تو دکھا کر دیکھو کیا ہوا ہے شیخ ابوحفص ناقہ جو سامنے لائے تو آپ نے اپنا ہاتھ اس کے ماتھے پر پھیرا اور ایک ٹھوکر اس کے پاؤں میں لگائی اس ٹھوکر کا اثر تھا کہ ناقے کے جسم میں قوت کی برقی لہر پیدا ہو گئیں بڑی طاقت آگئی یا تو یہ حالت تھی کہ اس ناقہ سے تھوڑی دور بھی نہ چلا جاتا تھا یا اب یہ صورت ہوئی کہ قافلے کے جتنے ناقے ہمراہ تھے وہ سب پیچھے آ گئے یہ آگے آگے تھا پھر یہ کوئی وقتی اور ہنگامی صورت نہ تھی بلکہ مسلسل اور آخر تک یہی صورت رہی۔

سلطان نورالدین زنگی اور ناظم اوقاف

ایک دفعہ ایک صاحب جن کا نام ابوالمجد حامد الحرانی تھا خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ اس وقت خلوت میں مشغول تھے کچھ دیر کے بعد آپ نے فراغت پائی اور نظر اٹھا کر جو دیکھا تو انھیں پاس بٹھا لیا اور فرمایا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو یہ جگہ تمہارے لئے نہیں ہے تمہارے لئے تو امرا و سلاطین کی بساط ہے واپس جاؤ اور اس پر بیٹھو۔ اسے ہی جانتا ہے کہ یہ دعا تھی یا حقیقت حال سے باخبری کہ ابوالمجد واپس ہو گئے تو سلطان نورالدین زنگی نے انھیں طلب کیا بہت نوازش فرمائی اپنی صحبت میں رہنے پر مجبور کیا اور اسی وقت فرمان لکھ دیا کہ تمہیں ناظم اوقاف مقرر کرتا ہوں اور اب تم میرے پاس رہا ہی میری مصاحبت میں رہو اس غیر متوقع تقرر سے آپ بہت خوش ہوئے اور سمجھ گئے کہ حضور نے جو کچھ فرمایا تھا وہ بالکل درست تھا۔

خادم قدیم کی طوالت عمری

آپ کے ایک خادم تھے شیخ ابو عبداللہ محمد ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہے عادت تھی کہ جب بلانے کو "محمد طویل" کہکر بلاتے کبھی اصلی نام سے مخاطب نہ کیا ایک روز ابوعبداللہ محمد نے عرض کیا کہ حضور میں تو تمام خدام میں پستہ قد اور قصیر القامت ہوں پھر آپ جو مجھے طویل کہکر پکارتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے بہت سوچتا ہوں مگر میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا

فرمایا اس میں سمجھ میں نہ آنے کی کونسی بات ہے تو طویل العمر اور طویل الاسفار ہے اسی لئے میں تجھے محمد طویل کہکر پکارتا ہوں بات آئی گئی ہوئی اور خیال بھی نہ رہا لیکن الفاظ دہن مبارک سے صادر ہو چکے تھے وہ صداقت و حقانیت کا نقشہ پیش کئے بغیر کیسے رہ سکتے تھے چنانچہ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ شیخ ابوعبداللہ محمد نے واقعی بہت طویل عمر پائی اتنی کہ پورے ۱۳۷ برس جیتے رہے اور اس زندگی میں بہت سیاحت کی دور دور تک گئے کوہ قاف تک پہنچے بہت سے بلاد عالم کی سیر کی اور اس سیر و سیاحت میں عجائب و غرائب عالم کے مشاہدات کا بھی خوب موقعہ ملا اور کیوں نہ ملتا کیونکہ حضور غوثیت مآب کا فرمان غلط تو ہو نہیں سکتا تھا۔

انہدام مسافر خانہ کی قبل از وقت خبر

ایک دفعہ آپ کی زیارت کے لئے بہت سے آدمی جمع ہو گئے اور مسافر خانے میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے کہ آپ تشریف لائیں جب آپ تشریف لائے تو عجلت کے ساتھ لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ لوگو جلد نکلو باہر آؤ جلدی کرو سب باہر چلے آؤ آپ نے ایک سے زیادہ بار یہی الفاظ کا اعادہ کیا لوگ سب اٹھے اور آپ کے پاس جا کر قریب کھڑے ہو گئے اس کی قدر ... کہ جب سب لوگ مسافر خانے سے باہر چلے آئے اور کوئی ایک شخص بھی مسافر خانے میں موجود نہ رہا تو اس کی چھت دھڑام سے نیچے آ رہی۔ جلالیہ ... ممکن تھا کہ آپ کے آرزومندان زیارت چھت سے دب کر رہ جاتے اور آپ ... اگر لیتے خاص بات یہ ہے کہ اس وقت اس چھت کے گرنے کا کوئی بعید تر امکان بھی نظر نہ آتا تھا مگر آپ کو الہام سے علم ہو گیا کہ چھت عنقریب گرنے والی ہے اور اگر آرزومندان زیارت کو فوراً باہر نہ نکال لیا گیا تو یہ سب بھی چھت کے نیچے دب کر فنا و معدوم ہو جائیں گے۔

شرح صدر اور کمال علمی

ایک صاحب ابو محمد الخشاب نحوی تعریف تو اکثر سنا کرتے تھے اور دل بھی چاہتا تھا کہ حاضر خدمت ہو کر شرف قدم بوسی حاصل کریں مگر فرصت ہی نہ ہوتی تھی آخر ایک روز وہ وقت نکال کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو ہی گئے ان کے چہرہ پر جونہی آپ کی نظر پڑی فرمایا اے محمد اب تم واپس نہ جاؤ اور ہمارے ہی پاس رہو ہم تمہیں سیبویہ کا زمانہ بنا دیں گے بھلا انہیں کیا عذر ہو سکتا تھا یہ تو بہت پہلے سے آپ کی فصاحت و بلاغت اور لیاقت و کمال کا شہرہ سن چکے تھے منظور کر لیا اور رہنے لگے خود انہی کا بیان ہے کہ ایک مختصر وقفہ مدت کیا میں آپ کی خدمت میں رہ کر میں نے اتنا کچھ سیکھ لیا اور نحو و عروض میں وہ کمال پیدا کر لیا جس کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا یہ ایک مین دبا ہر کرامت تھی کہ علوم نقلیہ و عقلیہ کے دروازے خود بخود کھلتے چلے جاتے تھے اور جو کچھ ایک مرتبہ یاد ہو جاتا تھا وہ پھر فراموش نہ ہوتا تھا۔

خطرۂ قلبی پر فوری اطلاع

ایک روز کہ جمعہ کا دن تھا شیخ عمر بزار آپ کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے چلے گئے مگر یہ دیکھ کر بہت متعجب و حیرت زدہ تھے کہ راستے میں کوئی بھی آپ کو سلام نہ کرتا تھا ان کو خیال گزرا کہ ہمیشہ تو یہ ہوا کرتا تھا کہ لوگ دیوانہ وار آپ کی طرف دوڑتے تھے اور ہجوم اس قدر بڑھ جاتا تھا کہ آپ پر لوگ اس کثرت سے ٹوٹتے تھے کہ مسجد تک پہنچنا بھی دشوار ہو جاتا تھا آج یہ کیا بات ہے کہ نہ وہ ہجوم ہے نہ کوئی آپ کی طرف ملتفت ہوتا ہے نہ سلام کرتا ہے ابھی یہ خیال اپنی ابتدائی منزل ہی میں تھا اور چند قدم بھی آگے نہ بڑھا نے پایا تھا کیا دیکھتے ہیں کہ یکایک لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور ہر طرف سے سلام و تکریم کا ایک سیلاب امنڈ آیا ان کی حیرت ہنوز کم نہ ہونے پائی تھی اور اس انقلاب پر حیرت ہی کر رہے تھے کہ آپ ان کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کیوں عمر! اب تو تمہاری خواہش پوری ہو گئی اور لوگ مجھے سلام کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے۔

حضرت امام احمد حنبل کا مزار اقدس سے باہر آنا

ایک دفعہ حضور غوث اعظم حضرت امام احمد حنبل کی زیارت کے لئے ان کے مزار شریف پر پہنچے اس وقت حضرت شیخ بقا بن بطور جیسے عارف کامل اور حضرت علی بن الہیتی جیسے بزرگ بھی آپ کے ساتھ تھے جب یہ تینوں روضہ المبرہ پہنچ گئے اور فاتحہ سے فراغت پائی تو آپ کے دونوں رفقاء کو یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ حضرت امام احمد حنبل کی قبر شریف کو جنبش ہوئی اور وہ باہر تشریف لائے اور اسی شان کے ساتھ نمودار ہوئے آپ کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور بہت سی دعائیں دیں (بہجۃ الاسرار)

تین جیلانی بزرگوں کا تحیر

حضور غوث اعظم کے کمال عرفان کا شہرہ سن کر قطبہ جیلان کے تین بزرگ آپ سے ملاقات کرنے کے لئے بغداد آئے آپ کے مدرسہ میں قدم رکھتے ہی دیکھا کہ آپ ایک کتاب ہاتھ میں لئے بیٹھے ہیں اور جو آفتابہ سامنے رکھا ہے اس کا رخ قبلہ کی جانب نہیں نیز یہ کہ ایک غلام بردہ سامنے کھڑا ہے جیلان کے تینوں بزرگوں نے جو یہ حالت دیکھی تو ان پر تنفر پیدا ہوا آپ نے ان کے خطرۂ نفس سے واقف ہو کر آفتابہ کی طرف جو نظر ڈالی تو وہ سرعت کے ساتھ گھوما اور گھوم کر رو بقبلہ ہو گیا اس کے بعد آپ نے دوسری نظر خادم پر ڈالی جس کے پڑتے ہی وہ دم بخود زمین پر گر پڑا یہ دیکھ کر وہ بزرگ متحیر ہوئے اور آپ کے پاس آئے فرمایا بھائیو! کسی کے متعلق بدظنی سے کام نہ لینا چاہیئے۔

چھت سے غیر متوقع طور پر جانور کا گرنا

شیخ عمر بزار آپ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے کسی قدر پر اضطراب لہجہ میں فرمایا عمر! عمر! بچو بچو جلدی بچو کہ ایک بلی گرنے والی ہے نہ بچے تو تمہاری پشت کو صدمہ پہنچے گا عمر! یہ سوچنے لگے کہ نہ دیوار میں کوئی روزن در و شندان ہے اور نہ چھت میں کوئی ایسی جگہ ہے بلی آ بھی کہاں سے سکتی ہے اور آئے بھی تو اس کے ٹھیرنے اور گرنے کا امکان کیا ہے ابھی خیال میں محو وہ اپنی جگہ پر بیٹھے رہے نہ ہٹے کہ یہ دیکھ کر وہ نہایت متعجب ہوئے کہ ابھی ایک ثانیہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ واقعی بلی گری چھت سے ہی گری پشت ہی پر گری اور اس کے گرنے سے چوٹ بھی لگی انھوں نے تو مندی کے باعث اف بھی نہ کی آپ نے فوراً ہاتھ بڑھا کر ان کے سینہ پر جو رکھا تو نہ صرف یہ کہ درد دور ہو گیا بلکہ سینہ میں ایک پر کیف روشنی نمایاں ہو گئی۔

ایک سبز پرندے کا ظہور

ایک دفعہ آپ اپنی مجلس میں بیٹھے جوش و انہماک کے ساتھ وعظ فرما رہے تھے کہ آپ نے قدرت الٰہیہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ رب قدیر کی قدرتوں اور طاقتوں کا کوئی تصور نہیں کیا جا سکتا وہ جو چاہے کر سکتا ہے ایک لمحہ کے اندر کر سکتا ہے آن کی آن میں کر سکتا ہے اس سے کچھ بعید نہیں اس کے لیے ہر بات ممکن ہے اس کی قدرتوں کے لئے ممکن

اور پیر حسن کی نسبت ہی مقبول ہے اگر میں اسی وقت یہ کہوں کہ اللہ میرا وعظ سننے کے لئے غیب سے ایک سبز رنگ پرندہ بھیج دے تو یہ ہو سکتا ہے اور وہ کر سکتا ہے آپ ابھی یہ فرما ہی رہے تھے اور الفاظ پورے بھی نہ ہونے پائے تھے کہ غیب سے ایک سبز پرندہ نمودار ہوا ... بیٹھا اور آستین مبارک میں گھس کر غائب ہوگیا۔

پرندہ کی موت محض الفاظ سے

اسی طرح ایک روز آپ اسرار کی قدرتوں اور کرامتوں پر تقریر کر رہے تھے اور لوگوں پر ایک کیف و محویت کا عالم طاری تھا اتنے میں ایک عجیب و غریب پرندہ اڑ کر آیا اور مجلس کے اوپر پرواز کرنے لگا وہ بھی پرندہ جس کی خوبصورتی و رعنائی نے تو سب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے ابھی اس کی قوت سے ٹکڑا ٹکڑا ہو سکتا ہے اگر میں اس کو مخاطب کر کے کہوں کہ مر جا میرے یہ کہنے پر فوراً اس پر موت مسلط ہو جائیگی آپ کو یہ کہنے کی ضرورت بھی واقع نہ ہوئی اور وہ زبان مبارک سے الفاظ ختم ہونے سے پیشتر زمین پر مر کر گر پڑا۔

مکاشفہ غوثیت کی شان

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ آپ چہارشنبہ کی شام کو بھی وعظ فرمایا کرتے تھے ایک دفعہ سہ شنبہ ہی کی شام سے ابوالمظفر شمس الدین نے یہ ارادہ کیا کہ وہ کل ضرور مجلس وعظ میں شرکت کرینگے یہ محض اتفاق تھا کہ اسی شب کو انھیں غسل کی حاجت ہو گئی اور کچھ ایسے امور پیش آگئے کہ وعظ میں شرکت کا وقت ہو گیا تاہم ارادہ کر چکے تھے کہنے لگے کچھ بھی ہو میں تو یونہی چلا جاؤں گا شرکت کرنا اور مجلس میں پہنچنا ضرور چاہیے چنانچہ جب یہ آپ کی مجلس میں پہنچے تو حضور نے دیکھتے ہی فرمایا کہ ابوالمظفر ایسی سستی اور سردی کیا کہ غسل تک نہ کیا جائے اور ہماری مجلس میں ناپاک ہی چلے آؤ۔

دل کی حالت سے واقفیت

انہی ابوالمظفر شمس الدین کے متعلق قلائد الجواہر میں لکھا ہے کہ بیان فرماتے تھے کہ ایک بزرگ جن کا نام مظفر تھا آپ کی مجلس میں اکثر شریک ہوا کرتے تھے اور ذوق و شوق کا یہ عالم تھا کہ راتوں کو اکثر خانقاہ میں سو جاتے تھے کہ مجلس میں اچھی جگہ مل جائے لیکن اس عقیدت اور ذوق و شوق کے باوجود براہ راست خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ ایک دفعہ بھی نہ ملا تھا اور حضور ان سے بالکل واقف نہ تھے مظفر ایک شب کو چھت پر چڑھ گئے کہ گرمی زیادہ تھی وہیں ایک کمرے میں آپ بھی استراحت فرما رہے تھے مظفر صاحب کا دل بے اختیار ہوا کہ اس وقت کچھ کھجوریں ملیں تو کھائی جائیں مگر شب کا وقت کھجوریں کہاں سے دستیاب ہوں یہی خیال میں تھے کہ آپ نے دریچہ سے سر نکال کر انہیں پکارا اور کچھ کھجوریں دیکر دروازہ بند کر لیا یہ حیران تھے کہ حضور تو میرے نام سے بھی واقف نہ تھے مگر نہ صرف یہ کہ مجھے نام لیکر پکارا بلکہ میرے دل کی حالت سے بھی واقف ہو گئے۔

مشائخین کی صدارت

موصل کے ایک بزرگ حضرت ابوالعباس کے والد نے ایک شب کو عجیب خواب دیکھا کہ ... شنبہ کا زمانہ تھا اور وہ آپ کے مدرسہ میں ذکر کرتے رہتے تھے بستر پر جا کر جو لیٹے اور نیند آئی تو خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان ہجوم میں جملہ مشائخ کرام ایک جلسہ میں جمع ہیں اور آپ بصد شان و شوکت صدارت پر متمکن ہیں ایک اور صورت یہ ہے کہ مشائخین میں بعض کے جسم پر تو ایک عمامہ اور ایک چادر ہے اور بعض کے جسم پر ایک عمامہ اور دو چادریں ہیں لیکن آپ تین چادریں اوڑھے ہوئے ہیں وہ دیکھ کر سوچتے رہے کہ الٰہی اس کی وجہ کیا ہے کہ آپ کے جسم پر اس وقت تین چادریں ہونے کی وجہ کیا ہے یہ سوچتے ہی سو رہے تھے کہ آنکھ جو کھل گئی تو دیکھتے کیا ہیں کہ آپ سرہانے کھڑے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے ایک چادر تو شریعت کی چادر ہے اور دوسری چادر حقیقت کی چادر ہے اور تیسری چادر بزرگی و عظمت کی چادر ہے۔

عذاب معاصی سے نجات

ایک شخص مدت سے آپ کی خدمت میں رہتا تھا بہت عقیدت رکھتا تھا آپ بھی اس پر بہت مہربانی فرمایا کرتے تھے ایک روز آپ کو الہام میں علم ہوا کہ یہ شخص زندگی میں کوئی بیس ستر عورتوں سے زنا کا مرتکب ہوگا اور اس معصیت کا وبال ضرور اس پر پڑے گا یہ دیکھ کر آپ کو بہت رنج آیا اور آپ نے دعا کی کہ بار الٰہا یہ میری خدمت کر رہا ہے میرا معتقد ہے اگر ان واقعات مقدرہ بیداری سے خواب میں منتقل کر دے تاکہ یہ عذاب روز غم سے نجات پائے آپ نے اس خادم سے اس علم و دعا کا کوئی ذکر نہ کیا۔ اسی شب کو اس نے خواب میں ستر عورتوں سے مقاربت کی بہت گھبرایا کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہے اور آج یہ نئی صورت کیوں پیش آئی وہ گھبرایا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا من و عن سنا دیا آپ اس کی گھبراہٹ دیکھکر مسکرائے اور فرمایا کہ جاؤ تم ایک بڑے عذاب سے بچ گئے ورنہ یہی صورت اگر خواب کے بجائے بیداری میں پیش آتی تو عافیت کے لالے پڑ جاتے ہم نے دعا کر کے تمہیں بچا لیا۔

عذاب قبر سے مخلصی

بغداد کے ایک شخص نے ایک روز آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور میرے والد کا انتقال ہو چکا ہے انھیں مجھ سے اور مجھے ان سے بیحد محبت تھی مگر آج شب کو میں نے خواب میں ان کی جو حالت دیکھی ہے اُسے دیکھکر از حد پریشان ہو گیا ہوں میں نے دیکھا کہ قبر کے اندر وہ ایک خوفناک عذاب میں مبتلا ہیں اور مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ تم فوراً جاؤ اور بارگاہ غوثیت میں جا کر عرض کرو کہ وہ میری مغفرت کے لئے دعا کریں کہ اب اس عذاب الیم سے نجات کی واحد صورت یہی ہے آپ خود نہایت نہایت رحمدل اور کریم النفس بزرگ تھے اس شخص کی دردناک کہانی اور عذاب قبر کا حال سنکر بہت متاثر ہوئے اور اسی وقت اس کے باپ کی مغفرت کے لئے دعا کی دوسرے روز خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ اس کا باپ بہت خوش ہے اور سبز رنگ کا لباس پہنے ہوئے خیابان جنت کی کیاریوں میں چہل قدمی کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ بیٹا واقعی میں کل تک بڑے خوفناک عذاب قبر میں مبتلا تھا مگر آج تو نے جو حضور غوث اعظم سے میرے لئے دعا کرائی تو اُن کی

دعا سے نہ صرف یہ کہ مجھے اس عذاب جانکاہ سے نجات مل گئی بلکہ مجھے جنت نصیب ہوئی اور اب ہر قسم کے عیش و نشاط میں زندگی بسر کر رہا ہوں

عند ربانی کا مظاہرہ

ایک روز آپ اپنی مجلس میں تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور خدام و مریدین حاضر تھے ایک شخص نے آپ سے عرض کی کہ فلاں بزرگ جو عبادت و ریاضت میں بہت مشہور و مقبول ہیں یہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت یونسؑ کے مقام سے بھی گذر چکا ہوں آپ نے جو یہ الفاظ سنے تو یکبارگی اللہ بیٹھے چہرہ فرط غضب سے سرخ ہو گیا تکیہ اٹھایا اور اس کے سامنے ڈال کر فرمایا کہ بحمد وہ وقت بہت قریب ہے کہ اس کی روح اس کے تن سے پرواز کر جائیگی وہ بزرگ واقعی بہت مشہور و معروف تھے لوگ جو آپ کی مجلس سے اٹھکر انکی طرف گئے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی روح ان کے جسم سے مفارقت دائمی کر چکی ہے اس سے بھی زیادہ تعجب خیز امر یہ تھا کہ یہ بزرگ اس سے پیشتر بہت اچھی حالت میں تھے صحت ... نہیں معلوم ہوا کہ ایکدم انتقال ہو گیا۔

قبر سے جواب سلام

ایک دفعہ آپ حضرت شیخ معروف کرخی کے مزار مقدس کی زیارت کرنے کے لئے گئے حضرت شیخ علی بن ابی نصر الہیتی بھی آپ کے ساتھ تھے قبر شریف پر پہنچکر آپ نے فرمایا السلام علیک یا شیخ معروف کرخی۔ قبر سے صاف الفاظ میں صدا برآمد ہوئی وعلیکم السلام یا سید اہل الزمان آپ دیر تک مزار پر مراقب بیٹھے رہے اور فاتحہ پڑھی۔

چور ابدال بن گیا

ایک روز ایک بزرگ شیخ الاجل حضرت ابو الفتوح حضرت غوث اعظم کی خدمت اطہر میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت احمد ابدال عطسی کا آج انتقال ہو گیا ہے انکی جگہ خالی ہے آپ آسے پر فرما دیجئے آپ نے فرمایا صبر کیجئے کہ میں ان کی جگہ ایک جدید تقرر عمل میں لاؤنگا اور مناسب شخص اس کی جگہ مقرر کر دیا جائے گا اسی شب کو ایک چور آپ کے کاشانہ مقدس میں گھس آیا اور آپ کے حجرے کے اندر چلا آیا اس نے چاہا کہ آپ کے برتنوں کو اٹھا کر لیجائے کہ اس کی بینائی جاتی رہی اور اندھا ہو گیا وہ گھبرا گیا اور ادھر ادھر گھومنے لگا اور حجرے سے باہر نکل آیا آپ نے دیکھکر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا کہ بھائی تو کون ہے اور اس وقت یہاں رات کو کس غرض سے آیا ہے سچ سچ بتادے اور کوئی بات جھوٹ نہ کہہ۔

چور کا دل ٹوٹ چکا تھا اندھا ہو چکا تھا اور ڈرتا تھا یا بھلا یہ بھی سمجھتا تھا کہ حضور غوث اعظم کا مرتبہ کتنا بلند ہے اور آپ ایک بزرگ ہستی ہیں اس لئے اس نے بھی صاف صاف کہہ دیا کہ میں ایک عادی چور ہوں اور آپ کے کاشانہ معلی میں بھی چوری ہی کرنے کی غرض سے آیا تھا نیز یہ کہ میں نے یہ پیشہ محض غربت و افلاس کی وجہ سے شروع کی تھی حالانکہ میں قبیلہ بنی اسد کا ایک فرد ہوں اور میرا نام مسلمان ہے میں نے جو کچھ کیا اس کا نتیجہ بھگت لیا اور آنکھوں جیسی نعمت عظمیٰ سے محروم ہو گیا اب اللہ اللہ در در کی ٹھوکریں کھانے کے سوا اور کیا ہے

حضور غوث اعظم کی ذات تو ایک پیکر کرم اور مجسمہ رحم و رافت تھی آپ کو اس کی داستان درد سنکر رحم آگیا اس کے سر پر دست شفقت پھیرا آنکھوں پر لب مبارک لگایا جس سے اسی وقت اس کی آنکھوں میں روشنی آگئی۔

اس کے بعد آپ نے اسی وقت اس سے توبہ کرائی خانقاہ معلی میں لیجا کر اس کی باطنی تربیت شروع کی اور چند ماہ کے اندر نہیں بلکہ چند ہی روز میں آسے درجہ کمال کو پہنچا کر احمد عطسی کی جگہ ابدال مقرر کر دیا یہ تھا آپکی جلالت شان اور یہ تھا آپکا کرم۔

عجمی لشکر کی واپسی

خلافت عباسیہ کا اقتدار اس وقت رو بہ زوال تھا اور اس کی پہلی عظمت ایک افسانہ ماضی بن چکی تھی مختلف علاقوں کے حکمران خاندان خلافت عباسیہ کی آڑ میں اپنا اقتدار بڑھاتے چلے جاتے تھے تاہم آپ کی برکت سے خلفاء میں پھر کچھ احساس عمل پیدا ہوا تھا ... ان کی رعنائی یکایک رک گئی تھی یہ دیکھکر ایک عجمی فرمانروا نے ... پر ایک تند آگیں حملہ کیا اور برق ... کی طرح طوفانی طرح آگے بڑھا یہاں تک کہ خلیفہ تاب مقاومت نہ لاکر محصور ہو گیا جب حالات نے نازک صورت اختیار کرلی تو اس نے تنگ آکر آپ کو لکھا اور عاجزانہ التماس کی کہ آپ بارگاہ صمدیت میں دعا کر کے مجھے اور میرے تخت کو اس خوفناک دشمن سے نجات دلوائیے نہ صبر ہوا تو خود ہی چل کھڑا ہوا اور بنفس نفیس استدعائے امداد کی۔

اس وقت حضرت شیخ علی بن الہیتی بھی حاضر تھے فرمایا جاؤ ان سے کہدو اور ان کی فوج کو متنبہ کر دو کہ وہ فوراً بغداد چھوڑ کر چلے جائیں شیخ صاحب نے کہا بہت اچھا اس کے بعد انہوں نے اپنے خادم سے کہا کہ جاؤ تم عجمیوں کے لشکر میں جاکر دیکھو اس کے آخر پر تمھیں ایک خیمہ نظر آئیگا اس میں تین اشخاص بیٹھے ہوئے ملیں گے ان سے کہنا کہ علی نے کہا ہے کہ تم لوگ بغداد کا محاصرہ ختم کر کے واپس چلے جاؤ مگر واضح رہے کہ اگر وہ تمھیں یہ جواب دیں کہ ہم کسی دوسرے کے حکم سے یہاں آئے ہیں تو تم بھی جواب میں یہی کہنا کہ میں بھی دوسرے کے حکم سے یہاں آیا ہوں خادم عجمی لشکر میں پہنچا تلاش کیا تو واقعی سب سے آخر میں اسے ایک خیمہ بھی نصب نظر آیا اور اس میں تین اشخاص بھی ملے اور انہوں نے یہ سنتے ہی جواب دیا کہ ہم واپس کیونکر جا سکتے ہیں کہ ہم تو دوسرے کے حکم سے یہاں آئے ہیں دکھلایا ماجرا ہوا

خادم کو پہلے ہی سمجھا دیا گیا تھا اس نے بھی جواب میں کہہ دیا کہ اگر آپ یہاں دوسرے کے حکم سے آئے ہیں تو ہم بھی دوسرے ہی کے زیر حکم آیا ہوں یہ سنتے ہی ان تینوں اشخاص میں سے ایک شخص اٹھا اس نے خیمہ کی ڈوریاں کھولنی شروع کر دیں اور اس کے بعد خیمہ کو لپیٹ کر رکھ دیا اور تینوں کے تینوں واپس جانے لگے ان کا قدم اٹھانا تھا کہ عجمیوں کے لشکر نے بھی اپنی باگیں موڑ دیں اور سب کے سب محاصرہ چھوڑ کر عجم کو واپس چلے گئے

اس کرامت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ باطنی انتظام کس درجہ مکمل ہے اور ظاہر ہو رہا ہے کہ حقیقی کارفرما ہستیاں وہی ہیں جنھیں اولیا و ابدال کہا جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتظام عالم کی خدمت پر مامور ہیں

دنیا پر جو تماشے آئے دن ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں ان کی حیثیت محض کٹھ پتلیوں کے ایک رقص سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی دیکھنے بظاہر تو یہی نظر آرہا تھا کہ حملہ آور عجمی ہیں انہوں نے ظالمانہ حملہ کیا ہے مگر وہ بباطن دوسروں کے حکم کے بندے تھے اور وہ عرافیوں کی تادیب پر مامور ہوئے تھے۔

جب لشکر عجم کے حقیقی سپہ سالار اور کار فرما بزرگوں نے خیمہ گرا دیا تو سلا لشکر نادانستہ طور پر واپس ہوگیا ان بزرگوں کا یہ کہنا کہ ہم دوسرے کے حکم سے آئے ہیں صاف بتا رہا ہے کہ کار فرما کون ہے حقیقت میں اصل حاکم اولیاء اللہ ہی ہیں اور ظواہر حالات ایک تماشہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے سب کچھ دوسرے ہی کے قبضہ میں ہے۔

کعبہ شریف کی زیارت کرادی

ایک مرتبہ حضرت شیخ ابو مدین نے حضرت شیخ ابو محمد صالح دیرکانی سے فرمایا کہ تم بغداد جاؤ اور وہاں پہنچ کر حضرت غوث اعظم سے تعلیم فقر و عرفان حاصل کرو یہ حکم پاکر شیخ ابو محمد عازم بغداد ہوگئے بارگاہ غوثیت میں پہنچے تو ان پر ایک ہیبت طاری ہوگئی قدم اٹھانا چاہتے تھے مگر نہ اٹھتا تھا آپ نے جو دیکھا تو حکم دیا کہ بس روز تک یہ شخص ہمارے خلوت خانے کے دروازہ میں رہے بیس روز گذر گئے تو آپ ان سے مخاطب ہوکر فرمایا ابو محمد ذرا قبلہ کی طرف تو نظر اٹھا کر دیکھو۔

انہوں نے تعمیل کی اور نظر جو اٹھائی تو سامنے کعبہ شریف کو دیکھا پھر دریافت کیا کہ کیا دیکھا؟ کچھ نظر بھی آیا یا نہیں؟ انہوں نے عرض کی ہاں حضور مجھے نظر آرہا ہے اور میں کعبہ شریف کو بالکل سامنے دیکھ رہا ہوں اس کے بعد فرمایا کہ اچھا اب مغرب کی طرف دیکھو انہوں نے اس طرف نگاہ اٹھائی دیکھا کہ ان کے شیخ حضرت ابو مدین بیٹھے ہوئے ہیں پوچھا کیا نظر آیا؟ کیا دیکھا؟ عرض کی کہ اپنے شیخ کو دیکھ رہا ہوں اس کے بعد پوچھا اچھا اب یہ بتاؤ تم کدھر جانا چاہتے ہو اپنے شیخ کی جانب یا کعبہ شریف کی طرف؟ عرض کی کہ اپنے شیخ کی طرف جانا چاہتا ہوں حضور غوث اعظم نے فرمایا اب یہ بھی بتاؤ تمہاری خواہش کیا ہے جس طرح آئے تھے اسی طرح جانا چاہتے ہو یا ایک قدم ہی میں پہنچ جانے کی آرزو ہے فرمایا میں تو یہی چاہتا ہوں کہ جس طرح آیا ہوں اسی طرح جاؤں فرمایا اچھا اسی طرح پہنچ جاؤ گے اور بخیر و عافیت پہنچو گے اتنا کہنے کے بعد فرمایا بیکسمد فقر کی راہ تو آسان نہیں اس منزل پر تم اس وقت تک نہ پہنچ سکو گے جب تک تم اس کی سیڑھی پر قدم نہ رکھو جانتے ہو کہ سیڑھی سے میرا مقصود کیا ہے؟ عرض کی کہ حضور ہی فرمائیں میں خیال آپ کے سامنے لب کشائی کی جرأت نہیں کرسکتا فرمایا یہ سیڑھی توحید ہے اور توحید کا انحصار ہے اس پر کہ تم تمام حادثہ کو فنا کردو اور نظر کے سامنے نہ رہے۔ عرض کی میری بھی آرزو یہ ہے اپنی سعی و کوشش سے تو یہ امر ممکن نہیں اس لئے حضور ہی سے التجا کرتا ہوں کہ آپ میرے اندر یہ صفت و خصوصیت پیدا کردیں۔

اس پر حضور غوث اعظم نے انہیں بہ شفقت نظر سے دیکھا اور تو کچھ کہا نہیں جاسکتا صرف اس ایک نظر میں ان کے قلب کے اندر حقیقت آ گئی

تھے سب کے سب دل سے اس طرح جدا ہو گئے جس طرح رات یکایک دن اور روشنی سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔

تقدیر بدلوادی

ایک دفعہ ایک سوداگر جس کا نام ابوالمظفر الحسن تھا حضرت شیخ حماد الدباس کے پاس گیا اور کہا کہ قافلہ تیار ہے عازم شام ہونے والا ہوں سہ رست سات سو اشرفیاں اپنے ساتھ لئے جا رہا ہوں اور اسی قیمت کا سامان میرے پاس ہے فرمایا دیکھو تم اپنا سفر ملتوی و موقوف کردو اگر اس سال سفر کیا تو نہ صرف یہ کہ ڈاکو تمہارا سب مال لوٹ لیں گے بلکہ تم بھی نہایت بیرحمی و بیدردی کیساتھ قتل کردیئے جاؤ گے سفر تھا نہایت ضروری اور جانا تھا لازمی ابوالمظفر یہ سنکر حد درجہ رنجیدہ ہوئے اور غمگین واپس چلے آرہے تھے کہ راستہ ہی میں حضور غوث اعظم سے ملاقات ہوگئی پوچھا مغموم کیوں ہو؟ اور کہا جب سے کہ اس وقت بہت زیادہ پریشان معلوم ہوتے ہو ابوالمظفر نے تمام واقعہ کہدیا کہ ان کا ارادہ کیا تھا کس طرح وہ حضرت شیخ حماد کے پاس گئے اور انہوں نے کیا جواب دیا آپ نے یہ سنکر فرمایا کہ یہ اتنی سی بات ہے تو تمہیں پریشان اور غمگین ہونے کی کوئی وجہ نہیں تم شوق سے سفر کرو شام کو جاؤ مال لیجاؤ انشاء اللہ تعالےٰ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا اور تم بخیر و عافیت واپس آؤ گے حضور غوث اعظم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ابوالمظفر کو اطمینان ہوگیا اور وہ اپنا مال تجارت لیکر شام کی طرف روانہ ہوگئے شام میں انہیں نفع بھی بہت ہوا اور سات سو کا مال ایک ہزار اشرفیوں میں فروخت ہوا وہاں سے حلب گئے وہاں کسی جگہ ہزار اشرفیاں رکھدیں اور بھول گئے ایک جگہ پہنچکر نیند جو غالب ہوئی تو خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ عرب کے بدوؤں نے قافلہ پر خوفناک حملہ کردیا ہے اور نہ صرف یہ کہ خوب دل کھول کر لوٹا ہے بلکہ بہت سے قافلہ والوں کو قتل بھی کر ڈالا ہے اور یہ خود بھی انکی تیغ دودم کا شکار ہو گئے ہیں گھبراہٹ میں آنکھ کھل گئی مگر یہاں کیا تھا میدان صاف تھا لیکن انہیں تو نہیں یاد آیا کہ میں اپنے ہزار درہم حلب میں بھول آیا ہوں میں سے دوڑے ہوئے گئے مگر جہاں پہنچا رکھی تھیں وہیں رکھی ہوئی پائیں۔

اشرفیوں کو لیکر منازل طے کرتے ہوئے بغداد آئے مگر اب متردد تھے کہ پہلے کس سے ملوں حضور غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوں یا پیشتر شیخ حماد سے ملوں یہ اسی فکر میں تھے کہ بازار سلطانی میں انہیں شیخ حماد مل گئے اور انہوں نے خود فرمایا کہ تم متردد نہ ہو اور پہلے حضرت شیخ عبد القادر ہی سے جاکر ملو کہ وہ محبوب سبحانی ہیں اور انہوں نے تمہارے حق میں ستر دفعہ دعا مانگی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے واقعہ کو بیداری سے خواب میں منتقل کردیا چونکہ ابوالمظفر سب کچھ خواب میں دیکھ چکا تھا شاہی تھا اور تلوار سے مجروح ہوکر قتل بھی ہوگیا تھا اس لئے وہ شیخ حماد کے الفاظ سے بہت متاثر ہوئے اور سیدھے حضور غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے جنہوں نے صورت دیکھتے ہی فرمایا کہ کیا شیخ حماد کہتے تھے اور کہا تھا کہ تم سیدھے میرے پاس چلے آؤ نا فہمی میں نے تمہارے بعافیت واپس آنے کے لئے ستر مرتبہ دعا کی ہے اسی لئے تمہارا واقعہ

بیداری سے خواب میں منتقل ہو گیا۔

خواب کے دو حیرتناک مناظر

ایک دفعہ حضرت شیخ ابو عمر عثمان نے خواب میں دیکھا کہ دجلہ کا تمام پانی خون اور پیپ کی شکل میں منتقل ہو گیا ہے اور اس کے اندر جتنی مچھلیاں تھیں وہ سب سانپوں اور بچھوؤں کی شکل اختیار کر گئی ہیں۔

عجیب ہی ہیں یہ وحشتناک منظر دیکھ کر شیخ ابو عمر بھاگے بے تحاشا بھاگے گھبرائے کسی نے ان کے ہاتھ میں پنکھا دے کر کہا کہ اسے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو ورنہ مجھے اپنے آپ ہی کو نہیں سنبھال سکتا پنکھا کیا پکڑا دل اور ایمان دونوں نہیں تھا اسے اپنے ایمان کی نعمت سے الٹا ہو گئے پنکھا جو ہاتھ میں لیا تو نیچا پایا ہوا الخوف دل سے دور ہو گیا انہوں نے پنکھا دینے والے سے پوچھا کہ آپ کون بزرگ ہیں جن کی برکت سے یہ خوف اٹھ گیا آپ میں دیکھ کر مجھے سکون و اطمینان نصیب ہوا فرمایا میں کوئی غیر نہیں ہوں تمہارا پیر ہوں اور میرا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ جو سنا تو پاؤں سکون کے ہاتھ پاؤں لرز رہے تھے یا ہیبت جلال نبوت سے لرزنے اور منہ پیدے کو بیٹھ گئے۔

بڑی دشواری سے اٹھ کر قدموں پر گرے پاؤں کو بوسہ دیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حق میں دعا فرمائیے کہ میرا خاتمہ بخیر ہو فرمایا متعلق رہو انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا اور تمہیں شیخ عبدالقادر سے بیعت کا شرف حاصل ہے نبی پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی الفاظ فرمائے تھے کہ انھیں ایک روحانی کیف و سرور حاصل ہوا یہ وحشتناک اور روح پرور مناظر دیکھ کر آنکھ کھل گئی حیرت زدہ تھے کہ الٰہی یہ خواب کس قسم کا ہے جس میں وحشت و سرور کے دو گونہ منظر موجود ہیں آخر اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہو کر خواب بیان کیا جس پر انہوں نے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر حضور غوث اعظم کی خدمت میں لے گئے آپ اس وقت مسافر خانے میں کھڑے وعظ فرما رہے تھے ہجوم بہت تھا قریب تو پہنچ نہ سکے دور ہی ایک طرف باپ اور بیٹے دونوں بیٹھ گئے کتنے ہی دور سہی مگر نگاہ غوثیت سے کہاں دور رہ سکتے تھے حسن سمجھ ہی نہ گزرے تھے کہ آپ کی نظر پڑ گئی فرمائے دونوں کو دیکھ لیا اور آواز دے کر قریب بلا لیا اور ان کے باپ سے فرمایا کہ میاں تم مجھے کچھ بہت نافہم آدمی نظر آتے ہو بلا دلیل و حجت تم نے کبھی میرے پاس آنا گوارا نہ کیا اس کے بعد آپ نے فرمایا تم اپنے ہی مرشد نہیں ہو اسی وقت اپنی قمیص پہنا لی اور ایک ٹوپی دے کر فرمایا اسے اوڑھ لو۔

اتفاقاً قمیص الٹی پہنا دی گئی تھی اسے سیدھا کر کے پہننے کا ارادہ ہی کیا تھا وہ خود بخود سیدھی ہو گئی یہ صورت دیکھ کر شیخ ابو عمر کی یہ حالت ہوئی کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑے اور تمام جلسہ میں ان کی بیہوشی سے ایک اضطراب پیدا ہو گیا آپ نے یہ دیکھ کر شیخ ابو عمر سے کہا کہ انھیں اٹھا کر میرے پاس لے آؤ آپ یہ کہہ کر قبۃ الاولیا میں چلے گئے جو ایک نہایت متبرک عمارت تھی شیخ اپنے والد کو لیکر قبۃ الاولیا میں جو گئے تو آپ نے ان کے پاس سے کہا کہ دیکھو تو وہ تنہا حضور سرور کائنات فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں

اور میں کا شیخ عبدالقادر ہوتا ہے یوں کرامت حاصل نہ ہوگی یہ جو کچھ ہے سب تمہاری کرامت ہے۔

مال رکھنے پر لطیف تنبیہ

حضرت ابوبکر تمیمی ابتدا میں شتربانی کیا کرتے تھے کچھ عرصہ کے بعد حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے راستے میں جیلان کا ایک شخص مل گیا اور ساتھ ہو لیا ایک مقام پر پہنچ کر اس شخص کو اپنی موت کا بالکل یقین ہو گیا اور اس نے ابوبکر تمیمی کو دس اشرفیاں کچھ کپڑے اور ایک چادر دے کر کہا کہ یہ تم شیخ عبدالقادر جیلانی کو دے دینا اور میری جانب سے یہ عرض کر دینا کہ وہ میرے لئے دعائے مغفرت کریں اتنا کہا اور اسی میدان میں دم توڑ دیا جس سے اہل قافلہ بہت متاثر ہوئے حضرت ابوبکر فرماتے ہیں کہ بغداد پہنچ کر میری نیت میں فتور پیدا ہوا اور یہ خیال کر کے کہ ان چیزوں کا علم تو کسی کو ہے نہیں سب کپڑے اور دینار اپنے پاس رکھ لئے اور نہ کسی سے ذکر کیا اور نہ حضور غوث اعظم کو دیا۔

کچھ عرصہ بعد یہ حضرت کہیں چلے جا رہے تھے کہ راستے میں حضور غوث اعظم مل گئے انھوں نے سلام عرض کیا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا۔ آپ نے ان کے ہاتھ پکڑ کر زور سے دبا کر فرمایا ابوبکر افسوس ہے کہ تم نے مرنے والے کا بھی لحاظ نہ کیا اور خدا کا خوف نہ کیا اور اس عجمی کا مال رکھ لیا معلوم ان الفاظ میں کیا برقی اثر تھا کہ ابوبکر تمیمی یہ سنتے ہی بیہوش ہو گئے اور دیوار سے نیچے گر پڑے اس کے بعد آپ اسی حالت میں انھیں بیہوش پڑا چھوڑ کر آگے چلے گئے انھیں جب ہوش آیا اور خود کو تنہا پایا تو اٹھ کر بیاختہ دوڑے اور سب کچھ لا کر آپ کے حوالہ کر دیا اور اسی وقت ان کے دل کی دنیا بدل گئی اور بڑا کمال پیدا کیا۔

ڈاکوؤں سے بچا دیا

ایک دفعہ آپ احباب و مریدین کے ایک جلسہ میں تشریف فرما تھے کہ آپ دفعۃً اٹھے وضو کیا نماز پڑھی اور سلام پھیر کر بڑے زور زور سے ہنسنے لگے اور ایک نعل اٹھا کر اوپر پھینکا جو فوراً ہی نظروں سے غائب ہو گیا پھر دوسری دفعہ اسی طرح نعرہ لگایا اور دوسری نعل فضا میں پھینکی اور وہ بھی نظروں سے غائب ہو گئی اس کے بعد آپ خاموشانہ ایک جگہ بیٹھ گئے کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ اس عمل کی وجہ دریافت کر سکے تیس روز گزر گئے کہ ایک قافلہ جو سوداگر قافلے آستانہ عالیہ پر پہنچا کہا کہ ہمیں دربار غوثیت میں کچھ پیش کرنا ہے آپ نے خدام کو اجازت دیدی کہ انھیں اندر آنے دو اور جو نذرانہ پیش کریں قبول کر لو۔

خدام کے بلانے پر قافلہ والے اندر آئے اور کچھ اونی اور ریشمی کپڑے اور کچھ زر نقد بطور نذرانہ پیش کیا لوگ یہ دیکھ کر متحیر ہوئے کہ جو دو نعلیں پھینکی گئی تھیں وہ بھی ان کے پاس موجود تھیں اور انھوں نے بھی پیش کیں جب پوچھا گیا کہ حضور کی یہ نعلین تمہارے پاس کہاں سے آئیں تو بولے کہ ہمارا قافلہ منزل طے کرتا ہوا چلا آ رہا تھا کہ اثنائے راہ ڈاکوؤں نے لوٹ لیا اور اسی لوٹ مار میں ہمارے کچھ آدمی بھی قتل ہو گئے ڈاکوؤں نے ہم سے سب کچھ چھین لیا تو ایک طرف بیٹھ کر وہ مال باہم تقسیم

ابھی تک ہمیں ان قزاقوں کی وحشت و بربریت یاد تھی اور شدید اندیشے پیدا تھے اسی وقت ہم نے منت مانی کہ اگر ہم اس بلائے عظیم سے بچ گئے تو حضور غوث اعظم کی خدمت میں باریاب ہو کر ان کی بارگاہ میں اپنے مال سے نذرانہ پیش کریں گے ابھی ہماری زبان پر حضور کا نام آیا ہی تھا کہ دو فلک دوز نعرے گونجے جن کی ہیبت و دہشت سے سارا بیابان گونجنے لگا اور تمام قزاقوں پر رعب کی ہیبت طاری ہو گئی ان پر بلا کا اضطراب مستولی تھا قیامت کی دہشت طاری تھی ہم لوگوں نے تو یہ خیال کیا کہ کچھ اور ڈاکو انھیں لوٹنے کے لئے نعرے لگاتے اور شور مچاتے چلے آرہے ہیں مگر ان کی عجیب حالت تھی۔

یہ اٹھے اور دوڑتے ہوئے ہمارے پاس آئے بولے کہ ہم پر ایک عذاب عظیم نازل ہوئی ہے ہمارے دونوں سردار کسی غیبی سزا کے شکار ہو چکے اور شاید جانتے کہ ہمارا کیا انجام ہونے والا ہے تم لوگ اپنا سارا مال واپس لے لو اور ہمیں معاف کر دو۔ ہم جو اٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک طرف ان کے دونوں سردار مرے پڑے ہیں اور دوسری طرف نعلین شریفین بھیگی پڑی ہیں ہم نے اپنا سارا مال لے لیا اور اب نذرانہ پیش کرنے کے لئے آئے ہیں یہ تھا کمال غوثیت کہ نام لیتے ہی دور دراز فاصلہ پر ڈاکہ ڈالنے والے ڈاکوؤں کا قلع قمع کر کے رکھ دیا اور اپنے پکارنے والوں کی مدد وہیں بیٹھے بیٹھے کر دی۔

خیال کیساتھ ملاقات

حضرت شیخ محمد کے والد گرامی ایک روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھوڑی دیر میں انھیں خیال آیا کہ کسی طرح حضرت شیخ احمد الرفاعی سے نیاز حاصل ہونا چاہئے آپ نے فوراً مکاشفہ سے حال معلوم کر کے کہا کہ تو تمہاری آرزو پوری ہوتی ہے شیخ سے ملاقات کر لو انہوں نے جو رخ پھیر کر دیکھا تو ایک باریش بزرگ برابر ہی بیٹھے نظر آئے یہ فوراً اٹھ کر کھڑے ہوئے جھک کر سلام کیا اس کے بعد شیخ نے فرمایا کہ جس نے شیخ عبدالقادر جیسے ولی و غوث کو دیکھ لیا اسے میری زیارت کی آرزو عبث ہے کیونکہ میں تو خود ہی آپ کی ماتحتی میں کام کر رہا ہوں یہ کہا اور نظروں سے غائب ہو گئے یہ صاحب حضور غوث اعظم کی زندگی میں تو بغداد ہی میں رہے اور کہیں جا نہ سکے اس کے بعد شیخ احمد الرفاعی کی خدمت میں پہنچے اس وقت کے سوا اور کبھی دیکھا تاہم فوراً پہچان لیا شیخ نے دیکھا تو مسکرائے اور فرمایا کہ کیا تمہارے لئے ملاقات باعث تسکین خاطر ثابت نہ ہوئی تھی جو دوسری دفعہ آئے بزرگوں کے لئے بعد مکانی کوئی چیز نہیں ہر چیز ان کی مسخر ہوتی ہے اور وقت جہاں چاہیں پہنچ سکتے ہیں۔

ہند میں ابدال کا تقرر

حضرت شیخ ابوالحسن ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہے ہمیں ظاہری و باطنی حاصل کئے رات گئے تک اس لئے جاگتے رہتے تھے کہ معلوم حضور کو کس وقت کس کام کی ضرورت ہو ایک شب کو آپ اپنے مصلے سے جو باہر آئے تو یہ آفتابہ لیکر دوڑے کہ شاید وضو کریں لیکن آپ نے آفتابہ نہ لیا اور سیدھے مدرسے کے اندر بڑھتے چلے گئے کچھ دیر کے بعد واپس آئے تو ایک طرف کو چل دیئے شیخ اس خیال سے کہ آپ تنہا جا رہے ہیں کسی کام کی ضرورت ہوگی پیچھے ہو لئے اس کے بعد دیکھا کہ آپ بغداد کے دروازہ پر پہنچ گئے اور پھر دروازہ سے نکلے اور پھر دیکھا کہ سامنے ہی ایک شہر تھا ایسا شہر جو اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا آپ اس شہر کے اندر گئے اور ایک محلہ میں پہنچ کر ایک مکان میں چلے گئے جس کے اندر چھ اشخاص اس وقت موجود تھے آپ کو دیکھتے ہی انہوں نے سلام کیا اور شیخ ایک ستون کے پاس ٹھہر گئے

یہیں سے انھیں محسوس ہوا کہ کوئی شخص آہستہ آہستہ کراہ رہا ہے کچھ لمحوں کے بعد یہ کراہ بھی بند ہو گئی۔ ایک شخص اس طرف گیا اور دیکھا کہ وہ ایک اور شخص کو اپنے دوش پر اٹھائے ہوئے لئے چلا آرہا ہے اس کے بعد دیکھا کہ ایک دراز ریش اور بارعب شخص وہاں آیا اور آپ کے سامنے آکر بیٹھ گیا آپ نے کچھ آگے بڑھ کر اسی وقت اس شخص کو مسلمان کیا اس کی مونچھیں ترشیں اور ایک ٹوپی اڑھائی۔ اس کا نام محمد رکھا اور فرمایا کہ یہ شخص اس مرنے والے کا قائم مقام ہوگا حاضر الوقت اشخاص نے سر جھکا کر عرض کی کہ جو حضور مناسب سمجھیں وہ کریں ہمیں امتثال امر میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ چنانچہ سب کام پورا کر کے آپ وہاں سے روانہ ہوئے دس بیس قدم ہی چلے ہوں گے کہ بغداد شریف کا دروازہ سامنے نظر آیا شیخ اسی طرح پیچھے پیچھے تھے دروازے کے قریب پہنچے تو یہ خود کہاں گیا شہر میں پہنچ کر مدرسہ آئے اور مدرسہ سے اپنے کاشانہ معلیٰ میں تشریف لے گئے۔

شیخ رات بھر تو مبتلائے حیرت رہے صبح کتاب لیکر جو سامنے بیٹھے تو ادب سے پوچھا کہ حضور رات کیا واقعہ گذرا مرنے والا کون تھا دراز ریش شخص کی حیثیت کیا تھی پہلے تو آپ نے کچھ تحیر ظاہر کیا پھر فرمایا کوئی بات نہیں وہ شہر جو رات تم نے دیکھا نہاوند تھا اور مکان کے اندر جو چھ اشخاص دکھائی دیئے تھے وہ وہاں کے ابدال تھے مرنے والا شخص بھی انہی میں سے تھا اس کی جگہ خالی ہوئی تھی میں نے اس پر اس شخص کا تقرر کر دیا وہ در حقیقت قسطنطنیہ کا رہنے والا تھا مذہب عیسائی تھا میں نے جو کچھ کیا وہ حکماً کیا میں نے حکم ہی کی بنا پر اسے کلمۂ شہادت پڑھایا اور ابدال مقرر کیا ایک بات اور رہ گئی تم نے دیکھا ہو گا کہ وہ صاحب جو نعش اپنے دوش مبارک پر اٹھا کر لائے تھے وہ حضرت خضر تھے اس کے بعد آپ نے ہدایت کی اور سختی کے ساتھ منع فرمایا کہ میری حیات میں کسی سے اس واقعہ کا ذکر نہ کرنا چنانچہ شیخ نے حضور غوث پاک کی حیات میں اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کیا وصال کے بعد بتایا کہ یہ واقعہ ظہور میں آیا تھا نہاوند اس زمانہ میں ایک عظیم الشان شہر تھا اور بغداد سے بہت دور دراز فاصلہ پر واقع تھا لیکن اولیاء اللہ کے لئے بعد و قرب کی کوئی قید نہیں وہ ایک لمحہ کے اندر مشرق سے مغرب تک پہنچ سکتے ہیں اور طے ارض میں اللہ تعالیٰ انھیں کمال عطا فرما دیتا ہے۔

عرفان غوثیت کا ایک کرشمہ

جب بغداد شریف میں آپکا آوازۂ شہرت بلند ہوا ہے اور دور دور تک آپ کے کمال عظمت کی شہرت پھیل گئی ہے تو بغداد کے علمائے ظاہر میں بہی چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں اور ان کی صحبتوں میں آپکا

اکسیر ہے کہ تمام علماء ظاہر [illegible] باطن سے کورے ہیں اسی وجہ سے
خدمت کا ہمیشہ ذریعہ الشرف سمجھتے رہتے ہیں چنانچہ فقہائے بغداد کی ایک جماعت
نے جو سو علماء پر مشتمل تھی آپ کے امتحان کا تہیہ کیا اور یہ طے کیا کہ سب
مل کر آپ کے پاس جائیں اور ہر ایک جداگانہ علوم کے جداگانہ مسائل کے متعلق
آپ سے ایک ایک مسئلہ دریافت کرے غرضیکہ انہوں نے امتحان
دانش کے لئے بحث و مباحثہ کی تیاری کی تھی آخر یہ سب مجتمع
ہو کر آپ کی مجلس میں گئے آپ اس وقت وعظ فرما رہے تھے آپ کو نور باطن
سے ان کے قصد و ارادہ کی اطلاع ہو گئی اور اسی وقت سر جھکا لیا
سر جھکانا تھا کہ یہ نظر آیا کہ آپ کے سینے سے نورانی شعاعیں نکل رہی ہیں
جنہیں ہر شخص تو نہ دیکھ سکتا تھا اور نہ دیکھ سکا مگر پھر بھی بہت سے افراد
ایسے تھے جنہوں نے انھیں دیکھ لیا

یہ موج نور آپ کے سینے سے نکل کر ان امتحان کے لئے آپ کی مجلس میں آنے والے فقہا کے سینوں پر سے گزری عجیب منظر تھا کہ جس فقیہ کے سینہ پر سے یہ موج نور گزرتی تھی وہ بیقرار و مضطرب ہو جاتا تھا اور آن کی آن میں یہ حالت ہو گئی کہ وہ سب کے سب بے تحاشا کھڑے ہو گئے اور انھوں نے وہیں بھری مجلس میں ناچنا کودنا شروع کیا اور رونا چلانا اور کپڑے پھاڑنے لگے اور کچھ عجیب حالت ان پر طاری ہو گئی لوگ یہی قرینہ سے سمجھ گئے کہ ان کی آمد کا منشا کیا ہے کچھ دیر کے بعد یہ جماعت آگے بڑھنے لگی اور بڑھ کر آپ کے تخت کے قریب پہنچ کر انہوں نے آپ کے قدموں پر سر رکھ دیئے یہ رنگ دیکھ کر ہر طرف ایک ہنگامہ بپا ہو گیا اور شہر میں بھی جس نے سنا وہ یہ تماشا اور یہ رنگ دیکھنے کے لئے چل کھڑا ہوا کیونکہ یہ لوگ بالعموم آپ کے منکر اور مخالف سمجھے جاتے تھے بغداد بھر میں ایک شور برپا ہوا تھا علماء متعجب تھے اور فضلاء و فقہا متحیر و خاموش۔

آپ نے ان میں سے شفقت و محبت کے ساتھ ایک ایک کا سر قدموں سے اٹھا اٹھا کر اپنے سینہ سے لگانا شروع کر دیا جس سے انھیں سکون حاصل ہوتا گیا جب آپ سب کو سینے سے لگا چکے تو آپ ان کی طرف مخاطب ہو کر بولے ایک ایک کو سامنے بلاتے اور کہتے دیکھو آپ گھر سے یہ ارادہ کر کے چلے تھے آپ کا یہ سوال تھا اور یہ اس کا جواب ہے اسی طرح آپ نے ان تمام فقہاء کو علیحدہ علیحدہ نام لے لیکر بلایا اور سب کے سوال بتا کر ان کے جوابات انھیں دیدیئے۔ شیخ ابو محمد مفرح اس مجلس میں موجود تھے انہوں نے بعد کو ان سے پوچھا کہ حضرت یہ تو فرمایئے کہ آپ کی حالت کیا ہو گئی تھی بولے کہ ہمیں جب ہم مجلس مبارک میں جا کر بیٹھے ہیں تو یکایک ہمارے تمام علوم ہمارے سینے سے سلب و صاف ہو گئے یہ حالت تھی کہ یاد کرتے تھے اور کچھ یاد نہ آتا تھا انتہا یہ ہے کہ ہم نے محسوس کیا کہ ہم لوگ بالکل جاہل ہیں اور نہ پڑھ سکتے ہیں اور نہ لکھ سکتے ہیں اس کے بعد جب حضور نے اپنے قدموں سے ہمارا سر اٹھا کر ہمیں اپنے سینے سے لگایا ہے تو گویا ہمارے سینوں کے اندر یکایک ایک برق سی کوند گئی اور ہمارے تمام علمی نقش و نگار پھر ابھر آئے۔

اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ آپ نے ہر سوالات خود بیان فرما کر ان کے جو جوابات بیان فرمائے ہیں وہ ایسے جوابات تھے جو منتہی صرف وہ ہی علماء تھے اور جو آج بھی اس تبحر علمی کے باوجود بھی اب تک نہ سوچ سکے حقیقت یہ ہے کہ علم باطنی کے ایک لمحہ نور کے حریف ساری دنیا کے علوم و فنون بھی نہیں بن سکتے۔

الفاظ غوثیت کی زندہ صداقت

ایک دفعہ شیخ زین الدین اور ایک اور صاحب حج بیت [illegible] کے لئے گئے وہاں سے واپس ہو کر بغداد آئے تو یہ حالت تھی کہ اس وقت ان دونوں کے پاس ایک چھری کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا مجبوراً اسے ہی فروخت بازار سے کچھ چاول خریدے اور انھیں پکا کر سو رہے مگر ایک چھری کیا اور اس کی قیمت کیا جو اس کی فروخت سے کچھ خریدا جاتا دونوں کے دونوں بھوکے رہ گئے اس کے بعد دونوں حضور غوث اعظم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور خاموش بیٹھ گئے آپ نے ان سے کچھ دریافت کئے اندر چلے بغیر خدام سے کہا کہ حجاز مقدس سے دو فقراء و مساکین آئے ہیں بالکل تہی دست ہیں ان کے پاس کچھ بھی نہ تھا صرف ایک چھری پڑی رہ گئی تھی اسی کو بازار لیجا کر فروخت کیا اور چاول خرید کر پکائے اور کھائے چاول ہی کتنے آئے ہوں گے بیچارے بھوکے کے بھوکے رہ گئے ان کے لئے کچھ انتظام کرنا چاہیئے۔

ہم ابھی اس راز کے عالم آشکارا ہونے پر اظہار حیرت و استعجاب ہی کر رہے تھے کہ آپ کے خدام نے دسترخوان لا کر ہمارے سامنے بچھا دیا اس وقت ان دونوں نے باہم شکستگی و پوشیدگی ایک ایک چیز سامنے لائے جانے کی آرزو اپنے نہاں خانۂ قلب میں مخفی کر کے سکوت اختیار کیا کیا دیکھتے ہیں کہ خدام نے وہی دونوں چیزیں مطبخ سے لا کر ان کے سامنے رکھ دیں۔ خادم نے عجلت میں ایک کی مطلوبہ شئے دوسرے کے سامنے رکھ دی تھی جسے دیکھ کر آپ نے کہا نہیں انھیں بدل دو اور جو چیز ایک کے سامنے رکھی ہے وہ دوسرے کے سامنے رکھو اور دوسرے کے سامنے والی چیز پہلے کے سامنے رکھو یہ سن کر شیخ زین الدین کا یارائے ضبط نہ رہا اور منہ سے ایک چیخ نکلی اور دوڑ کر آپ کے قدموں پر سر رکھ دیا آپ نے فرمایا مرحبا اور عنقریب مرحبا۔

شیخ نے عرض کی حضور یہ کیا فرما رہے ہیں میں کہاں اس تخاطب کی اہلیت رکھتا ہوں میری تو یہ حالت ہے کہ ایک سورہ فاتحہ شریف میں ٹھیک طرح پر نہیں پڑھ سکتا فرمایا نہیں نہیں میں غلط نہیں کہہ رہا جو کہہ رہا ہوں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ مجھے حکم ہو چکا ہے اور اسی حکم کی تعمیل میں یہ الفاظ کہہ رہا ہوں حضور غوثیت مآب کے الفاظ حقیقت بار کی یہ لمعانی مشاہدہ فرمایئے کہ شیخ زین الدین نے از خود ہی ایک غیبی ولولۂ شوق سے مجبور ہو کر تحصیل علوم شروع کر دیا اور سال بھر ہی میں اتنا سیکھ لیا جتنا کہ دوسرا بیس سال کے اندر بھی نہ سیکھ سکتا تھا پھر وعظ کہنا شروع کر دیا کچھ عرصہ بعد آپ نے مصر جانے کی اجازت حاصل کی تو آپ نے فرمایا تم دمشق ہوتے ہوئے مصر جاؤ گے اچھا جب دمشق میں تمہارا گزر ہو تو دیکھنا وہاں تمہیں ایک ترکی لشکر ملیگا جو مصر پر قبضہ کرنے کے لئے جا رہا ہوگا اس کے سردار سے مل کر کہہ دینا کہ تم اپنا ارادہ ملتوی کر دو کہ اس سال اس مقصد میں ہرگز کامیابی نصیب نہ ہوگی اور بے نیل و مرام واپس ہو گے

بہ آئندہ سال ضرور کامیابی و فتحمندی تمہارے قدم چومے گی۔

شیخ زین الدین بغداد سے عازم مصر ہوئے تو دمشق میں واقعی ترکی لشکر طامس کے سردار سے انھوں نے حضور غوث پاک کا پیغام کہا اور چاہا کہ اس حملہ کا ارادہ موقوف کر دیا جائے مگر سردار لشکر تو ہوا کے گھوڑے پہ سوار تھا اس نے ایک نہ سنی اور اپنے ارادہ پر قائم رہا شیخ دمشق سے چل کر مصر آئے تو یہاں شاہ مصر کو جنگ مدافعت کی تیاری میں مصروف و منہمک پایا شیخ نے شاہ سے جا کر صاف کہہ دیا کہ آپ کوئی فکر نہ کریں اس مرتبہ ترک آپ پر کبھی غالب نہ ہو سکیں گے اور بے نیل و مرام واپس ہوں گے۔ چنانچہ یہی ہوا ترکی لشکر نے مصر پر بڑا پر شور حملہ کیا بڑی جرات و جلادت کے ساتھ لڑا مگر شکست و ہزیمت اٹھانی پڑی شاہ مصر اس غیر متوقع فتح و فیروزمندی پر بے حد خوش ہوا اور شیخ زین الدین کو بلا کر اپنا مصاحب بنا لیا۔

دوسرے سال ترکوں نے مصر پر پھر حملہ کیا اور جیسا کہ انھوں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا اس مرتبہ ترک غالب آ کر مصر پر قابض ہو گئے۔ انھوں نے بھی شیخ زین الدین کی بڑی عزت کی۔ اللہ اللہ فقرا کی نظر تو دیکھئے کیا کر لیتے ہیں کیا دیکھتے ہیں ان کے اسرار کون سمجھ سکتا ہے۔ ایک بات تھی اور بات بھی معمولی مگر آپ کو تو شیخ زین الدین کی امداد کرنی تھی آپ کی بات میں دونوں سلطنتوں سے شیخ کو ڈیڑھ لاکھ دینار سرخ مل گئے اور ان کی عسرت یک بیک امارت سے بدل گئی (بہجۃ الاسرار)

قلبی امور سے باخبری

ایک دفعہ ابو عمرو عثمان کے ہمراہ شیخ المشائخ ابو القاسم مسند امام احمد حنبل کا ایک نسخہ خریدنے کے لیے بغداد آئے یہاں آ کر ابو القاسم جدھر گئے لوگوں کو آپ ہی کی عظمت و تقدیس بیان کرتے ہوئے پایا متعجب ہوئے اور خیال کیا کہ آپ کے پاس جانا چاہیئے اگر کامل ہیں تو میرے دل کی بات ضرور بتا دیں گے اور اس وقت یقین ہو جائیگا کہ لوگ جو کہتے ہیں وہ کہاں تک صحیح ہے۔

دل میں جو بات لیکر گئے وہ بھی اپنی نوعیت میں کچھ عجیب اور غیر ممکن سی تھی یعنی یہ کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں سلام کروں تو وہ میرے سلام کا جواب نہ دیں میری طرف سے رخ پھیر لیں اور اسی وقت اپنے خادم سے کہیں کہ اس شخص کی پیشانی پر جتنا بڑا داغ ہے ٹھیک اس کی برابر چھوارے کا ایک ٹکڑا اور دو دانگ شہد لاؤ اور یہ میرے لب کشا ہونے سے پہلے وہ اپنی کلاہ مجھے پہنا دیں۔

یہ سوچ کر اور تمام باتیں اپنے قلب کی گہرائیوں میں چھپا کر آپ کے دربار میں جو حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ اپنے مدرسہ کی محراب میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے آتے ہی نظر اٹھا کر جو دیکھا اسی سے سمجھ گئے کہ ضرور آپ میرے مافی الضمیر سے واقف ہو گئے ہیں ورنہ نظر اٹھانے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور نظر بھی جلالی ہے وہ لبریز معلوم ہوتی ہے سلام کیا تو جواب نہ دیا اور بلکہ واقعی آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور خادم سے کہا کہ اس شخص کے پیشانی کے داغ کی برابر چھوارے کا ایک ٹکڑا اور دو دانگ شہد لا

گویا آپ نے شیخ کے الفاظ بجنسہ دہرائے جب دونوں چیزیں آگئیں تو آپ نے اپنی کلاہ انھیں پہنا دی اور اسی وقت سلام کا جواب دیکر فرمایا کیوں تمہاری خواہش یہی تو تھی جو چاہتے تھے وہ پورا ہو گیا اب تو ان کی حالت ہی دوسری تھی قدموں پر سر رکھ دیا وہیں رہنے لگے وہیں حدیث پڑھنی شروع کی اور وہیں سے علوم باطنی میں کمال پیدا کر کے اور ولی کامل بنکر دنیا کے سامنے آئے اور کیوں نہ آتے کہ آخر تو وہ دربار دربار غوثیت تھا۔

مافی الضمیر کا بتا دینا

ابو الفرج ابن الہمامی آپ کے پاس رہا کرتے تھے اور جب آپ کے متعلق ایسی باتیں سنتے جن کے وقوع کا بظاہر کوئی بعید تر امکان بھی نہ ہوتا تو صد درجہ متحیر ہوا کرتے مگر یہاں تو قریب قریب روزانہ ایسی ہی صورتیں پیش آتی رہتی تھیں اور اکثر دن میں کئی کئی بار ایسی آوازیں ان کے گوش زد ہوتی رہتی تھیں انھیں یہ سن سنکر گونہ اشتعال پیدا ہوتا برا لگتا اور یہ ان کی سختی اور شدت کے ساتھ تردید کرتے رہتے ساتھ ہی یہ بھی تھا کہ ملنے کا شوق بھی رہتا تھا ایک دفعہ یہ کہیں بازار جا رہے تھے واپسی میں اتفاقاً ان کا گذر آپ کے مدرسہ کی طرف سے ہوا کانوں میں مسجد سے تکبیر کی آواز آئی کہ عصر کا وقت ہو چکا تھا خیال ہوا کہ لاؤ نماز ہی پڑھتے چلیں اس طرح سلام بھی ہو جائے گا چنانچہ فوراً مسجد میں گئے اور جماعت میں شریک ہو گئے عجلت میں یہ بھی خیال نہیں رہا کہ وضو نہیں ہے بے وضو ہی نیت باندھ لی۔

نماز کے بعد آپ نے دعا مانگی اور ان سے کہا کہ فرزند! اگر تمھیں کوئی کام ہوتا اور تم اس کے لئے میرے پاس آتے تو میں ضرور اس کام کو کر دیتا لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا حافظہ کمزور ہو گیا ہے اور نسیان بڑھ رہا ہے ورنہ تم اس وقت مسجد میں آکر بے وضو نماز نہ پڑھتے تم تو ضروری امور بھی ذہن میں نہیں رکھ سکتے۔ ابو الفرج نے جو یہ سنا تو متحیر ششدہ ہو کر رہ گئے گردن جھکا دی اور اسی روز سے آپ کی خدمت میں رہنے لگے۔

بربط نواز کو بارگاہ صمدیت سے انعام

ایک روز آپ اپنے مجلس خانہ میں وعظ فرما رہے تھے اور اثناء تقریر ہو رہی تھی تقریر کرتے کرتے دفعتہً آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور خاموش ہو گئے۔ چند لمحوں کے بعد فرمایا کہ میں آپ لوگوں سے بہت زیادہ نہیں صرف سو دینار اس وقت طلب کرتا ہوں آج سو اشرفیاں مسلمانوں کے لئے بڑی چیز ہوں مگر اس عہد میں مسلمانوں کے گھر دھن برس رہا تھا ان کے لئے سو اشرفیاں کسی کو دینا بڑی بات نہ تھی آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنکر بہت سے لوگ آپ کی طرف بڑھے اور سو سو دینار آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہے آپ نے صرف ایک شخص سے سو دینار لے لئے اور باقیوں کو واپس کر دیا لوگوں کو گو حیرت تھی کہ اس وقت عین وعظ کے دوران میں اس طرح سو دینار کا مطالبہ خدا جانے اس سے کیا مقصد ہے اور آپ نے کس غرض سے یہ رقم طلب کی ہے اس کے بعد آپ نے اپنے خادم ابو الرضی کو بلایا اور فرمایا کہ تم یہ دینار لیکر اسی وقت مقبرہ شونیزیہ میں جاؤ وہاں تمھیں ایک کہن سال بوڑھا

سے نے واپس گئے تو ایک طرف کو چلے بیٹھے شیخ اس خیال سے کہ آپ

علمائے ظاہر میں بھی چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں اور ان کی صحبتوں میں آپکا

ایک بربط تھا جو بیچتا تھا بربط بجا رہا ہو گا یہ سو دینار آپ اسے دے دینا اور واپس چلے آنا۔

خادم اسی وقت مقبرہ میں گیا تو واقعی اس نے وہاں ایک بوڑھے کو بربط بجاتے ہوئے دیکھا سلام کیا اور سو دینار اس کے حوالے کر دیے دینار کی صورت دیکھ کر اس بوڑھے نے ایک چیخ ماری اور وہیں بیہوش ہو گیا کچھ دیر تک وہ اسی طرح بے حس و حرکت پڑا رہا ہوش آیا تو خادم نے اس سے کہا کہ تمہیں حضور غوث پاک نے بلایا ہے اس کا اس نے منہ سے کوئی جواب نہ دیا اپنا بربط کندھے پر رکھا … ساتھ ہو لیا جب حضور غوث پاک کی بارگاہ میں آیا تو آپ … اپنے نزدیک منبر کے پاس بلا لیا اور کہا کہ بھائی میں چاہتا ہوں کہ تم اس وقت مجھے تفصیل کے ساتھ اپنا قصہ صاف صاف سناؤ آپ کے ارشاد پر اس بربط نواز نے اپنا قصہ تفصیل کے ساتھ کہنا شروع کیا اور کہا کہ۔

میں نے بہت کم عمری کے زمانہ سے گانا بجانا سیکھا ہے اور اس میں بڑی مشق کی اور بڑا کمال پیدا کیا ہے جب تک جوانی کا عالم رہا اس وقت تک ایک دنیا تھی جو میری طرف متوجہ رہتی تھی میرے نغموں پر سر دھنتی تھی اور مجھے سراہتی تھی اور میری قدر کرتی تھی مگر جوں جوں میں بوڑھا ہوتا گیا لوگوں کا التفات بھی میری طرف سے کم ہوتا گیا جب میں نے یہ انقلاب دیکھا تو میں نے عہد کر لیا کہ اب میں زندوں کے بجائے مردوں کو گانا سنایا کروں گا چنانچہ میں کچھ عرصہ تک برابر قبرستانوں میں گھومتا اور گاتا بجاتا رہا ایک روز میں ایک قبر پر بیٹھا گا رہا تھا کہ ایک مردے نے دفعتہً قبر سے اپنا سر نکالا اور مجھے کہا کہ تو کب تک مردوں کو اپنے ترنم سے مسرور کرتا رہے گا اب تیرے لئے مناسب یہ ہے کہ تو خود کو خدا کا بنا لے اور اسے اپنا گانا سنا اس کے فوراً بعد مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا اس کے بعد اٹھ کر دردناک لہجہ میں میں نے حمد کا نغمہ شروع کر دیا اور انسانوں کے بجائے انسان والے کو مخاطب کرنے لگا میرا آخری شعر یہ تھا کہ الٰہی قیامت کے روز تیری بارگاہ میں میرا بڑھاپا ہی میرا شفیع بنیگا اور مجھے پوری توقع ہے کہ تو مجھے نارِ جہیم سے بچا لیگا میں ایک محویت کے ساتھ گا رہا تھا کہ آپ کے خادم نے آکر سو دینار میرے ہاتھ پر رکھ دیئے۔

اس سے میں بیحد متاثر ہوا ہوں زندگی بھر بندوں کو گانا سناتا رہا لیکن کوئی معتدبہ فائدہ نہ ہوا لیکن بندوں والے کو صرف چند لمحے ہی گانا سنایا ہے کہ اس نے مجھے سو دینار انعام طور پر بھجوا دیئے اس لئے میں اب توبہ کر کے اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں۔

اس کے بعد اس پر ایک سرشاری طاری ہوئی بربط کو زمین پر پٹخ دیا اور گانے بجانے سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لی اللہ تعالے کا جو ہو جاتا ہے اور جو صدق دل سے اسی کی طرف رجوع کرتا ہے پھر آپ وہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے قابل نہیں رہتا۔ حضور غوث اعظم کے فرمان پر کوئی اہم آدمی سو سو دینار لیکر آگے بڑھے تھے ان میں سے صرف ایک سو دینار لیکر باقیوں کو آپنے واپس کر دیا تھا اب یہ بقیہ وہ اپنی جگہ سے اٹھے اور اس بوڑھے کا قصہ سنکر انہوں نے بھی سو سو دینار اسی کو دیدیئے اس طرح باری تعالے کو چند لمحے گانا سنانے کی اجرت اسے چار ہزار اشرفیاں بیک وقت مل گئیں اور آن کی آن میں مالدار ہو گیا وہ قصہ آنا مؤثر تھا اور کچھ اس اچانک طریق پر ہوا کہ اس مجلس کی مجلس پر ایک بیخودی طاری ہو گئی اور پانچ اشخاص پر تو اتنا اثر ہوا کہ وہ وہیں جان بحق ہو گئے۔

اللہ کی محبت اور اس کی بندہ نوازی کے اتنے دلفریب و دلکشا مظاہر اس ایک قصہ کے اندر موجود ہیں کہ ارباب بصیرت اس سے بیک وقت بہت کچھ عبرت و نصیحت حاصل کر سکتے ہیں۔

دجلہ کی بہتی ہوئی لہریں سجدے

ایک دفعہ لوگ عجیب حیرت میں تھے کہ آپ یکایک ان کی نظروں سے غائب ہو گئے اور عرصہ تک کچھ ایسے مفقود الخبر رہے کہ لوگ تلاش و جستجو میں بھی ناکام ہو گئے تاہم آپ کا غائب ہو جانا کوئی معمولی بات نہ تھی مشتاقانِ جمال کے حلقے میں ایک اضطراب عظیم برپا تھا اور وہ برابر تلاش میں سرگرداں تھے اور ہر شخص اپنی جگہ اسی فکر اور اسی جستجو میں لگا ہوا تھا اتنے میں ایک شخص نے آکر اچانک بیان کیا کہ میں نے حضور کو اپنی آنکھوں سے دجلہ کی طرف جاتے دیکھا ہے لوگ یہ سنتے ہی مضطرب ہو گئے اور دجلہ کی طرف دوڑتے ہوئے گئے۔

دیکھا کہ آپ واقعی موجود ہیں اور پانی کی لہروں پر اس طرح چل رہے ہیں جس طرح کوئی بے تکلفی کے ساتھ زمین پر چلتا ہے پانی میں جتنی مچھلیاں ہیں وہ برابر جھوم جھوم کر آپ کی طرف آرہی ہیں اور قدم چوم چوم کر چلی جا رہی ہیں گویا ایسے ہی ہیں جو اچھل اچھل کر آپ کی دست بوسی کر رہی ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس طرح ترکی میں رواں دواں ہونے سے محظوظ ہو رہی ہیں ایک ہیجان مسرت پیدا ہے لوگ سب کچھ کنارے پر کھڑے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اتنے میں انھوں نے ایک اور منظر دیکھا کہ غیب سے ایک بڑی طویل و عریض جانماز نمودار و پیدا ہو کر سطح آب پر خود بخود بچھ گئی کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا تھا دریائے دجلہ اس وقت طغیانی پر تھا اور اپنی پوری وسعتوں کے ساتھ بہ رہا تھا جسے دیکھنے سے خوف معلوم ہوتا تھا مگر آپ کو کوئی احساس بھی نہ تھا چند لمحوں میں وہ جانماز بلند ہو کر سطح آب سے کچھ بلندی پر ہوا میں معلق ہو گئی اس وقت لوگوں نے غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کا رنگ سبز ہے اور اس پر بحروف جلی دو سطور لکھی ہوئی ہیں اوپر کی سطر میں لکھا ہے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون اور دوسری طرف لکھا ہوا ہے

سلام علیکم اہل البیت انہ حمید مجید

حضرت سہیل بن قستری فرماتے ہیں کہ میں ان تماشائیوں میں بھی موجود تھا ہم نے دیکھا کہ جانماز پر لوگ آنے اور جماعت بنا کر کھڑے ہونے لگے یہ جتنے افراد تھے ان سب کے چہروں سے وقار و رعب نمایاں تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی نہایت جری اور شجاع قوم سے تعلق رکھتے ہیں لیکن تعجب یہ تھا کہ اس رعب و وقار کے باوجود سب کے سب سرنگوں تھے اور سب کی آنکھوں سے ایک سیلاب اشک رواں تھا ان کے سکوت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ انتہائی ادب کی حالت میں کھڑے ہیں

اور کسی کو لب ہلانے کی بھی جرأت نہیں ایک لمحہ کے بعد تکبیر کی آواز سنائی دی اور حضور غوث اعظم نماز پڑھانے کے لیے جماعت سے آگے بڑھے آپ کا چہرہ لوگوں کو صاف نظر آ رہا تھا اور سب دیکھ رہے تھے کہ اس سے ایک ہیبت و عظمت نمایاں ہو رہی تھی کہ اس طرف دیکھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی یہ صورت دیکھ کر وہ ہجوم عظیم جو لب دریا مجتمع تھا ایک جماعت کی صورت اختیار کر گیا اور آپ کے اقتداء میں اس نے بھی کنارہ پر نماز ادا کی۔

اس نماز میں جو لوگوں کو کیف و سرور حاصل ہوا اس کی کیفیت ایسی نہیں کہ کوئی بھی اسے زبان سے بیان کر سکے، دل ہی دل میں ہر شخص لطف اندوز ہوتا تھا لوگوں نے یہ بھی دیکھا کہ آپ کے دہن مبارک سے ایک سبز رنگ کا نور نکل نکل کر آسمان کی طرف بلند ہو رہا ہے اور اس کی تیز شعاعیں پوری فضا کو منور کر رہی ہیں فراغت نماز کے بعد آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور پورے خضوع و خشوع سے بارگاہ ربانی میں یہ دعا کی۔

بار الٰہا! میں تیری بارگاہ صمدیت و احدیت میں تیرے حبیب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جو بہترین خلائق ہیں وسیلہ گردانکر تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو اپنی رحمانیت اور رفاقت کو ہمیں سے میرے مریدوں اور میرے مریدوں کے مریدوں کی روح اس وقت تک ہرگز قبض نہ کرانا جب تک وہ اپنے تمام معاصی سے تائب نہ ہو جائیں تو رحیم و کریم ہے جو چاہے وہ کر سکتا ہے اور اپنے بندوں پر خود اتنا مہربان ہے کہ مخلوق بطرین اس مہربانی و محبت و کرم کی کوئی ایک مثال بھی نہیں مل سکتی اسلئے مجھے پوری توقع ہے کہ تو میری دعا ضرور قبول کریگا۔

مادرزاد اندھے کی صحت

ایک دفعہ متعدد احباب آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک تاجر جس کا نام ابوغالب فضل اللہ تھا حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں حضور کی دعوت کرنا چاہتا ہوں اور چونکہ دعوت قبول کرنا مسنون ہے اسلئے مجھے توقع ہے کہ آپ میری دعوت ضرور قبول کرینگے اور میرے غریب خانہ پر تشریف لے چلیں گے آپ نے یہ سنکر سر جھکا لیا اور کچھ دیر تک سر جھکائے بیٹھے رہے اس کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ اچھا بھائی میں تمہاری دعوت قبول کرتا ہوں وقت پر آپ ایک خچر پر سوار ہوئے اور ابوغالب کے ہاں دعوت کھانے تشریف لے گئے وہاں پہنچکر کیا دیکھتے ہیں کہ علماء و مشائخ کا ایک اجتماع ہے آپ بھی انھیں میں جاکر ایک جگہ بیٹھ گئے۔ ابو غالب نے سب کے سامنے ایک خوبصورت دسترخوان بچھایا اور اس پر رنگا رنگ کے پُر تکلف کھانے اور ترش و شیریں و نمکین اغذیہ اس پر چن دیں جن کی خوشبوؤں سے سارا ۱۰۵ مکان مہک رہا تھا۔

اس کے بعد ایک بڑا اور سر بمہر مٹکا لایا گیا اور اسے دسترخوان کے عین وسط میں رکھ دیا گیا یہ اتنا بھاری تھا کہ اسے دو شخص اٹھا کر لائے حضور غوث اعظم کی یہ حالت تھی کہ آپ محویت و استغراق کے عالم میں سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے ایک ہیبت برس رہی تھی جس کی وجہ سے سب بلکہ وہاں حاضرین پر ایک سکوت کا عالم طاری تھا کچھ دیر کے بعد آپ نے سر اٹھایا اور حضرت شیخ علی سے کہا کہ اس مٹکے کو اٹھا کر میرے سامنے لاؤ چنانچہ وہ بڑے اور شیخ علی اس کو لا کر آپ کے سامنے رکھ دیا آپ نے فرمایا کھولو۔ کھولا گیا تو اس کے اندر ابو غالب کا ایک لڑکا بیٹھا ہے جو پیدائشی اندھا ہے اور مفلوج بھی ہے اور ہاتھ پاؤں سے معذور ہے آپ نے اسی وقت اس لڑکے کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے لڑکے تو اللہ کے حکم سے تندرست ہو کر میرے سامنے کھڑا ہو جا۔ آپ کی زبان سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ وہ لڑکا تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا اور دوڑنے لگا۔ یہ منظر اپنی نوعیت کے اس درجہ حیرت خیز تھا کہ تمام حضار مجلس دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے لوگ تو یہ تماشا دیکھنے میں مصروف ہوئے ایک شور برپا تھا اور آپ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر کھانا کھائے بغیر چپکے سے چل دیئے۔

جس وقت ابوغالب آپ کے پاس گیا تھا آپ اسی وقت سمجھ گئے تھے کہ اس کا آنے کا مقصد کیا ہے اسی لئے آپ نے اس وقت فوراً جواب نہ دیا تھا اور سر جھکا لیا تھا اور واقعی ابوغالب کا مقصد یہی تھا کہ دعوت کے بہانے آپ کو گھر بلا کر اپنے بچے کو دکھائے اور آپ کی نظر کیمیا اثر سے اپنے لڑکے کی صحت حاصل کرے چنانچہ وہ کامیاب ہوا۔ (بہجۃ الاسرار)

اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ کا مکاشفہ کتنا زبردست تھا اور آپ کی روحانی قوت کس بلند مرتبہ پہنچی ہوئی تھی کہ ایک بالکل ازکار رفتہ ہستی کو ٹھیک کر دیا۔

مفلوج بچہ تندرست ہوگیا

اسی طرح بہجۃ الاسرار میں ایک اور واقعہ درج ہے۔

آپ کی مجلس میں روافض کی ایک جماعت آئی جس کے پاس دو سر بمہر ٹوکرے تھے جو اوپر سے سلے ہوئے تھے اس جماعت نے یہ ٹوکرے آپ کے سامنے رکھ کر پوچھا فرمائیے ان ٹوکروں میں کیا ہے اور ہم یہی پوچھنے کے لئے آپ کے پاس آئے ہیں روافض روحانی کمال نہ حاصل کر سکتے ہیں اور نہ وہ اس کے قائل ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ آپ کے بھی قائل نہ تھے محض امتحان کے لئے چلے آئے تھے آپ اس وقت کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے روافض کے یہ الفاظ سنکر آپ نیچے اترے ٹوکرے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اس میں ایک بیمار لڑکا ہے اس کے بعد آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبدالرزاق سے فرمایا کہ تم ابھی اسے کھولو محترم باپ کے حکم پر حضرت نے ٹوکرا کھولا تو دیکھا کہ واقعی اس کے اندر ایک بیمار و مریض لڑکا ہے۔

آپ نے اس بیمار لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے لڑکے اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا ابھی یہ الفاظ پورے بھی نہ ہوئے تھے کہ لڑکا تندرست ہو کر دوڑنے لگا پھر آپ نے دوسرے ٹوکرے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا اس میں ایک تندرست لڑکا ہے اسکے متعلق بھی آپ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ اسے کھولو کھولنے پر اس کے اندر سے واقعی ایک تندرست لڑکا نکلا جو نکلتے ہی دوڑنے لگا آپ نے اسی وقت بڑھ کر اس کی پیشانی پکڑ کر کہا کہ بیٹھ جا یہ کہتے ہی وہ وہیں بیٹھ گیا اور اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کر سکا یہ دیکھکر ان لوگوں کے حواس جاتے رہے بید پریشان ہوئے آئے تھے امتحان لینے اور پھنس گئے ایک نئی مصیبت میں گھبرا کر آپکے قدموں پر گرے معافی

سلامتی قائم رہ سکتی ہے پیشین گوئیاں شروع ہو گئیں اور ان کی صحتوں میں آ چکا [illegible]

تائب اور اسی وقت رفض سے توبہ کرکے آپ کے مرید ہو گئے۔

کھایا ہوا مرغ زندہ ہوگیا ایک دفعہ حضور غوث اعظم کی خدمت میں ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کا لڑکا بھی تھا اور اس نے عرض کی کہ میرا یہ لڑکا آپ سے بہت عقیدت رکھتا ہے ہر وقت محبت و ارادت کی باتیں کرتا رہتا ہے میں اس کی اسی محبت و عقیدت کے پیش نظر اسے اللہ کے واسطے آپ کی نذر کرتی اور آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں اب مجھے اس سے کوئی تعلق بھی نہیں ہے آپ ہی اپنی غلامی میں رکھیں آپ نے اسے بخوشی خاطر منظور کر لیا اور اسے اپنے پاس رکھ کر روحانی تعلیم شروع کر دی اور قادریہ سلسلہ کے اشغال میں منہمک کر دیا اور وہ ہمہ وقت مجاہدات و ریاضت میں مشغول رہنے لگا ماں کی محبت مشہور ہے وہ برابر اپنے بچہ کو دیکھنے آتی رہتی تھی ایک مرتبہ کچھ عرصہ کے بعد جو آئی تو دیکھا کہ اس کا بیٹا کم خوری کم خوابی اور کثرت مجاہدات سے بہت لاغر و نحیف ہو گیا ہے اور چہرے کا رنگ بھی زرد پڑ گیا ہے نیز اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس کا لڑکا بیٹھا ہوا خشک جو کی روٹی کھا رہا ہے ماں کو یہ دیکھ کر سخت افسوس ہوا بہت رنج ہوا مضطرب ہو کر آپ کے خانقاہ کے دوسرے حصہ میں آئی۔

یہاں آ کے ایک دوسرا منظر دکھائی دیا کہ آپ کے سامنے ایک بڑے طشت میں ایک مرغ مسلم رکھا ہوا ہے اور آپ اسے بیٹھے کھا رہے ہیں اور اس کی ہڈیاں علیحدہ ایک برتن میں جمع کرتے چلے جا رہے ہیں جب آپ کھانے سے فراغت پائی تو بڑھیا نے کہا افسوس صد افسوس میں نے اپنا لڑکا اس لئے آپ کے سپرد کیا تھا کہ لڑکے کو آپ سے بے حد عقیدت و محبت تھی اور آپ اسے اپنی اولاد کی طرح رکھیں گے مگر میں دیکھتی ہوں کہ آپ کو اس کی طرف کوئی التفات نہیں پوچھا تجھے یہ کس طرح معلوم ہوا کہ ہمیں اس لڑکے کی طرف التفات نہیں بولی مجھے اس طرح معلوم ہوا کہ لڑکا بہت نحیف ہو گیا ہے اور اس کا گذارا جو کی خشک روٹی پر ہے حالانکہ میں نے آپ کو اپنی آنکھ سے مرغ کھاتے دیکھا ہے اگر آپ کو اس سے اولاد جیسی محبت ہوتی تو آپ اسے بھی اچھے اچھے کھانے کھلاتے ورنہ وہ اتنا نحیف و زار نہ ہو گیا ہوتا یہ سنکر آپ نے اپنا ہاتھ ان ہڈیوں پر رکھا جو آپ نے کھا کے رکھ دی تھیں ایک جداگانہ برتن میں رکھی تھیں آپ کے ہاتھ رکھتے ہی ان ہڈیوں نے ایک زندہ مرغ کی صورت اختیار کر لی آپ نے فرمایا جب تیرے بیٹے میں بھی یہ قوت پیدا ہو جائے گی اس وقت اسے بھی اختیار ہوگا کہ پھر جو اس کا دل چاہے وہ کھائے اور جس طرح دل چاہے رہے یہ قوت حاصل ہو جانے کے بعد ہی دنیا داری کا لطف حاصل ہو سکتی ہے اور اسی وقت انسان کچھ کام کر سکتا ہے اگر انسان ابتدا ہی سے لذائذ و نفائس میں پڑ جاتا ہے تو اس کی ترقی مفقود ہو جاتی ہے۔

جنات سے لڑکی دلا دی ایک دفعہ ابو سعد عبداللہ بن احمد کی لڑکی جو ابھی کنواری تھی اپنے مکان کی چھت پر چڑھی اس وقت ایک جن ادھر سے گذر رہا تھا اس کی جو نظر اس پر پڑی تو وہ عاشق ہو گیا اور اسے اٹھا لے گیا لڑکی کی عمر ہنوز سولہ سال کی تھی والدین نہایت پریشان ہوئے والدین کی محبت معمولی نہیں ہوتی یہ حالت تھی کہ قرار ہی نہ آتا تھا گھبرائے ہوئے حضور غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے بچشم پُرنم لڑکی کے غائب ہو جانے کا قصہ سنایا آپ کو بہت رحم آیا اور فرمایا گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ سب انتظام کر دیگا تم آج شب کو کرخ کے ویرانے میں جا کر پانچویں ٹیلہ کے پاس بیٹھ جانا اور زمین پر اپنے گرد ایک دائرہ کھینچ لینا مگر دائرہ بسم اللہ علی نیۃ عبدالقادر پڑھ کر کھینچنا اور پورے سکون کے ساتھ بیٹھ جانا اتنا خیال رہے کہ خوف کو اپنے قریب بھی نہ آنے دینا کہ رات کے ابتدائی حصہ شب ہی سے تمہارے قریب جنات غول در غول ادھر سے گذریں گے ان کی صورتیں خوفناک اور بھیانک بھی ہونگی اور وہ ڈرانے کی کوشش بھی کرینگے

رات بھر تمہاری آنکھوں کے سامنے یہی تماشا ہوتا رہے گا البتہ صبح کے وقت شاہ جن کا گذر ادھر سے ہوگا اور وہ خود ہی تم سے سوال کریگا کہ تم یہاں کیوں بیٹھے ہو اور تمہاری حاجت کیا ہے اس وقت تم ان سے یہ کہنا کہ مجھے عبدالقادر نے بھیجا ہے اور میں اس لئے آیا ہوں کہ میری بیٹی مجھے مل جائے ابو سعد کے قلب میں تو آگ لگی ہوئی تھی یہ سنکر واپس گئے اور نماز مغرب پڑھ کر کرخ کے ویرانہ میں جا کر ایک ٹیلہ پر بیٹھ گئے ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ جنات نمودار ہوئے جن کی صورتیں اور شکلیں نہایت خوفناک اور ہراس انگیز تھیں اور وہ پوری ہولناکیوں کے ساتھ اس طرف سے گذرتے چلے جا رہے تھے وہ ان کی طرف خوفناک نگاہوں سے دیکھتے بھی جاتے تھے مگر دائرہ کے اندر قدم رکھنے کی جرات کسی کو نہ ہوتی تھی آخر رات کے آخری حصہ میں شاہ جنات کا گذر اس طرف سے ہوا جو ایک اعلیٰ درجہ کے گھوڑے پر سوار تھا۔

وہ دائرہ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور پوچھا اے شخص تو کون ہے یہاں تنہا کیوں بیٹھا ہے اور تیرا مقصد کیا ہے جونہی انھوں نے یہ کہا کہ مجھے تو حضور غوث اعظم نے تمہارے پاس بھیجا ہے وہ گھوڑے سے اتر پڑا زمین ادب بوسی اور اپنے ہمراہیوں سمیت دائرہ کے اندر بیٹھ گیا اس کے بعد اس نے لڑکی کے غائب ہونے کا قصہ سنکر کچھ جنوں کو حکم دیا کہ جس نے یہ کام کیا ہے اسے پکڑ کر ابھی میرے سامنے حاضر کرو چنانچہ ابھی چند ہی لمحے گذرنے پائے تھے کہ وہ شریر جن پکڑا ہوا سامنے حاضر کیا گیا شاہ نے پوچھا کہ بدبخت بتا کہ تجھے یہ حرکت کرنے کی جرات کیونکر ہوئی اور تو نے کس لئے اس شیطنت کا ارتکاب کیا بولا حضور والا میں یہاں اس طرف سے گذر رہا تھا لڑکی بے حد حسین دیکھتے ہی عشق کا ایک تیر میرے کلیجہ میں پیوست ہو گیا اور میں آپے سے اسی وقت اٹھا لایا شاہ نے حکم دیا کہ اچھا اسے قتل کر دو اور لڑکی اس کے قبضہ سے نکال کر ابو سعد کے حوالے کر دو چنانچہ یہ اپنی لڑکی ساتھ لیکر چلے آئے اور دربار غوثیت میں بصمیم قلب شکریہ ادا کیا اگر اس وقت حضور غوث اعظم دستگیری نہ کرتے تو ناممکن تھا کہ لڑکی کا ملنا محالات سے ہو گیا تھا۔

خشک درخت ہرے ہوگئے شیخ علی بن ابی نصر الہیتی کی یہ عادت تھی کہ جب کبھی

طبیعت ناساز ہوتی بیمار ہو جاتے تو شیخ ابوالمظفر اسمٰعیل کے باغ میں چلے جاتے اور وہیں رہتے جہاں ان کی تیمارداری خوب کی جاتی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مسلسل کئی کئی مدت وہیں رہے ہیں ایک دفعہ باغ ہی میں بیمار پڑے تھے کہ حضور غوث اعظم ان کی عیادت کے لئے تشریف لے آئے۔

اس باغ میں کھجور کے درخت ایسے تھے جو بالکل خشک ہو چکے تھے اور پھر ان کے سرسبز ہونے اور ان میں پھل آنے کا کوئی امکان باقی نہ رہا تھا کئی سال اسی حالت میں گزر چلے تھے آپ باغ میں جو گئے تو آپ نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر وضو کیا اور دوسرے کے نیچے دو رکعت نماز پڑھی اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کے اندر بڑی برکت پیدا کر دیتا ہے ایک ہفتہ کے اندر ہی اندر یہ چار سال کے سوکھے ہوئے درخت سرسبز ہو گئے اور شیخ ابوالمظفر کو یقین ہو گیا کہ ان میں اب پھل بھی آنے لگیں گے مگر وہ موسم پھلنے کا نہ تھا۔ ابوالمظفر یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ایک روز کچھ کھجوریں تحفۃً آپ کی خدمت میں لے گئے جن میں سے کچھ کھجوریں کھا کر آپ نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے باغ تیرے مواشی تیرے باغ کے پھلوں اور تیری زمین میں برکت دے دعا اور پھر حضور غوث اعظم کی دعا ممکن نہ تھا کہ اثر لائے بغیر نہ رہتی اس سال آمدنی گزشتہ سال کی بہ نسبت خاصی زیادہ ہوئی اور اس میں سال بہ سال اضافہ ہونے لگا۔

باغ اور پھلوں میں اضافہ تو ایک طرف برکت کا یہ عالم تھا کہ جس کام میں بھی روپیہ لگاتے تگنا چوگنا فائدہ ہوتا زمین میں پیدا وار بھی اس کثرت سے ہونے لگی کہ شمار نہ رہا مواشی کی نسل بھی بڑھتے بڑھتے حدود سے تجاوز کرنے لگی اور ایک قلیل وقفہ مدت ہی میں ان کے پاس اتنی دولت اکٹھی ہو گئی کہ وہ امیر کبیر بن گئے کہا کرتے تھے کہ یہ سب کچھ حضور غوث اعظم کی دعائے خیر کی برکت کا کرشمہ ہے۔

غلے میں حیرت انگیز برکت

اس قسم کا اور اسی سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ بغداد شریف میں سخت قحط پڑ گیا اور اناج کی یہ حالت ہو گئی کہ اس کی قیمت روز بروز چڑھنے لگی اور لوگ تکلیف اٹھانے لگے آپ کے رکھا دار شیخ ابوالعباس احمد نے آپ سے آکر عرض کی کہ حضور قحط کا زمانہ ہے بڑی تنگی اور مصیبت سے زندگی بسر کر رہا ہوں بال بچے فاقے کرتے کرتے عاجز آ گئے ہیں آپ میرے لئے دعا فرمائیں آپ نے خادم کو حکم دیا کہ نصف من گیہوں لا کر احمد کو دیدو پھر ان سے کہا کہ دیکھو گھر جا کر انہیں احتیاط کے ساتھ کسی مٹکے میں بند کر کے رکھ دینا اور پیندے میں ایک سوراخ کر دینا تمہیں روزانہ جتنی ضرورت ہوا کرے اپنی بیوی سے کہہ دینا کہ وہ اتنے ہی گیہوں اس سوراخ کے ذریعہ مٹکے سے نکال کر پیس لیا کرے اس کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ مٹکے سے روزانہ گیہوں نکال کر پیسے اور کھائے جاتے تھے پورے خاندان کا خرچ تھا مگر وہ گیہوں کسی طرح کم ہونے میں نہ آتے تھے انتہا یہ ہے کہ ایک دو نہیں پانچ سال تک سارے خاندان نے اسی نصف من غلے پر بسر کی اور خوب پیٹ بھر کر کھایا ایک روز ان کی بیوی میں یارائے ضبط نہ رہا بھی دیکھوں تو یہ قصہ کیا ہے یہ گیہوں کے انبار کہاں سے نکلے چلے آتے ہیں اس نے مٹکے کا منہ کھول دیا دیکھا تو صرف سات سیر گیہوں تھے جو بہت جلد ختم ہو گئے اور پھر وہ صورت ہی باقی نہ رہی۔ ابوالعباس نے آپ کے پاس آکر ذکر کیا تو فرمایا اگر غلطی کر کے مٹکا کھول لیا اگر اسے اسی طرح بند رہنے دیتے اور اپنی ضرورت کے موافق روزانہ اس سے گیہوں نکالتے رہتے تو اس خزانہ غیبی کا ذخیرہ تم اور تمہارے خاندان کی زندگی بھر کے لئے کافی ہوتا۔

آخری وقت کی اطلاع

آپ کے مدرسہ میں عجم کا ایک شخص بھی زیر تعلیم تھا جو فقہ پڑھتا تھا اور نہایت کند ذہن اور غبی تھا اتنا غبی کہ بار بار سمجھانے اور اس کے انتہائی محنت کرنے پر بھی اس کی سمجھ میں کوئی بات مشکل ہی سے آتی تھی نہ صرف اساتذہ اور طلباء اس کی طرف سے مایوس ہو چلے تھے بلکہ یہ خود بھی سمجھنے لگا تھا کہ علم کی نعمت میری تقدیر میں نہیں ہے ایک دفعہ حضور غوث اعظم بہ نفس نفیس بیٹھے اسے سبق دے رہے تھے کہ اتنے میں ایک صاحب ابن سمحل آپ سے ملنے کے لئے تشریف لائے دیکھا کہ آپ اس شخص کے ساتھ نہایت محنت کر رہے ہیں سمجھا رہے ہیں مگر یہ نہیں سمجھتا یہ بہت متعجب ہوئے کہ اتنے غبی اور کند ذہن کے ساتھ اتنی محنت اور مغز زنی کیوں ہو رہی ہے جب یہ شخص سبق لیکر چلا گیا تو ابن سمحل نے آپ سے عرض کی کہ آپ اس شخص کے ساتھ اتنی محنت کیوں کرتے ہیں جب وہ نہیں سمجھتا تو اسے سمجھانے میں وقت اور دماغ کا صرف کرنا بظاہر تو فضول ہی سا معلوم ہوتا ہے ویسے آپ سمجھتے ہوں گے کہ باطن اس میں مصلحت کیا ہے فرمایا محنت اب مجھے زیادہ عرصہ تک نہیں کرنی پڑے گی کہ اس کا وقت قریب آ گیا ہے اور ایک ہفتہ گزرنے سے پیشتر ہی پیشتر اس کا انتقال ہو جائیگا جب یہ خود ہی اس دنیائے فانی سے دارالبقا کو کوچ کرنے والا ہے تو میں اب تھوڑے دنوں کے لئے کیوں اس کی دلشکنی کروں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ شخص اسی ہفتہ کے اندر مر گیا۔

ایک بزرگ جلیل سے ملاقات

شیخ ابوالتقی محمد کو عرصہ سے یہ آرزو تھی کہ انہیں کسی طرح رجال الغیب میں سے کسی کی زیارت نصیب ہو مسلسل ایک سال سے برابر دعائیں مانگ رہے تھے آخر ایک شب سونے کو جو لیٹے اور آنکھ جو لگ گئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ یہ حضرت امام احمد حنبل کے مزار مطہرہ پر حاضر ہیں اور برابر ہی ایک بزرگ بھی کھڑے ہیں خیال کیا ممکن ہے کہ یہی بزرگ رجال الغیب میں سے ہوں بہرکیف آنکھ کھلی تو کچھ نہ تھا دعا کی کہ بار الہا خواب میں نہیں بیداری میں دیکھنا چاہتا ہوں اسی آرزو میں یہ صبح اٹھکر حضرت امام کے مزار پر گئے اور یہ دیکھکر متعجب ہوئے کہ وہی بزرگ جنہیں رات خواب میں اپنے برابر مزار پر کھڑا دیکھا تھا اس وقت وہیں کھڑے ہیں کوشش کی کہ فاتحہ و زیارت سے جلد فراغت حاصل کر کے ان کی دست بوسی کی جائے لیکن وہ پہلے ہی فراغت پاکر رخصت ہو چکے تھے یہ بھی عجلت سے ان کے تعاقب میں چلے اور چلتے چلتے دجلہ پر پہنچ گئے۔

جب یہ بزرگ دجلہ کے کنارے پر پہنچے تو اس کے دونوں کنارے اس طرح قریب ہو کر برابر ہو گئے کہ وہ ایک قدم بہ آسانی بڑھا کر پار ہو گئے اب یہ بہت حیران ہوئے آخر انہیں غیرت دلائی کہ مجھ سے دو باتیں کئے بغیر آگے بڑھ جائیں قسم دلانے پر وہ وہیں ٹھہر گئے انہوں نے پوچھا کہ حضرت میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اس کے جواب میں ان بزرگ نے فرمایا حنیفا مسلما وما انا من المشرکین انہیں یہ سنکر خیال ہوا کہ شاید یہ صاحب حنفی المذہب ہیں پھر اور کچھ پوچھنے کی ہمت نہ پڑی اور وہ کچھ دور جاکر غائب ہو گئے۔ شیخ ابو الفتح محمد وہاں سے واپس ہو کر سیدھے حضرت غوث اعظم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ابھی دروازہ ہی پر پہنچے تھے کہ آپ نے اندر ہی سے آواز دیکر کہا کہ بہت خوش قسمت ہو کہ تمہیں ان کی زیارت نصیب ہوگئی اس وقت مشرق سے لیکر مغرب تک پوری دنیا میں ان کے سوا اور کوئی حنفی المذہب ولی اللہ موجود نہیں انہوں نے حضور غوث پاک سے جو یہ الفاظ سنے تو ان پر ایک وجدانہ کیفیت طاری ہوگئی بہت خوش ہوئے اور اسی وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کیا۔

واقعات آئندہ کی تصریح

شیخ خضر حسین موصلی ایک دفعہ آپ کی خدمت میں موجود تھے کہ آپ نے ان کی طرف دیکھکر فرمایا کہ تم اب فوراً موصل چلے جاؤ تمہاری نسل میں اولاد موجود ہے جو وہیں پہنچکر معرض وجود میں آئیگی سب سے پہلے تمہارے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کا نام محمد ہوگا اور جب یہ سات برس کا ہو جائیگا تو بغداد ہی کا ایک نابینا حافظ اسے کلام اللہ کی تعلیم دیگا اور زیادہ مدت نہیں صرف سات ہی ماہ کے قلیل زمانہ میں وہ اسے قرآن کریم حفظ کرا دیگا اس کے علاوہ یہ بھی بتائے دیتا ہوں کہ تمہاری عمر پورے ۹۴ برس کی ہوگی اربل میں موت آئیگی اور مرنے کے وقت تمہارے ہوش و حواس اچھی طرح قائم ہوں گے چنانچہ جو آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا موصل میں گئے وہیں شادی ہوگئی اور اس ذریعہ سے وہیں توطن اختیار کر لیا انہوں نے لڑکے کی تعلیم کے لئے آدمی تلاش کیا تو واقعی ایک نابینا حافظ ہی ملا جس نے دریافت کرنے پر بتایا کہ وہ بغداد کا رہنے والا ہے۔

سات ماہ کے اندر ہی اندر اس نے بچہ کو قرآن بھی حفظ کرا دیا وفات بھی اس وقت ہوئی جب ان کی عمر ۹۴ سال کی ہوگئی تھی اور اربل ہی میں دفن ہوئے اس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضور غوث اعظم کی نظر کے سامنے ہر چیز آئینہ تھی اور جہاں تک کسی اور کا طائر تصور بھی نہیں پہنچ سکتا تھا وہاں تک آپ کی نظر بہ آسانی پہنچ جاتی تھی جدھر نگاہ اٹھائی انتہا تک سب کچھ دیکھ لیا ہر وقت آپ کی نظریں لوح محفوظ کے اسرار پڑھتی تھیں اور نظر مبارک سدرۃ المنتہیٰ تک سب کچھ دیکھ لیتی تھی کسی کے چہرہ پر نظر ڈالکر گذشتہ و آئندہ کے تمام واقعات پوری صحت کے ساتھ آن کی آن میں بتا دینا معمولی بات نہیں۔

دریائے کرم غوثیت کی ایک لہر

ایک دفعہ آپ کی خدمت میں شیخ ابو حفص عمر غزال شیخ ابو القاسم عمر بزاز شیخ ابو السعود بن ابی بکر شیخ ابو محمد حسن فارسی شیخ محمد بن قائد اوانی شیخ جمیل شیخ خلیل بن احمد صرصری شیخ ابو البرکات علی بطائحی شیخ ابو عبد اللہ محمد شیخ ابو القاسم علی بن محمد اور شیخ ابن خضری وغیرہ حاضر تھے آپ نے اچانک فرمایا کہ تمہیں جو کچھ مانگنا ہے مانگ لو اس پر شیخ محمد بن قائد نے عرض کیا کہ میری آرزو تو یہ ہے کہ میرے اندر مجاہدے اور ریاضت کی قوت پیدا ہو جائے۔ شیخ عمر غزال نے کہا کہ میں اپنی عمر میں زیادتی کا طالب ہوں شیخ ابو البرکات بولے مجھے محبت الٰہی میں استغراق عطا ہو۔ شیخ خلیل صرصری نے کہا کہ جبتک مجھے زندگی میں مقام قطبیت عطا نہ ہولے اس وقت تک مجھے موت نہ آئے شیخ فارسی نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایک کیفیت حاصل تھی وہ جاتی رہی آرزو ہے کہ مجھے پھر میری کھوئی ہوئی دولت حاصل ہو جائے۔ شیخ ابو سعود نے عرض کی کہ میں ترک اختیار چاہتا ہوں شیخ بزاز نے التجا کی کہ میں خوف الٰہی کا آرزومند ہوں شیخ جمیل بولے میں صرف حفظ اوقات کے لئے مستدعی ہوں شیخ ابو الفتوح بن خضری نے کہا کہ مجھے قرآن و حدیث ازبر ہو جائیں شیخ ابو الخیر نے عرض کی کہ میں معرفت ربانی چاہتا ہوں۔

ابو عبد اللہ محمد بن وزیر نے کہا کہ میں نائب وزیر بننا چاہتا ہوں۔ ابو الفتوح بن ہبۃ اللہ نے کہا کہ میں محل سلطانی میں استادی کے منصب کا طلبگار ہوں۔ ابو القاسم بن الصاحب بولے میں خلیفہ وقت کی دربانی کا عہدہ چاہتا ہوں آپ سب کی آرزوئیں بغور سنتے رہے۔ اس کے بعد آپ نے سورہ بنی اسرائیل کی یہ آیت پڑھی کلا نمد ھؤلاء وھؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا۔ ہم خواہ طالب دنیا ہوں یا طالب آخرت سب ہی کو تمہارے پروردگار کی عطایا سے امداد دیتے ہیں اور تمہارا پروردگار وہ ہے جس کی عطایا کے دروازے کسی کے لئے بند نہیں ہر ایک کو حصہ ملتا ہے کیونکہ ہماری بخشش عام ہے۔

اب حضور غوث اعظم کی دعا اور عطایا کا یہ کمال ملاحظہ کیجئے کہ مذکورہ افراد نے جو آرزوئیں ظاہر کی تھیں وہ سب کی سب ایک ایک کرکے پوری ہو گئیں اور جس نے جو آپ سے طلب کیا تھا وہ اسے واقعتاً بہت جلد مل گیا البتہ ایک شیخ خلیل کی آرزو دیر کے بعد پوری ہوئی کہ انہوں نے ایک نہایت اہم چیز کا مطالبہ کیا تھا اور قطبیت مانگی تھی اور اس کے فوری حصول کا کوئی امکان نہ تھا۔ (بہجۃ الاسرار)

خلیفہ وقت دربار غوثیت میں

ایک مرتبہ شب کے وقت بہت سے احباب آپ کی خدمت میں موجود تھے اور آپ اس وقت اپنے مدرسہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ خلیفہ وقت المستنجد باللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا سلام کیا اور ایک طرف کو مؤدب ہو کر بیٹھ گیا کچھ دیر کے بعد اس نے عرض کی کہ میں آپکی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں

آپ نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا میں اسے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں اور نہ مجھے اس کی ضرورت ہے۔ آپ جتنا انکار فرماتے تھے خلیفہ کا اصرار اتنا ہی بڑھتا چلا جاتا تھا۔

جب اس کا اصرار کسی طرح ختم ہی ہونے کو نہ آیا تو آپ نے ان دس توڑوں میں سے دو توڑے اٹھا لئے خلیفہ یہ دیکھکر بہت خوش ہوا اور اسے اپنی سعادت سمجھا لیکن اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جبکہ آپ نے دونوں تھیلیوں کو اپنے ایک ایک ہاتھ میں لیکر زور سے دبایا اور ان سے اس نے خود اپنی آنکھوں زندہ انسانی خون ٹپکتے دیکھا۔ فرمایا کہ خلیفہ ہو قبل اللہ ہو اور پھر بھی شرم نہیں آتی ایک تو لوگوں کا خون کرتے ظلم سے ان سے روپیہ حاصل کرتے ہو اور پھر اسے مجھے دینے کے لئے لائے ہو خلیفہ خون کے مشاہدہ ہی سے پریشان ہو رہا تھا آپ کی زبان سے جو یہ الفاظ سنے تو اتنا متاثر ہوا کہ وہیں بیٹھے بیٹھے بیہوش ہو کر گر پڑا۔ پھر آپ نے علانیہ فرمایا کہ اگر مجھے اس کے نسب کے رسول کریم کے نسب سے قریب تر ہونے کی عزت کا پاس نہ ہوتا تو میں اس خون کو بھی اس کے محلوں تک پہنچا تا تمام مجلس میں ایک سناٹا چھایا ہوا تھا اور خلیفہ کی تو یہ حالت تھی کہ اس کی آنکھ سے آنسو رکنے ہی میں نہ آتے تھے۔

ایک خوفناک سانپ کے مقابلے میں آپکا استقلال۔

ایک دفعہ آپ کی مجلس میں علماء و فقراء کا ہجوم تھا اور آپ مدرسہ نظامیہ میں مسئلہ قضا و قدر پر وعظ فرما رہے تھے اور یہ حالت تھی کہ لوگوں پر ایک کیف و استغراق کا عالم طاری تھا عین اس وقت چھت سے ایک سانپ گرا جو بہت بڑا بہت زہریلا اور بہت خوفناک تھا لوگوں میں یہ دیکھتے ہی ایک بھگدڑ پڑ گئی اور آن کی آن میں سب کے سب لوگ اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے سب پر ایک ہیبت طاری ہو گئی تھی لیکن آپ نے اپنی جگہ سے ایک انچ بھی حرکت نہ کی اور جہاں تھے وہیں اسی حالت میں کھڑے رہے سانپ گرا اگر رینگتا رینگتا آپ کے کپڑوں میں گھسا اور تمام جسم پر پھر کر آپ کی گردن پر سے پھسلا اترا اور زمین پر کھڑا ہو گیا لوگوں نے دیکھا کہ وہ آپ سے کچھ باتیں کر رہا ہے اس کے بعد وہ ایک طرف جا کر غائب ہو گیا کوئی نہ سمجھ سکا کہ یہ کیا اسرار تھا وہ

کا کس طرح آیا کہاں گیا اور آپ سے کیا باتیں کیں آخر آپ ہی نے یہ کہکر لوگوں

دوا کی حیرت کو کم کیا کہ اس سانپ نے میرے سامنے کھڑے ہو کر مجھ سے یہ کہا کہ میں اس وقت تک بہت سے اولیاء اللہ کو آزما چکا ہوں مگر جیسے میں نے جو استقلال آپ کے اندر پایا وہ کسی کے اندر نہ دیکھا۔

ان اس کے جواب میں میں نے اس سے کہا کہ بھائی چونکہ اس وقت قضا و قدر ماقی کے متعلق تقریر کر رہا تھا تو موقعہ دیکھکر میرے اوپر گرا اگر میں تجھ سے ہو نا تمہیں ڈرتا آخر تو بھی زمین کا ایک کیڑا ہی تو ہے اور قضا و قدر نے تجھے بکلا متحرک کر رکھا ہے میری خواہش اس سے زیادہ اور کیا تھی کہ میرے کے قول و فعل میں ایک توازن پیدا ہو جائے۔

اجنہ سے نئی گفتگو

ایک روز آپ جامع منصور میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عین دوران نماز میں آپ نے بوریئے پر کچھ سرسراہٹ محسوس کی اور ایسا معلوم ہوا کہ کوئی انسان آ کے بوریئے پر قدم رکھتا ہے آپ نے کوئی پرواہ بھی نہ کی مگر رکوع میں گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ عین سجدہ گاہ پر ایک خوفناک اور زہریلا سانپ منہ کھولے بیٹھا ہے حکم شریعت کے مطابق سجدہ میں جاتے ہوئے آپ نے اسے سجدہ گاہ سے ہاتھ بڑھا کر ہٹا دیا اس کے بعد جب آپ سجدہ کر چکے اور قعدہ میں آئے تو بھی سانپ آپ کی رانوں پر سے ہو کر گردن پر سوار ہو گیا اب بھی آپ نے کوئی پرواہ نہ کی اور نماز میں بدستور مشغول رہے لیکن سلام پھیر کر جو دیکھا تو سانپ نہ دارد تھا ایک بات تھی آئی گئی ہو گئی اتنی کہ آپکو خیال بھی نہ رہا کہ کیا صورت پیش آئی تھی۔

دوسرے روز آپ جو اسی جامعہ کے ویران حصے میں گئے تو دیکھا کہ ایک شخص آنکھیں پھاڑے ہوئے خوفناک نگاہوں سے آپ کی طرف دیکھ رہا ہے آپ سمجھ گئے کہ اس وقت اس ویرانے میں اس ہیبت کذائی کے ساتھ جن کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا آخر وہ خود ہی آپ کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ کل نماز میں آپ نے جو سانپ دیکھا تھا وہ میں ہی تھا۔ بولا تو میں جن مگر میں نے سانپ کی صورت اختیار کر کے بہت سے اولیاء اللہ کو ڈرا چکا ہوں بہت سے بزرگوں کو آزمایا ہے لیکن میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے آپ جیسا ثابت قدم اور کسی کو نہیں پایا آپ کی جبیں پر تو بل تک نہیں آیا واقعی آپ کا ظاہر و باطن یکساں ہے چنانچہ اسی وقت اس نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور عہد کیا کہ اب میں خدا کی عبادت میں مشغول رہوں گا اور اب نہ کسی کو ستاؤں گا نہ ڈراؤں گا۔

بیابان دہشت میں امداد

ایک صاحب بشر قرظی اونٹوں پر شکر لادے نیشاپور جا رہے تھے اثناء راہ میں ایک جنگل سے گذرے جو نہایت گنجان اور خوفناک تھا اور جس میں داخل ہونے سے شیر کا پتہ پانی ہوتا تھا یہ قافلہ وہیں کا وہیں ٹھہر گیا اور دم لیکر روانہ ہونے کا ارادہ کیا آرام کرنے کے بعد جو روانگی کا عزم کیا تو معلوم ہوا کہ چودہ اونٹوں میں سے چار اونٹ غائب ہیں ادھر اُدھر تلاش کی بہت ڈھونڈا سرگرداں پھرے مگر کوئی سراغ نہ ملا قافلہ اور اونٹ تو روانہ کر دیئے اور بشر اور اس کا خادم وہیں ٹھہر گئے تاکہ وہ چاروں اونٹوں کو تلاش کر کے بعد کو قافلے سے آملیں اس تکلیف و تلاش کے باوجود اونٹ تو نہ ملے البتہ خوف غالب ہو گیا۔ اس وقت بشر کو یاد آیا کہ حضور غوث اعظم نے فرمایا تھا کہ جب کبھی کوئی مشکل پیش آئے تو مجھے یاد کرنا اور پکارنا تیری مشکل آسان ہو جائیگی چنانچہ اسی وقت عین عالم اضطراب میں بشر نے حضور غوث اعظم کو پکارا

نظر جو اٹھا کر دیکھا تو قریب ہی ٹیلے پر سفید لباس پہنے ایک شخص نظر آیا غور جو کیا تو معلوم ہوا کہ وہ شخص اپنی آستین کے اشارہ سے اپنے قریب بلاتا ہوا معلوم ہوا لیکن جب بشر اور اس کا خادم دونوں ٹیلے پر گئے تو وہاں کسی کو بھی نہ پایا اس نیچے کی طرف جو نگاہ کرتے ہیں تو چاروں اونٹ چرتے ہوئے دکھائی دیئے دونوں خوش ہو کر دوڑے اونٹوں کو پکڑ لیا اور

بزرگوں کی خدمت سے چلے جانے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ حضور غوث اعظم ہی کی ذات گرامی تھی جو تکلیف کی تسلی اور درد لینے کے لئے بہ تبدیل ہیئت اس حلیہ پر منصہ شہود پر ظہور فرما ہوئے تھے واقعی آپ آقا ہیں اور آقاؤں کو اپنے غلاموں کی رنج و راحت کا خیال رہا ہی کرتا ہے وہ زمانہ تو پھر آپ ہی کا زمانہ تھا اس عہد میں بھی جبکہ آپ کے وصال کو صدیاں گذر گئی ہیں اور ہم آپ سے بہت دور ہندوستان میں دور دراز پڑے ہوئے ہیں آپ برابر اپنے خادموں کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

ایک عارفہ کاملہ کی محبت

حضور غوث اعظم جس کرسی پر تشریف فرما ہوتے تھے اسکے ہر پایہ پر دو دو نقیب متعین ہوتے تھے جو سب کے سب ولی کامل ہوتے تھے شیخ ابو القاسم محمد عمر انہی کے نیچے بیٹھتے تھے ایک دفعہ آپ اپنی کرسی پر بیٹھے تقریر فرما رہے تھے کہ جوش میں جو آئے اور سر مبارک کو جو حرکت ہوئی تو عمامہ مبارک کے پیچ کھل گئے آپ پر اس وقت کچھ ایسی استغراقی کیفیت طاری تھی کہ آپ کو خبر بھی نہ ہوئی اور اسی شان و انہماک سے وعظ میں برابر مشغول رہے اہل مجلس نے جو آپ کی کلاہ مبارک کو کھلتے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنی کلاہیں اتار اتار کر آپ کی کرسی کے نیچے کی طرف پھینکنی شروع کر دیں کہ وہ اس صورت میں کلاہوں کا پہننا مناسب ادب کے خلاف سمجھتے تھے جب آپ وعظ ختم فرما چکے تو آپ نے اپنا عمامہ خود درست کر لیا اور شیخ ابو القاسم کو حکم دیا کہ ان سب لوگوں کی کلاہیں انہیں واپس دیدو۔ چنانچہ جس جس کی جو کلاہ اور عمامے تھے وہ سب کو تقسیم کر دیئے گئے لیکن ایک عمامہ پھر بھی باقی رہ گیا اور اسے کسی نے نہ بتایا کہ یہ میرا ہے آپ نے یہ دیکھکر کہا کہ اچھا یہ عمامہ ہمیں دیدو چنانچہ آپ نے شیخ سے لیکر اسے اپنے دوش مبارک پر ڈال لیا۔

اس کا دوش مبارک پر ڈالنا تھا کہ وہ نظروں سے غائب ہوگیا اور کچھ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ یکایک کیا ہوا اور کہاں غائب ہو گیا۔

شیخ ابو القاسم متحیر تھے کہ ابھی عمامہ آنکھوں کے دیکھتے دیکھتے کہاں غائب ہوگیا مگر پوچھنے کی ہمت نہ پڑی آخر آپ نے خود ہی ان کی حیرت محسوس کر کے فرمایا کہ ابو القاسم! تم اس درجہ کیوں متحیر ہو وہ عمامہ جو رہ گیا تھا درحقیقت عمامہ نہ تھا ایک بند تھا یہاں سے دور اصفہان میں میری ایک بہن رہتی ہیں جنھیں میرے ساتھ بہت محبت ہے اور معرفت میں کامل ہیں میرا عمامہ کھلتے دیکھکر جب سب اہل مجلس نے اپنے عمامے اور کلاہیں اتار کر پھینکدیں تو انھیں بھی یہ گوارا نہ ہوا کہ وہ اپنا سر بند سر پر باندھے رہیں کہ ان کی نگاہوں کے سامنے اس مجلس کا پورا منظر موجود تھا انہوں نے بھی فوراً اپنا سر بند کھولا اور پھینکدیا چونکہ وہ یہاں سے سینکڑوں میل کے فاصلہ پر رہتی ہیں اور مجلس میں موجود بھی نہیں اس لئے وہ منتظر نہیں رہ گیا اور کوئی اس کا دعویدار نہ ہوا ورنہ ہو سکتا تھا لیکن جب میں نے تم سے لیکر اپنے دوش پر رکھا ہے تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر وہیں سے اپنا سر بند لے لیا اور سر پر باندھ لیا ابو القاسم یہ سنکر اور متحیر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے باکمال بندے اس دنیا میں موجود ہیں۔

حضور رسالت مآب کی تشریف آوری

ایک دفعہ آپ منبر کے دوسرے پایہ پر کھڑے ہوئے وعظ فرما رہے تھے حضرت شیخ بقا بن بطو کی نظر جو پہلے پایہ پر پڑی تو یہ دیکھکر بہت متعجب ہوئے کہ وہ پایہ اتنا وسیع ہوگیا ہے کہ جہاں تک نظر پڑتی ہے اس کی وسعت صاف نظر آتی ہے اس پر ایک سبز رنگ کا نکلف اور خوبصورت مسند بچھی ہوئی ہے اور اس مسند پر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت صدیق اکبر حضرت عمر فاروق حضرت عثمان الغنی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ساتھ لئے ہوئے جلوہ افروز ہیں عین اسی وقت تجلیات ربانی کی فراوانی سے حضور غوث اعظم کے قدم مبارک میں لغزش ہوئی اتنی کہ وہ ایک سمت کو وعظ فرماتے فرماتے گرنے ہی والے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھککر سنبھال لیا اس کے بعد جسم مبارک سکڑ کر ایک چڑیا کے مانند ہوگیا پھر اس نے ایک خوفناک صورت اختیار کی اور پھر یکایک نظروں سے غائب ہوگیا یہ ایک حالت تھی جو مشاہدہ جمال ربانی سے پیدا ہوئی تھی اس سے آپ کی عظمت و بزرگی ظاہر ہوتی ہے۔

ذات گرامی سے سوء ظنی کا نتیجہ

بغداد کے ایک بہت بڑے تاجر تھے جو کپڑے کی تجارت کرتے تھے ان کا نام تھا ابو الفضل احمد بن قاسم ان کے پاس ایک روز حضور غوث اعظم کا خادم آیا اور کہنے لگا کہ مجھے ایک ایسے قیمتی کپڑے کی ضرورت ہے جس کی قیمت فی گز ایک دینار سے کم نہ ہو چنانچہ بزاز صاحب نے ایک قیمتی تھان نکال کے دیدیا اور قیمت وصول کر لی اس کے بعد اس سے پوچھا کہ یہ تو بتایئے کہ تم اتنا قیمتی کپڑا کس کے لئے لے جا رہے ہو اس نے نہایت بے تکلفی کے ساتھ جواب دیا کہ میں حضور غوث اعظم کا خادم ہوں اور انہیں کے لئے یہ کپڑا لیجا رہا ہوں بزاز صاحب نے جو یہ سنا تو حیرت زدہ رہ گئے اور دل میں کہنے لگے کہ آپ نے تو امراء و سلاطین کے لئے کوئی امتیازی لباس نہیں چھوڑا قیمتی سے قیمتی کپڑا خرید تے اور پہنتے ہیں اور جب فقراء ہی اتنا قیمتی کپڑا پہننے لگیں گے تو پھر امراء کے لئے اور کونسا لباس پہننے کو رہ جائیگا یہ خیال دل میں آنا ہی تھا کہ یکایک بزاز صاحب کے پاؤں میں ایک آہنی کیل چبھی اور اس سختی کے ساتھ چبھی کہ بیقرار ہو کر رہ گئے اور شدت اذیت سے برا حال ہوگیا لوگوں نے اسے پاؤں سے نکالنے کی ہر چند کوشش کی لیکن وہ کچھ اس طرح گوشت میں پیوست ہوگئی تھی کہ تکلیف سخت تھی اور نکالے نہ نکلتی تھی آخر بزاز صاحب سمجھ گئے کہ یہ اس بے ادبانہ سوء ظنی کا ثمرۂ تلخ ہے جو میں نے حضور غوث اعظم کے متعلق کی تھی خادموں سے کہا کہ مجھے تم لوگ ابھی اسی طرح اٹھا کر دربار غوثیت میں لیچلو یہ کیل وہیں جا کر نکلے گی وہیں پہنچکر اچھا ہوں گا اور وہیں میری یہ اذیت معدوم ہوگی چنانچہ خدام نے اسی وقت بزاز صاحب کو جو شدت اذیت سے بیتاب تھے اور کراہ رہے تھے ایک پالکی میں ڈال لا اور آپ کے سامنے لے آئے آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ ابو الفضل! آخر تمہیں اس سوء ظنی سے کیا فائدہ؟

ہوا اور تم کہ میری حالت و معاشرت سے کیوں تعرض کیا میں اس وقت تمہارے سامنے قسم کرتا ہوں کہ مجھے نہ گرانبہا لباس پہننے کا شوق ہے اور نہ اس سے جلد کچھ پہنی اور نہ یہ پیلا میں نے اس وقت اپنی مرضی سے منگوا کر کیا کروں بندۂ حکم ہوں جیسا حکم ہوتا ہے اور جو کہا جاتا ہے وہ کرتا ہوں اور کرنا ہوتا ہے اے ابو الفضل خوب سمجھ لو کہ یہ لباس مردوں کا کفن ہے اور مردوں کے کفن کو خوشنما ہونا ہی چاہیئے میں ہزار مرتبہ مر چکا ہوں جب میں نے یہ لباس پہنا ہوا ہو تو اس پر ہوتا چاہیئے جو زندہ ہو اور نفس کی خوشنودی کے لئے اچھا لباس پہنے یہاں تو نفس کا کوئی شائبہ بھی باقی نہ رہا ہے یہ کہکر آپ نے بزاز صاحب کے پاؤں پر ہاتھ پھیرا تھا کہ کیل خود بخود نکل پڑی اس طرح کہ محسوس ہی نہ ہوا درد بھی جاتا رہا اور اسی وقت اٹھ کر کھڑے ہوئے

سوءظنی کا نتیجہ

حضرت ابو الخیر کردم نے اپنے والد گرامی سے آن کے انتقال کے وقت دریافت کیا کہ مجھے اتنا تو بتا جائیے کہ میں آپ کے وصال کے بعد کس کی پیروی کروں فرمایا شیخ عبدالقادر جیلانی کی پیروی کرنا عین اسی وقت ان کے دل میں خیال گزرا کہ بہت ممکن ہے کہ آپ غلبہ مرض کی شدت میں ایسا فرما رہے ہوں چنانچہ کچھ دیر ٹھہر کر انہوں نے آپ سے پھر وہی سوال کیا اور وہی جواب پایا تیسری دفعہ کے سوال کرنے پر جواب تو وہی ملا مگر اس میں اتنا اضافہ ہوا اور فرمایا کہ فرزند من عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ اس وقت کثرت سے دنیا والے حضور غوث پاک ہی کی پیروی کریں گے۔

چونکہ یہ بزرگ شیخ وقت تھے انھیں سب کچھ بتا دیا گیا تھا معلوم ہو چکا تھا اس لئے انہوں نے بار بار اپنے فرزند کو آپ کے اتباع کی نصیحت کی جب آپ کا انتقال ہو گیا تو ابو الخیر بغداد پہنچے اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس وقت مجلس میں بڑے بڑے بزرگ تشریف فرما تھے مثلاً شیخ ابو سعید قیلوی شیخ علی بن الہیتی اور شیخ بقا بن بطو وغیرہ ساتھ ہی انھیں رجال الغیب کی نورانی شکلیں بھی سامنے آئیں جنھیں دیکھتے ہی ان پر غشی طاری ہو گئی اور بالکل ہوش نہ رہا کچھ دیر کے بعد جب ہوش آیا تو یہ بیقرارانہ انداز میں اپنی جگہ سے اٹھے اور بزرگوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور دوڑ کر اس تخت پر چڑھ گئے جس پر حضور تشریف فرما تھے کچھ تاخیر کے بعد آپ نے فرمایا کیوں ابو الخیر تمہارے والد نے پہلی مرتبہ تمہیں جو نصیحت کی تھی وہ کافی نہ تھی جو تم نے بار بار ان سے پوچھا۔ انھوں نے جو یہ سُنا تو متحیرانہ خاموش ہو کر رہ گئے اور ایک خوف طاری ہو گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی نظر کتنی وسیع تھی اور کوئی بات بھی آپ سے پوشیدہ نہ رہتی تھی

مشاہدہ انوار ربانی

ایک دفعہ عمر بن حسن بن خلیل الخطیب آپ کی مجلس میں گئے اور ایک گوشہ میں خاموش بیٹھ گئے آنکھ جو اٹھائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شعاع نور ہے جو بار بار آپ کے دہن مبارک سے نکل نکل کر آسمان تک بلند ہو رہی ہے اور وہ اس درجہ خوبصورت پُرکیف اور پرسرور ہے کہ اس کے عکس مشاہدہ سے سرشاری اور از خود رفتگی پیدا ہونے لگتی ہے چنانچہ ان کا بھی یہی حال ہوا۔

پھر دیکھا کہ آسمان سے بھی تین دفعہ ایک سرخ لو نکلی اور وہ آپ کے سر سے ہوتی ہوئی گذر گئی یہ نظارہ دیکھکر یہ بہت متاثر ہوئے اور دل میں کہنے لگے کہ یہ تو بہت حیرت انگیز امر ہے میں یہاں سے نکل کر ضرور لوگوں سے اس کا ذکر کروں گا اس خیال کے دل میں ابھرتے ہی آپ نے ان کی طرف مخاطب ہوکر کہا خاموش رہو اور جو دیکھتا ہے چپکے دیکھتے رہو اور خوب یاد رکھو کہ مجلس کی باتیں امانت ہوتی ہیں اور وہ اس لئے نہیں ہوتیں کہ کسی سے ان کا ذکر کیا جائے۔

سلب کرامات

ایک دفعہ شیخ ابو الحسن علی بن الہیتی حضور غوث اعظم کی بارگاہ رفیع میں حاضر ہوئے اول الذکر نے دیکھا کہ آپ کی دہلیز پر ایک نوجوان چت پڑا ہوا ہے اس نے ان سے کہا کہ آپ حضور غوث پاک سے جا کر میری سفارش کر دیجئے قبل اس کے کہ شیخ اپنی زبان سے کچھ کہیں آپ نے فرمایا کہ میں نے اس نوجوان کو آپ کو عطا کیا اب جو شیخ باہر آئے اور فرمان غوثیت سنایا کہ انہوں نے تمہارے متعلق اپنی سفارش منظور کرلی ہے تو یہ نوجوان اٹھا اور ہوا میں پرواز کر کے نگاہوں سے غائب ہو گیا۔

یہ سب دیکھکر حیرت زدہ ہوئے اور واپس آکر پوچھا کہ حضرت یہ کیا واقعہ ہے؟ فرمایا یہ نوجوان پرواز کرتا ہوا چلا جا رہا تھا اسی حالت میں اس شہر پر سے گذرا اور خیال کیا کہ بغداد کے اندر مجھ جیسا شخص کوئی نہیں مجھے تیرا یہ امر ناگوار گذرا اس لئے میں نے اسی وقت اس کی تمام دولت باطنی سلب کرلی مجھے اس کے غرور و خودی پر اس قدر غصہ تھا کہ اگر اس وقت شیخ علی مجھ سے سفارش نہ کرتے تو میں اسے ہرگز نہ چھوڑتا۔

غلیظ لڑکے کی توبہ

ایک دفعہ شیخ ابو الحسن علی بن ملاعب ایک جماعت کے ساتھ دربار غوثیت میں گئے یہ جماعت ایک مہم میں کامیابی کے لئے دعا کرانے گئی تھی راستے میں اور لوگ بھی جنھوں نے اُسے جاتے ہوئے دیکھا ساتھ ہو لئے ان میں ایک لڑکا بھی تھا جو اتفاق سے نہ صرف یہ کہ نہایت شریر اور بداخلاق واقع ہوا تھا بلکہ بالعموم ہمہ وقت گندہ اور ناپاک رہتا تھا جس کی انتہا یہ تھی کہ وہ استنجا بھی نہ کرتا تھا یہ جماعت آپ کی بارگاہ تک پہنچنے بھی نہ پائی تھی کہ آپ آتے راستے ہی میں مل گئے اور وہیں ان لوگوں نے اپنا مقصد بیان کیا اور مستدعی ہوئے کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں اس کے بعد آپ کے سب نے ہاتھ چومے بعد ایک ایک شخص آگے بڑھتا تھا اور دست بوسی کر کے پیچھے ہٹ جاتا تھا جب وہ شریر لڑکا آگے بڑھا اور اس نے آپکا ہاتھ پکڑ کر ہاتھ پکڑ کر چومنا چاہا تو آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ کر اپنی آستین میں چھپا لیا اس کے بعد آپ نے اس پر ایک تیز نظر جو ڈالی تو اس نے ایک چیخ ماری اور وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑا اس کے بعد اسے ہوش جو آیا تو سب یہ دیکھکر حیران ہوگئے کہ اس کے چہرہ پر ڈاڑھی نمودار تھی اس نے اسی وقت

نہ کی جب تک مجھ کو تو آپ نے پھر اس سے معافی مانگ لیا اور اس کو حضرت کے ساتھ ایمان نصیب ہوں۔

سلبِ حروف و علوم

شیخ ابوالمظفر منصور بن المبارک اسی وقت جبکہ ان کا شباب تھا حضور غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت ان کے ہاتھ میں فلسفہ کی ایک کتاب تھی آپ نے کتاب دیکھے بغیر فرمایا اٹھو اس کتاب کو بالکل صاف کر دو۔ انہیں یہ کب گوارا ہو سکتا تھا یہ تو اسے شوق سے پڑھ رہے تھے انہوں نے ارادہ کیا کہ کسی طرح نظر بچا کر سامنے سے اٹھ جاؤں اور کتاب کو اٹھا کر گھر رکھ آؤں اٹھنا چاہا تو آپ نے ایک متعجبانہ نظر ڈالی تھا جانے اس نظر میں کیا تھا کہ اٹھنا چاہا تو پھر جگہ سے نہ اٹھا گیا اس کے بعد آپ نے کتاب مانگی انہوں نے جو کتاب کو کھول کر دیکھا تو بالکل صاف تھی تمام تحریر مٹ چکی تھی اور صرف سادہ اوراق ہاتھ میں رہ گئے تھے آپ نے کتاب ہاتھ میں لیکر فرمایا کہ تم تو اس کو فلسفہ کی کتاب بتاتے تھے یہ تو فضائل قرآنی کی کتاب ہے اور محمد بن خریسی اس کے مصنف ہیں اب جو یہ کتاب ہاتھ میں لیکر دیکھتے ہیں تو واقعی نہ اس میں فلسفہ ہے اور نہ سادہ اوراق ہیں بلکہ یہ ایک فضائل قرآنی کی کتاب ہے اور نہایت خوشخط لکھی ہوئی ہے آپ نے فرمایا دیکھو جو دل میں ہو اکرے وہی زبان سے کہا کرو چنانچہ انہوں نے توبہ کی اور خاص امر یہ کہ فلسفہ جو کچھ یاد تھا وہ سب فراموش ہو گیا۔

غیب سے سیب نمودار ہو گئے

ایک روز خلیفہ وقت مستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف عباسی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں محض اپنی طمانیت قلب کے لئے کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں فرمایا آخر کہو تو چاہتے کیا ہو عرض کی صرف غیب سے ایک سیب چاہتا ہوں یہ سنکر آپ نے اپنا ہاتھ جو پھیلا یا اور اوپر اٹھایا تو اس میں تازہ سیب آ گئے حالانکہ اس وقت عراق میں سیب کا موسم نہ تھا ان میں سے ایک سیب تو خلیفہ کو دیدیا اور دوسرا خود رکھ لیا دونوں تراشے گئے تو ان میں بین فرق نظر آیا جو سیب آپ نے اپنے لئے رکھا تھا وہ تو اندر سے نہایت معطر سفید اور خوشبودار نکلا لیکن خلیفہ کے سیب کے اندر کیڑے موجود تھے خلیفہ نے عرض کی کہ حضور اس فرق بین کا سبب بھی مجھے بتا دیجئے فرمایا تیرے ہاتھ میں جو سیب آیا اسے کسی ظالم کا ہاتھ چھو گیا ہے اور دوسرے سیب کو کسی ولی اللہ کا ہاتھ لگا ہے بس یہی وجہ ہے کہ تیرے سیب میں کیڑا پڑ گیا اور میرا سیب معطر ہو گیا۔

عصائے مبارک سے روشنی

ایک مرتبہ شیخ ابو عبدالملک ذیال حضور غوث اعظم کے مدرسہ میں کھڑے تھے اتنے میں حضور غوث پاک کاشانۂ معلٰی سے ایک عصا ہاتھ میں لئے ہوئے باہر تشریف لائے شیخ کے دل میں فوراً خیال آیا کیا اچھا ہو تا اگر اس وقت حضور سے کوئی کرامت رونما ہوتی آپ کا مکاشفہ تو انتہائی صورت اختیار کئے ہوئے تھا ان کی طرف نظر اٹھائی مسکرائے اور عصائے مبارک زمین میں نصب کر دیا تھا اس سے روشنی پیدا ہوئی پھر یہ روشنی وقتی اور ہنگامی ہو بلکہ ایک گھنٹہ کامل اس سے تیز روشنی نکلتی رہی جس سے تمام مدرسہ بقعہ نور بن گیا اور زمین سے لیکر آسمان تک اس کی منور شعاعیں لپکنے لگیں آخر آپ نے عصا نکال کر پاس رکھ لیا اور فرمایا کیوں ابو عبدالملک تمہاری یہی آرزو تھی نا!

مریضِ مرگی کو آرام

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ حضور میں یہاں سے بہت دور اصفہان میں رہتا ہوں میری بیوی کو مرگی کا مرض ہے ہر چند علاج کیا۔ تعویذات کئے عمل پڑھے مگر ہنوز روز اول ہے کوئی اثر نہ ہوا کوئی فائدہ نہ پہنچا فرمایا مجھے علم نہیں واقعہ سراندیپ میں ایک جن رہتا ہے جس کا نام خانس ہے وہ بہت سرکش و شریر ہے یہ سب اسی کا اثر ہے اب جب اسے دورہ ہو تو اس وقت اس کے کان میں کہہ دینا کہ عبدالقادر نے کہہ دیا ہے کہ اب آئے تو آگیا مگر اب نہ آنا اور اگر پھر آیا تو ہلاک کر دیا جائیگا یہ سنکر وہ شخص اصفہان چلا گیا اور دس برس تک اس کے متعلق کوئی اطلاع نہ ملی اس کے بعد لوگوں نے اسے پھر بغداد میں دیکھا اور پوچھا تو کہنے لگا میری بیوی کو تو جب ہی آرام ہو چکا تھا اس روز سے آج تک نہیں ہے کہ پھر اسے کبھی مرگی کا دورہ نہیں پڑا۔

خاموش پرندے بولنے لگے

ایک مرتبہ شیخ ابوالحسن علی بیمار ہوئے آپ ان کی عیادت کو تشریف لے گئے ان کے ہاں ایک کبوتری اور ایک قمری تھی جو بالکل خاموش تھی انہوں نے عرض کیا کہ حضور عجیب صورت ہے کہ چھ مہینے سے یہ کبوتری انڈے نہیں دیتی اور چھ مہینے سے یہ قمری نہیں بولتی آپ نے اسی وقت کبوتری کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے کبوتری اب انڈے دینے شروع کر دے اور اپنے مالک کو فائدہ پہنچا پھر قمری سے فرمایا کہ تو بھی اپنے خالق کی تسبیح شروع کر دے اس کے بعد کبوتری نے انڈے دینے شروع کر دئے اور بچے نکالنے لگی اور قمری نے بولنا شروع کر دیا اور چہکنے کی یہ حالت تھی کہ بغداد کی سڑکوں پر چلتے ہوئے لوگ اس کی آواز سنکر حیران تھے وہیں رک جاتے تھے اور ان پر اس کی آواز سے ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی پھر کچھ عرصہ نہیں بلکہ ایک طویل مدت تک اس قمری کی یہی شان ترنم برقرار رہی۔

چیل کا سر کٹ کر گر پڑا

ایک روز آپ جوش و خروش کے ساتھ وعظ فرما رہے تھے اس وقت ہوا بہت تیز و تند تھی عین اسی وقت ایک چیل چیختی چلاتی آپ کی مجلس پر سے گذری جس سے آپ کے وعظ میں فرق پڑنے لگا اور حاضرین کی توجہ بھی پراگندہ ہونے لگی آپ کو غصہ آگیا اور اوپر سر اٹھا کر فرمایا کہ یہ چیل بہت پریشان کر رہی ہے اے ہوا اسے پکڑ اور اس کا سر ابھی اڑا دے زبان مبارک سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ چیل کا دھڑ ایک طرف اور سر ایک طرف گر پڑے آپ نے یہ حالت جو دیکھی تو حضور رحم دل اور رقیق القلب بھی حد سے زیادہ تھے رحم آگیا تخت سے نیچے اترے آ سے اپنے ہاتھ سے اٹھایا سر اور دھڑ کو

ہوا پکڑ کے چاہس پر ہاتھ پھیرا اور بسم اللہ پڑھی ہے تو وہ حرکت کرنے لگی اور چند لمحوں کے اندر ہی زندہ ہوکر اڑ گئی ـ لوگ نظریں اٹھا کر دیکھتے کہ دیکھتے رہ گئے (بہجۃ الاسرار)

چوہے کی موت

اسی طرح آپ ایک دفعہ اپنے احباب کیساتھ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ چھت سے کچھ مٹی گری آپ نے خیال نہ کیا پھر گری اور پھر آپ نے پرواہ نہ کی تیسری دفعہ جو مٹی گری اس کی مقدار زیادہ تھی کپڑے خراب ہونے لگے اب جو آپ نے اوپر نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک چوہا نظر آیا آپ کو غصہ آگیا آپ نے اسی وقت فرمایا تیرا سر اڑ جائے کہ تو باز ہی نہیں آتا برابر مٹی گرائے چلا جاتا ہے کتنی دفعہ میں جھاڑ چکا ہوں ابھی الفاظ زبان مبارک پر جاری ہی تھے کہ چوہا مرا ہوا سامنے گر پڑا اس طرح کہ دھڑ ایک طرف پڑا تھا اور سر دوسری طرف اب ذرا کرم غوثیت کی شان ملاحظہ ہو کہ آپ چوہے کی یہ بیکسی نہ دیکھ سکے اس کی حالت دیکھتے ہی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے فرمانے لگے مجھے خوف اس کا ہے کہ میرے غصہ کی یہی حالت رہی تو کہیں میری ذات سے کسی مسلمان کو کوئی نقصان نہ پہنچے اور اس کا بھی یہی حال ہو جو اس چوہے کا مجھے نظر آرہا ہے۔

چڑیا کی موت پر بیقراری

آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے وضو کر رہے تھے کہ ایک چڑیا اوپر سے اڑتی ہوئی گزری اور بیٹ کر گئی آپ نے جو دیکھا اور تیز نظر ڈالی تو اسی وقت مر کر گر پڑی آپ نے وضو کر کے کپڑے دھوئے اور پھر اس کے بعد انہیں اتار کر خیرات کر دیا۔

خلیفہ کے عزیز کو صحت

خلیفہ المستنجد باللہ کا ایک عزیز مرض استسقاء کے مرض میں مبتلا ہوگیا جس سے اس کا شکم بری طرح پھولا ہوا تھا آپ نے بسم اللہ کہکر اس کے شکم پر ہاتھ جو پھیرا تو بالکل ہموار ہوگیا اور یہ معلوم ہوا کہ گویا اُسے کوئی بیماری ہی نہ تھی۔

اسی طرح ایک مرض کے لاعلاج مریض آپ کی بارگاہ میں لائے جاتے اور ان سب کو صحت ہو جاتی اس قسم کی آپ کی بیشمار خوارق عادات و کرامات مشہور ہیں جن کے اندراج کا یہ مختصر رسالہ متحمل نہیں ہو سکتا۔

سرکار غوثیت کی شان عبودیت

عقاید وعبادات

نماز وتلاوت قرآن

حضرت غوث اعظم کا مسلک شافعی تھا صحیح العقاید سنی تھے فتا دی بھی آپ شافعی مسلک ہی پر دیا کرتے تھے بعد کو آپ شافعی اور حنبلی دونوں مسلکوں کے مطابق فتاوے دینے لگے تھے چونکہ آپ غوثیت ومحبوبیت کے شرف سے مشرف تھے اس لئے آپ کے عقائد کے متعلق ظاہر سائی تفصیل حاصل ہے اور تو صرف عقیدتاً اور علماً مذہب کو تسلیم کرتے اور مانتے ہیں مگر آپ تو سب کچھ آنکھوں سے دیکھتے اور اس کی حقیقت سمجھتے تھے اس لئے آپ کے حسن عقاید کی بہار کے متعلق کچھ بتانا اور کچھ کہنا عبث ہے بھلا آپکے عقائد حقہ کی عظمت کا کیا تصور کیا جا سکتا ہے۔

آپ کے مجاہدات وریاضات کا خاکہ پہلے پیش کیا جا چکا ہے اور معلوم کر چکے ہیں کہ آپ نے کس درجہ ہوش افگن اور صبر آزما مجاہدے کئے اور کس طرح ایک عرصہ دراز تک شب وروز دشوار ترین عبادتوں اور سخت ترین مجاہدوں میں مصروف رہے جن کے تصور سے ہی جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے تطہر و پاکبازی کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت و ہمہ وقت باوضو رہا کرتے تھے جب کبھی اتفاق سے حدث لاحق ہوتا تو ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر فوراً تجدید وضو کر لیتے اور ہر وضو کے بعد دو رکعت نماز تحیۃ الوضو ضرور پڑھا کرتے یہ طریقہ ودستور زندگی بھر قائم رکھا اور کسی حالت میں بھی اس میں کوئی کمی واقع نہ ہونے دی۔

پنجوقتہ نماز ہمیشہ جماعت سے پڑھتے رہے تنہا فریضہ نماز کی ادا کاری کو گوارا نہ فرماتے تھے اور مریدوں کو بھی جماعت ہی کے ساتھ نماز پڑھنے کی تاکید کرتے رہتے تھے ان نمازوں کے علاوہ آپ اشراق وچاشت کی نماز بھی التزام کے ساتھ پڑھا کرتے تھے نفل نمازیں تو اس قدر پڑھا کرتے تھے کہ ان کا کوئی حصر وشمار ہی نہیں ہو سکتا۔ عشا کی نماز پڑھکر جو کھڑے ہوگئے ہیں تو صبح ہی کی نماز پڑھکر بیٹھے ہیں یہ حالت چند روز چند ہفتے چند مہینے نہیں چند سال نہیں چالیس برس متواتر یہی عالم رہا اور ایک مدت اسی جوش اسی کیف اور اسی مشغولیت میں گذار دی پھر بھی نہیں ایک ایک پاؤں پر ساری ساری رات کھڑے رہے ہیں اور اسی حالت میں نماز پڑھی ہے اور ایک ایک رکعت میں ایک ایک قرآن پورا کا پورا ختم کیا ہے۔

دو سو رکعت نماز نفل پڑھنا تو آخری وقت تک معمول رہا ہے حیرت ہوتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دو سو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں اور اس شان کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں کہ ہر رکعت میں ایک ایک بار سورہ مزمل شریف یا سورہ رحمٰن شریف پڑھی جاتی ہے اور اگر کبھی سورہ اخلاص پڑھی ہے تو ایک ایک رکعت میں سو بار سے کم نہیں پڑھی ہے آخر عمر میں جب بہت ضعیف ہوگئے ہیں اور طاقت جواب دے گئی ہے جب بھی یہ نہ تھا کہ آپ آرام کرتے ہوں اور رات کو چند لمحے کے لئے پڑ کر سو جاتے ہوں بلکہ یہ حالت ہوگئی تھی کہ پوری پوری راتیں تلاوت اور مراقبہ میں گذرتی تھیں اور عموماً صبح تک یاد الٰہی میں اور مشاہدہ انوار میں محو ومستغرق رہتے تھے نمازیں جو پڑھی جاتی تھیں وہ نہایت خضوع وخشوع انتہائی محویت واستغراق اور عجیب سکون واطمینان کے ساتھ پڑھی جاتی تھیں اور قیام وقعود و قرات بہت ہی آہستگی کے ساتھ عمل میں لائی جاتی تھی قرآن کبھی تیزی کے ساتھ نہ پڑھتے تھے بلکہ ٹھیر ٹھیر کر سمجھ سمجھ کر رک رک کر قرات کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

روزہ ونیاز

عہد مجاہدات کے صوم وافطار کا تو کچھ ذکر ہی نہیں کہ سال سال چھ چھ ماہ بلا خورد ونوش گذار دیئے ہیں اور افطار کیا ہے گذر بھی کی ہے تو پتوں سے جڑی بوٹیوں سے اور گری پڑی ترکاریوں سے والیے بعد کو بھی یہ حالت تھی کہ دن کو بالعموم صائم رہا

کرتے تھے، اور قریب قریب ہر ماہ میں یہ ہوتا تھا کہ دو تین روزے مسلسل رکھتے تھے افطار کا وقت آیا تو کھجور کے ایک ٹکڑے یا پانی کے ایک گھونٹ سے روزہ افطار کرلیا اور پھر دوسرے روزے کی نیت کرلی اس قدر اور اتنی روزہ داری میں یہ صورت کبھی نہ دیکھی گئی کہ آپ نے کبھی جو وہ پیدا ہوا اندرونی خشکی رفع کرنے کے لئے کوئی خاص چیز استعمال فرمائی ہو ہر روز شام کے وقت چار خشک روٹیاں آپ کے پاس بھیجی جاتیں ان میں سے آپ دو تین روٹیوں کے ٹکڑے توڑ توڑ کر وہیں فقراء کو تبرکاً تقسیم کر دیتے اور نصف یا ایک یا چوتھائی حصہ جو بچ رہتی اس کو آپ تناول فرما لیتے بس ایک ہی وقت کھاتے زندگی میں کبھی دو وقت دکھایا کہ بالعموم روزہ دار رہتے تھے یوں کھانے کو آپ نے سب کچھ کھایا ہے نفیس سے نفیس غذائیں بھی استعمال کی ہیں میٹھا بھی کھاتے ہیں مگر بالعموم غذا سادہ اور بالکل سادہ تھی گوشت ترکاری کبھی وہ شاذ ہی استعمال فرماتے تھے۔

وجہ یہ تھی کہ نفس کو تو فنا ہی کر دیا تھا اس کی خواہشات تو معدوم ہی ہو چکی تھیں اور اس کی بجائے ملکوتی قوتیں اپنی انتہا کو پہنچ کر ملکوتیت پیدا کر چکی تھیں غنودگی اور نیند سے تو گویا آپ بیگانہ محض ہو کر رہ گئے تھے وہ عشق الٰہی نیند کو قریب ہی نہ آنے دیتا تھا۔

عجز و فتادگی انکسار و تذلل حد سے فزوں ہو چکا تھا نیاز و تواضع کا کوئی ٹھکانا ہی نہ تھا رقت قلب اور گدازی دل کا کوئی احصا نہیں کیا جا سکتا سجدہ میں سر رکھدیا ہے تو گھنٹوں نہیں اٹھاتے محویت طاری ہے استغراق کا عالم ہے اور گڑگڑا رہے ہیں عبودیت کا اظہار کر رہے ہیں سر اٹھا ہے تو اشکہائے گرم سے مصلے تر نظر آیا ہے غرور تمکنت نخوت پندار تکبر و استکبار کا نام ہی کیا ہے اس جلیل القدر منصب غوثیت پر فائز ہونے اور درجۂ محبوبیت حاصل کرنے کے باوجود یہ حالت تھی کہ اپنی نظر میں اپنی کوئی ہستی ہی نہ تھی خود کو کچھ سمجھتے ہی نہ تھے ہمہ وقت بارگاہ ربانی میں عبدیت و نیاز کا اظہار کرتے رہتے تھے خوف خدا سے لرزتے رہتے تھے، ہیبت الٰہی سے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی باز پرس آخرت کا اندیشہ کاہش روح و قلب بنا رہتا تھا ہر امر ہر حرکت اور ہر سکون میں خوشنودی رب قدیر پیش نظر رہتی تھی جو قدم اٹھتا تھا خدا کے لئے اٹھتا تھا جو کام کرتے تھے اللہ کے لئے کرتے تھے قلب میں درد کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا تھا بندوں کی خوشی و رضا جوئی کی کبھی پرواہ نہ ہوتی تھی ہر امر میں مرضیات مولا کے تابع رہتے تھے۔

حج بیت اللہ کو گئے تو خانہ کعبہ کے اندر سنگریزوں پر سر رکھدیا اور جب رکھدیا تو کون اٹھائے اور کس طرح اٹھے جیسا کہ حضرت شیخ سعدی سہروردی نے لکھا ہے کہ سر سنگریزوں پر رکھا ہوا تھا آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا اور بڑے عجز و انتہائی نیاز و انکسار سے گڑگڑا کر عرض کر رہے تھے کہ بار الٰہا مجھے بخش دے اور اگر میں واقعی سزاوار سزا ہوں تو کل بروز حشر مجھے اندھا اٹھائیو کہ مجھے اس دن تیرے نیک بندوں کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے یہ اس جلیل المرتبت ہستی کی شان عبادت تھی جس کی پوری زندگی کا بات بات عبادات اور دینداری و نیکوکاری میں بسر ہوتی اور جو اپنے عہد کی سب سے محترم ترین شخصیت تھی مسلمان جنھیں حضور کی غلامی پر بجا طور پر ناز ہے وہ سوچیں کہ ان کے آقا نے آقا کس طرح عبادت کی اور وہ غلام کیا کر رہے ہیں۔

بزرگ زندگی کے بزرگ نظارے

فضائل و اخلاق

غربا پروری و مخلوق نوازی

حضور غوث اعظم نہایت کریم النفس شریف الطبع جمیل الشیم غربا نواز شرفا پرور خوش اخلاق خندہ جبیں نیک طبیعت منکسر المزاج متواضع ذی مروت صاحب فضل و احسان سیر چشم فیاض اور مجسم الصفات بزرگ تھے آپ کے اندر اخلاق نبوی کی شان جلوہ گر نظر آتی تھی کسی کی تکلیف دیکھ نہ سکتے تھے کسی کی مصیبت دیکھ کر رنجور ہو جاتے تھے کسی کو مبتلائے آلام دیکھ کر بے چین ہو جاتے تھے اس وقت تک دل کو قرار نہ آتا تھا جب تک اس کی تخفیف و اذیت کا ازالہ نہ فرما لیتے تھے درد رسیدوں اور فلک زدوں کی دلدہی اور دل لگی کا پورا خیال رہتا تھا ہر کسی سے خلوص و محبت پیش آتے تھے اور ہر غریب کی عزت آپ کے دربار میں امیر کی طرح ہوتی تھی ادنا و اعلیٰ کی راحت کا خیال آپ حد سے زیادہ رکھتے تھے۔

حج کو تشریف لے جا رہے تھے کہ منازل سفر طے کرتے ہوئے حلہ پہنچے اور وہیں قیام کا ارادہ ظاہر کیا مگر پہلے وہاں کے لوگوں سے یہ سوال کیا کہ تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ اس جگہ سب سے زیادہ غریب اور عسرت زدہ کونسا گھر ہے چھوٹا سا مقام تھا لوگوں نے اسی وقت بتا دیا کہ ہمارے یہاں سب سے زیادہ محتاج و مفلس شخص فلاں ہے جس کی آمدنی تو برائے نام ہے لیکن بال بچے کثیر ہیں لوگ اس وقت یہ تصور بھی نہ کر سکے تھے کہ آپ وہاں جا کر قیام پذیر ہوں گے سمجھا یہ کہ آپ اس مقام کے غریب ترین شخص کی محض امداد مقصود ہے۔ آپ پتہ معلوم کر کے بہ نفس نفیس اس غریب و نوید انسان کے مکان کی طرف چل دیئے جس پر دنیا نے اپنی تمام آسائشوں کے دروازے بند کر رکھے تھے اور جس کا خبر گیراں اللہ کی ذات کے سوا اور کوئی نہ تھا آپ نے وہاں پہنچ کر دیکھا کہ ایک ٹوٹا ہوا شکستہ مکان ہے جس کے نہ در و دیوار سلامت ہیں اور نہ دروازے اور سر اور ہر پردے کے لئے چند پھٹے پرانے اور بوسیدہ کمبل آویزاں ہیں اسی شکستہ اور کھنڈر مکان کے اندر آپ نے ایک بوڑھے شخص ایک بڑھیا عورت اور ایک لڑکی کو بیٹھے دیکھا آپ نے اس سے فرمایا کہ میں تمہارے یہاں قیام کرنا چاہتا ہوں کیا تم مجھے اس کی اجازت دے سکتے ہو اور خوشی سے بتا سکتے ہو کہ تمہیں اپنے گھر میں میرا قیام گوارا ہوگا یا نہیں۔

گھر والے گو غریب تھے مصیبت زدہ تھے مفلس تھے مگر قلب میں ایمان کی روشنی رکھتے تھے اور حضور غوث اعظم کی عظمت و جلالت کا شہرہ دنیا کے زروں کے بھی گوش گزار ہو چکا تھا پاس کچھ نہ تھا اور نہ گھر اس قابل تھا

مگر اس بیکر خیر و برکت سے کوئی عذر کرنا بھی انھیں گوارا نہ ہوا اور انھوں نے بہت کچھ منت سماجت کر کے قیام کی اجازت بخوشی دے دی۔ جب علماء ولی کو جب آپ کی تشریف آوری اور قیام کا حال معلوم ہوا تو انھوں نے جوق در جوق آکر استدعا کی کہ آپ کو یہاں تکلیف ہوگی آپ ہمارے غریب خانہ پر تشریف لے چلیں اور وہیں قیام فرمائیں آپ نے سب سے انکار فرما دیا آخر مجبور ہو کر انھوں نے وہیں نذرانے پیش کرنے شروع کر دیئے اور شام تک گھوڑیوں گائیوں بکریوں روپیہ پیسہ اور تحائف کا انبار لگ گیا اور لوگوں کا ایک تانتا بندھا رہا صبح کو آپ یہ تمام دولت مالک مکان کے سپرد کر کے حج کے لئے روانہ ہو گئے گویا آپ کے ایک گوشہ چشم کرم کے مبذول فرمانے سے نہ صرف یہ کہ اس کی غربت و عسرت ہمیشہ کے لئے فنا ہو گئی بلکہ وہ اس قصبہ کے تمام باشندوں سے زیادہ مالدار ہو گیا اور اس کی دولت روز بروز بڑھتی چلی گئی اس کے مواشی کی تعداد بھی اتنی بڑھی کہ قصبہ بھر میں پھیل گئے یہ تھی آپ کی شان غربا پروری۔

ایک روز آپ نے ایک غریب شخص کو رنجیدہ و متالم دیکھ کر اس سے اس کی حالت پوچھی تو بولا کہ مجھے میری غربت و عسرت نے دل تنگ کر دیا ہے کہ میرے پاس کچھ دینے کو تھا نہیں لیکن ملاح نے مجھے دریا پار اتارنے سے انکار کر دیا ہے اسی وقت ایک شخص نے آپ کو تیس اشرفیاں نذر دیں آپ نے وہ اسے دے کر کہا کہ جا اسے ملاح کو دے آ اور کہہ دے کہ آئندہ کسی غریب و فقیر کو دریا کے پار اتارنے سے منع نہ کرنا پھر آپ نے اسے علیحدہ بیس اشرفیاں عطا کیں حق بخشی نوازی کی مثالیں اور کہاں مل سکتی ہیں۔

جوش ایثار و سخاوت

فیاضی و ایثار و سخاوت میں بھی آپ اپنی نظیر نہ رکھتے تھے اور یہ علو ہمتی ابتداء سے لیکر آخر وقت تک قائم رہی طالب علمی کے زمانہ میں بھی یہ حالت تھی کہ آپ کی والدہ محترمہ خدا جانے کس کس طرح مہیا کر کے کبھی کبھی آپ کو روپیہ بھیجتیں اور آپ اسے درویشوں اور فقیروں کو تقسیم کر دیتے اور خود پھر وہی فاقہ کشی کے مصائب آپ کو آ دباتے آپ کی فتوح کا کوئی ٹھکانا نہ تھا ہزار ہا اشرفیاں روزانہ آپ کی نذر میں آتی تھیں مگر شام تک آپ تمام کی تمام فقرا و غربا کو لٹا دیتے تھے اور اگلے روز کے لئے کچھ باقی نہ رکھتے تھے بلا شائبہ و ریب و مبالغہ آپ نے اپنی زندگی میں کئی کروڑ روپے سے کم اللہ کی راہ میں تقسیم نہ کیا ہوگا۔ امراء وزراء جو آپ کے معتقد تھے اور خود خلفاء تک ہزار ہا اشرفیاں نذرانہ بھیجتے اور پیش کرتے رہتے تھے پھر وہ زمانہ آج جیسا زمانہ نہ تھا اس وقت مسلمان دنیا کی متمول ترین قوم تھے اور ان کے پاس زر و جواہر کے انبار لگے ہوئے تھے۔

اس زمانہ میں عقیدت و ارادت اور ثواب کے مقابلہ میں وہ زر و دولت کی کوئی اعتنا و پرواہ نہ کرتے تھے آپ کو جتنا روپیہ ملتا تھا اور یہ روپیہ آپ سب کا سب غربا و فقرا پر تقسیم کر دیا کرتے تھے لنگر بھی جاری رہتا تھا آپ کا یہ قول زریں آب زر ہی سے لکھنے کے قابل ہو کہ :- میں نے کھانا کھلانے اور حسن خلق سے بہتر و افضل اور کوئی عمل نہیں پایا میں نہیں دیکھا اگر میرے ہاتھ میں ساری دنیا ہوتی تو میں تو یہی کام کرتا کہ بھوکوں کو کھانا کھلاتا رہتا اور کبھی ایک شخص کو بھی خالی پیٹ نہ سونے دیتا۔ آپ کے ہاتھ میں پیسہ ٹھیرتا ہی نہیں تھا خود ہی فرمایا کرتے تھے کہ اگر میرے پاس ہزار اشرفیاں بھی صبح کو آجائیں تو شام تک میرے پاس ایک پیسہ بھی باقی نہ رہے اور اس میں آپ کو خاص لطف حاصل ہوتا تھا اور واقعی زندگی بھی وہی ہے جو ایثار و سخاوت کے زیور سے آراستہ ہو اور جس میں عیال اللہ کو فائدہ پہنچایا جائے ورنہ ذاتی فائدہ سوچنے میں تو انسان سے حیوان کہیں بہتر ہیں اور گربہ و سگ بھی اپنے ذاتی نفع و ضرر کو سمجھ لیتے ہیں انسان وہی ہے جو بنی نوع انسان کے مفاد کو اپنے مفاد پر مقدم رکھے اور ہر حالت میں ایثار سے کام لے۔

عیادت و شفقت

مریضوں کی عیادت کو ضرور جاتے اور احباب و مرید جہاں ہوتے اور ان کی علالت کی خبر سنتے وہیں پہنچتے انھیں تسلی دیتے ان کے لئے دعا مانگتے اور ان کے پاس بیٹھتے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے اپنے کسی مرید دوست اور ہم مجلس کی علالت کی خبر سنی ہو اور اس کی عیادت کے لئے نہ گئے ہوں چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام آپ کا ہمیشہ شعار عمل رہا بڑی عمر کے خدام ہوں احباب ہوں مرید ہوں ان کا بہت خیال رکھتے تھے اور گونہ ادب و احترام ملحوظ رہتا تھا چھوٹوں سے ملتے تو اس شفقت و محبت کے ساتھ ملتے تھے کہ ان کے دل بڑھ جاتے تھے اور ان کے قلب میں عقیدت و محبت کا ایک بناہ سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگتا تھا مریدوں کے ساتھ ایک شفیق اور مہربان باپ کی طرح محبت کرتے تھے اور ان کی تربیت کا خاص خیال ملحوظ رہتا۔

طلبائے مدارس کے ساتھ بھی شفقت و محبت کا یہی عالم تھا غبی سے غبی طالب علم کے ساتھ انتہائی محنت و محبت سے کام لیتے۔ اسی شفقت و توجہ کا نتیجہ تھا کہ آپ کے شاگرد فخر اماثل و اقران اور بے مثل عالم بنے اور آپ کے مرید شیخ وقت اور قطب زماں ہوئے۔ اور مرتبہ کمال کو پہنچے۔

آپ کے اخلاق کی یہ شیمہ افروزیاں ہی تھیں کہ ہر کہہ و مہ ہر امیر و غریب اور ہر شاہ و گدا آپ کی انتہائی عزت اور انتہائی احترام کرتا تھا جو بھی دربار غوثیت میں آگیا ہے اور جس نے بھی آپ کے دامن میں پناہ لی ہے وہ فائز المرام ہو کر رہا ہے ہزار ہا انسان آپ کی خدمت کے لئے تیار رہتے تھے مگر آپ لیکن جب بھی ممکن ہوتا تھا اپنے کام کیلئے کسی کو تکلیف دینی گوارا نہ کرتے تھے اور جہاں تک خود کام کر سکتے تھے وہاں تک دوسروں کو حکم نہ دیتے تھے ذرا یہ شان غوثیت ملاحظہ فرمایئے کہ جب کبھی سفر میں کہیں تشریف لیجاتے اور کسی منزل پر قیام فرماتے تو خود ہی آٹا گوندھتے خود ہی روٹیاں پکاتے خود ہی آگ پھونکتے اور خود ہی انھیں اپنے رفقاء میں تقسیم کر دیتے خدام کو یہ صورت گوارا نہ ہوتی وہ اصرار کرتے منت کرتے، خوشامد کرتے کہ حضور ہم جو آپ کی خدمت کے لئے تیار ہیں ہمیں آپ کو تکلیف کرتے دیکھ کر اور تکلیف اٹھاتے دیکھ کر افسوس ہوتا ہے آپ یہ خدمت ہمیں ہی سپرد کر دیں لیکن آپ نہ مانتے اور فرماتے کہ آخر میں بھی تو تم ہی جیسا انسان ہوں اگر میں اپنا کام خود کر دونگا

اور شیطان کا ہمرنگ ہوں گا۔ تو آخر اس میں حرج کیا ہے۔

سادگی و بے نفسی

یہ عالم تھا کہ آپ اپنے گھر کا ضروری سامان بھی اکثر خود ہی خرید لایا کرتے تھے اور خود ہی بازار تشریف لیجا کر ضروری چیزیں خرید تے جب کبھی بھی آپ کو زوجہ محترمہ علیل ہوتیں تو آپ اپنے گھر کا سارا کام خود ہی کرتے اور معمولی معمولی کام سے بھی گریز و استنکاف نہ فرماتے انتہا یہ ہے کہ گھر میں آپ ہی جھاڑو دیتے آپ ہی صفائی کرتے آپ ہی آگ جلاتے آپ ہی آگ پھونکتے آپ ہی آٹا گوندھتے آپ ہی روٹیاں پکاتے بچوں کو کھلاتے اس سے بھی زیادہ یہ کہ آپ پانی کا گھڑا بھی اپنے دوش مبارک پر رکھکر کنوئیں پر جاتے خود پانی کھینچتے اور خود ہی بھر کر لیجاتے۔

ایک دفعہ آپ کہیں تشریف لیجا رہے تھے کہ ایک کوچہ سے آپ کا گذر ہوا وہاں کچھ بچے کھیل رہے تھے بچہ ہی تو تھا آگئے بڑھا دوڑکر آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ مجھے ایک پیسہ کی مٹھائی لادیں آپ نے اسی وقت اس بچہ کے ہاتھ سے پیسہ لے لیا بازار گئے اور مٹھائی لا کر اس کے حوالہ کردی اور بچوں نے جو آپ کو مٹھائی لاتے دیکھا تو خود بھی پیسے لیکر دوڑے اور کہنے لگے کہ آپ ہمارے لئے بھی ہم سے پیسہ لیکر مٹھائی لادیں چنانچہ متعدد بچوں نے آپ سے مٹھائی منگوائی اور آپ نے سب کو لادی اور کسی کو بھی انکار نہ کیا مزاج میں انتہائی سادگی تھی اور کسی امر میں بھی کوئی تکلف نہ برتتے تھے اور نہ وقار کا کوئی خیال آتا تھا۔

استغناء و محویت

اس محبت و شفقت اور نوازش و اخلاق کے باوجود طبیعت میں استغنا بھی حد سے زیادہ تھا کسی کی محبت کو کبھی دل میں جگہ نہ دی سب سے محبت تھی اور کسی سے محبت نہ تھی سب کا خیال رکھتے تھے اور کسی کا بھی نہ رکھتے تھے یعنی اس کے مقابلہ میں آپ کو اور کوئی محبوب نہ تھا ہر حالت میں خدا کی محبت مقدم تھی جو کرتے تھے اسی کے لئے کرتے تھے۔

ازواج، اولاد، اعضاد اور مال کوئی چیز بھی آپ کو اپنی مرغوب نہ تھی جتنی کہ دنیاداروں کو ہوتی ہے محبت کرنے کی جگہ نسبت کرتے تھے اور بے پروائی اور استغنا کا یہ عالم تھا کہ اولاد کے مرنے کی خبر سنکر بھی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتے تھے اور اپنے کام میں برابر مصروف رہتے تھے اکثر ایسا ہوا ہے کہ آپ کھڑے ہوئے وعظ فرما رہے ہیں گھر میں بچے کا انتقال ہو چکا ہے آپ کو خبر ملی ہے مگر آپ نے ذرہ برابر پرواہ نہ کی اسی طرح مجلس میں بیٹھے رہے ہیں وعظ کہتے رہے ہیں اور لوگوں سے باتیں کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ میت کو غسل بھی دیدیا گیا ہے کفن بھی پہنا دیا گیا جب میت تیار ہوکر مجلس میں آئی ہے تو اتنا ضرور کیا ہے کہ اٹھکر اس کی نماز پڑھا دی ہے جب کوئی بچہ آپ کے ہاں پیدا ہوتا آپ اسے ہاتھ میں لیکر فرماتے کہ یہ میت ہے گویا پہلے ہی سے اس کی محبت دل سے نکال دیتے اسی لئے جب مرتے تو کوئی اثر آپ کے دل پر نہیں ہوتا ممکن ہے کہ اندرونی طور پر اثر ہوتا ہو مگر آپ کے کسی عمل سے اس کا اظہار نہ ہوتا تھا۔

ہیبت و عظمت

آپ کی مجلس مرجع خلائق تھی امراء، وزراء اور خلفا تک برابر آتے اور حاضر ہوتے رہتے تھے اس وقت عام دستور تھا کہ خلفاء وزراء تو بڑی چیز ہیں امراء اور دولتمند بھی جب کسی مجلس میں پہنچتے تھے تو اعضاء مجلس ادب و احترام کی وجہ سے سروقد کھڑے ہوجاتے تھے لیکن آپ کی یہ حالت تھی کہ خلفاء آتے تھے ارکان سلطنت حاضر ہوتے تھے امراء پہنچتے تھے مگر کبھی ایسا نہیں ہوا آپ ان میں سے کسی کیلئے بھی کھڑے نہ ہوتے تھے اور نہ کبھی کہیں ہوئے یہ ازراہ غرور و تکبر نہ تھا اس سے صرف یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ جس دولت و اقتدار دنیوی کو تم درجہ وقعت و وقار سمجھتے ہو وہ حقیقتاً کوئی عزت کی چیز نہیں عزت کی چیز ہے تقویٰ اور عمل۔

پھر نظام حکومت اور وقار سلطنت کے لئے اور بھی ضروری ہے کہ اگر رعایا کے دل سے خلفاء و حکام کا رعب و وقار و رعب اٹھ جائے تو انتظام قائم نہیں رہ سکتا آپ بھی اسے محسوس فرماتے تھے اور سمجھتے تھے کہ کہیں لوگ ہیرا تھے عمل کو قابل اتباع نہ بنا لیں حکومت کا رعب و وقار ان کے قلب سے نہ جاتا رہے اس لئے یہ بھی ہوتا تھا کہ جب آپ ذی اقتدار اور ذی سطوت امراء اور سلاطین کے آنے کی اطلاع پاتے تھے تو اس لئے کہ آپ کو خود ان کے احترام میں کھڑا ہونا بھی نہ پڑے اور عوام و خواص کے قلب میں سلطنت کی ہیبت بھی جاگزیں رہے اندر گھر میں چلے جاتے تھے اور جب وہ آکر بیٹھ جاتے تھے تب آپ تشریف لاتے تھے۔ امراء و وزراء سے آپ کا انداز گفتگو بالعموم ایک حد تک سختی و درشتی کا پہلو لئے ہوئے ہوتا تھا ان لوگوں کو آپ جب تک وہ بیٹھے رہتے برابر نصیحت کرتے رہتے تھے وہ آپ کا ادب کرتے ہاتھ چومتے انکسار و تواضع سے پیش آتے عاجزانہ گفتگو کرتے مگر آپ برابر با وقار اور فرمانروایانہ لب و لہجہ میں انھیں نصیحت کرتے رہتے۔

حق گوئی و حق نوازی

حق گوئی اور صداقت نوازی میں آپ پوری صفائی سے کام لیتے اس وقت سامنے کوئی ذی مقدرت ہستی ہو یا کوئی فرمانروائے وقت ذرہ برابر بھی کسی بات کی پرواہ نہ کرتے ایک دفعہ خلیفہ وقت المقتفی لامر اللہ نے یحییٰ بن سعید کو بغداد کے قضا کے منصب پر مامور کردیا یہ شخص بہت ظالم اور سخت دل تھا لوگ اس سے نفرت بھی کرتے تھے اور اس کے ظلم و جور سے ڈرتے اور لرزتے بھی تھے کسی کا زہرہ نہ تھا جو فرمانروائے وقت کو اس تقرر سے روک سکتا یا اس پر اعتراض کرتا تو یقیناً اسے اپنی زندگی سے ہاتھ دھونے پڑتے خلیفہ تو خلیفہ خود قاضی بھی اسے اپنا شکار بنا لیتا سب خلاف تھے اور سب مخالف مگر لب کشائی کی جرأت کسی میں بھی نہ تھی آپ کو جو یہ علم ہوا تو اسی وقت مجلس میں تشریف لائے منبر پر چڑھے اور خلیفہ کے اس عمل کے خلاف ایک دھواں دھار تقریر کردی اور علی الاعلان فرمایا کہ خلیفہ نے ایک ظالم و جابر شخص عہدۂ قضا پر مامور کیا ہے اس شخص کو مقرر کیا ہے جو انتہائی ظالم انتہائی سخت دل اور انتہائی مغرور شخص ہے میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اس خلیفہ نے یہ اقدام عمل کیا سمجھکر کیا ہے کیا وہ سمجھتا ہے کہ اسے مرنا نہیں وہ خدا کے سامنے نہ جائیگا اور اس

اس کے اعمال کی پرسش نہ کی جائیگی بیشک خلیفہ کو اپنی رعایا کا خیال نہیں اس کے جذبات و احساسات کی پروا نہیں مگر خلاق کریم کو تو اپنے بندوں کا خیال ہے وہ تو اپنی مخلوق پر مہربان ہے نہ پیدا کیونکہ یہ گوارا کر سکتا ہے کہ اس کی مخلوق پر ایک ظالم و شقی کو مسلط کر دیا جائے دیکھ ناہے کہ وہ خدا کو کیا جواب دے گا اور وہ اپنے اعمال کی پاداش بھگتنے کیلئے کیونکر تیار ہو گا۔ تو کل بروز حشر تم سب کچھ خود اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ ایسے ظالم شخص کو قاضی مقرر کرنے والے کا انجام کیا ہوگا مجلس میں بڑا بااثر اشخاص کا اجتماع تھا ہر درجہ و رتبہ کے افراد موجود تھے آن کی آن میں خلیفہ کو بھی خبر پہنچ گئی۔

تقریر پھر حضرت غوث اعظم کی تقریر زجر و پھر محبوب سبحانی کی زجر سیاہی اور منہ بھی دونوں حیثیتوں سے سخت خطرناک تھا خلیفہ نے جو سنا سہم گیا، گھبرا گیا، کانپ گیا اور زار زار رونے لگا اور پہلا حکم جو دیا وہ قاضی یحییٰ بن سعید کی معزولی کا حکم تھا۔ یہ تھا اقتدار غوثیت کرخلیفہ نازک آپ کی تنقید کے حریف نہ بن سکتے تھے۔

اخلاق محمدی کا نمونہ

آپ بالعموم اپنے مدرسے ہی میں رہا کرتے تھے اور بہت کم باہر نکلتے تھے البتہ جمعہ کے روز آپ ضرور باہر نکلتے، نماز جمعہ پڑھنے کے لئے جامع مسجد تشریف لیجاتے دربار شاہی میں کبھی قدم نہ رکھا۔ محفل سلطانی میں کبھی نہ گئے امراء و وزراء کے یہاں بھی تشریف نہ لے گئے البتہ غرباء و احباب کے یہاں چلے جاتے تھے بہت بولنے والے نہ تھے بے ضرورت کبھی نہ بولتے تھے کم سخن ہی تھے سکوت کو زیادہ پسند کرتے تھے مگر جب بولنے کی ضرورت سمجھتے تھے تو خوب بولتے تھے کوئی غیر مفید اور فضول بات زبان سے نہ نکلتی تھی غرض آپ نہایت کریم النفس عمیم الاخلاق، آزاد گو، آزاد منش صادق القول شریف الطبع فیاض، طلیق، سخی، مستغنی الفکر، حرالضمیر، منکسر المزاج، خوش خو، خنداں رو، شرمیلے اور غربا پرور تھے۔

گو انتہائی شفقت و سادگی کے پیکر تھے مگر پھر بھی ہیبت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے ذی جاہ افراد کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ آپ کی مجلس میں زبان کھول سکیں مجلس میں ہر شخص مودب اور ساکت رہتا تھا اور جب تک آپ ہی کلام کی ابتداء کرتے آپ ہی سے بات کا آغاز نہ ہوتا کسی میں بات کہنے کی جرأت پیدا نہ ہوتی مجلس کی مجلس تہذیب و شائستگی کا ایک منظر ہوتی کسی انسان کی عظمت و رفعت کا اظہار و اندازہ اس کے اخلاق و عمل سے ہو سکتا ہے ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو ادا بارگاہ تعالیٰ کو بھائی وہ آپ کے اخلاق ہی تھے انسان کی بلندی کا راز انسان کے اخلاق میں مضمر ہے خوش اخلاق شخص سے ہر شخص محبت کرتا ہے اور لوگ اس کی طرف بے ساختہ کھنچتے ہیں اور جب کہیں اخلاق کے جوہر کسی بڑی ہستی اور بڑے انسان میں پائے جاتے ہیں پھر تو اس کی ذات مقناطیس بنجاتی ہے آپ کا درجہ کتنا بلند آپ کا علم کتنا وسیع آپ کے مجاہدات کتنے سخت آپ کا عرفان کتنا عمیق، مقبولیت کتنی ہمہ گیر، اثر کتنا زیادہ اس کے باوجود آپ کی سادگی، آپ کے اخلاق، آپ کی کریم النفسی آپ کا انکسار آپ کی بے پناہ آپ کی فیاضی و سیر چشمی کا منظر دیکھ کر انسان متحیر رہ جاتا ہو کاش مسلمان اس باب کو سمجھیں اور پڑھیں۔

آقائی عظمت کے آقایانہ مظاہر

معاشری و منزلی زندگی

خوراک و غذا

آپ کی خوراک کے متعلق ہم بتا چکے ہیں کہ وہ بالکل سادہ تھی بالعموم سادہ اور خشک روٹی کھایا کرتے تھے جس کے لئے خاص اہتمام کیا جاتا تھا قریب ہی ایک گاؤں تھا جس میں آپ کے احباب میں سے ایک شخص رہتا تھا وہ خاص احتیاط و صفائی سے ایک علیحدہ و جداگانہ قطعہ اراضی میں آپ کے لئے بوتے تھے جن کی نگرانی نرائی اور سیرابی میں کسی دوسرے کا کوئی شبہ اور غیر مطہر کا ہاتھ نہ لگنے پاتا تھا جب غلہ تیار ہو جاتا تو وہ اسی احتیاط کے ساتھ کاٹا اور صاف کیا جاتا اور رکھا جاتا تھا اس کے رکھنے کے لئے بھی ایک خاص اور پاک جگہ مقرر تھی جہاں اور کوئی شخص قدم نہ رکھ سکتا تھا آپ کے وہ دوست حاکر ضرورت کے مطابق اس ذخیرہ سے غلہ نکال لیتے اور اسے آپ ہی کے ایک اور دوست کو دے دیتے جو باوضو ہو کر اسے خود پیستے اور ایک باوضو شخص کے ہاتھ اسے بغداد شریف بھجوا دیتے وہاں اس طور پر باوضو ہو کر روزانہ شام کو اس آٹے کی چار روٹیاں پکوا کر آپ کے پاس بھجوا دی جاتیں جب یہ آپ کے سامنے آتیں تو آپ ان کے ٹکڑے کر ڈالتے اور اس وقت جو فقرا آپ کے پاس موجود ہوتے انھیں یہ ٹکڑے آپ تقسیم کر دیتے اور ایک روٹی کے ٹکڑوں سے آپ روزہ افطار کر لیتے۔

زندگی بھر آپ کا یہی طریقہ عمل رہا گوشت، دودھ اور گھی وغیرہ آپ نے قریب قریب چھوڑ ہی دیا تھا۔ ویسے آپ سب کچھ کھا لیتے تھے لذیذ سے لذیذ اور نفیس سے نفیس غذائیں جو آپ نے کھائی ہیں مرغ مسلم بھی تناول فرمایا ہے کھجوریں بھی کھا لیا کرتے تھے ضیافتوں میں بھی بعض اوقات چلے جاتے تھے کوئی پرہیز نہ تھا کہ شریعت کا احترام بھی ملحوظ تھا اگر آپ تمام چیزیں قطعًا ترک ہی کر دیتے تو بہت ممکن تھا کہ یہ آپ کے مریدوں اور شاگردوں کیلئے نظیر بن جاتا اس لئے آپ نے کھانے کو ہر چیز کھائی ہے یہ حقیقی معنوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع تھا کہ آپ نے بھی یہی طریقہ رکھا تھا آپ بہت کم خوراک بھی تھے!

لباس و صفائی

لباس آپ کا بہت شاندار ہوتا تھا کیونکہ طبیعت میں انتہائی صفائی اور پاکیزگی تھی اور معمولی سے معمولی اور غیر محسوس عفونت و بدبو اور لباس کے میلے پن کو گوارا نہ کر سکتے تھے لباس صاف و شفاف اور عالمانہ ہوتا تھا جو نفیس سے نفیس اور قیمتی سے قیمتی کپڑے کا تیار کرایا جاتا تھا صبح کے وقت آپ لباس تبدیل فرماتے اور دوسری صبح کو دوسرا جوڑا زیب تن فرما کر پہلا جوڑا فقرا و سائلین کو عطا فرماتے اس طرح کھانے کے علاوہ تقسیم لباس کا بھی ایک فیض جاری تھا سال میں ۳۶۰ جوڑے تقسیم ہو جاتے تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے زندگی میں ہزار ہا روپیہ کے ہزارہا لباس تقسیم کئے نعلین مبارک روزانہ نہیں ہر جمعہ کو بدلوا کر فقراء کو دیدی جاتی تھیں اگر اس لباس کے فلسفہ پر غور کیا جائے تو آپ کے اس عمل کی بلندی و بہتری کی ایک دنیا

نفس کے سامنے آجاتی ہے جس کا لباس میلا ہوتا ہے اس کے خیالات بھی صاف نہیں رہ سکتے اور جو صفائی سے گریز کرتا ہے اس کے باطن کی صفائی بھی قائم نہیں رہتی تو لباس کا اثر باطن پر ضرور پڑتا ہے اگر لباس صاف ستھرا ہو تو نہ صرف یہ کہ اس سے تندرستی اچھی رہے گی بلکہ خیالات بھی صاف ہوں گے اور باطن پر بھی اس کا اچھا اثر پڑے گا۔

پاکی اور صفائی اللہ تعالے کو بھی بہت پسند ہے کہ وہ خود پاک ہے اور پاکیزہ لوگوں سے محبت رکھتا ہے ان اللہ یحب المتطہرین خود حضور رسول کریم کی طبیعت میں بھی بے حد صفائی اور نفاست تھی لباس صاف و شفاف رکھتے تھے بالوں میں روزانہ کنگھا کرتے تھے اور خوشبویات و عطریات کا استعمال رہتا تھا کہ جس گلی کوچے سے گذر جاتے تھے وہ کوچہ معطر ہو جاتا تھا کسی کو میلا اور متعفن لباس پہنے دیکھتے تو اس سے نفرت کرتے تھے اور لوگوں کو صاف ستھرے اور صاف پہننے کی ہمیشہ ہدایت کرتے رہتے تھے اسلام کے اندر صفائی اور پاکی کا جتنا اہتمام ہے اس کی کوئی نظیر اور کسی مذہب میں نہیں مل سکتی پانچوں وقت وضو جس میں لازمی ہے منہ اور دانتوں کی صفائی کے لئے مسواک اور بالوں کی صفائی کے لئے کنگھا کرنا بھی سنت ہے خوشبو لگانا بھی سنت ہے انتہا یہ ہے کہ لبیں کتروانے کا حکم بھی اسی لئے ہے کہ بڑی مونچھوں میں غذا کے ذرات باقی رہ کر باعث تعفن نہ بنیں۔

پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ حضور غوث اعظم صفائی کو پسند نہ کرتے لباس اگر فخر و غرور کے لئے اور اس لئے نفیس و شاندار پہنا جائے کہ لوگوں سے پہننے والا ممتاز ہو تو ضرور یہ گناہ بن جاتا ہے لیکن اگر اپنے ذاتی آرام ذاتی تطہر اور ذاتی صفائی کے لئے اچھا لباس پہنا جائے تو وہ عین ثواب ہے نہ صرف یہ کہ اس سے آرام ملتا ہے بلکہ اللہ بھی خوش ہوتا ہے اور نفس کی پاکی بڑھتی چلی جاتی ہے آپ خوشبو کا بھی استعمال کرتے تھے کہ اس سے روح میں بالیدگی اور تقویت پیدا ہوتی ہے آپ چونکہ اللہ کے بندوں کے سامنے ایک نمونہ عمل کی حیثیت میں آئے تھے اس لئے آپ صاف اور نفیس لباس میں انہیں صفائی کا سبق دیتے تھے ہر شخص اس کا تجربہ فرما لے اور پرکھ لے کہ نماز میں جو لطف صفائی جسم اور صفائی لباس کی صورت میں حاصل ہوتا ہے وہ میلے جسم اور میلے لباس میں کبھی نہیں آسکتا اور وہ آنا چاہئے عموماً تو آپ کی سواری میں خچر ہی رہتا تھا مگر اونٹ پر بھی شوق سے سوار ہوتے تھے بازار اور شہر میں نکلتے تو سواری میں بالعموم خچر ہی ہوا کرتا تھا لوگ آپ کو دیکھ کر ادب سے کھڑے ہو جاتے تھے

فرمانبردار ایزدی کی فرمانبردار بیویاں

آپ اللہ کے محبوب بھی تھے اور محب بھی معشوق بھی تھے اور عاشق بھی۔ مشاہدہ جمال ربانی میں محو رہتے تھے جو اللہ کا ہو رہتا ہے پھر اسے دنیا کی پرواہ نہیں رہتی عبادت میں وہ لطف حاصل ہونے لگتا ہے کہ پھر اور کسی طرف متوجہ ہونے کو دل ہی نہیں چاہتا اور نہ اس لطف کے سامنے کسی لطف کی کوئی حقیقت باقی رہ جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ ازدواجی معاشرتی الجھنوں میں نہ پڑنا چاہتے تھے اور نہ اس کی فرصت تھی ایک عرصہ تو طالب علمانہ اور مجاہدانہ سرگرمیوں میں گذر گیا پھر ذوق مشاہدہ و استغراق فی اللہ میں شادی کا کسے ہوش تھا اسلئے آپ نے شادی کا ارادہ ہی نہ کیا اور اصل پوچھو تو شادی کرنے کا ارادہ تھا ہی نہیں اور نہ آپ کرتے مگر آپ کے نانا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو مجبور کیا اور آپ کو حکم دیا کہ میری سنت پوری کرو اس لئے آپ مجبور ہو گئے اور آپ کو شادی کرنی پڑی آپ کے گھر میں بیک وقت چار بیویاں موجود تھیں اور چاروں ظاہری و معنوی محاسن سے مالا مال تھیں نہ صرف یہ کہ سب کی سب صالحہ عابدہ عالمہ اور جامع الصفات تھیں بلکہ آپ کی فرمانبردار بھی تھیں۔

سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ چاروں بیویوں کو آپ سے انتہائی محبت تھی اور آپ سے فیض باطنی حاصل کر کے وہ درجہ کمال کو پہنچ گئی تھیں آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالجبار کا بیان ہے کہ میری والدہ صاحبہ کی یہ حالت تھی کہ جب وہ کسی کام کے لئے کسی اندھیری کوٹھری یا کمرے میں جاتی تھیں تو دفعۃً ایک روشنی چمک جاتی تھی ایک دفعہ پیچھے ہی پیچھے کہیں والد صاحب بھی تشریف لے آئے جن کے آتے ہی وہ روشنی فوراً گل ہو گئی والدہ صاحبہ متحیر ہوئیں تو فرمایا یہ روشنی شیطانی روشنی تھی اور وہ تمہیں فریب میں مبتلا رکھنا چاہتا تھا اب میں اس روشنی کو روحانی روشنی سے مبدل کئے دیتا ہوں چنانچہ اس روز سے روشنی کا تو دوسرا عالم رہا مگر اس کے اندر ایک کیف و سرور پیدا ہو گیا بہرکیف سب بیویوں کو آپ کے ساتھ بے حد محبت تھی اور ہونی چاہئے اور آپ کو بھی ان کے ساتھ بے حد محبت تھی اور ہونی چاہئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تو اپنی ازواج سے بہت محبت تھی اور گھر میں بہت مسرور زندگی بسر کرتے تھے کبھی کوئی ایسی صورت نظر نہ آئی کہ آپ کے گھر میں کوئی اختلاف پیدا ہو باہم بھی پورا ارتباط تھا اور آپ کی ہر بات پر لبیک کی آوازیں آتی تھیں۔

لائق باپ کی لائق اولاد

ان چاروں بیویوں سے آپ کے ہاں کل ۴۹ بچے پیدا ہوئے جن میں بیس لڑکے تھے اور ۲۹ لڑکیاں آپ کی اولاد نرینہ میں زیادہ مشہور بزرگ یہ ہیں:-

حضرت شیخ عبدالوہاب، حضرت شیخ عبدالرزاق، حضرت شیخ عبدالعزیز، حضرت شیخ عبدالجبار، حضرت شیخ محمد عیسیٰ، حضرت شیخ یحییٰ، حضرت شیخ موسیٰ، حضرت شیخ ابراہیم، حضرت شیخ محمد۔ یہ سب علم و فضل میں یکتائے زمانہ تھے آپ کے فرزند حضرت شیخ موسیٰ بہت بڑے عالم و فاضل اور صاحب عرفان و کمال تھے رات رات بھر مراقبے میں مصروف رہتے تھے بہت کم سخن اور منکسر المزاج تھے آپ نے شام میں توطن اختیار کر لیا تھا مدت العمر دمشق ہی میں رہے اور ایک مدت دراز تک دنیا والوں کو فیضیاب کر کے رہگرائے عالم بقا ہوئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ شیخ عبدالرزاق بھی بڑے جید عالم تھے مدت العمر درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور ایک دنیا کو فیض پہنچاتے رہے بہت باکمال اور صاحب بصیرت بزرگ تھے اور مسلمان آپ کا بہت احترام کرتے تھے آپ کی زندگی عسرت و فلاکت میں بسر ہوئی اور اس کے باوجود جو کچھ میسر ہوتا تھا راہ خدا میں صرف کرتے تھے آپ کے جنازہ کے ساتھ اس قدر مخلوق تھی کہ مجبوراً جنازہ بیرون شہر جا کر نماز پڑھائی گئی حنبلی المذہب تھے حضرت شیخ عبدالرب نے بڑے بڑے سفر کئے لوگوں کو بڑے بڑے فائدے پہنچائے درس و تدریس کے ساتھ

نفیسہ بھی رہتے تھے وعظ و تقریر میں بھی کمال حاصل تھا خاص امر یہ کہ آپ کا عظ کسی تدر طوالت کسی رنگ لئے ہوتے ہوتا اور نہایت ہی دلچسپ کیا تھا سنتے تھے مسلمان آپ کو سر آنکھوں پر بٹھاتے اور بہت بڑے مسکین نواز تھے۔

عرفان وولایت کی باتیں

تصوف وطریقت کی اعلیٰ تصریحات

ذکر وتوکل

مصطلحات تصوف کے متعلق قریب قریب تمام صوفیا و اولیاء نے اظہار خیال کیا ہے مگر آپ نے ان کی جو تشریح کی ہے وہ اپنی نوعیت وصفائی اور عنائی وکیف میں اپنی نظیر آپ تھے یہاں دیکھنے اور سمجھنے کی چیز یہ ہے کہ محبت وشوق ذکر وتوکل توحید ومحبت صبر وشکر تجرید تفرید فنا وبقا صدق ووفا حجاب وحس خوف ورجا شکر وحیا زہد وورع وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن کے معانی ہر ہر شخص بہت اور ہر پڑھا لکھا جانتا ہے مگر آپ نے ان کی جو تشریح کی ہے اس سے ایک دنیا ہی نئی نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ شیوخ وصوفیا محبت وشوق صدق وصفا و صبر وشکر کو کن بلند معانی میں لیتے ہیں اور اس ضمن میں ان کا رتبہ کتنا دقیق ورفیع ہے۔

ذکر وتوکل کے متعلق آپ فرماتے ہیں اعلیٰ اور حقیقی ذکر یہ ہے کہ دل اشارات الٰہیہ سے متاثر ہو کر رہ جائے اور زبان تو زبان قلب وروح بھی ذکر میں مصروف ومحو رہیں لذت خاص اور راحت حقیقی اسی ذکر سے نصیب ہوتی ہے اسے نہ نسیان دور کر سکتا ہے اور نہ غفلت اسے کوئی چیز گزند نہیں پہنچا سکتی۔ حضور غوث اعظم ذکر کے متعلق جو کچھ فرما گئے ہیں اسے ہر شخص ہرگز نہیں سمجھ سکتا اس کے سمجھنے کے لئے کچھ نہ کچھ وسعت نظر کی ضرورت ہے جو ہر شخص کو حاصل نہیں اور ہم افسوس کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ آج دس ہزار میں دس بھی اس کے جاننے والے اور سمجھنے والے شاید موجود نہ ہوں گے کہ اس عہد میں تصوف کے عشاق روز بروز معدوم ہوتے چلے جاتے ہیں عام طور پر تو ذکر کہنے سننے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اصطلاح شریعت میں یاد کرنے کے معنی میں آیا تسبیح باری تعالیٰ اور حصول ثواب کے لئے جو آیات واوراد اور وظائف واعمال پڑھے جاتے ہیں وہ بھی سب ذکر ہی میں ہیں۔

مگر یہ ذکر زبان سے تھا ہے کہ اس پر نسیان بھی مسلط ہو سکتا ہے اور غفلت کا بھی طاری ہونا ممکن ہے دنیوی مصروفیات بھی اس میں سرج ڈال کر سکتی ہیں رفع حاجت شدت کار اور مشغولیت مختلفہ سکے ہجوم میں اس ذکر کا سلسلہ یکسر منقطع ہو جاتا ہے غنودگی اور نوم میں زبان خاموش رہتی ہے مختصر یہ ہے کہ کھانے پینے سوتے پڑنے اور کام کرنے اور کسی دوسری طرف متوجہ ہونے کی صورت میں یہ ذکر بالکل ختم ہو جاتا ہے اور کتنی ہی سعی کی جائے ایک دنیا دار اور ایک مصروف انسان سکے ذکر زبان کی عمر ہرگز ایک منٹ اور ایک ساعت سے نہیں بڑھ سکتی اور لہذا پتہ جاتی ہے کہ زبان تو فارغ ہو کر اپنا کام کرے گی مگر اس کے بعد جو ذکار رہیں ان کا رتبہ بلند ہے ذکر قلب یہ ہے کہ قلب پر ذکر جاری ہو جائے اور یہ ہر وقت اپنے خالق ورب قدیر کی یاد میں لگا رہے یہ دولت کثرت عبادات سے ہی ایک مدت مدید اور ریاضت

نماز کے بعد حاصل ہو جاتی ہے مگر ایسی حالت میں جبکہ کثرت عبادت کیساتھ خلوص واتقا بھی حد سے زیادہ بڑھے ہوئے ہوں اور ہر چند ہی لغزش کو بھی خود کو قطعی محفوظ رکھا جائے تو دل میں ایک چمک اور نور پیدا ہو جاتا ہے اور یہی نور قلب کو ذاکر کر دیتا ہے۔

لیکن پھر سمجھ لیجئے کہ یہ ذکر قلب کسبی شئے نہیں وہبی چیز ہے کثرت عبادت سے ایک عرصہ دراز کے بعد پیدا ہو یا کوئی عطا کر دے ہے دونوں صورتوں میں ایک نعمت ایزدی اور عطیہ خداوندی جو حاصل کئے حاصل نہیں ہوتی بلکہ انعاماً عطا ہوتی ہے اور ہر اعتبار اور ہر رنگ میں ایک فضل ربانی اور عطیۂ یزدانی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتی یہ کتنی بڑی سربلندی اور کتنا بڑا شرف ہے کہ آپ کسی حالت میں ہوں کسی کام میں ہوں سو رہے ہوں یا جاگ رہے ہوں بات کر رہے ہوں یا چل پھر رہے ہوں حالت حضر میں ہوں یا کہیں اور ہوں آپ کا قلب ہر حالت میں ذاکر رہے گا اس پر نہ غفلت کا حملہ ہوگا اور نہ نسیان اس پر کچھ اثر کریگا اور ہر حالت میں آپ کا شمار جید لوگوں میں ہوگا اور اللہ کے پیاروں میں ہوگا۔

ذکر روح۔ اس کی عظمت ورفعت شان کا ذکر کیا کیا جائے اور کون کس قدر بلند بخت ہیں وہ ہستیاں جنھیں یہ شرف نصیب ہو۔ روح جب ذاکر ہو جاتی ہے تو ابواب کرم ربانی وا ہو جاتے ہیں لذات والطاف کی ایک جنت سامنے ہوتی ہے مشاہدہ الٰہی ہوتا ہے اور اس وقت انسان کو حقیقی لطف وراحت حاصل ہوتی ہے حدیث شریف میں ہے ذکر اللسان لقلقة ذکر القلب وسوسة ذکر الروح راحة بیشک ان ہستیوں کے نزدیک ذکر اللسان واقعی لقلقہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا اور ذکر القلب وساوس میں ڈالے رکھتا ہے مگر ذکر روح آنکھیں کھول دیتا ہے اور پھر آنکھیں ملاء اعلیٰ سے ادھر نہیں رکتیں دل واقعی اشارات الٰہیہ سے متاثر ہوتا ہے بہرکیف چونکہ یہ ہر کہ ومہ کے سمجھنے کی چیز نہیں ہے اس لئے ہم بس اسی پر اکتفا کرتے ہیں اور اس پر زیادہ خامہ فرسائی عبث ہے انسان سے جو ممکن ہو وہ تو کرے کہ آقا و مولا کا ذکر زبان بھی برکات وحسنات سے خالی نہیں۔

توکل۔ توکل کے متعلق حضور غوث اعظم نے فرمایا ہے کہ اعلیٰ درجہ کا توکل یہ ہے کہ اسباب کو چھوڑ کر نگاہیں مسبب کی طرف لگ جائیں یہاں یہی یہ بتا دینا اور واضح کر دینا ضروری ہے کہ عوام اگر اسباب ظاہری سے بے پروا ہو کر صرف مسبب پر بیٹھے رہیں گے تو انھیں کچھ حاصل نہ ہوگا قرآن کریم میں ہے فاذا عزمت فتوکل علی اللہ جب کسی کام کے کرنے کا عزم اور پختہ ارادہ کر لو تو پھر خدا پر بھروسہ کرو اس کی بھی تصریح ضروری ہے عزم کے یہ معنے نہیں کہ دل میں یہ ارادہ کیا کہ ہم باغ لگائینگے اور پھر یہ سمجھ لیا کہ اللہ مالک ہے وہ خود باغ لگا دیگا آجکل بہت سے مسلمان ایسے ہیں جو محض بے عملی کو توکل سمجھے بیٹھے ہیں کچھ نہیں کرتے اور کوئی پوچھتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو توکل کئے بیٹھے ہیں۔

حالانکہ توکل کے یہ معنے ہرگز نہیں قرآن شریف میں محض توکل کا حکم کہیں نہیں دیا گیا بلکہ ارشاد ہوا ہے کہ عزم کے ساتھ توکل ہے اور عزم کے معنے محض ارادہ نہیں بلکہ کسی کام کے کرنے کے پختہ اور مکمل ارادہ کو کہتے ہیں

اسی لئے خدا فرماتا ہے کہ میرے بندے جب تم کسی کام کے کرنے کا پختہ ارادہ کرلو تو پھر اللہ پر اس امر کے لئے پورا بھروسہ کرو کہ وہ اپنی رحمت کاملہ اور تمہارے عزم و سعی کے پیش نظر وہ خدا تمہیں کامیاب کریگا اور تم ضرور فائز المرام ہوگے یہ نہیں کہ بجائے کہ سعی و عمل کی طرف کوئی قدم اٹھایا ہی نہ جائے صرف یہ خیال کر لیا جائے کہ وہ محض آرزوؤں اور تمناؤں اور دعاؤں سے تمہارا مقصد پورا کر دیگا اللہ تعالےٰ میں یہ ضرور طاقت ہے کہ وہ خود ہی سب کچھ عطا کر سکتا ہے اور جو چاہے وہ دے سکتا ہے لیکن اس کا انتظام بھی یہی ہے کہ جو بوتا ہے کاٹتا ہے جو کرتا ہے وہ پاتا ہے اور اگر وہ اسی طرح خود ہی سب کچھ کر دیا کرے تو نظام عالم میں فرق پڑ جائے اور دنیا کی تمام رعنائیاں آن کی آن میں ختم ہو جائیں اور دنیا میں جو کچھ نظر آ رہا ہے وہ سب سعی و عمل ہی کی برکات ہیں اس لئے یہ قانون بنا دیا ہے یہ انتظام مقرر کر دیا ہے کہ جو کوشش کرتا ہے عمل کرتا ہے عزم سے کام لیتا ہے وہ ضرور کامیاب ہوتا ہے کہنے والے کہہ سکتے ہیں جب ہر سعی و عمل کا نتیجہ کامیابی ہی کی صورت میں مترتب ہوتا ہے تو پھر توکل ہی کی کونسی ضرورت باقی رہجاتی ہے آخر مشرکین اور فجار و فساق بھی تو سعی و عمل اور تدبیر سے کامیاب ہوتے ہیں۔

اس اشتباہ کا جواب یہ ہے کہ اللہ کے بندے ایک شرک سے نکل کر دوسرے شرک میں نہ مبتلا ہو جائیں اور وہ سعی و عمل و تدبیر کو بت نہ بنا لیں اور انہیں پوجنا شروع نہ کر دیں اپنے پیدا کرنے والے کو نہ بھول جائیں اور اس سے بے خوف اور بے پرواہ اور اس سے بے نیاز اور بے ڈر ہو کر دنیا و دین کے لئے باعث خطرہ نہ بنجائیں اس سے ڈرتے رہیں کارفرمائے حقیقی اسی کو سمجھیں توکل اور اس پر بھروسہ کرے کیا آپ نے دیکھا نہیں جب یہ سچا بندہ کہ اس کی تائیدات بندوں کے شامل حال ہو جاتی ہیں جب اس کی توفیق و تائید شامل حال ہو جاتی ہے تو انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ کامیابی اس کے قدم چومنے لگتی ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ عوام کا توکل یہی ہو کہ وہ سعی و عمل کے بعد کامیابی کے لئے خدا پر بھروسہ کریں اور شریعت کا سبق بھی یہی ہے۔

اس کے بعد توکل کا خاص درجہ ہے اور اسی توکل کی طرف حضور غوث اعظم نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے۔

مطلب کا توکل یہ ہے کہ غیر کو چھوڑ کر صرف خدا کی طرف مشغول ہو جائے اور اسباب ظاہری کو بالکل فراموش کر دے اور ماسوا سے بے نیاز ہو کر اسی کی ذات پر بھروسہ کرے یہی وجہ ہے کہ متوکل مقام فنا سے ہی آگے بڑھ جاتا ہے ظاہر ہے کہ عوام تو اسباب سے بے نیاز نہیں ہو سکتے یہ تو خاص ہی کا مقام ہے اور خاص ہی کا درجہ ہے مسلمان صوفیائے کرام صبر و توکل و قناعت کے متعلق پڑھ پڑھ کر گمراہ ہوتے اور قعر ذلت میں پڑے جاتے اور بے عمل بنتے جاتے اور بیکاری کے سبق سیکھتے جاتے ہیں حالانکہ انہوں نے جو تصریح کی ہے وہ خواص ہی کے لئے کی ہے اور یہ توکل درحقیقت ایک مقام ہے جو ایک خاص درجہ پر پہنچکر حاصل ہوتا ہے۔ درجہ ہے اور درجہ بھی بہت بڑا ہوا اس وقت حاصل ہوتا ہے جب انسان ذات احدیت کے انوار میں غرق ہو کر سب کچھ بھول جاتا ہے اسے ہر طرف اللہ کے جلوے ہی جلوے نظر آتے ہیں برسوں کے مجاہدے اور مدتوں کی کاوشوں اور ریاضتوں کے بعد یہ مقام حاصل ہوتا ہے کہ انسان اسباب کو بھول کر مسبب پر اپنی نگاہیں مرکوز کر دیں اب سوچئے کہ اتنے بڑے درجے کے توکل کو جو ولایت و تصوف کا ایک مقام ہے عوام کا اختیار کر لینا کہاں تک نتیجہ خیز ہو سکتا ہے۔

جب عوام میں یہ طاقت نہیں کہ وہ حضور غوث اعظم کی طرح چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھیں وہ سالوں تک ایک ایک پاؤں پر کھڑے ہو ہو کر ایک ایک رکعت میں ایک ایک قرآن ختم کر سکیں ایک ایک سال تک بے آب و دانہ رہیں پوری زندگی ایک ایک جو کی خشک روٹی پر بسر کر دیں دن دن بھر روزہ رکھیں اور رات رات بھر یاد الٰہی میں بیدار رہیں تو وہ ان بزرگوں کے توکل کو کیونکر اختیار کر سکتے ہیں مسلمانوں کو چاہئے نہ وہ اسے سمجھیں صحیح توکل پر عامل رہیں اور اس پر کاربند ہو کر ترقی کی راہ پر بڑھیں۔

صبر و شکر

صبر کے متعلق بڑی ہی غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے اور لوگ بزدلی دب جانے اف نہ کرنے اور کو بے غیرتی کو صبر سمجھ بیٹھے ہیں ہمارے یہاں صبر کا لفظ عموماً بہت بے محل سمجھا جاتا ہے اور بے محل ہی بولا جاتا ہے کوئی مر گیا تو کہدیا کہ بھائی صبر کرو کوئی نقصان ہو گیا تو تلقین کر دی کہ بھائی صبر کرو کوئی ظلم سے رو رہا ہے تو کہا چپ رہو اور صبر کرو حالانکہ اصلاح شریعت میں صبر کے معنے زبردست ثبات و استقامت بے پناہ استقلال و ہمت کے ہیں اور مصائب پر خاموش رہنے کے نہیں بلکہ ان کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کے ہیں صبر وہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں بیٹھکر تیرہ برس کا کل کرتے رہے اور سخت سے سخت تکلیف اور کسی مانع کی پرواہ نہ کی صبر وہ ہے جو حضرت بلال رضی حضرت صہیب رضی حضرت خباب رضی اور حضرت عمار نے ارض حرم میں کیا اور ہولناک سے ہولناک اور لرزہ خیز سے لرزہ خیز مظالم کے مقابلے میں بھی ثابت قدم رہے صبر وہ تھا جو غزوہ خندق میں چند ہزار بے سر و سامان مسلمانوں نے پورے چوبیس ہزار خونخوار دشمنوں اور عرب متحدہ کی یلغار و یورش کے مقابلے میں کیا اور انتہائی مصائب و نازک حالات میں بھی نہ گھبرائے۔

یا پھر صبر وہ تھا جو حضرت امام حسین نے میدان کربلا میں کیا اور انتہائی آندھیوں انتہائی طوفانوں انتہائی قیامت خیزیوں اور بے پناہ مصائب و آلام کے طوفان میں بھی نہ گھبرائے یا صبر وہ صبر تھا جو حضور غوث اعظم نے طالب علمی اور مجاہدوں کے زمانہ میں کیا یہ صبر ہرگز صبر نہیں جو ہم کرتے ہیں بلکہ عکس لیجئے تمام زندگی کا نچوڑ حضرت غوث اعظم فرماتے ہیں کہ:۔

دو قضاء و قدر ربانی سے جو کچھ وقوع میں آئے اس پر ثابت قدم رہنے کا نام صبر ہے جس کی متعدد انواع ہیں۔ ایک نوع صبر اللہ ہے وہ یہ ہے کہ انسان اوامر و نواہی پر کاربند رہے اور نواہی سے بچتا رہے۔ ایک نوع صبر مع اللہ ہے کہ انسان قضایائے الٰہی پر ثابت قدم اور راضی برضا رہے اور کوئی چون و چرا نہ کرے اگر اس پر افلاس و تنگدستی کا ہجوم ہو تو قطعاً نہ گھبرائے نہ ترشی روئی کا اظہار کرے نہ اپنے اور اظہار فقر کرتا رہے بلکہ

صبر علی اللہ ہے اور وہ یہ ہے کہ وعدہ و وعید الٰہی کے پیش نظر کسی امر میں بھی چون و چرا نہ کرے ہر اذیت برداشت کرنے کے لئے تیار رہے عیش و راحت ہی کی آرزو بھی نہ کرے اور پھر جو تکالیف ہوں انھیں بہ خندہ پیشانی بلکہ بجوش مسرت برداشت کرے یہ صبر اعلیٰ درجہ اور اعلیٰ رتبہ کا صبر ہے۔

بادی النظر میں صبر اللہ کچھ اہم نہیں معلوم ہوتا لیکن نواہی الٰہیہ سے بچنے اور اوامر ربانی پر عمل کرنے میں اپنی خواہشات نفسانی کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اس لئے یہ بھی ایک بڑی بات ہے۔

شکر و سپاس کے متعلق بھی آپ کی تعلیم اس قابل ہے کہ مسلمان اسے غور کے ساتھ پڑھیں فرماتے ہیں کہ:۔

" شکر یہ ہے کہ انسان نہایت عجز و انکسار کے ساتھ نعمائے منعم کا اعتراف کیا جائے اور ساتھ ہی اس کی عزت و حرمت ملحوظ رکھی جائے اس کی بھی بہت سی اقسام ہیں اولاً شکر زبان کہ زبان سے اعتراف نعمت کیا جائے۔ ثانیاً شکر بالارکان کہ انسان خدمت و تارے موصوف ہے اور اس کے عمل سے شکر نعمت کا اظہار ہو۔ ثالثاً شکر بالقلب بہت بڑی چیز ہے کہ بساط شہود پر متمکن ہو کر مشاہدہ الوہ کرے اور اس مشاہدہ کی نعمت پر مشاہدہ دیدار الٰہی کرے یہ نہیں کہ منعم کا شکر ادا کرے بلکہ دم بدم نعمت دیدار کی طرف ترقی کرتا چلا جائے۔"

اس کے بعد ایک اور جگہ یہ تفصیل بتا کر آپ نے ایک نئی اور نہایت بہتر تصریح کی ہے فرماتے ہیں کہ:۔

"شاکر وہ ہے کہ اس کے پاس جو موجود ہے جو میسر ہے اس پر منعم حقیقی کا شکر ادا کرتا رہے اور اعتراف نعمت سے ایک لمحہ کے لئے گریز نہ کرے۔ شکور وہ ہے کہ موجود و میسر تو درکنار کہ اس پر شکر ہر گونہ اور نسبتاً آسان ہے مفقود پر شکر کرے یعنی نعمت کے ہونے پر نہیں بلکہ نعمت کے جانے پر شکر کرے۔ حامد وہ ہے جو منع کو عطا اور ضرر کو نفع سمجھے اور مشاہدہ کرے اور ان دونوں کو برابر سمجھے۔ حماد وہ ہے کہ حمد و تعریف کرنے والا چشم معرفت کے ساتھ بساط قرب پر متمکن ہو اور اس سے استفادہ کرے۔"

لوگوں کو اشتباہ ہو سکتا ہے کہ موجود و میسر پر تو شکر مناسب معلوم ہوتا ہے مگر نقصان و مفقود پر شکر کے کیا معنی ہیں عوام تو عوام بہت سے علما کا بھی یہی خیال ہے کہ نقصان و مفقود پر شکر نہیں بلکہ صبر کیا جاتا ہے لیکن عظمت و سربلندی تو یہی ہے کہ مفقود پر شکر کیا جائے کہ میسر پر تو شکر کرنے والے شکر کر ہی لیتے ہیں طریقت میں مفقود پر شکر کی وجہ یہ ہے کہ شکر کرنے والا سمجھتا ہے کہ لینے والا اور چھین نے والا کون ہے وہی جسے بندوں سے حد درجہ محبت ہے وہ محبوب ذات ہے اور محبوب کا ہر عمل پیارا اور محبوب ہوتا ہے یہی تصور کیا کم کیف انگیز ہے کہ اور کچھ نہیں تو وہ بھی تو اسے خیال تو ہے توجہ تو ہے یاد تو کرتا ہے بے پرواہ تو نہیں "مجنوں" کا دل ہی اس طمانچے کی لذت کو محسوس کر سکتا ہے جو لیلےٰ نے اس کے رخسار پر مارا تھا اسے ہرگز انعام و عطا میں وہ مسرت و انبساط حاصل نہ ہو سکتا تھا جو اس طمانچہ میں حاصل ہوا۔

اللہ تعالیٰ جب بندوں سے کچھ لیتا ہے کچھ چھینتا ہے تو یا تو اس سے تنبیہ مقصود ہوتی ہے یا آزمائش اور تنبیہ کے اندر بھی جذبۂ محبت کارفرما ہوتا ہے اور آزمائش بھی بندگان محترم ہی کی ہوتی ہے اور اس لئے ہوتی ہے کہ ان کے مرتبے بڑھائے جائیں اس کے اندر پختگی اور استواری پیدا کی جائے ان مکارم و عنایات پر بندہ اگر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے تو کونسی تعجب کی بات ہے پھر ایک بات اور ہے اسلام ہمیں بتاتا ہے کہ مومن پر جو تکلیف بھی نازل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ضرور اسے اس کا بدلہ و ثواب عطا کرتا ہے اور اس کی عطایا کا کوئی حصر و شمار نہیں خدا معلوم وہ تھوڑی سی تکلیف پر کیا کچھ دیدے اور کیا کچھ عطا کر دے گویا ہمیں جو نقصان پہنچا وہ بظاہر ہی نقصان ہے ورنہ درحقیقت وہ انعام و عطایا کا پیش خیمہ ہے اس لئے اس پر صبر و شکر کرنا ضروری ہے اور یہ شکر بڑا درجہ رکھتا ہے۔ صبر تو جب کیا جائے جب کوئی مصیبت کو مصیبت سمجھے جب مصیبت کو نعمت ہی سمجھے تو اس حالت میں تو شکر مناسب ہے۔

زہد و ورع

زہد و ورع کے متعلق بھی آپ کی تصریحات و توضیحات بہت بالغ نظرانہ ہیں فرماتے ہیں ورع یہ ہے کہ انسان صرف انہی امور کو اختیار کرے اور انھیں اشیاء کو استعمال میں لائے جن کی اجازت شریعت دے چکی ہو اور باقی تمام امور و اشیاء سے اجتناب کلی برتے ورع میں انسان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا اور متورع نہیں کہلا سکتا جب تک وہ دس خصائص اپنے اندر مجتمع نہ کرے اور وہ کیا ہیں آپ ہی کی زبان سے سنئے:۔

"زبان کو قابو میں رکھے غیبت سے احتراز کلی اختیار کرے کسی کو حقیر و ناچیز سمجھ کر اس کا مذاق نہ اڑائے۔ محرمات کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھے صداقت و راستی کو اپنا شیوہ بنائے احسانات و انعامات الٰہیہ کا اعتراف کرتا رہے اپنا مال و متاع راہ خدا میں صرف کرتا رہے کبر و غرور سے بچتا رہے نماز پنجگانہ کا پابند رہے۔ سنت نبوی اور اجماع مسلمین پر قائم رہے۔"

لیکن خوب سمجھ لینا چاہئے کہ ورع کے بھی اقسام ہیں ورع عوام اور ہے ورع خواص اور ہے اور خاص الخواص اور۔

ورع عام تو یہ ہے کہ انسان مشتبہ و حرام اشیاء سے خود کو بچائے رکھے اور شریعت چونکہ عوام کے لئے ہے ... ...

ہے اس لئے شریعت نے اسے ہی روا رکھا لیکن ورع خواص یہ نہیں کہ صرف حرام و مشتبہ اشیاء ہی سے پرہیز و اجتناب کرے بلکہ یہ ہے کہ تمام نفسانی خواہشات و لذائذ سے بھی بے پرواہ ہو جائے تیسرا ورع وہ ورع ہے جو اقطاب و ابدال اور اوتاد کا حصہ ہے کہ انسان ہر اس چیز سے خود کو روکے اور بچے جس کا وہ ارادہ کر سکتا ہے یعنی اس کا اپنا کوئی ارادہ ہی باقی نہ رہے جو کھلانے والا کھلائے کھائے جو کرانے والا کرائے وہ کرے بظاہر یہ بہت بڑی پابندی ہے اور ساتھ ہی کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ یہ تو سہل اور ہر بیکار آدمی بھی کر سکتا ہے کہ اپنی جگہ اپنے گھر میں سب کچھ چھوڑ کے بیٹھ جائے اور عہد کرلے کہ میں جب کرانے والا کچھ کرائیگا جب ہی کچھ کروں گا مگر نہیں اس کے لئے بڑی تربیت بڑی تعلیم اور بڑی پختگی کیا خاص فضل و کرم الٰہی کی ضرورت

ہے انسان جب بڑے بڑے مراحل روحانی طے کر لیتا ہے بڑے بڑے مقامات سے گذر لیتا ہے جب کہیں جا کر یہ درجہ اور منصب حاصل ہوتا ہے۔

پھر ایک ورع ظاہری ہوتا ہے کہ انسان بجز امر الٰہی نہ کوئی اقدام کرے اور نہ جنبش و حرکت۔ اور دوسرا ورع ورع باطنی ہوتا ہے کہ قلب پر ماسوائے اللہ کے اور کسی شے کا گذر ہی نہ ہو یعنی قدم اٹھائے تو اللہ کیلئے کوئی کام کرے تو اللہ کے لئے، بولے تو اللہ کے لئے بات کرے تو اللہ کے لئے اور چاہے تو اللہ کو چاہے یعنی اللہ کی آرزو اور خواہش کے سوا اس کی کوئی آرزو ہو نہ خواہش اس کی تمام آرزوئیں اور خواہشیں اللہ کی آرزو اور خواہش میں جذب ہو کر رہ جائیں۔

رہا زہد تو ظاہری زہد تو یہی ہے کہ انسان تمام منہیات شرعیہ کو نفرت و کراہت سے دیکھتا رہے۔ لیکن باطنی زہد یہ ہے کہ دنیا کی تمام فانی چیزوں سے اس کا قلب سرد ہو جائے۔

فنا و بقا اور وفا و رضا

فنا کے متعلق آپ نے فرمایا کہ فنا یہ ہے کہ انسان کے باطن میں ہستی باری تعالےٰ کا ایسا غلبہ اور اتنا تسلط قائم ہو جائے کہ سالک کو اللہ کے سوا اور کسی چیز اور کسی امر کا ہوش کیا شعور ہی نہ رہے ہر طرف خدا ہی خدا نظر آئے نہ دنیا و مافیہا سے کچھ نظر آئے واقعی فنا وہی ہے جس میں سالک اپنی ہستی کو بھی کھو بیٹھے اور ہستی باری تعالےٰ کے انوار کے ہجوم میں اتنا محو ہو جائے کہ اسے کسی امر کے متعلق شعور باقی نہ رہے اور خدا کے سوا اور کچھ نظر نہ آئے مگر خوب سمجھ لیجئے کہ یہ فنا کا اعلیٰ درجہ ہے پہلا درجہ فنا فی الشیخ ہے جس میں انسان خود کو اپنے شیخ کے وجود میں فنا کر دیتا ہے دوسرا درجہ فنا فی الرسول کا ہے جہاں پہنچکر انسان انوار محمدیہ میں گم ہو جاتا ہے اس کی کوئی ہستی ہی باقی نہیں رہتی ہر طرف انوار رسول ہی نظر آتے ہیں ان انوار کے سوا نہ وہ خود ہوتا ہے اور نہ کچھ اور ہوتا ہے یہ درجہ اور یہ مقام اتنا بلند ہے کہ اس منزل پر پہنچکر انسان خلافت کا اہل ہو جاتا ہے اس کے بعد انتہائی اور اعلیٰ درجہ وہ ہے جس کی طرف حضور غوث اعظم نے ارشاد فرمایا ہے یہ چیزیں کرم شیخ اور طری حد تک فضل الٰہی پر موقوف ہے ذاتی سعی سے حاصل نہیں ہو سکتیں۔

بقا کے متعلق حضرت غوث اعظمؓ فرماتے ہیں کہ بقا اسی سے حاصل ہوتی ہے جس کے ساتھ فنا اور انقطاع نہ ہو اہل بقا کی علامت یہ ہے کہ ان کے اس وصف بقا میں دنیا کی کوئی بھی فانی شے باقی نہ رہے کیونکہ فنا و بقا دونوں ضد ہیں اور ایک کا دوسرے کے ساتھ کوئی تعلق اور کوئی رشتہ نہیں یہ فنا سے بھی بڑا درجہ ہے اور بالکل وہبی اور فضل الٰہی پر منحصر ہے اس کے بعد انسان کے اندر ربانی صفات بدرجہ اتم موجود ہو جاتی ہیں اور پھر اس کی وہی حالت ہو جاتی ہے جس کی طرف اس حدیث نبوی میں اشارہ کیا گیا ہے کہ ایک وقت آتا ہے جب بندہ اپنی محبت اور کثرت عبادات سے یہ بات پیدا کر لیتا ہے کہ میں اس کی آنکھ بنجاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے میں کان بنجاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے میں اس کی زبان بنجاتا ہوں جن سے وہ بولتا ہے اس کا دل بنجاتا ہوں جن سے وہ ادراک کرتا ہے اس کا دماغ بنجاتا ہوں جس سے وہ سوچتا ہے اس کے پاؤں بنجاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اللہ ہی جانتا ہے کہ اس درجہ پر پہنچکر اس خاک کے پتلے کو کیا ملتا ہے اور وہ کیا پاتا ہے۔

وفا کے متعلق ارشاد ہے کہ وفا یہ ہے کہ انسان پر جو حقوق الٰہی ہیں ہر امر اور ہر معاملہ میں وہ ان کی محافظت کرے ان کی حدود سے کبھی قدم باہر نہ نکالے بظاہر و بباطن اس کی رضا جوئی میں لگا رہے اور قولاً و فعلاً اس کے حقوق کا پورا خیال رکھے۔

رضا کے متعلق فرماتے ہیں اور کیا خوب فرماتے ہیں کہ انسان قضا و قدر ربانی پر اس طرح سر تسلیم خم کرے اور اس طرح راضی رہے کہ اس میں ذرا بھی کراہت کا شائبہ نہ پایا جائے بلکہ ہر امر سے ایک صداقت و راستی مترشح ہو اور یہ محسوس ہو کہ بندہ نہ صرف حوادث نازلہ پر سچے دل سے راضی ہے بلکہ اس کا قلب بھی اس پر مطمئن ہے اور اسے اپنے متعلق ذرہ برابر بھی فکر گھبراہٹ اور اضطراب نہیں۔

تصوف و صوفی

شوق کے متعلق ارشاد غوثیت ہے کہ بہترین شوق تو وہی ہے جو مشاہدہ سے پیدا ہوتا ہے اور اس کی خصوصیت یہ ہوتی ہے وصل و ملاقات سے سست اور ٹھنڈا نہیں پڑتا اور نہ اس میں زوال پیدا ہوتا ہے بلکہ جوں جوں ملاقات بڑھتی جاتی ہے شوق بھی ترقی کرتا جاتا ہے شوق کے لئے ایک یہ امر بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے اسباب کی موجودگی سے ہی ترقی پذیر نہ ہو شوق کے اسباب کیا ہیں حظ نفس اور موافقت روح یہ شوق ان امور سے خالی ہو جب یہ باتیں ہوتی ہیں تو پھر مشاہدہ دائمی ہوتا ہے اور شوق برابر بڑھتا چلا جاتا ہے۔

تصوف کے متعلق آپ نے نہایت مختصر اور جامع الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ قالب کی تمام کدورتوں سے قلب کو صاف کرنے کا نام تصوف ہے تصوف کی بہت تعریفیں کی گئیں مگر اس سے بہتر اور اعلیٰ تعریف ہماری نظر سے نہیں گذری لیکن بات وہی ہے کہ یہ بھی عقول عوام کے فہم سے بالاتر ہے قالب کی کدورتیں کیا ہیں اور ان سے قلب کی صفائی کس طرح سے ہو سکتی ہے یہ ایک روحانی معمہ ہے جسے روحانیت کی چاشنی حاصل کئے بغیر کوئی نہیں سمجھ سکتا اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ صوفی کا بہت بڑا درجہ ہے مگر آجکل یہ حالت ہے کہ بہت سے عامی بھی ایسے ہیں جو خود کو صوفی کہلانے لگے ہیں جسے فقر و تصوف سے کوئی لگاؤ یا کوئی مس ہو۔ بزرگوں کے مزارات پر جانے لگی بس اسے صوفی کہنا شروع کر دیا آجکل کے کم تعلیم یافتہ اور ذوق نا آشنا بھی صوفی بنے بیٹھے ہیں اگر حضور غوث اعظمؓ کی تعریف کی روشنی میں دیکھا جائے تو صوفی ہونا بہت مشکل ہے۔

"قالب کی کدورتیں" دور ہونا مذاق نہیں خدا جانے فنا و فنائیت کے کتنے درجے اور کتنے مراحل طے کرنے پڑتے ہیں جب جا کر کہیں وہ وقت آتا ہے کہ قالب کی کدورتیں دور ہوں قلب کی کدورتوں کا دور ہونا تو کچھ مشکل ہے مگر پھر ابتدائی مرحلہ ہے مگر "قالب کی کدورتوں" کا دور

ہوتا انتہا کا معاملہ ہے جب انسان ترقی کرتے کرتے "روح محض" رہجاتا ہے جب کہیں جاکر قالب کی کدورتیں دور ہوتی ہیں اس وقت انسان صوفی کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے اور جب تک کسی میں یہ آٹھوں خصائل پیدا نہ ہوجائیں اس وقت تک وہ صوفی نہیں کہلایا جا سکتا ہے۔

(۱) فقر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم (۲) سخاوت حضرت ابراہیم علیہ السلام (۳) صوفی حضرت موسیٰ علیہ السلام (۴) اشارت حضرت زکریا علیہ السلام۔ اشارت سے مراد مناجات و ندائے خفی ہے جس میں حضرت زکریا علیہ السلام کو ایک امتیازی درجہ حاصل تھا (۵) تجرید ولقصت حضرت یحییٰ علیہ السلام۔ حضرت یحییٰ پر اس درجہ خضوع وخشوع طاری رہتا تھا جس کی کوئی نظیر بھی کہیں نہیں مل سکتی آپ خوف خدا سے لرزتے رہتے تھے (۶) صبر حضرت ایوب علیہ السلام۔ صبر ہو تو ایسا ہو کہ مال و زر، باغات و زراعت، مکانات و دکانات فرزند و دختر صحت، تندرستی کی تمام نعمائے حاصل تھیں اور سب کی سب یک بیک چھین گئیں، باقی رہیں بدن میں کیڑے پڑگئے مگر آپ کی پیشانی پر بل تک نہیں آیا اور ہر حالت میں شکر ہی ادا کرتے رہتے تھے (۷) سیاحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۸) اور رضائے حضرت اسحٰق علیہ السلام۔

حسن خلق وخوف

حسن خلق عام طور پر تو ہر کس وناکس کے ساتھ بے تکلفی اور خندہ پیشانی سے ملنے کے معنے میں مستعمل ہو وسیع معانی میں اسے کہتے ہیں کہ انسان کی عادتیں اچھی ہوں مگر حضور غوث اعظم نے اس کی جو تعریف کی ہے وہ بلند بہت ارفع اور بہت اعلیٰ ہے فرماتے ہیں کہ حسن خلق یہ ہے کہ تم برگزیدوں کے جور وجفا کا اثر نہ لو اور تمام لوگوں کو ان کے حکمت و ایمان کے مراتب کے پیش نظر برا سمجھے اور خود کو سب سے حقیر جانے۔ حسن خلق انسان کے افضل مناقب میں سے ہے انسانی جوہر اسی سے کھلتے اور معلوم ہوتے ہیں واقعہ یہی ہے کہ انسان وحیوان کے مابین اگر کوئی چیز مابہ الامتیاز ہے تو وہ یہی خلق ہے اگر خلق نہیں تو انسان حیوان سے بدتر ہی نہیں بلکہ اس سے بھی کمتر ہے حضور تو اسے بہترین اور محبوب ترین چیز بتا چکے ہیں۔

خوف بادی النظر میں اچھی چیز نہیں معلوم ہوتا اور جب یہ غلط انتہا حاصل کرلیتا ہے تو دائمی بعید نقصان رساں اور خطرناک صورت اختیار کرجاتا ہے مگر اصلاً خوف بہت مفید اور نظم و ترقی انسانی کے لئے اساسی شئے ہے اگر بیٹوں پر باپ کا، لڑکیوں پر ماں کا، بدمعاشوں پر کوتوال کا رعایا پر ساعی کا فوجیوں پر سپہ سالار کا اگر خوف نہ ہو تو نظام عالم تباہ ہوجائے بہ تمام نظام خوف ہی پر چل رہا ہے اسی سے ضبط ونظم مراد ملے اور یہی اسرار ہے اسی طرح خوف خدا ہے بے خوف بندے حیوانیت کے انتہائی مقام پر فائز ہوجاتے ہیں۔ خوف خدا بھی کئی قسم کا ہوتا ہے۔ گنہگاروں کا خوف عابدوں کا خوف عشاق ربانی کا خوف عارفین کا خوف۔ عاصیوں کا خوف عذاب وجہنم کی وجہ سے ہوتا ہے۔

عابدوں کا خوف عبادت کا ثواب ملنے یا کم ملنے کے باعث ہوتا ہے یا نہ ملنے کے باعث ہوتا ہے عاشقان الٰہی کا خوف یہ ہے کہ وہ اس سے ڈرتے رہتے ہیں کہ لقائے الٰہی فوت نہ ہوجائے۔ عارفوں کے خوف کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ عظمت وہیبت الٰہی سے واقف ہوتے ہیں۔ رب قدیر کو سمجھتے ہیں یہ خوف واقعی اعلیٰ درجہ کا خوف ہے جو ہرگز زائل نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ قائم رہتا ہے اور اس خوف میں صد ہزار کا مرانیاں اور فائز المرامیاں پوشیدہ و مضمر ہوتی ہیں لیکن یہ تمام اقسام رحمت کاملہ الٰہیہ کے مقابلے میں ساکن ہوجاتی ہیں اس لئے کہ رحمت ایزدی بہت وسیع اور بہت کامل ہے یہ خوف کے تمام آتشکدوں کو بجھا کر رکھدیتی ہے۔

ذوق و وجد

ذوق کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ایمان ہے اور سیرت سے مراد علم ہے۔ ری سے مراد حال ہے فرق یہ ہے کہ ایمان لانے سے انسان صرف معرفت کا مزہ چکھتا ہے علم سے آسے معرفت کا ایک حصہ حاصل ہوتا ہے ... اور اہم چیز ہے اس لئے معرفت کامل حاصل ہوتی ہے اور معرفت وہ پرلطف اور پرکیف چیز ہے جس سے زیادہ پرکیف اور پرلطف اور پرلذت شے اور کوئی تصور میں بھی نہیں آسکتی وجد ایک بہت پرسرور اور سرشار چیز ہے مگر اس کے بھی کئی درجے ہیں ایک وجد تو وہ ہے جو نرمی ورقت قلب سے حاصل ہوتا ہے کہ دل میں نرمی ہو درد ہے کوئی اچھی ودلی بات سنی کوئی موقع کا شعر نظر پڑگیا کسی کا مترنم گداز سن لی اور جھومنے لگے ایک وجد صاحب حال کا ہوتا ہے کہ اس نے کوئی چیز سنی اور تڑپ اٹھا، اسے محبت ہے۔ محبت کا کوئی شعر سن لیا بس رنگ متغیر ہوگیا۔ ایک وجد عارفوں کا وجد ہے کہ اس وجد کا مقابلہ کوئی وجد نہیں کرسکتا اور نہ اتنا کیف اور کسی وجد میں ہوتا ہے انھیں تو صرف ایک اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔

حضور غوث اعظم وجد کے متعلق فرماتے ہیں کہ کسی عمل سے بندے کے قلب پر مسرت وانشادمانی یا رنج وملال کی کیفیت طاری ہونے کا نام وجد ہے اس سے اس کی حالت متغیر ہوجاتی ہے اور اس کا منبع اللہ کی طرف سے ہوتا ہے واقعی یہ چیز اپنے بس اور اپنے قابو کی نہیں ہے عطیہ الٰہی ہے جسے خدا چاہتا ہے عطا کردیتا ہے۔

قادری آفتاب کی لمعانیاں

بہترین چمن کے بہترین پھول

دنیا اور دنیا کی حقیقت

آپ کی تعلیمات بھی نہایت اہم ہیں اور اس قابل ہیں کہ مسلمان انھیں آویزہ گوش بنائیں۔

فرمایا گناہوں سے بچتے رہو خدا اور رسول کے حکم کا اتباع وفاداری کے ساتھ کرو کتاب وسنت پر عمل کرو اور ہر وقت توبہ کرتے رہو فرمایا مسلمانوں کو تین امور ہمیشہ پیش نظر رکھنے چاہئیں اور انھیں کبھی نہ بھولنا چاہیئے اولاً یہ کہ نفع وضرر کا مالک صرف اللہ تعالےٰ ہے اس نے جو کچھ ازل میں مقرر کردیا ہے وہ ضرور پیش آئیگا اس سے کسی کو مفر نہیں ثانیاً یہ کہ تو اللہ کا بندہ ہے وہی تیرے اندر متصرف ہے تیری حالت وہ جیسی

چاہتا ہے ویسا ہی بنا دیتا ہے جب وہ تجھ سے اور تیرے باپ سے بھی زیادہ تجھ پر مہربان ہے تو پھر وہ جو کچھ بھی تیرے ساتھ کرے تجھے اس پر رضامند رہنا چاہیئے اور ہرگز مضطرب نہ ہونا چاہیئے۔ فرمایا کہ دنیا فانی ہے اور آخرت کو بقا حاصل ہے دنیا میں تیری حیثیت ایک مسافر سے زیادہ نہیں ایک نہ ایک روز تیرا یہ سفر ختم ہو جائے گا اور اپنے اصلی قیام گاہ پر جا کر دم لیگا اس لئے ضروری ہے کہ تو سفر کی مشقتوں اور صعوبتوں سے نہ گھبرا اپنے اصلی گھر کو آباد کرنے کی سعی میں مصروف رہ اور اس مدت و فرصت میں وہ کام کر جس سے ہمیشہ فائدہ اٹھاتا رہے

مسلمانو! غور کرو کہ حضور غوث اعظمؓ کیا فرما رہے ہیں اور کیا یہ سچ ہے کون کہہ سکتا ہے کہ دنیا میں آنے سے دوام حاصل ہوگا کتنی ہی ترقی کر لو کتنے ہی دن جی لو پھر ایک روز مرنا اور اسی خاک میں ملنا ہے ظالم و مظلوم دونوں ہی کو موت آئے گی اور دونوں ایک ہی طرح سپرد خاک ہو جائیں گے۔ سکندر دارا اور عالمگیر کتنے باہیبت و باجبروت فرمانروا تھے مگر آج ان کی قبور بھی عام قبور ہی کی طرح ہیں ان کا اقتدار اور ان کی شاہی انھیں دوام عطا نہ کر سکی جب مرنا برحق ہے اور یہ بھی سب ہی سمجھتے ہیں کہ انسان کا اصلی گھر آخرت ہی ہے پھر اس چند روزہ فرصت کو غفلت کی نذر کر دینا انتہائی افلاس عقل نہیں تو اور کیا ہے عیش میں گزری تو کیا اور تکلیف میں گزری تو کیا دنیا کا غافل سے غافل شخص بھی اس شخص کو کبھی عقلمند نہ کہیگا جو سفر میں عیاشیوں میں شب و روز گزار دے اس لئے کہ ہر سفر کا کوئی نہ کوئی مقصود ہوتا ہے اگر انسان اس سفر میں غفلت و عیاشی سے کام لیگا تو یقیناً اس سے اس کے مقصد پر اثر پڑے گا دنیا فانی سہی چند روزہ سہی سرائے سہی سفر ہی کچھ سہی مگر پھر بھی ایک طرح تو اس کی اہمیت آخرت سے بھی زیادہ ہے یعنی یہ مقام خدمت ہے اور وہ مقام قربت وہاں عمل کا کوئی کام نہیں دار العمل تو محض دنیا ہے وہاں کچھ کرو تو پچھتانا انجام نہ ہوگا۔

مگر اسی دنیائے دنی میں ایک ایک عمل ایسا ہے جو ہزار ہزار نیکیوں کے مترادف ہے بعض بظاہر معمولی امور ایسے ہیں جن کا ایک لمحہ کا عمل آخرت کی صد ہزار برکات و حسنات کا موجب ہوتا ہے یہاں کی ایک ایک نیکی وہاں خالص اور سچے موتیوں کا ایک ایک محل بنا لینے کے لئے کافی ہے یہ بات آخرت میں کہاں یہ معجزہ کاری اسی دنیائے فانی ہی کی ہے کہ یہاں بیٹھے ہوئے وہاں قصر و محل بنواتے رہو ولی یہیں ولی بنتے ہیں عارف یہیں سے عارف و کامل بنتے ہیں اور بندہ یہیں مسجود ملائک بنتا ہے بڑے بے عقل ہیں وہ جو دنیا کی اہمیت نہیں سمجھتے دنیا ضرور بری ہے مگر غافلوں کے لئے اور انہی کے لئے جو سعی و عمل کی دولت و سعادت سے محروم ہیں حضور غوث اعظمؓ نے درست فرمایا ہے کہ یہاں کی صعوبتوں کی چنداں پرواہ نہ کرو بلکہ اپنے آخری اور مستقل گھر کی آبادی و آراستگی کے لئے سعی کرو کہ یہاں کا تھوڑا کام بھی وہاں کے بڑے اور مستقل نفع کا موجب بن جائے گا آپ نے دنیا کے متعلق بالکل صحیح فرمایا ہے کہ دنیا کو دل میں جگہ نہ دو بلکہ اسے دل سے نکال کر ہاتھ میں لے لو۔

معاصی و مناہی سے اجتناب کی ہدایت

فرمایا کہ وہ بات کبھی نہ کہو جو تم میں نہ ہو۔ فرمایا یاد رکھو خدا کی راہ میں جس کا کچھ بھی تلف ہو جاتا ہے اسے خدا اسے ضرور اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے فرمایا خدا سے ہر وقت ڈرتے رہو اور اپنے سینہ کو کینہ و حسد سے خالی رکھو اور اس کی یاد سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہو۔ فرمایا خوب یاد رکھو کہ علم بہت ضروری اور اہم چیز ہے اسے ضرور حاصل کرو کیونکہ بے علم عابد کے تمام کام سنورتے کم ہیں اور بگڑتے زیادہ ہیں۔ فرماتے ہیں خلاف شریعت نفلی نیک عبادت میں مشغول ہونا چاہیئے اپنے گرد و پیش کے حالات پر غور کر کے دیکھ لیجئے آپ کو ایک ہجوم کا ہجوم ایسا ملیگا جو صرف نماز و عبادت ہی کو دین اور فائز المرامی سمجھے بیٹھے ہیں اور جو نماز و روزہ کا پابند ہے وہ سمجھ لیتا ہے کہ اب کچھ بھی ہو جنت کے ایک باغ کا پٹہ اس کے نام لکھ گیا حالانکہ نماز وہی نماز ہے جو شریعت کی روشنی میں پڑھی جائے اور تمام آلائش ظاہری و باطنی سے پاک ہو کر پڑھی جائے دینداری صرف روزہ نماز نہیں بلکہ جملہ اوامر و نواہی قرآنی پر عمل کا نام دینداری ہے۔ فرمایا تمام اعمال میں نیتوں کو درست رکھنا چاہیئے۔ فرمایا خدمت پر اپنا بار ہرگز نہ ڈالو اور کسی پر کبھی سبقت نہ کرو۔

فرمایا کسی کے حق میں بد دعا نہ کرو اور ہمیشہ تواضع اور انکساری پر عمل کرو۔ فرمایا جب تک فرائض سے فراغت نہ پا لو اس وقت تک سنن و نوافل میں مشغول ہونا نادانی ہے۔ فرمایا گناہ کے لئے سفر کرنا۔ غیر عورتوں کو بری نظر سے دیکھنا۔ دولت کی بنا پر مالداروں کی توقیر کرنا۔ حق بات چھپانا۔ عزیز و اقارب سے سلوک ترک کرنا۔ شرک و قتل، زنا، سود، لواطت، غصب، چوری اور شراب خواری مسلمانوں کو ایذا دینا خیانت، رشوت، زوجین میں نفاق ڈلوانا جھوٹی قسم کھانا، خدا تعالیٰ کا خوف نہ رکھنا اور اس کی رحمت سے مایوس ہونا، ریا و کینہ، حسد و تکبر، خود پسندی اور غیبت کرنا، بیوی کے حقوق پامال کرنا جھوٹی شہادت دینا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا، چغلی کھانا، جاندار کو آگ میں جلانا، امور خیر میں خرچ کرنے کو باعث ہلاکت سمجھنا اور مظلوم کی مدد نہ کرنا خوفناک ترین گناہ ہیں ان سے ہمیشہ اور لازماً بچتے رہو۔

آقائے بغداد کی آقایانہ شان

خامۂ گہربار کے رشحات

حضور غوث اعظمؓ کی تقریر و تحریر دونوں میں ایک سحر تھا جن کے سننے اور مطالعہ کرنے سے انسانوں پر بیخودی اور ازخود رفتگی کا عالم طاری ہو جاتا ہے گو ترجمہ میں وہ دلکشی اور تازگی و شادابی باقی نہیں رہتی اور اصل کا لطف پیدا نہیں ہو سکتا پھر بھی ان کے اندر ذوق و شوق اور تاثیر و جوش کا وہ عالم ہے کہ پڑھنے والا اگر غور سے دل لگا کر پڑھے تو اس پر از خود ایک محویت طاری ہو جاتی ہے اور بے حد لطف حاصل ہوتا ہے۔

علم تصوف میں فتوح الغیب آپ کی ایک معرکۃ الآراء کتاب ہے جو مختلف ابواب و مقالات پر مشتمل ہے اور بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا ہر مقالہ حقائق و معارف سے لبریز ہے حضور غوث اعظم نے اس میں بڑے بڑے نکات حل کر کے رکھ دیئے ہیں ہر شخص اسے بآسانی سمجھ سکتا ہے لیکن بات وہی ہے کہ سرسری مطالعہ سے انسان کے ہاتھ کچھ نہیں آتا اگر اس کا مطالعہ کیا جائے اور غور کے ساتھ کیا جائے پھر دروازے کھلتے ہیں بہت بلند پایہ اور قابل قدر رشتے ہے اصل کتاب عربی میں ہے جس کا لطف وہی خوش نصیب حاصل کر سکتے ہیں جنھیں عربی ادبیات پر عبور حاصل ہو اس کا جو فارسی ترجمہ ہندوستان میں سائر و دائر ہے وہ حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کا کیا ہوا ہے محدث صاحب نے ترجمہ بھی ایسا کیا ہے کہ اصل کا لطف نہیں جانے دیا ہے اور سرشاریوں سے لبریز ہے اردو ترجمہ بھی مولوی ابو الحسن سیالکوٹی اور نواب صدیق حسن خاں کر چکے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ان ترجموں میں ہنوز وہ بات پیدا نہیں ہو سکی۔

جو صاحب مطالعہ کا ذوق رکھتے ہوں وہ اسے فارسی ہی ترجمہ میں دیکھیں اور اس سے لطف حاصل کریں۔

آپ کی دوسری کتاب غنیۃ الطالبین ہے جس میں مسائل شریعت و طریقت پر بحث کی گئی ہے واقعی بہت مبارک اور ضخیم کتاب ہے اس کا بھی ترجمہ ہو چکا ہے اور اردو فارسی دونوں زبانوں میں اس کے ترجمے موجود ہیں ہم نے اس کتاب کو پڑھا کوئی ضروری مسئلہ ایسا نہیں جو اس کتاب میں اختصار کے ساتھ سب کچھ نہ لکھ دیا ہو اور مسلمانوں کو سب کچھ سمجھانے کی سعی نہ کی ہو۔

آپ کی تیسری کتاب فتح ربانی ہے یہ کوئی ایسی کتاب نہیں جسے حضور نے خود بیٹھ کر رقم فرمایا ہو یا جس کی تدوین خود آپ ہی کے ہاتھوں ہوئی ہو بلکہ اس میں آپ کے مواعظ و ارشادات کا خلاصہ درج ہے۔ تلخیص کرنے والے بزرگوں نے بھی کمال پیدا کر دیا ہے طرز بیان وہی قائم ہے انداز کلام وہی ہے جو صاحب فتوح الغیب پڑھنے کے بعد فتوح ربانی کا مطالعہ کریں گے وہ بیک نظر سمجھ لیں گے کہ دونوں چیزیں ایک ہی دل و دماغ اور ایک ہی ہاتھ سے نکلی ہوئی ہیں شیخ عفیف الدین بن المبارک کے مبارک ہاتھوں سے یہ کام انجام پذیر ہوا اور اس خوبی کے ساتھ ہوا کہ منہ سے بیساختہ داد نکلتی ہے اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں بڑا کام کر دیا ایسا کام جو قیامت تک یہی نہیں کہ فرزندان توحید کو فائدہ پہنچاتا رہے گا بلکہ اس سے ان کی روح کو بھی فائدہ پہنچتا رہے گا اور ان کی روح کے ثواب عظیم کا باعث بنا رہے گا آج ہزارہا مسلمان حضور کے ان مواعظ کو پڑھتے اور ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

ہم نے ان متبرک کتابوں کے جستہ جستہ اقتباس اپنی کتاب "حیات طیبہ مآب" میں درج کر دیئے ہیں جو ہیں تو چند ہی صفحات پر مشتمل مگر ان چند غنچوں ہی سے اس چمن کی شادابی و رنگینی کا ورانقشہ نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے اور روح و قلب کو ایک نیا کیف اور عجیب تازگی حاصل ہوتی ہے دنیا میں بہت سے قصائد لکھے گئے مگر جو شہرت قصیدہ بردہ شریف اور قصیدہ غوثیہ کو حاصل ہوئی اس سے دوسرے قصائد عموماً محروم رہے یہی نہیں کہ قصیدہ غوثیہ شاعرانہ کمالات سے لبریز ہے بلکہ اس میں عشق و ربانی اور محبت الٰہی کی وہ سبز ہزیاں اور عطر پاشیاں نظر آتی ہیں جن سے مشام جان معطر و مشکبو ہو جاتا ہے اور دل و دماغ وجد ولہ سرشار ہو کر رہ جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بعض محترم بزرگوں نے سرشاری کے عالم میں اس کی مختلف شرحیں بھی لکھیں اور اس کے اسرار و معانی کو کھول کر بیان کیا پھر یہ قصیدہ حصول مراد کے لئے بھی پڑھا جاتا ہے اور ایک دنیا اس سے فیضیاب ہوتی ہے۔

حضور غوث اعظم کا فیضان کرم

چند نادر و موثر اعمال

ضرورت ہے کہ ہم اس پاک نمبر میں کچھ حصہ آپ کی موثر ادعیہ اور مفید اعمال کے لئے بھی وقف کر دیں تاکہ وہ بھائی جنھیں وظائف و اعمال اور اوراد و نقشیات سے شغف ہے ان کے شوق کی تکمیل کا سامان بھی بہم پہنچ سکے ضرور آج ایک دنیا نقوش و اعمال کی بے اثری کی شکوہ گذار ہے اور ہر طرف سے یہی پکار اور آواز سنی جاتی ہے کہ آج یہ چیزیں اثرات سے خالی ہو چکی ہیں یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو صحیح بھی ہے اور غلط بھی۔ صحیح تو اس لئے کہ فی زمانہ کسی عمل و نقش میں اثرات بہت ہی کم کیا شاذ ہی پائے جاتے ہیں اور شکوہ کرنے والے اپنے دعاوی و گفتار میں صداقت کا عنصر رکھتے ہیں اور غلط اس لئے کہ یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں کہ بزرگوں کے منہ اور قلم سے نکلی ہوئی چیز غلط ہو سکے جب ان کے اندر ربانی الفاظ جذب ہو کر ربانی نقطہ پیدا کر دیتے ہیں تو پھر اثر کا نہ ہونا ایک ناقابل فہم حقیقت ہے قرآن اپنے اثرات کو خود ہی بیان کر رہا ہے اور اپنی آیات کو شفا بتا رہا ہے سب کچھ غلط ہو سکتا ہے مگر اللہ کا کلام ہرگز غلط نہیں ہو سکتا وہ صحیح ہے ہزاروں میں صحیح ہے ہر اعتبار سے صحیح ہے اور ہر رنگ میں صحیح ہے۔

قارئین کرام الجھیں گے کہ یہ مراد کیا کہہ رہا ہے کیا لکھ رہا ہے اور اس کی تحریر و عبارت ایک معمہ بن کر رہ گئی ہے جو بار بار پڑھنے پر بھی سمجھ میں نہیں آتا کیونکر ہو سکتا ہے کہ ایک ہی چیز ہے جو بیک وقت صحیح بھی ہے اور غلط بھی مگر پھر ہم یہی کہیں گے کہ حقیقت یہ حقیقت ہے اور جو ہم نے لکھا ہے وہ ہر اعتبار سے صحیح اور بالکل صحیح ہے یہ اور بات ہے کہ کوئی اسے چیستان سمجھ لے یا معمہ! خیر اب ہم خود ہی اس گتھی کو سلجھاتے اور آپ ہی اس معمہ کو حل کرتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی آیات ہوں، درود شریف ہوں یا بزرگوں کے منہ سے نکلی ہوئی چیزیں اور اعمال سب اپنی اپنی جگہ نہایت موثر اور تیر بہدف ہیں مگر چونکہ ہم ان کے پڑھنے کے تمام اوصاف اپنے اندر سے کھو چکے ہیں اس لئے بڑی سے بڑی موثر چیزیں بھی اپنی تمام اثر خیزیوں کے باوجود بے اثر رہ جاتی ہیں اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کسی کو اکسیر سے اکسیر دوا دی جائے مگر وہ پرہیز نہ کرے آپ کسی شخص کو تیز سے تیز مسہل دیدیجئے لیکن اگر وہ اس پر لحہ بہ لحہ شربت انار شربت گڑ اعل اور ایسی ہی

اشیاء میں جتنی چیزیں ہیں کھاتا رہے ایک جگہ نہ بیٹھے ادھر ادھر ادھر پرواز کرتا رہے یا کم از کم دعا میں دعا سے بے اعتقادی جو آمد انجو واقع میں یہ خیال پانچ پیدا کر بچے اس دوا سے ایک اجابت بھی نہ ہوگی تو آپ دیکھیں گے کہ وہی اکسیر سے اکسیر دوا بے اثر رہ جائیگی اس کو ایک بھی اجابت نہ ہوگی کیا اس صورت میں یہ بات نہ ہوگی کہ دوا بااثر ہی ہے اور بے اثر بھی طبیب کے نزدیک تو دوا قطعی بااثر ہے مگر مریض کے نکتے کے پیش نظر اسے بے اثر ہی کہا جائے تو یہ بھی غلط نہ ہوگا۔ نماز معراج المومنین ہے اور خود باری تعالےٰ نے قرآن پاک میں اس کے متعلق یہ فرمایا ہے تنہٰی عن الفحشاء والمنکر فرمایا ہے۔

لیکن روزمرہ کا تجربہ ہے کہ نماز پڑھنے والے بھی برابر فحاش و منکرات میں مبتلا نظر آتے ہیں لیکن کیا آپ اس روزمرہ کے مشاہدے کی برابری پر ایسے کی جرأت کر سکتے ہیں کہ نماز کی اثر خیزی و صفت کے متعلق اللہ تعالےٰ نے جو کچھ فرمایا ہے نعوذ باللہ وہ غلط ہے نہیں اور ہرگز نہیں اس بے اثری نماز کی وجہ یہی ہے کہ نماز نماز کی شرائط کے ساتھ نہیں پڑھی جاتی حضور قلب کے ساتھ نہیں پڑھی جاتی ظاہری صفائی اور پاکی کا تو اہتمام کر لیا جاتا ہے لیکن باطنی صفائی و پاکی کی سرمو اعتنا نہیں کی جاتی انھوں نے غلاظت کے چھینٹوں پیشاب کے قطروں اور نجاست کی آلائشوں ہی کو وہ چیزیں سمجھ رکھا ہے جو ناپاک ہیں اور جن سے محفوظ رہکر انسان بالکل پاک ہو جاتا ہے حالانکہ کینہ و حسد غیبت و بدگوئی جھوٹ اور بد نیتی اور کبر و ریا اس سے بھی کہیں زیادہ ناپاک چیزیں ہیں جو قلب و روح کو بالکل مسموم و متعفن کر کے رکھ دیتے ہیں اور صد ہزار ظاہری پاکیوں اور صفائیوں کے باوجود بھی بندے کو نہ حضور قلب میسر آسکتا ہے اور نہ ذوق عبادت نصیب ہو سکتا ہے۔

جو چیز ہماری نمازوں کی بے اثری پر صادق آتی ہے وہی چیز ہمارے اعمال و نقوش کی بے اثری کی کھلی ہے۔ اعمال و اوراد کی موثریت کے لئے صدق مقال اور اکل حلال ضروری اور لابدی چیزیں ہیں اور آجکل یہ دونوں چیزیں بڑی حد تک ناپید ہو چکی ہیں کون ہے جو اپنے سینے پر ہاتھ رکھکر کہہ سکے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا اور اس کی غذا حرام یا کم از کم مشتبہ نہیں زمانے نے صورت کچھ ایسی اختیار کر لی ہے کہ لوگوں کو جھوٹ بولے بغیر کوئی چارہ کار نہیں رہا اور معاش کی بھی ننانوے فیصدی راہیں ایسی ہیں جنھیں اگر بالکل حرام نہیں تو بالکل حلال بھی نہیں کہا جا سکتا اب اگر ہو کیونکر ہو یہ بہت بڑی مصیبت ہے جو عہد جدید اور تہذیب نو نے ہم لوگوں پر نازل کر رکھی ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ جہاں تک بھی ہو سکے اس وبال و عقاب سے بچنے کی سعی کریں اور جو اس سے نہیں بچ سکتے انھیں اعمال و نقوش کی طرف ہی متوجہ ہونا چاہیئے بخلاف ازیں اعمال سفلی کے لئے چونکہ انتہائی سے انتہائی ناپاکی اور غلاظت ناری اور ضروری ہے اور زمانہ ان کے لئے موافق بھی ہے اس لئے ان میں قدرتاً اثر موجود ہے اور اثر بھی ایسا جو بہت سریع اور بہت تیز ہے مگر ان کے پڑھنے سے طائر ایمان دل کے آشیانے کو خالی کر جاتا ہے۔

درود شریف کی برکات

اس مختصر و اجمالی بحث کے بعد ہم ذیل میں چند اہم اور ضروری اعمال درج کرتے ہیں:۔

حضور غوث اعظم ویسے تو لقو تعویذ بھی لکھدیا کرتے تھے عمل بھی بتا دیا کرتے تھے مگر زیادہ تر آپ درود شریف پڑھنے کی تاکید مختلف بتا دیا کرتے تھے اور اس سے لوگ فائز المرام ہو جاتے تھے حضور خود بھی حسب فرمان خداوندی اس کا ورد رکھتے تھے اب ہم حضور کے اس ورد و شریف کے چند موثر اور اہم ہدیہ قارئین کرام کرتے ہیں اگر اس درود شریف کو روزانہ بعد عشا سو مرتبہ حضور قلب پڑھا جائے تو اسی شب کو ورنہ اسی ہفتہ کے اندر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جائیگی اور وہ خواب میں یقیناً یہ سعادت حاصل کرے گا۔

اگر اسے ہر شب کو بعد عشا پانچسو مرتبہ بلا ناغہ پڑھا جاتا ہے تو نہ صرف یہ کہ اس کی تمام مالی پریشانیاں رفع ہو جائیں گی بلکہ اس کی غربت و افلاس دور ہو کر خوشحالی اس پر سایہ کرے گی کم از کم سو مرتبہ تو حل مشکلات کے لئے اسے روزانہ بعد عشا ضرور ہی پڑھتے رہنا چاہیئے۔

کوئی مقدمہ پیچھے لگ جائے یا کوئی مہم درپیش ہو تو صبح کی نماز کے بعد اسے پانچسو مرتبہ پڑھکر حاکم کے سامنے جائے انشاءاللہ تعالیٰ ضرور کامیابی ہوگی سب سے بہتر طریقہ اس کے پڑھنے کا یہ ہے کہ اسے ایک چلہ بترک جمالی ۱۱۰۰ دفعہ روزانہ بعد عشا پڑھ لے پھر اس کا عامل ہو جائے گا عامل ہو جانے کے بعد اس کے اثرات بہت قوی ہو جائینگے پھر اگر صرف ۲۱ مرتبہ اسے پڑھکر اور پانی پر دم کر کے یہ پانی کسی مریض کو پلائے گا تو اسے صحت ہو جائے گی۔ درود شریف یہ ہے:۔

اللھم صلے علے حبیبی محمد و آلہ وسلم

کشائش رزق

یہ عمل نہایت موثر اور اپنی نوعیت میں بے نظیر ہے مجرب ہے حکمی اثر رکھتا ہے اسے روزانہ بعد نماز تہجد پانچسو مرتبہ پڑھتے رہیں تجربہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ تین ماہ میں یقیناً کام ہو جاتا ہے اور کام بھی ایسا کہ ہر طرف سے رزق کے ابواب وا ہو جاتے ہیں اور اتنا ملتا ہے کہ شمار نہیں رہتا ایک بزرگ تھے شیخ دانیال زمانہ بگڑ گیا اور زندگی نہایت عسرت و افلاس میں گذرنے لگی فاقوں پر نوبت آگئی ایک روز تنگ و مجبور ہو کر اپنے پیر کی خدمت میں پہنچے اپنی حالت بیان کی اور دعا کے مستدعی ہوئے انہوں نے اپنے مرید کی داستان عسرت ملاحظہ ہمدردی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ گھبراؤ نہیں میں تمھیں ایک ایسی چیز دیتا ہوں جو تمہاری عسرت کو بہت جلد ثمول سے مبدل کر دیگی اور تم خود حالت کا انقلاب دیکھکر متحیر ہو جاؤ گے چنانچہ شیخ دانیال عمل لیکر گھر آئے اللہ تعالےٰ کی قدرت دیکھیئے کہ ابھی ایک مہینہ بھی پورا نہ گذرنے پایا تھا شیخ دانیال اس شہر کے کوتوال مقرر ہو گئے اور بہت کچھ دولت پیدا کی یہ حالت تھی کہ انہوں نے مدت العمر اس عمل کو ترک نہیں کیا شوق منت رکھنے سے ہم پر زور درخواست کرینگے کہ وہ اس عمل کو آزمائیں انشاءاللہ تعالےٰ انکی بڑی کامیابی ہوگی کہ ان کا سر خود بخود سجدے میں جھک جائے

بات اہم چیز ہے جوا اور کہیں آپ کو دستیاب نہ ہو سکے گی یہ صرف لت مولوی عبدالحمید خاں مالک رسالہ مولوی کی ذرہ نوازیوں اور دیگر کاثمرہ ہے کہ آج نادر نایاب نسخے مولوی کے صفحات پر آگئے۔ ہم قارئین کرام کو بار بار یقین دلاتے ہیں کہ وہ اس عمل کو ضرور پڑھیں مگر ما بہم ثواب کسی کا مستحق ہوں سے نہ صرف یہ کہ مالی مشکلات دور ہو جائیں بلا اس سے اور بھی گوناگوں فوائد حاصل ہوں گے اللہ کی محبت پیدا ہوگی نی عبادت حاصل ہوگا اور گناہوں سے تنفر پیدا ہوگا صرف اتنی بات لی رہ گئی تھی اور اس میں بھی ایک نکتہ ہے کہ جو صاحب اسے پڑھنے ارادہ کریں وہ انفرادی طور پر صرف ایک خط لکھکر اس کی اجازت عبدالحمید صاحب سے حاصل کریں جو فوراً دیدی جائے گی بادی النظر میں عمل ایک حد تک مشکل نظر آتا ہے مگر یاد رکھیے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ صرف ہوتا ہے مگر پڑھنے میں وہ لطف و سرور حاصل ہوتا ہے کہ یہ ایک گھنٹہ کا وقفہ وقت ہی نہیں ہوتا اور پھر انسان چھوڑنا بھی چاہے تو اسے نہیں چھوڑ سکتا ہزار عمل کا یہ ایک ہی عمل ہے اسمائے مبارک یہ ہیں یا اللہ یا لطیف یا فتاح۔ یا وھاب۔ یا باسط۔ یا رزاق یا غنی یا مغنی اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف اللھم صل علی حبیبی محمد وآلہ وسلم ضرور پڑھ لیا کیجئے

دفع مشکلات

جب آپ کو کوئی مہم درپیش ہو کوئی پریشانی لاحق ہو کسی غم میں مبتلا ہوں، کوئی مقدمہ ہو کوئی مشکل ہو تو آپ روزانہ بعد نماز عشا پانچسو مرتبہ مع درود شریف اول و آخر بحضور قلب وخشوع پڑھتے رہیں اور جب تک آپ کا مقصد نہ حاصل ہو جائے آپ برابر اسے پڑھتے رہیں یقیناً کامیاب ہوں گے اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک ہفتہ بھی نہیں گذرا ہے اور مقصد پورا ہوگیا ہے۔

حب

حب کے لئے یا ودود روزانہ ۳۱۲۵ مرتبہ بعد نماز عشا آغاز ماہ میں بتصور پڑھتے رہیں انشاء اللہ مقصد پورا ہوگا مجرب ہے۔

مہربانی حاکم

حاکم وافسر کے سامنے گیارہ مرتبہ یا قوی پڑھکر دم کردیں اور برابر پڑھتے رہیں باوضو رہیں بفضلہ حاکم ضرور مہربان ہوگا۔

حضور غوثیت مآب کا انتقال پر ملال

آپ نے ۹۱ سال کی عمر میں بروز دوشنبہ ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ ایک شاندار زندگی بسر کرکے انتقال کیا وصال سے پیشتر آپ نے مریدوں کو بھی بتلا دیا تھا جس کے چند ہی روز بعد آپ بیمار ہوگئے جس کا سلسلہ مسلسل دو مہینے تک قائم و جاری رہا آخری روز ملک الموت نے انسانی صورت میں حاضر ہوکر ایک تحریر آپ کے ہاتھ میں دی جس میں یہ لکھا تھا المکتوب من المحب الی المحبوب کل نفس ذائقة الموت یہ پڑھکر آپ مسکرائے غسل کیا نماز پڑھی دعا مانگی پھر سجدہ کیا سر جو اٹھایا غیب سے یہ صدا پیدا ہوئی یا ایھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اس کے فوراً بعد آپ لیٹ گئے حالت غیر ہوگئی اور جان جان آفرین کے سپرد کردی۔

آپ کے وصال کی خبر سے بغداد بھر میں ایک کہرام مچ گیا اور جس نے جہاں سنا وہیں سے درگاہ عالیہ کی طرف دوڑ پڑا اور دیکھتے دیکھتے ہزار ہا مخلوق کا اجتماع ہوگیا جنازہ کے ساتھ اتنا ہجوم تھا کہ کہیں تل رکھنے کو جگہ نہ تھی اور لوگ جنہیں مار مار کر روتے چلے جارہے تھے بغداد ہی میں مدفون ہوئے۔ آج آپ کے وصال پر تقریباً آٹھ صدیاں گذر چکی ہیں آپ کے فیوض و برکات اسی شان کے ساتھ قائم ہیں مزار مرجع خلائق بنا ہوا ہے اور طول و عرض عالم میں آپ کا سلسلہ اسی شان و عظمت کے ساتھ پھیلا ہوا ہے۔

آپ کے بیشمار خلیفہ ہوئے ہیں۔ بیشمار لوگوں کو آپ سے فائدہ پہنچا بیشمار مجرموں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی بیشمار غیر مسلم آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے اور اسلام کو آپ کی ذات گرامی سے نئی زندگی اور حیات تازہ حاصل ہوئی خلافت عباسیہ میں کچھ بھی نہ رہا تھا اس کا چراغ پہلے ہی گل ہوچکا تھا مگر یہ آپ کے وجود باسعادت ہی کی برکت تھی کہ اسے تقریباً ایک صدی کی زندگی اور نصیب ہوگئی آپ کے عہد میں جو خلفا ہوئے وہ سب کے سب پابند صوم وصلوٰۃ تھے اگر بعد کے خلفا ہوشمندی سے کام لیتے تو بغداد کی سطوت وجبروت کا چراغ صرصر حوادث کی نذر نہ ہوجاتا تاہم اس عہد کی دنیا میں جو پژمردگی پھیلی ہوئی تھی وہ بہت بڑی حد تک نابود ہوگئی اور مسلمانوں میں ایک تازہ روح پیدا ہوگئی اگر مسلمان اسی حالت پر قائم رہتے تو ۶۵۶ھ میں جو قہر بغداد پر ٹوٹا وہ کبھی نہ ٹوٹتا۔ آپ کو مامور کرکے اللہ تعالےٰ نے حجت پوری کردی تھی جب اس کے بعد پھر مسلمانوں نے غفلت کا لبادہ پہن لیا تو ان پر تاتاری "ہلاکو خاں" کی صورت میں مسلط کردیئے گئے۔

غور کیجئے کہ حضور غوث اعظم کی زندگی کتنی شاندار اور رفیع المرتبت زندگی ہے ایک یتیم بچہ نے کس طرح اپنی بزرگ ماں سے صداقت و جہد کا سبق حاصل کیا کن کن مصیبتوں اور جانفشانیوں سے علم حاصل کیا فاقے کرکے پڑھا پھر حصول علوم باطنی میں کیسی کیسی محنتیں کیں کتنا خوفناک مجاہدے کئے پھر تمام قابلیتیں لیکر آپ منظر عام پر آتے ہیں تو اس کے باوجود کہ لاکھوں افراد آپ کی ایک ایک گردش چشم پر نثار کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے مگر کس سادگی و ایثار سے زندگی بسر کی اور ایک دنیا کو فائدہ پہنچا کر اور ایک شاندار زندگی بسر کرکے رخصت عالم بقا ہوئے کیا تاریخ عالم میں ایسی پاکیزہ اور بہترین پرشان زندگی کی اور مثالیں ہی مل سکتی ہیں۔

مقالات غوث پاک

حضرت غوث پاک کی معروف کتاب فتوح الغیب کا اردو ترجمہ بہت ہی پرمعارف کتاب ہے۔ اس میں ۷۸ کے قریب حضور کے وعظ ہیں اور بہت ہی موثر مقالات ہیں، حمیدیہ پریس نے اس کی ۸ر قیمت مقرر کی ہے ورنہ عام طور سے بہ مشکل ملتی ہے۔ قیمت ۸ر محصول ہر کل ۱۴ر

حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کا بے شمار خوبیوں والا قرآن مجید

اس سے زیادہ خوشنما۔ اس سے زیادہ سستا۔ اس سے زیادہ صحیح اس سے بہتر بامحاورہ ترجمہ والا اس ہدیہ میں دوسرا قرآن شریف نہیں

آپ نے ہزاروں اشتہار پڑھے اور سینکڑوں قرآن شریف دیکھے ہونگے لیکن مولوی اشرف علی صاحب کے ترجمہ والا قرآن شریف اتنا سستا نہ پایا ہوگا

ڈیڑھ روپیہ میں ملتا ہے

یہ معاونین مولوی کا چھپوایا ہوا قرآن شریف ہے

اسمیں ان لوگوں کی امداد شامل ہے جو خدا کے سچے دین کے مددگار ہیں اور مولوی کے خریدار ہیں ان کا خلوص بارگاہ خداوندی میں مقبول ہے اس لیے انکی مقبولیت کا ہر دینی کام مقبول عام ہوتا ہے چونکہ اس کام میں بے شمار نیکوں کی امداد ہے اس لیے اس قرآن شریف کا نام بھی **بے شمار خوبیوں والا قرآن شریف ہے** اسی لیے اتنا سستا ہے ورنہ اس کی لاگت ہی ڈیڑھ روپیہ سے کم نہ ہو سکتی تھی۔ آپ بطور خود اس کی جاری ہوا کر دیکھئے ہر جلد جاز آپ سے ایک روپیہ آٹھ آنہ لیکا اور یہ قرآن شریف دوسرا ہندوستان بھر میں نہیں

یہ قرآن آپکے پاس ضرور ہونا چاہیے

اس لیے کہ یہ سستا اور سادہ ہے۔ اور آپ دلوں کے خریدار ہیں (۲) بہت سا چھ سو صفحہ کا قرآن شریف ہے (۳) ۴ صفحہ کا مقدمہ ہے (۴) پورے چمڑے کی نفیس جلد ہے، صاف اور صحیح چھپا ہوا ہے (۵) استاذ الاساتذہ مولوی عبد الغنی صاحب جیسے خوش نویس کا لکھا ہوا ہے جو زمانہ میں ان کا خاص طور سے تحریر کردہ ہے (۶) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے (۷) حاشیہ پر شان نزول ہے (۸) کاغذ سفید اور عمدہ ہے (۹) قرآن شریف پڑھنے کا جو مقصد ہے وہ اس قرآن شریف سے پورا ہو جاتا ہے یعنی اس کے مقدمہ میں قرآن شریف کی وہ خاص دعائیں درج ہیں جو ہر ضرورت پر کام آنے والی ہیں اور معلومات قرآنی کا ایک بڑا ذخیرہ بھی اس قرآن شریف میں ہے اور پھر یہ بھی کہ **قیمت صرف عہ** ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۱۲ **خانہ داری اور غربائی** بھی ہے اس کا ہدیہ ایک روپیہ دس آنے ہے۔ فرمائش کے وقت خانہ ضرور لکھ دیں۔ **مزید رعایت** دس قرآن شریف منگائیں تو خالص پندرہ روپے میں مل جائیں گے، ریل کے ذریعہ منگائیں، تو قیمت اور زائد خرچ یا ریل کا نشان روانہ کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین الرحمن

الرحیم مالک یوم الدین ایاک

نعبد وایاک نستعین اھدنا

الصراط المستقیم صراط الذین

انعمت علیہم غیر المغضوب

علیہم ولا الضالین

بغیر پڑھے

بھی اگر آپ پڑھنے والوں سے زیادہ ثواب کمانا چاہتے ہیں تو مساجد میں رکھنے کے لیے اس کے ہر پارہ کی علیحدہ علیحدہ جلدیں بھی بنی ہوئی ہیں وہ منگا کر مسجد میں دیدیجئے۔ جب تک وہ پڑھا جائے گا، آپ کا ثواب بھی پڑھنے والوں سے ہی شمار ہوگا۔

مرنے والے

انکے لیے اس سے بہتر ثواب پہنچانے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ ایک قرآن شریف انکے ایصال ثواب کے لیے مسجد میں دیدیں ہدیہ کا ملتیس روپے علیحدہ جلد **سوا دو روپے** محصول ڈاک کل چار روپے، ملنے کا پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

تفسیر بیان القرآن

اردو زبان کی وہ بے مثل تفسیر ہے کہ ثانی عربی یا فارسی میں بھی مشکل سے ہوگا۔ حضرت علامہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا لکھا ہوا ہے اور اردو زبان میں حقائق و معارف قرآن معلوم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ قرآن پاک کی ایسی کامل تفسیر ہے کہ اس کے بعد کسی عربی یا فارسی تفسیر کی ورق گردانی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ بارہ جلدوں میں کامل ہے اور وزن دیکھئے تو بے نہایت عمدہ کاغذ مجتبائی کی چھپائی صحیح اور اعلیٰ ہے۔ پہلے اس کا ہدیہ ... تھا۔ اب صرف ... روپے تھوڑے روپے کی تھی ہے تیرہ روپے ... بذریعہ ریل کے ذریعہ منگائیے

تفسیر ام الکتاب مجلد

الحمد شریف کی تفسیر مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم کی شروع ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا ہی بدنصیب ہوگا جس کو یہ سورۃ یاد نہ ہو لیکن آپ نے سوچا بھی کہ اس میں کیا کیا معارف ہیں۔ اس کتاب میں الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ پورے ... صفحات میں آئے ہیں اولیاء اللہ کی ... حکایتیں اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ ... دنگ رہ جائینگے حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی حقیقت عرفانیہ کی آئینہ دار ہے اور اس میں صدہا اعمال بھی ہیں ... صفحات ضخامت قیمت عہ تھی اس کا ہدیہ مجلد ۱۲ ر ہے محصول ۷ ر

تفسیر سورہ یسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت دنیا کا زمانہ ہے عقیدہ قدم پر ڈگمگا رہے ہیں عقلی دلائل مانگے گئے ہیں تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے اور تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب پیرایہ میں مذہب کے احکام کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتا ہے صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم ہے اور مفصل ہے ایک ایک بات کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا یہ بہت سی تفسیرات کا عطر بھی ہے قیمت آٹھ آنے محصول ۲ ر

تاریخ و معارف قرآن

معلومات قرآنی کی بیش بہا کتاب، قرآن شریف پڑھنے کا لطف بھی پہلے اس کتاب کے مطالعہ کا ہے اس میں تاریخ قرآن وحی حفظ، نزول وحی، وحی کی تحریر جمع قرآن، قرآن کی حفاظت، علامات قرات اور قرأت کے مدارج، آداب تلاوت فضائل تلاوت، یعنی قرآن شریف پڑھنا، تلاوت کی کوتاہیاں، سجدہ تلاوت، اسی قسم کے قرآن شریف کے متعلق ایک سو سے زیادہ مضامین ہیں، مولوی سید نذیر الحق صاحب مولف کتاب ... کی تالیف ہے، قرآن شریف پڑھنے میں تو یہ کتاب ضرور پڑھئے، قیمت صرف دس آنے محصول ۲ ر

اوراد و وظائف مخدوم جہانیاں

جہاں گشت جب ہر طرف سے مایوسی ہو جاتی اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں مسائل تنگ و مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں پھر انسانی ہستی ایک سری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی انسانی کمال کا آخری زینہ ہے یہاں وہ شاہراہ ملتی ہے جس میں مجبور انسان وشمنان زمانہ سب ایک حالت میں ہوتے ہیں فقراء کی کرامات اور اوراد و وظائف میں حضرت ... ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف کو ہے جنہوں نے ایک عالم کا چکر لگا کر لکھے ہیں قیمت دس آنے محصول

چار ولیوں کے اعمال

۱۔ عملیات غوثیہ ابتدا میں حضرت غوث پاک کی سوانح حیات پھر خاص خاص اعمال ۴۸ صفحے۔

۲۔ عملیات صابریہ حضرت خواجہ صابر کلیری کے خاص عملیات اور انکی سوانح حیات ۴۸ صفحے

۳۔ عملیات چشتیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی سوانح عمری مع عملیات نادرہ مجربہ ۴۸ صفحے۔

۴۔ عملیات ہجویریہ حضرت داتا گنج بخش کے عملیات خصوصی مجاہدات اور سوانح حیات یہ سب ۱۹۲ صفحات کی کتابیں ہیں اور یکجا مجلد ہیں اعمال کی کتابوں میں ان کی بڑی شہرت ہے مجلد کی قیمت صرف ایک روپیہ محصول ۷ ر

کتاب التعویذات

یا علاج روحانی از عمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب محمد صدیق حسن خاں صاحب یہ بڑی تقطیع کے ۱۲۰ صفحے کی کتاب ہے اور اس میں ہر مرض کا روحانی علاج ہے اس کے علاوہ قرآن کریم کی تمام سورتوں کے اعمال و تعویذ ہیں اس لئے کوئی ایک بھی دینی یا دنیوی ایسی ضرورت نہیں ہو گی جس کا عمل وظیفہ یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو مصنف کی قابلیت تبحر علمی اس کتاب کے صحیح اور مجرب ہونیکی ضامن ہے ہر عمل تیر بہدف ہے اور ہر جائز ضرورت خدا کے فضل سے یہ کتاب پوری کرتی ہے۔ قیمت دس آنے

جواہر خمسہ کامل

عملیات مجربہ کی مخصوص ترکیب ہے جو ہر عامل کے لئے بے نظیر ہیں اس کے پانچ حصے ہیں اور ایک ہی جگہ ہیں حصہ اول میں ختم قرآن بسم اللہ اسماء حسنیٰ و یاسین کے مجرب اعمال و نقوش ہیں حصہ دوم میں اسمائے باری تعالے ختم خواجگان اور قرآن شریف کی ہر سورۃ کے اعمال و خواص ہیں حصہ سوم میں ... کے تابع ہونے کے اعمال و اوراد ہیں حصہ چہارم اذکار کے لئے مخصوص ہے جس میں تمام ضربوں کے خواص ہیں پانچویں حصہ میں اشغال ہیں ... متفرق نقوش ہیں بڑی مجرب کتاب ہے اور پچاس سال کی مقبول ہے قیمت دس آنے۔

شرح مثنوی مولانا روم

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی وہ کتاب ہے جو آج عالم تصوف کی جان ہے یہی وہ کتاب ہے جو تشنہ کامان طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے یہی وہ کتاب ہے جس سے دنیا نے تصوف شرق سے غرب تک ... شمال جنوب تک سیراب ہو رہی ہے کوئی صوفی صافی ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو صوفیوں کو کیا ضرورت علماء یکجا اور دنیا فقیر ملک اور اولیاء اللہ کی نظر ... غرض ہر قسم کے لوگوں کو ہر گھڑی اس کی ضرورت ہے ضخامت ... صفحات قیمت مجلد ... محصول ۱۲ ر

خاتم تصوف

مسائل طریقت کا فتاوی سلوک و معرفت الہیٰ کا رہنما اور اس تمام تعلیم کا مجموعہ جن کی سچا صوفی بننے اور اولیاء اللہ میں شامل ہونے کے واسطے ضرورت ہے جو باتیں کہ سالہاسال مرشد کامل کی خدمت کرنے سے حاصل ہوتی ہیں اور جو آداب و طریقے بزرگان دین کے ہاں مروج ہیں وہ سب اس کتاب میں بیان کئے گئے ہیں غرضیکہ ابتدا سے انتہا تک تعلیم تصوف کا بیان ہے اور اس کے آخر میں سارے اذکار و مراقبات بھی شامل کئے گئے ہیں۔ تصنیف حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز۔ مترجمہ مولوی یاسین علی صاحب قیمت ۸ ر

ہدایت الطالبین

کتاب کیا ہے دریائے طریقت کو کوزہ میں بند کر دیا ہے لطائف عشرہ دائرہ امکان عالم امر عالم خلق شغل نفی و اثبات ذکر اسم ذات تصور شیخ توقف قلبی بازگشت و توقف عددی علامات صغری و کبریٰ سیر آفاقی و انفسی کشف عیانی و جدانی مراقبہ و کشف رابطہ سیر دائرہ ولایت صغریٰ طریق توجہ و جمعیت حضور قلب مقامات عشرہ آداب جذبات افنا و تقلیب توحید وجودی دائرہ امکانی تجلی حیرت نا سوت غرضیکہ پوری کتاب میں تمام اسرار و رموز علم تصوف ہیں قیمت چودہ آنے صرف محصول ۲ ر

آداب عبادت

معاملات کے علاوہ اگر وہ خدا کے بتائے ہوئے طریقے پر ہیں تو وہ عبادت ہیں ... مشغول ہو جائیں گے ... حضرت امام محمد غزالی کی کتاب ... آداب طہارت آداب عبادت آداب نماز رہنے سہنے کے آداب ... گناہ و دل کے ... خصائل ... مسلمانوں میں ... اس قدر ضروری کتاب ہے کہ ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا ہونا بہت ضروری ہے ضخامت ۴۰۰ صفحات قیمت چار آنے ... پیشگی ساتھ منگانے

شاہ جیلان

یا گیا رھویں والے پیر یعنی غوث الاعظم کی الیسی مکمل سوانح عمری ہے جو بالکل مستند و غیر مشکوک ہے مؤلف کتاب ہذا نے لکھی ہے آپ غوث پاک کیسے ہوتے ہیں اس کے علاوہ (۱) آپ کے مستند مناقب و فضائل (۲) علمیت (۳) پیدائش و حسب و نسب (۴) رکنیت و شیخیت (۵) حلیہ مبارک و لباس و خلق (۶) آپ کی تحصیل علم اور سیاحت و مجاہدات (۷) آپ کا طریقہ (۸) آپ کی فضیلت و برتری تمام اولیا پر (۹) تعلیمات غوث الاعظم (۱۰) کرامات غوث الاعظم (۱۱) آپ کی عبادت (۱۲) آپ کی ازواج اور اولاد ضخامت ۲۰۸ صفحات قیمت چھ آنے محصول ۲ ر

ملفوظات خواجہ

یعنی دلیل العارفین ملفوظات سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کی سوانح حیات بیان کی ہے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی تالیف ہے جو خواجہ کاکی اور خواجہ غریب نواز کے تعلقات کا تذکرہ ہے خواجہ کاکی کا روزنامچہ ہے جس میں خواجہ غریب نواز کی مجالس حسنہ کے حالات قلمبند کیے ہیں یعنی کہ حضرت خواجہ حسن بصری کے عارفانہ مقالات ہیں اس میں خواجہ صاحب حقائق پر حسب خدا عبادات کے متعلق توجہ دہ نکات ہیں کہ منزل و ذوق کا بے اختیار عادی ہونا پڑتا ہے ضخامت ۱۰۴ صفحات قیمت چھ آنے محصول ۲ ر

سیرت نظامی

یعنی حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی ابتدا سے انتہا تک مکمل تاریخ عمری آپکے والدین اور آپ کی پیدائش تعلیم و تربیت مجاہدہ فتوحات اور سخاوت و ایثار لنگر خانہ جہ [illegible] شفقت عنایت ارشاد و تلقین اسرار و نکات اور اوراد و وظائف وغیرہ کی مفصل بیان ہے نیز آپکے اکابرین خلفا اور تمام فرمانروایان وقت اور آپکے ہم عہد شاہان دہلی کے حالات بھی شامل کیے گئے ہیں اور بحالت آستانہ شریف کا بھی مکمل حال ہے ۳۱۲ صفحہ کی مجلد کتاب ہے۔ قیمت صرف ۱۲ ر

سوانح مولانا روم

اسلام کے اس صوفی شاعر نے جیسے بلند عرفان مثنوی کے ایک ایک شعر سے بہا رکھا ہے ان سے تو دنیا کے لوگ واقف ہیں انہوں نے شرح مثنوی کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے لیکن ان کے حالات زندگی بھی کچھ کم عجیب نہیں علامہ شبلی نے بہت ہی تحقیق و تدقیق کے بعد مولانا روم کے حالات مرتب کیے ہیں حقیقت میں عارفانہ سرمستی آپ کی تالیف سے بھی ہویدا ہے سوانح کے ساتھ ساتھ قابل مصنف نے مثنوی کا چیدہ اقتباس بھی لیا ہے بہت دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت رعایتی خاص چھ آنے محصول ۷ ر

بڑی سوانح رسول مقبولؐ

یہ کتاب بالکل صحیح اور مستند ہے نہایت سلاست زبان صحت مذہبی قبولیت کاغذ صفائی طباعت کے لحاظ سے آپ کی مستند تاریخ عرب اور میلاد رسول سے لیکر وفات تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں اس کتاب میں مصنف نے ایسے والہانہ انداز میں لکھا ہے کہ اس کا مطالعہ بچہ بصیرت افروز ہو کہ ہر کس و ناکس کا دل رسول مقبول کی محبت سے بھر جائے گا لیکن اس کا مطالعہ آپ کی حیات دینی میں خاص جوش پیدا کر دے گا ضخامت ۴۷۲ صفحہ قیمت بہت کم صرف ۱۲ر محصول ڈاک ۹ر کل ۱؍ ۵

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری ہے بڑی مستند احادیث سے ماخوذ ہے ۲۷۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے انبیا کے حالات سے ظاہر ہے کہ عجیب و غریب معارف سے بھرے ہوں گے سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر اشخاص کی سخت ترین ریاضت کے مقابلہ میں امت محمدیہ کی ہلکی عبادتوں کا اعلیٰ اجر ہے عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے اتنی ضخیم کتاب اور وہ بھی مجلد کتاب ہے قیمت ۱۲ر محصول ڈاک ۹ر کل ۱؍ ۵

امام ابو حنیفہ

کے حالات پڑھنے مسلمانوں کے لیے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا نہایت ہی ناموزوں ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارناموں اور دقیق مسائل کے معلوم کرنے کے لیے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام ابو یوسف کا یہ مابہ الامتیاز فخر بھی ہے ضخامت ۲۰۰ صفحہ قیمت صرف چھ آنے محصول ۷ ر

الفاروق

کیا اسلاف تھے اور کیا ہم ہیں یہ جاننا ہو تو الفاروق میں دیکھو امیر خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کی زندگی کے مختصر حالات ہیں وہ جلیل القدر ہستی ہیں جن کا ثانی زمین پر پیدا نہیں ہوا اور شیر کی طرح زبردست و عدل پرور خلیفہ تھے آپ کے عدل و انصاف کے حالات پڑھ کر معلوم ہوگا کہ عدل کیسے کہتے ہیں مساوات کے سر کا تاج دار اس جلیل المرتبت خلیفہ کی شان مساوات دیکھو بیت المقدس میں شاہانہ داخلہ کس طرح غلام سوار اور آقا پیادہ بڑے بڑے بادشاہ کے حال آیئنہ ہو ۲۶۰ صفحہ مجلد ۱۲ ر

چھپانوے اولیا

ان کے حالات ان کی کرامات ان کے خوارق ان کی تعلیمات ان کی والہانہ تبلیغ اسلام، ان کے اذکار ان کے اسرار باطنیہ ان کی الوہیت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے جس میں ۹۶ بادیان اسلام کے حالات ہیں اس کا نام تذکرۃ الاولیا ہے یہی وہ کتاب ہے جس میں کبار اولیا کے حالات ہیں اس میں ہندوستان کے بھی ہیں عراق کے بھی شامل ہیں اور ایران کے بھی مشرقی ترجمے کے لیے ہیں اور جدید ترین یہ کتاب خدا رسیدہ بزرگوں کی مکمل آئینہ ہے ۳۰۰ صفحات قیمت مجلد عہ محصول ۱۲ ر

ولیوں کے حالات

مولوی عبدالرحمٰن صاحب شوق امرتسری کی لکھی ہوئی کتاب بچوں اور عورتوں کے لیے ۲۸۰ صفحات بہت اچھی چھپی ہوئی اس میں حسب ذیل بزرگوں کے حالات ہیں غوث پاک حضرت اویس قرنی حضرت خواجہ معین الدین چشتی حضرت علاء الدین صابر کلیری خواجہ حسن بصری حضرت مالک بن دینار حضرت خواجہ فرید گنج شکر حضرت امیر خسرو حضرت خواجہ محبوب الٰہی حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر حضرت بایزید بسطامی حضرت جنید بغدادی حضرت ابراہیم ادہم حضرت مسلم ابو داؤد ماجہ قیمت صرف ۹ر محصول ڈاک ۳ر کل ۱۲ ر

سچا شہادت نامہ

سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے شہادت کی سب سے بڑی سب سے موثر اور سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے ایک واقعہ بھی غلط نہیں ہے شہادت نامہ میں غلو محبت امام میں غلطیاں نظر انداز ہوتی ہیں شہادت نامہ غلط روایات سے پاک ہے موثر اس قدر ہے کہ اگر ایک صفحہ بھی واقعہ شہادت کا آپ بلا آنسو بہائے پڑھ لیں تو دام واپس ہر ہر موقع پر انیس کے مرثیے ساتھ لگا دیئے ہیں اور تقریباً ہزار شعر تو میر انیس کے ہیں ضخامت ۳۰۰ صفحات ایسا شہادت نامہ آپ کی نظر سے نہ گزرا ہوگا قیمت مجلد عہ محصول ۸ ر

تصوف کے تین شاعر

سعدی حافظ خسرو

ان تینوں بزرگ شاعروں نے جو اسلام اور تاریخ کی خدمت کی ہے وہ آپ کو معلوم ہے شاعر ہی نہیں بلکہ زمرہ اولیا تھے علامہ شبلی نے ان تینوں کی سیرت و سوانح قلمبند کی ہے جو مستند ہونے کے لحاظ سے شبہ کی گنجائش نہیں رکھتی تینوں کی ضخامت ڈیڑھ سو صفحہ کے قریب ہے علیحدہ علیحدہ بھی ملتی ہیں ہر ایک کی قیمت تین آنے ہے اور تینوں جلدیں ایک آنہ کم میں ملیں گی پہلے جب یک ٹکٹ نے ضمیر جامع تھی تو فی جلد ۷ ر کو ملتی تھی

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے کہ جس میں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی کیلئے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام صحیح صحیح تجربہ کرکے درج کئے ہیں اس میں صابن سازی کے ہر قسم کے طریقے ہر قسم کے اچار شربت مربے وید کے خاص نسخے ڈاکٹری نسخے دانتوں کا صاف کرنا مصنوعی اشیاء عطر و عرق بنانے کا کام بوٹ پالش رنگ بنانا یا بنانا فوٹو گرافی گھڑی صاف کرنا وغیرہ فنون کے طریقے درج ہیں اس کتاب کو خرید کر بیسیوں بھائی روزگار سے لگ گئے صد ہا بھائی اس کتاب کے ذریعہ اپنی روزی کما رہے ہیں قیمت ۸ محصول ۶

استاد مرغی خانہ

یہ بہ ید الطبیع مرغیوں کی تجارت اور انکی پرورش سکھانیوالی تین سو صفحہ کی کتاب ہے اور جس میں ۱۴۴ صفحہ میں ہیں علاوہ مرغیوں کی پرورش کے بطخ اور بلبلوں کی پرورش تجارت کی راہیں بھی اس کتاب کے ذریعہ ملتی ہیں یہ تمام کمال کتاب بہتر کتاب ہے کیونکہ اس کا ہر بیان تجربہ سے لکھا گیا ہے اس میں ان مرغیوں کے حالات بھی ہیں جو [illegible] اس وقت تک نئی قسم کی ولایت سے آئی ہیں یا جدید مخلوط النسل ہیں تمام بیماریوں کے علاج ہیں اور ہر قسم دار ترکیب پرورش ہے

قیمت سوا روپیہ [illegible]

اسرار صنعت

جب ملی برکت نیوں سے آپ مضطرب ہوں اور معاش کی کوئی راہ سمجھ میں نہ آئے تو ایک پیسہ خرچ کرکے یہ کتاب منگا لیجئے اس کے بعد اپنی حالت کا جائزہ لیجئے اگر آپ کسی بڑے شہر میں ہیں تب بھی چھوٹے شہر میں ہیں تب بھی چھوٹے قصبہ میں ہیں تب بھی کتاب آپکو یکساں مدد دیگی ایک چوتھا بڑا سرمایہ جو جس قدر کا ہو اسی کے مطابق یہ کام بتا دیگی غرضکہ اس کتاب کے ذریعہ آپ بیکار و بے پیسے بیکار امداد اپنا سرمایہ فائدہ رسانی طرح لگا سکتے ہیں قیمت صرف دس آنے۔

محصول ڈاک ۶ / کل ۱۴ /

اسرار موثر

ورزش اگرچہ کتنا ہی عام ہو گیا ہو لیکن صحیح معنوں میں جب تک کہ تمام فنی باتوں سے واقفیت نہ ہو جائے اس وقت تک موثر ہونے کا لطف نہیں ہوتا موٹر کی معلومات کے متعلق گو انگریزی میں بڑا ذخیرہ موجود ہے لیکن اردو زبان میں کسی ایک کتاب کو بھی یہ امتیاز حاصل نہیں تھا کہ وہ پوری موٹر کی معلومات سے لبریز ہو، اس کتاب کے دو حصے ہیں معلم موٹر اور اتالیق موٹر اور یہ دونوں کتابیں پڑھ لینے کے بعد موٹر کے پرزوں کی تمام معلومات ہو جاتی ہے اور ہینڈل [illegible] کی استادی کی ضرورت نہیں رہتی اس کتاب کے پڑھنے کے بعد موٹر کبھی ذلیل نہ ہوگی قیمت کامل سوا دو روپے محصول [illegible]

عورت

بیچوں کی بیچوں پر حسن کی رعنائی دیکھنے سے پہلے ناز کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب عورت کی نسوانی زندگی کا کل فوٹو مع تمام پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت عورت کی تربیت عورت کے باغ حسن کی خوشبو چیں غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات ایسی نہیں ہے جو اس کتاب میں نہ ہو اس کتاب میں نہایت خوبصورت رنگین فوٹو بلاک اور علمی تصویریں ہیں بہت مقبول کتاب ہے اور ہاتھوں ہاتھ بک رہی ہے قیمت دو روپیہ محصول ڈاک ۸ /

کیف مواصلت

دنیا کے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں نہایت ضروری ایک مرد اور جوان مرد کیلئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیفیت افزا سر درد ہے جس پر دنیا کی بقا کا مدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں سرا دوں ستیاں ایسی ہیں جو صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پر در شعبہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے ممتاز ہو یہ کتاب مواصلت کے اس درجہ پر پہنچا دیتی ہے جہاں لذت ہی لذت ہے قیمت ایک روپیہ محصول ۷ /

دوشیزہ

اگر آپ لطف حاصل کرنا ہو تو یہ کتاب منگائیے ہندوستان کے سارے کوک شاستر ایک طرف اور یہ ایک طرف یہ صرف مطالعہ کی عیاشی ہی نہیں بلکہ طبی درجہ بھی رکھتی ہے ہر قسم کی عورت اور اسکے جذبات کا آئینہ ہے اور عورت کی پوشیدہ اندام کی کیفیات و حیات اور رگوں کی تصویروں سے اس کو موہ لینے کے صدہا مجرب طریقے اس کتاب میں ہیں صدہا فوٹو اندرونی اور بیرونی حصہ جسم کے ہیں عجیب غریب کتاب ہے بار بار چھپی اور ہر دفعہ ختم ہوئی اب پھر طیار ہوئی ہے قیمت مجلد تین روپے محصول ڈاک ۹ /

بہار شباب

صنفی کتابوں میں میرا اسلوب بیان کرنا امتیاز رہا ہے وہ جذبات کی بیجانی ہو یہ بہتر مطالعہ کے لئے خواہ کتنی ہی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن اصلاح اور پروگرام کا محتاج ہے جس کا ماحصل رکھکر انسان جوانی دیوانی کو تابو میں رکھکر چاہتا ہے کہ یہ لذت قائم رہے بہار شباب میں لیا ہی انتظام جوانی کی کیف انگیزی اور اس کو دوام کرنے کا لئے بڑے بڑے مجرب طریقے قاعدے نسخے ہدایات حفظ ما تقدم کی ہزارہا باتیں اور صورتوں کی اندرونی کیفیات کیمرہ دوں پر آئینہ کر دیا ہے [illegible] قیمت عدہ [illegible] ۶ /

شب نامچہ عروسی

ایک مست شباب دوشیزہ کا شب نامچہ ہے اور بہاگ کی چند راتوں کا وہ سرشار اور کیف انگیز الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ پڑھ پڑھ کے مسکیاں بھرنے لگے [illegible] چند نشاط فزا الفاظ کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ وہ ایسا سرمایہ ہے کہ پوشیدہ رازاسی کتاب میں ہے اتنی دلچسپ اور مفید معلومات سے پرشاید ہی کوئی کتاب ہو شب نامچہ عروسی میں بھرپور کیف گھونٹوں کے ساتھ ساتھ گیارہ علمی فوٹو بھی ہیں تاکہ دل و دماغ کے ساتھ آنکھیں بھی پر کیف ہوں۔

قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۷ /

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہ ہوں کے لئے تھا وہ اب عام ہے اس کتاب میں رجوع الشیخ نے لذت کے ہر چشمہ عورت کو ایسے انداز میں پیش کیا ہے کہ وہ لوگ جو ایک جوان آدمی کے ذہن میں عورتیں کھیتی ہیں شاید وہ اسکے پاس بھی نہ ہوں ارباب منقش نے عورت کے روپ میں اسے لذت ہی لذت ثابت کی ہو اور اسی طرح مرد کی قوت نہانی کو مزید قائم کرنے کے نسخے لکھے اور ہزاروں گرشتے ہیں اور اسی علاج کے سلسلہ میں ایک قسم وصل جو بیان ہوئی ہیں وہ ہزاروں معجون اور صدہا لذیذ مقویات تریاق و اکسیر سے زیادہ مقوی ہیں قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۷ /

لذت شباب

شباب یا جوانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یا ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس سے آپکو معلوم ہوگا کہ شباب کے عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں جن کا اثر سے کس طرح نامرد ہونا چاہئے تکرار شباب کس طرح وقت خزاں ہوتا ہے شباب کی رونق ہوتی دیوی کس طرح منتی ہو عورت عورت سے مرد مرد سے اگر اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں سرمستان شباب کو حیات تازہ بخشنے کیلئے صدہا تجربات ہیں ہیں فوٹو بلاک ہیں قیمت عہ محصول [illegible]

طلوع شباب

دوشیزہ جب جوانی پر آتی ہے تو اس کے جذبات کا اندازہ اس کتاب سے ہوگا اس میں وہ وہ باتیں ہیں کہ آپ عورت کی حیات معلوم کر سکے شش شدہ ۱۸ [illegible] ایک نوجوان جب شادی کی منزل میں قدم رکھے تو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اگر وہ دوشیزہ کے اندرونی جذبات سے آگاہ ہو کر اس باغ حسن کی خوشہ چینی کریگا تو پھر یہ اجتماع لذت دونوں کو ایک دوسرے کا دیوانہ بنا دے گی یہ دلچسپی وابستگی ہوگی جو دانت ٹوٹنے اور کمر جھکنے تک مستقل نہ ہوگی قیمت ۱۲ / محصول ۶ /

کتاب الاسلام

اسلامی معلومات کی تعداد میں سب سے بڑی کتاب ہے جس میں تمام مسائل کے علاوہ عقلی دلائل سے اسلام کو تمام مذاہب پر برتر ثابت کیا ہے بہت اچھے کاغذ پر طبع ہوئی ہے بارہ سو صفحہ کی مجلد چرمی کتاب ہے اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہر سال اس کا ایک ایڈیشن فروخت ہو جاتا ہے حیدرآباد سرحد کے عالم دینداد بادشاہ جنرال نے باوجود اردو زبان نہ جاننے کے پسند فرمایا ہے اور بہت سی جلدیں اپنی ملکیت کے کتب خانے کے لئے طلب فرمائی ہیں قیمت مجلد [illegible] روپیہ محصول ۱۲؍ [illegible]

اسلامی مسائل

تین سو پچاس صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی مستند کتاب ہے علامہ محمد یوسف خلیفہ امام ابوحنیفہ کی کتاب کتاب الفقہ کا آسان ترجمہ اور تلخیص مربوط ہے یہ کتاب ام الفقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں اس میں طہارت نماز روزہ حج زکوٰۃ نکاح طلاق خرید و فروخت آداب معاشرت بیع و شری لباس شکار دیوانی و فوجداری قوانین نیز زراعت تجارت کاشت صنعت غرضکہ زندگی کے شعبۂ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ ہو۔

قیمت مجلد ایک روپیہ محصول ۸؍

بہشتی زیور مکمل مجلد

مجلد چرمی نہایت اعلیٰ فقہ حنفیہ کا پورا انتخاب ہے اس میں [illegible] حصے میں حصہ اول اب تا [illegible] حصہ دوم طہارت اور نماز کے مسائل حصہ سوم زکوٰۃ حج قربانی حصہ چہارم طلاق نکاح و مہر حصہ پنجم معاملات حقوق معاشرت نوجوان حصہ ششم اصلاح باطن تہذیب اخلاق حصہ ہفتم اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی حصہ ہشتم نیک بیبیاں اور بزرگوں کی حکایتیں حصہ نہم ضروری اور مفید علاج حصہ دہم دنیا و دین کی باتیں حصہ یازدہم عورتوں کی لئے خاص خاص مسائل مصنفہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مجلد [illegible] صفحات

۹۰۰ صفحات قیمت مجلد دو روپے محصول ۱۲؍

مذہبی معلومات

اس کے لئے نئی روشنی کے ایسے لاکھوں ہیں جو بہا در کار ہیں ہدایت کے کہ مسلمان کہتے ہیں لیکن اسلامی تعلیمات سے قطعی ناواقف ہیں اور جب ان کے مذہب کی تعلیم کا سبب پوچھا جاتا ہے تو ہکا بکا ہوتے ہیں اور دنیا میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جو ان کو مطمئن کر سکے اور کرے کہ تو یہ ہمیں یاد ہے صرف یہ۔ اسلامی معلومات حاصل کر سکیں ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ کتاب ضرور دین کا مطالعہ کریں جو تمام اسلامی تعلیم کا نچوڑ ہے اور جس کے مطالعہ سے اتنی مذہبی معلومات ہو جائے گی کہ آپ کو کوئی بات دریافت کرنیکی ضرورت نہیں رہیگی قیمت ۱۲؍

نماز حنفی مدلل و مکمل

یہ وہ بے مثل عام کتاب ہے جو آج تک نہ تو اتنی بڑی کتاب شائع ہوئی ہے ۲۴۰ صفحات کی مجلد کتاب ہے ہندوستان کی معلومات کے سلسلہ میں اس سے بڑی کتاب آج تک طبع نہیں ہوئی اس میں وضو سے لیکر جنازے کی نماز تک ہر قسم کی نماز کے حالات ہیں اور ہر ہر نماز کے صد ہا مسائل ساتھ ساتھ درج ہیں جا بجا ترغیب کے لئے نقلیں اور صلحاء اکابرین سلف کی حکایتیں بھی ہیں غرضکہ جس مسلمان گھر میں یہ کتاب موجود ہے اس کو نماز کے کسی مسئلہ کے پوچھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی قیمت مجلد ڈیڑھ روپیہ ۸؍

نماز کی پانچ کتابیں

یہ کتابیں زمانہ نبوی کی حیثیت اور ضرورت کو مدنظر رکھکر لکھوائی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں (۱) نماز کی حقیقت و فلسفہ عجیب و غریب کتاب ہے (۲) ترغیب نماز اس میں نمازیوں اور بے نمازیوں کی جزا اور سزا ہیں ہیں (۳) نمازوں کی کتاب اس میں نماز پڑھنے کی تمام ترکیب اور دعائیں ہیں۔ (۴) نماز یوں کی کہانیاں یہ کتاب پڑھکر نماز پڑھنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے (۵) نماز و مسائل نماز اس میں جمعہ کے تمام مسائل و ترتیب وغیرہ ہیں

پانچوں کی قیمت بعد محصول ۷؍

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایسے ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو یہ وہ ذکر دیتی ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی بھی نہ چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا بیان اس کتاب میں نہ ہو غرضکہ نماز پڑھنے والوں کے لئے بھی ضرور منگانا چاہئے ایک مرتبہ پڑھ لینے سے مسئلے نماز کے بہت سے بڑے ضروری مسائل واقف ہو جاتے ہیں کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے یہ اور بھی مصنف نے بعد نظر ثانی کے چھپوایا ہے ۲۰۰ صفحات

قیمت مجلد صرف دس آنے

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن باطن میں اس کے ہزاروں فوائد پنہاں ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں آجائیں گے کہ نماز اچھے انسانوں کی ابدی ضروریات کو کس طرح پورا کرتی ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں مزید بیان کی گیا ہے نماز درج حصہ بتلایا گیا ہے کہ نماز ہی حل مشکلات ہے اور تمام نماز سے دینی اور دنیاوی فائدے اسی سے نصیب ہوتے ہیں ایک جدید الخیال مصری عالم کی کتاب سر الصلوٰۃ کا ترجمہ ہے قیمت چھ آنے۔

ہفت رنگ پنجسورہ

آپ نے پہلے کے تہا نوں پر رنگا رنگ کی تصویریں بھی ہوں گی دیکھیے ہی کاغذ پر سات رنگ میں یہ پنجسورہ چھپا ہے ٹائٹل پر رنگا رنگ کی رنگین کام ہے کاغذ ولایتی ارٹ پیپر ہے چھپائی متن کی نہایت ہی عمدہ کی چھپائی سے سرخ ہے خالی جگہ زرد رنگ کی تصویری نقشے ہیں ہر صفحہ پر ہفت رنگ بیل بوٹے جس میں بہت ہی خوشنما نقوش ہیں اور بعض جگہ سنہری کام ہے ہر دو ورق کے بیچ میں روغنی چکنا کاغذ ہے تاکہ چھپائی کی آب ہی خراب نہ ہو اگرچہ گراں ہے تو فقط جلدی ہے آپ کہیں نہیں منگا سکتے قیمت مجلد رعایتی ۱؍

دلائل الخیرات

مترجم مجلد حاشیہ و حل مشکلات کیلئے بڑی اکسیر چیز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے مندرجہ شرائط کی پابندی کی جائے ان کے اوصاف و اثرات بیان کرنے کے لئے ضرورت نہیں ہے جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے اس کی کوئی حاجت کبھی نہیں رکتی اس کے استعمال کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ اس کا عامل رسول کریم کی زیارت سے بھی مشرف ہوتا ہے یہ کیا نعمت کیا کم ہے وظائف و اوراد کے سلسلہ میں اس کتاب کی بڑی اہمیت ہے ۲۶۰ صفحات کی مترجم حاشیہ شدہ کتاب ہے کاغذ بہت اچھا ہے۔ قیمت مجلد آٹھ آنے محصول ۴؍

چوبیس قلم پانچ سورہ

یہ بہت ہی جلی قلم کا پارہ عم ہے اسمیں حسب ذیل سورتیں ہیں اور پورا پنجسورہ مترجم اور حاشیہ شدہ ہے سورہ یاسین سورہ فتح سورہ مزمل سورہ واقعہ سورہ رحمٰن سورہ ناشرہ سورہ نوح سورہ کہف سورہ تغابن سورہ ملک معہ خواص ہفت ہیکل شش قفل دعائے امن تعویذ نقش دعا تلقین دعائے تسبیح دعائے امن ہر بیماری اور دعائے گنج عرش کامل ضخامت ۴۰۰ صفحات بہت مقبول ہے جو کہ ہزارہا روپیہ ہوتا ہے فقط طبع ہو وہی سے بلکہ صفحہ بہ صفحہ حاشیہ شدہ۔

ہدیہ مجلد صرف چھ آنے محصول ڈاک ۷؍

جواہر القرآن

قرآن کریم وہ نعمت ہے جس سے تمام امراض روحانی شفا ہوتی ہے قرآن شریف سے بڑھکر کوئی چیز نہیں اور دنیا کی دنیوی و دینی کے حصول کے لئے اس سے بڑھکر کوئی ذریعہ نہیں علمائے صالحین اس بحر ذخار میں غواصی کر کے جواہر القرآن کا انتخاب کیا ہے اور ہر حاجت کے لئے پڑھنے کے لئے الگ الگ مقرر کیا ہے کہ جمعہ کے دن سے شروع کیا جائے ہر مقصد کیلئے تعمیلات قرآنی ہر منتہ کیلئے آیات کی تشریحات اور آیات و کل مشکل کے پاس بات ہے کے لئے عملیات آیات ہیں بار کتنی صفحات ۲۰۰ صفحات مترجم حاشیہ

اسلامی میاں بیوی

یہ تین سو صفحہ کی عجیب و غریب کتاب ہے اور جس میں ۲۶ باب ہیں جن کے ماتحت سو اور سو مضامین ہیں جو اسلامی میاں بیوی کی زندگی کے متعلق ہیں عورت کی حیثیت عورت کی ملکیت مذاہب عالم اور عورت کی حیات ازدواجی کی تعریف مختلف ممالک کی رسم مناکحت شادی بیاہ کی مختلف انواع عقد واحد کی تاریخ کثیر الازدواجی ایک مرد کے لئے ایک عورت اسلام میں طلاق پردہ اور عورت وراثت انتخاب نکاح وشادی عورت کی اہمیت اور زوجین کی نا اتفاقی بالکل نئی کتاب ہے ناپسند ہونے پر فوراً واپس کر دیجئے قیمت ۱۲ محصول ۷

بیویاں اور رانیاں

مسلمان شاہان ہند کی وہ نامور خواتین جنکے کارنامے آج تک تاریخ ہند میں ثبت ہیں اس کتاب میں جو نامور شاہی بیگمات اور رانیوں کے حالات ہیں جو اپنی جگہ مخصوص شہرت کی مالک تھیں ان میں حسین ترین بھی ہیں اور شاعرہ اور بہادر بھی جری اور صف شکن بھی ہیں اور ناز و انداز کی پیکر بھی ہیں اور مدبر بھی اور وہ ماہ پارے بھی ہیں جن کی چاند سی صورت پر سلطنتیں اور راجدھانیاں بھی قربان ہو گئیں بڑی دلچسپ اور سرشار کرنے والی ہے اور مرادصاحب کی پیش بہا تالیف ہے قیمت دس آنے محصول ۷

سات اخلاقی کتابیں

اس میں حسب ذیل سات اخلاقی کتابیں ہیں اور ہر کتاب عورتوں کے لئے بہترین اخلاقی ہے۔ ہدیۃ المستورات۔ عورتوں کی مذہبی معلومات۔ تعلیم النسواں۔ بچوں کو ادب سکھانے کے مضامین۔ نظام خانہ داری جیسا مضمون نام سے ظاہر ہے۔ کھانا پکانا ہر قسم کے کھانے پکانے کی ترکیب۔ ہنر آموزی لڑکیوں کی اسلامی تربیت۔ وغیرہ لیڈی ڈاکٹر اس میں مخصوص زنانی علاج ہیں۔ اخلاقی تعلیم مضمون نام سے ظاہر ہے کوئی کتاب علیحدہ نہیں ملیگی سب یکجا مجلد ہیں ۲۸۴ صفحات پر مجموعہ ہیں قیمت ۱۲ محصول ۷

میاں بیوی کے حقوق

اسلامی میاں بیوی کیسے ہوتے ہیں اور کیونکر ہو سکتے ہیں آج کتب میاں بیوی کے فرائض کی تعلیم ہوگی آپکا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ اس کتاب کے عامل بن جائیں ایک اچھی بیوی اور اچھا خاوند جب ہی بن سکتا ہے جب اسلامی احکام اور خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے یہ اسلامی جوڑا ایک ایسا عمدہ جوڑا ہوگا جس سے آئندہ نسلیں بہترین ہونگی دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا اس میں دونوں کے فرائض شرعی بتائے گئے ہیں اس لئے ان پر عامل ہونے کے بعد کبھی لڑائی نہ ہوگی قیمت ۸ محصول ڈاک ۶ کل ۱۴

خیر المونس مجتبائی

وعظ کی سب سے بڑی کتاب ترجمہ اردو زینۃ المجالس واعظوں کے لیئے نہایت ہی کارآمد وعظ و نصیحت کی دوسری سب کتابوں سے بے نیاز کرنیوالی ہے واقعات ہے اس کا ایک ایک بیان ایسا بسیط اور مکمل ہے جسکو واعظ بہت ہی کم بلا تکلف بیان کر سکتا ہے آیات بالکل کو جا بعنوان سے شروع کیا ہے اس کے اول مناسب نصوص قرآنیہ سے استدلال کر کے احادیث صحیحہ معتبرہ الکتب بیان کئے ہیں پھر صحابہ کرام کے صحیح آثار اور اسکے ضمن میں اکابر کے حالات اور بہترین تاریخی عبرتیں درج اس میں کی ہیں واعظ کے سلسلے میں اردو زبان میں اس سے بہتر دوسری کتاب نہیں ہے ۱۰۰۰ صفحات۔ قیمت صرف چار روپے

گھر کا مولوی

یہ پانچ سو صفحہ کی وعظ کی کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے اس میں ایک سات وعظ ہیں جس میں تمام امراض روحانی حرص حسد جب دنیا تکبر چوری تہمت بدگمانی بخل طمع غصہ غمازی زنا واطت غرضکہ ترتیب وار تمام نقائص نفسانی سے متعلق مواعظ اور نذرات ہیں نیز اسی طرح انوار الٰہی اور برکات ایزدی اخلاق حسنہ کے متعلق بھی بہت سے وعظ ہیں اگر اس کتاب کو منگا کر ہفتہ اپنے محلہ اور مسجد میں مسلمانوں کو جمع کر کے ایک وعظ بیان کر دیا جائے تو بہت فائدہ ہو قیمت ۸ محصول ۶

خطبات حیات

اردو داں میں سب سے زیادہ موثر خطبہ ہونے کا اعتراف ہے کہ علمائے اتفاق کر لیا ہے کہ اردو خطبات کے بغیر جمعہ کا یہ عظیم الشان مجمع مستفید نہیں ہو سکتا اسی لئے اردو خطبات کی کتابیں شائع ہوئی شروع ہو گئیں خطبات حیات ادارہ ہادی کی مرتب شدہ ہے اور اس میں بارہ مہینوں کے علاوہ عیدین کے بھی اردو اور عربی دو دو خطبے موضوع بیان بہت اہم انتخاب کئے گئے ہیں اور ہر خطبہ میں بشارت و نذارت دونوں شامل ہیں اسی لئے اس کے مواعظ ہر سامع کے لئے گرہ گیر ہو جاتے ہیں اب تو تقریباً ہر مسجد میں پہنچ گیا ہے ۲۰۰ صفحات قیمت مجلد ایک روپیہ

تازیانہ شیطان

یہ کتاب تازیانہ شیطان جو شرح تعوذ یعنے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت فصاحت کے ساتھ اس میں درج ہے شیطان کے بارہ میں قرآن شریف میں جس قدر آیات درج ہیں انکی تفسیر اور مطالب کا بیان شیطان کی سوانح عمری آدم علیہ السلام و تخلیق شیطان کی دشمنی تو شیطان کی مکاریاں اور فسوں سازیاں تخلیق آدم سے تا ایندم اس میں جا بجا تفصیلی حکایات ہیں جس سے مطالب عام فہم ہو گئے ہیں خصوصاً شیطان کے مکر و فریب کی ہر بات بہت دلچسپ ہے قیمت مجلد ۱۰ محصول ۶

تاریخ اسلام کامل

یہ مصنفہ مورخ اعظم جناب مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی امرتسری حصہ اول میں سنہ ہجری سے ایک صدی پہلے سے بعثت رسالت تک کے پورے حالات و واقعات ہیں ۴۵۰ صفحے حصہ دوم اس میں حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی کی خلافتوں کے حالات ۶۰۰ صفحات حصہ سوم اس میں شہادت امام اور خلفائے بنی امیہ کے حالات بہت وضاحت سے درج ہیں ۴۲۸ صفحے حصہ چہارم اس میں خلفائے عباسیہ اور بنی امیہ کی حکومت اندلس سلطنت اسپین کے حالات ہیں ۵۰۰ صفحات حصہ پنجم سلاطین ترکی کے حالات ہیں قیمت دس روپے محصول عمر

تاریخ مدینہ

عاشقان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک نادر کتاب ہے جس میں شہر مدینہ و مسجد نبوی اقدس کا نقشہ غلاف روضہ و مسجد نبوی کونسا مسلمان ہے جسے آقائے نامدار کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو یقیناً ہر مسلمان کو جس کو حضور سے محبت ہے اسے شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا لہٰذا ہم نے صدہا تاریخ کی مستند کتب سے مدینہ منورہ کے حالات اخذ کر کے یہ کتاب تیار کرائی ہے حضور اقدس کے عہد مبارک سے لیکر موجودہ سلطان حجاز تک کے تمام حالات کا مجموعہ ہے بہت مقبول کتاب ہے قیمت صرف ۱۲ محصول ۶

حیات ہارون رشید

خلفائے عباسیہ میں جلیل القدر بادشاہ ہارون رشید کی سوانح حیات اسی ابتدا میں تاریخ عرب حالات عہد رسالت شجرہ نسب خلفائے بنی امیہ کی تاریخ اس کے بعد عباسیوں کی تاریخ ہارون رشید کی تخت نشینی ہارون رشید کا زمانہ خلافت آل برامکہ زوال خاندان برامکہ ہارون رشید کی خلافت آخری زمانہ اور وفات ہارون رشید ہارون رشید کے بیٹیوں کے حالات زبیدہ خاتون ملکہ ہارون رشید کی لائف اور عروج و ارتقائے اسلام حیرت انگیز واقعات ضخامت ۴۲۲ صفحہ قیمت رعایتی بارہ آنے محصول ڈاک ۶

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا شرر لکھنوی تاریخ نگاری میں یکتائے زمانہ ہیں اور مشہور یگانہ روزگار ہیں علاوہ تحریری دلکشی کے جو انکی تصانیف کا جوہر ہے شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہو اس کتاب میں ذیل کے مشاہیر کے حالات ہیں محمود غزنوی علی بیگ حجاج بن یوسف قرہ جیلانی ابن رشد ابو الکلام ابن خیرمان یو نامی ہیت افلاطون الپ ارسلان نیر افغانی ان مشاہیر کے حالات پڑھنے سے معلومات میں اضافہ ہوگا ساتھ ساتھ لطف اٹھائیں گے قیمت رعایتی ۱۲ کل ۱۲

خواب نامہ صدیقی

آپکے خواب کی تعبیر کیا ہے یہ بات دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر مشغول رہتے ہیں جب آپ کوشش کر کے صحیح تعبیر بتلانے والا نہیں ملتا اور اگر ملتا بھی ہے تو کوئی ایک آدھ کامل ایسا ہوتا ہے جو صحیح تعبیر بتا سکے یا خواب کے مضر و مفید اثرات معلوم کرنا چاہیں تو معلوم کر لیں یہ خواب کی کتابوں میں کمیاب ہے اس میں خواب کی قسمیں قابل اور نا قابل تعبیر خواب دونوں کے اثرات پیٹ کی خرابی تخیلات کا اثر اور فلسفہ خواب کے صدہا مضامین ہیں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں قیمت سوا روپیہ محصول ۷ ر

فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ ہے کہ استخارہ کر لیا کریں تاکہ اس کا انجام اگر ٹھیک ہو تو اس کو ترک کر دیا جائے اس میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب استخارہ قرآنیہ کا ترجمہ ہے اور اسکے علاوہ قرآن الانبیا فالنامہ پیغمبران فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ غوث الاعظم فالنامہ دلوائی حافظ فالنامہ مثنوی شریف شامل ہے یہ فالنامہ بہت ہی مقبول ہے اسمیں ایسے ٹھیک جواب ملتے ہیں جو شاید اور فالناموں میں ملیں اس لئے بہت فروخت ہوتا ہے قیمت صرف آٹھ آنے محصول ۶ ر کل چودہ آنے

غیبی اشارے

اگر قسمت کے پوشیدہ راز دریافت کرنا ہو کر اپنے مستقبل کا اندازہ کرنا چاہتے ہیں تو یہ کتاب منگائیے اس حیرت انگیز طلسمی کتاب میں تمام باتیں درج کر دی گئی ہیں جن کے مطالعہ کے بعد معلوم ہو جائیگا کہ آپ کی عمر کیسی گذری گی کاروبار کیسا چلیگا اور آنے والے معاملات کو آپ روک سکیں گے یہ ایک علمی کتاب ہے اس میں علم قیافہ علم شناخت تعبیر خواب علم نجوم علم رمل علم اعداد علم جفر سب کچھ موجود ہے علم حاصل کرنے کے لئے یہ کتاب منگا لیجئے بڑا صحیح حساب اس کتاب میں ہے قیمت صرف ۱۰ ر

کنز الحسین اردو

اس کتاب کا نام کنز الحسین ہے یہ اعمال و اوراد نقش و تعویذات کی بہت بڑی کتاب ہے ۴۳۲ صفحات پر تصنیف علامہ حسین شاہ کامل پہلے اور علامہ سادی شہزادہ کی کتابوں کا ترجمہ ہے چند یہ ہیں اسماء الٰہی کے اعمال اور تعویذات دعاؤں کلام اللہ کی آیات و خواص کا بیان ۳ نقش عملیات اور نقش پر کرنے کا طریقہ ۴ عزیمت اور دعا سیب ابجد تکسیر (۵) ساعات کیفیات اور طریقہ زکوٰۃ کیمیات پر ہیز (۶) سفلی علاج اور جنتر وغیرہ (۷) نجوم و رمل اور جفر مجلد کتاب ہے قیمت سوا روپیہ محصول ۸ ر

قاعدہ یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا یہ قاعدہ مقبول عام اور بہترین قاعدہ جو ہر سال تین تین چار چار لاکھ چھپتا ہوا ہو چکا ہے اس کی خوبیوں سے واقف ہیں وہ اسی کو منگاتے ہیں بہت ہی آسان طریقہ ہے اس میں سب سے بڑھ کر کتاب کی خوبی یہ ہے یعنی نقطے زبر زیر پیش اور حروف مرکبات کے پہچان لینے کے بعد پھر قرآن شریف پڑھ لینے کی ذرا بھی دقت نہیں رہتی مصنف کا دعویٰ ہے کہ یہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف چھ مہینے میں بچہ بغیر استاد کی مدد کے پورا قرآن شریف پڑھ لیتا ہے ۴۸ صفحات فی جلد ۳ ر عدد کے آٹھ

سلسلہ تعلیم الاسلام

جو کہ سلسلہ بچوں کی مذہبی تعلیم کے لئے علامہ حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا اس کے پانچ حصے ہیں اول قاعدہ ہے اسکے بعد پہلا حصہ جس میں عقائد کی ابتدائی حصہ اور طہارت دوسرا حصہ میں عقائد کی تفصیل نماز کا بیان تیسرا حصہ میں عقائد کی اونچی باتیں روزہ نماز چوتھا حصہ میں حج اور حقوق العباد وغیرہ ابتک ان رسائل کی تعداد تین لاکھ چالیس ہزار شایع ہو چکی ہے اور شاید ہی کوئی مکتب ایسا ہو جہاں یہ رائج نہ ہو پانچوں حصے ساتھ ساتھ ملتے ہیں اور الگ بھی مگر مجلد نہیں قیمت ۱۲ ر محصول ۷ ر

شرح کریما

جیسا مصنف ویسی ہی شارح، حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب نے کریما سعدی کی شرح کی ہے جو مردوں اور عورتوں بچوں سب کے لئے مفید ہے کریما کا ہر شعر کیا ہے اور اس کو حدیث رسول ہی ثابت کیا ہے، پھر اس کی شرح میں حقائق معارف، حکایات سلف صالحین، بیان کئے ہیں گویا یہ ہی وعظ کی ایک چھوٹی سی کتاب ہے اور بہت مقبول ہے مدارس اسلامی کے استاد بچوں کو یہ کتاب ضرور پڑھاتے ہیں اور تقریباً ہر جگہ داخل نصاب ہو گئی ہے عوام بھی اس سے بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قیمت صرف پانچ آنے

۸ - درسی مذہبی کتابیں

بچوں کی مذہبی معلومات بڑھانے کے لئے بہترین آسان کتابیں پہلے اسکی نعت منقبت وغیرہ کا بیان دوسری میں ایمان و عقائد وضو تیمم اذان وغیرہ تیسری نماز کی پوری تفصیل اور آسان مسائل چوتھی مرنے کے بعد پہلے کے حالات و مسائل زکوٰۃ پانچویں زکوٰۃ کا پورا بیان اور روزہ کا بیان چھٹی حج کا بیان اور حقوق کا بیان مفصل ساتویں ارکان ایمان اور ارکان اسلام معاشرت آٹھویں حقوق العباد دوکل اور گناہ صغیرہ و کبیرہ وغیرہ۔ آٹھوں کتابوں کی ضخامت ۴۸، ۶ صفحات یکجا مجلد ہیں۔ قیمت صرف ۱۲ محصول ۱۰ ر

استاد عربی

ابتو اکثر مدارس میں یہ داخل نصاب ہے اور مستعد اساتذہ نے نہ صرف اس کی تعریف کی ہے بلکہ اس کو بہترین کتاب بتایا ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے رسول کی زبان سے واقف ہو جائیں، اور خدا کی سب سے مقدس کتاب کو اچھی طرح پڑھنے لگیں تو اس کتاب کو منگا کر پڑھئے اور تھوڑا تھوڑا پڑھیے انشاء اللہ چند ماہ میں آپ کو عربی پڑھنی آجائیگی اور آپ ہر مہینے صرف ۶ ماہ میں خاصی اچھی عربی جان جائیں گے قیمت ۱۲ ر محصول ۷ ر

استاد انگریزی

میٹرک کے طالب علم ایم اے پی ایچ ڈی ایس سی اس کتاب میں آٹھ باب ہیں: ۱۔ علم الصوت یعنی انگریزی حروف کیونکر بولے جاتے ہیں ۲۔ صرف و نحو یعنی فقرے کیونکر بنتے ہیں باب سوم زمانہ متعلق فعل کی مشق کرائی ہے باب چہارم نفقرہ بنانا اور سمجھنے کے اصول باب پنجم روزمرہ کی بول چال باب ششم مثلیں اور محاورے باب ہفتم ترجمہ کرنے کی صورت باب ہشتم اردو سے انگریزی بنانا باب نہم خط و کتابت صرف ایک کتاب سے تھوڑے عرصہ میں خاصی اچھی انگریزی آجاتی ہے قیمت ۱۲ ر محصول ۶ ر

استاد تقریر

جادو بیانی وہ ہنر ہے جس نے ہزاروں بدل دیں لڑائیاں کے منہ پھیر دئیے ٹھنڈے مجمع کو شعلہ بداماں کر دیا تند مزاج کو برف کر ڈالا جادو بیانی کوئی خدا کی دین نہیں ہے جو نہ مل سکے آپکے الفاظ بھی جادو بن سکتے ہیں اور ایک ایک حرف سامع کے دل میں گھر کر سکتا ہے کتاب جادو بیانی منگائیے اس کو پڑھیے اس کی ہدایتوں پر عمل کیجئے اور دیکھئے کہ دنیا کے ساحر خطیبوں کا انداز تقریر کیا تھا تھوڑے دن بیچ مختلف دوستوں میں مشق کیجئے اور پھر مردِ میدان بنکر باہر نکلئے یہ کتاب واقعی جادو بھری ہے اس کا نام جادو بیانی ہے قیمت صرف ۶ ر

استاد تحریر

مدارس کے اساتذہ اور طلبا کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو اپنی تحریر میں زور پیدا کرنا چاہتے ہیں بہترین کتاب ہے اور اس قدر جلد مقبول ہوگئی کہ اب اسکے کامیاب ہونے کے متعلق شبہ نہیں رہا اس میں تحریر کے تمام پہلوؤں کو نمایاں کر سکتے ہیں اور مشہور اہل قلم کی تحریروں سے مطابق کیسے اور ابتدائی باتوں سے آخر تک تمام ہدایتوں کو ملحوظ کیا ہے اور یقین ہے کہ اس کتاب کے ذہن نشین کر لینے کے بعد آپ کی تحریر میں وہ دلکشیاں پیدا ہو جائینگی جن کی ضرورت ہے اس کا نام آسان مضمون نویسی ہے قیمت ۶ ر محصول ۸ ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ①

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ
مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ② وَاٰتَیْنَا مُوْسَی
الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ
دُوْنِیْ وَکِیْلًا ③ ؕ ذُرِّیَّۃَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّہٗ کَانَ

اِنَّ قَارُوْنَ کَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰی فَبَغٰی عَلَیْھِمْ ۠ وَاٰتَیْنٰہُ

تحقیق قارون تھا قوم موسیٰ کی سے پس سرکشی کی اوپر ان کے اور دیا ہم نے اس کو

قارون موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے تھا، پھر کثرت مال کی وجہ سے لوگوں کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا۔ اور اس کے مال کی کثرت یہ تھی کہ

مِنَ الْکُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَہٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَۃِ اُولِی الْقُوَّۃِ ؕ

خزانوں سے اس قدر کنجیاں اس کی بھاری ہوتی تھیں ایک جماعت قوت والی پر

ہم نے اس کو اس قدر خزانے دیئے تھے کہ اس کی کنجیاں کئی کئی زور آور شخصوں کو گراں بار کر دیتی تھیں جب کہ اس کو اس کی برادری والوں نے

اِذْ قَالَ لَہٗ قَوْمُہٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ ۝

جس وقت کہا اس کو اس کی قوم نے مت خوش ہو تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا بہت خوش ہونے والوں کو

سمجھانے کے طور پر کہا کہ اس مال و حشمت پر اترا مت، واقعی اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں فرماتا ہے

ف قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا ... کے اس کی خیر خواہی کرتے رہتے تھے۔ جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو قارون لگا پس و پیش کرنے۔ آخر کار معاملہ یہ طے ہوا کہ ہر ہزار دینار پر ایک دینار اس حساب سے بھی جب جوڑ لگایا تو ہزار ہا روپیہ ہوا جو مال کا ایک بڑا حصہ تھا، تو قارون سے نکلتا دکھائی دیا۔ تو اس بدبخت بخیل کو وہ گوارا نہ ہو سکا۔ لیکن زکوٰۃ نہ دینے کی صورت میں اپنی تمام قوم کے سامنے بدنام ہونے اور ذلت اٹھانے کا خطرہ تھا اس لیے اس نے اپنی تمام قوم کو اپنا طرفدار اور حضرت موسیٰ کا مخالف بنانا چاہا، اور تمام بنی اسرائیل کو بلا کر کہا کہ دیکھو جی موسیٰ تمہارا مال و اسباب لینا چاہتے ہیں، اور اس طرح کان دبا کر دید بنا بڑے شرم کی بات ہے۔ لہٰذا اب مشورہ کرو، اور کہو اب کیا کرنا چاہیے۔ سب نے کہا کہ حضور کی رائے سب سے غالب ہو ہم تعمیل کے لیے موجود ہیں۔ کہا ایک فاحشہ عورت کو مال کی طمع دے کر تجویز کرنا چاہیے کہ وہ ان پر تہمت لگا دے۔ غرض جب کہ ان حضرت موسیٰ وعظ فرما رہے تھے اور شریعت کے احکام سنا رہے تھے۔ اگر چہ کوئی چوری کرے گا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا، اور جو کوئی شادی شدہ زنا کرے گا اس کو سنگسار کیا جائیگا۔ اس پر قارون بولا کہ اگر تم ایسے فعل کے مرتکب ہو تو کیا ہو۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ میری بھی یہی سزا ہوگی۔ قارون ... کو قسم دے کر کہا کہ ... والے کی قسم کھا کر کہہ کہ اصل واقعہ کیا ہے۔ اس نے قارون کی

کتب مقدسہ کا درجہ اسلام میں

(۱) قرآن شریف (۲) بخاری شریف (۳) مسلم شریف

(۴) ترمذی شریف (۵) ابوداؤد (۶) ابن ماجہ (۷) نسائی

ان سب کو غور سے پڑھنے کے بعد ہر مسلمان عالم دین بن جاتا ہے اور اس کا بڑا درجہ ہے

آپ بھی

دین اسلام کے عالم بن سکتے ہیں، آپکے بھی اعمال دینی شرارہ دوسروں کے اعمال سے زیادہ وزندار ہو سکتے ہیں، یہ بہت نہیں ہے جو آپ کو نازل ہوئے آپ اور میرے شریک کار ہو جائیے خود بھی عالم دین بنئے اور جو آپکے ذریعہ سے علم دین حاصل کریں ان کا ثواب بھی کمائیے قرآن مجید مترجم میں نے چھاپ دیا وہ ترجمہ بھی ہے اور مفید بھی ڈیڑھ روپیہ مجلد کا ہدیہ ہے بخاری شریف کا ترجمہ بھی میں نے چھاپ دیا، وہ مترجم پوری بخاری ہے ۲ ہزار صفحات کی تین مجلد چرمی جلدوں میں ہے اور قیمت کامل سات روپے علاوہ محصولڈاک، اب تیسری کتاب مقدس مسلم شریف ہے جس کا ترجمہ چھاپنا شروع کرتا ہوں اس میں میرے ساتھ شریک ہو جائیے اور دین و دنیا دونو کا فائدہ اٹھائیے

کتب مقدسہ کا چھاپنا بہت بڑا کام ہے

اور مجھ جیسے بے مایہ کا تخیل بھی اس کی تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا تھا، اللہ کی کارسازی تھی کہ اس نے آپ جیسے معتمد حضرات کو میری مدد پر آمادہ کر دیا، کہ قران شریف بھی چھپ گیا، اور بخاری بھی، اور اپنے کام بنانے والے پر بھروسہ ہے کہ وہ تیسری کتاب مسلم شریف بھی آپ کے ذریعہ چھپوا دے گا، اب تک یہ ہوتا رہا کہ جو کتاب کی لاگت ہوتی تھی وہ پیشگی آپ سے لے لیتا تھا، اور اسی سے چھپوا کر آپ کو کتابیں بھیج دیتا، یہ تو میرا کام تھا، میری محنت تھی آپ کا روپیہ خدا کی مدد پورا کرا دیتی تھی، لیکن پیشگی روپیہ لینے میں بڑی زحمت ہوئی، دینے والے بیچارے ان کا تقاضہ درست، لیکن میں بھی اپنی جگہ بے قصور تھا، دس آدمیوں کے ہاتھ کا کام ہے، کس کس سے وعدہ وفائی کی امید کروں، جو بھی اپنے وعدے سے پھرتا ذمہ داری میرے سر رہتی، اور پیشگی روپیہ دینے والوں کو جواب دیتے دیتے تھک گیا، پچھلے پرچے میں اعلان کیا تھا کہ پیشگی روپیہ لینا نہیں چاہتا، اور مختلف صورتیں بتائی تھیں، کہ روپیہ بھی آ جائے اور پیشگی کا تقاضہ بھی نہ رہے، افسوس کہ وہ صورت ناکام رہی، اور کل ۱۹ بھائیوں نے مسلم شریف چھپوانے والوں میں نام لکھوایا۔

مسلم جلد اول کی کتابت ہو چکی ہے

مسلم شریف کی ۲ جلدیں ہیں جس میں سے اول جلد کی کتابت بہت عرصہ ہوا ہو چکی، چونکہ طباعت کا انتظام نہ تھا اس لئے کتابت روک دی تھی خود میرے پاس روپیہ نہیں، کہ اپنے طور سے چھپوا لوں، اگر اور انتظار کرتا ہوں، تو مشکوٰۃ شریف کی طرح اس کی کتابت بھی ضائع ہو جائے گی مشکوٰۃ کی کاپیاں بیکار ہونے سے ۲۰۰ روپے کا نقصان ہو گیا، دیکھئے یہ نقصان کیونکر پورا ہوتا ہے، اب پھر مجبوراً درخواست کرتا ہوں کہ

تین روپے

پیشگی بذریعہ منی آرڈر بھیج دیجئے تاکہ مسلم شریف چھپوائی شروع کرا دوں دونو جلدیں ۱۲ یا ۱۳ سو صفحات کی ہونگی، کاغذ بخاری جیسا لگانا چاہتا ہوں۔ ایک ہزار جلدوں کے لئے پندرہ سو روپے کا کاغذ لگے گا۔ اس لئے پانسو بھائی اگر تین تین روپے بھیجدیں تو کام بن جائے۔

دینی نفع

تو یہ ہے، آپ کی وجہ سے جلد تر یہ حدیث شریف کی کتاب چھپ جائے گی۔ آپ سابقون الاولون میں ہونگے، چونکہ آپکے روپے سے یہ کتاب چھپے گی اسلئے آئندہ پڑھنے والوں کے ثواب میں بھی شرکت ہوگی۔

دنیاوی نفع

یہ ہے کہ بارہ تیرہ سو صفحات کی کتاب دو جلدوں میں اور دو نو چرمی کی جلد جس کی قیمت چھ روپے سے کسی طرح کم نہیں ہو سکتی تیار ہونے کے بعد آپ کو تین روپوں میں مل جائے گی، صرف محصولڈاک بعد میں دینا ہوگا۔

وعدہ

خدا کے بھروسہ پر صرف اس شرط پر کہ آپ پندرہ سو روپے ۱۵۔ اگست تک پورے کردیں تو ۱۵۔ اکتوبر تک کتاب روانہ خدمت کردونگا۔ اگر اس کے خلاف ہو تو آپ یہ نہ سمجھ لیں کہ میں نے کوئی کوتاہی کی۔ بلکہ کوئی ایسی ہی مجبوری پیش آگئی ہوگی، خدا کی ذات سے امید ہے کہ روپیہ ایک ماہ میں آگیا۔ تو وعدہ سے قبل ہی کتاب پہنچ جائے گی

اب میں نے بار

اٹھا لیا ہے تو آپ جلد تر اس رقم کو پورا کر دیجئے اکٹھی جلدیں خریدنے والے بیس روپے میں ۸ جلدیں لے سکتے ہیں بشرطیکہ رقم یکم اگست ۱۹۲۵ تک بھیجدیں۔

عبد الحمید مدیر مولوی دہلی

ہمالیہ پہاڑ جہاں سونا چاندی اور لوہے کی کانیں ہوتی ہیں وہاں کی چٹانوں سے بعنایت پروردگار یہ سلاجیت پیدا ہوتا ہے ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے عرصہ پینتالیس سال سے منگا کر طب ویدک طریقہ سے صاف کرتے ہیں جو کہ ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے

دنیا کی تمام اقسام کی جرانوں سلسل بول کی دور کرنے والی ہماری ...

اصلی سلاجیت

Asli Salajit

حکیم وید ڈاکٹروں نے متفق ہو کر تجربہ کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا بھر کی ادویات میں شدہ سلاجیت کی برابر ہر قسم کے جریانوں کو دفع کرنے والی کوئی دوائی نہیں جس کے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بن جاتے ہیں دو چار خوراک سے ہی فائدہ نظر آتا ہے ان سے سستی کمزوری یکایک غائب ہو جاتی ہے، کچھ دن استعمال کرنے سے ہر قسم کی دہات جریان اور کمزوری خواب میں احتلام ہونا نطفہ پتلا پڑنا، پیشاب کے ساتھ دہات کا جانا پیشاب کا بار بار آنا مثانہ کی کمزوری، نامردی ناطاقتی ہر قسم کا درد، دقہ کا درد، دماغی کمزوریاں، سر کا درد، چکر آنا، پاگل پن، مرگی وغیرہ ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتے ہیں، اور منی و پتلی دہات کو گاڑھا کرنا اس کے استعمال سے نیا خون پیدا ہوتا ہے، دل و دماغ اور جسم میں طاقت اور آنکھوں میں روشنی بدن میں پھرتی آ جاتی ہے، چہرہ پر رونق آ جاتی ہے، ایک ہی خوراک میں پیشاب کی جلن رک رک کر آنا دور ہو جاتی ہے، سات دن کے استعمال کرنے سے پرانے سوزاک کو آرام ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی خونی و بادی بواسیر کو دور کر دیتا ہے ہر قسم کے ریاحی درد، پاؤں کمر اور پسلی کا درد جسم کی ہر تکلیف کو اور ورم نزلہ کھانسی اور کف دمہ دق، تپ دق، خون تپلا پڑنا، پیٹ اور سانس کی بیماری کو دور کرنے کی طاقت اور تاثیر اس سلاجیت میں موجود ہے، ہر سال جو شخص کم سے کم ہماری سلاجیت کو ایک ماہ میں پانچ تولہ کھاتا رہے اور بچوں کو بھی کھلاتا رہے، تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچا رہتا ہے اور موٹا تندرست رہتا ہے اور عمر بھی زیادہ ہوتی ہے، ترکیب استعمال چھ زبانوں میں چھپی ہوئی ہے جو بلا قیمت بھیجی جاتی ہے اور قیمت بھی بغرض فائدہ خاص و عام بہت کم رکھی گئی ہے۔

پانچ تولہ کی قیمت سوا دو روپے دس تولہ کی قیمت سوا چار روپے بیس تولہ کی قیمت آٹھ روپے محصول ۵ چالیس تولہ کی قیمت ساڑھے پندرہ روپے اسی تولہ یا سیر بھر کی قیمت تیس روپے علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور

تصدیق ہماری سلاجیت کی صداقت میں یکہ دیو یونیورسٹی سے سند یافتہ مفتی قاسم علی صاحب ازہری امام و صدر انجمن طلباء مراد آباد تحریر فرماتے ہیں، آپ کا سلاجیت میں نے ذاتی طور پر بھی استعمال کیا۔ و نیز اکثر مریضوں پر استعمال کرایا، بڑی مسرت کے ساتھ منیجر ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کا صاف شدہ سلاجیت فی الواقعہ مفید اور بہتر چیز ہے۔ جریان قیلہ المنا، اور قیلہ الرکہ قوت میں پانی آ جانا اور ریگ الکلیہ و رفع سنگ مثانہ کے لئے بہتر ہے

عبدالحی پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوایا

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

ماہوار جریدہ



فی پرچہ



چندہ سالانہ



اردو مشکوٰۃ شریف

تقریباً چھپ کر طیار ہے، اس لئے فوراً تین روپے چار آنے بذریعہ منی آرڈر بھیجدیجے یا وی پی کا آرڈر دیں ۱۲ ستمبر ۳۵ء تک بلا جلد دو روپے مجلد چرمی ۶ میں مل جائے گی اس کے بعد مجلد چار روپے میں ملے گی. کیونکہ ستمبر ۳۵ء تک رب کے فضل سے سب دوش ہو جاؤنگا چار سو بھائیوں کے پیشگی روپے آئے ہوئے ہیں، دو سو کے قریب انکو دینی ہیں جنہوں نے اپنے روپوں کے بدلے کتابیں منگالیں، صرف چار سو باقی بچتی ہیں چاہیے آپ فوراً منگالیں یا آیندہ اڈیشن کا انتظار کریں، محصول ڈاک مذکورہ قیمت سے علیحدہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

نمبر خریداری آپ کا اس پتہ کے اوپر ہے جو اسی آپ کو بار بار کر بھیجا گیا ہے۔ وہ نمبر اس رسالہ پر کہیں نوٹ کر لیجیے اور جب آپ کو چندہ بھیجنا ہو یا رسالہ منگانا ہو تو اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

مولوی

جلد ۲۱ | بابت ماہ جمادی الاوّل سنہ ۱۳۵۴ھ | نمبر ۵

خطبہ

الحمد لله احمده واستعينه واستغفره واستهديه وأومن به ولا اكفره واعادي من يكفره واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله ارسله بالهدى والنور والموعظة على فترة من الرسل وقلة من العلم وضلالة من الناس وانقطاع من الزمان ودنو من الساعة وقرب من الاجل من يطع الله ورسوله فقد رشد ومن يعصهما فقد غوى وفرط وضل ضلالا بعيدا. اوصيكم بتقوى الله فانه خير ما اوصى به المسلم المسلم ان يحضه على الآخرة وان يامره بتقوى الله فاحذروا ما حذركم الله من نفسه ولا افضل من ذالك نصيحة ولا افضل من ذالك ذكرا وان تقوى الله لمن عمل به على وجل ومخافة من ربه عون صدق على ما تبتغون من امر الآخرة ومن يصلح الذي بينه وبين الله من امره في السر والعلانية لا ينوي بذالك الا وجه الله يكن له ذكرا في عاجل امره وذخرا فيما بعد الموت حين يفتقر المرء الى ما قدم فاتقوا الله في عاجل امركم وآجله في السر والعلانية فانه من يتق الله يكفر عنه سيئاته ويعظم له اجرا ومن يتق الله فقد فاز فوزا عظيما وان تقوى الله يوقي مقته ويوقي عقوبته ويوقي سخطه وان تقوى الله تبيض الوجوه وترضي الرب وترفع الدرجات فاحسنوا كما احسن الله اليكم. وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله واصحابه وسلم. اما بعد

برادران اسلام! یہ خطبہ حضور سرورکائنات کے ایک خطبہ میں سے اخذ کیا گیا ہے جو حضور نے سنہ ۱ھ میں جمعہ کے دن ارشاد فرمایا تھا اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

"ہر قسم کی ستائش خدا کے لئے ہے میں اس کی مدد کرتا ہوں وہ بخشش اور ہدایت اسی سے چاہتا ہوں میرا ایمان اسی پر ہے میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور نافرمانی کرنے والوں سے عداوت رکھتا ہوں میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے محمد اس کا بندہ اور رسول ہے اسی وحدہ لاشریک نے محمد کو ہدایت نور اور نصیحت کے ساتھ ایسے زمانہ میں بھیجا ہے جبکہ مدتوں سے کوئی رسول دنیا میں نہ آیا تھا علم گھٹ گیا تھا گمراہی بڑھ گئی تھی اسی آخری زمانہ میں قیامت کے قرب اور موت کی نزدیکی کے وقت بھیجا گیا ہے جو شخص خدا اور رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ راہ یاب ہے اور جس نے ان کا حکم نہ مانا وہ بھٹک گیا اور حد سے گزر گیا اور سخت گمراہی میں پھنس گیا۔

مسلمانو! میں تم کو تقوی اور پرہیزگاری کی وصیت کرتا ہوں بہترین وصیت جو مسلمان کو کر سکتا ہے یہ ہے کہ اسے آخرت کیلئے آمادہ کرے اور اسے تقوے کے لئے کہے لوگو! جن باتوں سے خدا نے تمہیں پرہیز کرنے کے لئے کہا ہے ان سے بچتے رہو اس سے بڑھ کر کوئی نصیحت ہے نہ اس سے بڑھکر کوئی ذکر مسلمانو یاد رکھو کہ آخرت میں اس شخص کے لئے جو خدا سے ڈر کر کام کر رہا ہے تقوی بہترین مددگار ثابت ہوگا۔ اور جب کوئی شخص اپنے اور اللہ کے درمیان کا معاملہ خفیہ وعلانیہ درست کرلیگا اور ایسا کرنے میں اس کی نیت خالص ہوگی تو ایسا کرنا اس کے لئے دنیا و آخرت دونوں کے لئے ذخیرہ ہوگا جبکہ انسان کو اعمال کی ضرورت و قدر محسوس ہوگی۔

مسلمانو! اپنے موجودہ و آیندہ ظاہر و خفیہ کاموں میں اللہ سے تقوی کو پیش نظر رکھو کیونکہ تقوی والوں کی بدیاں چھوڑ دی جاتی ہیں اور اجر بڑھا دیا جاتا ہے تقوی والے وہ ہیں جو بہت بڑی مراد کو پہنچ جائینگے یہ تقوی ہی تو ہے جو اللہ کی بیزاری عذاب اور غصہ کو دور کر دیتا ہے یہ تقوی ہی ہے جو چہرہ کو درخشاں۔ پروردگار کو خوشنود اور درجہ کو بلند کرتا ہے۔ پس انسانوں کے ساتھ احسان کرو جیسا کہ خدا نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے۔ برادران اسلام اس مقدس خطبہ نبوی کو غور سے سنئے کہ حضور آقائے دو جہان سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کن امور پر زور دیا ہے اس خطبہ میں سب سے زیادہ تقوی اور پرہیزگاری پر زور دیا ہے ایک جگہ نہیں دو جگہ نہیں بلکہ سارا خطبہ ہی تقوی اور پرہیزگاری اختیار کرنے کی تعلیم و ہدایت سے معمور ہے یہ تقوی کیا چیز ہے اور اس کے معنے کیا ہیں اور یہ اس قدر اہم کیوں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اس قدر زور دیا کہ سارا خطبہ اسی سے پر ہے۔

برادران اسلام! تقوی کے لغوی معنے تو ڈرنے کے ہیں اور اسلام کی اصطلاح میں اس لفظ کے معنے نہایت ہی وسیع معنے ہیں اور جب کبھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ مسلمان اپنی زندگی کے ہر ایک شعبہ میں اور ہر ایک شعبہ کے ہر آن اور ہر لحظہ میں اس امر کا لحاظ رکھے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں خواہ اس کا تعلق قول سے ہو یا فعل سے یا خیال سے یا گفتار سے ہو یا کردار سے میری یہ حرکت اللہ تعالے کے احکام و اوامر کے خلاف یا نواہی کے مطابق تو نہیں ہے اور اس سے اللہ تعالی کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوگی یا نہیں یا یہ کہ اس سے خدا ناخوش و ناراض تو نہ ہوگا غرض یہ کہ انسان اپنی ہر ایک حرکت پر سوچ کر کرے اور ہر ایک قدم یہ سمجھکر اٹھائے کہ خدا ہر وقت حاضر و ناظر ہے اور وہ عالم السر و اخفی ہے ظاہر و باطن خفیہ اور علانیہ سب سے واقف و آگاہ ہے اس لئے جو حرکت بھی سرزد ہو وہ احکام الٰہی کے مطابق ہونی چاہیئے اور ایسا نہ ہو کوئی ایسا قدم

عمل کی طرف آمادہ ہو جائے جو احکام الٰہی کے خلاف ہو یا جن چیزوں سے اس نے منع فرمایا ہے اس کے مطابق ہو۔ مسلمانوں بس اسی کا نام تقویٰ ہے اور اگر ہمارا معاملہ اس قسم کا ہو جائے یعنی ہم اپنی زندگی ایسی بنالیں کہ ظاہر و باطن ہر حال میں ہمارا ہر ایک عمل اور ہماری ہر ایک حرکت تقویٰ پر مبنی ہو تو پھر سمجھ لینا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مقدس کے مطابق خدا کی رضا مندی ہم کو حاصل ہو گئی ہے اور اس کے غصہ اور غضب سے ہم کو ہنوز نجات ملیگی!

برادران اسلام! اب ہمیں اس معیار پر اپنی زندگی کو جانچنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ تقویٰ کی کسوٹی پر ہماری زندگی ہمارے اعمال ہمارا خیال کہاں تک ٹھیک اترتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ہم سویرے جس وقت ہم اٹھیں اسی وقت سے یہ ارادہ کرلیں کہ زندگی کے کسی شعبہ میں بھی تقویٰ کے خلاف ہمارا قدم نہ اٹھیگا اور ہم اس ارادہ پر عزم صمیم کے ساتھ قائم رہیں اور پوری مضبوطی کے ساتھ اس کو پورا کریں۔

ہماری زندگی کے مختلف حصے ہیں ایک حصہ خانگی ہے جو ہمارے بال بچوں اور اہل و عیال سے متعلق ہے دوسرا حصہ بیرونی ہے جو پاس پڑوس اور جوار و ہمسایہ سے لیکر تمام قوم اور ملک تک پھیلا ہوا ہے اسی حصہ میں معاش و معاد کے معاملات آجاتے ہیں ایک حصہ زندگی کا بالکل ذاتی ہوتا ہے جس کا تعلق انسان کے ذاتی نفس سے ہوتا ہے۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم ان سب شعبات حیات پر نگاہ رکھیں اور ہر ایک موقع اور محل پر اپنے اعمال و افعال کو تقویٰ کی کسوٹی پر کستے رہیں مثلاً سب سے پہلے ذاتی زندگی کو لیجئے جس کا تعلق آپ کے اور ہمارے نفس سے ہے اس سلسلہ میں سب سے پہلے کھانا پینا پہننا اوڑھنا آتا ہے جب ہم کھانا کھائیں تو منہ میں لقمہ لینے سے پہلے ہم کو سوچ لینا چاہیئے کہ یہ لقمہ جو میں کھا رہا ہوں حرام کا ہے یا حلال کا یا مشتبہ ہے بہرحال یہ کھانا آپ کا ہی فراہم کردہ ہوگا۔ سوچنا چاہیئے کہ جن داموں سے کھانے کی اشیا خریدی گئی ہیں وہ دام حلال روزی کے تھے یا حرام کے خدا نے جو طریقے کسب حلال کے مقرر فرما دیئے ہیں انہی طریقوں سے یہ دام ہاتھ آئے تھے یا ایسے طریقے استعمال کرنے پڑے تھے جو جائز نہیں ہیں کسی کو دھوکہ دیکر کسی کو نقصان پہنچا کر کسی کا حق مار کر کسی پر جبر کر کے یا بہلا پھسلا کر تو یہ مال حاصل نہیں کیا کسی یتیم کا مال تو نہیں کسی بیوہ سے تو رقم مکر و فریب سے نہیں اینٹھی رشوت کا مال تو نہیں ہے ظلم و ستم کر کے تو یہ حاصل نہیں کیا اگر سارا مال ایسا نہیں تو اس کا کچھ حصہ تو ایسا نہیں جس کو حلال اور طیب مال نہ کہہ سکیں۔

بہت سے لوگ ہیں جو تجارت کرتے ہیں ان کا خیال ہوتا ہے کہ ہر قسم کی تجارت بالکل جائز ہے اور اس کے ذریعہ خواہ کسی طرح روپیہ کمائے وہ جائز ہے لیکن بہت سی ایسی صورتیں ہوتی ہیں جن سے حلال حرام ہو جاتا ہے یا کم از کم تقویٰ کے خلاف ہوتا ہے مثلاً کسی ایسی چیز کی تجارت کرنی جو خدا کی مخلوق کو نقصان پہنچانے والی ہو مثال کے طور پر کوکین کو لے لیجئے کوکین میں کسی قسم کا نشہ نہیں ہوتا اس لئے اس کو حرام نہیں کہہ سکتے اور چونکہ وہ حرام نہیں ہے اس لئے اس کا استعمال اور اس کی تجارت کو بھی فقہی اصطلاح میں حرام نہیں کہہ سکتے لیکن ہر شخص کو معلوم ہے کہ جس طرح شراب کے متعلق کہا جاتا ہے کہ صحت و زندگی اور اخلاق کے لئے مضر و مہلک ہے اس سے کہیں زیادہ کوکین انسانی صحت و اخلاق دونوں کے لئے تباہی بخش اور ہلاکت خیز ہے اس لئے جس طرح شراب کی تجارت حرام ہے اسی طرح کوکین کی بھی حرام ہونی چاہیئے شراب کی حرمت کی اصل علت نشہ نہیں بلکہ اس کی مضرتیں ہیں چونکہ کوکین میں شراب سے بڑھکر مضرتیں ملتی ہیں اس لئے حرام ہونی چاہیئے اور اگر یہ چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتی تو ضرور حرام کردی جاتی مگر یہاں صرف کوکین سے بحث نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ آمدنی کا ہر وہ ذریعہ جس سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہو خواہ یہ اخلاقی نقصان ہو یا مادی ایسے ذرائع سے مال جمع کرنا یا بنانا تقوے کے خلاف ہے مثلاً بدیشی کپڑے کی تجارت ہے کہ دیکھنے میں بظاہر ایک جائز تجارت معلوم ہوتی ہے مگر جب غائر نظر سے دیکھئے تو پتہ چلیگا کہ حقیقتاً یہ تجارت سخت مضرت رساں اور اگر اس کو اسی طرح جاری رہنے اور بڑھنے دیا جائے تو سخت مہلک ثابت ہوگی بدیشی کپڑے کے ذریعہ ہندوستان کا ستر اسی کروڑ روپیہ ہر سال ہندوستانیوں کی جیبوں سے نکل کر غیر ملکیوں کی جیبوں میں چلا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ روز بروز اہل ہند مفلس اور کنگال ہوتے چلے جا رہے ہیں یہ آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ ملک سے اتنی بڑی رقم ہر سال صرف ایک مد میں نکل جایا کرے تو وہ مفلس اور کنگال نہ ہوگا تو کیا ہوگا اور افلاس تمام اخلاقی برائیوں کی جڑ ہے افلاس کی وجہ سے جہالت کو ترقی ہوتی ہے اور جہالت ہر قسم کے معائب انسان کے اندر پیدا کر دیتی ہے خصوصیت کے ساتھ افلاس نے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ غیر ملکی کپڑے اور دیگر غیر ملکی اشیاء کا زیادہ استعمال کرتے ہیں اس سے ایک کھلا ہوا نقصان مسلمانوں کو یہ پہنچا ہے کہ کپڑے کی صنعت مسلمان جولاہوں کے ہاتھ میں تھی وہ بالکل تباہ ہوگئی اور اس کی جگہ باہر کے کپڑے نے لیلی جس سے مسلمانوں کا ایک طبقہ مخصوص طور پر تباہ ہوگیا اور اب بالکل اپنا پیٹ پال سکتے ہیں اسی طرح ہر ایسی حکومت کا مال خریدنا تقوے کے خلاف ہے جو مسلمانوں پر مظالم توڑنے اور ان کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو اگر ہم ایسی حکومت کا مال خریدیں گے تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ ہم بالواسطہ دشمنان اسلام کی مدد کریں گے اس کے بعد اہل و عیال کو لیجئے تقویٰ اور پرہیزگاری کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے معاملہ میں بھی اللہ سے ڈرتے رہیں اور یہ سمجھیں کہ خدا کی ایک امانت ہے جو ہمارے سپرد اس لئے کی گئی ہے تاکہ ہم اس کی رکھوالی کریں اور ان کی تعلیم و تربیت پرورش اور دیکھ بھال کی جو ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے اس کو پوری مستعدی سے ادا کریں اگر اس میں تقصیر واقع ہوگا تو یہ تقوے کے خلاف ہوگا خدا سے ڈرنے کے یہی معنے ہیں کہ خدا کی طرف سے جو فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں ان کو صحیح طور پر انجام دیں اس میں غفلت نہ برتیں مثلاً بچوں کی تعلیم کا مسئلہ ہے اس کے سلسلہ میں یہ خیال رکھنا تقویٰ ہے کہ تعلیم ایسی دی جائے کہ بچے بڑے ہو کر سچے مسلمان اور مومن ہوں اپنی دین اور دنیا دونوں کو سنوار سکیں ایسی تعلیم ہونی چاہیئے کہ کوئی پہلو کمزور اور ناقص نہ رہ جائے ساری توجہ دنیا کے درست کرنے پر مرکوز کر دینا اور دین کی درستی پر بے توجہی برتنا تقوے کے سراسر خلاف

ہے کیونکہ بچوں کی اصلاح دین کی ذمہ داری والدین ہی پر عائد ہوتی ہے اگر دین کی تعلیم والدین سے بچوں کو دلائی اور وہ بڑے ہو کر بے دین ہو گئے یا دین کی طرف سے غافل ہو گئے یا دین کا پورا احساس ان کے اندر باقی نہ رہا تو اس کی ذمہ داری سے والدین بچ نہیں سکتے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے باز پرس فرمائے گا دینی تعلیم و تربیت کی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ والدین اپنے بچوں کو اس قابل بنا سکیں کہ دنیا میں سرخرو اور سربلند ہو کر زندگی بسر کریں یہ نہ ہو کہ دنیا میں باعزت زندگی بسر کرنے کی ان کے اندر کوئی صلاحیت اور اہلیت ہی نہ ہو اور وہ بے وقار ہو کر زندگی گذاریں تقویٰ اور پرہیزگاری کے یہ معنے نہیں کہ اللہ اور اس کا رسول جس قسم کے انسان دنیا میں پیدا کرنا چاہتے ہیں ہم کوشش کریں کہ ہماری اولاد بالکل ویسی ہی ہو یعنی دین اور دنیا دونوں جگہ سربلند اور سرفراز ہو۔

اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال کے بعد ہمسایہ اہل شہر اور اہل ملک اور اپنی قوم کی باری آتی ہے یعنی اپنے گھر کے باہر جو قدم بھی اٹھائیں وہ تقویٰ سے باہر نہ ہو کوئی بھی معاملہ ہو کسی کے ساتھ ہو اور خواہ کیسا ہی معاملہ ہو اس امر کی کوشش مدنظر رکھنا اس میں حصہ لینا چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول کی خلاف مرضی نہ ہو مثلاً آپ بازار میں گئے تاکہ کوئی سودا خریدیں اور سودا خریدتے وقت آپکا فرض ہے کہ پہلے دیکھ لیں کہ جو چیز آپ خریدنی چاہتے ہیں اس کی ضرورت آپکو ہے بھی یا نہیں یا بلا ضرورت محض نفس کی خوشی پوری کرنے کے لئے وہ چیز خرید رہے ہیں اگر بلا ضرورت کوئی چیز خرید رہے ہیں تو یہ اسراف ہوگا جس کی قرآن پاک نے ممانعت کی ہے اور اسراف کرنے والے کو شیطان کا بھائی بتلایا گیا ہے۔

اس کے بعد یہ دیکھنا چاہئے کہ جو چیز ہم خرید رہے ہیں وہ کسی ایسے ملک کی تو نہیں ہے جو ہماری قوم یا ملک کا دشمن ہے کیونکہ کسی ملک کی چیز خریدنی اس کی مدد کرنی ہے اور دشمن کی مدد کرنی ناجائز ہے ایسی مدد جس سے وہ ہم پر یا ہماری قوم یا ملک پر ظلم کرنے میں زیادہ طاقتور ہو مثلاً اٹلی کا مال خریدنا گویا اس کو مسلمانان طرابلس پر اور زیادہ مظالم کرنے کی دعوت دینا ہے۔

اس کے بعد یہ دیکھو کہ خرید و فروخت میں تم دوکاندار کو دھوکہ دیکر کھوٹے دام نہ دو اور اگر تم دوکاندار ہو تو گاہک کو دھوکہ نہ دو ایسا نہ ہو کہ بری چیز اچھی کہکر خریدار کو دیدو یا جھوٹ بول کر خریدار کو ٹھگ لو یہ سب باتیں ایسی ہیں جن سے پرہیز کرنا چاہئے اور یہی تقویٰ ہے۔

دوسرا ارشاد خطبہ مقدسہ نبویہ میں ہے احسنوا کما احسن اللہ الیکم یعنی لوگوں کے ساتھ احسان کرو جیسا کہ تمہارے ساتھ اللہ پاک نے احسان کیا ہے اللہ تعالیٰ کے احسانات کی کوئی حد نہیں ہے سب سے پہلا احسان تو یہی ہے کہ اس نے ہم کو انسان بنایا پھر اسلام کی نعمت سے مشرف کیا اس کے علاوہ اس نے آنکھیں دیں کان دیئے ناک دی زبان دی ہاتھ پاؤں دیئے اور سب سے بڑھکر یہ کہ عقل عطا فرمائی جس کے ذریعہ تمام کائنات سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں دنیا کی تمام نعمتیں مرحمت فرمائیں غرض یہ کہ خدائے پاک کے احسانات بے شمار ہیں ارشاد نبوی ہے کہ جس طرح خدا نے تم پر احسانات کئے ہیں اسی طرح تم بھی لوگوں پر احسان کرو احسان کے معنے یہ ہیں کہ بلا غرض اور بلا معاوضہ کسی کے ساتھ نیکی کرنا احسان کا لفظ بہت ہی وسیع المعنے ہے اس میں ہر قسم کی نیکی اور بھلائی داخل ہے جو بغیر معاوضہ کی جائے۔

برادران اسلام! اس ارشاد نبوی پر ہمیں اچھی طرح غور کرنا چاہئے اور اپنی زندگی کا اچھی طرح جائزہ لینا چاہئے کہ اس حکم نبوی پر اپنی زندگی میں ہم نے کہانتک عمل کیا ہے بلکہ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ ہر روز رات کو سونے سے پہلے اپنے دن بھر کے کاموں پر نظر ڈال لیں اور دیکھیں کہ اس ارشاد نبوی پر ہم نے کہاں تک عمل کیا یا نہیں شاید بعض طبائع میں یہ خیال پیدا ہو کہ جو لوگ اس قابل ہی نہیں کہ کسی پر احسان کریں وہ کیا کریں مگر ان کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ احسان کے معنے انہوں نے یہ سمجھ رکھے ہیں کہ روپیہ پیسہ سے کسی کی مدد کرنا ہی احسان ہے لیکن حقیقت میں احسان کے معنے صرف یہی نہیں ہیں کہ روپیہ پیسہ سے کسی کی مدد کی جائے بلکہ اس میں ہر قسم کی نیکی اور بھلائی جو دوسروں کے ساتھ بغیر معاوضہ کی جائے وہ احسان میں شامل ہے مثلاً اگر ہم اپنے اثر و رسوخ سے کسی کو نقصان پہنچنے سے بچا سکیں تو یہ بھی احسان ہے اور اگر یہ بھی نہ کر سکیں اور صرف کسی اندھے کا ہاتھ پکڑ کر اس کو کسی گڑھے وغیرہ میں گرنے سے بچا سکیں تو یہ بھی احسان ہوگا اگر کسی بھٹکے ہوئے مسافر کو راستہ بتلا دیں تو یہ بھی احسان ہوگا یہانتک کہ اگر کسی گمراہ کو نصیحت کے ذریعہ صحیح راستہ پر لگا دیں تو یہ بھی احسان ہوگا اور اگر یہ رہنمائی کسی دینی معاملہ میں ہو تو سب سے بڑا احسان ہوگا۔ بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک برؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ اما بعد یا معاشر المسلمین آقائے دوجہاں سرکار مدینہ محمد رسول اللہ پر درود و سلام بھیجو کہ حضور کے صدقہ میں دین و دنیا کی روشنی ملی اور ہم گمراہی سے بچ گئے اور تقویٰ و احسان کی تعلیم ہم کو تلقین کی۔ اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی پر جنہوں نے آنحضرت سے تقویٰ اور احسان کی تعلیم حاصل کر کے اس پر پوری طرح عمل کیا اور کبھی راہ تقویٰ سے قدم نہ ہٹایا اور یہ تقویٰ ہی تھا جس نے ان بزرگوں کو انبیاء کے بعد سب سے بلند و برتر مرتبہ پر پہنچایا اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے نواسوں اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ پر جو تقویٰ کی پیکر تھیں اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات پر جو تقویٰ و طہارت اور پرہیزگاری کی تصویر تھیں اور درود و سلام بھیجو عشرہ مبشرہ پر جن کو تقویٰ کی وجہ سے جنت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی اور درود و سلام بھیجو اہل بیت عائمہ اربعہ پر جو پرہیزگاری کا زینہ بنا کر معارج علیا پر پہنچے اے اللہ تمام امت محمدیہ کو توفیق عنایت فرما کہ وہ اتقا اور پرہیزگاری اختیار کریں اور احسان کرنے کی عادت ڈالیں اور تمام مخلوق الٰہی پر احسان و عنایت اور رحم و شفقت سے پیش آئیں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم عباد اللہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم

ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واعز واجل واتم واھم واعظم واکبر

شذرات

ایبی سینا کے خلاف اٹلی کے استعماری عزائم

ایبی سینا اور اٹلی کی کشمکش حاضرہ مغربی حکومتوں کی جوع الارض اور استعماری سرگرمیوں کا ایک زندہ مظاہرہ ہے جو ایک مشرقی کی آنکھیں کھولنے اور تنبیہ حاصل کرنے کا کافی سامان اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس کشمکش کو ہر چند عالمی جنگ کے مطابق زبان سے تجزیہ کیا جائے مگر حقیقت ہے کہ اٹلی جو کچھ کر رہا ہے وہ مغرب کے استعماری مقصد کی ایک کڑی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا ہے ایبی سینا کا اس کے سوا اور کوئی قصور نہیں کہ وہ ایک کمزور اور بے دست و پا مشرقی ملک ہے اور اٹلی کے سامنے صرف یہی مقصد ہے کہ وہ بڑھتی ہوئی اور تباہ حال آبادی کے لئے ایک نئی شکارگاہ تلاش کرے۔ ہمسایوں اور عصبۃ الامم کے طوفان میں کسی کی نظریں تہ تک نہیں پہنچتیں اور دنیا والے اصلیت سے محض بیگانہ ہیں ... ... حقیقت یہ ہے کہ عالمگیر اقتصادی بدحالی کی لہر نے اٹلی کو بھی بُری طرح تباہ کر دیا ہے اس کے رائج الوقت سکہ کی قیمت گر چکی ہے اس نے طلائی معیار ترک کر دیا ہے ۱۹۳۲ء کا ۱۴۱ ملین قرض بڑھ کر ۱۹۳۴ء میں ۴۹۴ ملین ہو چکا ہے ۱۹۳۲ء کا سات ملین طلائی ذخیرہ گھٹ کر ۱۹۳۴ء میں پانچ ملین رہ گیا ہے ۱۹۳۱ء کی سات ملین کے قریب درآمد بڑھ کر ۱۹۳۴ء میں ساڑھے سات ملین ہو گئی اور برآمد چھ ملین سے پانچ ملین ہی رہ گئی ۱۹۳۵ء میں ان حالات نے اور زیادہ نازک صورت اختیار کر لی۔

بیکاری برابر بڑھتی چلی جا رہی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ عام اضطراب خوفناک ہڑتالوں اور ہنگاموں کی صورت اختیار کر گیا ہے انتہا یہ ہے کہ فوج تک میں بغاوت کے جراثیم سرعت کے ساتھ پھیل رہے ہیں۔ میلان میں پانچ سو سپاہ نے بارکیں خالی کر دیں پلرما میں فوجیوں نے غضبناک ہو کر اپنے افسروں کو زد و کوب کیا۔ فلورنس میں بھی سپاہیوں نے ایک افسر کو مجروح کر کے زخمی کر دیا نیپلز اور میلان وغیرہ میں فوجی مظاہرے ہوئے ... کی کانوں سارڈینیا اور دیگر شہروں میں پر شور ہڑتالیں ہوئیں۔ سلطنت اپنی حکمرانہ مساعی کے باوجود ان شورشوں کا کوئی سدباب نہیں کر سکی ۱۹۳۴ء میں آٹھ ماہ کے اندر اندر چھ سو گرفتاریاں ہوئیں اس سے ماقبل و مابعد بھی بیشمار شورش پسند گرفتار و قید ہوئے اور پھانسیوں پر بھی لٹکے لیکن طوفانی لہریں سکون پذیر نہیں ہوئیں۔

حال ہی میں اسی صورت حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اٹلی نے مشینوں کو متروک قرار دے کر حکم دیا ہے کہ لوگ ہاتھ سے کام کریں تاکہ ایک کی جگہ دس افراد کام میں لگ سکیں لیکن ظاہر ہے کہ اس بین الاقوامی عہد میں تادیر یہ پالیسی کامیاب نہیں ہو سکتی اس لئے یہ نئی جنگ ملکیوں کی توجہ دوسری طرف مرکوز کرنے بیکاروں کو کام پر لگانے اور اپنی استعماری سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لئے جاری ہے جب ایسے حقیقی مفاد سامنے ہوں اور مقابل کمزور تو پھر کون کس کی سنتا ہے جمعیۃ اقوام اٹھی تو اس نے اسے ڈانٹ بتا دی

انگریزوں نے زبانی طور تو سو فیصدی صاف طور پر کہہ دیا کہ وہ ہمسایہ کے لوگوں کی رائے کی پروا نہیں کرتے یہ ہمارا اپنا معاملہ ہے اور صرف ہم ہی اس کا فیصلہ کر سکتے ہیں اور کریں گے۔ جریدہ "پکولو" نے برطانیہ کو ایک ڈانٹ پلاتے ہوئے واضح الفاظ میں لکھ دیا ہے کہ "اگر برطانیہ ہمارے حریف کے حق میں بولا تو ہم چند گھنٹوں کے اندر مالٹا کے جنگی و حربی استحکامات کو فنا کر کے رکھ دیں گے اور اس کی وہ حالت بنا دیں گے کہ یہاں کوئی متنفس بھی آباد نہ ہو سکے" ایک پکولو ہی نہیں تمام جرائد برطانیہ کے خلاف لکھ رہے ہیں اور طعنہ دے رہے ہیں کہ ہندوستان اور نصف دنیا ہضم کر کے بھی صلح صلح پکارنا انگریزوں کی کھلی ہوئی ریاکاری ہے۔ لکھا اندروں کے اخلاف بھی جا رہا ہے مگر برطانیہ کے خلاف زیادہ غصہ ہے۔

اس کی بھی ایک خاص وجہ ہے کہ اور سلطنتیں تو بہر دور ہیں مگر برطانیہ افریقہ میں اٹلی کی ہمسایہ ہے اور اس جنگ سے اسکے اپنے مفاد پر بھی اثر پڑنے کا اندیشہ ہے دریائے نیل کی ایک شاخ کا منبع جس سے کثرت پانی آتا ہے ایبی سینا ہی میں ہے سیاسیات کی دوستی کا کوئی اعتبار نہیں آج دوست کل دشمن ہو سکتے ہیں برطانیہ کو بجا طور پر یہ اندیشہ ہے کہ کل کوئی ناگوار صورت پیدا ہو جائے تو اٹلی دریا کا پانی روک کر سوڈان اور مصر دونوں کو خطرے میں ڈال سکتا ہے دوسرے اس کا اقتدار بھی برطانیہ کے لئے مضر ہے پہلا اٹلی کو نہر سویز ہی سے ہو کر گزرنا اور حملہ کرنا ہوگا یہی وجہ ہے کہ اٹلی برطانیہ کو زیادہ دھمکا رہا ہے ضرور اٹلی میں طاقت ہے لیکن نہ اتنی کہ وہ برطانیہ سے عہدہ برآ ہو سکے اور اسے ڈانٹ سکے مگر برطانیہ جانتی ہے کہ اگر وہ اٹلی سے بھڑ گیا تو میدان جنگ میں تنہا وہ اور اٹلی ہی نہ ہوں گے بلکہ ایک طرف برطانیہ جاپان پولینڈ اور جرمنی ہوں گے اور دوسری طرف فرانس روس یوگوسلاویہ اور اٹلی ہوں گے سب جنگ کے لئے تیار ہیں اور سب گھبراتے ہیں اسی لئے برطانیہ خاموش ہے۔

بہرکیف اس جنگ سے یہ بھی اندیشہ ہے کہ کہیں یہ جنگ بارود خانہ یورپ میں چنگاری نہ بن جائے اسی لئے ترکی نے بھی دردانیال کے استحکامات کی تعمیر شروع کر دی ہے یورپ کی سیاسیات نہایت پیچیدہ اور نہایت عسیر الفہم ہے جو دوست ہیں باہم ان کے قلب بھی صاف نہیں اور وہ دوست بھی مطلب کے دوست ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ برطانیہ اور جاپان فرانس اور روس کے دل باہم صاف ہیں فرانس جرمنی ہی کے خوف سے روس جیسے دیرینہ دشمن کا دوست بنا ہے بہرحال اٹلی ایبی سینا کے مقابلہ کی تیاری زور شور کے ساتھ کر رہا ہے اس نے اسلحہ سازی کا کام شروع کر دیا اور دو سو ہوائی جہاز بھی آمادہ پیکار ہیں قیاس یہ ہے کہ ستمبر آئندہ کے اواخر تک جنگ ضرور شروع ہو جائیگی اور خواہ یہ جنگ اٹلی اور ایبی سینا تک ہی محدود رہے مگر سیاسیات مغرب کے سمندر میں کھولاؤ اور تلاطم ضرور پیدا کر جائے گی اور آج نہیں تو کل یہ ہنگامہ تو دنیا کو ایک محاربہ عظیم میں مبتلا کر کے رہے گا۔

مسجد شہید گنج کا قضیہ

ابھی مسجد شہید گنج کے قضیہ اور

اس سے پیدا شدہ نتائج کا صد درجہ رنج ہے اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ چند غیر مآل اندیشوں کی کارفرمائی نے پنجاب کی دو شجاع اور شریف قوموں میں ہمیشہ کے لئے ایک عرصہ تک کے لئے مستقل معاندت کی بنائیں استوار کر دیں ہم نے بہت سوچا اور بہت غور کیا مگر ہماری سمجھ میں یہ راز اب تک نہ آیا کہ سکھ بھائیوں نے مسجد کو منہدم کرنے میں کونسا فائدہ سوچا تھا اور کیا پھل پا لیا جن کو اراضی کے سبب کے لئے صوبہ بھر کی آبادیوں کے قلوب کو مبتلائے اضطراب کر دینا اور قومیت و وطنیت کے مقاصد عالیہ کو پس پشت ڈال دینا اگر کوئی فلاطونی دانائی فرزانگی ہو تو ضرور سکھوں نے دانائی کی اگر کرپانوں اور لاٹھیوں سے مسلح ہو کر ایک احاطہ مقفل کر کے ہتھیار دار جنگلوں اور ہتھیار پولیس کے حصار میں شب تاریک کی ظلمت میں ایک نہتے مسجد کو شہید کر دینا کوئی دلاوری اور رستمی ہے تو بلاشبہ سکھ بڑے جری اور اس عہد کے اسفندیار ہیں لیکن ہم کہتے ہیں اور ببانگ دہل کہتے ہیں کہ وہ سکھ جو اس مسجد کے انہدام کے ذمہ دار ہیں وہ بہادر و دانا نہیں انتہائی بزدل بے ہمت غیر مآل اندیش معاملہ نافہم اور غیر دانشمند ہیں۔

انہوں نے اس فوری خیال پر کہ اب تیچے بیکار ہوتی ہی رہتی ہے اور مسلمان چند روز چیخ کر آپ خاموش ہو جائیں گے مسجد کے انہدام کا اچانک فیصلہ کر لیا اور عاقبت اندیشی سے کام لیکر نتائج پر نظر کی ایک بچہ بھی اسے سمجھ سکتا تھا کہ مسجد کے انہدام کو مسلمان ایک لمحہ کے لئے بھی سکون کے ساتھ نہ دیکھ سکیں گے اور یہ انہدام نئے مفاسد و فتن کا باب وا کر دیگا مگر ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سکھوں نے دماغی توازن کے متعلق پنجاب میں جو روایات زبان زد عام ہیں اس سے ان کی مزید توثیق ہو جائیگی انہیں سوچنا چاہیے تھا کہ دربار صاحب سے حکومت کے اثر کو دور کرنے کے لئے انہیں کتنا اضطراب تھا اور وہ اس پر کسقدر تعلی و رآتش بجنے ہوئے تھے مسلمانوں کے نزدیک مسجد محترم ہے اور جب یہ منہدم ہو گئی تو انہیں بھی اس سے ضرور صدمہ پہنچے گا۔ ضرور مسجد ایک سو ستر برس سے سکھوں کے قبضہ و تسلط میں تھی اور عدالتہائے دیوانی بھی کسی نہ کسی طرح اس پر ان کا تسلط تسلیم کر چکی تھیں اور اس سے انھیں اس کے بقاء و فنا کا حق بھی مل چکا تھا۔

لیکن کیا ہمیں سکھ اپنے سینے پر ہاتھ رکھکر بتا سکتے ہیں کہ وہ اسے مسجد نہ سمجھتے تھے اور نہ یہ جانتے تھے کہ اس کے انہدام سے ان کے مسلم بھائیوں کے قلوب بری طرح مجروح ہوں گے اور یہ مجروحیت مقاصد ملکی پر ایک کاری ضرب کی حیثیت رکھیگی ملائی دلیری یہ تھی کہ سکھ مسلم جوش کی طوفان باری دیکھتے ہی اعلان کر دیتے کہ گو مسجد تو قانوناً ہماری ملکیت بن چکی ہے مگر ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے جذبات کے احترام میں اسے ان کے حق میں دستکش کرتے ہیں" یہ اعلان جوش و ہیجان کے جہنم کو ٹھنڈا کر کے اس میں شکر و امتنان کی جنت بنا دیتا دونوں قوموں ہی کے درمیان تمام تلخیاں ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتیں بلکہ اس مثال کا اثر دوسری قوموں پر بھی بہت گہرا ہوتا اور سکھوں کی یہ رواداری تاریخ ہند کا ایک یادگار باب بنجاتی لیکن الٰہی دکور ذوق کا یہ کتنا کردہ مظاہرہ تھا کہ دلآزاری تو ایک طرف انہوں نے تو مسلمانوں کے اس مطالبہ کو بھی ٹھکرا دیا کہ مسجد بجنسہ حالت میں رہنے دی جائے اول تو مسجد پر قبضہ ہی ناجائز تھا کہ انہوں نے پونے دو سو برس ایک قوم کو ایک جگہ عبادت الٰہی سے روکے رکھا پھر صرف یہ کہ بیٹھے بیٹھے ترنگ میں آکر انہدام کا تہیہ کر بیٹھے بلکہ مسلمانو

کی استدعاؤں اور صاحب گورنر کی سعی پر اس کے التوا پر بھی تیار نہ ہوئے یہ کہنا کہ مسجد کے بقاء و قیام کی صورت میں مسلمانوں کا ایجی ٹیشن جاری رہے گا بالکل مہمل بات ہے مسلمانوں نے اس کے لئے کبھی کوئی وسیع ایجی ٹیشن نہیں کیا تھا ایجی ٹیشن ان کے تہیہ انہدام پر ہوا۔ عجیب بات ہے کہ جس مسجد کو سکھ اپنی حکومت کے زمانہ میں بھی منہدم نہ کر سکے تھے اور جسے ۱۷۶۲ء سے نیز نصف صدی تک انھیں منہدم کرنے کا خیال نہ آیا اسے منہدم کر دینا منہدم کرنے والوں کی نا عاقبت اندیشی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا انھوں نے اپنے فعل و عمل سے بہت سے لوگوں کا اتلاف کرایا سینکڑوں کی جراحت وزخم خوردگی کا باعث ہوئے اور رعایا و حکام دونوں کو گرداب اضطراب و سراسیمگی میں مبتلا کر دیا ہمارے نزدیک اس فتنہ انگیزی میں حکام کا افلاس تدبر بھی برابر کا شریک رہا انھوں نے ابتدا سے بے تدبیری و ضعف عزم کا رویہ اختیار کئے رکھا ان کی تمام سعی ہمارے نزدیک اجتماع نہ ہونے دینے اور عدالتی فیصلوں کو واجب التعمیل سمجھنے اور سمجھانے پر مرکوز رہی عدالتی فیصلے ضرور ہو چکے تھے مگر عمارت مسکونہ وہ ایسی نہ تھی جس کا تعلق انفرادی ہو مسجد تھی جس کا تعلق ایک پوری قوم سے تھا اس بیسویں صدی کے اندر آفتاب کی روشنی میں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ کوئی عبادتگاہ کسی سے چھین کر کسی کی ملکیت بنا دی جائے اور اگر کوئی عدالت کسی غلطی یا ناکافی ثبوت کی بنا پر ایسا کر گئی ہو تو اسے زمانہ کبھی صحیح تسلیم نہ کریگا۔

اگر حکام پنجاب ابتدا ہی میں عقل و تدبر اور دقیقہ رسی سے کام لیکر گو مگو کی پالیسی اختیار نہ کرتے اور قیام امن و امان کی مقتضیات کے پیش نظر وہ ایک طرف سکھوں کے جتھوں کو لاہور میں داخل ہونے سے روک دیتے اور دوسری طرف ذمہ دار سکھوں کو انہدام کا فیصلہ منسوخ کرنے پر مجبور کرتے تو ہرگز صورت حالات اتنی نازک نہ ہوتی لیکن غضب دیکھئے کہ حکام خود کو اتنا بے بس محسوس کرتے تھے کہ انہدام ہوتا رہا اور وہ ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم بیٹھے رہے بہرکیف گذشت آنچہ گذشت اب پہلی چیز تو یہ ہے کہ سکھ اور حکومت تو صدیوں اور برسوں مسلمانوں کے ساتھ رہنے پر بھی اب تک یہ نہ سمجھ سکے کہ وہ مذہب کے معاملے میں کتنے ذکی الحس واقع ہوئے ہیں اور اپنی حکومت کے زوال پذیر ہونے کے باوجود بھی ان کے لئے جانیں دے دینا آسان ہے مگر اپنے پیشواؤں اور عبادتگاہوں کی بے حرمتی گوارا کر لینا محال اور غیر ممکن ہے مگر اب فرزندان توحید کو حکومت پر سکھوں پر اور دنیا پر ایک مرتبہ اور یہ واضح کر دینا چاہیے کہ وہ امن و امان اور رفع شر و فتن کی خاطر جوش و ہیجان کے جہنموں کو بھی اپنے سینوں میں مدفون کر سکتے ہیں اور ہر قسم کی رواداری و معقولیت پر عمل پیرائی کو تیار ہیں کہ اس وقت اسی کی ضرورت ہے اور انھیں یہی کرنا چاہیے۔

پنجاب مسلم اوقاف وزکوٰۃ بل

اس پسماندگی و انحطاط کے عہد میں بھی مسلمانوں کے اندر بیدار مغز اور زمانہ شناس ہستیاں موجود ہیں جن کی انگلی ہمیشہ قوم کی نبض پر رہتی ہے ان میں ایک بزرگ میر مقبول محمود صاحب ہیں جنہوں نے مزارعین پنجاب کی بدحالی و بربادی سے متاثر ہو کر ساہوکارہ بل مرتب کیا تھا

اور جو مختلف انقلابات کی بھٹیوں سے نکل کر اب دوسرے نام سے پنجاب مسلم وقف ایکٹ کہلاتا ہے اور جس سے یقیناً مسلمانوں کو گرانقدر فائدے پہنچیں گے اب آپ نے مذکورہ بالا نام سے سنہ اوقاف و زکوٰۃ کی تنظیم کے لئے ایک جدید مسودہ قانون مرتب کیا ہے جو اگر منظور ہو گیا تو تنہا ایک یہی قانون زیادہ نہیں تو مسلمانوں کی تین چوتھائی مشکلات کے ارتفاع کا باعث و سبب بن جائیگا ہندوؤں اور سکھوں اپنے اوقاف کا انتظام بڑی حد تک نہیں تو ایک حد تک کر چکے اور اس سے برابر مستفید ہو رہے ہیں سکھوں کے ہاتھ میں بھی ضرورت پڑنے پر صرف کرنے کے لئے لاکھوں روپیہ ہر وقت موجود رہتا ہے صرف ایک مسلمان ہیں جن پر اور جن کے تمام امور حیات پر ایک انتشار اور ایک افسردگی طاری و مسلط ہے اور روپیہ کا قحط ان کی تمام آرزوؤں اور توقعات کے آفتاب کو سیاہ بنائے ہوئے ہے۔

اس نیلگوں آسمان کے نیچے اسی سرزمین ہند پر مسلمانوں کے ذاتی نہیں کروڑوں کے نہیں اربوں روپیہ کے اوقاف موجود ہیں جن کے مداخل اور جن کی آمدنیاں جو ملت کی صد ہا گرانبار ضروریات کی تکمیل ہو سکتی تھیں اور جن سے چمن ملت کی بہترین آبیاری و آراستگی کا کام لیا جا سکتا تھا زمانہ ناشناس اور غرضمندیوں کے ہاتھوں پڑکر بیدردانہ ضایع ہو رہی ہیں سر مقبول محمود صاحب کے مسودہ قانون کا منشاء یہ ہے کہ اوقاف کو ایک سلک میں منسلک کر کے ان کی آمدنیوں کو ایک مرکز پر لایا جائے ان کے جمع ہونے کے لئے ایک ہی خزانہ ہو اور ایک ہی محکمہ نیز یہ کہ اوقاف ساتھ اغیار کی دستبرد سے بھی محفوظ رہیں رہی زکوٰۃ تو وہ ایک اسلامی ٹیکس ہے جو سرکاری ٹیکس کی طرح سالانہ آمدنی پر نہیں بلکہ سالانہ بچت پر ہے افلاس و عسرت کے باوجود مسلمانوں میں آج بھی بیشمار صاحب نصاب افراد موجود ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کی محض ایک ایک سال کی زکوٰۃ سے ایک ایک اسکول ایک ایک یتیم خانہ اور ایک ایک اخبار چل سکتا ہے بل منظور ہو جانے پر مستطیع و متمول مسلمانوں سے ٹیکس کی طرح زکوٰۃ بھی وصول کی جایا کرے گی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصولی زکوٰۃ کو بہترین طور پر منظم کیا تھا ہر حصہ ملک میں محصلین زکوٰۃ مامور تھے یمن کو یت اور بحرین تک کے دور و دراز دیہات سے زکوٰۃ وصول ہوکر مدینہ منورہ پہنچتی تھی اور وہیں سے مستحقین کو تقسیم کی جاتی تھی حضرت صدیق اکبر نے منکرین و مانعین زکوٰۃ سے جہاد کیا تھا اسلامی حکم یہی ہے کہ زکوٰۃ انفرادی طور پر نہیں اجتماعی طور پر خرچ کی جائے ہمارے نزدیک اوقاف و زکوٰۃ کی تنظیم سے بدرجہ اقل دو تین کروڑ روپیہ سالانہ کی آمدنی مستقلاً ہو گی ظاہر ہے کہ اتنی گرانقدر اور وسیع آمدنی سے مسلمانوں کی تمام ضروریات بآسانی پوری ہو سکیں گی۔ بیواؤں اور یتیموں کی تعلیم و نگہداشت کا انتظام ہو سکے گا صنعتی مدارس اور کالج قائم کئے جا سکیں گے تبلیغ کے کام کو منظم طریق پر جاری کیا جا سکیگا حساس و زمانہ شناس امام مقرر کئے جا سکیں گے تجارت اسلامی کو فروغ دینے کی تجاویز عمل میں لائی جا سکیں گی ہر ملی تحریک کو بہ آسانی کامیاب بنایا جا سکیگا اور اوقاف کی نگہداشت و مرمت اور تحفظ کا کام بھی بطریق احسن انجام پا سکیگا غرض گلشن ملت میں ایک نئی بہار آجائیگی۔

سر مقبول محمود صاحب کی تجویز کوئی بدعت نہیں دنیائے اسلام میں تقریباً ہر جگہ یہی ہو رہا ہے اوقاف کی وزارتیں قائم ہیں اور عہد اسلام میں یہی ہوتا رہا ہے آپ نے اظہار رائے کے لئے یہ مسودہ مرتب کر کے ممتاز مسلمانوں اور انجمنوں کے پاس استصواب رائے کے لئے بھیجا ہے اس کے بعد اسے باضابطہ کونسل میں پیش کر دیا جائے گا ہمارے نزدیک اصولی اعتبار سے کسی کو بھی اس قانون کی ضرورت و اہمیت سے انکار نہیں ہو سکتا اور نہ ہونا چاہئے ہماری تجویز یہ ہے کہ یا تو اس کی اہمیت کے لئے ہر صوبہ میں اہل الرائے اصحاب کی با اثر کمیٹیاں بنجائیں اور وہ اجتماعی طور پر غور کر کے اپنی آراء کا اظہار کر دیں یا پھر دہلی جیسے مرکزی مقام پر غور و فکر کرنے کیلئے علماء و اکابر کا ایک جلسہ منعقد ہو کر اس پر قطعی طور پر اظہار رائے کر دیا جائے اس طرح اسے پبلک کی پشت پناہی بھی حاصل ہو جائے گی سردست تو پنجاب کے متعلق یہ بل مرتب کیا گیا ہے مگر اس کے بعد بہت جلد یہ مرکزی میں بھی پیش کر دیا جائے گا کاش مسلمان سمجھیں اور سنبھلیں اگر اس بہترین مسودہ کو بھی انہوں نے بازیچہ اختلاف بنا لیا تو یاد رکھیں کہ یہ ان کی رہی سہی عزت بھی مٹ جائے گی اور نہ ملک میں آنکھ اٹھانے کے قابل بھی نہ رہیں گے۔

جمعیۃ اقوام اسلامی

حال ہی میں یہ مسرت بار و مسرت خیز اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ غازی اعظم مصطفےٰ کمال کمال پاشا ایک جمعیت اقوام اسلامی کے قیام کی مستعدانہ مساعی میں سرگرم ہیں اور یہ ان کی سعی مشکور ہی کا ثمرہ ہے کہ مستقبل قریب میں بمقام طہران ایک عظیم الشان اسلامی اجتماع ہوگا جس میں تمام دنیائے اسلامی کے مندوبین اپنی سرکاری اور غیر سرکارانہ حیثیت میں شریک ہوں گے توقعات کی جا رہی ہیں کہ اس اجتماع میں مصر، حجاز، عراق، ترکی، فلسطین، یمن، افغانستان اور وسط ایشیا اور جاپان وغیرہ کے نمایندے شریک ہوں گے اور سب مل کر جنگ عظیم کے بعد یورپ کی جمعیۃ اقوام کی طرح جمعیۃ اقوام اسلام کو قائم کر کے منظم کریں گے۔

ان مبارک مساعی کے آغاز پر قبل ازیں اس بات کی دعوت دی گئی تھی کہ اس جمعیت کا اجلاس مصر میں منعقد کیا جائے۔ خواجہ نیاز حاجی نے وسط ایشیا میں اس کے انعقاد کی دعوت دی اور بھی دعوتیں موصول ہوئیں لیکن غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے پورے تدبر و تامل اور دانشمندی سے کام لیکر آقائے رضا شاہ پہلوی فرمانروائے ایران کی دعوت منظور کر لی اس لئے کہ ایران ایک آزاد و خود مختار اور بیرونی اثرات سے پاک ملک ہے اور عین وسط میں واقع ہے جو اہمیت اسے ایران کے انعقاد سے حاصل ہوگی وہ ترکی میں منعقد ہونے سے بھی حاصل نہ ہوتی کہ مغربی ممالک "پان اسلامزم" کا شور مچا کر ترکی کو سامنے رکھ لیتے اور مقاصد کی تکمیل میں کچھ روڑے اٹکاتے ایران کے متعلق یہ نہیں ہو سکتا یا ترکستان اور مصر و عراق بیرونی اثرات سے پاک نہ تھے غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے بہی پالیسی سے کام لیکر مغربی انداز میں یہ اعلان کر دیا ہے کہ اس جمعیت کے اجلاس میں اصلاحی امور زیر نظر رہیں گے اور اس کا منشا مذہبی و معاشرتی اصلاح کے سوا اور کچھ نہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ دل یورپ کی

ریشہ دوانیوں نے تمام دنیا کو مبتلائے اضطراب و ادبار کیا ہے اور اسلامی ممالک بھی پریشان ہو کر اپنے حفظ و دفاع کے لئے ایک جمعیت اقوام کی ضرورت محسوس کرنے لگے ہیں۔

اس کے سلسلے میں یورپ کی مساعی موجود ہیں۔ میثاق لوکارنو اور میثاق پیرس کے نمونے موجود ہیں جب دول مغرب متفق ہو کر قیام اتحاد کی سعی کر سکتی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ مشرقی فرمانروائیاں اور بالخصوص اسلامی حکومتیں کیوں نہ متحد ہو کر دنیا کے سامنے "بنیان مرصوص" بنکر آئیں قارئین کرام یہ سنکر مسرور ہوں گے کہ اس جمعیت کے قیام کے لئے غازی ممدوح انتہائی سرگرمی سے کام لے رہے ہیں اور تمام ممالک اسلامی اس مقصد پر متفق ہو چکے ہیں، اسی مجلس میں باہمی میثاق بھی مرتب ہو جائے گا اور عالم اسلامی کا یہ اتحاد از قوائے اسلامی کی یہ تنظیم فرزندان توحید اور ان کی قوتوں کے لئے بے حد مفید ہوگی پھر وہ خاطر خواہ ترقی کر سکیں گے اور کسی کو یہ جرأت بھی نہ ہوگی کہ ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ سکے کہ حقیقت میں اتفاق ہی طاقت ہے ہم دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ غازی ممدوح کی مساعی کو مشکور کرے۔

ہندوستان میں بیروزگاری

عالمگیر کساد بازاری نے یوں تو بڑی بڑی حکمران اور متمول اقوام کا کچومر نکال دیا ہے اور بیکاری اور بیروزگاری کی جو لہر ۱۹۳۰ء سے اٹھی ہے وہ ابھی تک ہر طرف تباہی و بربادی پھیلاتی چلی جا رہی ہے اور ابھی کیا ہے اگر یہی نظام سرمایہ داری چند سال اور قائم رہ گیا تو آپ دیکھ لیں گے کہ دنیا میں وہ انقلاب برپا ہوگا کہ سرمایہ داری سرمایہ داری ہی کو نگل لیگا۔ ایک تو مشنری کا زمانہ جب ایک ایک مشین ایک طرف تو سو سو اور ہزار ہزار اور دس دس ہزار انسانوں کی خدمت تنہا انجام دیتی ہے پھر اس پر باہمی مقابلوں میں کروڑوں نہیں اربوں روپیہ کا بہاؤ ارزانی اشیاء کی دیواروں کی تعمیر اور ہوشمندی و عیاری اور عزائم کا جوش ضرور دولتمند تو خزانے اکٹھے کرتے چلے گئے مگر غریبوں کی روٹیوں کے سہارے بھی چھن گئے ہاتھ پاؤں موجود ہیں محنت کو ہیں مگر کام نہیں مشینوں کے دیو سارا کام ہتھیائے بیٹھے ہیں اور جو باقی ہے اس کے لئے بااقتدار اقوام کی یہ سعی ہے کہ اسی کے فرزند سب پر قابض و مسلط ہو جائیں ایک کارخانہ قائم ہوتا ہے تو دو سو چھوٹے کارخانے تباہ ہو جاتے ہیں حال میں نگریا ضلع ایٹہ میں شکر سازی کا ایک کارخانہ کھلا ہم نے دیکھا کہ اس نے اپنے اردگرد تیس تیس چالیس چالیس کوس میں ہونے والی تقریباً پانچ کھنڈسالوں کو ختم کر کے زیادہ نہیں تو پانچ ہزار انسانوں کا رزق چھین لیا۔

یہ صورت ہندوستان ہی میں نہیں کم و بیش یورپ میں بھی قائم ہے ملک کے اندر بھی مقابلے ہیں اور باہر بھی جاپان برطانیہ کی منڈیوں پر قبضہ کرتا اور ہر جگہ اس کے مال کو شکست دیتا چلا جا رہا ہے۔ روس فرانس امریکہ اور اسٹریا بڑھا جانے کی سعی کر رہا ہے ان مشنری سرگرمیوں اور مقابلوں نے سب کا ناطقہ بند کر رکھا ہے جتنا مال تیار ہوتا ہے اتنا بکتا نہیں مصنوعی ضروریات پیدا کی جاتی ہیں نتیجہ یہ ہے کہ دیوالے نکلتے ہیں اور فرمانروائی و تمول کے باوجود مغربی ممالک کی تندرست اور کارکن آبادی میں پندرہ فیصدی نفوس بیکار بیٹھے ہیں اور شور و شغب برپا ہیں لیکن وہ بہر حال آزاد ممالک ہیں اور وہاں کے بیکار ہمارے باکاروں سے بھی اچھے پڑے رہتے ہیں وہ اپنے تمام ذرائع و وسائل ان کی اعانت و امداد کے لئے وقف کر دیتے ہیں اور وہ بھی فاقہ کشی سے اتنے ہوئے ہیں کہ بیروزگار دو وقت نہیں چار وقت شکم سیر ہو کر کھاتے ہیں غرض بھوکا نہیں مرنے دیتے اور مرنے دیں تو وہاں کے بیروزگار ایک دن میں اپنی حکومت کا طبقہ بنا کر دیں لیکن بدنصیب ہندوستانیوں کا اللہ ہی بیلی ہے۔

وہ ہندوستان جو صدیوں محسود عالم رہا جسکے ایک ایک عہد الفطر و سوالی کا سرمایہ اٹھارہویں صدی تک یونائیٹڈ انڈیا کمپنی کے پورے سرمایہ کے برابر تھا اور جس کے ذرائع و وسائل اتنے وسیع ہیں کہ وہ تنہا دنیا بھر کا پیٹ بھر سکتا ہے آج اس کے فرزند بیروزگاری کی مصیبت سے بھوکوں مر رہے ہیں حال ہی میں آل انڈیا نیشنل لیگ کے صدر مسٹر اوداتی نے ایک تقریر میں فرمایا ہے کہ ہندوستان میں بیکاروں کی تعداد تقریباً چار کروڑ ہے اور صرف مدراس میں تیس لاکھ اور تنہا کراچی میں تقریباً دس ہزار ہے یہ تعلیم یافتہ بیکاروں کے اعداد و شمار ہیں غیر تعلیم یافتہ طبقہ تو بے زبان طبقہ ہے صوبہ متحدہ میں ہم ایک نہیں متعدد اضلاع ایسے بتا سکتے ہیں جہاں کے دیہات کی اکثریت چنے چبا کر صرف شکر قندیوں اور جنگل کے پھلوں اور جڑوں پر بسر کرتی ہے اور تقریباً نوے فیصدی دیہاتی تنہا سڑے گلے غلے پر بسر کرتے ہیں اسی ملک میں دس کروڑ انسان ایسے ہیں جنہیں صرف ایک وقت سوکھی روٹی ملتی ہے اور نیم برہنہ زندگی بسر کرتے ہیں اگر ہندوستانیوں کی عسرت و افلاس کے صحیح اعداد و شمار اور صاف و نمایاں نقشے دنیا کے سامنے آجائیں تو وہ ہونک اور مبہوت رہ جائے اگر زراعت کی اصلاح و ترقی اور صنعت کے فروغ و ارتقا کی طرف توجہ کی جائے تو آج ہندوستان کی حالت میں انقلاب پیدا ہو سکتا ہے تعلیم یافتہ افراد کی بیکاری روز بروز خطرناک صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔

ضرور حکومت کو اپنی مصروفیات سے فرصت نہیں لیکن ہم ایک عرصہ سے متحیر ہیں کہ ہمارے قائد اور نمائندے بھی اس امر میں اتنے سرگرم نہیں جتنا کہ ہونا چاہیے ضرورت تھی کہ نظام تعلیم اور تعلیم میں انقلاب برپا کرائیں اور نئی اسکیمیں عمل میں لائی جائیں ہر سال اسمبلی اور کونسلوں میں قرار دادیں پیش کی جاتیں اور صنعتی مدارس کے قیام کے لئے پر شور آجی ٹیشن کیا جاتا ہم کہتے ہیں اور ببانگ دہل کہتے ہیں کہ جب تک اس باب میں کوئی انقلاب انگیز اجتماعی سعی نہ کی جائے گی اس وقت تک ہمارے مصائب و افلاس کا ہرگز خاتمہ نہ ہوگا اور نہ صنعتی مدارس قائم ہوں گے۔ اگر حکومت مدارس میں صنعتی جماعتیں کھولنے اور ان کے کامیاب شدہ طلبہ کو کام میں لگانے کے لئے کارخانے کھولنے پر زور دیا جاتا اور پیہم اصرار کیا جاتا تو اب تک یقینی کامیابی ہو چکی ہوتی۔

مسجد اور فرقہ وارانہ

دنیا جانتی ہے کہ ہم بین الاقوامی اتحاد اور ہندو مسلم بلکہ اتحاد کے زبردست حامی رہے ہیں اسلئے کہ حصول آزادی کی اولین شرط اہلیت اتحاد ہے اور اسلئے بھی کہ شرافت و رواداری اور انسانیت و عقل کا اقتضا بھی یہی ہے ہم نے ان افراد کو خواہ وہ کسی قوم و ملت سے تعلق رکھتے ہوں ہمیشہ نظر تحقیر و تنفر

دیکھا ہے جو دوسروں کے مذہبی جذبات سے کھیلتے ہیں ان کے پیشواؤں اور عبادتخانوں کی بے حرمتی کرتے ہیں اور ان کے لئے نا ملائم الفاظ استعمال کرتے ہیں فرقہ پرستی کے بھی ہمیشہ مخالف رہے ہیں لیکن ہم ان دوستوں کی روش کو سخت تعجب و حسرت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں جو مسجد شاہ چراغ کی واپسی پر خواہ مخواہ پیچ و تاب کھا رہے ہیں انھیں تو خوش ہونا چاہیئے تھا کہ حکومت نے ان کی ہمسایہ قوم کے زخموں پر مرہم رکھنے کی سعی کرکے خود کو قابل شکریہ قرار دیا مسٹر دھرم ولکی شنکھ نے تو حکومت کے اس فعل و عمل پر سختی کے ساتھ اعتراض کرکے اپنی رسوائی کا سامان ذاتیہ کیا ہی تھا مگر ہم یہ دیکھکر بہت متعجب ہوئے اور ہمیں سخت افسوس ہوا کہ ٹریبیون جیسے متین روزنامہ جریدہ نے اپنے کالموں میں ایک مسلسل شایع کرکے مسلمانوں پر سنگ باشی کی سعی کی ہے جس میں لکھا ہے کہ "مسجدوں اور گوردواروں کو جو کہ آجکل بعض غیر مذہبی مقاصد کے لئے بھی استعمال کیا جا رہا ہے اس لئے عین سول اسٹیشن کے اندر اور ہائی کورٹ، کرنسی آفس امپیریل بنک، تار گھر اور جنرل پوسٹ آفس کے پاس کسی ایک قوم کا فرقہ وارانہ اڈا قائم کر دینا ہرگز مناسب اور عاقبت اندیشانہ فعل نہیں۔"

بتائیے ایک "عبادتخانہ" کو "فرقہ وارانہ اڈا" قرار دینا کتنی مکروہ ذہنیت ہے نہ صرف یہ کہ یہ الفاظ لکھکر اس نے مساجد کی تحقیر کی بلکہ حکومت پر یہ واضح کرنا چاہا کہ اس مسجد میں نماز ہونے لگی اور یہ مسلمانوں کو واپس مل گئی تو اس سے یہ تمام سرکاری عمارتیں خطرے میں پڑ جائینگی ہمارے نزدیک تو اگر اس مضمون میں دانستہ مسجد کی تحقیر کی گئی ہے تو نادانستہ طور پر مندروں اور گوردواروں کو بھی معرض حقارت و تنفر میں لایا گیا ہے اس وقت ہندوستان کے بہت سے شہروں کے اندر عین ہندو آبادیوں اور سول اسٹیشنوں میں مساجد موجود ہیں مگر کیا ٹریبیون بتا سکتا ہے کہ اب تک کوئی ایک مسجد بھی ہندوؤں اور حاکموں کے لئے کہیں باعث خطرہ ثابت ہوئی ہے ہندوؤں سکھوں اور عیسائیوں میں تو زیادہ سے زیادہ صبح و شام عبادت ہوتی ہے مگر مسلمان کام کے مصروف گھنٹوں میں دن کے وقت بھی پانچ اوقات میں نماز پڑھتے ہیں اور وہ سرکاری دفتروں میں بھی نماز پڑھتے ہیں اسلئے مسلم ملازمین کے لئے سرکاری دفاتر کے قریب ہر جگہ مساجد کا ہونا ضروری ہے۔

مسجد چراغدین کہیں بھی واقع ہو بہرکیف مسجد ہے اور اسے ہر صورت میں مسلمانوں کو واپس ملنا چاہیئے تھا اور ہم حکومت کے ممنون ہیں کہ اس نے مسجد کی واپسی کا اعلان کر دیا اس قسم کی تلخ نگاریوں سے اس کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوگا کہ باہمی نفاق بڑھے اور یہ لوگ اپنا نام قومی غداروں کی فہرست میں لکھا جائیں۔

مسلمانان لاہور کا غیر مآل اندیشانہ اقدام

مسلمانان لاہور نے سول نافرمانی کا آغاز کر دیا مسجد وزیر خاں سے مسجد شہید گنج کی طرف روزانہ مسلمانوں کے جتھے جاتے ہیں عاید شدہ دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرتے اور گرفتار ہوکر قید کی سزا پاتے ہیں اس سے پہلے وہ گولیوں کے سامنے بھی سینہ سپر رہ کر شہید و مجروح ہو چکے ہیں لاٹھیوں کی ضربات سے بھی بہت سے مسلمان زخمی ہو رہے ہیں ایک ہفتہ سے ہڑتال کئے ہوئے ہیں یہ صورت حالات بہت تشویشناک ہے بلاشبہ انھوں نے اس طرح خانۂ خدا کے لئے اپنی جانیں تک قربان کر دینے میں تامل نہیں کیا اور دنیا پر ایک دفعہ واضح کر دیا کہ مسلمان کسی صورت میں بھی مذہبی توہین گوارا نہیں کر سکتا۔

اس سول نافرمانی اور قربانی کی تہ میں جو جذبات مصروف کار فرمائی ہیں وہ بھی قابل تحسین و ستائش ہیں اس طرح انھوں نے اپنی بیداری و زندگی کا بھی ثبوت فراہم کر دیا ہے مگر پھر ہم یہی کہیں گے کہ ان کا جوش کتنا ہی مخلص سہی مگر ان کا یہ اقدام بہت نتائج خیز اور غیر مآل اندیشانہ اور بے نتیجہ ہے اس سول نافرمانی سے کوئی بھی مفید نتیجہ مترتب نہیں ہو سکتا کیا سکھوں نے اور سول نافرمانی کی جا رہی ہے حکومت کے خلاف اور حکومت کیا کر سکتی ہے مسجد کی آراضی اس کے قبضہ میں نہیں جو وہ اسے چھوڑ دے اور نہ وہ عدالتہائے عالیہ کے فیصلوں کی صورت میں اسے سکھوں سے جبراً واپس دلا سکتی ہے جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا اور جو ہوا وہ بھی گو مسلمانوں ہی کی غفلت کا ثمرہ تھا اگر وہ پہلے اس جوش و تنظیم کا اظہار کرتے تو آج یہ نوبت نہ آتی اب سول نافرمانی کرنا اور جتھے بھیجنا خود کو ہلاکت میں ڈالنا اور غیر ذمہ دارانہ قدم اٹھانا ہے۔

شرعی حکم یہ ہے کہ کسی شہید ہو رہی ہو تو اس کی تحفظ مسلم فریضہ عمل ہے مگر ساتھ ہی اپنی جانوں کی حفاظت بھی فرض ہے خود کو ہلاکت میں ڈالنا ممنوع ہے۔ اب تو مسجد بھی شہید ہو چکی اس لئے اب کوئی اقدام بے نتیجہ ہوگا ضرورت یہ ہے کہ اس جوش کو صحیح راہ پر لگایا جائے اور اوقاف کے تحفظ کے لئے مستعدانہ سرگرمی سے کام لینا چاہیئے۔ جو اصحاب مسلمانوں کو سول نافرمانی پر ابھار رہے ہیں وہ گویا انھیں ہلاکت میں ڈال رہے ہیں ہڑتال سے بھی انھیں کو مالی نقصان پہنچ رہا ہے اگر ہماری آواز ذمہ دار اصحاب تک پہنچ سکے اور ہماری آواز ان کے کانوں میں گونجے تو ہم ان سے عرض کریں گے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں مقتضیات امن اور نیز اپنے مفاد کے پیش نظر سول نافرمانی بند کر دیں ہڑتال موقوف کرائیں اور کوئی ایسا اقدام نہ کریں جس سے مسلمانوں اور ان کے مقاصد کو نقصان پہنچے ہم اتنا لکھ چکے تھے کہ ہماری نظر قائدین پنجاب اور رہنمایان احرار کے اعلان پر پڑی انہوں نے بھی اس سول نافرمانی کی مخالفت کی ہے اور مسلمانوں سے بھی استدعا کی ہے ہمیں توقع ہے کہ مسلمان اب ہوشمندی سے کام لیں گے اور غیر قانونی اقدام سے احتراز برتیں گے کہ یہی راہ صواب ہے اور اسی میں ان کا اور ملک کا فائدہ مضمر ہے۔

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

پھر آگے فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان مشرکوں سے پوچھو کہ تم لوگ اللہ کے رسول کی نبوت پر تو گواہی چاہتے ہو لیکن تم نے جو بتوں کو اللہ کا شریک ٹھیرا رکھا ہے تمہارے پاس اس کی کیا گواہی ہے وہ پیش کرو اس پر یہ لوگ گواہی کے پیش کرنے سے عاجز ہو جاوینگے تو تم ان لوگوں سے کہدو کہ میں تمہاری ان شرک کی باتوں کے غلط ہونے کی گواہی دیتا ہوں اور اللہ یہ کہتا ہوں کہ ملت ابراہیمی کے موافق اللہ وحدہ لاشریک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور تم لوگ ملت ابراہیمی کے برخلاف ان شرک کی باتوں پر اڑے ہوئے ہو تو میں تمہاری ان شرک کی باتوں سے بیزار ہوں آدمی کی گواہی میں بھول چوک جھوٹ ممکن ہے اللہ تعالیٰ کی گواہی میں ان باتوں میں سے کسی بات کا شبہ نہیں ہو سکتا اس لئے اللہ کی گواہی بڑی گواہی ہے پھر فرمایا اہل کتاب کی کتابوں میں تو نبی آخر الزماں کی ایسی نشانیاں ہیں جن کے سبب سے وہ لوگ نبی آخر الزماں کو ایسا پہچانتے ہیں جس طرح ایک شخص اپنی اولاد کو پہچانتا ہے لیکن علم الٰہی کے موافق ان لوگوں کی قسمت میں بعضی کا ٹوٹا لکھا ہے اس لئے ان لوگوں نے اپنی کتابوں کو بدل ڈالا اور خود بھی نبی آخر الزماں کے منکر ہو گئے اور انجان سمجھکر تم لوگوں کو بھی یہ دھوکا دیا کہ ان کی کتابوں میں ان نبی آخر الزماں کی نبوت کا کہیں پتہ نہیں ہے آخر میں فرمایا مشرکوں کا یہ شرک اور اہل کتاب کا یہ نبی آخر الزماں کی نبوت سے انکار اللہ پر ایک جھوٹ باندھنا ہے جو لوگ یہ کام کر رہے ہیں وہ اپنی جان پر ایسا ظلم کر رہے ہیں جس کے سبب سے وہ دین و دنیا میں کبھی فلاح کو نہ پہنچیں گے۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے عمران بن حصین کی حدیث اوپر گذر چکی ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ علم ازلی کے موافق جو شخص دوزخ میں جانے کے قابل پیدا ہے اور باوجود ہر طرح کی فہمائش کے وہ اپنی نافرمانی سے کبھی باز نہ آویگا یہ حدیث گویا ان آیتوں کی تفسیر ہے جس سے ان لوگوں کے راہ راست پر نہ آنیکا سبب معلوم ہوتا ہے جن کا ذکر ان آیتوں میں ہے اسی واسطے فرمایا کہ ایسے لوگ کبھی فلاح کو نہیں پہنچ سکتے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ۝ ثُمَّ لَمْ تَكُن فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ۝ انظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ

(ترجمہ) اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم ان تمام خلائق کو جمع کریں گے پھر ہم مشرکوں سے بواسطہ یا بلا واسطہ توبیخ کے طور پر کہیں گے کہ بتلاؤ تمہارے وہ شرکاء جن کے معبود ہونے کا تم دعویٰ کرتے تھے کہاں گئے پھر اس شرک کا انجام اس کے سوا اور کچھ نہ ہوگا کہ وہ یوں کہیں گے قسم اللہ کی اپنے پروردگار کی ہم مشرک نہ تھے۔ ذرا دیکھو تو کس طرح جھوٹ بولا اپنی جانوں پر اور جن چیزوں کو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے تھے وہ سب غائب ہو گئے۔

تفسیر:۔ اوپر جن لوگوں کے حق میں یہ فرمایا تھا کہ یہ لوگ کبھی فلاح کو نہ پہنچیں گے ان ہی لوگوں کی تنبیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اس غرض سے نازل فرمائی ہے کہ دنیا میں ان لوگوں نے بتوں کو خدا کا شریک جو ٹھیرا رکھا ہے اس آیت کا مضمون سمجھکر اس سے یہ لوگ باز آویں حاصل مطلب آیت کا یہ ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ سب خلائق کو اپنے سامنے سوال و جواب حساب و کتاب کے لئے کھڑا کریگا تو مشرکوں سے پوچھے گا کہ وہ تمہارے شریک کہاں ہیں جن کو تم نے اپنے گمان میں اللہ کا شریک اور اپنا معبود ٹھیرا رکھا تھا ان کو بلاؤ تاکہ جس طرح موحدوں کی توحید اور نماز روزہ نے ان کا چھٹکارا کرایا ہے وہ تمہارے معبود بھی تمہارے چھٹکارے کی کوئی صورت نکالیں اس سوال کے وقت جب مشرکین دیکھیں گے کہ اہل توحید کا چھٹکارا سوال حساب و کتاب کے بعد جھٹ پٹ ہوا چلا جاتا ہے تو یہ جھوٹا بہانہ قسمیں کھا کر کرینگے کہ ہمارے گمان میں نہ اللہ کا کوئی شریک تھا نہ ہم مشرک تھے بلکہ ہم بھی دنیا میں ان اہل توحید میں سے تھے جن کا چھٹکارا ہو رہا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے منہ پر مہر لگا دیگا ان کے ہاتھ پیر سارا اصلی حال ظاہر کر دیں گے صحیح مسلم کے حوالہ سے ابوہریرہ کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جس میں ہاتھ پیروں کی گواہی کا ذکر ہے یہ آیت بھی ان آیتوں میں کی ایک آیت ہے جن آیتوں کا مطلب دوسری اور آیتوں کے مخالف ٹھیرا کر لوگوں نے احسن المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس سے سوالات کئے ہیں اور آپ نے جوابات دیئے ہیں جو سوال و جواب اتقان اور اور تفسیروں میں بالتفصیل مذکور ہیں چنانچہ اس آیت کا مضمون آیت "ولا یکتمون اللہ حدیثا" کے مخالف ٹھیرا کر ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے یہ سوال کیا ہے کہ ایک آیت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین اپنے شرک کو اللہ تعالیٰ سے چھپا کر اپنے آپ کو اہل توحید تبلاویں گے اور دوسری آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ سے کوئی بات نہ چھپا دیں گے اس اختلاف کا رفع کیونکر ہے حضرت عبد اللہ بن عباس نے جواب دیا ہے کہ ایک حالت مشرکوں کے منہ پر مہر لگنے سے پہلے کی ہے اس وقت ان کو جھوٹے بہانہ کا موقع حاصل رہے گا اور دوسری حالت منہ پر مہر لگ جانے اور ہاتھ پیروں کے گواہی دینے کی ہے اس وقت وہ کوئی بات نہ چھپا سکیں گے فتنہ کے معنے جانچ اور آزمائش کے ہیں حاصل مطلب آیت کا یہ ہے کہ جب ان مشرک لوگوں کی جانچ اس سوال سے ہوگی جس کا ذکر آیت میں ہے تو یہ لوگ سوا اس کے اور کچھ جواب نہ دیویں گے کہ وہ لوگ دنیا میں مشرک نہ تھے جب یہ لوگ قسمیں کھا کر اللہ تعالیٰ کے روبرو شرک کا انکار کریں گے اس وقت کا ان لوگوں کا

گا ان لوگوں کا حال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو یوں جتلایا ہے کہ اے رسول اللہ کے تم ان لوگوں کا حال تو دیکھو کہ اب یہ لوگ شرک کی باتوں پر کیسے اڑے ہوئے ہیں اور قیامت کے دن سب شرک کی باتیں بھول کر کس طرح صاف انکار کر دیں گے اور اس جھوٹے انکار پر کیسی جھوٹی قسمیں کھائیں گے تو ان لوگوں کے عقبیٰ میں نادم ہونے کا حال ہوا دنیا کی حالت کے قحط کے وقت کا اوپر گذر چکا ہے کہ رفع قحط اور مینہ کے برسنے کی التجا سے وقت ان لوگوں نے بتوں سے کی اور کچھ نہ ہوا آخر اللہ کے رسول سے دعا کی خواہش کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی دعا پر جب رحم فرمایا تو مینہ برسا صحیح بخاری کے حوالہ سے عمران بن حصین کی حدیث جو اوپر ابھی گذری وہی حدیث ان آیتوں کی ہی گویا تفسیر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود دنیا کے تجربہ اور عقبیٰ کے حال کی تنبیہ کے جو یہ لوگ ابھی شرک کی باتوں پر اڑے ہوئے ہیں اس کا سبب وہی ان کی ازلی کم بختی ہے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

(ترجمہ) اور ان میں بعضے ایسے ہیں کہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر حجاب ڈال رکھے ہیں اس سے کہ وہ اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے اور اگر وہ لوگ تمام دلائل کو دیکھ لیں ان پر بھی ایمان نہ لاویں یہاں تک کہ جب یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ سے خواہ مخواہ جھگڑتے ہیں یہ لوگ جو کافر ہیں یوں کہتے ہیں کہ یہ کچھ بھی نہیں بے سند باتیں ہیں جو پہلے سے چلی آرہی ہیں۔

تفسیر: کلبی نے اور ابن جریر نے مجاہد کے قول کے موافق اپنی تفسیر میں جو شان نزول اس آیت کی بیان کی اس کا حاصل یہ ہے کہ ابو سفیان ابو جہل ولید بن مغیرہ نضر بن حارث عتبہ بن شیبہ ایک دن اور سب نے اکٹھے ہو کر چند آیتیں قرآن شریف کی سنیں ان میں نضر بن حارث پچھلے زمانہ کے قصے بہت جانتا تھا اس لئے ان سب نے نضر بن حارث سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم نے سنا محمد نے کیا پڑھا نضر بن حارث نے کہا جس طرح میں تم کو پچھلی کہانیاں سناتا رہتا ہوں اسی طرح یہ بھی ایک کہانی ہے ابو سفیان نے کہا کہ باتیں تو اس کلام کی حق معلوم ہوتی ہیں ابو جہل نے کہا ایسی باتوں کے ماننے سے ہم کو موت بہتر ہے اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حاصل معنے آیت کے یہ ہیں کہ اپنے علم ازلی کے موافق اللہ تعالیٰ نے جس کی ہدایت منظور ہوتی ہے وہ خود اس شخص کا دل حق بات کے ماننے کی طرف مائل کر دیتا ہے اور علم ازلی الٰہی میں جو شخص گمراہ ٹھہر چکا ہے اس کے دل پر حق بات کی طرف سے پردہ پڑ جاتا ہے چنانچہ ان لوگوں میں سے ابو جہل کے دل پر پردہ پڑ جانے کی وجہ سے جو بات اس کے اپنے منہ سے نکلی تھی کہ ایسی حق باتوں سے موت بہتر ہے شقاوت ازلی نے اس کے حق میں وہی کیا کہ حالت کفر میں بدر کی لڑائی کے دن مارا گیا اور ابو سفیان نے سعادت ازلی کے سبب سے جو بات منہ سے نکالی تھی آخر کو انہیں اسلام نصیب ہوا حاصل کلام یہ ہے کہ ابو جہل اور نضر بن حارث جیسے لوگوں کی مثال میں فرمایا کہ ایسے لوگوں کو ہزار معجزے دکھلائے جاویں گے سارے قرآن کی آیتیں ان کو سنائی جاویں گی جب بھی یہ سخت دل اندھے بہرے بنے رہیں گے نہ کسی معجزے کے دیکھنے سے ان کے دل پر کا غفلت کا پردہ اٹھے گا نہ کسی آیت قرآنی کو کان لگا کر سنیں گے بلکہ بجائے راہ راست پر آنے کے ایسے لوگ جب باتیں کریں گے تو ایسی جاہلوں کی سی بات جس طرح نضر بن حارث نے یہ ایک بے ٹھکانے بات کہدی کہ سارے قرآن میں اگلے لوگوں کی نقلیں اور کہانیاں ہیں اور ابو جہل نے یہ بات کہدی کہ ایسی باتوں کے ان لینے سے ہم کو موت بہتر ہے۔ صحیح بخاری کے حوالہ سے عمران بن حصین کی حدیث جو اوپر گذر چکی وہی حدیث اس آیت کی بھی تفسیر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اسی ازلی کم بختی کے سبب سے ایسی باتیں کرتے تھے۔

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــَٔـوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

(ترجمہ) اور یہ لوگ اس سے اوروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں اور یہ لوگ اپنے ہی کو تباہ کر رہے ہیں اور کچھ خبر نہیں رکھتے۔

تفسیر: طبرانی اور مستدرک حاکم میں عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ابو طالب ہر وقت حضرت کی حمایت کرتے رہتے تھے کہ قریش میں سے کوئی شخص آنحضرت کو ایذا نہ دیوے مگر آنحضرت جب ابو طالب کو کوئی بات سمجھا دیتے تو اس سے ابو طالب دور بھاگتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی طبرانی کی سند میں اگرچہ ایک راوی قیس بن ربیع کو بعضے علما نے ضعیف کہا ہے لیکن شعبہ نے اس کو ثقہ کہا ہے اس لئے یہ شان نزول کی روایت معتبر ہے بخاری میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت کے روبرو ابو طالب کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا شاید ابو طالب کو میری شفاعت کچھ نفع تخفیف عذاب پہنچاوے اسی طرح بخاری میں عروہ سے مرسل طور پر روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عباس نے ابو لہب کو خواب میں دیکھا کہ بری حالت میں ہے جب حضرت عباس نے ابو لہب سے حال پوچھا تو ابو لہب نے کہا جب سے میں مرا ہوں بری حالت میں رہتا ہوں لیکن پیر کے دن محمد کی پیدائش کی خبر سنکر جو میں نے اس خوشی میں اپنی لونڈی ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا اس لئے اس روز مجھ کو اس تکلیف سے کچھ راحت ہو جاتی ہے علمائے اسلام کو اس شفاعت کی نسبت جس کا ذکر آپ نے ابو طالب کے حق میں فرمایا ہے اور تخفیف عذاب ابو لہب کی نسبت بڑی بحث ہے حاصل اس بحث کا یہ ہے کہ آیت قرآنی فما تنفعهم شفاعة الشافعين ولا يخفف عنهم العذاب سے کافروں کے حق میں نہ شفاعت مفید ہے نہ ان کا عذاب کچھ کم ہو سکتا ہے پھر یہ شفاعت اور تخفیف عذاب کس معنے کی ہے حاصل جواب یہ ہے کہ اللہ کا وعدہ ہے کہ شرک کی بخشش نہیں ہے اس کے سب عمل بیکار ہیں اس لئے نہ یہ شفاعت دخول جنت کی ہے

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

۹۸۳- حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (ایک مرتبہ گرہن پڑا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی پس آپ نے طویل قرأت کی پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا پھر آپ نے سر اٹھایا اور پھر طویل قرأت کی اور وہ پہلی قرأت سے کم تھی پھر آپ نے رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور دو سجدے کئے پھر آپ کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا پھر (نماز) ختم کر کے آپ (خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ آفتاب اور ماہتاب میں (کسی کی موت کے سبب سے گرہن لگتا ہے اور نہ کسی کی زندگی کے سبب سے بلکہ یہ دونوں خدا کی نشانیوں میں سے (دو نشانیاں ہیں وہ (خوف دلانے کے لئے) انھیں اپنے بندوں کو دکھاتا ہے لہٰذا جب تم اسے دیکھو تو نماز کی طرف جھک پڑو۔

باب کسوف میں (خدا کا) ذکر کرنا (بھی ثابت ہے) اسے حضرت ابن عباسؓ نے روایت کیا ہے۔

۹۸۴- حضرت ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ آفتاب میں گرہن پڑا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوفناک ہو کر کھڑے ہو گئے آپ کو اس بات کا خوف تھا کہ کہیں قیامت نہ ہو جائے پھر آپ مسجد میں تشریف لائے اور بہت طویل قیام کیا اور رکوع و سجود کے ساتھ آپ نے نماز پڑھی اس قدر طویل نماز پڑھتے میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا پھر آپ نے فرمایا کہ یہ نشانیاں ہیں جن کو اللہ عزوجل (اپنے بندوں کے ڈرانے کے لئے) بھیجتا ہے یہ نہ کسی کی موت کے سبب سے ہوتا ہے اور نہ کسی کی زندگی کے سبب سے بلکہ اس کے ذریعہ سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے لہٰذا جب تم اسے دیکھو تو اللہ کے ذکر کی طرف اور اس سے دعا مانگنے اور اس سے استغفار کرنے کی طرف جھک پڑو۔

باب کسوف میں دعا کرنا (ثابت ہے) اس کو حضرت ابو موسیٰ اور حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۹۸۵- حضرت مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ جس دن حضرت ابراہیم (فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات ہوئی ہے اس دن آفتاب میں گرہن لگ گیا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت ابراہیمؓ کی وفات کے سبب سے آفتاب میں گرہن پڑا پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آفتاب اور ماہتاب دونوں خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یہ نہ کسی کی موت کے سبب سے گرہن میں آتے ہیں اور نہ کسی کی زندگی کے سبب سے لہٰذا جب تم گرہن کو دیکھو تو اللہ سے دعا کرو اور نماز پڑھو یہاں تک کہ گرہن موقوف ہو جائے۔

باب امام کو کسوف کے خطبہ میں لفظ اما بعد کہنا (مسنون ہے) اسے حضرت اسماءؓ نے روایت کیا ہے۔

۹۸۶- حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف ختم کر دی اور آفتاب صاف ہو چکا تھا پھر آپ نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی اس کی شان کے موافق حمد کی پھر فرمایا اما بعد۔

باب چاند گرہن میں (بھی) نماز پڑھنا (مسنون ہے)

۹۸۷- حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (ایک مرتبہ) آفتاب میں گرہن پڑا تو آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔

۹۸۸- حضرت ابوبکرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مرتبہ آفتاب میں گرہن پڑا تو آپ اپنی چادر کھینچتے ہوئے باہر تشریف لائے یہاں تک کہ مسجد میں پہنچے اور لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے پس آپ نے ان کے ہمراہ دو رکعت نماز پڑھی پھر آفتاب صاف ہو گیا بعد اس کے آپ نے فرمایا کہ آفتاب و ماہتاب خدا کی نشانیوں میں سے ... ...
دو نشانیاں ہیں اور یہ کسی کی موت کے سبب گرہن میں نہیں آتے پس جب ایسا ہو تو تم نماز پڑھا کرو اور دعا کرو یہاں تک کہ گرہن موقوف ہو جائے اور یہ آپ نے اس لئے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرزند نے جن کو ابراہیم کہتے تھے اسی دن وفات پائی تھی تو لوگ اس کے بارہ میں گفتگو کر رہے تھے کہ آفتاب میں انھیں کی وفات کے سبب گرہن لگ گیا ہے)

باب جب امام پہلی رکعت میں طول کرے تو غشی کے دور کرنے کیلئے اپنے سر پر پانی ڈالنا درست ہے۔

باب (نماز) کسوف میں پہلی رکعت زیادہ طویل ہو۔

۹۸۹- حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ہمراہ سورج گرہن میں نماز پڑھی دو رکعتوں میں چار رکوع کئے پہلی رکعت بہ نسبت (دوسری کے طویل تھی)

باب (نماز) کسوف میں بلند آواز سے قرأت کرنا (ثابت ہے)

۹۹۰- حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف میں اپنی قرأت بلند آواز سے کی پھر جب آپ اپنی قرأت سے فارغ ہوئے تو تکبیر کہی پھر رکوع کیا اور جب رکوع سے سر اٹھایا تو کہا سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد پھر دوبارہ قرأت کرنے لگے مگر یہ بات صرف نماز کسوف میں (آپ نے کی غرض اس نماز میں) دو رکعتوں کے اندر چار رکوع اور چار سجدے کئے اور اوزاعی وغیرہ نے کہا ہے کہ میں نے زہری سے سنا انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب آفتاب میں گرہن پڑا تو آپ نے ایک شخص سے اعلان کرا دیا کہ الصلوٰۃ جامعۃ پھر جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ آگے بڑھ گئے اور دو رکعتوں میں چار رکوع اور چار سجدے آپ نے کئے اوزاعی کہتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن نمر نے بیان کیا کہ انہوں نے بھی ابن شہاب (زہری) سے اسی کے مثل سنا زہری نے یہ بھی کہا کہ میں نے عروہ سے کہا کہ تمہارے بھائی (عبداللہ بن زبیر) نے کیا کیا انہوں نے صبح (کی نماز) کی طرح دو ہی رکعتیں پڑھیں جب انہوں نے مدینہ میں (نماز کسوف) پڑھی ہے وہ نے کہا کہ انھیں طریقہ مسنون کا خیال نہیں رہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب سجود قرآن اور اس کے طریقہ کے بارہ میں کیا وارد ہوا ہے۔

۹۹۱۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں سورۂ نجم پڑھی اور اس میں سجدہ کیا اور آپ کے ہمراہ سب لوگوں نے سجدہ کیا سوا ایک بڈھے کے اُس نے ایک مٹھی کنکریاں یا مٹی لی اور اُسے اپنی پیشانی تک اٹھا لیا اور کہا مجھے یہی کافی ہے تو میں نے اُسے آخر میں دیکھا کہ بحالت کفر قتل کر دیا گیا (اسلام نصیب نہ ہوا)

باب سورہ تنزیل سجدہ میں سجدہ (کرنا ثابت ہے)

۹۹۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز فجر میں الم تنزیل السجدہ کا اور ھل اتی علی الانسان پڑھتے تھے۔

۹۹۳ (سورہ) ص میں سجدہ (کرنا ثابت ہے)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ سورہ ص کا سجدہ ان ضروری سجدوں میں نہیں ہے اور بیشک میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

باب (سورۂ نجم) کا سجدہ (ثابت ہے) اسے ابن عباسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۹۹۴۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورۂ) النجم پڑھی اور اس میں سجدہ کیا تو قوم میں کوئی شخص ایسا باقی نہ تھا جس نے سجدہ نہ کیا ہو مگر قوم میں سے ایک شخص نے ایک مٹھی کنکریاں یا مٹی لیکر اسے اپنے منہ تک اٹھا لیا اور کہا مجھے یہ کافی ہے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں میں نے اُسے آخر میں دیکھا کہ وہ بحالت کفر قتل کر دیا گیا۔

باب مسلمانوں کا مشرکوں کے ساتھ سجدہ کرنا (ثابت ہے) اور مشرک نجس بے وضو ہوتا ہے اور حضرت ابن عمرؓ بغیر وضو کے (بھی) سجدہ کر لیا کرتے تھے۔

۹۹۵۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورۂ) نجم کا سجدہ کیا اور آپ کے ہمراہ (اس وقت) مسلمانوں نے اور مشرکوں نے اور جن و انس نے (بھی سجدہ کیا)

باب جس نے آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا (تو اس نے بھی جائز کام کیا)

۹۹۶۔ عطاء بن یسار نے حضرت زید بن ثابت سے (سجدہ کی بابت) پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورہ نجم پڑھی آپ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

۹۹۷۔ حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سورۂ نجم پڑھی آپ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

باب (سورۂ) اذا السماء انشقت کا سجدہ (بھی ثابت ہے)

۹۹۸۔ ابو سلمہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو دیکھا کہ انہوں نے سورۂ اذا السماء انشقت پڑھی اور اس میں سجدہ کیا تو میں نے کہا کہ اے ابو ہریرہؓ کیا میں نے تمہیں سجدہ کرتے نہیں دیکھا (ضرور دیکھا بتاؤ یہ سجدہ کیسا) تو انہوں نے کہا کہ اگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں سجدہ نہ کرتا۔

باب جس نے قاری کے سجدہ کرنے کے وقت سجدہ کیا (اس نے موافق سنت کیا) اور حضرت ابن مسعودؓ نے تمیم بن حذلم سے کہا اور وہ لڑکے تھے انہوں نے ان کے سامنے آیت سجدہ پڑھی تھی کہ تم سجدہ کرو کیونکہ تم ہمارے امام ہو۔

۹۹۹۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے وہ سورت پڑھتے تھے جس میں سجدہ ہوتا تھا تو آپ سجدہ کرتے تھے اور ہم بھی اسی وقت سجدہ کرتے تھے یہاں تک کہ کوئی شخص ہم میں سے (مارے ازدحام کے) اپنی پیشانی رکھنے کی جگہ نہ پاتا تھا۔

باب جب امام آیت سجدہ پڑھے تو لوگوں کا اژدحام کر لینا (درست ہے)

۱۰۰۰۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آیت سجدہ پڑھتے تھے اور اس وقت ہم لوگ بھی آپ کے پاس ہوتے تو آپ سجدہ کرتے تھے اور ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے تھے اور اژدحام کر لیتے تھے کہ کوئی شخص ہم میں سے اپنی پیشانی رکھنے کے لئے جگہ نہ پاتا تھا کہ وہ وہاں سجدہ کرے۔

باب جس شخص نے یہ خیال کیا کہ اللہ عزوجل نے سجدہ واجب نہیں کیا (اس کا خیال بھی صحیح ہے) اور حضرت عمران بن حصین سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص آیت سجدہ سنے اور وہ (اس کے سننے) کے لئے بیٹھا نہ ہو (تو کیا اس پر سجدہ واجب ہے) تو انہوں نے کہا کہ تم یہ بتاؤ کہ اگر وہ اس کے (سننے کے) لئے بیٹھا ہو (تو کیا اس پر سجدہ واجب ہے) گویا انہوں نے اس حالت میں بھی اس پر واجب نہیں سمجھا اور حضرت سلمان نے ایک مرتبہ سجدہ کی آیت سنی تو سجدہ نہ کیا اور کہا کہ ہم اس کے (سننے کے) لئے نہ آئے تھے (اگر قصداً ہم اس کو سنتے تو سجدہ کرتے) اور حضرت عثمانؓ نے کہا ہے کہ سجدہ اس شخص پر ہے جو قصداً آیت سجدہ کو سُنے اور زہری نے کہا ہے کہ بغیر طہارت کے سجدہ تلاوت نہ کرو اور جب تم حضر میں ہو اور سجدہ کرنے لگو تو قبلہ کی طرف منہ کر لو اور اگر تم سوار ہو تو تم پر کچھ حرج نہیں چاہے جس طرف تمہارا منہ ہو اور حضرت سائب بن یزید واعظ کے آیت سجدہ پڑھنے سے سجدہ نہ کرتے تھے۔

۱۰۰۱۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے جمعہ کے دن منبر پر سورۂ نحل پڑھی یہاں تک کہ جب آیت سجدہ پر پہنچے تو منبر سے اتر پڑے اور سجدہ کیا لوگوں نے بھی سجدہ کیا یہاں تک کہ جب دوسرا جمعہ ہوا تو انہوں نے پھر وہی سورت پڑھی یہاں تک کہ جب آیت سجدہ پر پہنچے تو کہا کہ اے لوگو ہم جب آیت سجدہ پر پہنچیں تو جو شخص سجدہ کرے اس نے ٹھیک کیا اور جو سجدہ نہ کرے اس پر بھی کچھ گناہ نہیں اور حضرت عمرؓ نے (اس دن) سجدہ نہ کیا اور نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے اتنی بات اور زیادہ روایت کی ہے کہ اللہ نے سجدہ فرض نہیں کیا لیکن اگر ہم چاہیں (تو کر لیں)

باب جس شخص نے نماز میں (آیت سجدہ پڑھی) اور نماز ہی میں سجدہ کیا (اس نے موافق سنت کیا)

۱۰۰۲۔ ابو رافع کہتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی تو انہوں نے اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدہ کیا میں نے کہا کہ یہ سجدہ کیسا ہے انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اس (سورت) میں سجدہ کیا ہے لہذا میں ہمیشہ اس میں سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ اُن سے مل جاؤں۔

باب جو شخص اژدحام کے سبب سجدہ کرنے کی جگہ نہ پائے وہ لوگوں کی پیٹھ پر سجدہ کرے۔

۱۰۰۳۔ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ سورت پڑھتے جس میں سجدہ ہوتا تو سجدہ کرتے اور ہم لوگ بھی سجدہ کرتے یہاں تک کہ کوئی ہم میں سے

کتاب الفقہ

(بسلسلۂ گذشتہ)

باب الصوم

کوئی شخص کلی منہ میں لے اور غلطی سے حلق میں اتر جائے یا کوئی شخص روزہ دار کے حلق میں کوئی چیز ڈال دے تو ان دونوں صورتوں میں قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں۔

کلی کرتے ہوئے پانی حلق میں اتر گیا یا اسی طرح اور کوئی چیز حلق میں اتر گئی اگر روزہ یاد تھا تو قضا لازم ہوگی اور اگر یاد نہیں تھا تو قضا لازم نہ ہوگی۔

سوتے سوتے اٹھکر پانی پی گیا (یہ بھولنے والے کے حکم میں نہیں ہے) اس لئے قضا لازم ہوگی۔

چنانچہ سوتا ہوا یا بیہوش اگر کسی جانور کو ذبح کرے تو اس کا کھانا حلال نہیں اور جو شخص ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہنا بھول جائے تو اس کا ذبیحہ جائز ہے۔

قے کرنا اگر خود بخود آئے (منہ بھر کر ہو یا کم) اور باہر نکل جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اور اگر منہ بھر کر ہو اور خود ہی حلق میں واپس چلی جائے تو امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا اور امام محمد کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا۔

اور اگر قے منہ بھر کر ہو اور روزہ دار خود نگل گیا تو بالاجماع روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اور اگر منہ بھر سے کم ہو اور خود حلق میں واپس چلی جائے تو امام محمد کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں ٹوٹیگا۔

دلیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من قاء فلا قضاء علیہ ومن استقاء عامدا فعلیہ القضاء اور اس حکم میں منہ بھر کر آئی اور بے بھری آئی برابر ہیں۔ صورت دوم میں امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ اس وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے کہ ان کے خیال میں منہ بدن کے باہر کا حصہ ہے کہ بدن سے چیز باہر نکلی اور پھر کھالی گئی تو ضرور روزہ ٹوٹا اور اسی وجہ سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے لیکن امام محمد کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹے گا وہ کہتے ہیں کہ اس فعل میں افطار کی کوئی صورت نہیں پائی جاتی کیونکہ کوئی چیز کھائی تو نہیں گئی دوسرے یہ کہ کوئی شخص قے کو کھایا نہیں کرتا۔ ہاں اگر روزہ دار خود دانستہ نگل جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا بالاجماع کیونکہ باہر آکر پھر وہ قے اندر داخل کی گئی لہذا افطار کی شکل میں آگئی اگر منہ بھر سے کم منہ میں آجائے اور پھر حلق میں چلی جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ بدن سے باہر نکل کر اندر داخل نہیں ہوئی خیال نہیں کی جائے گی اور روزہ دار نے اس کو اندر بھی داخل نہیں کیا ہے اور اگر روزہ دار اس کو خود اندر لے گیا تو اس صورت میں بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا امام ابو یوسف کے نزدیک کیونکہ وہ قے خارج ہوئی نہیں شمار ہوگی، اور امام محمد کے نزدیک روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ روزہ دار خود اندر لے گیا۔

اگر قے دانستہ کرے خواہ منہ بھر کر ہو یا کم اور باہر نکل جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، اور اگر منہ بھر سے کم ہو تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائیگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا۔

دلیل کفارہ اس وجہ سے لازم نہیں کہ صورت افطار پائی نہیں جاتی اگر قے منہ بھر کر ہو تب بھی امام محمد کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ حدیث مذکورہ مطلق ہے اور مقید نہیں ہے ان معنوں میں کہ قے منہ بھر کر ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ کھانا قے باہر آئی شمار نہ کی جائے گی تو اب واپس چلا جانا بھی واپسی میں شمار نہ ہوگا اگر قے کرنے والا خود اس قے کو اندر واپس کرے تو اس صورت میں ابو یوسف سے دو روایتیں ہیں ایک کے بموجب روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ اس شخص سے عمل کثیر واقع ہوا کیونکہ اس نے قصداً قے کی اور بعد ازاں خود اس کو اندر واپس لے گیا اور دوسری روایت میں ہے کہ نہیں ٹوٹتا۔

حدیث شریف میں آیا ہے الفطر مما دخل ولیس مما خرج یعنی افطار کی اصل یہ ہے کہ عمل میں آتی ہے جو چیز بدن کے اندر جائے نہ اس سے جو باہر نکلے۔ اسی طرح فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس پر غلبہ ہو قے کا اور وہ روزہ دار ہو تو اس کے ذمہ قضا نہیں ہے اور جو قے کرے قصداً تو قضا کرے روزے کی ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے جو حدیث ابن ماجہ میں ہے کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور وہ دن ایسا تھا کہ آپ اس روز روزہ رکھا کرتے تھے تو آپ نے ایک برتن منگایا اور اس میں پانی پیا صحابہ نے دریافت کیا کہ آپ اس روز روزہ رکھا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ آج مجھے قے ہوئی تھی یہ ایسا موقعہ روزے کے شروع کرنے سے پہلے ہوا تھا اور روزہ رمضان کا بھی نہیں تھا

مسواک کرنا مسواک کری سبز ہو یا خشک دن کے اول حصہ میں تو روزہ نہیں ٹوٹیگا۔

دلیل۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیر خلال الصائم السواک اور یہ حدیث مطلق ہے یعنی اس میں یہ تفصیل نہیں کی گئی ہے کہ مسواک خشک ہو یا تر یا دن کے آخر حصہ میں استعمال کی جائے یا اول میں، لیکن شافعی کہتے ہیں کہ دن کے آخر حصہ میں روزہ دار کو مسواک کا استعمال مکروہ ہے کیونکہ روزہ کا اثر اس کے منہ کی خوشبو ہے جس سے رفع ہو جاتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے شہید کی میت کہ اس پر خون لگا ہی ہوا دفن کرتے ہیں غسل نہیں دیتے کہ خون صاف ہو جائے علماء حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ بو ایک عبادت کا اثر ہے تو اس کو چھپانا ہی اچھا ہے اور خون شہید کے خلاف کیا اثر دیا تعالی نے ہے جو اس شہید پر کیا گیا ہے تو اس کو ظاہر ہی رہنے

بہتا ہے اور کچھ مضائقہ نہیں کہ یہ مسواک تر ہو یا پانی سے بھیگی ہوئی۔
امام شافعی یہ حدیث دلیل میں پیش کرتے ہیں کہ جب تم روزہ رکھو تو مسواک کرو صبح کے وقت اور نہ مسواک کرو قریب شام کے کیونکہ روزہ دار کے دونوں ہونٹ جب خشک ہو جاتے ہیں تو اس کے بدلے اس کے واسطے قیامت کے دن نور ہوگا مگر یہ حدیث ضعیف ہے دوسری حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پاک خوشبو مشک سے تو فرماتے ہیں کہ مسواک نہ ملنی چاہئے کہ یہ بو مسواک ملنے سے جاتی رہے گی۔
امام اعظم کے یہ دلائل ہیں۔ روایت کی ابن حبان نے کتاب الضعفا میں ابن عمر سے **قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستاک آخر النہار وھو صائم** رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرتے تھے آخر دن اور آپ روزہ رکھتے تھے اس میں بھی ایک راوی ابو میسرہ ہے جس کی وجہ سے حدیث ضعیف ہے۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ شاق ہوتا میری امت پر البتہ میں حکم کرتا ان کو مسواک کرنے کا ہر نماز کے قریب اور یہ حدیث عام ہے روزہ دار اور بے روزہ دار دونوں سے متعلق ہے اور مسند امام احمد میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک نماز مسواک کرکے پڑھنی بہتر ہے ستر نمازوں سے بغیر مسواک کئے یہ حدیث بھی روزہ دار اور بے روزہ دونوں کے متعلق ہے۔
امام ابو یوسف کے نزدیک پانی میں تر مسواک کرنی مکروہ ہے اور امام مالک کے نزدیک بھی تر مسواک کرنی مکروہ ہے۔

بوسہ لینا اگر خوف انزال ہو تو مکروہ ہے اور اگر خوف انزال نہ ہو تو جائز ہے۔ امام اعظم کے نزدیک بوسہ لینے کا مضائقہ نہیں اگر اس کے اور برے نتائج سے بچ سکے لیکن امام شافعی ہر صورت میں بوسہ لینا جائز رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس طرح روزہ کے خلاف کوئی بات نہیں ہوتی نہ صورۃً نہ معنًا بخلاف رجعت کے جو طلاق رجعی کے بعد کی جائے یعنی بوسہ لینے سے فعل رجعت تو ہو جاتا ہے کیونکہ رجعت کا دارومدار سبب پر ہے۔
بوسہ لینے کا مضائقہ نہیں بشرطیکہ اپنے نفس پر قبضہ ہو کہ جماع پر غالب نہ ہوگا یا کم از کم انزال نہ ہو جائے گی ہاں اگر ان باتوں پر قابو نہیں ہے تو بوسہ لینا مکروہ ہے کیونکہ بوسہ (یعنی پیار) بذات خود کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ روزہ کو توڑ دے ہاں بعض دفعہ روزہ کے ٹوٹنے کا سبب بنجاتا ہے تو اگر کوئی شخص اپنے اوپر قابو رکھتا ہے تو یہ بوسہ اس کے واسطے محض بوسہ ہی ہے اور جائز ہے اور اگر اس کو اپنے نفس پر قابو نہیں ہے تو وہ بوسہ تو کسی گنتی میں نہ ہوگا بلکہ اس کا نتیجہ دیکھا جائے گا اور ایسے شخص کے واسطے روزہ مکروہ ہوگا امام شافعی نے مطلق ذکر کیا ہے کہ ان دونوں صورتوں میں بوسہ لینا جائز ہے۔

اگر روزہ دار نے بوسہ لیا اور انزال ہوگیا تو قضا دینی لازم ہوگی۔
اگر روزہ دار نے بوسہ لیا یا لمس کیا اور اس فعل سے اس کو انزال ہوا تو اس روزہ کی قضا اس کو دینی ہوگی نہ کفارہ وجہ یہ ہے کہ جماع چونکہ روزہ کے منافی ہے معنًا پایا گیا اور منافی چیز کا وجود ہی اگرچہ معنًا ہو قضا کے واجب کرنے کو بنظر احتیاط کافی ہے اور کفارہ تو جنابت کاملہ کی صورت میں لازم آتا ہے۔
بوسہ لیا لگا ہوا تھا یا اور حظ اٹھایا مگر انزال نہ ہوا تو عورت کا روزہ امام یوسف کے نزدیک ٹوٹ جائیگا اور امام محمد کے نزدیک نہیں ٹوٹیگا۔
کسی جانور کا بوسہ لیا اور انزال ہوگیا تو روزہ نہیں ٹوٹیگا۔
ہونٹ چوسے یعنی ہونٹوں کا بوسہ لینا جس کو تقبیل فاحشہ کہتے ہیں روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ اگر روزہ میں بالکل خاموشی اختیار کرے یعنی کسی سے بات چیت نہ کرے تب بھی روزہ مکروہ ہوگا۔ مختار الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ اس طرح خاموشی کا روزہ رکھنا مجوسیوں کا ہوتا ہے۔
کسی کی غیبت کرنے اور جھوٹ بولنے۔ فحش کلام منہ سے نکالنے چغلی کھانے سے بھی روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔
موچھوں میں تیل لگایا۔ اگر زینت کے قصد سے لگایا تو روزہ مکروہ ہوگا۔

پائیخانہ اور پیٹ پیٹ میں نیزہ یا تیر ٹوٹ کر رہ گیا اگر کل نکالا اندر ہے تو قضا دینی ہوگی اور اگر کچھ حصہ باہر ہے تو نہیں دینی ہوگی۔ پانی سے استنجے میں مبالغہ کرنا یعنی خوب دیر تک استنجا کرنے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔
اسی طرح استنجا دیر تک کیا کہ پانی اندر داخل ہوگیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اسی واسطے استنجے کے وقت روزہ کی حالت میں سانس اندر کی طرف لینا منع ہے۔ حقنہ کرایا (یعنی دبر کے اندر دوا داخل کرائی) تو قضا دینی ہوگی۔
دلیل۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اندرون بدن میں کوئی چیز چلے جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور یہ وجہ یہی ہے کہ اس طرح بدن کے اندرونی حصہ میں اصلاح بدن کے واسطے چیز داخل کی گئی تو یہ افطار کی صورت ہے مگر کفارہ اس میں نہیں ہے کیونکہ دراصل کھانے کی کوئی چیز اس میں نہیں پائی گئی مگر فتاویٰ قاضی خاں میں لکھا ہے کہ اس صورت میں کفارہ بھی دینا ہوگا مگر صحیح یہی ہے کہ کفارہ لازم نہیں ہوگا۔
کان میں کھل آئی تھی (کپڑے سے پونچھ کر اندر کرلی تو روزہ نہیں ٹوٹیگا) اور اگر پانی سے دھو کر اندر کرلی تو قضا دینی ہوگی۔
پانی میں بیٹھا تھا کہ ریح خارج ہوئی آواز سے ہو یا نہیں روزہ فاسد نہیں ہوگا۔
قبل یا دبر میں انگلی چلے جانے سے اگر خشک تھی تو روزہ نہیں ٹوٹیگا اور اگر تر تھی تو روزہ ٹوٹ جائیگا قضا دینی لازم ہوگی۔

مجامعت اگر رمضان المبارک میں کئی روزے مجامعت کرکے توڑے تو سب کی قضا دینے کے علاوہ صرف ایک کفارہ سب کے جرمانہ میں دینا کافی ہوگا۔
قبل یا دبر میں دانستہ دخول کیا انزال ہو یا نہ ہو مرد و عورت دونوں پر کفارہ ہے جس نے زن مجنونہ سے صحبت کی اس پر قضا و کفارہ لازم ہیں۔
قبل یا دبر میں بھول کر دخول کیا خواہ روزہ فرض ہو یا نفل انزال ہو یا نہ ہو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔
دلائل۔ امام شافعی کے نزدیک بھول کر مجامعت کرنے سے روزہ ٹوٹ جائیگا اور اس کی قضا دینی ہوگی اور امام مالک کے نزدیک قضا و کفارہ دونوں دینے ہونگے۔

تذکرۃ الانبیاء علیہم السلام

حضرت آدم علیہ السلام

انسان اول کی پیدائش

حضرت آدم علیہ السلام ابوالآبائے بنی نوع انسان اور ایک جلیل القدر اور عظیم الشان پیغمبر ہیں۔ یہود و نصاریٰ اور اہل اسلام ارض عالم کی تینوں اقوام میں محترم و موقر سمجھے جاتے ہیں اور چونکہ آپ کے وجود گرامی کے ساتھ بہت سی دلچسپ اور بصیرت افروز حکایات متعلق ہیں اسلئے آپ کو اور زیادہ شہرت اور تقدس حاصل ہوچکا ہے۔ جب حق تعالیٰ نے تخلیق عالم مقصود ہوئی اور چاہا کہ وہ اس پھیلی ہوئی زمین پر اپنا کوئی خلیفہ بنائے اور دنیا میں بھی خلافت الٰہیہ کا سلسلہ شروع پذیر ہو تو اس نے اپنے ایک مقرب فرشتے کو جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت عزرائیل تھے اس خدمت پر مامور کیا کہ وہ آسمانوں کی بلندیوں سے اتر کر نیچے پہنچیں اور زمین سے مختلف رنگ و اقسام کی ایک مشت خاک لے آئیں یہ خاک جب اوپر لاکر بارگاہ احدیت میں پیش کی گئی جس پہ حکم ہوا کہ اسے پھر زمین پر لیجاؤ اور ایک معلومہ حصہ پر رکھ دو یہ حصہ ارض وہ تھا جو مکہ مکرمہ اور طائف کے مابین واقع ہے چنانچہ یہ زمین پر رکھدی گئی کچھ مدت کے بعد باران کرم کا نزول ہوا جس سے اس مشت خاک میں خمیر کی کیفیت رونما ہوگئی اس خمیر اسے کار کنان قضا و قدر نے ایک پتلا اور کالبد خاکی پیدا کیا جو وسعت و حجم میں بڑا ہوگیا اور خمیری کیفیت سے اس میں اہم کشش پیدا ہوگئی اور بڑا طرح پڑا رہا اور بڑھکر ایک حالت پر پہنچ گیا۔

یہ کالبد خاکی مسلسل چالیس سال تک وہیں اور اسی مقدس حصہ ارض پر اسی حالت میں بے حس و حرکت پڑا رہا اس کے بعد حق سبحانہ تعالیٰ نے روح کو حکم دیا ادخل یاایہا الروح فی ھذا الجسد کہ اے روح اس کالبد خاکی میں داخل ہوجا روح کی حقیقت ورائے عقل ہے اور ہمیں اس کے متعلق صرف اتنا بتا یا گیا ہے کہ یہ امر ربی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی علم ہے کہ یہ ایک نہایت لطیف و شفاف شے ہے بہرکیف ایک شے انتہائی لطیف تھی اور دوسری نہایت کثیف مگر قدرت ربی تھی کہ لطیف و کثیف کا یہ امتزاج ہوا اور پھر ہوا اور ایسا ہوا کہ اس نے احسن تقویم کی صورت اختیار کرلی۔ ساویات معتبر کہتے ہیں کہ روح اس کالبد خاکی میں سر کی طرف سے داخل ہوئی اور آہستہ آہستہ داخل ہوئی جسد مبارک کی جس جس منزل تک روح پہنچتی جاتی تھی وہ گوشت و پوست سے مبدل ہوتی جاتی تھی یہ روحانی تفوق و کمال کی پہلی معجزہ کاری تھی سینے تک روح پہنچی تھی کہ اس کالبد خاکی میں جنبش پیدا ہوئی اور اس پیکر نے اٹھنا چاہا مگر نہ اٹھ سکے تھوڑی دیر بعد چھینک آئی حضرت آدم نے بہ الہام الٰہی اسی وقت الحمد للہ کہا جس کے جواب میں باری تعالیٰ نے یرحمک اللہ فرمایا۔

یہ رحمت الٰہی اور کرم ربانی کا کتنا شاندار مظاہرہ تھا یہاں ایک اور لطیف نکتہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بندہ اپنے آقائے حقیقی کی حمد و ستائش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحمت و کرم کے ابواب وا کر دیتا ہے یہ پہلا راز تھا کہ رحمت الٰہی نمایاں کے جو شامل حال ہوتی ہے وہ آج تک بحیثیت نام کو وہ نہ بندہ تو ہر وقت ملتی ہے

اولین خلیفہ الٰہی کا علم و کمال

سبقت رحمتی علی غضبی کے اسرار بہیں کھلتے ہیں اور اس کا راز بھی یہیں سمجھ میں آتا ہے جب اس کالبد نے حضرت آدم کی صورت اختیار کرلی تو ایک آن کی آن میں ایک گراں بہا لباس جو از جنت لائے لاکر آپ کو پہنایا گیا گویہ خرقہ خلافت تھا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارضی خلیفہ کو پہلی مرتبہ عطا ہوا اب تک فرشتگان آسمانی ہی مقرب مجیب تھے خلیفہ ارض کی تخلیق کے متعلق گفتگوؤں کی بھنک جو ان کے کان میں پڑی تو چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں کہ کچھ ہو ہم پھر شبانہ روز قربت میں رہتے ہیں ہمارے علم کی برابری اس کا علم نہیں ہوسکتا لیکن حق سبحانہ تعالیٰ نے پہلے ہی حضرت آدم کو سب کچھ بطور علم لدنی سکھا اور تمام علوم و فنون اور حکمت و دانش میں کامل کردیا تھا حضرت آدم کی عظمت کا نقش چونکہ تمام مخلوق کے قلب پر مرتسم کرنا تھا اس لئے آپ کو حکم دیا کہ تم ان فرشتوں سے بحث کرو چنانچہ آپ نے ان سے دریافت کیا انبئونی باسماء ھؤلاء ان کنتم صادقین اگر تمہیں اپنے علم و حکمت پر ایسا ہی زعم ہے تو ان چیزوں کے متعلق تو مجھ سے گفتگو کرو اور اگر تم اپنے دعاوی میں سچے ہو تو ان کے اسماء و حقیقت کے متعلق تو زبان کشائی کرلو فرشتوں اور بحث و گفتگو میں اپنے عجز کا اعتراف کرنا پڑا اور بے اختیار کہہ اٹھے سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم باری تعالیٰ تو پاک و پاکیزہ ہے اور تو نے ہمیں جتنا کچھ بتا دیا ہے اس کے سوا ہمیں کچھ بھی علم نہیں حقیقت یہ ہے کہ تو ہی سب کچھ جاننے اور سمجھنے والا ہے علم و حکمت کی انتہائیں تیری ہی ذات میں پوشیدہ ہیں۔

اس طرح جب اپنے اس جدید التخلیق کرم و محترم خلیفہ کی عظمت و ہیبت شان کا سکہ ملائکہ پر قائم کردیا تو حکم دیا کہ اب تم میرے اس خلیفہ کو جو تخت پر شاہانہ فردوسی لباس پہنے متمکن ہے جسے گرداگرد تم پرے جمائے صف بستہ کھڑے ہو اور جو تمام ظاہری و باطنی علوم کی رنگینیوں اور لطافتوں سے آراستہ ہے تعظیمی سجدہ کرلو اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس ابیٰ واستکبر وکان من الکافرین باری تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ ہی سب کے سب سجدہ ریز ہوگئے مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کردیا اور کہنے لگا کہ میں تو آگ سے پیدا ہوا ہوں اور یہ خاک سے مخلوق ہے میں اس سے افضل و بہتر ہوں میں اپنے سے کمتر مخلوق کو سجدہ نہیں کرسکتا اول تو اس کا خیال ہی سرے سے غلط تھا اور بفرض محال صحیح بھی ہوتا تو ایک تو غرور و تکبر کا میں افضل ہوں اور دوسرے فرمان ربی کی تعمیل و امتثال سے انکار بہت خوفناک جسارت اور ہولناک گستاخی تھی یا تو اس کا یہ اعزاز تھا کہ منصب معلم الملکوت پر فائز تھا، معزز و موقر تھا یا اس غرور و نافرمانی کی پاداش میں فوراً ہی ملعون قرار

چھین لیا گیا اور ملائکہ کے حلقوں سے لعنت کا طوق اس کے گلے میں ڈال کر اسے نکال دیا گیا۔ اس سے سمجھنا چاہیے کہ غرور و نافرمانی کتنے خوفناک گناہ ہیں اور اللہ تعالےٰ ان پر کتنا غضبناک ہوتا ہے۔

حضرت حوّا کی تخلیق

اس کے بعد حضرت آدم بہشت بریں میں داخل کر دیے گئے جہاں ہر قسم کے نعائم ولذائذ موجود تھیں مگر آپ کا دل نہ لگتا اور روز بروز افسردگی بڑھنے لگی۔ الغرض ایک رفیق حیات اور انیس زندگی کی خواہش وآرزو ہمہ وقت آپ کو بے قرار اور بےچین رکھنے لگی۔ آپ پر اللہ تعالےٰ کی عنایات مبذول تھیں۔ ان ہی خواہشات اور آرزوؤں کی تخلیق میں بھی بڑے بڑے اسرار ربانی پوشیدہ ومضمر تھے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ہی آپ پر غلبہ خواب وغنودگی طاری ہوا تو اسی حالت میں آپ کے پہلوئے چپ سے حضرت اماں حوا پیدا کر دی گئیں کہ اس کے لئے کچھ بھی دشوار نہیں کہ اس کی شان کن فیکون ہے۔ آنکھ جو کھلی تو اپنے برابر ایک حور جمال اور پاکیزہ صورت خاتون کو دیکھ کر دل کے کنول کھل گئے غنچہ ہائے آرزو شگفتہ ہو گئے تمناؤں کے چمن میں نئی بہار آگئی اور یہ معلوم کر کے کہ یہ میری انیس حیات اور میری ہی جزو بدن ہے بیحد خوش ہوئے۔

اس سے یہ نکتہ پیدا ہوتا ہے کہ تنہائی ایک عذاب الیم ہے اور انیس زندگی اور عورت وہ چیز ہے جس کے بغیر نعائم ولذائذ بہشت بھی بے کیف اور بے مزہ نظر آتے تھے اور اس کے بغیر انسانی زندگی عیش وراحت کے ساتھ بسر ہی نہیں کر سکتا جب خلد بریں کی فضاؤں میں ابو الآباء انسان کا دل عورت کے بغیر نہ لگا تو ان کی اولاد کا دل کیا بہل سکتا ہے اور انہیں ان کے بغیر کیا عیش حاصل ہو سکتا ہے۔

حضرت حوا حسن وجمال میں بھی نظیر وثانی نہ رکھتی تھیں حضرت آدم اسی وقت سجدۂ شکر بجالائے اور تمام عالم ارواح وملائکہ کی موجودگی میں دونوں کا نکاح ہو کر حکم ہوا کہ یہیں رہو عیش کرو ہر چیز کھاؤ مگر دیکھو گیہوں کے درخت کے قریب نہ پھٹکنا۔ ابلیس کے قلب میں آتش عناد پوری شدت کے ساتھ مشتعل تھی ہی اس نے حضرت کو نقصان پہنچانے اور جنت سے نکلوانے کے لئے ایک سلسلۂ تدابیر شروع کر دیا اور سمجھ گیا کہ اگر کسی طرح انہیں گیہوں کھانے پر آمادہ کر لیا گیا تو لازماً کامیابی ہوگی چنانچہ پہلے اس نے مور کو گانٹھا اُسے قدیم دوستی کا واسطہ دلایا اور کہا کہ مجھے اپنے دشمن سے بدلہ لینے کا موقعہ دو اور کسی طرح اپنے پروں پر بٹھا کر جنت میں پہنچا دو۔ بولا میں تو یہ نہیں کر سکتا البتہ ایک ترکیب بتاتا ہوں کہ تو سانپ کے پاس جا اگر اسے تو نے کسی طرح اپنے قابو میں لے لیا تو بآسانی اندر پہنچ جائے گا اور کسی کو خبر بھی نہ ہونے پائیگی

فریب ابلیس اور جنت سے اخراج

سانپ ایک اتنا خوبصورت اور خوبرو بہشتی جانور تھا کہ کوئی جانور اس خصوص میں اس کا حریف نہ تھا اس کے پاس پہنچتے ہی ابلیس نے اسے کچھ ایسی پٹی پڑھائی فریب دیا کہ وہ ان کی باتوں میں آگیا اور وہ اسے کسی نہ کسی طرح بہشت میں لے ہی گیا۔

چونکہ ابلیس پہلے بہشت ہی میں رہتا تھا اس لئے ایک عرصہ دراز سے پہلے کیا تمام ساکنان جنت سے اس کے تعلقات مودت قائم تھے اور یہی تعلقات ان کی بربادی کا باعث بن گئے۔ ابلیس ایک نئی صورت میں حضرت آدم کے پاس پہنچا اور ہیبت کا صورت بنا کے کھڑا ہو گیا اور بے اختیار رونا شروع کر دیا حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو ترس آگیا اور ہمدردی کیساتھ رونے کا سبب پوچھنے لگے۔ تو ابلیس مکر وفریب کا ملکہ کے ساتھ بولا مجھے اپنا کوئی غم نہیں مجھے تو تم پر نازل ہونے والی مصیبت کا تصور بیقرار اور نعل در آتش بنائے ہوئے ہے کیونکہ مجھے علم ہو چکا ہے کہ تمہارے عیش کی یہ مسرور ساعتیں چند روزہ ہیں وہ دن دور نہیں کہ تم جنت سے بیک بینی ودو گوش نکال دیے جاؤ گے اور یہیں جیسی رہائی سے نکل کر تمہیں تلخی موت کا ذائقہ بھی چکھنا پڑیگا ظاہر ہے کہ اس خبر نے دونوں کو متوحش وغمگین کر دیا ہوگا سمندر کو اس طرح طوفان میں لاکر اسے عمیق شکار کرنے کا اندرونی موقعہ ہاتھ آگیا اور جذبات غم میں آگ لگا کر عقلی مشین کو بیکار کر دیا۔

وفور جذبات اور ہیجان خیالات ہی میں انسان کا توازن دماغی قائم نہیں رہتا بولا گھبرائیے نہیں ایک بہتر تدبیر عمل میں بتا سکتا ہوں اگر تم شجر گندم کا پھل کھا لیا تو آنے والے تمام مصائب ٹل جائیںگے اور حیات ابدی کے لطف پاؤ گے حضرت آدم نے نافرمانی کے ارتکاب سے صاف انکار کیا تو وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین قسم کھائی کہ میں تمہارا ہمدرد اور ہی خواہ ہوں مگر آپ انکار ہی کرتے رہے۔ عورت چونکہ جذبات کی کنیز نرم دل اور گونہ مائل عیش ہوتی ہے اسلئے حضرت حوا پر اس کا جادو چل گیا جا کر بولیں وہ قسم کھا رہا ہے ساتھ ہمارا دوست دہا ہے پھر بے اعتباری کی کون وجہ ہے اس طرح ہم ہمیشہ دائمی عیش میں رہیں گے اب حضرت آدم بھی کچھ مذبذب پڑے دونوں نے کچھ کھایا کھاتے ہی جنتوں کے جسم سے لباس اتر پڑے بجرم نافرمانی حضرت آدم کو سراندیپ حضرت حوا کو جدہ، ابلیس کو سیستان، مور کو کابل اور سانپ کو اصفہان میں پھینکدیا گیا اور چاروں میں عداوت قائم کر دی گئی قلنا اھبطوا منہا جمیعا بعضکم لبعض عدو۔

عفو تقصیر اور دنیا کی آبادی

حضرت آدم خلیفہ ربانی تھے آپکو ضرور اس رسوائی اس بربادی اور اس سے بڑھکر حضرت حوا کی مفارقت کا صدمہ تھا مگر انتہائی ندامت وغم اس امر کا تھا کہ ان سے آقائے حقیقی کی نافرمانی کا جرم سرزد ہوا اسی غم وندامت میں تین سو برس کامل پڑے مصروف توبہ واستغفار اور وقف گریہ وشیون رہے آقا پھر آقا ہے اسے رحم آیا اس نے خود ہی راہ پیدا کی اور حضرت آدم کی زبان پر بہ الہام ربانی از خود یہ دعا جاری ہوگئی ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین لا الہ الا انت سبحانک وبحمدک عملت سوء وظلمت نفسی فاغفرلی چند ساعتیں ہی گذری تھیں کہ رحم کرنیوالے کا دریائے رحم جوش پر آگیا جبرائیل امین مژدہ عفو تقصیر لائے اور اسکے شکرانہ میں ایام بیض تیرہویں چودھویں اور پندرہویں تاریخ کے روزے رکھنے کا حکم آیا اس سے آپ کا دو تہائی سے سیاہ شدہ جسم پھر روشن ہو گیا پھر باری تعالیٰ کی حضرت آدم نے بیت اللہ وخانہ کعبہ شریف تعمیر کیا جبرائیل امین نے نصب کرنے کے لئے بہشتی سنگ اسود دیا اور مناسک حج تعلیم کئے دوسری طرف سے کہیں گھومتی ہوئی حضرت حوا بھی آگئیں دونوں نے جبرائیل امین کے بتانے پر پہچانا اس کے بعد وہ لنکا دیپ میں آگئے اور کھیتی باڑی کرنے لگے اور ان کے اس کثرت سے اولاد ہوئی جو بہت جلد بڑھ

تذکرۃ الصحابہ

حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ

عظمت و بزرگی حضرت صدیق اکبر مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ میں وفات پائی نام تو عبداللہ تھا مگر آپ اپنی کنیت ابوبکر اور لقب صدیق کے نام سے زیادہ مشہور ہو گئے بہت دولتمند بزرگ تھے اور عہد جاہلیت میں بھی اپنی نجابت، شرافت، راستبازی، اعتماد و فہم و فکر، نیک مزاجی اور کریم النفسی کے باعث خاص وقعت و عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابتدا ہی سے دوستانہ تعلقات تھے حضرت ام المومنین بی بی خدیجہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد غیر خاندانی افراد میں جو درگاہ اسلام لائے ان میں آپ کو نہ صرف شرف اولیت حاصل ہے بلکہ یہ آپ ہی کی مساعی مشکور کا ثمرہ تھا کہ حضرت عثمان غنی، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف وغیرہ جیسے مشاہیر صحابہ مشرف بہ اسلام ہوئے جس لمحہ سے آپ اسلام لائے اس لمحے سے آخری سانس تک آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور سرد و گرم زمانہ میں پوری جانثاری و والہیت کا ثبوت دیا آپ کی ذات گرامی اسلام اور مسلمانوں کے لئے بڑی تقویت اور پشت پناہی کا باعث بنی رہی۔

تین برس تک خفیہ طور پر ہی تبلیغ اسلام کا پودا نشوونما پاتا رہا اس عرصہ میں آپ برابر حضور رسول کریم کے ساتھ مصروف کار رہے لیکن جب علانیہ تبلیغ و اشاعت کا حکم آگیا تو غریب مسلمانوں کو بری طرح ستایا جانے لگا حبشی کو انگاروں پر لٹایا جاتا تپتے ہوئے ریت پر ڈال کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا گلے میں رسیاں ڈال ڈال کر بازاروں میں گھسیٹا جاتا تو آپ یہ تکالیف نہ دیکھ سکے اخوت اسلامی نے بے چین کر دیا ان مظلومین میں کثیر غلام و لونڈی کی تھی انہیں آپ نے گرانقدر رقوم دے دیکر خرید خرید کر آزاد کیا اور مصائب الیمہ سے نجات دلائی اس خرید و عمل میں ہزارہا روپیہ آپ نے بے دریغ خرچ کر ڈالا کفار مظالم عام تھے ان کے قہر و غضب کی آگ جب بھڑکتی تھی تو اعلیٰ و ادنیٰ اور امراء و غرباء میں کوئی امتیاز نہ کرتی تھی اور ان کے ساتھ حضرت صدیق جیسے معزز و ذی جاہ بزرگ بھی شکنجے میں آگئے اور کفار نے ان کی عظمت و بزرگی کو نظر انداز کر کے انہیں بھی ستانا شروع کر دیا اور آپ بھی ہجرت پر مجبور ہو گئے مگر ایک اور قبیلہ کے رئیس نے مکہ پہنچ کر کفار کو جب ملامت کی کہ تم اپنے اتنے بڑے فرزند جلیل کو بھی امن اور چین سے نہیں رہنے دیتے تو انہوں نے اس شرط پر مکہ میں قیام کی اجازت دی کہ وہ بلند آواز سے قرآن نہ پڑھا کریں کہ اس کی آواز سن کر ہماری عورتیں اور بچے بگڑتے ہیں کچھ روز تو آپ خاموش رہے مگر پھر بلند آواز سے قرآن خوانی شروع کر دی

والہیت و ایثار جب مسلسل تیرہ سال کی تکالیف و مصائب کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عازم مدینہ ہوئے تو شرف معیت آپ ہی کو حاصل ہوا اور غار ثور کے رفیق بھی آپ ہی تھے اس خصوص میں آپ کو شرف یکتائی حاصل ہے آپ حضور کے مشیر خاص اور بزرگ ترین صحابی کا مرتبہ پا چکے تھے مدینہ منورہ میں بھی آپ رسول کریم کے دست و بازو بنے رہے ہر امر اور ہر معاملہ میں آپ سے مشورہ لیا جاتا تمام صحابہ کرام آپ کے اس شرف اس رتبہ اور اس منزلت کو سمجھتے تھے تقریباً تمام غزوات میں شریک رہے ہر امر اور ہر معاملہ میں آپ سے مشورہ لیا جاتا تمام صحابہ کرام ایسا نہایت احترام کرتے تھے اور ہر وقت موجود رہتے تھے کہیں ایک دفعہ آپ نے اپنی محبوب بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ کو حضور سرکار دو عالم سے تند لہجہ سے باتیں کرتے دیکھ لیا تو غضبناک ہو گئے اٹھ کھڑے ہوئے تھپڑ مارنے کو بڑھے وہ ڈر کر سرکار کے پیچھے چھپ گئیں فرمایا بے ادب رسول کریم کا احترام نہیں کرتی اور بیوی بن کر ملاذ رسالت اور وقار نبوت کو بھول گئی۔

دربار رسالت سے ایک دفعہ حکم صادر ہوا کہ مصارف جہاد کے لئے چندہ فراہم کیا جائے اور تمام مسلمان اس میں حسب توفیق شرکت کریں وہ عہد رسالت تھا آج جیسا افسردگی کا زمانہ نہ تھا تھوڑی دیر میں حضور رسالت مآب کے سامنے مال و منال کے انبار لگ گئے شان صدیقیت ملاحظہ فرمائیے کہ اتنے بڑے متمول بزرگ اعلان نبوت سنتے ہی گھر کا گھر صاف کر دیا اور جو کچھ بھی تھا لا کر سامنے رکھ دیا اور خود اس عالم میں سامنے آئے کہ اس شہزادۂ تجارت اور رئیس اعظم قریش کے جسم مبارک پر صرف کمبل کا ایک لمبا کرتا جس میں بٹنوں کے بجائے کانٹوں کے ٹانکے لگے ہوئے تھے۔ سرکار دو عالم نے پوچھا صدیق! اہل و عیال کے لئے کیا رکھا فرماتے ہیں اور نہایت شان سے فرماتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کا نام۔ سبحان اللہ! دیکھا آپ نے عظمت صدیقی دربار میں دربارداری اور رنگینی دربار کا انداز اہلیت ہی دیکھ کر ہوتا ہے یہ اہلیت آپ دیکھ چکے کہ حضرت صدیق اکبر میں کس حد تک تھی یہی اہلیت تو تھی جس کی بنا پر آپ کو علالت حضور رسالت کے دوران میں امامت کا اور وصال کے بعد خلافت اسلام کا شرف حاصل ہوا۔

تدبر و استقلال کے حیرت بار مظاہر وفات نبوی کے بعد صورت حالات نے نازک صورت اختیار کر لی تھی مگر آپ نے اسے نہایت پختہ تدبر کے ساتھ سنبھالا۔ آپ کی خلافت کا زمانہ بہت مختصر ہے صرف ڈھائی سال کی مختصر مدت میں آپ اسلام اور اہل اسلام کی وہ زرین خدمات انجام دے گئے جو تاریخ اسلام کا ایک سنہری ورق ہیں وفات نبوی کی خبر مشہور ہوتے ہی عرب کے طول و عرض میں گویا ارتداد کی ایک وبائے عام پھیل گئی اس کا

باعث یہ نہ تھا کہ وہ اسلام کو صحیح اور سچا مذہب نہ سمجھتے تھے بلکہ یہ تھا کہ زکوٰۃ کی ادائیگی انھیں ایک بار معلوم ہوتی تھی یہ دربا تمنا دیتا کہ اس نے ایک نمائی صورت اختیار کرلی رہی سہی کسر مدعیان نبوت نے پوری کر دی۔ وہ بزعم خود نبوت کو حصول اقتدار کا ایک آسان ذریعہ خیال کرکے اور یہ سمجھ کر کہ دنیا کی زبردست اور مقتدر ترین شخصیت تو اٹھ ہی گئی اب کون ہمارا حریف بن سکتا ہے دیکھائی ہوئے عربوں کا ایک لشکر جرار لیکر مدینہ منورہ کی طرف رہسپار ہوئے۔

غور کیجئے کتنا نازک وقت تھا فتنہ کتنی شدید ہو چکا تھا حالات کتنے خوفناک صورت اختیار کرچکے تھے فی الجملہ عرب میں بغاوت معاندین اسلام افواج کثیر لئے ہوئے مدینہ پر حملے کے لئے عازم وفات نبوی سے فرزندان توحید کے دل و دماغ صحابہ پریشان ہوئے مگر آپ ہیں کہ طوفان خیز ابروں میں ایک چٹان کی طرح اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ بعض دنیا کی کوئی قوت جنبش نہیں دے سکتی زہرہ و حوصلہ دیکھیے کہ اسی اضطراب خیز فضا میں آپ اصحاب کبار سے مرتدین اور مانعین زکوٰۃ کے مقابلے کے متعلق مشورہ کرتے ہیں حضرت عمر فاروق سمجھاتے ہیں کہ تقاضائے مصلحت وقت یہ ہے کہ آپ ان کے ساتھ نرمی و اینت کا برتاؤ کریں یہ سنکر آپ مشتعل ہوجاتے ہیں اور کہرا کر فرماتے ہیں کہ اے عمر! تو جاہلیت میں تو جبار تھا مگر اب عہد اسلام میں سستی ... وحی کا سلسلہ تو ختم و منقطع ہو چکا اور دین کی تکمیل تو ہو چکی ہے یہ ممکن ہے کہ میں اپنی کھلی آنکھوں دین و ملت کا نقصان ہوتے دیکھوں۔

اور سنیے نبی سرکار دو عالم نے سات سو جوانوں کا ایک لشکر زیر قیادت حضرت اسامہ بن زید غزائے شام کے لئے بھیجنا تجویز کیا تھا صحابہ کرام نے مجتمع ہو کر حضرت صدیق اکبر سے استدعا کی کہ ایسے نازک اوقات میں کہ دشمن مدینہ پر یلغار کرلے کے لئے تیار بیٹھے ہیں مجاہدان اسلام کی اتنی بڑی اور کثیر تعداد دار الخلافہ سے باہر بھیجنا ہرگز مناسب نہیں آپ کے ناصرہ غضب میں بھڑک اٹھا بعد ازاں پورے جوش کے ساتھ فرمایا کہ۔

"اگر یہ نوبت بھی پہنچ جائے کہ درندے مدینہ میں داخل ہو کر ازواج مطہرات کے پاؤں کھینچیں تو بھی میں اس لشکر کو جسے سرکار دو عالم مرتب فرما گئے ہیں ضرور بھیجوں گا یعنی اگر مدینہ میں جدال و قتال کی یہ کثرت ہو جائے کہ کوئی دفن کرنے والا بھی نہ رہے تو بھی لشکر ضرور روانہ کردوں گا؟

آپ نپولین، ہنی بال اور سکندر کے عزم و استقلال کے واقعات پڑھتے ہیں اور عش عش کرتے ہیں حالانکہ انھیں اس حد تک صورت حالات سے مقابلہ نہیں پڑا تھا مگر آپ مغربی لیمپ کی روشنی تو دیکھتے ہیں مگر اپنے گھر والی شمع کافوری کی ضوفشانیاں شاید آپ کو نظر نہیں آتیں اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر بتائیے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مستثنیٰ کرنے کے بعد آپ کسی زمانہ اور کسی عہد میں بھی اس عزم و استقلال اہلیت و اہلیت و جاں نثاری اور اس شجاعت و فدائیت کی کوئی نظیر اور کوئی مثال کہیں نظر آتی ہے بہرحال کچھ بھی نہیں اسی فضا اور اسی عالم اضطراب میں لشکر بھیجا اور اس شان سے ساتھ بھیجا کہ آپ دور تک قائد لشکر اسلام کی رکاب تھامے ہوئے ساتھ گئے اور مخالفین کے زہرے آب ہوگئے کہ جب ان حالات میں اتنا بڑا لشکر مدینہ منورہ سے غزا کے لئے باہر جاسکتا ہے تو اسی سے جانتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر کے ہاتھ میں کتنی قوت ہے اور وہ کس

ایرانیوں اور رومیوں سے مقابلے

تدبر و سیاسات عزم و استقلال اور فداکاری اسلام کی یہ معجزہ نگاری دیکھئے کہ ایسا لشکر لے سلطنت روم کے لشکر سے ٹکرا کر اسے پاش پاش کر دیا تھے مسلمان مجاہد نہیں ملک تہمت اسلام ہیں حضرت صدیق اکبر نے اپنی اولین فرصت میں مرتدین کے خلاف لشکر روانہ کئے اور مانعین زکوٰۃ کے خلاف بھی یہ کہکر مقابلہ شروع کر دیا اگر رسول کریم کے وقت میں کہیں سے زکوٰۃ میں بوٹ کا ایک تسمہ بھی آتا ہوگا اور وہ اب نہ آئیگا تو میں اس کی وصولی کے لئے جہاد کروں گا۔ مرتدین سے بڑی بڑی سخت اور خوفناک جنگیں ہوئیں جنمیں مسیلمہ بن کذاب کی جنگ بہت شدید تھی ہر طرف آپ نے اپنے جنرل پھیلا دیئے اور سب کو خوب کر لیا گویا آپ نے از سر نو عرب کو فتح کیا اور صرف ایک سال تک اندر بغاوت ختم ہوگئی اور شور مچ گئے کہ حضرت صدیق اکبر جیسے بنا ہونا اب غیر ممکن ہے آخر وہ خلیفہ رسول ذات اقدس و اطہر کے ہیں اس طرح ملک کو امن و انتظام کی دولت سے مالا مال کرکے اور حکومت و خلافت کو نافذ العمل و استوار بنا کر فتوحات کی طرف توجہ کی اور توجہ بھی اتنی شاندار کہ دنیا اس پر آج تک انگشت بدندان ہے اور تا قیام قیامت انگشت بدندان رہے گی یعنی آپ نے اس عہد کی دو مہتم بالشان فرمانروائیوں سلطنت روم اور سلطنت ایران پر دھاوے بولدیئے شام میں خالد بن ولید اور ابو عبیدہ کے زیر قیادت مقابلے رومیوں سے ہوئے جن میں ڈھائی تین لاکھ رومیوں سے چند ہزار لشکر ہائے اسلام نے مقابلے کرکے تباہ کن شکستیں دیں۔

اسی طرح عراق میں ایرانیوں کے لشکروں سے مقابلے ہوئے اور لاکھوں نہیں کروڑوں روپے کے زر و جواہر ہاتھ آئے اور مدینہ میں دولت کا کوئی شمار نہیں رہا ہزاروں کو قتل کیا ایران و دونوں سلطنتوں کے بڑے بڑے مقبوضات پر قبضہ کرلیا اور اسلام دنیا کی ایک زبردست قوت بن گیا جس وقت آپ سریر آرائے خلافت ہوئے ہیں اس وقت مدینہ منورہ اور اس کے مضافات پر حکومت رہ گئی تھی اور ڈھائی سال کے بعد انتقال کے وقت تمام جزیرۃ العرب عراق و شام اور ایران کے گردو نواح تک اسلامی سلطنت وسیع ہوچکی تھی اور توسیع کیا ہوچکی تھی اسلام دنیا کی باجبروت اور عظیم الشان قوت بن چکا تھا مدینہ کی طرف زر و سیم کا دریا بہہ رہا تھا اور مسلمان بے حد دولتمند اور ذی ثروت بن چکے تھے۔

حضرت صدیق اکبر تدبر و فراست ہر اعتبار سے بے مثل تھے آپ زندگی بھر دین و ملت کی فقید المثال خدمات انجام دیتے رہے اور آئندہ خلیفہ بھی وہ منتخب کیا جس کا نام سن سن کر آج بھی فرمانروایان عالم اور مدبرین زمانہ انگشت حیرت بدنداں لیتے ہیں یہ مردم شناسی دیکھیے کہ جسے استخلاف کیا کہدیا کہ لو اب عمر کا ثانی نہ پاؤ گے عمر نے قبول انکار کیا تو فرمایا تجھے تو خلافت کی نہیں خلافت کو تو تیری ضرورت ہے یہ تو تھیں آپ کی سیاسی اور ملکی ہوشمندیوں اور دانائیوں کی ایک شان تحیر دیکھیے کیا آہنی عزم آہنی کمال اور اس درجہ صاحب استقامت فرمانروا کا خلاق حیا اتنی کہ دعا مانگا کرتے تھے کہ رات کو دم نکلے کوئی اچھی طرح کوئی عضو برہنہ نہ دیکھ سکے انکساری ایسی کہ ہر شخص سے بہ خلق و لینت پیش آتے فقر ایسا کہ اتنا بڑا دولتمند سادہ ترین کم حیثیت لباس میں کوڑھیوں اور اپاہجوں کو کھانا کھلاتا پھرتا تھا انصاف بلکہ ہر حالت میں اور ہر وقت آپ غریب و امیر کو یکساں سمجھتے رہے۔ ۲ جمادی الآخر ۱۳ھ میں بعمر ۶۳ برس وصال فرمایا حضور نبی کریم کے پہلو میں دفن ہوئے حضرت صدیق اکبر دنیا کے بے مثل خلیفہ لائق مدبر اور کامل اولوالعزم عارف تھے۔

تذکرۃ الاولیاء

سلطان الہند خواجہ غریب نواز

ترک ماسوا

خواجہ غریب نواز نہ صرف ارض ہند بلکہ ارض عالم کے ممتاز مقتدر اولیائے کبار میں بھی گونہ استثنائی مرتبہ رکھتے ہیں اور آپ کی ذات گرامی اتنی مرجع اور اس درجہ پرشکوہ ہے کہ نظریں آپ کی طرف اٹھتے ہی خیرہ ہونے لگتی ہیں آپ سلطان الہند بھی ہیں سراج السالکین بھی ہیں شیخ وقت بھی ہیں مگر سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ آپ واقعی غریب نواز ہیں اور یہ آپ ہی کے دم قدم کی برکت ہے کہ آج برصغیر ہندوپاکستان میں مسلمان اتنی کثیر تعداد میں موجود ہیں اور شاہان اور روایات کے مطابق ارض ہند میں سلطنت اسلامیہ کا بانی سلطان شہاب الدین غوری نہیں بلکہ حضور خواجہ غریب نواز ہیں جو ایک دلق پوش فقیر کی صورت مغربی پہاڑوں کے دروں سے اس کفرکدہ ظلمت میں اس وقت جبکہ یہاں کے ہندو اور بدھ اسلام کا نام سننا بھی شغل ہو جاتے تھے اور اپنی زندگی ہی میں ایک عظیم الشان اسلامی سلطنت قائم کر گئے جو دست و بازو کے داخل نہ ہوتے آج تک ... بلکہ ابدیت تک مسلمان آپ کی عظمت حقیقی سمجھنے کی سعی نہ کریں تو نہ سہی مگر کون اس سے انکار کر سکتا ہے کہ یہ جگر گوشہ بتول اور فرزند رسول سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سفیر اسلام تھا جسے ہندوستان کے اندر نشر ضیا اور اشاعت دین قیم پر مامور کیا گیا تھا اگر آپ کے نزدیک سرکار دو عالم کا سفیر کسی عظمت و تقدیس کا حامل ہے تو غور کیجئے کہ ہمارے خواجہ کا رتبہ کیا ہے۔ وراء عقل و قیاس!

صحیح النسب سید، سید غیاث الدین کے بیٹے معین الدین نام سنجرستان کے قصبہ چشت کے رہنے والے خوشحال خاندان کے چشم و چراغ پیدا ہوئے۔ پندرہ برس کی عمر میں نعمت ۵۳۷ھ میں کتم عدم سے منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔ پندرہ برس کی عمر تھی ابھی ہی باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا تعلیمی کا داغ دل پر رکھا یا ترکہ پدری سے آپ کے حصہ میں ایک پر فضا وسیع باغ اور ایک پن چکی آئی دونوں چیزوں کی کافی آمدنی تھی کہ تعیش آرام سے گذر ہوتی رہی ایک روز ابراہیم قلندر آپ کے باغ میں تشریف لائے آپ نے بہت عزت سے بٹھایا خاطر کی تھے مجذوب کامل خوش ہو کر جھولی سے تھوڑی کھلی نکالی منہ سے چبا کر آپ کو دی جسکے کھاتے ہی قلب مبارک تجلیات ربانی کا جلوہ گاہ بن گیا اور دل دنیا کی طرف سے سرد ہو گیا اور ہو جانا چاہیے تھا کہ جسے اتنی بڑی دولت باطنی حاصل ہو جائے پھر اسے دنیائے فانی کیا مرغوب ہو سکتی ہے تمام جائداد و سامان گھر بار سب اونے پونے فروخت کر کے سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹا دیا اور نکل کھڑے ہوئے سفر اختیار کیا۔

سیاحت بلاد ایشیا

سمرقند پہنچ کر علوم ظاہری کی تکمیل کی اسکے بعد بزرگوں کی زیارت کرتے ہوئے قصبہ ہارون میں آئے پیاسے کو چشمہ مل گیا اور خواجہ عثمان ہارونی کے مرید ہو گئے اب شمع روشن کو چھوڑ کر پروانہ کہاں جانے والا تھا بیس سال کی طویل مدت خدمتیں گزار دی اس عرصہ میں شیخ کے ساتھ متعدد حج بھی کئے اور جہاں گئے ان کا سامان دوش مبارک پر اٹھائے اٹھائے پھرے خرقہ خلافت بھی حاصل کیا بیس برس کے بعد جو ہارون سے نکلے ہیں تو ذات گرامی مطلع انوار بن چکی تھی سب سے پہلے شیخ نجم الدین کبریٰ کے پاس ڈھائی ماہ رہے وہاں سے گھومتے ہوئے حضرت غوث الثقلین کے پاس پہنچے اور پانچ ماہ تک متواتر رہے دونوں بزرگ ایک ہی حجرہ میں رہتے اور تبلیغ اسلام کے متعلق دنیائے اسلام کے ان دو جلیل القدر اور عظیم ترین اولیاء میں گفتگو ہوتی رہی کہ ایک کا دائرہ عمل کہاں اور دوسرے کا کہاں شروع ہونے والا تھا دونوں فرزند رسول تھے اور دونوں اسکے پیارے اسکے بعد ہمدان تبریز، اصفہان، استرآباد، بلخ، غزنی اور ہرات ہوتے ہوئے اور اس زمانے کے مشاہیر اولیاء کی زیارت کرتے ہوئے عازم مدینہ منورہ ہوئے تو مدینہ منورہ ہی میں بارگاہ رسالت سے آپ کو حکم ہو گیا تھا کہ تم ولایت ہند کے سلطان مقرر کئے جاتے ہو وہاں جا کر اسلام کی روشنی پھیلاؤ۔

مراجعت کے بعد سبزوار میں ہو آئے تو یہاں کا حاکم یادگار محمد نہایت ظالم و متعصب تھا آپ اس کے باغ میں لب حوض جا بیٹھے لوگوں نے ڈرایا مگر جونہی اس نے باغ میں قدم رکھا اور آپ کے چہرہ پر اس کی نظر پڑی بے ہوش ہو کر گر پڑا ہوش میں آتے ہی وہ اور اس کے تمام ارکان حکومت تائب ہو کر مرید ہو گئے اور اسکی دین داری کا یہ عالم ہوا کہ اپنا تمام خزانہ لٹا کر چند ہی روز مقرب بارگاہ ہر آنکا شاہ ولایت اور خواجہ غریب نواز کا خلیفہ بنتا ہے جسے باطنی دنیا کے جلوے دکھلا دئے وہ پھر کب دنیوی مال و دولت اور اس عالم فانی کی دلچسپیوں کو خاطر میں لاتا ہے۔

بلخ گئے تو وہاں ایک اور سخت دل اور منکر فقرا عالم حکیم ضیاء الدین سے گونہ مقابلہ ہو گیا آپ شیخ احمد خضرویہ کے مہمان تھے وہ اتفاقاً آ گیا حضور کباب کھا رہے تھے انہیں میں سے ایک ٹکڑا اسے دیا جس کے کھاتے ہی بیہوش ہو گیا آنکھ کھولتے ہی توبہ کی اور مرید ہو کر مرتبہ ولایت پر فائز ہوا ظاہر بین نہیں سمجھ سکتے مگر اولیاء اس وقت تک لقمہ نہیں اٹھاتے جب تک وہ اس میں انوار الٰہی نہ مشاہدہ کر لیں یہ انہی انوار کی برکت تھی کہ اس کی حالت بدل گئی۔

راجہ پرتھی راج سے مقابلے

بلخ سے بلاد کابل ہوتے ہوئے آپ لاہور پہنچے اور حضرت مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش کے مزار پر دو ماہ معتکف رہے کہ یہ بہت بڑے ذی مرتبت عارف اور قدیم اولیائے ہند سے ہیں جو سلطان محمود غزنوی کے ساتھ ہندوستان آئے تھے خواجہ غریب نواز کو مدینہ منورہ ہی میں ولایت ہند سپرد کرتے وقت سرکار دو عالم نے خواب میں ہندوستان کا چپہ چپہ دکھا دیا تھا سنا ہم ہوتے ہوئے دہلی تشریف لائے دہلی اس وقت دار السلطنت تو نہ تھی اور نہ اتنی بارونق مگر پھر بھی بڑا شہر تھا راجہ پرتھی راج کا بھائی اور سپہ سالار یہاں حکمرانی کر رہا تھا

ہر طرف ہندو ہی ہندو آباد تھے یہاں آپ دو ماہ قیام پذیر رہے اس عہد میں تعصب بہت پھیلا ہوا تھا ہندو کو بہت ناگوار گزرا انھوں نے ایذا رسانی حتی کہ سعی قتل میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا مگر کسی کی پیش نہ گئی آپ کی عظمت و کرامت دیکھکر بہت سے ہندو ایمان لے آئے۔

دہلی تک کے سفر میں کم از کم دس ہزار افراد مسلمان ہو چکے تھے۔ الغرض دس محرم الحرام ۵۶۱ھ کو ہندوستان کا اصلی ماہتاب دار الحکومت ہند۔ اجمیر میں داخل ہوکر سلطنت روحانی کے سریر عظمت پر متمکن ہوگیا بر اعظم ہند کا یہ پرشکوہ سلطان اپنے چالیس کامل الوقت رفقا کی معیت میں یہاں پہنچکر ایک گھنے درخت کے نیچے بیٹھ گیا فوراً سرکاری سرہنگ نے للکارا کہ اٹھ جاؤ یہاں سے کہ یہ جگہ راجہ کے اونٹوں کے بیٹھنے کی ہے آپ اسی وقت اٹھکر انا ساگر تالاب کے کنارے جا بیٹھے اور فرما گئے کہ اچھا اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے تو وہ یہاں بیٹھے ہی رہیں گے رات آپ نے وہیں گزاری صبح جب اونٹ نہ اٹھے تو سب نے آکر معافی مانگی اونٹ کھڑے ہو گئے شہر بھر میں یہ خبر بجلی کی طرح دوڑ گئی لوگوں نے راجہ سے جا لگائی کہ دیس یا بتخانہ اعظم ہے اور وہیں مسلمان فقرا آ بیٹھے ہیں راجہ نے فوراً حکم دیدیا کہ جلا وطن کردیئے جائیں۔ اس حکم کے صدور کے ساتھ ہی پولیس کی ایک عظیم جمعیت وہاں آدھمکی اس نے جو اذیت دینی چاہی آپ نے ایک مٹھی خاک وہیں سے اٹھا کر اس پر آیۃ الکرسی پڑھی اور ان پر پھینکدی جس پر پڑی اس کا جسم اسی وقت خشک ہو گیا جو بچے وہ بھاگ کھڑے ہوئے اگلے روز جو مہاراجہ بتخانے میں پوجا کے لئے آیا بڑا اجتماع تھا رام دیو مہنت نے جمعیت کثیر لیکر آپ کو ہٹانا چاہا مگر صورت دیکھتے ہی کانپنے لگا پاؤں پر گر کر مسلمان ہو گیا اور شادی دیو نام رکھا گیا۔

راجہ سمجھ گیا کہ فقیر کامل ہے اس نے فوراً ہندوستان کے مشہور جادوگر جوگی کو جسکے کمالات کا شہرہ ہندوستان بھر میں تھا بلوایا وہ بعجلت تمام مرگ چھالا پر بیٹھکر اپنے چیلوں سمیت عازم اجمیر ہوا اور وہ اس شان و اہتمام کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکلا کہ اس کے کئی ہزار چیلے جادو کے شیروں پر سوار اژدہے ساتھ لئے زہریلے سانپ کے ہنٹر ہاتھ میں لئے آگ کے چکر پھینکتے ہوئے اور شور مچاتے ہوئے چلے آرہے تھے ہزار ہا مخلوق یہ تماشا دیکھنے کو ساتھ تھی وہ زور تھا کہ اجمیر کی ساری زمین دہل گئی آپ نے اپنے رفقا کو گھبرایا ہوا دیکھکر اور گرد حصار کھینچ لیا یکایک آگ برسنی شروع ہوگئی ہزار ہا مار سیاہ پھنپھناتے ہوئے بڑھنے لگے سینکڑوں جادوگر دوڑے مگر جو دائرہ کے اندر پہنچا ختم یا بیہوش ہو گیا آپ نے انا ساگر کا پانی بھی تصرف سے چھاگل میں لے لیا تھا جو بیابان کی استدعا پر آپ نے پانی چھوڑ دیا اور وہ عاجز ہوکر حاضر خدمت ہوا اور اپنے چیلوں سمیت مسلمان ہو گیا۔

افق ہند پر آفتاب اسلام کا طلوع

اس کرامت کو دیکھکر شہر کے بہت سے لوگ مسلمان ہو چکے تھے راجہ پتھی راج زچ ہو چکا تھا اور پیچ و تاب کھا رہا تھا اور خیال کرتا تھا کہ خواجہ نے جو بزور تصرف روحانی فتح پائی ہے میدان جنگ میں مسلمان میرا مقابلہ نہیں کر سکتا اس کی ماں بہت ہوشمند اور ماہر نجوم تھی وہ پہلے ہی کہہ اور بتا چکی تھی کہ اس صفیہ کا ایک فقیر کامل آئیگا اس کی خاطر و مدارات کرنا ورنہ تیرا راج تباہ ہو جائیگا اب بھی وہ سمجھاتی رہی مگر راجہ منافقت پر تلا تھا اور نیاز مندانہ ملتا اور باطن تخلیف پہنچانے اور قتل کرنے پر تیار رہتا ایکدن غصہ میں دیوانہ ہو کر کہلا بھیجا کہ میرے شہر سے نکل جاؤ آپ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ ہم تم کو زندہ بہ سلطان اسلام سپرد کریں۔ چنانچہ ۵۸۸ھ میں آپ نے سلطان شہاب الدین غوری کو خواب میں بشارت دی کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں فتحیاب کریگا فوراً ہندوستان پر حملہ کرو چنانچہ آپ نے اسے گرفتار کرکے قتل کیا اور ہندوستان میں آپ کی بدولت اسلامی سلطنت قائم ہوئی سلطان اجمیر میں داخل ہوکر قدمبوس ہوا پھر واپس چلا گیا اب ہندوستان میں اسلام کی سیاسی قوت بھی عروج پر تھی اور تبلیغ کا کام بھی جاری تھا وہ اجمیر و دہلی جہاں ناقوسوں کی شور انگیز صداؤں سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی اور جہاں کوئی فرزند توحید قدم بھی نہ رکھ سکتا تھا وہ اسلامی مرکز تہذیب بن گئے ایک اجمیر و دہلی کیا پورے ہندوستان پر کفر و عصیان کی گھنگھور اندھیاری مسلط تھی کچھ مسلم تاجر دکن کے مغربی سواحل پر موجود تھے اور چند مبلغ لاہور اور ملتان میں ٹمٹما رہے تھے جنھیں بجھانے کے لئے پرتھی راج نے مستعدانہ سعی و جہد شروع کردی تھی اور وہ ملک کے انھیں راج میں شامل کرلینے والا تھا گویا ابھی نصف صدی بھی نہ گزرنے پائی تھی کہ اسلام ہندوستان کی سب سے بڑی اور ناصر فرمانروا قیت بن گیا اور دکن کے سوا تمام ممالک دیار اسلام کے زیر سایہ آگئے لاہور ملتان دہلی بدایوں اور لکھنوتی (بنگال) میں روحانی سجادے قائم ہوگئے خواجہ غریب نواز نے جابجا اپنے خلفا مقرر کر دیئے اور اسلام ہندوستان میں تیزی سرعت کے ساتھ ترقی کرنے لگا اجمیر دہلی، ملتان بدایوں پنڈ وغیرہ میں خانقاہیں لنگر خانے اور مساجد بکثرت قائم ہوگئیں اور یہ اسلامی شہر بن گئے جس وقت ۶۳۳ھ آپ رگرائے عالم ہوئے ہیں اس وقت ہندوستان بھر میں مسلمانوں کا طوطی بول رہا تھا اور فقرا و علما دا کا ہر سب اپنے اپنے کام میں مصروف تھے۔

برکات وتعلیمات

اللہ کی شان دیکھئے کہ کس بے سروسامانی کے عالم میں آپ ہندوستان پہنچے نہ گھر نہ در اور نہ جیب میں پیسہ نہ دیس نہ وطن اور پھر جب وصال ہوا تو گویا خزائن کے مالک آپ ہی تھے شاندار خانقاہ عظیم الشان مدرسہ وسیع لنگر رفیع مسجد گھر بار زن و فرزند سب کچھ تھے جب فتوح نہ رہتا آپ مصلے کے نیچے سے نکال کر عطا فرماتے صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں کہ آپ ایسے مستغرق بزرگ تھے کہ مدہوش رہتے تھے آخری دور میں تو یہ عالم تھا کہ نماز کے وقت آپ کے کانوں میں بلند آواز سے اذانیں دی جاتیں تو یہ ارشاد فرماتے ہوئے آنکھیں کھول لیتے کہ شریعت محمدی سے چارہ نہیں ستر برس شب کے آنکھ نہیں لگائی ہمیشہ بیدار اور صائم رہتے چار شادیاں بھی بحکم نبوی کیں اور متعدد بچے پیدا ہوئے آپ کی ذات گرامی ایک چشمہ فیض تھی ہزار ہا آدمی تو لنگر سے کھاتے تھے ہزار ہا اولیا ہوکر خانقاہ سے نکلے غرض تمام ہندوستان میں آپکا فیض جاری تھا اور ہے لارڈ کرزن تک نے خود لکھا ہے کہ ہندوستان میں تو ایک قبر حکومت کر رہی ہے اور وہ قبر خواجہ غریب نواز کی قبر ہے شریعت و طریقت کو آپ نے اس طرح نبھایا کہ کسی کو حرف گیری کی جرأت نہ ہوئی آپ کی تعلیمات بھی بہت بصیرت افروز ہیں فرمایا بیماری اور بلا میں مبتلا ہونا صحت ایمان کی دلیل ہے فرمایا اسکے دوست میں تواضع شفقت سخاوت اور اختیار صحبت صالحین کا ہونا ضروری ہے فرمایا اپنا دکھ کبھی نہ کہنا اپنے افلاس کو چھپانا۔ فرمایا غریبوں کی محبت رکھو امرا سے محترز رہو رحمت کو

اسماء الرجال

ان صحابہ کرام وعظام و تابعین عورتوں اور مردوں کے حالات جنسے احادیث رسول جمع ہوئیں

(ایک جدید کتاب خاص ہوی کیلئے)

حارث بن شہاب عمی انھوں نے ابو اسحاق اور عاصم بن بہدلہ سے اور ان سے طالوت اور عیشی نے روایت کی ہے اور بہت لوگوں نے ان کو ضعیف کہا ہے۔

حارث بن وجیہ راسی انہوں نے مالک بن دینار سے اور خود ان سے مقدمی اور نصر بن علی نے روایت کی ہے اور ان کو ضعیف کہا ہے۔

حارثہ بن مضرب عبدی کوفی مشہور تابعی ہیں حضرت علیؓ اور ابن مسعود وغیرہما سے انہوں نے حدیث سنی تھی اور ان کی حدیث اہل کوفہ کے [illegible]

حارثہ بن ابی الرجال انہوں نے اپنے والد اور اپنی دادی عمرہ سے روایت کی ہے اور خود ان سے نمیر اور یعلی بن عبید نے روایت کی ہے اور بہت لوگوں نے ان کو ضعیف کہا ہے۔

حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب قرشی عدوی بزرگان تابعین میں سے ہیں اور ثقہ ہیں بہت سی حدیثیں آپ سے روایت ہیں اور ابن عمر سے انہوں نے حدیث سنی ہے اور ان کی صحت پر سب کا اجماع ہے۔

حفص بن سلیمان ان کی کنیت ابو عمرو اسدی ہے اور بنی اسد کے آزاد کردہ ہیں علقمہ بن مرثد اور قیس بن مسلم سے انھوں نے اور ان سے بہت لوگوں نے حدیث روایت کی ہے اور بخاری کہتے ہیں لوگوں نے انکی حدیث اخذ کرنی چھوڑ دی تھی اور قرأت میں یہ ثابت مانے گئے ہیں حدیث میں نہیں اور ١٨٠ھ میں نوے برس کی عمر پاکر انھوں نے انتقال کیا۔

حنش بن عبداللہ سبائی بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت علیؓ کے ساتھ کوفہ میں آئے تھے اور آپ کی شہادت کے بعد مصر چلے گئے تھے اور [illegible] ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

حکیم بن معاویہ قشیری اعرابی ان کی حدیث حسن ہے اور انھوں نے اپنے باپ سے اور ان سے ان کے بیٹے بہز جبیری نے روایت کی ہے اور یہ اچھے شخص تھے۔

حکیم بن اثرم انہوں نے ابو تمیمہ اور حسن سے اور ان سے عوف اور حماد بن سلمہ نے روایت کی ہے اور یہ اچھے شخص تھے۔

حکیم بن ظہیر فزاری۔ انہوں نے علقمہ بن مرثد اور زید بن رفیع سے اور خود ان سے محمد بن صباح دولابی نے روایت کی ہے بخاری کہتے ہیں کہ ان کو بھی محدثین نے چھوڑ دیا تھا۔

حرام بن سعید بن محیصہ ان کی کنیت ابو نعیم انصاری حارثی ہے اور یہ تابعی ہیں انھوں نے اپنے والد اور براء بن عازب سے اور خود ان سے زہری نے روایت کی ہے ١١٣ ہجری میں ان کا انتقال ہوا اور ستر برس کی ان کی عمر تھی حرام۔ ح کی زبر اور ر کی تخفیف کے ساتھ ہے۔

حماد بن سلمہ بن دینار۔ ان کی کنیت ابو سلمہ ربعی ہے کیونکہ ربیعہ بن مالک کے آزاد کردہ ہیں اور ربیعہ حمید طویل کے بھانجے ہیں۔ حماد موصوف بصریوں کے امام اور کثرت روایت حدیث میں مشہور شخص ہیں رعایت ان کی بہت [illegible] اور اتباع سنت اور عبادت میں ان کا شہرہ ہے ١٦٧ھ ہجری میں ان کا انتقال ہوا ثابت اور حمید طویل اور قتادہ سے انہوں نے اور ان سے یحییٰ بن سعید اور ابن مبارک اور وکیع نے روایت کی ہے۔

حماد بن زید ازدی مشہور اور ثابت لوگوں میں سے ہیں۔ ثابت بنانی وغیرہ سے انہوں نے اور خود ان سے ابن مبارک اور یحییٰ بن سعید نے روایت کی ہے حماد موصوف سلیمان بن عبدالملک کے زمانہ میں پیدا ہوئے تھے اور ١٧٩ھ ہجری میں ان کا انتقال ہوا ہے اور یہ نابینا تھے۔

حماد بن ابی سلیمان ابو سلیمان کا نام مسلم اشعری ہے یہ ابراہیم بن ابی موسیٰ اشعری کوفی کے آزاد کردہ تھے بہت لوگوں سے انہوں نے حدیث سنی ہے اور خود ان سے شعبہ اور ثوری وغیرہما نے روایت کی ہے اور یہ بڑے عالم تھے ابراہیم نخعی کو انہوں نے دیکھا تھا کہتے ہیں کہ ١٢٠ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

حماد بن ابی حمید مدنی۔ زید بن اسلم وغیرہ سے انھوں نے اور قعنبی نے ان سے روایت کی ہے اور چند لوگوں نے ان کو [illegible] بتایا ہے۔

حمید بن عبدالرحمن بن عوف زہری قرشی مدنی مشہور تابعین میں سے ہیں بہتر برس کی عمر میں ٩٥ھ ہجری میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

حمید بن عبدالرحمن حمیری بصری بصریوں کے امام اور ثقہ اور بڑے جلیل القدر تابعی ہیں۔ ابوہریرہ اور ابن عباس سے انہوں نے روایت کی ہے

خواجہ حسن بصری بن ابی الحسن ابو سعید۔ زید بن ثابت کے آزاد کردہ ہیں ان کے والد یسار میسان کے قیدیوں میں سے تھے اور ربیع بن نضر نے ان کو آزاد کیا تھا۔ حسن موصوف مدینہ میں اس وقت پیدا ہوئے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کی خلافت سے دو سال باقی رہ گئے تھے حضرت عمرؓ نے اپنے ہاتھ سے انکی تحنیک[1] کی تھی اور حسن موصوف کی والدہ حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کی خادمہ تھیں جب وہ کسی کام کو چلی جاتی تھیں تو حضرت ام سلمہؓ اپنے پستان مبارک حضرت خواجہ حسن بصری کے منہ میں دیدیتی تھیں تاکہ یہ اس میں مشغول ہو جائیں پھر بعد میں ان کی والدہ آکر ان کو دودھ پلاتی تھیں لوگ کہتے ہیں کہ حسن موصوف کو جو برکت علم و معرفت میں حاصل ہوئی تھی وہ اسی مبارک چھاتی کے چوسنے کے سبب تھی حسن موصوف حضرت عثمانؓ کے شہید ہونے کے بعد بصرہ میں چلے

[1] تحنیک اول اول بچہ کے منہ میں کچھ چیز چبا کر دینے کو کہتے ہیں جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ میں کھجور چبا کر حضرت امام حسن علیہ السلام جب پیدا ہوئے تھے تو ان کے منہ میں دی تھی۔

آتے تھے اور حضرت عثمانؓ کو انہوں نے دیکھا تھا بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علیؓ سے ملاقات کی تھی مگر بصرہ میں ان کا حضرت علیؓ سے ملاقات کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصرہ میں گئے تو یہ وادی القریٰ سے بصرہ آپکی طرف متوجہ ہوئے تھے حضرت حسن موصوف نے بہت صحابہ سے مثل ابو موسیٰ اور انس بن مالک اور ابن عباس وغیرہ سے روایت کی ہے اور تابعین اور تبع تابعین میں سے بہت لوگوں نے ان سے روایت کی اور یہ ہر فن اور علم اور زہد و پرہیزگاری اور عبادت میں امام وقت تھے اور ماہ رجب سنہ ۱۱۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

حسن بن علی بن راشد واسطی۔ ابو الاحوص اور ہشیم سے انہوں نے اور ابو داؤد اور نسائی نے ان سے روایت کی ہے اور یہ سچے متحفظ تھے سنہ ۲۳۷ ہجری میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

حسن بن ابو جعفر جفری نافع اور ابن زبیر سے انہوں نے اور خود ان سے ابن مہدی وغیرہ نے روایت کی ہے اور ان کو ضعیف کہا ہے یہ نیک شخص تھے سنہ ۱۶۷ ہجری میں ان کا انتقال ہے۔

حسن بن علی ہاشمی اعرج سے انہوں نے اور ان سے مسلم بن قتیبہ نے روایت کی ہے بخاری کہتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث تھے۔

حنظلہ بن قیس زرقی انصاری ثقہ لوگوں میں سے تھے مدینہ کے رہنے والے ہیں نافع بن خدیج وغیرہ سے انہوں نے اور ان سے یحییٰ بن سعید وغیرہ نے روایت کی ہے۔

حبیب بن سالم نعمان بن بشیر کے آزاد کردہ اور ان کے کاتب تھے [illegible] بن منتشر وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

حرب بن عبید اللہ ثقفی ان کے نام اور ان کی حدیث میں اختلاف ہے عطاء بن سائب نے ان کی حدیث روایت کی ہے اور اسی روایت میں اختلاف کیا گیا ہے کیونکہ سفیان بن عیینہ نے عطاء سے اور انہوں نے حرب سے اور انہوں نے اپنے ماموں سے اور انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ان کی ہے اور ابو الاحوص اس طرح کہتے ہیں کہ روایت ہے عطا سے اور انہوں نے روایت کی ہے حرب سے اور انہوں نے اپنے نانا سے اور انہوں نے اپنے باپ سے اور جریر اس طرح کہتے ہیں کہ روایت کی عطا نے حرب بن ہلال سے اور انہوں نے اپنے نانا سے اور انہوں نے اپنے باپ سے اور یہی روایت زیادہ مشہور ہے ان کی حدیث باب العشور علی الیہود والنصاریٰ میں مذکور ہے۔

حجاج بن حسان حنفی یہ تابعی ہیں اور بصریوں میں ان کا شمار ہے انس بن مالک وغیرہ سے انہوں نے حدیث سنی ہے اور خود ان سے یحییٰ بن سعید اور یزید بن ہارون وغیرہما نے حدیث سنی ہے۔

حجاج بن حجاج احول اسلمی اور بقول بعض باہلی بصری [illegible] اور قتادہ اور اور چند لوگوں سے انہوں نے روایت کی ہے اور خود ان سے ابراہیم بن طہمان اور یزید بن زریع نے روایت کی ہے اور ان کو ثقہ بتلایا ہے سنہ ۱۳۱ ہجری میں ان کی وفات ہوئی۔

حجاج بن یوسف ثقفی یہ عبد الملک بن مروان کی طرف سے عراق اور خراسان کا عامل تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ولید جانشین ہوا مقام واسط میں سنہ ۹۵ ہجری میں جب اس کی عمر ۵۴ سال کی تھی اس کا انتقال ہوا باب مناقب قریش میں اس کا ذکر ہے اور اس کے مرنے کا قصہ سعید بن جبیر کے ذکر میں انشاء اللہ حرف السین میں بیان ہوگا۔

ابو حیہ ان کا نام عمرو بن نصر خارقی ہمدانی ہے اور حضرت علی بن ابی طالب سے انہوں نے روایت کی ہے۔

ابو حُرّہ ح کی پیش اور ر کی تشدید کے ساتھ ہے نام ان کا حنیفہ الرقاشی ہے اپنے چچا سے انہوں نے روایت کی ہے اور ان کی حدیث باب الغصب میں مذکور ہے کہ الا لا تظلموا الا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منہ۔

ابن حزم ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم ابی حیہ اور ابن عباس سے انہوں نے اور خود ان سے زہری نے روایت کی ہے۔

فصل صحابیہ عورتوں کے ذکر میں

حفصہ بنت عمرؓ یہ ام المومنین ہیں اور والدہ ان کی زینب بنت مظعون تھیں یہ حضرت سے پہلے خنیس بن حذافہ سہمی کے پاس تھیں اور انہیں کے ساتھ ہجرت کرکے غزوہ بدر کے بعد مدینہ آئی تھیں اور جب ان کا انتقال ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے ان کا حضرت ابوبکرؓ و عثمانؓ سے ذکر کیا مگر ان میں سے کسی نے قبول نہ کیا تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خاص سنہ ۳ ہجری میں قبول فرمایا ایک دفعہ حضرت نے ان کو طلاق دے دی تھی مگر پھر حضرت پر وحی آئی کہ حفصہ سے رجوع کرو کیونکہ وہ تمہاری جنت میں بیوی ہے اور رات کو نماز پڑھنے والی اور دن کو روزہ رکھنے والی ہے تب آپ نے ان سے رجوع کر لیا بہت صحابہ اور تابعین نے حضرت حفصہؓ سے حدیث روایت کی ہے۔ اور ساٹھ برس کی عمر میں سنہ ۴۵ھ ماہ شعبان میں آپ نے انتقال فرمایا۔

حلیمہ بنت ابی ذؤیب سعدیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ ہیں ثویبہ کے بعد انہوں نے حضرت کو دودھ پلایا تھا حلیمہ کے وہ فرزند جن کا دودھ حضرت نے نوش فرمایا تھا عبداللہ بن حارث تھے اور ان کی بہن جو حضرت کی کھلائی تھیں ان کا نام شیما ہے حضرت کو دو مہینے اور دو برس کے بعد انہوں نے حضرت کی والدہ کو واپس کر دیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ پانچ برس کے بعد عبداللہ بن جعفر نے حلیمہ موصوفہ سے روایت کی ہے اور باب البر والصلہ میں ان کا ذکر ہے۔

ام حبیبہ ام المومنین نام ان کا رملہ بنت سفیان بن صخر بن حرب ہے والدہ ان کی صفیہ بنت ابی العاص حضرت عثمانؓ کی پھوپھی تھیں اور حضرت نے ان سے کس وقت اور کس جگہ میں نکاح کیا اس میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان سے حضرت کا نکاح حبشہ میں ہوا تھا اور نجاشی نے باندھا تھا اور چار سو دینار اور بعض کہتے ہیں چار ہزار دینار مہر کے اپنے پاس سے دیا تھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرحبیل بن حسنہ کو بھیجکر ان کو بلوایا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت نے ان سے مدینہ ہی میں شادی فرمائی تھی اور حضرت عثمانؓ نے نکاح باندھا تھا سنہ ۴۴ھ میں انتقال فرمایا بہت لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے۔

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

صلحنامہ حدیبیہ کے بعد پہلا عمرہ

شروع ماہ ذیقعدہ ۷ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو سفر کی تیاری کا حکم دیا اس حکم کے مطابق وہ تمام صحابہ جو گذشتہ سال الصلح حدیبیہ کے موقع پر آپ کے ہمراہ تھے تیار ہو گئے جن کی تعداد دو ہزار کے قریب تھی اور عمرہ کے لئے مدینہ سے مکہ کی جانب روانہ ہو گئے اور مدینہ میں حضرت ابو ذر غفاری عامل مقرر کئے گئے مدینہ کے قریب پہنچکر حضور نے اور تمام مسلمانوں نے صرف تلواریں حمائل رکھیں اور باقی تمام ہتھیار شرط صلح کے مطابق اتار ڈالے بیت اللہ شریف کے روبرو پہنچکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہر مسلمان اکڑ کر اور مستعدی کے ساتھ کعبہ کا طواف کریں تاکہ مسلمانوں کی جفاکشی اور قوت و شوکت کا اظہار ہو۔

ارکان عمرہ سے فارغ ہو کر آپنے اور آپ کے صحابہ نے مکہ میں تین دن قیام فرمایا اور اس دوران میں آپ نے میمونہ بنت حارث سے نکاح کیا یہ عباس بن عبد المطلب کی بیوی ام فضل کی ہمشیرہ تھیں چوتھے دن علی الصباح مشرکین مکہ کی طرف سے سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبد العزی دو شخص آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ کو مکہ میں تین دن ہو گئے ہیں اب آپ معاہدہ کے مطابق فوراً مکہ سے چلے جائیں آپ نے فرمایا میں خود ہی جانے کے لئے تیار ہوں مگر میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ہے ابھی رخصتی نہیں ہوئی ہے اگر تم اجازت دو تو میں یہاں ضیافت ولیمہ دیکر اس کے بعد میں یہاں سے چلا جاؤں گا اس میں تمہارا کچھ نقصان بھی نہیں ہے۔ سہیل نے کہا نہیں آپ کے کھانے کی ضرورت نہیں آپ معاہدہ کی پابندی کریں اور فوراً یہاں سے چلے جائیں چنانچہ آپ نے اسی وقت کوچ کی منادی کرادی اور حدود حرم سے نکل کر وادی سرف کے میدان میں قیام فرمایا یہیں میمونہ بنت حارث بھی آپ کی خدمت میں آگئیں۔

حضرت حمزہؓ کی بیٹی کو ہودج میں بٹھالیا

آپ مدینہ روانہ ہونیکی تیاری کر رہے تھے کہ حضرت حمزہ کی چھوٹی صاحبزادی امامہ دوڑتی ہوئی آئیں اور چچا چچا چلا کر کہا کہ مجھے بھی اپنے ہمراہ مدینے لے چلئے حضرت علیؓ نے بچی کو گود میں اٹھا کر اپنے ہودج میں بٹھا لیا مگر حضرت جعفر بن ابی طالب اور زید بن حارث بھی لڑکی کی کفالت و پرورش کے دعویدار ہوئے ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ اس لڑکی کو میں اپنی حفاظت و کفالت میں رکھوں اور ہر ایک اپنا اپنا حق فائق جتاتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے دعاوی اور دلائل سنکر فرمایا کہ خالہ بجائے ماں کے ہوتی ہے لہٰذا اس لڑکی کو حضرت جعفر کے پاس ہونی چاہیے چنانچہ امامہ کو انھیں کے سپرد کر دیا گیا حضور کے فیصلہ پر حضرت علی اور حضرت زید بھی رضامند ہو گئے اور آپ مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے۔

حضرت عمرو بن العاص ابھی مکہ ہی میں تھے ان کا ارادہ تھا کہ میں مکہ سے ہجرت کر جاؤں اور مسلمان ہو جاؤں کیونکہ اسلام کی صداقت کا سکہ ان کے دل میں اسی وقت بیٹھ گیا تھا جب یہ نجاشی کے دربار سے ناکامی کے ساتھ واپس ہوئے تھے اس وقت سے اسلام کی تھی تاثیر اندر ہی اندر اپنا کام کر رہی تھی ادھر خالد بن ولید بھی ایمان و شاہ کی نماز میں آنحضرت صلعم کی قرأت کلام مجید سنکر اسلام کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دے چکے تھے اور یہ عمرو بن العاص کے بڑے گہرے دوست تھے عمرو بن العاص نے اپنا ارادہ خالد بن ولید سے ظاہر کیا اور ان کو اپنا ہمخیال پایا اب یہ دونوں مل کر اپنے تیسرے دوست عثمان بن طلحہ کے پاس گئے وہ بھی ہمنوا بنا اور ان کے ہمخیال ہو گئے اور یہ تینوں سردار مکہ سے روانہ ہو کر مدینہ میں آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔

ہجرت کا آٹھواں سال

حارث بن عمیر کی شہادت اور جنگ موتہ کا پیش خیمہ

اسلام ملک عرب میں روز بروز اقتدار حاصل کرتا جا رہا تھا اور تمام اندرونی و بیرونی طاقتیں اسلام کے سامنے سرنگوں ہوتی جا رہی تھیں اب بظاہر مسلمانوں کو کسی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا کیونکہ اسلام کے خلاف تین قوتیں مشرکین مکہ یہودیان خیبر اور منافقین مدینہ اپنا سارا زور صرف کر کے مایوس ہو چکی تھیں تاہم ان کی طاقتیں جواب دے چکی تھیں مگر دلوں سے اسلام دشمنی کی آگ نہیں بجھی تھی اس لئے اب دشمنان اسلام نے ایران و روم کی شہنشاہیوں اور ان کے سرحدی سرداروں کو مسلمانوں کے برخلاف برانگیختہ کرنا شروع کیا اور آئے دن سازشیں شروع کر دیں۔

آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ خیبر کی فتح کے بعد آنحضرت نے سلاطین کو دعوتی خط بھیجے تھے ان میں سے ایک خط حاکم بصرہ کے نام بھی حارث بن عمیر ازدی کے ہاتھ روانہ کیا تھا ابھی یہ بصری پہنچنے بھی نہ پائے تھے کہ مقام موتہ میں جو قیصر روم کی طرف سے اس علاقہ کے صوبہ دار شرحبیل بن عمرو غسانی نے حارث کو گرفتار کر لیا اور شہید کر دیا۔ آپ کی شہادت کی خبر مدینہ میں پہنچی تو مسلمانوں کو سخت صدمہ ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت غسانی سردار کی سرکوبی کے لئے روانہ کرنی چاہی آپنے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اپنے اپنے سلاح جنگ لیکر موضع جرف میں جمع ہوں آپ کے حکم کے مطابق تین ہزار مسلمانوں کا لشکر موضع جرف میں جمع ہو گیا آپ نے اس لشکر کی سرداری کے لئے زید بن حارثہ کو نامزد کیا اور فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب سردار ہوں اور وہ بھی شہید ہو جائیں تو ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ اور وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر جسکو مسلمان پسند کریں اپنا سردار بنالیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دور بطریق مشایعت اس لشکر کے

ہمراہ مدینہ سے باہر گئے اور تمام امور متعلقہ اچھی طرح سمجھا کر واپس تشریف لے گئے اور اسلامی لشکر موتہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

جس وقت اسلامی لشکر مقام معان پر پہنچا تو خبر ملی کہ حاکم موتہ شرجبیل نے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ایک لاکھ جرار فوج فراہم کی ہے صرف یہی نہیں بلکہ خود قیصر روم بھی ایک لاکھ فوج لئے ہوئے وادی بلقاء میں خیمہ زن ہے اس خبر کو سنکر لشکر اسلام میں قدرتی طور پر کچھ فکر و تردد نمایاں ہوئے اور یہ رائے قرار پائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا جائے اور آپ کے حکم اور امداد کا انتظار کیا جائے۔

ہم کفار سے کثرت اور قوت کے ذریعہ نہیں لڑتے

موت سے زیادہ خوفناک اور مہیب کوئی چیز دنیا میں انسان کے لئے نہیں اور نہ ہوسکتی ہے اسلام نے سب سے پہلے دنیا میں اگر فلسفہ رکھا ہی کو ذہن نشین کیا اور صحابہ کے دل و دماغ میں کچھ ایسا جوش بھر دیا کہ ان کے نزدیک موت ہی معراج کمال بن گئی تھی یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا پر چھا گئے اور قیاصرہ و اکاسرہ کی شوکت و عظمت کو پارہ پارہ کرکے رکھدیا ذرا دیدۂ عبرت وا کرکے جنگ موتہ کے واقعات کو دیکھو اور فلسفہ موت کو سمجھو۔ عقل انسانی بحر حیرت میں غرق ہے ایک طرف تین ہزار کا لشکر ہے اور دوسری طرف دو لاکھ جرار فوج یعنی ایک چیونٹی کا ہاتھی سے مقابلہ ہے اگرچہ مسلمانوں میں فکر و تردد کے آثار نمایاں ہوئے مگر ان کے استقلال میں ذرا بھی جنبش نہ ہوئی ابھی کوئی خاص رائے قائم نہ ہوئی تھی کہ عبداللہ بن رواحہ نے بلند آواز سے لوگوں کو اپنی طرف مخاطب کرکے کہا۔

"تم لوگ شہادت کی جستجو میں نکلے ہو۔ کفار سے ہم گنتی یعنی اعداد و شمار اور قوت کے ذریعہ نہیں لڑتے بلکہ ہم اس دین کے ذریعہ لڑتے ہیں جس سے اللہ نے ہم کو مشرف کیا ہے پس مقام موتہ اور لشکر ہرقل کی طرف پیشقدمی کرو اور اپنے لشکر کا میمنہ میسرہ درست کرکے کفار کا مقابلہ کرو اس کا نتیجہ ان دو نیکیوں سے خالی نہ ہوگا یا تو ہم کو فتح حاصل ہوگی اور یا شہادت میسر ہوگی"

حضرت عبداللہ بن رواحہ کے اس ایمان افروز اور بہادرانہ کلام سے مسلمانوں میں جوش اور شہادت کا شوق پیدا ہو گیا ہر فرزند توحید نشہ شہادت سے جھومنے لگا چنانچہ حضرت زید بن حارث ایک ہاتھ میں نیزہ اور دوسرے میں جھنڈا لیکر اٹھ کھڑے ہوئے اور لشکر اسلام معان سے موتہ کی طرف روانہ ہو گیا اور مقام موتہ میں پہنچکر ایک مناسب جگہ پر خیمہ زن ہو گیا۔

قلت و کثرت اور بے سروسامانی سے خائف ہونے والے مسلمانو! ذرا غور کرو ایک طرف تین ہزار کا لشکر ہے اور دوسری طرف ایک لاکھ کا۔ بتلاؤ کیا دنیا نے کبھی ایسا مقابلہ دیکھا ہے ہرگز نہیں سنو اور عبرت حاصل کرو۔ لشکر اسلامی کی ترتیب یوں تھی حضرت زید علم ہاتھ میں لئے ہوئے قلب لشکر کے سامنے آگے آگے تھے میمنہ قطبہ بن قتادہ کے سپرد تھا اور میسرہ پر عبادہ بن مالک انصاری تھے اس لشکر میں خالد بن ولید بھی شامل تھے اور ان کو آغوش اسلام میں آکر جوہر شہادت دکھانے کا یہ پہلا ہی موقع ملا تھا آخر جنگ شروع ہو گئی اور بہادران اسلام نے داد شجاعت دینی شروع کی۔

زید بن حارث جوش شجاعت میں لڑتے اور کفار کو قتل کرتے بہت آگے بڑھ گئے اور اپنے لشکر والوں سے دور ہو گئے کفار نے ان کو اکیلا پاکر چاروں طرف سے گھیر لیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے ان کے شہید ہوتے ہی حضرت جعفر دوڑ کر آگے بڑھے اور رایت اسلام کو سنبھال لیا اور بے جگری کے ساتھ کفار پر بھوکے شیر کی طرح ٹوٹ پڑے آخر ان کا گھوڑا زخمی ہو کر گرا اور وہ پیادہ دشمنوں سے لڑتے رہے مگر تابکے دشمنوں نے ان کو بھی نرغے میں لے لیا اور ان کا دایاں ہاتھ کٹ کر علیحدہ جا پڑا اب انھوں نے بائیں ہاتھ سے جھنڈا سنبھال لیا جب بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو سینہ سے جھنڈا چمٹا لیا حتی کہ اسی حالت میں شہید ہو گئے ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے آگے بڑھکر علم ہاتھ میں لے لیا مگر یہ بھی تھوڑی دیر کے بعد شہید ہو گئے اور رایت اسلام گر گیا اور مسلمانوں میں کسی قدر پریشانی کے آثار نمایاں ہونے لگے یہ حالت دیکھکر ثابت بن اقرم نے آگے بڑھکر علم اٹھا لیا اور بلند آواز سے کہا۔

"مسلمانو! کسی ایک شخص کو امیر بنانے میں موافقت کرلو۔"

حضرت خالد بن ولید کی سرداری

مجاہدین اسلام نے اس آواز کو سنکر متفقہ آواز سے کہا کہ "ہم لوگ تمہاری امارت سے راضی ہیں" ثابت بن اقرم نے جواب میں کہا کہ "میں یہ کام نہ کر سکوں گا بہتر ہے کہ تم خالد بن ولید کی سرداری قبول کرلو" مجاہدین اسلام نے کہا ہمیں ان کی سرداری منظور ہے اس منظوری کے بعد حضرت خالد آگے بڑھے اور ثابت بن اقرم سے جھنڈا لے لیا اور دشمنوں پر بہادرانہ حملہ آور ہوئے اب بھی کمزوری لشکر کا پلہ بھاری اور مسلمان مغلوب نظر آتے تھے اور مسلمانوں کی ہمتیں پست ہونے لگی تھیں آپ نے علم ہاتھ میں لیتے ہی مسلمانوں کو للکارا اور غیرت و حمیت دلاکر ان کے دلوں میں جوش ابھر دیا اس کے بعد ایسی بے جگری اور بہادری کے ساتھ لڑے اور حملے کئے کہ رومیوں کے چھکے چھوٹ گئے بجلی کی طرح میدان جنگ میں کود رہے تھے اور قضائے مبرم بن بن کر کفار پر گرتے تھے اس پر لطف یہ کہ اپنے لشکر کی ترتیب اور نقل و حرکت کو بھی اپنے قابو میں رکھا اور صبح سے لیکر شام تک تین ہزار غازیوں کو ایک لاکھ کے لشکر جرار سے لڑاتے رہے شام ہوتے ہی رومیوں کے اوسان خطا ہو گئے اور وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کے مقابلہ میں قائم نہ رکھ سکے اور میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ پڑے مسلمانوں نے تھوڑی دور تک ان کا تعاقب کیا اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔

اس جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ لشکر اسلام سے کل بارہ صحابی شہید ہوئے اور کفار کے مقتولین کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو سکی اور حضرت خالد بن ولید کی شجاعت اور جنگی قابلیت کا اعتراف ہر مسلمان نے کیا جس روز تین ہزار اسلام کے فدائی ایک لاکھ کے لشکر جرار سے مصروف جنگ تھے اسی روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں الہام الٰہی کے ذریعہ تمام حالات جنگ کی اطلاع ہو گئی آپ نے اسی وقت تمام مسلمانوں کو جمع کیا اور منبر پر چڑھکر فرمایا۔

"تمہارے لشکر کی خبر یہ ہے کہ انہوں نے دشمنوں کا مقابلہ کیا زید شہید ہوا اللہ نے اسے بخشدیا پھر عبداللہ بن رواحہ نے رایت اسلام کو سنبھالا وہ بھی دشمنوں سے لڑکر شہید ہوئے اور سب کے سب جنت میں اٹھا لئے گئے ان تینوں کے بعد اسلامی جھنڈا

مسلمان اور قرآن

ایک مسلسل کتاب جو خاص طور سے مولوی کیلئے لکھی گئی ہے

(از مولانا مراد صاحب بارہردی)

قرآن اور تہذیب مغرب

سب سے زیادہ المناک نتائج قرآنی تعلیمات سے بے پرواہ کے یہ ہیں .... کہ مسلمانوں کے جدید تعلیم سے بہرہ مند طبقہ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اسلام سیاسیات، تمدنیات معاشیات اور اقتصادیات میں کوئی راہبری اور رہنمائی نہیں کرتا اسی لئے وہ اپنی ترقی کے لئے مغرب سے روشنی طلب کرتے ہیں اور اس کی کرنوں سے اپنے کاشانوں کو منور بنانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ قرآن کریم میں سب کچھ موجود ہے مغربی فلاسفروں کے اقوال کو اپنے دعاوی کی تائید میں بڑے شد و مد کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے برک، برانٹ، مل، اسپنسر، گوئٹے، شوپنہار اور نطشے کے اقوال نوک زبان رہتے ہیں اور اپنے دعاوی کو ان سے قوی اور اپنے بیانات کو ان کے اقوال سے آراستہ کیا جاتا ہے اور قرآنی آیات کو ان کے مقابلہ میں کوئی اہمیت نہیں دی جاتی حالانکہ قرآنی انوار سے مستنیر ہو کر مسلمانوں نے جو ترقی کی تھی وہ یورپ و امریکہ کی ترقیات سے کہیں زیادہ بلند اور شاندار زندگی تھی اور وہ اس سے سب کچھ سیکھ سکتے تھے۔

مصری بزرگ علامہ عبدہ نے تعلیمات قرآنی کے ضعف اور اس ضعف کے نتائج کے متعلق اپنی گرانمایہ تصنیف میں جو بحث کی ہے وہ مسلمانوں کی چشم بصیرت وا کرنے کے لئے بڑی حد تک کافی ہے آپ لکھتے ہیں اور کس حقیقت طرازی اور صداقت نوازی کے ساتھ لکھتے ہیں کہ:-

"علماء عجم کے مددگار ہو جانے کے اندیشہ سے ایک عباسی فرمانروا نے دیلمیوں اور ترکوں کو فوج میں بھرنا شروع کر دیا جس سے اسلام پر عجمی رنگ چھا گیا دوسرے فرمانرواؤں نے عجمیوں کو سالار لشکر بھی بنانا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت عربی ہاتھوں سے نکل کر عجمیوں کے ہاتھوں میں پہنچ گئی حالانکہ یہ نو مسلم تھے اور اسلامی تعلیمات نے ان کے دل و دماغ میں ہنوز وہ اثر پیدا نہ کیا تھا جو عربی دل و دماغ کے لئے مخصوص تھا اس سے بھی زیادہ مصیبت یہ تھی کہ علوم اسلامیہ پر ان ہی کی طرف سے دھاوا بول دیا گیا اور ان جاہلوں کو جو عالم نہ تھا انہوں نے عالم کہا اور فضیلت کا جامہ پہن کر عامۃ الناس میں ایسی مذہبی باتیں پھیلانی شروع کر دیں کہ علم سے مسلمانوں کو بعد پیدا ہوا ایسی باتیں اسلامیات میں داخل کرنا شروع کر دیں جن سے اسلام جو ایک تھا متعدد و متواتر اور متعدد پہلو ہونے لگے اس سے تفرقہ پیدا ہوا پھر انہوں نے قرار دیا کہ متقدمین جو کچھ لکھ گئے ہیں متاخرین کو اس میں چون و چرا کی گنجائش نہیں سلطنت کے متعلقہ امور کے متعلق کہہ دیا گیا کہ ان پر غور کرنا عوام کا نہیں صرف حکومت و حکام کا فرض ہے اب ایک نیا فتنہ شروع ہوا زمانہ کا انقلاب جو حالات پیدا کرتا گیا اسے مختلف احادیث کے متن سے منطبق کر کے کہہ دیا گیا کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم تو پہلے ہی ان حالات کی پیشگوئی کر چکے تھے یہ تو لقدیری امور ہیں۔

کسی تدبیر اور کسی کوشش سے ان کی اصلاح ممکن نہیں بہتر ہے کہ معاملہ خدا کے سپرد کر دیا جائے۔ احادیث کے ظاہری الفاظ نے ان کے لئے مطلب براری کا موقعہ بہم پہنچا دیا۔ ضعیف حدیثوں اور موضوعات میں انہیں کافی مصالحہ مل گیا اور انہوں نے عامۃ المسلمین میں اوہام پھیلانے اور انہیں گمراہ کرنے میں بڑی تقویت پائی یہ گروہ اپنی شہرت، ذاتی اغراض اور نام و نمود کی حرص میں تعدد و دور تک پھیل گیا شرارت پسند اور اقتدار دوست والیوں نے ہر جگہ ان کی امداد کی۔ قدریہ گروہ کے بعد جبریہ گروہ بھی میدان میں آگیا قدریہ کہتے تھے انسان آزاد پیدا کیا گیا ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے اس سے کم از کم مسلمانوں میں حرکت حیات تو موجود رہی لیکن اب ان بنے ہوئے عالموں اور طاقت پرست والیوں نے مل کر جبریہ خیالات کی تلقین و اشاعت شروع کی تقدیر کے مسئلہ نے یہیں سے اہمیت حاصل کی اور یہ خیالات راسخ ہو گئے کہ انسان کی سعی و جہد بیکار ہے جو تقدیر میں ہے وہی ہو گا مذہبی امور میں ضعف بصیرت اور خواہشات کا اتباع ایسے امور ہیں کہ ان کا اجتماع ہمیشہ مہلک ثابت ہوتا ہے یہ عقائد اسلام کے بالکل منافی و مغائر تھے لیکن اسلام ہی کا لباس پہن کر اسلام میں داخل ہو گئے مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے حوصلے پست ہو گئے اور انہیں مایوس کر کے بہائم کے درجہ پر پہنچا دیا گیا اس وقت اسلام نام ہی کا رہ گیا ہے اور جسے اسلام کہا جاتا ہے وہ نماز روزہ اور حج کی محض ظاہری صورتوں کا ایک مجموعہ رہ گیا ہے۔ چند اقوال ہیں جن کے معانی میں تغیر و تبدل کر لیا گیا ہے اور جن کا نتیجہ وہ بدعتیں اور خرافات ہیں جنھوں نے مسلمانوں کو اس قدر جامد و ساکن بنا دیا ہے موجودہ اسلام کو حقیقی اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ ایک چیز ہی دوسری ہے۔"

واقعی سب سے بڑی مصیبت یہی ہے کہ ہماری مذہبی تعلیم اصلی حالت پر نہ رہی اور مسلمان حقیقی علوم قرآنی سے محروم ہو گئے یہی وجہ ہے کہ اب تعلیمات قرآنی وہ نتائج پیدا کرنے سے قاصر ہے جو قرون اول میں پیدا ہوتے تھے جب تک مسلمان صحیح تعلیم قرآنی سے فیض حاصل نہ کریں گے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ اور صحابہ کرام کا طریقہ اختیار نہ کریں گے اس وقت تک ان کی کامیابی مشکوک رہے گی بیشک اس دور میں مغرب اور جاپان نے بہت ترقی کر لی ہے مگر مغرب والوں ہی سے پوچھو کہ کیا وہ اپنی اس ترقی کو حقیقی ترقی سمجھتے ہیں ان کے اخلاق تباہ ہو چکے ہیں اور دلوں کا اطمینان مٹ چکا ہے اور کسی کو چین اور سکون حاصل نہیں دراصل حقیقی ترقی وہی تھی جو مسلمانوں نے کی۔

غیر مسلموں سے سلوک کے متعلق قرآنی تعلیم

اس زمانہ میں مسلمانوں نے تو رواداری کا یہ مطلب سمجھ لیا ہے کہ وہ دوسروں پر پورا اعتماد کر لیں حالانکہ اسلام کی تعلیم کا منشا یہ ہے کہ دشمنوں سے ہوشیار اور چوکنا رہا جائے اگر وہ امن و سلامتی سے رہیں تو ان کے ساتھ کسی انسانی سلوک سے دریغ نہ کیا جائے اور اگر مقابلے پر آ جائیں تو ڈٹ کر مقابلہ کرنے میں بھی کوتاہی نہ کی جائے نہ اتنا اعتماد کیا جائے کہ وہ غفلت میں مسلمانوں کو آلیں اور نہ انہیں بلا وجہ ستایا جائے۔ قرآن میں ملک گیری یا ایذا رسانی یا اختلاف مذہب کی بنا پر اسلحہ اٹھانے اور غیر مسلموں پر چڑھ دوڑنے کی اجازت نہیں۔ قرآن میں تصریح موجود ہے کہ اے نبی کریم آپ نے جن لوگوں سے بروئے عہد نامہ صلح کر لی ہے اگر وہ مخالفت پر آمادہ ہو جائیں اور اپنے عہد کا پاس نہ کریں تو آپ کو بھی اجازت ہے کہ آپ اطلاع دیئے بغیر ان پر حملہ آور ہوں اور اگر وہ عملی طور پر بد عہدی کے مرتکب نہ ہوئے ہوں لیکن ان کی طرف سے خیانت و بد عہدی کا اندیشہ ہو تو انہیں مطلع کر دیجئے کہ اب عہد کی پاسداری ہمارے لئے بھی لازمی نہیں ہے۔

اور اگر عہد کرنے کے بعد وہ اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین پر طعن و تشنیع کریں تو تم ان سرداران کفر سے لڑو تاکہ وہ اپنی شرارت سے باز آ جائیں۔ کیا تم ایسے لوگوں سے نہ لڑو گے جنہوں نے عہد شکنی کی رسول کو نکال دینے کا قصد کیا اور جن کی جانب سے سبقت ہوئی۔

لڑو کس طرح اس طرح کہ جتنا نقصان پہنچا ہے اتنا ہی نقصان دشمنوں کو پہنچاؤ جان کا معاوضہ جان ہے آنکھ کا معاوضہ آنکھ۔ ساتھ ہی تاکید کر دی گئی کہ جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم ان سے فی سبیل اللہ لڑو مگر زیادتی نہ کرو اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں کیا کرتا۔ اگر مشرکین اپنے عہد پر قائم رہیں تو مدت موعودہ تک تم بھی اپنے عہد کو نبھاؤ۔ اگر مشرک پناہ طلب کریں تو ان کو پناہ دو تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنیں اس کے بعد انہیں امن کی جگہ پہنچا دو کیونکہ وہ نادانوں کی قوم میں سے ہے۔

پھر اس فراخدلانہ رواداری اور شرافت سلوک پر تنبیہ کر دی ارشاد باری ہے کہ اگر مسلمان غیر مہاجرین معاملات دینی میں تم سے مدد طلب کریں تو تم انہیں مدد دو لیکن یہ مدد کسی ایسی قوم کے خلاف نہ ہو جس سے تم نے صلح کا عہد کیا ہو کیونکہ اس کافر قوم کی دوسری کافر قوموں سے دوستی ہوگی اور اگر تم نے بد عہدی کی تو تمام دنیا میں ایک بڑا فتنہ پیدا ہو جائے گا" اسیران جنگ

اسیران جنگ کو خواہ از راہ احسان خواہ بعوض فدیہ آزاد کر دو"

جب تک وہ مشرکین و کفار سیدھے رہیں تم بھی سیدھے رہو"

یہ تو تھی متعاہد اور محارب قوم سے سلوک کی کیفیت! جو لوگ مسلمان تو نہیں ہیں مگر ان سے عناد بھی نہیں رکھتے قرآن میں ارشاد باری ہے اے نبی کریم انہیں معاف کیجئے ہدایت کیجئے اور اگر پھر بھی جہالت سے باز نہ آئیں تو ان کی طرف سے منہ پھیر لیجئے: اے ایمان والو اگر کافر اسلام کا مذاق اڑائیں تو جب تک گفتگو کا موضوع تبدیل نہ ہو جائے ان کے پاس نہ بیٹھو۔ اللہ تعالیٰ کے سچے بندے وہی ہیں

جو زمین پر شائستگی سے چلتے ہیں اور اگر جاہل ان سے گفتگو کرتے ہیں تو وہ سلام کر کے الگ ہٹ جاتے ہیں"

ان غیر مسلمین کے ساتھ سلوک کے متعلق جو مسلمانوں کے نہ دشمن ہیں اور نہ جن سے مخاصمت و معاندت کا کوئی فوری امکان ہے اختلاف عقائد کے باوجود جس شاندار انداز میں مسلمانوں کو ہدایات کی گئی ہیں اس کی مثالیں پوری دنیا کی تاریخ میں بھی آپ کو کہیں ڈھونڈے سے نہیں ملیں گی ارشاد باری تعالیٰ ہے ان کے معبودوں اور قبلوں کو برا نہ کہو کہ وہ بھی نادانی سے اللہ جل شانہ کو برا کہنے لگیں" اے نبی کریم اگر کفار تمہارے پاس اپنے باہمی معاملات کا تصفیہ کرانے کے لئے آئیں تو یا تو تم ان کی جانب سے اعراض کرو یا پھر ان کے درمیان انصاف کر دو"

اس حالت کے سوا کہ تم مظلوم ہو کسی کے معائب و مثالب کا علی الاعلان پرچار کر کے پھر اس طرح رسوا کرنے سے یہ بہتر ہے کہ تم انہیں خلوت میں سمجھا دو چشم پوشی بہرحال بہتر ہے" لوگوں سے عام طور پر اچھی ہی بات کہا کرو" اصلاح بین الناس کے لئے ان کے مشوروں کو سننا اچھا ہے" جس کی امانت ہو اسے اس کے پاس پہنچا دیا کرو اور لوگوں کے درمیان عام طور پر انصاف کیا کرو"

قرآن اور تحفظ ملت

قرآن کریم نے غیر مسلموں سے تعلق کے معاملہ میں نہایت گرانقدر ہدایات کی ہیں اور مسلمانوں کو حزم و احتیاط کے تمام آئین و اصول بتا دیئے ہیں اگر مسلمان ان ہدایات پر کاربند رہتے اور قرآنی تعلیمات کی روشنی میں کام کرتے رہتے تو وہ کبھی کسی سے دھوکہ نہ کھاتے اور ہمیشہ سکون و اطمینان کی زندگی بسر کرتے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "اے ایمان والو اپنوں کے سوا کسی کو دوست نہ بناؤ وہ تمہیں تباہ کرنے میں کمی نہیں کرتے اور صرف اذیت پہنچانے کے لئے تمہارے دوست بنجاتے ہیں" اس آیت کی صداقت کا تجربہ مسلمانوں کو ہزار بار ہو چکا ہے اور ان کے اقتدار کے بڑی حد تک غارت ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ وہ ہمیشہ دوسروں کی محبت میں اپنوں کو نظر انداز کرتے رہے انہوں نے مسلمانوں کی دوستی پر اعتماد نہ کیا اور غیر مسلموں کی دوستی میں عواقب امور کو فراموش کر بیٹھے۔ شجاع الدولہ ہمیشہ انگریزوں اور مرہٹوں کی محبت میں ہوا رہے شاہ عالم ثانی مرہٹوں کو "فرزند دلبند" اور انگریزوں کو اپنا حامی و ناصر سمجھتے رہے ٹیپو کی استدعا پر شجاع الدولہ، سلطان ترکی، نواب نجیب الدولہ اور شاہ دہلی میں سے کسی نے کان نہ دھرا ٹیپو سلطان تباہ ہو گیا اور مگر ترکی خاموش بیٹھا رہا اور مصر نے اس کی سفارت کی بھی نہ سنی۔

ترکی بھی یورپ والوں کی دوستی کا شکار رہا عیسائی ہوں یا ہندو مسلمانوں نے جس سے دوستی کی اسی کے ہو کر رہ گئے اور نہ صرف ہو کر رہ گئے بلکہ ان کی محبت کے جوش میں اپنی قوم کی مخالفت سے بھی گریز و احتراز نہیں کیا آج بھی کتنے ایسے ہیں جو آیت کریمہ کے مطابق عمل کرتے ہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ جو دوستی ہم سے کی جا رہی ہے وہ ہمیں نقصان پہنچانے کے لئے تو نہیں کی جا رہی ہے اور اس سے کبھی نقصان پہنچنے کا تو احتمال تو نہیں؟

پھر ارشاد ہے "حتی المقدور ان سے بچتے رہو" لیکن مسلمان وہ ہیں کہ چوکنا رہنا تو ایک طرف بالکل ان میں گھل مل جاتے ہیں اور اپنوں سے زیادہ

مجھیں یا نہیں وہ غیظ و غضب سے بھرے ہیں صرف محبت کرنے کی اطلاع دی گئی کے لئے کافی ہے خیر تو پہر ظہیر ہیں اللہ تعالےٰ نے کا قرآب بجلی سے بھی دوستی دیکھا کرنا نہیں کرتا اور ہدایت کرتا ہے خواہ وہ تمہارے باپ اور بھائی ہی کیوں نہ ہوں اگر انہیں اسلام کے بجائے کفر سے محبت ہو تو ان سے دوستی نہ رکھو کیونکہ اس کا مطلب یہی قرآن ہی میں ارشاد ہے وہ موقع پاتے ہی تمہارے دشمن ہو جائیں گے اور اپنے قول و فعل سے تمہارے نقصان کے موجب بنیں گے انھیں تو یہ پسند ہے کہ تم کافر ہو جاؤ۔"

تاریخ بھی آج تک صداقت کی گواہ ہے یہودیوں، روسیوں، ہنگریوں، یونانیوں، بلغاریوں، اطالیوں، ہسپانیوں، پرتگالیوں اور ہندوستان کے راجاؤں کے رویہ پر نگاہ ڈالو جب تک مسلم اقتدار قائم رہا خاموش بیٹھے اور مسلمانوں کے دوست بنے رہے لیکن جب موقع ملا اور تخت پر کسی کمزور کو متمکن پایا ساری کی ساری دوستیوں اور محبتوں کو آگ لگا کر مسلمانوں کو نہ صرف قول بلکہ اپنے فعل سے مسلمانوں کے نقصان کا موجب بن گئے اور وقت پر کبھی نہ چوکے جسے باور نہ ہو وہ ترکی کی شش صد سالہ تاریخ، عباسیوں اور رومیوں کے محاربوں سلجوقیوں اور عیسائیوں اور مسلمانوں اور ہندو راجاؤں کی جنگوں کی داستان پڑھے مسلمانوں نے ہمیشہ عہد و پیمان کا پاس کیا لیکن ان غیر مسلموں نے کسی امر کی بھی پرواہ نہ کی اور ہمیشہ تاک میں لگے رہے۔ خدا کا کلام کہیں صحت و حقیقت سے خالی ہو سکتا ہے ان کی تو یہ حالت ہے کہ باہمی معاہدات کو بھی موقع ملنے پر ایک پرزہ کاغذ سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔

آج فرانس کو موقعہ ملے تو وہ جرمنی کو کھا جائے اور جرمنی کی چیرہ دستی نے تو وہ فرانس کو نگل لے برطانیہ فرانس کی تاک میں لگا ہوا ہے اور فرانس برطانیہ کا اقتدار دیکھ کر کباب ہو رہا ہے بظاہر عہد نامے بھی ہیں دوستیاں بھی ہیں لیکن حقیقت میں کوئی کسی کا دوست نہیں اور سب ایک دوسرے پر دانت تیز کر رہے ہیں جب یورپ میں ایک نسل اور ایک مذہب کے لوگوں کا یہ حال ہے تو مسلمان تو ہر اعتبار سے ایک جداگانہ قوم ہیں ان سے کیا کوئی دوستی نبھا سکتا ہے پھر دنیا تو تنازع للبقا کا ایک میدان ہے قوی کمزوروں کو ہمیشہ ستاتے رہے ہیں اور ان کے اقتدار کے کھنڈروں پر اپنی عظمت کی عمارتیں تعمیر کرتے رہے ہیں عام رجحان یہی ہے اگر قرآن اس باب میں مسلمانوں کی رہنمائی نہ کرتا تو یہ ایک بڑی خامی ہوتی کوئی اس سے یہ نہ سمجھے کہ اسلام غیر مسلموں سے تعلق رکھنے اور رواداری برتنے کو روکتا ہے رواداری کے متعلق تو ہم اسلام کی تعلیمات کا اجمالی خاکہ پیش ہی کر چکے ہیں تعلق اور میل جول سے بھی اسلام نہیں روکتا البتہ خود فراموشانہ دوستی سے وہ ضرور روکتا ہے اور اس لئے روکتا ہے کہ کہیں یہ دوستی کے خیال میں اپنے تحفظ اور بقائے حیات کی کوششوں سے غافل نہ ہو جائیں اور یہ قومیں غفلت میں انھیں نہ آلیں۔

واعدوا لهم ما استطعتم یعنی سامان جنگ تیار رکھنے کی تعلیم بھی اسی مقصد کے لئے دی گئی تھی اس زمانہ میں بھی بعض مسلمان محض طلب عزت کے لئے غیر مسلموں سے ملتے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ صاف اور واضح الفاظ میں بتاتا ہے اور آیت کو یہ زور بنا کر کہتا ہے کہ کیا تم عزت و جاہ کے طالب ہو عزت و شہرت کے لئے ان سے ملتے ہو خوب سمجھ لو کہ عزت تو سب اللہ ہی کے واسطے ہے" وہی عزت دیتا ہے وہی ذلت دیتا ہے دنیا میں یہی دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ اپنی قوم کو چھوڑ کر عزت و جاہ کے لئے دوسری قوموں میں گھستے ہیں وہ گھر کی اور وہ بھی نہیں رہتے کہیں کے نہیں رہتے کاش مسلمان سمجھیں اور قرآنی مطالب کو سمجھ کر ان کی روشنی میں قدم اٹھائیں اور اللہ تعالےٰ نے جو حکم دیا ہے اس کے مطابق عمل درآمد کریں۔

قرآن اور حفاظت معابد

ارشاد باری ہے کہ ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد اگر اللہ تعالےٰ بعض ظالموں کو بعض سے دفع نہ کرتا تو درویشوں کی خانقاہیں گرجے اور مسجدیں سب برباد ہو جاتیں یہ واقعی صورت بھی یہی تھی اسلام سے پیشتر کی کسی جنگ میں مندر و معابد کی خیریت نہ تھی اسلام ہی تنہا ایک ایسا مذہب تھا جس نے معابد کی حفاظت کا حکم دیا اور مسلمان ہمیشہ اس پر کاربند رہے اور اس شان سے کاربند رہے کہ دنیا والے حیران رہ گئے ایک والی نے ایک گرجا پر قبضہ کر کے مسجد بنا لیا حضرت عمرؓ نے اسے جرم قرار دیکر اس کے درے بھی لگوائے اور مسجد کی جگہ پھر گرجا بنا دیا (ریچنگ آف اسلام) مسلمانوں نے ۱۹ھ میں جب اسکندریہ فتح کیا تو وہاں کسی مسلمان کے تیر سے حضرت عیسیٰ کی تصویر کی آنکھ پھوٹ گئی اسلامی رواداریوں نے غیر مسلموں کے حوصلے اتنے بڑھا دیئے تھے کہ انھوں نے مسلمانوں سے مطالبہ کیا کہ تمہارے نبی کی تصویر دو ہم اس سے بجنسہ بدلہ لیں گے ان سے کہا گیا کہ ہمارے نبی کی کوئی تصویر نہیں ہاں ہم موجود ہیں ہم میں سے جس کی آنکھ تمہارا جی چاہے پھوڑ دو حضرت عمرؓ نے عیسائی کے ہاتھ میں خنجر اپنی ایک آنکھ سامنے کر دی عیسائی نے یہ شان انصاف دیکھ کر خنجر اپنے ہاتھ سے پھینک دیا الٰہ آباد کے قلعہ میں ایک مندر تھا اورنگ زیب نے کبھی اس کے توڑنے کا حکم نہیں دیا بلکہ قلعہ کے ساتھ اس کی مرمت بھی کی جاتی رہی۔ (واقعات ہند)

اورنگ زیب تقریباً چوتھائی صدی تک دکن میں مصروف جنگ رہا لیکن اس تمام دوران میں اس نے کسی ایک مندر کو بھی ہاتھ نہ لگایا۔

ہندو فاضل مسٹر شرما لکھتے ہیں کہ ٹیپو کے محل ہی کے پاس ایسے مندر موجود ہیں جنھیں شدید جنگوں میں بھی کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچایا گیا اور وہ ہمیشہ مندروں کو امداد دیتا رہا تھا سومنات کا تھا نہ صرف اسلئے منہدم کیا گیا کہ یہاں انسانی قربانی کا رواج بھی تھا اور سازش کا مرکز بھی رہا تھا انگلستان ہندو فرقہ کا ہندو مورخ منشی سبحان سنگھ تو اس کے توڑنے پر اظہار پسندیدگی کرتا اور اس بت کا مذاق اڑاتا ہے (خلاصۃ التاریخ) لالہ پرتاب سنگھ لکھتے ہیں کہ مندروں میں جو لوگ رہتے اور عبادت کرتے تھے ملکی سیاست کی باگ انہی کے ہاتھ میں تھی کوئی فرمانروا مندر کی تجویز سے سرتابی کی جرأت نہ کر سکتا تھا تمام مذہبی و دنیوی امور مندر ہی کی کونسل کی تجویز سے حل ہوتے تھے مندر کا خزانہ ملکی مصائب، قحط وبا اور جنگ کے مصارف میں کام آتا تھا راجاؤں کا کام فقط مندر کی قراردادوں کو عملی جامہ پہنانا تھا صدر مقام پر جو بڑا مندر ہوتا تھا وہ اس زمانہ کی سیاسی جدوجہد کے لئے مخصوص ہوتا تھا اور تمام پولیٹیکل مسائل وہیں سلجھائے جاتے تھے ان کا خزانہ صدقات و خیرات کا خزانہ نہ تھا بلکہ ملکی

بدھوں کا بیت المال تھا (واقعات ہند تلسی رام) ظاہر ہے کوئی فاتح ایسے خطرناک سازشی مراکز اور جنگی قوت کے معابد صحیح و سلامت نہیں چھوڑ سکتا تھا اسلامی فرمانرواؤں نے جن مندروں کو منہدم کیا وہ خالص معابد نہیں بلکہ سیاسی معابد تھے راجہ بندیلکھنڈ نے علامہ فضل کو شہید کر کے اس کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور اس سے متھرا میں عظیم الشان مندر تعمیر کرایا! اس پر ایک جوش پیدا ہوا آخر اورنگ زیب نے اس بتخانہ کو منہدم کر کے زمین کے برابر کر دیا (تذکرہ مرآۃ الخیال)

سومنات کے مندر کے انہدام کے متعلق حقیقت یہ ہے کہ یہ مندر نہ تھا بلکہ مسلح قلعہ تھا کوئی مورت نہ تھی دولت سے بھرپور تھا جب سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر حملے کئے تو تمام راجوں نے اپنی قوت کا مرکز سومنات ہی کو قرار دیا (واقعات ہند تلسی رام) یہ وہ مندر تھا جس کے پجاری اس کی نذر و قوت پر فخر کرتے تھے (ڈاکٹر صاحب) قرامطہ اور ہندوؤں نے اپنی تمام قوت سومنات پر منتقل کر دی تھی اور سب وہیں جمع ہو گئے تھے اسلئے محمود یہاں پہنچا اگر سلطان محمود غزنوی اور اورنگزیب تعصب کی بنا پر ایسا کرتے تو پشاور سے گجرات تک ہزارہا مندر تھے اور ایک کو بھی باقی نہ رہنے دیتے لیکن نہیں ان کے پیش نظر قرآنی و اسلامی احکام تھے انہوں نے انہیں مندروں کو ہاتھ لگایا جو سازشوں اور بغاوتوں کے مرکز تھے مسلمانوں نے تو یہ کیا اور ان پر بعض نافہم معترض بھی ہو جاتے ہیں مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ غیر اقوام نے اغیار اہل ایمان کے معابد کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا لالہ لاجپت رائے اپنی تاریخ ہند کی جلد اول میں لکھتے ہیں کہ ایک ہندو راجہ مہرگل نے جو شیو کا اپاسک تھا بیشمار بدھ مندروں کو نہ صرف یہ کہ زمین کے برابر کر دیا بلکہ انھیں لوٹ بھی لیا اب جتنے جینی بت ٹوٹے ہوئے نکلتے ہیں وہ شنکر اچاریہ کے وقت میں ٹوٹے تھے (برہمنوں کی لیلا) سوامی شنکر اچاریہ کے وقت میں بدھوں اور جینیوں کے خلاف جو معرکہ آرائی ہوئی اس وقت جو بدھ اور جینیوں کی ہزارہا مورتیاں توڑ دی گئیں لالہ ڈونی لال لکھتے ہیں گجرات کے وزیر سیور نے مندروں اور بتخانوں کو تاخت و تاراج کیا۔

تاریخ ایران سرجان ملکم میں لکھا ہے۔ شہنشاہ ایران نے بیت المقدس پر حملہ کر کے جس قدر مقدس عبادتگاہیں و متبرک مقامات تھے سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا یہ تھا زرتشتیوں کا سلوک غیر مذاہب والوں کے ساتھ! راجہ جنک کا بھائی الوک کشمیر کا فرمانروا ہوا تو اس نے جین مذہب اختیار کر کے برہمنوں کے تمام مندر و معابد کو منہدم کر دیا یہ تھا جینیوں کا سلوک ہندوؤں کیساتھ ہندو بیراگی نے جتنی مسلمانوں کی مساجد اسے مقبوضہ علاقہ میں ملیں سب کو منہدم کرا دیا اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ بڑے بڑے پیر حضرت بہاء الحق اور قطب الدین کی قبریں اکھڑوا کر ان کی ہڈیاں تک جلوا دیں۔ حاملہ عورتوں کے شکم چاک کر کے ان کے بچے نکلوا دیئے اور انھیں بھی مروا دیا ہزارہا مسلمانوں کو پکڑ کر زندہ جلا دیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے مقبرہ زیب النساء جہانگیر اور نورجہاں سے سنگ مرمر نکلوا کر بارہ دری تیار کرائی یہ سلوک تھا مسلمانوں کے ساتھ سکھوں کا۔ راجہ شیو پرشاد لکھتے ہیں سداشیو بھاؤ نے مساجد و مقابر کو بھی لوٹ لوٹ اور توڑ پھوڑ کے خالی نہ چھوڑا۔ ابرلے چندیری سارنگ پور اور رائسین کی مساجد اور خانقاہیں کھیں انھیں راجہ سین اور میدنی رائے کے حکم سے گوبر سے لیپا او

انہیں حیوانات رکھے۔ راجہ دیو رائے نے سلطان فیروز شاہ کے آخر ملک اپنے لشکر غیر لا کر مسجدوں کے مسمار کرنے اور قتل و غارت میں کوئی کمی نہیں کی۔ راجہ جیچند نے مسلمان قاضیوں کی داڑھیاں منڈوائیں اور قرآن کو کنوئیں میں پھینکوایا راجہ ہندو بان نے شیومت اختیار کر کے جینیوں کے مشہور مٹھ پالی پترہ کو تباہ کر دیا یہ مٹھ جو بہار کے علاقے میں تھا راجہ جلوک کا بیٹا دامودر کشمیر کا راجہ ہوا تو اس نے بدھوں کی تمام عبادتگاہوں کو منہدم کرا دیا۔ نالندہ کا لائبریری جو بدھوں کا عظیم الشان معبد تھا اسے برہمنوں نے تین بار مسمار کیا دیش سے بہت سے بدھ مٹھ اور مندر جلا دیئے اس کے وقت میں بدھوں پر بہت تشدد ہوا شنکر اچاریہ نے بدھوں اور جینیوں کے بت توڑے۔ نہرو صاحب لکھتے ہیں کہ راجپوت مسجدوں کو مسمار کر دیا کرتے تھے یہ تھا ہندو کا سلوک غیر مذاہب والوں کے ساتھ آج بھی کشمیر الور اور متعدد دیگر ہندو ریاستوں میں مساجد گروا دی گئی ہیں اور انہدام و فرقہ کشی کے واقعات بھی آئے دن پیش آتے رہتے ہیں یہودی فرمانروائے یمن ذونواس نے عیسائیوں کو زندہ جلا دیا اور ان کے معابد برباد کر دیئے۔ تم ان کی قربانگاہوں کو منہدم کر دو اور بتوں کو توڑ دو (خروج ۳۴ آیت ۱۳) عیسائی دستور کی داستان قرطبہ غرناطہ بلغاریہ، یونان، سریا، روما، بیت المقدس کے در و دیوار سے پوچھو تاریخ جاپان میں مرقوم ہے کہ بدھوں کے مشورہ کو عیسائی عموماً توڑ کر برباد کر دیتے ہیں پرتگیزی جنرل البوقرق نے انتہائی ظلم کئے بہت سی عمارتیں برباد کیں ان میں کالی کٹ کی ایک جامع مسجد بھی تھی جس میں آگ لگا دی گئی اسی جنرل نے عدن پہنچ کر ایک دستہ فوج عرب کی طرف بھی روانہ کیا تھا کہ روضہ رسول کریم کو منہدم کر کے جسد اطہر کی بے حرمتی کریں۔

قرآن اور امتیازی رواداری

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۸ پر لکھا ہے کہ غیر مذہب کا آدمی خواہ کیسا بڑا عالم صاحب کمال نہایت طاقتور اور ذی لیاقت بھی ہو تو بھی اسکی بربادی میں لگا رہے وید کے مخالف کو ملک سے نکال دینا چاہیئے۔ جزیہ لینا لوٹ مار کرنا اور خوبصورت عورتوں کو پسند کرنا لیکن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان اللہ تعالیٰ تمہیں انصاف اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے (ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا کسی قوم سے عداوت کی وجہ سے ناانصافی نہ کرو) ان احکام کی موجودگی میں کس کی مجال تھی جو مسلم فاتح عیسائی یہود پارسی اور ہنود وغیرہ سے ناانصافی کرتے۔ موسیو رہبان لکھتا ہے مذہبی رواداری جو مختلف اقوام میں ایک اہم قانون مروت ہے عیسائیوں کو مسلمانوں نے سکھائی مسٹر کیمبل جو مورخ لکھتا ہے حضرت محمدؐ نے اہل شریعت (یہود و نصاری) میں سے کسی کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی۔ جو جو الزام یورپ کے متعصب پادریوں اور مستشرق وقائع نگاروں نے اسلام اور داعی اسلام کے خلاف عائد کئے ہیں آج ان کی تحقیق پر پتہ چل گیا کہ یہ الزام خود ہماری روسیاہی کے باعث ہیں گاندھی جی نے ستیارتھ پرکاش اور پنڈت دیانند کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اتنے بڑے مصلح کے قلم سے ستیارتھ پرکاش جیسی مایوس کن کتاب کا نکلنا صد درجہ افسوسناک امر ہے انہوں نے دعوی تو حق کی وکالت و حمایت کا کیا ہے مگر جین دھرم عیسائیت اسلام اور خود ہندو دھرم کے متعلق بہت سی غلط بیانیاں کی ہیں۔

ہماری نماز

(از جناب سید فضل شاہ صاحب عادل)

توحید خداوندی کا یقین مسلمانوں کے دلوں میں اتارنے کے بعد جس چیز کی طرف دعوت دی گئی ہے اور جس چیز کو فرض قرار دیا گیا ہے وہ نماز ہے چنانچہ قرآن کریم میں جگہ جگہ اس فریضہ کی ادائیگی پر زور دیا گیا ہے نماز پڑھنے والے کی ثنا و صفت اور ان کی تعریف و ستائش کچھ اس انداز سے کی گئی ہے کہ منکرین کے دلوں میں بھی جذبۂ عمل کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے اور اس فریضہ سے غفلت برتنے والوں کے لئے ایسی وعید و تہدید موجود ہے کہ بڑے بڑے طاقتوروں کے دل سینے کے اندر لرز جاتے ہیں جو چیز جس قدر اہم ہوتی ہے اس کے متعلق اسی قدر جوش و ولولے کے ساتھ ترغیب و ترہیب بھی کی جاتی ہے نماز کی اہمیت اسی وقت واضح ہو سکتی ہے جب احکام ربانی کی تتبع و تلاش کی جائے یا یہ دیکھا جائے کہ روحی فداہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فریضہ کی ادائیگی کے ساتھ کیا شغف تھا اور آپ کے ارشادات اس بارہ میں کیا ہیں نماز نہ صرف خداوند کریم کی عبادت اور اس کی تقریب کا ایک ذریعہ ہے بلکہ حکیم مطلق نے اسی ایک نسخہ میں نہ معلوم کتنے امراض کا علاج پوشیدہ کر رکھا ہے مالک کی اطاعت و فرمانبرداری وقت کی پابندی صفائی قلب پاکیزگی باطن حلم و بردباری عجز و انکساری جماعت کے ساتھ مل کر کام کرنے کا سلیقہ امام وقت کی اتباع و تقلید اور نہ معلوم ایسی ہی کتنی ہی خوبیاں انسان میں محض ایک فریضہ کی ادائیگی سے پیدا ہو جاتی ہیں مسلمان قبل اس کے کہ اپنی عزت رفتہ کا ماتم کریں، اپنی دنیاوی وجاہت و قعت کا رونا روئیں انہیں اس چیز کے کھو جانے پر کف افسوس ملنا چاہئے جس ایک چیز کے باعث ان میں یہ سارے جوہر موجود تھے۔ نقلیات سے قطع نظر کرتے اگر انسان کچھ دیر کے لئے بھی عقل کی روشنی فلسفۂ نماز پر غور کرے تو نہ ترغیب و ترہیب کی ضرورت ہے نہ جبر و تشدد کی حاجت خود بخود انسان کی جبین نیاز آستانۂ خداوندی میں جھک جائے لیکن نفس کی ناروا خواہشات شیطانی کے کوئی سوز و ساوس اسے غور و تدبر کا موقع ہی کب دیں گے اس دور الحاد میں جبکہ ہر نفس انسانی مذہب کی الجھنوں سے آزاد ہونا چاہتا ہے بدقسمتی سے مسلمانوں کی اکثریت نے بھی اسلامی اصول کو پس پشت ڈال دیا ہے حتیٰ کہ نماز جیسی اہم چیز ایک رسم قومی ہو کر رہ گئی ہے یہی وجہ ہے کہ خدا نے ایسی جماعت کے وجود کو بھی دنیا میں ایک غیر اہم محض رسمی وجود قرار دے رکھا ہے جو لوگ سرے سے اس فرض کو ادا ہی نہیں کرتے ان کا تذکرہ نہیں جو لوگ قہراً جبراً جیسے تیسے نماز پڑھتے ہیں اور اپنے تئیں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بندگی کے حق سے بہت کچھ ادا ہو چکے ہیں وہ دیکھیں کہ اسلام کی اصل نماز کیا ہے اور جو نماز وہ پڑھتے ہیں وہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور آپ کے صحابہ کی نماز دیکھ کر آج کی نماز نماز نہیں کہی جا سکتی آئمہ کی رائے اور محققین کی تحقیق تو یہی ہے کہ تعدیل ارکان جب تک نہ ہو نماز نہیں بلکہ اجر کے عوض عقاب کا خطرہ در پیش ہے۔

اول تو وقت پر ادا کرنے والے نماز کے لوگ کم ملیں گے اور اگر مل بھی گئے تو نماز باجماعت کون ادا کرتا ہے۔ خوش قسمتی سے اگر کچھ لوگ ایسے بھی مل گئے جو نماز کی ادائیگی میں وقت و جماعت کا لحاظ رکھتے ہیں تو ایسا تو کوئی ہو گا جو امام کی اقتدا اس شرط کے ماتحت کرتا ہے جس شرط کا اعلان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کیا گیا۔

"کیا جو مقتدی امام سے پہلے اپنا سر اٹھا دیتا ہے اس کو اس کا خوف نہیں کہ اللہ اس کے چہرہ کو گدھے کی شکل سے بدل دے"

ہم میں کا ہر ایک اپنے گریبان میں منہ ڈال خود اس کا فیصلہ کر سکتا ہے کہ کتنے مسلمان ہیں جو نماز کی ادائیگی میں اس کا خیال رکھتے ہیں کہ ان کا کوئی عمل ان کی کوئی حرکت ان کا قیام و قعود ان کا سجدہ ان کا رکوع اس طرح ادا ہو کہ امام سے ذرہ برابر مسابقت نہ ہونے پائے۔ ایک جانب اپنا عمل ہے دوسری جانب براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے چنانچہ جب آنحضرت حالت قیام سے سجدہ کے لئے جھکتے تھے تو ہم میں کا ہر شخص سجدے کے لئے اس وقت تک نہیں جھکتا تھا جب تک کہ آپ پیشانی مبارک زمین پر نہیں رکھ لیتے تھے"

مسابقت امام یہ وہ مرض ہے جس میں اس دور کا ہر مقتدی گرفتار ہے مسلمانوں کو علم ہوتا کہ محض رکوع و سجود قیام و قعود میں امام سے سبقت کرنا جرم ہے کو اس وقت مسلمان اپنی لاعلمی کے باعث کسی قسم کی غلطی تصور نہیں کرتے یہ ایک ایسا جرم ہے جس کا مرتکب ہو کر ایک مسلمان اپنی ساری نماز بیکار کر ڈالتا ہے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اپنی کتاب الصلوٰۃ میں ایک جگہ مسابقت امام ہی کے متعلق لکھتے ہیں۔

"یہ کس قدر تعجب انگیز بات ہے کہ ایک شخص جو اپنے گھر میں موجود ہے اذان کی آواز سنتا ہے گھبرا کر کھڑا ہو جاتا ہے اور نماز کی تیاری کرنے لگتا ہے اس سارے اہتمام کی غرض نماز اور محض نماز ہے پھر اس کا احتمال ہے کہ یہ نمازی اپنے گھر سے ایسی رات میں نماز پڑھنے (اور مسجد میں ادا کرنے کی) غرض سے نکلا کہ موسلا دھار بارش ہو رہی ہو اس کا پیر پھسل پھسل جاتا ہو اور اس کے سارے کپڑے تربتر ہو گئے ہوں یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گرمیوں کی رات ہو گھٹا ٹوپ اندھیرا ہو دوسرے سانپ بچھو کا دھڑکا اور ان سب باتوں کے ساتھ ہی ساتھ مزید برآں یہ کہ بہت ممکن ہے کہ وہ بیچارہ بیمار اور کمزور بھی ہو لیکن ان ساری آفات کے باوجود موذن کی پکار سنتے ہی تڑپ جاتا ہے اور گھر سے نکل کھڑا ہوتا ہے نماز کے ساتھ اس کو اتنی محبت ہے کہ ساری تکلیفیں بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ گوارا کرتا ہے لیکن جب امام کے ساتھ نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے شیطان بہکاتا ہے اور وہ رکوع و سجود وغیرہ میں امام سے مسابقت شروع کر دیتا ہے چنانچہ نماز ختم ہوتی ہے نماز ی مسجد سے نکلتا ہے لیکن افسوس کہ اس کی نماز نماز نہیں

شیطان اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے۔

احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ایک ایسی مثال پیش کر دی ہے کہ ان اس کو سامنے رکھ کر مسابقت امام کے جرم کی سنگینی کو سمجھ سکتے ہو البقت امام ہی پر کیا منحصر ہے نہ معلوم کتنی ایسی خرابیاں ہیں جو آج ہماری اگر شامل ہو گئی ہیں صفوں کی ترکیب رکوع و سجود کی تکمیل کا خیال رہتا ہے حضرت بلالؓ کے متعلق مروی ہے کہ آپ صفوں کی برابری کا خیال رکھتے تھے بلکہ بعض روایتوں میں یہاں تک ہے کہ آپ لوگوں کا اس مخصوص ہموار کرتے تھے جس کا ہر شخص آگے پیچھے ہوتا تھا رکوع کی تکمیل کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بڑی اہمیت کے ساتھ اس کا حکم دیا گیا ہے اہمیت مسلمانوں کے دلوں میں جاگزیں کرنے کے لئے مختلف صورتوں ان کی عظمت بیان فرمائی گئی ہے ایک روایت میں ارشاد فرمایا ہے کہ رکوع و سجود کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوا خون کھاتے وقت منہ مارتا ہے ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

لوگوں میں سب سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز کی چوری کرتا ہے لوگوں نے سوال کیا وہی خوفناک یا رسول اللہ نماز کی چوری کیسے کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا نماز کی چوری ایسے کرتا ہے کہ نماز میں رکوع اور سجود اچھی طرح باطمینان کامل نہیں کرتا۔

آپ ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خود عمل کیا تھا اور وہ رکوع و سجود کو کس اہتمام سے ادا فرمایا کرتے تھے صحیح روایتوں میں مذکور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع فرمایا کرتے تھے تو آپ کی پشت مبارک ایسی برابر اور سطح رہتی تھی کہ اگر آپ کی پشت مبارک پر پانی بھرا ہوا کوئی برتن رکھا جاتا تو اس میں حرکت تک پیدا نہ ہوتی۔

اسلام نے جس نماز کی فرضیت کا اعلان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو نمازیں ذوق و شوق کے ساتھ ادا فرمایا کرتے صحابہ کرام جو ایک وقت کی نماز قضا ہونے پر روتے روتے جان دیتے تھے۔ اس نماز کی تکمیل کے شرائط میں دو ایک سے آپ مطلع ہو گئے اور آپ جو نماز خود پڑھتے ہیں اس سے بخوبی واقف ہیں دونوں کو تطابق دیجئے اور اس کے بعد فیصلہ فرمائیے کہ آپ کی نماز ہے یا اور کچھ۔

اس مریض سے بڑھ کر کس کی حالت قابل رحم ہو گی جو مرض سے شفا پانے کی خواہش میں بے چین ہو لیکن باوجود استطاعت کے وہ علاج معالج کی ہدایت کے موافق نہ کرے پھر اگر ایسا مریض صحت یاب نہ ہو تو اس میں کس کا قصور ہے معالج کا یا مریض کا۔

ہم مسلمان مختلف امراض روحانی میں مبتلا ہیں جن کا علاج صرف نماز ہے لیکن یہی نماز جس کی کچھ تفصیل اوپر درج ہو چکی ہے پس اگر ہم امراض سے نجات حاصل کرنا چاہیں تو ہم کو اپنی نمازیں انہیں اصول کے ماتحت ادا کرنی چاہئیں تاکہ ایک جانب امراض کا استیصال ہو اور دوسری جانب الصلوۃ معراج المومنین کا [illegible]

البصائر

(از خامہ حضرت مولانا ابو الکلام آزاد مدظلہ العالی)

هٰذا بصائر للناس وهدى ورحمة لقوم يوقنون

یہ تبلیغ و دعوت لوگوں کے لئے عقل و بصیرت اور موعظت و حکمت کا مجموعہ ہے اور جو لوگ اسکے احکام پر یقین و ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے سرتاپا ہدایت و رحمت ہے۔

وانيبوا الى ربكم واسلموا له من قبل ان يأتيكم العذاب ثم لا تنصرون

اے وہ لوگو کہ اپنے پروردگار کی نافرمانیوں میں ڈوبے ہوئے ہو اس کی طرف رجوع کرو اور اس کے حکم کے آگے اپنی گردن جھکا دو قبل اسکے تم پر (آخری) عذاب آنازل ہو اور کسی طرف سے تمہیں مدد نہ مل سکے۔

واتبعوا احسن ما انزل اليكم من ربكم من قبل ان يأتيكم العذاب بغتة وانتم لا تشعرون ان تقول نفس يا حسرتى على ما فرطت فى جنب الله وان كنت لمن السٰخرين۔

اسکی طرف سے جو بہترین احکام دیئے گئے ہیں ان کی پیروی کرو اگر اس وقت ایسا نہ کیا گیا تو قبل اسکے کہ ایک دم تم کو آخری ناکامیوں اور نامرادیوں کا عذاب آگھیرے گا اور تم بالکل بے خبر ہو گے۔ اگر نہ ہو کہ اس وقت حسرت و ندامت کے ساتھ اس وقت فرصت کو یاد کرو اور تم میں سے کوئی کہے کہ آہ! اے حسرت! افسوس میری اس کوتاہی پر جو پہلے اپنے پروردگار کے احکام کی تقدیس و احترام کرنے میں کی! ہائے افسوس کہ مجھکو حکم الٰہی سنایا جاتا تھا مگر میں ان پر تمسخر کرتا تھا! یا کہے کہ اگر خدا میری ہدایت فرماتا تو میں بھی

او تقول لو ان الله هدانى لكنت من المتقين۔ او تقول حين ترى العذاب لو ان لى كرة فاكون من المحسنين بلى قد جاءتك اٰياتى فكذبت بها واستكبرت وكنت من الكٰفرين۔

آج پرہیزگاروں میں سے ہوتا حالانکہ اسی اتمام حجت کے لئے آج ہدایت کی صدائے دعوت بلند کی جا رہی ہے، یا پھر جب زوال آنے والا عذاب سامنے آموجود ہو تو اس کو دیکھکر حسرت سے کہے کہ اے کاش مجھکو گئی ہوئی مہلت اور گذرا ہوا وقت پھر دوبارہ مل جاتا تو میں بھی نیک بنکر نیکوں کی جماعت میں شامل ہو جاتا۔ لیکن اس وقت صدائے الٰہی آئیگی کہ ہاں پہلے میں نے تو اپنا حکم بھیجا تھا اور اپنی نشانیاں تجھے دکھلائی تھیں پر تو نے ان کو جھٹلایا اور ان کے آگے جھکنے کی جگہ مغرور ہو گیا میرے حکموں سے انکار کرنے والوں میں سے تو ہی تھا اب تیرے لئے حسرت و نامرادی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

اے وہ لوگو کہ اپنے غفلت کدوں میں سرشار خواب بیخبری ہو! تمھیں معلوم ہے کہ اس آسمان کے نیچے تمہارے لئے کیسی کیسی بربادیاں اور تباہیاں آنے والی ہیں پھر لوگوں کو پانی کی تلاش میں دوڑنا چاہئے اگر ان کے گھروں کی دیواروں میں آگ لگ جائے تو اے عزیزان غفلت شعار! وائے سرگشتگان

نشۂ بیخبری و خمار اضطرار! تم لاؤ کہ میں کیونکر تمہاری غفلت کے بستروں کو خالی اور تمہارے ہاتھ عمل میں حرکت نہیں دیکھتا اگر تم اپنی انتہائی بربادی کے منتظر تھے تو آہ! اے قہر آہ! الم! اس بربادی کا آخری وقت آگیا اگر تمہاری خواہش تھی کہ ذلت و نکبت کی انتہا کو اپنی ان آنکھوں سے جو تیرہ سو برس سے عزت و عظمت ہی کے نظارہ دید کے لئے پیدا ہوئی تھیں دیکھ لو تو یا حسرتا علیٰ ما فرطتم فی جنب اللہ۔ اس کا وقت بھی آگیا پھر کیا ہے جس نے تم کو یوں بیخبرانہ غفلت میں گرفتار کر دیا ہے؟ اور وہ کونسا قہر الٰہی ہے جس کا انتظار تمھیں اپنے مرکز غفلت سے ہٹنے نہیں دیتا۔

فکر جہان و مال تا چند؟ اور جستجوئے عیش و راحت کب تک؟ واعلموا انما اموالكم واولادكم فتنة وان الله عنده اجر عظيم۔ وہ زندگی جس میں اپنی ملت اور اپنے خدائے ملت کا کوئی حصہ نہ ہو عیش زندگی نہیں بلکہ ایک لعنت کونین ہے۔

وما الحيوة الدنيا الا لعب ولهو وان الدار الاخرة لهى الحيوان لو كانوا يعلمون

یہ عیش نفس اور فکر جان و مال کی زندگی جسکی بوجھل زنجیریں تم نے اپنے پاؤں میں ڈالدی ہیں، کیا ہے؟ سوا اس کے کہ ایک لہو و لعب فانی ہے جس کا کوئی اثر باقی رہنے والا نہیں، اور آخرت کی زندگی ہی اصل زندگی ہے اگر تم سمجھو اور غور کرو۔

کیا تم بھول گئے کہ جس متاع فانی کی خاطر چڑیوں کی طرح آشیانے بنانے اور چیونٹیوں کی طرح اناج ڈھونڈ رہے ہو وہ باین ہمہ خورش و کشاکش ایک نہ ایک دن جانے ہی والی ہے، اور تم اس کی خاطر سب کچھ کر سکتے ہو پر اسکو نہیں سنبھال سکتے۔ پھر اس سے بڑھکر اور کونسا سودا ہو سکتا ہے کہ ایک ایسی جانے والی رائیگاں شے کو کسی کی خاطر دیکر مفت کا احسان بھی اس کے سر رکھ دیجئے۔

جان بجاناں دہم ورنہ از تو بستاند اجل ۔ خود تو منصف باش اے دل این نکو یا آن نکو

لیکن جان دینے کی بھی بہت سی راہیں ہیں، تم ہتھیلیوں پر رکھکر سامنے آؤ تو بتلاؤں کہ اس سب سے حقیر مگر سب سے زیادہ کام دینے والی جنس عجیب کے لٹانیکا اصلی طریقہ کیا ہے؟ بہرصورت یہ ہمارا راہ نہیں ہے کہ اپنے دشمن کی تلوار کے نیچے سر کو کٹوا دو بلکہ اس سے بھی بڑھکر یہ ہے کہ اپنے دوست کی تلوار کی نوک سے زخمی ہو۔ زخم کھانا ہی ہے تو دوست ہی کے خنجر سے کیوں نہ تڑپا جائے۔ زہر کا جام پینا ہی ہے تو محبوب کے ہاتھ سے کیوں نہ پئیں، اور جان دینی ہے تو کسی کے ٹھوکر کیوں نہ دیجئے؟ آیا نہ شنیدی کہ عارف راہ آگہی چہ گفت:

غازی ز پئے شہادت اندر تگ و پوست ۔ غافل کہ شہید عشق فاضل تر ازوست
در روز قیامت این بآن کے ماند ۔ کیں کشتۂ دشمن است و آن کشتۂ دوست

ومن الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله والله

اور بعض خدا کے محبوب بندے ایسے ہیں جو اپنی جان تک کو اس کی خوشنودی

رؤف بالعباد - کی راہ میں دیدیے ہیں اور امت اپنے بندوں پر نہایت محبت و رافت رکھتا ہے۔

افسوس اس وقت جو کچھ خرد شہ اور بے قراری دہو شیاری میں بھی دیکھتا ہوں تو میرے دل کی تکلیفی اور اضطراب کا سامان کہیں نظر نہیں آتا۔

میں دیکھتا ہوں کہ یا تو غفلت کی سرشاریاں ہیں یا بیداری کی کروٹیں بھی لی ہیں تو آنکھوں سے غفلت و نشین کا خمار ابھی دور نہیں ہوا ہے خواب غفلت کی سرشاری اور چشم نیم باز کی کروٹیں یہ تو دو پہلی حالتیں ہیں لیکن ان کے بعد ایک تیسری حالت بھی نظر آتا ہے جو بستر سے تو اٹھ چکا ہے مگر منزل مقصود کے نشان سے بے خبر ہے بس چلنا ہی چاہتا ہے تو خط سفر سے نا بلد ہے احرام کعبہ کا باندھتا ہے مگر گم شدہ ہوں کہ حرم و بتکدے کی تمیز نہیں حالانکہ اگر منزل مقصود کے نشان کو لینا ہے تو صرف کعبہ ہی کی راہ میں مل سکتا ہے اور وہ کئی نہیں بلکہ صرف ایک ہی ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے کوئی انجمن قائم کر لی تو ان مصائب سے بچ جائینگے، بعض کہتے ہیں کہ اگر ہم نے ایک بڑا فنڈ مہیا کر لیا تو ہمارا وجود اسلام کے لئے آب حیات بن جائیگا میں نے بھی مدتوں ان امور کو سوچا ہے اس میں شک نہیں کہ ان تدبیروں میں سے ہر تدبیر اچھی اور ضروری ہے پر افسوس کہ مرض کا اصلی علاج نہیں ہے تم اپنے لئے بارہا انجمنوں کو ڈھونڈھتے ہو مگر پوچھتی یہ ہے کہ اپنے اندر کی خلوت سے بے خبر ہو گئے ہو اسلام کی حفاظت کے لئے ایک فنڈ قائم کرنا چاہتے ہو تاکہ اپنی جیب اس کے حوالہ کر دو لیکن اس سے بھی مقدم یہ ہے کہ اپنے دلوں کو . . . . اس کے سپرد کر دو کہ اس کے بعد تم وہ سب کچھ دے سکو گے جو دینا چاہتے ہو پر اس کے بغیر کوئی چیز بھی نہیں دے سکتے۔

لیکن میں صوت مضطر اور ایک فریاد لرزاں ہوں! میری آواز کبھی نہیں تھک سکتی کیونکہ میرا خدا اسے تھکانا نہیں چاہتا اور میرے آنسو کبھی نہیں تھم سکتے کیونکہ مدتوں کے جمع کئے ہوئے سیلاب اشک کو اب بہنا ہے اور بہا لے لینا جس کے پاس کان ہیں وہ سن لے اور جس کے پاس آنکھیں ہیں وہ دیکھ لے اور جس کے پاس دل ہے وہ جتنا تڑپ سکتا ہے تڑپ لے، کہ آج خدا اور اس کے بندوں میں صلح و جنگ کی آخری ساعت ہے آج روٹھے ہوئے اور اس کے چاہنے والوں میں ہجر و وصال کا آخری معاملہ ہے آج ہی کسی کا دامن اقبال ہمیشہ کے لئے خالی ہونیوالا ہے اور کسی کی آستین امید ہمیشہ کے لئے مالا مال ہونے والی ہے۔

آج ہی وہ شب موعود اور وہ لیلۃ القدر ہے جبکہ محروم ہونے والے محروم ہو جائینگے اور منانے والے روٹھے ہوئے کو منا لیں گے وہ قوموں کے حیات و فنا کی فیصلہ کن گھڑیاں جبکہ ایک کو دائمی مایوسی اور دوسرے کو ہمیشہ کی امید و شادکامی ملیگی ایک کو دائمی ہجر کا عذاب الیم مگر دوسرے کو ہمیشہ کی بشارت لطیف نعیم کی تقسیم ہوگی بہت قریب ہے کہ ظاہر ہو جائے وہ جس نے اب سے ہزاروں برس پہلے ایک ایسے ہی وقت میں سعیر کے دامن سے اپنا رشتہ کاملہ اور فاران کی چوٹیوں پر اپنا چہرہ دکھایا تھا اب پھر وقت آگیا ہے کہ اپنا چہرہ دکھلاتا اور اپنے مشتاقوں کو ڈھونڈھتا ہے۔

اگر تم نہیں دیکھ سکتے تو آنکھوں کو تلاش کرو۔ پر میں دیکھتا ہوں اور مجھے مت جھٹلاؤ اگر تم نہیں سن سکتے تو میرے کانوں سے سنو پر مجھ سے گردن نہ موڑو کہ ظالمانہ تم نے گردن موڑ لی ہے۔

آہ! آہ کہ تم آہ علیٰ ما فرطت فی جنب اللہ

کہ اس کی صدائے لا یزال و دل آج اپنے چاہنے والوں سے کچھ کہہ رہی ہے فہل من سامع کہ اسے سنو! کہ تم نے میرے مقدس رشتہ عشق کے تقدیس کی تحقیر کی اور میری طرف سے گردن موڑ لی!! کیا تم بھول گئے کہ تم دنیا میں بے نام و نشان تھے پر میں نے اپنے نام کی عظمت کے ساتھ تمہارے نام کو بلند کیا تم دنیا میں حقیر و محتاج تھے پر میں ہی قدوس و ذوالجلال تھا کہ جس نے دنیا کی عظمتوں اور دنیوی کبریائیوں کو تمہارے قدموں پر ڈال دیا تھا، تم گمراہ تھے پر میں نے تمہارا ہاتھ پکڑا، تم فقیر تھے پر میں نے خلیفوں اور سمندروں کی حکمرانی تمہیں بخشی، تم جہل و بے خبری کی تاریکی میں تھے پر میں نے تم کو تجلیو کے علم و حکمت کا وارث اور آنے والوں کے لئے چراغ علم و مدینہ بنایا پھر تم کو کیا ہو گیا کہ تم نے مجھ کو چھوڑ دیا اور میرے دامن قدس کی تحقیر کی؟ وہ اور کونسا پیکر حسن و دلربائی تھا جس کا حسن میرے جمال جہاں آرا پر غالب آگیا اور جس حسن کی پرستش چھوڑ کر تم نے اس کی پائیگاہ معشوقیت پر پیشانی رکھی؟ وہ میری کائنات عالم میں میرے سوا اور کون تجلی گاہ حسن و رعنائی ہو سکتا ہے جو مجھ سے چھڑا کر تمہیں اپنا معشوق و شیدا بنا سکتا ہے؟ پھر بتلاؤ کہ مجھ سے کٹ کر تم نے کونسا رشتہ کامرانی جوڑا؟ اور مجھ کو چھوڑ کر کیا تھا جو تمہیں مل گیا؟ تم نے مجھ کو چھوڑا لیکن پھر کیا میری دنیا کی ہر قوت نے بھی تمہیں نہیں چھوڑ دیا؟ تم میرے آگے جھک کر بے نیاز و مغرور ہو گئے تم نے مجھ سے صلح نہ کی پھر کیا نہیں دیکھتے کہ آج تمام دنیا تم سے جنگ کر رہی ہے؟ جب تم میرے آگے نہیں جھکتے تو بتلاؤ کہ میری دنیا کیا اپنے آگے جھکانے کے کیوں آرزو مند ہو جب تم مجھ سے پھر گئے تو بتلاؤ کہ میری دنیا تم سے کیوں نہ پھر جائے؟ اے نادانوں! اب بھی مان جاؤ کہ میرا دروازہ رحمت بخشش تو کبھی بھی بند نہیں اب بھی مجھ سے صلح کر لو کہ مجھ سے جنگ جاری رکھ کر تم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے دنیا کا ہر دروازہ تم پر بند ہو سکتا ہے مگر میرا ہی ایک دروازہ ہے جو صرف کھلنے کے لئے ہے بند ہونے کے لئے نہیں! تم ہزار ہا مرتبہ اس دروازہ سے بھاگو پھر بھی وہ تمہاری آمد کا منتظر ہے ؎

باز آ باز آ ہر آنچہ کردی باز آ ۔۔۔ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست ۔۔۔ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم۔

اے میرے بندو کہ تم نے میری نافرمانیاں کر کے طرح طرح کے ظلم خود اپنی جان اور اپنی زندگی پر کئے ہیں اگر وہ کتنے ہی سخت اور غضب انگیز ہوں تاہم اپنے رب کی رحمت و رافت سے مایوس نہ ہو

توبہ کرو اور اس کے آگے جھک جاؤ وہ تمہارے تمام قصوروں کو معاف کر دیگا وہ تو بہت ہی بڑا بخشنے والا مہربان ہے!

اے عزیزان ملت! میں کیونکر تمہیں سنبھالوں کے خونچکاں ٹکڑے دکھلاؤں جس کے ہر ٹکڑے میں زخموں اور ناسوروں کے ہزاروں نشان ہیں اور پھر کیونکر

اپنا دل تمہارے پہلو میں رکھ دوں کہ تم اس صدائے الٰہی کو نہیں سنتے پر میں سنتا ہوں اور کانوں پر لرزتا اور آگ کے شعلوں میں تڑپتا ہوں تم میری آواز نہیں سنتے ہو پر اس سوزش و اضطراب کے آتشکدے کو تو نہیں دیکھ سکتے جو میرے اندر سلگ رہا ہے اور جس کے شعلے اب اس قدر بھڑک اٹھے ہیں کہ میں ان کے دھوئیں کو نہیں دبا سکتا میں راتوں کو بستر پر لیٹتا اور دن کو کاموں میں سرگرم رہتا ہوں لیکن مجھ کو میرا گنبد دل نہیں سنتا اور میرے کان میرے قبضہ میں نہیں رہتے۔

آجکل کی راتوں میں جبکہ ایک عالم خواب نوشیں کی راحت نصیب میں مست و بیخبر ہوتا ہے جبکہ ابتدائی نصف رات کی چہل پہل ختم ہو جاتی ہے اور پچھلے پہر کا مقدس اور الٰہی وقت شروع ہوتا ہے تو میں اس وقت اپنے غمکدے کے ایک کنج باغ کی سنسان اور فکر و تنہائی میں عیش خواب سے مجبور ہو کر بالش بستر سے سر اٹھا ہوتا ہوں یقین کرو کہ میں دہل کر دیکھتا ہوں جس کی روشنی بجلی کی طرح شعلہ آسا لیکن بجلی کی طرح لرز دینے کو خیرہ کرنے والی [illegible] میرے کانوں میں اس کی ایک صدائے سامعہ نواز نغمہ آسا آتی ہے جو دریا کی آہستہ روانی سے مشابہ یا کسی دور کی صدائے ارغنوں کے مانند ہوتی ہے میں ایک پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں جس کی بابت نہیں کہہ سکتا کہ وہ کدھر سے ہے پر مجھے خیال ہوتا ہے کہ اوپر سے ہے جبکہ وہ کہتا ہے کہ

هل من تائب فاتوب عليه	آج کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ میں اس کی توبہ کو قبول کر دوں کوئی طالب مغفرت
هل من مستغفر فاغفر له	ہے کہ میں اسے بخش دوں؟ کوئی مجھ سے
هل من سائل فاعطيه	مانگنے والا ہے کہ میں اسے عطا کر دوں
یا طالب الخیر اقبل ! و یا طالب الشر اقصر!	ہاں کوئی ہر دوئی سے کٹ کر میری طرف

آنے والا ہو کہ میں اسے آغوش میں لے لوں کوئی میرے آگے تڑپنے والا ہے کہ میں اسے تسکین دوں کوئی میرے آگے خاک اضطراب اڑاتے پر یہ لیٹنے والا ہے کہ میں اسے اپنی گود میں اٹھا لوں؟ یعنی کوئی ہے کہ میرا بن جائے تو پھر میں بھی اس کا ہو جاؤں اور کوئی ہے جو مجھے پیار کرنے والا ہو تاکہ میں بھی اسے پیار کروں؟ پھر وہ کہاں ہیں جو مجھے ڈھونڈنے والے ہیں اور وہ کیوں نہیں دوڑتے جو میرے لئے تشنہ ہیں؟ میں ان کے لئے جاگ رہا ہے ہیں پانی ملیں اور ان کے لئے جو مایوسی سے تھک گئے ہیں امید ہوں اگر تم زخم ہو تو میری طرف آؤ کہ میں مرہم ملوں اور اگر تم بیمار ہو تو مجھ کو ڈھونڈو کہ صرف میں ہی شفا ہوں اگر تم دنیا غیر دنیا کی ٹھوکریں کھاتے ہو اور میری آغوش محبت سے بھاگتے ہو حالانکہ میں تو وہ ہوں کہ اگر تم ایک بالشت میری طرف بڑھو تو میں ایک ہاتھ آگے بڑھ کر استقبال کروں اور اگر تم چل کر میری طرف آؤ تو میں دوڑ کر تمہاری طرف آؤں۔ اگر تم میرے ملنے کو محبوب رکھو گے تو یاد رکھو میں بھی تم سے ملنے کو محبوب رکھوں گا اور اگر مجھ سے پھر جاؤ گے تو میں بھی پھر جاؤں گی۔ اے طالب خیر تو کہاں ہے کہ میں تجھے پکار رہا ہوں جلدی کر جلدی کر یہی مانگنے کا وقت ہے اور صرف یہی وقت ہے کہ میں تم کو بخش دوں۔

باگنہگاراں بگویم تا نشد ازما دل
من دنائے دوست را دربیوفائی یافتم

پس اے اخوان عزیز اس آواز کو سنو اور اگر نہیں سنتے تو میری ترجمانی کو سن لو کہ میں سو رہا تھا کہ اس نے مجھ کو نیند سے جگا دیا [illegible] غفلت سے جگا کر کبھی غفلت میں رہو اور بستر سے اٹھو یہی تو بستر کی جگہ راہ میں جا [illegible] اس شخص کی غفلت میں جو بستر پر پڑا ہو اور اس میں جو ہوشیار رندوں کی طرح چل کر غلط راستوں میں بھٹک رہ گیا ہو کوئی فرق نہیں یہ تمہارا آجکل کا اضطراب مبارک ہے یہ تمہاری جستجوئے مقصود ایک رحمت الٰہی ہے یہ تمہاری آمادگی از سعادت کا فرشتہ ہے اور رحمت کا پیغام ہے مگر میری سنو اور اس کی پکار کی طرف سے غفلت نہ کرو اگر سنبھلنا چاہتے ہو تو ایک ہی راستہ ہے جو تمہیں سنبھال سکتا ہے۔ اصلی اور ایک ہی وسیلہ فوز و فلاح یہ ہے کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو اور احکام الٰہی کے اعتقاد و عمل کا عہد واثق کرکے اللہ کے حضور جھکو توبہ کرو توبہ کرو کہ تمہارے تمام دکھوں کی دوا صرف توبہ ہی ہے خدا کے آگے جھکو اور اس کو پیار کرو اس کو اپنے منانے کو جیسے تک دوست کو منایا جاتا ہے۔ [illegible] نہ کرو گے خواہ کتنی ہی محنت و مشقت کرو لیکن کبھی مقبول نہ ہوگی۔ میں چپ تھا پر اب [illegible] کہ جو سن رہا ہوں تم کو بھی سنا دوں آؤ کہ ہم سب مل کر اس کے دروازہ پر جھکیں اور ایک مخلص مجاہد جماعت بن کر صرف اسی کے ہو جائیں اسی کی دعوت تبلیغ کی طرف بلاتا ہوں پس مبارک ہیں وہ جو میری سنیں اور خدا کی طرف بڑھیں اور آخر کامیابی انھیں کے لئے ہے۔

تکفیرِ مسلم

(از حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی مدیر اعلیٰ ترجمان القرآن حیدرآباد)

مسلمانوں کے دورِ انحطاط میں جہاں اور بہت سے فتنے پیدا ہوئے ہیں وہاں ایک بڑا اور خطرناک فتنہ تکفیر و تفسیق اور تعین کا بھی ہے وہ لوگ جنہوں نے اسلام کے سیدھے سادے عقائد میں موشگافیاں کیں اور قیاس آرائیوں سے ان کے اندر بہت سی فروع اور جزئیات پیدا کر لیں جو ایک دوسرے سے مختلف اور متضاد تھے اور جن کی کوئی تصریح کتاب و سنت میں نہ تھی یا اگر تھی بھی تو اللہ اور اس کے رسول نے ان پر کوئی ... وہ تھی پھر انہوں نے ... انہیں معارف قرار دے کر ... کے ساتھ اتنا اہتمام کیا کہ انہیں ... اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ... یوں فرقے بنا دیئے اور ہر فرقے نے ایک دوسرے کو کافر ... گمراہ دوزخی اور ... کہہ ڈالا حالانکہ کفر و اسلام کے درمیان اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین میں ایک واضح خط امتیاز کھینچ دیا تھا اور کسی کو یہ حق نہ دیا تھا کہ اپنے اختیار سے کسی چیز کو کفر اور کسی چیز کو اسلام ٹھہرا لے۔ اس فتنہ کی محرک خواہ تنگ نظری ہو یا ... کے ساتھ یا خود غرضی حسد اور نفسانیت ہو ... بہرحال اس نے جمعیت اسلامی کو جتنا نقصان پہنچایا ہے شاید کسی اور چیز نے نہیں پہنچایا۔

کسی مومن کو جو خدا اور رسول کے بتائے ہوئے ایمانیات پر عقیدہ رکھتا ہو کافر کہہ دینا درحقیقت ایک بڑی ذمہ داری کا کام ہے یہ جسارت بندہ کے مقابلے میں نہیں خدا کے مقابلہ میں ہے کیونکہ خدا نے صاف فرمادیا ہے کہ جس کے حق میں خدا ایمان کا فیصلہ کرتا ہے اس کے حق میں ایک بندہ خدا کفر کا فیصلہ صادر کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت سختی کے ساتھ تکفیر و تفسیق سے منع فرمایا ہے اور یہاں تک فرما دیا ہے کہ جو شخص کسی کو کافر کہیگا درانحالیکہ وہ حقیقت میں کافر نہ ہو تو کفر کا فتویٰ خود تکفیر کرنے والے کی طرف لوٹ آئیگا۔

ایما رجل قال لاخیه یا کافر فقد باء بها احدهما (بخاری)	جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو کافر کہیگا تو یہ قول دونوں میں سے کسی ایک پر ضرور پڑے گا۔
لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیه بالکفر الا ارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذالک (بخاری)	جب کبھی ایک شخص دوسرے شخص پر فسق یا کفر کی تہمت لگائے گا تو وہ تہمت اسی پر پلٹ آئیگی اور اگر وہ شخص جس پر تہمت لگائی گئی ہے وہ درحقیقت کافر یا فاسق نہ ہو۔
من دعا رجلا بالکفر او قال عدو الله ولیس کذالک الا حار علیه (مسلم)	جس شخص نے کسی کو کافر یا دشمن خدا کہا درانحالیکہ وہ شخص ایسا نہ تھا تو یہ قول قائل پر ضرور پلٹ جائیگا۔
من لعن مومنا فهو کقتله ومن قذف مومنا بکفر فهو کقتله (بخاری)	جس نے کسی مومن پر لعنت کی اُس نے گویا اُسے قتل کر دیا اور جس نے کسی مومن پر کفر کی تہمت لگائی اُس نے گویا اُسے قتل کر دیا۔

قطع نظر اس کے مسلمانوں کی تکفیر و تفسیق ایک سنگین قومی جرم بھی ہے جو شخص کسی ایک مسلمان یا مسلمانوں کے کسی گروہ پر ناحق کفر کا فتویٰ لگاتا ہے وہ صرف اسی شخص یا گروہ کے حق میں ظلم نہیں کرتا بلکہ پوری اسلامی جمعیت پر ظلم کرتا ہے اور خود اسلام کو ضرر عظیم پہنچاتا ہے اس کی وجہ بادنیٰ تامل سمجھ میں آسکتی ہے۔

اسلامی جمعیت اور جاہلی جمعیتوں کے درمیان بنیادی فرق یہ ہے کہ جاہلی جمعیتیں رنگ نسل زبان اور وطن کے رشتوں پر قائم ہوتی ہیں اور اسلامی جمعیت کی بنیاد صرف دین کے رشتہ پر ہے جاہلی جمعیتوں میں عقائد و افکار کے اختلاف سے کوئی رخنہ نہیں پڑتا اس لئے کہ خیالات اور اعتقادات کا اختلاف ان کے افراد کو اس رشتہ سے خارج نہیں کرتا جو نسل یا وطن یا زبان یا رنگ کی وحدت سے قائم ہوتا ہے باطن میں خواہ زمین و آسمان کا فرق ہو جائے لیکن خون کا تعلق منقطع نہیں ہو سکتا نہ وطن کا رشتہ کٹ سکتا ہے نہ زبان کا رشتہ منفک ہو سکتا ہے نہ رنگ کی وحدت میں کوئی فرق آسکتا ہے اس لئے اختلاف عقائد سے جاہلی جمعیتوں کو کسی قسم کا خطرہ نہیں لیکن اسلام میں جو جمعیت مختلف النسل مختلف اللون مختلف اللسان اور مختلف الاوطان افراد کو جوڑ کر بنائی گئی ہے وہ عقیدہ کی وحدت کے سوا اور کچھ نہیں ہے یہاں عقیدہ ہی سب کچھ ہے نسل رنگ زبان وطن کچھ بھی نہیں لہذا جو شخص دین و اعتقاد کے رشتہ کو کاٹتا ہے وہ درحقیقت اس رسی پر تیشہ چلاتا ہے جس نے ایک خدا کی پرستش کرنے والوں ایک رسول کے ماننے والوں اور ایک کتاب پر ایمان لانے والوں کو ایک دوسرے سے وابستہ کیا ہے اسلام میں کسی شخص یا گروہ کو کافر کہہ دینے کے معنے صرف یہی نہیں کہ اسکے اعتقاد اور نیت پر حملہ کیا گیا بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اسلامی جمعیت اور اس کے ایک فرد یا چند افراد کے درمیان برادری محبت معاشرت معاملت اور تعاون باہمی کے سارے رشتے کاٹ دیئے گئے اور امت مسلمہ کے جسم سے اس کے ایک عضو یا متعدد اعضاء کو چھانٹ کر پھینک دیا گیا۔

یہ فعل اگر حکم خدا و رسول کے مطابق ہو تو یقیناً حق ہے اور سڑے ہوئے عضو کو کاٹ کر پھینک دینا ہی اسلام کے ساتھ سچی خیر خواہی ہے لیکن عضو حقیقت میں سڑا ہوا نہ ہو اور محض ظلماً اس کو کاٹ ڈالا جائے تو یہ ظلم خود اس عضو سے بڑھ کر اس جسم پر ہوگا جس سے وہ کاٹا گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے رشتہ دینی کے احترام کی سخت تاکید فرمائی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ولا تقولوا لمن القی الیکم	جو شخص دالمار اسلام کے لئے تم کو سلام

السلام لست مومنا | کرے اس کو تم یہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے

ایک مرتبہ ایک سریہ میں ایک شخص نے مسلمانوں کو دیکھ کر کہا السلام علیکم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مگر ایک مسلمان نے یہ گمان کرکے کہ اس نے محض جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھا ہے اسے قتل کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو حضور اس پر سخت ناراض ہوئے اور اس مسلمان سے باز پرس کی اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس شخص نے محض ہماری تلوار سے بچنے کے لئے کلمہ پڑھ دیا تھا اس پر سرکار نے فرمایا ھلا شققت عن قلبه کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا؟

ایک صحابی نے پوچھا کہ اگر ایک شخص مجھ پر حملہ کر کے میرا ہاتھ کاٹ ڈالے اور جب میں اس پر حملہ کروں تو کلمہ پڑھ لے کیا ایسی حالت میں اس کو قتل کر سکتا ہوں حضور نے فرمایا نہیں صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس نے تو میرا ہاتھ کاٹ دیا آپ نے فرمایا باوجود اس کے تم اس کو نہیں مار سکتے ..... اگر تم نے اس کو مارا تو وہ اس مرتبے میں ہوگا جس میں تم اس کے قتل سے پہلے تھے اور تم اس مرتبہ میں ہو جاؤ گے جس میں وہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہنے سے پہلے تھا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا اگر کوئی شخص کسی کافر پر نیزہ تانے اور جب سنان اس کے حلق تک پہنچ جائے اس وقت وہ لا الٰہ الا اللہ کہہ دے تو مسلمان کو لازم ہے کہ فوراً اپنے نیزہ کو واپس کھینچ لے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور مسلمان سے لڑنا کفر۔ یہ سب کچھ اس لئے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کی قوت اور جمعیت کا قیام رابطہ دینی کے سوا کسی دوسری چیز سے نہیں ہے اگر مسلمانوں میں اس رابطہ کا احترام نہ ہو اور وہ بات بات پر اس کو کاٹنے لگیں تو ملت کا سارا شیرازہ بکھر کر رہ جائے اور اس قوم کی کوئی اجتماعی قوت باقی ہی نہ رہے جو باطل پرستوں کے مقابلے میں اللہ کا کلمہ بلند کرنے اور خیر و تقویٰ کی طرف دعوت دینے کے لئے قائم کی گئی ہے۔

ہمارا یہ منشا نہیں کہ تکفیر و تفسیق سے مطلقاً پرہیز کیا جائے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص صریح کفریات بکنے اور لکھنے لگے تب بھی اس کو مسلمان کہا اور سمجھا جاتا رہے یہ منشا کتاب و سنت کی مندرجہ بالا نصوص کا ہے نہ ہماری تقریر گذشتہ کا اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے اس لئے کسی مسلمان کو اسلام سے خارج کرنا جس قدر نقصان دہ ہے کسی کافر کو اسلامی جمعیت میں شامل کرنا بھی اس سے کچھ کم نقصان دہ نہیں ہم جو کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ مسلمان کی تکفیر کے معاملہ میں انتہا درجہ کی احتیاط ملحوظ رکھنی چاہیے اتنی ہی احتیاط جتنی ایک شخص کے قتل کا فتویٰ صادر کرنے میں ملحوظ رکھی جاتی ہے ہر شخص جو مسلمان اور لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہے اس کے حق میں یہی گمان ہونا چاہیے کہ اس کے دل میں ایمان ہے اگر وہ کوئی ایسی بات کرتا ہے جس میں کفر کا شائبہ پایا جاتا ہو تو اس کے حق میں یہ امید رکھنی چاہیے کہ اس نے کفر کے ارادہ سے ایسی بات نہ کی ہوگی بلکہ محض جہل اور ناسمجھی سے کی ہوگی اس لئے اول اس پر کفر کا حکم لگانے کے بجائے قول جمیل سے اس کو سمجھانے کی کوشش کرنی چاہیے اگر وہ پھر بھی نہ مانے اور اپنی بات پر اصرار کرے تو اس بات کو جس پر وہ اصرار کر رہا ہے کتاب اللہ پر پیش کر کے دیکھا جائے کہ آیا وہ کفر و ایمان کے درمیان فرق کرنے والی صریح نصوص کے خلاف نہ ہو یا اس میں تاویل کی گنجائش ہو تو کفر کا حکم نہیں لگایا جا سکتا زیادہ سے زیادہ ایسے شخص کو گمراہ کہا جا سکتا ہے اور وہ بھی اس خاص مسئلہ میں نہ کہ بالکلیہ۔ البتہ اگر اس کا اعتقاد نص صریح کے خلاف ہو اور وہ شخص یہ معلوم کرنے کے بعد بھی کہ اس کا اعتقاد کتاب اللہ کی تعلیم کے خلاف ہے اپنی بات پر قائم رہے اور اس کے قول کی کوئی ایسی تاویل بھی نہ کی جا سکتی ہو جس سے کسی طور پر اس کو کتاب اللہ کے مطابق کیا جا سکتا ہو تو ایسی صورت میں مسئلہ کی نوعیت کا لحاظ کرتے ہوئے فسق یا کفر کا حکم لگایا جا سکتا ہے لیکن یہاں بھی مدارج و مراتب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ تمام جرائم اور تمام جرم یکساں نہیں ہیں ان میں بھی فرق مراتب ہوتا ہے اور انصاف کا مقتضی یہ ہے کہ اس فرق کو ملحوظ رکھ کر سزا تجویز کی جائے سب کو ایک لکڑی سے ہانکنا یقیناً بے انصافی ہے۔

کفر و اسلام کا ایک پہلو باطنی ہے اور ایک ظاہری باطن کا تعلق انسان کے دل اور اس کی نیت سے ہے اور ظاہر کا تعلق اس کی زبان اور عمل سے ہے ایک حد تک آدمی کے قول و فعل سے بھی اس کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہیں مگر یہ محض قیاس و گمان ہوگا علم اور یقین نہ ہوگا اور علم و یقین کے بغیر صرف قیاس و گمان کی بنا پر کسی کے ایمان یا کفر کا فیصلہ کرنا یقیناً خطا ہے اگرچہ ایسا فیصلہ نفس الامر کے مطابق ہی کیوں نہ ہو لہٰذا حق یہی ہے کہ ایمان کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا جائے کیونکہ اس کے سوا کوئی نہیں جان سکتا کہ کس کے دل میں ایمان ہے اور کس کے دل میں ایمان نہیں ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبيله وهو اعلم بمن اهتدى ہماری نظر صرف ظاہر تک جا سکتی ہے اور صرف ظاہری اقوال و افعال ہی کو دیکھ کر ہم رائے قائم کر سکتے ہیں کہ کون مسلمان ہے اور کون نہیں ہو سکتا ہے کہ جو شخص ظاہر میں بحالت نادانی سے کفریات [illegible] رہا ہے وہ باطن میں سچا اور پکا مومن ہو اور اس کے دل میں خدا اور رسول کی محبت بہت سے داعظوں اور مرشدوں سے بڑھ کر ہو اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ جو شخص زور و شور کے ساتھ اپنے ایمان کا اعلان کرتا ہے اور احکام شریعت کی پابندی میں اہتمام بھی کرتا ہے وہ محض ایک ریاکار منافق ہو لہٰذا ظاہر کی بنا پر کسی کے کفر اور اسلام کا فیصلہ کرتے ہوئے انسان کو خدا کی پکڑ سے بہت ڈرنا چاہیے اور ایسا فیصلہ کرنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچ لینا چاہیے کہ وہ کیسی ذمہ داری اپنے سر لے رہا ہے اور کیا ایسے معقول وجوہ موجود ہیں جن کی بنا پر اس ذمہ داری سے بچنے کی بہ نسبت اس کا بار اٹھا لینا زیادہ بہتر ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ انسانوں کی طبائع استعدادات اور عقلی صلاحیتیں مختلف ہیں بعض لوگ نہایت سادہ لوح ہوتے ہیں ایک سیدھی سادی بات کو اجمالی طور پر مان لیتے ہیں تفصیلات اور باریکیوں کو سمجھنے کی نہ ان میں قابلیت ہوتی ہے نہ وہ ان کے طالب ہوتے ہیں برعکس اس کے بعض لوگوں میں غور و فکر کا مادہ ہوتا ہے اجمال سے ان کی تشفی نہیں ہوتی۔ تفصیلات ڈھونڈھتے ہیں اور نہیں ملتیں تو پیدا کرتے ہیں پھر غور و فکر کرنے والوں کے رجحانات لا

ہمارے عقلی بھی بیشمار ہیں کسی کا میلان شک کی طرف ہوتا ہے اور کسی کا یقین کی طرف کوئی مادیات و محسوسات پر فریفتہ ہوتا ہے اور کوئی معقولات پر کوئی بات کی تہہ تک پہنچ جاتا ہے اور کوئی سطحی راہوں میں بھٹک کر رہ جاتا ہے کوئی حقیقت پسند ہوتا ہے اور کسی کو وہم و خیال کی وادیوں میں گھومنا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے غرض نظر و فکر کے بیشمار راستے ہیں جن کو انسانی افراد اپنی اپنی افتاد طبع کے مطابق اختیار کرتے ہیں اور کسی انسان میں یہ طاقت نہیں کہ وہ کسی انسان کی طبعی افتاد اور فطری رجحان اور عقلی استعداد کو بدل دے۔

جس خدا نے اسلام کو تمام نوع انسانی کی ہدایت کے لئے نازل کیا ہے اس سے بڑھ کر انسانی فطرت کے ان اختلافات کو جاننے والا اور ان کی رعایت ملحوظ رکھنے والا اور کون ہوسکتا تھا یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنے پسندیدہ دین کی بنیاد ایسے سادہ، واضح اور مجمل عقائد پر رکھی ہے جنہیں ایک کم عقل انسان سے لے کر ایک نکتہ سنج فلسفی اور ایک حقیقت طلب حکیم تک سب قبول کرسکتے ہیں ان عقائد کی سادگی اور ان کا اجمال ہی وہ چیز ہے جس نے ان کو ایک عالمگیر انسانی مذہب کے لئے بنیادی اصول بننے کے قابل بنایا ہے جو شخص غور و فکر کی صلاحیت نہیں رکھتا اس کے لئے صرف اتنا مان لینا ہی کافی ہے کہ خدا ایک ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں قرآن اس کی کتاب ہے اور قیامت کے روز ہمیں اس کے سامنے حاضر ہونا ہے اور جو شخص فکر و تدبر کی قوت رکھتا ہے اس کے لئے اس اجمال میں اتنی وسعتیں ہیں کہ وہ اپنی استعداد عقلی اور اپنے رجحان طبع کے مطابق جستجوئے حقیقت کے لئے جو راہ چاہے اختیار کرسکتا ہے اور جتنی دور چاہے جاسکتا ہے۔

وہ خواہ کوئی راہ اختیار کرے اور کتنی ہی دور تک چلا جائے جب تک وہ ان حدود کے اندر مقید ہے جو کلام اللہ نے اسلام اور کفر کے درمیان کھینچ دی ہیں اس وقت تک وہ دائرہ ایمان سے خارج نہیں ہوسکتا مثال کے طور پر ایمان باللہ کے مسئلہ میں ملاک امر صرف یہ ہے کہ کائنات کا بنانے اور چلانے والا ایک خدا ہے اور وہی اس لائق ہے کہ اس کی بندگی کی جائے اس بات کو ایک سیدھا سادا کسان جس طور پر مان سکتا ہے ممکن نہیں کہ ایک غور و فکر کرنے والا آدمی اسی طرح مان لے پھر ایک خاص طرح کا رجحان طبع رکھنے والا آدمی اس میں تدبر کرکے خدا کی ہستی اور اس کی صفات اور کائنات کے ساتھ اس کے تعلق کی کیفیت کے متعلق جو تفصیلی تصورات اپنے ذہن میں جمائے گا ممکن نہیں کہ ان امور کے متعلق ایک دوسری طرح کا رجحان رکھنے والے آدمی کے تصورات بالکل اس کے مطابق ہوں لیکن جب تک یہ سب اس بنیادی عقیدے پر ایمان رکھتے ہیں سب کے سب مسلمان ہیں خواہ تفصیلات میں ان کے تفکرات حقیقت نفس الامری تک پہنچنے میں کتنے ہی ناکام ہوئے ہوں۔ اسی طرح وحی رسالت، ملائکہ اور یوم آخر کے متعلق بھی اسلامی عقائد میں چند امور اصولی ہیں جن کو دین کی ضروریات کہنا چاہئے اور باقی تفصیلات ہیں جن میں سے بعض کیلئے انسان کو کلام اللہ میں صریح یا قابل تاویل اشارات مل جاتے ہیں اور بعض کو انسان خود اپنے رجحان طبع کے مطابق اپنے ذہن سے پیدا کرلیتا ہے بہت ممکن ہے کہ ان میں سے اکثر تفصیلات کا حکم لگانے میں انسان کی عقل غلطی کرے اور اس کے تصورات حقیقت سے بہت دور جا پڑیں لیکن جب تک وہ ان عقائد میں ملاک امر کا سررشتہ ہاتھ سے نہیں چھوڑتا عقل و فکر کی کوئی گمراہی اس کو دائرہ دین سے خارج نہیں کرسکتی چاہے مرکز دین سے اس کو کتنا ہی بعد ہوجائے۔

اسلام میں فرقوں کی پیداوار کا اصل سبب یہی ہے کہ کلام اللہ میں اصول و ضروریات دین کے متعلق جو مجمل اور بسیط تصورات پیش کئے گئے تھے یا اور کہیں کہیں ان کی تفصیل میں جو لطیف اشارات کردیئے گئے ہیں ان کو سمجھنے میں مختلف لوگوں نے اپنی عقلی استعدادات اور طبعی رجحانات کی بنا پر قیاس و استدلال کے ذریعہ سے جزئیات اخذ کرلئے ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں اس حد تک تو کچھ مضائقہ نہ تھا اور اس میں ابھی کوئی خرابی نہ تھی کہ ایک گروہ اپنے مسلک کو حق سمجھتا اور دوسرے گروہوں سے بحث کرکے ان کو اپنے مسلک کی طرف لانے کی کوشش کرتا لیکن غضب یہ ہوا کہ لوگوں نے اپنے قیاسی تاویلی عقائد کو بھی اصول و ضروریات دین میں شامل کرلیا اور اس بنا پر ہر ایک جماعت نے ان تمام جماعتوں کی تکفیر کی جو ان عقائد کو نہ مانتی تھیں۔ یہیں سے فرقہ بندی کی ابتدا ہوتی ہے اور یہی فتنہ کا نقطۂ آغاز ہے یہ صحیح ہے کہ عقائد حقہ میں قیاسات و تاویلات سے جو راہیں اختیار کی گئی ہیں ان میں بہت سی راہیں غلط ہیں لیکن ہر غلطی حتماً اور لازماً کفر تو نہیں ہے غلطی کو غلطی کہنا اور اس کا ارتکاب کرنے والے کو گمراہ اور غلط کار سمجھنا اور اس کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرنا بلاشبہ جائز ہے لیکن جب تک کوئی شخص اس نفس حقیقت کا انکار نہیں کرتا جس پر اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے کا حکم دیا ہے اس کو کافر کہنا کسی طرح بھی جائز نہیں خواہ اس کی گمراہی کتنی ہی بڑھی ہوئی ہو

افسوس ہے کہ علمائے متاخرین نے اصل اور فرع، نص اور تاویل کے فرق کو نظر انداز کردیا ہے وہ ان فروع کو بھی اصول سمجھنے لگے ہیں جن کو انہوں نے اپنی مخصوص فہم کی بنا پر اصل سے اخذ کیا ہے وہ ان تاویلات کو بھی نصوص کے درجے میں رکھتے ہیں جو انہوں نے نصوص سے معانی اخذ کرنے میں اختیار کی ہیں اس کا نتیجہ ہے کہ وہ اپنے فروع اور اپنی تاویلات کے منکر کو بھی اسی طرح کافر قرار دیتے ہیں جس طرح اصول اور نصوص کے منکر کو قرار دیا جاتا ہے

اس بے اعتدالی نے پہلے تو اسلامی جمعیت میں صرف تفرقہ ہی پیدا کیا تھا مگر اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ علماء کی یہ کافرگری مسلمانوں کے دلوں میں نہ صرف علماء کی طرف سے بلکہ خود اس مذہب کی طرف سے بھی بدگمانیاں پیدا کررہی ہے جس کی نمائندگی یہ علماء کرتے ہیں روز بروز علماء کا اقتدار مسلمانوں سے اٹھتا جارہا ہے ان کی باتیں سن کر لوگ مذہب کی طرف راغب ہونے کے بجائے اس سے دور بھاگنے لگے ہیں اور عام طور پر مذہبی مجلسوں اور مذہبی تحریروں کے متعلق یہ گمان پیدا ہوگیا ہے کہ ان میں آپس کی لڑائیوں کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اس زمانہ میں عام مسلمانوں کو مذہبی علوم کی واقفیت بہم پہنچانے کا یہی ایک ذریعہ رہ گیا تھا مگر یہ اس کافرگری کے صدقہ میں ہاتھ سے نکلا جارہا ہے مسلمانوں میں مذہب سے ناواقفیت اور گمراہی کے پھیلنے کی ایک بڑی وجہ یہی ہے کاش ہمارے علماء اس غلطی کو محسوس کریں اور اسلام اور مسلمانوں پر نہیں تو خود اپنے اوپر ہی رحم کرکے اس روش سے باز آجائیں جس نے ان کو اپنی قوم میں اس قدر رسوا کردیا ہے ورنہ ان کی یہی وہ قوم تھی جو کبھی ان کو سر آنکھوں پر بٹھاتی تھی۔

ایصال ثواب اور اسلام

(از جناب مولانا محمد حنیف صاحب مراد مارہروی)

ایصال ثواب کا مسئلہ بھی گو ایک سادہ مسئلہ تھا لیکن معتزلہ نے اختلاف کر کے اسے ایک مختلف فیہ اور معرکۃ الآرا مسئلہ اسلام بنا دیا اس وقت بھی متعدد فرقے اور بہت سے افراد ایسے ہیں جو ایصال ثواب کے قائل نہیں تاہم اکابر اسلام اس امر میں متفق ہیں کہ مردوں کو ثواب پہنچتا ہے اور یقینی پہنچتا ہے۔ امام غزالی، حافظ ابن حجر عسقلانی، ابوالقاسم سعد زنجانی، علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ قاضی شوکانی، ابومحمد سمرقندی، امام عبدالوہاب شعرانی، حضرت شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، امام احمد حنبل، علامہ ابن قیم اور حافظ شمس الدین وغیرہ ایصال ثواب کے قائل ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ جو شخص قبرستان سے گذرے اور وہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر مردوں کو بخشے تو اسے ان اموات کے اعداد کے مطابق ثواب ملیگا اس کے راوی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور یہ شرح الصدور اور فتح القدیر میں موجود ہے

اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جو شخص قبرستان میں جا کر سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص اور سورہ تکاثر پڑھ کر اس کا ثواب میت کو بخشے اور کہے کہ خداوندا میں نے جو کچھ پڑھا ہے اس کا ثواب اس گورستان کے مردوں کو پہنچے تو وہ مردے اس کے سفارشی ہوں گے (شرح الصدور)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں:-

"آرے زیارۃ القبور و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشاں باہدائے ثواب و تلاوت قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علماء (زبدۃ النصائح)

اور تو اور علامہ ابن قیم اور نواب صدیق حسن خاں مرحوم بھی اس امر کے قائل ہیں کہ مردوں کو ثواب پہنچتا ہے۔ علامہ مغفور کتاب الروح میں امام احمد حنبل اور جمہور سلف کے مسلک کی تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نیز امام احمد حنبل نے فرمایا کہ تین بار آیت الکرسی اور سورہ اخلاص پڑھ کر مردے کو بخشو۔ نواب صاحب مرحوم مسک الختام میں فرماتے ہیں:-

"شیخ در ترجمہ گفتہ در آمد قرأت فاتحۃ الکتاب و معوذتین و قل ہو اللہ احد دگر رسانیدن ثواب برائے اہل مقابر آمدہ است"

علامہ عبدالحق کی "العاقبۃ" اور امام غزالی کی احیاء العلوم میں امام احمد حنبل سے منقول ہے کہ جب گورستان میں جاؤ تو سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر اموات کو بخشو کہ اس کا ثواب انھیں پہنچتا ہے۔

حضرت انسؓ نے رسول کریمؐ سے دریافت کیا کہ "ہم اپنی میتوں کے لئے جو صدقات و خیرات کرتے ہیں ان کے لئے دعا مانگتے ہیں تو کیا اس کا ثواب ان تک پہنچتا ہے رسول کریمؐ نے فرمایا بیشک پہنچتا ہے اور وہ اس سے اسی طرح مسرور اور شادمان ہوتے ہیں جس طرح تمہارے کسی اعلیٰ اور مرغوب تحفے سے زندہ لوگ خوش ہوتے ہیں"

ایک شخص نے حضور نبی کریمؐ سے اپنے والدین کی وفات پر ان کے ساتھ احسان و سلوک کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ:-

"مرنے کے بعد ان سے احسان و سلوک یہ ہے کہ تم اپنی نمازوں کے ساتھ ان کے لئے ان کی طرف سے نماز پڑھو اسی طرح ان کے لئے ان کی طرف سے روزے رکھو" ایصال ثواب کے متعلق صحاح ستہ میں احادیث اس کثرت و فراوانی کے ساتھ منظر و مذکور ہیں کہ یہ مختصر مضمون ان کا متحمل نہیں ہوسکتا اس لئے صرف مختصر اشارات ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔

ثواب کے طریقے

مرنے کے بعد مرنے والے کو دو قسم کے اعمال کا ثواب ملتا ہے اولاً اسے ان اعمال کا ثواب ملتا ہے جو اس نے اپنی زندگی میں کئے ہوتے ہیں ثانیاً ان اعمال کا ثواب بھی اسے ملتا رہتا ہے جو اس کے لئے اسکے عزیز کرتے اور ان کا ثواب اسے بخشتے ہیں اور یہ متفق علیہ امر ہے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد اعمال انسانی کا ثواب قطعیت کیا تھا رک جاتا ہے لیکن تین عمل ایسے ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی اسے برابر پہنچتا رہتا ہے اولاً صدقہ جاریہ مثلاً مسجد، مہمان سرائے یا کنوئیں اور نہر وغیرہ کی تعمیر ثانیاً علوم شریعت کی تعلیم و اشاعت جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا رہے۔ ثالثاً اولاد صالح کہ وہ والدین کے حق میں برابر مصروف دعا رہتی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت سنن ابن ماجہ میں ہے کہ:-

"انسان آدمی مرنے کے بعد اپنے اعمال نیک کا ثواب پاتا ہے کوئی ایسا علم کسی کو پڑھایا یا پھیلایا ہو جس سے دوسروں کو بعد کو بھی فائدہ پہنچتا ہے کوئی مسجد، نہر یا مہمان سرائے بنائی ہو یا صدقہ جو اس نے اپنے مال سے اپنی صحت کی حالت میں نکالا ہو ان سب کا ثواب مرنے والے کو ملتا رہتا ہے"

حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ "جو شخص اسلام میں کسی نیک کام اور نیک رسم کی بنیاد ڈالتا ہے تو اسے اس کا اجر ملتا ہے اور آئندہ جو لوگ اس پر عمل کرتے رہتے ہیں ان کے عمل کا اجر بھی اسے ملتا رہتا ہے اسی طرح جو شخص کسی بری رسم کی بنیاد ڈالتا ہے تو اس گناہ اور اس پر عمل کرنے والوں کے گناہ کا اثر برابر اس تک پہنچتا رہتا ہے"

قرآن کریم میں بھی ایک آیت ایسی موجود ہے جس سے ایصال ثواب کا ثبوت ملتا ہے والذین جاؤ من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان وہ لوگ جو ان کے بعد آئے ہیں وہ بارگاہ رب العزت میں عرض کرتے ہیں کہ الٰہی تو ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں بخشدے اور ان کی مغفرت کر دے چونکہ اس آیت میں خدائے ذوالجلال نے پہلے مسلمانوں کے لئے استغفار کرنے پر بعد کے مسلمانوں کی تعریف کی ہے اس لئے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مرنے

کے بعد مرنے والوں کو دوسروں کے عمل کا فائدہ پہنچتا ہے۔

معتزلہ کا اختلاف

یہ مسئلہ بالکل متفق علیہ تھا لیکن معتزلہ نے اس سے شدید اختلاف کیا اس اختلاف کی بنا یہ ہے کہ قرآن کریم میں لیس للانسان الا ما سعیٰ موجود ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کے لئے اس نے سعی کی ہے معتزلہ کہتے ہیں کہ انسان کو صرف اپنی کوشش کا ثمرہ ملتا ہے دوسرے کی سعی سے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا لیکن اگر اس آیت کا وہی مفہوم لیا جائے جو معتزلہ لیتے ہیں تو فرزندان توحید کے بہت سے متفق علیہ معتقدات لغو اور باطل ہو جائینگے شفاعت و سفارش کا ثبوت قرآن میں موجود ہے لیکن اس آیت کے مزعومہ مفہوم کے ماتحت شفاعت کا مسئلہ بھی باطل ہو جاتا ہے اسی طرح والدین کے لئے دعائے مغفرت درود وسلام اور نماز جنازہ کی بھی کوئی اہمیت باقی نہیں رہتی لیکن ایسا نہیں ہے اکثر مفسرین نے وان لیس للانسان میں "ل" کو تملیک کا لام بتایا ہے اور انھوں نے اس کے یہ معنے بتائے ہیں کہ انسان اپنی ہی سعی کا مالک ہوتا ہے نہ کہ دوسرے کا لیکن اس میں دشواری اور اشکال ہی کیا ہے۔

مرنے والا کسی دوسرے کی سعی اور عمل کے مال پر دست تصرف اور بیجا تملیک نہیں کرتا بلکہ دوسرا اپنی سعی کو مرنے والے پر ہبہ کر دیتا ہے اور اپنی کوشش کے ثواب کو مرنے والے کے پاس بطور تحفہ بھیج دیتا ہے اور اس کا اختیار ہر شخص کو ہے اور قرآن کریم میں کوئی آیت ایسی نہیں جس میں اپنے ثمرات سعی کو غیر کے نام ہبہ کرنے یا بخش دینے کی ممانعت کی گئی ہو۔ تفسیر روح المعانی اور جامع البیان بر حاشیہ جلالین میں بھی یہی رائے ظاہر کی گئی ہے شرح احیاء العلوم میں علامہ زبیدی محدث نے بھی یہی لکھا ہے کہ اہل سنت متفق ہیں کہ مردے زندوں کی سعی سے مستفید ہوتے ہیں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ علامہ ابن قیم محدث نے بھی اپنی کتاب الروح میں یہ لکھا ہے کہ قرآن مجید نے غیر شخص کی کوشش سے فائدہ اٹھانے کی نفی نہیں کی علامہ ابن تیمیہ کا بھی یہی خیال ہے معتزلہ کا دور تو گذر چکا اور اب ان کا وجود باقی نہیں رہا مگر اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو ایصال ثواب کے قائل نہیں اور نیچری لوگ تو اسے محض ڈھکوسلا سمجھتے ہیں اور سنئے منح الازہر شرح فقہ اکبر میں علامہ ملا علی قاری نے اس استفادہ و انتفاع کے مسئلہ اور آیہ "لیس الانسان" پر بالکل جدید رنگ میں اظہار خیال کیا ہے آپ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دعاء و استغفار صدقات و خیرات اور قرأت قرآن جیسے کار خیر اس نیت سے کرے اور اس کی سعی یہ ہو کہ اس کا ثواب میت کو پہنچ جائے تو اس کی یہ سعی ہرگز بیکار نہ جائیگی کیونکہ انسان جس امر کی سعی کرے گا وہی اسے ملیگا اس سے تو الٹی ہمارے دعوے کی تائید ہوتی ہے۔

رسول کریم کا عمل

سنن میں بروایت واثلہ بن اسقع مروی ہے کہ رسول کریم نے ایک شخص کے جنازہ کی نماز پڑھی اور اس کے بعد جو دعا کی وہ یہ ہے کہ:

"بار الٰہا یہ شخص تیرے عہد و جوار میں آیا ہے تو اسے قبر و جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ تو وفائے عہد و حق کا مالک ہے اسے بخش دے اس پر رحم کر کیونکہ تو بڑا ہی مہربان اور بخشنے والا ہے" اسی طرح زیارت قبور کے مواقع کے لئے صحیح حدیث میں دعا مروی ہے کہ "اے ایماندار مسلمانو! تم ان گھروں میں خوش رہو تم پر سلام ہو ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب تمہارے پاس آکر تم سے ملنے والے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت کی استدعا کرتے ہیں" ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول کریم کا دستور تھا کہ دفن میت کے بعد آپ قبر پر کھڑے ہوتے اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے بھائی کے حق میں دعائے مغفرت کرو اور عرض کرو کہ یہ سوال و جواب قبر کے وقت مستقل اور ثابت قدم رہے کہ اب اس کے امتحان کا وقت ہے"

یہ وہ احادیث اور وہ شواہد ہیں جن کی صحت و صداقت سے کسی کو جرأت انکار نہیں ہو سکتی نماز جنازہ بھی گویا نماز مغفرت ہی ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے مدارج جنت میں بلند کریگا وہ پوچھیگا کہ الٰہی یہ انعام مجھے کس عمل کی جزا کے طور پر مل رہا ہے اس بندے سے کہا جائے گا کہ تیرے بیٹے نے تیرے حق میں دعائے خیر کی تھی۔

منکرین ایصال ثواب کے دلائل

ہم چاہتے ہیں کہ منکرین ایصال ثواب کے دلائل ذرا تفصیل کے ساتھ پیش کریں تاکہ ناظرین کے پیش نظر اختلاف کرنے والوں کا نقطۂ نظر بھی ہو جائے اور وہ اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھ سکیں ان کا استدلال یہ ہے کہ کسی چیز کا ہبہ کرنا یا بخشنا ایک قسم کی سپردگی اور حوالگی ہے جو کسی حق واجب سے تعلق رکھتی ہے اعمال سے ثواب واجب نہیں ہو جاتا یہ تو فضل الٰہی پر منحصر ہوتا ہے پھر جو چیز واجب ہی نہیں ہوئی اس کا دوسرے کے حوالہ کر دینا کوئی معنی ہی نہیں رکھتا یہ تو خلاف کریم کی مرضی ہے کہ وہ اعمال پر ثواب عطا کرے یا نہ کرے کسی شخص کا اپنی جسمانی و مالی عبادت کا کسی مرنے والے کے سپرد کر دینا بالکل ایسا ہے جیسا کہ ایک فقیر کو کسی ایک شخص کے حوالہ کر دینا جس سے خیرات دینے کی توقع ہو ایسی غیر متعین شے کا ہبہ اور ہدیہ بھی صحیح نہیں ہو سکتا نیز جب عبادات میں اپنے اوپر کسی کو ترجیح دینا جائز نہیں تو غایت عبادات (ثواب) میں ترجیح کیونکر جائز سمجھی جا سکتی ہے حضرت امام احمد حنبل کے نزدیک یہ امر مکروہ ہے کہ کوئی شخص اول پہلی صف سے پیچھے ہٹ آئے اور دوسرے کو آگے کر دے۔

ان لوگوں کی توجیہ یہ بھی ہے کہ اگر میت کی طرف سے نماز پڑھنا روزہ رکھنا حج کرنا اور صدقہ دینا جائز ہوتا تو زندوں کی طرف سے اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ ہی سمجھ میں نہیں آتی پھر تمام عبادات و تکالیف شرعیہ گونہ ابتلا و امتحان کی حیثیت رکھتی ہیں جن میں بدل و عوض ہرگز روا نہیں رکھا جا سکتا مریض کو دوسرے کے دوا پینے یا بھوکے کو دوسرے کے کھا لینے سے کبھی تسکین نہیں ہو سکتی نیز اگر کسی کے حق میں کسی غیر کا عمل مفید ہوتا تو دوسرے کی طرف سے توبہ کر لینی بھی جائز ہوتی ہر شخص اپنے فعل کا آپ ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے عمل کے متعلق جداگانہ طریق پر سوال بھی ہوگا کسی ایک بھائی کا مسلمان ہونا دوسرے کافر بھائی کے لئے مفید نہ ہوگا جب اصول کی یہ حالت ہے تو فروع تو پھر فروع ہی ہیں۔

اس سے صاف طور پر واضح ہو رہا ہے کہ اسلام میں ایک گروہ ایسا موجود ہے جو کسی قسم کی عبادت روزہ، نماز، حج صدقہ اور ادائے امانت و قرضہ وغیرہ میں

قائم مقامی کی حیثیت کے ساتھ جائز ہی نہیں رکھتا بظاہر ان کے دلائل میں بعض دعاوی میں قوت بھی معلوم ہوتی ہے مگر یہ ہرگز صحیح نہیں۔

ثواب معاوضہ و بدل نہیں

قرآن کریم میں لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ اور لیس للانسان الا ما سعیٰ علیحدہ علیحدہ آیات محکم ثابت الحکم ہیں جو بارئ تعالیٰ کے کمال عدل و حکمت پر مبنی ہیں پہلی آیت سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر واضح کر رہا ہے کہ کوئی کسی دوسرے کے قصور و جرم میں ماخوذ ہو گا اور دوسری کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی کسی دوسرے کے عمل سے رستگاری حاصل نہ کر سکے گا۔ دونوں آیات فطرت اسلامی کے مظہر ہیں جن سے دو انوہ باطل خیالات کی پوری تردید کی جاتی ہے ہندوی فرقوں میں یہ دستور رہا ہے کہ مجرم کے متعلقین بھی اس کے جرم میں ماخوذ کئے جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ تسلی دی ہے کہ ہمارے دربار میں ایسا نہ ہوگا اور دوسری آیت میں یہ بتایا ہے کہ آباء و اجداد کے مفاخر و اعمال پر امید نجات رکھنا بیکار ہے لیس للانسان الا ما سعیٰ سے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان کسی غیر کی سعی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا بلکہ یہ ہے کہ وہ غیر کی سعی کا مالک نہیں ہو سکتا۔

معتزلہ وغیرہ کے استدلال کی دوسری آیات لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت اور ولا تجزون الا ما کنتم تعملون ہیں ان سے تو یہی واضح ہوتا ہے کہ ہر ایک کو قیامت کے روز اپنے ہی اعمال کی سزا ملے گی نہ اس کے گناہوں سے زیادہ سزا عاید ہوگی اور نہ اس کی نیکیوں میں سے کوئی نیکی کم کی جائے گی ان آیات میں کہیں بھی اس طرف کوئی اشارہ نہیں پایا جاتا کہ کوئی شخص کسی غیر ہبہ اور ہدیہ کے طور پر فائدہ نہیں اٹھا سکتا یہ تو صورت ہی اور ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے ایک کو یہ توفیق ملتی ہے کہ وہ مرنے والے کو اپنے کسی نیک عمل کا ثواب دیدے اور اللہ تعالیٰ اسے قبول کر لے یہاں معاوضہ و بدل کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے اور اس کا کوئی ذکر نہیں۔

معترضین کا افلاس تخیل

معترضین کا یہ خیال بھی غلط ہے کہ (۱) اس قسم کا ہدیہ ”ایک قسم کی بیہودگی ہے جو واجب شدہ حق و ثواب میں ہو سکتی ہے جب ثواب ہی یقینی نہ ہو تو اس کا دوسرے کو بخشہ دینا ایک بے معنی بات ہے وہ یہ نہیں سمجھ سکے کہ مخلوق کا مخلوق کو دینا اور ایک مخلوق کا دوسری مخلوق کے لئے اپنے ثواب کو اللہ کے حوالے کرنا دو باتیں ہیں پہلا امت محمدیہ کے لئے خالق کریم کی یہ ایک عنایت خاص ہے۔ رہا ثواب کا واجب ہونا تو یقینی تو اپنے لئے بھی نہیں ہے اس کا محض فضل ہی فضل ہے اپنے مجبور بندوں کی مجبوری کا بھی اسے ہی خیال ہے زندہ تو پھر زندہ ہیں اور عمل کی طاقت رکھتے ہیں مرنے والے تو مجبور ہو چکے محتاج ہیں اس لئے اسے ان کا بطور خاص خیال ہوتا ہے اسی پر اداء قرض و امانت اور صدقات و حج و زکوٰۃ کے ثواب کے متعلق خیال کرنا چاہئے اور خوب سمجھ لینا چاہئے کہ یہ سب کچھ باری تعالیٰ کے مکارم و افضال ہیں وہ اپنے بندوں کو بخشنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے اور حیلے تلاش کرتا رہتا ہے جب کوئی شخص کسی مرنے والے کے لئے کچھ کرتا ہے

تو اس سے ایک طرح اس کے ایمان بالغیب کا بھی ظہور ہوتا ہے اور اللہ کی معبودیت و عظمت کا اظہار ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے اور دونوں کو ثواب عطا کرتا ہے علاوہ ازیں یہ تمام امور وہ ہیں جن کی صحت پر نصوص شرعیہ شاہد ہیں اس لئے ان کے مقابلہ پر قیاس نہیں چل سکتا اسی طرح عبادت میں خود پر ترجیح دینے کے متعلق یہ ہے کہ زندہ کو فی الحقیقت ترجیح نہیں دی جا سکتی اس لئے کہ انجام کا پتہ نہیں ہوتا لیکن موت سے واضح ہو جاتا ہے کہ مرنے والا اسلام پر مرا یا کفر کی موت واقع ہوئی اسلئے اسے ترجیح دی جا سکتی ہے عبادت میں ترجیح دینے کا معاملہ تو ایسا ہے کہ اس میں گو تساہل و سستی اور کسل کے عناصر بھی پائے جاتے ہیں لیکن اپنے عمل کا ثواب کسی کو پہنچانے میں نیت خیر ہوتی ہے اور اس قسم کا کوئی شائبہ نہیں پایا جاتا۔

بڑی شدت کے ساتھ اعتراض کیا گیا ہے کہ اگر غیر کے عمل کا ثواب بطور ہدیہ دیا جاتا تو لوگ اجرت دیکر اسے حاصل کر لیا کرتے زندوں کے لئے تو یہ ہے کہ وہ خود عمل کر سکتے ہیں اور عمل کا نہ کرنا ان کے ابتذال کا باعث بن سکتا ہے مگر مردوں میں اس قسم کا کوئی اندیشہ نہیں ان کے عمل کا سلسلہ تو منقطع ہو چکا اس مختصر مضمون میں اتنی گنجائش نہیں کہ تمام اعتراضات کا جواب تفصیل سے دیا جائے اسلئے عام طور پر یہ خیال کر لینا چاہئے کہ احادیث صحیحہ اجماع امت اور عمل صالح سے ثابت ہے کہ مردوں کو ثواب پہنچتا ہے اور ان کا پہنچانا ہے اور ان کے تخفیف عذاب یا ترقی درجات کے لئے انھیں ثواب پہنچانا نہ صرف ضروری ہے بلکہ رسول کریم نے اس کی تاکید کی ہے افسوس ہے کہ خداوند قدوس نے بندوں پر اپنے انعام و اکرام کے لئے جو طریقے مقرر کئے ہیں ان پر بھی کج بحثی سے اعتراض کیا جاتا ہے حالانکہ کسی مرنے والے کو ثواب پہنچانے کے لئے صدقہ دیتے ہیں کھانا تقسیم کرتے ہیں اس کے کتنا فائدہ ہے اللہ کا نام زبانوں پر آتا ہے غرباء کو کھانا مل جاتا ہے موت یاد کر کے عبرت حاصل ہوتی ہے عبودیت کا اظہار ہوتا ہے ان میں مرنے والوں ہی کے لئے نہیں بلکہ زندہ کے لئے بھی گوناگوں فائدے ہیں یہ ضرور ہے کہ اگر اس عمل میں نمود و نام کا لوث شامل ہو جائے گا تو نہ صرف یہ کہ یہ عمل ضائع ہوگا بلکہ الٹا عذاب ہوگا اور آجکل یہ وبا عام ہے۔

حیات بعد الموت

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایحسب الانسان ان لن نجمع عظامہ بلیٰ قادرین علیٰ ان نسوی بنانہ کیا انسان یہ خیال کئے بیٹھا ہے کہ ہم اس کے مرنے کے بعد اس کی منتشر ہڈیوں کو پھر جمع کرکے اس کے ڈھانچہ کو تیار نہیں کرسکتے ہیں اور ہم پوری قدرت رکھتے ہیں کہ ہم اس کی انگلیوں تک کے پوروں کو اسی ترتیب و تنظیم کے ساتھ پھر درست و مرتب کردیں؛ اس آیت میں خداتعالیٰ نے بندوں کو مخاطب کرکے کہا ہے کہ تم حشر اجساد میں شک کئے پھرتے ہو تمہاری عقل میں کسی طرح نہیں آتا کہ جب انسان مرگیا اس کے عناصر جسمانی منتشر ہوگئے اور ہڈیاں گل سڑ کر خاک ہوگئیں تو پھر یہ کس طرح جی اٹھیگا تمہاری سمجھ کے مطابق یہ نہیں ہوسکتا کہ کسی انسان کو یہ قدرت حاصل نہ ہو مگر ہمارے اندر تو یہ قوت ہے کہ انسان کے پوروں تک کو اسی حالت میں پیدا کردیں ہم تو ہر چیز پر قادر ہیں جو چاہیں وہ کرسکتے ہیں ہمارے لئے کوئی کام کرنا یا کسی چیز کو وجود میں لانے کے لئے کوئی دشواری نہیں کسی اہتمام کی ضرورت نہیں باری تو یہ قدرت ہے کہ جب کسی کام کا ارادہ کیا کہدیا کہ ہوجا اور وہ ہوگیا اذا اراد اللہ شیئاً ان یقول لہ کن فیکون۔

عہد نبوت میں لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور کہتے کہ یہ تو بتائیے کہ جب ہماری ہڈیاں گل سڑ جائیں گی تو انھیں کون درست کرسکیگا اور کس طرح دوبارہ انہیں زندہ کرے گا اسی وقت وحی نازل ہوئی کہ آپ ان سے کہدیجئے کہ انھیں اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا اور اسی طرح زندگی بخشے گا جس طرح پہلے بخش چکا ہے یعنی انسان اپنی خلقت سے پہلے کیا تھا صرف ایک قطرۂ آب جسے دیکھکر انسانی عقل ہرگز یہ باور نہ کرسکتی تھی کہ اس سے ایک تنومند انسان نکل سکتا ہے اور اسی سے ہڈیاں گوشت پوست دل جگر گردے اور آنتیں وغیرہ بن سکتی ہیں اس کے بعد اسی قطرہ نے قدرت کی طرف ربانی سے علقہ اور مضغہ کی صورت اختیار کی جنین بنا اس میں ہڈیاں اور گوشت نمودار ہوا روح پڑی پیدا ہوا پلا بڑھا اور جوان ہوگیا جب اللہ تعالیٰ ایک دفعہ یہ سب کچھ کرچکا اور انسان کو نیستی سے ہستی میں لاچکا تو کیا وہ رب قدیر پھر دوبارہ انہیں اسی حالت میں پیدا نہیں کرسکتا قال من یحیی العظام وھی رمیم قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ اگر بندوں میں غور و سمجھ کا مادہ موجود ہے تو فی الحقیقت ان کے اوہام باطلہ اور حیات بعد الموت کے متعلق اس سے زیادہ بلیغ اور طمانیت خیز جواب اور کوئی نہیں ہوسکتا تھا افسوس ہے کہ قرآن اور آیات قرآنی پر کوئی غور ہی نہیں کرتا ورنہ اسی کوزے میں صد ہزار دریا بند ہیں۔

اسلام کا اہم بالشان مسئلہ

حیات بعد الموت یا معاد جسے سہل اور آسان الفاظ میں دوبارہ جی اٹھنے کے ہیں یہ اسلام کا ایک نہایت اہم بالشان مسئلہ اور ایمان کی اصل عظیم ہے لیکن بدقسمتی سے نہ صرف یہ کہ معاد کے متعلق مختلف مذاہب و اقوام میں شدید تعارض واقع ہوا ہے بلکہ خود اسلام میں ایسی جماعتیں موجود ہیں جن میں معاد اور نوعیت معاد کے متعلق اختلاف موجود ہے اس کی وجہ یہ اور صرف یہ ہے کہ عقول و ایمان کے مدارج مختلف ہیں اور ہر جماعت اپنی عقل کے مطابق اس مسئلہ کو سمجھنا اور حل کرنا چاہتی ہے اور اس سعی و جہد کے جوش میں کبھی قرآنی اور احادیث صحیحہ کو بھی وہ پس پشت ڈال جاتی ہے۔

دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں معاد کی حقیقت کا اقرار کسی نہ کسی صورت میں نہ کیا گیا ہو البتہ نام نہاد طبیعین اور دہریہ فرقے ایسے ہیں جو معاد کی حقیقت کے بالکل منکر ہیں آپ جملہ مذاہب کی تعلیمات پر ایک نگاہ ڈال جائیے مگر جیسی صاف صریح اور بہترین تعلیم اسلام کی تعلیم ہے ایسی کوئی تعلیم نظر نہ آئیگی قرآن کریم نے اس پر روشنی ڈالی ہے اور اس طرح ڈالی ہے کہ اگر انسان میں بصیرت اور قوت ایمانی موجود ہو تو اس کے اطمینان کے لئے یہ کافی سے زیادہ ہے جو فرقے معاد کے منکر ہیں ان کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ وہ روح انسانی کو اس ہیکل انسانی سے علیحدہ کوئی چیز تسلیم نہیں کرتے اگر وہ روح کی علیحدہ ہستی کے قائل ہوجاتے تو انہیں معاد کے تسلیم میں بہت آسانی پیدا ہوجاتی۔

ترقی کا اصول اساسی

دنیا کی ہر شے حصول کمال اور سعی ارتقا میں مصروف ہے اور قوانین الٰہی کا اقتضا بھی یہی ہے کہ ہر شے اپنے طبعی کمال کو پہنچے جو چیز جس نہج پر پیدا کی گئی ہے اسی نہج پر ترقی کررہی ہے چونکہ فطرت انسانی اپنی استعداد کمال کے اعتبار سے جملہ موجودات عالم کے مقابلہ میں ممتاز ہے اور اس میں لاانتہا کمال کے حصول کی قوت ودیعت کی گئی ہے اس لئے لازم ہے کہ وہ بھی ترقی کرے ترقی قربانی کئے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔

غور کیجئے انسان کی ابتدا ہی کیا کچھ نہیں وہ محض خاک کا ایک ذرہ تھا جس نے قانون ارتقا کے سلسلہ میں بقولات کی صورت اختیار کی۔ بقولات غذائے حیوانی بنیں یہ حیوان انسان کی خوراک ہوئے پھر اس خوراک نے انسان کے اندر خون بنا خون نے مادہ منویہ کی صورت اختیار کی اور پشت ذکور میں آکر قرار لیا وہاں سے منتقل ہوکر بطن مادر میں آئی وہاں وہی ذرہ خاک جو اتنے انقلاب حاصل کرکے مادہ منویہ کی صورت حاصل کرسکا تھا پھر خون بنا پھر خون نے علی الترتیب علقہ مضغہ اور جنین کی شکل اختیار کی اس کے بعد پھر کہیں جاکر اس میں گوشت پوست اور ہڈیاں بنیں روح پڑی حرکت پیدا ہوئی جب اس روح و جسم کے نازک اور ننھے ہیکل میں پختگی پیدا ہوگئی تو ضرورت داعی ہوئی کہ اسے ایک وسیع میدان ترقی کے لئے قدرت عطا کرے تو اسے اس عالم میں لایا گیا اب اسے اس کے کامل ارتقا کے لئے پھر زندہ کیا جائیگا اور اس کے بعد جو میدان اسے ملیگا وہ اس عالم سے کہیں زیادہ وسیع ہوگا اور وہ وہاں پوری جولانیاں بھی دکھا سکیگا اور حظ بھی اٹھا سکیگا

تمام انسان فطری طور پر اپنی غایت کی طرف کھینچے چلے جارہے ہیں مگر غایت ان کی نظروں سے پوشیدہ ہے صرف اس کا اجمالی علم انسان کو حاصل ہے اگر غایت بھی اس کی نظروں کے سامنے ہوتی تو اس دار عمل میں اس کی کوششیں

کیونکہ دنیا میں اس خلاق نے جو حسن و زینت کا سامان قائم کر دیا ہے وہ کبھی بیکار نہیں ہو سکتا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں بے مقصد فضول پیدا کیا ہے اور آخر الامر تم ہماری طرف پلٹ کر نہیں آؤ گے
اس سے یہ حقیقت اپنی پوری تجلیوں کے ساتھ آشکارا ہو جاتی ہے کہ یہ کارخانۂ قدرت بیکار نہیں اور نہ ہو سکتا ہے بڑے ہی نادان ہیں وہ افراد جو یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ انسان جیسی اشرف و اعلیٰ مخلوق کی غرض تخلیق صرف یہ ہے کہ وہ کھائے پیئے عیش اڑائے اور زیر زمین مدفون ہو کر مردار جانوروں کی طرح فنا ہو جائے۔ ہم دنیا میں اس دور عمل میں جو نیک و بد اعمال کرتے ہیں بسلسلہ نظام عالم ممکن ہے کہ حکومت ملکی کی طرف سے بھی ہمیں ان کی کچھ سزا و جزا مل جائے لیکن پوری سزا و جزا احکم الحاکمین ہی دے سکتا ہے۔

ولادت دائمی اور قرآن

قرآن کریم کھول کر دیکھئے اور پڑھیے کہ خلاق کریم کس مربیانہ لہجہ میں اپنے بندوں کو سمجھا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ بندو تم اپنی اولین ولادت اور پہلی بار کتم عدم سے منصۂ شہود پر رونما ہونے کا تو علم رکھتے اور جانتے ہو لیکن دوسری ولادت و پیدائش کی طرف تمہارا خیال ابھی نہیں جاتا اور پہلے تجربے اور مشاہدہ کے باوجود تم اس کے متعلق اشتباہ میں رہتے ہو تو اس کو یاد کرتے رہو اور خوب سمجھ لو کہ وہ ہر چیز اور ہر کام پر قادر ہے اور جو چاہے وہ کر سکتا ہے ولقد علمتم النشاة الاولی فلولا تذکرون۔ ثم ینشئ النشاة الاخرة ان الله علی کل شئ قدیر۔ دونوں آیتیں موجود ہیں جو صاف طور پر حقائق کا اظہار کر رہی ہیں "نشاۃ اولیٰ" سے مراد اس دنیا کی پیدائش ہے اور نشاۃ اخریٰ سے معاد اور مر کر پھر جی اٹھنا مراد ہے
عام لوگ موت کو نیستی اور عدم سمجھتے ہیں لیکن یہ نیستی اور اعدام نہیں بلکہ ایک اعلیٰ اور برتر زندگی کے ظہور کی تمہید ہے صرف اجزائے جسمانی کی ترکیب کے زائل ہونے اور ہر عنصر کے اپنے عنصر کے ساتھ ملنے کو موت و عدم سمجھ لینا نادانی ہے اجزائے جسمیہ کا ضیاع اور روح کی علیحدگی کے ہرگز یہ معنی نہیں کہ انسان بالکل فنا ہو گیا موت تو موجب کمال انسانی ہے اس لئے کہ حقائق و معارف کلی کا انکشاف مادی تعلقات کی صورت میں غیر ممکن ہے جیسے ہی روح جسم سے علیحدہ ہوتی ہے اس قفس عنصری سے چھوٹتی ہے ایک نیا وجود اختیار کر لیتی ہے جس کی نوعیت ہوتی تو جسمانی ہی ہے مگر اصلاً بہت لطیف ہوتی ہے اور حقائق مجردہ و ملکوتیہ کا مطالعہ کر سکتی ہے

کمال حیات کا عنوان

لہٰذا ہر موت موجب فساد و عدم نہیں سمجھی جاتی ہے لیکن یہ کمال حیات کا عنوان ہوتی ہے ایک دانہ کو دیکھئے جب تک وہ خاک میں مل کر اپنے تمام اجزائے جسمیہ کو منتشر و متلاشی نہیں کر لیتا اس میں نشو و نمو نہیں پیدا ہوتی اور شگوفہ نمودار نہیں ہوتا ہے گو تفہیم مطالب کے لئے یہ مثال کامل نہیں تاہم ہم سمجھ سکتے ہیں کہ ایک عظیم الشان مصلحت کا ایک پہلو ضرور نگاہوں کے سامنے آ جاتا ہے اگر انسان صرف انسانی فطرت ہی پر غور کرتا اور اسے سمجھتا رہے تو معاد و درجات بعد الموت کے رموز اس پر بآسانی منکشف ہو سکتے ہیں اس بحث سے اتنا تو واضح ہو گیا کہ روح کو فنا نہیں وہ ایک حقیقت مجردہ ہے تمام نیک و بد اعمال کی ایک غایت ہوتی ہے لیکن اس غایت کا وجود اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس مادی بدن سے قطع تعلق نہ ہو۔
اب صرف بتانا اور واضح کرنا یہ ہے کہ معاد روحانی ہے یا جسمانی اس میں بہت اور شدید اختلاف ہیں اکثر فلاسفۂ اسلام اور حکیم ابو نصر فارابی صرف معاد روحانی کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ جمہور عوام کی فہم و عقل کے پیش نظر اسلام نے معاد اور ثواب و عذاب کے حالات کو تشبیہ و استعارہ کے رنگ میں پیش کیا ہے کیونکہ وہ لذات روحانیہ کو ان کے بغیر سمجھ ہی نہ سکتے تھے معاد کے متعلق قرآن میں جتنے الفاظ ہیں وہ سب بطور استعارہ ہی استعمال ہوئے ہیں۔ یہ محض تخیل ہے اور تخیل بھی خوفناک اس لئے کہ اس سے قدرت خداوندی کی توہین و تنقیص ہوتی ہے خدا خود فرماتا ہے اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یخلق مثلهم کیا وہ ذات عظیم و اعلیٰ جس نے ارض و سما کو پیدا کر دیا یہ قدرت نہیں رکھتی کہ وہ پھر دوبارہ انہی جیسے انسان پیدا کر سکے اور انہیں مرنے کے بعد پھر انہیں زندہ کر دے؟
دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے نحن خلقناهم وشددنا اسرهم واذا شئنا بدلنا امثالهم تبدیلا۔ ہم ہی نے انہیں پیدا کیا اور انہیں ایک مرتب و مصور جسمانی عطا کی جوڑ جوڑ کو باندھا اور مضبوط کیا اور پھر جب چاہیں گے ان کے اسی قسم کے اجسام مرنے کے بعد پھر بنا کر کھڑا کر دیں گے۔ معاد روحانی کو صرف اس بنا پر تسلیم کرنے سے ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ عقلاً محال ہے اللہ تعالیٰ کو سب کچھ قدرت حاصل ہے جب اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے کہ ہم انسان کے پوروں تک کو اصلی حالت میں لے آئیں گے پھر کسی کو کیا جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ زبان انکار دراز کر سکے۔ جو امور ہماری سمجھ میں نہ آئیں ان سے ہم محض سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے انکار نہیں کر سکتے۔ مذہب حق یہی ہے کہ حشر روحانی اور جسمانی دونوں قسم کا ہوگا۔
تمام فلاسفر اس کے قائل ہیں کہ پہلے پہل عالم کائنات کا مادہ ذرات کی صورت میں پھیلا ہوا تھا جس میں قدرت ربانی سے ترکیب پیدا ہوئی اور پھر انہی ذروں کے انتشار کا نام قیامت ہوگا۔
فکانت هباء منبثا وسیرت الجبال فکانت سرابا اذا دکت الارض دکا دکا پہاڑ ذرات میں پراگندہ ہوں گے، پہاڑ چلائے جائیں گے اور وہ گرد ہو کر نظر آئیں گے ان آیات میں خدائے قدوس نے اسی حقیقت کا اظہار کیا ہے یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ آئندہ ایک وقت مقررہ پر پھر وہی صورت رونما ہو جائے گی جو قبل ترکیب تھی یعنی پہلے پہاڑ ذرات کی صورت میں تھے قیامت کے روز ان کے ذرات منتشر کئے جائیں گے اور اس کے بعد ارض و سما میں پھر جو تبدل پیدا کیا جائے گا۔

اشیائے مادیہ کا تدریجی ضیاع

علمائے طبیعیات کہتے ہیں اور مانتے

ہیں کہ تمام اشیاء مادہ کی ترکیب و ترتیب سے مختلف شکلوں میں ظاہر ہوئی ہیں کیا یہی مضبوط اور قوی مادی جسم جو اس قدر ترکیب اور اصول سے بنی ہے نہیں مدت قیام میں کچھ فرق ہے جو چیز موجود ہے وہ ایک روز ضرور فنا ہوگی۔ کہا جا سکتا ہے کہ کیا حیوانات کا حشر بھی ہوگا اور وہ بھی زندہ کئے جائیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ پورا کا پورا کارخانہ قدرت صرف انسان کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور تمام عالم کو وجود میں لانے کا مقصد صرف انسان کے لئے تھا فرمائے حملها الانسان یعنی بار امانت صرف انسان نے اٹھایا ہے ہر چیز کا حشر ضروری نہیں۔

مادیین اور متکلمین دونوں کا دعویٰ یہ ہے کہ جسم کی ترکیب سے جو ایک مزاج پیدا ہوتا ہے اسی کا نام روح ہے روح کوئی مستقل چیز نہیں جب وہ مزاج فنا ہو گیا تو روح بھی فنا ہو گئی اتنا فرق ہے کہ متکلمین حشر اجساد کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ خدائے قدوس اسی جسم کو قیامت کے روز پھر زندہ کریگا۔ اور اسی کے ساتھ روح بھی پیدا ہو جائے گی وہ اس اثبات دعویٰ کے ثبوت میں اعادہ معدوم کو بھی جائز ثابت کر گئے ہیں امام رازی کا بھی یہی خیال ہے حالانکہ قرآن و سنت میں کہیں اس کی طرف ایک اشارہ بھی نہیں پایا جاتا مولانا نے روم نے اس ضمن میں بالکل صحیح راستہ اختیار کیا ہے اور صاف لکھا ہے کہ روح ایک جوہر نورانی ہے جو جسم کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہتی ہے اخلاقی حیثیت سے تو ضرورت معاد کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا عقلاً یہ امر مستبعد معلوم ہوتا ہے کہ انسان سڑنے اور گل جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہو لیکن مولانا روم نے اسے نہایت عمدہ طریق پر ثابت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ انسان پہلے جماد تھا جماد سے نبات ہوا نبات سے حیوان اور حیوان سے انسان بنا یہ ڈارون کی تھیوری نہیں بلکہ وہی چیز ہے جس کی طرف ہم ابتدا میں اشارہ کر گئے ہیں کہ انسان پہلے خلاصہ خاک تھا پھر اس نے نطفہ، خون، مضغہ وغیرہ بنا کر استعارہ کے رنگ میں، مولانا نے آیہ ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة کے مفہوم کو لیا ہے واضح رہے کہ حیوان سے موجودہ حیوان مراد نہیں بلکہ روح حیوانی مراد ہے جو روح انسانی کی قابلیت رکھتی ہے

فنا ترقی کا زینہ ہے

بہر حال یہ سمجھئے کہ فنا ہو جانے کے معنے نیست و نابود ہو جانے کے نہیں بلکہ فنا ترقی و علو کا زینہ ہوتی ہے مولانا نے فرمایا کہ تم وجود میں آنے سے پیشتر آب و خاک یا باد تھے اگر تمہاری وہی حالت قائم رہتی تو یہ ترقی کیونکر نصیب ہوتی پیدا کرنے والے نے پہلی ہستی بدل دی اور اس کی جگہ دوسری ہستی قائم کر دی یہ بقا تم نے فنا کے بعد حاصل کی ہے ع این بقاہا از فناہا یافتی

پھر فنا سے کیوں جی چراتے ہو۔ ان فناؤں سے تمہیں کیا نقصان پہنچا جو اب بقا پر جان دیئے ہوئے ہو اس کے بعد کہتے ہیں اور کس خوبی سے کہتے ہیں ؎

از جمادی بے خبر سوئے نما | وز نما سوئے حیات و ابتلا
باز سوئے عقل و تمیزات خوش | باز سوئے خارج این پنج و شش
ور فنا را این بقا را دیدۂ | بر بقائے جسم چوں چفسیدۂ
تازہ می گیر و کہن را می سپار | کہ ہر امسالت فزون است از سہ پار

یہ استدلال بالکل سائنس کے مطابق ہے جدید تحقیقات بھی یہی ثابت کر رہی ہے کہ کوئی چیز پیدا ہو کر فنا نہیں ہو سکتی بلکہ صورت بدل لیتی ہے سائنس والے اتنا تو تسلیم کرتے ہیں کہ روح ایک قوت ہے ان کے نزدیک دنیا میں دو چیزیں پائی جاتی ہیں مادہ مثلاً خاک، پانی وغیرہ اور قوت مثلاً حرارت و حرکت وغیرہ انسان انہی دو چیزوں کا مجموعہ جسم مادہ ہے اور روح قوت سائنس یہ ثابت کر چکا ہے کہ مادہ اور قوت کبھی فنا نہیں ہو سکتی اس لئے ضروری ہے کہ انسان جب فنا ہو تو اس کا مادہ اور قوت کوئی دوسری صورت اختیار کرے اسی کو انسان کی دوسری زندگی یا معاد یا قیامت کہتے ہیں اسلئے ملحد سے ملحد بھی مطلق معاد کے وجود سے انکار نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما خلقنا السموات والارض وما بینهما الا بالحق ہم نے آسمان و زمین اور ان چیزوں کو جو ان کے درمیان میں ہیں بیکار نہیں پیدا کیا لیکن ایک فرقہ زور شور کے ساتھ ہمیشہ یہ کہتا رہا ہے کہ دنیا خود بخود آپ ہے یا کسی غرض کے لئے نہیں بنائی گئی بالفاظ دیگر یہ آپ بن گئی ہے اور اس کا بنانے والا کوئی نہیں مولانا کہتے ہیں کہ عالم کی ترتیب اور انتظام بتا رہا ہے کہ اس کا صانع مدبر ہے اور صانع مدبر کا کوئی کام اور کوئی فعل بلا غرض نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں کو اس نازک دور میں اپنے اعتقاد درست رکھنے چاہئیں اور الحاد و کفر کے دھوکے میں نہ بہنا چاہئے کہ زندگی چند روزہ ہے اور موت کا کوئی وقت نہیں۔

ہندوستان میں قومی وملکی انحطاط وزوال

جناب مولانا سید نذیر الحق صاحب مصنف کتاب الاسلام

علماء ومشائخ کا وجود امت مسلمہ کے لئے پیغمبرانہ حیثیت رکھتا ہے ان ہی مقدس ہستیوں کے ذمہ امت مسلمہ کی فلاح وبہبود اور ہدایت ورہبری ہے ان کا اثر واقتدار دنیا کے لئے ہدایت وسعادت اور دینی ودنیوی فلاح کا سرچشمہ ہے ان کی محبت وعقیدت بھی خدا پرستی اور اعمال صالحہ کی راہ ہے ان کا ادب واحترام ہر مسلمان کا فرض ہے ان سے بغاوت وسرکشی اسلام سے بغاوت وسرکشی ہے ان کی توہین وتذلیل شریعت اسلامیہ کی توہین وتذلیل ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں تو اس کے دل میں علماء ومشائخ کا بغض اور زبان پر بزرگوں کی طعنہ زنی ڈال دیتے ہیں جو قوم اپنے بزرگوں اور مذہبی رہنماؤں کی عزت وتکریم کرنا نہیں جانتی وہ اخلاق وروحانیت سے کوسوں دور اور حق وصداقت سے نفور ہے اس کی گمراہی وبربادی یقینی ہے پس مذہبی رہنماؤں بزرگوں اور رہبروں کی محبت وعقیدت مذہب کی جان ہے۔

مسلمانوں کو اپنے علماء ومشائخ پر ناز ہے کہ ان سے بلالحاظ مذہب وملت دنیا کے ہر انسان نے روحانی فیض اور اللہ تعالیٰ سے قرب واتصال کا رستہ پایا یہی بزرگ ہیں جنہوں نے ہمیشہ ہر زمانہ، ہر ملک اور ہر جگہ بندوں کو خدا سے ملایا اور نفس وشیطان کے بندوں کو خدا کی بندگی وعبادت سے روشناس کیا۔ آج بھی ایسے گرامی قدر بزرگوں کی کمی نہیں جو اپنے فرائض منصبی کو حسن وخوبی سے انجام دے رہے ہیں مگر میں یہاں ان نام نہاد نفس پرست اور غلامی پسند علماء ومشائخ کی پیشوائی کا انہدام کرنا چاہتا ہوں جو اس مقدس گروہ میں اس لئے شامل ہوگئے ہیں کہ دین کے پردہ میں دنیا کمائیں مسلمانوں کو اپنی اندھی عقیدت سکھائیں جن کے فتنہ سے حضورؐ نے اپنی امت کو ڈرایا ہے اور جن کی مذمت قرآن وحدیث نے کی ہے یعنی علماء سوء اور پیران ریاکار پس ہماری اس تنقید سے ان مقدسین کو مستثنیٰ سمجھنا چاہئے جن کے متعلق میں نے ابتدا میں لکھا ہے ان کے متعلق پھر دوبارہ اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ:۔

جس طرح تمام بندوں میں نبی خدا کا مقرب ہوتا ہے اسی طرح ہر نبی کی امت میں سے بعض لوگ روحانی وایمانی کمالات کے سبب بارگاہ خداوندی میں باریاب اور مقبول ہوتے ہیں ان کی علمی وعملی حالت امت کے تمام افراد سے ممتاز ونمایاں ہوتی ہے وہ نبی کے جانشین ہوتے ہیں انکو تمام کمالات اور تقدس واحترام نبی کی اطاعت وفرمانبرداری سے حاصل ہوتا ہے ان کی بزرگی اور کمالات سے انکار کرنے والا نبی کے کمالات کا منکر ہے ان کو علماء ومشائخ کہتے ہیں ان ہی کے دم سے یہ معمورہ عالم باوجود اپنی اس کثرت معصیت کے قائم وبرقرار ہے اور اولیاء وصلحاء اسلام کی زینت ہیں۔

علماء ومشائخ کا منصب

اور پہچان یہ ہے کہ انکی زندگی من کل الوجوہ شریعت کے مطابق ہو ان کا اثر واقتدار ملک وملت کا پشت وپناہ ہو امت کی فلاح وبہبود اور اصلاح وتعمیر میں سرگرم وکوشاں ہوں ان کا ظاہر وباطن اسلام کے مطابق ہو وہ موت سے بالکل نڈر ہوں، اللہ کی راہ میں مرنے کے آرزومند ہوں دنیا کی کسی طاقت سے خائف نہوں سوائے خدا کے کسی کے وفادار نہ ہوں اور اعلائے کلمۃ الحق میں زندگی پر موت کو ترجیح دیں۔

لیکن علماء ومشائخ کی کثرت اپنے مرتبہ ومنصب سے گر چکی ہے اہل اللہ کی محبت اور بے پناہ عقیدت وارادت، فقراء کے دلکی جبہ سائی اور مخلوق کی حاجتمندی نے ہندوستان میں بیشمار نام نہاد مولویوں اور مصنوعی پیروں کو پیدا کر دیا ہے ان کی اتنی کثرت ہوگئی ہے کہ حقیقی اور غیر حقیقی علماء ومشائخ کا پتہ لگانا عوام الناس کے لئے اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہوگیا ہے یہی وجہ ہے کہ سمجھدار اور سنجیدہ طبقہ میں قوانین طریقت اور رسم وراہ تصوف کی بیحرمتی ہورہی ہے مشائخ کی مسندیں اور شاہراہ حقیقت کی عقیدتمندی بری طرح بدنام ورسوا ہورہی ہے اس پر جہلا کی رجال پرستی اور بھی غضب ڈہا رہی ہے۔

اہل کتاب کے عالم اور پیر

علماء ومشائخ کی عزت وتکریم محض اس لئے ہوتی ہے کہ وہ انبیاء کے کلام کے حامل ہوتے ہیں اور ان کے ذریعہ کلمۃ الحق کی اشاعت ہوتی ہے حاملین مذہب ہونے کی حیثیت سے ان کا اولین فرض ہوتا ہے کہ کتاب الٰہی کے ایک ایک حرف اور ایک ایک نقطہ کو دنیا کا دستور العمل بنانے کی کوشش کرتے رہیں اگر یہ خصوصیت ان میں قائم نہ رہے اور ان کی ہر بات بے چون وچرا تسلیم کی جانے لگے تو پھر ان میں فرعونیت پیدا ہوجاتی ہے اہل کتاب میں یہی خرابی پیدا ہوگئی تھی انہوں نے کتاب اللہ کو تو پس پشت ڈالدیا تھا اور اپنے عالموں اور پیروں کے اقوال وافعال کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنا لیا تھا اور پھر بحث اور جاہ پرست عالموں اور پیروں کی عقل پر ایسے پتھر پڑے کہ وہ اپنے فرض کو انجام دینے کی بجائے ملت کی جڑیں کھوکھلی کرنے لگے ان کی کوششوں نے ایسا غلط راستہ اختیار کر لیا جس کا نتیجہ حق کی آواز کو پست کر دینا تھا ان کی مذمت میں قرآن کریم نے بتلایا کہ:۔

یایھا الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل اللہ	ایمان والو! اہل کتاب کے اکثر عالم اور پیر لوگوں کے مال ناحق کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ عزوجل نے علمائے یہود کی تین خرابیاں بیان کی ہیں جن سے وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے تھے وہ تین خرابیاں ان

میں یہ تھیں۔

(۱) قانون الٰہی سے نفرت۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دامن کوہ میں بلاکر عہد لیا تھا کہ وہ توراۃ کے پابند رہیں گے ان کو کہا گیا تھا کہ جو قانون تم کو دیا گیا ہے وہ تمہارے لئے زندگی بخش ہے اگر تم نے اس کو ترک کر دیا تو مٹ جاؤ گے اور ذلت و مسکنت تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیگی لیکن باوجود اس عہد اور تاکید و ہدایت کے ان بدبختوں نے قانون الٰہی سے نفرت کا اظہار کیا اور کہا سمعنا و عصینا یعنی ہم نے سنا اور نافرمانی کی یعنی قانون الٰہی سے روگردانی کی۔

(۲) حیلہ سازی۔ امت کا فرض ہوتا ہے کہ وہ قانون الٰہی کی اندھا دھند دلی جوش کے ساتھ اطاعت کرے مگر بنی اسرائیل نے حیلہ سازی سے کام لیا بنی اسرائیل کے لئے شنبہ کا روز عبادت کے لئے مخصوص تھا اور حکم تھا اس دن کچھ کام نہ کیا جائے اس حکم کا تقاضہ تھا کہ شنبہ کے دن وہ مچھلیوں کا شکار نہ کریں مگر شنبہ ہی کے روز باقی ایام کی نسبت مچھلیاں کثرت سے آتی تھیں اور بنی اسرائیل کے لئے ان سے بہتر کوئی غذا نہ تھی آخر ان کے علماء سو نے ان کو یہ حیلہ سکھایا کہ شنبہ کے روز دریا سے فاصلہ پر گہرے گڑہے کھود لیں تاکہ ان میں پانی آسکے اور اس کے ساتھ مچھلیاں بھی خود بخود آجائیں چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا یہ تھی ان علماء کی حیلہ سازی اور فریب کاری۔

(۳) باریک بینی۔ جب قانون الٰہی پر عمل کرنا منظور نہیں ہوتا تو اس رہائی کی کوئی نہ کوئی صورت نکال لی جاتی ہے اور فلسفیانہ موشگافیوں سے کام لیا جاتا ہے بال کی کھال نکالی جاتی ہے ہر مسئلہ کا فلسفہ پوچھا جاتا ہے سوالات کی کثرت کی جاتی ہے اور یہ ساری کوشش محض اس لئے ہوتی ہے کہ نجات کی کوئی صورت نکل آئے یہی حال علمائے یہود کا تھا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گائے ذبح کرنے کا حکم ہوا تو انھوں نے موشگافیوں اور کثرت سوالات سے موسیٰ علیہ السلام کو تنگ کر دیا۔

اگر بصیرت عمیق غور و فکر سے کام لیں تو انھیں معلوم ہو جائے کہ اس وقت ہمارے علماء بد کی یہی حالت ہے اور وہ علمائے یہود کے قدم بہ قدم چل رہے ہیں اور حضور صلعم کی اس پیشینگوئی کو لفظ بہ لفظ پورا کر رہے ہیں حضور نے فرمایا۔

لیاتین علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذ و النعل بالنعل

"جو کچھ بنی اسرائیل کے ساتھ ہوا وہی میری امت کے ساتھ بھی ہوگا"

آج ہمارے علماء سو میں بھی یہی تین خرابیاں موجود ہیں۔ یعنی قانون سے نفرت، حیلہ سازی اور فلسفیانہ موشگافیاں ہیں اور کتاب الٰہی سے اگر حیلہ سازی کا اندازہ لگانا ہو تو دیکھو کس طرح سود کو جائز کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں اور تعمق و باریک بینی سے نفاق و شقاق اور فرقہ بندی کو ترقی دی جا رہی ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے علماء و مشائخ کی یہ حالت بیان کی ہے کہ وہ غلط عقیدے اور رسمیں بنا کر اور بطور نذر و نیاز کے لوگوں سے روپیہ وصول کرتے ہیں خود بھی بدترین نمونہ بن گئے ہیں اور دوسروں کو بھی سیدھے راستے سے روکتے ہیں۔

مصنوعی پیشوائی کی گمراہی

آج جھوٹے پیر اور دغاباز مولوی سیدھے سادے مسلمانوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے دور لیجا رہے ہیں اور بہت علماء و مشائخ میں یہودیت سرایت کرتی جا رہی ہے ان کا وجود جہلا کے لئے شرک و بدعت کا منبع ہے یہی لوگ ہیں جنھوں نے احمد کو بے میم بنا کر خدائی منصب پر لا بٹھایا الوہیت و بشریت کو ملا دیا۔ مگر جبار کر بندہ اور خدا میں تمیز رہی اللہ کہیں یہ دشمن حق و صداقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہنے والے کو کافر کہتے ہیں بلکہ نہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور مظہر بنکر دور طریقت کا پردہ ڈال کر خوب گل چھرے اڑائیں اور قیود مذہبی سے آزاد ہو جائیں اگر کوئی دردمند ان کو ٹوکے تو ایک قلندری ڈانٹ پلا کر چپ رہو گستاخ بے ادب دشمن رسول وہابی تم کیا جانو حقیقت و طریقت کو ہمیں اعمال ظاہری کی پابندی کی ضرورت نہیں۔

ایسے مکار صوفیوں کی نسبت حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:-

"اور شطح سے ہماری غرض کلام کی ان دو قسموں سے ہے جن کو بعض صوفیوں نے گھڑا ہے ایک تو عشق الٰہی میں اور وصال ہونے میں بڑے چوڑے دعوے جس کے بعد اعمال ظاہری کی کچھ حاجت نہ رہی یہانتک کہ بعض لوگ اتحاد کا دعویٰ کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حجاب اٹھ گیا اور ہمیں خدا کے دیدار کا مشاہدہ ہوتا ہے ہمیں خطاب حضوری حاصل ہے نیز کہتے ہیں کہ ہم کو یہ حکم ہوا ہے اور تم یہ کہتے ہو۔ اس باب میں حسین بن منصور حلاج کی مشابہت کرتا ہیں جو اسی طرح کے چند کلمات بولنے سے سولی دیا گیا تھا اس کے اناالحق کہنے کو اور حضرت بایزید بسطامی کے قول کو سند لاتے ہیں اس قسم کی بے سرو پا باتوں کا ضرر عوام میں بہت ہوا ہے۔

اس قسم کے جھوٹے پیروں اور دغاباز و جاہل مولویوں نے مسلمانوں کو بام لیلا کا تماشا بنا رکھا ہے ان کو غلط عقیدے اور رسمیں بنا کر اپنے پنجہ عقیدت میں پھنسا لئے ہیں اپنے آپ کو تعظیمی سجدے کراتے ہیں اور اس طرح رتبے حاصل کرتے ہیں کہیں یہ کہکر کہ

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے جو کچھ مجھے لینا ہو لیلوں گا محمد سے

اللہ میاں کا دیوالہ نکالتے ہیں کہیں منصب کے پردے میں خدا کو بلواتے ہیں اور کہیں اللہ تعالیٰ کی صفات میں غیروں کو شریک ٹھیرانے کی تعلیم دی جاتی ہے۔

قوم کب تباہ ہوتی ہے

یاد رکھو قوم کی تباہی اس وقت آتی ہے جب اس کے علماء و مشائخ بگڑ جائیں اور ان کے اقوال کی بے چون و چرا تابعداری کی جانے لگے آج ہندوستان میں قومی و ملکی انحطاط و زوال انھیں جبہ پوشوں سجادہ نشینوں اور حجرہ نشینوں کی وجہ سے ہے کیا تاریخ اس واقعہ کو فراموش کر دیگی کہ افغانستان کی سلطنت انھیں علماء و اراکین تقدیس نے تباہی کے گھاٹ اتاری جس وقت بیگناہ ترکوں کے سینوں میں گولیاں اتر

رہی تھیں اور ظالموں کی سنگینیں معصوم بچوں اور عورتوں کے سینے چھید رہی تھیں اور یہ لوگ گورنر کو ایڈریس دے رہے تھے جب ملک و ملت کی بقا اور اسلام کی راہ میں گردنیں کٹانے کا وقت آتا ہے تو یہ حجروں میں گھس جاتے ہیں اور جب اسلام کے حقیقی خادم اور مجاہد مظفر و منصور ہوتے ہیں تو یہ مبارک ہستیاں تکفیر کا مشغلہ جاری کر دیتی ہیں اور طبلہ کی تھاپ پر ناچنے لگتی ہیں۔

جس طرح یورپ کی ملوکیت پسندی مشرق کی ترقی کو دیکھنا پسند نہیں کرتی اسی طرح جھوٹے پیروں اور مولویوں کی جماعت مسلمانوں کو شاہراہ ترقی پر گامزن ہوتے دیکھنا گوارا نہیں کرتی یہ خود غرض لوگ اپنا وقار قائم رکھنے کے لئے لوگوں کو جہنم میں ڈھکیل رہے ہیں انہوں نے کثیر التعداد مسلمانوں کو اپنے حلقۂ تزویر میں پھنسا رکھا ہے وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ اگر مسلمانوں نے عقلی و نقلی علوم کی تحصیل کر لی اور ان کو زمانہ کی ہوا لگ گئی تو ان کے دل و دماغ روشن ہو جائینگے وہ اپنے حقوق پہچان جائینگے اس لئے وہ ان کو جہالت میں ہی مبتلا رکھنا چاہتے ہیں مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اپنی قوم کو قعر ذلت میں ڈھکیل کر جو روپیہ انھوں نے جمع کیا ہے قیامت کے دن یہی روپیہ جہنم کی آگ میں پگھلا کر ان کے اعضا پر داغ دیا جائیگا پس قوم کی تباہی علما و مشائخ کی خرابی سے ہے سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں:۔

من فسد من علمائنا کان فیہ شبہ من الیہود ومن فسد من عبادنا کان فیہ شبہ من النصاریٰ

ہمارے علماء میں سے جو خراب ہوا اس میں یہودیت اثر کر گئی ہے اور اگر ہمارے صوفیا خراب ہوں تو وہ نصاریٰ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں

دنیا سے نفرت کا اظہار
گمراہی کی زیادہ حرص وطمع

دیکھو ہمارے علماء و مشائخ یہود و نصاریٰ کی طرح دنیا سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں مگر سب سے زیادہ وہی حریص و طامع ہیں وہ مریدوں کو دنیا سے نفرت دلا کر ان لوگوں نے خود ریاستیں بنا لیں غریب قوم کو روکھی روٹی تک نہیں ملتی مگر یہ پلاؤ زردے اور قورمے اڑاتے ہیں اور سیکنڈ کلاسوں میں سفر کرتے ہیں غضب خدا کا اثر ہے مریدوں کو جنگ عظیم میں ٹکے لے لیکر تعویذ دیئے گئے کہ جاؤ تم پر گولی اور تلوار اثر نہ کریگی مگر اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ کتے کی موت مر گئے اور تعویذ دھرے رہ گئے

ہمارے پیروں کے یہاں سب سے زیادہ عزت اور خاطر مدارات اس مرید کی ہوتی ہے جو مالدار ہو اور پیر صاحب کی نذر کرنا خوب جانتا ہو اور جو مرید غریب ہو اس کو دھکے ملتے ہیں امیر مریدوں کے لئے ٹھیرنے کے لئے آراستہ پیراستہ کمرے، لگ جا کر اور پلاؤ زردے اور غریب مرید کے لئے مسجد کی چٹائی اور ماش کی دال سبحان اللہ کیسی مساوات اور کیسی شاندار بندگی ہے۔

ایک بڑے پیر نے ہمارے بھائی فوجی پنشنروں کو خوب دل کھول کر لوٹا ہے حتی کہ پیر صاحب کی پرانی جوتیوں، استعمالی رومالوں اور دیگر چیزوں کا مریدوں کے ہجوم میں نیلام کیا گیا اور ایک ایک جوتی ایک ایک مرید نے پانچ پانچ سو کو خریدی۔

آج بھی دنیا اقتصادی بدحالی اور مفلسی و قلاشی میں مبتلا ہے مگر ان لوگوں کی چاندی ہے ان کی دوکانداری اس طرح چل رہی ہے جس طرح بادشاہی زمانہ میں چلا کرتی تھی خدا کی شان ہے کہ ایک زمانہ تھا کہ ابراہیم ادہم جیسے بادشاہی محلات چھوڑ دیا کرتے تھے اور ایک زمانہ یہ ہے کہ تصوف کے نام پر ریاست بنائی جاتی ہے ایک کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے۔

عجبت من شیخی ومن زہدہ وذکرہ النار واہوالہا

میں اپنے شیخ اور اس کے زہد کو دیکھتا ہوں اور جس وقت وہ دوزخ اور اس کی تکالیف کا ذکر کرتا ہے تو حیرت میں رہ جاتا ہوں۔

یکرہ ان یشرب فی فضۃ ویسرق الفضۃ ان نالہا

چاندی کے برتن میں پانی پینا اس کے نزدیک مکروہ ہے لیکن اگر چاندی کو کہیں کچھ پائیں تو فوراً چرا لے۔

حضرت ابن المبارک نے خوب کہا ہے:۔

وہل افسد الدین الا الملوک واحبار سوء ورہبانہا

اور دین کو دولتمندوں، علمائے سوء اور صوفیا کے سوا کس نے خراب کیا؟

دارمی و بزار نے بسند ضعیف روایت کیا ہے آنحضرت صلعم سے کسی نے دریافت کیا کہ بدترین خلق کون ہیں؟ فرمایا علماء بد۔

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ جب تم کسی عالم کے دوست بہت دیکھو تو جان لو کہ وہ حق و باطل کے ساتھ ملانے والا ہے اس واسطے کہ اگر وہ حق کہتا تو لوگ اس سے عداوت رکھتے۔

حضرت امام غزالی علماء سو کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"اور علماء بد کے دھوکہ اور فریب میں نہ آؤ اس لئے کہ دین پران کی خرابی بہ نسبت شیطانوں کے بڑھ کر ہے کیونکہ شیطان انہی کے ذریعہ سے لوگوں کے دلوں میں سے دین کو نکالتے ہیں (احیاء العلوم)

حیات قومی کا مدار علما و مشائخ پر ہے

موجودہ علماء و مشائخ کی حالت تم دیکھ چکے اس کو دیکھکر بے اختیار رونا آتا ہے کہ جس قوم کی مذہبی جماعت کی حالت یہ ہو کہ وقت پر حق کی آواز کو لبیک نہ کہے بلکہ اپنے دنیاوی فائدوں کی خاطر برابر سچائی کو قربان کرتی رہے اور اپنوں سے زیادہ اغیار و اجانب کی امداد و اعانت کرتی رہے اس قوم کے عام افراد اگر تباہ و برباد اور غلام و محکوم نہ ہوں تو اور کیا ہوں حیات قومی کا دارو مدار علماء و مشائخ پر ہے ان کے بغیر اگر سینکڑوں سر سید ہزاروں سر آغاخاں، لاکھوں سر فضل حسین اور کروڑوں مسلم لیگیں ہوں تو بھی مسلمانوں کو زندگی و ترقی نہیں دلا سکتیں تاریخ گواہ ہے کہ زمانہ سلف نے ایک ایک عالم باعمل اور ایک ایک صوفی صافی نے قوموں اور ملکوں کی قسمتیں بدل دی ہیں دیکھئے ایک ولی کامل حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قلبی تاثیر اور خدائی آواز سے ہندوستان کے کروڑوں بت پرستوں کو خداپرست بنا ڈالا

کا دنیا میں مذہب ہی نے پیدا کی تھی اسلام نے قومی خدمت کا جو معیار قائم کیا تھا وہ بہت بلند تھا کیونکہ اس خدمت کے دائرہ میں تمام عالم انسانیت داخل تھا برخلاف یورپ کی موجودہ محدود ذہنیت کے جس کا مدار وطنیت یا قومیت پر ہے اور یہی چیز ان میں تحریک عمل پیدا کرتی ہے ایک انگریز دنیا میں جو کچھ کرتا ہے وہ انگلستان کی عزت بڑھانے اور اس کا نام بلند کرنے کے لئے اسی طرح ایک فرانسیسی جو کچھ کرتا ہے وہ صرف فرانس کے فائدہ کے لئے لیکن مسلمانوں نے وطنیت کے اس محدود مفہوم کو کبھی پیش نظر نہیں رکھا ان کا نظریہ بہت بلند تھا وہ دنیا کے تمام انسانوں کی اصلاح و فلاح کے لئے اٹھے تھے اور ساری دنیا کو اپنا وطن سمجھتے تھے جغرافیہ کی خاص حدود یا انسانوں کے کسی خاص گروہ کی حمایت و ترقی ان کے مد نظر نہ تھی بلکہ ان کا مطمح نظر یہ تھا کہ

ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

اس بلند نصب العین نے ان میں یہ عزم و حوصلہ پیدا کر دیا تھا کہ وہ کسی ایک منزل پر نہیں رکتے تھے ان کا قدم برابر آگے بڑھتا جاتا تھا ملکی حدود یا زبان یا معاشرت و رسم و رواج کا اختلاف ان کی راہ میں حائل نہ تھا اس لئے جہاں جہاں ان کے قدم پہنچے حالات بدل گئی سینکڑوں قومیں جو قعر گمنامی میں پڑی تھیں ابھر آئیں اور انسانیت کے بلند مرتبہ پر پہنچیں غلامی کی زنجیریں ٹوٹ گئیں انسان نے اپنے مرتبہ کو پہچانا اور اپنی مردانہ وار جد و جہد سے آخر کار اس مرتبہ کو حاصل کیا۔

اسلام نے صرف یہی نہیں کیا کہ درماندہ انسانوں کو جو صدیوں سے جابر حکمرانوں اور خود ساختہ مذہبی رہنماؤں کے مظالم سے پامال ہو رہے تھے انسانیت کا مرتبہ عطا کیا بلکہ انھیں تخت شاہی پر بٹھلا کر عملاً یہ ثابت کر دیا کہ اسلام رنگ، قومیت اور حدود وطن کی قید سے آزاد ہے اور یہ کہ مسلمان تمام عالم انسانیت کی فلاح و اصلاح کے لئے مامور کئے گئے ہیں

موجودہ حالت یہ ہے کہ قوت عمل کے انحطاط اور مذہب سے بیگانہ ہو جانے کی وجہ سے کوئی بلند مقصد مسلمانوں کے سامنے نہیں رہا نہ وہ وسعت نظر نہ وہ عزم و حوصلہ اور خدمت کا وہ جذبہ ان میں باقی نہیں رہا ایک زمانہ اسی انحطاط و خود فراموشی کی حالت میں گزرا یہاں تک کہ یورپ سے ایک طوفان اٹھا جو تمام ایشیا پر چھا گیا پرانا نظام حکومت درہم برہم ہو گیا قدیم تہذیب و شائستگی کی بنیادیں ہل گئیں اور مشرقی دنیا کی شاندار روایات دفتر پارینہ بن گئیں اور مشرقی قومیں یورپ کے اس اقتدار و جادوگری سے مبہوت و حیرت زدہ رہ گئیں لیکن جب کچھ مدت بعد یہ حیرت کچھ کم ہوئی تو انھیں اپنی درماندگی کا احساس ہوا اس احساس نے ان میں یہ جذبہ پیدا کیا کہ ہمیں آگے بڑھ کر دنیا کی ترقی یافتہ قوموں کی صف میں داخل ہونا چاہیئے۔

یہ جذبہ ترقی ایشیا کی دوسری قوموں کی طرح کم و بیش مسلمانوں میں بھی پیدا ہوا لیکن مسلمانوں اور ایشیا کی دوسری قوموں کے مابین ایک نمایاں فرق یہ تھا کہ یہ قومیں اپنے اپنے حدود وطن میں آباد تھیں یعنی چینی جاپانی ہندو وغیرہ سب اپنے اپنے حدود ملک میں زندگی بسر کر رہے تھے برخلاف اس کے مسلمان تمام ایشیا میں پھیلے ہوئے اور یورپ کی مختلف حکومتوں کے ماتحت یا زیر اثر تھے کہیں انگریزوں کا اقتدار تھا کہیں فرانس کا اثر تھا کہیں روسی حکومت کا غلبہ تھا البتہ یورپ کا یہ اثر و اقتدار کہیں کم تھا کہیں زیادہ۔ غرض جب مسلمانوں میں اپنی حالت کی اصلاح و ترقی کا خیال پیدا ہوا تو مختلف ممالک میں یورپ کی مختلف قوموں کی حالت ان کے پیش نظر تھی اور ان کے لئے سوا اس کے اور کوئی چارہ کار نہ تھا کہ ان ترقی یافتہ اقوام میں سے کسی کی تقلید و پیروی کر کے آگے بڑھنے کی کوشش کریں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مختلف ممالک کے مسلمان یورپ کی کسی نہ کسی قوم سے متاثر ہو کر اس کی کورانہ تقلید پر مجبور ہوئے اور یورپ کو ان کی ذہنیت کے تبدیل کرنے میں زبردست کامیابی حاصل ہوئی

مختلف ممالک کے مسلمانوں نے جہاں یورپ سے اور اچھی بری باتیں سیکھیں وہاں ایک خاص چیز اور بھی سیکھی جس کو موجودہ اصطلاح میں وطن پرستی اور قوم پرستی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی یہ جذبہ کہ ہر شخص کو صرف اپنے مخصوص وطن اور قوم کی ترقی کے لئے کام کرنا چاہیئے بظاہر یہ جذبہ حب وطن قابل اعتراض نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی اصلی روح اور بلند نصب العین کے لئے یہ جذبہ گویا پیام جنگ ہے یورپ نے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ اور ہر ملک میں ان خیالات کے نشو و نما دینے میں کوشش کی ہے تاکہ اسلام کی وہ عالمگیر زبردست برادری جو ہر مسلمان کے لئے وجہ امتیاز اور سرمایہ ناز و افتخار ہے ہمیشہ کے لئے درہم برہم ہو جائے اور مختلف اسلامی ممالک و اقوام میں برنبائے تعلیم اخوت جو تعلقات قائم ہیں وہ پارہ پارہ ہو جائیں۔

بدقسمتی سے مسلمانوں نے یورپ کی اس دسیسہ کاری کو محسوس نہیں کیا اور خود اپنے ہاتھوں اسلام کی اجتماعی طاقت کو پراگندہ کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے۔ اس دور آخر خصوصاً جنگ عظیم کے زمانہ میں یورپ نے ترکی خلافت کے جواز و عدم جواز کی جو بحث چھیڑی یہ ظاہر ہے کہ اس کا بھی یہی مقصد تھا کہ مسلمانوں کی کوئی مرکزی طاقت باقی نہ رہے ورنہ کون کہہ سکتا ہے کہ یورپ کو مسلمانوں کے مخصوص مذہبی مسائل کے متعلق فتویٰ دینے کا منصب حاصل تھا۔

ہر باخبر شخص واقف ہے کہ عربوں کی بغاوت اسی نام نہاد جذبہ وطنیت و قومیت کی بنا پر رونما ہوئی اور آخر کار حجاز ترکوں کی سیادت و حمایت سے جدا ہو گیا شام میں بھی یہی واقعات رونما ہوئے مصر پہلے ہی یورپ کی انقلاب آفریں سیاست و دسائس کی وجہ سے ترکوں سے جدا ہو گیا تھا پھر تماشا یہ ہے کہ خود عرب کی حکومتیں بھی باہم متحد نہ تھیں اور جب کہ ایک طرف عرب کے بعض حکمران وحدت عرب کا خوش آیند خواب کسی کے طلسمی اثر سے دیکھ رہے تھے تو دوسری طرف مختلف قبائل کے دیرینہ جذبات عداوت کو ابھارنے اور عرب کے مختلف حکمرانوں میں منافرت پیدا کرنے کی کوششیں بھی جاری تھیں غرض یورپ تمام دنیائے اسلام میں بیک وقت سیاسی بازیگری میں مصروف تھا جس میں وہ بڑی حد تک کامیاب ہوا کس قدر افسوس و حیرت کی بات ہے کہ وطنیت کا یہ جذبہ روز بروز اس قدر تنگ دائرہ اختیار کرتا جاتا ہے کہ غالباً دنیا نے کبھی

دور نہیں کہ جب کسی ایک ملک کے مسلمان بھی باہم جمع ہو کر کام فائدہ کے لئے کوئی کام نہ کر سکیں گے خود ہندوستان کی یہ حالت ہے کہ یہاں اسلامی ریاستوں میں نہایت شدت کے ساتھ ملکی و غیر ملکی کا مسئلہ پیدا ہو گیا حالانکہ اس میں کون شبہ کر سکتا ہے کہ برطانوی ہند کے بہت سے بہترین دماغوں نے نہایت محنت و وفاداری سے جذبۂ اخوت اسلامی کے ماتحت ان ریاستوں کی بے نظیر خدمت کی ہے اور ان کی اصلاح و ترقی اور رعایا کے فلاح و بہبودی کے لئے بہت کچھ کام کیا ہے لیکن آج یہ خدمات ذرا بھی لائق اعتنا نہیں سمجھی جاتیں۔ اور باہر کے مسلمان عموماً مشتبہ نظروں سے دیکھے جاتے ہیں اس کے علاوہ خود برطانوی ہند کی یہ حالت ہے کہ وہاں بھی مسلمانوں میں آہستہ آہستہ صوبہ وارانہ جذبات پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ہر صوبہ کے مسلمانوں میں یہ تحریک پیدا ہو جائے کہ وہ اپنے صوبہ کے معاملات و مسائل کے علاوہ دوسرے صوبہ کے مسلمانوں اور ان کے معاملات و مشکلات سے کچھ تعلق نہ رکھیں چنانچہ بعض مقامات پر اس قسم کی عصبیت کا اظہار ہوتا رہتا ہے اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ کہیں کہیں خود ایک صوبہ کے مسلمانوں میں بھی ذات پات یا قومیت کی بنا پر علیحدہ علیحدہ جماعتیں قائم ہو رہی ہیں حالانکہ مسلمانوں میں ہندوؤں کی طرح برہمن نان برہمن یا کایستھ راجپوت اور شودر وغیرہ کا کوئی سوال نہ تھا اور نہ صرف کسی خاص صوبہ اور ملک بلکہ سارے دنیا کے مسلمان ایک عالمگیر اسلامی برادری میں داخل تھے جس نے ان کی قوت مستحکم کر دی تھی

بظاہر تو یہ ایک بالکل بے ضرر بات معلوم ہوتی ہے کہ کوئی شخص محض اپنی برادری یا مخصوص وطن کی ترقی کے لئے کوشش کرے لیکن جب آپ اس پہلو پر غور کریں کہ اسلام کی عالمگیر برادری کے لئے یہ تحریک کس قدر مضر ہے تو یقیناً آپ محسوس کریں گے کہ مسلمانوں کو وطن پرستی کی لعنت سے محفوظ رکھنے کی شدید ضرورت ہے اس کا یہ مقصد نہیں جیسا کہ حریف سمجھتے ہیں کہ مسلمان اپنے ملک و وطن کی کوئی خدمت نہ کریں بلکہ یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ مسلمانوں کی قومیت کا مدار وطنیت یا ذات پات پر نہیں ہے بلکہ جس چیز نے ساری دنیا کے مسلمانوں کو ایک رشتہ میں منسلک کر دیا ہے وہ صرف اسلام ہے اور ان کی طاقت کا راز اسی میں مخفی ہے حریف اس نکتہ سے واقف ہیں کہ یہ اسی رشتہ کا اثر ہے کہ اگر دنیا کے کسی ایک حصہ کے مسلمانوں پر کوئی ظلم ہوتا ہے تو تمام عالم کے مسلمان بے چین ہو جاتے ہیں اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں ذات پات اور وطنیت کے جذبات پیدا کر کے ان کی اجتماعی طاقت و قوت کو پارہ پارہ کر دیں۔

یہ حالات جو عرض کئے گئے اس کے مقتضی ہیں کہ وہ تمام مسلمان جو قومی خدمت میں مصروف ہیں اس غلطی کا شکار نہ ہوں جس میں انھیں مبتلا کرنے کی مسلسل کوششیں کی جا رہی ہیں بے شبہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق ایک محدود حلقہ و رقبہ میں قومی خدمت کا فرض انجام دیں لیکن باین ہمہ انھیں ایک لمحہ کیلئے بھی یہ نہ بھولنا چاہیئے کہ وہ دنیا کی ایک عظیم الشان برادری کا حصہ ہیں جس سے جدا ہونا ان کی قومیت کے لئے مضر ہوگا۔

دنیا کی ہر قوم کی ترقی کا راز کسی خاص چیز میں مخفی ہوتا ہے مسلمانوں کی ترقی اسی عالمگیر اسلامی اخوت میں مخفی ہے جس کے مٹانے کی صدیوں سے کوشش ہو رہی ہے اور دنیا کی دوسری قومیں باوجود ترقی کے اعلیٰ مدارج پر پہنچ جانے کے ابتک اس نعمت کو حاصل نہیں کر سکی ہیں اگر مسلمانوں نے اس نعمت کو جو مذہب کی بدولت ان کو حاصل ہوئی ہے اپنے ہاتھ سے کھو دیا اور ان میں بھی ذات پات یا وطنیت کے اوطی جذبات پیدا ہو گئے تو ان کی اہمیت ہمیشہ کے لئے زائل ہو جائے گی اور حریف آسانی سے ان کا شکار کر لیں گے۔

اگر در خانہ کس است حرفے بس است

مذہبی منافرت و قومی مغائرت

(از قلم مولانا سید نذیر الحق صاحب میرٹھی)

ہمارے ملک میں جو آئے دن مذہبی و قومی فسادات و تنازعات رونما ہوتے رہتے ہیں ان کی بنا مذہبی منافرت و قومی مغائرت پر ہے یہی وجہ ہے کہ آج دنیا میں مذہب بدنام ہو رہا ہے میں آپ کو بتلاؤں گا کہ مذہبی منافرت و قومی مغائرت کا ذمہ دار مذہب ہے یا پیروان مذہب!

سوچنا تو یہ ہے کہ ہماری مذہبی تعلیمات ہم اسانیت دیتی ہیں ان کی بنا پر وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ دنیا میں کوئی مذہب بھی ایسا نہیں جو اپنے متبعین کو جنگ و جدال تعصب و عناد فتنہ و فساد اور لڑائی جھگڑے کی تعلیم دیتا ہو بلکہ خود پیروان مذہب نے ان چیزوں کو مذہب کے نام پر جائز کر لیا ہے اور ایک دوسرے کا سر پھوڑتے ہیں بفرض محال اگر کوئی مذہب جنگ و جدال اور تعصب و عناد کی تعلیم دیتا بھی ہو تو وہ انسانیت سوز مذہب اس قابل ہے کہ اس کو نیست و نابود کر دیا جائے اور اس کے متبعین جلد از جلد اس سے اپنا چھٹکارا کریں تاکہ دنیا کے تمام انسان امن چین کی زندگی بسر کریں اور مذہب بدنام نہ ہو۔

ہمارے ملک کی سب سے بڑی مصیبت اور بدنصیبی یہ ہے کہ اس ملک کے باشندوں کی اکثریت مذہب اور مذہب کے اغراض و مقاصد سے قطعاً نابلد ہے اور محض رسمی طور پر کسی مذہب سے وابستہ رہنے کو اپنی نجات کا باعث سمجھتی ہے مگر اس کے ماتحت حقیقی اور عملی زندگی بسر کرنا نہیں جانتی مذہب سے بعد و اجنبیت نے اس کو تعصب کے اندھے کنوئیں میں گرا رکھا ہے اور وہ اس کو اپنا معراج کمال سمجھتی ہے یہی بدنام کنندگان مذہب ہیں جنھوں نے ہندوستان جنت نشان کو بدامنی کا جہنم کدہ بنا رکھا ہے یہ لوگ مذہب اور اس کے اغراض و مقاصد سے ناواقف ہیں اور اپنے مذہب کے مطابق اخلاقی زندگی بسر کرنا نہیں جانتے وہ خواہشات نفسانی کی زمین کے اژدہے ہیں جو امن عالم کے دیوتا کو چاروں طرف سے ڈس رہے ہیں اور وہ زمین کا بوجھ ہیں جن سے پشت حیات جھکی جا رہی ہے لہذا غور و فکر کے ساتھ مذہب اور اس کے اغراض و مقاصد سنو اور غور و فکر کرو کہ آیا ہم سچے مذہبی ہیں یا محض رسمی اور بناوٹی۔

مذہب کسے کہتے ہیں

مذہب کے معنے راستے کے ہیں یعنی وہ راستہ جس پر چلکر انسان اپنا مقصد حیات معلوم کرے اور پھر اس کو بدرجہ کمال حاصل کرنے کی کوشش کرے انسان کا مقصد حیات کیا ہے؟ کیا یہ کہ وہ اچھے سے اچھا کھائے پئے اور خوش باش زندگی بسر کر کے اس دنیا سے چلتا بنے ہرگز نہیں اگر اس کی زندگی کا منشا یہی ہوتا تو قدرت اس کے سر پر اشرف المخلوقات کا تاج نہ رکھتی اس صورت میں اس کا دیگر حیوانوں پر کوئی شرف و کمال ظاہر نہیں ہوتا بلکہ دوسرے حیوان ہی انسانوں سے بہتر ثابت ہوتے ہیں کہ وہ اپنے مالک کے تابع فرمان رہتے ہیں اور انسانوں کے کام آتے ہیں مگر خود انسان تو کسی کے کام نہیں آتا کیا وہ ایک بیکار پتھر ہے؟ نہیں ایسا نہیں وہ تمام مخلوقات کا سرتاج ہے ساری دنیا اس کے لئے ہے اور وہ اپنے خالق و مالک کے لئے پس تمام مذاہب کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کا مقصد حیات یہ ہے کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور اپنے پیدا کرنے والے کی منشا کے مطابق زندگی بسر کرے،

مذہب کا کام اور مقصود یہ ہے کہ انسان اخلاق و روحانیت کی منزلیں طے کرے مذہب کے عقائد عبادات اور معاملات کو اچھی طرح سمجھے اپنے اندر خدا پرستی، پاکیزہ زندگی، بلند خیالی، مساوات، رواداری، خدمت خلق اور ہمدردی نوع انسانی کے جذبات صادقہ پیدا کرے اور انسانی زندگی کو تنگ ظرفی، خود غرضی، حرص و طمع، دھوکہ فریب، تکبر، غرور، حسد، غیبت، چغلی، بہتان اور نفس پرستی جیسے اخلاق و انسانیت سوز و ہلاکت آفریں امراض سے پاک و صاف کر دے۔

دنیا کو مذہب کی کیوں ضرورت ہے؟

ظاہر ہے کہ وہ حقیقی راہ عمل جس پر چل کر مذکورہ بالا نوائد حاصل ہوں خود انسان اپنی عقل و سمجھ سے نہیں بنا سکتا کیونکہ انسان کی سرشت میں خود غرضی کا مادہ حد سے زیادہ ہے یہ خود غرضی و انانیت بعض اوقات عقل کے چراغ کو گل کر دیتی ہے اور جب یہ زبردست زندگی کے طوفان میں انسانیت کی کشتی کو چھوڑ دیتی ہے ایسے موقعہ پر مذہب ہی انسانیت کی کشتی کا ناخدا بنکر اس کو ساحل امن اور کامیابی کے نور کی طرف لیجاتا ہے اگر انسان اپنی عقل سے حقیقی راہ عمل نکال سکتا تو دنیا میں مذہب کا سلسلہ ہی نہ ہوتا اور نہ عقلاء زمانہ میں مذہبی اختلاف ہوتا۔

ارباب علم جانتے ہیں کہ انسان مدنی الطبع ہے یعنی اس کی عادت ہی میں یہ بات داخل ہے کہ وہ تنہا زندگی بسر نہ کرے بلکہ وہ دوسرے ابنائے جنس کی مدد و معاونت کے ایک دن بھی زندگی بسر نہیں کر سکتا تو جب سب انسان آپس میں ملکر زندگی بسر کرینگے تو لازمی بات ہے کہ ایک دوسرے کے مفاد آپس میں ٹکرائینگے خود غرض دوسروں کے حقوق غصب کر کے دنیا جہان کی دولت و راحت اپنے لئے مخصوص کر لینا چاہے گا اور اس طرح انسان اپنے مقصد حیات کو بھول کر نفس پرستی میں کھو جائینگے پس ایک ایسے خیال اور ایسے ضابطہ حیات کی ضرورت ہوئی جو ایک دوسرے پر ظلم و تعدی نہ کرے اور انسانوں کو ضبط و تادیب میں رکھے اسی خیال کو اخلاق اور ضابطہ حیات کو ہم مذہب کہہ سکتے ہیں۔

حکومت و بادشاہت کی بھی یہی غرض ہے کہ وہ تمام انسانوں کو امن کے دائرے میں محصور رکھے مگر حکومت کا قبضہ صرف جسموں پر ہوتا ہے اور مذہب عقول و ارواح اور نفسانی و شہوانی قوتوں پر غلبہ کر کے جسم

دماغ دونوں کو مسخر کر لیتا ہے تو چونکہ جسمانی سلطنت کی گرفت سے نفس آزاد رہتا ہے جو اچھے برے افعال کا سرچشمہ ہے اس لئے صرف جسمانی سلطنت انسانی حقوق کو اچھی طرح محفوظ نہیں کر سکتی اس کمی کو بدرجۂ اتم مذہب ہی پورا کر سکتا ہے۔ جسمانی سلطنت بداخلاقی، بداخلاقی اور قتل و خونریزی کے صرف برگ و بار کاٹتی ہے اور مذہب بداخلاقی، بدامنی اور قتل و غارت کی جڑ کاٹتا ہے اور دنیا میں امن و سکون اور پریم و محبت کی ایک عام فضا پیدا کر کے انسانیت کبریٰ کو قائم کرتا ہے۔

چونکہ صحیح راہ عمل یعنی مذہب اختیار کئے بغیر انسان کامیاب خوشحال اور بے ضرر زندگی بسر نہیں کر سکتا جو دنیا کو پیدا کرنے والے کا منشا اور انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ دنیا میں ایک بھی انسان ایسا نہیں جسے کامیاب و با مراد اور پر امن زندگی کی تلاش و جستجو نہ ہو اور بدامنی سے نفرت نہ ہو اس لئے دنیا کو مذہب کی ضرورت ہے جب حکومت و سلطنت کے بغیر امن و راحت اور خوش اسلوب زندگی بسر کرنا محال ہے تو مذہب کے بغیر تہذیب و شائستگی اور راحت و آرام حاصل کرنا بدرجہ اولیٰ ناممکن و محال ہے کیا سلطنت کے قوانین کی پابندی بغرض تحفظ امن ملک کی ہر قوم و فرد پر لازم نہیں آتی؟ کیوں نہیں اس سے بڑھکر قوانین مذہب کی پابندی لازمی ہے۔

دنیا میں تہذیب و تمدن کا بانی مذہب ہے

الغرض کہنا یہ ہے کہ دنیا میں صرف مذہب ہی امن قائم کر سکتا ہے اور نظام عالم بگاڑنے والے افعال کا سدباب کر سکتا ہے یہ تسلط و اقتدار دنیا کی کسی طاقت و حکومت کو حاصل نہیں مذہب دنیا میں آیا ہی اس لئے ہے کہ وہ انسانوں کو انسانیت کے طریقے سکھائے اور امن عالم کا تحفظ کرے مذہب ہی نے دنیا میں تہذیب و شائستگی کی بنیاد رکھی اگر دنیا میں مذہب نہ ہوتا تو تہذیب و تمدن کا نام و نشان تک نہ ہوتا اور انسان غاروں میں جنگلی زندگی بسر کرتا۔

آج دنیا اختلافات و نزاعات انقلابات و تغیرات اور خود غرضیوں کی بدولت کیوں ایک جہنم کدہ بنی ہوئی ہے صرف اس لئے کہ خدا کے غداروں کے غلبہ و اثر سے اخلاق و روحانیت کا اثر زائل ہوتا جاتا ہے اور مذہبی گرفت ڈھیلی ہوتی جارہی ہے شکر ہے کہ ابھی دلوں پر کچھ نہ کچھ مذہبی اثر ضرور باقی ہے اگرچہ کسی رنگ میں ہو اگر دنیا کے تمام انسان خدا سے باغی ہو کر مذہب کی آغوش تربیت سے علیحدہ ہو جائے تو نوع انسانی ظلم انگیزیوں و شرارتوں اور بدکاریوں سے نظام عالم کبھی کا درہم برہم ہو جاتا یہ مذہب ہی ہے جو دنیا کو تباہی سے بچائے ہوئے ہے دنیا والوں کی عقول نارسا کی رہنمائی کر رہا ہے موجودہ علوم و فنون کی آبیاری کر رہا ہے اور انسانیت کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔

آج دنیا میں مذہب کے خلاف کیوں طوفان بپا ہے

یہاں قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مذہب ہی دنیا میں امن و تہذیب کا بانی ہے اور اسی کے ذریعہ ہر قسم کی ترقی حاصل ہوتی ہے تو آج دنیا میں مذہب کے خلاف کیوں طوفان بپا ہے یورپ کے دہریئے اور ملحد کس چیز کے ذریعہ ترقی حاصل کر رہے ہیں اور مذہب کو آزادی و ترقی کے راستہ میں کیوں رکاوٹ سمجھا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مذہب کے نام نہاد دشمنوں نے مذہب اور پیروان مذہب کو ایک چیز سمجھ لیا ہے جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ پیروان مذہب مذہب کے نام پر قتل و خونریزی کرتے رہتے ہیں تو اپنی غلطی اور نافہمی سے سمجھ لیتے ہیں کہ یہ قصور مذہب کا ہے ان نادانوں کو علم نہیں کہ مذہب اور پیروان مذہب ایک چیز نہیں پیروان مذہب کے غیر مذہبی اقوال و افعال کا ذمہ دار مذہب نہیں بلکہ یہ قصور تو پیروان مذہب کا ہے بیچارہ مذہب ناحق بدنام ہوتا ہے کرے کوئی اور بھرے کوئی مثال اور بگڑا جائے سمجھ بوجھ نا اہل رہنماؤں کی حماقت و نادانی کا یہ عالم ہو ان کی گمراہی قابل رحم ہے۔

میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج دنیا میں جہاں کہیں بھی امن و آسائش پائی جاتی ہے اور جو قوم بھی ترقی پذیر ہے وہ مذہبی اصول و قوانین ہی کا اثر ہے یورپ کی ترقی و تہذیب اور روس کی جمہوریت و مساوات کے تمام اصول مذہب سے ماخوذ ہیں آج دنیا نے خوشحال زندگی کے جو طریقے اور وسائل اختیار کئے ہیں وہ خدائی قانون و ضابطہ سے لئے ہیں اب یہ دوسری بات ہے کہ روس و یورپ کے دہریئے یہ نہ جانتے ہوں کہ ہم کن اصولوں پر چل رہے ہیں دنیا جس قدر مذہب سے تنفر اور علیحدگی کا اظہار کر رہی ہے اسی قدر مذہب کے نزدیک آرہی ہے زبانیں مذہب کا استخفاف کر رہی ہیں مگر انسانی فطرت اور عقلیں مذہبی قوانین قبول کرتی جارہی ہیں الغرض کسی متمدن اور ترقی یافتہ ملک کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی جس نے مذہب کو خیرباد کہہ کر آزادی و ترقی حاصل کی ہو اور اگر کہیں ایسا نظر بھی آتا ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ انسانوں کے خود ساختہ مذہب کو خیرباد کہہ کر یہ بات حاصل ہوئی ہے۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ بابلیوں، ایرانیوں، مصریوں، عربوں اور ہندوستانیوں نے مذہب ہی کی آغوش میں تربیت پا کر اپنی ترقیات کی یادگاریں چھوڑی ہیں۔ دنیا میں آج تک نہ کوئی لامذہب ہوا اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ مذہب انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ فرانس کا مشہور فاضل رینان کہتا ہے:۔

یہ ممکن ہے کہ کل اشیاء جن کو ہم محبوب رکھتے ہیں اور کل وہ چیزیں جو لطائف زندگی میں محسوب ہیں سٹ جائیں لیکن یہ ناممکن ہے کہ مذہب دنیا سے معدوم ہو جائے یا اس کی قوت میں زوال آجائے وہ ہمیشہ اس بات کا ثبوت دیگا کہ مادی مذہب بالکل غلط ہے جو یہ چاہتا ہے کہ انسان کی دماغی قوت اس پست خاکی زندگی تک محصور رہ جائے۔

پروفیسر سیتھ اپنی کتاب فلسفہ دینیہ میں لکھتا ہے۔

"میں کیوں پابند مذہب ہوں؟ اس لئے اس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ پابند مذہب ہونا میری ذاتیات میں ہے لوگ کہیں گے کہ یہ وراثت یا تربیت یا مزاج کا اثر ہے میں نے خود اپنی رائے پر یہی اعتراض کیا ہے لیکن میں نے دیکھا کہ سوال پھر پیدا ہوتا ہے اور وہ حل نہیں ہوتا مذہب کی ضرورت جس قدر مجکو اپنی ذاتی زندگی کے لئے ہے

اس سے زیادہ عام سمجھانے کے لئے ہے مذہب کی شاخ و برگ ہزار ہا دفعہ تاخت و تاراج ہو گئے لیکن جڑ ہمیشہ قائم رہی ہے اور اس نے نئے برگ و بار پیدا کر لئے ہیں اس بنا پر مذہب ایک ابدی چیز ہے جو کبھی زائل نہیں ہو سکتی۔ مذہب کا چشمہ روز بروز وسیع ہوتا جاتا ہے اور فلسفیانہ فکر اور زندگی کے دردناک تجربے انسان کو اور گہرا کئے جاتے ہیں انسانیت کی زندگی مذہب ہی سے قائم رہتی ہے اور اسی سے قوت پائیگی"۔

یہاں تک تمام تفصیلات کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہوا کہ مذہب سب سے پہلا معلم اخلاق ہے اور حقیقی معلم ہے مذہب نے ہمیشہ آداب و اخلاق انسانی کی تعلیم و تلقین کی اور واضح طور پر بتلایا کہ خدا اور انسان کے باہمی تعلقات کیسے ہونے چاہئیں۔

اس کے ساتھ ساتھ دنیا میں ایک ایسی جماعت بھی رہی ہے جس نے مذہب کی ہمیشہ تضحیک و توہین کی ہے صرف یہی نہیں کہ مذہب کو ہدف مطاعن بنایا بلکہ دنیاوی زندگی کے مقاصد فاسدہ کی بجا آوری کا آلۂ کار بنایا اور مذہب کے نام سے ہر جائز و ناجائز فعل کو روا رکھا صرف اس لئے کہ ان کے نزدیک خواہشات اور دواعی کی تکمیل کا کوئی ذریعہ ہی نہ تھا انہوں نے اپنی ہر اخلاقی کمزوری کو مذہب کے پردہ میں چھپایا اپنے بھیڑیوں پر مذہبی تقدس کا غلاف چڑھایا لیکن آہ یہ ہمارے ہندوستانیوں کی کیسی بدنصیبی ہے کہ آج جبکہ دنیا علم و فضل کی روشنی سے منور ہو گئی ہے پھر بھی ایسے بدنام کنندہ نکو نامے ان مذہبوں میں ہیں جو سادہ لوح انسانوں کو مذہب کے نام سے دھوکہ دیکر اپنی مطلب برآری کرتے ہیں۔

ہندوستانی مذہب کے کس حد تک پابند ہیں

صرف اس حد تک کہ وہ محض رسمی اور تقلیدی طور پر کسی مذہب سے وابستہ رہنے کو نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں وہ خود غرضیوں کا شکار بن رہے ہیں ان کو مذہب کی تعلیم اور مذہبی بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کا مطلق خیال نہیں اپنے جذبات کو قابو میں رکھنے کے لئے عقل کو اپنا ہادی نہیں بناتے ان کی قوت احساس اس درجہ پست و ذلیل ہو گئی ہے کہ ان کو اپنے ذاتی عیوب بھی نظر نہیں آتے جن خواہشات کی تکمیل کے وہ درپے ہیں ان کی اصلی حقیقت کا علم نہیں رکھتے وہ ان کو مذہب کے زیر اثر رکھنا جانتے ہیں اس مذہب کے نام سے مذہب والوں سے نفرت رکھنا اور ان کا سر پھوڑنا سمجھا ہے ہیں افسوس کہ انہوں نے مذہب کے مفہوم کو غلط سمجھا اور اس کی پاک تعلیم کو اپنی خود غرضیوں کے حصول کا آلۂ کار بنا لیا وہ گرگ درندہ میں بھیڑیا صفت بن گئے ہیں دوسرے انسانوں کو کاٹ کھانے کو دوڑتے ہیں مذہب تو انسان بناتا ہے مگر وہ جانوروں سے بدتر بن گئے ہیں۔

ایسی حالت میں ہمارا مسلمان ہونا یا ہندو سکھ ہونا ہم کو کیا خاک فائدہ دے سکتا ہے ایک دل بہلاوہ ہے اور مذہب ایک کھلونا ہے اسکے کھیلتے رہیں اگر ہم موجودہ مذہبی تعصبات کا شکار رہیں آداب اخلاق انسانی سے کوسوں دور رہیں اور باہم مل جل کر پریم و محبت کیساتھ زندگی بسر کرنا نہ جانیں تو بلاشبہ بمقابل ان قوموں کے جنہوں نے آداب و اخلاق اور تہذیب و شائستگی میں ترقی کی ہے ہم ذلیل و خوار ہوں گے اور مثل جانوروں کے سمجھے جائینگے خواہ ہم بتا ہی جائیں مگر انصاف کا تقاضا ہے کہ جب ہم اپنے سے کمتر اور ناتربیت یافتہ قوموں کو ذلیل و حقیر شمار کرنے کے خیال کرتے ہیں تو جو قومیں کہ ہم سے زیادہ شائستہ و تربیت یافتہ ہیں اگر وہ بھی ہم کو اسی طرح ذلیل و حقیر سمجھیں تو ہم کو کیا شکایت پہنچتا ہے ہاں اگر ہم میں غیرت و حمیت ہے تو اپنی اپنی قوم کو اس پست و ذلیل حالت سے نکالنا اور مذہب کے زیر سایہ لانا چاہئیے۔

آہ ہم اپنا مذہب اور اپنی فانی خوبیاں کھو بیٹھے اپنا وہ پاک مقصد جس کی تکمیل کے لئے ہمارے پیدا کرنے والے نے دنیا میں بھیجا تھا اس کو فراموش کر دیا اب ہم شادمانی کے فرحت مسند میں دنیا بھر کی دولت و راحت اپنے لئے مخصوص کر لینا چاہتے ہیں دوسروں کو پیچھے دھکیل کر خود آگے بڑھنا چاہتے ہیں اور ہم نے اپنے مذہب اور اپنی زندگی کو بنی نوع انسان کی دل آزاری کیلئے وقف کر دیا ہے گویا رحمت کو اپنے حق میں زحمت بنا لیا کیا یہ آزادی اور ترقی کے لچھن ہیں! اور کیا ہم اس طرح ہم اپنے مذہب اور عقل سلیم کا منہ نہیں چڑا رہے ہیں! کاش ہم اب بھی عطیات ربانی کا صحیح استعمال کر سکیں۔

ہمارا فرض

ہمارا سب سے مقدم، سب سے اہم اور سب سے ضروری فرض یہ ہے کہ ہم اپنے مذہب کی حقیقی تعلیم کو ذہن نشین کر کے اپنے دور حیات میں ان پر عمل پیرا ہوں زبانی نہیں بلکہ عملی مذہبی بنیں اپنے دل کو تعصبات سے اور ان تنگ و تاریک خیالوں سے جو انسان کو حق بات کے سننے اور کرنے سے روکتے ہیں اور اخلاق و روحانیت کا ستیاناس کرتے ہیں خالی کریں اور اپنی قوم اپنے ملک کی بھلائی و بہبودی کو دلی پاکبازی اور انصاف و رواداری کے ساتھ ملحوظ مدنظر رکھیں اپنی ذاتی خواہشات کو ملک و قوم کے مفاد پر قربان کر دیں۔

یاد رکھیے کہ مذہب عین محبت و رواداری اور عدل و انصاف کا نام ہے جس کا اصول اولین محبت خدا و بندی ہے اگر ہم واقعی مذہب کو عزیز رکھتے ہیں اور اپنے ملک سے محبت کرتے ہیں اور ہمارے دل میں یہ محبت راسخ ہے تو ایک محبت والے قلب سے کبھی بغض و عداوت اور خود غرضی و ناانصافی کے جذبات پیدا نہیں ہو سکتے مصیبت تو یہ ہے کہ ہم مذہب کی آڑ اس لئے پکڑتے ہیں کہ لوگ ہماری مذہبی زندگی پر فریفتہ ہو کر ہم کو اپنا لیڈر بنا لیں اور پھر آسانی سے ان کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالیں اس طرح ہم خدا اور انسان کو دھوکہ دیتے ہیں اور بلاشبہ ہمارا یہ طرز عمل مذہب اور انسانیت کے لئے نہایت خطرناک ہو۔

پس اگر ہم واقعی حقیقی طالب ہیں امن کے خواہشمند ہیں اور ملک و قوم کے سچے بہی خواہ ہیں تو ہمیں کمال ذوق و شوق سے اپنے مذہب کا اتباع کرنا چاہئیے اور خود غرض لیڈروں نمائشی رہنماؤں اور مذہب کے اجارہ داروں کے کان پکڑ کر اپنے پلیٹ فارموں سے نکال دینا چاہئیے اس کے بعد دیکھو کیونکر غلامی کی زنجیریں کٹتی ہیں اور امن و رواداری کی فضا پیدا ہوتی ہے۔

جرعۂ اسلام کی سرشاری

نوشتہ جناب حکیم [illegible] صاحب [illegible]

ملوک غسانیہ

عہد نبوت میں عراق و حدود شام میں عربوں کی دو زبردست اور عظیم الشان فرمانروائیاں قائم تھیں یہ دونوں گویا گلشن کے گلے اور پھلے پھولے ہوئے پودے تھے اور ان اطراف میں چہک کر ہر رنگ و بہار لے آئے تھے عراق والے ملوک مناذرہ کہلاتے تھے اور حدود شام والے ملوک غسانیہ کے نام سے مشہور تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوت نامہ اسلام پر ملوک مناذرہ تو اسلام لے آئے تھے لیکن ملوک غسانیہ نے انتہائی تمرد و سرکشی سے کام لیا تھا رسول کریم نے شاہ غسانیہ کو لکھا تھا کہ:-

"میں تمہیں فقط ایک خدا پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں اگر تم ایمان لائے تو تمہارا ملک بحال تمہارے لئے رہے گا"

شاہ غسان اسے دیکھتے ہی بھڑک اٹھا اور غضبناک ہو کر کہا کون ہے جو میرا ملک مجھ سے چھین سکے میں خود مدینہ پر چڑھائی کروں گا ساتھ اس نے اسی وقت اپنے فوجی افسروں کو لشکر کی آراستگی کا حکم دیدیا اور قاصد نبوی سے کہا کہ جاؤ یہی جواب خط ہے جو کچھ تم نے دیکھا ہے ان سے بیان کر دینا۔ رسول کریمؐ نے شاہ غسان کا یہ جواب سنکر فرمایا "باد ملکہ" اس کا ملک تباہ ہو گیا۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ اس وقت سلطنت غسان کا فرمانروا جبلہ بن ایہم تھا جو سب سے زیادہ طاقتور عظیم الشان اور مغرور بادشاہ تھا اس کے پاس ملک کا باقاعدہ اور منظم لشکر بھی تھا اور سب سے زیادہ یہ کہ قیصر روم اس کی امداد کے لئے ہر وقت مستعد و آمادہ رہتا تھا اور اسی جبلہ نے قاصد نبوی کو یہ سخت جواب دیا تھا۔

رسالتمآب سے غسانیوں کا بغض

غسانی رومیوں کی ہمسائیگی کی بدولت عیسائی ہو گئے تھے اور رسول کریمؐ سے سخت عداوت رکھتے تھے موتہ کا سخت ترین معرکہ اور غزوہ تبوک ان کے اس بغض و عداوت ہی کا ایک ادنیٰ کرشمہ تھا قریش و یہود کے بعد اسلام اور داعی اسلام کے شدید اور خوفناک دشمن یہی غسانی تھے اور ان کی خوفناکی نے اس وجہ سے اور شدید تر صورت اختیار کر لی تھی کہ یہ فرمانروایانہ اقتدار رکھتے تھے رفتہ رفتہ تمام منتشر مخالف طاقتیں ہر طرف سے سمٹ کر ملک شام میں جمع ہو گئی تھیں اور انہوں نے اس درجہ تشویشناک صورت اختیار کر لی تھی کہ مدینہ میں ہر وقت لوگوں پر ایک خوف سا طاری رہتا تھا اور ہر طرف یہی چرچے رہتے تھے مدینہ میں غسانیوں کی آمد آمد کی خبر ایک شور ڈالے ہوئے تھی اور فرزندان توحید ہر وقت مستعد رہتے تھے کہ خدا جانے کس وقت یہ لوگ اپنا ٹڈی دل لیکر آ پڑیں بہرکیف جبلہ بن ایہم وہ مقتدر اور عظیم الصولت فرمانروا اور دشمن اسلام تاجدار تھا جو استیصال اسلام پر ہمہ تن آمادہ تھا اور جس کی عداوت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی۔

نور اسلام کی تابانی

یہ سب کچھ تھا مگر چونکہ لکھا ہو پتھر میں تھی نور اسلام چمکا اور ایسی تیرہ و تار سحاب کی پہنائیوں میں چمکا جو عداوتوں اور شرارتوں کے کفر کی تاریکیوں سے بھرپور تھا جبلہ کے کان اسلامی خوبیوں سے ناآشنا نہ رہ سکے اس کی نگاہیں مدت سے ترقی اسلام کی رفتار پر لگی ہوئی تھیں اس کے دل میں ہزاری امت اسلام بھی بہر عیسائی تو تھا ہی اور آپ سے حضور خاتم الانبیاء کی تمام علامات و نشانات کا بھی علم تھا جو آپ میں ہو بہو موجود تھیں آخر محاسن اسلام نے اس دشمن اسلام کو مسخر کرنا شروع کر ہی دیا پر صولت بادشاہ تھا اسلامی خوبیوں کا معترف ہو چکا تھا مگر غرور شاہی پابستہ روکے کھڑا تھا اور نخوت سلطنت آگے بڑھنے نہ دیتی تھی عہد نبوت یونہی گذر گیا اور زمانہ عہد صدیقی بھی ختم ہوا۔ حضرت عمرؓ کی خلافت کا کوس لمن الملک بجا تو اس کی بیتابیاں اس کے قلب کی تڑپ کا عنوان بن گئیں اور وہ اتنا مجبور ہو گیا کہ اس نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ میں قبولیت اسلام کے لئے آپ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہونا چاہتا ہوں۔

حضرت عمرؓ نے جواب دیا لک ما لنا و علیک ما علینا تم بے تکلف چلے آؤ ہر حالت میں تم ہم جیسے سمجھے جاؤ گے۔

مدینہ میں جبلہ کا استقبال

یہی فرمانروا جس کی پوری زندگی عداوت اسلام میں گذری تھی آج نیازمندانہ حملہ و یلغار کے لئے نہیں بلکہ قبولیت اسلام کے لئے آرہا ہے یہ بہت بڑا انقلاب اور قدرت ربانی کا ایک عظیم الشان مظاہرہ تھا مسلمانوں میں قدرتاً اس کی آمد کی خبر سے ایک ہمہ گیر و عالمگیر مسرت پیدا ہوئی اور حضرت عمرؓ بھی بہت خوش ہوئے آپ نے حکم دیدیا کہ جبلہ کا استقبال کیا جائے اسے عزت و احترام کے ساتھ اتارا جائے اسلام تمام عرب پر طاری ہو چکا تھا اور بڑی بڑی مغرور گردنیں بہ اطاعت جھکانے پر مجبور ہو چکی تھیں لیکن ہنوز کوئی مقتدر فرمانروا مدینہ میں اس طرح داخل نہ ہوا تھا پھر فرمانروا بھی جبلہ بن ایہم جیسا فرمانروا مدینہ میں بھی ایک جوش مسرت پیدا ہو گیا اور ہر طرف شادمانی و انبساط کی برقی لہریں دوڑنے لگیں بچے اور بوڑھے اس جلوس اور اس کی صورت دیکھنے کو نکل کھڑے ہوئے اور فرط مسرت میں مرد تو مرد عورتیں تک بالائے بام آگئیں۔

جبلہ اپنے قبیلہ کے پانسو افراد کو اپنے جلو میں لئے ہوئے اس شان و طمطراق کے ساتھ روانہ ہوا کہ تمام سوار بلند قامت و حریر کی سرخ وردیاں پہنے ہوئے تھے گھوڑوں پر دیبا و قاقم کی جھولیں پڑی ہوئی تھیں اور ان کے گلوں میں طلائی طوق پڑے ہوئے تھے خود جبلہ کے سر پر تاج شاہی رکھا ہوا تھا اور اپنی پوری شان دکھانے کے لئے اس نے اپنے خاندان کی

بہترین اور مایہ ناز یادگار "مادیہ قرطبیہ" تاج میں لگائی تھیں۔
ماریہ تمام ملوک غسان کی دادی تھی اس کے پاس دو بالیاں تھیں جن میں کبوتر کے انڈوں کی برابر دو گرانبہا موتی آویزاں تھے یہ بالیاں اپنی خوبصورتی اور قیمت میں اپنی مثال آپ تھیں کہا جاتا ہے کہ دنیا کے کسی بادشاہ کے محل اور خزانہ میں نہ ایسے موتی تھے اور نہ ایسی بالیاں تھیں ملوک غسان کو ان پر بڑا فخر تھا اور وہ اسے اپنی صاحب اقبال دادی کی یادگار سمجھکر اس پر بڑا ناز کیا کرتے تھے اور اسی لئے اس وقت جبلہ نے انھیں اپنی شاہانہ حیثیت واضح کرنے کے لئے اپنے تاج میں آویزاں کیا تھا اور یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ اپنی شاہانہ حیثیت چھوڑ کر دین اسلام میں داخل ہونے کے لئے آیا ہے۔

ایک طرف تو اس شان و شکوہ کا جلوس دوسرے اس فرمانروائے عظیم کی مستضعفانہ آمد جسکے حملہ منتظرہ کے اندیشے نے چرچے گھر گھر ہو رہے تھے حقیقت میں یہ قدرت خداوندی کا ایک تماشا اور اسلام کا ایک اعجاز تھا یہی وجہ تھی کہ مخلوق کا ایک انبوہ عظیم اس جلوس کو دیکھنے کے لئے ٹوٹ پڑا تھا لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے تھے شاہراہوں پر بازاروں میں دکانوں پر میدانوں میں چھتوں پر ہر طرف آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے اور ہر طرف شوق نظارہ ایک ہنگامہ پیدا کئے ہوئے تھا غرض جبلہ کا جلوس کمال استجابیہ کے مظاہرین پوری شان و شکوہ کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوتے حضرت عمر رضہ نے بھی اس کی مراسم مہمانداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور چند روز تک خوب چہل پہل رہی

جبلہ کا حج

موسم حج قریب تھا حضرت عمر فاروق کا دستور تھا کہ آپ ہر سال زیارت بیت اللہ کے لئے مکہ معظمہ حاضر ہوا کرتے تھے اس مرتبہ جبلہ نے بھی استدعا کی کہ میں بھی حضور کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کروں گا چنانچہ جبلہ بھی روانہ ہو گیا۔

جبلہ اسلام ضرور لایا تھا مگر اس کے اندر شاہانہ غرور و استبداد کی بو موجود تھی اور یہ اس سے ایک لمحہ کے لئے بھی جدا نہ ہوئی تھی احرام باندھا اس میں بھی اس نے اپنے لئے ایک گونہ امتیاز پیدا ہی کر لیا یعنی وہ اتنا چوڑا طویل اور ڈھیلا رکھا کہ بحالت طواف زمین پر گھسٹتا جاتا تھا اتفاق سے قبیلہ فزارہ کے ایک شخص کا پاؤں اس پر پڑ گیا جبلہ کو یارائے ضبط نہ رہا اس نے فرط غضب سے دیوانہ ہو کر اس کے منہ پر اس زور سے تھپڑ رسید کیا کہ اس کی ناک کا بانسہ ٹیڑھا ہو گیا۔ فزارہ مسلمان تھا اور مسلمان بھی مرشد کامل اسلام کا اداشناس تھا اس کے اندر غربت و افلاس کے باوجود خودداری اور عزت نفس کے جوہر پیدا ہو گئے تھے اس نے اپنی اس توہین و تذلیل کو گوارا نہ کیا اور اسی وقت حضرت عمر رضہ کی عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا۔

جبلہ مجرموں کے کٹہرے میں

اب اسلام کی امتیازی شان اپنے پورے شکوہ و جلال سے نمایاں ہوتی ہے انصاف و عدالت کی ترازو شاہ و گدا کا وزن برابر ہے حضرت عمر رضہ جبلہ کو مجرم کی حیثیت سے اپنی عدالت میں طلب کرتے ہیں

اس وقت اس کی شاہانہ حیثیت اور فرمانروایانہ صولت لگا ہوں سے اوجھل ہو جاتی ہے کہ بندہ ہونے اور رشتہ انسانیت کے اعتبار سے تمام انسان برابر ہیں حکم ہوتا ہے کہ جبلہ تم مجرم ہو اور تم سے جرم کا ارتکاب حدود میں آچکا ہے اب تو مستغیث کو رضامند کرو ورنہ قصاص کے لئے تیار ہو جاؤ جو یہ ہے کہ فزاری بھی تمہارے منہ پر اسی طرح تھپڑ مارے گا یا جس طرح چاہے گا بدلہ لیگا۔ جبلہ کو خلاف توقع یہ فیصلہ بہت ناگوار گذرا اسے استغاثہ ہی پر تعجب تھا اس فیصلہ اور حکم نے تو اسے اور پریشان کر دیا بولا کہ میں بادشاہ اور والی ملک ہوں اور مستغیث رعایا کا ایک معمولی فرد ہے آپ ایک معمولی فرد کے عوض مجھ سے قصاص لیتے ہیں۔ حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ اسلام نے راعی و رعایا کے مابین حقوق کے معاملہ میں کوئی فرق و امتیاز روا نہیں رکھا یہاں تو فضیلت صرف اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کی ہے۔ جبلہ نے کہا کہ میں تو یہ سمجھکر اسلام لایا تھا کہ میری عزت اور بڑھ جائیگی اور میں پیشتر کی بہ نسبت زیادہ باوقار و باعزت زندگی بسر کرنے لگوں گا فرمایا جو تم نے جرم کیا ہے اسلام کا قانون مجرموں کے لئے یہی ہے جس کی پابندی ہم پر اور تم پر لازم ہے عزت قائم رکھنی ہے تو اسے راضی کر دو ورنہ مجمع عام میں قصاص دینے کے لئے تیار ہو جاؤ جبلہ کہنے لگا تو میں پھر عیسائی ہو جاؤں گا۔ حضرت عمر رضہ نے فرمایا تو قتل کر دیئے جاؤ گے کہ مرتد کی سزا یہی ہے۔

قسطنطنیہ کو فرار و ارتداد

جبلہ نے مجبور ہو کر کہا کہ اچھا آپ مجھے نوعیت معاملہ پر غور کرنے کے لئے ایک شب کی مہلت عطا کیجئے یہ درخواست منظور کر لی گئی جبلہ دنیا بھر کی بہترین سعادتوں سے بہرہ اندوز ہو چکا تھا لیکن اس کے ایمان کی نیت ایک کا کچہ ہی نکلی اور وہ اسی شب میں خفیہ طور پر اپنے لشکر سمیت قسطنطنیہ بھاگ گیا اور وہاں پہنچتے ہی نصرانی ہو گیا حضرت عمر کا عہد خلافت تھا فتوحات اسلام کا سیلاب امڈا ہوا تھا ایمان روم کو بہائے لئے جا رہا تھا قیصر بھی اسلام کی طاقت سے باخبر تھا اور اسلام کی بڑھتی ہوئی صولت و سطوت سے سراسیمہ ہو رہا تھا اس نے جبلہ کے ارتداد کو بہت مغتنم سمجھا اسے قسطنطنیہ میں وسیع جاگیریں اور اعلےٰ عہدے عطا کئے انتہا یہ ہے کہ عزت و احترام میں اسے اپنے مساوی بنا دیا کہ اسے کوئی کمی نہ ہو اور لذت اسلام کو یہ ان عزتوں کی سرشاری میں بھول جائے لیکن اسلام کی چاشنی سے جنکے کام و دہن ایک دفعہ لذت یاب ہو جاتے ہیں پھر انہیں کسی چیز میں لذت حاصل نہیں ہوتی جبلہ اس وقت اسلام لایا اور صدق دل سے لایا پھر اس نے حرمین شریفین میں تعلیم اسلام کے عملی نمونے دیکھے اس کے قلب سے اس کی عظمت دور نہیں ہو سکتی تھی چنانچہ وہ قسطنطنیہ کی رنگین اور بہار آفریں فضاؤں میں بھی اسلام کی سرشاریوں کو حسرت سے یاد کرتا رہا۔

جبلہ اور قیصر

حضرت عمر رضہ نے دعوت اسلام کے لئے ایک قاصد قسطنطنیہ قیصر کے پاس روانہ کیا قیصر اسلام کی طاقت سے واقف تھا اسلام کی سعادت تو نہ حاصل کر سکا البتہ مصالحت و خراج پر راضی ہو گیا پھر قاصد اسلام سے کہا کہ تمہارا ایک بھائی بھی تو یہاں موجود ہے جو اسلام

سے بیزار ہو کر عیسائی ہو گیا ہے اس سے بھی ملنے جائیے قاصد اسلام جبلہ سے ملاقات کے لیے جو گئے تو اس کے قصر پہنچ کر وہ جاہ و جلال نظر آیا جو قیصر شہنشاہ روم کے ایوان میں بھی نظر نہ آیا تھا۔ دیکھا کہ جبلہ ایک نہایت خوشنما اور اعلیٰ درجہ کے سریر بلوریں پر متمکن ہے اس نے آپ کو یک نظر پہچان لیا نہایت اخلاق و محبت سے اپنے برابر تخت پر بٹھا لیا اور مسلمانوں کے حالات پوچھنے اور دریافت کرنے شروع کئے آپ نے فرمایا بفضل ایزدی ان کی تعداد روز افزوں ہے پھر حضرت عمرؓ کو پوچھا ان کی خیریت مزاج کی خبر دی اس کے چہرے پر تکدر ناگواری کے آثار ظاہر ہو گئے اور ہونے چاہیے تھے کہ بادشاہوں کا کینہ مشہور ہے قاصد کو اثنائے گفتگو میں یکایک خیال آیا کہ میں جس مقلیں کرسی پر بٹھایا گیا ہوں وہ سونے کی بنی ہوئی ہے اس خیال کے ہوتے ہی آپ تخت سے اتر کر نیچے بیٹھ گئے اور اس کے استفسار پر کہا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی جگہ بیٹھنے سے منع کیا ہے اس نے بھی نام مبارک سن کر صلی اللہ علیہ وسلم کہا پھر کہنے لگا دل صاف ہونا چاہیے کسی جگہ بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔

بزرگ قاصد اسلام نے فرمایا کہ جبلہ اب بھی مسلمان ہو جاؤ۔ جبلہ نے کہا کہ اس فرار و ارتداد کے بعد بھی میرے لئے مسلمان ہونے کا کوئی موقعہ ہے؟ قاصد اسلام نے کہا کیوں نہیں ایک فزاری اس سے بھی بڑھ کر جرم کا مرتکب ہوا مسلمانوں سے شمشیر بکف مقابلہ کیا تھا وہ مسلمان ہو گیا اور میں اس سے مدینہ چھوڑ کر آیا ہوں۔ جبلہ۔ اتنی بات پر تو مسلمان نہیں ہوتا اگر امیر المومنین اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دیں اور مجھے ولیعہد بنا لیں تو بے شک میں مسلمان ہو جاؤں۔ قاصد اسلام نے نکاح کے متعلق تو یقین دلایا کہ میں خود کرا دوں گا لیکن ولیعہدی کے متعلق کہا کہ یہ کسی طرح ممکن نہیں کیونکہ دین اسلام اس کی اجازت کا روادار نہیں۔

قسطنطنیہ میں جبلہ کا تزک و احتشام

باتوں باتوں میں جبلہ نے کھانے کو اشارہ کیا اور ابھی چند لمحے ہی گذرنے پائے تھے کہ طلائی خوان اور نقرئی طشتریوں میں کھانا آ کر سامنے رکھا گیا قاصد اسلام نے یہ دیکھ کر ہاتھ کھینچ لیا اور کہا اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ طلائی اور نقرئی برتنوں میں کھانا کھایا جائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روکا ہے جبلہ نے بھی نام نبوی سن کر صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ دہرائے اور پھر کہا کہ دل پاک ہونا چاہیے کسی برتن کے اندر کھانے میں کیا حرج ہے کھانے سے فراغت کے بعد پھر جبلہ نے اشارہ کیا جس پر خدام نے عجلت کی اور دس طلائی و مکلل بجواہر کرسیاں دائیں بائیں اور آگے بچھا دیں وہ ایک طرف ہٹ گئے اور پھر یکایک پردہ اٹھا کر دس خوش گلو نازک اندام مہ جبین گانے والیاں قیمتی زرق برق لباس پہنے زیورات سے لدی پھندی ناز و انداز سے دائیں بائیں بیٹھ گئیں اس کے بعد ایک کنیز اندر داخل ہوئی۔

اس کنیز کے سر پر ایک خوبصورت و خوشنما چڑیا بیٹھی ہوئی تھی دونوں ہاتھوں میں دو بلوری پھولدار پیالیاں تھیں ایک میں گلاب تھا اور دوسری میں باریک پسا ہوا عنبر و مشک تھا کنیز ایک لمحہ رکی اور رک کر ایک سیٹی دی جسے سنتے ہی وہ چڑیا اڑی اور گلاب والی پیالی میں غوطہ لگا کر دوسری پیالی میں لت پت ہو گئی اور اڑ کر جبلہ کے تاج میں جو صلیب لگی ہوئی تھی اس پر جا بیٹھی اور اپنے پروں کو اس خوبصورتی و فن کے ساتھ جنبش دی کہ مشک و عنبر و گلاب کے چھینٹے جبلہ کے چہرے اور داڑھی پر پڑے جبلہ ہنسنے لگا اور ہنستے ہوئے ہی گانے والیوں کو اشارہ کیا دائیں طرف کی گانے والیوں نے کچھ جوش کے ساتھ گایا کہ جبلہ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی اشارہ پاتے ہی بائیں طرف سے نغمہ و سرود کی آوازیں بلند ہوئیں اور انھوں نے کچھ اس درد و سوز کے ساتھ گایا کہ جبلہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

ارتداد پر پشیمانی

جبلہ کی پہلی حالت وہ تھی جو ابتدا میں بیان کی جا چکی ہے اور آخری شان یہ تھی قیصر اس کے لئے جو کچھ کرتا تھوڑا تھا ایسے مقتدر و معزز فرمانروا کا مرتد ہو کر عیسائی ہو جانا اس کے لئے بڑی عزت و افتخار کا باعث تھا اس لئے وہ اسے اپنی ذات پر بھی مقدم رکھتا تھا بہرکیف اس سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ جبلہ کو قسطنطنیہ میں کتنا اقتدار و اعزاز اور جاہ و جلال نصیب تھا کس عیش و سرور میں زندگی بسر کر رہا تھا اور وہ یاد رکھتا تھا جو وہاں کسی ایک کو بھی نصیب نہ تھا سب کچھ تھا لیکن اسلام کی یاد اس کے دل میں رہ رہ کر چٹکیاں لے رہی تھی وہ مدینہ میں اسلام کی ایک جھلک دیکھ چکا تھا اور وہ رہ رہ کر اپنے ارتداد پر پشیمان ہوتا تھا اور یہی پشیمانی بہت بیزار تھا سفیر اسلام کو یہ جاہ و جلال اور اپنے عیش و سرور کی یہ جھلک دکھا کر اس کا دل بے ساختہ بھر آیا آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور اس کی زبان پر اسی کے موزوں و مرتب کئے ہوئے عربی اشعار جاری ہو گئے جن کا مفہوم یہ ہے۔ "خاندانی شریف تھپڑ کے خوف سے نصرانی بن گئے اگر میں صبر کر لیتا تو کوئی نقصان نہ تھا کاش میری ماں مجھے نہ جنتی اور کاش کہ میں حضرت عمرؓ کا کہنا مان لیتا کاش کہ میں کسی جنگل میں اونٹ چراتا اور ربیعہ و مضر میں غلام بنا ہوا ہوتا کاش ملک شام میں میرا تھوڑا سا رزق ہوتا اور اپنی قوم میں اندھا بہرا ہو کر گذار دیتا"۔

دنیا کی حالت ہی عجیب ہے کوئی اپنی حالت پر قانع نہیں غرباء کو امراء کی زندگی کی آرزو ہے اور امراء ان کی حیات کو حریصانہ نگاہ سے دیکھتے ہیں ان اشعار سے جبلہ کے دل کی دنیا کی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہے اسلام کی سادگی اس حیات عیش و سرور میں بھی اسے رہ رہ کر تڑپا رہی تھی وہ نادم تھا کہ کیوں اس نے ایک ذرا سی بات پر اسلام کی لازوال دولت سے دستکشی اختیار کی اور حقیقی راحت کو چھوڑ کر چند روزہ عیش کو مول لے لیا وہ چاہتا تھا اور بے تحاشا چاہتا تھا کہ پھر مسلمانوں میں جا ملوں مدینہ کی گلیاں پھر نصیب ہوں لیکن بدبختی و شامت روکے ہوئے تھی۔ اللہ تعالیٰ کو اس نے اپنے مغرورانہ فعل سے ناراض کر لیا تھا جس کے بعد قدرت میں توفیق محال ہے۔ حضرت عمرؓ سفیر اسلام سے جبلہ کی حسرتناک حیات کا حال سن کر بہت متاثر ہوئے اور فرمایا کہ تم نے اس کی تمام شرطیں منظور کیوں نہ کر لیں وہ اسلام لے آتا تو خود ناجائز شرطوں کو چھوڑ دیتا۔

اسلام کی عظمت

جبلہ بن ایہم جیسے پر سطوت و پرشکوہ فرمانروا کا اسلام اور ارتداد اور دونوں اپنی جگہ تاریخ اسلام کا ایک اہم باب ہیں جس سے دنیا کو بڑے بڑے گرانقدر سبق اور عبرت حاصل

ہوسکے ہیں الگ ہوتا کہ اس نے حضور رسالتمآب کے کتب کے جواب میں مدینہ پر یورش کی تیاری کا حکم دیدیا تھا اور مسلمان ہر وقت اس کے انتظار میں بیٹھے تھے پھر وہ وقت بھی آیا کہ اس کی معاندت نیازمندانہ عقیدت میں تبدیل ہوئی وہ قبولیت اسلام کے لئے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوا اس کا جلوس اور اس کی شان دیکھنے کے لئے اطراف و جوانب کے لوگ آئے اور لوگوں تک جھروکوں اور غرفوں میں آگئیں بلکہ خود امیر المومنین حضرت عمرؓ نے جبلہ کے متعدد صحابہ کرام کی اس کے شاہانہ استقبال کا حکم دیا اور عزت و احترام کے ساتھ بٹھایا مگر وہ وقت بھی آگیا کہ اس کی نخوت و پندار نے وہ دن دکھایا جب اس نے ایک غریب مسلمان کو ذلیل و کمتر سمجھ کر اس پر دست تعدی دراز کیا اور پھر اس نے اپنی برتری بھی قائم رکھنی چاہی تو حضرت عمرؓ نے اس کی شاہانہ حیثیت کی کوئی پرواہ بھی نہ کی اور اس کے ساتھ مثل عام رعایا کے سلوک کرنا چاہا کہ اسلام کے قانون مساوات میں شاہ و گدا کی کوئی تفریق نہیں اور وہ راتوں رات بھاگ نکلا۔

ظاہر بینوں کے نزدیک تو شاید اسے بہت بڑی غلطی کہا جائے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے فعل و عمل سے ایک بڑے تاجدار اور پانچ لاکھ انسانوں کو دولت اسلام سے محروم کر دیا لیکن نہیں جبلہ کے ارتداد سے جتنا نقصان متصور ہو سکتا ہے اس سے ہزار گنا زیادہ فائدہ پہنچا اور پوری دنیا پر یہ حقیقت روشن و واضح ہو گئی کہ اسلام وہ سچا مذہب ہے جو بادشاہوں کو بھی اپنے قانون مساوات میں کوئی برتری عطا نہیں کرتا آپ کو جبلہ کے ارتداد کا بھی ضرور قلق تھا اور اس کے اس احمقانہ ارتکاب جرم کا افسوس بھی تھا اگر جبلہ کی طرف سے ذرا بھی آمادگی ظاہر ہوتی تو بہت ممکن تھا کہ قراری ہی اسے معاف کر دیتا یا حضرت عمرؓ ہی خود بہ تراضی اس معاملہ کو طے فرما دیتے اور نوبت قصاص نہ آتی لیکن جبلہ میں ہنوز نخوت و غرور کی سرشاریاں موجود تھیں جنہیں اسلام نے کسی آئین بھی بعد ابھی نہیں

حضرت عمرؓ کا ایثار

رسول اکرم کی حدیث ہے کہ مومن کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک وہ ماں باپ بیوی بچوں اور تمام کائنات حیات سے زیادہ خدا و رسول سے محبت نہ کرے حضرت عمرؓ نے اس واقعہ میں اس کا ثبوت بھی دنیا کے سامنے پیش کر دیا اور اپنی بیٹی کا نکاح اس کے ساتھ کرنے پر آمادہ ہو گئے اس لئے کہ یہ معاملہ ان کا ذاتی معاملہ تھا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ محض ان کی وجہ سے جبلہ دولت ایمان سے محروم رہے حالانکہ یہ ایسی چیز اور ایسی شرط ہے کہ لوگ اسے سمجھا بھی گوارا نہیں کرتے تھے جبلہ فرمانروا بھی عرب بھی خاندانی شرافت میں ممتاز ہو لیکن شرطاً اسے کوئی بھی برداشت نہیں کر سکتا دیکھئے حضرت عمرؓ نے جہاں دین کے معاملہ میں ذرہ برابر بھی رعایت گوارا کی تھی وہاں جب ذاتی معاملہ آیا تو اپنی بیٹی بھی بلاتکلف دینے کے لئے تیار ہو گئے کیونکہ آپ ہر حالت میں اسلام کو مقدم رکھتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے دین کے معاملہ میں مداہنت کو روا رکھا اسی وقت سے ان کی حالت بگڑنی شروع ہو گئی۔

حضرت عمرؓ کے سفیر حضرت جثامہ تھے مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے جب پہلی دوسری مرتبہ حضرت جثامہ کو قسطنطنیہ قیصر کے پاس روانہ کیا تو آپ نے خصوصیت کے ساتھ ہدایت کر دی کہ اب جبلہ جو شرطیں کرے انہیں قبول کر لینا بھلا عقیدت کو کون روک سکتا ہے اسے تعالیٰ کی رحمت سے قلب رتا ہے وہ مجبور رہتا ہے جب حضرت جثامہ قسطنطنیہ پہنچے ہیں تو دیکھا جبلہ کو دفن کر کے واپس آرہے تھے اور اس کا نصیب اس کے ساتھ سو چکا تھا۔ سر یشی نے شرح مقامات میں جبلہ کے واقعہ کے متعلق وہی لکھا ہے جو ہم نے مندرجہ بالا سطور میں تحریر کیا ہے مگر اغانی کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قیصر روم کے پاس متعدد مرتبہ سفرائے اسلام گئے اور ہر بار جبلہ سے ان کی ملاقات ہوئی

جبلہ کا دردناک انجام

حضرت معاویہ نے بھی اس وقت جبکہ وہ حضرت عمرؓ کی طرف سے صوبہ دمشق کے گورنر تھے اپنا سفیر قسطنطنیہ بھیجا تھا ان کی طرف سے حضرت عبداللہ بن مسعدہ الفزاری گئے تھے سر یشی اور اغانی دونوں سفرائے اسلام کی ملاقات میں تو متفق ہیں اور لکھتے ہیں کہ دونوں جبلہ سے ملے اور گفتگو کی لیکن فرق اتنا ہے کہ جو شرائط پیش کی گئی تھیں ان کی نوعیت میں اختلاف ہے اور اغانی نے شرائط کو حضرت امیر معاویہ کے سفیر کی طرف منسوب کیا ہے اور لکھا ہے کہ پیش کردہ شرائط حسب ذیل تھیں۔

(۱) وہ بیس گاؤں جو غوطہ اور دمشق میں واقع ہیں اور ہماری ملکیت تھے ہمیں واپس دیدیئے جائیں (۲) میرے اور میری تمام جماعت کے لئے بیت المال سے روزینے مقرر کر دیئے جائیں (۳) ہمیں بیش قیمت خلعت اور انعام عطا کئے جائیں۔

حضرت امیر معاویہ نے ان شرائط کو سنکر سفیر سے کہا تھا کہ تم نے کیوں نہ ان شرائط کو منظور کر لیا میں ان سب کو پورا کر دیتا اس کے بعد امیر معاویہ نے منظوری شرائط کا خط لکھا لیکن اس سے پیشتر کہ خط پہنچے جبلہ کا انتقال ہو چکا تھا لیکن زیادہ تر تائید سر یشی ہی کی روایات کی ہوتی ہے بظاہر ان روایات میں اختلاف معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں کوئی فرق نہیں آخر حضرت امیر معاویہؓ بھی حضرت عمرؓ ہی کی طرف سے گورنر تھے اور ان کی نیابت کے فرائض انجام دے رہے تھے بہت ممکن ہے کہ انہوں نے بھی گورنری کی حیثیت سے قیصر روم سے مکاتبت کی ہو اور اسی سلسلہ میں جبلہ سے ملنے کا موقعہ ملا ہو یہ بھی ممکن ہے اغانی نے اختصار سے کام لیا ہو۔

معترض کہہ سکتا ہے کہ آخر حضرت عمرؓ کو جبلہ کے اسلام کی اتنی پروا کیوں تھی اور کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اتفاق سے ایک فرمانروا مدینہ آکر ہاتھ سے نکل گیا تو یہ آرزو واپس لانے کے جتن شروع ہو گئے لیکن یہ اس کی بد طینتی یا کوتاہ فہمی ہی کا مظاہرہ ہو گا اس لئے کہ اس عہد میں اسلام کی طاقت پورے عروج پر پہنچ چکی تھی ملوک و صدران کی حقیقت ہی کیا ہے روم و ایران کی عظیم الشان سطوت اسلام کے سامنے پڑی لرز رہی تھیں اور بڑے بڑے جلیل القدر سپہ سالار ان دہر اور لاکھوں فرزندان عالم دائرہ اسلام میں داخل ہوتے چلے جا رہے تھے اور خزائن و دفائن کا مدینہ میں ایک انبار لگا ہوا تھا ایک جبلہ اسلام میں آ بھی جاتا تو کونسی عزت ہو جاتی بات یہ تھی کہ مسلمان تبلیغ کو ایک ثواب عظیم سمجھتے تھے اور اس سعی میں رہتے تھے کہ گمراہوں کو ہدایت و رشد کی راہ دکھائیں جبلہ گمراہ ہو گیا تھا ان کے لئے اس سے بڑھ کر اور مسرت کیا ہو سکتی تھی کہ یہ پھر ہدایت کی روشنی میں آجائے۔

مسلمانان ہند کا مالی اقتصادی انحطاط

(نوشتہ مولانا مراد مار ہروی)

ہندوستان میں اس وقت ہندو، سکھ، پارسی، عیسائی، جینی، بدھ مت اور یہودی سب ہی آباد ہیں اور سب ہی نسبتاً خوشحال زندگی بسر کرتے ہیں لیکن ایک مسلمان ہیں جو باعتبار آبادی ہندوستان میں ہندوؤں کے سوا ہر قوم سے کہیں بڑھے ہوئے ہیں اور باعتبار سیاست و معاملات سب سے اہم سمجھے جاتے ہیں سب سے زیادہ مفلس سب سے زیادہ حسرت زدہ اور سب سے زیادہ تنگ دست ہیں اور ہر نیا آفتاب انھیں غریب سے غریب تر مشاہدہ کرتا ہوا طلوع ہوتا ہے یہ وہ قوم ہے جو ہزار برس تک ہندوستان ہی میں نہیں دنیا بھر میں پورے طمطراق و طنطنہ کے ساتھ حکومت کر چکی ہے اور جو غدر ۱۸۵۷ء تک اپنی سیاسی پستیوں اور زوال پذیریوں کے باوجود ہندوستان کی سب سے ترقی یافتہ قوم تھی اور جو باعتبار سے ہندوستان کی ہر قوم سے بڑھی ہوئی تھی جس کی شہادت خود حکمران قوم ہی کے ایک معزز رکن مسٹر ٹامس ہیرنگٹن کی ایک تحریر پیش کرتے ہیں مسٹر ہیرنگٹن لکھتے ہیں:-

"مسلمان اپنے عزم و استقلال ارادہ کی مضبوطی تعلیم، تہذیب اور دماغی قابلیت کے اعتبار سے ہندوؤں پر بدرجہا فائق تھے اور شائستگی میں ان کے مقابلہ میں ہندو بالکل بچوں کے مانند تھے"

ان کی دولتمندی ان کے زوال پر بھی حیرت انگیز تھی مرشد آباد صرف ایک معمولی نواب سراج الدولہ کا دارالسلطنت تھا مگر اس وقت جتنی دولت ایک مرشد آباد کے اندر تھی یورپ میں نہ تھی۔ انگریز مرشد آباد کے خزائن و دولت دیکھ کر انگشت بدندان رہ گئے تھے ہندوستان بھر میں مسلمانوں کی دولت و ثروت کی یہی حالت تھی۔ کپتان الگزنڈر ہملٹن اٹھارہویں صدی کے اوائل میں ہندوستان کے اندر تجارت کرتے تھے انھوں نے لکھا ہے کہ سورت کے ایک مسلم تاجر عبدالغفور کا سرمایہ انگلستان کی مشہور تجارتی فرم ایسٹ انڈیا کمپنی کے سرمایہ کے برابر تھا۔

غدر سے پہلے کی حالت

خدائے برتر و توانا مسلمانوں کو برابر سنبھلنے اور سنورنے کا موقع دیتا رہا ۱۷۳۹ء سے لیکر ۱۸۵۷ء تک انھیں متنبہ کیا جاتا رہا۔ دہلی پر متعدد حملے ہوئے، متعدد مرتبہ لٹی، نادر شاہ کی لوٹ قدرت کی طرف سے زبردست تنبیہ تھا اس پر بھی آنکھیں نہ کھلیں تو ۱۸۰۳ء میں دہلی لارڈ لیک کے ہاتھوں فتح ہو گیا اب مسلمانوں کو متنبہ ہونا چاہئے تھا اور سیاسی اقتدار کے سقوط کے بعد انھیں اپنی اصلاح کی طرف بطور خاص توجہ کرنی چاہئے تھی لیکن جب انھیں کسی طرح ہوش نہیں آیا تو ان پر بلائے غدر مسلط کر دی گئی اور سلطنت کے بعد جو کچھ ان کے پاس رہ گیا تھا سب چھین لیا گیا مسلمان بہت بری طرح مٹے کیونکہ ان کا اقتدار پر کوئی جا نا تو بہانے ہوا تاہی در رہا۔ غدر سے پیشتر بڑی بڑی جاگیریں اور زمینداریاں مسلمانوں ہی کے قبضہ میں تھیں صنعت و حرفت بھی انھیں کے ہاتھ میں تھی تعلیم میں بھی وہی سب سے آگے تھے حکومت بھی انتظام حکومت میں انھی سے مدد لیتی تھی تجارت صنائع میں بھی ان کا طوطی بول رہا تھا۔

غدر ۱۸۵۷ء تک جو مسلمان صدیوں تک ہندوستان پر حکومت کرتے رہنے کے باعث انگریزوں کی نظر میں بھی حکومت و انتظام کے اہل سمجھے جاتے تھے اور انتظام حکومت چلا رہے تھے وہ یک بیک مبغوض ہو گئے غدر کی آندھی نے مسلمانوں کے جملہ سامان معیشت و اقتدار کو تباہ و برباد کر دیا اور پرانا نظام بالکل درہم برہم ہو گیا۔

۱۸۵۷ء کے بعد مسلم مصائب

غدر کا سیلاب رُکنے اور تھمنے کے بعد انگریز حکمرانوں کا خیال مسلمانوں کی طرف سے بالکل بدل گیا اس سیلاب کی روانی ہی کے زمانہ میں کسی نہ کسی طرح یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ اس غدر عظیم کے محرک و بانی مسلمان اور صرف مسلمان ہیں اس لئے غدر فرو ہونے کے بعد سب سے پہلے تو مغلیہ خاندان کے آخری فرمانروا اور مسلم شوکت و عظمت کا آخری ٹمٹماتا ہوا چراغ بہادر شاہ بھی بجھا دیا گیا بہادر شاہ کے جوان سال لڑکے قتل کر دئیے گئے انھیں معزول کر کے رنگون بھیج دیا گیا اس کے بعد فوجی حکومت کی الحاج مختلف دستوں کی صورت میں ادھر ادھر بھیجدی گئیں اور جس مسلم رئیس پر غدر میں شرکت کا شبہ بھی ہو گیا یا جس کسی کا جھوٹوں بھی نام لے دیا گیا اس کی جائداد و جاگیر ضبط کر کے پھانسی دیدی گئی غدر کی عام لوٹ کھسوٹ اور قتل و نہب کے بعد۔ یہ ایک ایسی تباہی تھی جس کے گرداب میں قریب قریب نوے فیصدی امراء و رؤسا فنا ہو گئے ملک کے گوشہ گوشہ اور شہر شہر و قصبہ قصبہ کو کونہ میں تحقیقات کی گئی اور مسلم رؤسا جرم شرکت غدر میں چن چن کر قتل کئے گئے اور صوبہ متحدہ و بہار کا تو کوئی شہر اور کوئی قصبہ ایسا نہ بچا جہاں دو چار پانچ دس مسلم رؤسا کو پھانسی نہ دی گئی ہو اور قصبوں کے قصبے پامال نہ کر دئے گئے ہوں اس وقت زمیندار سب مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا جس کی وجہ سے سلطنت چلی جانے کے باوجود جا بجا مسلم اقتدار پوری شان و شکوہ کے ساتھ قائم تھا۔ نام و نمود اور اقتدار و عظمت کے تمام رؤسا غدر کے اس طوفان کی نذر ہو گئے۔

پھر یہاں تک بھی ہوتی تو غنیمت تھا مختار و بااثر کے مسلم رؤسا کے بچا جانے کے بعد بھی مسلم رؤسا کی سخت ہتی انگریزوں کو مسلمانوں کی طاقت میں اپنی حکومت کے لئے ایک دائمی خطرہ نظر آیا اور انھوں نے ان کی طاقت کو بالکل چور چور کر دینے کا تہیہ کر لیا حالانکہ مسلم اقتدار غدر کی لوٹ اور مسلم رؤسا کے قتل عام کے بعد پہلے ہی ٹوٹ چکا تھا اور اب اصلاً ان کی کوئی قابل ذکر و خوف طاقت باقی نہ رہی تھی مگر حکمران تو یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ غدر کی ساری آندھیاں مسلمانوں ہی کی اٹھائی ہوئی ہیں ان کی سلطنت جا چکی ہے ممکن ہے یہ پھر کوئی طوفان اٹھائیں اس لئے انھوں نے ہر طرح مسلمانوں کو نیچا

دکھانے اور ہندوؤں کو ابھارنے کی ہر ممکن سعی و جہد شروع کردی۔

مغلیہ خاندان نے بہم سلطان شیر شاہ سوری کے سلطنت پر قابض ہو جانے کی نظیر کو پیش نظر رکھکر ملک میں ہر جگہ پٹھانوں کی قوت کو توڑا اور منتشر کیا … انگریزوں نے یہاں بھی کیا مسلمانوں کو نیچا دکھانا شروع کیا اور … مسلمانوں کے پاس رہا ہی کیا تھا … کیا باقی رہ گئی تھی کہ … عظیم تباہیوں کے بعد سلطنت کی … خطرہ پر مبنی پالیسی کے … نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان … اور ہندو ابھرتے چلے گئے۔

قانون سود کی غارتگری

کچھ عرصہ کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ حکومت اور برادران وطن دونوں مسلمانوں کے مقابلہ پر آگئے اور … ان دو جماعتوں کے درمیان … شروع ہو گئے، اس وقت … پر ہندو پہنچے اور مسلم علیحدگی … کو نظر انداز کرتے ہیں … اور واضح کرنا چاہتے ہیں کہ عام طور پر مسلمانوں کو پامال کرنے اور کمزور بنانے کے کیا طریقے اختیار کئے گئے ان طریقوں میں سب سے زیادہ خطرناک … طریقہ انگریزی حکومت کے قانون سود کا نفاذ تھا اس قانون سود نے … میں جو تباہی پھیلائی تھی انگریزوں نے یہ سمجھکر کہ اب ہندوستان پر قبضہ ہو گیا ہے انگلستان کی دولت ہزار صد گنا بڑھ گئی تو اب سود کی آزادی جمہور انگلستان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی قانون سود پر سے تمام پابندیاں ہٹالیں لیکن سود بہرحال سود ہے سانپ جہاں رہیگا خطرے کا باعث ہوگا بچھو جہاں ہوگا ڈنک ماریگا سود کو جہاں آزادی ملیگی … کریگا ابھی دس سال بھی نہ گزرے تھے کہ دولتمند انگلستان سود کی تباہ کاریوں اور ہیبت خیزیوں سے چیخ اٹھا اور سلطنت کو احساس ہوا کہ واقعی سود کی آزادی تجارت و جمہور دونوں کے لئے سخت نقصان رساں ہے اس لئے اُسے مجبوراً پھر روک کرنی پڑی اس سے پیشتر بھی انگلستان میں سود کی تباہی خیزیوں کے تجربے ہو چکے تھے۔

۱۵۴۵ء میں شرح سود دس فیصدی سالانہ ۱۶۲۴ء میں آٹھ فیصدی سالانہ ۱۶۶۰ء میں چھ فیصدی سالانہ اور اس کے بعد پانچ فیصدی … تک رکھی گئی تھی ہندوستان سے بیشمار دولت انگلستان پہنچ جانے پر جب انگلستان کے بازاروں میں شرح سود از خود کم ہو گئی تو حکومت نے … کی ضرورت نہ سمجھکر ۱۸۵۴ء میں شرح سود اور سود در سود کی بندش کا قانون بالکل منسوخ کر دیا۔

انگریزی حکومت کی اہم برکات

انگریزوں نے دانستہ یا غیر دانستہ طور پر اسی ملکی قانون کے نمونہ پر ہندوستان میں بھی ایک قانون پیش کر دیا اور ۱۸۵۵ء میں شرح سود و سود در سود پر سے تمام بندشیں اٹھا دیں یہاں یہ امر واضح کر دینا ضروری ہے کہ مسلم حکمران تو سود سے بالکل بے تعلق تھے مسلمانوں کے یہاں سود کا لین دین دونوں حرام ہیں وہ اپنی حکومت میں نہ سود لیتے تھے اور نہ دیتے تھے البتہ یہاں ہندوؤں کا مذہبی قانون سود "دام دوپٹ" کا طریقہ راجہ بکرماجیت کے وقت سے ہندوؤں کا قانون چلا آتا تھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ کوئی قرضخواہ اصل زر کی برابر رقم سے زیادہ سود نہ لے سکتا تھا اور اس کی رو سے زیادہ سے زیادہ سو کے دو سو ہو سکتے تھے انگریزوں نے ہندوستان میں آکر یہی نہیں کیا کہ سود پر سے تمام بندشیں اٹھالیں اور اسے آزاد کر دیا بلکہ انہوں نے زمینداریوں کے رہن و بیع کی بھی قانوناً اجازت دیدی بلاشبہ انگریزوں کا مقصد اس سے یہ تھا کہ ہندوستانی ضرورت کے وقت اپنی زمینداریوں جاگیروں اور زمینوں کی کفالت پر سودی روپیہ لیکر سرکاری مطالبات ادا کر سکیں مگر آگے چلکر مسلمانوں کی برباد شدہ قوم کے لئے یہ قوانین گلے کا پھندا بن گئے۔

لارڈ کارنوالس نے بھی اپنے زمانہ میں جمہور کے مفاد کو پیش نظر رکھنے کے بجائے حکومت کا مفاد پیش نظر رکھا … بہت وہم پرست ہندوستان کے … تصور سے … ہندوستان کے باشندوں میں … کوئی طاقت باقی رہے … میں بھی … شامل ہو گئے … ہونے کی … طور پر قبضہ میں رکھنے کے لئے ہر ممکن اور جائز و ناجائز تجویز … تحریک کردی اور لارڈ کارنوالس نے ۱۷۹۳ء میں ہندوستان کے اس اہم اور مفید قانون کو یکقلم منسوخ کر دیا … بڑی بڑی زمینداریاں اور جاگیریں اولاد میں تقسیم نہ ہوں ہندو تو مشترک خاندان کی … میں اپنی جاگیریں اور زمینداریاں بڑی حد تک بحال رکھنے میں کامیاب ہو گئے مگر مسلمانوں کے حق میں یہ قانون بہت مضر پڑا غدر تک مسلمانوں … سلطنت کے ساتھ سب ہی کچھ باقی تھا … تھے مگر غدر کے بعد اس وقت کہ وہ بری طرح کچلے گئے اور سود پر سے تمام بندشیں اٹھ گئیں ان کے حق میں یہ قانون بھی زہر ہلاہل بن گیا

برادران وطن کی پشت پناہی

ہم واضح کر چکے ہیں کہ غدر کے بعد حکومت نے مسلمانوں … کے خیالی خطرہ کی بنا پر مسلمانوں کو نیچا دکھانے اور ہندوؤں کو … کی پالیسی اختیار کر لی تھی اس پالیسی کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان … نوازش اور سرکاری راز سے دور رکھے جانے لگے اور ہندو … بہرہ مند ہوتے رہے اس کے بعد ہی فرنگی تجارت کی … طرف بڑھنے لگا کچھ تو ہندوؤں کا … اور … انگریزوں کی پالیسی … تجارتی آسانیاں … جانے لگیں … ہندوستان سے مال کی خرید و فروخت ہونے لگی اس طرح … تجارت میں … اس وقت کی سب سے زیادہ نفع خیز تجارت تھی بہت مالدار ہو گئے … حکومت کے شعبوں میں بھی … ہو کر خوب فائدہ اٹھانے لگے اور تجارت میں بھی بہت متمول ہو گئے جب روپیہ پاس آجاتا ہے تو حوصلے بھی بہت بڑھ جاتے ہیں اب وہ تمام شعبہ ہائے حیات میں آگے نکل گئے۔

مسلمانوں کے ذرائع معاش تجارت، صنعت وحرفت، ملازمت اور زمینداری تھی تجارت پر ہندو قابض ہوگئے صنعت وحرفت بیرونی مقابلہ نے تباہ کی اور جو کچھ رہ گئی تھی وہ سرمایہ کے فقدان کے باعث ہندو مہاجنوں کے مجبور ہیں آکر محض مزدوری رہ گئی ملازمتوں پر حکومت کی پالیسی کے زیر اثر ہندو مسلط ہوگئے صرف ایک زمینداری رہ گئی تھی اول تو زمانہ کے تغیر اور آمدنی کے دیگر وسائل وذرائع مسدود ہوجانے کے باعث وہ بڑھ نہ سکی اور برابر تقسیم ہوتی رہی مسلمان زمیندار دور سے غافل حالات کو نہ سمجھ سکے، ان کے دماغوں میں ہنوز پرانے شاہی موجود تھی آمدنی قلیل اور مصارف کی وہی شان وہی اللے تللے پر حکومت کی بے پروائی اور سخت گیری سے ایسا بھی گھر کم ہوتی اور شہید میدانوں میں [illegible] شادیاں رچانے کی طرف انہوں نے بھی توجہ نہ کی خرچ زیادہ تھا آمدنیاں وہی تھیں ہندوؤں نے انکی ان مسرفانہ اور شاہانہ عادات دیکھا بہت فائدہ اٹھایا چاہا ان کے پاس روپیہ وافر تھا سوچا کہ ان کے پاس حاصل کے ذرائع تو ہے نہیں روپیہ لیں گے دے سکیں گے نہیں تو جائداد [illegible]

سودخوار ونکی یلغار

[illegible] زمینداروں کے [illegible] کی ابتدا کا قانون بن چکا تھا [illegible] پٹہ بنا [illegible] کے لیے موجود تھا انھوں نے ادھر [illegible] ہر ضرورت کے لیے مسلمانوں کو روپیہ پہنچانا شروع کر دیا [illegible] روپیہ ملنے کا یہ آسان ذریعہ نظر آیا اور انھیں سود پر روپیہ لینے کی عادت پڑ گئی زمینداروں کے بعد ہندو ساہوکاروں نے [illegible] دستکاروں اور مزدوروں اور کسانوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا مسلمانوں کو تو روپیہ ملنے کی [illegible] نظر آئی اور ہندوؤں کو یہ کاروبار [illegible] سے زیادہ [illegible] معلوم ہوا کہ اس میں ایک کے دو اور دو کے چار ہو جاتے ہیں [illegible] کی ہمشکل دکھائی دے رہی تھی نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان بحیثیت مجموعی سود دینے لگے اور ہندو بحیثیت مجموعی سود لینے لگے ہر طبقہ وحیثیت کا مسلمان سود دینے لگا اور ہر ہندو سود لینے لگا حتیٰ کہ ہندو [illegible] گھروں میں یہ کام شروع کر دیا ہر قصبہ اور دیہاتوں میں جیبوں اور ساہوکاروں کی شکل میں سودخوار [illegible] اور ان سب نے مل کر مسلمانوں کے مال وجائداد روزگار اور معاش پر [illegible] حملہ شروع کر دیا جائدادوں، مکانوں، زمینوں، زیوروں [illegible] پر [illegible] طرف [illegible] تک پر روپیہ دینے لگے۔

سود کی بدولت مسلمانوں کی خوفناک بربادی

اس بربادی کا اندازہ کچھ اس سے ہو سکتا ہے کہ شرح سود آلہ فیصدی سے [illegible] ۳ فیصدی شرح [illegible] روپیہ دیا جاتا مزارعین کو ڈیوڑھے غلہ دیا جاتا [illegible] اور دس ہزار [illegible] فیصدی [illegible] سود لگایا اس قسم کی [illegible]

نہیں صدہا مثالیں موجود ہیں کہ سو کے ہزار اور ہزار کے پچاس ہزار دینے پڑے پچاس سال کے عرصہ میں اس قانون سود کی بدولت مسلمانوں کی ۷۵ فیصدی آبادی کی جائدادیں گرمن وعن ہندوؤں کے ہاتھ میں پہنچ گئیں اور ۲۴ فیصدی زیربار ومقروض ہیں بمشکل ایک فیصدی ایسی ہوں گی جو [illegible] ہے کہ اس عالمگیری سے بچ گئی ہوں آپ امرتسر، لاہور، لدھیانہ، لاہور، بریلی، لکھنؤ شاہجہان پور جیسے شہروں اور قصبوں کی تاریخ پر نگاہ ڈالیے تو آپ کو صاف معلوم ہوجائے گا کہ جہاں آج سے چالیس پچاس برس پیشتر ۷۵ سے ۸۰ فیصدی تک جائدادیں مسلمانوں کی تھیں وہاں [illegible] نسبت سود کی بدولت ہندوؤں کو حاصل ہوگئی ہے اور مسلمانوں کی تقریباً تمام جائدادیں نیلام ہوکر ہندوؤں کے ہاتھ میں پہنچ چکی ہیں۔ زمینداریاں تو زمینداریاں مکانات اور محلے کے محلے ہندوؤں کے ہوگئے جہاں پہلے دیہات مکانات اور باغات کے تقریباً [illegible] مالک مسلمان تھے وہاں اب ہندوؤں کا پرچم اقبال لہرا رہا ہے جائداد تو جائداد تھی ساہوکاروں نے بڑھ کر مسلمانوں کی آمدنیوں پر بھی قبضہ کر لیا ہے اور وہ مسلمان ملازمین کی تنخواہوں صناعوں کی اجرتوں مزدوروں کی مزدوریوں [illegible] کی نصفوں میں اگر برابر کے نہیں تو کم از کم تہائی کے [illegible] ہوگئے ہیں [illegible] سے زیادہ گھرانے ایسے ہیں جن کے زیور ساہوکاروں کے یہاں برابر پڑے رہتے ہیں اور قوم کی قوم تباہ ہوکر رہ گئی ہے۔

[illegible] ملک میں تو آزادی [illegible] قانون [illegible] تیار [illegible] دیکھ [illegible] ان پر پھر [illegible] عائد کر دیں گر غریب ہندوستان کو [illegible] ہی ان کے رحم پر چھوڑ دیا اب یہ حالت ہے کہ ہندو مسلمانوں کے اتنا [illegible] کی [illegible] کافی [illegible] کا تہیہ کئے [illegible] ہیں [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] مسلمانوں کے پاس زمین رہ گئی ہے اور [illegible] چند سالوں کی [illegible] ہے [illegible] مسلمانوں کو ہوش آیا اور انہوں نے اس قانون کے خلاف احتجاج کیا تو ہندو پوری قوت کیساتھ مقابلہ پر آگئے اور حکومت ان کے شور کے خلاف خوف کی وجہ سے کچھ نہ کر سکی مسلمانوں کی طرف کونسلوں میں بار بار تحدید سود کے بل [illegible] پیش ہوئے۔ یوپی کونسل میں خواجہ غلام الثقلین مرحوم نے جو بل پیش کیا حکومت نے اس کی مخالفت کی [illegible] میں ایک معمولی قانون [illegible] پیش کیا [illegible] سال بعد کونسل میں [illegible] مقبول [illegible] کی حکومت نے خطرہ دیکھ کر پنجاب وسندھ میں قوانین انتقال اراضی کی تجاویز پیش کیں اور اس وقت بھی پنجاب کونسل میں ایک قانون پیش ہے جس کی مخالفت میں ساہوکاران وطن نے ایک شور محشر برپا کر رکھا ہے مگر یہ دوا مرض کے اصول پر نہیں ہے [illegible] کی رغبت محدود ہے جب تک ایک [illegible] قانون پیش نہ ہوگا اس وقت تک [illegible] کا خاتمہ ہرگز نہیں ہو سکتا قانون [illegible] گو ایک حد تک تلافی ہوتی ہے مگر ضرورت ایک مستقل [illegible] ہم کو [illegible] حکومت جلد صورت حالات کی نزاکت محسوس کرے۔

راہبہ

غیر فطری مذہبی قیود کا ہولناک انجام

اس دنیا کے ہنگاموں سے کوسوں دور سر الملاک پہاڑ کی ایک بلند چوٹی پر جس کی جبین بوسی کے لئے آفتاب کی اولین شعاعیں ہمیشہ بیتاب نظر آتی ہیں عرصہ دراز سے ایک پرانی وضع کی خانقاہ اپنے کمزور شانوں پر ضعیف سر الملاک اب بھی ترہیب سے گوشہ نشین ہونے والے لوگوں کو تارک الدنیا ہو جانے کی ترغیب دیتی ہے اگرچہ اس وقت اس کی چار دیواری میں صرف پہاڑی ابووں کی آماجگاہ ہے تاہم وہاں کی کائنات کا ایک ایک ذرہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ان گذرے ہوئے زمانہ میں ہمارے سینوں کو حسین و جوان دوشیزہ لڑکیوں اور ضعیف العمر گداز عورتوں کے نازک قدموں کا بوجھ اٹھانا پڑا ہے وہاں اب بھی ہری ہری گھاس ہے اور رنگ برنگ کے پھول کھلتے ہیں، وادیاں ہیں اور وادیوں میں پہاڑیاں سورج کا طلوع و غروب بدستور ہے اور چشمے کی روانی حسب معمول مگر وہ تمام رعنائیاں جو صرف عورت ذات کے وجود سے پیدا ہوسکتی ہیں قطعی معدوم ہوچکی ہیں۔

ایک زمانہ تھا کہ اس خانقاہ کی چار دیواری میں ان حسین و جمیل عورتوں کا مسکن تھا جنہوں نے اس دنیائے آب و گل کے ہر عیش و طرب سے منہ موڑ کر اور یہ سمجھ کر کہ معبود حقیقی کی خوشنودی صرف خواہشات نفس کو پامال کرنے کے بعد حاصل کی جاسکتی ہے جنس قوی سے اس درجہ اجتناب روا رکھا تھا کہ ہمیشہ اس کے سایہ تک سے بچنے کی کوشش کرتی تھیں جہاں احتمال بھی ہو سکتا۔

ان میں سے بعض مبتیاں اپنی زندگی کی آخری منازل طے کر رہی تھیں اور با تقاضائے عمر ان کے خون میں نہ وہ حرارت تھی اور نہ دل میں وہ جذبہ جو صرف عہد شباب میں ممکن ہے۔ بلکہ وہ پژمردہ پھول کی طرح تھیں جو مرجھانے کے باوجود ابھی شاخ سے جدا نہ ہوا ہو برعکس ان کے وہاں بعض ایسی نوخیز کلیاں بھی تھیں جن کو مذہبی تقدس نے شگفتہ ہونے سے روک رکھا تھا ان کا تمام دن انجیل مقدس کی تلاوت اور مجسمۂ مریم کے سامنے رکوع و سجود میں گذرتا اور ان کے وہ نازک ہاتھ جن کی تعمیر محض اسی غرض سے ہوئی تھی کہ وہ صرف چومے جانے کے لئے بنائے گئے ہیں خانقاہ کے فرش پر جاروب کشی کرتے نظر آتے تھے تمام دن گذارنے کے بعد جب وہ اپنے بستر پر دراز ہوتیں تو خواب کی نگری میں زندگی کے وہ پہلو منور ہو کر ان کی نگاہ کے سامنے آتے جن کو الہامی کتابوں کے مطابق وہ تاریک سمجھتی تھیں۔ انھیں دکھائی دیتا کہ وہ ایک مرد کے بازوؤں میں ہیں سینہ بہ سینہ لب بہ لب اور زندگی کی اس شیرینی کو حاصل کر رہی ہیں جو ان کا پیدائشی حق ہونا چاہئے تھا ان کی آنکھ کھل جاتی اور اس عادت کے مطابق جو ایک حد تک ان کی فطرت بن چکی تھی وہ ان آیات مقدسہ کا ورد کرنے لگتیں جن کے اثر سے شیطان بھاگ جاتا کیونکہ ان کو یہی بتایا گیا تھا کہ ایسے خیالات صرف شیطان کی طرف سے پیدا ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کا ذہن اس کاوش میں مبتلا ہو جاتا کہ زندگی کا اصل مقصد کیا ہوسکتا ہے اور جنس قوی کو مورد الزام ٹھہرائیں کہ اس کا کوئی رکن وہاں آکر انھیں اپنے ساتھ کیوں نہیں لیجاتا وہ جانا چاہتی تھیں مگر خود نہیں جا سکتی تھیں۔ اگر یہ خیال بھی ان کے دل میں آتا تو اس خشت خانقاہ کا ہر ذرہ ایک آنکھ بن کر ان کے اندر یہ احساس پیدا کردیتا کہ وہ ان کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔

بیٹرس اپنے تقدس کی بنا پر ایک معمولی راہبہ سے ترقی کرتے کرتے خانقاہ کی سب سے بڑی منتظمہ بن گئی تھی لیکن اسی نسبت سے اس کے جذبات میں بھی برانگیختگی ہوتی گئی تھی وہ عبادت میں سب سے زیادہ حصہ لینے لگی مگر عبادت کے لحاظ نظر سے نہیں بلکہ اپنے جذبات کو کسی قدر تسکین دینے کیلئے وہ مریم کے مجسمہ کے سامنے دوزانو ہوتی صرف اس خیال سے کہ ان کے بطن میں ایک مرد نے جنم لیا تھا۔ وہ بیتاب ہوکر اس پیکر کی حسین انگلیاں کو چوم لیتی اس آرزو میں کہ کسی طرح اس کے لبوں کو ایک مرد کے اعضا کا لمس حاصل ہو جائے اسے معلوم تھا کہ یہ بیجان مجسمہ ایک مرد سنگتراش کا اعجاز کمال ہے اور دوران تشکیل میں اس کے ہاتھوں نے لازمی طور پر اس کو چھوا ہوگا وہ کتاب مقدس میں سے حضرت یوسف کے حالات کا بار بار مطالعہ کرتی کیونکہ ان کی زندگی کے ساتھ ایک افسانۂ عشق وابستہ ہے اکثر اپنی محویت اس پر طاری ہو جاتی کہ انگلیوں کی گرفت ڈھیلی پڑ جانے کے باعث کتاب تو قدموں میں آگرتی اور اس کے بازو غیر ارادی طور پر آگے کی طرف بڑھ جاتے اس امید میں کہ شاید کسی ایسے یوسف کا دامن ہی اس کے ہاتھ میں آجائے جس کو دیکھنے سے آنکھ قاصر ہو مگر ہاتھ کی قوت لامسہ اس کا وجود محسوس کرلے۔

موسم بہار کا عالم شباب تھا یعنی وہ زمانہ جب جوشش نمو میں زمین بھی اپنے سینے کے تمام پوشیدہ خزانے سطح پر اس طرح لٹا دیتی ہے کہ کوئی حصہ سبزے سے خالی نظر نہیں آتا غنچے چٹکتے ہیں طیور چہچہاتے ہیں شبنم کی طراوت اور نسیم صبح کی اٹھکیلیاں ایک انسان اور وہ بھی صنف نازک کے دل میں ان تمام جذبات کو بیدار کر دیتی ہیں جنکی حشر سامانیوں کے مقابلے میں بڑے بڑے سمندروں کا تلاطم بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتا اس موسم رنگ و بو میں بیٹرس کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا۔ ضبط کی حدیں ٹوٹ گئیں اور اس کے سینے میں پیدا ہو جانے والا انقلاب کائنات کے ہر ذرے سے ساتھی کے مرتب کئے ہوئے جملہ اصول حتی کہ ان تمام احکام خداوندی کے بھی خلاف جہاد کرنے کے لئے محرک بن گیا جو اس کے جذبات قلب کی تسکین میں سد راہ ثابت ہوتے ہیں اس نے اپنے دن بھر کے لائحۂ عمل پر ایک تنقیدی

نظر میں عبادت اس کی نگاہ میں ایک ایسا گناہ معلوم ہونے لگی جس کی اصلیت کو سادی بیغامات کے پردوں میں اس طرح چھپا دیا گیا ہو جیسے گرجا کے مقدس پادری اپنے مسخ شدہ خدوخال کو لمبی لمبی داڑھیوں سے چھپا کر پوشیدہ کر لیتے ہیں کہ یہی خدا کا حکم ہے۔ اس نے تہیہ کر لیا کہ اس خانقاہ کی چار دیواری کو جس میں ایک زاہدانہ زندگی بسر کرتے کرتے وہ تھک گئی ہے خیرباد کہہ کر اس فضائے بسیط میں چلی جائے جو راہبوں کی زبان میں کارگاہ معصیت کہلاتی ہو۔

چاندنی رات تھی۔ مطلع بالکل صاف تھا۔ اور سطح آسمان پر منور ہونے والی قندیلیں کرہ ارض پر ضیا باری کر رہی تھیں۔ پیٹرس نے دریچے سے باہر نگاہ ڈال کر اس پرکیف منظر کو دیکھا اور اس کے جسم میں وہ خفیف ارتعاش پیدا ہو گیا جو انتہائی مسرت کی علامت ہے اس لئے فوراً ایک نئی پوشاک زیب تن کی بالوں کو سنوارا اور خوب اچھی طرح زیب و جمال کرنے کے بعد اس سفر کے لئے آمادہ ہو گئی جس کی کوئی منزل اس نے متعین نہیں کی تھی۔

روانہ ہونے سے قبل وہ آخری بار مقدس مریم کی بارگاہ میں گئی تاکہ رخصت کی اجازت لے لے ایک معمولی مشعل کی مدہم روشنی میں جب اس کی پہلی نظر اس مجسمہ پر پڑی تو اسے اندیشہ ہوا کہ مجھے روکنے کیلئے کہیں ان ساکت و صامت اور بے حس اعضا میں قوت عمل پیدا نہ ہو جائے اس نے سراسیمگی کے عالم میں مڑ کر پیچھے نظر ڈالی یہ محسوس کرنے کے لئے کہ وقت ضرورت فرار ہونے میں کوئی رکاوٹ تو نہیں۔ زندگی اپنت کی دیوار پر اس کا سایہ ایک عفریت بیمار کی طرح رقص کر رہا تھا وہ سہم گئی جسم کپکپانے لگا مگر ہمت کر کے آگے بڑھی اس نے دیکھا کہ آج غیر معمولی طور پر مریم کے ہونٹوں پر تبسم کی ایک ہلکی جھلک نمودار ہے اس نے آنکھیں بند کر لیں اور ان کنجیوں کا گچھا مجسمے کے قدموں میں ڈال دیا جن سے روزانہ خانقاہ کے تمام دریچوں اور صندوقوں کو کھولتی اور بند کرتی تھی پھر دو زانو ہو کر اس نے کہا:-

مقدس ماں! میں نے اپنے موسم حیات کی اٹھارہ بہاروں کو تیرے نذر کر دیا لیکن ان کے عوض تو نے مجھے کچھ بھی نہیں دیا تو آشنا ہی نہ رکھی کہ میرے سینے میں کسی طرح جذبات مشتعل نہ ہوتے میرے دل میں احساس پیدا نہ ہوتا کہ اس محدود زندگی کے علاوہ ایک زندگی اور بھی ہے جہاں روحانی انبساط کے ساتھ جسمانی تلذذ بھی ہوتا ہے تجھے چاہیے تھا کہ اس خانقاہ کی دنیا میں میرے لئے وقت اور جگہ کے تعینات قائم کر دیتی اقتضائے عمر مجھے ترغیب معصیت نہ دیتا باقی دنیا کی رنگینیاں میرے لئے ایک دعوت گناہ نہ بنتیں تو نے میری خدمات کا اعتراف بھی نہیں کیا تو نے چشم و ابرو کی حرکت سے یا ہاتھ کی جنبش سے میرے طریقہ کار کو سراہتے ہوئے کبھی اپنی خوشنودی ظاہر نہیں کی آخر میں کس طرح سمجھوں کہ تارک الدنیا ہو کر تمام عالم رنگ و بو سے اپنے آپ کو محروم کر لینا حقیقی زندگی ہے؟ تو بے جان ہے مگر میرے جسم میں خون کی نہریں بہہ رہی ہیں ذی حیات ہوں اور چاروں طرف سے طوفان شباب نے مجھے گھیر رکھا ہے تو میرے جذبات کی حقیقت

کچھ بھی نہیں سمجھ سکتی تیرے پاس دل ہے نہ دماغ تصورات کی نگری میں تو اپنے اس عہد کو بھی نہیں دیکھ سکتی جب میری طرح زندہ اور جوان تھی۔ قوت فاطرہ تیرے اندر سے مفقود ہو چکی ہے مذہبی احکام کے مطابق میں نے ایک مدت تک تیری پرستش کی حتیٰ کہ خود میرے دل میں یہ معلوم کرنے کی آرزو پیدا ہو گئی کہ گرم خون جاننے میں کیا لطف ہے جو تو اس طرح جیتی جاگتی بنتی رہتی ہے اور ابھی اس بے جان زندگی سے نہیں اکتائی۔ آج رات تک میں خلوص قلب کے ساتھ تیری اور صرف تیری پرستار بنی رہی لیکن اب نمود سحر سے قبل خود اپنی ہستی کو پرستانہ عالم بنانے کے لئے اس خانقاہ کی محدود دنیا کو خیرباد کہہ دوں گی یہاں سے رخصت ہو جانے کی مجھے اجازت دیدے کہ یہ تیرا فرض ہے ورنہ میں خود چلی جاؤں گی کہ یہ میرا حق ہے اُٹھ اور ان کنجیوں کو اٹھا لے اپنے بے جان مجسمے کو میرے ہیکل حیات میں تبدیل کر کے پیٹرس بنجا اگر تجھے میری نیک خدمات کا ذرا بھی پاس ہے تو مجھ سے آئندہ ہونے والے ان افعال کو جو خانقاہ کی زبان میں معصیت کے مترادف ہیں اپنے خطاپوش دامن سے ڈھانک دے میں واپس آ کر تجھے دعائیں دوں گی لیکن اس وقت جب آرزوؤں اور تمناؤں کی تکمیل کے بعد کوئی بھی ایسی بات باقی نہیں رہتی جو عبادت میں خلل انداز ہو سکے اچھا اب رخصت ہوتی ہوں وقت آ گیا ہے کہ تو ان کنجیوں کو عارضی طور پر اٹھا کر پیٹرس بنجا۔

یہ کہہ کر اپنے دامن سے آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے وہ خانقاہ کے باہر چلی گئی وہ حیران و ششدر تھی کہ آخر کونسی راہ اختیار کرے کچھ دیر وہ ایک راہ گم کردہ مسافر کی طرح کھڑی رہی جیسے منزل کا پتہ نہ ہو مگر اس خوف سے کہ نمود سحر سے قبل اسے خانقاہ سے کافی دور چلا جانا چاہئے ورنہ سب بھید کھل جائے گا وہ بغیر سوچے سمجھے سب سے زیادہ چوڑی سڑک پر روانہ ہو گئی کیونکہ بظاہر معلوم ہوتا تھا کہ وہ کافی دور جانے کے بعد ختم ہو گی وہ سہمی ہوئی جا رہی تھی کہ کوئی اسے فرار ہوتے ہوئے دیکھ نہ لے یا کوئی جنگلی جانور حملہ نہ کر بیٹھے پتوں کی کھڑکھڑاہٹ کے ساتھ اس کا دل ہلنے لگتا۔ واہمہ کے کرشمے عجیب و غریب ہیولے اس کی نظر کے سامنے پیدا کر دیتے کبھی کبھی وہ منفعل بھی ہونے لگتی کہ اس کا ہر قدم قعر معصیت کی طرف اٹھ رہا ہے لیکن جوانی کا جوش ان تمام احساسات پر غالب آ جاتا اور وہ ایک استدلال بے دلیل کے ساتھ اپنے دل کو تسلی دینے لگتی کہ حقیقتاً مقصد زندگی وہی ہے جسے اختیار کرنے کا اس نے فیصلہ کر لیا ہے ہوا کے تیز جھونکے اس کے دامن کے ساتھ اٹھکھیلیاں کر کے بعض اعضا کو عریاں کر دینے کی کوشش کرتے اور وہ محجوب ہو کر جلدی سے دامن سنبھال لیتی کہ کہیں اس کے حسن پر چشم ماہتاب نے بھی اس وقت تک نہ دیکھا تھا کسی نامحرم کی نظر نہ پڑ جائے وہ تھک گئی بہت جلد تھک گئی کیونکہ اسے زیادہ چلنے پھرنے کی عادت نہ تھی مگر جنگل کا سلسلہ کسی طرح ختم نہ ہوا آخر ہار کر وہ ایک چشمے کے کنارے کچھ دیر ستانے کے لئے بیٹھ گئی اس کا دماغ کام کرنے سے عاجز تھا وہ تصورات کی دنیا میں اپنے مستقبل کو دیکھنا چاہتی

تھی [illegible] کے نقوش کے سوا سے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ جیسے کبھی [illegible] ڈالی پر کھلا ہوا پھول نہ دیکھا ہو کہ کس طرح اس کے [illegible] سے آشنا ہو سکتا ہے۔ وہ کافی دیر تک اپنے خیالات میں [illegible] سورج کی شعاعوں [illegible] کشش [illegible] بے چین [illegible] ارادہ کیا مگر [illegible] اپنے خیالات میں [illegible] آواز سنائی [illegible] ایک [illegible] گھوڑے [illegible] پانی [illegible] لے گیا۔

[illegible] تھا کہ پیڑس [illegible] بیٹھی [illegible] پاؤں تک لرز گئی [illegible] تھی [illegible] آیا [illegible] آج [illegible] اس [illegible] وقت ایک دو بار نظر [illegible] اس کی طرف دیکھا [illegible] جب اس کام سے فارغ ہوگیا تو واپس جانے سے قبل کسی قدر [illegible] کہا [illegible] طرح آپ کی خدمت کر سکتا [illegible]!

پیڑس پر گویا [illegible] سکتہ [illegible] طاری ہوگیا [illegible] یہ پہلا موقع تھا کہ بالکل تنہائی کے مقام پر ایک ناواقف شخص نے [illegible] قریب سے مخاطب کیا [illegible] اپنے چہرے کے [illegible] سے نظر [illegible] کی کوشش کرتی [illegible] کامیاب نہ ہوتی [illegible] کا دل دھک دھک کرنے لگا [illegible] کوشش کے آنکھیں اوپر نہ اٹھ سکیں اور ایک اضطرار کی کیفیت میں [illegible] کے ایک [illegible] دیکھنے لگی گویا وہ سب قصور اس کا تھا وہ اداب میں [illegible] تھی [illegible] کا موقع تھا نہ بالکل خاموش رہنے کا [illegible] چنانچہ جب [illegible] استفسار کو دہرایا تو اسے مجبوراً بولنا ہی پڑا مگر اس طرح گویا وہ خود نہیں بول رہی بلکہ الفاظ اپنے آپ [illegible] زبان سے ادا ہو رہے ہیں [illegible] نہایت مختصر الفاظ میں [illegible] کے [illegible] استغنا کا شکریہ ادا کیا [illegible] پھر بھی [illegible] کسی قسم کی خدمت [illegible] نہیں۔

نووارد نے ایک قدم آگے بڑھ کر پھر پوچھا "مجھے بتا دیجئے آپ کون ہیں؟ کہاں سے آرہی ہیں؟ اور کس طرف کا ارادہ ہے؟ آبادی یہاں سے بہت دور ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ پیدل گئیں تو تھک جائیں گی آپ [illegible] معلوم نہ ہو تو میرا گھوڑا سواری کے لئے موجود ہے۔"

اس نے [illegible] جملہ کچھ ایسے لہجے میں کہا کہ پیڑس [illegible] اور اس نے [illegible] کر لیا [illegible] ان پر [illegible] دنیا کی رنگینیوں [illegible] لطف اندوز ہونے کے [illegible] خانقاہ کی [illegible] دنیا سے بھاگ [illegible] ہوں۔

یہ سنکر نوجوان [illegible] لگا اور [illegible] کی روانی کے [illegible] آج [illegible] کا داغ [illegible] پیڑس [illegible] تعلقات کو پیش نظر [illegible] کر رہا [illegible] کے سینے کا [illegible] سال [illegible] ظاہر کرنا تھا کہ خود اس نے بعد بات [illegible] ہو رہی ہے۔

آخر اس نے نہایت محبت بھرے الفاظ میں پیڑس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

"اگر تم میرے ہمراہ چلنے اور میرے ساتھ رہنے کے لئے تیار ہو جاؤ تو تمہارے لئے وہ لطیف اور خوشگوار فضا میسر آسکتی ہے جس میں سانس لینے کے لئے تمہارا دل [illegible] میری طرف دیکھو میں بھی جوان ہوں اور مجھے ایک شریک حیات کی ضرورت ہے۔ ہر چند مجھے ایک راہ چلتی خاتون سے اس قدر جلدی بے تکلف نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن جب تم نے اپنی رام کہانی [illegible] سنائی تو [illegible] کیوں خاموش رہا جائے میرے دل کی تمنا یہی ہے تم کسی طرح [illegible] میرا خیال ہے کہ ہماری باہمی زندگی خوشگوار گذرے گی۔"

پیڑس [illegible] پیش ہو سکتا تھا وہ کوئی خاص فیصلہ کر کے نہیں روانہ ہوئی تھی [illegible] تجربہ [illegible] تھا اور [illegible] بھی عورت ذات مرد کے سامنے مجبور ہو [illegible] کوئی جواب دیئے بغیر وہ چلنے کے لئے تیار ہو گئی [illegible] کے آگے اپنا [illegible] ایک [illegible] نشست کا انتظام کیا اور دونوں سوار ہوئے اور ایک نامعلوم دنیا کی روشنی میں پیڑس کا سفر شروع ہو گیا۔

سہانا وقت [illegible] اور ہوا کے لطیف جھونکے [illegible] ہوا کی فضا [illegible] کچھ [illegible] کہ پیڑس نے کسی طرف [illegible] نہیں دیکھا اس وقت اس [illegible] کے مطابق دنیا کی [illegible] رنگینیاں اور رعنائیاں محدود [illegible] صرف گھوڑے [illegible] ایک گھوڑے کی پیٹھ پر سوار تھیں وہ محسوس کر رہی تھی اور دنیا میں [illegible] انسانی آبادی کی ابتدا محض چند لمحے پیشتر ہوئی ہے اور خالق حقیقی نے کرہ ارض پر پہلی مرتبہ آدم و حوا کو ایک ہی گھوڑے پر سوار کر کے جنت سے بھیجا ہے کچھ دیر وہ سیدھی بیٹھی رہی اور [illegible] کے بعد [illegible] کی طرف جھکتے جھکتے اپنے رفیق سفر کے آغوش [illegible] اس طرح [illegible] راسیں کھینچ کر کچھ دیر کے لئے رفتار کو کم کر دیا [illegible] پھر وہی ہوا جو ہونا چاہیے تھا۔ آنکھیں ملیں، سینہ ملا، چار لب ملے انتہائی فتح کے ساتھ اور ایک دفعہ نہیں بار بار۔

دس سال گذر گئے۔ [illegible] کے مرجانے کے بعد پیڑس کے جذبات [illegible] محدود دنیا [illegible] وسیع ہو گئی ہر رات وہ ایک نئے آدمی کی زینت آغوش [illegible] اپنے اس [illegible] پر [illegible] نہ ہوتی کیونکہ وہ اپنے [illegible] میں قدرت سے زبردست انتقام لے رہی [illegible] اس پر توجہ [illegible] عہد شباب [illegible] چار [illegible] جبکہ وہ دنیا کی [illegible] شریف [illegible] کی [illegible] کبھی [illegible]

[illegible]

ما درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال

نوشتہ [illegible] خان مدیر مولوی دہلی

[illegible] اخبار سے ان [illegible] آنکھوں نے چالیس برس تک دیکھا لیکن [illegible] کی وجوہ [illegible] اور عزت رہی [illegible] جناب شیخ [illegible] کے مقتضیٰ [illegible] آپ کا ایک مدیر مولوی ہے [illegible] توقعات کے محل تعمیر کرنے شروع کر دئے [illegible] غریب کا بھی کچھ بہت زیادہ [illegible] آئے اور [illegible] تعریف [illegible] دنیا میں [illegible] شدید [illegible] حق [illegible] مقامات مقدسہ [illegible] اردو [illegible] مولوی [illegible] ساتھ ہی حکم [illegible] اللہ [illegible]

[illegible] کہ میرا چندہ [illegible] ختم ہو چکے۔

[illegible] کی جو [illegible] آپ نے [illegible] ہزار روپے نکلوا دیے [illegible] آپ [illegible] خدا آپ کو [illegible] آگر دین کے [illegible] ختم ہو جائے [illegible] ایمان [illegible] روانہ کریں [illegible] زیادہ سے زیادہ [illegible] عقیدہ [illegible] جائیے گا [illegible] بخاری [illegible] بسم اللہ شریف چھپ رہی ہے [illegible] زیادہ [illegible] روپیہ دینے والے [illegible] زندگی کا [illegible] ساتھ [illegible] ہمیشہ [illegible] مشکوٰۃ کے لئے [illegible]

تجارتی شریف

[illegible]

دیکھو دیکھو یہ ہیں شیدائے رسول عربی

وہ جنہوں نے رسول نمبر کی اشاعت میں حصہ لے کر اپنے رسول کو راضی کیا، اور جن سے مسلک صداقت کی شرط ہے، خدا ان کے گناہوں کی عیب پوشی فرمائے اور ان کو رسول کریم کی شفاعت نصیب ہو۔ انہیں کے صدقہ میں ہماری بھی دستگاری فرمائے

اللھم حصّل مرادھم بالخیر اللھم نوّر قلوبھم بنور حبیبک (صلعم)

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
جناب زین العابدین صاحب مراد آباد	۲	جناب عبداللطیف خان صاحب لٹن ہانہ	۱
" نور محمد صاحب جونڈلہ	۲	" محمد سعیت اللہ خان صاحب رانچی	۵
" حکیم محمد عبداللہ صاحب بجوارہ	۵	" ذوالفقار حسین صاحب مراد آباد	۱
" جناب کرم الدین صاحب کھوٹہ	۲	" قاضی حبیب اللہ صاحب الہ آباد	۱
" محبوب خان صاحب بجوارہ	۵	" عبدالرزاق صاحب رنگون	۱
" عبدالرحیم صاحب کسی	۲	" محمد صدیق صاحب ایولہ	۱
" محمد ابراہیم صاحب کوئٹہ	۱	" غلام محی الدین صاحب نانگ منہ	۲
" محمد اسد صاحب قریشی ناندیڑ	۱	رمضان بخش صاحب ...	۱
" عبدالرحیم حاجی اسماعیل صاحب ملکاپور	۵	" نور الدین صاحب ...پور	۱
" محمد شمس الدین صاحب پوردہ	۱	" حبیب الدین صاحب نقوی آگرہ	۱
" نور محمد جمال الدین صاحب بمبئی	۲	" قاسم علی صاحب ...پور	۲
سائیں محمد رمضان صاحب ...	۱	" محمد علی صاحب سیتاپور	۲
عبدالغنی صاحب ترتاری	۱	" منشی محمد نذیر خان صاحب ...	۲
شاکر حسین صاحب جالاپاٹن	۲	" وزیر الدین صاحب امراوتی	۲
افتخار احمد صاحب جون پور	۲	" عبدالعزیز صاحب گوالیار	۲
حافظ احمد نور صاحب اجمیر شریف	۵	" فیض الرحمان صاحب بالی گنج	۲
سید احمد شاہ صاحب تہانہ پٹن	۳	" محمد عظیم صاحب ڈھاکا	۱
حافظ نبی رضا صاحب مہرل	۲	" سمیع احمد صاحب کلکتہ	۱
" عابد علی صاحب منٹگمری	۲	" ریاض الحسن صاحب سیوترا	۲
" محمد بیگ صاحب مندسور	۳	" کرم الٰہی صاحب ...	۲
" ایم عبدالستار صاحب بہاولپور	۴	" سید حسین شاہ صاحب پشاور	۲
" سید اسلام الحق صاحب شاہپور	۲	" مشتاق احمد صاحب لاہور	۵
" شیخ احسان علی صاحب کماسن خورد	۳	" میاں محمد صاحب شکارپور سندھ	۲
" لیاقت حسین صاحب کچھوچھہ	۳	" ڈاکٹر صوفی احمد بخش صاحب پیر محل	۲
" اظہر علی صاحب گونڈہ	۱	" قاضی مبارک علی صاحب بمبئی	۱
" محمد مختار علی صاحب گونڈہ	۱	" عادل حسین صاحب کلکتہ	۲
" عبدالرزاق صاحب چھپرہ	۱	" ایم ٹی بیگ صاحب بیکانیر	۲
" حاجی عزالدین صاحب مدوٹ	۲	" محمد عبداللہ صاحب پٹواری پاکپٹن	۳
" رضوان علی صاحب پشاور	۴	" محمود شاہ صاحب سرگودھا	۱
" راجہ خداداد صاحب ساگری	۲	" شیخ شاہد ... صاحب آگرہ	۱
" عزیز اللہ خان صاحب حیدرآباد	۱	" سید محمود حسن صاحب آگرہ	۲
" ابرار حسین صاحب اجمیر	۱	" عبدالرحیم صاحب پوری کٹرہ	۳

نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد
جناب عبدالحفیظ صاحب سمرکھہ	۴	جناب عزیز احمد صاحب سیتاپور	۱
" عبدالخالق صاحب گنور	۲	" غلام رسول صاحب مظفرآباد	۳
" کاظم حسین صاحب گنور	۱	" سید حامد صاحب سہارنپور	۴
" سید محمد حسین صاحب ولنڈا	۲	" عنایت بیگ صاحب گوجرانوالہ	۲
" شیر محمد صاحب کھیری	۲	" عبدالغنی صاحب ...	۲
" حشمت اللہ خان صاحب کھیری	۳	" انوار محمد صاحب اناؤ	۲
" بدلو صاحب کوٹ گانڈہ	۳	" عبدالمجید صاحب بٹالہ	۲
" ڈاکٹر پارس ایرانی لاہور	۳	" علی اکبر صاحب کرور	۲
" جمال الدین صاحب مغل پورہ	۱	" بخش حق صاحب تھانہ	۲
" اکبر علی صاحب ...گوں	۲	" غلام محی الدین صاحب پاکپٹن	۳
" محمد جعفر خان صاحب ...	۵	" غلام مصطفیٰ صاحب راولپنڈی	۲
" آدم جی حاجی محمد صاحب پنچ ال	۲	" عبدالحمید صاحب بلاسپور	۳
" محمد افضل صاحب	۴	" مینا علی بیگ صاحب بمبئی	۴
" ایم احمد صاحب لاہوری	۲	" محمد شفیع صاحب گلبرگہ	۷
" قاضی سید ... صاحب ...	۱	" عبدالسلام صاحب حیدرآباد	۱
" فضل احمد صاحب ...	۱	" نہال حسن خان صاحب پٹنہ	۱
" سعادت حسین صاحب سہسرام	۲	" سلطان محمد خان صاحب ...	۲
" یعقوب خان صاحب گوالیار	۲	" عبدالغنی صاحب نوگاؤں	۳
" حکیم محمد اسماعیل صاحب بوگرا	۳	" محمد جمیل صاحب بمبئی	۳
" علی محمد صاحب فیض آباد	۵	" نذیر ثانی صاحب ساگر سی	۳
" غلام حیدر صاحب بانس جوڑہ	۶	" عبدالرحیم صاحب حیدرآباد دکن	۲
" انور علی صاحب پٹنہ	۳	ڈاکٹر عزیز الرحمان صاحب اندور	۱۰
" عبدالرحمٰن صاحب بیاوڑہ	۲	" ایم عبدالقادر صاحب ...	۲
" علی احمد صاحب سیالکوٹ	۳	" محی الدین شریف صاحب ...	۲
" عبدالقادر صاحب لدھیانہ	۳	" محمد فضل احمد صاحب محبوب نگر	۲
" صادق علی صاحب گوالیار	۳	" محمد بخش صاحب ...	۷
" عبدالقادر صاحب نظام آباد	۱۲	" محمود خان صاحب تہانہ ...	۵
" محمد حسین صاحب بلرام پور	۵	" ماسٹر عبدالحمید صاحب ...	۵
" شیخ فتح محمد صاحب ملتان	۱	" محمد دلدار علی صاحب حیدرآباد	۸
" عبدالغنی صاحب گونڈہ	۲	" ایم اے صبور صاحب بنارس	۴
" ڈاکٹر سید رفیع الدین صاحب علی گڑھ	۲	" محمد عمر صاحب نینی تال	۲
" منشی امداد بیگ صاحب ٹونک	۳	" محمد منشی خان صاحب ...	۲
" مخدوم بخش صاحب کھنڈوہ	۳	" نظام الدین صاحب فیروزپور	۲
" سید شاہ عالم صاحب گیا	۸	" شمس الدین صاحب ...	۱
" نور محمد صاحب کلکتہ	۴	" ابوالقاسم صاحب بھاگلپور	۱
" سید رفیق الحسن صاحب	۳	" عبدالغفار صاحب بیدوہی	۴
" محمد عبداللہ صاحب منٹگمری	۱	" عبدالرفیع خان صاحب شاہ آباد	۲
" سید عبدالرحیم صاحب پٹیا برم	۲	" چراغ الدین صاحب ڈیرہ بابا	۳

باقی

جمادی الاولی

مولینا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کا بیشمار خوبیوں والا قرآن شریف

اس سے بہتر خوشنما اس سے زیادہ صحیح اس سے زیادہ سستا اس سے بہتر بامحاورہ ترجمہ والا صاف و درست قرآن شریف ہندوستان بھر میں نہیں
آپ نے ہزارہا اشتہار پڑھے اور صدہا قرآن شریف دیکھے ہونگے لیکن مولوی اشرف علی صاحب کے ترجمہ والا قرآن شریف اتنا سستا نہ ملا ہوگا۔

ڈیڑھ روپیہ میں ملتا ہے

یہ معاونین مولوی کا چھپوایا ہوا قرآن شریف ہے

اسمیں ان لوگوں کی امداد شامل ہے جو خدا کے سچے دین کے سچے مددگار ہیں اور مولوی کے خریدار ہیں انکا خلوص خدا کے ہاں مقبول ہے اس لیئے انکی تمولیت کا ہر دینی کام مقبول عام ہوتا ہے چونکہ اس کام میں بیشمار نیکوں کی امداد ہے اس لیئے اس قرآن شریف کا نادر بیشمار خوبیوں والا قرآن شریف ہے یہ اتنا سستا ہے کہ اسکی لاگت بھی اس سے زیادہ ہو جاتی اگر یہ لوگ مدد نہ کرتے۔ آپ اسکو خود اسکی جلد ہی دیکھ کر پہنچے ہر طرح سے آپ اسے ایک دینہ مانگ لیگا۔ اور ایسا قرآن شریف تو دوسرا ہندوستان بھر میں نہیں ہے

یہ آپکے پاس ضرور ہونا چاہیئے

اس لیئے کہ یہ آپسے وابستہ امداد ہے امداد مولوی کے خریدار ہیں (۲) بہت سستا ہے چھ سو صفحہ کا قرآن شریف ہے (۳) ۲۴ صفحہ کا مقدمہ ہے (۴) پورے چھپنے کی نقدی کا رجلد ہے (۵) مولوی اشرف علی صاحب کا بامحاورہ صحیح اور مکمل ترجمہ ہے (۶) حاشیہ پر شان نزول ہے (۷) نہایت ہی صاف اور صحیح چھپا ہوا ہے (۸) استاذ الاساتذہ مولوی عبدالغنی صاحب جو خوشنویسی میں یگانہ زمانہ ہیں ان کا خاص طور سے تحریر کردہ ہے (۹) کاغذ سفید ولایتی نادر ہے کا ہے (۱۰) قرآن شریف پڑھنے کا جو مقصد ہے وہ اسی قرآن سے پورا ہوجاتا ہے یعنی اسکے مقدمہ میں قرآن شریف کی وہ خاص دعائیں اپنی ہیں جو ہر ضرورت پر کام آنے والی ہیں اور معلومات قرآنی کا ایک بڑا ذخیرہ بھی اس قرآن شریف میں ہے اور پھر ہدیہ بھی کچھ نہیں۔ قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک صرف ۲ رخیانت شدہ ارغوانی بھی ہے جسکا ہدیہ ہے فرمائش کے وقت خانہ حضر درگاہ مدین مزید رعایت دس قرآن شریف منگانے پر گیارہ قرآن شریف ملیں گے۔ ریل کے ذریعہ منگائیں تو قیمت پیشگی روانہ فرمائیے۔

بغیر پڑھے

بھی اگر آپ پڑھنے والوں سے زیادہ ثواب کرانا چاہتے ہیں تو مساجد میں رکھنے کے لیئے اس کے ہر پارہ کی علیحدہ علیحدہ جلد بھی بنی ہوئی ہیں جو منگا کر مسجد میں دیدیجیے جبتک وہ پڑھا جائے گا، آپکا نام بھی پڑھنے والوں میں ہی شمار ہوگا

مرنے والے

اعزا کے لیئے اس سے بہتر ثواب پہنچانے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ ایک قرآن شریف ان کے ایصال ثواب کیلئے مسجد میں دیدیں اسکے ہدیہ کا کل تیس پارے علیحدہ علیحدہ مجلد سوا دو روپیہ علاوہ محصولڈاک تین کل چار روپیہ

حمیدیہ پریس دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

الحمد للہ رب العلمین ۝ الرحمن
سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرحیم ۝ ملک یوم الدین ۝ ایاک
نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نعبد و ایاک نستعین ۝ اھدنا
عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو

الصراط المستقیم ۝ صراط الذین
رستہ سیدھا ان لوگوں کا رستہ جن پر آپ نے

انعمت علیھم ۝ غیر المغضوب
انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

علیھم ولا الضالین ۝
اور نہ ان لوگوں کا جو رستے سے گم ہوگئے

چند مایہ الہی دیکھیے حضور ... حضرت خدیجہ کے ... عالم ... حضرت ... تشریف لے گئے ... ع

بڑی [illegible] رسول

یہ کتاب [illegible] سلاست [illegible] میں حضور [illegible] مصطفیٰ [illegible] کے حالات [illegible] میلاد رسول [illegible] کے حالات بشرح و بسط درج ہیں کتاب عاشق رسول [illegible] ہے جو نہایت [illegible] بصیرت افروز ہو کتاب [illegible] رسول مقبول کی صورت [illegible] ہوگی لیکن اس کے مطالعہ سے آپ کی حیات دینی میں خاص [illegible] میلاد [illegible] ۲۰۲ صفحات قیمت مجلد ۱۲/ محصول ڈاک ۵/

الفاروق مجلد

[illegible] بیان [illegible] حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مختصر حالات ہیں [illegible] جلیل القدر صحابی ہیں جنکا نام [illegible] ان کی زندگی [illegible] ساتھ [illegible] کر [illegible] کہتے ہیں [illegible] مرتبت صحابی کی شان [illegible] دیکھو [illegible] میں شاہانہ [illegible] غلام [illegible] آج کل [illegible] جمہوریت کے سب سے بڑے [illegible] کے حالات پڑھو [illegible] صفحے مجلد ۱۲/

سچا شہادت نامہ

یہ شہادت نامہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے [illegible] کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے ایک واقعہ بھی غلط نہیں ہے ہر شہادت نامہ میں [illegible] امام میں غلطیاں [illegible] یہ شہادت نامہ غلطیوں [illegible] ہے کہ ایک [illegible] واقعہ شہادت کا آپ [illegible] تو امام [illegible] انیس کے مرثیے [illegible] دیئے ہیں اور [illegible] اشعار [illegible] انیس کے ہیں [illegible] ایسا شہادت نامہ آپ کی نظر سے نہ گزرا ہوگا

قیمت مجلد [illegible] محصول ۵/

چھیانوے اولیا

[illegible] کے حالات [illegible] ان کے مزار [illegible] اس کتاب [illegible] ہندوستان [illegible] اور [illegible] یہ کتاب [illegible] آئینہ ہے [illegible] ہے اور بہت ہی مقبول کتاب ہے کوئی بھی مشہور ولی ایسا باقی نہ رہا جس کا تذکرہ اس کتاب میں نہ ہو۔

چار دلکش میلاد

۱۔ مولود شہید بڑا ہی موثر اور [illegible] نظمیں [illegible] سب سے [illegible] کی فصاحت مرثیہ کا رتبہ دینے والا۔

۲۔ مولود [illegible] لطف [illegible] اور [illegible] نظمیں بڑی دلکش ہے۔

۳۔ مولود دلپذیر نہایت شستہ اور [illegible] زبان میں نہایت دلپذیر [illegible]

۴۔ مولود مسعدی [illegible] بڑی [illegible] ہیں ۵۲ صفحات سب ایک جگہ مجلد قیمت ۱۲/ محصول ۵/ [illegible]

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریم تک جتنے نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری ہو بڑی مستند احادیث سے مستنبط ہے ۲۷۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے انبیا کے حالات [illegible] عجیب و غریب معارف سے پر ہونگے سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر امتوں کی سخت ترین ریاضات کے مقابلہ میں امت محمدی کی عبادتوں اور اعمال [illegible] عبادت الٰہی کی تشریح [illegible] کتاب [illegible] مجلد بارہ آنے ۱۲/ محصول ڈاک ۵/

امت کی مائیں

[illegible] الخیری کی تصنیف ہے ازواج مطہرات کی سوانح عمری ہو اس کتاب میں تعدد ازدواج کے مسئلہ کو حل کیا گیا ہے اور جو دشمن رسول کریم کی ازواج مطہرات پر اعتراض کرتے ہیں ان کا [illegible] اس کتاب میں حضرت عائشہ [illegible] خدیجہ کی [illegible] بہت [illegible] ہے اور حیات [illegible] ہے کتاب پڑھنے ہوئے اس کی [illegible] ہے ان کے گھروں میں یہ کتاب بہت مفید ہوگی جہاں میاں بیوی میں جھگڑا رہتا ہے کیونکہ رسول [illegible] زندگی ایسی نہیں [illegible] قیمت ۱۲/ [illegible]

ابوذر غفاری

عاشق رسول کی [illegible] عاشق رسول کی زبانی حضرت ابوذر غفاری کے حالات سے کون [illegible] رسول ہو جو مطلع ہونا نہیں چاہتا ہے یہ اس جلیل صحابی کی سوانح عمری ہے جس کے [illegible] رسول کریم نے [illegible] ہیں ۴ [illegible] کی کتاب ہے [illegible] کی زندگی کے تمام جزئیات کو [illegible] کیا ہو اردو زبان میں سب سے [illegible] سوانح عمری ہے تاریخ اسلام کا [illegible] خلفائے راشدہ کے بہت سے اہم واقعات بھی اس کتاب میں درج ہیں ہر مسلمان کو یہ کتاب پڑھنی چاہیے قیمت و محصول [illegible]

خواجہ معین الدین

[illegible] سلطان الاولیا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی سوانح عمری ہو [illegible] خواجہ [illegible] اجمیری کے [illegible] تذکرہ [illegible] ہو جس [illegible] کی [illegible] حالات [illegible] خواجہ [illegible] عبادات کے متعلق [illegible] پڑھتے پڑھتے وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے بڑی موثر کتاب ہو اس کی [illegible] کے بعد ہی [illegible] محصول ۲/

تصوف کے دو حامی

مولانا روم جن کی مثنوی مشہور و معروف ہو انکی سوانح حیات علامہ شبلی کی تصنیف ہو اسمیں علاوہ آپکی زندگی کے حالات کے مثنوی شریف کا خلاصہ انتخاب بھی ہے، بہت مفید اور دلچسپ کتاب ہو [illegible] اہمیت و مصنف کے نام سے [illegible]

امام غزالی جو التصوف حضرت علامہ امام محمد غزالی کے حالات جو علامہ شبلی نے لکھے ہیں شریعت و طریقت کی پرکیف [illegible] اور ملکہ موصوف کی تصانیف اور ان کے تبحر علمی کا پورا تذکرہ ہے بڑی مقبول کتاب ہے قیمت ۱۲/ دونوں ساتھ منگائیں تو ۱۰/ محصول ۶/

تین روحانی شاعر

سعدی حافظ خسرو

ان تینوں برگزیدہ شاعروں نے جو اسلام اور [illegible] کی خدمت کی ہے وہ سب پر [illegible] نہیں بلکہ زمرہ اولیا میں [illegible] علامہ شبلی نے ان تینوں کی [illegible] سوانح حیات [illegible] مستند ہونے [illegible] رکھتی [illegible] تینوں کی ضخامت [illegible] صفحہ کے قریب ہے علیحدہ علیحدہ بھی مل سکتی ہیں ہر ایک کی قیمت ۱۲ آنے ہے اور تینوں جلد [illegible] محصول ڈاک تینوں جلدوں کا [illegible] سب کتابیں منیجر [illegible] دہلی سے منگایئے

سیرت نظامی

یعنی حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی [illegible] اولیاء [illegible] کی ابتدا سے انتہا تک [illegible] الدین [illegible] پیدائش [illegible] ارادت [illegible] حالات اور سخاوت [illegible] خدا پرستی شفقت و عنایت [illegible] اور [illegible] حالات وغیرہ کا مفصل بیان [illegible] کے اکابر [illegible] اور [illegible] آپ کے ہم عہد شاہان دہلی کے حالات بھی شامل کئے گئے ہیں [illegible] کا بھی مفصل حالات ہیں ۱۲۰ صفحات کی مجلد کتاب ہے قیمت ۱۲/

اسلامی مسائل

[illegible] اور فقہ اسلامی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] معاشرت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] جس کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ ہو۔
قیمت مجلد ایک روپیہ محصول ڈاک ۹ر

کتاب الاسلام

اسلامی معلومات کی اردو زبان میں سب سے بڑی کتاب جس میں مسائل کے علاوہ مکمل حالات [illegible] مسلمانوں کے [illegible] [illegible] کی جلد چھپ کر تیار ہے اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہر سال اس کا ایک ایڈیشن فروخت ہو جاتا ہے [illegible] [illegible] عالم فاضل دیندار بادشاہ [illegible] نے [illegible] اردو زبان ہونے کے پسند فرمایا اور [illegible] جلدیں اپنے کتب خانے کے لئے منگائیں اور [illegible] قیمت مجلد [illegible]
[illegible] محصول ڈاک ۱۳ر

مذہبی معلومات

نئی روشنی کے ایسے لا مذہب ہوگئے ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن اسلامی تعلیم سے قطعی ناواقف ہیں اور جب ان سے مذہب کی ناواقفیت کا پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اردو میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جو ہم کو مطمئن کر سکے اور کم سے کم وقت میں ہم زیادہ سے زیادہ اسلامی معلومات حاصل کر سکیں ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ کتاب ضرور [illegible] دین کا مطالعہ کریں جو تمام اسلامی تعلیم کی [illegible] ہے جس میں صدہا مسائل درج ہیں جس کے مطالعہ سے آپ کی مذہبی معلومات بہت [illegible] ہو جائیں گی قیمت صرف ۸ر محصول ۲ر

آداب عبادات

انسان کا کام اگر وہ خدا کے بتائے ہوئے طریقہ پر ہوتا ہے تو عبادت اور وہی مقبول ہو سکتی ہے [illegible] کی جانے یہ کتاب حضرت امام محمد غزالی کی کتاب [illegible] کا ترجمہ ہے [illegible] [illegible] [illegible] آداب عبادت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان خصائل کا مسلمانوں میں ہونا ضروری ہے یہ اس قدر ضروری کتاب ہے کہ ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا ہونا ضروری ہے ضخامت ۱۴۰ صفحات قیمت چار آنے اور کتابوں کے ساتھ منگائیے۔

بہشتی زیور کامل

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسائل [illegible] [illegible] طلاق نکاح مہر [illegible] عدت وغیرہ [illegible] حقوق معاشرت زوجین حصہ اصلاح باطن [illegible] اصلاح رسوم [illegible] شادی [illegible] نیک بیویوں کی حکایتیں [illegible] [illegible] علاج [illegible] دنیا دی [illegible] [illegible] کے لئے [illegible] مسائل [illegible] ایک جگہ مجلد [illegible] صفحے
قیمت مجلد [illegible] محصول [illegible]

نماز حنفی مدلل و مکمل

یہ وہ مقبول عام نماز کی کتاب ہے جو لاکھوں کی تعداد میں آج تک شائع ہو چکی ہے، ۳۰۵ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور نماز کی معلومات کے سلسلہ میں [illegible] کتاب ابتک طبع نہیں ہوئی اس میں وضو سے لیکر جنازے کی نماز تک ہر قسم کی نماز کے حالات ہیں اور ہر ہر نماز کے متعلق مسائل ساتھ ساتھ درج ہیں جا بجا [illegible] کے لئے نقلیں اور صحابہ والی بریت [illegible] سلف کی حکایتیں بھی ہیں غرضیکہ جس مسلمان کے گھر میں یہ کتاب موجود ہو اس کو نماز کے کسی مسئلہ کے پوچھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی
قیمت مجلد ڈیڑھ روپیہ [illegible]

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف رکن دین مجلد کو ترجیح ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو غرضیکہ نماز پڑھنے ہوتو یہ کتاب بھی منگائیے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر بڑے چھوٹے مسئلہ سے واقف ہو جائینگے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے یہ ایڈیشن مصنف نے بعد نظر ثانی خود چھپوایا ہے ۲۰۰ صفحات قیمت مجلد دس آنے ۱۰ر محصول ڈاک ۶ر کل [illegible]

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر فقط ایک حکم کی پابندی ہے لیکن اس میں ایسے ہزاروں فوائد پنہاں ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائینگے کہ نماز سے انسان کی [illegible] ضروریات کو کس حد تک پورا کرتی ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں ہر [illegible] کا [illegible] نماز [illegible] بتلایا گیا ہے کہ نماز ہی حل مشکلات ہے اور تنہا نماز ہی سے دینی اور دنیاوی فوائد المرام نصیب ہوتی ہے ایک جدید [illegible] مصری عالم کی کتاب الصلوٰۃ کا اردو ترجمہ [illegible] قیمت چھ آنے محصول [illegible]

گھر کا مولوی

یہ [illegible] کتاب ہے جو مصنفہ مولانا [illegible] صاحب کا ترجمہ ہے اس میں ایک سو سات [illegible] ہیں [illegible] روحانی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کو جمع کرکے ایک [illegible] [illegible] [illegible] قیمت [illegible]

مقالات غوث پاک

سیدنا غوث الاعظم کے ارشادات و مقالات کی [illegible] حضور کے معتقدین کے لئے جس قدر اہم ہے اور حقیقتہً قابل تقلید ہے اس کا اقتضا یہ ہے کہ ان تعلیمات و ارشادات کو ہر مسلمان کے گھر تک پہنچایا جائے تاکہ حضور کی شخصیت کا اندازہ ہو اس لئے حضرت غوث پاک کے مواعظ ملکہ کو پڑھئے یہ فتوح الغیب کا اردو ترجمہ ہے غوث الاعظم کے معتقدین ہی کے لئے نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لئے سرمایہ دینداری ہے اور ہر وہ شخص جو اپنے قلب کو وسوسوں اور علائق سے پاک کرنا چاہتا ہے وہ اس کتاب کو پڑھکر اپنے اندر انقلاب دیکھ سکتا ہے قیمت ۸ر محصول ڈاک ۶ر

شرح مثنوی مولانا روم

مثنوی شریف کی خوبیاں محتاج بیان نہیں یہی وہ کتاب ہے جو آج عالم تصرف کی جان ہے یہی وہ کتاب ہے جو تشنگان طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے یہی وہ کتاب ہے جس سے دنیائے تصوف شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے کوئی صوفی صافی ایسا نہیں جو اس سے مستغنی ہو لیکن اس کی ضرورت نہ صرف لیکچراروں اور [illegible] اڈیٹروں کو اس کی ضرورت ہے بلکہ ہر قسم کے لوگوں کو ہر گھڑی اس کی ضرورت ہے ضخامت ۵۰۰ صفحات قیمت مجلد پورے [illegible] صرف [illegible] محصول ڈاک دس آنے

امام ابو حنیفہ

کے حالات پڑھنا مسلمان کے لئے ضروری ہیں جن کی نسبت وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بغیر رہنا نہایت ہی [illegible] ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارنامے مناظرے اور فقہ کے مسائل کے سلسلہ کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام صاحب کا یہ پایہ الامتیاز فن بھی ہے ضخامت ۱۲۰ صفحے قیمت صرف ۲ر محصول ڈاک [illegible]

مصحف نمبر ۲ مہری
بے ترجمہ والا خوشنما قرآن مجید

اس سال کا سب سے زیادہ مقبول قرآن مجید ... [illegible]

[illegible] تین جلد تک ڈاک سے منگئیے۔ اور زیادہ ہوں تو ریل سے منگئیے ... [illegible]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۱

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ
الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ
مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ۲ وَ اٰتَیۡنَا مُوۡسَی
الۡکِتٰبَ وَ جَعَلۡنٰہُ ہُدًی لِّبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَلَّا تَتَّخِذُوۡا مِنۡ
دُوۡنِیۡ وَکِیۡلًا ؕ ۳ ذُرِّیَّۃَ مَنۡ حَمَلۡنَا مَعَ نُوۡحٍ ؕ اِنَّہٗ کَانَ

ڈھائی روپیہ میں مولوی نور محمد صاحب کا معجز نما قرآن شریف منگایئے جو اپنی قسم کا واحد

قرآن شریف ہے ... ہندوستان بھر میں یہی قرآن شریف دو ترجمہ والا ہے اور اسکی تفسیر جو تمام عربی تفاسیر کا خلاصہ ہے اسی قرآن شریف میں ہے اسکا ہدیہ پہلا پانچ روپے تھا، اب **نصف قیمت** ہے اس لیے رمضان تک صرف تین ہزار ہدیہ ہو گیا۔ کوئی مہینہ دریا میں نہیں ملا، اب پھر چھپ گیا ہے۔ اس قرآن شریف کی ضخامت ایک ہزار صفحات ہے اور تقطیع اس رسالہ کی برابر ہے کاغذ سفید اعلیٰ درجہ کا ہے خوشنما دیدہ زیب پرسے خوشخط کی جلد ہے دو ترجمے ہیں، پہلا ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا تحت اللفظ ہے، دوسرا ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا بامحاورہ ہے، حاشیہ پر تفسیر کا حال جس کا اندازہ ملاحظہ ہی سے ہو سکتا ہے، ابتدا میں ایک بیش بہا سو صفحات کا مقدمہ ہے جس میں قرآن پاک کی تاریخ، معارف، رموز و اسرار، عملیات اور بہت معلومات ہیں ہدیہ مجلد جری ڈھائی روپے محصول ڈاک ۱۵؍

اِنَّ قَارُوۡنَ کَانَ مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰی فَبَغٰی عَلَیۡہِمۡ ۪ وَ اٰتَیۡنٰہُ

تحقیق قارون تھا قوم موسیٰ کی سے پس سرکشی کی اوپر ان کے اور دیا ہم نے اس کو

قارون موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے تھا سو کثرت مال کی وجہ سے ان لوگوں کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا اور ہم نے اس کو مال کی کثرت یہاں تک دی

مِنَ الۡکُنُوۡزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَہٗ لَتَنُوۡٓاُ بِالۡعُصۡبَۃِ اُولِی الۡقُوَّۃِ ٭

خزانوں سے اس قدر کہ کنجیاں اسکی بھاری ہوتیں ساتھ ایک جماعت زور والی پر

کہ دیئے اسکو اس قدر خزانے تھے کہ اس کی کنجیاں کئی کئی زور آور شخصوں کو گراں بار کر دیتی تھیں، جب کہ اسکو اس کی برادری

اِذۡ قَالَ لَہٗ قَوۡمُہٗ لَا تَفۡرَحۡ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡفَرِحِیۡنَ ۝

جس وقت کہا اس کو اسکی قوم نے مت خوش ہو تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا بہت خوش ہونے والوں کو

نے سمجھانے کے طور پر کہا کہ اس مال و حشمت پر اترا مت واقعی اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

ف قارون ہمیشہ حضرت موسیٰ کو تکلیف پہنچاتا رہتا تھا، لیکن آپ ... قرابت تھے اس لئے خیر خواہی کرتے رہتے جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو قارون تھا جب ... پیش کرنے کا وعدہ کیا ہوا کہ ہر ہزار دینار پر ایک دینار ... جب زکوٰۃ ہزار پر ... ہوا جو مال کا ایک بڑا حصہ تھا اور قبضہ قارون نے سخت دکھائی دیا، تو اس ... بخیل کو وہ گوارا نہ ہو سکا لیکن ... کی صورت سب اپنی تمام قوم کے سامنے بدنام ہونے اور ذلت ہونے کا خطرہ تھا، اس لیے اس نے اپنی قوم کو ... اور حضرت موسیٰ کا مخالف بنا لیا اور تمام بنی اسرائیل کو بلا کر کہا۔ کہ دیکھو جی موسیٰ تمہارا مال و اسباب لینا چاہتے ہیں اس طرح کان دبا کر دیدینا بڑے شرم کی بات ہے، لہٰذا اب مشورہ کر لو اور کہو کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ سب نے کہا کہ حضور کی رائے سب پر غالب ہے ... کہا کہ ایک فاحشہ عورت کو مال کی طمع دے کر تجویز کرنا چاہئے۔ کہ وہ ان پر تہمت لگا دے ... ایک دن حضرت موسیٰ وعظ فرما رہے تھے اور شریعت کے احکام سنا رہے تھے۔ کہ جو کوئی چوری کرے گا اسکا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ جو کوئی شادی شدہ عورت سے زنا کرے گا اس کو سنگسار کیا جائیگا اس پر قارون بولا کہ اگر ... آپ خود ہوں تو کیا ہے، حضرت موسیٰ نے کہا کہ میری بھی یہی سزا ہے، قارون بولا کہ فلاں عورت سے تم نے زنا کیا ہے غرض تصدیق کے لیے وہ عورت بلائی گئی حضرت موسیٰ نے اسکو قسم دے کر کہا

تفہیم القرآن

[illegible]

تفسیر ام الکتاب

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورۃ الحمد کی تفسیر ہے لیکن حقیقت میں مذہب اسلام سے متعلق ایک جامع تفسیر ہے اس میں بہت سے مضامین ہیں جو مختلف مذاہب کی تفسیر شیطان اور سائنس فضائل ہیں ہے متعلق عقلی دلائل سے اسلام عقائد کی رد میں ملائکہ اور جنات انسان قادر ہیں ہو گئے ہیں انبیائے کرام کی فطری طاقتیں عذاب قبر کا عقلی ثبوت مرنے کے بعد زندہ ہونا وحی اور سائنس وحی کی حقیقت نجات کا راستہ صداقت رسول اکرم غرض آج تک کسی مخاطب غرض ایسے صدہا مضامین علامہ عبد مصری قیمت ۱۰ر محصول ۵ر

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ الحاد کا زمانہ ہے قدم قدم پر مذہب کے لئے عقلی دلائل مانگے گئے ہیں یہ تفسیر اس لحاظ سے شاندار ہے کہ ہر ایک مسئلہ طریقہ پر سمجھایا ہے اور تفسیر بر علامہ عبدہ کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور بیسے عجیب غریب پیرایہ میں شرعیہ احکام کو بیان کیا گیا ہے بالاخر محمد جیلانی لے آتا ہے صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم ہے اور مفصل ہے ایک ایک بات کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفسیرات کا عطر یہی ہے قیمت صرف ۸ر محصول ڈاک ۶ر کل ۱۴ر

تاریخ ومعارف قرآن

معلومات قرآنی کی بیش بہا کتاب قرآن شریف پڑھنے کا لطف ہی پہلے اس کتاب کو پڑھ کر لینے سے آتا ہے اس میں تاریخ قرآن وحی نزول وحی و حفاظت قرآن تحریر و جمع قرآن قرأتیں اور قراء اور تلاوت کے ملاوہ آداب تلاوت یا حفظ قرآن شریف پڑھنا کا دستور اور ایمان بعید تلاوت اسی قسم کے قرآن شریف کے متعلق ایک سو سے زیادہ مضامین ہیں۔ مولوی سید نذیر الحق صاحب کی بلا مقابلہ تالیف ہے قرآن شریف پڑھتے ہیں تو یہ کتاب ضرور پڑھئے قیمت صرف ۵ر محصول ۶ر

قرآن پاک کی دعائیں

آپ کی دعائیں قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقہ سے واقف ہیں اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپ کی ہر دعا مقبول ہو اگر آپ بے اولاد ہوں گے تو صاحب اولاد ہو جائیں گے مفلس ہیں تو زردار ہوں گے بیمار ہیں تو تندرست ہو جائیں گے قرضدار ہیں تو صاحب مال ہوں گے پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائیں گے غرضکہ آپ کی ہر مراد کی قرآنی دعائیں ہیں کیونکہ اس میں طریقہ دعا کے قرآن پاک کی بہت سی بیش بہا دعائیں ہیں بہت ہی مقبول ہو رہی ہے قیمت ۸ر محصول ۶ر

مناجات مقبول ۱۹۲ صفحے

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی اردو نظم میں بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں دعا مانگنے کے طریقے اور آداب علماء کی قبولیت دعا کی حکایتیں پھر قرآن شریف کی سات دن کی اولیائے کرام کی مجرب دعائیں جن کو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے پھر استعاذہ منزل پھر دعائے لیلۃ استعاذہ شجرہ ارادیہ نظم ترجمہ درود شریف منظوم ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب بڑے ہی موثر انداز میں بیان کئے گئے ہیں لاکھوں مسلمانوں کے زیر عمل ہیں قیمت فی جلد ۶ر محصول ڈاک ۶ر کل ۱۲ر

مجموعہ اعمال قرآنی

آیات قرآنی سے تعویذات لاثانی از علامہ حضرت علامہ اشرف علی صاحب حضرت مولانا کے حسن علمی اور روحانی اسرار ربانی کا کون قائل نہیں ہے آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو یکجا کیا ہے اور دنیاوی و دینی ضروریات میں ایک بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کا علاج اس کتاب میں نہ ہو امراض کا علاج بلیات کی دفاع ہے مقدمات کی جیت ہے کشائش رزق ہے جب کے وظیفے ہیں تسخیر کے نقش ہیں ۱۴۰ صفحہ کی کتاب ہے مجلد ہے کاغذ اعلی ہے اصلی قیمت ۱۲ر اب رعایتی ۶ر محصول ۶ر کل ۱۲ر

چار ولیوں کے اعمال

ان کی سوانح عمریاں اور بیش بہا مجرب وظیفے۔ ۱۔ عملیات غوثیہ ابتدا میں سوانح و حالات و مجاہدات غوث الاعظم اور باقی کتاب میں مجرب عملیات ہیں ۲۰۰ صفحے ۲۔ عملیات چشتیہ اس میں خواجہ معین الدین چشتی کے حالات ہیں اس کے بعد مجرب عملیات چشت۔ ۳۔ عملیات صابریہ اول حالات و مجاہدات حضرت خواجہ صابر کلیری اور بعد میں ان کے مجرب عملیات ۴۔ عملیات مجددیہ: وعملیات حضرت خواجہ گنج بخش صاحب کے خاص مجرب ہیں یہ اعمال جو ان کتابوں میں ہیں وہ آپکو کسی دوسری کتاب میں نہیں ملیں گے قیمت کامل چودہ آنے ۱۴ر

خواب نامہ صدیقی

آپ کے خواب کی تعبیر کیا ہے یہ بات دریافت کرنے کے لئے آپ کس قدر مشغول رہتے ہیں جب آپ کو کوشش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا اول تو لاکھوں میں سے کوئی ایک آدھ ایسا کامل ہو جو صحیح تعبیر کر سکے یا خواب کے متعلق اگر آپ معلوم کرنا چاہیں تو خواب نامہ صدیقی منگا کر دیکھئے جس میں فن تعبیر خواب جزو باب ہے اس میں خواب کی قسمیں اور ناقابل تعبیر خواب ان کے شناخت کی خرابی تخیلات کا [illegible] کے صدہا مضامین ہیں قیمت رعایتی ۴ر محصول ڈاک ۶ر کل ۱۰ر

فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے آسان طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا کریں کہ اس کام کا انجام اگر ٹھیک نہ ہو تو اس کو ترک کر دیا جائے اس میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب استخارہ قرآنیہ کا ترجمہ ہے اور اس کے علاوہ قرعہ انبیاء فالنامہ پیغمبران فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ غوث الاعظم فالنامہ دیوان حافظ فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے یہ فالنامہ بہت ہی مقبول ہے ابتک اس میں ایسے ٹھیک جواب ملتے ہیں جو شاید اور فالناموں میں ہوں اس لئے بہت فروخت ہوتا ہے قیمت ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

کتاب التعویذات

یا علاج روحانی ازعمدۃ المفسرین زبدۃ المحدثین نواب محمد صدیق حسن خاں صاحب بڑی تقطیع کے ۱۹۲ صفحہ کی کتاب ہے اس میں ہر مرض کا روحانی علاج ہے اس کے علاوہ قرآن شریف کی تمام سورتوں کے اعمال و تعویذ ہیں اس کے علاوہ کوئی ایک بھی دینی یا دنیوی ضرورت ایسی نہیں ہوگی جس کا عمل یا وظیفہ اور تعویذ اس کتاب میں نہ ہو مصنف کی بیت اور تبحر علمی اس کتاب کے صحیح اور مجرب ہونے کی ضامن ہے ہر عمل شرعیہ ہے اور ہر جائز ضرورت اس کے ذریعہ بفضل ایزدی پوری ہو سکتی ہے قیمت ۱۰ر

اوراد و وظائف

مخدوم جہانیاں جہاں گشت جب ہر طرف سے مایوسی ہو جاتی اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسان مجبور ہو کر بیٹھ جائے راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں ہر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی انسانی امکان کا آخری ذریعہ ہے ہمارے یہاں ملتے ہیں جس میں مجبور انسان اور شہنشاہ زمان کے [illegible] ہیں نقرا کی کرامات اوراد و وظائف میں مضمر ہے ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف کو ہے جنہوں نے ایک عالم کا چکر لگا کر لکھے ہیں قیمت دس آنے محصول ۶ر

[illegible]

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

اے رب ہمارے مت گرفت کر ہماری اگر ہم بھول جائیں یا خطا ہو جائے ہم سے

حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن کا خلاصہ ہے سطر سے اس سے بڑی ہے اس قدر حاشیہ کا نمونہ نہ آسکا

تقطیع ۱۵ انچ طول ۱۱ انچ

عرض مجلد چرمی پشتہ مضبوط

ضعیف العمر اور کمزور نگاہ والوں کے لیے بہت جلی حروف قلم

آسان وید قرآن مجید ترجمہ و تفسیر والا

مترجمہ شاہ رفیع الدین مفسرہ شاہ عبدالقادر

بہت سستا حاشیہ صاف، صحیح سیاہ چھپا ہوا سفید کاغذ موٹا

بڑے بڑے کام کرنے والے حیران ہیں، کہ کس حساب سے ہی اس قدر جلی قلم اتنی ضخامت کا قرآن شریف چار روپے میں نہیں چھپ سکتا ہے، کتابت اعراب برجا اور حروف کشادہ ہیں قلم کا نمونہ سامنے موجود ہے ترجمہ نمونے سے بھی زیادہ جلی ہے اور ٹھیک حرفوں کے نیچے ہے جس سے عربی الفاظ کے الگ الگ معنی معلوم ہو جاتے ہیں قرآن مجید اتنا جلی ہے کہ میں جو عینک لگاتا ہوں چار گز کے فاصلہ سے پڑھ لیتا ہوں اچھی نگاہ والے اور دور سے

ضعیف العمر بزرگ چاندنی میں بھی اسکی تلاوت کر لیتے ہیں

یہی وجہ ہے کہ اس قرآن شریف کا نام آسان وید قرآن شریف ہے۔ بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی ابتدا میں ایک طویل مقدمہ بھی ہے اور جس قدر یہ قرآن شریف بڑا ہے اسی نسبت سے یہ مقدمہ بھی بہت اہم ہے،

ہدیہ مجلد چرمی پشتہ چار روپے محصول ڈاک دو روپے ایک سے زیادہ ریل کے ذریعہ منگائیے

روشن یاد

یہی قرآن شریف بلا ترجمہ اس سے بھی زیادہ موٹے خط کا موجود ہے اس کے الفاظ الگ الگ بطرز یسرنا القرآن ہیں، جو پڑھنے میں حد درجہ سہل اور آسان ہیں، بہت صاف چھپا ہوا ہے، کاغذ بھی بہت صاف و سفید ہے اس کا وزن بھی چار سیر کے قریب ہے۔ بہت ہی سستا ہے **ہدیہ مجلد چرمی پشتہ سوا دو روپے** محصول ڈاک عہ

پاکیزہ ترین بہترین کاغذ والا فلسکیپ سائز ترجمہ قرآن مجید

کی ایک سطر کا نمونہ ہے اور ترجمہ بھی خوب جلی ہے حروف الگ الگ ہیں ترجمہ تحت اللفظی ہے عام طور سے قرآن شریف کا کاغذ برف ہوتا ہے اس لیے کہ دیسی کاغذ اس سے ڈھائی گنا قیمت کا ہوتا ہے، اور دیسی کاغذ لگانے سے قرآن شریف کی قیمت بہت بڑھ جاتی ہے اس لیے باوجود اس کے بہترین کا کاغذ والا قرآن شریف میں لے ہی آیا۔ اس کا کاغذ آئیوری فنش ہے اور تقطیع فلسکیپ سائز ہے، آپ میں سے فلسکیپ کاغذ تو ہر شخص کے کام میں آتا ہوگا، اور اچھا بڑا کاغذ سب کے ذہن میں ہوگا، اب تصور کیجیے کہ بہتر سے بہتر کاغذ فلسکیپ جو ہو سکتا ہے ویسا اس قرآن شریف کا کاغذ ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ اس حالت میں اس کا ہدیہ بھی اسی نسبت سے ہوتا لیکن حمیدیہ پریس کی خصوصیت یہی ہے کہ وہ بہتر سے بہتر کاغذ والا قرآن شریف ناظرین مولوی کے لیے سستے سے سستے ہدیہ میں فراہم کرے اس قرآن شریف کا ہدیہ بھی تحریر ہے اس کی ضخامت ۸۰۰ صفحات مع مقدمہ ہے یعنی فلسکیپ سائز کا تقریباً ایک بم کاغذ ایک قرآن شریف میں لگا ہے اور اس کاغذ کی قیمت آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ اچھا کاغذ دو روپے فی رم ملتا ہے۔ ابتدا میں چالیس صفحات کا مقدمہ ہے جس میں مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے، ترجمہ تحت اللفظ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے اس ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ عربی لفظ کے الگ الگ معنی معلوم ہو جاتے ہیں اس سے عربی زبان کی بھی خاصی واقفیت ہو جاتی ہے

ہدیہ مجلد چرمی پشتہ تین روپے محصول ڈاک عہ گویا پانچ روپے میں گھر بیٹھے منگالیجے ریلوے کے ذریعہ ایک سے زیادہ قرآن شریف منگانے اور قیمت کے علاوہ خرچہ پارسل و رجسٹری بلٹی کے لیے ۸ زائد بذریعہ منی آرڈر بھیجیے یہ اور ہر قرآن شریف کے ملنے کا پتہ **حمیدیہ پریس دہلی**

عاشقان حدیث و متبعان احکام رسول کے لیے بشارت

بڑی بخاری شریف کا اُردو ترجمہ طبع تیار ہو گیا

بخاری شریف کی ایک ایک حدیث کا ترجمہ جس میں دس ہزار احادیث رسول کریم آئی ہیں

کتب مقدسہ اسلامی میں قرآن پاک کے بعد بخاری شریف کا درجہ ہے

یہی وہ کتاب ہے جس پر اوامر و نواہی اسلام کا مدار ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس سے قوانین اسلامی تیار ہوئے ہیں اور یہی وہ کتاب ہے جس کی دس ہزار احادیث سب کی سب پرکھی ہوئی ہیں، ایک بھی حدیث یا موضوع نہیں ہے۔ ... احادیث کی ان چھ مستند کتابوں میں جن کو [illegible] ... معلوم ہوتا ہے سب سے بڑا درجہ بخاری شریف کا ہے۔ اگر آپ مترجم قرآن شریف پڑھتے ہیں تو بخاری شریف بھی پڑھیں۔ بخاری شریف ... [illegible] ... بخاری شریف پڑھنے کے بعد آپ سنت رسول کے عامل بن جائیں گے، اور آپ کا ... کھانا پینا سب عبادت ہو جائے گا، کیونکہ بخاری شریف پڑھنے کے بعد سب ... اتباع رسول میں ہوگا۔

بخاری شریف کامل

اصل میں عربی کتاب ہے جو ... لفظی ترجمہ اردو زبان میں ... آیا ہے ... اسلام کی اس اہم کتاب کے مطالعہ کر سکیں اور یہ بھی ... فرمالیں ... بخاری کی قیمت عام طور سے بیس روپیہ ہے ... دریافت فرمائیں اور یہ بھی سب جانتے ہوں گے ... سے زیادہ ... کے لیے اس کا ترجمہ ۲ ہزار صفحات پر آیا ہے ... تین جلدیں ہیں اور تینوں مجلد چرمی ہیں ... کتاب بہت بڑھ جانا چاہیے تھا لیکن حمیدیہ پریس کی یہ خصوصیت اظہر من الشمس ہے کہ وہ قرآن شریف و احادیث تقریباً لاگت پر دیتا ہے ... اس مجلد ترجمہ کا ہدیہ صرف سات روپیہ

بخاری شریف کامل اردو

کے اشتہارات آپ نے اور بھی دیکھے ہوں گے جن میں ... لاہور کی مطبوعہ ہیں لیکن وہ کامل بخاری نہیں ہیں، بعض تجرید ہیں بعض ... بعض ... زبدۃ البخاری ہیں ... پوری بخاری کا ترجمہ ہو، اور لطف یہ ہے کہ ان مختصرات کے ہدیہ بھی پانچ روپے سے کم نہیں ہیں۔ الا ماشاء اللہ ... پوری بخاری کا ترجمہ ہے اور یہی کامل بخاری ہے اس کا نام

بڑی بخاری

رکھا گیا ہے۔ اگر وہ لوگ جو پوری بخاری شریف منگانا چاہتے ہیں وہ یہی بخاری منگائیں۔ اور یہ نوٹ کریں کہ یہ تین جلدوں میں ہے۔ پہلی جلد مجلد چرمی ۲۲۴ صفحہ کی ہے اس میں ۳۰۵۳ حدیثیں ہیں اور دوسری جلد چرمی ۸۴۰ صفحہ کی ہے اور اس میں ۳۲۱۴ حدیثیں ہیں، تیسری جلد مجلد چرمی ۷۰۰ صفحہ کی ہے اور اس میں ۲۵۱۰ حدیثیں ہیں۔ کاغذ مولوی کے ناپ کا جیسا ہے وزن پونے تین سیر ہے۔ محصول ڈاک لگتا ہے جو قیمت سے علاوہ ہے۔ نمونہ کاغذ کا دیکھیں تو مولوی کے ... ترجمہ کا نمونہ دیکھنا چاہیں تو مولوی کے ... میں دیکھ لیجیے جو ہر ماہ ... مولوی میں شایع ہوتی ہے، جلد کا اندازہ ہر جیبی کی مجلد کتاب سے ہو سکتا ہے۔ ہدیہ **مجلد چرمی صرف سات روپے** محصول ڈاک ... ایک روپیہ دس آنے

مسلم شریف

صحیح مسلم شریف بخاری کے بعد صحاح احادیث میں مسلم شریف کا درجہ ہے۔ آپ کے نمونہ نے اس کو بھی چھپوانا شروع کر دیا ہے، اور خدا کے فضل سے دو سو صفحات سے زیادہ چھپ چکے ہیں۔ پورا کرنے کے لیے صاحب خیر حضرات کی اعانت درکار ہے، جو صاحب مدد کر کے اس ثواب میں شامل ہونا چاہیں، وہ **تین روپے** بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں۔ طیار ہونے پر مسلم شریف کامل مجلد ان کو انہی پیشگی روپوں میں مل جائے گی، ورنہ طیار ہونے کے بعد اس کی قیمت کم از کم پانچ روپے ہوگی۔ پیشگی روپیہ دینے میں چالیس فیصدی کا نفع ہے۔ کاغذ کی رقم پوری ہوتے ہی پیشگی روپیہ لینا بند ہو جائے گا۔

مشکوٰۃ

یہ انتخاب صحاح ستہ کے علاوہ اور بھی کتب احادیث کا صحیح انتخاب ہے اور یہ عربی مشکوٰۃ المصابیح کا اردو ترجمہ ہے آخر میں اسماء الرجال ہے جس میں ... راویوں کے حالات ہیں۔ بارہ سو صفحہ کی مجلد کتاب ہے۔ مفصل اشتہار آپ پہلے پڑھ چکے ہوں گے خدا کے فضل سے چھپ کر طیار ہو گئی ہے۔ عام طور سے مشکوٰۃ کے ترجمہ کی قیمت سات آٹھ روپے ہے، لیکن حمیدیہ پریس نے اس کا ہدیہ صرف چار روپے رکھا ہے۔ پیشگی روپے جن کے آ چکے ہیں ان کو بدستور ... علاوہ محصول ڈاک ملے گی۔

بہت بڑی رعایت

بخاری شریف کا ہدیہ سات روپیہ ہے۔ مسلم شریف طیار ہونے کے بعد پانچ روپے میں ملے گی۔ مشکوٰۃ شریف کا ہدیہ چار روپے ہے۔ یہ تینوں کتابیں سولہ روپے کی ہوئیں۔ اگر آپ **دس روپے** بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں تو تینوں کتابیں دس روپے میں مل جائیں گی۔ محصول ڈاک کا وی پی ہوگا۔ بخاری شریف کامل اور مشکوٰۃ شریف تو فوراً ارسال ہوں گی اور مسلم جب چھپ جائے گی اس وقت بھیج دی جائیگی۔ بخاری شریف اور مشکوٰۃ کا محصول ڈاک ... وی پی کر دیا جائے گا۔ اور مسلم جب طیار ہو گی اس وقت صرف اس کے محصول کا وی پی ...

منی آرڈر بنام حمید الحسن مدیر رسالہ مولوی دہلی کے نام بھیجئے

ہمالیہ پہاڑ جہاں سونے چاندی اور لوہے کی کانیں ہوتی ہیں وہاں ان کا ست

لے کر عنایت پروردگار سے یہ سلاجیت پیدا ہوتا ہے ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے عرصہ پینتالیس سال سے منگا کر

طب وویدک طریقہ سے صاف کرتے ہیں جو کہ ہر موسم میں استعمال کیا جاسکتا ہے

اور جس کے سو پچاس نہیں ہزارہا سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں

بڑھاپا، نقاہت، مردمی کی بے تحاشہ اضاعت کرنے والی تمام اقسام کے جراثیم کو دور کرنے والی عجائب روزگار چیز

اصلی شدھ سلاجیت

اکسیر البدن

Asli Shudh Salajit

حکیم وید ڈاکٹروں نے متفق ہو کر تجربہ کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا بھر میں شدھ سلاجیت کی برابر ہر قسم کے جراثیم کو دفع کرنے والی کوئی دوائی نہیں جس کے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بن جاتے ہیں، دو چار خوراک سے ہی فائدہ نظر آتا ہے ان سے سستی کمزوری یکایک غائب ہو جاتی ہے، کچھ دن استعمال کرنے سے ہر قسم کی دھات جریان اور کمزوری خواب میں احتلام ہونا، نطفہ پتلا پڑنا، پیشاب کے ساتھ دھات کا جانا، پیشاب کا بار بار آنا، مثانہ کی کمزوری، نامردی نااتفاقی ہر قسم کا درد تھکاوٹ، دماغی کمزوریاں، سر کا درد چکر آنا، پاگل پن، مرگی وغیرہ ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتے ہیں، اور منی پتلی دھات کو طاقتور بناتا ہے اس کے استعمال سے نیا خون پیدا ہوتا ہے دل ودماغ اور جسم میں طاقت اور آنکھوں میں روشنی اور بدن میں بھرتی اور چستی، چہرے پر رونق آجاتی ہے ایک ہی خوراک میں پیشاب کی جلن، کرک، پیلی رنگت دور ہو جاتی ہے، سات دن کے استعمال کرنے سے پرانے سوزاک کو آرام ہو جاتا ہے، ایسے ہی خونی وبادی بواسیر کو دور کر دیتا ہے ہر قسم کے پاؤں درد ہاتھ پاؤں، کمر اور پسلی کا درد جسم کی ہر تکلیف کو اور ورم نزلہ کھانسی اور کف دمہ دق، تپ دق، بدن پتلا پڑنا، پیٹ اور سانس کی بیماری کو دور کرنے کی طاقت اور اثر اس سلاجیت میں موجود ہے، ہر سال جو شخص کم سے کم ہماری سلاجیت کو ایک ماہ میں پانچ تولہ کھاتا رہے اور بچوں کو بھی کھلاتا رہے تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچ جاتا ہے اور موٹا تندرست رہتا ہے اور عمر بھی زیادہ ہوتی ہے، ترکیب استعمال چھ زبانوں میں چھپی ہوئی ہے جو بلا قیمت بھیجی جاتی ہے اور قیمت بھی بہت کم ہے

پانچ تولہ	دس تولہ	بیس تولہ	آدھ سیر
دو روپے چار آنے ؏	چار روپے چار آنے للعہ	پورے آٹھ روپے (عہ)	پندرہ روپے آٹھ آنے (۱۵؍)

ملنے کا پتہ: ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور

Himalaya Depo Hardwar (Saharanpur)

تصدیق

ہماری سلاجیت کی صداقت میں کیرو یونیورسٹی مصر کے سند یافتہ مفتی قاسم علی صاحب ازہری امام وصدر انجمن طلباء مراد آباد تحریر فرماتے ہیں "آپ کا سلاجیت میں نے ذاتی طور پر بھی استعمال کیا نیز اکثر مریضوں پر استعمال کرایا، بڑی مسرت کے ساتھ منیجر ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کا صاف شدہ سلاجیت فی الواقعہ مفید اور بہتر چیز ہے، جریان قلت ازیں قوت میں باہی آبیاا اور یخ الکلیہ غرضیکہ مثانہ کے لئے بہترین چیز ہے"

(عبدالحمید، پرنٹر اور پبلشر نے محبوب المطابع میں چھپوایا)

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

ماہوار جریدہ



مولوی

مدیر مسئول عبدالحمید خاں



فی پرچہ



چندہ سالانہ

خط کا انتظار ہے

مشکوٰۃ شریف اردو بالکل طیار ہے پیشگی روپیہ بھیجنے والوں میں انہی کو اب تک روانہ ہوئی ہے جنکا خط آگیا ہے
بخاری شریف میں محصول کا بہت نقصان ہوا بہت سے بھائی اپنے مستقر پر نہیں ملے مشکوٰۃ شریف کا نمبر
لکھکر فوراً منگا لیجیے جن کے عا ر وصول ہوئے ہیں انکو ۶ر مجلد اور ۳ر محصول ڈاک کا وی پی ہوگا جن کے
وصول ہیں انکو صرف محصولڈاک دینا ہوگا جن کے ہے وصول ہوئے ہیں انکو بذریعہ رجسٹری روانہ
ہوگی رجو نئے خریدار اب لینا چاہتے ہیں وہ بھی ۱۵۔ اکتوبر تک سوا تین روپے بھیجکر منگا سکتے
ہیں اس کے بعد للعہ میں معہ محصول ڈاک مل سکے گی، وقت ہی فائدہ اٹھا لیجیے۔

مینیجر رسالہ مولوی عبدالحمید خان کوچہ چیلان دہلی

اور قلب و دماغ کو غیر اللہ کے خیال سے خالی کر کے صدق و اخلاص کے ساتھ نماز ادا کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے اور اسی کے ساتھ مسجد میں ملے گی اور ہم کو اپنی زندگیاں ایسی بنانی چاہئیں جیسی کہ مساجد کے اندر بنانی ضروری ہیں جب تک کہ مساجد کے باہر کی زندگیاں مساجد کے اندر کی زندگیوں کے مطابق نہ ہوں گی ہماری نمازیں ہمیں وہ فائدہ نہیں پہنچا سکتیں جو ہمارے اسلاف کو پہنچا چکی ہیں

برادران اسلام! اسی طرح ہمیں اپنے روزوں کے متعلق غور کرنا چاہئے روزہ شہوت و غضب اور اخلاق ذمیمہ کا تزکیہ کرنے والا ہے۔ معصیت شعاری کی قوت بہیمیہ کو زائل کرنا اور شیطانی خوبوں کو دور کرنا اور محاسن و اخلاق و فضائل و صالحہ کو جلا دینا روزہ کا وصف ہے۔ قرآن حکیم نے روزہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ لعلکم تتقون تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ تقویٰ کے معنے اور اس کا مفہوم نہایت وسیع ہے لغوی معنے تو ترک کر لینے یا باز رہنے اور بچنے کے ہیں اور قرآن حکیم کی اصطلاح میں یہ ایک لفظ ہے جس میں تمام ان باتوں کو بھر دیا گیا ہے جو خیر و فلاح کی طرف لیجانے والی ہیں اور برائی و شر سے بچنے والی ہیں روزہ کی صفت یہ ہے کہ وہ انسان کو متقی اور پرہیزگار بناتا ہے تو اس کا اثر روزہ دار پر بھی پڑنا چاہئے مگر برادران اسلام غور سے دیکھئے تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا اصلاح اور قلوب روزہ کے اس اثر سے یکسر خالی رہتے ہیں اور تقوی و پرہیزگاری کا کوئی اثر ہم پر نہیں پڑتا۔

اب ہمیں غور کرنا چاہئے کہ یہ عدم مطابقت ہمارے اور ہماری دینی زندگی کے درمیان کیوں ہے جب خدا نے فرما دیا کہ روزہ ہم نے اس لئے فرض کیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو تو پھر ہم باوجود روزہ رکھنے کے پرہیزگار کیوں نہیں بنتے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ خدا کا ارشاد صحیح نہ ہو وہ تو یقیناً صحیح ہے پھر اس کا اثر نہ ہونے کی کوئی وجہ ضرور ہوگی بس اس پر ہمیں غور کرنا چاہئے اور اگر کوئی ایسی بات ہے جس کے کرنے سے اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے تو اس کو ترک کرنا چاہئے تاکہ وہ اثر مترتب ہو۔

برادران اسلام روزہ کے معنے ہی باز رہنے کے ہیں اصطلاح شرع میں کھانا پینا اور جماع سے باز رہنے کو روزہ کہتے ہیں مگر اکابر امت نے روزہ کے یہ معنے بتلائے ہیں کہ تمام قوائے ظاہری و باطنی کا جب تک روزہ نہ رکھا جائے اس وقت تک حقیقی روزہ نہیں ہوتا اور نہ روزے کا حقیقی اثر یعنے تقوی حاصل ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک روزہ کے یہ معنے ہیں کہ آنکھ کان زبان دل دماغ ہاتھ پاؤں سب کا روزہ رکھا جائے۔ آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ نامحرم پر نظر نہ اٹھے کان کا روزہ یہ ہے کہ فضول لغو کذب افترا غیبت اور دل آزاری کی باتیں نہ سنے دل کا روزہ یہ ہے کہ برے جذبات دل میں پیدا نہ ہوں نہ [illegible] ہوں اور دماغ کا روزہ یہ ہے کہ برے کاموں میں مصروف و مشغول نہ ہوں اگر اس طرح کا روزہ رکھا جائے تو ناممکن ہے کہ لعلکم تتقون کے خدائی حکم کے مطابق اس کا ثمرہ نہ ہو چونکہ روزہ میں ہم ہر ایک [illegible] اعضا و جوارح کی نگہداشت نہیں کرتے اس لئے ہمارا روزہ بالکل [illegible] رہ جاتا ہے اور تقوی و پرہیزگاری کا کوئی حقیقی اثر ہماری زندگیوں پر نہیں [illegible] عدم مطابقت پر ہمیں غور کرنا چاہئے اور جب تک [illegible] یہ حالت رہے گی کہ نماز پڑھیں گے

[illegible] حالت [illegible] کا کوئی اثر نہ ہوگا اور روزہ [illegible] کے فیضان سے محروم رہیں گے

اس لئے برادران اسلام [illegible] ہمارا فرض ہے کہ احساس کی بیداری کے ساتھ ہمیں اپنی زندگی کے ہر ایک پہلو پر نگاہ رکھنی چاہئے۔

اوپر کی سطروں میں [illegible] مثالیں دی گئی ہیں ان پر ہر ایک [illegible] کو قیاس کر لینا چاہئے اب ہم دنیاوی زندگی کی چند مثالیں آپ کے سامنے پیش کریں گے۔ مثلاً افلاس اور دولتمندی کو لیا جا سکتا ہے مسلمان عموماً مفلس ہیں اور دوسری قومیں نسبتاً بہت زیادہ فارغ البال ہیں اور اس افلاس کی وجہ سے ہم مسلمان طرح طرح کے مصائب میں مبتلا اور گرفتار ہیں [illegible] ہمارا کوئی کام صحیح طور پر انجام نہیں پاتا اب ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہماری زندگی اور رفتار زمانہ میں کہاں تک اور کس قدر عدم مطابقت ہے کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ اگر ہماری زندگی رفتار زمانہ کے مطابق ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ کیوں نہ ہم بھی دوسروں کی طرح دولتمند ہوں ہمارے ہم وطن ہمارے ہی طرح کے آدمی ہیں جن کے دو ہاتھ دو پاؤں دو آنکھیں دو کان اور ناک جو ہم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں خدا نے ہم کو اور ان کو یکساں پیدا کیا ہے اور یکساں قوتیں عطا فرمائی ہیں مگر اس کے باوجود ہم مفلس ہیں اور وہ دولتمند اس کی وجہ اس کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ یقیناً ہماری زندگی ان حالات و واقعات کے غیر مطابق ہے جو دولتمندی کے لئے ضروری ہیں اب ہمیں دیکھنا چاہئے کہ وہ کیا حالات ہیں جن سے ہماری زندگیاں نا آشنا ہیں مگر دوسروں کے اندر وہ موجود ہیں۔

برادران اسلام! وہ حالات یہ ہیں کہ ہم ان ابتدائی اصولوں کو بھی بھول گئے ہیں جو دولتمند بننے کی بنیاد ہیں اور ایسی باتیں اختیار کر لی ہیں جو افلاس لانے والی اور مفلس بنانے والی ہیں دولتمندی کے لئے پہلی شرط کفایت شعاری اور افلاس کا پہلا سبب فضول خرچی ہے ہماری حالت یہ ہے کہ افلاس کی حالت میں ہم فضول خرچ ہیں حالانکہ فضول خرچی وہ بلا ہے کہ دولتمند آدمی کو بھی چند دنوں میں مفلس بنا دیتی ہے ... ...

... ... اگر مفلس فضول خرچ ہو گیا تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ فضول خرچی اس کا کیا حال کر دے گی اس کی کیفیت یہ ہو جائے گی کہ افلاس کا مرض اس کو دق کی طرح لگ جائیگا اور پھر کسی طرح اس کا پیچھا نہ چھوڑے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے افلاس کی ایک وجہ فضول خرچی ہے۔

ہمارے ہمسایہ بھائی جو دولتمندی میں ہم سے آگے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ہمارا ان کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ مستقل مزاجی کے ساتھ دولت کمانے کے لئے لگا تار محنت کرتے رہتے ہیں اس کے برخلاف ہم محنت سے جی چراتے ہیں اور اگر محنت کرتے بھی ہیں تو بے اصولے پن سے یعنی استقلال کے ساتھ محنت نہیں کرتے اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہماری محنت بے نتیجہ رہتی ہے۔

پس برادران اسلام! معلوم ہوا کہ چند باتوں سے ہماری زندگیاں حالات و واقعات اور رفتار زمانہ سے غیر مطابق ہیں ایک یہ کہ [illegible]

یعنی اللہ کی ان احسان کا فرض ہے اپنی زندگی اور واقعات عالم ... کے وسائل طاقت پیدا کر کے اپنے دینی اور دنیوی مستقبل کو شاندار بنانا چاہیے اس لئے اے برادران ملت ہمیں اپنی زندگی کے لمحات کو بیکار ضائع کرنا چاہیے اور اللہ نے ہم کو زندگی بیکار رکھنے کے لئے نہیں دی بلکہ اس لئے دی ہے کہ کوئی لمحہ ضائع نہ کریں بلکہ ہر ایک لمحہ حیات یا تو دینی زندگی کے سنوارنے میں گذاریں یا دنیاوی زندگی کی اصلاح میں بسر کریں۔

اقول قولی هذا واستغفر الله لی ولکم ولسائر المسلمین۔

خطبہ ثانیہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان محمدا عبده ورسوله۔

اما بعد درود و سلام بھیجو اس خیر البشر افضل کائنات خاتم الانبیاء سرور کونین صاحب المعراج والبحرین محمد رسول اللہ پر جن کے صدقہ میں ہمیں دین قیم اسلام کی دولت لازوال ملی اور جن کی بدولت ایسی کتاب ہماری ہدایت کے لئے نازل ہوئی جو ہر ایک دکھ اور بیماری کے لئے بے خطا نسخہ ہے اور جنہوں نے صراط مستقیم پر چلنے کیلئے اپنا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے پیش کر دیا اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے آل و اصحاب اور ازواج مطہرات خصوصاً امیر المومنین امام الصادقین سیدنا ابوبکر صدیق و امیر المومنین تاج اساس الکفار سیدنا عمر فاروق و امیر المومنین صاحب الحیاء والایمان سیدنا عثمان و امیر المومنین اسد الجبار سیدنا علی ابن ابی طالب پر جو تمام دینی و دنیاوی اعمال اس طرح انجام دیتے تھے کہ ان کے وہی نتائج برآمد نکلتے تھے جو نکلنے چاہئیں اور جو احساس اور فکر کی بیداری کے ساتھ زندگی کا ہر لمحہ گذارتے تھے اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے نواسوں سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین پر جن کی زندگی یکسر فکر و احساس تھی اور جنہوں نے رضائے الٰہی کی بیداری کے ساتھ زندگی بسر فرماتے تھے اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی لاڈلی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ پر اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ و حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے چچاؤں حضرت عباس اور حضرت حمزہ اور جملہ عشرہ مبشرہ پر اور جمیع اصحاب پر رضوان اللہ علیہم اجمعین اور درود و سلام بھیجو ائمہ اہل بیت اور ائمہ اربعہ و مشائخ و اولیاء امت و علمائے قوم پر اور رحمت نازل کر سلاطین اسلام و مجاہدین مسلمین پر اور اے اللہ کو موجودہ امرائے اسلام کو وہ سلامتی کی سیدھی راستہ پر چلائیں اور ان کو اور سب مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ سب مل کر اپنے دین اور دنیا کے مستقبل کو ہر ایک لحاظ سے شاندار بنائیں اور اے اللہ اسلامی ملکوں قوموں کو اعدائے اسلام کے شر اور غلبہ سے نجات دے اور محفوظ رکھ عباد اللہ اتقوا الله ان الله يأمر بالعدل والاحسان وايتاء ذي القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغي عن امام المسلمين يعظكم لعلكم تذكرون اذكروا الله يذكركم وادعوه يستجب لكم ولذكر الله تعالى اعلى واولى واعز واجل واهم واعظم واكبر۔

[illegible] ان اللہ سے ... کہ کتنا ... مسلسل ... [illegible] کی کتنی ... کتنا ... زندگی ... [illegible] افلاس کی وجہ افلاس ہے اور افلاس کے ... [illegible] کر سکتے ہیں نہ دنیوی تعلیم ... ہیں جن سے ... [illegible] ہونکہ ہوں پر ... صرف نہیں کرتے ... [illegible] صرف نہیں کر سکتے پھر جہالت کی وجہ سے ہماری ... [illegible] روز بروز دشوار ہوتی جاتی ہے برے اخلاق اور بری عادتیں ... [illegible] پیدا ہوتی جاتی ہیں غرض یہ کہ دینی اور دنیاوی بیسیوں خرابیاں اس ایک افلاس کی وجہ سے ہمارے اندر پیدا ہو گئی ہیں اور ... ہوتی جاتی ہیں لیکن اگر ہم اپنی زندگی کی اس خبر ... کو دور کر دیں ... اسراف کو ترک کر کے کفایت شعاری اختیار کر لیں اور مسلسل ... محنت کریں تو تھوڑے ہی عرصہ میں اس شعبۂ زندگی میں ہمارے ... عظیم انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔

برادران اسلام!

کفایت شعاری کے معنے یہ ہیں کہ آمدنی سے کچھ بچا کر رکھا جائے خواہ کسی شخص کی کتنی ہی کم آمدنی کیوں نہ ہو لیکن اگر وہ چاہے اور کوشش کرے تو کچھ نہ کچھ ضرور پس انداز کر سکتا ہے اسی کا نام کفایت شعاری ہے فرض کرو ایک شخص صرف ایک پیسہ روز بچائے تو مہینے میں آٹھ آنے پس انداز ہو جائینگے اور سال میں چھ روپیہ اور اسی طرح آٹھ دس سال میں سو روپے کے قریب جمع ہو جائینگے جب اتنی بڑی رقم جمع ہو جائے تو اس رقم کو بڑھانے کی کوشش کرے جو ... محنت سے بڑھ سکتی ہے ہمارے سامنے بیسیوں مثالیں موجود ہیں ... دس بیس روپے کا سودا لیکر بیٹھتے ہیں اور انتہائی کفایت شعاری اور ... محنت سے آخر کار لکھپتی بن جاتے ہیں پیسہ پیسہ بچا لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے البتہ جی میں یہ ٹھان لینا چاہیے کہ خواہ کچھ ہو ہم پس انداز ضرور کریں گے۔

برادران اسلام۔ دوسری مثال آپ واقعات عالم سے اپنی بے خبری کی لیجئے یعنی ہم دنیا میں جو آئے دن حوادث و واقعات پیش آتے رہتے ہیں ان سے کوئی دلچسپی نہیں لیتے نہ ان سے کوئی سبق حاصل کرتے ہیں اور دلچسپی لینا اور سبق حاصل کرنا کیونکر ممکن ہے جب ان سے باخبر ہی نہیں ہوتے۔ واقعات عالم سے مراد ہر قسم کے واقعات ہیں خواہ وہ سیاسی ہوں یا اقتصادی ہوں یا معاشرتی اور مذہبی ہوں اگر ان واقعات سے ہم باخبر ہوں اور بیداری احساس کے ساتھ واقعات پر اور ہر قسم کے واقعات اور حوادث پر نظر رکھیں تو دنیاوی زبوں حالی کے اصلاح میں بہت کچھ امداد ان سے حاصل کر سکتے ہیں مثلاً خاندانوں اور ملکوں کی ترقی و تنزل کے واقعات روزانہ سامنے آتے رہتے ہیں ان کا گہری نگاہ سے مطالعہ کرنا چاہیے ان پر بحث و مباحثہ کرنا چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ ان سے ہمیں کیا سبق مل سکتا ہے اور ہم کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں اسی طرح دنیا ترقی کر رہی ہے اور اگر ہم چاہیں ہم بھی بہت کچھ اپنی حالت درست کر سکتے ہیں۔

برادران اسلام! مقصد یہ ہے کہ احساس کی بیداری کے ساتھ ایک نئی

شذرات

قضیہ مسجد شہید گنج اور حکومت

مسجد شہید گنج کے انہدام کا سانحہ

سانحہ عظیم ہے جسے مسلمان نہ اب تک بھولے اور نہ کبھی بھول سکیں گے اس سے صرف عوام کے قلوب میں ناسور پڑ گئے ہیں بلکہ خواص کے جگر بھی یکساں طور پر مجروح ہیں۔ احرار کی مصلحت اندیشی دا غدیشا کے سامنے کسی ہی رائے کا اظہار کریں اور وہ اپنے دردناک طریق پر اپنی ذاتی حکمت عملیوں یا اپنے تدریک قبلہ دیگر قائدین محترم کے میدان میں اتر آنے کی بنا پر کیے ہو گئے ہوں۔ لیکن ہم مولوی حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی مولوی مظہر علی اور مولانا داؤد غزنوی کی ذہنیتوں کے دقیق اور ذاتی مطالعہ کی بنا پر وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس سانحے نے ان کے قلوب کو بھی متاثر کئے بغیر نہیں چھوڑا۔ مسٹر کے۔ ایل گابا بھی احمدی میں ہیں۔ ان کا خونچکاں بیان حال ہی میں شائع ہو چکا ہے جسے آخر میں نیشنلسٹوں کا درجہ آتا ہے جنھیں ملی احترامات کے جذبہ سے خالی بتایا جا رہا ہے لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ ان کے دل میں بھی ملت کے لئے بے چین تڑپ موجود ہے۔ ڈاکٹر کچلو سب کمیٹیوں میں علانیہ شریک ہوئے اور ڈاکٹر عالم نے ایک شور انگیز بیان پبلسٹی کر دیا کوئی نئی بات نہیں ہے آج پندرہ سولہ سال پیشتر حکومت مسجد کانپور کے واقعہ ہائلہ کے سلسلہ میں مسلمانوں کے جذبات مذہبی کے طول و عرض و عمق کا اندازہ کر سکتی ہے وہ تو مسلمانان لاہور نے بلاشبہ قابل تعریف ضبط تحمل اور تحیر خیز امن دوستی سے کام لیا ورنہ اللہ ہی جانتا ہے کہ لاہور کی سقف نیلی فام کے نیچے یہ آگ و خون کے کیسے خوفناک کھیل کھیلے جاتے اور خدا جانے کتنی تڑپ کر سرد گرم نعشیں لاہور کی سڑکوں پر بہنے والے خون کے دریا میں تیرتی نظر آتیں۔

مسلمان اس ضبط و تحمل اور امنیت پسندی پر بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں حکومت کو بھی پہلے دن سے اس صورت حالات کی نزاکت کا علم ہو چکا تھا اس نے عظیم الشان انتظامات کئے مگر ہم کہتے ہیں اور بہانگ دہل کہتے ہیں کہ سب کچھ کیا گیا مگر دکھا دے کے طریق نادانشمندی سے کام لیا اگر وہ مدبرانہ اور مآل اندیشانہ قدم اٹھاتی تو نہ اسے اتنے اہتمام کرنے پڑتے نہ خزانہ شاہی کے ہزار ہا روپے کی خطیر رقم ضائع ہوتی اور نہ اتنے فرزندان توحید خاک و خون میں آغشتہ ہوتے ہم یہ نہیں کہتے کہ حکام کی طرف سے سکھوں کی پاسداری کی گئی یا ان کی تنظیم کے پیش نظر ان کے ساتھ رعایت برتی گئی جیسا کہ اکثر دماغوں کا خیال ہے البتہ یہ ضرور کہیں گے کہ حکام پنجاب نے سکھوں کے قانونی حق ملکیت کو غیر ضروری اور معمول سے زیادہ اہمیت دیکر خود کو بے بس اور بے قابو سمجھ لیا اور یہ محض اسی ایک غیر مدبرانہ اور عاجلانہ تخیل کا ثمرہ تھا کہ زمین کا دھواں اٹھ کر آسمان کو پہنچ گیا مسلمانوں کا جوش بڑھ گیا اور سکھوں کے حوصلے دون کی لینے لگے۔

لو فرض سکھ اس مقدس قطعہ ارض و عمارت کے مالک ہی بن گئے تھے اور ہائی کورٹ کے اختیارات رکھنے والے ٹریبونل نے اس پر ان کا حق ملکیت مسلم کر دیا تھا لیکن مقتضیات امن کی پاسداری بھی تو کوئی چیز ہے۔ جہاں حکام یہ سمجھتے تھے کہ سکھوں کا قانونی حق ملکیت مسلم ہے وہاں وہ یہ بھی جانتے تھے کہ مسلمان مسجد کے تقدس کی حفاظت و صیانت کے مقابلے میں اپنی قیمتی جانوں کی پرکاہ برابر پرواہ نہ کریں گے اور شہری امن کے لئے انہدام مسجد ایک نہایت خطرناک حالات کے وقوع کا عنوان بن جائے گا یہ جانتے ہوئے تو ان کی طرف سے قیام امن کے لئے ہرگز اتنے وسیع حربی انتظامات عمل میں لائے جانے کے مسلم اور جذبات کی خاطر نہیں قیام امن کے لئے کیا اتنا نہیں کر سکتے تھے کہ انہدام مسجد کو ممنوع قرار دے دیتے کہا جائے گا کہ اس صورت میں بھی تو فیصلہ قطعی نہ ہو سکتا تھا اور پھر سکھوں کو یہ شکوہ پیدا ہو سکتا تھا کہ حکومت خود اپنی عدالتوں کے فیصلے کا احترام نہیں کرتی اور ان کے قانونی حق کو خطرہ میں ڈال رہی ہے لیکن یہ قانونی حق کسی کا بھی واقعی طور سے متعلق نہ تھا مسجد کسی فرد واحد کی ملکیت نہ تھی بلکہ ایک مذہبی وقف کی حیثیت رکھتی تھی اس کا مالک کوئی انسان نہ تھا بلکہ وہ مذہب اسلام کی ملکیت تھی جس پر بحکم شرع سکھ اور ہندو تو درکنار کوئی مسلمان بھی مالکانہ قبضہ نہ کر سکتا تھا اور جسے مسلمان بھی اس کو نہ توڑ سکتے تھے۔

بعد کہ حکومت اپنے صدر دفتر سے دونوں فریقوں میں کوئی مناسب فیصلہ کرا سکتی تھی اور مسلمان تو اس پر بھی راضی تھے کہ مسجد کو خواہ مسلمانوں کے حوالہ نہ کیا جائے مگر انہدام سے محفوظ رکھا جائے جو چیز غصب اور زور سے قبضہ میں لی جائے اور کبھی جلنے پر جھگڑا تو قیامت تک بھی ختم نہیں ہو سکتا بالخصوص اس صورت میں کہ وہ چیز عبادت گاہ ہو اور عبادتگاہ کی ہی صورت میں کھڑی ہو دیکھئے گائے مسلمانوں کی ملکیت ہوتی ہے وہ اسے اپنے مملوکہ مکانوں ہی کے اندر ذبح کرتے ہیں اور مذہبی فریضہ کی تکمیل کے طور پر ذبح کرتے ہیں اور وہ گائے اور مکان دونوں پر ان کا حق ملکیت مسلم ہوتا ہے پھر بھی ملک میں بارہا مسلمانوں کو قربانی سے روکا گیا ہے اور ان کے قانونی حق ملکیت کی کوئی پرواہ نہیں کی گئی حالانکہ یہ عبادتگاہ کا معاملہ تھا اور اس سے کہیں زیادہ سنگین نوعیت کا سرمایہ دار تھا۔

۸ جولائی کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں اعلان ہوا تھا کہ "اس وقت گوردوارہ اور مسجد دونوں محفوظ ہیں اور دونوں حکام نے تا فیصلہ دونوں کی حفاظت کا معقول بندوبست کر دیا ہے" لیکن جب اس معقول بندوبست اور تا فیصلہ حفاظت کے باوجود حکام کی نگاہوں کے باوجود گرا دی گئی اور ایک بجے رات سے لیکر دن کے دو بجے تک برابر گرائی جاتی رہی تو سکھوں کے رویہ کے معمولی مذمت پر اکتفا کر کے صاحب گورنر بہادر کی طرف سے یہ تقریر نمک پاشی جراحت ہوتی ہے کہ "حکام ضلع نے مسلمانوں کو ہرگز یہ یقین نہیں دلایا تھا کہ مسجد کسی صورت میں بھی نہیں گرائی جائیگی" فرمائیے ایسا ہے ہو گیا کہیں۔ مجسٹریٹ صاحب کا اعلان اور گورنر صاحب کی تقریر دونوں موجود ہیں پھر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب گورنر اور عالیجناب سب مسجد ہی کے نام سے پکار رہے ہیں اور پولیس کے گرانے کو جائز بھی کہا جا رہا ہے۔ مسٹر کے ایل گابا نے درست لکھا ہے کہ "بار بار مفاد عامہ کے لئے کسی فرد یا جماعت کے قانونی حقوق میں مداخلت کی جاتی ہے یہ کہنا کہ فرد اور قوم کسی دوسری قوم کے جذبات و عواطف کا

حالات بھی ایک تاریخی حق کو قائم کر سکتی ہے جس سے ہندو انکا غلط سمجھنا شہید گنج کے معاملہ کو محض قانونی حق کی نگاہ سے دیکھنا قطعاً غلط ہے ہمارے نزدیک قتل و خون کی یہ ایک خوفناک مثال نہیں کہ صورت حالات کی نزاکت محسوس کرلینے کے بعد جب کہ فیصلہ سرکاری قبضہ میں لیا جاتا ہے نہ تو سرکاری حکام کی جانب سے حفاظت کا معقول بندوبست کیا جاتا ہے اور نہ بیرونی سکھوں کو گوردوارہ میں جمع ہونے سے روکا جاتا ہے مگر حکام پنجاب اپنی عاقبت اندیشی اور تدبیر سے کام نہ لیتے تو ہرگز حالات اس درجہ نازک صورت اختیار کرتے۔

بہرحال ہمارے نزدیک اس معاملہ میں حکام پنجاب نے انتظامی قابلیت کے فقدان کا ثبوت دیا ہے اور بعض ان کی بے تدبیری و بے احتیاطی سے مسلمانوں کی قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں اس لئے اسمبلی میں ہمارے نمائندوں کو یہ تمام واقعات روشنی میں لانے چاہئیں اور تلافی مافات کی پوری سعی کرانی چاہیئے کہ حکام عامۃ الناس کی جانوں کے تحفظ کے لئے ہیں نہ کہ ان کے خطرے میں پڑنے کے لئے۔

اٹلی اور حبش کی کشمکش

اٹلی اور حبش کے مابین جو تصفیہ طلب معاملہ ہو چکا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے شعلے بھڑک کر رہیں گے اور پھر فضا ہی جانتا ہے کہ کس کس کا دامن ہوگا اور ان شعلوں کی لپیٹ! دنیا میں ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے کہ ایک دیاسلائی سے شہر کے شہر جل کر خاکستر ہو گئے ہیں اور ایک آغاز پر ہزاروں لاکھ بڑے بڑے سانحوں کی بنا پر غور کیا جائے تو ادنیٰ ہی نظر آئیگی۔ اٹلی اور حبش کا قضیہ بظاہر ادنیٰ اور بہت معمولی ہے اور اگر نیتیں صاف اور دل پاک ہوں تو ایک لمحہ کے اندر فیصلہ ہو سکتا ہے مگر ہمارے نزدیک نہ اٹلی کی نیت صاف ہے اور نہ مصالحت کنندوں کے دل پاک ہیں یہی وجہ ہے کہ صورت حالات بدسے بدتر ہوتی چلی جارہی ہے اور ابھی سے گھٹا کا عنوان بتا رہا ہے کہ بارش ہو کر رہے گی اور بارش بھی ایسی کہ جل تھل ایک ہو جائینگے اور وہ سیلاب رواں ہوگا جس کی رو میں بہت ممکن ہے کہ متعدد سلطنتیں بہ جائیں۔

کانفرنسوں پر کانفرنس ہو رہی ہیں اور دول ثلاثہ کی ایک کانفرنس تو حال ہی میں جنیوا میں منعقد ہو چکی ہے لیکن ہر مصالحانہ سعی صورت حالات اصلاح پیدا کرنے کے لئے اور خرابی کا باعث بنتی ہے اور مطلع مکدر ہوتا چلا جاتا ہے جبکہ انتہا یہ ہے کہ جنگ قدرتاً اکتوبر سے پیشتر شروع نہیں ہو سکتی لیکن ابھی سے بحر روم کے جنگی بیڑوں کے استحکامات شروع ہو گئے ہیں برطانی جنگی جہازوں نے نقل و حرکت شروع کر دی اور اسکندریہ اسماعیلیہ اور سوئیز وغیرہ کو بحری بیڑے روانہ ہو گئے ہیں پورٹ ماہن کو مضبوط کرنے کے لئے پندرہ پندرہ انچ والی توپیں نصب کر دیگئی ہیں امریکہ کے جہاز بھی متحرک ہیں مالٹا میں بھی زبردست انتظامات شروع ہیں سانیور مسولینی کے دونوں لڑکے اور داماد فضائی لڑائی میں حصہ لینے کے لئے مشرقی افریقہ روانہ ہو گئے ہیں اطالوی جنگی جہاز لا تعداد گولہ بارود اور جنگی اسلحہ سے اور کوئلے سے لدے ہوئے بحر قلزم سے ہو کر گذرتے ہیں اس کے علاوہ دو ہزار سو اطالوی افسروں اور فوجیوں کو لے ہوئے اسی راستہ سے ایک اور جہاز افریقہ کی جانب روانہ ہوا ہے۔ حکومت حبش نے بھی دارالسلطنت کی آبادی کو ہملوں سے محفوظ رکھنے کیلئے تدابیر عمل شروع کر دی ہیں اور مختلف سرکاری اعلان وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں غرض جنگ کی تمام تیاریاں مکمل ہیں لیکن واقعہ یہ کہ جنگ تو ہوگی اٹلی اور حبش کے مابین لیکن یہ برطانیہ فرانس امریکہ استحکام پر کام کر رہے ہیں اور ان کے جہاز نقل و حرکت میں ہیں اس کے وہی معنے ہیں جو سراجیوہ میں آسٹرین شہزادے کے قتل کے معنے تھے دور حاضر کی سیاست بہت پیچیدہ اور ایک برقی تار میں لپٹی ہوئی ہے ایک جگہ تصادم سے تمام اسٹیشنوں پر زلزلہ محسوس ہوتا ہے جانتے ہیں کہ کہیں یہ دو طاقتوں کی کشمکش ایک عالمگیر بین الاقوامی کشمکش کی باعث نہ بن جائے ہر سلطنت خوفزدہ ہے اور حفظ ماتقدم کی تدابیر اختیار کرنے میں اس قدر رازداری سے کام لیا جا رہا ہے کہ پس پردہ کچھ کچھ ہو رہا ہے اس کی ایک جھلک بھی نظر آنا غیر ممکن ہے۔

حبش کی یہ حالت ہے کہ وہ مختلف بھیڑیوں میں محصور ہے جو اسے بانٹ کر کھا لینے کی فکر میں ہیں لیکن اٹلی چاہتا ہے کہ وہ تنہا شکار کرے برطانیہ اور فرانس کو گوارا نہیں کہ زمانہ حاضرہ کی سیاسیات میں دوست بھی ایک دوسرے کی طاقت میں برابر اضافہ کے روادار نہیں اس لئے کہ سیاسی دوستی مطلب کی دوستی ہوتی ہے سچی دوستی نہیں ہوتی اٹلی برطانیہ اور فرانس تینوں دوست ہیں اور اصل میں حبش کا فائدہ کسی کے پیش نظر نہیں سب اپنا اپنا فائدہ چاہتے ہیں فرانس اور برطانیہ کی آرزو یہ ہے کہ حبش میں ہمیں بھی حصہ ملے کیونکہ اٹلی کے تنہا اسے ہضم کر جانے سے ان کے افریقی مقبوضات کی حیثیت کمزور ہوئی جاتی ہے۔ اٹلی ہے کہ دور حاضر کا "جولیس سیزر" بننے کی فکر میں ہے اور ایک جدید "ایمپائر" کا خواب دیکھ رہا ہے اور فرانس برطانیہ سے علانیہ کہہ رہا ہے اعلان کر رہا ہے کہ جیتنا اقدام جو چاہے اختیار کرے میرے پاس دس لاکھ مسلح اور جنگجو سلطانی فوج ہے اور سامان حرب کے انبار لگے ہوئے ہیں وہ جانتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ برطانیہ اور فرانس میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اگر یہ جنگ میں کود پڑے تو جرمن اور امریکن کب خاموش رہیں گے اور یہ اپنے اتحاد و تحفظ کی خاطر میرا کچھ نہ کر سکیں گے۔

غرض صورت حالات روز بروز پیچیدہ ہوتی چلی جارہی ہے اور دوسری طرف افریقہ کی تمام سیاہ فام اقوام بھی شہنشاہ حبشانیہ کے علم کے نیچے جمع ہورہی ہیں اغلب قیاس یہی ہے کہ یہ جنگ چھڑ کر رہے گی اور جب ایک دفعہ چھڑ گئی تو ایک نہیں ایک سے زیادہ سلطنتیں اس آتش جنگ کا ایندھن بنا ئینگی۔

ابی سینیا کی شہزادیوں کا نعرۂ جنگ

چونکہ ابی سینیا افریقی نسل کی ایک تنہا اور واحد سلطنت ہے اس لئے افریقہ کی سیاہ فام قومیں اپنی واحد آزاد سلطنت کو خطرے میں دیکھ کر بے انتہا مضطرب ہو رہی ہیں نوآبادیاتی اقوام نے تو اپنے اس ارادہ کا اعلان بھی کر دیا ہے جس کی وجہ سے یورپین سلطنتوں کے اندر ایک تشویش پیدا ہو رہی ہے کہ کہیں ان کا روز افزوں جوش ان کے مقبوضات میں فتنہ و فساد کا باعث نہ بن جائے جنرل سمٹس نے تو اپنی ایک تقریر میں اس تشویش و اضطراب کی طرف اشارہ بھی کر دیا ہے۔

حبش وفرنگی کے سنسنی خیز داستان و طوفان خیزی کا یہ عالم ہے کہ گھروں میں بیٹھنے والیاں اور پھولوں کی سیج پر پہلو بدلنے والیاں بھی غیظ و غضب کے

جذبات سے لبریز ہو گئی ہیں اور انھوں نے بھی اپنے باپوں بھائیوں اور شوہروں کے دوش بدوش لڑنے اور میدان جنگ میں اترنے کا تہیہ کر لیا ہے چنانچہ حال ہی میں خواتین حبش نے ایک عظیم الشان مظاہرہ کیا جس میں بڑی بڑی شہزادیاں امیرزادیاں سپاہیوں کی لڑکیاں اور بیویاں سب ہزاروں کی تعداد میں شریک تھیں جن میں مسلم خواتین کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی تمام خواتین قوس و قزح کی طرح رنگ برنگ کے لباس میں ملبوس تھیں چار سو جوان دوشیزائیں سفید سلک میں ملبوس تھیں ان کے ہاتھ میں حبشہ کا قومی جھنڈا تھا جس کا رنگ زرد و سبز ہے۔ سب دفاع وطن کے جذبے سے لبریز تھیں آپ کے میدان میں جلسہ کیا گیا۔ جس میں مردوں کو شرکت کی قطعی اجازت نہ تھی بڑی پرجوش تقریریں ہوئیں ایک شہزادی کی تقریر بہت پرجوش اور طوفان انگیز تھی دوران تقریر میں اس نے کہا کہ۔

"بہادر خاتون! وقت آگیا ہے کہ ہم بھی اپنے شہنشاہ کی حمایت کے لئے کھڑی ہوں مردوں کے دوش بدوش لڑیں اور اپنے ملک … کے واسطے اپنی جانیں لڑا دیں اور بتا دیں پانی کی طرح بہا دیں آج مسولینی نے جو اٹلی کا ڈکٹیٹر بنا بیٹھا ہے نہ صرف ہمیں بلکہ تمام دنیا کی اقوام کو چیلنج کیا ہے وہ انھیں وحشی غیر مہذب اور … کہکر اپنے دل کی بھڑاس نکالتا اور سب جذبات ہمدردی کے آگے … لگاتا ہے۔ لیکن میں اس اسٹیج پر کھڑی ہو کر بتا دینا چاہتی ہوں کہ وحشی ہم نہیں وحشی وہ ہیں جو دوسروں کی آزادی محض اپنی طاقت کے بل پر چھین لینا چاہتے ہیں صرف ہمارا رنگ سیاہ ہے مگر دل سیاہ نہیں کوئی بات نہیں ہم اٹلی کو بتا دیں گے کہ کسی قوم کی آزادی کے غصب پر آمادہ ہو جانے اور اس کی سرحدت کو ٹھیس لگانے کے نتائج کیا ہیں ہم ملک و وطن کی عزت پر اپنے سر کٹا دیں گی مگر جیتے جی اپنے ملک پر اٹلی کا قبضہ نہ ہونے دیں گی۔"

اس حبشی شہزادی کی تقریر کے بعد جو شہنشاہ ابی سینا کی کوئی قریبی رشتہ دار بھی تھی ایک مسلم دوشیزہ امیرزادی پلیٹ فارم پر آئی اور اپنی پرجوش تقریر میں بولی:۔

"معزز بہنو! اور عزیزو! کوئی پرواہ نہیں جو اٹلی ابی سینیا پر بڑھ رہا ہے ہم بھی جنگ کے لئے تیار ہیں یہ اٹلی اور کوئی اٹلی نہیں وہی اٹلی تو ہے جس کے اسی ہزار سپاہیوں کو اڈوا کے میدان میں کاٹ کر رکھ دیا گیا تھا اس وقت بھی ہم نے اپنے مردوں کی پوری امداد کی تھی اور اٹلی کو شکست فاش دی تھی ایسی شکست فاش کہ وہ آج تک سر نہ اٹھا سکا تھا لیکن اب پھر اس نے سر اٹھایا ہے اور پھر روم امپائر کا خواب دیکھنا شروع کیا ہے لیکن انشاء اللہ تعالیٰ اس مرتبہ بھی ہم اسے ایسی شکست فاش دیں گے کہ وہ ایک صدی تک اس طرف رخ نہ کر سکے گا اور جو سودا اس کے دماغ میں سما گیا ہے وہ نکل جائے گا۔"

اس خاتون نے برطانیہ کی معاملہ فہمی اور تدبر کی تعریف بھی چلتے چلاتے کر دی۔ ان خواتین میں بے پناہ جوش تھا۔ ممکن ہے کہ تاریخ پھر اپنا اعادہ کرے اور خواتین حبش خواتین قرطاجنہ کی طرح اٹلی کو ناک چنے چبوا دیں کہ جب رومیوں نے آج سے دو ہزار برس پیشتر قرطاجنہ پر حملہ کیا تھا تو عورتوں

نے اپنے سروں کے بال کاٹ کر کمانیں بنائیں تھیں گلی کوچے لڑیں تھیں اور اپنی ہیجان خیز تقریروں سے مردوں میں بے پناہ جوش پیدا کر دیا تھا اب بھی ابی سینا میں وہی جوش پیدا ہے۔

مسلم خواتین کا ارتداد اور اغیار

پنجاب کے ان علاقوں میں جہاں سکھوں کی اکثریت ذرا زیادہ ہے مسلمانوں کی مظلومی حد انتہا کو پہنچ گئی ہے اور حالت یہ ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنے فرائض مذہبی بھی انجام دینے سے قاصر ہیں نہ ان دیہات میں نماز پڑھ سکتے ہیں اور نہ اذان دے سکتے ہیں فرزندان توحید کی غلامی کا دردناک پہلو یہ ہے کہ ان دیہات میں کسی مسلم لڑکی کی عصمت محفوظ نہیں ہے صرف ایک ضلع لاہور کے علاقہ مانجھا میں بلا مبالغہ متعدد مسلم لڑکیاں سکھ بدمعاشوں کے ہاتھوں نہ صرف عصمت بلکہ ایمان کے جوہر سے بھی محروم ہو چکی ہیں یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں روشنی میں آ چکی ہے … ان واقعات میں … اور بیاہی مسلمان عورتوں کو … خراب کرتے ہیں۔ اغوا کر لے جاتے ہیں اور نابالغ لڑکیوں کو اس وقت تک عدالت میں پیش نہیں کرتے جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائیں بالغ ہو جانے کے بعد سکھ بنا لیتے ہیں اور عدالت میں لا کر کہلوا دیتے ہیں کہ وہ سکھ مذہب اختیار کر چکی ہے اپنے فعل و عمل کی مختار ہے اور اپنے وارثوں کے پاس جانا نہیں چاہتی۔

اس طرح سے بیسیوں لڑکیاں چنگل ارتداد میں پہنچ چکی ہیں اس علاقہ میں بالعموم وہی مسلمان آباد ہیں جو عرف عام میں کمین کہلاتے ہیں اور جو زراعتی مزدوروں نائیوں میراثیوں جلاہوں موچیوں پر مشتمل ہیں اور جن کی کوئی مستقل معاشری اور اقتصادی حیثیت نہیں ان کی زندگی زیادہ تر سکھ مالکان اراضی کے رحم پر منحصر ہے اس لئے ان کی حالت ناگفتہ بہ ہو گئی ہے پنجاب کے پانچ وسطی اضلاع کی یہی حالت ہے۔ کہیں کہیں جو فرقہ وارانہ جھگڑے بھی … ہوتے رہتے ہیں لیکن ان حالات میں سکھوں کی مذہبی جمعیتیں ان کی حمایت پر کھڑی ہو جاتی ہیں اور وہیں جتھے بازی کا عمل شروع ہو جاتا ہے ان مظلوم مسلمانوں کی تعداد ایسی نہیں جسے ناقابل توجہ سمجھا جائے ان کی مجموعی تعداد کسی طرح سولہ سترہ لاکھ سے کم نہیں ہائیکورٹ کے ایک اس فیصلہ نے اس مصیبت میں اور اضافہ کر دیا ہے کہ "جو مسلم عورت ایک دفعہ مرتد ہو جائے اس پر اس کے وارثوں اور شوہر کے تمام حقوق ہمیشہ کے لئے ساقط ہو جاتے ہیں" اس نے سکھوں کے حوصلے بڑھا دیئے ہیں ہائیکورٹ کا کھلا ہوا رولنگ ہے کہ "جو عورت عدالت میں آ کر صرف اتنا کہہ دے کہ میں نے فلاں مذہب اختیار کر لیا ہے تو اس کا سابقہ مذہب اسی وقت ٹوٹ جاتا ہے" یہ اینگلو محمڈن لا کی غلط تعبیر و تاویل ہے۔

تنہا ایک ضلع گورداس پور سے تین ماہ کے اندر اندر اس قسم کے متعدد واقعات روشنی میں آئے ہیں۔ بعض عورتیں اپنے ظالم شوہروں کے چنگل سے آزاد ہونے کے لئے بھی یہی طریق عمل اختیار کرتی ہیں یہ سلسلہ بھی لاانتہا ہوتا چلا جا رہا ہے۔ چنانچہ چند ماہ پیشتر یوپی کے بدایوں میں بھی اس قسم کا

اور جو حالت واقعہ پیش آچکا ہے اور اس کا دروازہ کھل گیا ہے اس کی ندی صورتیں ہیں ایک طرف تو قانون کے مذکورہ نقص کو دور کرایا جائے اور دوسری طرف خلع قانون کو اسمبلی سے منظور کرایا جائے عرب مصر ترکی اور ایران میں یہ قانون موجود ہے کہ جو عورت اپنی ازدواجی زندگی کو ناقابل برداشت تصور کرتی ہے وہ عدالت میں ثبوت بہم پہنچا کر اپنا نکاح فسخ کرا لیتی ہے معلوم ہوا ہے کہ مولانا ظفر احمد صاحب کی زیر نگرانی اسلامی مضمون کا ایک مسودہ قانون اسمبلی میں پیش کر نے والے ہیں ضرورت ہے کہ مسلم ممبر اس کی منظوری کے لئے سعی خاص سے کام لیں ایسا اس طرف سے غفلت نہ برتیں کہ ملت کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔

نظام تعلیم میں انقلاب کی ضرورت

تعلیم کی اہمیت اور علم کی ضرورت

سے کوئی عقلمند بھی انکار نہیں کرسکتا لیکن تعبدنا ہندمیں گو ابھی دس فیصدی آبادی ہی تعلیم پاسکی ہے مگر اس کی غیر سودمندی کے شواہد آئے دن ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں جس کی وجہ ہمارے نظام تعلیم کا یہ نقص ہے جس پر ہم متعدد کئی سال سے اظہار خیال کرتے چلے آرہے ہیں اور قائدین ملت کی توجہ مبذول کرا رہے ہیں اب تک تو اس طرف کوئی توجہ مبذول نہیں ہوئی تھی لیکن زمانہ کی نزاکت اور بیروزگاری کی رفتار فزوں دیکھ کر کچھ رہنماؤں کی توجہات اس طرف مبذول ہوئی ہے۔

شملہ کے ایک جلسہ میں جہاں آنریبل کنور جگدیش پرشاد، سر فیروز خان نون اور نواب مظفر خان جیسی معزز ہستیاں موجود تھیں موجودہ تعلیم و نظام تعلیم کے متعلق علامہ عبداللہ یوسف علی پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور نے اپنے گرانمایہ خیالات کا اظہار کیا علامہ موصوف نے فرمایا کہ:-

"ہندوستان کی تعلیم کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ وہ لوگوں کی عملی ضروریات کے مطابق نہیں ہے اس وقت سب سے بڑی ضرورت اور سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ تعلیم کو عام اہل ملک کی ضروریات کے مطابق بنایا جائے لیکن موجودہ متضاد و متخالف مفاد کی فضا میں یہ کام آسان نہیں معلوم ہوتا تا وقتیکہ انھیں باہم ملا نہ دیا جائے"

واقعی تعلیم ہماری عملی ضروریات کے بالکل غیر مطابق ہے اس سے اس کے سوا اور کیا آتا ہے کہ ایک گریجویٹ صحیح انگریزی لکھ پڑھ سکے اور دفاتر کا کام چلا سکے انتہا یہ ہے کہ بہاں تک کہ یہ تعلیم اسے انجینیری، تعلیم، ڈاکٹری اکاؤنٹنٹ اور زراعت وغیرہ کے محکموں میں جانے اور ملازمت کرنے کے قابل ہی نہیں بناتی تاوقتیکہ وہ کچھ اور زمانہ ان مخصوص شعبوں کی تعلیم میں صرف نہ کرے ایک طویل مدت کی جانکاہی اور دماغ سوزی اور صرف کثیر کے بعد انسان کو احساس ہوتا ہے تو یہی کہ اسے کچھ نہیں آتا اور وہ کلرکی کے سوا اور کچھ نہیں کرسکتا اتنا سے غیر ضروری اور غیر عملی مضامین کی دماغوں میں ٹھونس ٹھانس رہتی ہے پڑھتے دس پندرہ مضامین ہیں اور آخر میں ان کے تین پانچ وہی لے دیکے انگریزی رہ جاتی ہے البتہ مغربیت فیشن اور اسراف بیجا میں ضرور تبحر حاصل ہوتا ہے اور مختلف مضامین میں صرف شدید آ جاتی ہے اور بس!

اسی لئے آپ نے آگے چل کر فرمایا کہ:-

"اسلامیہ کالج میں طلباء طلباء کے والدین اور اساتذہ سب کو مل کر سعی کرنی چاہیئے کہ طلباء کے دلوں میں شرافت اور تہذیب نفس کے جوہر پیدا ہوں کہ جوہر تعلیم تہذیب نفس ہی ہے اور یہی انسان کو انسان بناتی ہے"

ہمارے نزدیک موجودہ تعلیم انسانیت آموزی میں قطعًا ناکام رہی ہے بھلا جس تعلیم میں مذہب اخلاقیات کا عنصر نہ ہو اور شاذ و نادر طریق سے رٹنا اور شاذ و نادر طریق پر پڑھنا سکھایا جائے غیر ضروری مضامین کی بھرمار ہو وہ کبھی انسانوں کو انسان کیا بنائے انسان بھی نہیں بنا سکتی ضرورت ہے کہ اسکولوں اور کالجوں کے نصاب سے غیر ضروری مضامین نکال کر صنعتی کلاسیں کھولی جائیں اور طلباء کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے ہاتھ سے اپنی غیر تمندانہ روزی پیدا کرسکیں جب تک یہ نہ ہوگا اور تعلیم اور نظام تعلیم اور نصاب تعلیم میں مناسب تغیر و تبدل نہ ہوگا تعلیم بیکار رہے گی اور ملکی اضطراب برابر بڑھتا جائے گا"

ہمیں حیرت ہے کہ اتنے ضروری اور اہم مسئلہ پر اب تک ہمارے رہنمایان ملک کی توجہات پوری طرح مبذول نہیں ہوئیں۔

سلطان ابن سعود کا غیر آل اندیشانہ اقدام

ہمیں سلطان ابن سعود

کے امن و انتظام کی خوبیوں کا اعتراف ہے گو سلطان نے ٹیکس بہت بڑھا دیئے ہیں اور پہلے جو رقم مختلف حیثیتوں اور شکلوں میں رعایائے حجاز پر تقسیم ہو کر ان کی فارغ البالی کا سامان فراہم کرتی تھیں وہ اب زیادہ تر اور بیشتر خزانہ سلطان میں داخل ہوتی ہیں اور اس سے قدرتی طور پر بے چینی پیدا ہوتی رہتی ہے تاہم یہ واقعہ ہے کہ سلطان میں انتظامی اہلیت ہے اور وہ قیام امن کی مساعی میں ساعی رہتے ہیں۔ یوں تو سلطان ایک عرصے برطانوی استعمار کے ہاتھ میں آچکے تھے معاہدۂ عقبہ کے معاملہ میں انکی حکمت عملی اور کارفرمائی کافی بدنام ہو چکی تھی لیکن اس کے بعد انہوں نے سنبھلنے اور ہوشیار ہونے کے بجائے زیادہ تر تفویض کی پالیسی اختیار کی اور اپنی ان بوجھی اور ان سمجھی مصلحتوں کی بنا پر انہوں نے برطانوی مشیروں پر اعتماد کرنا اور رہی سہی غیر ملکی نفوذ و اقتدار کے قیام کے مواقع پہنچانا اپنا شعار عمل بنا لیا اور اب تک بنائے ہوئے ہیں۔

حال ہی میں انگلستان میں ایک نئی اور مقتدر کمپنی خاص اغراض و مقاصد کے ساتھ معرض وجود میں آئی ہے سلطان نے اس کے ساتھ معاہدہ کیا ہے اور نہ صرف معاہدہ کیا ہے بلکہ اسے اجارہ داری دیدیا ہے کہ وہ مملکت سعودیہ میں معدنیات کی تلاش اور معدنی دولت کے نکالنے اور باہر لانے کا اہتمام کرے انگریز خوب جانتے ہیں کہ عرب کی سرزمین معدنی دولت سے مالا مال ہے اور صدیوں سے یہاں یہ ذخائر اچھوتے پڑے ہیں اور تقدس عرب کے پیش نظر کوئی انھیں ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا ہے اور وہ برابر سلطان پر ڈورے ڈال رہے تھے آخر الامر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے اور جس جزیرہ کی عزت پر اجانب کی نگاہیں ایک عرصہ سے پڑ رہی تھیں وہ جزیرہ ان کے ہاتھ آگیا سلطان کے حامیوں کو ٹھیکہ دیئے جانے اور معاہدے کے

ہونے کا اعتراف ہے گرچہ اس کی یہ توجیہ کر رہے ہیں کہ معدنی دولت کی چند ہی سال کے اندر عرب کا افلاس تمول سے بدل جائے گا حکومت بھی خوشحال ہو جائے گی اور بے روزگاری کا بھی نام و نشان باقی نہ رہے گا نیز مصارف جنگ بھی کم ہو جائیں گے۔

لیکن اس حمایت کے وقت ان کی نظر اوراق تاریخ سے ہٹ جاتی ہے اور یہ واقعات ان کی نظروں سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں کہ جن جن ملکوں نے جس ملک سے اس قسم کے تجارتی معاہدات کئے اور اس قسم کی تجارتی کمپنیاں قائم ہوئیں وہ بالآخر سیاسی اقتدار کے قیام کا باعث بن گئیں اور ان کمپنیوں کے سرپرست بنکر انھوں نے ملک پر سیاسی اقتدار حاصل کر لیا۔ ہندوستان بھی تو اسی طرح انگریزوں کے ہاتھ آیا تھا۔ ترکی کے امتیازات خصوصی کس طرح ترکی کے لئے آفت جان بنے رہے اور ایران سے برٹش آئل کمپنی کے معاہدہ کی تنسیخ پر انگریزوں سے کتنا خوفناک جھگڑا رہا ایسے اور بھی اجارے دیئے گئے ہیں اور دیئے جا رہے ہیں انگریزی تجارتی کمپنیوں کو دیا اور ٹھیکوں کا دینا آج نہیں تو کل ضرور رنگ لائے گا۔

ریاست لوہارو میں جاٹوں کی شورش

ریاست لوہارو ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست ہے جس میں جاٹوں کی آبادی بہت زیادہ ہے۔ یہ جاٹ ریاست میں امن و آسائش سے زندگی بسر کرتے چلے آ رہے تھے کہ بیرونی شورش پسندوں نے ان کے اندر غدارانہ روح پیدا کرنی شروع کی اور نتیجہ یہ نکلا کہ جاٹ مہاسبھا کے ایک جلاس میں رآ اختیار سے مقابلے کی تجاویز منظور ہوگئیں۔ وہ بیانہ را ہو سے بس است۔ نا لامحالہ سو جاٹ اٹھ کھڑے ہوئے اور ایسے اٹھے کہ جب تک انہوں نے ریاست کے امن و امان کو اچھی طرح ندر فتنہ نہ بنا لیا شورش کے ارمان پورے نہ کر لئے اور خود گویا ان کے کہاں خاموش ہو کر نہ بیٹھے حالانکہ نواب صاحب نے ابتدا ہی سے رواداری اور فیاضانہ رویہ اختیار کئے رکھا تھا ۹ جاٹوں کو بلا کر دس ہزار روپیہ ملبہ کی معافی کا اعلان کیا اور نصیحت کر دی کہ غیر آئینی طریقہ اختیار نہ کرو جو کچھ کہنا ہے آئینی طریق پر کہا ہے پر ہمدردانہ غور کیا جائے گا۔ اس کے بعد پنچایت علانیہ مقابلہ پر آ گئی نواب صاحب نے پھر تحمل سے کام لیا اور بعض اور ٹیکس معاف کر دیئے انہوں نے سوچا کہ جب محض دھمکیوں سے اتنا کام نکل گیا تو خدا جانے عملی اقدام کتنے وسیع فوائد پر منتج ہوگا بس پھر کیا تھا شیر ہو گئے۔ ٹیکسوں کی ادائیگی سے انکار کر دیا عام چندہ جمع ہونے لگا ان کی پنچایت نے اپنے اختیار سے لوگوں کو سزائیں دینی شروع کر دیں اور اس سے بھی بڑھکر یہ کہ وہ علانیہ بغاوت پر آمادہ ہو گئے قوائے ریاست کا مقابلہ شروع کر دیا۔ پولیس تھانوں کو گھیر کر ان پر بیمانہ حملے کئے اور لاٹھیاں، تلواریں اور چھریاں اور گنڈاسے مختلف مقامات پر کثرت سے جمع کئے جانے لگے اور سامان جنگ بھی اکٹھا نہیں کیا جانے لگا بلکہ عملی طور پر جنگ کا اعلان ہو گیا۔

جھجر اور سنگھانی کے عظیم الشان اور شور انگیز جلسوں میں بڑی بڑی پرجوش تقریریں ...

مقابلہ پر آ گئے۔ پولیس سے متصادم ہوئے ظاہر ہے کہ ریاست اس صورت حالات کو زیادہ عرصہ تک برداشت نہ کر سکتی تھی حالانکہ جب مجبور ہوکر ریاستی فوج طلب کی گئی جاٹ اس سے بھی نہ ڈرے اور انھیں بے قابو دیکھکر فوج کو گولی چلانی پڑی اور بیس جاٹوں کا اتلاف ہوا۔ ہمیں ریاست یا سے نہیں ان جاٹوں سے بھی ہمدردی ہے جو شر انگیزوں کی تحریک سے گمراہ ہوکر خاک و خون میں تڑپے لیکن یہ ضرور کہیں گے کہ اگر وہ آئینی طریقہ پر چلتے رہتے تو یہ صورت ہرگز پیش نہ آتی جو لوگ اسے فرقہ وار صورت میں پیش کر رہے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں سب سے زیادہ تعجب ہمیں چوہدری صاحب پر ہے جنھوں نے جانبدارانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے حالانکہ وہ جاٹوں کے سب سے بڑے لیڈر ہیں اگر انھیں ہوشمندانہ رویہ اختیار کرنا چاہئے تھا اگر جاٹوں کو کچھ شکایات تھیں تو اس سے پیشتر انھیں ان شکایات کا اظہار کرنا چاہئے تھا بہرکیف اب کہ امن قائم ہو چکا ہے ہم توقع کرتے ہیں کہ دو طرفہ رواداری اور ہوشمندانہ رویہ اختیار کیا جائے گا۔

ہندی زبان کے حامیوں کی سرگرم سعی و جہد

تیس چالیس سال سے برادران وطن کی ایک جماعت نے اردو سے نفرت برتنے کی تحریک اختیار کر رکھی ہے اور وہ اردو کو جو ہندو مسلم اتحاد کی ایک زندہ یادگار رہے غیر ملکی اور اسلامی زبان بتلا کر اسے عدالتوں اور دفاتر تک سے خارج کرانے کی فکر میں ہیں۔

مسلمان تو غافل پڑے رہے لیکن ہندو ایک حد تک اس میدان میں بازی لے گئے ان کی جد و جہد کا سلسلہ جو پہلے روز شروع ہوا وہ آج تک قائم ہے وہ بہار سے اردو کو خارج کرا کر ہندی کو سرکاری و عدالتی زبان کا درجہ دلا چکے صوبہ متحدہ کے اندر دونوں زبانیں عدالتی زبانیں تسلیم ہو چکی ہیں تمام ہندو ریاستوں کے دفاتر کی زبان بھی ہندی قرار دی اور اردو کی جگہ ہندی پہنچ چکی اور مدراس جیسے دور افتادہ صوبے میں بھی یہ برابر مصروف کار ہیں۔ وہ تو وہ بڑے بڑے ہندو ملکی رہنما ہندی زبان کی اشاعت میں سرگرمی کے ساتھ مصروف ہیں چنانچہ پچھلے دنوں ہندی ساہتیہ سمیلن کی استقبالیہ کمیٹی کے جب گاندھی جی سے صدارت کی استدعا کی تو فرمایا کہ اگر آپ ہندی پرچار کیلئے ایک لاکھ روپیہ عطا کر دیں تو میں تیار ہوں۔ ہندو قوم نے فوراً ہی منظور ہو گئی اور مطلوبہ روپیہ بھی فراہم ہو گیا خود گاندھی جی نے جن خیالات کا اظہار کیا وہ مسلمانوں کی عبرت و سبق آموزی کے لئے کافی ہیں فرمایا کہ:۔

دکن میں چھ لاکھ افراد نے ہندی سیکھ لی ہے ۳۲۰۰ لڑکیاں اور ہندی کی جماعتوں میں داخل ہو گئے ہیں ہندی کے ۱۲۰ اسکول کھلے ہوئے ہیں جنوبی ہند کے ۳۰۰ مراکز میں ہندی کی ترغیب اشاعت کا کام سرگرمی کے ساتھ جاری ہے ۲۶۰۰ استاد ہندی سکھانے کے لئے تیار ہیں یہ ایک لاکھ روپیہ جو میں نے لیا ہے سب اسی نظام کے مضبوط کرنے میں صرف کیا جائیگا۔

اگر برادران وطن کی سعی و جہد کا سلسلہ اسی عنوان کے ساتھ قائم رہا اور ہماری غفلتوں کا یہی عالم رہا تو ہندی خدانخواستہ ایک روز ضرور اردو کو مغلوب کر لے گی ...

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

نہ یہ تخفیف عذاب کسی عمل کی وجہ سے ہے بلکہ اپنے نبی کی عزت بڑھانے کی وجہ سے یہ تخفیف عذاب کی شفاعت ابو طالب کے حق میں اور ایک رتہ کی تخفیف عذاب ابو لہب کے لئے خود اللہ کی طرف سے محض اللہ کے فضل سے ہے اور یہ اللہ کا فضل کسی آیت قرآن کے مخالف نہیں ہے اور یہ خاص فضل اللہ کا ایسا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی عمل نیک کے بہت سی مخلوق کو محض اپنے فضل سے جنت میں داخل کر دیگا چنانچہ اس کی تصریح ابو سعید خدری کی متفق علیہ روایت میں ہے آخر کو فرمایا کہ ایسی باتوں سے کسی کا کچھ نہیں بگڑتا بلکہ ایسی باتوں کا خمیازہ خود ان ہی لوگوں کو قیامت کے دن بھگتنا پڑیگا لیکن یہ ان کی نادانی ہے کہ یہ لوگ عقبے کے اپنے بھلے برے کا انجام نہیں سمجھتے اور اتنا نہیں جانتے کہ دنیا میں یہ لوگ جو کام کرتے ہیں اس کا نتیجہ کچھ تو اپنے دل میں سوچ لیتے ہیں ابھی سے ان لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے پیدا کرنے کا اتنا بڑا کام بغیر نتیجہ کے نہیں کیا ہے بلکہ اس کا نتیجہ یہ ہے جو کہ ملک کی گلی ان لوگوں کو بتایا جاتا ہے کہ اس جہان کے بعد دوسرا جہان اور قائم ہوگا جس میں دنیا کی نیکی بدی کی جزا سزا کا فیصلہ ہوگا پھر یہ چند روزہ گھر کی گزاری کہاں نے سکے ایسے ظاہری نتیجہ کو جھٹلانا اور اس سے غافل رہنا بڑی نادانی ہے مسند کی شداد بن اوس کی حدیث ترمذی اور ابن ماجہ کے حوالہ سے گذر چکی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقلمند وہ شخص ہے جو موت سے پہلے عقبے کا کچھ سامان کر لیوے اور نادان وہ ہے جو عمر بھر عقبیٰ سے غافل رہے اور پھر عقبے میں راحت کی توقع رکھے قریش کی نادانی کا ذکر جو آیت میں ہے اس کی حدیث گویا تفسیر ہے۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وُقِفُوا عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ وَ
لَا نُكَذِّبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ بَلْ
بَدَا لَهُم مَّا كَانُوا يُخْفُونَ مِن قَبْلُ ۖ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا
لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ وَقَالُوا إِنْ هِيَ إِلَّا
حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ
وُقِفُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ قَالَ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۚ قَالُوا بَلَىٰ
وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۝

ترجمہ: اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جبکہ یہ دوزخ کے پاس کھڑے کئے جاوینگے تو کہیں گے کیا ہی اچھی بات ہو کہ ہم پھر واپس بھیج دیے جاویں اور اگر ایسا ہو جائے تو ہم اپنے رب کی آیات کو جھوٹا نہ بتاویں اور ہم ایمان والوں سے ہو جاویں تب بھی یہ وہی کام کریں جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور یقیناً یہ بالکل جھوٹے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جینا اور کچھ نہیں صرف یہی فی الحال کا جینا ہے اور ہم زندہ نہ کئے جاویں اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جبکہ یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جاویں گے اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ کیا یہ امر واقعی نہیں ہے وہ کہیں گے بیشک قسم اپنے رب کی اللہ تعالیٰ فرماویگا تو آپ اپنے کفر کے عوض میں عذاب چکھو۔

تفسیر: اوپر سے جن منکر حشر مکہ کے لوگوں کا ذکر چلا آتا ہے ان آیتوں میں بھی انھیں لوگوں کا قیامت کے دن کا ایک حال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جتلایا ہے کہ اے رسول اللہ کے اب تو دنیا میں یہ لوگ سرکشی سے جنت دوزخ اور عقبے کی باتوں کو جھٹلا رہے ہیں لیکن جب دوزخ میں ڈالنے کے لئے اللہ کے فرشتے ان کو ٹھہرا کر دوزخ کے کنارہ پر لیجا دیں گے اور دوزخ کی آگ ان کو نظر آوے گی اس وقت ان کا حال دیکھنے کے قابل ہے کہ اپنے کئے پر کس قدر پچھتاویں گے اور پھر دوبارہ دنیا میں آنے اور ایماندار بنکر دنیا سے اٹھنے کی کیسی آرزو کریں گے پھر فرمایا کہ یہ آرزو ان کی کچھ دل سے نہ ہوگی بلکہ دوزخ کی آگ سے ڈر کر اس وقت ایسی باتیں اسی طرح ان کے منہ سے نکلیں گی جس طرح دریا کے سفر میں ڈوبنے کے خوف سے یہ لوگ دنیا میں ایماندار بنجاتے تھے اور خشکی میں آکر پھر شرک کے مشرک ہو جاتے تھے یہ ذکر سورہ عنکبوت میں تفصیل سے آویگا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کے جھوٹ کی عادت خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ اپنی عادت کے موافق دنیا میں دوبارہ جانے اور ایماندار بننے کی جھوٹی آرزو کر رہے ہیں اگر دنیا میں دوبارہ ان کو بھیجا جاوے تو ان کا یہ جھوٹ فوراً کھل جاوے گا جس طرح یہاں ایک یہ جھوٹ کھل گیا کہ دوزخ کے کنارہ پر آنے سے پہلے تو یہ لوگ قسمیں کھا کر اپنے شرک کا انکار کر رہے تھے جب دوزخ کی آگ ان کو نظر آئی اور اس میں جھونکے جانے کا ان کو یقین ہو گیا تو اپنی سب وہ جھوٹی قسمیں بھول کر دعا میں یہ اقرار کرنے لگے کہ پہلی دفعہ تو دنیا میں ہم نے سب کچھ کیا لیکن دوبارہ دنیا میں اگر ہم کو بھیجا جاوے تو پھر ایسا نہ کریں گے بلکہ پورے ایماندار بنکر دنیا سے اٹھیں گے آخر یہی لوگ تو تھے جو دنیا میں بے خوف ہو کر یہ کہا کرتے تھے کہ حشر قیامت سب جھوٹ ہے انسان کی فقط یہی دنیا کی زندگی ہے جب وہ مر کر خاک ہو گیا تو پھر دوبارہ کیا جینا ہے اب آگے ان لوگوں کی حالت کا ایک اور ذکر فرمایا کہ جب یہ لوگ اللہ کے روبرو حاضر کئے جاویں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیگا کہ عقبیٰ کی جن باتوں کو دنیا میں تم لوگ جھٹلاتے تھے آج وہ سب باتیں تمہاری آنکھوں کے سامنے آگئیں اس کے جواب میں قسمیں کھا کر یہ لوگ کہیں گے کہ ہاں اے ہمارے رب وہ سب باتیں حق ہیں اور ہم نے ان سب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا لیکن بے وقت ان کا یہ اقرار کچھ کام نہ آویگا اور حکم ہوگا کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھٹلاتے تھے اس جھٹلانے کی اب یہی سزا ہے کہ جاؤ اسی دوزخ کا مزہ چکھو اسی سورہ کے آخر میں اور سورہ المومن کے آخر میں جو آیتیں ہیں

آن سے شرع کا یہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ انسان کا ایمان اور اس کی توبہ اسی وقت کا سب کچھ مقبول ہے جب تک موت یا عذاب الٰہی کی کچھ نشانیاں انسان کی آنکھوں کے سامنے نہ آجاویں کیونکہ خالص فرمانبرداری اسی وقت تک ہے جب تک کوئی بے بسی انسان کو نہیں ہے جب موت یا عذاب الٰہی کی نشانیاں آنکھوں کے سامنے آگئیں تو پھر ایک حالت بے بسی کی ہوتی جس میں خالص فرمانبرداری کا موقع باقی رہتا ہے نہ اس بے موقع وقت کی کوئی بات مقبول ہونے کے قابل رہتی ہے جس طرح مثلاً سورہ یونس میں آویگا کہ ڈوبتے وقت فرعون ایمان لایا اور وہ مقبول نہ ہوا۔ اس قاعدہ شرعی کے موافق منکر حشر مشرک لوگوں کی وہ بے وقت کی ندامت کام نہ آئی جس کا ذکر ان آیتوں میں ہے صحیح مسلم میں ابوہریرہ کی روایت ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ جس شخص نے پہلے سے ایمان اسلام کی باتوں کی پابندی نہ کی سورج کے مغرب سے نکلنے کے بعد ایسے شخص کا ایمان و اسلام مقبول نہ ہوگا ترمذی، ابن ماجہ میں عبداللہ بن عمر کی حدیث ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ موت کے قریب جب آدمی کا سانس اکھڑ کر غرغرا لگ جاتا ہے تو اس وقت اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے یہ حدیثیں ان آیتوں کی گویا تفسیر ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خالص فرمانبرداری کا وقت ہاتھ سے نکل جانے کے بعد پھر عقبیٰ کی بہبودی کا کوئی کام آدمی سے بن نہیں آتا۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

(ترجمہ) بیشک خسارے میں پڑے وہ لوگ جنھوں نے اللہ سے ملنے کی تکذیب کی یہاں تک کہ جب وہ معین وقت دفعتہً ان پر آپہنچیگا کہنے لگیں گے کہ اے افسوس ہماری کوتاہی پر جو اس کے بارہ میں ہوئی اور حالت ان کی یہ ہوگی کہ وہ اپنے بار اپنی کمر پر لادے ہوں گے خوب سن لو کہ بری ہوگی وہ چیز جس کو لادینگے اور دنیوی زندگی تو کچھ بھی نہیں بجز لہو و لعب کے اور پچھلا گھر متقیوں کے لئے بہتر ہے کیا تم سوچتے سمجھتے نہیں ہو۔

تفسیر:- جن منکر حشر لوگوں کا ذکر اوپر سے چلا آتا ہے یہ آیتیں بھی ان ہی کی شان میں ہیں حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ جن لوگوں نے جزا و سزا کے لئے اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے کو جھٹلایا جس کے سبب سے عقبیٰ کی بہبودی کے کچھ کام ان سے نہ ہو سکے ایسے لوگ بڑے ٹوٹے میں ہیں ابھی تو اس ٹوٹے کا حال ان لوگوں کو نہیں معلوم ہوتا لیکن جب اچانک طور پر قیامت کی گھڑی ان لوگوں کے سر پر آ کھڑی ہوگی اور عقبیٰ کے احوال ان لوگوں کے سامنے آجاویں گے کہ عقبیٰ کی بہبودی کے کام کرنے والے لوگ طرح طرح کے عیش و آرام میں ہونگے اور یہ لوگ طرح طرح کے عذاب میں پھنس جاویں گے تو اس وقت یہ لوگ اپنے قصور پر نادم ہو کر بہت حسرت و افسوس کریں گے لیکن بے وقت کی ندامت ان کے کچھ کام نہ آوے گی قتادہ کے قول کے موافق ایسے لوگوں کی پیٹھ پر بوجھ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جب یہ لوگ قبرستان سے اٹھیں گے تو ان کے بد عمل ایک بد صورت آدمی کی شکل بن جاوینگے اور وہ بد شکل آدمی ان بد لوگوں کی پیٹھ پر چڑھ کر ان کو میدان محشر تک گھیر کر لیجاوینگے معتبر سند سے مسند امام احمد اور ابو داؤد میں براء بن عازب کی بڑی حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ بد لوگوں کا عمل ایک بد شکل آدمی کی صورت بن کر وہ بد شکل آدمی ایسے لوگوں کی قبر میں آتا ہے اور صاحب قبر کو لعنت ملامت کرتا ہے اس حدیث سے قتادہ کے قول کی تائید ہوتی ہے یہ لوگ ان ھی الا حیاتنا الدنیا جو کہا کرتے تھے اس کا جواب فرمایا کہ جس طرح بچے ایک گھلونے سے گھڑی دو گھڑی کھیلتے ہیں اور پھر اسے توڑ کر پھینک دیتے ہیں دنیا کی زندگی کا حال تو بالکل ویسا ہی ہے کہ صبح کچھ ہے تو شام کچھ اللہ کے نزدیک عقبیٰ کی بہبودی کے کام کرنے والوں کی ہمیشہ کے عیش و عشرت کی جو زندگی عقبیٰ میں ہوگی اس کے آگے عقلمند کے نزدیک دنیا کے ناپائیدار عیش اور دنیا کی چند روزہ زندگی کی کیا حقیقت ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنے حصہ زمین میں گھوڑے کا سوار اپنا کوڑا رکھ دیتا ہے جنت کی اتنی جگہ تمام دنیا سے بہتر ہے ان آیتوں میں دنیا کی زندگی اور دنیا کے عیش کو عقبیٰ کی زندگی اور عیش کے آگے بے حقیقت جو فرمایا یہ حدیث گویا اس کی تفسیر ہے۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ۝

(ترجمہ) ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کو ان کے اقوال مغموم کرتے ہیں سو یہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور بہت سے پیغمبر جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں ان کی بھی تکذیب کی جا چکی ہے سو انھوں نے اس پر صبر ہی کیا کہ ان کی تکذیب کی گئی اور ان کو دنیا میں پہنچائی گئیں یہاں تک کہ ہماری امداد ان کو پہنچی اور اللہ کی باتوں کا کوئی بدلنے والا نہیں اور آپ کے پاس بعض پیغمبروں کے بعض قصص پہنچ چکے ہیں۔

تفسیر:- ترمذی اور حاکم نے حضرت علی سے روایت کی ہے اور ترمذی نے اس روایت کو صحیح بتلایا ہے اور حاکم نے اس کو شرط شیخین پر صحیح کہا ہے کہ ابوجہل نے آنحضرت سے کہا کہ معاملات دنیا میں ہم تم کو سچا اور امانتدار جانتے ہیں لیکن جس کلام کو تم اپنے اوپر خدا کی طرف سے اترنا بتلاتے ہو اس کی تصدیق ہم نہیں

صحیح بخاری شریف اردو

(سلسلہ گذشتہ)

ابواب تقصیر الصلوٰۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب۔ نماز کے قصر کرنے کے بارے میں کیا وارد ہوا ہے اور کتنے دنوں قیام کرے تو قصر کر سکتا ہے۔

۱۰۰۴۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) انیس دن قیام فرمایا برابر قصر کرتے رہے لہذا جب ہم سفر میں انیس دن (قیام) کرتے تو قصر کرتے اور جب (انیس دن سے) زیادہ (قیام) کرتے تو پوری نماز پڑھتے۔

۱۰۰۵۔ حضرت انس کہتے ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ سے مکہ گئے تو آپ برابر دو دو رکعت نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ ہم لوگ مدینہ لوٹ آئے (ابو اسحاق راوی کہتے ہیں، یحییٰ نے) انس سے، کہا کہ تم نے مکہ میں کچھ قیام کیا تھا انہوں نے کہا ہاں ہم دس دن وہاں ٹھیرے تھے۔

باب (بحالت قیام) منیٰ میں نماز کو قصر کرنا چاہئے یا پوری پڑھنی چاہیئے۔

۱۰۰۶۔ حضرت عبداللہ (ابن عمر) کہتے ہیں میں نے منیٰ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر کے ہمراہ دو رکعت نماز پڑھی اور عثمان کے ہمراہ بھی ان کی شروع خلافت میں (دو ہی رکعت پڑھی) بعد اس کے انہوں نے پوری نماز شروع کر دی۔

۱۰۰۷۔ حضرت حارثہ بن وہب کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت امن کی حالت میں مقام منیٰ میں ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔

۱۰۰۸۔ عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں ہم لوگوں کو چار رکعت نماز پڑھائی تو حضرت عبداللہ بن مسعود سے اس بارہ میں کہا گیا (یہ سن کر ان کو بہت افسوس ہوا اور) انھوں نے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون پھر انھوں نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں ابوبکر صدیق کے ہمراہ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور عمر بن خطاب کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اے کاش بجائے ان (چار رکعتوں کے جو حضرت عثمان نے پڑھنا شروع کی ہیں) میرے حصہ میں وہی دو مقبول رکعتیں پڑتیں (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر پڑھا کرتے تھے۔

باب۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حج میں کس قدر قیام فرمایا۔

۱۰۰۹۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب چوتھی تاریخ کی صبح کو حج کا لبیک کہتے ہوئے (مکہ میں) تشریف لائے پھر آپ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا کہ حج کا احرام توڑ کے اس کے عمرہ کا احرام باندھ لیں مگر وہ شخص جس کے ہمراہ ہدی ہو (وہ حج ہی کے احرام پر) قائم رہے۔

باب۔ کس قدر سفر میں نماز قصر کر دیا جائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن رات (کی) مسافت (کا نام) سفر رکھا ہے اور حضرت ابن عمر اور ابن عباس چار برید (کی مسافت) میں قصر اور افطار کرتے تھے اور چار برید سولہ فرسخ ہوتے ہیں۔

۱۰۱۰۔ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت تین دن کا سفر نہ کرے مگر کسی ذی محرم کے ہمراہ

۱۰۱۱۔ حضرت ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا عورت تین دن سے زیادہ سفر نہ کرے مگر اس حالت میں کہ اس کے ہمراہ کوئی ذی محرم ہو۔

۱۰۱۲۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت کہ اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ ایک دن رات کی مسافت کا سفر (اس حال میں) کرے کہ اس کے ہمراہ کوئی محرم نہ ہو

باب۔ جب مسافر اپنے مقام سے نکل جائے (اسی وقت سے) قصر شروع کر دے اور حضرت علی ابن ابی طالب (ایک مرتبہ کوفہ سے باہر نکلے تو نکلتے ہی) قصر شروع کر دیا حالانکہ وہ کوفہ کے مکانات کو دیکھ رہے تھے پھر جب لوٹے تو ان سے کہا گیا کہ یہ کوفہ (دکھائی دیتا) ہے (اب قصر نہ کیجئے) انہوں نے کہا کہ نہیں (ہم برابر قصر کئے جائینگے) یہاں تک کہ کوفہ میں داخل ہو جائیں

۱۰۱۳۔ حضرت انس ابن مالک کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چار رکعت نماز پڑھی (اس کے بعد ہم سب لوگ روانہ ہو گئے) اور ذو الحلیفہ میں پہنچکر عصر کی دو رکعت پڑھیں۔

۱۰۱۴۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نماز شروع شروع میں دو ہی رکعت فرض ہوئی تھیں تو سفر کی نماز بدستور اپنی حالت پر باقی رکھی گئی اور حضر کی نماز پوری (چار رکعت) کر دی گئی۔ زہری کہتے ہیں میں نے عروہ سے کہا کہ کیا وجہ تھی کہ حضرت عائشہ قصر نماز نہ پڑھتی تھیں انہوں نے کہا کہ وہی وجہ تاویل تھی

لہ حنفیہ کے نزدیک پندرہ دن سے کم قیام کی نیت ہو تو قصر کر سکتا ہے اور جو پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کی نیت کر لے تو پھر وہ قصر نہیں کر سکتا اور اگر کسی کی نیت پندرہ دن سے کم قیام کی تھی مگر اتفاق سے اس کا قیام زیادہ ہو گیا تو وہ قصر کر سکتا ہے ۱۲۔

کہ حضرت عثمان قصر نماز اس مسافر کے لئے جائز سمجھتے تھے جو چل رہا ہو اور جو مسافر اثنائے سفر میں ٹھیر جائے اس کیلئے وہ قصر کو جائز نہ سمجھتے تھے ۱۲۔

لہ حنفیہ کے نزدیک تین دن سے کم مسافت میں قصر جائز نہیں دلائل ان کے ان کی کتابوں میں مذکور ہیں ۱۲۔

کر لی تھیں جو حضرت عثمان کرتے تھے۔

باب۔ مغرب کی نماز سفر میں بھی تین رکعت پڑھے

۱۰۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر میں عجلت ہوتی تھی تو مغرب کی نماز میں دیر کر دیتے تھے یہاں تک کہ مغرب اور عشا کی ایک ساتھ پڑھتے تھے۔ سالم کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے جب ان کو سفر میں عجلت ہوتی تھی اور لیث نے اتنی روایت زیادہ کی ہے کہ حضرت ابن عمر مقام مزدلفہ میں مغرب اور عشا کی نماز ایک ساتھ پڑھتے تھے سالم کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر نے مغرب کی نماز پڑھنے میں تاخیر کر دی اور اس وقت ان کی بی بی صفیہ بنت ابی عبید کی موت کی خبر آئی تھی تو میں نے ان سے کہا کہ (مغرب کی نماز کا وقت) آگیا انھوں نے کہا چلو پھر میں نے ان سے کہا کہ نماز (کا) وقت آگیا۔ کہنے لگے کہ چلو یہاں تک کہ دو تین میل چلے پھر وہ اترے اور نماز پڑھ لی۔ اس کے بعد کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے جبکہ آپ کو سفر میں عجلت ہوتی تھی اور حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر میں عجلت ہوتی تھی تو آپ مغرب کی نماز میں تاخیر کر دیتے تھے، پھر جب اس کو پڑھتے تو تین رکعت پڑھتے اور پھر تھوڑی ہی دیر ٹھہر کے عشا کی نماز پڑھ لیتے اور اس کی دو رکعتیں پڑھتے پھر سلام پھیر دیتے اور عشا کے بعد نفل نماز نہ پڑھتے تھے یہاں تک کہ نصف شب کو اٹھتے (اور تہجد کی نماز پڑھتے)

باب۔ نفل نماز سواری پر پڑھنا (جائز ہے) جس طرف وہ جا رہی ہو۔

۱۰۱۶۔ عبداللہ بن عامر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ سواری پر نماز پڑھ لیتے تھے جس طرف وہ جا رہی ہو۔

۱۰۱۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز سوار ہونے کی حالت میں خلاف قبلہ کے پڑھ لیتے تھے۔

باب نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر بھی سواری پر (نفل) نماز پڑھتے تھے اور اسی پر وتر نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے

باب۔ سواری پر اشارہ سے نماز پڑھ لینا کافی ہے

۱۰۲۰۔ عبداللہ بن دینار کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر سفر میں اپنی سواری پر نماز پڑھ لیتے تھے جس طرف وہ جا رہی ہو۔ اشارہ سے نماز پڑھتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر نے یہ بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے

باب۔ فرض نماز کے لئے سواری سے اتر پڑے۔

۱۰۲۰۔ حضرت عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ سواری پر نفل نماز اپنے سر کے اشارہ سے پڑھ لیتے تھے

جس طرف سواری کا رخ ہو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز میں ایسا نہ کرتے تھے۔ اور لیث کہتے ہیں کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا وہ ابن شہاب (زہری) سے روایت کرتے تھے کہ سالم نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رات کے وقت سفر میں اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے کچھ پروا نہ کرتے تھے چاہے جس طرف ان کا منہ ہو جائے اور ابن عمر کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر نفل نماز پڑھتے تھے جس طرف سواری کا رخ ہو اور اسی پر وتر بھی پڑھتے تھے سوا اس کے کہ فرض نماز اس پر نہ پڑھتے تھے

۱۰۲۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر مشرق کی طرف نماز (نفل) پڑھا کرتے تھے پھر جب آپ فرض نماز پڑھنا چاہتے تو سواری سے اتر پڑتے اور قبلہ کی طرف منہ کر لیتے۔

چوتھا پارہ تمام ہوگیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پانچواں پارہ

باب۔ نفلی نماز کا گدھے وغیرہ پر سوار ہونے کی حالت میں پڑھنا درست ہے۔ انس بن سیرین کہتے ہیں کہ ہم (حضرت) انس بن مالک کی پیشوائی کو گئے جبکہ وہ ملک شام سے آرہے تھے تو ہم نے ان کو (مقام) عین التمر میں جا کے پایا میں نے انھیں دیکھا کہ آپ گدھے پر سوار ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں اور منہ ان کا اس طرف یعنی قبلہ کی بائیں طرف ہے (جب وہ نماز پڑھ چکے) تو میں نے (ان سے) عرض کیا کہ میں نے آپ کو خلاف قبلہ نماز پڑھتے دیکھا یہ کیا بات ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ اگر میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں (کبھی) ایسا نہ کرتا (اس حدیث کو ابراہیم بن طہمان نے حجاج سے انہوں نے انس بن سیرین سے انہوں نے حضرت انس بن مالک سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۱۰ **باب**۔ اگر کسی نے سفر میں (فرض) نمازوں کے بعد اور ان سے پہلے (جو نفل نمازیں مسنون ہیں) نہ پڑھیں (تو کچھ حرج نہیں)

۱۰۲۲۔ حفص بن عاصم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا عبداللہ بن عمر سے (بحالت سفر نفل نمازوں کے پڑھنے کی بابت) پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں بہت رہا ہوں مگر میں نے آپ کو سفر میں (نفل) نماز پڑھتے نہیں دیکھا اور اللہ تعالے فرماتا ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

۱۰۲۳۔ حفص بن عاصم کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا کہ انھوں نے (اپنے بھائی عبداللہ) بن عمر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں (سفر میں بھی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہا ہوں مگر میں نے یہی دیکھا کہ آپ سفر میں فرض کی دو رکعتوں سے زیادہ نماز نہ پڑھتے تھے اور ایسا ہی (میں) ابوبکر و عمر و عثمان کے بھی ساتھ رہا ہوں (ان کو بھی میں نے ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

۱؎ حنفیہ کے نزدیک وتر بھی مثل فرائض کے سواری سے اتر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے پڑھنا چاہیئے اور اس حدیث میں جو حضرت کا سواری پر وتر پڑھنا منقول ہے یہ منسوخ ہو چکا ہے ۱۲

۲؎ یقیناً تمہارے لئے رسول خدا کے افعال میں ایک اچھی مثال ہے ۱۲۔

کتاب الفقہ

(بسلسلہ گذشتہ)

باب الصوم

قبل یا دبر میں زبردستی مفعول کیا مرد یا عورت جس پر اس معاملہ میں زبردستی کی جبت اس پر قضا لازم ہوگی۔

تشریح: مگر زبردستی کرنے والے پر چاہے وہ مرد ہو یا عورت کفارہ لازم ہوگا کیونکہ وہ ایسی صورت ہوگی کہ اس نے دانستہ یہ فعل کیا بعض شروح میں لکھا ہے کہ عورت کی زبردستی اس معاملہ میں نہیں ہوسکتی ہاں ایک طریق پر ہوسکتی ہے یعنی یہ کہ وہ مارڈالنے وغیرہ کا خوف دلائے۔

ا۔ اگر کسی مجنون یا لڑکے کو عورت نے اپنے اوپر قادر کر لیا تو عورت پر کفارہ لازم ہوگا۔

ب۔ اگر کسی عورت سے جماع کیا گیا جبکہ وہ سوئی تھی یا مجنون تھی تو وہ گویا بے بس تھی تو نزدیک سہ امام اس عورت پر قضا دینی لازم ہوگی۔ بلکہ امام زفر اور شافعی کہتے ہیں کہ اس عورت پر قضا بھی واجب نہیں کیونکہ اس کا فعل ایسا ہے جیسے کسی نے بھول کر کھا لیا بلکہ یہ اس سے زیادہ معذور ہے کہ اس کا تو بالکل قصد ہی نہ تھا اور علماء حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ نسیان ایسی چیز ہے کہ انسان کو اکثر ہوجاتی ہے اور یہ بات (کہ زن خفتہ یا مجنونہ سے مجامعت کرے) شاذ ہی پیش آتی ہے لہذا اس شخص سے مقابلہ کرنا کہ فراموشی سے کھائے صحیح نہیں۔ اور کفارہ بھی لازم نہ ہوگا کیونکہ اس سے دانستہ کوئی جنایت صادر نہیں ہوئی۔

سوائے قبل یا دبر کے اور طریق پر کرے۔ بشرطیکہ انزال ہو تو قضا لازم ہوگی اور اگر انزال نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹیگا۔

دلیل۔ وجہ یہ ہے کہ جماع معنے پایا گیا مگر کفارہ نہیں دینا ہوگا کیونکہ اصلی تو جماع نہیں ہے۔ ایسی مجامعت کے احکام ظاہر روایت میں مثل بوسہ کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب انزال ہو تو روزہ ٹوٹے گا ورنہ نہیں۔

مردہ سے یا چوپائے سے ایسا ہی ہے جیسے مباشرت فاحشہ کی اگر انزال نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اور اگر انزال ہوگیا تو قضا دینی لازم ہوگی۔

دلیل۔ کفارہ واجب ہونیکا سبب جنابت کامل ہے کہ شہوت رانی محل شہوت میں ہو اور یہاں یہ بات نہیں ہے کیونکہ مردہ یا چارپایہ محل شہوت نہیں ہے شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ جب انزال ہو جب روزہ ٹوٹیگا اور ایسا ہی فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے۔

مجامعت کی اور گمان یہ تھا کہ فجر طلوع نہیں ہوئی حالانکہ ایک شخص نے بتایا بھی کہ فجر ہوگئی (یا اذان ہوگئی تھی) پھر معلوم ہوا کہ فجر تھی تو قضا لازم ہوگی۔

مجامعت میں مشغول تھا کہ طلوع فجر کا خوف ہوا اور علیحدہ ہوگیا انزال ہوا یا نہ ہوا، لیکن صبح نکل آئی تھی تو روزہ نہیں ٹوٹیگا

مجامعت میں مشغول تھا کہ سنائی دیا کہ صبح ہوگئی (یا اذان) مگر مشغول رہا پھر معلوم ہوا کہ صبح نکل آئی تھی تو کفارہ دینا لازم ہوگا۔

ا۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھ صبح ہوگئی یا نہیں، اس نے دیکھ کر کہا کہ ابھی نہیں ہوئی اس پر وہ ہمبستر ہوا پھر معلوم ہوا کہ صبح تھی تو بعض فقہا نے کہا ہے کہ اگر بیوی کے قول کو سچ جانا تھا اور وہ ثقہ بھی تو کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ مگر صحیح یہ ہے کہ کسی صورت میں بھی کفارہ واجب نہیں ہوگا اور یہی صحیح ہے اور مختار ہے اس لئے کہ اس شخص کو رات کے ہونے میں یقین ہے اور دن میں شک ہے تو جانب یقین قوی ہے لہذا کفارہ واجب نہیں ہوگا ہاں اگر عورت کو معلوم تھا کہ صبح ہے اور پھر اس نے لیا کیا تو اس پر کفارہ واجب ہوگا۔

مجامعت میں مشغول تھا کہ طلوع فجر کے خوف سے بھی علیحدہ نہ ہوا۔ انزال ہوا یا نہ ہوا لیکن صبح نکل آئی تھی تو روزہ نہیں ٹوٹیگا۔

مجامعت شب کو کی اگرچہ کفارہ کے روزوں میں ہی کی ہو تو روزہ نہیں ٹوٹیگا کیونکہ شب کو ممنوعات روزہ بے اثر ہوتے ہیں۔

مجامعت کے بعد صبح تک ناپاک رہا مضائقہ نہیں دن کو غسل کر لے وہ روزہ صحیح رہیگا

مباشرت فاحشہ کی یا معانقہ یا مساس کیا۔ ان کے احکام مثل بوسہ کے ہیں نزد امام ابوحنیفہ اگر انزال ہوجائے تو قضا دینی لازم ہوگی اگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹیگا۔

اگر خوف انزال نہ ہو تو مباشرت فاحشہ کرنے کا مضائقہ نہیں۔

(ب) صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ لیتے تھے اور مباشرت فاحشہ کرتے تھے حالانکہ آپ روزہ دار ہوتے تھے اور ام سلمہ سے مروی ہے کہ آپ بوسہ لیتے تھے ان کا حالانکہ آپ روزہ دار تھے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

ج۔ جوان آدمی کو مباشرت فاحشہ کا ارادہ نہ کرنا چاہیئے ہاں بڈھے کو مضائقہ نہیں چنانچہ ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ ایک شخص کو آپ نے اجازت دی تھی اور دوسرے کو نہیں دی تھی جس کو اجازت دی تھی وہ بڈھا تھا اور جس کو نہیں دی تھی وہ جوان تھا۔

د۔ بعض کے نزدیک مباشرت فاحشہ مکروہ ہے اگرچہ خوف انزال نہ ہو یہی صحیح ہے جیسا کہ سراج الوہاج میں لکھا ہے۔

اگر دو عورتیں آپس میں مساحقہ کریں تو دونوں میں سے جس کو انزال ہوگا اس پر قضا لازم ہوگی۔

متفرق عورت کی طرف خواہش سے دیکھا یا کسی کا تصور کیا انزال ہو یا نہ ہو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

احتلام ہوا۔ دوران روزہ میں کسی وقت بھی ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹیگا۔

دلیل۔ اول تو یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ثلاثۃ لا یفطرن الصیام القیء والحجامۃ والاحتلام دوسرے یہ کہ احتلام نہ تو اصلی جماع ہے اور نہ نقلی کیونکہ جماع تو صحبت کرنی ہے اور شہوت کے ذریعہ انزال واقع ہونا۔

مساس کیا۔ مساس ومباشرت ومصافحہ ومعانقہ کا حکم مثل بوسہ کے ہے کہ اسی طرح سے عورت کو مساس کیا اور انزال ہو گیا، اگر بدن کی حرارت محسوس ہوئی تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر حرارت محسوس نہ ہوئی تو روزہ نہیں ٹوٹیگا۔

اگر عورت نے اس کا مساس کیا کہ اس کو انزال ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا الا جبکہ عورت سے لپٹ ایسا کرایا۔

اگر عورت سے معانقہ کیا مضائقہ نہیں اگر خوف انزال نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹیگا۔ اگر کسی جانور کا خیال باندھا یا کسی جانور کو مساس کیا کہ انزال ہو گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

اگر مرد کستی عمل کرے (جلق) انزال ہو جائے تو قضا لازم ہو گی یہی مختار ہے اور عام مشائخ کا یہی قول ہے۔

مرد نے اندام نہانی کے سوراخ میں دوا ٹپکائی (یا پانی یا تیل) اور مثانہ تک پہنچ گئی تو نزد امام محمد و نزد امام ابو حنیفہ روزہ نہیں ٹوٹیگا لیکن ابو یوسف کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور محمد کا قول اس معاملہ میں مضطرب ہے ابو یوسف کے نزدیک یہ سوراخ جوف تک چلا گیا ہے اور اسی وجہ سے پیشاب آتا ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک اس سوراخ اور جوف کے درمیان مثانہ حائل ہے اور اس سے رس رس کر پیشاب آتا ہے یہ نفقہ سے متعلق نہیں ہے۔

اگر تیل یا پانی جو ٹپکایا گیا اندام نہانی کی ڈنڈی میں رہ گیا تو بالاجماع روزہ نہیں ٹوٹتا۔

عورت نے اندام نہانی میں دوا داخل کری یا دبر میں مرد یا عورت دوا داخل کرے تو قضا دینی لازم ہوگی۔

عام طور پر تمام جسم کے متعلق

غسل کیا کہ سردی جگر تک محسوس ہوئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اگر پانی میں دیر تک بیٹھا رہا تو روزہ مکروہ ہوگا۔

گیلا کپڑا لپیٹا یا بار بار غسل کیا یا بار بار سر پہ پانی ڈالا تو روزہ مکروہ ہوگا اکثر غسل کرنا اور سر پہ پانی ڈالنا اور پانی میں بیٹھنا اور گیلا کپڑا بدن پر لپیٹنا مکروہ ہے مگر امام ابو یوسف نے فرمایا ہے کہ مکروہ نہیں ہے اور یہی اظہر ہے جیسا کہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔

بدن پر تیل ملا کر مسامات کے ذریعہ بدن میں داخل ہوا اس میں کوئی امر روزہ کے خلاف نہ واقع نہیں ہوا۔ اگر فصد کھلوائی تو روزہ نہیں ٹوٹیگا۔

اگر پچھنے لگوائے تو کوئی امر خلاف روزہ کے نہیں واقع ہوا۔

اگر روزہ میں ضعف کا خوف نہ ہو تو پچھنے لگوانے میں مضائقہ نہیں ہے ہاں اگر ضعف کا خوف ہو تو مکروہ ہے اور چاہیئے کہ غروب آفتاب کے وقت تک تاخیر کرے۔ شیخ الاسلام نے لکھا ہے کہ ایسے ضعف کے خوف میں جس میں روزہ توڑنا پڑے فصد کھلوانی اور پچھنے لگوانے مکروہ ہیں۔

امام احمد کے نزدیک پچھنے لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ افطر الحاجم والمحجوم افطار کیا پچھنے لگانے والے نے اور لگوانے والے نے، روایت کیا اس کو ترمذی نے لیکن بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ نے پچھنے لگائے جبکہ آپ احرام میں تھے اور آپ نے پچھنے لگائے جبکہ آپ روزہ سے تھے۔ خالی سینگی لگوانے کا مضائقہ نہیں۔

پہلے پچھنے لگوانے کے واسطے یہ حکم تھا کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا تھا چنانچہ انس نے کہا کہ پہلے پہل جو ہم نے مکروہ رکھا تھا حجامت (یعنی پچھنے لگانے) کو روزہ دار کے واسطے وہ اس وجہ سے تھا کہ ایک مرتبہ جعفر بن ابوطالب نے حجامت کی اور وہ روزہ سے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ادھر گذر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس نے روزہ توڑ دیا اس کے بعد پھر آپ نے روزہ میں پچھنے لگانے کی اجازت دی تھی چنانچہ انس پچھنے لگاتے تھے روزہ میں اس حدیث کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے سب راوی ثقہ ہیں اور کہا کہ میں تو اس حدیث میں کسی قسم کا نقص نہیں جانتا۔

جنایات متعلق غلطی و شبہ وغیرہ

اس حدیث کی رو سے کہ چاند دیکھکر روزہ رکھو اور چاند دیکھکر ختم کرو جس شخص نے خود چاند دیکھا اگرچہ کسی اور نے نہ دیکھا ہو تو اس کو روزہ رکھنا لازم ہے اور قاضی کو اس معاملہ میں اختیار ہے کہ چاہے کسی عادل کی گواہی قبول کرلے تو پھر سب لوگوں کو روزے رکھنے ضرور ہوں گے۔ شک کا روزہ اہل فتوی کے سوائے علماء و فضلاء کے کسی کو نہ رکھنا چاہیئے اور اگر رکھیں بھی تو نفل کی نیت کریں پھر اگر وہ دن رمضان کا نکلا تو روزہ رمضان ہی کا ہوگا۔

اگر کسی نے چاند دیکھا اور قاضی نے اس کی گواہی قبول نہ کی تو اس شخص کو خود روزہ رکھنا لازم ہے اگر اس نے روزہ نہ رکھا یا قاضی کی گواہی رد کرنے سے پہلے توڑ دیا تو قضا لازم نہیں۔

دلائل۔ روزہ رکھنا اس کو اس وجہ سے لازم ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہلال رمضان دیکھکر روزہ رکھو اور ہلال عید دیکھکر روزہ کھولو تو اس نے خود چاند دیکھا لہذا اس کو روزہ رکھنا لازم ہوا۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک اس صورت میں بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہے بشرطیکہ اس نے جماع سے روزہ توڑا ہو کیونکہ اس طرح اس نے رمضان کا روزہ حقیقتاً توڑا کیونکہ اس کو یقین تھا کہ وہ رمضان کا روزہ ہے اور حکماً بھی کیونکہ روزہ اس پر واجب ہو گیا تھا۔ علما حنفیہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قاضی نے اس کی شہادت احکام شرعی کے بموجب غلطی اور شبہ کے خیال سے رد کردی تھی لہذا شبہ کی وجہ سے کفارہ جاتا رہا۔ ہاں اگر قاضی کی گواہی رد کر دینے سے پہلے یہ شخص اپنا روزہ کو توڑ دیتا تو اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے یعنی بعض کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہے اور بعض کے نزدیک نہیں اچھا اگر یہ شخص اپنے تیس روزے پورے کرے اور امام کے روزوں سے پہلے تیس ہو جائیں تو امام کیساتھ ہی یہ بھی افطار کرے گا یعنی یہ نہیں کہ اپنی عید ایک روز پہلے منالے کیونکہ اس کا پہلا روزہ احتیاطاً لازم کیا گیا تھا اور اب احتیاط یہ ہے کہ افطار میں تاخیر کرے۔

تذکرۃ الانبیاء علیہم السلام

حضرت نوح ؑ

حضرت نوح ؑ کی پیغمبرانہ خصوصیات

حضرت نوح ؑ بڑے جلیل القدر اور مشہور پیغمبر گذرے ہیں اور آپکو اس اعتبار سے تاریخ میں لازوال شہرت حاصل ہے کہ آپ کی دعا سے آپ کی قوم پوری کی پوری تباہ ہوئی اور سارے عالم پر ایک خوفناک اور عالمگیر طوفان مسلط ہوا آپ آدم ثانی بھی کہلاتے ہیں اسی لئے کہ طوفان کی تباہ کاریوں نے ہر چیز اور ہر شے کو فنا کر دیا تھا اور بعد کو آبادی عالم کا سلسلہ آپ ہی کی ذات گرامی سے جاری ہوا آپ پہلے نبی ہیں جن کی شریعت نے آدم کی شریعت کی تجدید کی اور سب سے پہلے آپ ہی نے شریعت الٰہیہ کے مطابق اوقات نماز کا تعین فرمایا۔

آدم کے بعد حضرت شیث اور حضرت ادریس کو نبوت ملی مگر ان بزرگوں نے محض عقائد کا رنگ اختیار کئے رکھا اور کوئی تبلیغی زندگی وہ لوگ نہایت زاہد اور زبردست عابد تھے ان کی قوم نے ان کی نصیحت قطعی نہیں سنی تو حضرت نوح ؑ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے جب آپ کی عمر ۵۰ برس کی ہو گئی تو آپ کو منصب نبوت عطا ہوا اور وحی آنے لگی جس وقت آپ مبعوث ہوئے ہیں اس وقت دنیا کی حالت بہت زبوں و زار ہو رہی تھی لوگ بری طرح کفر و شرک میں گرفتار تھے مرتے تو اپنے فرزندوں کو وصیت کر جاتے کہ دیکھو اپنے آبائی طریقے سے نہ ہٹنا نوح ؑ کا کہنا نہ ماننا اور جہاں تک ہو سکے ان کے ستانے اور اذیت دینے میں مصروف رہنا عورت و مرد کے جائز طریق پر رہنے کا دستور ہی مسدود ہو گیا تھا حرامکاری اور زنا و فحش کا تسلط ہر طرف قائم تھا شقاوت و سنگدلی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی اور ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آتی تھی

قوم نوح ؑ کی شقاوت و بداعمالی

حضرت نوح ؑ نہایت [illegible] تک ان بدبختان ازلی کو وعظ و پند کرتے معاصی سے روکتے اور راہ ہدایت دکھاتے رہے لیکن ان لوگوں پر اثر نہ ہوا ایمان نہ لائے جب آپ وعظ اور تقریر کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ لوگ دست درازی شروع کر دیتے مارتے سنگباری کرتے اور اتنا ستاتے کہ آپ بیہوش ہو کر گر پڑتے اور آپکے صاحبزادے آپ کو وہاں سے اٹھا کر لے آتے یہ ایک روز کی بات نہ تھی کبھی کبھی ہونے والے واقعات نہ تھے زندگی بھر یہی ہوتا رہا عمر بھر آپ ستائے گئے۔ حضور نبی کریم نے خود فرمایا تھا کہ کسی پیغمبر نے اپنی قوم کے ہاتھ سے اتنی اذیتیں نہیں اٹھائیں جتنی حضرت نوح ؑ کو اٹھانی پڑیں مسعودی اور ابن اکبر نے بھی یہی لکھا ہے اور توریت بھی یہی بتا رہی ہے۔ چھ صدیوں کی اذیت اندوز اور مجاہدانہ سعی و جہد کا نتیجہ یہ ہوا کہ پوری کی پوری قوم سے صرف ۸۰ افراد آپ پر اسلام لائے۔

آپ انھیں سمجھاتے بھی تھے ان کی ہدایت کے لئے دعا بھی کرتے تھے آخر

وحی نازل ہوئی ہے کہ اے نوح اب ساڑھے نو سو برس گذر گئے حجت تمام ہو چکی عذاب کے مستحق بن چکے اب ان میں سے کوئی ایمان نہ لائے گا تو آپ پھر بیتاب ہو کر قوم کے سامنے آئے اور فرمایا کہ اب حالات انتہا کو پہنچ چکے ہیں اب بھی باز آجاؤ ورنہ عذاب الٰہی آیا ہی چاہتا ہے لیکن ان کے قلوب پر تو ہوس معاصی سے مہر لگ چکی تھی صاف کہہ دیا غیر ممکن ہے ہم یعوق، یغوث اور سواع کی محبت دیں اور تکذیب کو چھوڑ دیں یہ ہمارے نہایت محبوب و عزیز بت ہیں تو جو عذاب کی دھمکی دیتا ہے تو پھر عذاب لا اور دکھا۔

آفات آسمانی کا نزول

آخر حضرت نوح ؑ نے جناب باری میں دعا کی کہ بار الٰہا جب میں انھیں تیری طرف بلاتا ہوں تو یہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں سنتے ہی نہیں کفر پر مضبوطی اور استواری کے ساتھ قائم ہیں میں تو بے بس ہو گیا تو ہمارے [illegible] اب انھیں اور ان کے ملک کو تباہ کر دے اور ان میں سے کسی ایک متنفس کو بھی زندہ نہ رہنے دے۔

دعا قبول ہوئی اور بارش کا سلسلہ بند ہو گیا اولاد پیدا ہونی بند ہو گئی آفات کا نزول شروع ہو گیا حضرت نوح ؑ نے وحی کے مطابق شمشاد کے تختے چیر کر ایک عظیم الشان کشتی تیار کی۔ کفار آتے مذاق اڑاتے کہ تم بے عقل بھی کیا بیٹھے، پانی کا نام نہیں دریا خشک ہو گئے اور تم کشتی تیار کر رہے ہو آپ ازراہ شفقت فرماتے تمہیں تمہاری بداعمالیوں کا بدلہ ملنے والا ہے اور تم سب عنقریب ایک سیلاب عظیم کی نذر ہو جاؤ گے یہ سنکر یہ اور قہقہہ لگاتے کشتی تیار ہو جانے پر ملائکہ کی امداد سے آپ نے تمام جانوروں کا ایک ایک جوڑا کشتی میں رکھا اور کل ۸۲ آدمی اس پر سوار ہو گئے تو ایک تنور کے منہ سے پانی نکلنا شروع ہوا اور بہت جلد اس نے سیلاب کی صورت اختیار کر لی آپ کی بیوی اور ایک فرزند کنعان نے کشتی میں آنے اور سوار ہونے سے انکار کر دیا اور کنعان نے کہا کہ مجھے پرواہ نہیں میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور اپنی قوم کا ساتھ نہ چھوڑوں گا گویا آجکل کی زبان میں کنعان نے خدا پرستی چھوڑ کر قوم پرستی اختیار کی اور قوم کے ساتھ تباہ ہو گیا۔

طوفان نوح ؑ کا ہولناک نقشہ

آپ نے فرمایا یہ عام طوفان نہیں ہے طوفان الٰہی ہے اس سے تجھے کہیں پناہ نہیں ملیگی اسی اثناء میں ایک طوفانی لہر نے بڑھ کر اسے اپنے گرداب میں لے لیا آپ کو اسے ڈوبتے دیکھکر رحم آیا عرض کی الٰہ العالمین تو نے وعدہ کیا تھا کہ میرے کسی عزیز اور اہل کو غرق نہ کرے گا اب اسے بچا اور وعدہ پورا کر حکم ہوا "عزیز اور اہل وہ ہے جسکے اعمال نیک ہوں وہ ہرگز تیرا اہل نہیں"۔

اس سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ مذہب کے مقابلے میں خون اور خون کے رشتے بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتے مسلمانوں کو یہ اصول ذہن نشین رکھنا چاہئے عمل نیک کے مقابلے میں پیغمبر زادگی بھی کوئی وقعت نہیں رکھتی تنور سے پانی آہستہ آہستہ نکل کر بڑھ رہا تھا اور [illegible] آسمان سے موسلا دھار بارش شروع ہو گیا چالیس روز تک شب و روز برستا رہا اور زمین کے بھی سوت کھل گئے [illegible] بادل [illegible] بیٹھ برس رہا تھا سیلاب بڑھ رہا تھا [illegible] بلند ہوتی جاتی تھی جو لوگ پہاڑوں اور درختوں پر چڑھ گئے تھے وہ بھی [illegible] سب غرق ہو گئے سر بفلک عمارات [illegible] تباہ ہو گیا کیونکہ پانی درختوں اور پہاڑوں سے بھی سوا سو فٹ بلند ہو گیا تھا قوم نوح بہت طاقتور بہت دولتمند اور بہت بڑی قوم تھی لیکن اللہ کی ایک بطش شدید نے اس کی بیخ کنی کر دیا۔

دنیا کی از سر نو آبادی

[illegible] علما راس طوفان کی عالمگیر نوعیت [illegible] کے منکر رہے ایسا ہی بعض علمائے فارس اس کے وقوع کے تو قائل ہیں مگر کہتے ہیں کہ یہ صرف ارض بابل تک محدود تھا لیکن [illegible] تمام کتب سماوی اس طوفان کے وقوع اور اس کی عالمگیر نوعیت کے شاہد ہیں اور جدید تحقیقات بھی اس پر روشنی ڈال رہی ہے۔

ایک سو پچاس یوم تک سیلاب اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ موجود رہا اہل کشتی بھی گھبرا گئے تھے وحی نازل ہوئی کہ جو کوئی بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا درود پڑھیگا وہ طوفانی ہواؤں تاریکیوں اور بدحواسیوں سے محفوظ رہے گا آخر پانی کم ہونے لگا اور کشتی کوہ جودی پر جا کر ٹھیری اور اسی پہاڑ کے دامن میں ایک گاؤں سوق ثمانین کے نام سے آباد کیا کچھ عرصہ کے بعد حضرت نوح اور ان کے تین فرزند حام سام اور یافث ان کی بیویوں کے سوا سب مومنین بھی ایک بیماری کی نذر ہو گئے ملکر ان کی بعث ایمان پر ہوئی کشتی سے اترنے کے بعد سب نے قربانیاں بھی کی تھیں اور روزے بھی رکھے تھے اس عالمگیر طوفان کے بعد حضرت نوح ۳۵۰ پچاس برس اور زندہ رہے اس مدت میں آپ کی اولاد نے اتنی ترقی کی اور اس سرعت کے ساتھ بڑھی کہ عجلت کے ساتھ گاؤں قصبے اور شہر آباد ہوتے چلے گئے شاندار اور خوبصورت عمارتیں تیار ہو گئیں چالیس برس کے اندر چاروں طرف آبادی ہی آبادی نظر آنے لگیں اور تین صدیوں میں تو دنیا پھر چمن بن گئی۔

نسل نوح کی وسعت و اہمیت

آج دنیا میں جو اقوام و امم نظر آ رہی ہیں وہ آپ کے صرف تین لڑکوں یافث، سام اور حام کی اولاد میں بڑے فرزند یافث کی اولاد ترک، صقالبہ اور یاجوج و ماجوج وغیرہ مجھلے فرزند سام کی اولاد عرب فارس اور روم وغیرہ اور حام کی اولاد قبط سوڈان و بربر وغیرہ میں پھیلی ہوئی ہے طبری کی روایت کے مطابق آپ کا ایک بیٹا کنعان طوفان نوح میں ہلاک ہو گیا تھا بر طوفان سے پیشتر ہی قتل ہو چکا تھا ابن ہشام نے ایک اور لڑکا بھی بتلایا ہے جس کا نام بونا طر تھا بہر کیف سلسلہ تینوں بزرگوں سے

چلا یافث کے سات بیٹے ہوئے اسی طرح حام کے بھی بیٹے ہوئے اسی طرح ہر فرزند کی کئی کئی اولادیں ہوئیں جن کی نسل تورات اور علامہ ابن [illegible] کی تحریرات کے مطابق ترکستان چین یونان فرانس جرمنی افریقہ اور [illegible] وغیرہ [illegible] آباد ہیں۔

سام کے پانچ لڑکے ہوئے اور ان سے کثرت اولاد ہوئی فراعنہ مصر [illegible] شام [illegible] عراق [illegible] سب انہی کی نسل میں ہیں شام [illegible] جزیرۃ العرب میں انہی کی اولاد پھیلی ہے عرب عاربہ یا عرب بائدہ [illegible] انہی کی اولاد سے تھے جو سب کے سب تباہ ہو گئے حضرت ابراہیم اور انبیاء انہی کی اولاد تھے اور ابن خلدون نے تحقیق کے ساتھ لکھا ہے کہ [illegible] بن سام کی اولاد سے سبا اور ابو قیر ہوئے جن میں اول الذکر تو یمن حمیر اور تبابعہ کے مورث اعلیٰ ہیں اور موخر الذکر ہندوستان اور سندھ وغیرہ کے جد اعلیٰ ہیں گویا اس طرح عرب ہند اور سندھ کے قریب قریب تمام باشندے [illegible] ہیں۔

چھوٹے بیٹے حام کی اولاد نے بھی بہت وسعت حاصل کی اور وہ فلسطین افریقہ سوڈان اور [illegible] وغیرہ میں پھیل گئی غرض دنیا انہی سے دوبارہ آباد ہوئی۔

عبادات و اخلاق

حضرت نوح کی عمر پورے ایک ہزار سال کی ہوئی پچاس برس کی عمر میں نبوت ملی ۹۰۰ سو برس ایک نبی کی حیثیت سے تبلیغ کرتے اور دعوت الی اللہ دیتے رہے اور ساڑھے تین سو برس بعد کو زندہ رہے آپ کے وصال کے تین سو برس بعد تک آپ کی اولاد آپ کے دین پر قائم رہی اس کے بعد وہ بھی گمراہی میں مبتلا ہو گئی اور اس کی اصلاح کے لئے پھر انبیاء وقتاً فوقتاً مبعوث ہوتے رہے۔ حضرت نوح دراز قد تھے بڑی بڑی آنکھیں بھرے بھرے بازو پتلی پتلی پنڈلیاں موٹے موٹے سرین لمبی داڑھی بڑا سر و سراپا مزاج میں غصہ تھا بہت صبر و ضبط سے کام لیا اور آخر غصہ میں اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگی وہ بھی غیظ و غضب سے لبریز تھی رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا یعنی اے پروردگار دنیا میں کسی کافر کے کسی ایک گھر کو بھی باقی نہ چھوڑ اور انھیں اپنی قدرت کاملہ سے تباہ و برباد کر کے رکھ دے ویسے نہایت خلیق و خاکسار تھے۔

آپ کا لقب آدم ثانی نجی اللہ اور شیخ الانبیاء ہے اس وقت کے سوا جو وقت دعوت و تبلیغ میں گزرتا آپ ہمہ وقت عبادت الٰہی میں مصروف رہتے اور روزانہ تین سو رکعت نماز نفل زندگی بھر ادا کرتے رہے بارگاہ الٰہی میں ہمیشہ عجز و نیاز اور خشوع و خضوع کرتے رہے آپ کی قوم بہت دولتمند تھی رفیع الشان عمارتوں اور شاندار مکانوں میں رہتے تھے لیکن آپ نے ہزار برس ایک شکستہ مکان میں گذار دئیے اور اتنی طویل زندگی جھونپڑے میں بسر کر دی کبھی دنیا اور عیش دنیا کو اہمیت نہ دی اہل و عیال سے بہت محبت تھی یہی تو وجہ تھی کہ کنعان کو ڈوبتے دیکھ کر ضبط نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی حفاظت اور اس کے ڈوبنے سے بچانے کے لئے دعا مانگنے لگے مگر اللہ تعالیٰ نے صاف جواب دیا کہ جو شرک پر قائم ہے وہ نہ تمہارا اہل ہو سکتا ہے نہ وہ بچ سکتا ہے۔ آپ کا بیت المقدس میں مزار موجود ہے۔

تذکرۃ الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت عمر فاروقؓ

عظمت و جلال

حضرت عمر فاروق ارض عالم کی ایک نادر اور گرامی قدر ہستی تھی ہر طبقہ و خیال کے افراد کو اس کا اعتراف ہے کہ آپ دنیا کے کامیاب ترین فرمانروا بہترین و بلند پایہ سیاست دان بے مثال سپہ سالار انتہائی با ہیبت اور با جبروت بادشاہ تھے اتنے کہ اس عہد کے بڑے بڑے فرمانروا آپ کا نام سنکر لرز اٹھتے تھے اور قیاصرہ روم اور اکاسرہ ایران آپکی ہیبت سے لرزہ براندام رہتے تھے عدالت پروری اور انصاف گستری میں نظیر نہ رکھتے تھے فقیری میں قیصری پرشکوہ اور جلیل الشان حکومت دنیا بزوالی آپ کر گئے انبیاء کے سوا فرمانرواؤں کے طبقے میں اس کی کوئی مثال نہیں اور کسی قوم میں نہیں مل سکتی۔ پیوند لگے ہوئے لباس میں آپ کا وہ رعب اور وہ طنطنہ تھا کہ آسمانوں کی نہیوں کے اندر چھپ کر جرم کرتے ہوئے بھی مجرموں کی روح لرزتی تھی دنیا نے ارض عالم پر بڑے بڑے اولی جاہ فرمانروا پیدا کئے مگر ادنیٰ حضرت فاروق اعظم جیسا کوئی فرمانروا نہ جن کی محاسن اخلاق و مکارم عادات میں آپ نمایاں خصوصیات کے حامل تھے مزاج میں ضرور سختی تھی اور سختی بھی معمولی نہیں بلکہ بہت زیادہ بات کا جواب تلوار سے دیا کرتے تھے بہت جلد جوش میں آجاتے تھے برافروختہ ہو جاتے تھے مگر خلافت کا بار دوش مبارک پر پڑتے ہی حالت ہی اور ہوگئی مزاج میں حیرت انگیز تحمل اور بردباری پیدا ہوگئی تھی غصہ آتا تھا مگر غیر شرعی امور پر اور آپکا ہے معاصی پر جرم پر فاسقوں پر فاجروں پر۔

ویسے نہایت متواضع و منکسر المزاج، خلیق و ملنسار، دلسوز و ہمدرد عابد و زاہد شجاع و دلیر اولو العزم و با ہمت اور جامع الکمالات و مجمع الصفات بزرگ تھے اسلام کو آپ کی ذات گرامی سے بہت فروغ و تقویت حاصل ہوئی اور آپ شوکت اسلام کو عہدے عروج و اعلا پر پہنچا کر اور بڑے طنطنہ و شکوہ سے حکومت کرکے رحلت عالم بقا ہوئے۔

خدا پرستی و پابندی شریعت

جس وقت سے آپ اسلام لائے اسی وقت سے اسلامی قوت میں اضافہ ہونے لگا تمام غزوات اور جنگوں میں حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست و بازو رہے ممتاز و محترم مہاجرین میں ہونیکی وجہ سے آپ کی بہت عزت تھی اور حضور نبی کریم آپ سے بہت محبت کرتے اور جملہ امور میں مشورے لیتے رہتے تھے آپ کی بیٹی حضرت ام المومنین ابو حفصہ حضور نبی کریم کو بیاہی تھیں اس طرح آپ حضور رسالت مآب کے خسر بھی تھے۔ بچپنہ جنو کے جان نثار و عاشق و خادم تھے انتہا محبت تھی کہ جس وقت غروب آفتاب نبوت کی خبر سنی ہے تو فرط غم اور ہیجان اندوہ میں توازن دماغی کھو بیٹھے تھے اور بالکل مجنونانہ حرکات آپ سے سرزد ہونے لگی تھیں آستانہ عالیہ کے باہر طرسلاد شمشیر کف کھڑے ہوگئے تھے اور فرما رہے تھے جو کوئی یہ کہیگا کہ سرکار دو عالم کا انتقال ہوگیا اس کا سر قلم کردونگا۔

آپ نے خلیفہ منتخب ہوتے ہی اپنی اس بیوی کو طلاق دیدی جو نہایت حسین و جمیل تھی ایک مدت کے بعد آپ نے نکاح کے لئے اسے پھر تلاش کرایا۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ مجھے اس سے محبت بہت زیادہ تھی اور خلافت کا بار میرے دوش مبارک پر پڑگیا تھا مجھے ڈر تھا کہ مبادا وہ کسی کی سفارش کرے اور میں اس کی محبت کے جوش میں شریعت کے خلاف کسی کی رعایت کرجاؤں لیکن اب میں محسوس کر رہا ہوں کہ مجھے اپنے نفس پر اتنا قابو حاصل ہوگیا ہے کہ کسی کی خاطر میں شریعت سے سرمو تجاوز نہیں کر سکتا اس لئے پھر نکاح کرنا چاہتا ہوں مگر اس کا انتقال ہوچکا تھا۔ عدل و انصاف کا یہ عالم تھا کہ آپ کے نوجوان بیٹے سے یہودیوں کے اغوا کے باعث ناواقفگی میں زنا کا جرم سرزد ہوگیا تو آپ نے ہزار ہا سفارشات کے باوجود ان پر حد شرعی جاری کرکے اتنے درے لگوائے کہ وہ وہیں جاں بحق ہوگئے۔

رعایا نوازی و مخلوق پروری

رعیت نوازی اور انسداد مشکلات میں سعی و عمل کے جو شاندار نظارے آپ نے پیش کئے ان کی کوئی نظیر ارض عالم پر نہیں مل سکتی آپ نے رعایا کی سود و بہبود میں دنیا کی عیش و آرام سب ترک کردیا تھا فکر تھی تو یہی کہ رعایا میں سے راتوں کو کوئی بھوکا نہ رہے کوئی بد اخلاقی پر آمادہ نہ ہو کسی سے کوئی اخلاقی لغزش ظہور میں نہ آئے۔ ایک دفعہ قحط پڑگیا آپ نے اس کو ان کرنے کے لئے ہر ممکن سعی کی ایک روز شب کو حالات کا مشاہدہ و معائنہ کرتے پھر رہے تھے دیکھا کہ ایک خیمہ میں آگ جل رہی ہے اور دیگچی چولھے پر چڑھی ہے دلمیں کہنے لگے کہ اللہ کا شکر ہے کہ قحط کے شدائد بڑی حد تک کم ہوچکے ہیں اور یہ عالم ہوگیا ہے کہ بردی خود میں رات کے سناٹوں میں بھی کھانا پکاتی ہیں آپ دریافت حالات کیلئے اندر گئے اور پوچھا اس وقت کیا پکا رہی ہو کیا مہمان آگئے ہیں بچیں بدے ہوئے تھے آپ سے احساس نہیں کہ زمانہ کے عالم اس سے مصروف کیا ہے وہ بھری تو بیٹھی ہی تھی یہ سنتے ہی بھڑک اٹھی اور بولی خدا عمر کو غارت کرے کہ خلیفہ تو ہوگیا ہے اور رعیت کا خیال نہیں محشر میں اس کا دامن پکڑوں گی میرے بچے بھوک سے بلبلا رہے تھے میں نے ان کی تسکین و تسلی کے لئے پانی چولھے پر چڑھا دیا ہے یہ سنکر آپکا قلب مضطر ہو کر رونے لگا فوراً توشہ خانہ جا کر آٹے کی ایک بوری اور ضروری سامان لائے خود آگ سلگائی جب آگ پھونکتے تھے چہرہ سرخ ہو جاتا تھا خادم سے روٹی پکوائی خود اسی وقت بچوں کو اور خیمہ والوں کو کھلایا اتنے روتے تھے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی تھی بار بار فرماتے تھے کہ خدا جانے کتنے لوگ ہوں گے جو بھوکے سو رہے ہوں گے اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ان کے متعلق باز پرس کرلی تو کیا جواب دونگا۔

اسی طرح گھومتے ہوئے آپ نے نصف شب کے وقت آواز سنی کہ ایک ماں اپنی بچی سے کہہ رہی ہے کہ اٹھکر دودھ میں پانی ملا دے بیٹی بولی اماں جان کیا تم نے نہیں سنا کہ امیر المومنین نے منادی کرادی ہے کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے اماں

کہا اس وقت امیر المومنین یہاں کہاں دیکھنے کو بیٹھے ہیں۔ بیلی نے کہا یہ کہاں کی غیر الت ہے کہ ہم محض ظاہر ہی میں اطاعت کریں وہ ہمیں دیکھ رہے تو اللہ تو دیکھ رہا ہے آپ نے خوش ہو کر خادم سے کہا کہ اس مکان پر نشان لگا دو پھر اس لڑکی کی شادی اپنے بیٹے عاصم سے کر لی اس لڑکی کے نواسے حضرت عمر بن عبد العزیز تھے۔ ایک دفعہ اور شب کو ایک عورت کو عاشقانہ شعر گاتے ہوئے سنا باز پرس کرنے پر اس نے کہا کہ آپ مجھے روک سکتے ہیں اور سزا دے سکتے ہیں لیکن میری اور سینکڑوں بہنوں کا کیا علاج کریں گے یہ سب قصور آپ ہی کا ہے کہ آپ ہمارے خاوندوں کو سال سال بھر کے لئے محاذ جنگ پر بھیج دیتے ہیں یہ سنا آپ بہت متاثر و غمگین ہوئے کہ خدا جانے میری اس بے توجہی سے کتنے مردوں اور عورتوں کو لغزش ہوئی ہوگی اسی روز حکم صادر کر دیا کہ ہر فوجی چار چار ماہ کے بعد رخصت پر گھر آیا کرے اخلاق و اعمال کی حفاظت و نگہداشت کی ایسی پر شکوہ نظیریں آپ کو اور کسی قوم میں نہیں مل سکتیں۔

ہیبت و سطوت

آپ نے سلطنت کو عروج و ارتقا کی بلند چوٹی پر پہنچانے میں معجزہ کاری دکھائی عرب جو ہزارہا سال سے علم و تمدن اور دینیات سے بالکل بے بہرہ اور شہری زندگی اور ضبط و نظم کی روح سے قطعی بیگانہ تھے انھیں سرکار دو عالم کی تعلیم پر سختی کے ساتھ کاربند کر کے آقائے عالم بنا دیا آپ نے اس عہد میں جس سیاسی و تمدنی اصلاحیں کیں انھیں دیکھ کر آج کی مہذب دنیا انگشت بدنداں ہے ایک وسیع اور عظیم الشان سلطنت کو جو طرابلس الغرب سے لیکر ہرات و قندھار تک پھیلی ہوئی تھی اس پر آپ نے اس لیاقت و شان کے حکومت کی کہ زہرہ و قضا جیسی کا سر اٹھانا تو ایک طرف شریعت کے خلاف قدم بھی اٹھا سکے صوبوں کے گورنر اور فوجوں کے سپہ سالار آپ سے لرزتے رہتے تھے وہ رعب تھا کہ سلطنت بھر میں کوئی کسی پر دست درازی کرنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

صوبہ دار افسر اور سپہ سالار ہر معاملہ میں آپ کی ہدایت کے محتاج و پابند رہتے تھے کوئی کتنا ہی قابل سلسلہ اور بڑا عہدہ دار ہو مجال نہ تھی جو خود مختارانہ قدم اٹھا سکے فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اینٹ پر سر رکھ کر سو رہتے تھے خود پیوند لگا لیتے تھے عام لوگوں کی طرح گلیوں میں پھرتے بازار سے سودا خرید کر لاتے بات کرتے اٹھتے بیٹھتے بے تکلف رہتے بے تکلف چلتے پھرتے بے تکلف بات چیت کرتے مگر اس کے باوجود شکوہ و شان کا یہ عالم تھا کہ ہر کہہ و مہ اور بڑی سے بڑی ہستی آپ سے خائف رہتی جانتے تھے کہ ذرا سی لغزش ہوئی تو فاروق اعظم سزا دیے بغیر مانے گے نہیں پھر خواہ ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے جو حکم دیں گے واپس نہ لیں گے۔ قیصر روم کا سفیر بڑی شان و شکوہ کے ساتھ آتا ہے دیکھتا ہے کہ آپ ایک اینٹ کا تکیہ لگائے ہوئے پڑے سو رہے ہیں سوچتا ہے کہ اتنی بڑی سلطنت کا فرمانروا اور قیصر و کسریٰ کے ملک کا فاتح اور اس بوسیدہ حالت میں اس سے مقابلہ کیا دشوار ہے لیکن قریب پہنچتے ہی رعب طاری ہو جاتا ہے لرزنے لگتا ہے اور ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گر پڑتی ہے بات یہی ہے کہ ماہرگیتی نے فرمانرواؤں کے سلسلہ میں فاروق اعظم جیسی جامع الصفات فرمانروا نہ کوئی پیدا کیا اور نہ کرے گی۔

فتوحات روم و عجم

آپ کے عہد خلافت میں روم و عجم فتح ہوئے ابھی مسلمان فتنہ ارتداد اور بغاوت عرب سے فارغ ہو کر دم بھی نہ لینے پائے تھے کہ آپ نے روم و عجم کی مہم کا آغاز کر دیا عجمی اپنی دولت و قوت کے مقابلے میں کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے ان سے مقابلہ اور وہ بھی عربوں کا ایک مستبعد اور غیر ممکن امر نظر آتا تھا کہ تعداد اور توحید کی حکومت و تنظیم تھی نہ اتنی دولت تھی اور نہ اتنی فوج لیکن آپ نے اسلامی فوج کو عجمی سیلاب کے مقابلے پر کھڑا کر دیا اور دو دو لاکھ تین تین لاکھ جنگ آزمودہ اور کیل کانٹے سے لیس مجاہلی افواج کو بیس بیس اور تیس تیس ہزار بے سروسامان اسلامی فوج سے پیہم شکستیں دیکر ہزار سالہ کیانی و ساسانی عظمت کے پرخچے اڑا دیئے اور کسریٰ کے تخت و تاج کے وارث بن گئے مسلمانوں کے ہاتھ بیشمار دولت آئی صرف ایک آخری جنگ میں اتنی دولت ملی کہ ساٹھ ہزار فوجیوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ بارہ بارہ ہزار درہم آئے۔ یزدجرد کا ایک ٹیکا ستر ہزار اور تاج ہزار دینار کا تھا مدینہ میں جس وقت مال غنیمت پہنچا ہے تو ایک دھوم مچ گئی تھی۔

ایران و روم کی فتوحات سے مسلمان اتنے دولتمند ہو گئے تھے کہ مدینہ میں کوئی زکوٰۃ و صدقہ لینے والا نہ رہا تھا ہر طرف من برس رہا تھا۔ ایران و روم اس وقت دنیا کی دو ہی طاقتور اور دولتمند سلطنتیں تھیں انہی کی دولت کا رخ مدینہ کی طرف ہو گیا تھا آپ کے عہد حکومت میں ۱۰۳۶ شہر فتح ہوئے اور اسلام دنیا کی سب سے بڑی طاقت و سلطنت بن گیا دمشق روم قادسیہ حمص رقہ نصیبین عسقلان طرابلس مصر تستر رے اصفہان اور فارس سب اسی عہد میں فتح ہوئے تمام مہاجرین و انصار اور ضرورتمند مسلمانوں کے وظائف بیت المال سے مقرر کر دیئے تھے۔

سادگی و نگرانی

سادگی کی انتہا یہ تھی کہ جب آپ بیت المقدس میں داخل ہوئے ہیں تو یہ شان تھی کہ غلام اونٹ پر سوار تھا اور آپ اس کی نکیل پکڑے ہوئے چلے آ رہے تھے مساوات کا یہ عالم انسانی نظارہ دیکھ کر عمائدین فلسطین از خود رفتہ ہو گئے انھیں یاد تھا کہ فاتحین عالم بیت المقدس میں کس طمطراق و شکوہ کے ساتھ داخل ہوتے رہے ہیں اور کس طرح داخل ہوا کرتے ہیں لیکن اس سادگی میں بھی وہ رعب تھا کہ ہر شخص لرز رہا تھا حضرت بلال کو بھی آقا ہی کہہ کر پکارتے رہے دس برس تک بڑے طمطراق و طنطنہ سے حکومت کر کے رگزرائے عالم بقا ہوئے۔

آپ نماز پڑھتے میں عین مسجد کے اندر ایک پارسی غلام کے ہاتھوں شہید ہوئے اور دنیا والوں کے سامنے حکومت و حکمرانی کی ایک ایسی مثال چھوڑ گئے جو ہمیشہ قیامت تک نور آنکھوں آپ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اپنے فرزندوں اور عزیزوں کو خلافت میں کوئی عہدہ نہ دیا تمام مسلمان اور قبیلوں کو برابر سمجھا۔ آپ کے رعب و داب اور جلال کی یہ حالت تھی کہ کوئی آپ کے کسی خیال و عمل پر نکتہ چینی کی گنجائش نہ پاتا تھا اور جانتا تھا کہ آپ اپنی عزم کے انسان ہیں آپ کے اخلاق و اعمال شریعت کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے آپ کا قانون قرآن تھا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر سختی سے عمل کرتے اور کراتے تھے جس پر ذرہ برابر بھی شبہ ہو جاتا اور کوئی لغزش محسوس کرتے تو فوراً اس کا تدارک کرتے بازاروں میں جاتے اور فروختنی اشیاء کا معائنہ کرتے اور جہاں آپ کو آمیزش اور فریب نظر آتا وہیں سزا دیتے حضرت خالد بن ولید کتنے مقتدر بہادر اور ہر دلعزیز و باثر جرنیل تھے مگر آپ نے آن کی آن میں انھیں معزول

تذکرۃ الاولیاء

خواجہ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی

بچپن اور تربیت و تعلیم

اسم گرامی قطب الدین خطاب بختیار، نسب کے اعتبار سے حسیب سید، اوش ماوراء النہر کے متوطن، شب ... ۵۶۹ھ میں عالم عدم سے پردۂ ظہور پر جلوہ گر ہوئے اور پیدا ہوتے ہی سربسجود ہو گئے۔ نصف شب کا وقت تھا پیدائش کے وقت گھر نور ربانی سے جلوہ گاہ بنا ہوا تھا جو صبح تک اسی تابانی و درخشانی کے ساتھ قائم رہا۔ ابھی ڈیڑھ برس کے بھی نہ ہونے پائے تھے کہ یتیم ہو گئے اور آپ کی والدہ محترمہ نے جنہیں قرآن کریم کے پندرہ پارے حفظ تھے آپ کو پوری توجہ کے ساتھ پڑھانا شروع کیا۔ جب نماز و قرآن پڑھتیں تو آپ کو قریب بٹھا لیتیں اور آپ چونکہ پیدائشی ولی تھے اس لئے قوت سماعت سے جو سنتے حفظ کرتے چلے جاتے۔ چار برس چار ماہ کے ہونے تو آپ کی والدہ گرامی نے رسم بسم اللہ ادا کی ... آپ مکتب بھیجا جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک بزرگ ملے ... کے مکتب میں پہنچا دیا۔ حضرت خواجہ معظم جیسے مولانا ہی سے آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی۔

سبع سنابل میں لکھا ہے کہ عین اس وقت جبکہ آپ کو پہلی مرتبہ پہلا سبق پڑھایا جانے والا تھا غیب سے ندا آئی ٹھہرو کہ اس کی تعلیم کے لئے قاضی حمید الدین ناگوری آنے والے ہیں اور پھر قاضی صاحب کو حکم ہوا کہ ہمارے قطب کی تعلیم کے لئے فوراً پہنچو۔ چنانچہ آپ نے بذریعہ طے ارضی فوراً آ کر پہنچ کر تعلیم دی۔ آپ لڑکا صاحب ہی سے پوچھا تختی پر تمہارے لئے کیا لکھوں، برجستہ فرمایا سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام۔ قاضی صاحب نے حیرت سے پوچھا تمہیں پندرہ پارہ کی یہ آیت کیونکر یاد ہوئی، جواب دیا میری اماں قرآن پڑھا کرتی تھیں اور میں یاد کر لیا کرتا تھا۔ یہ کیف آپ نے صرف چار روز میں قرآن ختم کیا اور بسبب ایک قلیل وقفہ مدت ہی میں علوم ظاہری میں تبحر حاصل کر لیا اور جملہ جیدہ ... کے فاضل ہو گئے۔

سجادۂ دہلی کی عظمت

رجب ۵۲۲ھ میں جبکہ آپ بغداد شریف میں مقیم تھے مسجد امام ابو لیث سمرقندی میں حضرت خواجہ غریب نواز سے بیعت و خلیفہ ہوئے۔ اس وقت حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، حضرت شیخ اوحد الدین کرمانی، حضرت شیخ برہان الدین چشتی اور حضرت شیخ محمود اصفہانی بھی موجود تھے۔ کچھ روز تک مرشد گرامی کے ساتھ مجاہدات میں مشغول رہے۔ خواجہ غریب نواز تو ہندوستان تشریف لے آئے اور آپ سیاحت کے لئے روانہ ہو گئے اور ایک مدت کے بعد اس وقت جبکہ خواجہ غریب نواز اجمیر میں فروکش ہو چکے تھے ہندوستان تشریف لائے۔ پہلے ملتان میں حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور شیخ جلال الدین تبریزی کے پاس مقیم رہے اس کے بعد دہلی پہنچے۔ دہلی میں قیام پذیر ہو کر خواجہ سے ملاقات کا اظہار کیا جواب ملا کہ دہلی ہی میں قیام کرو تمہیں دہلی میں رہنا چاہیے۔ چنانچہ آپ وہیں مقیم رہے البتہ تین مرتبہ اجمیر آئے۔ جب آپ دہلی تشریف لائے تو سلطان التمش نے آپ کا شاندار استقبال کیا تھا اور آپ کو بڑے عزت و احترام کے ساتھ لا کر شہر میں رکھا تھا۔

آپ کیلوکھڑی میں جو دہلی سے پانچ کوس کے فاصلہ پر مقیم ہوئے تھے جہاں اب مقبرہ ہمایوں ہے۔ سلطان ہفتہ میں دو مرتبہ معتقدانہ حاضر ہوتا تھا آخر بمنت شہر میں لایا اور ملک عز الدین کی سرائے کے جنگل میں شاہی عمارت کے قریب آپ کو رکھا۔ آپ کی حویلی کے نشانات ہنوز موجود ہیں۔ یہاں مسجد اعز الدین میں بیٹھ کر آپ ہدایت خلق میں مشغول ہو گئے۔ دہلی میں آپ نے بہت ہر دلعزیزی حاصل کی، رجوعات شروع ہوئی، ہزارہا انسان آپ کی زیارت کو آتے آپ سے فیض حاصل کرتے، امیر و غریب سب آپ کے عاشق تھے۔ یہ آپ کی تلقین و رشد ہی کا اثر تھا کہ دہلی میں ہر طرف قال اللہ اور قال الرسول کا شور پڑا ہوا تھا کثرت سے غیر مسلم مسلمان ہوتے تھے اور مسلمانوں میں زبردست جوش مذہبی پیدا ہو گیا تھا۔ مولانا جلال الدین کے انتقال کے بعد سلطان نے آپ کو شیخ الاسلام بنانا چاہا مگر آپ نے انکار کر دیا۔

مولانا بدرالدین غزنوی نے آپ ہی سے بیعت ہو کر خلافت پائی۔ یہیں آپ کے استاد قاضی حمید الدین ناگوری بھی تشریف لے آئے اور دربار قطبیت کے رکن بن گئے۔ اس عہد میں دہلی مدینۃ الاولیاء بن گیا تھا۔ یہاں سے حضرت شیخ حسن ... اور حضرت بدرالدین شاہ ولایت بھی آپ کے پاس آئے تھے۔ ہر طرف سے اولیاء کرام آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اس زمانہ میں ہندوستان کے اندر اجمیر، دہلی، ملتان ... کے سجادے مشہور عرفانی سجادے تھے اور پورے ہندوستان میں اشاعت اسلام، اصلاح مسلمین ... ہدایت خلق کا کام زور شور سے ہو رہا تھا۔

عبادات و مجاہدات

شیخ نجم الدین صغریٰ کا دماغ شیخ الاسلام مقرر ہوتے ہی بگڑ گیا اور حضرت قطب الاقطاب کے ہمہ گیر اثر و اقتدار، ہر دلعزیزی کو دیکھ کر حسد کے انگاروں پر لوٹنے لگا۔ اس نے آپ کے خلاف سازشیں کیں۔ آپکے دوست حضرت جلال الدین تبریزی جیسے جلیل القدر اولیاء کو زنا کے اتہام سے متہم کرنے کی سعی کی۔ سماع کے متعلق بڑے جھگڑے رہے اور اس کے ایما سے اسکے روکنے کی حکمرانہ سعی کا سلسلہ شروع ہوا مگر ... اور اس کے رفیق کار علماء کو شدید ناکامی ہوئی، ذلیل ہو کر عہدہ سے نکالا گیا ... ان کی موت مرا۔ آپ بیعت ہونے سے پیشتر روزانہ تین ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ شادی ہوئی تو تین روز تک ذوق محبت عروس میں درود شریف پڑھنے کا خیال نہ رہا۔ ایک شب کو اوش کے ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ بڑے شاندار محل میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود اندر جا جا کر باہر کھڑے ہجوم کی درخواستیں پہنچا رہے ہیں۔ اس شخص نے جس کا نام رئیس تھا

تھا عرض کی میں بھی شرف زیارت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ مدتیں تیرے اندر ابھی دیکھنے کی اہلیت پیدا نہیں ہوئی البتہ جاکر شہر سید کو سلام کے بعد کہنا کہ تین روز سے ہمیں بالکل بھولا ہوا ہے رئیس نے جو صبح آکر پیغام دیا سنتے ہی بیتاب ہو گئے اور بیوی کو طلاق دیدی۔

سیر العارفین کی تحریر کے مطابق اوائل عمر میں شب کو کچھ آرام فرما لیتے تھے بعد کو وہ بھی ترک کر دیا اور پھر آخر وقت تک عبادات و ریاضات میں مصروف رہتے شب و روز ایک استغراقی طاری رہتا آخر زمانہ میں تو یہ حالت تھی کہ وجد مستغرق رہتے نماز کا وقت آتا تو کہیں ہوش آتا تو غسل فرماتے اور نماز ادا کرتے ہمیشہ قرآن پڑھتے رہتے آیات یاس و ہراس پر پہنچتے تو بیقرار ہو جاتے روتے گریبان چاک کرتے اور بیہوش ہو جاتے اور جب آیات رضا و رحمت پر پہنچتے تو لبوں پر تبسم کھیلنے لگتا بعض اوقات وجد سے جھومنے لگتے۔

ایک دفعہ آپ اور قاضی حمید الدین ناگوری اور مولانا شہاب الدین غزنوی جامع مسجد میں معتکف تھے یہ تینوں بزرگ شب و روز میں دو دو قرآن ختم کرتے ایک رات کو تینوں نے ساتھ ہو کر دو دو رکعت نماز ایک ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر پڑھی قاضی صاحب امام بنے اور یہ دونوں مقتدی پہلی رکعت میں قاضی صاحب نے ایک قرآن اور چار پارے پڑھے اور دوسری رکعت میں دوسرا قرآن ختم کر دیا اس کے بعد ایک ہی پاؤں پر کھڑے ہو کر تینوں نے بارگاہ احدیت میں عرض کی کہ بارالٰہا! ہم سے حق بندگی ادا نہیں ہو سکتا تو ہمیں محض اپنی رحمت سے بخش دے اسی وقت ندا آئی دوستو ہم نے تمہیں بخشا تمہاری عبادت قبول کی اور تمہیں اپنے عاشقوں میں قبول کیا۔

بارہا ایسا ہوا ہے کہ آپ اور آپ کے اہل خانہ اور درویش بھوکے پڑے رہتے ہیں مگر آپ نے کبھی کسی سے اظہار نہیں کیا۔

کرامات و تصرفات

ایک روز سلطان سلطان نے اشرفیوں کے متعدد توڑے بھیجے مگر آپ نے اسکے اصرار و منت کے باوجود انھیں قبول نہ کیا اسی طرح ایک مرتبہ وزیر سلطان چند گاؤں کا فرمان اور ایک طلائی کشتی اشرفیوں کی لیکر سلطان کی طرف سے حاضر ہوا مگر آپ نے انھیں بھی اپنے پیروں کی سنت کے خلاف کہہ کر واپس کر دیا۔ ایک دفعہ اختیار الدین نذرانہ لیکر حاضر ہوا اور اس کے قبول کئے جانے کے لئے منت کی آپ نے اپنے بوریہ کا گوشہ اٹھا کر جو دکھایا تو نظر آیا کہ سونے اور چاندی کے دریا بہے چلے جارہے ہیں فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے یہ تصرف عطا فرمایا ہے وہ تمہارا محتاج نہیں۔

ایک بڑھیا نے آکر عرض کی کہ میرا لوبس کا فرزند تیرہ برس سے غائب ہے مراقبہ کر کے فرمایا کہ جاؤ وہ تیرے گھر موجود ہے اس نے گھر جاکر لڑکے کو دیکھا پوچھا تو کہاں تھا کہا کہ مجھے ایک سوداگر پکڑ کر روم لے گیا تھا ابھی ابھی مجھے وہاں کے بازار میں ایک شخص نے مل کر کہا کہ تیری ماں تیرے لئے بہت بے چین ہے چنانچہ وہ مجھے قریب ہی جاکر شہر کے باہر لایا آنکھیں جو بند کرائیں تو میں نے خود کو اپنے گھر میں پایا۔ ناصری نے سلطان التمش کی خدمت میں ایک قصیدہ لکھکر پیش کرنا چاہا اور ایک قصیدہ آپ کی شان میں لکھکر طالب دعا ہوا آپ نے فرمایا جا تجھے بہت انعام ملیگا۔

سلطان قصیدہ سنتے ہی دوسری طرف متوجہ ہو گیا۔ ناصری نے اسی وقت آپ کی طرف رجوع کیا سلطان نے متوجہ ہو کر فرمایا پھر پڑھو چنانچہ خوش ہو کر پچپن ہزار روپیہ عطا کیا۔

سعد الدین تنبولی سلطان التمش کے ساتھ زیارت کو آرہا تھا راستے میں سوچا کہ اگر ان میں کچھ کرامت ہے تو مجھے ضرور کھانا کھلائینگے چنانچہ سامنے جاتے ہی عرض کی کہ بھوکا ہوں آپ نے ہاتھ اٹھایا اسی وقت اس میں گرم گرم کاک آگئے سلطان متحیر ہوا۔ بولا یہ کہا کاک کس طرح کھایا جائے گا آپ کے اشارہ پر قاضی حمید الدین ناگوری نے گیلی مٹی الھاکر کاک پر کہی حلوہ ہو گیا۔ یہ سعد الدین مرید تھے ایک روز انھوں نے اپنی بغل میں ہاتھ ڈال کر پان کی گلوریاں تمام فوج کو تقسیم کیں اسی روز سے ان کا نام سعد الدین تنبولی مشہور ہو گیا۔ سلطان کے بھانجے تھے قاضی صاحب نے مرید ہونے کے لئے جب آپ سے کہا کہ آسمان کی طرف دیکھو تو نظر پڑی تو عرش و کرسی اور نیچے تحت الثریٰ تک روشن ہو گیا تھا اور سب نقابات اٹھ گئے تھے اسی روز سلطان مرید ہوا تھا۔

صاحب فوائد السالکین اس وقت خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ قاضی صاحب سید نور الدین مبارک اور مولانا علاؤ الدین کرمانی بھی موجود تھے کچھ حج کے متعلق ذکر ہوا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندگان خاص کیلئے خواہ وہ کہیں ہوں خانہ کعبہ طواف کو بھیجدیتا ہے اسی وقت بیہوشی سب لوگوں پر طاری ہوئی اور کعبہ شریف کو سامنے دیکھا۔ طواف کے بعد آواز آئی کہ تمہارا حج قبول ہوا۔ (فوائد السالکین)

وجد و وصال

ایک مرتبہ آپ اور قاضی حمید الدین دونوں جمنا پر پہنچے تین روز کے بھوکے تھے ایک بکری دودھ بھری روٹیاں سامنے رکھکر غائب ہو گئی۔ کھا کر شکر ادا کیا۔ دیکھا ایک بہت بڑا اچھلا آرہا ہے جمنا نے راستہ دیدیا یہ بھی اسی راستہ سے اتر گئے دوسرے کنارہ پر ایک شخص کو مردے کی طرح پڑا دیکھا جس کے قریب ایک خوفناک سانپ ڈسنے کو بیٹھا تھا بچھو نے پہنچتے ہی ڈنک مار کر ہلاک کر دیا۔ معلوم ہوا کہ وہ شرابی تھا۔ تعجب ہے اگر گنہگار پر یہ کرم!

آواز آئی دیسنو! نیکو ہی کی ہم پرواہ کریں تو بدوں کی کون حفاظت کرے۔ اس شخص کو جب یہ علم ہوا تو رویا اور توبہ کی۔

ایک دفعہ تمام بزرگان دہلی کی موجودگی میں قوالی شروع ہوئی قوالوں نے شیخ احمد جام کا قصیدہ شروع کیا جب وہ اس

کشتگان خنجر تسلیم را

ہر زماں از غیب جان دیگر است

پر پہنچے حال طاری ہوا مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے صرف نماز کے وقت افاقہ ہوتا تین روز تک تڑپتے رہے ہر بن مو سے خون جاری ہو گیا آپ آہ کرنا چاہتے تھے مگر قاضی صاحب نے روکا کہ کیا زمین و آسمان کو جلا دو گے غرض ۱۴۔ ربیع الاول ۶۳۳ھ کو وصال فرمایا تمام شہر میں کہرام مچ گیا اور مہرولی میں دفن ہوئے۔

اسماء الرجال

ان صحابہ کرام و عظام و تابعین عورتوں اور مردوں کے حالات جن سے احادیث رسول جمع ہوئیں

(ایک جدید کتاب خاص ہو لوگوں کیلئے)

ام الحصین بنت اسحٰق اصبہان سے ان کے بیٹے یحییٰ بن حصین نے نقل کی ہے صحیح الاسلام میں یہ موجود تھیں۔

ام حرام بنت ملحان بن خالد نجاریہ یہ ام سلیم کی بہن ہیں اسلام قبول کر کے انھوں نے حضرت سے بیعت کی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ان کے مکان میں دوپہر کا استراحت فرماتے تھے ام حرام موصوفہ عبادہ بن صامت کی بیوی تھیں اور حضرت عثمان کی خلافت میں جب روم پر جہاد ہوا تو یہ بھی اپنے خاوند کے ساتھ جہاد میں شریک تھیں اور وہیں انھوں نے انتقال کیا مزار ان کا شہر قبرس (قبرص) میں موجود ہے ان کے بھانجے انس بن مالک اور ان کے خاوند عبادہ نے ان سے روایت کی ہے ابن عبد البر کہتے ہیں مجھ کو سوائے ان کی کنیت کے ان کے نام کا ٹھیک پتہ نہیں لگا ملحان میم کی زیر لام کی سکون کے ساتھ ہے۔

حمنہ بنت جحش یہ ام المومنین حضرت زینب کی بہن ہیں پہلے خاوند ان کے مصعب تھے مگر جب وہ احد کی جنگ میں شہید ہو گئے تب انہوں نے طلحہ بن عبید اللہ سے شادی کی۔

فصل تابعیہ عورتوں کے بیان میں

حسناء بنت معاویہ صریمیہ انھوں نے اپنی پھوپھی سے اور انھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور ان سے عوف اعرابی نے حدیث ان کی بصرہ کے لوگوں کے پاس ہے یہ قول ابن ماکولا کا ان کے متعلق بیان ہے اور حازمی کہتے ہیں کہ خنساء بنت معاویہ جن کو بعض حسناء کہتے ہیں ان کے چچا حارث اور اسلم تھے۔ صریمیہ صاد کی زبر اور رے کی زیر کے ساتھ ہے اور حسناء ح سے نقطہ کا وزن ہے اور خنساء میں خاء معجمہ کے بعد نون سین سے مقدم ہے۔

حفصہ بنت عبد الرحمٰن ابن ابی بکر صدیق یہ منذر بن عوام کی بیوی ہیں

ام الحکم ربیعہ ر کی زبر اور ب کی زیر کے ساتھ طلحہ بن مالک کی آزاد کردہ تھیں اپنے آقا طلحہ سے انہوں نے اور ان سے محمد بن ابی مدین نے حدیث روایت کی ہے اور ان کی حدیث باب اشراط الساعت میں مذکور ہے۔

فصل صحابہ کے بیان میں

خالد بن ولید قرشی مخزومی ان کی والدہ لبابہ صغریٰ ام المومنین حضرت میمونہ کی بہن تھیں اور حضرت خالد زمانہ جاہلیت میں اشراف قریش میں شمار کئے جاتے تھے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام سیف اللہ رکھا تھا وفات ان کی ۲۱ھ میں ہوئی اور حضرت عمر کو کہہ

وصیتیں کر گئے تھے ان کے بھانجے ابن عباس اور علقمہ اور جبیر بن نفیر نے ان سے روایت کی ہے

خالد بن ہوذہ عامری یہ اور ان کے بھائی حرملہ حضرت پر اسلام لاکر اپنی قوم خزاعہ کے پاس اسلام لانے کی خوشخبری دینے گئے تھے اور یہ دونوں مؤلفۃ القلوب میں سے تھے اور خالد بن ہوذہ وہی شخص ہیں جن سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام اور ایک لونڈی خریدی تھی اور ان کو عہد نامہ لکھ دیا تھا وہ بنی عامر سے تھے اور یہ خزاعی ہیں انھوں نے اپنے والد اور زید بن خالد سے اور خود ان سے حبان بن تارح وغیرہ نے روایت کی ہے۔

خباب بن ارت ان کی کنیت ابو عبد اللہ تمیمی ہے جاہلیت کے زمانہ میں یہ غلام ہو گئے تھے اور بنی خزاعہ میں سے ایک عورت نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار الارقم میں داخل ہونے سے پہلے یہ مسلمان ہو گئے تھے اور یہ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جن کو خدا کی راہ میں تکلیفیں دی گئی ہیں اور انھوں نے سکونت اختیار کر لیا تھا کوفہ کی سکونت انھیں نے پسند کی تھی چنانچہ ان کا ۳۷ھ میں تہتر برس کی عمر میں انتقال ہوا بہت لوگوں نے ان سے روایت کی ہے

خارجہ بن حذافہ (حذافہ) قرشی عدوی یہ قریش کے بڑے شہسواروں میں تھے کہتے ہیں کہ یہ ہزار سواروں کے برابر تھے اور اہل مصر میں ان کا شمار ہے اور یہ وہی ہیں جن کو عمرو بن عاص سمجھ کر خارجی نام ایک شخص نے قتل کیا تھا اور یہ خارجی ان تین شخصوں میں سے تھا جنھوں نے حضرت علی اور معاویہ اور عمرو بن عاص کے قتل کرنے پر اتفاق کیا تھا اور ان تینوں میں سے ہر ایک نے ان تینوں میں سے ایک ایک کو چنا تھا مگر قضاء الٰہی سے سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اور ان کے کوئی قابو نہ چڑھا۔ خارجہ موصوف ۴۰ھ میں قتل ہوئے۔

خزیمہ بن ثابت ان کی کنیت ابو عمارہ انصاری اوسی ہے اور ذو الشہادتین ان کی عرفیت ہے بدر میں اور اس کے بعد کل لڑائیوں میں یہ شریک تھے اور صفین کی لڑائی میں بھی یہ حضرت علی کے ہمراہ تھے یہاں تک کہ جب عمار بن یاسر قتل ہوئے تب انہوں نے اپنی تلوار سونت کر اتنا دشمنوں کو کاٹا کہ آخر خود بھی شہید ہو گئے جابر بن عبد اللہ اور ان کے دونوں بیٹوں عبد اللہ اور عمارہ نے ان سے روایت کی ہے۔ خزیمہ خ کی پیش اور زہ کی زبر کے ساتھ ہے اور عمارہ ع کی پیش سے ہے۔

خزیمہ بن جزء ان کی کنیت ابو عبد اللہ سلمی ہے اور ان کے بھائی حبان نے ان سے روایت کی ہے۔ جزء ج کی زبر اور ز کی سکون اور اس کے بعد ہمزہ کے ساتھ ہے اور عبد الغنی کہتے ہیں کہ اصحاب حدیث اس کو جزئی ی کی

زبیر اللہ کی زیر اور اس کے بعد ی کے ساتھ کہتے ہیں اور دار قطنی نے ج کی زیر اور ر کی سکون کے ساتھ لکھا ہے جبان م کی زیر اور ب کی تشدید کے ساتھ ہے۔

خریم بن الاخرم بن شداد بن عمرو بن فاتک اسدی شامیوں میں ان کا شمار ہے اور بعض ان کو کوفیوں میں گنتے ہیں بہت لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔

خبیب بن عدی انصاری اوسی غزوۂ بدر میں یہ موجود تھے اور ۳ھ میں جب غزوہ رجیع ہوا تو یہ کفار کے ہاتھ قید ہو گئے اور اسی قید کی حالت میں جب یہ مکہ پہنچے تو چونکہ بدر کی لڑائی میں حارث بن عامر کو انہوں نے قتل کیا تھا اس سبب سے بنی حارث نے ان کو قیدیوں میں سے خرید کر تھوڑے دنوں اپنے پاس رکھا اور آخر ایک روز شہید کر کے صلیب پر لٹکا دیا اسلام میں پہلے یہی شخص ہیں جن کو سولی دی گئی ہے حارث بن برصا نے ان سے روایت کی ہے۔ صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ خبیب نے حارث کی بیٹیوں میں سے کسی استرہ مانگ لیا اور اس عورت کے بچہ کو جب وہ غافل تھی اپنی ران پر بٹھا لیا وہ عورت گھبرائی خبیب اس کے گھبرانے کو سمجھ گئے اور انہوں نے کہا کہ کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ میں اس کو قتل کر ڈالوں گا ہرگز نہیں یہ تمہارا خیال غلط ہے میں ایسا نہیں ہوں۔ یہی عورت کہتی ہے کہ خبیب سے بہتر قیدی میں نے کوئی نہیں دیکھا اور میں قسمیہ کہتی ہوں کہ جس موسم میں مدینہ میں ایک پھل بھی نہ ہوتا تھا میں ان کو انگور کے خوشہ میں سے انگور کھاتے ہوئے دیکھتی اور یہ اس وقت کہتے تھے کہ یہ رزق مجھکو خاص خدا وند کریم نے عنایت کیا ہے کہتے ہیں کہ جب خبیب کو حرم میں سے قتل کرنے کے واسطے باہر لے چلے ہیں تو انہوں نے کہا کہ مجھکو اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعتیں پڑھ لوں لوگوں نے ان کو اجازت دیدی انہوں نے دو رکعتیں پڑھ کر کہا کہ اگر یہ لوگ میری ضعف دلی کا خیال نہ کرتے تو میں ابھی اور زیادہ رکعتیں پڑھتا اور یہ خبیب ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے ہر مسلمان کے واسطے جو اس طرح سے قتل کیا جائے دو رکعتیں قتل ہونے سے پہلے مسنون کر دی ہیں اور نماز کے بعد خبیب نے یہ دعا کی اللھم احصھم عددا واقتلھم بددا ولا تبق منھم احدا۔ اور پھر یہ شعر پڑھا ؎

فلست ابالی حین اقتل مسلما | علی ای شق کان فی اللہ مضجعی
وذلک فی ذات الالہ وان یشا | یبارک علی اوصال شلو ممزع

(ترجمہ) اے اللہ ان کفاروں کی گنتی کو شمار کر اور ان سب کو قتل کر اور ان میں سے کسی کو مت چھوڑ۔ (ترجمہ اشعار) میں کچھ پرواہ نہیں کرتا ہوں جبکہ میں بحالت اسلام قتل کیا جاؤں اور چاہے کسی کروٹ پر خدا کی راہ میں میرا لیٹنا ہو اور یہ سب خدا کی ذات کے واسطے ہے کہ وہ اگر چاہے تو میرے اوپر برکت فرمائے یا دشمن حملہ کر کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے ۱۲

خنیس بن حذافہ سہمی قرشی یہ ام المومنین حضرت حفصہ کے پہلے خاوند ہیں غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے تھے اور اس کے بعد زخموں کی تکلیف سے مدینہ میں آکر آپ نے انتقال کیا اور آپ کی کوئی اولاد نہ تھی خنیس اسم مصغر ہے۔

ابو خراش حدرد اسلمی صحابی، خراش خ کی زبر کی تخفیف اور ش معجمہ کے ساتھ ہے اور حدرد ح کی زبر اور دونوں دالوں کی سکون اور ر کی زبر کے ساتھ ہے۔

ابو خلاد یہ ایک اصحابی شخص ہیں ابن عبد البر کہتے ہیں مجھکو ان کا نام نہیں معلوم اور نہ ان کا نسب معلوم ہے حدیث ان کی یحییٰ بن سعید کے پاس ابی فروہ اور ان سے ابی خلاد کی روایت سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم ایسے مومن کو دیکھو کہ جسکو دنیا میں زہد اور کم گوئی خدا کی طرف سے عنایت کی گئی ہے تو اس سے نزدیک ہو کیونکہ اس کو حکمت القا ہوئی ہے اور ایک دوسری روایت میں بھی اسی طرح ہے اور یہ بات صحیح طور سے ثابت ہے کہ ابی فروہ کی ابی خلاد سے روایت کرنے میں تابع میں ابو مریم بھی ہیں۔

فصل تابعین کے بیان میں

خثیمہ بن عبد الرحمن بن ابی سبرہ جعفی ابی سبرہ کا نام یزید بن مالک ہے۔ خثیمہ موصوف بزرگ تابعین میں سے ہیں اور ابو وائل سے پہلے ان کا انتقال ہوا تھا حضرت علی اور ابن عمرو وغیرہ سے انہوں نے حدیث سنی ہے اور خود ان سے اعمش اور منصور اور عروہ بن مرہ نے روایت کی ہے دولاکھ روپے ان کو وراثت میں پہنچے تھے جو انہوں نے سب علمائیں کو کھلا دیئے۔ خثیمہ خ کی زبر اور ی کی سکون اور ث کی زبر کے ساتھ ہے اور سبرہ س کی زبر اور ب کی سکون سے ہے۔

خالد بن معدان ان کی کنیت ابو عبد اللہ شامی کلاعی ہے یہ حمص کے رہنے والے تھے یہ خود کہتے ہیں کہ میں ستر صحابیوں سے ملا ہوں خالد موصوف شامیوں میں ثقہ ہیں مقام طرطوس ۱۰۴ھ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ معدان کی زبر اور ع کی سکون اور د کی تخفیف کے ساتھ ہے۔

خالد بن عبد اللہ الطحان حصین وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے یہ بڑے نیک اور صالح تھے تین مرتبہ خدا سے انہوں نے خود خریدا اور اپنے وزن کی برابر چاندی انہوں نے خدا کی راہ میں تصدق کی اور بقول بعض ان کا ۱۷۹ھ اور بقول بعض ۱۸۲ھ میں ان کا انتقال ہوا اور پیدائش ان کی ۱۱۰ھ ہجری کی تھی۔

خارجہ بن زید بن ثابت انصاری مدنی تابعی یہ بڑے جلیل القدر بزرگ تھے حضرت عثمان کا زمانہ انہوں نے پایا تھا اپنے والد وغیرہ صحابہؓ سے انہوں نے حدیث سنی تھی اور مدینہ کے ساتوں فقیہوں میں سے یہ بھی ایک فقیہ تھے زہری نے ان سے روایت کی ہے ۹۹ھ ہجری میں ان کی وفات ہوئی۔

خارجہ بن صلت برجمی یہ قبیلہ بنی تمیم میں سے ہیں اور تابعی ہیں ابن مسعود اور اپنے چچا سے انہوں نے روایت کی ہے اور خود ان سے شعبی نے روایت کی ہے اور حدیث ان کی اہل کوفہ کے پاس ہے۔

خشف بن مالک طائی۔ انہوں نے اپنے والد اور اپنے چچا اور حضرت عمر اور ابن مسعود سے روایت کی ہے اور خود ان سے زید بن جبیر نے روایت کی ہے اور ان کو ثقہ بیان کیا ہے۔ خشف خ کی زبر اور ش کی سکون کے ساتھ ہے۔

ابو خزامہ بن یعمر یہ حارث بن سعد کے بیٹے اور تابعی ہیں اپنے والد سے انہوں نے اور ان سے زہری نے روایت کی ہے۔ خزامہ خ کی زیر اور ز کی زبر کے ساتھ ہے۔

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

لڑائی کی بگڑی ہوئی حالت کو سنبھالا اسی دن سے حضرت خالد بن ولید سیف اللہ کے لقب سے پکارے جانے لگے حضرت خالد اپنا فتحمند لشکر لئے ہوئے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو خود آنحضرت صلعم استقبال کرنے کے لئے مدینہ سے باہر تشریف لائے اور لوگوں نے حضرت خالد کو سیف اللہ کے خطاب کی خوشخبری سنائی۔

کیا نوجوانان توحید جنگ موتہ کو اپنے سامنے رکھکر اپنے نفسوں کا محاسبہ کرینگے اور دیکھینگے کہ مجاہدین اسلام اور موجودہ عہد کے کاہل بزدل اور نامرد مسلمانوں کی ہمت وجرأت کا معیار کیا رہیگا۔ اسلام نے بتا دیا ہے کہ مسلمان اگر اعتماد علی اللہ اور جوش صداقت کا مالک ہے تو تمام دنیا کی کوئی طاقت مغلوب نہیں کر سکتی اگر وہ اسکی راہ میں مخلص ہو کر مرنا سیکھ لے تو دنیا کی ہر کامیابی کی قسمت اس کے قدموں میں ہے لہذا اسے قلت وکثرت سے بے نیاز ہو جانا چاہیئے۔

قریش مکہ کی طرف معاہدۂ صلح کی خلاف ورزی

مکہ میں دو آزاد اور مشہور قبیلے آباد تھے بنو بکر اور بنو خزاعہ یہ دونوں قبیلے ایک دوسرے کے دشمن تھے لیکن جب قریش مکہ اور مسلمانوں میں معاہدہ صلح ہوگیا تو یہ دونوں قبیلے اپنی عداوتوں کو فراموش کرکے آنحضرت صلعم اور قریش مکہ کے حلیف بن گئے تھے اور اب وہ ایکدوسرے پر حملہ آور نہ ہو سکتے لیکن قبیلہ بنو بکر کے سردار نوفل بن معاویہ کی نیت بگڑ گئی اور بنو خزاعہ سے دیرینہ عداوت کا بدلہ لینے پر آمادہ ہوگیا۔ چونکہ بنو بکر قریش مکہ کا حلیف تھا اس لئے قریش مکہ کا فرض تھا کہ وہ بنو بکر کو اس ارادے سے باز رکھتے اور آنحضرت صلعم کے حلیف بنو خزاعہ پر حملہ نہ کرنے دیتے مگر انہوں نے بنو بکر کی ہر طرح حوصلہ افزائی کی اور ان کو ہتھیاروں وغیرہ سے مدد دی صرف یہی نہیں بلکہ قریش میں سے عکرمہ بن ابوجہل سہیل بن عمرو اور صفوان بن امیہ نے بنو بکر کے ساتھ حملہ میں شرکت بھی کی اور بنو خزاعہ پر جا پڑے۔ قریش مکہ اور بنو بکر نے یہ حملہ بنو خزاعہ پر رات کے وقت کیا جبکہ وہ بیخبر پڑے سو رہے تھے ان کو بیدردی کے ساتھ قتل کرنا شروع کیا یہانتک کہ ان کو حرم میں بھی پناہ نہ ملی وہاں بھی قتل کرنا شروع کر دیا۔ بدیل بن ورقہ خزاعی کا گھر بھی لوٹ لیا گیا چنانچہ اس شبخون میں خزاعہ کے بیس تیس آدمی مارے گئے۔

اس قتل وغارت کی اطلاع دینے کے لئے بدیل بن ورقہ اور عمرو بن سالم اپنی قوم کے چند آدمیوں کو ساتھ لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیکر فریاد کی کہ اے رحمۃ للعالمین! ہماری فریاد سنئے اور ہماری مدد کیجئے بنو بکر نے ہم پر سخت ظلم کیا ہے جس رات مکہ میں معاہدۂ صلح کی ظالمانہ دھجیاں اڑائی جا رہی تھیں ادھر خزاعہ مکہ میں آنحضرت صلعم کا نام لیکر فریاد وزاری کر رہے تھے آنحضرت صلعم اس وقت ام المومنین حضرت میمونہ کے حجرے میں وضو کر رہے تھے آپ نے بنو خزاعہ کی فریاد مدینہ میں سن لی اور فوراً جواب میں فرمایا لبیک لبیک۔ حضرت میمونہ نے حیران ہو کر پوچھا یا رسول اللہ آپ کس کے جواب میں لبیک فرما رہے ہیں آپنے فرمایا آج کی رات بنو خزاعہ پر سخت ظلم ہوا ہے وہ فریاد کر رہے ہیں ان کی فریاد کی آواز میرے کانوں تک پہنچی ہے انکی کے جواب میں لبیک کہہ رہا ہوں ادھر تو آنحضرت صلعم نے لبیک کہا اور ادھر مکہ میں بنو خزاعہ نے بھی حضور کی آواز سن لی۔

صبح کو حضور صلعم حضرت عائشہ کے پاس آئے تو فرمایا کہ آج رات مکہ میں بنو بکر اور قریش نے مل کر بنو خزاعہ کو قتل کیا ہے حضرت عائشہ نے عرض کیا آپکا گمان ہے کہ قریش بدعہدی کرینگے؟ آپنے فرمایا کہ ضرور انہوں نے عہد شکنی کی ہے اور عنقریب اللہ پاک ان کے حق میں فیصلہ صادر فرمانے والے ہیں یہ واقعہ گذرنے کے کئی روز بعد بدیل بن ورقہ اور عمرو بن سالم مدینے میں پہنچے اور قریش وبنو بکر کے قتل کی تمام تفصیلات سنائیں اور انکی عہد شکنی اور مظالم کی شکایت کی آپ نے ان کی ہر طرح تسلی وتشفی کی اور کہا کہ ہم ضرور تمہاری امداد کرینگے اور وہ مکہ کو روانہ ہوگئے۔

ابوسفیان کی مدینہ کو روانگی

جب یہ لوگ مکہ کو روانہ ہوگئے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ابوسفیان مدت صلح بڑھانے اور عہد کو از سر نو مضبوط کرنے کے لئے آرہا ہے مگر وہ ناکام واپس جائے گا حضور کی اس پیشینگوئی کے مطابق یہی ہوا کہ مکہ والوں نے جب اپنی عہد شکنی اور ظالمانہ کرتوت کے نتائج وعواقب پر غور کیا تو وہ بہت گھبرائے اور خائف ہوئے کہ دیکھئے اب کیا بنتا ہے یہی مناسب سمجھا کہ شرائط صلح کو از سر نو قائم کیا جائے چنانچہ ابوسفیان کو اس غرض کے لئے مدینے کی طرف روانہ کر دیا۔ ادھر رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں کو سفر اور لڑائی کی تیاری کا حکم دیدیا ساتھ ہی آپنے اس تیاری کو پوشیدہ رکھنے کی بھی تاکید کر دی۔

ابوسفیان کو راستہ میں بدیل بن ورقہ اور عمرو بن سالم ملے پوچھا تم کہاں گئے تھے کہا کہ ہم تو صرف اسی وادی تک آئے تھے۔ ابوسفیان کو یقین آگیا اور اطمینان کر لیا کہ ابھی تک ہماری عہد شکنی کا علم مسلمانوں کو نہیں ہوا۔ ابوسفیان مدینہ میں پہنچا مگر حضور تک جانے اور اپنا مقصود حاصل کرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی اس لئے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق سے مل کر کام نکالنا چاہا مگر یہ پروانگان رسول آنحضرت صلعم کی مرضی اور حکم کے بغیر کیا کر سکتے تھے ان دونوں بزرگوں نے اس کو صاف جواب دیدیا کہ ہم اس معاملہ میں کچھ نہیں کر سکتے۔ ابوسفیان یہاں سے مایوس ہو کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں پہنچا اور اپنا مقصود ظاہر کیا آپ نے از راہ تمسخر کہدیا کہ تو خود بنو کنانہ کا سردار ہے مسجد نبوی میں جاکر بلند آواز سے اعلان کردے کہ میں صلح کی میعاد بڑھاتا ہوں اور عہد وقرار کو مضبوط کئے جاتا ہوں ابوسفیان نے ایسا ہی

کیا کہ اسی طرح مسجد میں اعلان کر کے نا کس مکہ کو روانہ ہو گیا یہاں پہنچ کر اپنی کارگذاری سنائی قریش مکہ نے خوب ہنسی اڑائی کہ علی نے تیرے ساتھ تمسخر کیا ہے بھلا کہیں اس طرح بھی عہد نامے مبارک کرتے ہیں ابو سفیان کو اپنی حماقت و نادانی پر سخت ندامت اور پشیمانی ہوئی۔

حاطبؓ بن ابی بلتعہ کی ایک لغزش

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق مسلمانوں میں خفیہ جنگ کی تیاری ہو رہی تھی کسی کو معلوم نہ تھا کہ کس طرف کو روانگی ہوگی اور کس قوم یا علاقہ پر حملہ ہوگا اس اخفا سے حضور کا مطلب یہ تھا کہ قریش کو ہمارے حملہ کی خبر نہ ہو اور ہم اپنے مقصد میں آسانی کے ساتھ کامیاب ہوں۔ اب ایک سبق آموز واقعہ سنئے جو غلام و محکوم مسلمانوں کے لئے بیحد عبرت انگیز ہے۔

ایک صحابی حاطب بن ابی بلتعہ تھے ان کے کچھ خویش و اقربا مکہ میں تھے انھوں نے کسی مجبوری یا مصلحت سے قریش مکہ کو ایک خط لکھا جس میں مسلمانوں کے حملہ کرنے کی اطلاع درج تھی اور یہ خط ایک عورت کے ذریعہ مکہ کی طرف روانہ کر دیا۔ آنحضرت صلعم کو الہام الٰہی کے ذریعہ اس واقعہ کا علم ہو گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ منشاء خداوندی بھی یہی تھا کہ یہ حملہ اچانک اور بے خبری میں ہو آپ نے حضرت علیؓ اور زبیر بن العوام کو روانہ کر دیا کہ فلاں عورت قریش مکہ کے پاس ایک خط لیجا رہی ہے اس کو گرفتار کر لاؤ۔ چنانچہ انہوں نے مقام روضہ خاخ میں پہنچکر اس عورت کو قابو میں کر لیا تلاشی لی مگر خط کا پتہ نہ چلا حضرت علیؓ نے فرمایا کہ خط ضرور اس عورت کے پاس ہے یہ کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا کہ آنحضرت صلعم کی خبر غلط ہو آپ نے عورت کو ڈرایا دھمکایا تو اس نے مینڈھی کے بالوں میں سے خط نکال کر حوالہ کر دیا اب جو حضرت علیؓ نے دیکھا تو وہ حاطب بن ابی بلتعہ کا لکھا ہوا تھا الغرض عورت اور خط دونوں حضور کے سامنے پیش ہوئے اور حاطب بن ابی بلتعہ بھی طلب کئے گئے اس حرکت کا سبب پوچھا گیا انھوں نے کہا کہ چونکہ میرے عزیز و اقارب مکہ میں ہیں اس لئے میں نے ان کی بھلائی کے خیال سے یہ حرکت کی کہ اہل مکہ پر یہ احسان کر دوں کہ ان کی اطلاع دیدوں کہ حملہ ہونے والا ہے تاکہ اہل مکہ ممنون ہو کر میرے عزیز و اقارب کو کوئی ضرر نہ پہنچائیں۔ ابھی حضور نے تو کچھ کہا ہی نہیں تھا یہ بات سنکر حضرت عمرؓ برافروختہ ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ مجھے حکم دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں سرور کائنات صلعم نے فرمایا اے عمر حاطب اہل بدر میں سے ہے وہ منافق نہیں جو کچھ کہتا ہے درست کہتا ہے یہ اس کی غلطی ہے جو قابل عفو ہے چنانچہ ان کی یہ حرکت معاف کر دی گئی۔ قرآن حکیم نے اس قصہ کو یوں بیان کیا ہے۔

یا ایها الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیهم بالمودة وقد کفروا بما جاءکم من الحق یخرجون الرسول وایاکم ان تومنوا بالله ربکم ان کنتم خرجتم جهادا فی سبیلی وابتغاء مرضاتی تسرون الیهم بالمودة وانا اعلم بما اخفیتم وما اعلنتم ط ومن یفعله منکم فقد ضل سواء السبیل ۝ ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداء ویبسطوا الیکم ایدیهم والسنتهم بالسوء وودوا لو تکفرون ۝ لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم یوم القیمة ج یفصل بینکم ط والله بما تعملون بصیر ۝	اے ایمان والو اپنے دشمن اور میرے دشمن کو دوست مت بناؤ تم ان کی طرف پیغام محبت بھیجتے ہو حالانکہ وہ کفر کر چکے ہیں ساتھ اس چیز کے جو تمہارے پاس حق کے ساتھ آئی ہے نکالتے ہیں خدا کے رسول کو اور تم کو بوجہ اس کے کہ ایمان لائے ہو اللہ پر جو تمہارا رب ہے اگر تم جہاد کے لئے نکلے ہو میری راہ میں اور میری رضا مندی و خوشنودی کے لئے (پھر کیا وجہ ہے کہ) تم خفیہ طور پر ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور یاد رکھو میں خوب جانتا ہوں اس چیز کو جو تم چھپا کر کرتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اور جو کوئی اس کے بعد بھی تم میں سے ایسا کرے تو وہ بیشک گمراہ ہوا اور سیدھی راہ سے بھٹک گیا تمہیں ابھی معلوم نہیں کہ تم جن کی امداد کرتے ہو ان کی کیا حالت ہے اگر تم کو پائیں تو تمہارے دشمن بن جائیں تمہاری طرف۔۔ دست درازی کریں

اور اپنی زبانوں کو برائی کے ساتھ کھولیں اور دوست رکھتے ہیں کہ کاش تم کافر ہو جاؤ اور ہرگز فائدہ نہ دیں گے تم کو تمہارے رشتے اور تمہاری اولاد قیامت کے دن ان میں جدائی ڈالیگا اور اللہ تمہارے عملوں کو دیکھنے والا ہے"

یعنی مسلمانو! کافران کو دل کی ان لوگوں یعنی مشرکین مکہ جن سے تم میل جول رکھتے ہو کون ہیں اللہ کے دین کے، اس کے رسول کے اور مسلمانوں کے دشمن جنہوں نے نہ صرف دین حق سے انکار کیا بلکہ محض اتنی سی بات پر کہ خدا کا رسول کیوں وحدانیت کا وعظ کرتا ہے اور لوگ کیوں اس پر ایمان لاتے ہیں رسول کو اور مسلمانوں کو گھروں سے نکالا اور نکلنے پر مجبور کیا پھر ایسے دشمنوں کو وہ مسلمان جنہوں نے حق پر خود ہی اللہ رضائے خداوندی کی خاطر دنیا کی لذات مال و ملک و املاک اور خویش و اقارب سے دور ہوئے کیونکر اپنا دوست بنا سکتے ہیں اور کیونکر ان کی امداد و اعانت کر سکتے ہیں۔

حاطب کے واقعہ سے مسلمانوں کو کیا سبق ملتا ہے

حاطب ابن ابی بلتعہ کے قصہ اور مذکورہ بالا آیتوں سے مسلمانوں کو سبق ملتا ہے کہ کسی مسلمان کو وہ کسی مسلمانوں کی مصلحتوں پر اپنی مصلحت مقدم کر کے مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار و مشرکین کو اپنا یار و مددگار نہیں بنانا چاہئے ایمان کے خلاف کفر کی اعانت نہیں کرنی چاہئے مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ قصہ اور آیتیں مسلمانوں کو اپنی قومی و ملی مصلحتوں کو اپنے ذاتی مفاد و اغراض کے مقابلہ میں پامال کرنے ہوئے کفار کو یار و مددگار بنانے سے منع کرتی ہیں اور مسلمانوں کو کفار کی یاری و دوستداری سے روکتی ہیں آہ ان بدنام کنندگان اسلام اور دشمنان ملک و ملت مسلمانوں کا کیا حشر ہوگا جو دن رات قومی و ملی مصلحتوں کے خلاف کفار سے خلا ملا رکھتے ہیں ان کی ہر طرح امداد و اعانت کرتے ہیں مسلمانوں کو شکنجہ قانون میں پھنساتے ہیں اور مسلمانوں سے دشمنی کرتے ہیں:

———— ٠(٭)٠ ————

مسلمان اور قرآن

ایک مسلسل کتاب جو خاص طور سے مولوی کیلئے لکھوائی جارہی ہے

(گذشتہ سے پیوستہ)

قرآن کی امتیازی تعلیم کے امتیازی کارنامے

ہم اس کتاب کے ابواب میں جہاد، غلامی، جبر اور اشاعت اسلام کے متعلق قرآن اور مسلمان کے اثرات کا ایک اجمالی خاکہ پیش کر چکے ہیں لیکن اس باب میں ہم اجمالی طور پر یہ واضح اور روشن کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن کی امتیازی تعلیم نے اسی پیلی چھیلی دنیا میں بندگان خدا کی آسائش کے لئے عیش و آسائش کے کیسے کیسے چمن کھلائے اور اس نیلگوں آسمان کے نیچے کائنات انسان کو کیسے کیسے شگوار اور سکھ کی نیند سے روشناس کرایا۔ اسلام نے کیا کیا اور دیگر مذاہب کی تعلیم نے کیا گل کھلائے۔ بہت ممکن ہے کہ ہمیں تعلیم مطالب میں اعادہ سے کام لینا پڑے لیکن جہاں ایسی صورت پیش آئے تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ سب کچھ ہم نے مقصد و مفہوم کو واضح کرنے کے لئے کیا ہے چونکہ غیر مذاہب والوں نے قرآنی جہاد، قرآنی غلامی، قرآنی سلوک اور قرآنی جماعت کے اعمال تعصب اور غرضمندانہ جوش کے باعث بہت بہت رسوا کرنے کی ایک پیہم سعی تیرہ سو سال سے متواتر کی جا رہی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ غیر مذاہب کے لوگوں کے برتاؤ پر روشنی ڈال کر غیر مذاہب کے لوگوں ہی کی زبان سے اسلام اور دیگر مذاہب کے برتاؤ کے متعلق سب کچھ ظاہر کر دیا جائے اور پھر کہا جائے اور دنیا کو از خود یہ فیصلہ کرنے کا موقعہ دیا جائے کہ ارض عالم میں بندگان خدا کو آرام پہنچانے کے لئے اسلام نے کیا جلوے دکھائے اور دیگر مذاہب والوں نے اذیت رسانی اور تباہیوں کے کیسے کیسے شکنجے تیار کئے۔

سب سے زیادہ تباہی جو دنیا میں پھیل سکتی ہے وہ جنگ ہی سے پھیلتی ہے جنگ ہی سے انسانی آبادیاں ویران ہوئیں اور جنگ ہی نے محلوں کو جھونپڑیوں میں تبدیل کر دیا اس کے بعد سب سے زیادہ مصیبت اسیری و غلامی کی مصیبت تھی جو تمام انسانی خصائص کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتی ہے اور اس بدنصیب مخلوق پر آسائش و ترقی کے تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں جابرانہ اشاعت مذہب پر مجبور نادی کو خشک کر کے رکھ دیتی ہے غور کیجئے اسلام نے اس باب میں کیسے شاندار مظاہر دنیا کے سامنے پیش کئے جہاد کے معنی جو اچھے محض سعی و کوشش کے اصطلاحاً تھا وہ لفظ جنگ کے ہم معنی بن گیا متعصب افراد نے اس لفظ کو مسلمانوں سے مختص سمجھ کر زمانہ کو یہ سمجھانا شروع کر دیا کہ جہاد کے معنے غیر مذاہب والوں کو خواہ مخواہ قتل کرنے کے ہیں حالانکہ قرآن کھلا ہوا موجود ہے اس میں خواہ مخواہ کی جنگ کا کہیں ذکر نہیں بلکہ ایسے فتنے اٹھانے والوں کو مفسد کہا گیا ہے قرآن نے مسلمانوں کو اسی حالت میں تلوار اٹھانے کا حکم دیا جب ان پر ظلم کیا جائے پھر جنگ میں بھی زیادتی اور غیر محاربین پر ہاتھ اٹھانے کی ممانعت کر دی جب مسلمان کفار عرب کے ظلم سہتے سہتے پریشان ہو گئے تو پہلا حکم قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم نازل ہوا اور کی

جگہ مقصد جنگ کی بھی وضاحت کر دی گئی وقاتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ یعنی خدا کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور فساد رفع ہونے تک لڑو، علماء نے ضرور جہاد و جنگ کی صورتیں بھی دو قائم قرار دی ہیں لیکن یہ بھی اسی وقت جائز سمجھا ہے جب یہ خبر مل جائے کہ دشمن مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور ان کے مقابلے پر آنے کی تیاریاں کر رہا ہے ویسے خواہ مخواہ چڑھائی کرنے کا اسلام میں کہیں ذکر نہیں۔

ذرا اہل اسلام کے جنگی احکام کی نوازیاں کو ملاحظہ کریں جو تم سے لڑیں انہی سے تم لڑو جتنا ہے دشمن جس قدر تکلیف تمہیں دیں اسی قدر تکلیف تم انہیں دے سکتے ہو اگر صبر کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہو گی اور زیادتی کرو گے تو گنہگار۔ دشمن صلح کا خواہاں ہو تو صلح کر لو اگر کوئی کافر امن طلب کرے تو امان دو جب قابو پا جاؤ تو معاف کر دو۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور مذہبی خدمت انجام دینے والوں کو قتل نہ کرو۔ پھلدار درخت اور کھیت نہ کاٹو آگ نہ لگاؤ معابد منہدم نہ کرو جو وعدہ کرو پورا کرو۔ قیدیوں کو آرام سے رکھو۔ غور کیجئے یہ کتنے مہذب و شائستہ اور شاندار احکام ہیں یہ حکم نہیں کہ دشمنوں کو بلا تمیز محارب و غیر محارب ہلاک کر کے ان کے ملک میں ایک تباہی پھیلا دو اور خون کے دریا بہا دو صاف طور پر واضح ہے کہ اسلامی جنگ صرف جنگ کرنے والوں اور ہتھیار اٹھانے والوں تک ہے مجاہد باغات کھیت عورتوں بچوں بوڑھوں اور مذہبی خدمتگاروں سے کوئی تعرض نہیں جن کا قصور ہے اور جنہوں نے زیادتی کی ہے انہی کو سزا دی جا سکتی ہے یہ نہ ہو کہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جائے۔

ہندو دھرم کے جنگی احکام بھی پڑھ لیجئے

جس طرح بھی دشمنوں کو ہلاک کیا جا سکے ہلاک کر کے مذہبی راحت و اطمینان سے زندگی بسر کرو (رگ وید ۲۸/۱) دھرم کے مخالف دشمنوں کو آگ میں جلا دو (رگ وید ۳/۱) اے اگنی راکششوں (کافر) اور بد طبیعت عورت کو بیخ کنی سے مار دے (رگ وید منتر ۲۸) اس نے پچاس ہزار سیاہ فام دشمنوں کو لڑائی میں تباہ و غارت کیا (رگ وید منڈل ۴، منتر ۹۴) اندر نے دسیوں کو قتل کیا اور قصبے کے قصبے اور گاؤں کے گاؤں تہ و بالا کر دیئے (رگ وید ص ۳)

یہاں یہ حکم نہیں کہ اندرونی فساد کے لئے انہی سے لڑو جو تم سے لڑیں جتنی تکلیف پہنچی ہے اس سے زیادہ تکلیف نہ پہنچاؤ زیادتی نہ کرو صلح چاہیں تو صلح کر لو غیر محاربین سے نہ لڑو یہاں تو صلح کا ذکر ہی نہیں جس طرح بھی ممکن ہو دشمنوں کو ہلاک کر دو زندہ آگ میں جلا دو عورت تک کو نہ چھوڑو قصبے اور گاؤں تک کو تہ و بالا کر کے رکھ دو۔

سکھوں میں گرو گوبند سنگھ کا یہ عقیدہ تھا کہ مسلمانوں کو قتل کرنا ثواب عظیم اور باعث نجات ہے (تاریخ پنجاب کنہیا لال) مسلمانوں کو تباہ کرنا خالصہ جی پر فرض و واجب ہے (رہت نامہ سکھی) گویا سکھوں نے یہ کوئی تسمہ ہی نہ لگا رکھے

دیا گیا اور صاف حکم دیا گیا کہ لوٹنا ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کا قتل کرنا فرض ہے ثواب ہے اور باعث نجات اخروی۔

یہودی احکام پر بھی نظر ڈالیے۔ تم ان بچوں کو جتنے لڑکے ہیں سب کو قتل کرو اور ہر عورت کو جو مرد کی صحبت سے واقف ہے جان سے مارو لیکن ان لڑکیوں کو جو مرد کی صحبت سے واقف نہیں انھیں اپنے لئے زندہ رکھو (اعداد ۳۱ عہد قدیم)

عیسائی احکام یہ ہیں۔ تیراق یسوع تک تباہ سارے بیٹے والدین کے بیٹے پچھاڑ لڑکیاں (سلاطین باب ۱۵) جو شہر میں تھے مرد کیا عورت کیا بچے کیا بوڑھا تہ تیغ کیا (یشوع باب ۶)

اب آپ خود ہی سمجھ لیجئے کہ کس مذہب کے احکام جنگی بہتر یا ضرر رساں ہیں اور کس کے غلط یا درست۔ بہر حال لوٹ مار بھی جنگ و جدال کا ایک لازمی جزو تھا قرآن نے تو محض دشمنوں کے مال پر دست درازی کی ممانعت (یا دشمنی کے امتناع) امن و مصالحت کی تعریف کے ساتھ انسانی جان و مال کے تحفظ کا پورا بندوبست کر دیا تھا لیکن دیگر مذاہب کے افراد نے جہاں جنگ میں لوٹنے کو تباہ کرنے میں کوئی باک نہیں کیا لوٹ مار کا دستور ابتدا سے چلا آتا ہے اسلام نے تو اس دستور میں اگر تھوڑی اصلاح کرنی ہو تو مذاہب کے دیگر احکام میں صرف کی لوٹ جائز رکھی گئی ہے حالانکہ آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ اسلامی احکام یہ ہیں کہ امن پسندوں کو نہ لوٹا جائے۔ جو دروازہ بند کر لے اس پر دست برد نہ کی جائے کھیت اور باغ ویران نہ کئے جائیں آگ نہ لگائی جائے بچوں، بوڑھوں بیماروں اور عورتوں کو نہ لوٹا جائے۔ پانی بند نہ کیا جائے۔ عام طور پر یہ بات بھی نہ بھولنی چاہئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو غیر محاربین کے گھروں کو لوٹے یا ان کو تنگ کرے تو اس کا جہاد قبول نہیں (ابوداؤد)

ایک دفعہ صحابہ انتہائی مصیبت میں گرفتار تھے کہ ایک ریوڑ سے مسلمانوں نے دو بکریاں پکڑ لیں اور ان کا گوشت پکانے لگے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے سب ہانڈیاں الٹ دیں اور فرمایا کہ لوٹ کا مال مردار گوشت کے برابر ہے (ابوداؤد کتاب الجہاد) اسی طرح ایک جنگ میں ابوعبیدہ سپہ سالار اسلام نے دیکھا کہ ایک شخص انار کے درخت کی لکڑیاں جلانے کے لئے لایا آپ نے فرمایا کہ کسی پھلدار درخت کی لکڑیاں اگر کاٹیں تو سخت سزا دی جائیگی

اس سے واضح ہو گیا کہ اسلام میں صرف دشمنوں کا اور دشمن بھی وہ جو محاربین ہوں لوٹ جائز ہے اور لوٹ بھی خزانہ سامان رسد سامان حرب کی نیز ان کے مال کی جو مقابلہ پر آئیں اور شرارت پر آمادہ ہوں ان کے مال کے لوٹنے کی اجازت بھی صرف اس لئے ہے کہ یہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں صرف ہوتا ہے اور معاندین کی تقویت کا ایک ذریعہ ہے۔

آپ غیر مذاہب کے احکام لوٹ کے متعلق دیکھیں جہاں اسلام میں دو بکریاں پکڑ لینے اور چند لکڑیاں کاٹ لینے اور امن پسندوں سے تعرض کرنے کی ممانعت ہے وہاں ہنود یہود اور عیسائی وغیرہ کے دساتیر عمل پر نظر ڈالئے منو شاستر میں ہے کہ جب راجہ دشمن کو شہر میں محصور کر دے تو اسے چاہئے کہ محاصرہ قائم رکھے دشمن کے ملک والوں کو ستائے اور اس کا چارہ ایندھن پانی اور اشیائے خوردنی تک غارت کرتا رہے تالابوں فصیلوں اور خندقوں کو تباہ کر دے غنیم پر اچانک حملہ کرے اور اسی رات کو حملہ کرے (باب ۷)

ناموری وہ حاصل کرتا ہے جتنے ویرم سے جنگ کی ہو رتھ گھوڑے چھتر زر رسد گائے وغیرہ جو جانور عورتیں اور اشیا اور گھی اور تیل وغیرہ کے کپڑے جنہوں نے لے ہوں وہی ہیں لیکن فوج کے سپاہی ان کا سولہواں حصہ راجہ کو دیں (منو ستیارتھ پرکاش) مردوں کو قتل کر عورتوں بچوں اور مویشیوں کو اپنے تصرف میں لا (استثنا باب ۲۰) تاریخ ایران سر جان مالکم میں لکھا ہے کہ ایرانی رعایا کی پرواہ نہ کرتے تھے بلکہ رسدوں کو لوٹتے تھے شاہ ایران نے شام کو لوٹ کھسوٹ کر کے بے چراغ کر دیا۔

یہاں تک تو ذکر تھا جنگ اور لوٹ کا اسیران جنگ کے متعلق قرآن کہتا ہے

حتی اذا اثخنتموهم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء

جب تم انھیں خوب قتل کر چکو تو ان کو گرفتار کر لو پھر یا تو انھیں احسان کر کے چھوڑ دو یا روپیہ لیکر رہا کر دو۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ دیگر مذاہب نے کس طرح دشمنوں کو قتل اور اسیر کر لینے کا حکم دیا ہے لیکن بخلاف اسلام کی اسیری بھی اپنے اندر ایک شان رکھتی ہے یہاں گرفتار کر کے مار ڈالنے کا ذکر ہی نہیں بلکہ انھیں رہا کر دینے کا حکم ہے اور اس رہائی میں بھی ایک نئی دلکشی ہے استحسانا چھوڑ دینا ہو لیکر خلاص چھوڑ دو پھر استحسان کا لفظ مقدم ہے جس سے محسوس ہوتا ہے کہ بہتر صورت رہائی یہی ہے کہ احسان کر کے چھوڑ دو یہاں ستانے اذیت دینے اور مصائب میں مبتلا کرنے کا کوئی ذکر ہی نہیں یہاں تو رحمت و مرافت کا دور دورہ ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیران جنگ کے ساتھ سلوک کرنے کی سخت تاکید کی ہے صحابہ کرام کی یہ حالت تھی کہ خود پیدل چلتے تھے اور اسیران جنگ کو اونٹوں پر بٹھاتے تھے آپ فاقہ سے رہتے تھے اور انھیں کھانا کھلاتے تھے (لائف آف محمد سر ولیم میور)

ذرا اس شان کریم کو ملاحظہ فرمائیے کون کہہ سکتا ہے دشمن جنگ بدر میں قید ہوتے ہیں اور قید کرنے والوں سے زیادہ آرام سے رہتے ہیں اور کچھ تو روپیہ لیکر چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور جن کے پاس دینے کو کچھ نہیں ہوتا ان سے یہ شرط کی جاتی ہے کہ ہر ایک آدمی چند مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے اس کے بعد آزاد ہے ابن رفاعہ کو گرفتار ہو کر فدیہ بھیجنے کے زبانی وعدہ ہی پر رہا کر دیا جاتا ہے عمرو بن عبداللہ نے عرض کیا کہ میں غریب و عیالدار ہوں اگر میں قید رہا تو میرے بال بچوں کو بڑی تکلیف ہوگی آپ نے انھیں صرف یہ عہد لیکر چھوڑ دیا کہ آئندہ مسلمانوں سے کبھی لڑنے نہ آئیں گے کیا اس رحم و کرم اور شفقت سے اس قسم بالشان سلوک کی کوئی نظیر تاریخ پیش کر سکتی ہے پیش کرنا تو کجا کسی قیدی کو کسی جنرل سے اس قسم کی درخواست کی جرأت بھی ہو سکتی ہے یہ ضرور ہے کہ مسلمانوں کے پاس قیدی ایسے گروہ کے جو تعلیم یافتہ تھے زر دینے سے لاچار تھے یا جنکے رہا کر دینے میں اندیشہ تھا لیکن انھیں رکھا کس طرح گیا قیدیوں کی طرح نہیں بلکہ خاندان کے ایک رکن کی حیثیت سے ان کے آقا جو خود کھاتے وہ انھیں کھلاتے اور جو خود پہنتے انھیں پہناتے پھر اس کی رہائی کو اجر عظیم قرار دیا گیا اور بہت سے گناہوں کا کفارہ بھی غلاموں کی آزادی قرار دیا گیا اور پھر آخر میں ایک ایسا وقت بھی آگیا کہ یہ سلسلہ ہی روک دیا گیا غلاموں سے جو سلوک اسلامیوں نے کیا کوئی قوم کسی زمانہ میں بھی اس کی نظیر پیش نہ کر سکی۔

مالک بن عمیرہ گرفتار ہوکر آئے مہرویں زیادہ ہوئی تو خالد بن ولید نے انہیں گرمکیر شہنشاہ بیٹی کی ماکو دیا مقوقس شاہ مصر کی بیٹی جنگ ارماؤں میں گرفتار ہوکر آئی سپہ سالار اسلام عمرو بن العاص نے اسے عزت و احترام کے ساتھ اس کے باپ کے پاس بھیجدیا حاتم طائی کی بیٹی گرفتار ہوئی تو رسول کریم اس سے پورے اخلاق کے ساتھ پیش آئے اور تحفہ تحائف قبول کرکے اسے اس کے گھر بھیجدیا انہی واقعات اور اسی قسم کی بکثرت مثالوں کے سامنے آنے پر ٹومس بیٹ لکھتا ہے کہ عرب کا غلام اس کا لاڈلا بیٹا ہے (ریڈ ایٹ) لاڈلا بیٹا بنا کر رکھنے ہی کا تو یہ اثر تھا کہ مسلمانوں کے غلام شاہی نہیں شہنشاہی کے مرتبے تک پہنچے اور مصر و ہندوستان میں ان کی عظیم الشان اور پر صولت فرمانروائیاں قائم ہوئیں اور کوئی دنیوی مناصب ایسا باقی نہیں جس پر فائز نہ ہوئے ہوں غلامی بھی دو قسم کی تھی ایک وہ جو جنگ میں قید ہوکر غلام بنے دوسرے وہ جو بحیثیت رعایا کے غلام جنہیں جنگ کے غلاموں سے سلوک پر ہم کچھ روشنی ڈال ہی چکے ہیں غیر مسلم رعایا کے متعلق مسلمانوں کا جو سلوک رہا اس کے متعلق ہماری نہیں غیر مسلموں ہی کی زبان سے سن لیجئے ڈاکٹر ارملڈ لکھتے ہیں کہ ان تمام ظالمانہ اور غیر محدود مطالبات کے عوض جو شاہان [illegible] ان سے وصول کرتے تھے صرف ایک سالانہ جزیہ [illegible] اسلام میں غیر مسلموں سے لیا جاتا تھا اور اس کی تعداد صرف تین روپے تھی (پریچنگ آف اسلام)

جزیہ پر بھی غیر مسلم بہت چڑتے ہیں حالانکہ یہ ایک بہت معمولی ٹیکس تھا جو غیر مسلموں سے ان کی حفاظت کے عوض میں لیا جاتا تھا اور سب سے بڑا فائدہ یہ تھا کہ جزیہ دینے والے سب سے زیادہ خطرناک فریضہ جنگ سے آزاد ہو جاتے تھے حالانکہ مسلمانوں کو ایک بہت بڑا ٹیکس زکوٰۃ کی صورت میں دینا پڑتا تھا اور پھر ان سے جنگی خدمت بھی لی جاتی تھی زکوٰۃ جزیہ سے زیادہ سخت ہے جزیہ کے لئے حیثیت دو سو درہم قرار دی گئی تھی زکوٰۃ کے لئے ساڑھے باون تولہ چاندی جزیہ بڑے سے بڑے امیر پر ساڑھے تیرہ سالانہ تھا اور زکوٰۃ ہر مسلمان پر ڈھائی روپیہ فیصدی جزیہ سے اہل کار اہل حرفہ مذہبی افراد غربا عورتیں اور بچے مستثنیٰ تھے زکوٰۃ سے کوئی مسلمان بھی مستثنیٰ نہ تھا جزیہ دینے والا خدمات جنگ سے مستثنیٰ تھا پھر اگر جزیہ دینے والوں کا کسی نقص حفاظت کے باعث کوئی نقصان ہو جاتا تھا تو حکومت اس کا معاوضہ دیتی تھی لیکن زکوٰۃ دینے والوں کے لئے کوئی ایسی شرط نہ تھی)۔

غیر مسلم اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ اس نیلگوں آسمان کے نیچے کبھی کسی قوم نے مفتوحین اور غیر مذہب والوں کے ساتھ ایسی شاندار رواداری برتی ہے حضرت عمرو بن العاص نے ایک جنگ کے بعد ذمیوں کے نقصان کا خود معاوضہ ادا کیا تھا (طبری) حیرہ کے قریب شہر والوں سے معاہدہ میں حضرت خالد بن ولید نے یہ شرط کرلی تھی کہ اگر ہم تمہاری حفاظت کرسکیں گے تو تم پر جزیہ واجب الادا ہوگا ورنہ نہیں (پریچنگ آف اسلام)

مصر کے مشہور عیسائی مورخ جرجی زیدان لکھتے ہیں۔

"جزیہ کچھ اسلام کی نئی پیدا کی ہوئی چیز نہیں بلکہ یہ تمدن قدیم کا ایک جزء ہے یونانیوں نے سواحل ایشیائے کوچک کے رہنے والوں پر جزیہ مقرر کیا تھا رومیوں نے بھی مفتوحین پر اسلامی جزیہ کی مقدار سے کہیں بڑھ کر جزیہ مقرر کیا تھا اور یہ اسلام سے بہت پہلے کا ذکر ہے انہوں نے گال (فرانس) کا ملک فتح کرکے وہاں کے ہر باشندے پر جزیہ مقرر کیا جس کی مقدار نو سے پندرہ گنی سالانہ تک کے مابین ہوتی تھی یعنی مسلمانوں کے مقرر کردہ جزیہ سے سات گنی تھی ایران کے حکمرانوں نے بھی محکوم لوگوں پر جزیہ عائد کیا تھا مسلمانوں نے اس آمدنی کے جمع کرنے میں عدل و انصاف سے کام لیا حضرت عمرو بن العاص کے ساتھ مصر والوں کا جو معاہدہ مصالحت منعقد ہوا اس میں یہ قرار پایا تھا کہ قبطی لوگ شریف ہوں یا رذیل جو ان میں سمجھدار اور بالغ ہو چکے ہیں وہ سب فی نفر دو دینار سالانہ ادا کریں گے بوڑھے نابالغ اور عورتوں پر کوئی جزیہ نہ لگایا جائے گا [illegible] جزیہ دینے والا نہ قتل کیا جائے گا اور نہ [illegible] معاف ہونے کے معاوضہ میں لیا جاتا تھا (تاریخ تمدن اسلام)

[illegible] مالکر صفحہ ۱۹۱ [illegible] تھا [illegible] سے کم [illegible] (تاریخ [illegible]) [illegible] محتاج مستثنیٰ تھے

[illegible] قرآنی احکام پر چلنے والوں کا سلوک کہ رہا کہ ہر قسم کا آرام دیتی تھے غلام ان کا لاڈلا بیٹا تھا غیر مذاہب اور ان کے [illegible] مال کی لوٹ ناجائز سمجھتے تھے اب غیر مذہب والوں کی وحشیانہ قتل و نہب کی داستان المنقع [illegible] لکھتے ہیں کہ اہل [illegible] (عیسائی) کی یہ حالت تھی کہ جو شہر یا قلعہ فتح کرتے [illegible] اگر ایسا نہ بھی کیا تو سب کو غلام بنا لیا [illegible] یہود غیر مذہب اسیروں کو [illegible] غلام بنا کر [illegible] جاتے [illegible] غلام تھے (تاریخ چین) راجہ شیو پرشاد لکھتے ہیں کہ مغلوں کی فوج بھی الٹی پھر گئی لیکن اتنے ہی عرصہ میں اپنے ظلم کی [illegible] دس ہزار ہندوؤں کو غلام بنانے کے لئے قید کر لئے تھے جب [illegible] کی [illegible] ہوئی تو ان غلاموں کو بے تکلف قتل کر دیا [illegible] (تاریخ [illegible])

[illegible] کہ تمام بدکردار دشمن کو مختلف زنجیروں میں جکڑے اور [illegible] ۱۳۶۸ [illegible] اور [illegible] کیا وہ عورتوں کو [illegible] غلام فروخت کرتے تھے منشی تلسی رام لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں برہمن جنگ عموماً چھوٹے چھوٹے میں جھگڑے رہتے تھے اور [illegible] اس طرح ان سے کام لیا جاتا تھا [illegible] منوشاستر کے [illegible] کے متعلق [illegible] میں صاف طور پر تصریح ہے کہ [illegible] اچھی [illegible] اور عورتیں اور

دولت جو راجہ فتح کرے وہ اسی کی ملکیت ہے اور اس کا وہی مالک ہو تو ٹیکسلا میں عورتوں کی فروخت کی ایک منڈی تھی۔ بھائی بہ نانتد بھی ایرین سیاح کے حوالہ سے اس منڈی کا ذکر کرتے ہیں اس منڈی میں جو نہیں فروخت ہوتی تھیں اور جو زیادہ قیمت دیتا تھا اسے ملتی تھیں۔ مرطبہ حکومت میں بیگار اور غلامی کا طریقہ رائج تھا غلاموں اور بالخصوص کرادنی قوم کی مستورات کی خرید و فروخت بھی ہوا کرتی تھی۔ چندر گپت کی حفاظت کی غرض اس وقت جس وہ سوتا کو جاتا تھا عورتوں ہی کو تفویض کیا جاتا تھا، ہست شودر نا ناں مفتوحہ عورتوں کی اولاد میں یا نالحوں سے پیدا ہوئے، جو عورتیں جو میں اُن سیتیوں میں ماری جاتی تھیں انھیں سارے گھر کا کام کاج ماما اور اصیلوں کی طرح آتا اور ایک گھر کے متعدد بھائیوں سے ہمبستر ہونا پڑتا تھا۔ ملک بادشاہی کا جو آدمی سپاہی کی تعدیں آجاتا وہ اسے بطور غلام اپنے اہل مملکت کے ہاتھ فروخت کر دیتا۔ بخت نصر بیت المقدس پر حملہ آور ہوا ملک کو خوب لوٹا کھسوٹا ہزاروں کا قتل عام کیا اور ہزاروں عورتوں بچوں اور مردوں کو غلام بنا لے گیا۔ کالدانیوں رومیوں، ایرانیوں، ہندیوں، یونانیوں اور بدھوں نے جنگ و پیکار میں جس بری تہذیبی کا ثبوت دیا اسی طرح ملک کے ملک تباہ کر دیئے غیر مذہب کے لوگوں کو تباہ و برباد کر کے بجبر تبدیل مذہب کرانے لاکھوں کو غلام بنانے اور ان سے حیوانوں جیسا سلوک کرنے کتابیں کو اجاڑنے اور معابد میں آگ لگانے اور عورتوں بچوں اور بیماروں تک پر رحم نہ کرنے میں جس وحشت و بربریت کا اظہار کیا اور جیسی قیامتیں ڈھائیں ان کی یہ کتاب متحمل نہیں ہو سکتی البتہ اس کے متعلق مختصر اشارات آپکو ضرور اس کتاب میں ملیں گے جہاں جہاں مسلمان ہزار سال ہی فاتح اور حکمران کی حیثیت سے رہے وہاں آج تک غیر مسلموں کی کثیر تعداد موجود ہے لیکن جہاں جہاں غیر مذاہب والوں کی حکومتیں قائم ہوئیں وہاں دوسروں کو سانس لینا مشکل ہو گیا یہود و عیسائیت کی بیخ کنی میں بت پرستوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا یہودیوں نے بت پرستوں اور عیسائیوں کی تخریب کی انتہائی کوششیں کر ڈالیں ہندوؤں نے بدھوں اور جینیوں کا صفایا بولدیا ایرانی زرتشتیوں نے عیسائی رومیوں کی بربادی میں کسر نہ چھوڑی عیسائیت نے یہودیوں اور مسلمانوں کے استیصال پر اپنی تمام قوت صرف کر دی انتہا یہ ہے کہ مذہب کے دو فرقے کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ایک دوسرے کی بربادی کے لئے صدیوں سرگرم عمل رہے سالہا سال تک الاؤ لگے رہتے تھے کہ ایک فرقے کے لوگوں کو پکڑ کر ان میں جھونک دیا جائے ہسپانیہ میں آٹھ سو برس حکومت کرنے کے بعد بھی آج ایک مسلمان نہیں ملتا سسلی میں مسلمان تین سو برس تک رہے لیکن آج یہاں اقتدار اسلام کا کوئی ایک سر شتہ خال بھی نظر نہیں آتا۔ بلغاریہ، یونان، سرویہ، یونان اور ہنگری میں بہت ہی کم اور شاذ ہی مسلم شکلیں نظر آتی ہیں بخلاف ازیں ہندوستان و ٹرکی میں آج بھی لاکھوں غیر مسلم موجود ہیں بلکہ ہندوستان کے تو ہر حصہ میں غیر مسلموں کی غالب اکثریت نظر آتی ہے یہ سب اثر تھا قرآنی تعلیمات کا تعلیمات قرآنی کے پیروؤں کی یہی خوبیاں تو تھیں جن سے متاثر ہو کر موسیو لیبان نے یہ لکھا تھا کہ دنیا کو مسلمانوں جیسے رحمدل فاتح کبھی نصیب نہیں ہوئے فلسطین کے عیسائی شالا مارٹین نے علانیہ کہا تھا کہ تمام روئے زمین پر صرف ایک مسلمان ہی وہ قوم ہیں جو دوسرے مذہبوں کو آزادی دیتے ہیں اور انگریز سیاح سلیمان نے مسلمانوں پر یہ طعن کیا تھا کہ وہ حد سے زیادہ دوسرے مذاہب کو آزادی دیتے ہیں۔

مشہور مورخ مسٹر ڈیون پورٹ لکھتے ہیں۔

"یہ خیال کرنا کہ قرآن مجید میں جس عقیدہ کی تلقین کی گئی ہے اس کی اشاعت بزور شمشیر ہوئی ایک نہایت سخت غلطی ہے جو طبائع متعصب کی کدورت سے پیدا ہوئی اس عقیدہ کو ہم کامل تسلیم کریں گے کہ محمد صلعم کا دین مشرقی دنیا کے لئے ایک حقیقی برکت تھا جس کے ذریعہ انسانوں کے خون یعنی قربانی کے بجائے نماز اور خیرات کے طریقے جاری ہوئے اسی نے عداوت اور دائمی لڑائی بھڑائی کی جگہ فیاضی اور حسن معاشرت کی ایک روح لوگوں میں پھونک دی جس سے تہذیب و شائستگی کو بڑی تقویت ملی اور ان خونریز تدابیر پر عمل پیرا کار بند ہونے کی ضرورت نہیں پڑی جن کا استعمال حضرت موسیٰ نے بت پرستی کو نیست و نابود کرنے کے لئے بلا استثنا اور بلا امتیاز کیا تھا ایشیا کی کونسل میں شہنشاہ قسطنطین اول نے پادریوں کی جماعت کو وہ اختیارات دے دیئے تھے جو نہایت ہیبت ناک ظلم کے سرمایہ ثابت ہوئے اختصاراً یہ کہ عیسائیوں کے صلیبی جہادوں کا سلسلہ دو سو سال تک برابر قائم رہا یہ جہاد احمقانہ جہاد تھے ان میں کئی لاکھ آدمی ہلاک ہوئے اور جو لوگ انسان کے اصطباغ کے عقیدہ کو نہیں مانتے تھے وہ قتل ہوتے رہے۔ لوتھر کے پیرو، رومن کیتھولک دربار ہائی سے لیکر انتہائے شمال تک قتل کئے گئے۔ ہنری ہشتم اور اسکی بیٹی ملکہ میری کے حکم سے ہزارہا انسان محض اختلاف عقائد کی بنا پر تلوار سے گھاٹ اتار دیئے گئے اور ان پر انتہائی مظالم کئے گئے۔ فرانس میں سینٹ بارتھولومیو کے قتل کا واقعہ ظہور میں آیا اور چالیس برس تک اسی قسم کی بکثرت خونریزیاں ہوتی رہیں۔ فرانس اول کے عہد سے لیکر ہنری چہارم کے پیرس میں داخل ہونے کے وقت تک مذہبی ہنگامے نہایت نفرت انگیز قتل ہوئے اس کے بعد بھی بے انتہا بدمستیں ہوئیں اور ان بیس برس کی خرابیوں کا تو کوئی ذکر ہی نہیں جو پوپ کے مقابلہ میں پوپ اور بشپ کے مقابلہ میں بشپ کھڑا ہوتا زہر خورانی اور قتل کی وارداتوں کا کثرت و فروغ تیرہ چودہ پوپوں کی ہیرجیانہ لوٹ اور گستاخانہ دعاوی ہنری اور کیلیگیولا سے بھی فوق لیگئے تھے آخر الامر اس فہرست کے ختم ہونے کے لئے ایک کروڑ بیس لاکھ نئی دنیا کے باشندے صلیب کے باعث ہی قتل ہوئے یہ امر تسلیم کر لیا جائیگا کہ ایسا غیر منقطع اور غیر مختتم مذہبی لڑائیوں کا سلسلہ چودہ برس تک عیسائیوں کے سوا کہیں ہرگز جاری نہیں رہا اور جن قوموں کی نسبت بت پرست ہونے کا طعن کیا جاتا ہے ان میں سے کسی قوم نے ایک قطرہ خون بھی مذہبی دلائل کی بنا پر نہیں بہایا"

بیت المقدس ابتدا سے ایک مذہبی مقدس مقام رہا ہے دنیا کی اکثر بڑی بڑی ذی اور نامور فرمانرواؤں نے اس پر یلغار کی سب نے قتل عام کے سوا کچھ نہ کیا عیسائیوں نے اتنے خون بہائے کہ گلیوں میں گھوڑوں کے شکم تک خون تھا مسلمانوں نے بھی اسے فتح کیا لیکن اس طرح کہ ایک قطرہ خون بھی نہیں گرا۔

شام میں ایک جنگ ہو رہی تھی دشمنوں کے جاسوس فرزندان توحید کی طاقت و تیاری کا اندازہ کرنے کے لئے نکل آئے انہوں نے دیکھا کہ جب لشکر مرتب ہوتا ہے تو اس میں افسر و ماتحت سب نظر آتے ہیں اور ایک دوسرے کی پوری اطاعت بھی کرتے ہیں مگر جب منتشر ہوتا ہے تو ان میں افسر و ماتحت کی کوئی تمیز باقی نہیں رہتی اور سب اس طرح گھل مل جاتے ہیں کہ بڑے چھوٹے بڑے کی تمیز نہیں رہتی اور دن میدانوں میں تو راتیں عبادت میں گذرتی ہیں وہ گھبرا گئے اور انہوں نے جاکر کہا کہ تم ان سے کیا مقابلہ کرسکتے ہو دن کو تو یہ شیر ہوتے ہیں اور رات کو راہب یہ حالت تھی مسلمانوں کی اور یہ تھا انکی فتح کا راز۔

ایمان و ثمار ایمان

از جناب مولوی وزیر محمد خان کیفی درانی منشی فاضل کوہاٹ

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین

اس مرزمین آخرت اور اس دنیائے رنگ و بو میں ابتدائے آفرینش سے لیکر اس وقت تک سینکڑوں قومیں ہزار ہا سلسلوں میں ہیں اور بن بن کر بگڑ چکی ہیں ان اقوام سالفہ و ملل ماضیہ کی داستانہائے پارینہ و قصص دیرینہ کی ورق گردانی اور سرگذشت سوانح ابن آدم میں بہ نظر تعمق غور کرنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح مشاہد و معاین ہوتی ہے کہ اس اس طرح بن بنکر بگڑنے میں قدرت کا ایک اور صرف ایک قانون کارفرما ہے اور قرون ماضیہ میں اقوام عالم کی تباہی و بربادی یا عروج و سربلندی کے اسباب و علل کی تہ میں ایک ہی قانون عمل مصروف عمل رہا جہاں ان کے بام عروج پر صعود کا راز ایک ہے وہاں ان کے تنزلات کی چاہ ہبوط کا سبب ایک ہے علی ایک ہی تھا لیکن معمول بدلتے رہے قانون قدرت ایک تھا لیکن مختلف صورتوں اور شکلوں میں جلوہ گر ہوتا رہا وہ قانون فطرت اور وہ دستور قدرت وہی ہے جس کو قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا گیا ہے

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے نہیں تبدیل کیا کسی قوم کو لیکن اس وقت جب انہوں نے خود آپ کو تبدیل کیا۔

دنیا میں ہمیشہ کسی قوم کو عزت و تمکنت یا ذلت و گمنامی سے اسی وقت دوچار ہونا پڑا ہے جب کبھی اس نے اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کیا۔ اسی مطلب کو ایک شاعر نے اس طرح ادا کیا ہے ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

منشائے ایزدی اور باعث تخلیق خلیفۃ اللہ تو یہی ہے کہ ابن آدم دنیاوی زندگی امن و چین سے گذارے اور ان انعامات غیر مترقبہ سے بہرہ وافر حاصل کرے جو اس کے لئے اور صرف اس کی آسائش کی خاطر معرض وجود میں لائے گئے ہیں اور رب رحمان و رحیم نے ان نعمتوں کے حصول کی طاقت بھی انسان کو بخشدی ہے ساتھ ہی حصول مراد کی صحیح راہوں پر گامزن ہونے کی توفیق و سمجھ بھی عطا کردی لیکن اب انسان کی اپنی مرضی ہے چاہے تو صراط مستقیم پر چلکر نعمائے خداوندی کا مالک بنے چاہے تو بے نصیب رہجائے

ومن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر۔ جو چاہے ایمان لائے (شکریہ ادا کرے) اور جو چاہے کفر کرے (ناشکری کرے)

لیکن یہ ظاہر ہے کہ ان بدنصیبوں کو جو اس دنیا میں انعامات ربانی سے بہرہ اندوز ہونے کی صلاحیت کھو بیٹھے اس دنیا میں رہنے کی اجازت نہیں ہو تاریخ کے صفحات پلٹیے سرگذشت عالم و عالمیان کے دفتر کھنگال ڈالئے وہ جو تیں سے اس کے ایک ایک صفحہ کو بہ نظر تعمق دیکھ ڈالئے اور اس کی ایک ایک سطر پر غور کیجئے گوش شنوا سے واقعات عالم کے تذکرے سنئے آپ کو ہر جگہ رب اکرم کا یہی لازوال قانون مصروف عمل نظر آئیگا کہ

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصالحون بیشک لکھ دیا ہے ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد یہ کہ زمین کے وارث صالح بندے ہونگے۔

اس دنیا میں وہی شخص حقیقی زندگی بسر کریگا جس میں اس کی صلاحیت ہوگی یہ دنیا صرف عبد صالح کی میراث ہے وہی اس کی اصلی مالک ہے اور یہ قانون غیر متبدل قانون ہے کہ اس کے اٹل ہونے کا دعوٰے بھی خود رب اکبر نے قرآن مجید میں کیا ہے۔

سنة الله فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنة الله تبدیلا جو لوگ تم سے پہلے گذر چکے ہیں ان میں بھی خداوند تعالیٰ کا یہی قانون رہا ہے (جواب ہے) اور تم خداوند کریم کے دستور میں کبھی کسی کا تغیر و تبدل نہیں پاؤ گے۔

الغرض یہ امر بدیہی ہے کہ ان نااہلوں کو جو لعائب و معاصی کے گرداب میں پھنس کر اپنی اصلیت سے بہت دور نکل جاتے ہیں صفحہ ہستی سے نابود کر دیا جاتا ہے اور یہ سرزمین بندگان صالح یا مالکان اصلی کے تصرف اور قبضہ قدرت میں آجاتی ہے ان نااہلوں کا اور ان غیر صالح بندوں کا مٹ کر فنا ہو جانا ہی دراصل قوم صالح کی تخلیق کا سنگ بنیاد ہے اسی تخریب میں تعمیر کی صورت پنہاں ہے ؎

مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی
ہیولیٰ برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کا

وعدہ خداوندی کے مطابق کہ **اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون** جب کوئی قوم یا کوئی فرد اپنی اہلیت و قابلیت کھو بیٹھا اور ان کے اس دنیا میں رہنے کے دن پورے ہو گئے تو ان کو مٹا دینے کے لئے ان پر قہر خداوندی کی کڑکتی ہوئی بجلیاں گریں زمین پھٹ پڑی آسمان سے پتھر برسے اور سمندروں نے ابل ابل کر ان کو صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھدیا اور کے ہیبت و رعب سے پتھر دلوں کو لرزا دینے والے دربار ایک ثانیہ میں تودہ ہائے خاک بنکر رہ گئے ان کے سر بفلک محل وہ بہشتی ہوائی راجدھانیاں وہ عشرت گاہیں وہ فلک شکوہ قصر جن کی مستحکم بنیادیں سیلوں زمین میں پہنچی ہوئی تھیں پلک جھپکنے میں تختہ زمین پر آرہے وہ مغرور متکبر و سرکش انسان جن کے سر نخوت سے گردن غرور سے بلند اور زبانیں جن کی نسبت ان کے دعاوی ہوتے کہ ؎

حذر از ما کہ برق در ابر یم
رعد می نالد از زبانہ ما

نخوت و نفرت آمیز کلمات سے آتش بار و شعلہ ریز رہا کرتیں وہ ہیبت و جبروت قیاصرۂ عالم جن کے آگے بندگان خدا سر بسجدہ رہا کرتے اور وہ جبابرۂ دہر جو اپنی خودی و انانیت کے زعم باطل میں آکر ؎

لمن الملک ہے زمزمہ ما
غیر ما کیست در زمانہ ما

کا نعرہ مستانہ لگایا کرتے ایک پل میں سب بے روح اور خاک کا بیجان پتلا۔ بنے اپنی بے بسی و بے کسی کا اقرار بزبان حال کرتے پائے گئے اور بزبان بے زبانی خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم کا اقرار کرتے دیکھے گئے۔

فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین۔

پس تم زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ اُن جھوٹوں کا انجام کیا ہوا۔

ذرا اپنی آنکھیں کھولو دل کی کھڑکیوں کو وا کرو پاؤں کو حرکت دو اور دیکھو کہ ان پرغرور غلط اندیش انسانوں کا حشر کیا ہوا جو آیاتِ خداوندی کو قولاً و فعلاً جھٹلانے والے تھے وہ کس طرح ایک آن واحد میں حرفِ غلط کی طرح مٹا دیئے گئے۔ ذرا بابل اور نینوا کے کھنڈروں پر نگاہ ڈالو۔ اور دیکھو کہ وہ حکومتیں جو اس دنیا میں کسی کو بھی خاطر میں نہ لاتی تھیں کس طرح تباہ ہو گئیں۔ ایک ذرا فرعون جیسے با جبروت بادشاہ پر نظر کرو پھر اس کی خدائی پر بھی غور کرو یہ دونوں کس ذلت کی موت مرے ان کا انجام کیا ہوا ان کے وہ سنگین محل جن پر چڑھ چڑھ کر وہ خدا کو دیکھنے کی سعی لاحاصل کیا کرتے تھے اور جہاں دن رات عیش و عشرت اور مسرت و شادمانی کے شادیانے بجا کرتے تھے اور جہاں خدائے واحد کے بجائے اس کے بندوں کی عبادت کی جاتی تھی کس طرح فنا ہو گئے کہ آج ان کا ذکر داستانِ فسانہ ہی رہ گیا ہے اور باقی کچھ نہیں

لیکن کیا یہ صرف ایک کھیل ہے جو اس دنیائے فانی میں اس طرح پر کھیلا جا رہا ہے کیا تم یہ تصور جمائے بیٹھے ہو کہ اللہ تعالے نے تم کو یوں ہی بے فائدہ پیدا کر دیا ہے اور تم نے چند روزہ عیش و کامرانی میں گذار کر کبھی اس دربار میں اپنی زندگی بھر کے اعمال کی جوابدہی نہیں کرنی۔

افحسبتم انما خلقناکم عبثا و انکم الینا لا ترجعون

کیا تم نے یہ گمان کیا ہے کہ ہم نے تم کو عبث پیدا کیا ہے اور کیا تم پھر ہماری طرف واپس نہیں لوٹائے جاؤ گے۔

نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں۔ یہ زمین یہ آسمان اور یہ ما فیہا کھیل تماشے کیلئے نہیں اس میں ایک غرض ہے ایک مدعا ہے ایک مطلب ہے اور اسی غرض کو پورا کرنے اور اسی مطلب کو بروئے کار لانے کے لئے ہی یہ تخریب و تعمیر کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے نا اہلوں کو مٹایا جاتا ہے غیر صالح کو فنا کیا جاتا ہے ملتوں کو نکالا اور قوموں کو تباہ کیا جاتا ہے۔

وہ مقصد جلیل اور وہ غرض مخصوص مردِ مومن کا روئے زمین پر برتر و اعلیٰ رکھنا ہے انسان کا دنیائے فانی میں نائب حق خلیفۃ اللہ اور وارث ارض بننا ہے اور اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے یہ زمین یہ آسمان اور اس کی تمام اشیاء کو انسان کے قبضۂ تصرف میں دیدیا گیا ہے کہ تم ان کو جس طرح بھی چاہو اپنے استعمال میں لاؤ ان کو گنجائش انکار و دریارنگی سرکشی نہیں۔

وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض

اور مسخر کر دیا گیا ہے تمہارے لئے آسمان اور زمین کی تمام چیزوں کو۔

اور یہ اور یہ انسان نا حیوان بھی جن میں انسانیت کا شائبہ تک موجود نہیں اور جو اس تختۂ عالم پر گوشت کا ایک بے جان لوتھڑا بنے رہتے ہیں اور ایک پتھر کی طرح ادھر ادھر لڑھکتے رہتے ہیں یا ایک تنکا ہیں جو پانی کی سطح پر بے اختیار بہتا چلا جاتا ہے ان پر بھی مردِ صالح و عبدِ مومن غالب و ناصر رہے گا اور اس کا قیام بطور عنصرِ غالب کے ناگزیر ہے

ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔

مت جی چھوڑو اور مت غم کرو اور تم ہی سربلند ہو بشرطیکہ تم ایماندار ہو۔

خوش ہو جاؤ کہ اگر تم ایماندار رہے تو تم ہی اس دنیا میں غالب اور فتحمند ہو گے تم ہی سرفراز و سربلند ہو گے تم ہی حقیقی زندگی کے مالک بنو گے تم وہ ہو گے کہ جب تمہاری نگاہیں اٹھیں گی دنیا کی قسمتوں کے پانسے پلٹ جائیں گے تمہاری نگاہوں میں کوئی امر ناممکن اور محال نہ ہو گا جدھر رخ کرو گے دنیا و ما فیہا تمہاری مسخر ہو گی کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس نظر بازی کا۔ نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

مگر اس دنیائے عمل میں اصل زندگی بسر کرنے اور سرخرو رہنے کے منصب اولین عروج ایمان ہے عزت و تمکنت شوکت و سطوت اور کمال و عروج دینی و دنیوی فائز المرامی کے حاصل کرنے کے لئے ایماندار ہونا لازمی ہے اور یہی اس کا بنیادی پتھر ہے کسی آئین کے کسی قوم کے اور کسی ملت کے قیام و بقا اور اس کی زیست و حیات کی سربفلک عمارت کے قیام کے لئے ایمان کی مستحکم بنیادوں کا کھڑا کرنا ضروری ہے جس امت میں اور جس شخص میں ایمان کا چراغ روشن نہ ہو اس کا اجتماعی یا انفرادی طور پر خائب و خاسر رہنا یقینی ہے۔

ایمان کیا ہے

ایمان کے معنی ہیں کسی امر کو صدقِ دل سے ماننا صرف زبان سے اقرار کرنا ایمان نہیں ہے ایمان کا تعلق تصدیقِ قلب کے ساتھ ہے اگر کوئی شخص کسی امر کا زبانی اقرار کرتا ہے اور اس کا دل اس کے صدق کی گواہی نہیں دیتا ہے تو وہ شخص مومن نہیں کہلایا جا سکتا مذہب کی رو سے ایمان سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے رسولوں کو آسمانی کتابوں کو اور اعمال کی اچھی یا بری جزا کو ماننے اس کو صدقِ دل سے قبول کرنا اور اپنی عملی زندگی میں اس کا اظہار کرنا اس پر فرض ہے محض زبان سے طوطے کی طرح چند مخصوص الفاظ کو رٹتے رہنا اور ان پر یقین کامل نہ ہونا دل سے نہ ماننا اور تصدیقِ قلب کا معدوم ہونا ایمان نہیں بلکہ منافقت ہے دھوکا ہے دغا ہے فریب و دجل ہے۔ اسی عدمِ تصدیقِ قلب کے باعث ایسا شخص معائب و معاصی میں مستغرق رہتا ہے نیکی و بدی خیر و شر نفع و نقصان عزت و ذلت پستی و بلندی یہاں تک کہ زندگی اور موت میں بھی امتیاز نہیں کر سکتا ظلم و ستم کا شیوہ اور ریا و نمائش اس کا وطیرہ ہو جاتا ہے ایسے لوگ گمان تو یہ کرتے ہیں کہ ہم خدا کو اور مومنوں کو دھوکا دے رہے ہیں لیکن فی الحقیقت وہ اپنے نفسوں کو فریب دے رہے ہوتے ہیں۔

ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمومنین یخدعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون

اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالے پر اور روزِ آخرت پر حالانکہ وہ پورے مومن نہیں وہ دھوکا دیتے ہیں اللہ تعالے کو اور مومنوں کو اور وہ دھوکا نہیں دیتے کسی کو مگر اپنے نفسوں کو دھوکا دیتے ہیں لیکن وہ نہیں جانتے۔

اسی طرح ایک دوسری آیت کریمہ میں اللہ تعالے فرماتے ہیں

قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم

بدویوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے تم ان سے کہو کہ تم ابھی ایمان نہیں لائے تم صرف یہ کہو کہ ہم نے اپنے سر احکامِ الٰہی کے لئے جھکا دیئے اور ہم فرمانبردار ہو گئے ہیں کیونکہ ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا تم ابھی صرف زبان سے اقرار کرتے ہو تصدیقِ قلب تم میں پیدا نہیں ہوئی۔

آیات مندرجہ سے معلوم ہوا کہ ایمان کا تعلق سب سے پہلے تصدیق قلب کے ساتھ ہے خدانخواستہ اگر کسی منافق اور مومن کا فرق معلوم کرنے کی کوشش کریں تو زبان سے اقرار الوہیت خداوند کریم و رسالت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و اقرار کتب سماوی جو جملہ اعمال میں ہر دو برابر ہیں منافق کی زبان سے بھی انہی الفاظ کا اعادہ ہوتا رہتا ہے جن کا ایک مومن کی زبان سے عبادات و فرائض کی ادائیگی میں بھی کسی حد تک دونوں یکساں درجہ رکھتے ہیں نماز میں دونوں پہلو بہ پہلو کھڑے ہوتے ہیں روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ میں بھی قریباً یکساں حصہ لیتے ہیں تو اس ظاہری صوم و صلوٰۃ کی پابندی کرنے کے باوجود پھر وہ کونسا فرق ہے جس نے ایک کو مومن کے خوش آیند خطاب سے معزز و مشرف کیا اور دوسرے کو منافق کے مکروہ لفظ سے یاد کیا ایک کو نعمائے الٰہی کا حقدار ٹھیرایا اور دوسرے کو مستحق عذاب گردانا ایک کو جنت کی بشارت دی اور دوسرے کو دوزخ کی وعید کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو قعر ظلمات سے نکال کر نور خالص میں لیجاتا ہے مصائب و تکالیف کو ان کے قریب بھی نہیں پھٹکنے دیتا دشمنوں پر ان کو فتح و نصرت بخشتا ہے اور آخرت میں ان کو تصور میں بھی نہ آنے والی نعمتوں سے خوشحال کرتا ہے اور ہمیشہ ان پر اپنی نعمتوں اور رحمتوں کی بارشیں برساتا ہے اور اس کے برعکس منافقوں کو اس دنیا میں ذلت و نکبت مفلسی و ادبار اور نحوست کی گھٹاؤں میں محصور رکھتا ہے اور آخرت میں وہ ذلیل و خوار ہوں گے دوزخ ان کا مستقر اور آگ ان کا اوڑھنا بچھونا ہوگی اس دنیا میں بھی ان پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور اسکے نیک بندوں کی طرف سے لعنت ہوگی اور آخرت میں بھی ان کا ٹھکانا بہت برا ہوگا۔

صاف ظاہر ہے کہ اگر ان میں کوئی مابہ الامتیاز ہے تو وہ تصدیق قلب ہے مومن کی زبان سے جن الفاظ کا تکرار ہوتا ہے وہ اس پر یقین قطعی رکھتا ہے اس کا دل اس کو قبول کرتا ہے اور اس کی زبان اس کے دل سے دور نہیں ہوتی۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ انہوں نے فرمایا کہ سب سے زیادہ نیک بخت جو قیامت کے دن میری شفاعت کا مستحق ہوگا وہ شخص ہے جس نے لا الٰہ الا اللہ صدق دل اور خلوص قلب سے پڑھا۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اہل جنت جنت میں اور اہل دوزخ دوزخ میں داخل ہو جائینگے تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ جس شخص کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو آگ سے نکال لاؤ۔ الخ

خلوص قلب اور یقین نفس کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے وقت یوں سمجھے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں اور اگرچہ وہ خدا کو نہیں دیکھ سکتا لیکن یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہا ہے اور عبادت صرف فرائض خمسہ ہی نہیں بلکہ روز و شب کے تمام معاملات عبادت میں داخل ہیں ان میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر عمل کرنے سے ضرور اس کی خشیت قلب و صدق نیت ظاہر ہوگی اور اس کو اہل ایمان و ایقان ثابت کرے گی۔ منافق صرف زبان سے اقرار کرتا ہے اس کا قلب اس کی تصدیق نہیں کرتا وہ اس پر یقین نہیں رکھتا اس کا دل اس کی گواہی نہیں دیتا اس کی زبان اور اس کے دل میں بعد المشرقین ہوتا ہے اس کی عبادت خالصاً للہ نہیں ہوتی اس کی ذاتی اغراض اس میں پنہاں ہوتی ہیں وہ لوگوں کو دھوکا دیکر اپنا مطلب نکالتا ہے۔

واذا لقوا الذین آمنوا قالوا	جب وہ منافق لوگ مومنوں سے ملتے ہیں تو
آمنا واذا خلوا الی شیاطینهم قالوا	کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیاطین
انا معکم انما نحن مستهزءون	کے پاس علیحدہ جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو

بظاہر اپنا آپ کو مومن کہلا رہے ہیں ورنہ فی الحقیقت تو ہم تمہارے ساتھ ہیں ہمارا مومن بننا محض ایک مخول اور ٹھٹھا ہے"۔

یہ منافق ظاہری اعمال مومنوں کے سے کرتے ہیں اور لوگ ان کے ظاہری اور نمائشی زہد و تقویٰ کو دیکھکر دھوکے میں پڑ جاتے ہیں اور ان کو مومن سمجھنے لگتے ہیں حالانکہ ان کے اس زہد و تقویٰ میں روح ایمانی یعنی اخلاص نہیں ہوتا خلوص قلب اور یقین دل نہیں ہوتا ان کی عبادتیں اور ریاضتیں خدا کی خوشنودی کے لئے نہیں ہوتیں یہی لوگ ہیں جن کو دوسرے لفظوں میں شقی کہا گیا ہے اور جن کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں داخل ہوگا آگ میں مگر شقی پوچھا گیا کہ شقی کس کو کہتے ہیں فرمایا جو طاعت و عبادت کا کام اللہ کے واسطے نہ کرے اور گناہ کو اللہ کی رضامندی کے لئے نہ چھوڑے۔

ان منافقوں کے ان ظاہری اعمال کی جو کسی خود غرضی پر مبنی ہوتے ہیں آخرت میں کچھ قیمت نہ ہوگی اگر ایک شخص جہاد میں محض اسلئے شریک ہوا کہ مال غنیمت حاصل کرے اور وہ شخص جہاد میں مرجائے تو اس کو شہادت کا درجہ نہیں ملیگا یا کسی نے علم پڑھا تاکہ مسلمانوں میں غلط عقائد کو ترویج دے تو اس کو قیامت کے دن اس حصول علم کا کوئی اجر نہ ملیگا۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جس پر حکم کیا جائیگا وہ ایک شخص ہوگا جو شہید کیا گیا تھا وہ حاضر کیا جائیگا پھر اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں معلوم کرائیگا اور وہ شخص ان نعمتوں کو جان لیگا وہ کہیگا کہ اے اللہ میں تیری راہ میں لڑا یہاں تک کہ میں شہید ہو گیا اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ تو نے جھوٹ کہا تو اس لئے لڑا تھا کہ تو بہادر مشہور ہو اور تجھ کو بہادر کہا گیا پھر حکم کیا جائیگا پس وہ منہ کے بل گرایا جائیگا یہانتک کہ آگ میں گرایا جائیگا پھر ایک شخص جس نے علم پڑھا اور لوگوں کو پڑھایا اور قرآن پڑھا حاضر کیا جائیگا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں جتائیگا پس وہ اس کو جان لیگا پھر وہ کہیگا کہ میں نے تیری راہ میں علم پڑھا اور لوگوں کو پڑھایا اور تیرے لئے قرآن پڑھا اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ تو نے غلط کہا تو نے اس لئے پڑھا کہ قاری کہا جائے سو تجھ کو کہا گیا پھر حکم کیا جائیگا پس وہ منہ کے بل گرایا جائیگا یہانتک کہ وہ آگ میں گرایا جائے گا ایک وہ شخص ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کشادہ زندگی دی تھی اور ہر قسم کا مال اس کو عطا کیا تھا پس وہ حاضر کیا جائیگا اور جو نعمتیں اس کو دی گئی تھیں اللہ تعالیٰ اس کو جتائیگا اور وہاں سب کو معلوم کرائیگا پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیگا کہ تو نے ان نعمتوں کو کس طرح استعمال کیا وہ کہیگا کہ میں نے کوئی راہ ایسی نہیں چھوڑی جس کو تو دوست رکھتا ہو میں نے اس میں تیری خوشنودی کے واسطے خرچ کیا ہے اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ تو نے غلط کہا تو نے اس لئے خرچ کیا کہ لوگ تجھے سخی کہیں پس حکم ہوگا اور وہ منہ کے بل گرایا جائیگا پھر آگ میں ڈالدیا جائیگا۔ (مسلم)

احادیث مذکورہ بالا سے معلوم ہو گیا کہ ایمان بغیر تصدیق قلب کے بیکار ہے اور جو عبادت یا کام اخلاص پر مبنی نہ ہو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ بھی نہیں اسلئے ایمان کی اولین شرط خلوص صدق قلب رضائے الٰہی ہے اگر یہ نہ ہو تو وہ ایمان نہیں بلکہ نفاق ہے۔

معاشیات اور اسلام

(از جناب مولوی محمد غوث صاحب دام افضالہ)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اسلام میں کسب حلال کی بہت تاکید ہے مسلمان صنعت و حرفت تجارت میں اور اقوام سے بہت پیچھے ہیں اس سے ہمارا اجتناب ہم کو ترقی کی دوڑ میں پسپا کرنے کا ذمہ دار ہے صرف ملازمت کے ذریعہ سے کوئی قوم مرفہ الحال ترقی یافتہ نہیں ہو سکتی اب زمانہ مجبور کر رہا ہے کہ اپنی ہستی خود داری اور وقار قائم رکھنے کے لئے مسلمان بھی اس میدان میں تو کما علی الله اتریں صنعت و حرفت زراعت فلاحت تجارت کو اپنے ہاتھ میں لیں خمود و جمود کاہلی و کسالت کا زمانہ نہ رہا ؎

خود عمل تیرا ہے صورت گر تری تقدیر کا　　شکوہ کرتا ہے تو اپنا کر مقدر نہ کر

حضرت عمر کا قول ہے مکسبۃ فیہا دناءۃ خیر من مسألۃ الناس ذلیل سے ذلیل حلال پیشہ گداگری سے بہتر ہے مسلمانوں کو آپ کی نصیحت تھی لاتکونوا عیالاً علی المسلمین مسلمانوں پر اپنی معیشت کا بوجھ مت ڈالو مسلمان تاجروں کو ہمیشہ یہ ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ تجارت کی کامیابی فروغ ترقی کے لئے صداقت و دیانت ملائمت ہمت مستعدی مستقل مزاجی کفایت شعاری ضبط نفس ضروری ہے۔ کج خلقی بد مزاجی گراں فروشی مغضوب الغضبی خیانت سے تجارت کو فروغ نہیں ہو سکتا۔ غلط فہمی کی بنا پر اکثر مسلمان کسب تجارت کو حقیر معیوب تصور کرتے ہیں حالانکہ اسلام میں کسب معیشت صنعت و حرفت تجارت کی بے حد فضیلت وارد ہوئی ہے۔

"راستباز امانتدار تاجر کا درجہ شہداء کے برابر ہے قیامت میں اس کا مقام زیر عرش ہے" (ابن ماجہ)

حضرت فاروق اعظم فاتح روم و عجم طلباء کو یہ نصیحت فرماتے تھے کہ:۔

"ہمت بلند رکھو حیلت و صلاحیت بنو۔ نیکیوں کو برقرار رکھنے والی چیز کو طلب کرو معاش کے ذرائع راہیں کشادہ واضح ہیں اور تم لوگ مفت خور اور مسلمانوں پر بوجھ نہ بنو" (کشف الغمہ)

عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں "تجارت کسب مانع توکل نہیں بلکہ یہ داخل عبادت ہے" (تذکرۃ الاولیا) ؎

چیست دنیا از خدا غافل بدن　　نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو بکریاں ۴۵ اونٹنیاں دودھ دینے والی (۳) سانڈنیاں (۱) گھوڑے ۵ خچر ۳ دراز گوش ۱ غلام و کنیز (۹) غلام تھے (نشر الطیب وغیرہ) فدک خیبر اور بنی نضیر میں زمینات مقطعے تھے ازواج مطہرات اہل بیت کے مصارف اس سے ادا ہوتے تھے اور غرباء و مساکین کو امداد دی جاتی تھی (مدارج النبوۃ)

قرآن و حدیث کے احکام

فاذا قضیت الصلوٰۃ الخ یعنی جب نماز جمعہ ختم کر دی جائے تو تم زمین میں متفرق ہو جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم کامیاب رہو۔

تفسیر خازن وغیرہ میں ہے فانتشروا فی الارض للتجارۃ والتصرف فی حوائجکم تم زمین پر منتشر ہو جاؤ تجارت اور اپنے تصرف حوائج کے لئے وابتغوا من فضل اللہ یعنی الرزق اور اللہ کا فضل یعنی رزق تلاش کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ایک شخص رسی لیکر پہاڑی پر جائے پھر لکڑیاں جمع کرے اور اس کو فروخت کر کے کھائے اور کچھ خیرات کرے تو یہ اس کے لئے گداگری سے بہتر ہے۔"

اور ایک حدیث میں وارد ہے "زمین کے چھپے ہوئے مقامات میں رزق طلب کرو" قرآن مجید میں بحری تجارت کا بھی ذکر ہے وھو الذی سخر البحر الخ

"اور وہی (ذات پاک) ہے جس نے دریا کو تابع کیا تاکہ تم اس سے تازہ گوشت (مچھلیوں کا نکال کر) کھاؤ اور اس سے زیور (موتی وغیرہ) نکالو تاکہ پہنو اور اے شخص، تو کشتیوں کو دریا میں چلتے (پانی) چیرتا ہے اور دریا کو (تمہارے تابع) اس لئے (کر دیا) کہ تم اس کا فضل (روزی) تلاش کرو اور تاکہ تم شکر گزار رہو۔

کفار یورپ کا اس پر عمل ہے المنح السنیہ میں ہے وقد اجمع العلماء علی ان الکسب واجب وجوباً موکداً ملحقاً برتبۃ الایمان۔ علماء نے اجماع کیا ہے کہ کسب واجب وجوب موکد ہے ایمان کے رتبہ سے ملحق

رمز الکاسب حبیب اللہ شنو　　از توکل در سبب کاہل مشو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"میں کسی آدمی کو دیکھتا ہوں اور وہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے تو میں دریافت کرتا ہوں کہ کوئی کسب پیشہ بھی کرتا ہے اگر وہ بے روزگار بیکار ہے تو میری نظر سے گر جاتا ہے"

امام شعرانی نے کہا:۔ حب اتباع کتاب و سنت مشائخ سلف و خلف نے کسب پیشہ کی ترغیب و تحریص دلائی ہے" ؎

بدست آہک تفتہ کردن خمیر　　بہ از دست بر سینہ پیش امیر

الدر الفریدہ میں لکھا ہے:۔

"جاننا چاہیئے کہ اہل زہد کی تجارت بیع اور دنیوی کاروبار کے لئے ان کا سفر منافی زہد نہیں دنیوی کام بھی آخرت کے لئے ہے صحابہ اور سلف صالحین کی تجارت ضرورت اس پر محمول ہے قرآن مجید میں اسی کا اشارہ ہے رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ الآیہ "یہ وہ لوگ ہیں کہ انہیں اللہ کے ذکر سے کوئی تجارت غافل کرتی ہے اور نہ کوئی خرید و فروخت۔"

اور اللہ کا فضل تلاش کرو اس میں کچھ منافات نہیں ہے منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الآخرۃ کیونکہ دنیا کی طلب بھی سخاوت و ایثار خدمت دین پر مبنی رہے تو وہ بھی آخرت سے متعلق ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"وہ دولت بھی اچھی ہے جو معاون ہو تقوی میں" (دیلمی)

آپ نے فرمایا: "مال حلال مرد صالح کے لئے بہت بہتر ہے"
حدیث شریف میں ہے "اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی کمائی نہیں اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے عمل سے کھاتے تھے"
"کسب حلال کا طلب کرنا فرض ہے بعد (نماز) فریضہ کے" (بخاری)
ایک اور روایت میں ہے "طلب حلال ہر مسلمان پر واجب ہے" (دیلمی)
دوسری حدیث میں ہے "سب سے پاکیزہ مال وہ ہے جو تم اپنے کسب سے کماتے ہو"
"حلال مال کا طلب کرنا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے" (کنز العمال)
حضرت آدم زراعت کرتے تھے۔ حضرت نوح نجار تھے۔ حضرت ابراہیم بزاز تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کپڑے کی تجارت کرو کیونکہ کپڑے کے تاجر کو یہ پسند ہوتا ہے کہ لوگ خوشحالی و فارغ البالی میں رہیں" (کنز العمال)
حضرت داؤد زرہیں بنایا کرتے تھے۔ حضرت سلیمان باوجود جلیل القدر عظیم الشان بادشاہ ہونے کے زنبیل بناتے تھے حضرت ادریس خیاط اور حضرت زکریا نجار تھے اور صحابہ کرام اہل بیت عظام تجارت کسب کرتے تھے حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان ذی النورین کی تجارت پارچہ، غلہ، کھجور وغیرہ کی تھی جو اما غزالی سے منقول ہے۔ حضرت عمر فاتح روم و عجم بحالت خلافت تجارت کرتے تھے۔
حضرت ابوبکر صدیق کا ایک عظیم الشان کارخانہ مقام سخ میں قائم تھا جہاں آپ کپڑے کی تجارت کرتے تھے (ابن سعد) حضرت عمر بھی تجارت کرتے تھے (امام محمد)
حضرت عثمان غنی بنو قینقاع کے بازار میں کھجوروں کی تجارت کرتے تھے اور انھوں نے بڑی ترقی حاصل کی، حضرت عمر کی تجارت نے تو اتنی وسعت اختیار کر لی تھی کہ اس کی شاخیں ایران تک پھیل گئی تھیں۔ اسی طرح دیگر صحابہ کرام نے بھی تجارتیں کی تھیں۔ حضرت علی فاتح خیبر کتابت فلاحت کرتے تھے۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اونٹ اور چاندی سونے کے سکوں کی تجارت کرتے تھے (ترمذی شریف)
انوار قدسیہ میں ہے کسب پیشہ میں مشغول رہنا جو کمائی مفت خوری سے بچاتا ہو وہ دنیا و آخرت میں بہتر ہے اس بیکاری سے جس کی بابت پرسش نہ ہوگی ہم لوگوں نے کمالات، رہبانیت مفت خوری کا نام درویشی قناعت رکھ لیا ہے
نافع سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک جوان لمبا کٹا مسجد نبوی میں آیا اس کے ہاتھ میں ترکش تھی اور وہ کہتا تھا راہ خدا میں کون میری مدد کرتا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے بلوایا وہ حاضر کیا گیا آپ نے فرمایا اسے کون مزدوری پر لے جائے گا تاکہ اس کی زمین میں یہ کام کرے انصار میں سے ایک نے کہا کہ امیر المومنین اس سے میں کام لیتا ہوں (انصار کا پیشہ زراعت تھا یہ حضرات کاشت کیا کرتے تھے مہاجرین تجارت پیشہ تھے) حضرت عمر نے فرمایا کہ تم ہر مہینے اسے کیا مزدوری دو گے انہوں نے کہا کہ اتنی اور اتنی مزدوری، فرمایا کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ اسے لے جاؤ چنانچہ وہ انصاری اسے لے گئے اور اس مزدور نے انکی زمین میں کئی مہینے کام کیا ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے اس انصاری سے پوچھا ہمارے مزدور نے کچھ کام بھی کیا انصاری نے کہا اچھا کام کیا آپ نے فرمایا اسے میرے پاس حاضر کرو اور اس کی جو کچھ اجرت جمع ہوئی ہو وہ بھی لاؤ اس کو لایا گیا اور ساتھ ہی درہم کی تھیلی بھی لائی گئی حضرت عمر نے اس مزدور

وسائل سے فرمایا تحصیل کیلئے اور سب کچھ اختیار ہے خواہ جہاد کر خواہ تجارت مگر حقیقت کسب کی اسلام میں بیحد تاکید کی گئی ہے جس کے ترک کرنے سے مسلمانوں کی حالت نہایت خراب اور پست ہوگئی ہے اس پر فضول خرچی نے ان کو نہایت مصائب میں مبتلا کر دیا ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:—
"لکڑیوں کا گٹھا اپنی پشت پر لادنا سوال (گداگری) کرنے سے بہتر ہے کوئی اسکو دیگا یا منع کریگا"
حضرت عمرؓ بعض لوگوں سے ملے جو اہل یمن سے تھے آپ نے پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا کہ متوکل ہیں آپ نے فرمایا تم نے غلط کہا متوکل تم نہیں ہو وہ شخص متوکل ہے جو زمین میں دانہ ڈالے اور خدا پر بھروسہ کرے"

گر توکل میکنی در کار کن — کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

يا عبدي حرك يدك انزل عليك الرزق اے میرے بندے حرکت دے اپنے ہاتھ کو (یعنی کسب کر) میں رزق نازل کر دوں گا تجھ پر

جمود و خمود سے بچو

آنحضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "معاش کے لئے کوشش کرو خدا نے تم پر کوشش فرض کی ہے" آپ نے فرمایا اللہ جل شانہ کاہل بیکار جوان کو ناپسند کرتا ہے" خدا تعالیٰ اپنے بندہ کو کسب پیشہ کی حالت میں دیکھنا پسند کرتا ہے" جو شخص اپنے لئے کوشش کرتا ہے تو گویا وہ راہ خدا میں ہے۔
کم ہمت تاجر ناکام رہتا ہے اور مستقل مزاج کامیاب ہوتا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "راست باز تاجر قیامت میں عرش کے زیر سایہ رہے گا" "عبادت کے ستر باب ہیں طلب معاش حلال ان میں افضل ترین ہے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آدمی کا اپنے ہاتھ سے کسب ہے" دیلمی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب معیشت کے اسباب پیدا کئے تو کھیت اور بکریوں بھیڑوں میں برکت رکھی" "بہتر مال مکان ہے"
صحیحین میں ہے جس کی ملک میں زمین رہے تو چاہئے کہ وہ اس میں زراعت کرے۔ "کھیتی باڑی مبارک پیشہ ہے" حوائج اور رزق صبح سویرے طلب کرو صبح کا وقت برکت اور کامیابی کا ہے"
حضرت عبداللہ بن مبارک کا قول ہے جس نے بازار (تجارت) چھوڑ دی اس کی عزت جاتی رہی اور بد خلقی میں گرفتار ہو گیا"
مذکور الصدر احکام سے ظاہر ہے کہ جائز طور پر کسب معیشت ممنوع نہیں ہے بلکہ دین میں داخل ہے جس کے کر دینے سے مسلمانوں میں گداگری کی کثرت حد اعتدال سے متجاوز ہو گئی ہے۔

ضروری ہدایتیں

حدیث شریف میں ہے پاکیزہ ترین کمائی تاجروں کی ہے (تاجروں کی شان یہ ہونا چاہیئے) کہ گفتگو کرتے ہیں تو جھوٹ نہیں بولتے جب ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے تو خیانت نہیں کرتے اور جب وعدہ کرتے ہیں تو اسے توڑتے نہیں اگر خریدتے ہیں تو اس چیز کی برائی نہیں کرتے اگر بیچتے ہیں تو اس کی تعریف کے پل نہیں باندھتے اگر ان پر کسی کا قرض ہوتا ہے تو طوالت نہیں دیتے اور اگر ان کا روپیہ کسی پر نکلتا ہے تو اس پر سختی نہیں کرتے"

وغا ثمر سبب سودی لین دین اور ترک زکوٰۃ ناپ تول میں کمی کرنے سے اجتناب نہایت ضروری ہے حدیث شریف میں ہے۔

"وہ جسم کہ ذریعہ سے غذا پایا ہو احسم خبیث (طاقت جنت) میں داخل نہ ہوگا۔"

قرآن الٰہی سے بھی: اللہ الربا و یربی الصدقات (ترجمہ) اللہ سود کو گھٹاتا اور اس کی برکت زائل کرتا ہے اور خیرات (کے ثواب اور برکت) کو بڑھاتا ہے"

یاایھا الذین امنوا انفقوا من طیبات ماکسبتم اے ایمان والو (اسکی راہ میں) اپنی پاک کمائی میں سے مال حلال خرچ کرو"

چونکہ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز پڑھتے رہے اور زکوٰۃ دیتے رہے انھیں ان (کے اعمال حسنہ کا ثواب ان کے رب کے ہاں ملیگا

وما اتیتم من زکوٰۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ھم المضعفون اور جو کچھ تم زکوٰۃ دوگے (اسکی رضامندی کی ارادہ کرکے تو یاد رکھو کہ ان ہی لوگوں کو دوگنا دیا جائیگا"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مال میں نقصان نہیں آتا اور نیکی (خیرات) سے مال ضائع نہیں ہوتا۔

جہانتک ممکن ہو تجارت میں منہمک ہوکر نماز کے تارک نہ بنجائیں دنیا کو دائمی سکونت گاہ نہ سمجھیں۔ بدقسمتی سے جبکی نماز کے وقت بھی اکثر مسلمان تاجر نماز کی پرواہ نہ کر کے بیوپار میں مستغرق رہتے ہیں اس کی اصلاح نہایت ضروری ہے۔

زکوٰۃ اسلام کا اہم رکن ہے تجارتی اسباب میں جنکی قیمت نصاب کو پہنچے اور اس پر ایک سال گزرے تو زکوٰۃ چالیسواں حصہ مستحقین کو ادا کرنا فرض ہے۔ سونے کی نصاب میں مثقال (۷½ تولہ) اور چاندی کی دوسو درہم (۵۲½ تولہ) ہے فریضہ زکوٰۃ کا ادا کرنا باعث خیر و برکت و ترقی ہے اس کا ترک کرنا موجب نقصان و خسران ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

زکوٰۃ موقوف کرنے سے بارش کا امساک ہوتا ہے (ترمذی شریف)

آپ نے فرمایا: "صدقہ زکوٰۃ نہ دیں تو (کچھ عرصہ میں) مال تلف ہوجاتا ہے،" لوگ زکوٰۃ بند کر دیں تو گرانی قحط میں مبتلا ہوجائینگے،،

بدکاری کا ظہور طاعون کا سبب ہے،" زنا ظہور موت (وبا) کا سبب ہے"

منہیات شرعیہ سے بچیں کاروبار میں سود کی آمیزش ہو اور زکوٰۃ دینے سے جی چرائیں تو کچھ عرصہ میں تباہی بربادی خسر الدنیا والآخرہ کا سامنا ہوجاتا ہے"

چرخہ کاتنے کی فضیلت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عورتوں کو چرخہ کاتنے کا حکم دو وہ ان کے لئے زینت کا باعث اور بہتر ہے"

یہ حفظان صحت تندرستی کا موجب اور اقتصادی معاشی فائدہ کا سبب ہے جسم میں بجلی خون کی گردش ہوتی ہے اعصاب مضبوط اضمہ قوی ہوتا ہے اور مصروفیت کاروباری زندگی سے کسالت تعیش پرستی اور سنیما، تھیٹر ڈراموں میں جانے کے خیالات کم نشوونما پاتے ہیں جوانی دیر تک قائم رہتی ہے اولاد تندرست صحیح الدماغ پیدا ہوتی ہے

بیہقی کی روایت ہے "عورتوں کو چرخہ چلانا سکھاؤ" (بیہقی)

چرخہ کاتنا نیک عورتوں کا کام ہے" دیکھی عورتوں جبتک چرخہ ہوگا تو برکت کا دور دورہ رہے گا" بہترین کام میری امت کی عورتوں کا چرخہ کاتنا ہے" (دیوان) "قانون دار عورت کا بہترین ہتھیار چرخہ ہے" عورت کی بہترین تفریح کھیل ان کا چرخہ ہے (الحدیث)

بجائے اس صحت بخش پرمنفعت مشغلہ کے مغربی انہدام جدید زوال گیر تہذیب رقص، سرود، ڈرامے کا طاعون متعدی مرض کی طرح ملک میں پھیل رہا ہے یورپ کے لعیش وغیرہ خبائث سے حتی الامکان حفاظت نئی نسل کے تحفظ کی شدید ضرورت ہے۔

اغیار کی ترقی

یورپ، امریکہ اور جاپان کی ترقی عروج کا اصل سبب تجارت صنعت و حرفت ہے اہل یورپ تجارت کے ذریعہ نہ صرف مشرق کی عظیم الشان سلطنتوں پر قابض و متصرف ہوگئے بلکہ معیشت کے کل ذریعوں پر انہوں نے اپنا تسلط جمالیا ہے ان کی سرمایہ داری غیر قانع ہمہ گیر حرص مزید پالیسی کے بدولت ممالک مشرقیہ آج مفلوک الحال ہوگئے ہیں۔ جان سلیون لکھتا ہے کہ سارا طرز حکومت اسفنج کی مانند گنگا کے دہانے سے ہندوستان کی دولت کو چوستا ہے اور دریائے ٹیمز کے کنارے لیجاکر نچوڑ دیتا ہے"

ڈاکٹر لیبان لکھتا ہے۔ "یورپین کا زوال ان کی تجارت کے زوال سے وابستہ ہے" (تمدن عرب)

مسلمانوں کا تنزل

مسلمانوں کے تنزل، ادبار فلاکت زدگی کا بڑا سبب ان کی معاشی پستی اور اقتصادی کمزوری، محتاجوں کی غلامی، بیکاری، فضول خرچی توکل و قناعت کی غلط تصور ہے حضرت فاروق اعظم کا قول ہے:-

"تم لوگوں سے کوئی شخص یہ کہتا ہوا طلب رزق کسب معیشت سے غافل نہ بیٹھے کہ یا اللہ مجھے رزق دے۔ ظاہر ہے کہ اس کے لئے آسمان سے چاندی سونے کی بارش نہیں ہوگی اور یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ عزوجل بندوں کو رزق اسباب اور ایک دوسرے کے ذریعہ سے دیتا ہے"

مس میو اور ہندوستانی صنعت

مس میو لکھتی ہے:- "ہندوستانی بالعموم یونیورسٹی کی علمی ڈگریوں کی طرف رجوع کرتے ہیں مگر نہ ہی حصول علم کی غرض سے نہیں بلکہ دفتروں کی ملازمت کے لئے طالب علم خیال خود اپنے فخر مرتبہ کے حصول کے لئے سخت سے سخت محنت کرنے پر تیار رہتا ہے اور پیدائش پرورش کے ابتدائی مرحلوں کی سختیوں سے اعضا میں جس قدر طاقت باقی رہجاتی ہے اس کو تعلیم کے ذریعہ اس آرزو کے نذر کردیتا ہے" دماغی جسمانی محنتوں کے بعد بلوغت کو پہنچکر ان قوی کو فروغ و تقویت ہونی چاہیے مگر ان طلبا میں عین اس وقت سے انحطاط شروع ہوجاتا ہے ابھی آٹھ اور سہم کوششوں کے بعد جب وہ ثمر شیریں یعنی محدود ملازمتوں کے دروازے بند پاکر ہاتھ میں سند لئے افتاں و خیزاں پڑتا گھر واپس ہوتا ہے اس وقت کا عالم یاس و غم صدمہ اور رنج کے ساتھ گھر والوں کی تلخ کامی بھی شامل ہوتی ہے ایسا نہیں جو آسانی سے حیطۂ تحریر میں آسکے مروجہ تلخ کامی کے

اس عالم میں جب کہ یہ ملک اقتصادی حیثیت سے مفلس اور کنگال ہوچکا ہے... جب اس کی اصلاحی ضرورت کے لیے وہ اتفاقات کر کے ان چیزوں کو تلاش کیا جائے تو وہ یہ بھیانک حقیقت معلوم ہوگی جو سعیت میں شامل کیا جائے تو یہ سعیت اور بلند بیٹھے والے تعلیم یافتہ تو بہائل کی زرخیز زمین ویرانے کا ریگستان ہوگیا اور اُس عالم نے اپنے فرزندوں سے سستی مزدوری کر کے اپنے ہاتھوں اور دماغوں کی محنت و خدمت کو اس پر صرف کریں کہ جو مستفید ہوں اور ملک کو متمتع کریں مگر افسوس ہے کہ یہ ادھورے پڑھے لکھے نوجوان ہو گئے ہیں ایجوکیشن کے نظام نے اعلیٰ ذاتوں میں تمام محنت اور دستکاری کی طرف سے نفرت و بلسعیت پیدا کر دی ہے اور اپنا ملک

ایک امریکن کے خیالات

امریکن تجارتی کمپنی کا ایک منیجر لکھتا ہے اگر اس ملک (ہندوستان) پر مجھے حکمرانی کا موقع ملے تو میں تمام یونیورسٹیوں کو بند کر دوں اور ہندوستانی جب تک صنعت و حرفت، کاشتکاری کر کے اپنی روزی کمانا نہ سیکھ جائیں اس وقت تک انھیں پڑھا لکھا کر کلرک (میعہ دار) وکیل اور سیاسی لیڈر بنانا نہایت سخت جرم ہوگا۔ (ریاست مارچ ۲۲)

علیگڑھ یونیورسٹی کے پروفیسر کا خیال

مسٹر کلارک سابق پروفیسر علیگڑھ کالج نے لکھا:
"انگلش تعلیم کی نسبت تعلیم ہندی کی تعلیم زیادہ فائدہ بخش ہوگی"

تعلیم یورپ

موجودہ زمانہ میں بہت حوصلہ پست بہت مشرقی اقوام یورپ میں ضمیر و علم اکتساب ہونے کو معراجِ کمال تصور کرتے ہیں اور اپنی شانِ قومیت و ملکی و تمدنی غلامی (ذہنی ملیوریت) اور تورانہ تقالی کا نظارہ پیش کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر ہیبت و جسٹس نے جامعہ ملیہ دہلی میں اپنے خطبہ کے دوران میں کہا "لڑکوں کو تعلیم کی غرض سے یورپ بھیجنا ہماری بہت سی تباہیوں کا ذمہ دار ہے" (معارف ماہ مارچ ۱۹۲۴ء)

رہبر دکن میں یورپ زدہ طلبہ کے متعلق ایک مقالہ لکھا گیا تھا جس کا اقتباس یہ ہے "جب وہ طلبہ وہاں سے (یورپ سے) گھر واپس ہوتے ہیں تو نہ انھیں اپنا مذہب اچھا معلوم ہوتا ہے نہ اپنی پرانی وضع قطع سوٹ کے بغیر وہ رہ نہیں سکتے اُردو میں بات کرنے میں انھیں تکلف ہوتا ہے" (رہبر ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ)

خواجہ حسن نظامی صاحب لکھتے ہیں "مسلمانوں کی ذہنی اور دینی زوال محض فتنۂ ارتداد ہی کے سبب نہیں ہو رہا ہے مسلمانوں کو صرف آریہ سماج ہی کے حملہ سے محفوظ رکھنا مدنظر نہیں ہے بلکہ یورپ کی لادینی تعلیم اور مادیت کے گندے اثرات سے بھی مسلمانوں کا تحفظ ضروری ہے جو آجکل جدید تعلیم ... باعث ہیں ... کی طرح پھیلتا جاتا ہے
القیش باطل کی ہے ... از فرنگ سرگذشت خود ببیر ... از فرنگ
سر ... اسلامیہ ... بہادر نے طلباء کے تقسیم انعامات کے ... طلباء کے قرضے حاصل کر کے اعلیٰ تعلیم کے لئے یورپ جانے کا جو سلسلہ جاری ہے حالات کہہ رہے ہیں ہماری قوم کو اسے بند کر دینا چاہیے کہ تعلیمی ذمہ کی ضرورتوں کو محدود بلکہ مسدود کر دیا جائے" (رہبر دکن ۲۹ شعبان ۱۳۴۵ھ)

بلبلِ قومی تعلیم کی غفلت و قیمت قدر و منزلت کا احساس فرماتے ہیں ... اکبر
نئی نئی لگ رہی ہیں آنکھیں یہ قوم بیکس پگھل رہی ہے
نہ مشرقی ہے نہ مغربی ہے جیسے سانچے میں ڈھل رہی ہے

تاریخ اسلام ۵ حصے

حصہ اول پہلی جلد ۲۹۰ صفحہ کی ہے اس میں سن ۱ سے ایک صدی پہلے سے حالات لیکر وفات رسول تک ختم کیا ہے ہر واقعہ مستند کامل اہم واقعات یہ ہیں۔ ملک عرب کی تاریخ و حالات خیر القرون حضور کی ولادت جوانی رسالت اسلام کی پوزیشن ہجرت کے بعد کے ہر سال کے واقعات غزوات و سرایا۔ مراسلات ثبوت معجزات اسلام اسلام کی دینی تعلیم جزیہ خطبہ، عام وفات ازواج مطہرات قیمت عمر محصول ۹ کل ۳ر

حصہ ۲۔ اس میں حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان ذی النورین و حضرت علی کے عہد خلافت کے تمام حالات درج ہونے کے علاوہ اس میں ترقی اسلام اور ملکی فتوحات کے مفصل واقعات بیان کرنے کے بعد مسلمانوں میں نزاع و اختلاف کے اسباب و حالات و تمدن و خلافت راشدہ کے عہد سلطنت کے جغرافیائی حالات ہیں مسئلہ خلافت کی تشریح کرتے ہوئے خلافت کے اصول خلافت کے احکامات خلافت کے نتائج غرضکہ خلافت کی کل تاریخ قلمبند کی گئی ہے ۴۰۰ صفحات ہیں قیمت ۱۲ر محصول ۸ر

حصہ ۳۔ خلفائے بنی امیہ کے نام سے مشہور ہے جس کے شروع میں حضرت امام حسن علیہ السلام کے عہد خلافت سے دست بردار ہونے کے وجوہات حضرت امام حسین کے واقعات شہادت کے دلخراش حالات حضرت معاویہ کی خلافت از بنی امیہ کا آغاز امیر معاویہ سے لیکر خاندان بنی امیہ کے جو ۱۴ خلفاء ۹۰ سال تک باجبروت اسلامی حکومت اور فتوحات کرتے رہے عرب عراق و حجاز مصر و افریقہ فلسطین و اسپین پر مسلط ہوئے کے مستند و مفصل حالات درج ہونے کے علاوہ قلمروئے اسلامیہ کی وسعت کا جغرافیہ ضخامت ۴۲۸ صفحات قیمت عمر محصول ۸ر

حصہ ۴۔ یہ خلفائے عباسیہ کے نام سے مشہور ہے اس میں بنی امیہ سے بنی عباس میں خلافت منتقل ہونے کے اسباب اور خاندان بنی عباسیہ کے خلیفہ اول عبداللہ ابوالعباس سفاح بن محمد کے عہد خلافت ۱۳۲ھ سے لیکر ۶۵۶ھ تک خلفائے عباسیہ کا دور حکومت حجاز منتقل... کے عہد سلطنت حجاج بن یوسف اور محمد بن قاسم کی فتوحات سندھ ... اور اسلامی دنیا کے تمام مسلمانوں ... شرح حالات ہیں گویا یہ ... سال کی اسلامی تاریخ ہے ۶۶۸ صفحات میں قیمت صرف ۲ر محصول ۶ر کل ۲۱ر

حصہ ۵ اس میں خاندان عباسیہ کے آخری خلیفہ اور خاندان عثمانیہ کے سلطان سلیم کو خلافت تفویض کرنا اور موجودہ وقت تک تمام خلفائے عثمانیہ کے عہد حکومت موجودہ ترکی سے قبل یورپ کی ریشہ دوانیاں جنگ طرابلس جنگ یورپ ترکی کے حصے بخرے مفصل حالات ۴۴۴ صفحات قیمت دس آنہ محصول ۸ر کل عہ یہ سب مجلد بھی ہیں سب کی یکجا جلد در کامل کی قیمت ہے محصول الگ ۳ر کل للعہ جلد نہایت اعلیٰ چمڑے کی ہے جلد شکستہ تھوڑی جلد باقی ہیں

پتہ دفتر مولوی حمیدیہ پریس۔ دہلی

باباگرونانک صاحب کا مذہب

(مولوی سید نذیر الحق صاحب)

تمہید

اس مضمون شروع کرنے سے پہلے ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں پہلے اسلام کی صحیح پوزیشن واضح کر دوں اور یہ بتلا دوں کہ مذاہب عالم میں اسلام کا کیا درجہ ہے تاکہ فہم مطلب میں آسانی ہو۔ سنئے

مذہب کی غرض یہ ہے کہ وہ عبد و معبود کے صحیح تعلقات قائم کرائے اور انسانوں کو خدا کی حکومت میں لے آئے اسی ضرورت کے ماتحت جملہ ذاہب انبیاء و مرسلین جو حق و صداقت کے علمبردار تھے خدا کے پیغامبر تھے جو کچھ وہ لاتے رہے سب اللہ کا پیام تھا اور سب کی غرض ایک تھی جس میں کسی اختلاف و نفاق کی مطلق گنجائش نہ تھی مگر انسانوں کی حبیث بری گمراہی اور بدقسمتی یہ ہوئی کہ وہ اپنے اپنے ناقص دین کو ہمیشہ کے لئے سمجھ بیٹھے رہے اور یہ نہ سمجھ سکے کہ جس طرح معبود کا رعالم مادی کی کائنات کی تربیت و پرورش بتدریج کرتا ہے اسی طرح روحانی کائنات کی تربیت و پرورش بتدریج کرتا ہے چنانچہ جب ان کے پاس کوئی دوسرا پیغمبر ان کی غلطیوں اور گمراہیوں کی اصلاح کرنے اور از سر نو راہ ہدایت دکھانے کے لئے آیا تو انھوں نے اس کے ماننے سے انکار کر دیا اس طرح ہر ایک نبی کے نہ ماننے سے الگ الگ مذہب اور فرقے بنتے گئے اور آج تک دنیا کے انسان اسی گمراہی آبا پرستی اور شخصیت نوازی کے جال میں پھنسے ہوئے ابدی صداقت اور سعادت و ہدایت سے محروم ہیں

اسلام سے پہلے دنیا کی قومیں الگ الگ اور ایک دوسرے کی دشمن تھیں ان کے دماغ باریک حقائق و دقائق سمجھنے سے عاری تھے اپنے اپنے نبیوں اور اپنی اپنی کتابوں سے چپکے ہوئے باقی سب کتابوں اور نبیوں سے بے تعلق تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا کی ہر ایک قوم اپنے ہی کو خدا کی لاڈلی اور ہدایت پر سمجھنے لگی اور دوسروں کو گمراہ اور بے دین تصور کر لیا اس طرح قوموں کا باہمی تنافر و تباغض حد سے زیادہ بڑھ گیا مذہب کے پردے میں قتل و غارت ہونے لگا مذہب ہی تمام خونریزیوں اور فسادوں کا منبع سمجھا جانے لگا اور انسانیت ہر طرح ذلیل و خوار ہو گئی

اسلام اور تکمیل ہدایت

جب خدا کو منظور ہوا کہ انسانوں اور قوموں کا تنافر و تباغض دور ہو دنیا کی ساری قومیں آپس میں مل جل کر رہیں اور انسانیت کا بول بالا ہو تو جناب آلہی نے پیغمبر اسلام کو مبعوث کیا اور اسلام کی صورت میں ایک عالمگیر مذہب کی بنیاد رکھی چنانچہ دنیا کی یہ ایک آفتاب سے زیادہ روشن حقیقت ہے کہ اسلام قوموں کے باہمی تنافر و تباغض کو مٹا کر تمام انسانوں کو بھائی بھائی بنانے اور اخوت انسانی کی بنیاد رکھنے آیا ہے۔

اسلام وحدت نسل انسانی پر سب سے زیادہ زور دیتا ہے اور تمام بنی نوع انسان کے اندر باہمی ہمدردی محبت آشتی اور صلح صفائی کے جذبات پیدا کر کے ایک کنبہ بنا تا ہے، موقعہ نہیں ورنہ میں ان دعووں کو قرآنی آیات سے مبرہن کرتا مگر افسوس تو یہ ہے کہ غیر مسلمین نے آج تک اسلام کی صحیح پوزیشن کو نہ سمجھا اور یہ نہ جانا کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے ایک ایسی ازلی ابدی حقیقت و صداقت ہے جس کے اقرار و اعتراف کا تخم ابتدائے آفرینش میں ہی قلوب انسانی میں کاشت کر دیا گیا تھا دنیا اسلام ہی کی طلب میں ادہر ادہر بھٹک رہی ہے اور انسانی قلوب عارفانہ کو اسلام ہی کی طلب و جستجو ہے؛

صداقت اسلام کا ایک روشن ثبوت

اسلام کے متعلق میں نے سلسلہ نوٹوں میں جو کچھ لکھا ہے اس کا روشن و تاباں ثبوت یہ ہے کہ مختلف مذاہب کے بانی اسلامی صداقت کے سامنے سرنگوں ہیں جو اسلام کے متعلق نہ صرف حسن ظن رکھتے ہیں بلکہ علاً و عملاً مسلمان کہلائے جانے کے مستحق ہیں انہی ہستیوں میں سے ایک ہستی باباگرونانک صاحب کی ہے جن کا وجود گرامی ہندوستان کے لئے ابر رحمت تھا یہی وہ مبارک ہستی تھی جنہے اسلامی معتقدات کو سامنے رکھکر ہندوستان میں ایک نئے ادا تعلیم کی بنیاد رکھی۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ گرونانک صاحب کے دل میں اسلام کی عزت و عظمت تھی آپ نے اسلامی عقائد کی کھلا کھلا تعریف کی اور اس کے بنیادی اصول کی نشر و اشاعت میں بڑی سرگرمی اور مستعدی دکھلائی اور اسکے مقابلہ میں ہندوؤں کے مذہبی عقائد سے اپنی برأت اور نفرت ظاہر کی چنانچہ میں اپنے اس دعوے کو خود گرونانک صاحب کے اقوال سے ثابت کر کے دکھاتا ہوں

گرونانک اور ہندو دہرم

کسی کا مذہب معلوم کرنے کے لئے سب سے پہلے یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس کا ایمان کونسی مذہبی کتاب پر ہے اور وہ کونسی کتاب کو ذریعہ نجات سمجھتا ہے سو اس بارہ میں گرونانک صاحب فرماتے ہیں :-

توریت زبور انجیل ترے پڑھ سن ڈٹھے بار۔

رہے قرآن کتاب کل جگ میں پر ستار

(ترجمہ) ہم نے توریت، زبور اور انجیل تینوں کتابیں پڑھ لی ہیں اور سن لی ہیں اب رہا قرآن تو وہی سرتاج ہے اور ذریعۂ نجات ہے (جنم ساکھی بھائی بالا ۱۲۷)

گرونانک صاحب گرنتھ صاحب ، رہنامری محلہ ۵ میں فرماتے ہیں :-

چاروں بیدوں سے اطمینان قلب حاصل نہیں ہوتا ان کو خواہ کتنا ہی حل کرو دل دنیاوی کدورتوں سے پاک نہیں ہوتا۔ بیدوں کی تعلیم دنیا و نا مخصوص اور کدورتوں میں ملوث کرتی ہے۔

چھوت چھات

ہندو دہرم شاستر کے مطابق چھوت چھات ہی ہندو دہرم کا ایک جزو لاینفک ہے چنانچہ آج سناتن دہرمی ہندو گاندھی جی کی تحریک ہریجن کے خلاف آواز بلند کر

کہہ رہے ہیں کہ اب تو ہندو دھرم کا ناش ہو جائے گا اور گاندھی جی کی یہ تحریک ہندو دھرم کے خلاف ہے غرض چھوت چھات جو ہندو دھرم کا پختہ عقیدہ ہے اس کے متعلق گرونانک صاحب فرماتے ہیں۔

(۱) ذات پات کا سوال بے فائدہ ہے۔ (سری راگ محلہ ۱)

(۲) ذات ایک فضول چیز ہے اعمال اچھے ہیں تو آدمی اعلیٰ ہے ورنہ ذلیل۔

تیرتھ یاترا سناتن دھرم کی رو سے بعض مقامات پوتر ہیں مثلاً ہردوار، ... کاشی اور متھرا وغیرہ ان کے متعلق سناتن دھرمیوں کا عقیدہ ہے کہ بعض خاص دنوں میں یہاں غسل کرنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں متھرا کو اس لئے متبرک سمجھتے ہیں کہ وہاں پر بھگوان کرشن نے جنم لیا تھا غرض یہ بھی ہندو دھرم کا ایک عقیدہ ہے اس کے متعلق گرونانک صاحب فرماتے ہیں۔

تیرتھوں سے پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی بلکہ سابقہ نیکیاں بھی جاتی رہتی ہیں

یگیوپویت سوامی دیانند جی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں نویں برس کے شروع میں برہمن، کھشتری اور ویش اپنی اولاد کا آپ ہی سنسکار کرکے لڑکوں کو آچاریہ کل میں اور شودر وغیرہ کو یگیوپویت کے بغیر آچاریہ کل میں بھیجدیں یعنی یگیوپویت بھی ہندو دھرم کی تعلیم ہے اس کے متعلق گرونانک صاحب فرماتے ہیں۔

باوا صاحب کو جب ایک پنڈت نے جنیو پہنانا چاہا تو آپ نے اس کے پہننے سے انکار کر دیا اور کہا اس سے کیا روحانی فائدہ پہنچتا ہے؟ اسے تو برہمن خود بناتا ہے اور کبھی نہ پہنا۔ (آدگرنتھ وار آسا محلہ ۱ و جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۴۰)

مورتی پوجا کے متعلق آپ فرماتے ہیں پتھر کی پوجا بے فائدہ ہے پتھر کو خدا قرار دیکر پوجا کرنے والوں کی ساری امیدیں ضائع ہو جاتی ہیں پتھر نہ بولتا ہے نہ فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ (گرنتھ صاحب بھیرون، محلہ ۵)

یہ تو ایک مسلم حقیقت ہے کہ باوا صاحب کو مورتی پوجا سے سخت نفرت تھی آپ نے عجیب عجیب دلائل سے اس کا کھنڈن کیا ہے اور اس کے مقابلہ میں اسلامی توحید کی تعلیم دی آپ خود بھی موحد تھے اور اپنے معتقدین کو توحید کی ہی تعلیم دیا کرتے تھے چنانچہ ہمارے سکھ بھائی آج تک مورتی پوجا کے خلاف ہیں

مسئلہ اوتار یہ مسئلہ بھی ہندو دھرم میں ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور نہایت اہم ہے اس کے متعلق گرونانک صاحب فرماتے ہیں۔ "اوتار نہ جانے انت، پرمیشر پار برہم نے" یعنی اے لوگو! تم اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ پرمیشر قالب انسانی اختیار کرتا ہے یہ صریحاً غلط ہے اوتار خدا نہیں ہوتا بلکہ اس کا بھیجا ہوا بندہ ہوتا ہے

(گرنتھ صاحب اوراد کلی، محلہ ۵)

اسی طرح گرو صاحب نے گرنتھ صاحب کی نسبت کبیرہ وغیرہ میں گئو پوجا کی بھی تردید کی ہے۔

مردے کا جلانا جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۲۶ میں باوا صاحب فرماتے ہیں۔

جو لوگ دوزخ سے پاک ہو کے قبر میں جاتے ہیں ان کے نزدیک دوزخ کی آنچ تک نہیں جاتی" ذبیحہ اور جھٹکہ کی نسبت گرو صاحب فرماتے ہیں۔

"وہ لوگ خود تو ناپاک ہیں اور غیر اللہ کے نام کا ذبح کیا ہوا بکرا کھاتے ہیں اور پھر اوروں سے کہتے ہیں ہمارے باورچی خانہ میں کوئی نہ گھسے کیونکہ ہمارا کھانا بھرشٹ ہو جائے گا" اس زمانہ میں پانڈے لوگ دیوی اور دیوتا وغیرہ کے نام پر بکثرت بکرے وغیرہ قربانی کرتے تھے

تناسخ چکر یہ مسئلہ بھی ہندو دھرم میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے گویا یوں سمجھئے کہ اس مذہب کی بنیاد ہی تناسخ پر ہے۔ ہندوؤں کے کسی فرقہ کو بھی اس میں اختلاف نہیں اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔ "بعض لوگوں کے دلوں میں یہ فضول وہم بیٹھا ہوا ہے کہ ہم تناسخ ہو جائینگے اور ۸۴ جونوں بدلیں گے، اس کی کچھ اصلیت نہیں۔

(گرنتھ صاحب سری راگ صفحہ ۳۴)

ہندو دھرم کے متعلق آپ کے ان خیالات کو سامنے رکھکر ہر شخص بآسانی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ آپ ہندو نہ تھے اگر اس کے بعد بھی کسی شخص کو یہ گمان ہو کہ آپ ہندو تھے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کہدیا جائے کہ سوامی دیانند جی مسلمان تھے، اگر سوامی جی کا مسلمان ہونا امر واقعی ہے تو گرونانک صاحب کا ہندو ہونا بھی درست ہے اور اگر وہ نہیں ہو سکتا تو یہ بھی نہیں ہو سکتا۔

الغرض یہ بات تو پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ آپ ہندو نہ تھے کسی ہندو اور سکھ بھائی کو انکار نہیں ہو سکتا۔

آئیے اب یہ دیکھیں کہ آپ کا اسلام کے متعلق کیا خیال تھا۔

اسلام اور گرونانک صاحب

جو شخص گرو صاحب کی سیرۃ کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کرے اور آپ کے اعمال و اقوال کا جائزہ لے وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ گرو جی ارکان اسلام نماز، روزہ، اور حج کی تعریف میں ہمیشہ رطب اللسان رہے حسب ذیل لفظ ملاحظہ ہوں کلمہ طیبہ کی نسبت آپ فرماتے ہیں۔

"پڑھیے کلمہ اور محمد نال ملائے یا معشوق خدائے دا ہو یا قل ایہہ کلمہ
ہیر محمدی جگت بھیج ... جس من آیہ نہ ... "

(ترجمہ) اے لوگو! لا الہ کا کلمہ پڑھو اور اس کے ساتھ محمدؐ کا نام شامل کرکے پڑھو وہ محبوب خدا ہیں اور خدا نے ان کے لئے دنیا بنائی ہے

ایمان بالرسول ایمان بالقرآن کے متعلق آپ شروع ہی میں گرو صاحب کا عقیدہ ملاحظہ فرما چکے ہیں ایمان بالرسول کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) وہ لوگ اندھوں پھر مارے مارے پھرتے ہیں اور کانٹے کھاتے ہیں یہ لوگ دوزخ میں جھونکے جائیں گے اس لئے کہ ان کے دلوں میں رسول کی محبت نہیں ہے (گرنتھ صاحب صفحہ ۲۹۷)

مرشد من توں من توں کتاباں چار ... من توں الک خدائے نوں ... دربار

(ترجمہ) خدا کے نبی کو اپنا سچا مرشد مان چار کتابوں پر ایمان لا اور ایک خدا پر ایمان لا جس کی بارگاہ عالی ہے (جنم ساکھی بھائی بالا کلاں صفحہ ۱۴۱)

اسی طرح آپ کو قیامت عزرائیل اور فرشتوں پر بھی ایمان تھا۔ دیکھو جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۵۴ سطر ۴ اور تلنگ محلہ ۵۔

ارکان اسلام

ارکان اسلام میں نماز کو جو اہمیت و عظمت حاصل ہے وہ ظاہر ہے سب جانتے ہیں گویا نماز دین اسلام کا ستون ہے اور مومن کا فریضہ ہے اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں پانچ وقت نماز گذاریں پڑھیں کتب قرآن نانک اس کے گور بیہی رہیو پینا کھانا۔ (گرنتھ صاحب آدھک رتی محلہ پہلا)

اسی آدھ گرنتھ میں ہے بے نمازی کتے کی طرح اور نجس ہیں۔ فرمایا اٹھو اور وضو کر کے نماز پڑھو۔

جنم ساکھی کلاں کے صفحہ ۲۱۳ پر ہے۔

مرتب کی وجہ انگلیاں دے کے نانک دی بانک لموۃ گاشت کو آکھ کھوتے نیت فاسے بنا سے رب شے سیر مستردے مت۔

(ترجمہ) گندے ہوئے نبی پر ہمیشہ درود پڑھو۔ وہ اللہ کے خاص بندے ہیں اور مقبولان خدا کے سردار ہیں۔

(جنم ساکھی بھائی بالا کلاں صفحہ ۲۲۱)

بھائی گرو داس جی لکھتے ہیں :-

جس وقت گرو جی دوران سفر میں بغداد پہنچے انہوں نے شہر کے باہر اپنا خیمہ نصب کیا اس جماعت میں ایک تو دیوتا بابا نانک تھے اور دوسرا ایک مشہور ماہر موسیقی ردانا تھا۔ گرو جی نے اذان کہی اور تمام لوگ مست اور مبہوت ہو کر رہ گئے۔

یہی بھائی گرو داس جی ایک دوسرے موقعہ پر لکھتے ہیں :-

" بابا نانک جس وقت مکہ پہنچے ان کے جسم پر نیلا لباس تھا اور ہاتھ میں ایک عصا تھا قرآن ان کے شانہ سے لٹک رہا تھا وضو کے لئے ان کے پاس ایک لوٹا بھی موجود تھا اور نماز پڑھنے کے لیے ایک مصلیٰ بھی ساتھ اذان کے ساتھ نماز ادا کر کے وہ کعبہ پہنچ گئے اور وہیں مقیم ہو گئے "

ناظرین ذرا غور کریں سکھ مذہب کے بانی اعظم کا تو یہ حال تھا کہ اسلامی نماز

بنگانہ کے پابند سے حج کیا اذان کہی وضو کیا پاکر کے گلاب اس کے گرو کے نام لیواؤں کا اور شاگردوں بھائیوں کا یہ حال ہے کہ وہ نماز والوں کے نام سے مرنے اور مارنے کو تیار ہو جاتے ہیں جہاں سکھ بھائیوں کی آبادی ہو اور دس پانچ گھر گر گئے اور مسلمانوں کے آباد ہیں وہاں کیا مجال کہ کوئی مسلمان اذان دے جائے اور صحیح سلامت بچ جائے کاش ہمارے سکھ بھائی اپنے گرو کے علم و عمل سے کچھ سبق حاصل کریں تو صحیح معنوں میں ان کے مقلد اور شاگرد بنیں۔

خلاصہ کلام

ہم نے یہاں تک بابا صاحب کی نسبت لکھا ہے اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے کہ آپ عقیدۃً اور عملاً مسلمان تھے ان کو اسلامی ارکان سے شیفتگی تھی اور اس میں کسی شک و شبہ کی مطلق گنجائش نہیں۔ جب یہ بات ہے تو آپ حیران ہوں گے کہ گرو صاحب کے مقلد اور شاگرد کدھر جا رہے ہیں سو حیرانی کی کوئی وجہ نہیں سکھوں کو اپنی جداگانہ ہستی قائم رکھنے اور بات کا پاس کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ بابا نانک صاحب کے اقوال و افعال سے آنکھیں بند کر لیں۔

خیر ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ بابا صاحب کے مسلمان ہونے پر زور لگا کر سکھ جائیں اور ان کے گرو۔ البتہ ہم ان تفصیلات کو سامنے رکھ کر اپنے سکھ بھائیوں سے یہ تو پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ آپ نے کبھی ٹھنڈے دل سے اس بات پر بھی غور کیا کہ مسلمانوں کی نسبت آپکے گرو جی کا کیا خیال تھا اور آج آپ مسلمانوں کے ساتھ کیا معاملہ کر رہے ہیں۔

آپ کا فرض تھا کہ آپ اپنے گرو کے اتباع میں کم از کم مسلمانوں سے حسن عقیدت رکھتے اور ان کی طرف جھکتے نہ کہ ان سے متنفر اور ارکان اسلام کے دشمن بن گئے ہیں، اور اب مسجد شہید گنج کی مسلمانوں نے تو کھلم کھلا بتلا دیا ہے کہ ان ہر دو گرو صاحبان کی تعلیم ذرا بھی اثر نہیں ہے یا تو وہ کوئی ایک نئے خود ساختہ مذہب و عقیدے کے پابند ہیں یا پھر وہ ہندوؤں کے ہاتھ کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں۔ افسوس تو اس کا ہے۔

اصلاح عوام کا فریضہ

(ملا یر مولوی)

مسلمانوں کے زوال و انحطاط کی سب سے بڑی وجہ ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے صرف صوم و صلوٰۃ اور چند ارکان مذہب کی ادائیگی کو مذہب سمجھ لیا ہے جو شخص پانچوں وقت نماز پڑھ لیتا ہے روزہ رکھ لیتا ہے گھنٹہ دو گھنٹہ ورد وظائف میں مصروف رہتا ہے اور لوگوں کے معاملات میں کم دخل دیتا ہے اسے سچا مسلمان اور مذہبی آدمی کہا جاتا ہے لوگوں کی ذہنیت کچھ ایسی بگڑ گئی ہے کہ جو جتنا زیادہ دنیا سے بے تعلق رہتا ہے اور عبادت میں زیادہ وقت گزارتا ہے اتنی ہی اس کی عزت کی جاتی ہے اور شہرت بڑھتی ہے یہ نتیجہ ہندوؤں کی صحبت اور غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کا ہے۔ اسلام کے سوا دنیا میں جتنے مذاہب ہیں ان میں ترک علائق اور ترک دنیا کو بہت بڑی اہمیت حاصل رہی ہے اور انہوں نے ہمیشہ تارک الدنیا افراد کی عزت کی عیسائیوں میں راہبوں کی ایک جماعت موجود ہے جو شادیاں نہیں کرتی اب تو بہ ایک حد تک اصلاح ہو گئی ہے لیکن پہلے تو راہبوں اور ننوں کی فوجیں کی فوجیں جنگلوں بیابان اور غیر آباد مقاموں پر ڈیرے ڈالے مجاہدہ و ریاضت میں مصروف رہتی تھیں ہندو مذہب میں بھی مکتی حاصل کرنے کے لئے ترک دنیا لازمی شئے ہے آج بھی ہزاروں ہندو سادھو بنے اور علائق دنیوی ترک کئے رشی کیش وغیرہ میں دھونی رمائے بیٹھے ہیں یہودیوں میں بھی احبار کا یہی طریق تھا اور ہے۔ بدھوں میں بھی خدا اسی وقت مل سکتا ہے جب دنیا چھوڑ کر بھیک کا ٹھیکرا ہاتھ میں لے لیا جائے ہم نے ہزاروں ایسے جوگی دیکھے ہیں جو سچ مچ نہ جانتا اور اللہ میاں سے ناتا ہے کے مصداق بنے، اپنے قوائے عملیہ کو بھی معطل کر رہے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی بار بنے ہوئے ہیں ان کے پاس نہ بیوی ہے اور نہ بچے نہ روپیہ ہے اور نہ گھر لیکن ہیں یہ عزت و شہرت کے سرمایہ دار!

تارک دنیا لوگوں کا احترام

ابھی کل دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی تارک الدنیا لوگوں کی عزت شروع کی۔ بلاشبہ مسلمانوں میں بھی ایسے بزرگ پیدا ہوئے جنہوں نے ترک علائق کیا مجاہدات و ریاضات میں اپنی زندگیاں بسر کر دیں اور شب و روز کا ایک بڑا حصہ عبادات کے لئے وقف کر دیا لیکن غور سے دیکھنے پر صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے حضرت بوعلی شاہ قلندر یا حضرت علاء الدین صابر کلیری نے کامل ترک علائق کیا مگر ہوش و حواس کے عالم میں نہیں بلکہ جذب و سلوک کی حالت میں! ان کے علاوہ حضرت سفیان ثوری، حضرت فضیل بن عیاض، حضرت غوث اعظم، حضرت معین الدین چشتی اور حضرت بابا صاحب بڑے پایہ کے فقیر اور بزرگ گذرے ہیں ان پر گو نہ جذبہ عشق مسلط رہتا تھا مگر اس وارفتگی محبت میں بھی کسی کا یہ زہرہ نہ تھا کہ وہ خلاف شریعت قدم اٹھا سکے اور نہ اہل و فرزند سے ترک تعلق کرنا تو گویا بے پروائی بھی برت سکے۔

ان سب نے شادیاں کیں اولادیں ہوئیں انھیں پڑھایا لکھایا ان کی شادیاں کیں جو وقت ملا وہ تمام کا تمام تبلیغ اسلام اور رشد و ہدایت میں صرف کیا ان کی خانقاہیں درحقیقت روحانیت کے کالج اور ان کے درس دین حدیث و فقہ اور ریاضی و منطق کی یونیورسٹیاں تھیں جہاں سے بڑے بڑے اکابر تعلیم پا کر نکلے اور انہوں نے دنیا میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے بلاشبہ یہ حضرات عبادت کرتے تھے لیکن ان کی عبادت جو درحقیقت خلاصہ کائنات ہے ہر عبادت و نوافل کے لئے سب خلوتیں اور راتوں کی تنہائیاں تھیں ہزار ہزار رکعت پڑھیں ایک ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر قرآن ختم کیا لیکن یہ عبادت حق یہ ہے کہ نافعی عبادت تھی عاشقانہ عبادت تھی، عارفانہ عبادت تھی سجدے میں پڑے ہیں تو سجدے ہی کے ہو رہے ہیں رکوع میں گئے تو گھنٹوں جھکے ہوئے ہیں ہم سے پوچھئے تو عبادت الٰہی کی عبادت تھی جس میں صد ہزار تجلیاں اور صد لاکھ وا نگشتاں پنہاں ہوتی ہیں، ان کی تو ایک رکعت کا وزن بھی ہماری زندگی بھر کی عبادت نہیں ہو سکتی۔ یہ عشق و عرفان کا درجہ ہے کہ معشوق حقیقی کے عشق میں تن بدن کا ہوش نہیں یہ سعادت کسب و ریاضت سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ محض عطیہ الٰہی ہے۔ پھر بھی پاسداری شریعت یہ تھی کہ راتیں عبادت کے لئے وقف ہوتی تھیں۔

عبادت گزارانہ ذوق و شوق

پنجگانہ نماز کے بعد ان نوافل کی کثرت جو ذوق و شوق پر مبنی ہو جس میں لذت و کیف نہ پیدا ہو یکسوئی خیال اور استغراق کے ساتھ ادا نہ کی جائیں کچھ اہمیت نہیں رکھتیں بل سب کچھ کر سکتے ہیں اور ان کے لئے سب کچھ جائز ہے مگر نااہلوں اور ناواقفوں کے لئے جب تک کہ ان میں اہلیت پیدا نہ ہو اور بہت سے فرائض و کام ہیں مختصر کہنا اور بتانا یہ تھا کہ مسلم فقراء گو بظاہر تارک دنیا نظر آتے تھے عبادت بکثرت کرتے تھے مگر وہ درحقیقت تارک دنیا نہ تھے بلکہ دنیا دار تھے البتہ یاد الٰہی سے ایک لمحہ کے لئے غافل نہ ہوتے تھے آپ تو یہ سمجھتے ہوں گے کہ ان کا کام عبادت الٰہی کے سوا اور کچھ نہ تھا لیکن یقین جانئے کہ یہ تبلیغ اسلام اور اصلاح مسلمین کے عظیم الشان کام میں برابر مصروف رہتے تھے اور یہ اتنا بڑا کام تھا کہ انھیں اور کسی طرف متوجہ ہونے کی فرصت ہی نہ ملتی تھی اور نہ مل سکتی تھی وہ دیگر اقوام کے فقراء کی طرح بیکار اور عضو معطل نہ تھے حضرت غوث اعظم، حضرت شیخ الشیوخ عمر شہاب الدین سہروردی اور حضرت بہاء الدین ملتانی کی دولت کا تو کوئی ٹھکانا ہی نہ تھا اور کوئی کیا مقابلہ کر سکتا ہے کہ فقرائے اسلام نے تو پوری سطوت و شکوہ کے ساتھ فرمانروائیاں کی ہیں خلفائے راشدین حضرت عمر بن عبدالعزیز سلطان نور الدین زنگی سلطان صلاح الدین ایوبی سلطان ناصر الدین محمود سلطان التمش اور شہنشاہ اورنگ زیب روحانیت و معرفت میں اتنا بڑا رتبہ رکھتے تھے کہ ہمارا تصور بھی اس تک نہیں پہنچ سکتا۔

اسلام کے نزدیک ہر وہ کام جو اللہ کے لئے کیا جائے عبادت ہے بشرطیکہ

جو شخص یہ سمجھتا ہے اور یہ سمجھ کر کماتا ہے کہ میں اس سے اپنی قوم اپنے اہل وعیال کی خدمت کر سکوں اپنی عزت کی حفاظت کر سکوں اسے عبادت ہی کا ثواب ملتا ہے۔

ارکان عبادت اور مذہب

آجتک یہ حالت ہے کہ مذہب صرف ارکان عبادت کی ادائیگی کا نام رہ گیا ہے بہت کم لوگ یہ جانتے ہیں کہ اسلام عبادات معاملات اخلاق عقائد و ایمانیات کے مجموعہ کا نام ہے۔ مسلمان وہی ہے جو تمام احکام خداوندی کا پابند ہو اگر ایک شخص نماز پڑھتا ہے رات رات بھر جاگتا ہے روزے رکھتا ہے اور حج بھی کر آیا ہے مگر خلق اللہ کی خدمت سے کوئی شغف نہیں اہل وعیال یا اقربا کی اعانت کی طرف سے بے پروا ہے تو خطرہ ہے کہ اس کی یہ تمام عبادات قبول نہ ہوں اس لئے کہ نماز بھی اللہ کا حکم ہے اور خدمت قوم واقربا بھی اسی کا امر ہے ایک حکم کی پابندی اور دوسرے سے غفلت کبھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث نہیں بن سکتی رسول کریم کا اسوۂ عمل ہمارے لئے ہر شعبہ زندگی میں درس ہدایت بن سکتا ہے آپ جہاں کبھی کبھی اس شدت و شغف کے ساتھ عبادت کرتے تھے کہ پائے مبارک پر ورم آجاتا تھا وہاں جہاد اور اصلاح مسلمین اور تزکیہ اخلاق کے امور میں بھی اتنے مصروف نظر آتے تھے کہ گمان بھی ہوتا تھا کہ آپ کو عبادت کے لئے وقت ملتا ہوگا۔

حضور نبی کریم کی زندگی اتنی مصروف زندگی تھی کہ آپ سے زیادہ دنیا میں کوئی مصروف نہیں ہو سکتا آپ کی ہستی جامع اوصاف اور جامع مشاغل زندگی تھی زندگی بھر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے ایک حکم و فریضہ کی ادائیگی میں دوسرے فرائض کو پس پشت ڈالا ہو آپ بیک وقت پیغمبر بھی تھے سپہ سالار بھی تھے فرمانروا بھی تھے واعظ بھی تھے جج بھی تھے مجسٹریٹ بھی تھے پروفیسر بھی تھے معلم بھی تھے دنیا دار بھی تھے کہیں مقدمات فیصل کر رہے ہیں کبھی فوجیں کو لڑا رہے ہیں کہیں حکام کو احکام دے رہے ہیں کبھی تو زمحصلین ومال میں مصروف ہیں کسی وقت خطبہ دے رہے ہیں کسی وقت تعلیم وتلقین میں مشغول بال بچے بھی ہیں عزیز واقارب بھی ہیں متعدد بیویاں بھی ہیں آپ نے دنیا کو دکھا دیا اور مسلمانوں کو بتا دیا کہ کامل زندگی کا معیار کیا ہے اور حیات کس طرح بسر کرنی چاہیے خلفائے راشدین کی زندگی میں بھی یہی رنگ نظر آتا ہے۔

حقوق العباد کی نوعیت

انسان پر اللہ کا حق بھی ہے اپنا حق بھی ہے اہل وعیال کا حق بھی ہے پڑوسیوں اور محلہ والوں کا حق بھی ہے قوم کا حق بھی ہے اور ملک کا اور سب کی ادائیگی کے لئے یکساں زور اور احسن طریق پر حکم ہے اور حکم بھی اس قدر مطلق اور مستقل کا جس سے ایک نا عراض کی جرات بندے کو ہو کر تو ہم کر ہی نہیں سکتے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ غیر ممکن ہے اس لئے کہ اس نے خود ہی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا فرمایا ہے کبھی غلط نہیں کہہ سکتا اگر ہم سے بیک وقت تمام احکام کی پابندی نہیں ہوتی تو یہ ہماری غفلت ہے کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم بندے بنکر اس کے حکم کو ٹال سکیں اگر ٹالیں گے تو خود برباد ہونگے اور عاقبت میں سزا پائینگے مسلمان جو زوال و نکبت کی حالت میں ہیں اس کی وجہ یہی اور صرف یہی ہے کہ ہم نے اس کے احکام کی اہمیت کو نظر انداز کر دیا۔

کچھ عبادات کی طرف لگے وہ عبادات ہی کے ہو گئے جو اپنے عیش کی طرف گئے وہ خدا کو بھول گئے جو اہل وعیال کی طرف گئے انھیں قوم یاد نہ رہی اور جو قوم کے ہوئے وہ دیگر فرائض کو بھول گئے آپ اپنے گرد وپیش کے حالات پر نظر ڈالئے جو عبادات میں مصروف ہوں گے وہ اخلاق میں کورے ہوں گے جو معاملات اور کاروبار میں پھنسے ہوں گے انھیں قوم کا خیال نہ ہوگا۔ جامع اوصاف مسلمان ایک بھی نظر نہیں آتا ہر جگہ چند احکام پر عمل اور چند احکام سے کلی بے پروائی کے افسوس ناک مناظر ہر طرف نمایاں ہیں مسلمانوں کا تعلیم کرانے میں مصروف ہے اور کہا لے نا الاصف کھانے میں ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو بتایا اور سمجھایا جائے کہ مسلمان کس قسم کی زندگی بسر کرنے کے لئے دنیا میں آیا ہے اور اسلامی زندگی کا معیار کیا ہے ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمان کو نہ اپنی پروا ہے اور نہ اہل وعیال و قوم کا خیال ہے اس کی زندگی ایک سرشارانہ زندگی ہے اس پر ایک عام غفلت مسلط ہے۔

معاشری حالت کا ایک منظر

غور کیجئے پانچ سو گھروں کا ایک محلہ ہے جس میں ڈھائی ہزار نفوس آباد ہیں ان میں ہر قسم کے لوگ ہیں اچھے بھی اور برے بھی لیکن کبھی آپ نے یہ بھی دیکھا ہے کہ کسی کمان کے اصلاح کی سعی کی ہو شرابیوں کو شراب چھوڑنے کبوتر بازوں کو کبوتر بازی سے باز رہنے بے نمازیوں کو نماز پڑھنے بدمزاجوں کو نیک مزاج بننے اور سست کاروں کو محنت کرنے کی نصیحت کی ہو یہ نصیحت نہیں کہ چلتے چلاتے ایک فقرہ کہہ دیا یا کسی وعظ و پند کی مجلس میں چار لفظ کہہ گئے بلکہ ایسی نصیحت جو خلوص و سعی پر مبنی ہو نہیں اور ہرگز نہیں یہ تو یہ حالت ہو گئی کہ کسی کو کسی کا خیال ہی نہیں رہا ایک عام بات ہو گئی ہے ان میں سے چند عبادت گذار پیدا ہو جاتے ہیں اور چند متوکل جو نکمے ہیں ایک امتیازی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے اس لئے اندھا دھند ان کی عزت شروع ہو جاتی ہے اور یہ ہر اعتراض اور نکتہ چینی سے بالاتر سمجھے جانے لگتے ہیں حالانکہ دیگر شعبہ ہائے حیات میں ان کی حالت بہت پست ہوتی ہے ہم نے خود دیکھا ہے کہ بڑے بڑے نمازی اور پابند صوم وصلوۃ بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں کوئی کسی کا حق دبائے بیٹھا ہے اور کوئی چھوڑے ہوئے ہے۔

فراوانی عیوب کے نتائج

یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اس بے احساسی کی وجہ کیا ہے! اور کیا پانی کو اسی طرح اپنی رو بہنے دیا جائیگا! اگر بہنے دیا گیا تو نتیجہ کیا ہوگا یہی کہ کشتی کی کشتی ڈوب جائیگی اور آج محلہ میں اوپر اور ہر چند نیک دل اور کچھ نہ پاکباز نظر بھی آجاتے ہیں وہ بھی دکھائی نہ دیں گے اور یہ روشنی بھی بجھ کر رہ جائیگی ہمارے نزدیک اس خرابی کی وجہ یہ اور صرف یہ ہے کہ مسلمانوں نے فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قطعاً ترک کر دیا ہے اور تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان کے ربانی سبق بھول گئے اتنی نفسی نفسی کا عالم ہو اور اپنے سوا کسی کو کسی کی خبر نہیں نہ کسی کو کسی کے رنج وتکلیف کا احساس ہے اور نہ افلاس و غربت کی خبر جن کی شان تھی رحماء بینہم تھی وہ اشداء بینہم

مصداق بنے ہوئے ہیں۔

اسی حالت کے پیش نظر ہم یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ ہر قصبہ اور ہر قریہ میں چند ہوشمند اور حساس بزرگوں اور نوجوانوں کو مل کر ایک خالص انجمن اسلام مرتب کرنی چاہئیے جس کی ممبری کے لئے یہ شرائط لازمی ہوں کہ:۔

(۱) وہ صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے (۲) جہاں تک ممکن ہو مسجد ہی میں نماز ادا کرے (۳) ہر شخص سے خلق و حسن سلوک سے پیش آئے (۴) معاملات میں زبان اور ہاتھ کا سچا رہے (۵) کسی کو اپنی زبان اور ہاتھ سے نقصان نہ پہنچائے (۶) رسوم مشرکانہ سے اجتناب کلی برتتا ہو (۷) اپنے اور بیگانے سے دشمنی نہ رکھتا ہو اور کسی سے اپنی طرف سے ترک تعلق نہ کرے (۸) وہ اسے اپنا فرض عین سمجھے کہ جس مسلمان کو خلاف شرع حرکت کرتے ہوئے یا نہ دیکھا نہ ہو بیگانہ سے جتنی و ظلم پیش آتے دیکھے تو اسے بنرمی و لینیت رد کے اور برائیوں کے خلاف اپنا جہاد بالسان برابر جاری رکھے۔ مگر سختی اور غصہ سے کام نہ لے (۹) کسی کا معاملہ ہو خواہ مخواہ حق کی جانبداری کرے اور جس طرف حق ہو اس طرف کھڑا ہو جائے اور برابر صلح کرا لینے کی کوشش و سعی کرتا رہے۔

خلوص عمل کی ضرورت

بظاہر یہ چیزیں بہت مشکل نظر آتی ہیں لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے اللہ کا جو کام کرتے ہیں اللہ ان کی پوری مدد کرتا ہے۔ صداقت پر جو تاریکیاں کا ہجوم ہے لیکن کام ہمیشہ تاریکی ہی کے وقت شروع ہوتا ہے۔ بعثت نبوی کے وقت عرب کی کتنی بری حالت تھی آپ نے کام شروع کیا اللہ تعالیٰ نے امداد کی کامیاب ہو گئے۔ بلا امداد ربانی دنیا میں کوئی کامیاب نہیں ہوا اور جو اس کا کام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ضرور ان کی امداد کرتا ہے۔ نظر تو یہ آتا ہے کہ سامنے مشکلات کے پہاڑ کھڑے ہوئے ہیں مگر کام کرنے پر اللہ کی امداد سے راہ کے سارے موانع دور ہو جاتے ہیں۔ کام ٹھیک ہے اگر یہ ایک دفعہ مستعدی اور خلوص کے ساتھ شروع کر دیا گیا اور شہرت و ریا کو اس میں دخل نہ دیا گیا تو کچھ عرصہ بعد یہی انجمن شہر کی ایک پنچایت یا پارلیمنٹ کی صورت میں منتقل ہو جائے گی اور مسلمانوں کی اصلاح کے سارے کام اس کے ہاتھ میں آجائینگے رفتہ رفتہ اسے وہ اقتدار حاصل ہو جائے کہ پھر کسی کو برائی کرنے کی جرات نہ ہوگی۔ اس انجمن کا کام یہ ہوگا کہ وہ برائیوں اور نا انصافیوں کے انسداد کے لئے ہر ممکن تدبیر سے کام لے مگر ابتدا میں صرف تفہیم و تفہیم سے کام لینا پڑیگا باہمی جھگڑے کوشش سے مٹانے ہوں گے اخلاقی و نرمی سے بات کرنی ہوگی اور خود نمونہ بنکر غیروں کے سامنے پیش ہونا ہوگا۔ جب تک مسلمان مقامی طور پر خود یہ کام نہ کرینگے اس وقت تک اصلاح ممکن نہیں۔

خطبات حیات مخلد

اردو نظم و نثر کے بے نظیر خطبات جمعہ مختصر

حالات حاضرہ کے مطابق ادارہ مولوی نے حال میں شایع کئے ہیں یہ وہ خطبات ہیں جو مولوی میں شایع ہوتے ہیں بلکہ سال بھر کی اسلامی ضروریات اور مسلمانوں کی حسب حال اصلاح کے لئے جدید عنوانات قائم کرکے لکھے گئے ہیں عام فہم عبارت اور دلچسپ انداز میں لکھے گئے ہیں خدا کے فضل سے ہندوستان کی چار سو مساجد میں داخل ہو چکے ہیں ان خطبات سے مسلمانوں میں حیات تازہ پیدا ہو جائیگی خطبہ کا مقصد محض یہ ہے کہ شہر و قصبات کے سب مسلمان ہفتہ کو یکجا جمع ہو کر خطیب کے بہترین مشورہ پر عمل پیرا ہوں گویا وہ ان کے آئندہ ہفتہ کی کامیابی کا ایک پروگرام ہے۔ ضخامت چار سو صفحات قیمت ایک روپیہ عمر

محرم (۱) محرم الحرام کے اوصاف (۲) مظلومی کی کامل تفسیر (۳) مسلمانوں کا نرالا معیار فتح (۴) ہر اسلامی سال محرم سے کیوں شروع ہوتا ہے۔

صفر (۱) ضرورت مذہب (۲) تصور الٰہی (۳) اسلامی توحید (۴) ترک شرک

ربیع الاول (۱) مشرکانہ عقائد کی تردید (۲) شرک کے مضار اور توحید کے منافع (۳) بانی اسلام کی عظمت (۴) مجالس میلاد کی اصلاح

ربیع الثانی (۱) اتباع سنت اور مسلمان (۲) اتباع رسول سے منہ موڑنے والے (۳) رسم و رواج کی لعنت (۴) اہل سنت کا امتیاز

جمادی الاول (۱) کفایت شعاری اور افلاس (۲) اسلام اور مال و دولت (۳) اسلام اور ترقی دولت کے ذرائع (۴) توکل اور قناعت۔

جمادی الثانی (۱) بزرگان دین اور اولیائے عظام (۲) حضرت محبوب سبحانی (۳) حضرت خواجہ معین الدین (۴) مصنوعی پیشواؤں کی انہدام

رجب المرجب (۱) معجزات انبیاء علیہم السلام (۲) واقعہ معراج شریف (۳) معراج جسمانی ہوئی یا روحانی (۴) مومن کی معراج

شعبان (۱) حقیقت صلوٰۃ (۲) شعبان المعظم کی فضیلت (۳) عبادت و پاکیزگی (۴) اسلام اور اخلاقی زندگی۔

رمضان المبارک (۱) رمضان المبارک کی فضیلت (۲) زکوٰۃ کا نصب العین (۳) زکوٰۃ خیرات و صدقات (۴) لیلۃ القدر تراویح، اعتکاف (۵) صدقہ فطر اور خوشی کا دن۔

شوال (۱) خطبہ عید الفطر عربی۔ جنت کا ملنا (۲) اسلامی جہاد (۳) جہاد کے فضائل اور اس وقت کا جہاد (۴) حقوق والدین۔

ذیقعدہ (۱) حقوق العباد کی نگہداشت (۲) قوم کا مستقبل بچوں کی تربیت ہے (۳) اسلامی پردہ (۴) تعلیم نسواں اور حقوق نسواں۔

ذی الحجہ (۱) حج اور اس کی غرض و غایت (۲) فضائل و احکام عید الضحیٰ (۳) عید الضحیٰ کا عربی خطبہ (۴) قرآن پاک اور مسلمان (۵) ایک نادر خطبہ پانچویں جمعہ کیلئے۔

ملنے کا پتہ:۔ **منیجر حمیدیہ پریس۔ دہلی**

مسلمانوں کے انحطاط کا ایک سبب

(از جناب مولانا اکرام اللہ خاں صاحب ندوی)

کسی قوم کے عروج و اقبال یا زوال و ادبار کا کوئی ایک سبب نہیں ہوتا بلکہ بہت سی ترقی کے مختلف اسباب جمع ہو جاتے ہیں تو قوم خود بخود آگے بڑھ کر اقتدار حاصل کر لیتی ہے اسی طرح جب آہستہ آہستہ بہت سی کمزوریاں اور اخلاقی خرابیاں اس قوم میں پیدا ہو جاتی ہیں تو وہ بتدریج تنزل کرتی ہے اور اپنے مرتبہ سے گر جاتی ہے ہم نے متعدد مضامین میں قوموں کے عروج و زوال کے مختلف اسباب پر بڑی تفصیل سے بحث کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ دور اول میں مسلمانوں نے کن اسباب سے ترقی کر کے دنیا میں غیر معمولی اقتدار حاصل کیا اور اس کے بعد دور آخر میں انحطاط کیوں تنزل ہوا اور وہ کون سے اسباب تھے جنھوں نے ان کو بلندی سے پستی میں گرا دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح مسلمانوں کا عروج و اقبال حیرت انگیز تھا اسی طرح ان کا زوال و انحطاط بھی سبق آموز و عبرتناک ہے اور لوگ حیرت زدہ ہیں کہ جو قوم دنیا میں اس قدر عظیم الشان عظمت و اقتدار کی مالک تھی وہ کس طرح اپنے مرتبہ سے گر گئی حالانکہ تعجب کا کوئی موقع نہیں جو کچھ ہوا وہ سنت اللہ کے ماتحت ہوا قدرت کے قوانین سب کے لئے یکساں ہیں لہٰذا جو اسباب مسلمانوں سے پہلے دنیا کی دوسری شاندار و حکمران قوموں کی تباہی و بربادی کا باعث ہوئے وہی مسلمانوں کے زوال کا باعث ہیں۔

ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ کسی قوم کا عروج و زوال کسی ایک سبب سے نہیں ہوتا لہٰذا مسلمانوں کے زوال کے بھی بہت سے اسباب ہیں لیکن ان اسباب میں جس کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے وہ مسلمانوں کا انتشار و باہمی اختلاف ہے اور اسلام سے پہلے عربوں میں بھی اس قسم کی پراگندگی موجود تھی وہ ہمیشہ باہم لڑتے جھگڑتے رہتے تھے اسلام نے بڑا کام یہ کیا کہ ان کو متحد و مضبوط کر دیا اور ان کی جو قوت و طاقت خانہ جنگی میں خرچ ہوتی تھی اب دوسرے مفید و نتیجہ خیز کاموں میں صرف ہونے لگی جنگ و جدال کا سلسلہ بے شبہ اب بھی جاری رہا کیونکہ جنگ جوئی و شجاعت عرب کی گھٹی میں پڑی تھی اس لئے وہ خاموش تو بیٹھ نہیں سکتے تھے البتہ اب وہ بجائے آپس میں لڑنے کے اغیار سے معرکہ آرا ہو کر ملکی فتوحات حاصل کرنے میں مصروف رہنے لگے جس سے ان کی قوت و طاقت میں بے حد اضافہ ہو گیا لیکن یہ نعمت ان کو خانہ جنگی بند کر کے متحد ہو جانے کی بدولت حاصل ہوئی تھی۔

چنانچہ خدا تعالیٰ نے اہل عرب سے خطاب کرتے ہوئے بہت سے ربانی احسانات کا تذکرہ فرمایا ہے (جو بندوں پر کئے گئے) تو اس خصوصیت کے ساتھ یہ احسان بھی بتایا ہے۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا۔

یاد کرو اللہ تعالیٰ کا احسان اپنے اوپر جب تم آپس میں دشمن تھے پھر اس نے تمہارے دلوں میں الفت دی اب ہو گئے تم اس کے فضل سے آپس میں بھائی۔

بے شبہ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان تھا کہ اس نے ان لوگوں کو جو اپنی خانہ جنگی اور غارتگری کی بدولت ایک وحشی و ناتربیت قوم سمجھے جاتے تھے اور اپنے وطن کے باہر ان کا کوئی اقتدار نہ تھا باہمی اتحاد و اخوت کی تعلیم دیکر اس قدر مضبوط اور بلند حوصلہ بنا دیا کہ وہ ایک شاہانہ اور فاتحانہ عزم کے ساتھ ملک گیری و کشور کشائی کے لئے حدود عرب سے باہر نکل کر ایشیا و افریقہ کے مختلف حصوں میں پھیل گئے اور زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا کہ ان کے قدم یورپ کی طرف بڑھنے لگے گویا وہ قوم جو کل تک اپنے حدود وطن کے اندر بھی حکومت پر قادر نہ تھی اور اپنی بے سروسامانی کی وجہ سے کسی بیرونی سلطنت سے الجھنا نہیں چاہتی تھی اسلام کی تعلیم اخوت کی بدولت اس قدر باولوالعزم و دلیر بن گئی کہ اسے دنیا کی مشہور اور شاندار تاریخ رکھنے والی سلطنتوں پر بھی فاتحانہ حملہ کرنے میں تامل نہ ہوا۔

جب تک اس مذہبی تعلیم کا اثر مسلمانوں پر باقی رہا ان کا قدم برابر آگے بڑھتا رہا اور وہ برابر ترقی کرتے رہے اگرچہ اس دور اقبال اور خوش نصیبی میں بھی ایسے واقعات پیش آتے رہے ہیں کہ مختلف اسلامی جماعتوں یا حکومتوں میں جنگ و جدال تک نوبت پہنچی لیکن پھر بھی ان میں اس قدر دانشمندی اور سیرت کی خوبی ضرور تھی کہ جب کوئی حریف کسی اسلامی جماعت سے برسرپیکار ہوتا تو سب مسلمان (خواہ وہ عارضی طور پر کیوں نہ ہو) باہمی مخاصمت ترک کر کے اس حریف کے مقابلہ میں متحد ہو جاتے تھے اور ان کی اجتماعی قوت کے مقابلہ میں حریف ہزیمت اٹھا کر پسپا ہو جاتا تھا اور اس کی ہزیمت دوسرے حریفوں کے لئے سبق آموز ثابت ہوتی تھی۔

عہد سلف میں مسلمانوں کے باہمی اتحاد اور اسلامی اخوت کی داستانیں اس قدر شہرت حاصل کر چکی تھیں کہ جب یہ خوبیاں بڑی حد تک ان میں سے زائل ہو گئیں اور ایک مسلمان کے دل میں دوسرے مسلمان کی حمایت و اعانت کا جذبہ اس مرتبہ پر نہ رہا جو اسلاف کی شان تھی جب بھی یہ حالت تھی کہ لوگ ایک زمانہ دراز تک یہ سمجھتے رہے کہ مسلمان اب بھی اسی طرح متحد اور اسلام کے رشتۂ اخوت میں منسلک ہیں اور کسی مسلمان سے ہنگامہ آرا ہونا گویا تمام مسلمانوں کو دعوت جنگ دینا ہے حالانکہ یہ حسن ظن اب ان کے متعلق صحیح نہ تھا چنانچہ رفتہ رفتہ دوسری قوموں کو بھی آخرکار معلوم ہو گیا کہ مسلمان اب اخوت کا سبق بھلا چکے ہیں اور اسی علم نے سب قوموں کو مسلمانوں کے خلاف دلیر کر دیا اور وہ ان پر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑیں اور وہی مسلمان جن کی ہیبت کل تک دلوں پر چھائی ہوئی تھی اور جن کی عظمت و قوت کی ہر قوم اعتراف کرتی تھی آج سب کی نگاہوں میں سبک و حقیر ہو گئے۔

مسلمانوں کا یہ اندوہناک انجام لائق تعجب نہیں اخوت اسلامی کو بھلا دینے کا یہی نتیجہ ہونا چاہیے تھا خداوند تعالیٰ نے صاف و صریح الفاظ

میں مسلمانوں کو پہلے سے متنبہ کر دیا تھا کہ باہمی اختلافات مسلمانوں کی ہوا خیزی کا باعث ہوگا چنانچہ مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرین۔	اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ نامرد ہو جاؤ گے اور جاتی رہے گی تمہاری ہوا۔

اس آیت سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور رسول کی اطاعت کے بعد مسلمانوں کا سب سے مقدم فرض یہ ہے کہ وہ آپس میں جھگڑا نہ کریں اور ہمیشہ متحد رہیں، اسی طرح دوسری جگہ فرمایا ہے کہ

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔	مضبوط پکڑو اللہ کی رسی کو سب مل کر اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔

غرض مسلمانوں کی قوت و طاقت اور شوکت و عظمت کا بڑا سبب ان کا باہمی اتحاد تھا جس "اخوت اسلامی" کے باقی نہ رہنے کا آج بار بار حسرت و افسوس کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے وہ درحقیقت ایسی متاع گرانمایہ تھی کہ مسلمان اس پر جس قدر بھی ماتم کریں بجا ہے یہ اسلامی اخوت حقیقی اور صلبی رشتہ سے بھی غالب تھی اور اس کے لئے ایک مسلمان ہر قسم کی قربانی اور ایثار کے لئے تیار ہو جاتا تھا۔ اہل اسلام کی ساری تاریخ اخوت و اتحاد کے عجیب و غریب واقعات سے معمور ہے جب ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے درمیان مواخاۃ (بھائی چارہ) پیدا کرایا تو یہ محض زبانی مواخاۃ نہ تھی بلکہ اس کا اثر یہاں تک تھا کہ ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو اپنے مال و جائداد میں برابر کا شریک کر لیا حالانکہ ان میں مابین بلحاظ مذہب کوئی رشتہ نہ تھا اور آج ہماری خود غرضی اور اسلامی تعلیم سے دوری کا یہ حال ہے کہ لوگ اپنے حقیقی بھائیوں کا حصہ بھی جو ان کا قدرتی حق ہے ہضم کر لینے کے لئے تیار رہتے ہیں پھر اگر اس خود غرضی اور شامت اعمال کے افسوسناک نتائج ہمارے سامنے آئیں تو اس میں تعجب کی کونسی بات ہے از ماست کہ برماست۔

آج اگر اغیار کو ہم پر غلبہ ہے تو اس کا سبب خود ہمارے اعمال ہیں اگر ہمارے باہم پھوٹ نہ ہوتی تو کسی کا یہ حوصلہ نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ ہم سے لبرد آزما ہوتا اس دور انحطاط و تنزل میں ہماری بے حسی و بے حمیتی یہاں تک بڑھ گئی تھی کہ اگر ایک مسلمان حکومت پر اعدائے اسلام حملہ کر دیتے تھے تو دوسری اسلامی سلطنت نہ صرف خاموش بیٹھی تماشا دیکھتی تھی بلکہ بعض اوقات نہایت ناعاقبت اندیشی اور کوتاہ بینی سے حریف کی مدد کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرتی تھی اس غلط کاری کا نتیجہ یہ نکلا کہ کوئی اسلامی سلطنت بھی محفوظ و سلامت نہ رہی بعض کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا اور بعض نیم مردہ اور خستہ ہو گئیں گویا ہماری حالت ان بکریوں سے مشابہ تھی جن کی نسبت حالی مرحوم نے کہا ہے ؎

بھیڑیا ایک ایک کر کے گوسپندوں کا شکار
کر رہا ہے اور نہیں ہے گوسپندوں کو خبر

اسی طرح حریفوں نے ایک ایک کر کے تمام اسلامی طاقتوں کا خاتمہ کر دیا حالانکہ اگر یہ اسلامی حکومتیں اپنے مشترک اعدائے ملت کے مقابلہ میں زندہ قوموں کی طرح مدافعت کے لئے تیار رہتیں تو وہ بھی آج زندہ اور محفوظ ہوتیں اور دوسروں کی زندگی کا باعث بھی بنکر ملک و ملت کو فائدہ پہنچاتیں،

خدا تعالے جس قسم کے مسلمانوں کو پسند کرتا ہے ان کے متعلق اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے:۔

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص۔	اللہ تعالے پسند کرتا ہے ان لوگوں کو جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں صف باندھکر گویا وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی۔

کیسی نادر تشبیہ ہے اور مسلمانوں کے باہمی اتحاد اور عزم متفاوت کو کیسی خوبی سے بیان فرمایا ہے، تاریخ کے صفحات ایسے بہت سے واقعات پیش کرتے ہیں جبکہ یہ مسلمان ہر نازک موقعہ پر باہم مل کر ایک مضبوط و استوار دیوار بن جاتے تھے اگر یہ عزم و اتحاد نہ ہوتا تو اسلام خود جزیرہ نمائے عرب میں بھی نہیں پھیل سکتا تھا باہر کا تو کیا ذکر ہے۔

مسلمانوں میں قومیت کی بنیاد مذہب پر رکھی گئی تھی نہ کہ وطنیت پر ان کا نصب العین زمین کے کسی محدود حصہ کی اصلاح و فلاح نہ تھا بلکہ انھیں یہ بتایا گیا تھا کہ تم پورے عالم انسانی کی اصلاح کے لئے مامور کئے گئے ہو اس لئے ان کی تنگ نظری اور کوتاہ بینی نہ تھی ان کی دعوت عام تھی اور وہ ہر شخص کو جو ان کی دعوت قبول کرے خواہ وہ دنیا کے کسی حصہ کا ہو اپنی برادری میں شامل کر لیتے تھے اور جو شخص اسلام کی وسیع برادری میں شامل ہو جاتا تھا ہر مسلمان پر اس کی حمایت و حفاظت فرض ہو جاتی تھی اسلام نے اس وسیع برادری کے پیدا کرنے کے لئے وطنی تعصبات اور ملکی خصوصیات کو اس طرح مٹا دیا تھا کہ اسلام قبول کر لینے کے بعد ایک شخص ان سب چیزوں سے بالاتر ہو جاتا تھا اور اسلام کا رشتہ ایک عربی و عجمی کو اس طرح باہم متحد کر دیتا تھا کہ کوئی چیز اس کو توڑ نہیں سکتی تھی لیکن کس قدر تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ وہ قومیں جن کی قومیت کی بنیاد کسی مخصوص وطنیت پر تھی اور وہ مذہب نہیں بلکہ محض حب وطن کے جذبہ سے سرشار ہو کر کسی قوم سے صلح یا جنگ کیا کرتی تھیں آج باوجود وطنی تعصبات کے اپنے مخالفین کے مقابلہ میں متحد ہو جاتی ہیں بسا اوقات مذہب کے نام پر اپیل کر کے لوگوں کے جذبات برانگیختہ کر دیتی ہیں لیکن مسلمان جن کی قومیت و برادری محض مذہب کی بنیاد پر تھی باوجود تلخ تجربوں کے اب بھی متحد ہونے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے حالانکہ زیادہ تر اسی چیز نے ان کو اوائل عہد اسلام میں مضبوط و مستحکم بنایا تھا اور آئندہ بھی ان کی طاقت کا راز اسی اتحاد میں مضمر ہے۔

پنجاب کا مجوزہ قانون قرضہ

(نوشتہ مولانا شریف احمد مراد مارہروی)

بڑی چیخ و پکار سخت فریاد و فغاں کے بعد حکومت کی توجہ قرضہ مزارعین پنجاب کی طرف مبذول ہوئی اور اس نے اپنی طرف سے ایک مسودۂ قانون مرتب کرکے کونسل میں پیش کیا لیکن یہ زمانہ غریب پروری اور ضعفا نوازی کا نہیں بلکہ سرمایہ پروری اور تمول نوازی کا دور ہے تہذیب جدید زبان سے مساوات عامہ حریت جمہور اور ہمدردی بنی نوع انسان کے دعاوی کتنے ہی کرے لیکن عملاً حالت یہ ہے کہ اس بھری دنیا میں کمزوروں اور غریبوں کا کوئی حامی نہیں پنجاب میں تقریباً دو کروڑ مزارعین اور زیادہ سے زیادہ چند ہزار مہاجن و ساہوکار آباد ہیں حکومت مصلحت سے شور و مخالفت کے خوف سے مہاجنوں کی قوم کے شدت عداوت سے ڈرتی ہے لرزتی ہے اور دو کروڑ مزارعین کی حمایت میں کوئی قدم نہیں اٹھاتی اس وقت جو مسودۂ قانون اس کی طرف سے پیش ہوا ہے اسے بھی کوئی مستعدانہ قدم نہیں کہا جا سکتا ہم نے اس قانون کا مطالعہ بغور کیا ہے تو اس میں قرضہ داروں کی اعانت کے لئے حقیقتاً کوئی قابل قدر بندوبست نظر نہیں آتا اگر یہ منظور ہو کر نافذ بھی ہو گیا تو اس سے ہمارے نزدیک زمینداروں اور کاشتکاروں کی بدحالی اور فلاکت زدگی میں کوئی تخفیف بھی نہ ہو سکے گی۔

دفعات قانون کا مفاد

یہ قانون متعدد حصوں پر مشتمل ہے پہلے حصہ میں انہی لوگوں کو کاشت پیشہ تسلیم کیا گیا ہے جن کی بسر اوقات محض کاشتکاری پر منحصر ہے اس نئی تعریف میں مستند زراعت پیشہ اقوام کا ہر فرد شامل نہیں کیا گیا۔ حصہ دوم اور حصہ سوم میں جو رعایت کی گئی ہے وہ بھی کسی خاص اہمیت اور منفعت کی ضامن و حامل نہیں۔ پہلے وہی قرضہ دار دیوالیہ ہو سکتا تھا جو پانچسو روپیہ کا قرضدار ہو اب یہ رقم بقدر نصف گھٹا دی گئی ہے مروجہ عدالتوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر انہیں شرح سود بہت گراں یا معاہدۂ قرضہ مقروض کے لئے ناواجب نظر آئے تو وہ شرح سود کم کر دیں یا معاہدہ کی ناواجبیت دور کر دیں۔ عدالتوں نے اپنے اس اختیار سے شاذ ہی فائدہ اٹھایا اور قرضداروں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا پس مجوزہ مسودۂ قانون میں عدالتوں کے لئے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ ان حاصل شدہ اختیارات کو کام میں لائیں۔ حصہ چہارم کا مدعا یہ ہے کہ قرضدار اور قرضخواہ کے تنازع کا فیصلہ فریقین کے مشترک دوستوں یا پنچایت کے ذریعہ کرایا جائے یہ لوگ فیصلہ کی ہر ممکن کوشش کرینگے البتہ اگر وہ یہ محسوس کرینگے کہ قرضخواہ کی ضد یا غیر معقول روش کے باعث فیصلہ نہیں ہو سکتا تو وہ قرضدار کو ایک تحریر دیدیں گے پھر قرضخواہ عدالت میں جائیگا تو وہ خرچہ وغیرہ کا حقدار ہوگا اور نہ چھ فیصدی سالانہ سے زیادہ سود لے سکیگا۔

حصہ پنجم کی رو سے عدالتیں قرضدار کے خلاف گرفتاری کا وارنٹ جاری کرنے سے پیشتر اس کے نام نوٹس جاری کیا کریں۔ یہ اختیار آج بھی موجود ہے ساتھ ہی یہ بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ ڈگری دار کی درخواست منظور کرنے سے پیشتر اس کے بیان پر پوری طرح غور کر لیا کریں۔ حصہ ششم کا مفاد یہ ہے کہ "دام دوپٹ" کا طریق رائج کیا جائے۔ دام دوپٹ ہندوؤں کا اپنا ایک مشہور قانون ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قانون کی منظوری کے بعد کوئی قرضخواہ اصل زر کی مقدار سے زائد سود لینے یا گذشتہ قرضوں پر قانون کی منظوری کے دن تک جتنا سود ہوگا اس سے زیادہ رقم لینے کا حقدار نہ ہوگا۔ حصہ ہفتم کا مفاد یہ ہے کہ رقوم قرضہ عدالتوں میں داخل ہوتے ہی ان پر سود بند ہو جائے گا۔

قرضہ کا سیلاب

بیک نظر معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ مسودہ قانون کس قدر کم حیثیت بے اثر اور کمزور ہے سوال آئندہ کا نہیں اس وقت کا ہے مستقبل کا نہیں حال کا ہے اس وقت حالت یہ ہے کہ مزارعین پنجاب پر ایک ارب ۳۵ کروڑ قرضہ ہے جس کا سالانہ سود ۳۶ کروڑ روپیہ سالانہ ادا کرتے ہیں پھر یہ اعداد و شمار بھی ۱۹۲۱ء کے ہیں جو بنکنگ انکوائری کمیٹی کے اخذ کردہ ہیں سود در سود کی سرعت رفتار کے پیش نظر یہ کہنا غالباً ہرگز مبالغہ نہ ہوگا کہ آج ۱۹۳۴ء میں دو کروڑ مزارعین پنجاب ڈیڑھ ارب روپے سے کم کے قرضدار ہرگز نہیں ایک تو قرضہ کی یہ گرانباری دوسری طرف غلہ کی حد سے بڑھی ہوئی ارزانی تیسری طرف موسموں اور فصلوں کی مسلسل خرابی اور چوتھی طرف مزارعین کی فاقہ مستی حالات بتا رہے ہیں کہ غلہ کی قیمتوں میں کئی سال تک کوئی خوشگوار تغیر نہ ہوگا پھر حکومت ہی بتائے کہ اس ڈیڑھ ارب کو وہ غریب اور مفلس کاشتکار کیونکر اور کس طرح ادا کر سکیں گے جن کے پاس دو وقت پیٹ بھر کر کھانے کو بھی پیسے نہیں اور نیم برہنگی و اذیت روحانی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

یہ قرضہ اتنی طوفانی صورت اختیار کر چکا ہے کہ آئندہ "دام دوپٹ" کی رو سے تین ارب ہی رہا تو بھی اصل تو اصل اس کے سود کے ادا ہوتے رہنے کے معانی بھی مزارعین کی مکمل تباہی کے سوا اور کچھ نہیں اس کا مطلب تو یہ ہے کہ اب جو گھر میں شدت کے ساتھ آگ لگی ہوئی ہے اسے نہ بجھایا جائے اور یہ کہہ دیا جائے کہ انتظام کر دیا گیا ہے کہ آئندہ آگ نہ لگ سکے گی جس بدبخت کا سارا اندوختہ سارا سامان اور سب کچھ اس کی آنکھوں کے سامنے نذر آتش ہو رہا ہو اسے مستقبل کے خوش آئند وعدوں سے کیا خاک تسلی ہو سکتی ہے بلاشبہ یہ قانون مفید ہو سکتا تھا اگر اسے آج سے دس پندرہ برس پیشتر ہی منظور کرکے نافذ کر دیا جاتا۔

قرضوں کی تنسیخ

مزارعین پنجاب میں زیادہ تر مسلمان سہی تاہم ہیں ہندو اور سکھ اور اچھوت بھی شامل اس لئے ہم نہ صرف حکومت بلکہ ان ہندو دوستوں سے بھی سوال کرتے ہیں جو اتفاقاً

کی مخالفت میں زمین کی دھول آسمان کو پہنچا رہے ہوئے ہیں کہ آخر انھیں ان ودیگر مصائب زدہ بنی نوع انسان کی تباہی اور المناک نوعیت کے ازالہ وانسداد کی تدابیر کیا ہو رہی ہے اور متعصب دل اور غمزدگیوں کے اس ہمالیہ کو ان کے سروں سے کیونکر ہٹایا جاسکتا ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ ڈیڑھ ارب کا ڈیڑھ ارب اڑا دیا جائے حالانکہ اگر اسے اڑا بھی دیا جائے تو بھی ساہوکار خسارہ میں نہ رہیں گے اس لئے کہ یہ ساہوکار بالعموم اصل زر سے کئی اور چوگنی رقوم اصل سود ان سے وصول کرچکے ہیں اور خاص حالتوں اور صورتوں میں تو دس گنا سے لیکر سو گنا تک لے چکے ہیں اور ان میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو اس وقت ہزار ہا روپیہ کا آدمی نہ ہو۔

ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ ساہوکاروں کی تمام دستاویزات اور بہی کھاتوں کو آگ لگا دی جائے یا انھیں کچھ بھی نہ ملے البتہ یہ ضرور کہتے ہیں اور بہانگ دہل کہتے ہیں کہ تمام قرضوں کی تحقیقات کے لئے ضلع وار اور تحصیلوار کمیٹیاں قائم کی جائیں جو پوری تحقیق و تدقیق کے بعد قرضخواہوں کو ان کا اصل زر اور اس پر مناسب سود دلا دیا جائے اس سے کوئی بھی معقول انسان نا مناسب نہیں کہہ سکتا البتہ جو قرضخواہ اصل زر سے کئی اور چوگنی رقوم وصول کرچکے ہیں اور اس کے باوجود ان کا قرضہ جوں کا توں موجود ہے ان کے قرضے یقیناً اور لازماً منسوخ ہو جانے چاہئیں آج نہیں منسوخ کئے گئے تو چند سال بعد کئے جائینگے لیکن جو کام آج ہونا چاہیئے وہ کل، بعد از خرابی بسیار ہوا بھی تو کیا۔

مزارعین کی خوشحالی ملک کی خوشحالی ہے

اگر قرضوں کا مناسب انتظام نہ کیا گیا اور فوری نہ کیا گیا تو اس کے نتائج ملکی اور اقتصادی حیثیت سے نہایت خطرناک ہونگے بجنسہٖ حسب معمول تنگدستی اور قرقی کا عمل جاری رہیں گے مزارعین کے پاس ذاتی مصارف تو کجا مالیہ سرکار کے لئے بھی روپیہ نہ بچیگا اس سے ایک طرف تو نہ اچھا بیج نہ خرید سکیں گے اچھا کھاد نہ دے سکیں گے مزید محنت نہ کرسکیں گے ان کی ہمتیں پست ہوں گی اور پیداوار کافی نہ ہو سکیگی اور دوسری طرف وہ زراعت کے مفید پیشے کو بے سود سمجھکر معاش کے دوسرے وسائل اختیار کرینگے اور جو باقی رہ جائینگے انھیں شدید اضطراب اور بے چینی پیدا ہوگی جس کے نتائج نہایت خطرناک ہوں گے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ آجکل دنیا بھر میں بالعموم اور ہندوستان میں بالخصوص کساد بازاری پھیلی ہوئی ہے جو نتیجہ ہے زرعی پیداوار کی ارزانی کا۔ اجی گیہوں روپیہ کا چھ سیر اور سات سیر فروخت ہوتا تھا اس وقت اس شدید گرانی کے باوجود یہ حالت تھی کہ ملک میں ہر شخص روپیہ اچھا خاصا کماتا تھا تمام کارخانے رات دن کام کرتے تھے تجارت رونق پر تھی اور ہر شخص فارغ البالی کی زندگی بسر کررہا تھا اب کہ اشیائے خوردنی اپنے انتہائی درجہ تک ارزاں ہیں گندم روپے کا اٹھارہ انیس سیر فروخت ہورہا ہے ملک میں روپیہ کا قحط پڑ گیا ہے ہر شخص اپنی جگہ پریشان ہے تمام کاروبار بے رونق پڑے ہوئے ہیں اور ہر پیشہ پر اس کا اثر پڑ رہا ہے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ ملک کی حقیقی خوشحالی مزارعین اور دیہاتی باشندوں کی خوشحالی پر منحصر ہے ان کے پاس روپیہ ہوتا ہے تو تجارت و کاروبار صنعت و حرفت اور ہر شعبہ میں ترقی ورونق ہوتی ہے علاوہ ازیں آبادی اہل کار سرمایہ دار تجار معلمین پیشہ ور فارغ البال اور مزدور خوش ہوتے ہیں ہندوستان میں ٧٠ فیصدی کاشتکار اور زمیندار آباد ہیں وہ خوشحال ہیں تو ملک خوشحال ہے اور ان کی بربادی ملک کی بربادی ہے۔

قوم پرستوں کی غلط حمایت

لیکن اس حقیقت کو سمجھنے اور جاننے کے باوجود مزارعین کے مفید قانون کی بہ شدت مخالفت اور ساہوکاروں کے مفاد کی اندھا دھند حمایت کی جاتی ہے اور کی جارہی ہے پنجاب میں زیادہ سے زیادہ ہندو بیوپار ساہوکار ہیں اس بدنصیب صوبے میں جتنے ساہوکار یا انسانی خون چوسنے والی جونکیں موجود ہیں اتنی کسی اور صوبے میں تو کیا ہندوستان کے کسی بڑے سے بڑے صوبوں میں مجموعی حیثیت سے نہیں اور مزارعین کی تعداد کسی طرح بیس دو کروڑ سے کم نہیں مگر کتنی رنجیدہ حقیقت ہے کہ پنجاب کے مجوزہ قانون قرضہ کے خلاف ایک شور محشر برپا ہے اور ہمارے برادران وطن محض اسلئے اس قانون کی بہ شدت مخالفت کررہے ہیں کہ اس سے ان کے ہم قوم افراد کو نقصان پہنچتا نظر آرہا ہے۔ ساہوکار مانا کہ ان کے بھائی سہی مگر انسانیت کے سب سے بڑے رشتہ کی رو سے کاشتکار و مزارعین بھی تو ان کے بھائی ہیں انسان ہیں ان میں بھی جان ہے دوسرے ان کے مفاد سے ان کا مفاد خود مسلمانوں کے مفاد سے زیادہ وابستہ ہے اس لئے کہ یہ ان کے مال کے زیادہ خریدار ہیں۔

روپیہ کا اثر بہت وسیع ہے اس کی طاقت مسلم ہے مگر پنجاب میں ہم قومی کے ساتھ روپیہ کی طاقت نے مل کر ایک خوفناک و دہشت خیز صورت اختیار کرلی ہے اور بڑے بڑے کانگریسی اور قوم پرست تک اس رو میں بہے چلے جارہے ہیں ڈاکٹر ستیہ پال وہ بزرگ ہیں جن کے دوش بدوش ہمیں کام کرنے کی عزت حاصل ہو چکی ہے آپ بہت بڑے قوم پرست پختہ کار کانگریسی اور مخلص ہندو ہیں لیکن یہ دیکھکر ہمیں بہت دکھ ہوا کہ یہ تسلیم کرنے اور علانیہ کہنے کے باوجود کہ ساہوکار چونکہ اکثر ہندو ہیں اور زمیندار زیادہ تر مسلمان اس لئے یہ ہندو مسلم سوال بن رہا ہے لیکن یہ سراسر غلطی ہے یہ تو اقتصادی سوال ہے اسے مذہب سے کیا واسطہ (ویر بھارت) آپ بھی ساہوکاروں کے حامی پریس کے پروپیگنڈا سے مسحور ہو کر یہ فرمانے لگے کہ مزارعین کی مشکلات کا یہ علاج مناسب نہیں کہ ساہوکاروں پر زلزلہ گرایا جائے اور حکومت کے مالیہ اور بنکوں کے قرضہ کے قانون مذکورہ کی گرفت سے علیحدہ رکھا جائے یہی نہیں بلکہ آپ اس سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں اور لکھتے ہیں کہ "دام دوپٹ" کا قانون پیش کرنا ساہوکاروں کے ساتھ سراسر ناانصافی ہے۔ مزارعین ضرورت کے وقت ساہوکاروں سے قرض لیکر اپنی ضرورت پوری کرتے رہے اور وہ سود کی حرص میں اپنی اصل رقم کو خطرے میں ڈالتے رہے، اب یا تو مزارعین نے ساہوکاروں کو تنگ کرکے اپنے مواضع سے نکالدیا یا انھیں طرح طرح کی اذیتیں دیکر ان سے من مانی رسیدیں لکھوالیں اور نہیں تو قتل کرکے بہی کھاتے جلاکر نجات حاصل کرلی آگے چل کر فرماتے ہیں کہ مزارعین کا بوجھ ضرور ہلکا کیا جائے لیکن اس طرح نہیں کہ دوسری جماعت تباہ ہو جائے قرض کا مسئلہ بہت

پیچیدہ ہے اس کے حل میں بہت سی مشکلات ہیں۔ قانون پیش کرنے سے پیشتر ذمہ دار حکومت کی ایک کمیٹی بنا کر سارے سوال کی نہایت ٹھنڈے دل سے پرتال کرنی چاہیئے۔

اتہامات کا طومار

کسی مہاسبھائی یا غیر ذمہ دار شخص یا ساہوکار کی آواز نہیں بلکہ ایک قوم پرست کی صدائے حمایت ہے ہم نے قانون مذکور کی تمام دفعات آپکے سامنے پیش کر دی ہیں ان میں کونسی دفعہ ایسی ہے جس سے ... ساہوکاروں کی جماعت کے لئے تباہی و بربادی کا اندیشہ ہے کونسا ... حصہ ہے جس کی رو سے ان کا ڈیڑھ ارب قرضہ سوخت ہو رہا ہے ... سب سے زیادہ ... دعویٰ کا کیا ثبوت ہے کہ ساہوکاروں کو دیہات سے نکال دئیے گئے ... ان سے جبراً رسیدیں لکھوائی گئیں یا انھیں قتل کر کے ان کے بہی کھاتے جلا دئیے گئے اگر ... کے دعوے کے مطابق یہ سب کچھ صحیح ہے تو ... اب ... کس طرح باقی رہ گیا کیا حکومت ... دنیا ... انسانی حیثیت سے نا واقف ہے جو اس نے قانون قرضہ بنانے کی ضرورت محسوس کی ... کچھ نہیں لیکن ... حقیقت ہے کہ مہاجنی جونکیں اسی طرح مزارعین کے ... چوس رہی ہیں پنجاب کے دیہات میں گھوم پھر کر ہر شخص ہر وقت ... سینکڑوں ... ساہوکار ... سے لین دین کرتے ... غلط وصول کرتے اور عدالتوں میں ڈگریاں کراتے دیکھ سکتا ہے ... ایسی مثالیں تو ... ساہوکار ... ہیں ... بادشاہ ... پر ہوتے رہتے ہیں ... کے بھی ... اور حملہ کرنیوالے شرارت کے وقت ساہوکار ... ساہوکار ... کوئی تمیز نہیں کرتے ڈاکے دنیا میں کوئی نئی بات نہیں ہے ... ہر روز اسی قسم کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔

لیکن کوئی انھیں اپنے دعاوی کی تائید میں پیش نہیں کر دیا کرتا۔ ڈاکٹر ستیہ پال بہت واقف کار ... معاملات جمہور سے باخبر انسان ہیں انھیں حقیقت کا پورا علم ہے لیکن وہ ساہوکاروں کے خلاف لکھنے کی جرات نہیں کر سکتے وہ جانتے ہیں کہ ان کے خلاف قلم اٹھانا آگ سے کھیلنا اور اپنی شہرت ... کو خطرے میں ڈالنا ہے ... ان کی انتہائی بدقسمتی ہے کہ برادران وطن نے یہ طریق عمل اختیار کر لیا ہے کہ انہوں کی ... اندھا دھند کی جائے مہاسبھا نے ہندو عوام کی ذہنیت میں کچھ ایسا انقلاب پیدا کر دیا ہے اور اس نے اتنی قوت و طاقت حاصل کر لی ہے کہ آج کوئی بڑے سے بڑا کانگریسی ... نیشنلسٹ بھی ہندو مفاصد کے خلاف حق بات کہنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ دیکھ لیجئے کہ ڈاکٹر ستیہ پال جیسے قوم پرست اور مشہور قائد نے کس بیباکی و جرات کے ساتھ جھوٹ بولا ہے۔ آخر ڈاکٹر ستیہ پال ہی ہمیں بتائیں کہ جو کچھ انہوں نے جھوٹ بولا ہے اور جو کچھ انہوں نے ... میں لکھا ہے کہاں تک سچ ہے اور اگر جھوٹ ہے اور یقیناً جھوٹ ہے تو ہم آپ کے اس رویہ کو کس نام سے موسوم کریں پرتاپ ملاپ اور ... وغیرہ کو تو ہم مہاسبھائی کہہ سکتے ہیں لیکن آپ کے متعلق کونسا لفظ اختیار کریں۔

قانون "دام دوپٹ" کی ضرورت

عطام دوپٹ کا قانون کوئی مسلم قانون نہیں یہ بین ثبوت ہے ... نہیں بلکہ خود ہندو کا ملکی نہیں مذہبی قانون ہے اس سے ساہوکار کیونکر تباہ ہو جائینگے۔ سود کے دو سو وصول کر لینا اگر "تباہی" ہے تو ڈاکٹر صاحب فرمائیں "سو کے دو سو دینے" کے متعلق کیا کہا جائیگا۔

کیا تماشہ ہے کہ ایک مشہور قوم پرست کی زبان سے ہم یہ سن رہے ہیں کہ ساہوکار ہزار کے دو ہزار لیکر تباہ ہو جائینگے لیکن ان میں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہیں آتا کہ ہزار کے دو ہزار دینے والے بھی انسان ہیں پھر یہ تو مستقبل کی باتیں ہیں ماضی میں جو سو کے ہزار اور ہزار کے پچاس ہزار روپے لئے ہیں اور ... رہے ہیں وہ بھی کسی ہمدردی کے مستحق ہیں یا نہیں کیا اس سے صاف یہ ظاہر نہیں ہو رہا کہ ان کے سامنے اس وقت ساہوکار اور صرف ساہوکار رہیں کیونکہ وہ زیادہ تر ہندو ہیں مالدار ہیں اور ذی اثر ہیں مزارعین کے راحت و آرام کی انھیں چنداں پرواہ نہیں اس لیے کہ وہ زیادہ تر مسلمان ہیں، غریب ہیں اور کوئی اثر نہیں رکھتے۔

آپ نے حکومت کے مالیہ کو قانونی گرفت سے علیحدہ رکھے جانے کا شکوہ بھی کیا ہے پنجاب کا مالیہ ہے کتنا سالانہ چار کرور سالانہ۔ حالانکہ مالیہ کا بیشتر حصہ تعلیم حفظان صحت عدل و انصاف حفظ جان و مال اور دیگر امور رفاہ عامہ پر صرف ہوتا ہے پھر بھی اس کے لئے تحریک عدم ادائے مالیہ اور سول نافرمانی سب کچھ جائز ہے لیکن ساہوکاروں کے بیس کرور سالانہ کے خلاف ایک معمولی قانون کا موضوع ہو جانا بھی گوارا نہیں حالانکہ اس میں سے ایک پائی بھی کسی نیک کام پر صرف نہیں ہوتی اور پوری کی پوری رقم ان کی ذاتی دولت کا جزو بن جاتی ہے پھر حکومت تو فصلوں کی خرابی پر مالیہ میں تخفیف بھی کرتی رہتی ہے مگر ساہوکار ایک کوڑی بھی نہیں چھوڑتے۔

ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ پنجاب ہی میں دام دوپٹ کا قانون نافذ ہو اور اس کا دائرہ عمل صرف مزارعین ہی تک محدود نہ رہے بلکہ یہ پورے ہندوستان میں نافذ و رائج ہو جائے۔ سود خواری ہر دور ہر زمانہ اور ہر قوم میں ایک لعنت رہی ہے اور اس کی تعریف و حمایت کرنیوالے ایک مخصوص و مختصر جماعت کے سوا کسی عہد میں بھی نہیں پائے گئے یہودی اپنی سود خواری ہی کی عادت کے باعث ازمنۂ قدیم میں ہمیشہ نفرت کی نگاہ سے دیکھے گئے اسلام نے تو سود کو قطعی حرام کر دیا ہندوؤں میں اصل سے زیادہ سود لینا ہمیشہ ممنوع رہا لیکن اس چودھویں صدی میں پنجاب کی سب سے زیادہ تعلیم یافتہ ترقی کن، اور متمول و دولتمند قوم میں ایسے سیٹھ پیدا ہوئے ہیں جو آئے دن سود خواری اور سود خواروں کی حمایت و وکالت کرتے رہتے ہیں اور اس رویہ نے انھیں اشقی القلب سنگدل بنا دیا ہے کہ وہ کروڑوں اپنے ہی جیسے انسانوں کے رقص بسمل کا تماشہ دیکھتے ہیں اور ان کے اندر دل کی ایک جھلک بھی پیدا نہیں ہوتی کاش مسلمان سمجھیں اور اپنی مذہبی تعلیم و آئین پر عمل کریں جس کی رو سے سود لینا اور دینا دونوں حرام

ایشیا کی بڑھتی ہوئی طاقت جاپان

جاپان کا عروج تاریخ عالم میں بیسویں صدی کا غالباً سب سے اہم باب شمار کیا جائے گا، چالیس سال میں اس نے چار جنگیں کیں اور چاروں میں کامیاب ہوا، ۱۸۹۴ء میں چین سے ۱۹۰۴ء میں روس سے ۱۹۱۴ء میں جرمنی سے اور ۱۹۳۲ء میں پھر چین سے اس کی ظفرمند فوجوں نے ابھی شکست کا منہ نہیں دیکھا ہے، اور ان کی جانبازی نے اس چھوٹے سے وزرخیز جزیرہ کو دنیا کی سب سے بڑی قوتوں میں شامل کر دیا ہے اور دوسری قومیں اس کی ترقی کی رفتار سے سخت متردد ہیں۔

یہ سچ ہے کہ اوروں کی طرح جاپان بھی بہت سخت اندرونی مسائل سے دوچار ہے، معاشی اس کی زبوں حالی ادبار کا اظہار کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ چاول اور ریشم کا کام کرنے والے بہت بری حالت میں ہیں، طبقاتی معاشی کی کشاکش کے آثار بھی کبھی کبھی ظاہر ہوتے ہیں، سیاسی تشدد اور جمعیت و شمنی کے مظاہر سے بھی جاپانی زندگی پاک نہیں، مگر ہر سیاح جو حال میں جاپان گیا ہے یہی کہتا ہے کہ جاپانی قوم تمام باوجود ان داخلی مشکلات کے ایک غیر معمولی قوت اور ولولہ پیدا ہو چکا ہے جو اسے برابر آگے بڑھا رہا ہے، منچوریا پر قبضہ ہوا اور چین میں جو ہو رہا ہے وہ اسی جارحانہ عمل کے خارجی مظاہر ہیں اور قرائن یہ ہیں کہ یہ مظاہر ایک سلسلہ کی ابتدائی کڑیاں ہیں۔

جاپان فی الحال اس حقیقت کو دنیا سے تسلیم کرانا چاہتا ہے کہ مشرقی ایشیا کا علاقہ اپنے مخصوص مسائل رکھتا ہے اور اس علاقہ میں بس ایک قوت ہے جو انھیں حل کر سکتی ہے اور وہ جاپان ہے، اندرون ملک میں ضبط و نظم ہے، باہر موثر طور پر کام کرنے کے لئے تجارتی اور فوجی قوت موجود ہے اور ایک باثر فوجی جماعت ہے جو اپنی قوت کا مظاہرہ کرنے کے درپے ہے اور جسے قوم کے نوجوانوں کی دلی حمایت حاصل ہے۔

انیسویں صدی کے اختتام اور بیسویں کے شروع میں جاپانی قوت کے مسئلہ پر بحری نقطۂ نظر سے غور کیا گیا ہے، اس کا اصلی محاذ بحری محاذ تھا اور انگلستان اور امریکہ کی متحدہ قوت اس کی حریف، مگر اب جاپان نے سمندر سے رخ ہٹا کر براعظم ایشیا کی طرف توجہ کی ہے اور غالب گمان ہے کہ اگلے بیس تیس سال کی سیاست میں اسی عنصر سے جاپانی مدنیت کی تعیین ہوگی اور اس زمانہ میں جاپان کے لئے چین اور منگولیا کے ، بائل کو اور روس اور منچوکو کے ساتھ تعلقات کو خاص اہمیت حاصل ہوگی، ان مسائل کو خاطر خواہ طے کرنے کے لئے ضروری ہے کہ جاپان کو بحری محاذ پر پورا اطمینان ہو اور بظاہر جاپانیوں کا خیال ہے کہ وہ اس طرف سے مطمئن ہو سکتے ہیں، ۱۹۲۲ء میں واشنگٹن کے بحری معاہدہ کے وقت جو دو ملک باہم مل کر جاپان کی حریف بن سکتی تھیں وہ اب باہم نہ مل سکیں اور جاپانیوں کا اندازہ ہے کہ مشرقی ایشیا میں انگلستان اور امریکہ کا اتحاد عمل اس قدر بعید ہو گیا ہے کہ اسے آسانی سے نظر انداز کیا جا سکتا ہے، مگر پھر بھی واشنگٹن کے معاہدہ کی تقسیم کردہ نسبت ۵ : ۵ : ۳ جس میں امریکہ اور انگلستان کے پانچ پانچ کے مقابلہ میں اس کی قوت تین ہونی چاہیئے مسترد کر رہا ہے اور باوجودیکہ امریکہ کو دو بڑے ساحلوں کی حفاظت کرنی پڑتی ہے اور برطانوی بیڑہ کو غیر معمولی فاصلہ پر اپنی سلطنت کے مفاد کی حفاظت کا فرض انجام دینا ہوتا ہے لیکن جاپان اپنی خودداری کے چلتے ہوئے فقرے کی آڑ میں دنیا کی سب سے بڑی بحری قوت سے مساوات کا طالب ہے اور اس سے کم درجہ پر کسی طرح راضی نہیں، غرض جاپان نے بحری محاذ پر اپنے آپ کو بالکل محفوظ کر لیا ہے اور جب انگلستان اور امریکہ کے اتحاد کی طرف سے اس نے پوری تسلی کر لی ہے تو دوسری دول مغرب کے اپنے خلاف ملنے کا تو اسے کیا اندیشہ ہوگا، نتیجہ روبا میں جمعیۃ اقوام کی مداخلت سے اس امکانی اتحاد کی حقیقت تو دنیا پر آشکارا ہو ہی چکی ہے۔

جاپان کے نزدیک اصل مسئلہ روس کا ہے اور اس کے بعد چین کا، منچوکو کی نئی ریاست کے قیام کی اصل وجہ یہی ہے کہ جاپانی جنرل اسٹاف کے نزدیک اس ریاست مفاد قومی کے تحفظ کے لئے شمالی مشرقی ایشیا کا تمام علاقہ بڑی اہمیت رکھتا ہے جو ۱۹۰۶ء میں جزیرہ نمائے کوریا کو حاصل تھی یعنی فوجی قوتوں کی ترقی اور فن جنگ کے جدید تغیرات نیز ذرائع نقل و حمل کی ترقیوں کے پیش نظر جنرل اسٹاف کے نزدیک جاپان کی مشرقی سرحد منگولیا سے پرے کھنچنی چاہیئے۔

جاپان کی بڑھتی ہوئی قوت کے سامنے چین کی بنیادی دشواری یہ ہے کہ ادھر دنیا نئے تصورات کی جولانگاہ بن گئی ہے جو نئی اعمال کے لئے محرکات کا کام دیتے ہیں اور سب سے قدیم متمدن قوم نے صدیوں کے حاصل کردہ محاسن و معائب کو یک بیک چھوڑ نہیں سکتی، جاپان کے باشندے حب وطن کے نشہ میں سرشار اور اپنی ریاست کو تمام محاسن اخلاق کا جامع جان کر دنیا فتح کرنے نکلتے ہیں اور ادھر یہ غیر معمولی طور پر بلند مرتبہ لوگ فی الجملہ تو اور حب وطن کے اس تصور تک سے یک قلم ناآشنا ہیں، جس نے یورپی اقوام اور ان کے دیس میں جاپان کو دوسروں کے حقوق تلف کرنے تک پر آمادہ کرایا ہے، اپنے وطن سے محبت یوں تو چینیوں میں بھی کسی اور سے کم نہیں لیکن یہ محبت انھیں جارحانہ سیاسی اعمال کے لئے آمادہ نہیں کر سکتی، یہ ریاست اور وطن کو ایک چیز نہیں جانتے، ان کے خیال میں تو ریاست ایک مصیبت ہے جس سے بچنے کی تدبیر کرتے رہنا چاہیئے اور اس کی مداخلت سے اپنے خاندان کو جیسے تیسے محفوظ رکھنا چاہیئے، اب دور جدید کی ضرورتیں ان چینیوں کو مجبور کر رہی ہیں کہ یہ بھی ریاست کو اپنے قومی مفاد کا عامل سمجھیں اور یہ خیال تیزی سے ترقی بھی کر رہا ہے لیکن دو صدیوں میں تو یہ جنون کی حد تک ترقی پا چکا ہے اور شاید چینی ریاست جب تک اپنی اس کمزوری کو رفع کر پائے ممکن ہے کہ اپنی خودمختاری ہاتھ سے کھو چکی ہو۔

چین کی دوسری مشکل معاشی ہے ملک کی معاشی حالت اس وقت جتنی خراب ہے شاید کبھی پہلے نہ تھی عالمی کساد بازاری کے اثرات چین میں ۱۹۳۲ء سے ظاہر ہونے شروع ہوئے اور ۱۹۳۴ء میں ان کا اثر بہت بڑھ گیا ہے اسی سال کے آخر میں حکومت ہانگ کانگ کی مالی حالت بہت ہی تشویشناک ہو گئی تھی یہ حکومت شنگھائی کے ساہوکاروں میں اس قدر زیر بار تھی اس لئے کہ ملک میں بدامنی کے باعث جو سرمایہ لگانے کے مواقع مفقود ہونے کی وجہ سے سارا روپیہ شنگھائی میں جمع ہو گیا تھا اس لئے حکومت کو بھی یہاں آسانی سے قرض مل جاتا تھا لیکن ۱۹۳۴ء میں شنگھائی سے چاندی نہایت وسیع پیمانہ پر باہر جانا شروع ہو گئی اور یہ اندیشہ پیدا ہو گیا کہ اس مندی سے حکومت کی ضرورتیں پوری نہ ہو سکیں گی اس سے پہلے چین میں باہر سے چاندی آیا کرتی تھی لیکن اب چونکہ چین میں جو باہر کا مال جاتا ہے اس کے مقابلہ میں چینی مال باہر جا رہا ہے یعنی چونکہ توازن تجارت چین کے خلاف ہے اس سے اس کی تلافی چاندی ہی باہر بھیج بھیج کر ہوتی رہیگی اور اس سے اندیشہ ہے کہ چینی زر رائج کی بنیادیں بالکل کھوکھلی نہ ہو جائیں۔

ان حالات میں غریب چین جاپان کا مقابلہ کیسے کرے پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ چین اپنے طاقتور "دوستوں" میں سے ایک کو دوسرے کے مقابلہ میں لاکھڑا کرتا تھا مگر اب بظاہر جاپان کے لئے میدان صاف ہے لہٰذا چین کو اکیلے جاپان سے اپنا معاملہ سلجھانا پڑے گا یہی وجہ ہے کہ بین الاقوامی مداخلت کی توقع چھوڑ کر چینی حکومت برابر جاپان سے تصفیہ کی کوشش کر رہی ہے اپنے وفادار سپہ سالاروں کو جاپان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہی برطرف کیا جاتا ہے محاصل تجارتی میں ترمیمیں کر کے جاپان کے لئے رعایت کی صورتیں نکال لی جاتی ہیں چینی جہازسازی کے مرکزوں میں جاپانی استاد کام کر رہے ہیں اور لوگ تو یہ تک کہہ رہے ہیں کہ جنرل چیانگ کائی شیک چین کو جاپان کے ہاتھ بیچے دے رہا ہے لیکن خود قوم پرست چینی اپنی مجبوری کو سمجھ کر جنرل شیک پر ایسا شبہ نہیں کر سکتے وہ جانتے ہیں کہ روز بد کو جتنا ٹالا جا سکے ٹالنا چاہیے ممکن ہے اس زمانہ میں بین الاقوامی سیاست میں کوئی ایسی تبدیلی رونما ہو کہ دوسری دول جاپان کو روکنے کے قابل ہو جائیں لیکن سچ یہ ہے کہ کمزور سیاست ہے جو واقعات کا مقابلہ احتمالات سے کرنا چاہتی ہے۔

چین کے معاملہ میں اس وقت اگر کوئی مداخلت کے لئے آمادہ معلوم ہوتا ہے تو وہ روس ہے لیکن روسی مداخلت کے معنی چینی نظام حکومت اور چینی معاشرت کی درہمی برہمی ہے اس لئے چینیوں کا سواد اعظم اور موجودہ چینی حکومت اور مداخلت کے مخالف ہیں۔ لیکن آج نہیں تو کل چین کے معاملہ میں روس اور جاپان کا تصادم ناگزیر ہے۔ کمزور اور لاچار کے طاقتور ہمسایوں میں ہمیشہ چشمک رہتی ہے چنانچہ روس اور جاپان میں بھی تعلقات برابر کشیدہ رہتے ہیں کبھی زیادہ کبھی کم اور دونوں طرف سے برابر آمادگی جنگ کا اظہار بھی ہوتا ہی رہتا ہے لیکن اصل صورت حال یہ ہے کہ روس اپنی اندرونی معیشت کو منظم کرنے میں اس قدر منہمک ہے کہ باہر کے جھگڑوں سے اپنا دامن حتی الوسع بچانا چاہتا ہے چنانچہ باوجود تیز تیز تقریروں کے جاپان کے ساتھ رعایتیں ہوتی رہتی ہیں۔

سب سے پیچیدہ معاملہ چینی مشرقی ریلوے کا تھا۔ روس نے جب ۱۸۹۶ء میں منچوریا پر اپنا تسلط قائم کرنے کی ٹھانی تھی تو اس منصوبہ کا آغاز اسی ریل کے اجرا و انتظام سے کیا تھا۔ مگر ۱۹۰۵ء میں جاپان سے شکست کھانے کے بعد روس کا اثر اس علاقہ میں گھٹنا شروع ہوا اور اب ۲۳ مارچ ۱۹۳۵ء کو روس نے اس ریل کا بیعنامہ ریاست منچوکو کے نام لکھ کر اس علاقہ میں جاپان کے تسلط کو عملاً تسلیم کر لیا ہے۔ بقول لٹوینوف وزیر خارجہ روس یہ بیعنامہ مشرق بعید کے دشوار ترین مسائل میں سے ایک مسئلہ کا حل ہے اور روسی جاپانی تعلقات کے نشوونما میں ایک قابل لحاظ مثبت عنصر۔ اسی سلسلہ میں لٹوینوف نے دو چیزوں کا اور بھی ذکر کیا تھا ایک تو جنگ سے اجتناب کے اس معاہدہ کا جس کی تجویز روس نے ۱۹۳۱ء میں کی تھی لیکن جس پر جاپان نے ہنوز کوئی توجہ نہ کی دوسرے منچوریا اور سائبیریا کی سرحدوں پر سے فوجیں ہٹا لینے اور قلعے تعمیر نہ کرنے کی تجویز کا کوئی سال بھر سے زیادہ ہوا جاپان کی طرف سے کی گئی تھی جس پر روس نے اب تک گفتگو کرنے سے انکار کیا ہے گویا وزیر خارجہ روس نے یہ اشارہ دیا ہے کہ اگر پہلی تجویز پر جاپان غور کرے تو روس دوسری پر گفتگو کرنے کے لئے آمادہ ہے لیکن ان صلح جویانہ اشاروں کے باوجود روس خوب جانتا ہے کہ جلد یا بدیر جاپان سے ٹکر ہوگی اور صلح ہے ایک مہلت سامان جنگ ہاں اپنی طرف سے وہ اس وقت چھیڑ نہ کرے گا۔

جاپان کے لئے روس کی یہ کمزوری اور داخلی مشغولیت جنگ چھیڑ دینے کا موقع ہو سکتی تھی مگر واقعہ یہ ہے کہ جاپان بھی پہل کرنا نہیں چاہتا مقابلہ سخت ہے اور جاپان کے ہاتھ بھی خالی نہیں۔ منچوکو کے قیام سے متعدد توجہ طلب مسائل نکل آئے ہیں جن کا حل نکالنا ہے دوسرے جاپان اپنے فوجی نظام کی تجدید کر رہا ہے اور اس میں ابھی کئی سال کا کام باقی ہے لیکن اپنی سرپرستی اور قیادت میں منچوکو کے قیام سے اس کی سرحدوں کا معاملہ جاپان کے لئے نہایت اہم ہو گیا ہے اور مستقل طور پر روس سے تصادم کا ٹالنا غالباً ممکن نہ ہو۔ منچوکو کی وجہ سے جاپان کو مغربی جانب منگولیا سے نپٹنا ہے اور منگولیا کی وجہ سے روس سے بھی۔ منگولیا کے دو حصے ہیں بیرونی اور اندرونی۔ بیرونی میں روسی اثر نہایت قوی ہے اور اندرونی منگولیا میں جنوب و مشرق میں سے چینی کسانوں کی کثرت آ جانے یہاں کی خانہ بدوش اور مویشی پالنے کی معیشت کے نظام کو درہم برہم کرنا شروع کر دیا ہے جاپانیوں کا خیال ہے کہ منچوکو کے [illegible] کو مدد دیکر اس ابتدائی نظام معیشت کی عمر بڑھا سکیں گے اور [illegible] حاکموں کو اپنا ساتھی بنا لیں گے لیکن فوجی ضرورتوں کے باعث جو ریلیں بنا کر ذرائع نقل و حرکت بھی درست کرنے ہیں اور جہاں ریل پہنچی وہاں چینی کسان بھی پہنچتا ہے اور زمین پر قبضہ کر کے عملی کاشت شروع

کر دینے میں سے دو خانہ بدوش نظام کا خاتمہ ہو جائے۔ اس طرح منگولیا اندرونی حیثیت کا علاقہ برابر روسی سرحد کی طرف بڑھتا جائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ جاپانی بھی آگے بڑھتا جائیں گے۔ منگولیا میں روس اور جاپان کے اس ٹکراؤ پر تصادم سے پہلے گمان ہے کہ خود منگولیا والے اوس سے نکل جائینگے کیونکہ نہیں یہ جاپان سے غافل رہی ہے

کیا تعجب ہے کہ جنرل سمٹس جیسے شاطر سیاسی مدبر دوسرے اہل سیاست کو یہ مشورہ دیا ہے کہ مشرق پر نظر رکھیں!

ایک عجیب دستاویز

جاپان کی حوصلہ مند سیاست کے مستقبل پر ایک دستاویز سے جو نانکن کے چینی حلقوں نے شائع کیا ہے خوب روشنی پڑتی ہے ۱۹۲۷ء میں شاہ جاپان نے اپنے وزیر اعظم مسٹر تناکا کو حکم دیا تھا کہ وہ سیاست عالم پر ایک نظر کر کے جاپان کے لئے ایک مفصل لائحہ عمل بنائیں جو عرصہ تک جاپانی سیاست کے لئے مشعل ہدایت کا کام دے سکے وزیر اعظم نے ایک ماہ کے مطالعہ اور غور کے بعد ایک یاد داشت جیسفہ راز پیش کی ہے جس کی نقل وزارت خارجہ جاپان کا ایک چینی مترجم لے اڑا اور چینی اخبارات نے اسے شایع کر دیا جاپانی وزارت خارجہ نے اس کی صحت سے فوراً انکار کیا لیکن عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ یہ دستاویز صحیح ہے اور واقعی بارگاہ شاہی میں پیش کی گئی تھی اس دستاویز میں توسیع سلطنت کو چھ ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے (۱) پہلا دور منچوریا اور منگولیا پر تسلط حاصل کر لینے کا ہے۔ منچوریا کی تدابیر مفصل درج کی گئی ہیں اور بعد کے واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ منچوریا اور صوبہ جیہول پر حملہ اور قبضہ کے معاملہ میں تفصیلات میں اس دستاویز کی پابندی کی گئی ہے۔ منچوریا کے بعد اندرونی منگولیا کو لینے کی تجویز کی گئی ہے اور تدبیر یہ بتائی گئی ہے کہ منگولی شاہزادوں کو جاپانی اثر میں لایا جائے۔ اس پر بھی ہماری آنکھوں کے سامنے عمل ہو رہا ہے۔ حال میں جاپانی فوج نے جہار کے ضلع پر قبضہ کر کے اندرونی منگولیا کی شاہراہ پر قابو پا لیا ہے اس کے بعد بیرونی منگولیا کی باری ہے جو اس وقت عملاً روس کے ماتحت ہے اس غرض کے حصول کا زمانہ روس کی قوت اور دوسرے معاملات میں روسی جاپانی تعلقات کی نوعیت پر منحصر رکھا گیا ہے۔

(۲) دوسرا دور دریائے یانگسی کی وادی پر تسلط کا ہے جو چین کا سب سے زیادہ آباد اور زرخیز علاقہ ہے ۱۹۳۲ء میں شنگھائی پر جو حملہ ہوا تھا وہ دراصل اس مقصد کے حصول کے لئے ایک قبل از وقت کوشش تھی جسے چینی مقابلہ کی شدت اور دول یورپ کی مداخلت کے اندیشہ سے فی الحال عارضی طور پر ملتوی کر دیا گیا ہے۔

(۳) تیسرا دور جس میں جاپانی اثر کو اتنی ترقی دینے کا ہے کہ جنوبی چین پر عملاً جاپان کا تسلط ہو جائے سارے چین پر یہ تسلط دغابازانہ ارادہ غرض سے یہ سالاروں اور تعلقداروں کو قابو میں لا کر حاصل کرنے کی تجویز ہے۔ نسخہ مجرب ہے کیا عجب ہے کہ کارگر ہو۔

(۴) چوتھا دور فرانسیسی ہندچینی، چین میں اثر بڑھانے اور بالآخر اسے سلطنت جاپان میں شامل کرنے کا ہے۔

(۵) پانچواں دور ولندیزی جزائر شرق الہند اور جزائر فلپائن پر قبضہ کا ہے

(۶) چھٹا دور ایشیا بجیر ہندوستان پر قبضہ کا۔ اس لئے کہ بقول تجویز ہندوستان کو بحیثیت سلطنت کوئی خارجی قوت ہی متحد رکھ سکتی ہے انگریز اسے ایسی حالت کو چھوڑتے جاتے ہیں جو انھیں مغلوں سے ورثہ میں ملی تھی اور دہلی میں جس قوی اور بااقتدار حکومت کی ضرورت ہے اس کا فراہم کرنا جاپانیوں ہی کے لئے مقدم ہے

خاتمہ اندرونی کا پتہ بلائے آسمانی ابھی سے معلوم کر رہی ہے۔

غرض منصوبہ یہ ہے کہ سائبیریا کو چھوڑ کر سارے ایشیا پر ٹوکیو کا سیاسی، معاشی اور فوجی اقتدار ہو اور جاپان دنیا کی سب سے قوی حکومت ہو اس کی سلطنت روسی، برطانوی اور مغل سلطنتوں سے بھی بڑی ہو۔

ہندوستان کے باشندے اب اس قدر بے وقوف نہیں رہے کہ جس کا جی چاہے ہندوستان پر حکومت کرنے لگے انشاء اللہ ہندوستان پر ہندوستانیوں ہی کی حکومت ہوگی اور وہ بہت جلدی اغیار کی غلامی کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکیں گے

امہات الامۃ

(از علامہ مولانا ابوالاعلےٰ صاحب مودودی)

شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم کی یہ وہ مشہور کتاب ہے جس نے آج سے کئی سال پہلے ہندوستان میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا تھا علمائے اسلام نے اس پر اتنا سخت احتجاج کیا کہ آخر کار اس کو جلا دینا پڑا۔ اس وقت یہ کتاب نا پید تھی اب مرحوم کے لائق پوتے جناب شاہد احمد صاحب اڈیٹر رسالہ "ساقی" نے اسے دوبارہ شائع کیا ہے۔

مؤلف مرحوم کے متعلق ہم کو یہ معلوم ہے کہ وہ ایک صحیح العقیدہ مسلمان اور وسیع النظر عالم تھے ان کی تالیفات ان دونوں باتوں پر گواہ ہیں ان کی ایک ایک تصنیف سے ظاہر ہے کہ انھوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سے دشمنوں کے اعتراضات رفع کرنے کی کوشش کی اور خود مسلمانوں میں جو لوگ اسلامی تعلیمات میں شکوک رکھتے تھے ان کو مطمئن کرنے کے لئے بارہا اپنی قوت تحریر و تقریر کو استعمال کیا امہات الامۃ بھی انھوں نے اسی نیت سے لکھی تھی کہ دشمنوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی اور تعدد ازدواج پر جو اعتراضات کئے تھیں ان کو رفع کریں پس جہاں تک ان کی نیت کا تعلق ہے شبہ کرنے کی گنجائش نہیں ان کے حق میں یہ بدگمانی کرنے کی ہم کو کوئی وجہ نہیں کہ انہوں نے قصداً حملہ کرنے کی نیت سے اسلام کی مقدس ترین شخصیتوں میں سے کسی پر حملہ کیا ہوگا لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اپنے نیک مقصد حاصل کرنے کے لئے انہوں نے جو طریقہ اختیار کیا اس میں سخت غلطیاں کیں اور حد اعتدال سے اس قدر تجاوز کر گئے کہ محض ان کے حسن نیت کی رعایت ان کی غلطیوں پر پردہ ڈال دینے کے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔

چھوٹی چھوٹی لغزشوں کو نظر انداز کر کے ہم صرف اس حصہ پر نظر ڈالیں گے جس میں مؤلف نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت بیان کرتے ہوئے ضمناً خلافت کے مسئلہ پر بحث کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت کے مسئلہ میں جو اختلاف برپا ہوا اور جس کی وجہ سے آخر کار مسلمانوں میں دو فرقے پیدا ہو گئے اس کی بنیاد مولوی نذیر احمد صاحب کے نزدیک وہ "منافست" ہے جو آنحضرت کے حین حیات ہی سے حضرت فاطمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے درمیان قائم تھی۔ ان کا خیال ہے کہ حضرت فاطمہ کو اپنی والدہ ماجدہ کی خدمات پر جو ناز تھا اس کی وجہ سے وہ حضرت عائشہ کو اپنا ہمسر نہ گردانتی تھیں دوسری طرف حضرت عائشہ کو اپنے والد ماجد حضرت ابوبکرؓ کی ان خدمات پر ناز تھا جن پر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علے رؤس الاشہاد اظہار ممنونیت فرمایا اس بنا پر فاضل مؤلف نے پہلا نظریہ یہ قائم فرمایا کہ:-

"دونوں میں منافست کے اسباب موجود تھے اور منافست تھی بھی"

اس کے بعد وہ خلافت کے "دو بڑے امیدواروں" یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کی طرف بڑھتے ہیں اور یہ رائے قائم کرتے ہیں کہ یہ دونوں بھی اپنی اسلامی خدمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی تعلق کی بنا پر خلافت کے مدعی تھے اور ان دونوں میں پہلے سے "نا خوشی" اور "دلی کدورت" تھی۔ کدورت کے ثبوت میں مؤلف نے واقعہ افک کو پیش کیا ہے جس میں حضرت علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ "خدا نے آپ پر بیویوں کے معاملہ میں تنگی نہیں کی ہے" مصنف کی رائے میں حضرت علی کا مقصد یہ تھا کہ آنحضرت صلعم حضرت عائشہ کو طلاق دیدیں اور یہ مشورہ حضرت علی نے اس دشمنی کی بنا پر دیا تھا جو ان کو حضرت ابوبکر سے تھی وہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ نے دونوں بزرگوں میں منافست کو ترقی دیکر محاسد کی حد تک پہنچا دیا۔

اس کے بعد جناب مؤلف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اس خیال کا اظہار فرماتے ہیں کہ:-

"خود پیغمبر صاحب کو بھی مشکل درپیش تھی انہوں نے بھی خلافت کے بارے میں کبھی صاف طور پر دوٹوک بات نہ فرمائی جیسی توحید کے بارے میں لگی لپٹی نہیں رکھتے تھے ہاں ضرورت پڑے پر مختلف حیثیت سے ہر ایک کے استحقاق کا اعتراف کرتے رہے۔"

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگرچہ خلافت کا تصفیہ کر دینا ضروری تھا مگر امت کی اس ضرورت کو پورا کرنے سے جس چیز نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک دیا وہ صرف یہ بات تھی کہ ایک طرف بیٹی کی محبت تھی اور دوسری طرف بیوی کی محبت یہ ایک کھلی ہوئی اخلاقی کمزوری ہے جس کو مؤلف نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

اس سلسلہ میں مؤلف نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے واقعہ قرطاس کو اس انداز سے بیان کیا ہے:-

"سب سے پہلے واقعہ قرطاس نے بھانڈا پھوڑا کہ اول دن سے رکابڑوں کی کھچڑی خلافت کے لئے پک رہی تھی خلافت کے سوائے اور کون سا ایسا ضروری مطلب ہو سکتا تھا جس کے لئے اختصار کی حالت میں صورت سوال بنکر پیغمبر صاحب کو وصیت کی تکلیف دی جائے بات پھر بھی گول مول رہی علی نے سامنے جا کھڑے ہونے کے سوائے منہ سے کچھ نہ کہا پیغمبر صاحب نے بھی اس وصیت کی جس کے لئے کاغذ منگواتے تھے کچھ صراحت نہ فرمائی کہ کیا لکھوانا چاہتے تھے مگر جن کے دل میں تمنائے خلافت چٹکیاں لے رہی تھی انہوں نے دھینگا مشتی سے منصوبے ہی کو چٹکیوں میں اڑا دیا! اور مزاحمت کی تاویل یہ کی کہ ہماری ہدایت کے لئے قرآن بس کرتا ہے۔"

اس فقرے میں حضرت علی اور حضرت عمر دونوں پر جو حملہ کیا گیا ہے وہ اتنا مبہم ہے کہ اس کو کسی تاویل سے نہیں چھپایا جا سکتا

تبدیل پتہ تبدیل پتہ کے وقت ضرورتاً اور پرچہ کی طلبی پر عموماً نمبر خریداری کی اشد ضرورت ہوتی ہے، پتہ اور نمبر کے بغیر تبدیل ہی نہیں ہو سکتا۔ اور پرچہ نہ پہنچنے کی صورت میں بغیر نمبر

اس کے بعد اہل بیت کرام پر حملہ کیا گیا ہے کہ :

"ان لوگوں نے وزق مقسوم پر قناعت نہ کر کے گوشہ عافیت سے پاؤں باہر نکالے اور خواہ مخواہ دعویٰ خلافت کر بیٹھے ۔۔۔ ان کا حال کیا تھا کہ ان میں سے جب کسی کے پاس ہزار پانسو آدمیوں کی جمعیت فراہم ہوئی لگا سلطنت کے خواب دیکھنے ملک گیری کی ہوس میں علم خلافت اونچا کیا خلیفہ وقت پر چڑھائی کر کے ساتھیوں کو ناحق مروا دیا اور آخر کار خود بھی لڑائی میں مارا گیا یا پکڑا آیا، قید کیا گیا یا زہر دے کر مار ڈالا گیا۔ خدا کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ۔۔۔ اسلام کے حق میں یہ بھی اچھا ہوا کہ پیغمبر صاحب کی اولاد ذکور ان کے بعد زندہ نہ رہی بیٹیوں میں ایک بیٹی زندہ رہیں تو ان کی نسل کی بدولت اسلام میں یہ تفرقہ پڑا کہ مسلمان سنی اور شیعہ دو فریق ہو گئے جن میں ہمیشہ جوتیوں میں دال بٹتی رہتی ہے۔ بیٹا زندہ رہتا تو شاید پسر نوح ثابت ہوتا"

اس فقرے کا مطلب بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ امام حسنؓ اور امام حسینؓ سے لیکر آخر تک اہل بیت میں سے جس کسی نے خلافت کا دعویٰ کیا اس کے پیش نظر محض سلطنت کی ہوس تھی اور کسی بلند تر مقصد کا شائبہ تک نہ تھا۔ ادب اور بزرگ داشت کو جانے دیجئے تاریخ ہی کے اعتبار سے کیا یہ درست ہے؟ پھر قیاس آرائی کی حد یہ ہے کہ جناب مولف فرض کر لیتے ہیں کہ اگر حضرؐ کا بیٹا زندہ رہتا تو شاید پسر نوح ثابت ہوتا۔ قطع نظر اس کے کہ اہل بیت کے حق میں یہ انداز بیان حد درجہ گستاخانہ اور خلاف حقیقت ہے ہم پوچھتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے متوفی بیٹے کے حق میں جو قیاس انہوں نے قائم کیا ہے اس کیلئے مجرد بدگمانی کے سوا اور کیا بنیاد ہو سکتی ہے۔

اہل بیت اور بنو امیہ و بنو عباس کے درمیان جو خونریزیاں ہوئیں ان کو بیان کرنے کے بعد مولانا لکھتے ہیں۔

"دو عورتوں کی ضد نے (اور ضد بھی کھانے کی کپڑے کی نہیں طرح بات کی نہیں سلوک مدارات کی نہیں خیالی برتری کی) کیا طول پکڑا ہے کہ ڈیڑھ ہزار برس ہونے کو آئے اور یہ جھگڑا طے نہ ہوا"

پھر اس سلسلہ میں حضرت فاطمہ کے دعوائے فدک اور اس کے فیصلہ پر ان کے ناراض ہونے کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں :-

"کس بلا کا غصہ ہے خدا کی پناہ، سیدہ فاطمہ ایک سیر کی تھیں کہ مرتے مر گئیں اور اپنی آن نہ چھوڑی تو ادھر عائشہ سوا سیر کی کہ فاطمہ جوان مرگ مر گئی تھیں علی کا سارا گھمنڈ فاطمہ کے مرنے سے کر کرا ہو گیا تھا اور ہارے درجے بس خیر وہ خلافت ان کو نصیب ہوا تھا نہ ہی ادھر اکہ عراق و شام کے لوگ علی کی خلافت سے راضی نہ تھے پھر عائشہ اور علی کو نیچا دکھانے کی تاک میں تھیں حضرت علی مسند خلافت پر جم کر بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ ناحق عثمان کا قصاص لینے کی غرض سے علی پر فوج کشی کر بیٹھیں گویا علیؓ نے عثمان کو قتل کیا یا کرایا ہے ہمارے ملک میں عورتوں کا ایک طبعی خاصہ تریا ہٹ اور ایک تریا چرتر بھی مانا گیا ہے تو وہی بات ہم فاطمہؓ اور عائشہ میں پاتے ہیں فاطمہ تو انتقال فرما گئیں اور ان کی ہٹ بھی تم نے دیکھ لی اب رہ گئیں عائشہ تو ان کا ایک چرتر تو یہ تھا۔۔۔۔۔"

اس کے بعد تقریباً پانچ صفحے حضرت عائشہ کے چرتر گنائے ہیں اور اپنے دعوے کی تائید میں جو ثبوت پیش کیا ہے وہ اس قدر لغو ہے کہ اس پر بحث کرنا بالکل لاحاصل معلوم ہوتا ہے۔

آگے چل کر حضرت عثمان پر بھی ہاتھ صاف کرتے ہیں ان کے حق میں مولانا کا فتویٰ یہ ہے کہ :-

"عثمان اپنی بے جا اور نکما اور خود سرانہ کارروائیوں کی وجہ سے قتل کے تو نہیں عزل کے مستوجب ضرور تھے۔"

ہم نے ان تمام ناشائستہ فقروں کو دلی کراہت کے باوجود صرف اس لئے نقل کیا ہے کہ کوئی شخص ہم کو مولوی نذیر احمد صاحب کے حق میں بے انصافی کا الزام نہ دے خود مولوی صاحب کی تحریروں سے یہ چند نمونے پیش کرنے کے بعد ہم پوری کتاب کے متعلق اپنی رائے مختصر الفاظ میں لکھ دیتے ہیں

(۱) سب سے پہلی غلطی یہ ہے کہ ایک ایسی کتاب میں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی اور تعدد ازدواج پر عیسائی پادریوں کے اعتراض رفع کرنے کے لئے لکھی گئی تھی ان مباحث کی قطعاً ضرورت نہ تھی جن کو مولوی صاحب نے خواہ مخواہ چھیڑ دیا ہے۔

(۲) دوسری غلطی یہ ہے کہ انہوں نے ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کا ذکر اس زبان میں لکھی ہے جو مراۃ العروس اور بنات النعش ہی کے لئے موزوں ہو سکتی تھی مولف میں یہ سلیقہ نہ تھا کہ موضوع کے لحاظ سے اس کے مناسب زبان اختیار کرتے۔ بزرگان دین کے احوال میں وہ زبان استعمال کرنا جو ناولوں میں استعمال کی جاتی ہے خالص ادبی نقطۂ نظر سے بھی جائز نہیں کجا کہ دینی نقطہ نظر سے یہی وجہ ہے کہ جگہ جگہ ان کے فقرے نظروں میں کانٹوں کی طرح کھٹکتے ہیں اور بعض مقامات پر تو زبان کا بھونڈا پن اس قدر حد سے گذرا ہوا نظر آتا ہے کہ بے اختیار کتاب ہاتھ سے پھینک دینے کو جی چاہتا ہے

(۳) مؤلف کی نیت نیک ہی سہی مگر انہوں نے یہ کتاب لکھ کر وہ کام کیا ہے جو ایک دشمن اسلام کو کرنا چاہیے تھا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اور آپ کے سب سے زیادہ مقرب صحابیوں کا وہ کیرکٹر پیش کیا ہے جو کسی حیثیت سے بھی ادنیٰ درجہ کے نفس پرست لوگوں سے ممتاز نہیں وہی ضد نفسانیت جوش جاہ اور اپنی ذاتی اغراض کے لئے حق و ناحق کی پرواہ نہ کرنا جو ہم پست ترین اخلاق کے لوگوں میں دیکھتے ہیں مولوی نذیر احمد صاحب نے اسی کو ان لوگوں کی سیرتوں میں کر کے دکھایا ہے جنہوں نے رسول اللہ صلعم سے اسلامی اخلاقی تعلیم و تربیت پائی تھی اور جن کے کندھوں پر آنحضرتؐ کے بعد دنیا میں اسلام پھیلانے کا بار ڈالا گیا تھا اگر یہ لوگ فی الحقیقت ویسے ہی ہوتے جیسا مولوی نذیر احمد صاحب نے ان کو سمجھا ہے تو قسم بخدا کہ اسلام ہرگز مدینہ سے چل کر دلی تک نہ پہنچتا اور نہ تیرہ صدیوں تک قائم رہتا بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور آپ کی تعلیم و تربیت کے باوجود ان لوگوں کے اخلاق ایسے ہی تھے جیسے مولوی صاحب نے بیان کئے ہیں ؛ پھر اخلاق کے اعتبار سے جاہلیت اور اسلام میں فرق ہی کیا باقی رہا ! اور وہ کونسی اصلاح اخلاق ہے جس پر اسلام فخر کر سکتا ہے

(۴) مولوی نذیر احمد صاحب نے صحیح اور معتبر تاریخی واقعات کو صاف اور سیدھے

الفاظ میں بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان پر قیاسات کی ایک بڑی عمارت کھڑی کی ہے اور قیاس یہ ہے کہ ان کے تمام قیاسات ایسے ہیں کہ اگر کوئی غیر مسلم مورخ جو رسول اللہ صلعم ۔۔ نے برا پہلو اختیار کیا اور صحابہ و اہل بیت رسول کے ہر فعل میں ان کو بدنیتی اور دنائت اخلاق ہی نظر آئی یہ وجوہ ہیں جن کی بنا پر ہماری رائے میں امہات الامہ ہرگز

کانگریس اور اتحاد اقوام

(مولانا شریف احمد صاحب مراد)

بھائی آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کی ایک عمر کانگریس میں گذری ہے اور میں بھی ۱۹۱۸ء سے ان کے ساتھ کانگریس کے اجلاسوں میں برابر شریک ہوتی رہی ہوں اور اپنی بساط کے مطابق اپنے حلقۂ اثر میں کانگریس کو ہر دلعزیز بنانے اور اس کا کام کرتی رہی ہوں۔ ہر کانگریس کے عمل درآمد پر میری نظر رہی ہے اور اس کی تحریک کا مطالعہ گہری نظر سے کرتی رہی ہوں اس کی تاریخ، اس کا اقتدار، اس کی عظمت، اس کی شان اور اس کی حالت میرے پیش نظر ہے اس کی شیرینی بھی دیکھی اور بے کسی بھی لیکن سچ پوچھو تو اب تو مجھے ہر طرف گرد اڑتی نظر آتی ہے اور جن آنکھوں نے اس کی گرمیاں دیکھی تھیں انھیں آنکھوں سے اس کی سرد مہریاں اور خنکی دیکھ کر کیا بتاؤں کتنا دکھ کتنا رنج اور کتنا صدمہ ہوتا ہے ۱۹۱۵ء سے لیکر ۱۹۲۲ء تک یہ برابر ترقی کرتی رہی اور اقتدار پاتی رہی۔ ناگپور کانگریس کا نظارہ کس قدر شاندار اور دلچسپ تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بدلی چھٹ چکی ہے اور آفتاب حریت اب طلوع ہوا چاہتا ہے لیکن پنجاب کے دہکتے لوں سے اٹھنے والی ایک آندھی نے اس کے اقتدار و عظمت کو اپنی گرداب میں لے لیا جہاز کو پرسکون سمندر میں چھوڑ کر منزل مقصود پر پہنچا دینا کوئی اہم کارنامہ نہیں قابلیت و ہوشیاری تو یہ ہے کہ تلاطم لہروں سے بچاکر اسے منزل پر پہنچوا دیا جائے اس سے بھی زیادہ لیاقت و دانائی کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے کہ جہاز خوفناک و مہلک موجوں کے حلقے میں آگیا ہو اور حواس قائم رکھ کے اور ہوشمندی و تدبیر سے کام لیکر اسے سلامت نکال لیا جائے۔

میں افسوس کے ساتھ کہتی ہوں کہ کانگریس کا جہاز بھی دو دفعہ گرداب خوفناک میں پھنسا پہلے ۱۹۱۹ء میں اور دوبارہ ۱۹۲۲ء میں پہلے تو خدا بھلا کرے ہوشیار ملاحوں کا وہ اپنے جہاز کو طوفانی سمندر سے صاف بچالے گئے لیکن بعد کے ناخداؤں کی قابلیت کے متعلق میں اپنی زبان سے کچھ نہیں کہنا چاہتی اتنا جانتی ہوں کہ ۱۹۲۲ء سے اب تک جہاز گرداب میں پھنسا ہوا امواج تلاطم کے تھپیڑوں سے ہچکیاں لے رہا ہے اور کوئی اسے باہر نہ لاسکا۔

بشیر۔ بہن فاطمہ آپ جو کچھ فرما رہی ہیں وہ بالکل درست ہے لیکن کہیں آپ کے سر پر مسلم کانفرنس کے جن کا سایہ تو نہیں پڑ گیا۔

فاطمہ۔ بہت افسوس ہے کہ کانگریس کے اقتدار کے زوال کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ اس پر اس کے ہمدرد و متعلقوں کی طرف سے کبھی نکتہ چینی نہیں کی گئی اور دو مند کانگریسیوں نے سب کچھ جانتے ہوئے اور دیکھتے ہوئے اور سمجھتے ہوئے بھی اس لئے اعتراض کی جرات نہیں کی کہ لوگ اندھا دھند ان کے پیچھے پڑ جائیں گے اور اگر انھیں مہاسبھائی اور فرقہ پرست نہ بھی کہا گیا تو لبرل کا خطاب تو ضرور ہی مل جائے گا دنیا کے ہر ادارے اور ہر تحریک پر شدت کے ساتھ اعتراض ہوتے رہتے ہیں مگر کانگریس اس سے اب تک قطعی محفوظ رہی ہے کسی نے اس کے جلسہ میں بیٹھ کر اعتراض کر دیا تو وہیں بند کر دیا گیا۔ سمجھا دیا گیا کہ براہ مہربانی خاموش رہیے کانگریس میں اختلاف پیدا کر کے اس کے اقتدار کو نہ مٹائیے یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ کہنے کو کچھ کہہ لیا جائے لیکن اصلاً ملک پر اب اس کا کوئی خاص اقتدار باقی ہے اور وہ اثر اس نے جو اچھا یا برا فیصلہ کر دیا اسی کی تائید شروع ہوگئی اور کسی نے کچھ کہا تو اس پر ہر طرف سے لے دے شروع ہوگئی۔

(۲)

بشیر۔ آپ نے تو گویا میرے منہ کی بات چھین لی میرے چند ہندو مخلص دوست ہیں اور جن کا رشتہ ملک سے ان کا بھی یہی خیال ہے اور وہ بھی کانگریس کے رویہ سے بیزار ہیں۔

فاطمہ۔ لطف یہ ہے کہ اس میں جو فیصلے ہوتے ہیں وہ غور کرکے اور سوچے سمجھے ہوئے بہت کم ہوتے ہیں کرنے کو تو آٹھ آٹھ گھنٹے بحث کی جاتی ہے سب کو بولنے کا موقعہ ملتا ہے لیکن فیصلہ جو ہوتا ہے وہ چند دماغوں ہی کی پیداوار ہوتا ہے اور صاف کیوں نہ کہوں کہ آجکل تو مہاتما جی ڈکٹیٹر بنے ہوئے ہیں ان کی پاکبازی ان کے خلوص ان کی بہی خواہی کی معترف ہوں انھوں نے زبردست قربانیاں کی ہیں ایک عرصہ دراز سے قومیات میں مشغول رہ کر اپنی زندگی ملک ہی کے لئے وقف کر رکھی ہے اس لئے میرے دل میں ان کی بڑی عزت ہے ان کا احترام کرتی ہوں لیکن یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتی کہ انہوں نے کانگریس کے اندر اور ملک میں جو اقتدار حاصل کیا۔ جو شہرت پائی وہ اپنے کارنامہ ہائے عظیم اور اپنی قربانیوں کے باعث نہیں پائی بلکہ اپنی مہاتمائی اور سنیاسانہ معاشرت سے حاصل کی ہندوؤں میں ہزارہا سال سے اور ان کی صحبت و ہمسائیگی میں رہنے کے باعث ایک عرصہ سے مسلمانوں میں مہاتماؤں سنیاسیوں اور فقیروں کی خاص عزت رہی ہے انہوں نے مہاتما جی کو نیم برہنہ حالت میں ایک لنگوٹی باندھے ہوئے جو پلیٹ فارم پر دیکھا تو پروانہ وار ان کے گرد جمع ہوگئے اور ملک بھر میں گاندھی ازم کا ایک سیلاب امنڈ آیا۔

انھیں چونکہ عام ہر دلعزیزی اور ہر دلعزیزی سے شان مرکزیت حاصل ہو چکی تھی اور یہ بہت اعلیٰ چیز اور بڑی قوت ہے اس لئے ہندو مسلم نے بھی انہیں آگے رکھ لیا ابتدا میں ان کی یہ مرکزیت مفید ثابت ہوتی رہی ان کے مشیروں میں دیش بندھو داس، پنڈت موتی لال نہرو، مولانا محمد علی اور حکیم اجمل خاں جیسے مشہور سیاست دان اور لائق و ہوشمند قانون دان تھے وہ ان کی ہر دلعزیزی اور شان مرکزیت سے کام لیتے اور انھیں ملک کے گوشے گوشے میں پھراتے رہے لیکن ان کے میدان سے ہٹتے اور اپنی سلامتی کے پیچھے جاتے ہی رنگ بدل گیا اوائل ۱۹۲۲ء میں تحریک حریت پورے شباب پر تھی ہندوستان میں دہلی سے لیکر لندن کے وائٹ ہال تک ایک ارتعاشی کیفیت طاری تھی اور حکومت کو جھکا لینا تو واقعی

چند روز کی بات ہے گویا کہ حکومت کو شروع تحریک کا راز معلوم ہو گیا تھا یہ نے مہاتما جی کو چھوڑ کر تجربہ کے طور پر ان کے مشیروں کو گرفتار دیا چنانچہ نا شروع کر دیا اس کا اثر عین منشا پر پڑا مہاتما جی اس تحریک کو سنبھال سکے۔ مولوی جی کو آپ صحیح یا غلط طور پر کچھ کہہ لیجئے اس وقت وہ اس تحریک سے قطعاً علیحدہ تھے حکومت سے رشتہ جوڑے ہوئے تھے لہٰذا ہی کے بس ہی میں تھا اگر اس وقت مہاتما جی کی جگہ کوئی تلک کوئی داس اور کوئی محمد علی ہوتا تو وہ اس پھیلائے ہوئے "ہر تک زمین" دام میں ہرگز نہ پھنستا اور حالات سے فائدہ اٹھاتا لیکن مہاتما جی تو آخر مہاتما ہی تھے مہاتما جی دکھائی تہالیہ جیسی خوفناک غلطی کا ارتکاب کر گئے اور ان کے پیچھے کانگریس فوج کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے بلا وجہ روک دیئے بلا ضرورت روک دیئے اس ملک کی امیدوں کو ایک مدت دراز کے لئے خاک نامرادی میں دفن کر دیا۔ لطف یہ ہے کہ اس وقت بھی کسی نے زبان اعتراض دراز نہ کی البتہ سال کے بعد دبی زبانوں سے اس کا شکوہ کیا جانے لگا۔

(۳۳)

بشیر۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ واقعی مہاتما جی کی یہ شدید غلطی تھی۔

فاطمہ۔ صرف شدید! نہیں نہیں تباہ کن خوفناک انقلاب آفریں اور ملک کی ساری آرزوؤں کو برباد کر کے رکھ دینے والی اگر مہاتما جی کے بجائے اس وقت اگر کوئی اور ہستی کار فرما ہوتی تو جمہور آگے نکل جاتے اس کا نتیجہ ملک میں آتا تو ایک طرف ہندوستان میں رہنا ہی غیر ممکن ہو جاتا اور مسلموں کے نام کو نفرین و لعنت کا مترادف بنا دیتیں لیکن یہ میں پھر کہتی ہوں کہ انہوں نے یہ قدم قوم کا نقصان سمجھ کر نہ اٹھایا تھا کچھ ہو ان کی مہاتمائی نے ہمیں بنایا بھی اور بگاڑا بھی اکھاڑا بھی اور گرایا بھی۔ اس وقت ان کی گدی پر "تلک" بیٹھا ہوتا تو چند ہی روز میں حکومت کی اکڑی ہوئی گردن کو اپنے سامنے جھکا لیتا صاف کیجئے میں محسوس کرتی ہوں کہ اب مہاتما جی بڑے بڑے لیڈروں سے جھکنے ہی لگے ہیں وہ بچے ہی نہیں اور ان کے مشوروں کے خلاف قدم اٹھانے کی جرأت ہی نہیں کر سکتے۔ جو بادشاہ دوسروں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنا ہوا ہو جو حاکم دوسرے کے کانوں سے سنتا اور دوسروں کی آنکھ سے دیکھتا ہو وہ کامیابی کے ساتھ نہ سلطنت کر سکتا ہے اور نہ حکومت۔

مزے کی بات یہ ہے کہ ان کے گرد پیش لوگ بھی ایسے ہی جمع ہو گئے ہیں جو ان کی سنتے ہیں اور نہ وہ ان کی یہ ان کا کہا کرتے ہیں اور وہ ان کا یہی مہاتما جی تجویز تو مرا صاحب نگوہ کا مضمون ہے دو دفعہ ملک کی حالت کا اندازہ کئے بغیر تحریک خلاف ورزی قانون شروع کر دی نتیجہ یہ ہوا کہ سنہ کی کمائی بلکہ ملک کروڑوں روپے کے خسارہ میں آگیا کاروبار تباہ ہو گئے ہزار ہا فرزند وطن جیل خانوں میں پہنچ گئے۔

بشیر۔ غالباً آپ کا مدعا یہ ہے کہ مسلمانوں کو ساتھ نہ لیا مسلمان تو پکے رجعت پسند اور فرقہ پرست بن گئے ہیں ان کا ساتھ لینا کانگریسی اصول کا مجروح کر لینا تھا پھر بھی کچھ نہ کچھ مسلم لیڈر ساتھ تھے ہی۔

فاطمہ۔ بھائی کیسی نادانی کی باتیں کرتے ہو سات کروڑ مسلمانوں میں سے اگرچہ کروڑ مسلمان بھی رجعت پسند ہیں اور منافق ہیں جس کا مجھے خود افسوس ہے تو سمجھ لیجئے کہ ملک آزاد ہو چکا یہ تعداد کوئی معمولی تعداد نہیں کانگریس کو اگر آزادی حاصل کرنا ہے تو انھیں کسی طرح ساتھ لینا ہی ہوگا۔ موافقوں کو تو سب ہی اپنا لیتے ہیں کمال تو یہی ہے کہ ان کی تائید بھی حاصل کی جائے انھیں بھی ساتھ لیا جائے تاکہ کوئی ہمارے اختلاف کو ہمارے سامنے پیش نہ کر سکے۔

(۳۴)

بشیر۔ تو جناب مسلمان تو کانگریس کا ساتھ دے چکے۔ انھیں تو نیشنلزم کی ہوا بھی نہیں لگی ہے، ہوگا کہ ان کے کچھ لیڈر سارے ہندوستان بھی اور بھی مسلمانوں کی نمائندگی کانگریس کا ثبوت ہوگا۔

فاطمہ۔ تو رہ لیجئے بیٹھ کر اپنی آرزوؤں کو اور ماتم کیجئے جا کر اپنی تمناؤں کا چند لیڈروں کا مل لینا یا ساتھ کر لینا کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتا اور نہ اس کا کوئی اثر ہوگا ساتھ ملانے کا کیا ہے، پنجاب کے ڈسٹرکٹ بورڈوں اور میونسپل بورڈوں کی حالت دیکھ لیجئے اور پنجاب کیا جہاں بھی مسلمانوں کی اکثریت ہے وہاں کے حالات پر ایک نظر ڈالئے گو ہندو اقلیت میں ہیں مگر وہ اہم مواقع پر چند مسلم ممبروں کو توڑ کر اور اپنے ساتھ ملا کر اپنا کام نکال ہی لیتے ہیں یہ ایک لاکھ یا نہ میونسپل بورڈ وغیرہ کی نظیریں سامنے رکھ لیجئے یہ اور بات ہے کہ مسلمانوں میں کوئی قابل اور بااثر صدر یا مقتدر آ جائے بالعموم یہی ہوتا ہے یہ تو ایک زوال پذیر رفتہ قوم ہے اس کے عوام میں تو کچھ احساس ہے بھی مگر اس کے امراء و حکام میں کوئی جماعتی احساس ہے اور نہ قومی ہندو امراء و حکام جہاں ہیں ہر حالت میں اپنی قوم کی بہتری کے ساتھ ساتھ فائدہ پہنچاتے رہتے ہیں کہ زندہ قوم ہیں اور مسلم امراء و حکام کو تو نے کیا کبھی نوے فیصدی تجسس کیا اپنی ہی قوم کا معاند دیکھا ہوگا۔ دیکھئے اس تذکرہ کو تو نہ چھیڑئے اس کا تجربہ مجھے بھی ہے اور آپ کو بھی، ہندو سے کام نکل جائے اور مسلمان پاس نہ پھٹکنے دے زوال میں یہی ہوتا ہے اور حکومت اس راز کو اچھی طرح سمجھتی ہے دانائی یہی ہے کہ مسلمانوں کو بحیثیت قوم ساتھ لیا جائے ان کی اصلاح کی جائے ان میں حسّ قومی پیدا کی جائے اور انھیں کیا ہر مخالف کو ساتھ لے کر آگے بڑھا جائے۔

بشیر۔ اگر مسلمانوں کے مطالبات مان بھی لئے گئے تو ہندوؤں کی ایک جماعت کانگریس سے علیحدہ ہو جائیگی سکھوں کی قوم کی قوم ساتھ نہ رہے گی کانگریس کے لئے بھی تو مشکلات ہیں۔

فاطمہ۔ دیکھو بشیر اگر جوش و خلوص سے کام لیا جائے اور صداقت و انصاف کا دامن تھام کر آگے بڑھا جائے تو ساری سختیاں نکل سکتی ہیں سکھوں کو اگر کچھ اہمیت ہے بھی تو پنجاب میں ہے اور سچ پوچھو تو یہ اہمیت انہیں دی گئی ہے ورنہ گیارہ فیصد کی آبادی کچھ اہمیت نہیں رکھتی کہ اسے شمار میں لایا جائے پورے ملک میں تو ان کی آبادی ایک دو فیصدی سے بھی زیادہ نہیں پھر سکھوں کی حالت ایسی ہے کہ انہیں کہیں اور کسی صورت بھی اکثریت تو حاصل ہو ہی نہیں سکتی اگر ہندو ان کی ہمتیں نہ بڑھائیں تو پارسیوں یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح وہ بھی خاموش بیٹھے رہیں رہے ہندو۔ ملک بھر میں ان کی اکثریت کو

اقتدار ہے عظمت ہے جہاں وہ اقلیت میں ہیں وہاں بھی انھیں بہت بڑی طاقت حاصل ہے اور اکثریت اتنی کثیر ہے کہ اگر اقلیت چاہے بھی تو ان کی اقلیت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی اس لئے ان کی اصرار ان کا خوف بالکل فضول ہے اور ان کے رویہ کو معقول نہیں کہا جا سکتا۔ اب مسلمانوں کو لیجئے وہ کچھ بھی ملک میں پھیلے ہوئے ہیں ہندوؤں کے سوا ان کی آبادی ہی تمام قوموں سے کہیں زیادہ ہے کئی صوبوں میں انھیں اکثریت حاصل ہے انھیں اور ان کے مطالبات کو کسی طرح ٹالا نہیں جا سکتا تب تو جماعت کے لئے مجبور رہوں کہ جب تک کانگریس مسلمانوں کو اہمیت دیتی رہی نزدیکی تعداد رہی اور جس دن سے اس کے بعض ارکان کا یہ خیال ہوا کہ ہم مسلمانوں کو ساتھ لینے کی ضرورت نہیں اور ہم تنہا سوراج لے سکتے ہیں اسی روز سے زوال شروع ہو گیا۔

(۵)

بشیر۔ (چونک کر) فاطمہ کچھ کہئے آپ پر کوئی سایہ ضرور پڑا ہے۔ آپ نہیں بول رہی ہیں کوئی اور بول رہا ہے۔

فاطمہ۔ جب تک کانگریس کا یہی رویہ رہے گا جب تک حق کہنے والوں کو اغیار کا آلہ کار کہا جاتا رہے گا جب تک مسلمانوں کے مطالبات کی مخالفت کرنے نیشنلسٹ اور حمایت کرنے والے فرقہ پرست سمجھے جاتے رہیں گے اس وقت تک کانگریس کامیابی نہیں نہ ہاری رہے گی۔

بشیر۔ ٹھیک ہے اس سے بہتر خیالات تو علی اکبر مسٹر جناح بھی نہیں کر سکتے جن کے بلاوے کے پردہ میں یہ فرقہ پرستانہ غلط ہو رہے ہیں فاطمہ اس ریمارک اور طعن پر بادِ خفگی ہو گئی اس کی بڑی بڑی آنکھیں ابل آئیں اور چہرہ سرخ ہو گیا وہ کرسی سے دفعۃً اٹھ کھڑی ہوئی اور میز پر گھونسہ مار کر بولی تم بھی جیسے نا والوں نے کانگریس کے بیڑے کو گومتی کی ہروں کی نذر کیا وہ تم ہی جیسے تو تھے جس نے حسرت جیسے پختہ کار قوم پرست کو فرقہ پرست بنایا وہ بھی تمہارے ہی طرح تھے جنہوں نے محمد علی جیسے رئیس الاحرار کو کمیونسٹ کی خطاب دید یا حق بات ہمیشہ کڑوی ہوا کرتی ہے اور حق کہنے والے روز اول سے مطاعن و طاعن کے ہدف بنے رہے ہیں مجھے کہا جا رہا ہے تو کوئی نئی نہیں ہو رہی ہے اور ابھی کیا ہے میرا عزم ہے کہ کانگریس کے بھرے اجلاس میں کھڑے ہو کر نعرہ حق بلند کر دوں اور کر دوں گی اور اس سے زیادہ طعنے سنوں گی مگر اس خاتون کو جو شہرت کے لئے نام کے لئے اعزاز کے لئے فائدے کے لئے کانگریس میں شریک نہ ہوئی رہا ہو ان مطاعن سے ڈرنے لرزنے اور کانپنے کی ضرورت نہیں۔

فاطمہ بیگم نے مزید جوش میں بھر کر کہا یاد رکھئے ہوگا وہی جو میں کہہ رہی ہوں کانگریس کو کل وہی کرنا ہوگا جو اسے آج ہی کر لینا چاہئے تھا نہرو رپورٹ کا انجام دنیا کے سامنے ہے میثاق لکھنؤ کی لاش بھی سامنے کفنائی ہوئی پڑی ہے بمبئی اسکیم بھی غرق مے ناب ہو چکی اور جو اسی قسم کی اسکیمیں اور بنیں گی ان میں بھی کئی نظروں کے سامنے ہی شعلے بلند ہوتے نظر آئیں گے کوئی غیر منصفانہ نعرہ و فیصلہ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا عہد نامہ ورسائی کا کیا انجام ہوا جرمنی نے اتحادیوں کی گونتی من لی جو سامان سن لیں گے ملک مہاراج سے بڑا مکر اور کون قوم پرست ہند و قوم پیدا کر سکتی ہو کیا ان کے یہ الفاظ نہ تھے کہ مسلمان جو مانگتے ہیں دیدو کیا انہی انجہانی نے میثاق لکھنؤ کی ترتیب کے وقت علانیہ یہ نہ کہا تھا کہ میں دیگر سے جھگڑ کے چاہتا ہوں اگر مسلمان ستر فیصدی بھی مانگیں گے تو بھی دے دوں گا۔ دنیش ہند ہو کی عظمت اور وقار قومی ہے کون انکار کر سکتا ہے کیا انہوں نے مسلمانوں کے مطالبات نہ منظور کر لئے تھے بلکہ اور اپنی طرف سے ۲۲-۴۴ کی نسبت اکثریت و اقلیت قائم نہ کر دی تھی اور دہ صرف کر دی تھی بلکہ بنگال پراونشل کانگریس کمیٹی سے اسے منظور بھی کرا دیا تھا کیا یہ دونوں فرقہ پرست تھے اگر نہیں تو مجھے انہی جیسی حق بات کہنے پر کیوں فرقہ پرست کہتے ہو اور کہتے ہو تو کہو حق حق ہی رہے گا۔ اور باطل باطل ہی۔

(۶)

بشیر۔ آخر یہ معلوم بھی ہو کہ آپ چاہتی کیا ہیں۔ فاطمہ۔ کانگریس کی کامیابی۔

بشیر۔ اس کی اسکیم آپ کے نزدیک کیا ہونی چاہئے۔ فاطمہ۔ تمام اقوام ہند کو متحد و مطمئن کر کے کام شروع کیا جائے۔ بشیر۔ اندریں حالات تو یہ کام بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ فاطمہ۔ تو کیا کانگریس کا پنپنا بھی مشکل ہو۔

بشیر۔ (مسکرا کر) آپ کے نزدیک اس گتھی کی عقدہ کشائی کیونکر ہو سکتی ہے۔

فاطمہ۔ میرے نزدیک اس وقت مہاتما گاندھی خود میدان میں آئیں اور وہ مولانا ابو الکلام آزاد اور پنڈت جواہر لال نہرو جیسے منصف اور حق پسند کانگریسیوں کو ساتھ لیکر اور ایک بند کمرے میں بیٹھ کر یہ فیصلہ کر دیں کہ ملک میں ہر قوم اپنی آبادی کے مطابق نیابت و حقوق کی حقدار ہے اور ہر صوبہ میں ہر قوم کو اس کی آبادی ہی کی بنا پر حقوق لینے چاہئیں ہندو اکثریت میں ہیں اگر وہ اپنی اقلیتوں کے لئے ویٹیج کے مطالبہ کریں تو جس نسبت سے وہ اقلیتوں کے طالب رہیں اسی نسبت سے مسلمان اقلیتوں کو حقوق دینے چاہئیں۔ آبادی ایک فطری معیار ہے اور فیصلہ کے لئے یہی معیار بہتر ہو سکتا ہے حقوق و مفاد کے مقابلہ میں پنشنلزم کا وعظ نفسوں سے اٹھا کر جدا رکھا جائے اس فیصلہ کو اس اعلان کے ساتھ شائع کر دیا جائے کہ ہم اسے منظور کرانے کیلئے ہر ممکن سعی سے کام لیں گے اور اسے کسی طرح بھی مسترد نہ ہونے دیا جائے گا بیشک اس کی مخالفت ہوگی اور بہ شدت ہوگی لیکن بہت جلد ختم ہو جائیگی اس لئے کہ حق اس کی طرف ہوگا۔

اس طرح مسلمان تو یک بیک کانگریس کے ساتھ ہو جائیں گے پیچھے کانگریسی ہندو انصاف دوست قوم پرست جو مہاسبھائیوں کے خوف سے خاموش بیٹھے ہیں وہ ان لیڈروں کا حوصلہ مندانہ عزم دیکھ کر فوراً ان کے ساتھ ہو جائیں گے رہ گئے مہاسبھائی ان کی تو پوزیشن ہی غیر معقول ہے کہ اکثریت کے افراد ہو کر ضد کرتے ہیں وہ بھی کچھ دنوں شور مچا کر ختم ہو جائیں گے پھر کانگریس حقیقی معنوں میں ملک کی نمائندہ جماعت ہوگی اور جو تحریک شروع کرے گی وہ کامیاب ہوگی وہ مسلمان جو سنہ ۲۱ء میں ۸۰ فیصدی قربانیاں کر چکے ہیں اس کے سپاہی ہوں گے اور دونوں مل کر جس طرح چاہیں گے آئین بنائیں گے۔ مجھے کتنا افسوس ہوتا ہے کہ ہم لینے تیس کروڑ آدمی اور اپنی اقلیتوں کو مطمئن اور اپنے عناصر کو متحد نہیں کر سکتے محض ذہنیت اتحاد اور تناسب کے جزوی جھگڑوں میں الجھ کر اس قوم کے لئے جو دولت عظمیٰ اور تنظیم میں اعلیٰ رتبہ رکھتی ہو سوراج کو پس پشت ڈال دینا عقلمندی نہیں آزادی سب سے بڑی نعمت ہے۔ بشیر نے کہا کہ بالکل درست ہے میں بھی اپنی کوششیں اسی مقصد کے لئے وقف کر دوں گا۔

ثروت کا نشہ

(۱)

مہابیر کمہار نے اپنی بیوی کے سر پر ہاتھ پھیر کر پوچھا "اب کیا حال ہے؟"

گنگا نے آنکھیں کھول کے بے بسی کی نگاہوں سے اپنے غریب شوہر کی طرف دیکھا اور آہ سرد بھر کر جواب دیا "اب حال کیا ہوگا، چل چلاؤ کی تیاری میں، وقت کال آپہنچا ہے۔"

مہابیر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اپنی میلی دھوتی کے چھیٹے پونے کونے سے آنکھیں پونچھ کر بولا "ایسا کیوں جی چھوڑتی ہو۔ مجھے یقین ہے تم ایک دو دن میں اٹھ کھڑی ہوگی۔ بخار کم ہو رہا ہے۔ کل اس کمبخت بدن اتنا گرم تھا کہ چھوا نہ جاتا تھا آج (گنگا کی پیشانی پر ہاتھ پھیر کر اطمینان سے) بالکل ہلکا ہے۔ دھیرج رکھو۔"

گنگا نے قدرے مسکرا کر کہا "دھیرج ہے تو۔ مجھے ترے جیا رو مالم ہے۔" پھر کچھ دیر بعد کروٹ بدل کر "گاؤں میں تو خوب طیاریاں ہونگی۔"

مہابیر: کیا کہنا سب گلی بجار سیسے کی طرح چمک رہے ہیں۔ جمیندار کا حکم ہے کہ کسی کے دروجے پر تنکا بھی پڑا دکھائی دیا تو بہت برا ہوگا سب دکانیں سج رہی ہیں۔ جمیندار ساب خود گھوم رہے ہیں۔

گنگا: بارات کل آئے گی!

مہابیر: سنا ہے ادھر بھی بڑے چودھریوں کی طیاریاں ہیں کئی سو براتی آئیں گے۔

گنگا: (مسرت بھری نگاہوں سے مہابیر کی طرف دیکھکر) ہمیں بھی دکھاؤ گے نا! ایسا ہوگا روج روج تھوڑا ملتا ہے۔

مہابیر: الیسری کے مکان کی چھت پر بیٹھیں گے ادھر ہی سے تو برات نکلیگی۔ (دیکھا ایک چونک کر) دوا لانا بھی کمبخت تو بھول گیا ہے۔

گنگا اتنی بات چیت ہی سے نڈھال ہو گئی تھی اس نے تھک کر آنکھیں بند کر لیں۔ مہابیر نے ایک پڑیا کٹوری میں گھولی اور گنگا کو پلا دی دوا کڑوی تھی گنگا کے منہ کا ذائقہ خراب ہو گیا منہ بنا کر بولی "اتنی کڑوی دوا لاتے ہو، ہجم بھی نہیں ہوتی پھائدہ کیا کھاک ہوگا؟"

مہابیر: منہ بند رکھو تو ہجم ہو جائے گی۔ بید کہتا تھا کہ یہ دوا نہیں رام بان ہے۔ ذرا پیتا باوں پیچھی تراکی کہتا تھا آج ہی ضرورت ہے چار پیسے مل جائیں گے۔

گنگا: ذکر کس اور آج کچھ کھاؤ گے نہیں۔ جراسا ہی کھا لو پھر رسی بیانا بھوکے رہو گے تو کام کیا ہوگا۔ تم بھی لیٹ جاؤ گے۔

مہابیر: نہ بھئی پہلے رسا پھر کچھ اور۔ رسا نہ بنا تو رات کو دیا جلنا بھی مشکل ہو جائے گا اور کیا۔

گنگا: تمہاری مرجی جو چاہو کرو۔

مہابیر رسا بٹنے لگا۔ صبح کا بھوکا پیاسا گھر سے نکلا تھا کئی گھروں میں پانی بھرا تھک کر بعد چور ہو گیا اور گھڑی لیٹ جاتا تو ذرا کمر سیدھی ہو جاتی ذرا تازہ دم ہو جاتا کچھ کھا پی لیتا تو چہرہ پر رونق آ جاتی لیکن وہ مزدور تھا اس کی قسمت میں آرام کہاں، بھوکا پیاسا رسا بنانے لگا ایسی محبت سے جیسے کوئی دیوتا کی پوجا کر رہا ہو ایسی محنت اور تندہی سے جیسے اسی پر اس کی زندگی کا انحصار ہو۔ وہ اس رسا بٹنے میں ایسا منہمک تھا کہ گنگا گھبرائی ہوئی اٹھکر چارپائی پر بیٹھ گئی۔

مہابیر نے رسا بنانا بند کر دیا اور گنگا کے قریب جاکر بولا کیوں کیا ہوا۔

گنگا نے کھاد کی چادر سر پر کھینچ لی اور بولی کئے ہو جائیگی۔

یہ کہکر اس نے اپنا منہ زور سے بھینچ لیا۔ مہابیر بھاگ کر نمک کی ڈلی لے آیا اور بولا اسے چاٹ لو گرمی ہو گئی ہے۔ ساری دوا نکل گئی۔ مہابیر نے گنگا کی چارپائی پر بیٹھکر اس کو سنبھال لیا اور اس کی چادر سے اس کا منہ صاف کر کے کہا کہ دوا ہجم ہو جاتی تو تمہارا کہار آج ہی اتر جاتا۔

گنگا نے ہانپتے ہوئے اپنا ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھ لیا اور کہا بڑی کڑوی تھی ساری نکل گئی۔ اس پر تھوڑی سی راکھ نہ ڈال دو۔

مہابیر ذرا کمہ ڈال کر ہم جرا بید کی طرف ہو آئیں۔ سانجھ کوئی اور دوا دے کھبردار رہنا۔

گنگا: جاؤ پر جرا جلدی آ جانا بہت جاڑا لگ رہا ہے۔

مہابیر: پرمیسر کا دھیان کرو۔ وہ کشل کرے گی۔

(۲)

مہابیر باہر نکلا، مگر ابھی وید کے مکان تک پہنچا بھی نہ تھا کہ زمیندار کے منشی صاحب بابو رام آتے دکھائی دئیے مہابیر چاہتا تھا کہ نظر بچا کر نکل جائے مگر بابو رام نے دیکھ لیا اور تحکمانہ لہجہ میں کہا۔

"ابے ذرا ٹھہر کدھر منہ اٹھائے چلا جاتا ہے۔"

مہابیر کے پاؤں وہیں رک گئے ہاتھ باندھ کر بولا منشی جی! اس کمبخت نہ رہ کے مہری بہت بیمار ہے جرا بید جی کی طرف جا رہا ہوں۔

بابو رام بڑے پاجی ہو جب کام کا وقت آتا ہے کوئی نہ کوئی بیمار ہو جاتا ہے یہ بیلے بہانے نہیں چل سکتے۔

مہابیر: نہیں، مائی باپ تم خود چل کر دیکھ لو کوئی دو ہفتے سے بیمار ہے چاہے آس پاس والوں سے پوچھ لو کئی دن سے باہر ہی نہیں نکلی۔

بابو رام: میرے پاس اتنا وقت کہاں۔

مہابیر: سرکار منشی جی!

بابو رام (ڈانٹ کر) میں کچھ نہیں سننا چاہتا تمھیں اس وقت سنسار پور جانا ہوگا صبح بارات آرہی ہے انہوں نے آٹھ آدمی مانگے ہیں اسباب کے ساتھ ساتھ آنا ہوگا بیل گاڑیوں کا انتظام کر دیا گیا ہے۔

مہابیر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے منت آمیز لہجہ میں بولا منشی جی! آج مجھے مل جائے مہری کو بہت بکھار ہے گھر میں کوئی اتنا بھی نہیں جو پانی کا گھونٹ ہی دیدے سچ کہتا ہوں سرکار اس میں ذرا جھوٹ نہیں ہے۔

بابو رام۔ (رکے ہوئے) مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں زمیندار صاحب نے مجھے حکم دیا میں نے تم سے کہدیا اب جاؤ نہ جاؤ تمہارا اختیار ہے

مہابیر۔ زمیندار صاحب کا حکم سر آنکھوں پر اب مجبور بڑی مشکل آن پڑی ہے آپ ہی بتائیں۔

بابو رام۔ چلے جاؤ ایک ہی دن کی تو بات ہے۔

مہابیر۔ (جل بھن کر غصے سے) اور جو مہریا مر جائے تو ...

بابو رام۔ تو دنیا تاریک نہ ہو جائے گی۔

مہابیر۔ آپ جو ریہ تو اسی بخت مار ہو جب اپنی گھر والی بیمار پڑ جائے تبھی کلیجہ کو کون سمجھتا ہے۔

بابو رام کے دل میں جیسے تیر سا چبھ گیا لرزتی ہوئی آواز میں بولے کیا کہا تو نے ذرا پھر تو کہہ۔

مہابیر بھی سہم گیا۔ اب سرکا سا ایک دبا تو کہدیا کہ مہریا بیمار ہے کیسے اکیلی چھوڑ جاؤں۔

بابو رام۔ تیرے سے باپ کو بھی جانا ہوگا کم ذات۔ حرامزادہ سمجھتا ہے آدمی ہے کیا کرے گا مگر اس خیال میں نہ رہنا گاؤں سے نکلوا دوں گا۔

مہابیر۔ بہت اچھا منشی جی نکلوا دیجئے نکل جائینگے۔ غریب آدمی کا ہیر جور ہی کیا ہے۔

بابو رام۔ اور آج سنسار پور نہ جاؤ گے

مہابیر (فیصلہ کن لہجہ میں) کبھی نہ جاؤں گا۔

بابو رام۔ ریا تک مجال

مہابیر۔ جب کوئی اجڑنے ہی تو کیا کریں

یہ کہکر مہابیر دید کی طرف چلا گیا اس طرح جیسے اسے کسی کا خوف ہی نہ ہو جیسے اسے کسی کی پرواہی نہ ہو۔ ادھر منشی بابو رام زمیندار صاحب کے پاس پہنچے زمیندار نے منشی صاحب کو دیکھتے ہی پوچھا کہاروں کا انتظام ہوگیا ہے نہیں دیکھئے ان لوگوں کو ذرا بھی تکلیف نہ ہو۔

بابو رام کو موقع ملا سر جھکا کر بولے سرکار! یہاں آدمیوں کا انتظام ہونا تو مشکل ہے کہئے دوسرے گاؤں سے جاکر آدمی بھیجدوں

زمیندار کی بھویں تن گئیں۔ بولے کیوں؟

بابو رام۔ جس سے کہتا ہوں یہی کوئی نہ کوئی عذر پیش کر دیتا ہے زیادہ زور دوں تو گالیاں تک دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

زمیندار میرے گاؤں میں تو ایسا خود سر آدمی کوئی نہ تھا۔

بابو رام۔ ابھی ابھی مہابیر سے جھگڑا ہو گیا اگر میں طرح نہ دے جاتا تو ہاتھا پائی تک نوبت آگئی تھی۔

زمیندار۔ کیا کہتا ہے آخر وہ۔

بابو رام۔ کہتا ہے زمیندار کی بیٹی کا بیاہ ہے۔ زمیندار خود جاکر اسباب اٹھائے ہم کسی کے ذلیل نہیں ہیں جھاڑی پھاڑ کر کام کرتے ہیں تب روٹی کھاتے ہیں پھر یہی ہر وقت کی دھونس کے کیا معنے ہم نہیں جائینگے ہماری مہری بیمار ہے اس کی دوا کریں یا زمیندار کی خدمت کریں۔

زمیندار کا خون کھولنے لگا جوش غضب میں ہونٹ چباکر بولے اور آپ

یہ سب کچھ سنتے رہے!

بابو رام۔ میں نے کہا کہ ایسا شریف زمیندار ہم نے آج تک نہیں دیکھا اور لڑکی کے بیاہ میں تو پرائے بھی امداد کرتے ہیں اس پر بھی لگا حضور مجھے بھی طیش آگیا میں نے کہا کہ سرکار چاہیں تو تجھے خاک میں ملا دیں۔ تیری ہستی ہی کیا ہے۔

زمیندار۔ پھر کیا بولا۔

بابو رام۔ کہنے لگا جو چاہیں کرلیں پر سنسار پور تو نہ جاؤں گا میں نے کہا کہ تیرا باپ بھی جائے گا۔

زمیندار۔ مجھے خیال نہ تھا کہ یہ ایسا کمینہ ہے۔

بابو رام۔ چار جوتے لگ جائیں تو ہوش آجائے۔

زمیندار۔ ہم رحم کرتے ہیں یہ سر چڑھے جاتے ہیں۔

بابو رام۔ اگر اسے سنسار پور نہ بھیجا تو سارا گاؤں سرکش ہو جائے گا خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔

زمیندار نے اسی وقت آدمی کو بھیجکر مہابیر کو بلوایا اور جوتے لگوائے غریب کو اپنی صفائی کا موقع بھی نہ دیا تھوڑی دیر بعد جب چراغ میں بتی پڑی تو نو سات دوسرے کہاروں کے ساتھ سنسار پور کو جا رہا تھا دیکھ دوا دینے کی نوبت ہی نہ آئی البتہ اپنی بیوہ بہن جمنا سے کہہ گیا گنگی تیرے حوالے ہے۔

(۳)

رات کا وقت تھا گنگا اپنے جھونپڑے میں بے سدھ پڑی تھی جمنا اس کے سرہانے بیٹھی تھی اور زمیندار کو گالیاں دیتی تھی کہتی تھی کیا بے دردی ہے گھر میں مہریا بیمار پڑی ہے بت کو ہاتھی یا دولت نے اندھا کر دیا ہے دیا کسی کا سوچتا ہی نہیں لیکن غریبوں کی آہ بری ہوتی ہے کتے کی موت مرے گا پرمیشر کرے بلنا میں کیڑے پڑ جائیں اس بخت یاد آئیگا کہ کسی کا منہ دکھایا تھا۔ ساکسی نے دروازے پر دستک دی جمنا نے چونک کر پوچھا کون ہے۔

جمنا کا کلیجہ دھڑکنے لگا بولی کیا کام ہے اس بخت۔

بابو رام۔ بہن جمنا ہے اور سب کہاریاں آگئی ہیں ایک تو باقی ہے ایک گنگی کی طرف اشارہ کرکے یہ اس کے جانے کی ضرورت نہیں میں نے کہدیا ہے وہ بیمار ہے۔ اب کیا حال ہے۔

جمنا۔ بے ہوش ہے تن بدن کا سدھ نہیں۔ گھر میں مالک ہوتا تو دوڑ دھوپ کرتا میں عورت ذات کیا کر سکتی ہوں پاس بیٹھی رو رہی ہوں۔

بابو رام۔ دوا دی ہے یا نہیں۔

جمنا۔ دینا تو دی ہے مگر کچھ ہوتی ہے۔

بابو رام۔ یہ تو بری سنائی تم نے پھر دو شاید ہضم ہو جائے۔

جمنا۔ دوسری دوا مہابیر دے گئے تھے وہ یہی کے ہو گئے۔ اب تو حلق بھی بند ہوگیا ہے بولتی چالتی بھی نہیں۔ جمنا رکھے ان کی تو یہ اکیلی ہے جانے ہو جائے

بابو رام۔ کسی کو پاس بٹھا جاؤ۔

جمنا۔ کہاریاں سب جمینداد صاحب کے یہاں گئی ہیں کہار سنسار پور گئے ہیں کس سے کہیں بھلا یہاں کون ہے۔

بابو رام۔ مگر زمیندار صاحب تو بہت بگڑ رہے ہیں کہتے ہیں سب کو بلاؤ

جو دیکھے اس کا مکان چونکہ وہ کل رات آرہی ہے ان کے ساتھ ہی چھوڑ دیا اس نے نہیں تو میری ناک کٹ جائیگی۔

جمنا۔ ٹھیک کہی۔ چلے کہاں سو رہے ہیں جواب چاہتے ہیں ایسی چیز دیا کھیل نیت سے کیا جاتا ہے۔

بابو رام۔ لیکن وقت پر علاوہ یہاں کو بیٹھ کر رہی۔

جمنا۔ تو اس میں ہماری کیا کھٹا ہے میں تو نہ جا سکونگی۔

بابو رام۔ ذرا یہ بھی تو سوچ لو۔ زمیندار صاحب بگڑے ہوئے ہیں اور یہاں رہ کر تمہارا بھی اچھا نہیں۔

جمنا۔ یہاں کس کے پاس کون رہے گا پہلے پیٹ کو بھیج دیا اب مجھے بلا رہے ہیں کیا انھوں نے اس کے مارنے کا بھی فیصلہ کر لیا ہے آدمی کو اتنا بے دردی نہ ہونا چاہیے۔

بابو رام۔ اب میں کیا جانوں جو انھوں نے حکم دیا وہ تم سے کہہ دیا۔

جمنا۔ بہت اچھا کیا۔ اب جا کر ان سے کہہ دو میں ضرور آ جاتی مگر گنگی بیمار ہے عجب نہیں رات ہی میں چل بسے اس لئے مجھے چھوڑ کر میرا آنا مشکل ہے۔

بابو رام نے یہ سب باتیں جا کر زمیندار سے کہہ دیں۔

زمیندار صاحب پہلے ہی خفا تھے یہ سنکر اور بھی بگڑ گئے بولے بیمار ہے تو ہمارے مجھے اس کی پرواہ نہیں اسے آنا ہوگا۔ ایک گھر کی دو عورتیں ہیں دونوں غیر حاضر غضب خدا کا ان لوگوں کی مروت تو جیسے ہی نہیں گئی ہے پورے طوطا چشم ہیں عین وقت پر کوئی نہ کوئی بہانہ بنالیں گے صاف جواب دیدیں گے ہم تو ان سے عاجز آگئے جائیے دو آدمی لیجائیے زبردستی گھسیٹ لائیے۔

زمیندار صاحب کے پاس دو آدمی بیٹھے تھے ایک بولا ان کا یہی علاج ہے دوسرے نے کہا اتنا بھی نہیں سوچتے کہ بیٹی کا بیاہ ہے۔

لیکن بابو رام میں ہمت نہ تھی سوچتے تھے مہابیر بھی گھر میں نہیں اب جمنا بھی چلی آئی تو مریضہ کی خبرگیری کون کرے گا ان کا ضمیر ابھی بالکل مر نہیں گیا تھا ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی آہستہ سے بولے مہابیر بھی گھر میں نہیں ہے۔

زمیندار کو ایسا معلوم ہوا جیسے بابو رام بھی جمنا کے ساتھ مل کر ان کی نافرمانی کرنے پر آمادہ ہے کڑک کر بولے تم مجھے مشورہ دینے والے کون میں نے حکم دیا ہے تم اس کی تعمیل کرو ایسے ہی رحمدل ہو تو اس کی جگہ تم ہی ٹیک بیٹھ جاؤ کیوں۔

بابو رام چپ چاپ باہر نکل آئے اور گنگا کے گھر کی طرف چلے ان کا ضمیر پہلے ان کی طرف دیکھتا تھا اب بار بار چلانے لگا اب اس میں کتنی طاقت تھی کتنی جان انھیں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ضمیر انھیں پھٹکار رہا ہے جیسے کہتا ہے تم کتنے ذلیل ہو جو زمیندار تمہاری بات نہیں سنتا تم ایک واجب بات کہتے ہو وہ اس کی تحقیر کرتا ہے اس ملازمت سے تو بیکاری بھلی آدمی ہو تو اس ملازمت پر لات مار دو۔ ایک مریض کو موت کے منہ میں کیسے دھکیل دوگے تم منشی ہو قصائی نہیں ہو۔

انھیں خیالات میں محو گنگا کے مکان کے سامنے جا پہنچے اور بولے جمنا زمیندار صاحب نہیں مانتے کہتے ہیں زبردستی پکڑ منگواؤ۔ بولو کیا ارادہ ہے۔ چلتی ہو یا آدمی بلواؤں

جمنا نے سکون کے ساتھ پوچھا تم نے کہا نہیں کہ گنگی بیمار ہے اکیلی کیسے رہےگی۔

بابو رام۔ وہ کچھ نہیں سنتے۔

جمنا۔ اس کا بخار اور بھی بڑھ گیا ہے جانے کیا بک رہی تھی اب مجھے پہچانتی بھی نہیں میں تو بیٹی کے ہاں جانے کو تھی۔

بابو رام۔ اب بیٹی کے ہاں نہ جاؤ زمیندار صاحب کے یہاں چلو ورنہ انرتھ ہو جائے گا۔

یہ سنکر جمنا کو بھی غصہ آگیا ذرا تیز ہو کر بولی کیا انرتھ ہو جائیگا۔

بابو رام۔ آدمی بلانے پڑیں گے زبردستی پکڑ کر لیجائیں گے۔

جمنا۔ ارے تم بھی ایسا سنکر بگڑ گئے آدمی ہو یا کسائی کیا تمہارے دل میں ذرا بھی دھرم کا خیال نہیں۔

بابو رام۔ بہتر یہی ہے چپ چاپ چلی چلو ورنہ یہیں بیسوں کی بے عزتی بھی کر دیگی۔ اس وقت بابو رام کی آنکھوں میں جیسے خون چھا گیا تھا جیسے وہ دیوانہ ہو گیا تھا جمنا نے یہ دیکھا تو وہ خوفزدہ ہو گئی اس نے گنگی کی طرف بے بسی کی نگاہوں سے دیکھا اور دروازہ بند کر کے باہر نکل گئی اب گنگی کے پاس سوائے ایک ٹمٹماتے چراغ کے اور کوئی بھی نہ تھا مگر اس چراغ کی بقا بھی کے گھڑیاں تھیں۔

(۴)

جمنا ساری رات چکی پیستی رہی دوسری کہاریاں ہنستی تھیں ایک دوسرے سے مذاق کرتی تھیں دیہاتی گیت گاتی تھیں کبھی کبھی چکی چھوڑ کر سستا بھی لیتی تھیں لیکن جمنا کے منہ سے ایک لفظ تک نہ نکلا نہ اس کے ہاتھ ایک لمحہ کے لئے بھی رکے گویا وہ جیتی جاگتی عورت نہ تھی لوہے کی بیجان مشین تھی جو نہ بولتی تھی نہ تھکتی تھی صرف کام کئے جاتی ہے رات کو دس بجے بیٹھی تھی صبح چھ بجے تک چکی پیستی رہی زمیندار نے اس کا پسین جو دیکھا تو سناٹے میں آگئے انھیں تعجب ہوا جمنا کا پسین سب سے زیادہ تھا حالانکہ بہتیری جوان اور مضبوط لڑکیاں تھیں لیکن جتنا پسین جمنا نے پیسا تھا اتنا اور کسی نے نہ پیسا۔ زمیندار صاحب بولے جمنا تیرا پسین سب سے زیادہ ہے۔

کسی دوسرے موقعہ پر تعریف و ثنا کے یہ لفظ سنکر جمنا خوشی سے جھومنے لگتی لیکن اس وقت اس پر ذرا اثر نہ ہوا۔ کچھ دیر چپ چاپ زمیندار کی طرف دیکھتی رہی پھر کہنے لگی کوئی اور کام ہو تو وہ بھی بتا دیجئے گلے ہاتھوں کرتی جاؤں۔

یہ لفظ نہ تھے زہر میں بجھے ہوئے تیر تھے زمیندار صاحب کا چہرہ تمتما اٹھا کھسیانے ہو کر بولے نہیں جمنا اب اور کوئی کام نہیں جاؤ جاکر گنگی کو دیکھو۔ بیچاری رات بھر اکیلی رہی ہے۔

جمنا پہلے آہستہ آہستہ چلی پھر دوڑنے لگی اور گھر کا دروازہ کھول کر

بنسا چلی گئی اس کے ساتھ ہی اس کے جگر خراش نالے ہوا میں گونجنے لگے چارپائی پر گنگا تھی گنگا کی لاش تھی اڑوسی پڑوسی آکر جمع ہو گئے اور اظہار افسوس کرنے لگے عورتیں اندر چلی گئیں مرد باہر بیٹھ گئے گنگا کی باتیں یاد کرتے تھے اور روتے تھے اسی طرح دو گھنٹے گزر گئے تب ایک پڑوسی نے دروازہ کے قریب جاکر کہا۔ جمنا رونا دھونا کم کرو جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب کفن کی تیاری کرو دیر ہو رہی ہے۔

لیکن جمنا کیا کرتی اس کے پاس چار پیسے بھی نہ تھے پڑوسی کی بات سنکر اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کیا کرے کیا نہ کرے کہاں جائے کس کے روبرو دست سوال دراز کرے اس سیاہ بختی کے موقعہ پر ان کی امداد کون کرے جمنا نے چاروں طرف دیکھا مگر اسے کوئی بھی ایسا ہمدرد دل نظر نہ آیا مہاجن سے غرض پوری ہو سکتی تھی مگر چند دن پہلے اس سے اور ان سے جھگڑا ہو گیا تھا اس لئے اس سے بھی امید نہ تھی جمنا نے آہ سرد بھری اور جواب دیا بھیا آلیں تو انتظام کریں میں کیا کر سکتی ہوں۔

تین بجے کے قریب مہابیر لوٹا تو ایسا خوش تھا جیسے اسے دیوتا کے بردان مل گیا ہو جیسے کئی برسوں کی خواہش پوری ہو گئی ہو اسے سنسار پور میں ایک حکیم نے دوا دی تھی اور کہا تھا ناممکن ہے کہ اس سے تیری کہاری کا بخار نہ اتر جائے۔ حکیم کی یہ بات مہابیر کے دل میں بیٹھ گئی تھی اسے یقین تھا کہ حکیم کا یہ قول پتھر کی لکیر ہے اسے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ دوا نہیں امرت تھا وہ چاہتا تھا کہ پر لگیں تو اڑ کر گاؤں پہنچ جائے اور گنگا کو دوا کھلائے مگر گاڑیوں کے بیل دھیرے دھیرے چلتے تھے اور انھیں مہابیر کی بے قراری اور گنگا کی بیماری دونوں کی پرواہ نہ تھی۔

آخر گاڑیاں گاؤں کے قریب پہنچیں مہابیر کا دل بلیوں اچھلنے لگا اس نے اپنی گاڑی ایک دوسرے کہار کے سپرد کی اور آپ جلدی جلدی قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھا دیکھتے دیکھتے وہ بہت دور نکل آیا اب گاؤں سامنے دکھائی دے رہا تھا وہ مندر کا کلس تھا وہ زمیندار کا مکان مہابیر کے پاؤں میں گویا پر لگ گئے تھے وہ اڑا چلا جاتا تھا اس وقت اس کی رفتار گھوڑے سے کم نہ تھی راہ میں دو ایک آدمی ملے مگر مہابیر ان سے مخاطب نہ ہوا اور اپنے گھر کے سامنے جا پہنچا مگر یہ کیا۔ کچھ آدمی اس کے دروازے پر بیٹھے تھے اور اندر جمنا رو رہی تھی۔

مہابیر جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑا رہ گیا جس طرح ہم خواب میں بعض وقت چلنا چاہتے ہیں اور نہیں چل سکتے اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کسی نے پاؤں میں سیسا بھر دیا ہے گویا پاؤں کو زمین نے پکڑ لیا ہے ان میں چلنے کی سکت نہیں رہی مہابیر کی یہی حالت تھی ایسے سینکڑوں کوس کا فاصلہ طے کر سکتی ہے مگر مایوسی کے لئے ایک قدم بھی چلنا دوبھر ہو جاتا ہے مہابیر کا دل گھبرانے لگا سر چکرانے لگا زمین و آسمان سب گھومتے دکھائی دیتے پڑوسی اس سے اظہار افسوس کرتے تھے کہتے تھے گنگا جیسی نیک عورت سارے گاؤں میں نہیں وہ عورت نہیں دیوی تھی کیسی ہنس مکھ، کیسی محنتی ... تجھ پر جان دیتی تھی اس کے مرنے سے تیرے بھاگ پھوٹ گئے ... نہیں وہ سوچتا تھا کیا وہ سچ مر گئی!

اسے کبھی کبھی شبہ ہوتا تھا جیسے وہ خواب دیکھ رہا ہے ابھی آنکھ کھل جائے گی ابھی وہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھکر بیٹھ جائے گا وہ چاہتا تھا اس خوفناک خواب کا قاتل سلسلہ ٹوٹ جائے۔ لیکن ہائے افسوس یہ خواب وہ خواب نہ تھا۔

اتنے میں جمنا نے آکر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور روتے روتے آہستہ سے کہا رونے کو تو ساری عمر پڑی ہے اس وقت کہیں سے دس روپے مانگ لاؤ تو ارتھی اٹھے اب مہابیر کو یقین ہوا کہ یہ خواب نہیں ہے درحقیقت میری دنیا برباد ہو گئی ہے دیکھتے دیکھتے وہ جاکر گنگا کی لاش سے لپٹ گیا اور رونے لگا۔ مگر رونے سے کام نہ چلتا تھا گھر میں لاش پڑی تھی اور اس کے لئے کفن وغیرہ کا انتظام کرنا تھا اور گھر میں پانچ روپے بھی نہ تھے۔

(۵)

شام کے وقت ادھر ارتھی اٹھی ادھر برات کا جلوس نکلا گاؤں کے درمیان میں چوک تھا وہاں دونوں کا تصادم ہو گیا ایک طرف بیاہ کے باجے بجتے تھے دوسری طرف "ہری کا نام ست ہے" کے نعرے بلند ہو رہے تھے ادھر ابتدائی روشنی شادمانی اور متحرک ادھر انتہائی تاریک سرد اور پر حسرت براتیوں کا دماغ ویسے ہی آسمان پر ہوتا ہے وہ سمجھتے تھے یہ کہار خود بخود ایک طرف ہٹ جائیں گے ہمیں منہ سے کہنے کی نوبت نہ آئے گی ادھر کہاروں کا یہ خیال تھا کہ ہم ارتھی لے جا رہے ہیں انھیں راستہ چھوڑنا چاہیے براتی ہیں تو کیا ہوا کیا اب اتنی مروت بھی نہیں کریں گے نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں اڑ گئے نہ یہ ہٹتے نہ وہ راستہ بند ہو گیا برات کے لوگ چند منٹ خاموش کھڑے انتظار کرتے رہے اس کے بعد ان میں سے ایک نوجوان نے چلا کر کہا ارے ایک طرف کیوں نہیں ہٹ جاتے دیکھتے نہیں ہو برات آرہی ہے۔

کہار چپ چاپ کھڑے دیکھتے رہے گویا ان سے کسی نے کچھ کہا ہی نہیں گویا انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں۔

براتی نے پھر کہا ہم کہتے ہیں ایک طرف ہٹ جاؤ زمیندار کی برات ہے ہمیں گزر جانے دو۔

کہار اب کے بھی چپ رہے مہابیر نے اپنی بے رونق اداس پرنم آنکھیں اوپر اٹھائیں اور آہ سرد بھر کر پھر زمین کی طرف دیکھنے لگا۔

تیز مزاج نوجوان نے تیسری مرتبہ پھر کہا ارے تم آدمی ہو یا جانور سنتے نہیں ہم کیا کہہ رہے ہیں ہٹو راستے سے ورنہ جوتے مار کر ہٹا دینگے برات کے دو بوڑھے آدمیوں نے نوجوان کو روکنے کی کوشش کی اور کہا یہ موقع درپیش جانے کا نہیں ہم ہی ایک طرف ہو جائینگے تو عزت نہ گھٹ جائیگی۔

مگر نوجوان پر ذرا اثر نہ ہوا وہ اور بھی تیز ہو کر بولا بدمعاش منہ دیکھتے ہیں ایک طرف نہیں ہٹتے ہم کہتے ہیں تم سنتے ہو یا نہیں!

اب کہار بھی طیش میں آگئے ایک نے جواب دیا بابو صاحب جبان سنبھال کر بولو گالی دی تو ٹھیک نہ ہوگا ہم غریب ہیں تو اس سے کیا تم ہمیں گالیاں دینے والے کون ہوتے ہو زمیندار کی دھونس ہے تو جاؤ

جمیندار سے کہو ہم سے تم سے کوئی مطلب نہیں ہے ایک اور براتی نے تندے زور سے کہا رستے کیوں گھیر بیٹھے ذرا ایک طرف ہو جاؤ۔

کہار۔ کیوں ہٹ جائیں تمہاری کھوپڑی ہو ہٹ جاؤ ہم کبھی نہ ہٹیں گے بلکہ اسے یا تم خواہ مخواہ جھگڑا کرا رہے ہو بات کچھ نہیں ہے۔

کہار۔ نوشہ کی تو اگر ہم بھی عزت کرتے ہیں سہرے کی دھاد دیکھا ہے جار ہم بستہ میں ادھی گالی عزت ٹوپی اتار کر کھڑے ہو جاتے ہیں پر گاڑی جا رہے ہیں تو ہر گاؤں سے آتے ہیں تو ان سے بھی بڑھ گئے اتنا گزر رہی گیا ہمارا جب ہی پر کیڑے مکوڑے نہیں ہیں۔

براتی۔ ضد کر رہے ہو۔ کہار۔ جلدی سہی ہمارا رستہ نہ دیں گے۔

مہابیر نے کہا محل کی طرف یاس کی نگاہ سے دیکھا اور منت آمیز لہجہ میں کہا چلو ہم ہی ہٹ جائیں ہیں کوئی راج مل جائے گا ان کی بات رہ جائے۔

ایک کہار نے چڑ کر کہا ہم پہلے ہی بہت دبے ہوتے ہیں اور دینے لگے تو جیو ہی نکل جائیں گے۔ دوسرا۔ ٹھیک ہے۔ ہم جتنا دیتے ہیں یہ لوگ اتنا ہی اور دباتے ہیں جلمنتی کا جادو ہی نہیں ہے۔ مہابیر۔ جمیندار کی برات ہے کہار مکوب جانتے ہیں۔ مہابیر۔ دہ بیں گے تو کتنے کچلا ہوں گے۔

کہار۔ گنگا بیاری تھی جسنا کو جنگلی پر لگا دیا۔ اس کا ہتھیار جمیندار ہی ہے۔

مہابیر۔ دبے تبھی ہے۔ وہ بڑے آدمی ہیں جو چاہیں کریں۔

کہار۔ آدمی کا ہے کا ہیں پورے راکشس ہیں کہنے لگے بڑے آدمی ہیں۔ ہو سے بھائی کیا بڑے آدمیوں کی یہی باتیں ہیں۔

مہابیر۔ گاؤں سے نکال دینگے۔

کہار۔ بڑی کھوپڑی سے نکال دیں یہاں کون سے سونے کے کور رکھا رہے ہیں یہاں سے نکلیں گے شہر میں جا رہیں گے یہاں بھی محنت مجوری کرتے ہیں وہاں بھی محنت مجوری کریں گے بلکہ وہاں کسی کی دھونس نہ رہے گی کوئی ہر وقت سر پر سوار نہ رہیگا

مہابیر نے آہ سرد بھری اور سر جھکا لیا کہاروں نے کہا ہری کا نام ست ہے چلانا شروع کیا برات میں جو نوجوان تھے انہوں نے باجے والوں کو اشارے سے کہا خوب زور سے بجاؤ تو ہر باجے بجنے لگے ادہر کہاروں نے ہری کا نام لینا شروع کر دیا گاؤں کے لوگ چپ چاپ کھڑے تھے اور تماشا دیکھتے تھے اتنے میں زمیندار کے منشی صاحب نے آکر کہا یہ تم لوگوں نے کیا تماشا بنا رکھا ہے ایک طرف کیوں نہیں ہو جاتے زمیندار کا غصہ جانتے ہو یا نہیں چلو ہٹو ایک طرف برات گزر جانے دو۔ بھیکا نے انگارے کی طرح لال لال آنکھیں دکھا کر جواب دیا برات ہیں کیوں نہ گزر جانے دے وہ کھوپڑی میں ہیں گم کہاں جائیں ہمارا آدمی مر گیا ہے اور پھر ان ہی لوگوں کی خاطر کہنے پر تنگ چڑھتے ہیں۔

منشی۔ سرزنی ہے، دیکھا تو تھیں ہی بڑے گا غریب آدمی کا مقابلہ کیا۔

بھیکھا۔ ایسا مقابلہ ہوگا کہ یہی یاد رکھیں گے۔

منشی۔ ارے یار جانے ہی دو ایک طرف ہو جاؤ دو منٹ میں گزر جائینگے

بھیکھا۔ منشی جی یہ باتیں رہنے دو۔ ان باتوں میں ہم آئینگے۔

تیز مزاج براتی نے گرج کر دوسرے براتیوں سے کہا تم نے دیکھا یہ کس قدر کمینے آدمی ہیں ہم طرح دے رہے ہیں یہ سر پر چڑھے جا رہے ہیں آؤ بڑھو آگے لاش کو روندتے ہوئے نکل جائینگے۔

یہ غلط نہ تھے جلتی ہوئی دیا سلائیاں تھیں مہابیر کے غصہ کی آگ پہلے سلگتی تھی اب اسکے شعلے بھڑکنے لگے تیور بدل کر آگے بڑھا اور للکار کر بولا کون مائی کا لال ہے جو ارتھی کو پاؤں تلے روندے گا ایک ایک کا خون نہ پی جاؤں تو مہابیر نام نہیں یہاں لہو کی ندی بہ جائیگی شادی کرنے آئے ہو سر پیٹتے ہوئے جاؤ گے تم نے کریہوں کی خوشامد دیکھی ہے ان کا غصہ نہیں دیکھا۔

چھیدا اب تک چپ تھا وہ سب کہاروں میں جوان تھا گٹھا بدن عضو عضو میں جوش بائیس تیئیس سال کی عمر تھا۔ تیری باتیں سنکر اس کا خون بھی جوش لینے لگا دانت پیس کر بولا۔

اگر امیر ہو گئے تو اپنے گھر ہو گے یہاں کسی کی ہیکڑی نہ چلے گی ٹھہر جاؤ تو چپ چاپ ایک طرف ہو جاؤ ورنہ یہاں کھون ہو جائینگے یہ کہے دیتا ہوں۔ براتیوں کی آنکھیں کھل گئیں ان کو یہ امید نہ تھی کہ کہار اس طرح ڈٹ جائینگے۔ وہ سب سمجھتے تھے نیچ لوگ ہیں ذرا سی دھمکی میں پیچھے ہٹ جائینگے ہم جوتے ماریں گے تب بھی سر نہ اٹھائیں گے لیکن معاملہ الٹا دیکھا مرنے مارنے پر آمادہ تھے۔ براتیوں میں ہمت نہ تھی انھوں نے ایک منٹ آپس میں مشورہ کیا اور اس کے بعد رستہ چھوڑ کر بازار کے دونوں طرف ہو گئے جیسے ہارے ہوئے سپاہی جیتنے ہوئے جرنیلوں کو رستہ دیتے ہیں گاؤں کے لوگ یہ دیکھتے تھے اور مسکراتے تھے۔

کہار ارتھی لیکر آگے بڑھے اور فاتحانہ انداز سے گزر گئے تھوڑی دیر بعد لاش جل رہی تھی اور کہار دھیرے دھیرے باتیں کر رہے تھے۔

ایک بولا۔ کیا بڑھ بڑھ کر باتیں بناتے تھے ایک ہی للکار میں ہوا ڈھیلی ہو گئیں۔ بھیکھا نے کہا سمجھتے تھے کہار ہیں یہ پتہ نہ تھا جان پی جائیں گے۔

چھیدا۔ یہ سب مہابیر کے گن گاتا ہے تم نے دیکھا نہیں اس کی آنکھوں سے آگ برس رہی تھی مجھ کو تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سنگھ دہاڑ رہا ہے۔

مہابیر۔ اس جیت کا سہرا بھیکا کے سر ہے وہ نہ ہوتے تو ہم چپ چاپ ایک طرف ہو جاتے ایک دھکا بھی انکار نہ کرتے۔

بھیکھا۔ نہیں بھیا جھوٹی پرشنسا نہ کرو یہ جیت ہماری نہ تھی۔ گنگا کی ہے وہ دیوی تھی اس کی پرالبدھ میں ہار نہ لکھی تھی جب تک جیتی رہی اس کی کسی نے بے عزتی نہیں کی یہاں تک کہ مرنے کے بعد اس کی لاش کی بھی بے عزتی نہیں ہوئی وہ استری نہ تھی بلکہ دیوی تھی۔ دیوی۔

مہابیر چپ چاپ ہوا میں دیکھ رہا تھا اس کو ایسا معلوم ہوا جیسے گنگا سامنے کھڑی مسکرا رہی ہے اور اس کی طرف محبت آمیز نگاہوں سے دیکھ رہی ہے۔

ادہر گاؤں میں برات کے لوگ دہی بڑے کھا رہے تھے اور خوش ہوتے تھے لیکن وہ دہی بڑے ایک غریب کہاری کے لہو سے بنے ہوئے ہیں یہ کسی کو بھی معلوم نہ تھا۔

ملکہ زبا

سکندر اعظم نے جب دارائے ایران کو تاج و تخت سے محروم کر کے قدیم اصطخر کو جلا کے راکھ کیا تو اس نے اس کیانی دارالسلطنت ہی کو تباہ و پامال نہیں کیا بلکہ مشرق کے لہلہاتے ہوئے چمن یعنی سلوی سرزمین ایران کو اجاڑ کے ویران کر دیا تھا۔ ایک پرانی منتظم سلطنت اور امن و امان کی دنیا کو اس نے اپنے پرجوش دہقانی صفت سپاہیوں سے برباد تو بڑی آسانی سے کرا دیا مگر یہ وسیع اور عظیم الشان سلطنت اس کے سنبھالے نہ سنبھل سکی کیونکہ بگاڑنا آسان تھا اور بنانا مشکل۔ اس طرح منتشر سلطنت کو نہایت ہی بدنظمی کی حالت میں چھوڑ کے وہ دنیا سے رخصت ہو گیا اور اس کے بعد یہاں ایک نیا دور شروع ہوا جو عموماً طوائف الملوکی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یعنی سارے ملک میں کوئی ایک سلطنت نہیں قائم تھی بلکہ ہر ہر صوبے کے جدا جدا بادشاہ تھے جو ملوک طوائف کہلاتے۔ یہ ہمیشہ باہم لڑتے جھگڑتے رہتے اور اس سارے ملک میں جو پہلے دولت عجم کے قبضہ میں تھا ان خود سر فرمانرواؤں کی بدولت جب دیکھئے قتل و خون کا بازار گرم رہتا۔

انھیں ملوک طوائف میں عرب کے علاقہ قدیم میں سے ایک زبردست بادشاہ تھا عمرو بن ظرب بن حسان بن اذینہ عملیقی۔ اس کی قلمرو حدود شام سے لے کے دریائے فرات کے کنارے تک پھیلی ہوئی تھی اور شہر تدمر اس کا بارونق شہر تھا اور وارث سلطنت اس کی اکلوتی بیٹی نائلہ جو تاریخ میں زبا کے لقب سے شہرت رکھتی ہے۔

انھیں دنوں ارض حیرہ یعنی عراق عرب کے سرحدی صوبہ کی حکومت ایک دوسرے بادشاہ کے ہاتھ میں تھی جو "جذیمۂ ابرش" کے لقب سے شہرت رکھتا تھا۔ جذیمہ کا شمار بھی ملوک طوائف میں تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام دوسرے معاصر فرمانرواؤں سے زیادہ بہادر اور بڑا نبرد آزما تھا اور اکثر حریفوں اور دشمنوں کے مقابلہ میں فتحیاب ہوتا رہا تھا۔ چنانچہ جب اسے عمرو بن ظرب کی عظمت کا حال معلوم ہوا تو اس کے ملک پر چڑھائی کر دی۔ عمرو بھی ایک لشکر جرار لے کے مقابلہ کو آیا مگر میدان جنگ میں قسمت نے جذیمہ ابرش کی یاوری کی اور عمرو بن ظرب کو شکست ہی نہیں ہوئی بلکہ حریف کے ہاتھ سے عرصۂ نبرد میں مارا گیا۔ لاڈلی بیٹی زبا کو باپ کے مارے جانے کا بڑا صدمہ ہوا اور چونکہ کوئی دوسرا وارث سریر سلطنت نہ تھا لہٰذا وہی تخت نشین ہوئی۔ بیٹھنے کو تو وہ تخت پر بیٹھ گئی مگر دل میں عہد کر لیا کہ جب تک باپ کا بدلہ نہ لے لوں گی چین نہ لوں گی۔

جذیمۂ ابرش نے اس واقعہ سے بہت پہلے ایک لخمی نژاد حسین و خوبرو لڑکے کے حسن و جمال اور اس کی تمیز داری و سلیقہ شعاری کی تعریف سنی تھی جو قبیلہ بنی ایاد میں تھا اور عدی بن نصر بن ربیعہ اس کا نام تھا۔ محض اس لڑکے کے حاصل کرنے کے لئے جذیمہ نے بنی ایاد پر یورش کی تھی اور برکت حاصل کرنے کے لئے اپنے دو بتوں کو جو "ضیزنان" کہلاتے تھے ساتھ لیتا گیا تھا۔ بنی ایاد میں مقابلہ کی تو طاقت نہ تھی مگر انھوں نے ایک رات کو کسی ہوشیار شخص کو بھیج کے جذیمہ کے کیمپ میں سے وہ دونوں بت چرا لئے اور صبح کو کہلا بھیجا کہ "تمہارے دونوں بت ہمارے پاس چلے آئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے دیوتاؤں نے ناراض ہو کے تمہیں چھوڑ دیا اور ہمارے پاس رہنا پسند کرتے ہیں۔ اگر بے لڑے بھڑے تم واپس چلے جانے کا وعدہ کرو تو ان دونوں کو ہم تمہارے پاس پہنچا دیں۔"

جذیمہ کو اس لڑکے عدی کا اس قدر شوق تھا کہ جواب دیا "ان بتوں کے ساتھ اگر تم عدی بن نصر لخمی کے بھیجنے کا بھی وعدہ کرو تو بیشک میں واپس چلا جاؤں گا۔" بنی ایاد نے یہ شرط منظور کی۔ عدی کے ساتھ ان دونوں بتوں کو جذیمہ کے پاس بھیج دیا۔ جذیمہ نے اپنی ساقی گری کی خدمت عدی کے سپرد کی اور اس کے ہاتھ سے شراب گلفام کے جام پیتا ہوا اپنے دارالسلطنت میں واپس آیا۔

جذیمہ کی ایک کنواری جوان اور حسین بہن تھی رقاش۔ اس نے جو عدی کی صورت دیکھی تو ایک جان چھوڑ سو جان سے اس پر عاشق ہو گئی اور اندر ہی اندر کہلا بھیجا "تم میرے لئے جذیمہ کو اپنی طرف سے پیام کیوں نہیں دیتے؟" عدی نے کہلا بھیجا "بھلا مجھ سے ایسی جرأت ہو سکتی ہے"۔ رقاش نے کہا "آج رات کو تم جذیمہ کو تو خالص شراب آتش لباس کے جام پلاؤ اور دوسرے ندیمان صحبت کو پانی ملا ملا کے پلاؤ تاکہ اپنے ہوش میں رہیں۔ جب دیکھنا جذیمہ کو خوب نشہ ہو گیا ہے اور شراب کی پیاس زوروں پر ہے اس وقت میرے لئے پیام دینا۔" عدی نے ایسا ہی کیا۔ جذیمہ نشہ میں اس قدر مدہوش ہو رہا تھا کہ ساقی مہ سیما کی درخواست سنتے ہی منظور کر لی اور اسی وقت سب کے سامنے عقد نکاح کی تکمیل کر کے رقاش کا ہاتھ عدی کے ہاتھ میں دے دیا۔

صبح کو جب ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ عدی غیر معمولی طور پر بنا چنا ہوا ہے اور کپڑوں سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی ہیں۔ پوچھا "یہ کیسی وضع ہے؟" عدی نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا "میری شادی ہوئی ہے"۔ متحیر ہو کے کہا "تمہاری شادی! کس سے؟" کہا "حضور کی ہمشیرہ رقاش سے"۔ متغیر ہو کے پوچھا "کس نے شادی کی؟" عرض کیا "خود حضور نے"۔ جذیمہ نے متعجب ہو کے پوچھا "میں نے؟" عرض کیا "جی ہاں خاص حضور نے۔ چاہیں حضور اہل دربار اور ندیمان صحبت سے دریافت فرما لیں۔" جذیمہ نے شب کے حریفان صحبت شراب سے پوچھا تو سب نے شہادت دی۔ آخر قائل ہو کے جذیمہ نے ندامت سے سر نیچا کر لیا مگر اسے برہم دیکھ کے عدی اسی وقت بھاگ کھڑا ہوا اور قبیلہ بنی ایاد میں جا کے چند ہی روز رہا تھا کہ ایک دن شکار میں کسی کے تیر کا نشانہ بن گیا۔

مگر رقاش اس کے آنے کے بعد حاملہ تھی۔ صاحب تاج و سریر بھائی نے اسے اس حال میں دیکھ کے کہا "تو نے کس سے زنا کیا ہے؟" وہ بولی "زنا نہیں بلکہ خود آپ نے ایک معزز شریف جوان عربی کے ساتھ میرا عقد کیا

نکاح چند روز بعد جذیمہ کی بہن کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا تھا اس کا نام عمرو بن عدی بن نصر رکھا۔ جب عمرو کا بچپنا گزرا تو جوان ہو کر جب بڑا ہوا تو اسے اچھے کپڑے پہنا کے خوشبو لگائے اور جذیمہ کی خدمت میں پیش کر دیا اس کی صورت اور باتیں جذیمہ کو بہت پسند آئیں اس نے اپنے بیٹوں کے ساتھ رکھ لیا اور انہیں کے ہمراہ اس کی پرورش ہوئی تھی عمرو بن عدی اصول کا ایسا ادب کرتا تھا اور بات بات میں ایسی سعادت کا ایسا خیال رکھتا تھا کہ جذیمہ کو اس سے بڑی محبت ہو گئی اور اسے اپنے بیٹوں پر ترجیح دینے لگا چنانچہ جن دنوں جذیمہ نے عمرو بن ظرب کو شکست دے کے قتل کیا ہے اس کا سب سے بڑا معتمد علیہ یہی عمرو بن عدی تھا جو اس کا بھانجا اور نہایت حسین و خوبرو اور ایک جوان رعنا تھا۔

زبا نے تخت پر بیٹھنے کے بعد چند ہی روز میں اپنی سلطنت کا انتظام کر لیا ہر جگہ استحکام قائم کیا قلعہ کو زیادہ محکم و استوار کیا فوج خوب آراستہ کی اسباب حرب مہیا کر رہی تھی کہ فوج کشی کر کے جذیمہ ابرش سے اپنے باپ کے خون کا بدلہ لے کہ اسے ان تیاریوں میں مصروف دیکھ کے اس کی ایک بہن جو اس کے باپ کی ربیبہ تھی بولی آپ یہ کیا کر رہی ہیں کیا جنگ سے بدلہ لے سکیں گی؟ کون جانتا ہے کہ لڑائی کا کیا انجام ہوگا کیا یہ ممکن نہیں کہ آپ ہی کو شکست ہو جائے؟ زبا نے کہا "تو کیا تم چاہتی ہو کہ میرے باپ کا خون بے انتقام لئے یونہیں پڑا رہ جائے یہ نہ ہو سکے گا۔" وہ عورت بولی "تو میں کب کہتی ہوں کہ آپ انتقام نہ لیں؟ ضرور لیں مگر اس طرح کہ اپنے لئے کوئی اندیشہ نہ ہو۔ لون لگے نہ پھٹکری اور رنگ چوکھا آئے۔" زبا: "وہ کونسی صورت ہے؟" عورت نے کہا "وہ صورت یہ ہے کہ بجائے چڑھائی کر کے جانے کے خواہ مخواہ اپنی کمند میں پھانس کے یہاں کھینچ بلایئے اور نیزہ و تلوار اور تیر و خنجر کے عوض اسے اپنے حسن عالم آشوب کے اسلحہ سے مار ڈالیے۔"

یہ باتیں اس کیا عورت نے زبا کو اس طرح سمجھائیں کہ اس کے دل میں جم گئیں اور آمادہ ہو گئی کہ اسی طریقہ سے جذیمہ کو زک دے چنانچہ دوسرے ہی دن جذیمہ کو ایک خط لکھ بھیجا کہ "بیا بیا کہ مرا طاقت جدائی نیست"۔ اس خط میں بڑا اشتیاق ظاہر کر کے لکھا تھا کہ عورت کی سلطنت کو میں جہاں تک دیکھتی ہوں مضبوط نہیں ہوتی وہ اکیلی بغیر مرد کی مدد کے کچھ نہیں کر سکتی علاوہ بریں میں نے دنیا پر نظر ڈالی تو حکمرانی خوش حالی فہم و فراست، علو شوکت و حشمت اور تمام باتوں میں میرا مماثل و مقابل آپ کے سوا کوئی نہیں ہے لہذا آیئے ہم آپ ایک ہو جائیں میں آپ کے ملک کی ملکہ بن جاؤں اور آپ میرے ملک کے بادشاہ۔"

یہ خط دیکھتے ہی جذیمہ کے دل میں عشق کی آگ بھڑک اٹھی دل میں کہا بھلا ایسی پری جمال و صاحب اقبال دلہن دنیا میں کسے نصیب ہو سکتی ہے پھر اس خط کو اہل دربار اور مشیروں کے سامنے پیش کر کے مشورہ طلب کیا سب لوگ بادشاہ کی رائے کے موافق تھے مگر قصیر نام ایک شخص نے جو سلطنت کے حالات سے ہوشیار تھا اور اس کے عہد کے بڑے عقلا میں تھا سب سے اختلاف کر کے کہا کہ اس خط سے دھوکا کھانا ہے آپ زبا کے باپ کے قاتل ہیں اس کے فریب میں ہرگز نہ آیئے ملکہ کو لکھ بھیجئے کہ تمہیں شوق ہو تو یہاں ہمارے پاس چلی آؤ۔ بادشاہ کو قصیر کی رائے پسند نہ آئی مگر بالفعل ان کے لئے عمرو بن عدی کو بلا کے اس سے رائے لی اور جب اس نے بھی قصیر کے خلاف جذیمہ کی رائے سے اتفاق کر لیا تو جذیمہ نے فوراً سفر کی تیاریاں شروع کر دیں جاتے وقت اس نے عمرو بن عدی کو اپنا قائم مقام بنا کے دارالسلطنت میں چھوڑا اور اس کی مدد کے لئے عمرو بن عبد الجن نام ایک بہادر شخص کو بھی سپہ سالار فوج بنا کے وہاں رکھا اور خود قصیر اور چند اور لوگوں کو اپنے ہمرکاب لے کے چل کھڑا ہوا۔

فرضہ نام ایک مقام تک پہنچا تھا کہ زبا کے بھیجے ہوئے لوگ استقبال کو آ پہنچے ان لوگوں کی حالت دیکھ کر قصیر کی بدگمانی اور بڑھ گئی مگر کیا کرتا بادشاہ پر زبا کا جادو چل چکا تھا اس نے کسی بات کا بھی خیال نہ کیا اور زبا کے قلعہ میں داخل ہو گیا۔

قصیر نہایت ہی ہوشیار اور سیانا شخص تھا وہ آخر تک جذیمہ کے ساتھ رہا مگر الگ ہی الگ ہر حالت کو دیکھتا تھا اور دل ہی دل میں جذیمہ کی بے وقوفی پر افسوس کرتا تھا آخر اس نے دیکھا کہ جب بادشاہ قلعہ کے اندر داخل ہوا تو اس کی حالت بالکل اسیروں کی سی تھی زبا کے سرداروں میں گھرا ہوا تھا اور کوئی بھی آس پاس نہ تھا جو اس کی کچھ مدد کر سکے۔ زبا قلعہ کے اندر اس سے ملی صورت دیکھتے ہی جذیمہ زبا کے چشم و ابرو سے سمجھ گیا کہ مجھے فریب دیا گیا اور میں اس کے دام مکر میں پھنس گیا مگر اب کیا ہو سکتا تھا! اتنے میں زبا نے تمسخر کے لہجہ میں پوچھا "دولہن کے آداب و اطوار دیکھئے گا؟" پھر آپ ہی بولی "سنتی ہوں بادشاہوں کا خون ان لوگوں کے لئے اکسیر دوا ہے جنہیں کتے نے کاٹ کھایا ہو۔ لاؤ وہ نطع اور وہ چمڑا جس پر بٹھا کے لوگوں کو قتل کرتے ہیں، لاؤ" یہ فوراً بچھا دیا گیا زبا بولی "اور سونے کا طشت بھی لا کے رکھ دو"۔ طشت بھی لا کے رکھا گیا پھر اپنے ہاتھ سے جام بھر بھر کے جذیمہ کو خوب شراب پلائی یہاں تک کہ وہ نشہ سے مدہوش ہو گیا ان دنوں معمول تھا کہ لڑائی کے سوا جس میں کوئی امر اختیاری نہیں ہوتا اور کسی حالت میں کسی بادشاہ کی جان لینا ہوتی تو اس کی حرمت کے خیال سے گردن نہ مارتے بلکہ کسی اور طریقہ سے جان لیتے اس پر طرہ یہ کہ کسی کاہن نے زبا سے کہہ دیا تھا کہ جذیمہ کے خون کا ایک قطرہ بھی طشت کے باہر گرے گا تو وہ اس کا انتقام ضرور لے گا۔"

پھر تقدیر زبا نے نہایت ہی سنگدلی و بے دردی سے جذیمہ کے دونوں ہاتھوں کی فصدیں کھلوا دیں۔ جذیمہ استقلال و ثبات سے بیٹھا رہا اور خون برابر بہہ بہہ کے طشت میں گرتا جاتا تھا یہاں تک کہ ضعف اور کمزوری سے اس کے ہاتھ نیچے لٹک گئے جس کے باعث کچھ خون طشت کے باہر گرا تو زبا فوراً گھبرا کے بولی "دیکھو یہ بادشاہوں کا خون ہے ضائع نہ ہونے پائے" اب اس وقت نیم جان جذیمہ کی زبان سے یہ کلمۂ یاس نکلا کہ "اس خون کی فکر نہ کرو جسے خود اس کے لوگوں نے ضائع کر دیا ہے۔" اس کے بعد جذیمہ نے اسی نطع پر گر کے دم توڑ دیا اور زبا کو اطمینان ہوا کہ میں نے اپنے باپ کا بدلہ لے لیا۔

قصیر اس حال سے واقف ہو گئے بھاگتا ہوا حیرہ میں آیا اور عمرو بن عدی کو اس واقعہ کی خبر کی یہاں عمرو بن عدی اور عمرو بن عبد الجن میں عداوت ہو چکی تھی قصیر نے بیچ میں پڑ کے دونوں کو صاف کیا ملوایا اور کہا اب سب مل کے اپنے بادشاہ کے خون کا انتقام لینے کی کوشش کرو۔ عمرو بن عدی نے کہا کہ زبا پر کسی کا کیا زور چل سکتا ہے اس کے مملک قلعہ کی یہ حالت ہے کہ اس پر پرندہ تک پر نہیں مار سکتا بھلا میں کیا کروں گا! قصیر نے کہا اس کی تدبیر یہ ہے کہ آپ میری ناک کاٹ لیجئے میری پیٹھ پر کوڑے لگوائیے اور اپنے ہاں سے نکال دیجئے۔ عمرو بن عدی نے کہا یہ تو مجھ سے نہ ہو گا۔ قصیر بولا آپ کو اس میں کیا دخل ہے میں جو کہتا ہوں وہ کیجئے تو سہی۔ عمرو نے کہا ان باتوں کا شوق ہے تو خود اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کاٹ لو۔ [illegible]

قصیر کے دل میں اپنے بادشاہ مظلوم کے بیکسی سے مارے جانے کا اس قدر صدمہ تھا کہ خود ہی اپنی ناک کاٹی پیٹھ زخمی کی اور بھاگتا ہوا ملکہ زبا کے شہر میں پہنچا چونکہ یہ دربار حیرہ کا نامی شخص اور زمانہ کے مشہور عقلا میں تھا لہذا اس کی خبر زبا کو پہنچی اس نے اُسے اپنے پاس بلایا اور کیفیت پوچھی اس نے کہا جب بادشاہ جذیمہ یہاں آئے تب میں ان کے پاس تھا واپس گیا تو عمرو بن عدی نے مجھ کو تہمت لگائی کہ میں ہی نے انھیں فریب دے کے آپ کے پاس پہنچوایا اور اس کی سزا میں میری یہ گت بنائی گئی۔ زبا نے اس کی بڑی قدر و منزلت کی اور کہا تم اس کا غم نہ کرو تمہاری تسلی کے لئے میں موجود ہوں یہ کہہ کے اس نے اُسے اپنا ندیم خاص بنا لیا اب قصیر ملکہ زبا کے ہمراہ رہتا تھا اور تمام حالات پر دور سے واقف ہوتا جاتا تھا۔

ایک دن زبا نے کاہنوں سے اپنے انجام اور اپنی آئندہ حالت کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے کہا ہمیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن عدی کی وجہ سے آپ کی جان جائے گی لیکن اس کے ساتھ یہ بھی نظر آتا ہے کہ آپ اپنی جان خود اپنے ہاتھ سے لیں گی۔ نجومی کے اس جواب کے سننے کے بعد اس کے دل میں عمرو بن عدی کی جانب سے ایک ہول سا سمائی رہی جا مجسا سی اندیشہ سے اُس نے شہر سے قلعہ کے اندر تک ایک سرنگ کھدوائی اور اس کا دروازہ بالکل پوشیدہ رکھا تاکہ اگر کوئی ناگہانی افتاد پڑے اور وہ شہر میں ہو تو فوراً اس سرنگ کی راہ سے اپنے قلعہ میں چلی جائے اس کے علاوہ مصوروں کو بلا کے حکم دیا کہ تم لوگ جا کے عمرو بن عدی کی مختلف وضعوں کی تصویریں بیٹھے کھڑے سب حالتوں میں کھینچ لاؤ اس وقت کی بھی جب وہ معمولی کپڑے پہنے ہو اور اس وقت کی بھی جب وہ ہتھیار لگائے ہوئے اکڑا بنا کھڑا ہو لیکن تمہاری ان کارروائیوں کی اُسے مطلق خبر نہ ہونے پائے اس کو یہ گمان بھی نہ ہو کہ اس کی تصویریں میرے پاس ہیں ان تصویروں سے اس کی صرف اتنی غرض تھی کہ عمرو بن عدی کو خوب اچھی طرح پہچان لے۔

قصیر ان سب رموز سے واقف ہو چکا تو ایک دن ملکہ زبا سے کہا میرے مکان میں میرا بہت سا مال و اسباب پڑا ہوا ہے اگر اجازت ہو تو جا کے لے آؤں اور اس کے علاوہ اور بہت سا مال تجارت لاؤں گا جسے آپ نہایت پسند فرمائیں گی۔ زبا نے اُسے اجازت دی اور وہ اس سے رخصت ہو کے سیدھا حیرہ میں آیا عمرو بن عدی سے ملا اور اس کی مدد سے ایک بڑا بھاری قافلہ تجارت مرتب کر کے واپس گیا جس کے ساتھ نہایت قیمتی نایاب اور پر تکلف چیزیں تھیں۔ قافلہ جب زبا کے شہر میں داخل ہوا تو ملکہ نے خود استقبال کیا قصیر سے بڑے تپاک سے ملی اور اس کا مال تجارت دیکھ کے بے انتہا خوش ہوئی۔ چند روز بعد قصیر نے دوبارہ مال تجارت لانے کا شوق ظاہر کیا اور اب کی مرتبہ ملکہ نے پہلے سے زیادہ زر جواہر دے کے رخصت کیا وہ پھر آ کے حیرہ سے پیشتر سے زیادہ بھاری اور قیمتی سامان تجارت لے گیا جو خاص بادشاہوں کے قابل تھا اب کی بھی اس کے قافلہ کو زبا نے ذوق شوق سے لیا سب مال خرید لیا اور قصیر کی زیر بار احسان ہوئی۔

اب تیسری بار پھر قصیر نے اجازت سفر مانگی اور ملکہ کے دربار سے اُسے بڑی گرم جوشی کے ساتھ اجازت اور مدد بھی ملی مگر اب کی مرتبہ وہ جو قافلہ لے کے پہنچا وہ نہایت ہی پر تکلف اور شاندار تھا ہزاروں اونٹ تھے جن میں بڑے بڑے کجاوے رکھے ہوئے تھے اس قافلہ کی شان کو زبا نے اپنے شہر کے محل سے دیکھا اور قصیر سے کہا اب کی تم نہایت ہی شاندار اونٹ اور بڑی دھوم دھام کا قافلہ لائے ہو۔ اس نے عرض کیا اب کی مال بھی لاجواب ہے جو خاص حضور کے لئے لایا ہوں۔ قافلہ بڑے اہتمام سے شہر کے اندر داخل ہو کے خاص اس مقام پر پہنچا جہاں قلعہ کی سرنگ کا دروازہ تھا وہاں پہنچتے ہی تمام شتر سواروں نے کجاووں سے کود کود کے اور ہزاروں بہادر نبرد آزما ان صندوقوں سے جو اونٹوں پر لدے ہوئے تھے نکل نکل کے شہر پر حملہ آور ہوئے اور ایک آنا فانا میں شہر کی سڑکوں پر تلوار چلنے لگی لوگ بدحواس بھاگے اور ملکہ گھبرا کے چلی کہ سرنگ میں گھس کے قلعہ کے اندر ہو رہے مگر سرنگ کے دروازہ پر پہنچی تو ایک خونخوار اور بہادر نوجوان کو دیکھا جس کی صورت دیکھتے ہی ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ بدحواسی کے عالم میں اس کی زبان سے نکلا۔

"عمرو بن عدی" اور ساتھ ہی انگوٹھی سے ہیرے کا نگینہ دانتوں سے چھڑا کے اور کچل کے کھا گئی اور بڑے استقلال سے بولی "بیدی لا بید عمرو" (عمرو کے ہاتھ سے نہیں بلکہ خود اپنے ہاتھ سے) ہیرا کھاتے ہی اور ہیرا اس نے موت کے جھونکے لینا شروع کئے اور ادھر عمرو بن عدی نے بڑھ کر اسے اپنی تلوار سے مار ڈالا۔

یہ ایک عربیہ ملکہ تھی جس نے کیا دلی سے اپنے دشمن کی جان لی اپنے مرحوم باپ کا بدلہ لیا اور جس میدان میں اس نے اپنے دشمن کو پامال کیا تھا اسی میں خود بھی ماری گئی۔ مگر اول سے آخر تک اس کے خوبصورت چہرہ میں بے عصمتی کا دھبہ نہیں لگا۔ اور آخر میں اس نے جان بھی دی تو نہایت ہی شریفانہ اور بہادرانہ وضع سے۔

زبا کے بعد اس کی سلطنت کا مالک عمرو بن عدی ہوا جس کے قبضہ میں ایک بڑی بھاری قلمرو آگئی آخر میں وہ عرب کا بڑا نامور اور بہادر فرمانروا ثابت ہوا۔ کہتے ہیں کہ وہ ایک سو بیس برس کی عمر کا ہو کے مرا جن میں سے ۹۵ برس ملوک طوائف کے عہد میں اور باقی ایام بانی دولت ساسانیہ یعنی ساسان اول اردشیر بابکان اور اس کے بیٹے شاپور بن اردشیر کے عہد میں گذرے۔

رجب ۱۳۵۴ھ کا پرچہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نمبر ہوگا

مدت سے ہمارا خیال تھا کہ باوجودیکہ ہندوستانی مسلمانوں میں کثیر تعداد حنفی مسلمانوں کی ہے، پھر بھی امام اعظم کے حالات و سوانح احسان کے فقہی معرکہ الآرا کارناموں کی کثرت، حنفیوں کی طرف حنفی مسلمان توجہ نہیں کرتے۔ رجب کا پرچہ شائع ہوتا ہے کوئی نہ کوئی نمبر ہوتا ہے اسی سبب سے زیادہ مقبول نمبر رہا۔ اب کے امام اعظم نمبر کے ساتھ ساتھ یہ پرچہ نماز نمبر بھی ہوگا۔ جیسے یہ ایک کتاب لکھوائی تھی جس کی کتابت چھپنے کے لئے تیار ہے۔ ڈیڑھ سو صفحات ہو جاتے، کتابی صورت میں علامہ شبلی کی لکھی ہوئی کتاب سیرۃ النعمان مولوی کے ذریعہ بہت فروخت ہو چکی ہے۔ لیکن میں چاہتا تھا کہ اس کو سلسلہ میں حنفی نماز بھی شامل کرتے۔ یہ لہٰذا اگر کتابی صورت میں چھپ جاتا۔ تو ہر میں ہاتھوں ہاتھ نکل جاتا اور آپ کے ہی خرچ کا اس کے ذریعہ کافی آمدنی ہو جاتی۔ لیکن مولوی اپنی یہ آمدنی آپ کی نذر کرکے اس کا مقصد ہے کہ آپ اس کے ذریعہ ایک ہزار خریدار مہیا کر دیجیے

امام اعظم نمبر میں کیا ہوگا اس کا اندازہ اس سے فرمایئے کہ اس میں حسب ذیل عنوانات ہیں۔ ہر ایک کو دیکھتے تو یہ نمبر اپنی نوعیت میں بے مثل ہوگا۔ لیکن بات تو جب ہو کہ آپ قبول فرمالیں اور اس سے متاثر ہو کر دو سو خریدار مہیا کر دیں

یہ ہے اس آئندہ پرچے کا خاکہ جو آپ کی خدمت میں پیش ہو رہا ہے

۲۱ ہزار مولوی کے خریداروں میں سے غالباً ۱۹ ہزار خریدار حنفی بھائی ہیں کیا وہ اپنے امام کی لائف اور ان کے کارناموں کا پروپگنڈہ کرنے کے لئے ایک ایک خریدار بھی فراہم نہ کر سکیں گے۔ جہاں وہ مقلدوں اور غیر مقلدوں کی لڑائی میں حد درجہ حیا ض ہوا جو درحقیقت مستحسن بھی نہیں ہے وہاں فقہ حنفی کی ترویج و اشاعت کے لئے اگر میں جدید ایک ہزار خریداروں کا مطالبہ کروں، تو میرے خیال میں جوق در جوق حنفی بھائیوں کو اس کام کے لئے نکل آنا چاہیئے۔

اس مہینے میں آپ نے کتنی توجہ فرمائی اس کا اندازہ اگر آپ کے علم میں آجائے تو آپ قطعی مسرور نہ ہونگے۔ سوائے اس مہربانی کے کہ مشکوٰۃ الاعظم پر آپ نے مفت تقسیم کرا دیا خریدار بنانے کی طرف زیادہ توجہ نہ ہوئی اور رسول نمبر ابھی کافی باقی ہے لاگت زیادہ ہے ورنہ اس کو بھی مفت بانٹ دیتا، اور دفتر کے اندر پڑا رہنے کی بجائے بھائیوں کے مطالعہ میں آنا بدرجہا بہتر تھا۔ لیکن ابھی تک تو فقہ لگائے بیٹھا ہوں کہ شاید اب بھی آپ متوجہ ہو جائیں تو ننھے بڑے اسلامی لشکر کا صرف ایک قدم آگے بڑھنا یہ سرچہ سر کر سکتا ہے

نمونہ بھیجنے کے لیے میرے پاس اب پرچے بھی نہیں رہے ہیں جب سے ہی سمجھ لیجئے اگر آپ کو تین پیسے کا کارڈ بھیجا۔ پیسے کا لفافہ گراں ہے تو اس کے پیسے بھی مجھ سے آئندہ اپنے چندہ میں محسوب کر لیں۔ یہ تو دراصل دشوار طلب کام نہیں ہے دو چار ہزار نام میرے پاس محفوظ رہیں تو ہر مہینے بچا ہوا پرچہ بھیجا کروں۔ امید ہے کہ ملنے محلہ شہر۔ قصبہ گاؤں اور سر رشتہ کے پڑھے لکھے آدمیوں کے نام و پتے جلد روانہ فرمادیں گے۔

لطف بھی اور کوفت بھی ... معلوم ہے اور ہوتی ہے کہ ایک طرف تو میری مدت اس درجہ سراہی جاتی ہیں، کہ مجھے خود اپنے اوپر مافوق الانسان ہونے کا دھوکا ہو جاتا ہے خواہ وہ ایک آن کے لئے ہی ہو، اور پھر ایسا تغافل ہوتا ہے کہ الامان

صحاح ستہ کے تراجم کے متعلق کس قدر ستائش کس قدر تعریف اور کس قدر حقیقت آپ کی طرف سے ہوئی، کہ الحفیظ۔ اور جب میں نے یہ لکھا کہ مشکوٰۃ نقد لاگت پر خرید لیجئے تو صرف سو بھائیوں نے توجہ فرمائی۔ پندرہ سو روپے کے کاغذ کی ضرورت ترمذی کے لئے تھی کہ اس کے ۹ سو صفحات کی کتابت ہو چکی ہے، جیب خالی تو کاپیوں کے بیکار رہنے کی طرف سے اطمینان ہو جاتا تو پھر ترمذی کو بیت جلد ختم کرکے ابو داؤد شروع کرا دیتا۔ لیکن سوائے تعریف کے خطوط کے اور کچھ بھی پلے نہیں ہے۔

ذرا خیال تو فرمایئے کہ آپ کو لاگت پر حدیث صحیحہ کا انمول خزانہ مل رہا ہے۔ اور آپ توجہ نہیں فرماتے۔ جانتا ہوں کہ اگر میں نے روپیہ کا کوئی کفیف وہ بندوبست کر لیا۔ تو پھر ہر بھائی مشکوٰۃ شریف چار میں لینے کا مطالبہ کرے گا۔ اسوقت بھی مجھے اذیت ہوگی کہ میں نے کیا مصیبت کرکے روپیہ فراہم کیا۔ اور میرے بھائی اب بھی مجھے میری محنت کا بالکل معاوضہ دینا نہیں چاہتے۔

وقت ہے کہ اب بھی آپ چار میں مجلد مشکوٰۃ حاصل کر لیں اب اس کی میعاد ایک ماہ اور ایزاد کرتا ہوں آپ اس کی آخری تاریخ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء نوٹ کر لیں

مجاہدین اسلام

اللهم حقق مرادهم بالخير اللهم نور قلوبهم

اس زمانہ میں جبکہ ہر شخص دن کا کل وقت صرف کرنے کے بعد بھی اپنے اور اپنے عیال کی روزی کا فراہم نہیں کر سکتا۔ اگر وہ محنت سے اپنے خدا اور رسول کی خوشنودی کے لئے مولویوں کی [illegible] اشاعت میں خرچ کر دے تو یہ [illegible] اس کا مجاہدت اور وقت کے علاوہ بڑا جہاد دوسرے کیا ہے جسے خدا کے لئے [illegible] ہے۔ آپ سب بھائی ذیل کے معاونین کے لئے دعا فرمایئے کہ خدا انکی خدمت دینی قبول فرمائے

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب مولوی فضل حق ڈپٹی کمشنر	۱۰	جناب عبدالغفور صاحب کیمل پور	۲
،، محمد علی صاحب جمشید پور	۲	،، چوہدری صاحب [illegible]	۱
،، سید عبداللہ صاحب قادریہ [illegible]	۲	،، منظور احمد خان صاحب [illegible]	۱
،، محمد جمیل صاحب دوہری	۲	،، سید ضیاء الدین صاحب [illegible] پور	۳
،، محمد قاسم صاحب بیانہ	۴	،، ڈاکٹر محمد حسین صاحب [illegible]	۲
،، محمد مشتاق بیگ صاحب [illegible] پور	۲	،، عبدالجبار صاحب [illegible]	۳
،، عبدالستار صاحب تیمر گنج	۳	،، ڈاکٹر عنایت اللہ صاحب [illegible]	۲
،، مولوی اکبر علی صاحب آبادی	۵	،، فضل الدین صاحب شاہ پور	۲
،، حکیم قمر الدین صاحب پٹواری	۲	،، انوار الحق صاحب کسولی	۳
،، محمد اللہ بلیت صاحب [illegible]	۲	،، سید محمد علی صاحب کانپور	۳
،، ایم اے سلام صاحب [illegible]	۳	،، حشمت علی صاحب کیروا	۲
،، ولی محمد صاحب [illegible]	۵	،، محمود خان صاحب بہاولپور	۲
،، عبدالغفار صاحب [illegible]	۵	سید محمد نظام الحسن صاحب کیمل	۱۷
،، حاجی سراج الدین صاحب [illegible]	۳	،، سمیع اللہ صاحب سدھولی	۱
،، [illegible] صاحب مدراس	۲	،، عبدالرسول صاحب بھوگیر	۴
حافظ مفضل الرحمان صاحب برما	۴	،، منشی محمد صاحب باندہ	۵
حافظ عبدالحمید صاحب جبل پور	۵	،، مولوی محمد حسین صاحب [illegible]	۲
سید طالب حسین صاحب [illegible]	۴	،، مولوی محمد حسین صاحب [illegible]	۲
سید سجاد حسین صاحب بیانہ	۳	،، کرم احمد صاحب جہلم شہر	۵
،، ایم ایس فاروقی صاحب الور	۲	،، عبدالکریم صاحب [illegible]	۲
،، عبدالرشید صاحب ڈیڈولی	۲	،، محمد نیاز خان صاحب کانپور	۲
،، محمد الٰہی بخش صاحب جال پور	۲	،، سید عمر پیر صاحب نال کوٹی	۵
،، کریم بخش صاحب کوہاٹ	۳	،، مولوی عبدالرشید صاحب [illegible]	۵
،، سید محمود بخش صاحب فتحپور	۲	،، عبداللہ صاحب [illegible]	۲
،، محمود علی صاحب [illegible]	۳	،، قاضی فصیح الدین صاحب حیدر آباد	۲
،، میر اشتیاق علی صاحب الہ آباد	۴	راوے میاں پیرزادے صاحب	۳
،، شیخ عمر الدین صاحب [illegible]	۴	،، عبدالرحمان صاحب [illegible]	۲
شیخ فضل الٰہی صاحب زیارت	۱۲	،، عبدالحق صاحب غازی پور	۲
،، حبیب الرحمان صاحب کلکتہ	۲	،، صبغت اللہ صاحب گورکھپور	۳
،، غلام محی الدین صاحب [illegible]	۲	،، اللہ دین صاحب اجمیر شریف	۴
،، ظہیر الحق صاحب مونگیر	۳	،، الیس فضل امام صاحب [illegible]	۲
،، محمد رشید الدین صاحب [illegible]	۳	،، مولوی نصیر الدین صاحب [illegible]	۲
،، محمد ابراہیم صاحب [illegible]	۳	،، سیور اگریکلچر [illegible]	۱
،، قاضی محمد صاحب [illegible]	۱	،، حافظ عبدالرب صاحب [illegible]	۱
،، محمد اسماعیل صاحب رہتک	۱	،، حبیب احمد صاحب [illegible]	۲
،، مرتضیٰ علی صاحب بردوان	۱	،، سید حسام الدین صاحب [illegible]	۳
چوہدری فضل احمد صاحب [illegible]	۳	،، معین الدین صاحب [illegible]	۲

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام صاحب	تعداد
جناب محمد حنیف صاحب [illegible]	۳	جناب [illegible] صاحب کلکتہ	۳	جناب [illegible] صاحب [illegible]	۱
،، قاضی اسد [illegible]	۴	،، محمد طیب صاحب [illegible]	۴	،، مشتاق بیگ صاحب [illegible]	۱
،، ذوالفقار [illegible]	۲	،، حاجی مولا بخش صاحب [illegible]	۳	،، شیخ حبیب اللہ صاحب [illegible]	۱
،، [illegible]	۴	،، شیخ خادم حسین صاحب [illegible]	۴	،، محمد ارشاد صاحب [illegible]	۲
،، جمال الدین صاحب [illegible]	۲	،، سید محمد علی صاحب رضوی [illegible]	۱	،، فیروز الدین صاحب کلکتہ	۲
،، کلیم الدین صاحب لائل پور	۲	،، مبارک خان صاحب کلکتہ	۲	،، غلام نبی صاحب [illegible]	۲
،، عبدالغفور صاحب [illegible]	۳	،، اے بی فاروقی صاحب لکھنؤ	۱	،، سید م شاہ صاحب [illegible]	۱
،، منشی عزیز احمد صاحب لکھنؤ	۴	،، سید رفیق احمد صاحب بریلی	۲	،، محمد احمد اللہ صاحب [illegible]	۱
،، غلام محی صاحب اٹک	۳	،، حکیم حبیب اللہ صاحب دھولیہ	۲	،، ماسٹر کلو صاحب لاہور	۴
،، ملا احمد یعقوب صاحب پشاور	۲	،، میرزا کریم بیگ صاحب سکندر آباد	۴	،، امجاد حسین صاحب [illegible]	۳
،، فقیر محمد صاحب اسلام آباد	۲	،، ایس کریم الدین صاحب حیدر آباد	۵	،، منشی اکبر علی صاحب حیدر آباد	۲
،، محمد نظام الدین صاحب [illegible]	۲	،، فتح محمد صاحب سرگودہ	۲	،، حفیظ الحسن صاحب بریلی	۳
،، [illegible] خان صاحب [illegible]	۴	،، عبدالغنی صاحب سید پوری	۳	،، شیخ علی بخش صاحب سیالکوٹ	۵
،، ممتاز خان صاحب تجارہ	۲	،، ریاست اللہ صاحب کانپور	۱	،، عبدالحق صاحب فتح پور	۲
،، شیخ فضل کریم محمد لطیف قصور	۵	،، محمد غوث خان صاحب [illegible]	۱	،، سید ابو البیان صاحب [illegible]	۱
،، ایم ایس احمد حسین صاحب [illegible]	۳	،، شیخ عبدالقادر صاحب ساگر	۱	،، ڈاکٹر علی احمد صاحب [illegible]	۳
،، محمد علی صاحب لکھنؤ	۴	،، سید رحمت علی صاحب [illegible]	۳	،، ارشاد علی خان صاحب انبالہ	۲
،، محمد قمر الحسن صاحب غازی پور	۳	،، عبدالرشید خان صاحب [illegible]	۴	،، حبیب اللہ صاحب پشاور	۴
،، محمد ایوب صاحب [illegible]	۳	،، ای بابا میاں صاحب سکندر [illegible]	۴	،، غلام حسین صاحب پشاور	۴
،، فصیح الدین صاحب [illegible]	۲	،، سید علی احمد صاحب [illegible]	۴	،، میرزا اختر بیگ صاحب [illegible] پور	۱
،، ایم عبداللہ خان صاحب [illegible]	۵	،، سید اوصاف احمد صاحب [illegible]	۲	،، لطیف اللہ صاحب شاہ پور	۳
،، حکیم حبیب اللہ صاحب دھولیہ	۴	،، محبوب علی صاحب حیدر آباد	۵	،، محمد میاں لطیف صاحب [illegible]	۱
،، محمد یوسف علی صاحب [illegible]	۵	،، فیض احمد صاحب ملتان	۴	،، نبی رضا صاحب سیتاپور	۱
،، [illegible] عنایت علی خان صاحب [illegible]	۵	،، محمد عبدالواحد صاحب [illegible]	۳	،، متین اللہ صاحب جے پور	۳
،، عبدالحفیظ خان صاحب حیدر آباد	۱۵	،، اشفاق احمد صاحب اجمیر	۴	،، والدہ محبوب احمد صاحب [illegible]	۱
،، حافظ ولی اللہ صاحب کانپور	۱	،، محمد احمد صاحب سوردی	۳	،، عبدالقدوس صاحب [illegible]	۱
،، علی احمد صاحب پھلواری [illegible]	۱	،، محمد علی صاحب گیا	۲	،، دین محمد صاحب لاہور	۳
،، جلال الدین صاحب بھوپال	۱	،، ایم وہاب حسین صاحب [illegible]	۵	،، غوث علی صاحب بلارم	۹
،، حسن ابراہیم صاحب کاڈی	۳	،، نیاز احمد صاحب سنگرام پور	۲	،، میر محمد خان صاحب جالندھر	۲
،، آر لے سنتی صاحب احمد آباد	۴	،، محمد الیاس صاحب فیض پور [illegible]	۲	،، بہادر خان صاحب راولپنڈی	۴
،، عبدالعزیز صاحب [illegible]	۴	،، امین احمد صاحب اٹاوہ	۲	،، میر محمد سلیمان صاحب [illegible] پور	۴
،، محمد وصی الدین صاحب [illegible]	۲	،، اسد اللہ صاحب گجرات	۱	،، سکندر احمد خان صاحب [illegible]	۴
،، محمد ولی محمد صاحب بمبئی	۲	،، محمد حمید الدین صاحب مراد [illegible]	۱	،، محمد ابراہیم صاحب حیدر آباد [illegible]	۲
،، محمد حسین صاحب اندور	۲	،، غلام محمد صاحب بٹ لاہور	۳	،، بدر الدین صاحب گدگ	۲
،، ایم جمال الدین صاحب	۵	،، غلام محمد صاحب [illegible]	۲	،، غلام رسول صاحب [illegible]	۱
،، عبدالمجید خان صاحب [illegible]	۱	،، عبدالجبار صاحب حیدر آباد	۴	،، عبدالرحیم صاحب کلکتہ	۱
،، محمد غفور خان صاحب [illegible]	۱	،، محمد عمر صاحب بمبئی	۱	،، عبدالقدوس صاحب [illegible]	۱
،، امیر الحسن صاحب [illegible]	۱	،، گل محمد صاحب ساگر	۱	،، سید عبدالسلام صاحب [illegible]	۱۴
،، حافظ فقیر اللہ صاحب [illegible]	۲	،، ایم بی ملک صاحب [illegible]	۱	،، شیخ اسماعیل صاحب [illegible]	۲
،، عبدالعزیز صاحب ناگپور	۴	،، جناب بی ملک [illegible]	۱	،، عبدالسلام صاحب فتح پور	۹
،، امتیاز علی صاحب [illegible]	۲	،، ڈاکٹر فضل الباری صاحب [illegible]	۳	،، محمد ہاشم صاحب کہاردہ	۱
،، سید ہاشم سیر صاحب [illegible]	۲	،، حاجی مصدق صاحب [illegible]	۲	،، عبدالحفیظ صاحب [illegible]	۱
،، فخر الدین صاحب حیدر آباد	۳	،، بابو نور الدین صاحب [illegible]	۱	،، ایم کے رزاق صاحب [illegible]	۲
،، عبدالغنی صاحب رہتک	۲	،، سمیع السبحان صاحب [illegible]	۲	،، حمید الرحمان صاحب سوری	۲
،، محمد رمضان صاحب [illegible]	۲	،، پیر علی صاحب مظفر گڑھ	۹	،، عبدالمظفر خان صاحب [illegible]	۲
،، ولی احمد صاحب [illegible]	۵	،، حاجی کریم اللہ صاحب [illegible]	۲	باامید امداد ابھی بہت باقی ہے	[illegible]

احادیث رسول کریم کا بہترین انتخاب مشکوٰۃ شریف ہے

مشکوٰۃ شریف کا اردو ترجمہ طیار ہے

تمام مذہبی علوم میں علم حدیث کو جو اہمیت حاصل ہے اس سے ارباب نظر واقف ہیں کہ قرآن مجید کے بعد مذہب اسلام کے لئے سنگ بنیاد یہی ہے کائنات کے افعال و اقوال اور صحابہ و تابعین کا تعامل ہے در حقیقت حضور اقدس کی پوری زندگی اور صحابہ و تابعین کے تمام سوانح حیات کلام الٰہی کی نہایت واضح تفسیر ہیں۔ احادیث کی جامع کتاب اور مختلف اقتباسات اگرچہ بہت زیادہ ہیں اور عموماً اسلامی شغف رکھنے والے ان کو پڑھتے ہیں، لیکن تمام ممالک اسلامیہ میں جو شہرت اور امتیاز و ہمہ گیری مشکوٰۃ شریف کو حاصل ہے وہ حدیث کی کسی دوسری کتاب کو حاصل نہیں بظاہر اس کے دو سبب ہیں، اول تو مشکوٰۃ المصابیح نہایت جامع اور صحیح کتاب ہے، کہ اس کا درجہ بہت کم ہیں۔ اور اس کے اندر کوئی حدیث ضعیف اور موضوع نہیں ہے اور دوسرے جن کتابوں سے صاحب مشکوٰۃ نے احادیث نقل کی ہیں وہ کتابیں فن حدیث میں نہایت ممتاز پایہ رکھتی ہیں مثلاً صحیح بخاری، مسلم، مسند امام مالک، مسند امام شافعی، مسند امام احمد، سنن امام ابوداؤد، جامع ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی یہ گویا مستند حدیث رسول کا بہترین انتخاب ہے لوگوں

انتخاب صحاح عشرہ

ہے یوں تو مشکوٰۃ شریف کی شرح اور تراجم متعدد ہوئے، لیکن عوام کو ان سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا۔ اس لئے کہ یا تو وہ فن سے متعلق تھے یا بہت دقیق شرح سے پر اس لئے عوام اس کی اردو سے کوئی خاص فائدہ نہ اٹھا سکے، مثلاً اشعۃ اللمعات کو بات اگر ٹھیک ہے ایک بسیط شرح ہے لیکن عوام کی سمجھ سے بالا اور یہ بھی بہت کافی (۲) مظاہر حق، اگرچہ برائے نام ترجمہ ہے لیکن درحقیقت ایک مفصل شرح ہے، پھر اس کی عبارت بھی ایسی لا ینحل اور ادق ہے جیسے اردوئے قرآن اول میں ہوا کرتی تھی جو پڑھے لکھے آدمیوں کا تو کیا ذکر ہے، اچھے علماء سرگرداں اس کو سمجھنے سے جی چراتے ہیں، غرض کوئی ایسا ترجمہ ہی نہ تھا جو اردو زبان میں ایسا جو عام فہم اردو میں ہوتا اور ہر مسلمان کے لئے یہ حدیث کا بہترین مجموعہ مفید ہو سکے

مجھ بے بضاعت نے بخاری شریف کے ترجمہ کے بعد مشکوٰۃ کو اردو میں لانے کی کوشش کی اور خدا کے فضل سے مجھے کامیاب کر دیا، یہ ترجمہ عام فہم سلیس ہے اور جا بجا بریکٹ میں تشریحات ہیں۔ اس کے مترجم بھی بخاری کے مترجم علامہ فاضل مولانا دائم جلالی ہیں، وہ تقسیم علوم السنہ شرقیہ ریاست رامپور ہیں، ترجمہ کو اتنا آسان و عام فہم لکھا ہے، کہ گویا اصل حدیث اردو ہی میں تھی، ایک ندرت اس میں یہ اور کی گئی ہے کہ احادیث مشکوٰۃ کے راویوں کے حالات اسماء الرجال مشکوٰۃ کے نام سے آخر میں لگا دی ہیں جو خود ایک مستقل کتاب ہے اسمیں ۵۰۴ صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین مردوں اور مقدس صحابیات اور نامور پاکیزہ عورتوں کے حالات ہیں جن سے احادیث مشکوٰۃ روایت ہوئی ہیں۔ اور

اس ترجمہ کی ابتدا میں صاحب مشکوٰۃ کے حالات حیات و وفات اور تالیفات کا پورا تذکرہ ہے اور چونکہ صاحب مشکوٰۃ نے احادیث مشکوٰۃ کو تیرہ ائمہ حدیث کی طرف منسوب کیا ہے، اس لئے ان تیرہ ائمہ کے مختصر حالات بھی شامل ہیں یعنی امام بخاری امام مسلم، امام مالک امام شافعی، امام احمد بن حنبل امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام ابن ماجہ امام دارقطنی، امام بیہقی

وہ لوگ جو مذہبی معلومات میں زیادہ وقت نہیں دے سکتے ہیں

اور صرف تجربیات و منتخبات احادیث ہی دیکھ سکتے ہیں، ان کو مشکوٰۃ شریف ضرور منگانی چاہیے، کیونکہ یہ تو تمام صحیح تر کتب احادیث کا خلاصہ ہے اور کسی شخص مذہبی کی کوئی حدیث بھی اس میں نہیں چھوڑی گئی ہے اسمیں **۵۹۹۱** احادیث ہیں اور یہ لاکھوں احادیث کا مستند عطر ہے

بدقسمتی سے مشکوٰۃ شریف کے اس ترجمہ کے چھپوانے میں بہت لاگت آئی اور ایک بار کتابت شدہ ترجمہ تاخیر کی وجہ سے بیکار ہو گیا اور دوبارہ کتابت پر ۲۵۰ روپے خرچ ہو گئے اس لئے اس کی لاگت ڈھائی روپے ہو گئی، ابتدا میں جب پیشگی روپیہ لینے کا اعلان کیا تھا، تو لاگت کا اندازہ دو روپیہ کے قریب تھا۔ اس لئے بلا جلد کے لئے دو روپے اور مجلد کے ... منگائے تھے اور تقریباً ... سو صاحبوں نے پیشگی روپیہ بھیج دیا، جن کو کتابیں روانہ ہو رہی ہیں۔

چار سو کتابیں

صرف باقی رہتی ہیں، پیشگی لینے والوں سے پانچ سو جلد لئے گئے تھے اور چھپنے کے بعد اس کی چار روپے قیمت کا اعلان تھا۔ اور بقیہ چار سو کتابیں چار روپے میں ہی فروخت کرتا۔ لیکن کیا کروں کہ ترمذی کی کتابت بہت کافی ہو چکی ہے، اور جب مسلم شریف چھپ رہی ہے اس کے بعد ترمذی کا نمبر آئیگا، تو اس کی کتابت بھی ناکارہ ہو جائے گی اور بہت نقصان ہو جائے گا۔ اس لئے بہت ہی مجبور ہو کر اعلان کرتا ہوں۔ کہ جتنی کتابیں باقی ہیں یہ بھی مجلد ہوں ... روپیہ ... کے حساب سے دیدونگا جب تک کہ ترمذی شریف کے لئے کاغذ آ جائے پیشگی روپیہ بھیجنے والوں سے مستثنیٰ ہوں کہ وہ ان سے خفا نہ ہوں، ان کو اجر اخروی کا منتظر رہنا چاہئے۔ اگر ایسی سخت ضرورت نہ پڑتی تو یہ اعلان ہرگز نہ کرتا۔ بہت جلد بقیہ کتاب منگا لیجئے ورنہ پھر خدا جانے کب تک چھپے۔ مجلد چار ... محصول ڈاک ۱۴ ... ملنے کا پتہ دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس کوچہ چیلان دہلی

صحیح مسلم کامل

صحاح ستہ

میں بخاری شریف کے بعد صحیح مسلم کا درجہ ہے

اور خدا کے فضل سے اس کا ترجمہ بھی چھپنا شروع ہو گیا ہے اس کی دو جلدیں ہونگی۔ اس کے مترجم بھی مولانا فاضل علامہ سید ... دائم جلالی بخاری ہیں، جنہوں نے بخاری و مشکوٰۃ کا ترجمہ کیا ہے، اس لئے اس کا ترجمہ بھی بہت سلیس اور عام فہم ہے

بہت بڑا کام

کتب مقدسہ صحاح ستہ کا اردو ترجمہ چھاپنا بہت بڑا کام ہے اور مجھ جیسے بے مایہ کا خیال بھی اس کی تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا تھا ان کی کارسازی تھی کہ اس نے آپ جیسے مقدس حضرات کو میری مدد پر آمادہ کر دیا کہ بخاری شریف بھی چھپ گئی اور مشکوٰۃ شریف بھی اور اپنے کام بنانے والے پر بھروسہ ہے کہ وہ تیسری کتاب مسلم شریف بھی آپ کے ذریعہ چھپوا دے گا، اب تک یہ ہوتا رہا ہے کہ جو کتاب کی لاگت ہوتی تھی وہ پیشگی آپ سے لے لیتا تھا اور اسی سے چھپا کر آپ کو کتابیں بھیج دیتا تھا، یہ تو دینی کام تھا، میری محنت تھی آپ کا روپیہ خدا کی مدد اس کو پورا کرا دیتی تھی اب بھی یہی صورت ہے کہ آپ لوگ مدد فرمائیں تو مسلم شریف دو مہینے میں تیار ہو جائے

تین روپے

پیشگی بذریعہ منی آرڈر بھیج دیجئے تاکہ مسلم شریف جلدی سے چھپ جائے، مسلم شریف کی دونوں جلدیں تیرہ سو دو سو صفحات کی ہونگی۔ کاغذ بخاری جیسا ہی لگ رہا ہے لیکن تھوڑا تھوڑا منگوا رہا ہوں، اگر روپیہ کافی آ جائے اور بروقت ادا ہو جائے تو کفایت بھی ہو سکتی ہے اور سستا بھی مل سکتی ہے ایک ہزار جلدوں کے لئے پندرہ سو روپیہ کا کاغذ آئیگا اس لئے ۵ سو بھائی تین تین روپے بھیجدیں تو فوراً کام بن جائے

دینی نفع

تو یہ ہے کہ آپ کی وجہ سے جلد ترین حدیث کی کتاب چھپ جائے گی اور آپ سابقون الاولون میں ہونگے چونکہ آپ کے روپے سے یہ کتاب چھپے گی اس لئے آئندہ پڑھنے والوں کے ثواب میں بھی شرکت رہیگی

دنیاوی فائدہ

یہ ہے کہ موجودہ موصوفہ کی کتاب دو جلدوں میں اور مع اردو ترجمہ کی جلد جس کی قیمت چھ روپیہ سے کسی طرح کم نہیں ہو سکتی تیار ہونے کے بعد آپ کی تین روپوں میں مل جائے گی صرف محصول ڈاک بعد میں دینا ہوگا

وقت کا تعین

مشکل ہے، جس روز بھی کاغذ پورا ہو گیا اس کے دو ماہ بعد کتاب آپکے پاس پہنچ جائے گی، اور پیشگی روپیہ بھی کاغذ کے پورا ہونے تک ہے اس کے بعد روپیہ واپس ہو جائے گا۔

جلدی کیجئے

معلوم ہوتا ہے کہ آپکو اس کا یقین نہیں ہے کہ جتنی دیر بھی آپ روپیہ دینے میں سلسلہ میں لگا رہے گا برابر اس کا اجر آپ کو ملتا رہیگا۔ اور کتاب جب پہنچ جائیگی تو وہ سلسلہ ختم ہو جائیگا، اس لئے آپ بہت آخر میں روپیہ بھیجتے ہیں، یہ تو بالکل آسان بات ہے کہ جس کا روپیہ پہلے آئیگا وہ بعد میں روپیہ دینے والے سے زیادہ اجر کا حقدار مستحق ہے اس لئے جلدی روپیہ روانہ فرمایئے

عبدالحمید مدیر مولوی دہلی

وہ لوگ جو اپنے رسول کے صحیح اور سچے پیرو بننا چاہتے ہیں ان کو حدیث کی صحیح ترجمانی

صحیح بخاری شریف کا صحیح ترین اردو ترجمہ

مترجمہ حضرت مولانا مولوی سید دائم جلالی پروفیسر عربی اورنٹیل کالج (علوم شرقیہ) رام پور

یہ بخاری شریف کی ایک ایک حدیث کا ترجمہ ہے جس میں دس ہزار صحیح احادیث رسول ہیں

کتب مقدسہ اسلامی میں قرآن پاک کے بعد بخاری شریف کا درجہ ہے۔

یہی وہ کتاب ہے جس پر اوامر و نواہی اسلام کا مدار ہے اور یہی وہ کتاب ہے جس سے قوانین اسلامی تیار ہوتے ہیں اور یہی وہ کتاب ہے جس کی دس ہزار احادیث سب کی سب پرکھی ہوئی ہیں ایک بھی حدیث غلط یا موضوع نہیں ہے اس لیے یہ احادیث کی ان چھ مستند کتابوں میں جن کو پڑھ کر ہر مسلمان مستند مولوی ہوتا ہے سب سے بڑا درجہ بخاری شریف کا ہے اگر آپ قرآن شریف کا ترجمہ پڑھتے ہیں تو پھر اس کو پوری طرح سمجھنے کے لیے بخاری شریف کا ترجمہ بھی پڑھیے اس کے پڑھنے سے آپ کی معلومات مولویوں کے برابر ہو جائینگی بخاری شریف پڑھنے کے بعد آپ سنت رسول کے عامل بن جائیں گے اور آپکا رہنا سہنا چلنا پھرنا کھانا پینا سب عبادت ہو جائے گا کیونکہ بخاری شریف پڑھنے کے بعد یہ سب کچھ اتباع رسول میں ہوگا

بخاری شریف کامل اصل میں عربی کتاب ہے جس کا یہ لفظاً لفظاً ترجمہ اردو زبان میں کیا گیا ہے تاکہ اردو داں بھائی بھی اسلام کی اس اہم کتاب کا مطالعہ کر سکیں اور یہ ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اس کا ہدیہ آسان تر ہو، اور ہر بھائی اس کو خرید سکے، عربی بخاری کی قیمت عام طور سے بیس روپے ہے اور جس دکاندار سے چاہیں دریافت فرمالیں اور یہ بھی سب جانتے ہونگے کہ ہر کتاب کا ترجمہ اس سے زیادہ جگہ میں آتا ہے اسی لیے اس کا ترجمہ ۲ ہزار صفحات میں آیا ہے، نہایت اعلیٰ درجہ کا کاغذ لگایا گیا ہے۔ تین جلدیں ہیں اور تینوں جلدیں مجلد چرمی ہیں، اس حالت میں اس کا ہدیہ عربی کتاب سے بڑھ جانا چاہیے تھا لیکن حمیدیہ پریس کی یہ خصوصیت اظہر من الشمس ہے، کہ وہ قرآن شریف و احادیث تقریباً بالاگت پر دیتا ہے اس لیے آپ تعجب سے پڑھیں گے، کہ اس مجلد ترجمہ کا ہدیہ صرف **سات روپے** ہے محصولڈاک ؏

بخاری شریف کامل اردو کے اشتہارات آپ نے اور بھی پڑھے ہونگے جن میں بیشتر لاہور کی مطبوعہ ہیں، لیکن وہ کامل بخاری نہیں ہیں بعض تجرید ہیں بعض تلخیص ہیں، بعض زبدۃ البخاری ہیں، لیکن ابھی تک اردو میں ایسی کوئی بخاری نہیں ہے جو الف سے ی تک پوری بخاری کا ترجمہ ہو اور لطف یہ ہے کہ ان ملخصات کے ترجمے بھی پانچ روپے سے کم نہیں ہیں، الا ماشاء اللہ اسی امتیاز کی وجہ سے یہ پوری بخاری کا ترجمہ ہے اور یہی کامل بخاری ہے اس کا نام

بڑی بخاری رکھا گیا ہے اور وہ لوگ جو پوری بخاری شریف منگانا چاہتے ہیں وہ یہی بخاری منگائیں اور یہ نوٹ کرلیں کہ یہ تین جلدوں میں ہے پہلی جلد مجلد چرمی ۲۴۴ صفحہ کی ہے اسمیں ۳۰۵۳ حدیثیں ہیں اور دوسری جلد چرمی ۸۰۸ صفحہ کی ہے اور اسمیں ۳۲۱۴ حدیثیں ہیں اور تیسری جلد مجلد چرمی ۵۶۸ صفحہ کی ہے اور اسمیں ۲۵۱۰ حدیثیں ہیں، کاغذ مولوی کے ٹائیٹل جیسا ہے وزن تین سیر ہے محصول ڈاک لگتا ہے، جو قیمت سے علاوہ ہے نمونہ کاغذ کا نمونہ دیکھیں تو مولوی کے ٹائیٹل جیسا، ترجمہ کا نمونہ دیکھنا چاہیں تو مولوی کے صفحات میں دیکھیے جو ہر ماہ باقساط مولوی میں شایع ہوتی ہے، جلد کا اندازہ ہر چرمی کی مجلد کتاب سے ہو سکتا ہے ہدیہ مجلد چرمی **سات روپے** محصول ڈاک ؏ کل آٹھ روپے دس آنے

صحیح مسلم بخاری کے بعد صحاح احادیث میں مسلم شریف کا درجہ ہے، آپ کے مولوی نے اس کو بھی چھپوانا شروع کر دیا ہے اور خدا کے فضل سے پہلی جلد چھپ رہی ہے مسلم شریف کی دو جلدیں ہیں، اس کو پورا کرنے کے لیے صاحب خیر حضرات کی اعانت درکار ہے جو صاحب مدد کر کے اس ثواب میں شامل ہونا چاہیں وہ تین روپے بذریعہ منی آرڈر پیشگی بھیج دیں طیار ہونے پر مسلم شریف کامل مجلدات کو انہی پیشگی روپوں میں مل جائے گی ورنہ طیار ہونے کے بعد اس کی قیمت پانچ روپے سے کم نہ ہوگی پیشگی روپیہ دینے میں چالیس فی صدی کا نفع ہے کاغذ کی رقم پوری ہوتے ہی پیشگی روپیہ لینا بند ہو جائے گا۔

مشکوٰۃ یہ انتخاب صحاح ستہ کے علاوہ اور بھی کتب احادیث کا صحیح انتخاب ہے اور یہ مصری مشکوٰۃ المصابیح کا اردو ترجمہ ہے آخر میں اسماء الرجال ہے جس میں ۰۰ محدثین و رواۃ کے حالات ہیں گیارہ سو صفحہ کی مجلد کتاب ہے مفصل اشتہار آپ پڑھ چکے ہونگے۔ خدا کے فضل سے چھپ کر طیار ہو گئی ہے عام طور سے مشکوٰۃ کے ترجمہ کی قیمت سات آٹھ روپے ہے لیکن حمیدیہ پریس نے اس کا ہدیہ مجلد چرمی صرف چار روپے رکھا ہے

بہت بڑی رعایت بخاری شریف کا ہدیہ سات روپیہ ہے مسلم شریف طیار ہونے پر پانچ روپے میں ملنے کی مشکوٰۃ شریف کا ہدیہ چار روپے ہے یہ تینوں کتابیں سولہ روپے کی ہوئیں، اگر آپ دس روپے بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں تو تینوں کتابیں دس روپے میں مل جائیں گی، محصولڈاک کا وی پی ہوگا۔ ان دس روپوں میں مشکوٰۃ بلا جلد ہوگی اگر مشکوٰۃ بھی مجلد لیں، تو محصولڈاک کے وی پی میں ؏ کا اضافہ ہو جائیگا۔
بخاری اور مشکوٰۃ شریف تو فوراً ارسال ہونگی اور مسلم جب چھپ جائیگی اسوقت بھیجدی جائے گی، بخاری شریف اور مشکوٰۃ کا محصولڈاک ؏ ہوتا ہے جسکا وی پی کر دیا جائے گا اور مسلم جب طیار ہوگی اسوقت صرف اس کے محصول کا وی پی ہوگا۔ منی آرڈر بنام عبدالحمید مدیر رسالہ مولوی دہلی کے نام روانہ فرمائیے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ

الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ

مِنْ اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ② وَاٰتَيْنَا مُوْسَى

الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ

دُوْنِيْ وَكِيْلًا ؕ ③ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

لئ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ص وَاٰتَيْنٰهُ

تحقیق قارون تھا قوم موسیٰ کی سے پس سرکشی کی اوپر ان کے اور دیا ہم نے اس کو

قارون موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے تھا یہ کثرت مال کی وجہ سے لوگوں کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا۔ اور اس کے مال کی کثرت یہ تھی کہ

مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ع

خزانوں سے اس قدر کنجیاں اس کی بھاری ہوتی تھیں ایک جماعت قوت والی پر

ہم نے اس کو اس قدر خزانے دیئے تھے کہ اس کی کنجیاں کئی کئی زور آور شخصوں کو گراں بار کر دیتی تھیں، جب اس کو اس کی برادری والوں نے

اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝

جس وقت کہا اس کو اس کی قوم نے مت خوش ہو تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا بہت خوش ہونے والوں کو

سمجھانے کے طور پر کہا کہ اس مال و حشمت پر اترا مت واقعی اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں فرماتا

ف قارون ہمیشہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف پہنچاتا رہتا تھا لیکن آپ قوم و قرابت کے سبب خیر خواہی کرتے رہتے تھے جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو قارون کو اپنا مال پیش کرنے کا خیال ہوا اور حساب لگایا کہ ہر ہزار دینار پر ایک دینار اس حساب سے ہی جب جوڑ لگایا۔ تو ہزاروں روپیہ ہوا اور مال کا ایک بڑا حصہ تھا اور قبضہ قارون سے نکلتا دکھائی دیا تو اس بدبخت بخیل کو وہ گوارا نہ ہو سکا، لیکن وعدہ خلافی کی صورت میں اپنی تمام قوم کے سامنے بدنام ہونے اور انگشت نما ہونے کا خطرہ تھا اس لئے اس نے اپنی تمام قوم کو اپنا طرفدار اور حضرت موسیٰ کو مخالف بنانا چاہا اور تمام بنی اسرائیل کو بلا کر کہا دیکھو بھی موسیٰ تمہارا مال و اسباب بنا چاہتے ہیں اور اس طرح کالا دھا کر چہ بنا لیں یہ قوم کی بات ہے۔ لہذا اب مشورہ کر لو اور کہو اب کیا کرنا چاہئے سب نے کہا حضور کی رائے سب سے غالب ہے ہم تعمیل کے لئے موجود ہیں، کہا کہ کسی فاحشہ عورت کو بل کی طمع دے کر تہمت زنا کرنا چاہئے کہ معاذ اللہ ان پر تہمت لگا دے مؤمن تمہارے دن حضرت موسیٰ وعظ فرما رہے تھے یا شریعت کے احکام سنا رہے تھے کہ جو کوئی چوری کرے گا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور جو کوئی شادی شدہ ہو کر زنا کرے گا اس کو سنگسار کیا جائے گا، اس پر قارون بولا کہ اگر تم سے ایسا فعل سرزد ہو تو کیا ہو، حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ میری بھی یہی سزا ہے قارون بولا کہ فلاں عورت سے تم نے زنا کیا ہے غرض تھوڑی دیر کے بعد وہ عورت بلائی گئی حضرت موسیٰ نے اس کو قسم دے کر فرمایا۔ کہ اے عورت اپنے پیدا کرنے والے کی قسم کھا کر کہہ کہ اصل واقعہ کیا ہے اس نے قارون کے سامنے

کتاب الاسلام

اسلامی معلومات کی اردو زبان میں سب سے بڑی کتاب ہے جس میں تمام مسائل کے علاوہ عقلی دلائل سے اسلام کو تمام مذاہب پر برتر ثابت کیا ہے یہ بہت اچھے کاغذ پر چھپی ہوئی ہے بارہ سو صفحہ کی مجلد کتاب ہے چھپی اور اس کی مقبولیت کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ ہر سال اس کا ایک اڈیشن ختم ہو جاتا ہے اور سند یہ ہے کہ سعود کے علاوہ ایک دیندار بادشاہ چترال نے بھی اردو زبان ہونے کے پسند فرمایا اور متعدد جلدیں اپنے کتب خانہ کے لئے منگائیں اور صوبہ سرحد میں ترجمہ کیا قیمت مجلد للعہ محصول ڈاک ۱۴

اسلامی مسائل

تین سو چالیس صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے امام محمد یوسف علیہ الرحمۃ اور حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان ترجمہ سلیس ہے یہ کتاب امام الفقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں اس میں طہارت نماز روزہ حج زکوۃ نکاح طلاق حقوق آداب معاشرت بیع وشری لباس شکار دیہاتی خیمہ ادنی زمین قانون زراعت تجارت کاریگری صنعت غرضکہ دنیا کی شعبہ حیات انسانی ہیں جس کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ ہو۔ قیمت مجلد پانچ روپے آنے محصول ڈاک ۸

بہشتی زیور کامل

مجلد چومی نہایت اعلی یہ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اس کے گیارہ حصے ہیں الف بے تے اور تجوید قاعدہ حصہ وضو طہارت اور نماز کے مسائل حصہ زکوۃ حج حصہ طلاق نکاح مہر دلی عدت وغیرہ حصہ معاملات حقوق معاشرت زوجین حصہ اصلاح باطن تہذیب اخلاق حصہ اصلاح رسوم مروجہ شادی وغیرہ حصہ نیک بیویوں کی حکایتیں حصہ ضروری اور مفید علاج حصہ دنیاوی ہدایتیں حصہ مردوں کے مخصوص مسائل یہ سب ایک جگہ مجلد میں ضخامت ۹۶۰ صفحے قیمت مجلد چار روپے محصول ڈاک عہ کل ۔/

مذہبی معلومات

تعجب ہے کہ ایسے لائق مذہب کے کار ہیں آپ کہ مسلمان کہتے ہیں لیکن اسلامی تعلیم سے قطعی واقف نہیں اور جب ان سے مذہب کی ناواقفیت کا سبب پوچھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ اردو میں کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جو ہم کو مطمئن کر سکے اور کہ سکے کہ ہم اس میں زیادہ سے زیادہ اسلامی معلومات حاصل کر سکیں ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ کتاب ضرور یات دین کا مطالعہ کریں جو تمام اسلامی تعلیم کی روح ہے جس میں صدہا مسائل مندرج ہیں جس کے مطالعہ سے آپ کی مذہبی معلومات سوائی جیسی ہو جائیں گی۔ قیمت صرف ۸ محصول ۶

نماز حنفی مدلل مکمل

یہ وہ مقبول عام نماز کی کتاب ہے جس کا لاکھوں کی تعداد میں اب تک شائع ہو چکی ہر ۲۳۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور نماز کی معلومات کے سلسلہ میں اس سے بڑی کتاب اب تک شائع نہیں ہوئی اس میں عید سے لیکر جنازہ کی نماز تک ہر قسم کے نماز کے حالات ہیں اور ہر ہر نماز کے صدہا مسائل ساتھ ساتھ درج ہیں جا بجا ترغیب کے لئے نظمیں اور صلحا و اکابرین سلف کی حکایتیں بھی ہیں غرضکہ جس مسلمان کے گھر میں یہ کتاب موجود ہو اس کو زمانہ کے کسی مسئلہ کے پوچھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ قیمت مجلد ڈیڑھ روپیہ عہ

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی مگر کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ مسلمانوں کی دینی مجلد نور سیم ہے جس کے پڑھنے سے نماز روزہ کی کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو غرضکہ نماز پڑھنے کا طریقہ بیان کی ہے یہ کتاب ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ سے واقف ہو جائیں گے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے یہ اڈیشن مصنف نے بعد نظر ثانی تصحیح کیا ہے ۷۵۰ صفحات قیمت مجلد دس آنے محصول ڈاک کل عہ

نماز کی پانچوں مجلد

یہ کتب بیرونی زمانہ کی ذہنیت اور مذہبی بیگانگی کو نظر رکھکر لکھوائی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں دو اڈیشن نکل جاتے ہیں

(۱) نماز کی حقیقت فلسفہ عجیب ترکیب سے ہے۔ (۲) ترغیب نماز اس میں نمازیوں اور بے نمازیوں کی جزائیں اور سزائیں (۳) نمازیوں کی کتاب اس میں نماز پڑھنے کی تمام ترکیب اور دعائیں ہیں۔ (۴) نمازیوں کی کہانیاں یہ کتاب پڑھکر نماز پڑھنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے (۵) نماز کے مسائل مجموعہ اس میں جمعہ کے تمام مسائل ترتیب وغیرہ ہیں پانچوں کی قیمت للعہ محصول ۷

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن باطن میں اس کے ہزاروں فوائد پنہاں ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائیں گے کہ نماز ایسی انسانوں کی ضروریات کو کس طرح پورا کرتی ہے اس مختصر سی کتاب میں ہر ضرورت کا فائدہ نماز درج ہے۔ در حقیقت ہرگز نماز ہی ہے جو انسان کو تنہا نماز ہی سے دینی اور دنیاوی فائدہ حاصل ہوتی ہے ایک جدید الخیال مصری عالم کی کتاب الصلوٰۃ کا اردو ترجمہ ہے ضخامت ۱۰۰ صفحات قیمت ۴ محصول ۶

دوزخ کا کھٹکا

برائیوں اور آزار رسانیوں کے وقت گو ضمیر انسانی ہر شخص کو ضرور ٹوکتا ہے۔ کہ دل کی سیاہی ضمیر کی جلا سے جب متاثر نہیں ہوتی۔ تو پھر معصیت میں گونہ سرور پیدا ہو جاتا ہے اور یہی انسانی ہلاکت کا پہلا زینہ ہے حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند دوزخ کا کھٹکا لکھکر ایسے ہی راہ گم گشتہ لوگوں کے لئے چراغ ہدایت پیش کیا ہے کہ اس کے پڑھنے کے بعد ایسا مسلمان جس کے دل میں ذرہ ایمان ہو، خدا کی نافرمانی کے گڑھے میں نہیں گر سکتا بہت ہی موثر کتاب ہے قیمت ایک روپیہ محصول ۴

جنت کی کنجی

نیکیوں کی تنویر اور حصول نعم جنت کا کوئی ذریعہ اگر ہو سکتا ہے تو یہ کتاب ہے جس کو حضرت مولانا احمد سعید صاحب اپنی شیریں موثر اور دلنشین انشاء میں قلم بند کیا ہے۔ اگر یہ بہت چھوٹی چھوٹی نیکیوں کا ایسا کیف انگیز بدلہ ملے اور یہ ہمارے علم میں ہی آ جائے تو کونسا ایسا مسلمان ہوگا جو سر تا سر حسنات نہ بن جائے۔ الحمد للہ کہ حکمۃ لوگ کے استغنا کو اس کتاب میں دیکھئے۔ کہ قدم قدم پر ہم نے امت محمدیہ کی رستگاری کی بنا ہرا ہی بنا دی ہیں۔ اور پھر مولانا کا بیان خود ایک ذریعہ نشوز بن جاتا ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۴

وعظ سعید

مجلد ۰۰ ۵ صفحہ کی یہ وعظ کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے اس میں ایک سو سات وعظ ہیں جس میں تمام امراض روحانی حرص حسد حب دنیا تکبر چوری تہمت بدگمانی بخل ظلم غصہ غیبت زنا بداخلت غرضکہ ترتیب تمام نقائص انسانی کے متعلق مواعظ درج ہیں نیز اسی طرح انعام الہی اور برکات ایزدی اخلاق حسنہ کے متعلق بھی بہت سے وعظ ہیں اگر اس کتاب کو منگا کر ہر ہفتہ اپنے محلہ یا قصبہ یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کر کے ایک ایک وعظ بیان کر دیا جائے تو بہت فائدہ ہو قیمت عہ

خیر المواعظ

وعظ کی سب سے بڑی کتاب ترجمہ اردو نزہۃ المجالس واعظوں کے لئے نہایت ہی کارآمد وعظ و نصیحت کی دوسری سب کتابوں کی بنیاد کہ ہو الی ہے اس کا ایک ایک بیان البسا بسیط اور مکمل ہے جس کو واعظ بہت عرصہ تک بلا تکلف بیان کر سکتا ہے باب یا فصل کا جس عنوان سے شروع کیا ہے اس کے اول بالعموم قرآن سے استدلال کر کے احادیث صحیح مع حوالہ کتب بیان کئے ہیں پھر صحابہ کرام تابعین و آثار اور سلف صالحین کی برکت کے حالات درج ہیں غرضکہ وعظ کے سلسلہ میں اردو زبان میں اس سے بہتر دوسری کتاب نہیں ۹ سو صفحات قیمت چار روپے

شرح مثنوی مولانا روم

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں کتاب ہے جو آج عالم تصوف کی جان ہو رہی ہے وہ گنجینہ معارف و حقیقت ہے جو معرفت پلاتی ہے یہی وہ کتاب ہے جس سے دنیائے تصوف مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے لیکن اس کے معانی کا سمجھنا آسان نہیں اس کتاب سے مستفید ہونے والوں کو اس کی ضرورت ہے فاضل مصنف نے اس کی شرح لکھی اور علماء و فضلاء کو اس کی ضرورت ہے غرض ہر قسم کے لوگوں کو ہر وقت اس کی ضرورت ہے۔ ضخامت .. صفحات قیمت مجلد پوری کتاب کی صرف ... محصول ڈاک دس آنے۔

مقالات غوث پاک

سیدنا غوث الاعظم کے ارشادات و مقالات کی اہمیت حضور کے معتقدین کے لئے جس قدر ہے اور جس قدر قابل تعلیم ہے اس کا تقاضا ہے کہ ان کی تعلیمات و ارشادات کو ہر مسلمان کے گھر تک پہنچایا جائے تاکہ حضور کی شخصیت کا اندازہ ہو سکے حضرت غوث پاک کے ملفوظات منگا کر پڑھئیے یہ ترجمہ اردو ترجمہ ہے غوث الاعظم کے معتقدین ہی کے لئے نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لئے سرمایہ دینداری ہے ہر وہ شخص جو اپنے قلب کو مصفا اور اخلاق سے آراستہ کرنا چاہتا ہے وہ اس کتاب کو پڑھ کر اپنے فوری انقلاب دیکھ سکتا ہے قیمت ۸ر محصول ڈاک ۶ر

سیرۃ نظامی

یعنی حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کی ابتدا سے انتہا تک مکمل سوانح عمری آپ کے والدین اور آپ کی پیدائش تعلیم و تربیت فقر و فاقہ فتوحات اور سخاوت و ایثار لنگر خانہ دیگر خاص پر شفقت و عنایات و تلقین و ارشاد نکات و ارادت و ادعیہ و عبادات وغیرہ کا مفصل بیان ہے نیز آپ کے اکابرین خلفاء اور تمام خواجگان چشت اور آپ کے ہم عہد شاہان دہلی کے حالات بھی شامل کئے گئے ہیں اور عمارات آستانہ شریف کا بھی مفصل حالات ہیں ۱۱۲ صفحات کی مجلد کتاب ہے۔ قیمت ۱۲ر

خواجہ معین الدین

ابتدا میں ملک الملک سلطان الاولیاء خواجہ معین الدین اجمیری کی سوانح عمری ہے اس کے بعد خواجہ کاکی کی تالیف ہے اور خواجہ اجمیری کے تعلقات کا تذکرہ پھر خواجہ کاکی کا روزنامچہ ہے جس میں خواجہ اجمیری کی مجالس شریف کے حالات قلمبند ہوئے ہیں یا یوں کہئے کہ خواجہ اجمیری کے عارفانہ مقامات ہیں اس میں عجیب عجیب حقائق خصوصاً عبادات کے متعلق تو ایسے ہیں کہ جن کو پڑھتے پڑھتے وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے بڑی موثر کتاب ہے اس کا اندازہ پڑھنے ہی کے بعد ہوگا۔ قیمت صرف ۶ر محصول ۶ر

نبیوں کے قصے

حضرت آدم سے لیکر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں اور جن کا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری ہے جو بالکل مستند احادیث سے منتخب ہے ۲۰۰ صفحوں کی مجلد کتاب ہے انبیاء کے حالات ظاہر ہے بڑے بڑے معارف سے پر ہوں گے سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر امتوں کے سخت ترین ریاضات کے مقابلہ میں امت محمدی کی ہلکی پھلکی اور اعلیٰ اجر سے عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے اعلیٰ ضخیم کتاب ہے اور بہت سی مجلد کتاب ہے قیمت صرف ۱۲ر محصول ڈاک ۸ر کل ۱؎

الفاروق

کیا اسلاف تھے اور کیا ہم ہیں جاننے والا فاروق میں کیا ہے اس میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مختصر حالات ہیں یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کا ثانی زمین پر پھر پیدا نہیں ہوا ان کے حالات کی غرض رہنمائی اور عمل پر عشق کرنے والوں کے لئے عمل فاروقی کے حالات پڑھو جب معلوم ہوگا کہ رسول کے پتے ہیں سایات سایات کے سرا ہیں ناواقف ذرا اس جلیل القدر صحابی کی شان ملاحظہ فرماؤ تو دیکھو بیت المقدس میں شاہانہ داخل شاہانہ ہے کہ کس طرح غلام سوار اور آقا پیادہ پا سب سے بڑے بادشاہ کے حالات پڑھو ۲۰ صفحے مجلد ۱۲ر

سچا شہادت نامہ

سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کی سب سے بڑی سب سے زیادہ مستند سب سے موثر صحیح کتاب ہے ایک واقعہ بھی غلط نہیں ہے ہر شہادت نامہ میں غلو محبت امام حسین میں غلط روایات نظر آتی ہیں مگر اس قدر نہ کہ ایک صفحہ بھی تاند شہادت کا بلا آنسو بہائے پڑھ لیں تو نام واپس لے لیجئے ہر موقع پر انیس کے مرثیے ساتھ لگا دیئے ہیں اور تقریباً ہزاروں شعار تو صرف میر انیس کے ہیں ضخامت چار سو صفحات ایسا شہادت نامہ آپ کی نگاہ سے نہ گذرا ہوگا۔ قیمت مجلد ۱؎ محصول ڈاک آٹھ آنے کل ۱؎

ابوذر غفاری

عاشق رسول کی کہانی عاشق رسول کی زبانی حضرت ابوذر غفاری کے حالات سے کون عاشق رسول ہے جو مطلع نہیں ہو تاکہ یہ جلیل القدر صحابی کی سوانح عمری ہے جس کے ناز رسول کریم نے اٹھائے اور جس کو حضرت عثمان کے زمانہ میں گوشہ نشینی ملی ۹۰ صفحہ کی کتاب ہے اور موصوف کی زندگی کے جزئیات کو قلمبند کیا ہے اردو زبان میں سب سے موثر اور بے نظیر سوانح عمری ہے اور تاریخ اسلام کا ایک عجیب ٹکڑا ہے قیمت صرف چھ آنے محصول ڈاک ۶ر کل ۱۲ر

یہ کتب جید برقی پریس دہلی سے منگائیے

مناجات مقبول

مترجمہ مولانا اشرف علی صاحب دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی اور نظم میں بہت موثر مناجاتیں میں مانگنے کے طریقے اور اولیائے عظام کی تہ بہ تہ دعاؤں کی حکایتیں پھر قرآن شریف سے سات دن کی اور اولیائے کرام کی مجرب دعائیں جن کو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے پھر استعاذہ منزل پھر دعا بعد استعادہ شجرہ اور اولیاء نظم مترجم درود شریف منظوم مترجمہ مولوی اشرف علی صاحب بڑی موثر انداز میں بیان کی گئی ہے لاکھوں مسلمانوں کا معمول ہے قیمت فی جلد ۶ر محصول ڈاک ۶ر کل ۱۲ر

جواہر القرآن

قرآن کریم وہ نعمت ہے جس سے امراض روحانی کو شفا ہوتی ہے قرآن شریف سے بڑھکر کوئی وظیفہ نہیں اور حوائج دینی و دنیوی کے حصول کیلئے اس سے بڑھکر کوئی ذریعہ نہیں علمائے صالحین نے اس بحر ذخار میں غواصی کر کے جواہر القرآن کی استخراج کیا ہے اور رفع حاجت کے لئے اس کے پڑھنے کا یہ طریقہ فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن سے شروع کرے جمعہ کیلئے تحمیدات قرآنی میں ہفتہ کے استغفار اتوار کو تسبیحات پیر کو آیات توکل منگل کیلئے تہلیل بدھ کیلئے تحلیلات جمعرات کیلئے دعوات مجلد کتاب ہے ضخامت ۱۷۶ صفحات قیمت ۶ر

چوب قلم بارہ سورہ

یہ بہت ہی جلی قلم بارہ سورہ ہے اس میں ذیل سورتیں ہیں اور پورا مجموعہ مترجم اور حاشیہ شدہ ہے سورہ یاسین سورہ فتح سورہ مزمل سورۃ النساء سورہ رحمن سورہ واقعہ سورہ نوح سورہ کہف سورہ تغابن سورہ ملک معہ خواص اسلمت ہیکل شش قفل دعائے امن تعویذ نظر دعائے گنج العرش نلکشین دعائے تب دعائے امن دعائے گنج العرش کامل ضخامت ۲۹۰ صفحات بہت معتبر ہے جس سے ہزارہا بیمہ ہوتا ہے تقطیع موری سے نصف فی صفحہ ۷ سطر حاشیہ شدہ ۱ یہ مجلد صرف چھ آنے محصول ڈاک ۷ر

مجموعہ اعمال قرآنی

آیات قرآنی مفردات لاثانی از علامہ حضرت علامہ اشرف علی صاحب حضرت مولانا کے تبحر علمی اور واقفیت اسرار ربانی سے کون واقف نہیں آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو یکجا کیا ہے اور دنیا دینی ضروریات میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو امراض کی شفا ہے بلیات کی دافع ہے مقدمات کی جیت ہے کشائش رزق ہو جب کے بیٹے ہیں تیر کے نقش ہیں ۱۹۰ صفحہ کی کتاب ہے مجلد ہے کاغذ اعلیٰ ہے اصلی قیمت ۱۲ر اب رعایتی ۶ر محصول ۶ر کل ۱۲ر

قرآنی دعائیں موثر

آپ کی دعا کیوں قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپ کی ہر دعا قبول ہو اگر آپ بے اولاد ہیں تو صاحب اولاد بن جائینگے مفلس ہیں تو زر دار ہو جائینگے بیمار ہیں تو تندرست ہو جائینگے غرضکہ ہر طرح کی قرآنی دعائیں ہیں کیونکہ اس میں طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت سی مجرب دعائیں بہت ہی موثر ہیں دو موثر کتاب ہے قیمت صرف آٹھ آنے محصول ۲/ر

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ دل کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو خادم کا ہو بیوی کا ہو حاکم ہو حکوم کا ہو دوست کا آشنا کا ہو چھوٹے کا بڑے کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں اگر آپ اس پر قابو پا سکیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اس میں لکھا ہے اس کے عامل ہو جائیں احباب کا مسخر کرنا زن و مرد کا مطیع کرنا آقا کا افسر پر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا منفصل کرانا اس کتاب کے آدمی کے لئے معمولی بات ہو ایک نہایت دلچسپ عجیب و غریب کتاب ہے ہزار ہا فروخت ہو چکی ہے قیمت ۸/ر محصول ۵/ر

دوائیں دعائیں

فقط تعویذ اور گنڈے سے اس قسم کا فائدہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ بیرونی علاج سے مرض دفع نہ کیا جائے اس کی مثال ایسی ہے کہ بچہ ہونے کے لئے آپ بیوی کو تعویذ کرو دیں لیکن بغیر فرج کے یہ تعویذ بیکار رہتا اگر کچھ نقص ہے تو کیونکر عمل بیکار جائے سب بے نیاز ہو جائے بیمار ان لوگوں کے لئے جو فقط دعاؤں کے قائل ہیں دعاؤں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے بلا کتاب میں عیار کی گئی ہیں اس کے دونوں حصے ہیں جو دو ماہران فن کے تیار کردہ ہیں بہت مفید کتاب ہیں قیمت ہر دو آٹھ آنے محصولڈاک ۲/ر کل ۱۰/ر

اوراد و ظائف

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت جب ہی ناامیدی ہو جاتی ہے اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و ظائف ہے یہی انسانی تسکین کا آخری ذریعہ ہے جس سے وہ ظاہر ہوتی ہے جس میں مجبور انسان ان لطیف نشانوں سے ایک طاقتیں ہونے ہیں اور کرامات الٰہی اوراد و ظائف میں مضمر ہے ان میں بڑی تصنیف مخدوم جہانیاں کا وظائف ہے کیونکہ یہ بہت نایاب ہیں اور مخدوم نے جہاں گشت کر کے لکھے ہیں قیمت ۸/ر محصول ۲/ر

بیویاں اور رانیاں

یہ تاریخ اسلام ہند کی سب سے نگار کتاب ہے اس میں سب سے زیادہ شاہی بیگمات کے حالات ہیں جو ہندوستان میں گزرے ہیں زندگی تحقیق ان ہندو رانیوں کے حالات بہت دلچسپ ہیں جو شاہی زنانوں میں پیش ہوئیں یہ کتاب اس لئے اور بھی دلچسپ ہے کہ علاوہ سوانح اور حالات کے چند جگہ عشق و محبت کی کرشمہ کاریاں بھی اس میں نمایاں ہیں اور وہ حالات بہت ہی دلچسپ ہیں ضخامت ۲۰۰ صفحات ایک نگینی عبارت کے باوجود قیمت صرف دس آنے محصولڈاک ۲/ر کل ۱۲/ر

مبلغ اسلام دو عورتیں

خالدہ خانم وہ عورت جس نے پچاس آریہ اپدیشک اور رودوادیوں سے مناظرہ کر کے اسلام کی سچائی کو ثابت کیا اور پورے جلسہ میں بڑے زور شور سے شکست دی قیمت ۱۰/ر

سادتری ایک ہندو خاتون کا قبول اسلام اور اس دھڑلے سے قبول اسلام کیا کہ دھوم مچ گئی اور پھر اس خاتون نے اسلام کی وہ خدمت کی جو ہنر کے مسلمانوں سے نہ ہو سکی قیمت ۱۰/ر پہلے ان دونوں کی قیمت سوا روپیہ تھی اب ایک روپیہ ہے عہ/ر محصول ڈاک ۲/ر کل ۱۲/ر

صابر بیبیاں

مولف آثار سعید حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کی تازہ تصنیف ہے مولف ممدوح نے اس کتاب کے لکھنے سے عورتوں پر بڑا احسان کیا ہے آجکل کی عورتیں بہت بے صبر ہیں اور اسی وجہ سے ان کی تمام زندگی بہت بے چین گزرتی ہے اس میں حضرت آسیہ حضرت مریم اور ام المومنین کے علاوہ صد ہا اولیہ خواتین کے صبر کے حالات ہیں اس سے نہ صرف حکایتوں کا لطف ملتا ہے بلکہ بہت سے مسائل عورتوں کو معلوم ہو جاتے ہیں ہر خانگی بیوی کو یہ کتاب پڑھا دیا جائے تو اس کے گھر کی بہت سی خامیاں دور ہو جائیں ۲۰۰ صفحات قیمت ۱۲/ر

اندلس کی شہزادی

جب مسلمانوں کی خانہ جنگیوں نے اندلس کی حکومت کی تاب چھین لیا اور عیسائیوں نے تھپیا لیا اس قصہ میں ان کا کیریکٹر تھا وہ اپنے دین سے دغا نہیں کرتے تھے اور جبکہ ایک دوسری عیسائی سلطنت نے اس پر حملہ کیا تو اپنے دین عزیز کی خاطر ملکہ پر جان قربان کر دی جہاں عیسائی سپہ سالار دم چراتے تھے وہاں ایک جرنیل نے ملکہ اندلس کی جان بچائی تاریخی افسانہ پر دلچسپ لٹریچر ہے کیونکہ مولانا راشد الخیری مدظلہ کی بہترین تصنیف ہے قیمت صرف آٹھ آنے محصولڈاک ۲/ر کل ۱۰/ر

چار تعلیم نسواں مجلد

عورتوں اور بچیوں کے لئے بے نظیر اخلاقی اور مذہبی سیٹ (۱) اسوہ پاک کی مستقیم روشنی میں ہر منظر حالات مقدس عورتیں مشہور خواتین ۲۰ صفحات ۲۔ الحقہ احسانات نبیوں کی مقدس عادات اور کارنامے عورتوں کی خصوصیات مذہبی ۴۰ صفحے ۳۔ ایمان اسلام قرآن موسم کے حالات زمین آسمان کی چیزیں اور اخلاقی سبق ۴۰ صفحے۔ ۴۔ تعلیم طریقہ زندگی لباس زیور بہا غذا اور دیانت صحابیات کا طریق زندگی یہ چاروں کتابیں ۵۶ صفحات کی ہیں اور ایک جگہ مجلد ہیں قیمت دس آنے محصول ۲/ر کل ۱۲/ر

پانچ مقدس ہستیاں

۱۔ سراج الانبیاء یعنی رسول کریم کی سوانح عمری آسان زبان میں عجب انداز بیان میں ۹۲ صفحے۔ ۲۔ صدیق الرسول رفیق رسول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کے حالات نہایت دلچسپ ۴۰ صفحے۔ ۳۔ فاروق الاسلام حضرت عمر فاروق کی صحیح زندگی کے حالات عورتوں اور بچوں کی سمجھ کے موافق ۴۔ جامع القرآن عورتوں اور بچوں کی ذہنیت کو ملحوظ رکھکر حضرت عثمان کے حالات لکھے ہیں۔ ۵۔ سرتاج زہرا حضرت علی اور حضرت فاطمہ جنت کے حالات ان میاں بیوی کے تعلقات یہ پانچوں کتابیں ایک جگہ مجلد ہیں قیمت ۱۲/ر

سات اخلاقی کتابیں

اس میں حسب ذیل سات اخلاقی کتابیں ہیں اور ہر کتاب عورتوں کے لئے بہترین استانی ہے۔ تحفۃ المستورات عورتوں کی مذہبی معلومات اور بچیوں کو ادب سکھانے کے مضامین۔ انتظام خانہ داری مضمون نام سے ظاہر ہے کھانا پکانا۔ سینا پرونا سے لیکر بڑے کھانے کی ہنر آموزی تک ہائی سلائی رنگائی کی کتاب لیڈی ڈاکٹر اس میں مختلف امراض کے علاج اخلاقی گیت مضمون نام سے ظاہر ہے کوئی کتاب علیحدہ نہیں ملیگی سب یکجا مجلد ہیں ۲۸۴ صفحات قیمت صرف ۱۲/ر محصول ۴/ر

مکمل باورچی خانہ مجلد

کھانا پکانے کی سب سے عمدہ کتاب دو سو صفحے کی ضخامت جس میں پندرہ وضع کی روٹیاں تین قسم کے سالن ۲۱ وضع کے پلاؤ ہر قسم کی مٹھائی کو پچاس قسم کی ترکاریاں بیسوں وضع کے اچار مربے چٹنیاں اور تقریباً ۲۰ وضع کے انگریزی کھانے اس کے علاوہ اکثر ایسے اطریفل اثر دوا دارے وغیرہ جن کی ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے اور بیمار و تکے کھانے ہر مذہب کے لحاظ سے قیمت مجلد بارہ آنے ہے کھانا پکانے کی ہر کتاب سے ممتاز ہے اور بہترین کارآمد ہے۔ قیمت ۱۲/ر محصولڈاک ۸/ر کل ۱/ر

عورت بالتصویر

چہرہ کی بجوں پر حسن کی رعنائی دیکھنے سے پہلے مگر ناز کے تمام پوشیدہ رازوں کی واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب عورت کی نوادرات زندگی کا کل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضاء جسم عورت کی لذات عورت کی ترتیب عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات ایسی نہیں ہے جو اس کتاب میں نہ ہو اس کتاب میں بہت سی عجیب رنگین فوٹو بلاک اور قلمی تصویریں ہیں بہت مقبول کتاب ہے اور ہاتھوں ہاتھ بک رہی ہے۔

قیمت دو روپے۔ محصول ڈاک ۸ ر

شب نامچہ عروسی

ایک مست شباب دوشیزہ کا شب نامچہ ہے اور سہاگ کی حیدر راتوں کا وہ سرشار اور کیف انگیز الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ پڑھتے پڑھتے سسکیاں بھرنے لگتے ہیں یہ صرف جذبات افزا الفاظ کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ از دواجی مسرتوں کے پوشیدہ رازوں کی کتاب میں بیان ہیں نہایت دلچسپ اور صنفی معلومات سے پر دنیا بھر کی کوئی کتاب جو شب نامچہ عروسی میں بیان کے پرکیف گھونٹوں کے ساتھ ساتھ گیارہ عکسی فوٹو بھی ہیں تاکہ دل و دماغ کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی پرکیف ہوں

قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۶ ر

کیف مواصلت

دنیا کے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی چیز ایک مرد اور جوان مرد کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیف افزا سرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا مدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہونگی صرف قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے کر کے چل بستے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گزار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو مسرت کی دنیا عالم سے ممتاز ہو یہ کتاب مواصلت کے گر بتاتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ محصول ۷ ر

بہار شباب

صنفی کتابوں میں جس اسلوب بیان کو اختیار کیا ہے وہ جذبات کی ہیجانی ہے یہ چیز مطالعہ کرنے کے لئے خواہ کتنی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن اصل فائدہ اس مذاکرہ کے ماتحت ہے جس کے ماتحت ہر کوئی انسان جوانی دیوانی کو قابو میں لکھ جاتا ہے کہ بالذات قائم ہو جائے بہار شباب میں یہی خاص ہے جوانی کی کیف انگیزی اور اس کے دوام کرنے کے لئے بڑے بڑے مجرب طریقے قاعدے لکھے مطالبات حفظ ما تقدم کی ہزار ہا باتیں اور عورتوں کی اندرونی کیفیات کو مردوں پر آئینہ کر دیا ہے معشوق حسن ولی ہوتی ہیں۔ قیمت عہ محصول ۷ ر

دوشیزہ بالتصویر

عورت سے لطف حاصل کرنا ہو تو یہ کتاب منگوائیے ہندوستان کے کوک شاستر ایک طرف اور یہ ایک طرف یہ صرف مطالعہ کی عیاشی ہی کیلئے نہیں بلکہ اس درجہ مفید کتاب ہے جس میں عورت اور اس کے جذبات آئینہ ہیں عورت کی پوشیدہ اندام کی کیفیات وحیات اور رنگین تصویریں اس کو مدد دینے کے صدہا عجیب طریقے اس کتاب میں ہیں صدہا فوٹو اندرونی اور بیرونی حصہ جسم کے ہیں بڑی عجیب غریب کتاب ہے بار بار چھپی ہے اور فروخت ہو کر اب پھر طبار ہوئی ہے۔ قیمت مع مجلد تین روپے محصول ڈاک ۹ ر

کشمیری کوک شاستر

یعنی تجربات پر عمل بینا بالتصویر یہ کتاب جس میں ہم کو بوعلی سینا کے مقدار اور مجرب نسخے جن کی مدت سے لوگ تلاش میں تھے بہت ہی تلاش جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں اگر آپ چاہتے ہوں کہ آپ اپنے فریق ثانی پر لطف و مسرت کی زندگانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کا مطالعہ کیجئے اور اس پر عمل کیجئے بہت سی تصویریں بھی ہیں۔ قیمت عہ محصول ڈاک ۷ ر

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہوں کے لئے تھا وہ اب عام ہے اس کتاب میں بوعلی الشیخ نے لذت کے سرچشمہ عورت کے ایسے انداز پیش کیا ہے کہ وہ لذتیں جا لگتی ہیں آدمی کے ذہن میں عورتیں کبھی ہیں شاید وہ اس کے پاس تک بھی نہ ہوں اور اسا منقش لے عورت اور وہ اس میں سو لذت ہی لذت ثابت ہو اور اسی طرح مرد کی قوت نہانی کو مزید طاقتور کرنے کے نسخے اور ہزاروں گر بتائے ہیں اور سی علاج کے سلسلہ میں حکایات و غیرہ جو بیان ہوئی ہیں وہ ہزاروں معجونوں اور صدہا دواؤں سے زیادہ مقوی ہیں

قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۸ ر

سولہ مہ جبین

دلہنوں کی کانفرنس اور سہاگ کی راتوں پر ترا کا جیتا جاگتا تبصرہ جوانی دیوانی بیباکیوں کی تصویریں اور حسن عالم آشوب کے متحرک مرقع اب بھی کہہ رہی ہوں گی تو اس میں کس قدر شوخی ہوگی پھر لطف یہ کہ یہ مطالعہ کی عیاشی نہیں ہے بلکہ ہر فقرہ کام کا اور ہر تقریر عبرت خیز ہے صنفی کتابوں میں اس کتاب کا درجہ اس لئے بلند ہے کہ اس میں عورتوں کی زبان سے ان کے دلی مدعا کا اظہار ہے اور عورتوں کے افسانہ نقرے میں جو جاذبیت ہوتی ہے وہ اس کتاب میں مکمل ہے ۱۲۸ صفحات قیمت صرف ۸ ر

طلوع شباب

دوشیزہ جب جوانی پر آتی ہے تو اس کے جذبات کا اندازہ اس کتاب سے ہوگا اس میں وہ وہ عجیب باتیں ہیں کہ آپ عورت کی حیات معلوم کر کے ششدر رہ جائینگے ایک نوجوان جب شادی کی منزل میں قدم رکھے تو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اگر وہ دوشیزہ کے اندرونی جذبات سے آگاہ ہو کر اس باغ حسن کی خوشہ چینی کرے گا تو پھر یہ اجتماع لذت دونوں کو ایک دوسرے کا بنادے گی یہ ایسی وابستگی ہوگی جو دانت ٹوٹنے اور کمر جھکنے تک متزلزل نہ ہوگی

قیمت سے ۱۲ ر محصول ۶ ر

صحت النساء

عورت جہاں مطلب میں مردوں کے لئے لذت کے خزانہ پوشیدہ رکھتی ہیں اور ان حظ لذت کا آلہ کار بنتی ہوا اس کا کچھ بھی معلوم دوسروں کو نہیں ملتا مردوں کی ہوسناکی عورت کی اندرونی کالیف کی پیدا ہی نہیں کرتی اور بیویوں کی حیا اکثر اوقات ذرا سی خرابی کو لاعلاج کر کے بعض جان کی بازی لگادیتی ہے صحت النساء وہ کتاب ہے جو عورتوں کو امراض مخصوصہ کے نہ صرف علاج بتاتی ہے بلکہ اگر مرد و عورت اس کا مطالعہ کر کے اس کی ہدایات ذہن نشین کر لیں تو بڑے مرض سے سابقہ ہی نہ پڑے۔ قیمت رعایتی ۸ محصول

محبت کے پیغام

عاشق و معشوق کے خطوط یہ شراب محبت میں ڈوبی ہوئی کتاب ان دلچسپ اور محبت سے لبریز خطوط کا لکھنا سکھاتی ہے جو سچے عاشق میاں بیوی کے جذبات لطیف کو قرطاس پر لاتے ہیں اور دیکھا دلچسپ کہ ہے ہر ایک خط دلچسپ افسانہ کی طرح دلچسپ اور محبت سے لبریز ہے ہر خط میں محبت کی داستان پوشیدہ ہے اور نوبلاک کی دیدہ زیب تصاویر بھی ہیں وہ مقبول کتاب ہے جس کی معانی آفرینی اور سحر نگارش نے ہزاروں بچھڑے ہوئے خاوند بیوی کے دل جوڑ دیتے ہیں

قیمت ۸ محصول ڈاک ۶ ر کل ۱۴ ر

افشائے راز پنہاں

اردو زبان میں سب سے پہلی کتاب اور ایسی عجیب غریب ہے کہ آپنے اس دلچسپ موضوع پر کوئی کتاب سنی بھی نہ ہوگی۔

اس میں دو ہزار دو سو کنوارکا اور بیاہی عورتوں کی نفسانی خواہشات کے حالات خود ان کی قلم سے لکھے ہوئے امریکہ کی ایک مشہور عورت نے یکجا کر کے کتابی صورت میں شائع کئے اور امریکہ میں ایک تہلکہ مچا ہوا ہے۔ اس کا ترجمہ بھی ہو گیا ہے ضبط ہو جانے کا بھی خطرہ ہے یہ لوگوں کے مطالعہ میں جا سکے ہر وقت شائع ہونے کا خطرہ ہے اس لئے جلد منگا لیجیے۔

قیمت عہ محصول ڈاک ۷ ر

مولوی علی رضا ... نمبر ۱۸۶ ستمبر

ہمالیہ پہاڑ جہاں پر سونے چاندی اور لوہے کی کانیں ہوتی ہیں وہاں ان است کا

لیکر عنایت پروردگار سے سلاجیت پیدا ہوتا ہے ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے عرصہ دراز

سے منگا کر طب ... کے طریقہ سے صاف کرتے ہیں جو کہ ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے اور جس کے ہمراہ سارٹیفکیٹ

اصلی سلاجیت

بہت زیادہ فائدہ ... ہمیشہ ... بیماریوں کو دور کرنے والی تمام اقسام کے جریان سلسل بول کو دور کرنے والی تمام ...

حکیم وید ڈاکٹروں نے متفق ہو کر تجربہ کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا بھر کی ادویات میں شدہ سلاجیت کی برابر ہر قسم کے جریان کو دفع کر کے طاقت دینے والی دوا نہیں جس کے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بن جاتے ہیں، دو چار خوراک سے ہی فائدہ نظر آتا ہے اس سے سستی اور کمزوری یکایک غائب ہے، کچھ دن استعمال کرنے سے ہر قسم کی دھات جریان کمزوری خواب میں احتلام ہونا نطفہ پتلا ہونا پیشاب کے ساتھ دھات کا آنا پیشاب میں شکر کا جانا پیشاب آنا مثانہ کی کمزوری نامردی ناطاقتی ہر قسم کے درد کمر کا درد دماغی کمزوریاں سر کا چکرانا پاگل پن مرگی وغیرہ ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتے ہیں پتلی دھات کو طاقتور بناتا ہے، اس کے استعمال سے نیا خون پیدا ہوتا ہے، دل و دماغ اور جسم میں طاقت اور آنکھوں میں روشنی بدن میں پھرتی اور چستی آجاتی ہے ایک ہی خوراک میں پیشاب کی جلن کرک پیلی رنگت دور ہو جاتی ہے سات دن کے استعمال سے پرانے سے پرانے سوزاک کو آرام ہو جاتا ہے ایسے ہی بادی بواسیر کو دور کر دیتا ہے، ہر قسم کے ریاحی درد ہاتھ پاؤں، کمر پسلی کا درد، پرانی چوٹ کا درد یعنی جسم کی ہر چوٹ کو اور ورم نزلہ کھانسی زکام اور کف تر دمہ بدن پتلا پڑنا، پیٹ اور سانس کی بیماری کو دور کرنے کی خاص طاقت اور خاص اثر رکھتا ہے،

اس کے اوصاف یونانی و مصری طب و حکمت کی بڑی بڑی کتابوں میں لکھے ہیں، دنیا کی کوئی بیماری نہیں جس کو سلاجیت سے نفع نہ پہنچے یہ عورتوں اور پیشاب کے ساتھ سفیدی آنے کو دور کرنے کی خاص دوا ہے،

ہر سال جو شخص کم سے کم ہماری سلاجیت کو ایک ماہ میں پانچ تولہ کھاتا رہے اور بچوں کو بھی کھلاتا رہے، تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچکر موٹا تازہ تندرست اور عمر بھی زیادہ ہوگی، ترکیب استعمال چھ زبانوں میں چھپی ہوئی ہے جو بلا قیمت بھیجی جاتی ہے اور قیمت بھی بغرض فائدہ عام و خاص بہت کم رکھی گئی ہے

قیمت ۵ تولہ	دس تولہ	بیس تولے	چالیس تولے	ایک سیر
سوا دو روپے ۲/۴	سوا چار روپے ۴/۴	آٹھ روپے (۸)	ساڑھے پندرہ روپے	تیس روپے ...

پتہ: ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور

Manager Himalaya Depo
Hardwar (Saharanpur)

تصدیق

ہماری سلاجیت کی صداقت میں کیر دیو بندی ... سند یافتہ جناب مفتی مولانا سید قاسم ... ازہری الم و صدر انجمن طلبا مراد آباد فرماتے ہیں، آپ کا سلاجیت میں نے ذاتی طور پر بھی استعمال کیا نیز اکثر مریضوں کو استعمال کرایا، بڑی مسرت کے ساتھ منیجر ہمالیہ ڈپو ہردوار کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کا صاف شدہ سلاجیت فی الواقعہ بہت مفید اور بہتر چیز ہے، جریان سوزاک قلت الما اور قلت الریح ... میں پانی آ جانا اور ریح الکلیہ غرضکہ امراض مثانہ کے لئے بہترین چیز ہے،